جدید تدوین و تہذیب کے ساتھ

قرآنِ حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

اردو

جلد اوّل

مفسرِ اعظم ترجمانُ القرآن حضرت

عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مع کتاب

لباب النقول فی اسباب النزول

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد اوّل

مفسرِ اعظم ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۸ھ

مؤلف

ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ھ

مع کتاب

''لباب النقول فی اسباب النزول'' از علامہ جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ قرآن حکیم حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر و مقدمہ

مولانا پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف

فاضل وفاق المدارس و جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات، اردو، پنجاب یونیورسٹی لاہور

استاد شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

مکی دارالکتب

37۔ مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان

تفسیر ابن عباسؓ	:	جلد اوّل
مؤلف	:	ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ
مترجم	:	مولانا پروفیسر محمد سعید احمد عاطف
اشاعت	:	2009ء
کمپیوٹر ورک	:	طاہر مقصود
مطبع	:	علی فرید پرنٹرز، لاہور
ناشر	:	مکی دار الکتب، 37 مزنگ روڈ، لاہور

اہتمام : محمد عباس شاد

042-7239138,0300-9426395,0321-9426395

E-mail:m_d7868@yahoo.com

www.ahlehaq.org

فہرست تمہیدی مضامین

تفسیر ابن عباس جلد اوّل

ترتیب تفسیر ابن عباسؓ اُردو جلد اوّل

نقشِ اول

قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جو انسانی اجتماعیات کے لیے قیامت تک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے قرآنی تعلیمات پر نہ صرف ایک جماعت قائم کی بلکہ ایک زندہ و تابندہ سوسائٹی بھی قائم کر کے دکھائی۔ جس نے انسانی ترقی کا ایک ایسا منصفانہ نظامِ زندگی فراہم کیا جس سے آج کا انسان بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ آج کے فکری انتشار میں قرآن حکیم کو سیرتِ رسول ؐ، سیرتِ صحابہؓ اور قرونِ اولیٰ کی اجتماعی زندگی کی روشنی میں سمجھنا بہت ضروری ہو گیا ہے تاکہ ہم آج کے مادہ پرستی اور خود فرضانہ ماحول کے پھیلائے ہوئے پراپیگنڈے سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے لیے ہمارے پاس سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ذریعہ جماعتِ صحابہؓ ہے جو اعلانِ خداوندی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی حامل اور رسول ﷺ کی طرف سے اصحابی کالنجوم کی خطاب یافتہ اور ہمارے لیے بلا شک و شبہ معیارِ حق و صداقت ہے ہمارے مفسرین رحمہم اللہ نے اپنی تمام تفسیری خدمات میں جماعتِ صحابہ کی ہی خوشہ چینی کی ہے۔

تفسیرِ قرآن میں آنحضرت ﷺ کے چچازاد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی قرآن فہمی کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ علماءِ اسلام کی کوششوں کے نتیجے میں نہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے تفسیری اقوال وافر مقدار میں محفوظ ہو گئے ہیں بلکہ کئی ایک تفسیری مجموعے بھی ان سے روایت ہیں جن میں سے ایک "تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس لابی طاھر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی" ہے جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۲۰۰۲ء میں شروع ہونے والا کام ۲۰۰۵ء کے اختتام سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس موقع پر اپنے شیخ حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری مدظلہ العالی کے لیے نیک خواہشات کا اظہار ضروری ہے۔ ان کی شفقت، محبت اور دعائیں ہمارے حوصلوں اور ہمتوں کو مہمیز دیتی ہیں۔ اس کام میں نمایاں تعاون جو صوفی محمد افضل و حکیم محمد افضل کا رہا اس پر ہم ان کے ممنون ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبولیت سے نوازے اور ان کی دلی مرادیں پوری فرمائے۔ اس کے بعد دو اہم نام بھائی محمود الرشید اور پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف کے ہیں ان میں اول الذکر موصوف کی کوششوں سے کئی انتہائی اہمیت کے حامل کام سرانجام پا گئے ہیں اور کچھ کام پیشِ نظر ہیں جنھیں وہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم مصمم رکھتے ہیں۔ سود و نمائش سے بے نیاز رہ کر بڑے سے بڑے کام کو کرگزرنے کا عزم ہی ان کا خصوصی امتیاز ہے۔ آخر الذکر فاضل دوست کے قیمتی مشورے ادارے کے لیے ہمیشہ خضرِ راہ ثابت ہوئے ہیں لیکن اس کام میں تو انہوں نے جس تندہی، محنت، لگن، اخلاص اور مستقل مزاجی سے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ کسی تعریف و توصیف کا محتاج نہیں ہے۔ انہوں نے تفسیر کے ترجمہ و تدوین کے علاوہ پہلی جلد کے لیے تمہیدی مضامین بھی لکھے جن میں حالاتِ علامہ جلال الدین سیوطیؒ و تعارف ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ کے علاوہ مفسرِ قرآن حضرت ابن عباس ؓ کی شخصیت، فن اور مقام و مرتبہ پر ایک وقیع مقالہ بھی لکھا۔ جس سے تفسیر کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

ہمیں اپنے قارئین کی آراء و تجاویز کا انتظار رہے گا تاکہ ہم اس کے نقشِ ثانی کو مزید بہتر کر سکیں مجھ پر لازم ہے کہ میں بعض دوستوں کا شکریہ ادا کروں یہی بات ہے اگر ان کا عملی تعاون نہ ہوتا تو شاید یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکتا ان میں راؤ صلاح رشید، مولانا عبدالرحمن، قاری عبدالرشید، نعیم اکرم، طاہر منصور، محمد عمران، محمد مشتاق، محمد عمار اور نعمان علی نیاز کے نام سرِفہرست ہیں۔

آخر میں والدہ محترمہ جن کا دستِ شفقت ہمیشہ میرے سر پر رہتا ہے۔ اپنی اہلیہ جنہوں نے تفسیر کے پروف پڑھنے کے علاوہ بہت سے عملی کاموں میں ہاتھ بٹایا، اپنے بیٹوں حمزہ، اسامہ، حذیفہ، جنہوں نے اپنے حق سے دستبردار ہوتے ہوئے مجھے فراہم کیا خصوصاً چھوٹے بیٹے حذیفہ کا جس کی دستبرد سے میرا کمرہ محفوظ رہا اور اس نے اپنی مصروفیات کو گھر کے صحن تک محدود رکھا ان سب کا تہِ دل سے شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حسبِ مراتب اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دینی و دنیاوی کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

محمد عباس شاد

عرض مترجم

اللہ تعالیٰ کی اس آخری حکمت بھری کتاب سے کسی بھی درجے کی وابستگی ایک بندے کے لیے موجب افتخار ہونے کے ساتھ ساتھ باعث رحمت و مغفرت بھی ہے۔

یہی وہ کتاب ہے کہ جس کی عطا کردہ جامع ہدایت کے بغیر کوئی قوم دنیا و آخرت میں بیک وقت فلاح نہیں پاسکتی۔ یہ کل انسانیت کی فلاحِ دارین کی دعوے دار واحد کتاب ہے۔ جس کی بنیاد پر دنیا میں مستقل تہذیب کی بنیاد پڑی۔ جس کے نام لیواؤں نے مظلوم انسانیت کو ظالم انسانوں کی حکمرانی سے نکال کر اللہ کی بندگی و انابت کا فطری ماحول و میدان مہیا کیا۔ جس نے ہر انسان کو اُس کی صلاحیت و قابلیت کی بنیاد پر آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔ جس کے تیار کردہ انسان اپنی بے لوثی، جاں نثاری، بہادری، انسانیت نوازی، رقت قلبی، سوزِ دروں، پاکیزگی نفس، اخلاص و للٰہیت، توکل و استغنا، خشیت و عاجزی، احساس و دردمندی، عبادت گزاری کا وہ حسین ترین انسانی گلدستہ تھے۔ کہ جنہیں صاحب کتاب ﷺ نے اس کتاب کی روشنی میں اس طرح سے تیار کیا کہ انسانی تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ وہ راتوں کے عبادت گزار اور دن کے مجاہد بن گئے۔ مزکی اعظم نے قرآن کے نسخۂ شافی کی بدولت، ان کی تطہیر و تعمیرِ سیرت اس طرح سے کی کہ ان بندوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب دل نواز عطا ہوا۔

یہ رب العالمین کا عطا کردہ وہ نسخہ کیمیا تھا کہ جس کی بنیاد پر رحمۃ للعالمین نے صالحین و راشدین کے اس گروہ کو تیار کیا کہ جنہوں نے دنیا کو صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ دیا۔ جو انسانیت کے نجات دہندہ ثابت ہوئے۔

آج بھی قرآن کی بنیاد پر حضور ﷺ کی سیرت کی روشنی میں صحابہ کرام ؓ کے طرز پر اس اجتماعیت کے قائم کرنے کی ضرورت ہے، جو صالحیت و صلاحیت کی بنیاد پر ہر شخص کو آگے بڑھنے کا موقع دے۔ جو دین حق کی سربلندی و عظمت اور اس کے پیغامِ فطرت کو دنیا کے تمام نظاموں پر غالب کر سکے۔ تاکہ یہ لیظہرہ علی الدین کلہ کے طریق پر احقاقِ حق و ابطالِ باطل ہو جائے۔ کفر و ظلم کی رعونتیں ختم ہوں، اور انبیاء کی پاکیزہ تعلیم کے مقابلے میں عقل کی درماندگی کو تسلیم کیا جائے۔ جس میں علوم وحی کی بنیاد پر عقل کو پرکشائی کا موقع دیا جائے اور ہر فتنہ کہن و جدید خائب و خاسر ہو کر اللہ کا نام بلند و اعلیٰ ہو۔ اور یہ کام قرآن، صاحبِ قرآن، قرآن کے مطلوب انسان (صحابہ کرامؓ) کی تکوین کی بنیاد پر ہی ممکن ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن حکیم سے وابستگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ حب قرآنی کے اسی احساس نے مجبور کیا کہ قرآن کریم کی پہلی باقاعدہ تفسیر جو ''ترجمان القرآن'' (ابن عباسؓ) کی ہے۔ اس پر کچھ کام کیا جائے۔ میری علمی بساط و کم مائیگی ہرگز اس قابل نہ تھی کہ ایسی تفسیر سے کوئی نسبت ٹھہرتی۔ لیکن اس ذاتِ عالی کی عنایت بطور خاص متوجہ ہوئی اور اس تفسیر سے کسی درجہ میں کوئی نسبت بن گئی۔

اس تفسیر ''تنویر المقباس'' کے حوالے سے اسلاف کی آراء مختلف فیہ ہیں۔ اس کی اسناد کے متعلق بھی گفتگو کی خاصی گنجائش ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی متعدد روایات صحاح ستہ و دیگر کتبِ حدیث مثلاً: (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) مسند ابی داؤد الطیالسی (۳) مسند الشافعی (۴) مسند الحمیدی (۵) معجم طبرانی (۶) المنتقی لابن جارود (۷) سنن دارمی (۸) سنن الدارقطنی، کی روایات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ صحابہؓ کے اقوال و آثار بھی ہیں۔ لغتِ عرب، تاریخ عرب، ''ایام العرب'' سے استشہاد و استناد بھی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے کچھ ذاتی اجتہادات بھی ہیں اور ہماری اُمہاتِ تفاسیر، کتب حدیث کی کتاب التفسیر حضرت ابن عباسؓ کی روایات سے مزین ہیں۔ ان تمام شواہد اور قرائن کی موجودگی میں اس مجموعۂ روایات ابن عباسؓ سے بے اعتنائی قرینِ انصاف نہیں۔ پھر یہ تفسیر ایک طویل عرصے سے ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے مختلف حصوں میں زیرِ طبع سے آراستہ ہو رہی ہے اور اہل علم اس سے استفادہ بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے عربی میں ہونے کی وجہ سے عوام الناس کا اس سے استفادہ مشکل تھا۔ ہماری یہ کوشش اسی طبقے کے لیے بھی ہے۔ مذکورہ بالا قرائن و شواہد کے باوجود اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں متعدد موضوع و الحاقی روایات بھی ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس طرح کے علمی مجموعوں میں ایسی چیزوں کو گوارا کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود اس میں خیر کا غلبہ ہے دوسرے ہمارے پاس ابن عباسؓ جیسے مفسرِ اعظم کی تفسیری آراء کا اس کے علاوہ کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ اس لیے اس کے فاضل مرتب علامہ ابوطاہر یعقوب فیروز آبادی ''صاحب قاموس'' نے اس طرح کی جملہ روایات، اقوال کو اس لیے جمع کر دیا کہ یہ مواد یکجا ہو جائے۔ یہ بھی اُن کا امت پر احسانِ عظیم ہے تاہم اربابِ تحقیق کا کام یہ ہے کہ اس کی سطر سطر کا علمی جائزہ لیں اور نقد و جرح کریں اور مسلمہ اصولوں پر پرکھیں۔

اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ یہ تفسیر ۱۳۱۴ھ کو امام سیوطیؒ کی تفسیر درمنثور کے حواشی پر مصر سے شائع ہوئی اور مستقل طور پر ۱۳۱۶ھ کو مصر سے چھپی اور برصغیر میں کئی مرتبہ شائع ہوئی، ۱۲۸۵ھ کو شاہ ولی اللہؒ کے ترجمہ قرآن کے ساتھ اور پھر شاہ رفیع الدین کے اُردو ترجمہ کے حاشیہ پر بھی شائع ہوئی۔

اُردو ترجمہ پہلی بار ۱۹۲۶ء میں آگرہ سے شائع ہوا اور ۱۹۷۰ میں مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کے ترجمہ کو کلام کمپنی کراچی نے شائع کیا۔

اُردو زبان کو اللہ تعالیٰ نے عصرِ حاضر میں عربی زبان کے بعد دین کی تفہیم وتشریح کے لیے چن لیا ہے۔ اب یہ کہنے میں شاید کوئی مبالغہ نہیں کہ اُردو زبان میں اسلام پر جس مقدار ومعیار سے کام ہو رہا ہے۔ معاصر دینی عربی ادب اس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ لسانِ نبوت سے ''تفقہ فی الدین'' کے افتخار سے ملقب مفسر اعظم کی ذات گرامی سے منسوب اس تفسیر کا جدید رواں، سلیس اور بامحاورہ اُردو زبان میں ترجمہ کیا جائے، تاکہ اُردو دان طبقہ بھی اس تفسیر سے مستفیض ہو سکے۔

اس تفسیر میں اکثر جگہ عبارت میں محض ایک دو لفظوں کا اضافہ ہے کیونکہ محض اُن کا ترجمہ کرنے سے مفہوم واضح نہیں ہوتا تھا۔ مزید برآں عربی زبان کے محذوفات اہلِ علم کے لیے ایک خاص شان رکھتے ہیں۔ اُردو میں ترجمہ کرتے وقت انھیں کھولنا ضروری ہے۔ ان وجوہ کے سبب اس میں ترجمہ سے زیادہ ترجمانی کی گئی ہے اور عبارت کو مسلسل کر دیا گیا ہے تاکہ تفہیم میں سہولت رہے اور قاری ذہنی بوجھ کا شکار نہ ہو۔

ہر آیت کی تفسیر کے شروع میں اُس کا نمبر بھی دے دیا گیا ہے۔ تاکہ ہر آیت کی نمبروار تفسیر سمجھنے میں آسانی رہے۔ امام سیوطیؒ کی کتاب ''لباب النقول فی اسباب النزول'' کے سبب اکثر آیات کا شانِ نزول، اس سے متعلقہ احادیث وواقعات بھی ساتھ آنے سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے اور آیت کا مفہوم سمجھنے میں دشواری نہیں رہی۔ شانِ نزول آیات کے نمبروں کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں تاکہ کسی بھی آیت کا مفہوم سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

اس تفسیر کا مفہوم سیدھا سادا اور متنِ قرآن سے قریب تر ہے۔ جو مرادِ الٰہی کو سمجھنے میں معاون ہے۔ بسا اوقات تفسیر میں جہاں کہیں کوئی واقعہ ضمناً آیا ہے یا نا تمام ہے اُسے مکمل کر دیا گیا ہے۔ مولانا فتح محمد جالندھری کا ترجمہ اپنی سلاست، روانی وبرجستگی میں منفرد ہے اور فرقہ واریت سے بھی پاک ہے۔

قرآنیات کے ہر سنجیدہ طالب علم کے ہاں اس تفسیر کو ہونا چاہیے۔ اس ترجمہ میں مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کے ترجمہ مطبوعہ کلام کمپنی کراچی سے خصوصی طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے)

ترجمہ یا ترجمانی میں کوشش کی گئی ہے کہ ربط وتسلسل برقرار رہے، الفاظ آسان ہوں۔ عام اُردو داں طبقہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس ترجمہ میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ محض اللہ کا فضل ہے اور جتنی بھی کوتاہیاں، خامیاں اور فروگذاشتیں ہیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

جملہ قارئین بالخصوص اہل علم سے عاجزانہ درخواست ہے کہ خامیوں سے آگاہ فرماتے ہوئے اپنی قیمتی آراء و تجاویز کو مجھ تک پہنچائیں۔ میں اپنی اصلاح کا سخت ضرورت مند و طالب ہوں۔ اس خدمت کے حوالے سے جو بھی میری اصلاح فرمائیں گے میں اسے شکریہ اور دعاؤں کے ساتھ قبول کروں گا۔ مزید آپ کی آراء کی روشنی میں اس تفسیر کا نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہوگا۔

اپنے قارئین کو بتانا چاہوں کہ میرا آبائی تعلق بالاکوٹ وکاغان سے ہے۔ امسال گرمیوں میں جہاں بیٹھ کر اس ترجمے کا اکثر کام کیا تھا وہ مکان اپنے مکینوں سمیت پیوند خاک ہو چکا ہے۔ ۸/اکتوبر۲۰۰۵ء کے زلزلے نے سب کچھ بدل دیا اور چھین بھی لیا۔ علاقہ اپنی شناخت کھو چکا ہے۔ پہاڑ بھر بھرے ہو گئے ہیں، زمینیں برباد ہو گئیں، متعدد رشتہ داروں کی اس حادثاتی موت نے دل کو بوجھل کیے رکھا ہے۔ دل گرفتگی کے اس عالم میں کیا لکھوں؟ حالانکہ ایک مفصل تحقیقی مقدمہ لکھنے کا ارادہ تھا وہ نہ ہو سکا۔ برادرم محمد عباس شاد کے پیہم اصرار پر کچھ تمہیدی مضامین لکھ دیے ہیں۔ جو آپ کے سامنے ہیں۔ میری اس پریشانی کے باعث اس تفسیر کے منظر عام پر آنے میں تاخیر ہوئی۔ جس پر معذرت خواہ ہوں۔

اس ترجمہ میں مختلف حوالوں سے عبدالدائم، ادریس طارق کے امداد و تعاون پر اور اسرار امین آغا، حافظ عمار خاں ترین، محفوظ خان، طیب طاہر، طارق رحمٰن، اپنی اہلیہ اور بڑی ہاجی اور دیگر دوست احباب کا شکر گزار ہوں اور قارئین سے ان کے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں برادرم عباس شاد کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی توجہ اور خواہش سے میں اس کام پر آمادہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سرخرو کیا۔

میرے شب بیدار، نیک نفس مرحوم والدین اور جواں مرگ بھائی منظور احمد اور ۸/اکتوبر کے جملہ شہداء کی مغفرت کے لیے قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا

فقیر

حافظ محمد سعید احمد عاطف

۲۷/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ/ یکم نومبر ۲۰۰۵ء

مسجد شان اسلام گلبرگ لاہور

ترجمان القرآن مفسر اعظم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

شخصیت، علم وفضل، تفسیر میں مقام ومرتبہ، صحابہ کرام کی آراء، چند نامور تلامذہ اور وفات

نام/کنیت

آپ کا اسم سامی عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الھاشمی القرشی ہے اور کنیت ابوالعباس ہے۔

لقب:

ترجمان القرآن حبر الامۃ، البحر

پیدائش

آپ ہجرت سے تین برس پیشتر اس وقت پیدا ہوئے جب حضور ﷺ کفار کے مقاطع کے سبب شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ ایسے سخت وقت میں آپ کی ولادت باسعادت سے مسلمانوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی آپ کی تاریخ پیدائش میں کچھ اختلاف ہے تاہم اکثر مورخین کی رائے ہجرت سے تین برس قبل ہی کی ہے۔ حافظ ابن حجر پیدائش کی مختلف روایات میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولد بنو هاشم بالشعب قبل الهجرة بثلاث و قيل بخمس والا ول اثبت [1]

(آپ شعب ابی طالب میں تین برس قبل ہجرت پیدا ہوئے بعض کے نزدیک ضعیف قول ہجرت سے پانچ برس پہلے کا بھی ہے لیکن صحیح تر بات پہلی ہی ہے)

خود ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تب میری عمر دس برس تھی [2]

---

[1] الاصابہ فی تمیز الصحابۃ۔ از ابن حجر عسقلانی تذکرہ ابن عباس۔ جلد اول صفحہ ۳۲۲،

[2] سیر اعلام النبلاء، الذھبی، شمس الدین حافظ جلد ۳ صفحہ ۲۴۴)۔

آپ کے والد نے انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے انھیں اپنے دہن مبارک سے چبائی ہوئی کھجور سے گھٹی دی۔ گویا اس دنیا میں آپ کی پہلی خوراک حضور علیہ السلام کا لعاب مبارک اور آپ کی پس خوردہ کھجور تھی۔ ایسے بچے کا علم وفضل اور سعادت مندی بے مثال واعلیٰ کیونکر نہ ہو۔ جسے دہن نبوت سے یہ گوہر گراں مایہ میسر آ گیا۔ گویا یہ اس امر کا اشارہ تھا کہ اس بچے کو امام المفسرین بنا کر اس مستفیض رحمت اللعالمین کا فیض علم جہان بھر میں پھیلے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ آپ کی پیدائش کی مزید تفصیل یوں بتاتے ہیں کہ ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جن دنوں رسول اللہ ﷺ شعب میں محصور تھے میرے والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ! اُم الفضل حاملہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا چچا! ممکن ہے اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دے (ابن عباس ؓ فرماتے ہیں) جب میری والدہ مکرمہ نے مجھے جنم دیا تو میرے والد مجھے حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ اس وقت میں ایک کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے تحنیک (گھٹی) دی حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق اللہ کے نبی نے سوائے عبداللہ بن عباس ؓ کے کسی اور بچے کو گھٹی نہیں دی[3]۔

حسب ونسب کے اعتبار سے حضرت میمونہؓ کے سگے بھانجے تھے اس حوالے سے حضور ﷺ آپ کے خالو بھی تھے۔ اسطرح سے آپ کی کاشانہ نبوت تک براہِ راست رسائی تھی۔

حلیہ مبارک:

روشن چہرہ، گندمی رنگ، لمبا قد، گھنے لمبے بال، آپ اتنے حسین اور وجیہہ تھے کہ لوگ چودھویں کے چاند کو دیکھ کر آپ کو یاد کرتے[4]

بچپن اور کاشانہ نبوت

مکہ مکرمہ میں آپکی پرورش اسلامی ماحول میں ہوئی آپکی والدہ مکرمہ اُم الفضل مسلمان ہو چکی تھیں۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ کے مولیٰ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا تب اسلام ہمارے گھر میں داخل ہو چکا تھا۔ حضرت عباسؓ اور ام الفضل اسلام لا چکے تھے۔[5]

پھر ہجرت کے بعد تو آپ ﷺ کو صحبتِ نبوی سے فیض یاب ہونے کے کثیر مواقع میسر آئے۔ بالخصوص آپ

---

[3] البدایہ والنھایہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۵۔

[4] سیر اعلام النبلاء، جلد ۳ صفحہ ۳۲۷۔

[5] سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۳۸۔

کی سگی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ کے توسط سے کاشانہ نبوت کے اندر کے معمولات اور حضور کی نجی صحبتوں سے جس طرح آپ فیض یاب ہوئے کسی دوسرے صحابی کو اسطرح کے اتنے مواقع میسر نہ آ سکے۔

دعائے نبوی اور اس کا فیضان

آپ کی فیض طلب وجستجوئے علم سے لبریز طبیعت کو جب حضور ﷺ کی نجی زندگی اور گھریلو زندگی دیکھنے کا موقع ملا تو آپ نے اپنی متواضع ومودب شخصیت کے سبب جلد ہی حضور ﷺ کا خصوصی قرب حاصل کر لیا۔ انہیں مزاج شناسی کا اللہ تعالیٰ نے خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جس کے سبب آپ حضور ﷺ کے معمولات وطبع مبارک کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت فرماتے رہے۔ ایسے ہی ایک واقعہ کا تذکرہ وہ اپنی زبان سے یوں بیان فرماتے ہیں:

''ایک رات میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین کے ہاں رات قیام کیا حسن اتفاق سے وہ رات حضور ﷺ کی یہاں قیام کی رات تھی۔ آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور گھر میں چار رکعت پڑھ کر سو گئے پھر اٹھے اور فرمایا اے غلیّم (اے ننھے یا او میاں صاحبزادے) تم بھی اٹھ جاؤ چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہوئے میں بھی آپ کی بائیں جانب آ کر کھڑا ہو گیا حضور ﷺ نے مجھے اپنے دائیں جانب فرما دیا۔ پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں اس کے بعد پھر دو رکعتیں پڑھ کر سو گئے یہاں تک کہ آپ گہری نیند میں چلے گئے اس کے بعد بیدار ہو کر فجر کی نماز کیلئے مسجد تشریف لے گئے[1] اس واقعہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست دیکھئے کہ کس طرح انہوں نے حضور ﷺ کے رات کے ایک ایک معمول کو نوٹ کیا، نماز کی کیفیت ورکعات اور بعد میں آپ کی نیند اور مسجد جانے تک کے احوال کو جزئیات کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ جائزہ ونوٹ کرنے کے لئے آپ نے اپنی نیند تک کو قربان کیا ورنہ ابتدائے جوانی کے اس دور میں نیند کا سخت غلبہ ہوتا ہے لیکن آپ نے حضور ﷺ کی شبانہ عبادات کو محفوظ کر کے امت تک پہنچانے کیلئے نیند کی قربانی دی اور خود آنحضرت ﷺ نے آپ کو کس پیار بھرے لہجے میں پکارا۔ جس سے ان کی دلجوئی ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وفور شوق میں نیند ترک کر کے آپ کے ساتھ شریک عبادت ہو گئے اور عبادت سے لے کر آپ کے فجر تک کے معمولات کو کیسے ذہن نشین فرمایا۔

اسطرح کا ایک اور واقعہ ہے جس سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت اور مزاج رسول سے آگاہی کا علم ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رحمت عالم حضرت میمونہؓ کے ہاں رات قیام فرماتے میں نے رات کو حضور ﷺ کے وضو کیلئے پانی رکھا۔ حضرت میمونہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول! اس (یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) نے آپ کیلئے یہ برتن

---

[1] (بخاری الجامع الصحیح۔ کتاب العلم)

رکھا ہے اس پر نبی کریم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ اللھم فقھه فی الدین ۷ (مسند احمد الامام احمد بن حنبل جلد ۱ حدیث نمبر ۳۲۸)۔ وعلمه التاویل' اے اللہ! اس بچے کو دین کی گہری سمجھ اور قرآن کا پختہ علم عطا فرما۔

دیگر روایات کے الفاظ اس طرح سے ہیں۔ اللھم فقھه فی الدین ۸ اللھم علمه الحکمة ۹ اے اللہ اسے دین کی حکمت سے مالا مال فرما۔

ابن عمر ﷺ سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق ﷺ، ابن عباس ﷺ کو اپنے ہاں بلا کر قریب بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن تمہارے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا دی کہ:

"اللھم فقھه فی الدین و علمه التاویل ۱۰ (اے اللہ! اسے دین کی خوب سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ابن عباس ﷺ کو دو مرتبہ دعا دی ہے ایک حضرت میمونہؓ کے ہاں گھر میں اور دوسری محفل میں، معلم اعظم کی ان دعاؤں کا اثر تھا کہ آپ فہم و فراست، ذہانت و ذکاوت دین کے گہرے فہم، حاضر دماغی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست حافظہ عطا فرمایا تھا۔ فہم و معارف قرآنی کے بیان میں کم عمر ہونے کے باوجود آپ کا مقام و مرتبہ اکابر صحابہ کی طرح تھا۔

طلب علم کا جذبہ

حضور ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابن عباس ﷺ نے خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما سے خصوصی استفادہ کیا۔ حضرت عمر ﷺ تو خود آپ سے بھی تشریحات قرآنی سن کر استفادہ کرتے تھے۔ حضرت علی ﷺ کے تفسیری نہج کو اگر کسی نے صحیح معنوں میں جذب کیا ہے تو وہ حضرت ابن عباس ﷺ ہیں۔ اسی طرح ابی بن کعب ﷺ کہ جنہیں لسانِ نبوت نے "اقرأ القرآن" سب سے بڑا قاری قرار دیا۔ حضرت ابن عباس ﷺ خلوت و جلوت میں ان کے حاضری دیتے اور غوامض قرآنی سے فیض یاب ہوتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا۔ مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کیا! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ قرآن آپ پر ہی اترا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میں دوسروں سے

۷ مسند احمد الامام احمد بن حنبل جلد ۱ حدیث نمبر ۳۲۸

۸ (البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ)

۹ (مسلم الجامع الصحیح کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل عبداللہ ابن عباسؓ)

۱۰ (فتح الباری، لابن حجر، جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، بحوالہ معجم الصحابہ امام بغوی)

قرآن سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پڑھنا شروع کیا جب اس آیت پر پہنچے:

فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنا بک علی هٰؤلآء شهیداً.

تو بے ساختہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے" جو شخص چاہے کہ قرآن کو اس طرح تر و تازہ تلاوت کرے جیسے وہ اترا تھا تو وہ ابنِ مسعود کی طرح پڑھے[11]۔ امام مسروق جو تابعی اور امت کے کبار علماء و مفسرین میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں: "اصحابِ رسول کا علم چھ صحابہ کرام کی شخصیت پر ختم ہو گیا یعنی عمرؓ، علیؓ، اُبی بن کعبؓ، ابوالدرداءؓ، زید بن ثابتؓ، ابن مسعودؓ، پھر ان چھ صحابہ کا علم دو صحابہ کی ذات میں مجتمع ہو گیا یعنی حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ [12] اور دو مؤخر الذکر شخصیات، فہم قرآنی میں ابن عباس ﷛ کا خصوصی مرجع تھیں، اس لیے اہلِ علم میں یہ بات معروف ہے کہ اگر تمہیں کسی معاملے میں حضرت علی ﷛ یا ابن مسعود ﷛ کا قول درکار ہو اور وہ نہ ملے اور ابن عباس ﷛ کا تفسیری قول مل جائے تو اسے حضرت علی ﷛ اور ابن مسعود ﷛ ہی کا قول سمجھو، کیونکہ ابن عباس ﷛ کی اکثر تعبیرات قرآنی ان ہی دو ہستیوں کے علم کی مرہون منت ہیں۔ مختصراً یوں سمجھئے کہ اکابر مفسرین صحابہ کا علم بلحاظ عمر اصاغر صحابہ میں سے حضرت ابن عباس ﷛ کی ذات میں سمٹ آیا ہے اور آپ مفسرین صحابہ کے مجموعی علم کے تنہا آخری ترجمان ہیں۔ شاید اسی سبب انہیں اُمت نے "ترجمانُ القرآن" کے خطاب سے نوازا۔

آپ کی جستجوئے علم ان اکابر صحابہ سے مستفیض ہونے کی حد تک ہی نہ تھی بلکہ آپ کو جہاں بھی پتہ چلتا کہ فلاں جگہ کوئی حضور ﷺ کا صحابی موجود ہے تو یہ ان کے پاس طلبِ علم کی نیت سے پہنچ جاتے اس طرح کا ایک واقعہ آپ خود اپنی زبان سے یوں بیان فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی وفات کے بعد میں نے بعض صحابہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی حضور ﷺ کے بہت سے صحابہ باقی ہیں۔ آیئے کوئی ایسی صورت بنائیں کہ ہمیں ان سے علم کے حصول کا موقعہ میسر آ جائے۔ ان صاحب نے کہا اے ابن عباس ﷛! تمہارا کیا خیال ہے کہ کسی وقت لوگ علم کے حوالے سے تمہارے محتاج ہوں گے؟ سو انہوں نے اس طرح سے میری تجویز کو رد کر دیا۔ اب میں نے خود ہی ہمت کر کے اس کام کو شروع کرنے کا عزم کیا۔ میں خود صحابہؓ کی تلاش کرتا جہاں بھی ان کا پتہ چلتا میں ان کے پاس پہنچتا۔ ان سے علم کی باتیں معلوم کرتا۔ اس جستجو میں مجھے کسی بھی شخص کا علم ہوتا تو میں طلب علم کی خاطر دور دراز کا سفر کرتا۔ ایسے شخص کے دروازے پر پہنچتا اگر وہ صاحب اس وقت آرام فرما ہوتے تو میں انہیں زحمت دیئے بغیر انتظار کرتا اور اپنی چادر کو وہیں تکیہ بنا کر بیٹھ جاتا، ہوا کے جھکڑ میرے

---

11 مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب۔

12 حوالہ سابق۔

چہرے کو گرد آلود کر دیتے۔ اس حالت میں وہ صاحب جب باہر نکل کر مجھے دیکھتے تو کہتے "اے رسول ﷺ کے چچا زاد بھائی! آپ کیوں تشریف لائے۔ میرے پاس پیغام بھیج دیا ہوتا" تب میں جواباً عرض کرتا کہ نہیں یہ میرا فرض تھا کہ میں (حصول علم) کیلئے خود آپ کی خدمت میں آؤں۔ چنانچہ میں ان سے مطلوبہ حدیث کی تفصیل دریافت کرتا۔ مختلف سوال کرتا اور سیراب ہو کر وہاں سے چلا آتا۔ طلب علم کا یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ جب لوگ دینی مسائل واشکالات کے معاملے میں مجھ سے ہر طرح کے سوالات کرنے لگے اور میرے گرد اکثر پوچھنے والوں کا مجمع اکٹھا ہو جاتا اس طرح کے ایک مجمع کو اُن انصاری بزرگ نے دیکھا جنہوں نے میری تجویز سے اتفاق نہیں کیا تھا تو فرمایا کہ یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقل مند تھا [13]۔ گویا اس طرح سے آپ نے حصولِ علم کا کوئی موقع ضائع نہ فرمایا جہاں سفر کرنا پڑا تو سفر کیا۔ مشقتیں اٹھانی پڑیں وہ اٹھائیں سفر کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں تو حضور ﷺ کے دین کے حصول کی خاطر جھیلیں۔ موسمی شدائد کو برداشت کیا اور مقدور بھر اس مقصد کیلئے کوشاں و مستعد رہے چنانچہ اسی جاں گسل علمی جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اپنے وقت کے اہل علم کا مرجع بن گئے۔ اس قدر علم و فضل کے باوجود ان کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ صحابی رسول ﷺ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو بطور تواضع آگے بڑھ کر ان کے گھوڑے کی لگام اس طرح پکڑ لی جس طرح ایک خادم پکڑا کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد ایسا نہ فرمایئے۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ **اناھکذانفعل بکبرائنا و علمائنا** [14] (ہم اپنے بزرگوں اور علماء کا ایسے ہی ادب کیا کرتے ہیں)

یہ ہے وہ شانِ تواضع جو انسان کو بلندیوں تک پہنچا دیتی ہے آپ نے اکابر صحابہ کرامؓ بلحاظ عمر اصاغر صحابہ کرامؓ میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا کہ جن سے آپ نے استفادہ علمی نہ کیا ہو۔ یہی سبب تھا کہ آپ دین کے ترجمان و شارح بن گئے اطراف و اکناف میں پیرو جواں اور اہلِ علم آپ کے ارشادات کو سند سمجھنے لگے۔

آپ کے علم و ذکاوت اور قرآن فہمی کی چند مثالیں

ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس طالبان دین کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ ان کے سامنے آپ تفسیر قرآن، احادیث نبویہ اور فقہی مسائل بیان فرماتے تھے۔

آپ اعلیٰ درجے کے خطیب تھے۔ قرآنی علوم و معارف پر بات کرتے تو طبیعتوں میں نشاط پیدا ہو جاتا۔ آپ کی اثر انگیزی ایسی تھی کہ "جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں امیر حج مقرر ہوئے تو وہاں آپ نے سورۃ

۱۳ (الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، لابن حجر عسقلانیؒ، جلد ۲ صفحہ ۳۲۳، بحوالہ مسند دارمی)

۱۴ (البیہقی، السنن، الکبریٰ، الامام ابوبکر بن حسین البیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۱۱، بذیل کتاب الفرائض باب ترجیح قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

بقرۃ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس کی اس دلنشین پیرائے میں تفسیر بیان کی کہ اگر اسے سرکش کفار بھی سن لیتے تو شاید یہ ایمان لے ہی آتے [15]۔

مستدرک میں روایت ہے کہ عکرمہؒ کہتے ہیں کہ میں حیّی بن یعلیٰ اور سعید بن جبیر تینوں اکٹھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتے تو میں نسب کے بارے میں سوال کرتا، حیّی ایام عرب سے متعلق سوال کرتے اور سعید بن جبیر فتووں کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے۔ آپ ہر ایک کو جواب مرحمت فرماتے اور آپ کے جامع جوابوں سے یوں معلوم ہوتا کہ گویا ہم علم کے ایک سمندر میں تیر رہے ہیں [16]۔ آپ کے علم و فضل کا بے کنار سمندر ایسا تھا کہ جس سے ہر قسم کے تشنگان علوم کی پیاس بجھتی تھی۔

آپ کی جامعیت کی شان ایسی تھی کہ دین کے ہر شعبے کے متعلق لوگ آ کر آپ سے رہنمائی لیتے تھے۔ جاہلی ادب، لغات عرب، اور ایام العرب (عرب کی تاریخ بالخصوص جنگوں کی تاریخ) میں آپ سے بڑھ کر اور کوئی مرجع نہ تھا، ابن کثیرؒ نے اس طرح کی ایک محفل کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کی مجلس دیکھی ہے کہ اگر تمام قریش اس پر فخر کریں تو ان کو اس پر فخر کا حق ہے میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے دروازے پر جمع ہوتے یہاں تک کہ راستہ تنگ ہو جاتا کہ کوئی شخص آنے جانے پر قدرت نہ رکھتا۔ فرمایا کہ (ایک دن) میں ان کے پاس حاضر ہوا میں نے ان کو بتایا کہ لوگ ان کے دروازے پر جمع ہیں آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے وضو کا برتن رکھو، پھر آپؓ نے وضو کیا اور بیٹھ گئے اور فرمایا، جاؤ ان سے کہو کہ جو قرآن اور اس کے حروف کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ آ جائے۔ (راوی) کہتے ہیں کہ میں باہر آیا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی چنانچہ وہ اندر آئے یہاں تک کہ انہوں نے اس کمرے اور حجرے کو بھر دیا پھر انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے جو بات بھی پوچھی آپؓ نے ان کو اس کا جواب دیا بلکہ ان کے سوال سے زیادہ ان کو مستفید کیا۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں ان کو بھی آنے دو چنانچہ وہ چلے گئے پھر آپؓ نے فرمایا جاؤ اور ان سے کہو کہ جو شخص حلال و حرام اور فقہ کے مسائل معلوم کرنا چاہتا ہو وہ آ جائے (راوی) کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی، چنانچہ وہ اندر آئے، یہاں تک کہ انہوں نے کمرے اور حجرے کو بھر دیا۔ پھر انہوں نے جو بات پوچھی، آپؓ نے اس کا ان کو جواب دیا بلکہ ان کو بڑھ کر بتایا۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں چنانچہ وہ باہر چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان سے کہو کہ جو شخص فرائض وغیرہ کے متعلق مسائل پوچھنا

---

[15] ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، جلد اول صفحہ ۳ (مقدمۃ التفسیر)۔

[16] المستدرک للامام ابن حاکم جلد ۳ صفحہ ۵۴۳۔

چاہتا ہو، آ جائے ، بس میں باہر گیا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی ، چنانچہ وہ اندر آئے یہاں تک کہ انہوں نے کمرے اور حجرے کو بھر دیا اور پھر جو بات بھی انہوں نے پوچھی آپؓ نے ان کو اس کا جواب دیا بلکہ اس سے بڑھ کر بتایا۔ پھر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، چنانچہ وہ باہر چلے گئے پھر فرمایا کہ باہر جاؤ اور ان سے کہو کہ جو شخص لغت عرب اشعارِ عرب اور نادر کلام کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہو، انہوں نے بھی کمرے اور حجرے کو بھر دیا۔ پھر انہوں نے آپؓ سے جو بات بھی پوچھی آپؓ نے ان کو جواب دیا بلکہ اس سے بڑھ کر ان کو مستفید کیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں چنانچہ وہ باہر آ گئے ابوصالحؒ فرماتے ہیں کہ یہ شان میں نے سوائے حضرت ابن عباسؓ کے کسی اور میں نہیں دیکھی ہے[1]۔

قرآن فہمی تو آپ کا خصوصی میدان تھا۔ اس میں ایسے نکتے اور معارف بیان کرتے کہ انسان دنگ رہ جاتا اور سخت سے سخت تر حالات میں بھی آپ اپنے پر قابو رکھتے ہوئے مخالفین کو قائل کر کے رہتے۔ اس کی مثال ایک قدرے طویل واقعہ ہے اس میں آپ کی معجز بیانی اور تفسیر میں آپ کے تبحر کا کسی قدر علم ہوگا۔

امام عبدالرزاقؒ حضرت عکرمہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب حروریہ (خارجی فرقہ) علیحدہ ہو کر ایک گھر میں موجود تھا تو میں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! نماز کو ذرا مؤخر کیجئے! میں ان لوگوں سے بات چیت کے لیے جاتا ہوں، آپؓ نے فرمایا کہ مجھے تیرے بارے میں جان کا خوف ہے میں نے کہا کہ انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حسبِ طاقت خوبصورت یمنی لباس پہنا ان کے پاس گیا وہ اس وقت بھری دوپہر میں آرام کر رہے تھے، آپؓ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا کہ میں نے اس سے زیادہ مجاہدہ کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی، ان کے ہاتھ ایسے تھے جیسے اونٹ کے گھٹنے (یعنی ان کے ہاتھ کام کی وجہ سے سخت ہو گئے تھے) اور ان کے چہروں سے سجدے کے نشانات نمایاں ہو رہے تھے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو وہ کہنے لگے "خوش آمدید" اے ابن عباسؓ! کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تم سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے بارے میں بات چیت کروں، ان کے متعلق وحی الٰہی کا نزول ہوا اور وہ اس کی تاویل اور مراد سے خوب واقف ہیں۔ تو ان میں سے بعض کہنے لگے کہ اس سے بات نہ کرو لیکن کچھ دوسرے لوگ کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم اس سے ضرور بات کریں گے، آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ تم رسول اللہ ﷺ کے عم زاد اور آنحضور ﷺ کے داماد پر کس بات کا الزام لگاتے ہو جو آنحضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے بھی ہیں، حالانکہ دیگر صحابہ کرامؓ بھی ان کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان پر

---

[1] (البدایہ والنہایہ امام ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۳۰۲)

تین باتوں کا الزام لگاتے ہیں، جن میں سے پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حَکَم اور ثالث بنایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الحکم الا للہ (الانعام:۵۷) یعنی حَکَم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ دوسری بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے قتال کیا لیکن نہ تو (مخالفین کو) قید کیا اور نہ ہی ان کے مال کو غنیمت بنایا، اگر وہ لوگ کافر تھے تو ان کے مال واسباب ان کے لیے حلال تھے اور اگر وہ مومن تھے تو ان کا خون ان پر حرام تھا؟ آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اچھا! تیسری بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے امیر المؤمنین (کالقب) اپنی ذات سے مٹا دیا، (ہٹا دیا) اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو پھر امیر الکافرین ہوئے! آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اللہ کی کتاب سے آیات پڑھوں اور اس کے بعد پیغمبر ﷺ کی احادیث بیان کروں جو تم کو ناگوارا نہ ہوں تو کیا تم اپنی باتوں سے رجوع کر لو گے؟ انہوں نے اثبات میں جو اب دیا تو میں نے کہا کہ رہی تمہاری یہ بات کہ انہوں نے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حَکَم بنایا ہے تو دیکھو! اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنو لا تقتلو الصیدو انتم حرم ....یحکم بہ ذوا عدل منکم (المائدۃ:۹۵)

''یعنی اے ایمان والو! وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو ...... جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں''۔

نیز عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے۔

و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ و حکما من اھلھا (النساء:۳۵)۔

''یعنی اور اگر تم کو ان دونوں میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک حَکَم مرد کے خاندان سے اور ایک حَکَم عورت کے خاندان سے بھیجو''۔

(ان آیات کی روشنی میں میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مردوں کو ان کے خون، ان کی جانوں اور ان کے درمیان صلح صفائی کے لیے حَکَم (ثالث) بنانا زیادہ اہم ہے یا ایک خرگوش کے قتل پر حَکَم بنانا زیادہ اہم ہے جس کی قیمت صرف ربع درہم (چوتھائی درہم) ہوا؟ انہوں نے کہا کہ خدا جانتا ہے کہ لوگوں کی صلح صفائی اور ان کی جان بچانے کے لیے حَکَم بنانا زیادہ اہم امر ہے، آپؓ نے فرمایا کہ کیا یہ مسئلہ صاف ہو گیا؟ (اشکال دور ہو گیا) تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ جانتا ہے کہ ہاں۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا کہ انہوں نے ان لوگوں سے قتال کیا مگر نہ ان کو قیدی بنایا اور نہ ان کے مال کو غنیمت بنایا تو تم مجھے بتاؤ کہ کیا تم اپنی ماں ''عائشہؓ '' کو برا بھلا کہو گے؟ اور کیا تم ان کے ساتھ اس عمل کو جائز سمجھتے ہو جو دوسری عورت کے ساتھ حلال سمجھتے ہو، اس طرح تم کفر اختیار کرو گے۔ اور اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ وہ ام

المؤمنین نہیں ہیں تو پھر بھی تم دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"النبي اولىٰ بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم "(الاحزاب:٦)

"یعنی نبی ﷺ مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

پس تم دو ضلالتوں کے درمیان متردد ہو، ان میں سے جو چاہو اختیار کر لو! کیا یہ اشکال بھی دور ہو گیا؟ انہوں نے کہا کہ خدا جانتا ہے کہ جی ہاں! پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمہارا یہ اعتراض کہ انہوں نے اپنی ذات سے امیر المؤمنین (کا لقب) ہٹا دیا ہے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے لوگوں کو حدیبیہ کے دن معاہدے کی دعوت دی تھی، اس میں آنحضور ﷺ نے تحریر کے دوران فرمایا کہ یوں لکھو! یہ وہ معاہدہ ہے جس کا فیصلہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے "تو قریش نے اعتراض کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! اگر ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو آپ ﷺ کو نہ بیت اللہ آنے سے روکتے اور نہ آپ ﷺ سے قتال کرتے! اس لئے آپ ﷺ محمد بن عبداللہ لکھیں"۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ "خدا جانتا ہے کہ میں یقیناً اللہ کا سچا رسول ﷺ ہوں خواہ تم میری تکذیب کرو۔ اے علی رضی اللہ عنہ لکھو محمد ﷺ بن عبداللہ" اب تم غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل و برتر تھے! کیا تمہارا یہ اعتراض بھی رفع ہو گیا، سب نے اثبات میں جواب دیا کہ جی ہاں! چنانچہ ان (حروریہ فرقہ) میں سے بیس ہزار آدمی اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو گئے اور انہوں نے رجوع کر لیا لیکن چار ہزار کے قریب لوگ اپنی بات پر مُصر رہے پس ان کو قتل کر دیا گیا۔ [18]

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ امام طبرانیؒ اور امام احمدؒ نے بھی اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اور اس روایت کے راوی، صحیح کے راوی ہیں [19]۔ امام بیہقیؒ نے اس روایت کو پوری تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔

اس طرح کے دو واقعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی پیش آئے۔ جہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک طریقہ سے برسرِ محفل امتحان لیا گیا اور بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان (ابن عباس رضی اللہ عنہ) کو قرآن فہمی سے حظ وافر عطا فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے اور مجھے محسوس ہوا کہ چھوٹی عمر کی وجہ سے کچھ صحابہ کرامؓ میرا اس طرح آنا نامناسب سمجھ رہے ہیں،

---

۱۸ مصنف عبدالرزاق لعلامہ عبدالرزاق جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۷۔

۱۹ (مجمع الزوائد: ۲۳۹/۶)

چنانچہ اس امر کو حضرت عمر ؓ نے بھی محسوس فرمالیا۔ اور کہا یہ لڑکا ان میں سے ہے جن سے آپ نے تعلیم (قرآن فہمی) پائی ہے۔

چنانچہ ایک دن حضرت عمر ؓ نے بزرگوں کی محفل میں بطور امتحان مجھ سے پوچھ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو:

''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا o''

''اے محمد ﷺ جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے) اور آثار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ تو اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیجیے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجیے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

تو بعض شیوخ نے فرمایا کہ اس میں اللہ کی حمد وتعریف اور اس سے مغفرت ومعافی مانگنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تاکہ اس کے سبب ہمیں نصرت وفتح عطا ہو۔ (آیت کا ظاہری مفہوم یہی ہے) اس پر حضرت عمر ؓ نے میری طرف توجہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس سورۃ کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے میں نے کہا اس میں (ظاہری مفہوم کے علاوہ) حضور ﷺ کی دنیا سے رحلت فرما جانے کی خبر بھی ہے کیونکہ جب اللہ کی مدد اس طرح سے آجائے اور لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہونے لگیں تو یہ (مشنِ نبوت کی تکمیل ہے) اب آپ کے اس دنیا سے سفر کر جانے کی علامت ہے اس لیے آگے تسبیح واستغفار کا حکم فرمایا گیا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے یہ سن کر اطمینان کا اظہار کیا اور فرمایا۔ میری بھی یہی رائے ہے۔[20] اس طرح سے گویا فنِ تفسیر میں آپ کی انفرادیت کو اکابر صحابہ نے تسلیم کیا اور حضرت عمر ؓ نے اس کی تصویب فرمائی۔

دوسرا قصہ بھی دلچسپ ہے اس سے آپ کی نکتہ رسی اور قوتِ استنباط کا پتہ چلتا ہے کہ بخاریؒ نے بواسطہ ابن ابی ملیکہ ''حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ (ابن عباس ؓ) نے کہا کہ حضرت عمر ؓ نے ایک مرتبہ اس آیت۔۔۔''ایود احدکم ان تکون له جنه من نخیل و اعناب ... کے بارے میں۔ تجری من تحتها الانهر له فیها من کل الثمرات واصابه الکبر وله ذریة ضعفاء فاصابها اعصار فیه نار فاحترقت (جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اُسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہاں) اس باغ میں آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل جائے)۔

20۔ بخاری الجامع، الشیخ محمد بن اسماعیل بخاری کتاب التفسیر۔

نبی ﷺ کے اصحاب سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ بہتر جانتا ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تو جانتا ہی ہے آپ لوگ یہ جواب دیں کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہ ہم نہیں جانتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میرے ذہن میں ایک بات آرہی تھی، (مگر میں کہنے کی جرأت نہیں کر پا رہا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، "بھتیجے! تمہارے دل میں جو کچھ ہے اس کا اظہار کردو اور اپنے کو حقیر نہ سمجھو"۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ (یہ کسی خاص شخص کے بارے میں نہیں ہے بلکہ) یہ ایک عمل سے متعلق بطور مثال بات کہی گئی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کون سا عمل"؟ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ایک ایسے غنی شخص کی مثال ہے جو اطاعت الٰہی میں زندگی بسر کر رہا تھا، پھر شیطان کے بہکاوے میں آکر معصیت کرنے لگا اور اپنے اعمال کو اس نے ڈبو دیا۔[۲۱]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اقوال صحابہ

مستدرک حاکم میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فرمایا۔

نعم ترجمان القرآن

(ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کے کیا خوب ترجمان ہیں)

حضور ﷺ جب حضرت میمونہؓ کے ہاں تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو انہیں فرماتے اونھے! تم بھی اٹھ جاؤ، (بخاری کتاب العلم) گویا چھوٹی عمر سے ہی حضور ﷺ نے کمال شفقت سے ان کی تربیت فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

ھوا علمکم ----(ابن عباس رضی اللہ عنہ تم سب میں سے زیادہ قرآن کے جاننے والے ہیں) آپ فرماتے تھے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تم **فتی الکحول** ہو (یعنی جوان جسم والے پختہ دانش مند ہو)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول

آپ قرآن کی تفسیر ایسے کرتے ہیں کہ کسی شفاف پردے کے پس منظر سے گویا غیب کی چیزیں دیکھ رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

اعلم امۃ محمد بما انزل علیٰ محمد (حضور ﷺ کی امت میں شریعتِ محمدی کو سب سے زیادہ

---

۲۱ (البخاری جامع الصحیح، کتاب التفسیر)۔

جاننے والے آپؓ ہیں) مستدرک میں ابن عمرؓ سے ایک طویل روایت ہے جس کے آخر میں لسانِ نبوت نے ابن عباس کو حبر الامہ (علم کا سمندر) فرمایا۔ خلفائے راشدین و کبار صحابہؓ تک ان کی قرآن فہمی سے مستفید ہوتے رہے۔

اہم اسبابِ فضیلت:

آپ کی شخصیت کے علمی فضائل و مناقب متعدد ہیں تاہم اگر مختصراً ذکر کیا جائے تو آپ کے امتیازات یہ ہیں:

۱) دعائے نبوت کا فیضان۔ ۲) کاشانۂ نبوت میں تربیت
۳) کبار صحابہ کی صحبت ۴) طلب علم کا ازحد شوق
۵) بے مثال قوتِ حافظہ ۶) مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونا
۷) انتہائی نکتہ رس طبیعت

طرزِ تفسیر:

آپؓ کا اندازِ تفسیر ہمہ پہلو ہوتا کہیں لغتِ عرب و اشعارِ عرب کی دقیق علمی ابحاث ہیں، کہیں عربوں کے محاورہ ولہجوں پر بحث و تمحیص ہے، کہیں ''ایام العرب'' کا تذکرہ ہے تو کہیں جاہلی ادب کے کسی گوشہ پر اخذ و استفادہ کے ساتھ ساتھ نقد و جرح بھی ہے۔ یہ تو ہوا ایک خاص پہلو لیکن عمومی طور پر آپ کی تفسیر کا انداز بقول ابن حجر اس طرح کا تھا: ''اگر کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا اور اس معاملے میں قرآن حکیم سے واضح حکم ملتا تو آپ اسے بتلا دیتے، وگرنہ قولِ رسول (حدیث و سنت) کو بنیاد بناتے اور اگر قولِ نبی سے مسئلہ صراحتاً ثابت نہ ہوتا تو شیخین کے اقوال کو دیکھتے، اگر یہاں سے بھی مسئلہ کے حل کی جانب آپ کی دانست میں کوئی اشارہ نہ ملتا تو پھر اپنی رائے بیان فرماتے۔ جو دلائل و براہین سے مرصع ہوتی۔''[۲۲]

محمد حسین ذہبی کے بقول آپ اہلِ کتاب سے بھی رجوع فرماتے۔ جہاں تک بھی قصص قرآنی کا انجیل سے اتفاق ہوتا تو آپ قرآن کے اس مجمل کو انجیل سے مفصلاً کھولتے لیکن اس معاملہ میں آپ ازحد درجہ محتاط رہتے۔[۲۳]

خلفائے راشدین کے دور میں اسلامی تمدن کو جو وسعت ملی، تو بہت سے مسائل ایسے پیدا ہوئے کہ جن کی پہلے مثال نہ تھی۔ آپ نے اسلامی تہذیب کی وسعت پذیری میں بھرپور حصہ لیا اور ایرانی و دیگر متمدن اقوام کے قبولِ اسلام سے جو ذہنی وسعت پھیلی اور جو نت نئے مسائل پیدا ہوئے۔ آپ نے انہیں اپنی خاص اجتہادی بصیرت اور

---

۲۲ الاصابۃ فی التمیز الصحابہ، ابن حجر، عسقلانی جلد ۱ صفحہ ۳۲۵۔

۲۳ التفسیر والمفسرون، للذہبی محمد حسین، جلد ۱ صفحہ ۷۱۔

ذوقِ قرآنی سے حل کیا۔

آپ کے چند معروف تلامذہ:

مکہ مکرمہ کے مکتبِ تفسیر کے آپ امام ہیں اور مدینہ منورہ، عراق، دمشق و دیگر بلادِ اسلامیہ میں فنِ تفسیر کو عروج آپ ہی کے تلامذہ نے دیا۔

سعیدؒ بن جبیر، امام ضحاکؒ بن متراحم، امام مجاہدؒ بن جبیر، امام قتادہؒ، علیؒ بن ابی طلحہ، مقاتلؒ بن سلیمان، امام شعبہؒ بن حجاج، امام سفیانؒ بن سعید ثوری، ابوعمروؒ بن العلا اور حضرت عکرمہؒ مشہور ہیں۔

آپ کی مرویات

امام بخاریؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں آپ کی ۱۲۰ روایات لی ہیں۔ امام مسلم نے ۹۰، صحاح و دیگر کتب حدیث میں آپ کی مرویات کی تعداد ۱۶۶۰ یا ۱۷۱۰ تک بیان کی گئی ہیں۔

حدیث کا شاید ہی کوئی ایسا مجموعہ ہو جس کی کتاب التفسیر میں آپ کی روایات درج نہ ہوں۔ تفسیر ابن جریر طبری سے لے کر جتنی امہات تفاسیر ہیں وہ آپ کے تفسیری اقوال سے مزین ہیں۔ کوئی مفسر آپ کے فہم قرآن سے بے اعتنائی نہیں کر سکا۔

وفات حسرت آیات

عمر کے آخری مرحلے میں آپ آب و ہوا کی تبدیلی کی خاطر طائف کی وادی میں فروکش ہو گئے اور تادمِ آخر یں اسی جگہ کو اپنے قیام کے فخر سے متمکن کئے رکھا۔

آخر عمر میں بینائی چلی گئی تھی لیکن آپ اس پر زیادہ غمگین نہ ہوئے بلکہ فرمایا:

ان یاخذ اللہ من عینی نورھا — ففی لسانی و قلبی منھما نور

قلبی زکی وعقلی غیر ذی دخل — وفی فمی صارم کالسیف مأثور

(اگر اللہ کے حکم سے میری آنکھوں کی بصارت جاتی بھی رہی تو کیا غم، میری زبان اور میرے دل میں اس سے بڑھ کر نور ہے۔

میرا دل پاک و طاہر ہے اور میری عقل و فہم میں کوئی کمی نہیں اور میرے منہ میں اللہ نے جو زبان رکھی ہے وہ تیغ براں سے بڑھ کر ہے۔)

وفات

بالآخر یہ مفسر اعظم ترجمان القرآن دعائے نبوی کا فیض یافتہ حبر الامۃ فتی الکہول (پختہ فکر جوان) قرآن کا

سب سے بڑا عالم ،علم وعمل کا آفتاب اے برس تک اپنی علمی وفکری تابانیوں سے ایک عالم کو منور کرتا ہوا ۶۸ ھجری کو طائف کی وادی میں جا غروب ہوا۔

کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

محمد بن حنفیہ نے جنازہ پڑھایا اور فرمایا:

''اس امت کے سب سے بڑے عالم قرآن کو ہم نے آج زمین کے سپرد کردیا۔''

آخر میں بطور برکت ہم حضرت حسان کے چندوہ اشعار نقل کرکے اس تذکرہ جمیل کو مکمل کرتے ہیں۔

اذا ما ابن عباس بدالک وجھہٗ — رائیت لہ فی کل مجمعۃ فضلا

اذا قال لم یترک مقالا لقائل — بملتقطات لاتریٰ بینھما فصلا

کفیٰ وشفیٰ مافی النفوس فلم یدع — لذی اربۃ فی القول جدا ولا ھذلا

سموت الیٰ العلیا، بغیر مشقہ — فنلت ذراھا لادینیا ولا وعلا

خلقت حلیفا للمرؤۃ والندی — بلیغا ولم تخلق کھاما ولا حلا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کا سراپا ایسا باوقار ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ وہ ہر علمی مجلس میں امتیاز وفضیلت کے مستحق ٹھہریں گے۔ جب آپ گفتگو فرماتے ہیں۔ تو وہ ایسی مکمل، جامع اور نقائص سے پاک ہوتی ہے کہ کسی دوسرے کیلئے بولنے یا اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ گویا کہ ہر عیب اور کجی سے پاک۔

جو کچھ ذخیرہ علم ان کے دل میں ہے وہ ہر مسئلے کے حل کیلئے کافی ہے۔ آپ کی دانش ہمہ پہلو ہے۔ اسی لئے آپ کسی ماہر وفہیم زبان دان کی طرح گفتگو میں کوئی رخنہ نہیں چھوڑتے۔

اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! بخدا آپ بغیر کسی خاص مشقت کے علم کے پہاڑ پر چڑھتے چلے گئے اور بالآخر اس کی چوٹی پر پہنچے (یعنی علم میں سب سے فائق ٹھہرے) اور وادی علم وتحقیق کی کوئی بلندی وپستی آپ سے مخفی نہ رہ سکی۔

(اے ابن عباس رضی اللہ عنہ!) آپ داد ودہش سخاوت اور عالی ظرفی کے گویا ساتھی بنا کر دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ تو آپ سست رو ہیں نہ کمزور اور نہ ہی مال ودولت سے محروم (یعنی آپ چست وتیز رو قوی اور صاحب مال ہیں)۔

فقیر

حافظ محمد سعید احمد عاطف

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ/نومبر ۲۰۰۵ء

مسجد شان اسلام گلبرگ لاہور

مختصر تعارف وحالات امام جلال الدین سیوطیؒ

ولادت وبچپن

آپ کا مکمل نام'' جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن ابن ابی السیوطی ہے۔آپ مصر کے ایک قصبہ'' السیوط'' کے محلہ خضریہ میں رجب المرجب ۸۴۹ھ کو پیدا ہوئے آپ کے والد کمال ابو بکر آپ کو ولی کامل شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں لے گئے۔انہوں نے اس بچے کے لیے علم وسعادت کی دعا فرمائی۔ابھی آپ محض پانچ برس سات ماہ کے تھے کہ والد کے دستِ شفقت سے محروم ہو گئے۔آپ کی پیشانی سے علم کا نور چمکتا تھا۔محض آٹھ برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا۔آپ کے والد نے اپنی زندگی میں انہیں اپنے چند علم دوست متقی لوگوں کی تربیت میں دے دیا تھا۔والد مرحوم کے اِن دوستوں نے بھی کمال وضع داری سے اپنی دوستی نبھائی۔اوراس بچے کو علم سے آراستہ وپیراستہ کر دیا۔آپ بچپن سے ہی سنجیدہ وعبادت گزار تھے۔داغ یتیمی نے بچپن میں ہی آپ کو ذمہ دار بنا دیا تھا۔والد کے دوستوں نے آپ کے تعلیمی مصارف برداشت کیۓ ان دوستوں میں کمال ابن ھمام کا نام نمایاں ہے۔

تعلیم

آپ نے تحصیل علم کو بچپن سے ہی اپنا مقصد بنالیا۔بلوغ سے قبل ہی آپ نے امھاتِ کتب کے متون تک یاد کر لئے۔حفظ قرآن کی برکت سے حافظہ ایسا بے مثال تھا کہ ہر چیز نقش کر لیتا تھا۔قاہرہ کے علماء سے اکتساب علم کے بعد آپ نے علماء یمن اور علماء شام کی علمی صحبتوں سے فیض پایا پھر آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں کے کبار شیوخ سے علم حاصل کیا اب آپ کو'' رسوخ فی العلم'' حاصل ہو گیا۔بعض تذکرہ نویسوں نے حصول علم کیلئے آپ کا برصغیر آنا بھی نقل کیا ہے۔معقولات کی نسبت آپ کو منقولات سے زیادہ دلچسپی تھی اور پھر بالخصوص علوم القرآن وعلوم الحدیث سے تو عشق کے درجہ تک لگاؤ تھا۔

آپ کے اساتذہ کی تعداد دوسو سے زائد ہے۔آپ اپنے ایک گرامی قدر استاد محی الدین کافیجی کی خدمت میں رہ کر چودہ سال تک برابر ان کے چشمہ علم سے فیض یاب ہوتے رہے۔آپ نے''تفسیر بیضاوی'' شیخ الاسلام شرف الدین مناوی سے پڑھی اور علامہ زمخشری کی کشاف کے اسرار ورموز شیخ سیف الدین حنفی سے سیکھے۔ایسے ہی

آپ کے ایک نامور استاد علامہ بلقینی ہیں جو ان کے سرپرست بھی رہے ایک اور نامور استاد جلال الدین المحلی نے بھی اپنے علوم امام سیوطی کو منتقل کیے۔

تعلیم وتدریس

حصول علم سے فراغت کے بعد شیخونیہ میں فقہ کے استاذ کے طور پر پڑھانا شروع کیا۔ یاد رہے کہ علامہ موصوف کے والد مرحوم بھی اسی مدرسہ میں اسی منصب پر فائز رہے تھے۔ ۸۹۱ھ بمطابق ۱۴۸۶ء میں انہیں ایک بڑے مدرسہ "مدرسہ البیبرسیہ" میں مسندِ علم پر رونق افروز ہونے کا موقع ملا۔ یہاں آپ پندرہ برس تک علم وتحقیق کے موتی لٹاتے رہے پھر تصنیف وتالیف کی طرف رجحان ہوا تو آپ نے اس مدرسہ سے علیحدگی اختیار فرمالی۔ اب آپ کو اپنی تصنیفی مہمات کیلئے ایک ایسے مقام کی تلاش تھی جہاں آپ تنہائی میں سکون واطمینان کے ساتھ اپنے علمی مشاغل میں منہمک رہ سکیں۔ اس کے لئے آپ نے جزیرہ نیل کے ایک پرسکون علاقہ "الروضہ" کا انتخاب کیا۔ اور آپ کی اکثر تصانیف وتالیفات "الروضہ" کے اسی خلوت کدہ سے نکل کر چار دانگ عالم میں پھیلیں۔ علم کا یہ جویا الروضہ میں ایسے رہا کہ سوائے تحقیق وتدقیق کے ہر چیز کو ثانوی حیثیت دی اور دستِ اجل کے آنے تک اسی گوشۂ علم میں منہمک و معتکف رہا۔

آپ کی انفرادیت وامتیاز یہ ہے کہ آپ نے علوم اسلامی کے ہر اہم پہلو پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے، علوم عقلیہ ونقلیہ کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہو کہ جس پر علامہ موصوف نے دادِ تحقیق نہ دی ہو۔ قرآنیات پر آپ کی تصانیف و تالیفات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ علمی اداروں کا کام تنِ تنہا شخص نے کیسے کیا ہوگا؟

آپ کی شاہکار تصانیف

(۱) الاتقان فی علوم القرآن (۲) تفسیر الجلالین (۳) لباب النقول فی اسباب النزول (۴) تفسیر الدر المنثور (۵) مجمع البحرین ومطلع البدرین (۶) ترجمان القرآن فی التفسیر المسند للقرآن (۷) معترک الاقران فی اعجاز القرآن (۸) تناسق الدرر فی تناسب السوَر (۹) مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن (۱۰) اسرار التنزیل (۱۱) المهذب بما وقع فی القرآن من المعرب (۱۲) فتح الجلیل (۱۳) مفاتیح الغیب (۱۴) الجواہر فی علم التفسیر (۱۵) الاکلیل فی استنباط التنزیل (۱۶) البسطٰی فی صلوٰۃ الوسطٰی (۱۷) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۱۸) القول الفصیح فی تعین الذبیح (۱۹) مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع (۲۰) الازهار الفاتحہ فی شرح الاستعاذہ والبسملۃ (۲۱) شمائل الزبرنی فضائل السور (۲۲) الکلام علیٰ اول الفتح۔

تعارف مؤلف تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

ابوطاہر محمد یعقوب الفیروزآبادی

اس تفسیری مجموعہ کے مؤلف ومرتب کا مکمل نام ابوالطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابرہیم مجد الدین الشیرازی الشافعی ہے۔ آپ شیراز شہر کے قریب ایک گاؤں ''کازرون'' میں ۷۲۹ ہجری بمطابق ۱۳۲۹ء کو پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی ذہانت وتقویٰ کے آثار معصوم چہرے پر نمایاں تھے۔ آپ کی تعلیم کا علاقہ اور اساتذہ کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ شروع شروع میں شیراز ہی سے تعلیم حاصل کی، پھر تحصیل علم کے لیے ایک اور شہر واسط کا رخ کیا اور پھر وہاں سے عروس البلاد بغداد کا رخ کیا جو اس وقت علم وفن کا مرکز تھا۔ پانچ برس تک یہاں کے اساتذہ فن سے فیض حاصل کیا۔ پھر علم کا شوق انہیں کشاں کشاں دمشق میں امام تاج الدین السبکی کے ہاں لے گیا۔ آپ وہاں رہ کر کئی برس تک علم کی تشنگی بجھاتے رہے اور امام السبکی کے علوم کو اپنے دل ودماغ میں سمویا۔ اسی طرح کچھ مورخین نے اشارۃً تضعیف (قیل) کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ نے امام ابن قیمؒ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیے۔

پھر یہاں سے آپ بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں کبار علماء سے خود علم حاصل کرتے اور عام علماء کو اپنے علم سے مستفید کرتے رہے، تعلیم وتعلم کا یہ سلسلہ بیت المقدس میں قریباً دس سال تک چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے سیروا فی الارض (زمین میں نگاہِ بصیرت کے ساتھ چلو پھرو) کے ارشاد قرآنی کے مطابق اپنی طویل سیاحت کا آغاز کیا۔ اس میں اولاً آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کی پھر ایشیائے کوچک، ترکی، قاہرہ، کا سفر کیا۔ اس دوران آپ کا خاصا وقت مکہ مکرمہ میں گزرا۔ یہاں کے شیوخ واکابر سے آپ نے علم حاصل کیا اور اصاغر کو اپنے علم سے فیضیاب کیا۔ بعض مورخین کے مطابق آپ نے ہندستان کا سفر بھی کیا۔ بہرحال آپ کی سیاحت اور قیام مکہ کا عرصہ چودہ سال پر محیط ہے۔ پھر ۱۳۹۳ء میں آپ نے سلطان احمد بن اویس کی جانب سے بغداد آنے کی درخواست قبول کی ۔ کچھ عرصہ آپ سلطان سے وابستہ رہے پھر آداب سلطانی سے عدم موافقت کے باعث ایران چلے گئے کچھ عرصہ وہیں مقیم رہے۔ پھر جب تیمور لنگ، نے آپ کے وطن مالوف شیراز کو فتح کیا تب آپ وہیں تھے۔ تاہم تیمور آپ سے بڑے ادب سے پیش آیا لیکن اب منگولوں کے ہاتھوں اپنے اس برباد شدہ شہر میں آپ کی رقّت انگیز طبیعت زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکی۔ اب آپ نے فیصلہ کیا کہ کسی پرسکون گوشے میں بیٹھ کر خالص علمی کام کیا جائے اس کے لیے آپ نے جنوبی عرب کا انتخاب کیا۔ یہاں انہیں ایک گوشۂ عافیت میسر آ گیا۔ جہاں بیٹھ کر انہوں نے اپنے تصنیفی وتالیفی کام کا آغاز کیا۔ اب تک آپ کی علمی شہرت ایک عالم میں پھیل چکی تھی ۔ یہاں کے سلطان (ملک اسمٰعیل بن عباس) نے

آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور سلطان کی استدعا پر آپ نے یمن کے قاضی القضاۃ کے عہدے کو رونق بخشی۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس عہدہ سے معذرت کی اور اپنے علمی کاموں میں دوبارہ سے منہمک ہو گئے۔ اس اثناء میں آپ نے دوبارہ حرم مکہ کا سفر بھی اختیار کیا۔ مکہ جلد ہی واپس شہر زبیدہ کو لوٹ آئے پھر وہیں آپ نے جم کر علمی کام کیا اور ''القاموس'' جیسی علمی لغت مرتب کی اور تنویر المقباس المعروف ''تفسیر ابن عباسؓ '' یہیں تالیف فرمائی، وادی علم کا یہ جلیل القدر راہی علم وتحقیق کے اس مسلسل سفر میں ہی رہا یہاں تک کہ فرشتۂ اجل آن پہنچا اور آپ ۲۰ شوال ۸۱۷ھ بمطابق ۳ جنوری ۱۴۱۵ء کو عالم فانی سے عالم بقاء کی طرف چلے گئے۔

مقام ومرتبہ

آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مفسر، محدث، ماہر لغت اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ شخصی اعتبار سے بڑے غیرت مند، خوددار اور متقی تھے۔ زندگی کا انداز سادہ و پروقار تھا۔ سلاطین عصر سے وابستگی کے باوجود آپ کی حق گوئی و خودداری میں کوئی فرق نہ آیا، آپ علوم میں شان امامت رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے متبحر اور بڑے علماء سے اخذ فیض کیا۔ اور خود علم کے ہزاروں پیاسوں کو اپنے چشمۂ علم سے سیراب کیا۔ طبیعت میں رقت وذوق عبادت بہت تھا۔ جس کے سبب شخصیت میں ایک خاص طرح کا ٹھہراؤ اور وقار آ گیا تھا۔

تصانیف وتالیفات قرآنیات

(۱) زیر مطالعہ تالیف ''تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس'' ہے۔ یہ تفسیر بار بار چھپ چکی ہے اور آج ہمیں اس کے نئے اردو ترجمہ کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

(۲) ''بصائر ذو التمیز فی لطائف الکتاب العزیز'' کے نام سے آپ نے قرآن مجید کی چھ جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر قاہرہ وبیروت سے بارہا چھپ چکی ہے۔

(۳) علامہ زمخشری کی کشاف کے خطبہ کی ایک مستقل شرح لکھی۔

(۴) سیرت النبی ﷺ پر مختصر کتاب ''سفر السعادۃ یا الصراط المستقیم'' کے نام سے لکھی۔

(۵) حدیث میں بخاری شریف کی ایک شرح بھی لکھی جو نایاب ہے۔

(۶) آپ کی اہم اور مشہور ترین تالیف، ''القاموس'' ہے۔ یہ جامع ترین عربی لغات میں شمار ہوتی ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علم دینیہ کے ہر محقق وعالم نے اس سے استفادہ کیا۔ اس کی مفصل شرح سید مرتضیٰ الزبیدی (وفات ۱۷۹۱ء) کی ''تاج العروس'' ہے۔ جو دس جلدوں میں ہے۔

(۷) ''البلغہ فی تاریخ ائمۃ اللغۃ'' عربی لغت اور ادب کے وہ اساطین جنہوں نے اس زبان پر کسی بھی حوالہ سے نئی طرح کا بنیادی وحوالہ جاتی کام کیا ہے اس کتاب میں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ ہے۔

(۸) ''کتاب تحبیر الموشین فیما یقال بالسین والشین'' یہ عربی الفاظ سے بحث کرتی ہے کہ جیس س اور ش دونوں سے لکھا جا سکتا ہے

مقدمہ: لباب النقول فی اسباب النزول

جملہ حمد وتعریفات اس رب لاشریک کے شایانِ شان ہیں کہ جس نے اپنے قانون کے تحت ہر چیز کیلئے ایک ظاہری سبب وقانون بنایا اور اپنے بندے محمد ﷺ پر منفرد شان کی حامل ایک عظیم کتاب نازل فرمائی۔ جس میں ہر ایک متعلق چیز کی حکمت بیان کی گئی ہے اور قیامت تک کے ضروری احوال سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اور ہمارے آقا و سردار ختم المرسلین پر لاکھوں درود وسلام ہوں۔ جو کہ اپنی سیرت مبارکہ میں تمام انبیاء سے اعلیٰ واشرف اور ممتاز ہیں اور خاندانی وجاہت وحسب ونسب کے پہلو سے بھی سب سے برتر حال اور منفرد شان کے مالک ہیں۔ آپ کے اہل بیت اور اصحاب کرام پر بھی اللہ درود وسلام نازل فرمائے جو کہ نبی کے بعد اپنے اعمال وکردار میں دنیا بھر میں یگانہ اور ممتاز ہیں۔

امابعد: اس کے بعد عرض یہ ہے کہ میں نے اپنی اس کتاب کا نام "لباب النقول فی اسباب النزول" رکھا ہے اس کتاب میں میرا طریقہ یہ ہے کہ میں نے حدیث، اصولِ حدیث اور مختلف اصحاب روایت کی تفاسیر سے مضمون لے کر ان کی تلخیص کی ہے۔

مقدمہ: اسباب فن نزول ایک عظیم فن ہے۔ اس کے متعلق درست معلومات سے بڑا قیمتی علم حاصل ہوتا ہے اور جو لوگ اسباب نزول کو محض ایک تاریخی حیثیت دیتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ فہم القرآن میں ان اسباب کے معلوم ہونے سے کوئی خاص فائدہ نہیں۔ ان کا موقف درست نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس فن کے معلوم ہونے سے فہم القرآن میں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ آیات قرآنیہ کا صحیح مفہوم متعین کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی آیات کے فہم میں آنے والے متعدد سوالات اور اشکالات کا تشفی بخش جواب بھی میسر آجاتا ہے۔

کچھ علماء سلف کے اقوال ملاحظہ فرمائیں اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مشکلاتِ قرآنی کی تفہیم میں فن اسباب نزول کی کس قدر اہمیت ہے۔

(۱) علامہ واحدیؒ کہتے ہیں کہ آیتِ کریمہ کی تفسیر کو پوری طرح سمجھنا اس واقعہ کے شانِ نزول کے معلوم کئے بغیر ممکن نہیں۔ (۲) ابنِ دقیق" فرماتے ہیں کہ معانی قرآن کو سمجھنے کے لئے شانِ نزول ایک قوی ذریعہ ہے۔ (۳) امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ شانِ نزول سے واقفیت آیت قرآنی کے سمجھنے میں از حد مددگار ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سبب کے معلوم ہو جانے سے مسبب کا علم ہو جاتا ہے۔ جب سلف صالحین میں سے ایک جماعت کو آیات قرآنیہ کے فہم میں اشکال پیدا ہوا تو انہوں نے ان آیات کے شانِ نزول معلوم کئے۔ جس سے ان کی ذہنی الجھنیں ختم ہو گئیں اور جملہ شبہات دور ہو گئے۔ (۴) واحدیؒ کہتے ہیں کہ شانِ نزول کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ بغیر صحیح روایت سنے اور متعلقہ حضرات سے معلوم کئے بغیر جو شانِ نزول کے وقت موجود تھے شانِ نزول پر بات کرنا غیر مناسب ہے۔ (۵) امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اس معاملہ میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور درست بات بیان کرو حقیقت یہ ہے کہ وہ بزرگ اس دنیا سے چلے گئے جو آیات قرآنیہ کے شانِ نزول سے صحیح طریقہ پر واقف تھے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ فن اسباب نزول کا علم صحابہ کرام کو ہی صحبت نبوی ﷺ کی بدولت متعدد قرآئن کے ذریعے حاصل ہوتا تھا۔ اور اس بصیرت سے وہ عمومی اور عدالتی فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ وہ اس چیز کو قطعی طور پر بیان نہیں

کرتے تھے۔ بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ یہاں اس معاملے میں مجھے یوں یاد پڑتا ہے کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔اور یہی محتاط طریقہ ہے اور مسلم شریف کی اس ضمن میں ایک روایت ہے کہ جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ اس کے پیچھے سے ہو کر وظیفہ زوجیت ادا کرے تو اس سے اس کی اولاد ٹیڑھی آنکھوں والی (بھینگی) پیدا ہوگی۔ رب تعالیٰ نے یہود کے اس قول کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم وقدموا انفسکم. یعنی اس آیت کا سبب نزول یہود کا قول تھا۔

(۲) امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ کا یہ فرمانا کہ یہ آیت اس فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو ایسے حالات میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہر واقعہ ہی اصل میں فلاں آیت قرآنی کے نزول کا سبب ہے۔اور کبھی کبھار مدعا یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بھی اسی آیتِ کریمہ کے حکم میں داخل ہے، خواہ یہ واقعہ اس آیت قرآنی کا شانِ نزول نہ ہو۔ جیسا کہ اہل علم میں عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ اس آیت سے یہ معنی مراد لئے گئے ہیں۔

جب کوئی صحابیؓ رسول فرماتے کہ یہ آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس باب میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ صحابی کا اسطرح سے فرمانا حدیث مسند کے قائم مقام ہے یا نہیں؟ جبکہ صحابی اس سبب کو بیان بھی کریں۔ جس کی وجہ سے آیتِ کریمہ کا نزول ہوا۔ یا پھر صحابی کا یہ قول اس تفسیر کے قائم مقام ہے جو کہ حدیث مسند نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری تو اس قول کو بھی حدیث مسند میں داخل فرماتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات محدثین، حدیث مسند میں اس کو شامل نہیں فرماتے۔ احادیث میں جو مسانید کی کتابیں ہیں وہ سب اسی اصطلاح کے مطابق ہیں جیسا کہ مسند امام احمد وغیرہ۔ یہ تو ہوا ایک نقطہ نظر۔ دیگر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب ایسا شانِ نزول بیان کیا جائے کہ اسکے فوراً بعد آیت کریمہ کا نزول ہو گیا ہو تو سب کے نزدیک صحابی کا یہ قول حدیث مسند کے حکم میں داخل ہے۔ علامہ زرکشی اپنی کتاب البرہان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی عادت کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ان میں سے کوئی اسبابِ نزول کے حوالے سے یوں فرماتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ یہ واقعہ نزولِ آیت کا سبب ہے تو گویا یہ آیت کریمہ سے اس حکم کو ثابت کرنے کیلئے استدلال کرنا ہے۔ اس سے محض نقل واقعہ اور سبب نزول کا بیان نہیں ہے۔ یہ اہم بنیادی نکتہ ہے۔ درست بات یہی ہے کہ سبب نزول کے بارے میں جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ آیت کریمہ واقعہ پیش آنے کے زمانے میں نازل نہ ہوئی ہو۔ اس طرزِ تحقیق سے علامہ واحدیؒ کا وہ قول جو انہوں نے سورۃ فیل کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس کے نزول کا سبب ابرھہ کا آنا اور بیت اللہ پر حملہ کرنا ہے وغیرہ غلط ہو جاتا ہے کیونکہ ان چیزوں کا اسبابِ نزول سے کوئی تعلق نہیں بنتا، بلکہ یہ تو زمانہ ماضی میں پیش آمدہ واقعات و حادثات کو بیان کرنا اور ان کے ذریعے تزکیر و موعظت کرنا ہے جیسا کہ حضرت نوح و طوفانِ نوح کا واقعہ، قوم عاد و ثمود کی نافرمانیوں و تکذیبِ حق کے سبب ان پر جو اللہ کی طرف سے عذاب و حوادث نازل ہوئے ان کا بیان ہے ایسے ہی بیت اللہ کی تعمیر کے واقعات میں ابراہیم و اسماعیل کی سعی و بندگی انابت اور خشیت کا تذکرہ ہے۔ یہ سب واقعات و حوادث اطلاع و موعظت کی قبیل سے ہیں۔ اسی طرح علامہ واحدیؒ کا اس آیت قرآنیہ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا کی ذیل میں فرمانا کہ اس کے نزول کا سبب ابراہیم کو خلیل بنانا ہے۔ لیکن علمی حقائق یہ ہیں کہ اس طرح کی چیزیں اسباب نزول میں سے نہیں ہیں

جیسا کہ ہم نے پہلے قول صحابی کو حدیث مسند میں داخل کیا ہے اسی طرح اگر آیت کی تفسیر کے بارے میں کسی تابعی سے کوئی چیز مروی ہو تو وہ بھی بمنزلہ حدیث مرفوع ہے لیکن مرسل ہے۔ تاہم جب سندِ صحیح کا ثبوت فراہم ہو جائے گا تو اس مرسل روایت کو قبول کر لیا جائے گا۔ اور فن تفسیر کے متعدد جلیل القدر امام حضرت مجاہدؒ حضرت عکرمہؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ وغیرہ تابعین یہ صحابہ کرامؓ سے آیات کی تفسیر نقل کرتے ہیں۔ یا ایسے ہی تفسیر کو کسی مرسل حدیث سے تقویت و تائید مل جائے تو یہ اس کو لے لیتے ہیں۔

کبھی کبھار مفسرین، نزولِ آیت کے متعدد اسباب بیان کر دیتے ہیں۔ ایسے مقامات پر کسی ایک قول کو ترجیح دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ان عبارات کو بغور دیکھا جائے جو کہ ان مفسرین حضرات نے یہاں بیان فرمائی ہیں۔ سو اگر مفسرین میں سے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے اور دوسرے مفسر نے بھی یہی چیز بیان کی کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی دیگر امور بھی بیان کر دیئے تو جان لیجئے کہ یہاں شانِ نزول نہیں بیان کر رہے بلکہ اس طریقہ سے آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ شانِ نزول کا بیان کرنا ان کا مقصد نہیں ہے اور ان دونوں قولوں کے درمیان کسی قسم کا تضاد و تناقض نہیں۔ یاد رہے کہ مفہوم کی یہ تفہیم اس وقت ہو گی جب ظاہری الفاظ میں ان دونوں اقوال کی گنجائش اور گہرائی موجود ہو۔ میں نے اپنی کتاب ''الاتقان'' میں اس بحث کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسبابِ نزول میں قرآن کے ماتحت اسطرح کی چیزوں کا بیان کرنا چاہئے اور غیر متعلق مواد سے گریز کرنا چاہئے۔ ایسے ہی اگر کسی مفسر نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے تحت نازل ہوئی ہے اور کسی دوسرے مفسر نے اس کے برعکس کسی اور شانِ نزول کی صراحت کر دی ہو تو اسی صراحت والے قول پر اعتبار کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر یہ آیت کریمہ نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت کریمہ عورتوں سے ان کے پچھلے راستے سے صحبت کی اجازت کے متعلق نازل ہوئی ہے اور حضرت جابرؓ نے ایسے شانِ نزول کی تشریح کی ہے جو اس کے برعکس ہے تو اس صراحت اور قطعیت کے سبب حضرت جابر کی حدیث سے متضاد مفہوم کو حتمی سمجھتے ہوئے اس پر اعتماد و بھروسہ کیا جائے گا اور اگر مفسرین میں سے کسی ایک مفسر نے ایک سبب اور دوسرے نے دوسرا سبب بیان کیا تو متعلقہ آیت ان تمام اسباب کے وقوع کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ آیت ''لعان'' میں اس چیز کی وضاحت آ جائے گی۔ اور کبھی آیت کریمہ دو مرتبہ بھی نازل ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیتِ روح اور سورہ نمل کی آخری آیات اور آیت ما کان للنبی و الذین امنوا۔

اب تفسیر قرآن میں ان امور میں سے کسی ایک امر کو ترجیح دینے کے لئے جن اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے گا وہ یہ ہیں کہ:

(۱) اس سند پر غور کیا جائے (۲) اور دیکھا جائے کہ دونوں سببوں کو بیان کرنے والوں میں سے کون راوی ایسا تھا جو اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت وہاں خود موجود تھا (۳) یا کون سا راوی علماء تفسیر میں سے ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ، دونوں اعلیٰ درجے کے مفسر ہیں۔ (۴) کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ آیت کریمہ کا نزول دو واقعوں میں سے کسی ایک واقعہ کے متعلق ہوتا ہے مگر راوی دونوں واقعوں کو باہم ملا دیتا ہے اور پھر اکٹھا بیان کرتا ہے کہ آیت کریمہ اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ اس وقت تک اسباب نزول کے فن میں سب سے زیادہ معروف کتاب علامہ واحدیؒ کی ہے اور پھر میری یہ کتاب۔ (لباب النقول فی اسباب النزول) تاہم میری یہ کتاب واحدیؒ کی کتاب سے ان وجوہ کی بناء پر منفرد ہے۔

(۱) اختصار (۲) جامعیت: یہ واحدی کے جملہ مباحث پر بھی مشتمل ہے جن پر میں نے ''ک'' کی علامت لگا کر

واضح کر دیا ہے۔ (۳) میں نے جس حدیث کو جن صحیح و معتبر کتابوں سے نقل کیا ہے تو اس حدیث کو ان کتابوں کی طرف ہی منسوب کر دیا ہے جیسا کہ صحاح ستہ، مستدرک امام حاکم، صحیح ابن حبان، سنن بیہقی، دار قطنی، مسند امام احمد، مسند ابویعلی، معجم طبرانی (صغیر، اوسط، کبیر) تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن مردویہ، ابوالشیخ، ابن حبان، فریابی، عبدالرزاق، ابن منذر وغیرہ اور واحدی اکثر احادیث کو کسی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور یہ سند خاصی طویل ہوتی ہے اور قاری معلوم نہیں کر سکتا کہ یہ حدیث کس مجموعہ حدیث سے لی گئی ہے۔ اس لیے میں نے اختصار و جامعیت کی خاطر مذکورہ کتب حدیث میں متعلق کتاب کی طرف حدیث کا حوالہ دے دیا ہے۔ یہ قاری کے لئے بڑی سہولت ہے جو علامہ واحدیؒ کے ہاں میسر نہیں اور علامہ موصوف بسا اوقات حدیث کو مقطوع ذکر کر دیتے ہیں جس کے سبب معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ حدیث کی کوئی سند موجود بھی ہے یا نہیں۔ (۴) باہم متعارض روایتوں کو جمع کرنا اور رفع تعارض کرنا۔ (۵) صحیح حدیث کو غیر صحیح سے جمع کرنا اور مقبول کو مردود سے ممتاز کرنا۔ (۶) جو احادیث ہمارے موضوع شانِ نزول وغیرہ کو بیان نہیں کرتیں انہیں حذف کر دینا۔ یہ وہ چند اہم امور تھے کہ جن کے بیان کے بعد ہم آخری سطروں تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم اپنے خالق و مالک اور معبود حقیقی کی عطا و توفیق سے اپنے اصل مدعا و مضمون کو ترتیب اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

مقدمہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و سردار رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک آپکے اہل بیت و صحابہ کرام پر درود سلام نازل فرمائے۔

سند: اس تفسیر کا سلسلہ سند یہ ہے کہ عبداللہ بن ثقہ ابن المارالھروی پھر ابوعبداللہ محمود بن محمد الرازی پھر عمار بن عبدالمجید الھروی پھر علی بن اسحاق سمرقندی پھر محمد بن مروان کلبی سے روایت کرتے ہیں کلبی ابو صالح سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

تفسیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: میں لفظ: الباء میں رب تعالیٰ کی انفرادیت تجلیات آزمائشوں اور برکات کی طرف اشارہ ہے اور اس سے اس کے نام حق کی ابتدا بھی ہے پھر لفظ السین سے ذات عالی کی عظمت و رفعت بلندی و برتری مراد ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے اس کے نام السمیع کی ابتداء ہے۔ میم سے اللہ جل جلالہ کی عمومی بادشاہت اور انسانوں پر اس کی مناجات اور احسانات کی جانب اشارہ ہے جو اس نے اپنے بندوں کو ایمان کی ہدایت دے کر عطا کئے ہیں۔ اور پھر اس سے اللہ جل جلالہ کے ایک نام المجید کی ابتدا ہو رہی ہے اور اللہ کے بندے اپنی جملہ ضروریات و حاجات میں اسی ذات حق کے سامنے اپنی حاجات کا دامن پھیلائے اور اسی کے حضور گڑ گڑائے اور وہ اللہ جل جلالہ ہر نیک و بد کی دعا سنتا ہے اور ان کی جملہ تکالیف و مصائب دور کرتے ہوئے انہیں رزق عطا کر کے انہیں اپنی مہربانی عنایت فرماتا ہے اور پھر بالخصوص مومنین کیلئے تو وہ بہت ہی مہربان اور لطیف ہے کہ ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے جنت میں داخل فرماتا ہے۔ دنیا میں ان کے بعض گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور آخرت میں انہیں خصوصی عنایتوں اور رحمتوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے(۱) بڑا مہربان نہایت رحم والا (۲) انصاف کے دن کا حاکم (۳) (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (۴) ہم کو سیدھے رستے پر چلا (۵) اُن لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا(۶) نہ اُن کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے (۷)

تفسیر سورۃ الفاتحۃ آیات (۱) تا (۷)

سورہ فاتحہ میں اختلاف ہے کہ یہ مدنی ہے یا مکی۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تمام شکر اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر انعام کرتا ہے اور مخلوق اس کی حمد وثنا کرتی ہے۔ ایک یہ تفسیر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں پر شکر ہے جو اس نے اپنے مومن بندوں پر کیں اور ان کو ایمان کی ہدایت عطا فرما کر سب سے بڑا انعام دیا، یہ تفسیر بھی ہے کہ شکر وحدانیت اور الوہیت اس اکیلے اللہ کے لیے ہے جس کا کوئی معاون اور وزیر نہیں ہے اور وہ ہر ہر جاندار کا پالنے والا ہے جو زمین اور آسمان پر ہے اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ وہ جنوں اور انسانوں کا مالک اور سردار ہے، یہ بھی تفسیر ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے والا ان کو رزق دینے والا اور ایک حالت کو دوسری حالت سے بدلنے والا ہے۔

(۲) لفظ رحمٰن میں رحیم سے زیادہ رقت ورحمت ہے اور رحیم بمعنی رقیق ہے۔

(۳) یوم الدین بدلہ کا وہ فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے جس میں مخلوق کے درمیان فیصلہ ہوگا ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا، اس دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا فیصلہ نہیں ہوگا۔

(۴-۵) ہم تیری ہی توحید بیان کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی سے تیری عبادت پر اور تیرے ان انعامات پر کہ جن کی وجہ سے ہم تیری فرمانبرداری پر قائم رہیں مدد مانگتے ہیں۔ قائم رہنے والے دین اسلام کی طرف

ہماری رہنمائی فرما ایسی رہنمائی جس سے تو خوش ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ہمیں اس دین پر ثابت قدم رکھ اور کتاب اللہ کے ساتھ بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے یعنی ہمیں اس قرآن کے حلال وحرام اور اس کے مفہوم سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔

(۶۔۷) ان لوگوں کا دین جن پر تو نے دین عطا کر کے احسان کیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے اور ان کا وہ وقت جب تک اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی نعمتوں کو واپس نہیں لیا تھا کہ ان پر وادیٔ تیہ میں بادل نے سایہ کیے رکھا اور اس امت پر بطور نعمت من وسلویٰ آسمان سے اتارا گیا۔ اور یہ تفسیر بھی ہے کہ انعام والی جماعت سے نبیوں کی جماعت مراد ہے جو ان یہودیوں کے دین کی طلب گار نہیں جن پر تو نے اپنا غصہ کیا اور ان کو ذلیل ورسوا کیا اور ان کے دلوں کو مضبوط نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ یہودی بن گئے۔ اور نہ ان نصاریٰ کے دین کے طلب گار ہیں، جو اسلام سے بے راہ ہو گئے، اسی طرح ہماری یہ امیدیں بڑھتی رہیں اور اسی طرح ہوتا رہے یا یہ کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے جو تجھ سے دلی درخواست کی ہے، وہ وہی ہمیں عطا فرما۔ (اور ہماری ان جملہ دعاؤں کو قبول فرما)

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا اَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

سورۃ البقرۃ مدنیۃ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ۔ (۱) یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام خدا ہے۔ خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔ (۲) جو غیب پر ایمان لاتے اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (۳) اور جو کتاب (اے محمد ﷺ) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ (۴) یہی لوگ اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔ (۵)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیات (۱) تا (۵)

سورۂ بقرہ مدنی ہے، بعض نے اسے مکی کہا ہے اس میں ۲۸۶ آیات اور تین ہزار ایک سو (۳۱۰۰) کلمات اور پچیس ہزار پانچ سو (۲۵۵۰۰) حروف اور چالیس رکوع ہیں۔

شان نزول : الٓمّٓ (۱) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات مومنوں کے بارے میں اتری ہیں، اور اس کے بعد کی دو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور تیرہ آیات منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱) الم (ال م) کے بارے میں عبداللہ بن مبارک، علی بن اسحاق سمرقندی، محمد بن مروان، کلبی، ابو صالح کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ الف سے اللہ، لام سے جبریل اور میم سے محمد ﷺ مراد ہیں، دوم: الف سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، لام سے اس کا لطف، میم سے اس کا ملک و بادشاہت مراد ہے، سوم: الف سے اللہ تعالیٰ کے نام کی ابتدا اللہ، لام سے لطیف، میم سے مجید مراد ہے، چہارم: اَللّٰہُ اَعْلَمُ سے بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے، پنجم: یہ قسم کے الفاظ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ یہ کتاب قرآن جس کو محمد ﷺ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں اس میں کسی قسم کے کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ میری کتاب ہے، اگر تم اس کتاب پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں ہدایت دوں گا اور اگر اس پر ایمان نہیں لاؤ گے تو میں تمہیں عذاب دوں گا۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ بھی ہے کتاب کی تفسیر اس وعدہ کے ساتھ بھی ہے جو کہ عہد میثاق میں رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تھا کہ میں آپ پر وحی بھیجوں گا۔ کتاب سے تورات و انجیل بھی مراد ہے، اس میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، ان دونوں کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف مذکور ہے۔

(۲) پرہیزگاروں کے لیے یہ قرآن کریم (ہدایت کے ساتھ) کفر و شرک اور فواحش کو بھی واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔ یہ قرآن کریم مومنوں کے لیے معجزہ ہے رسول اللہ کی امت میں سے وہ لوگ جو متقی و پرہیزگار ہیں، ان کے لیے باعث رحمت ہے۔

(۳) وہ لوگ جو کہ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ان کی نگاہوں سے چھپی ہوئی ہیں، جیسا کہ جنت و دوزخ، پل صراط، میزانِ اعمال، بعث بعد الموت، حساب کتاب وغیرہ۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی ان امور میں سے جو قرآن پاک میں نازل کیے گئے ہیں یا وہ جو قرآن کریم میں نازل نہیں ہوئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور نماز کو اس کے وضو، رکوع و سجود اور جو امور اس میں واجب ہیں اس کے وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور یہ حضرات جناب ابوبکر صدیقؓ

اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔

(۴۔۵) اور جو قرآن کریم اور تمام انبیائے کرام پر جو کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کی اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی اور جنت کے جملہ انعامات کی تصدیق کرتے ہیں، یہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں۔ایسی اچھائیوں کے مالک اپنے پروردگار کی جانب سے رحمت و کرامت اور بزرگی کے مالک ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب سے رہائی پانے والے ہیں۔

یہ تفسیر بھی ہے کہ جن حضرات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک کو پایا اور جن چیزوں کا ان حضرات نے مطالبہ کیا تھا اس کو حاصل کر لیا اور جن برائیوں سے بھاگ کر آئے تھے، اس سے نجات حاصل کر لی (یعنی محبت نبوی کی برکت سے تزکیہ نفوس کے مرحلے سے بخوبی گزر گئے) یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ
أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ
مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨
يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ
وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝١٠ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ
لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝١١
أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝١٢

جو لوگ کافر ہیں اُنہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو اُن کے لئے برابر ہے۔وہ ایمان نہیں لانے کے (٦) خدا نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا رکھی ہے۔اور اُن کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور اُنکے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔(۷) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔(۸) یہ اپنے (پندار میں) خُدا کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں مگر (حقیقت میں) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے اور اِس سے بے خبر ہیں۔(۹) اِن کے دلوں میں (کفر کا) کا مرض تھا خُدا نے اُن کا مرض اور زیادہ کر دیا اور اُن کے جھوٹ بولنے کے سبب اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا (۱۰) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں (۱۱) دیکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے (۱۲)

تفسیر سورة البقرة آیات (٦) تا (١٢)

(٦) جو لوگ کفر پر پکے ہو چکے ان کو بھلائی کی بات کرنا اور ان کو قرآن پاک کے ذریعے ڈرانا یا نہ ڈرانا ایک جیسا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اور یہ بھی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔لیکن اللہ نے انہیں ارادے کی آزادی دے کر تمام حجت کر دی ہے۔

(۷) اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے اور آخرت میں ان کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن اسحاقؒ محمد بن ابیؒ عکرمہؒ سعید بن جبیرؒ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے واسطے سے اللّٰہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ دو آیات مدینہ منورہ کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور ابن جریر ہی نے ربیع بن انسؓ کے ذریعے سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْ سے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تک یہ دو آیات غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۸) یہ لوگ یہود میں سے کعب بن اشرف، حیی بن اخطب اور جدی بن اخطب ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مکہ مکرمہ کے مشرکین عتبہ، شیبہ، اور ولید مراد ہیں، یہ لوگ علانیہ اور ظاہری طور پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارے ایمان باللّٰہ اور بعث بعد الموت (مرنے کے بعد اٹھائے جانے) جس میں اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تصدیق کرتے ہیں، مگر قلبی طور پر وہ مومن نہیں اور اپنے ایمان لانے کے دعوے میں سچے نہیں ہیں۔

(۹) یہ لوگ اللّٰہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں اور دلی طور پر اس کے احکام کو جھٹلاتے ہیں۔ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں اس قدر دلیر اور بہادر واقع ہوئے ہیں کہ وہ خود اس جھوٹے خیال میں مبتلا ہیں کہ العیاذ باللّٰہ وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور رسول اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر حقیقت میں وہ اپنے آپ کو ہی جھٹلا رہے ہیں کیوں کہ ان کو یہ پتہ نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے نبی رسول اللّٰہ ﷺ کو ان کے دلوں کے راز بتا دیتا ہے۔

(۱۰) ان کے دلوں میں شک، نفاق، نافرمانی اور اندھیرا ہے رب تعالیٰ ان کے شک نفاق نافرمانی اور اندھیرے میں اضافہ فرماتا ہے اور ان لوگوں کو آخرت میں ایسا تکلیف دہ عذاب ہوگا جس کی تکلیف ان کے دلوں میں ہوگی کیوں کہ وہ پوشیدہ اور خفیہ طریقہ پر اللّٰہ کو جھٹلاتے تھے اور یہ منافقین یعنی عبداللّٰہ بن اُبی، جدی بن قیس اور معتب بن قشیر ہیں۔

(۱۱) اور جب یہود سے کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے دین سے نہ روکو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اطاعت پر لگانے والے ہیں۔

(۱۲) جان لو یہی رکاوٹ ڈالنے والے ہیں، لیکن ان کے ضعیف لوگ نہیں سمجھتے کہ ان کے سردار ہی ان کو گمراہ کر رہے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ

لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّ ۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لے آئے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں بھلا جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لے آئے ہیں اُسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سُن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے (۱۳)۔ اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (اُن سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (پیروانِ محمدؐ سے) تو ہم ہنسی کیا کرتے ہیں۔ (۱۴) ان (منافقوں) سے خدا ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیئے جاتا ہے کہ شرارت اور سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہی ہوئے (۱۶)۔ اُن کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے (شب تاریک میں) آگ جلائی۔ جب آگ نے اس کے اِردگرد کی چیزیں روشن کیں تو خدا نے اُن لوگوں کی روشنی زائل کر دی اور اُن کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے (۱۷) (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ (کسی طرح سیدھے رستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے (۱۸)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیات (۱۳) تا (۱۸)

(۱۳) اور جب یہود سے کہا جاتا ہے کہ محمد ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لاؤ جیسا حضرت عبداللہ ؓ بن سلام اور ان کے ساتھی ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ اور قرآن پاک پر اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف اور ذلیل لوگ ایمان لائے ہیں، آگاہ رہو بالیقین یہی لوگ بیوقوف اور ذلیل ہیں لیکن اس بات کو سمجھتے نہیں۔

(۱۴) منافقین جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور دوسرے صحابہ کرام ؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی صدقِ دل سے اسی طرح ایمان لائے ہیں جس طرح کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور تم لوگوں نے تصدیق کی ہے اور جب اپنے بڑوں اور سرداروں کے پاس جاتے ہیں اور وہ پانچ آدمی ہیں، مدینہ منورہ میں کعب بن اشرف، بنی اسلم میں ابوبردہ اسلمی، ابن السوداشام میں، جہینہ میں عبدالدار اور بنی عامر میں عوف بن عامر تو ان سے آکر کہتے ہیں کہ اصل میں ہم تم لوگوں کے ہی دین پر ہیں ہم تو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ زبان سے کہہ کر (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعت سے ٹھٹھہ کرتے ہیں۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ بدلے کے طور پر قیامت کے دن ان کا مذاق اڑائے گا، اس طرح کہ ان کے سامنے پہلے جنت کا

ایک دروازہ کھولے گا اور پھر انھیں وہ دروازہ دکھا کر ان پر بند کر دے گا اس بات پر مومنین ان منافقین کا مذاق اڑائیں گے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ دنیاوی زندگی میں بھی ان کے کفر اور گمراہی میں اتنی ڈھیل دیتا ہے کہ جس پر ان کی بصیرت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور سچائی کا امتیاز باقی نہیں رہتا، یہ اس طرح کے لوگ ہیں جنھوں نے ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کر لیا ہے اور ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے، لیکن ان کو اپنی اس تجارت میں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ نقصان ہی میں مبتلا ہونے اور اب یہ گمراہی سے سیدھی راہ پر نہیں آئیں گے۔

شانِ نزول: وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

واحدیؒ اور ثعلبیؒ نے بواسطہ محمد بن مروان، سدی صغیر، کلبی، ابو صالح، ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ ایک دن منافقین کی جماعت نکلی، راستہ میں ان لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام ؓ نظر آئے، عبداللہ بن ابی نے اپنے دوستوں سے کہا کہ دیکھو کس طرح میں تم سے (العیاذ باللہ) ان بیوقوفوں کو ہٹاتا ہوں، چنانچہ عبداللہ بن ابی نے آکر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا صدیق اکبرؓ بنی تمیم کے سردار، مسلمانوں کے بزرگ، رسول اللہ ﷺ کے رفیق غار، رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنی جان اور مال کو خرچ کرنے والے آپ کو خوش آمدید ہو۔

پھر اس نامراد نے حضرت عمر فاروقؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا عدی بن کعب کے سردار فاروق اعظمؓ اللہ تعالیٰ کے دین میں بہت جری اور بہادر، اپنی جان و مال رسول اکرم ﷺ کے لیے خرچ کرنے والے آپ کو خوش آمدید ہو، پھر اس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ ﷺ کے داماد حضور ﷺ کے علاوہ بنی ہاشم کے سردار مرحبا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اُبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے دیکھا میں نے کیا کیا جب تم ان لوگوں کو دیکھو تو تم بھی میری طرح ان سے پیش آؤ، یہ سن کر اس کے منافق ساتھیوں نے اس کی تعریف کی۔

یہ جماعت صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئی اور آپ کو سارے واقعہ کی تفصیل سے آگاہ کیا اس وقت یہ آیت اتری، اس روایت کی یہ سند بہت ہی کمزور ہے کیوں کہ سدی صغیر اور اسی طرح کلبی دونوں کذاب ہیں اور ابوصالح ضعیف ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷) منافقین کی رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں یہ مثال ہے، جیسا کسی شخص نے اندھیرے میں آگ جلائی، تاکہ اس کے ذریعے سے اپنے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کرے جب وہ آگ روشن ہوگئی اور ارد گرد اور چیزیں بھی نظر آنے لگیں اور اپنے مال اور اہل وعیال کے بارے میں اطمینان ہوگیا تو اچانک وہ آگ بجھ گئی، اسی طرح منافقین رسول اللہ ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لائے اور حقیقت میں ان کا ایمان صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی جانوں، اموال و عیال کی قتل اور قید سے حفاظت کریں، چنانچہ جب وہ مرجائیں گے تو ان کے ایمان کا نفع ختم ہو جائے گا اور ان کو حق

تعالیٰ قبر کی ایسی سختیوں میں ڈال دے گا کہ اس کے بعد ان کو راحت و آرام نظر ہی نہ آئے گا۔

(۱۸) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان یہودیوں کی یہ بھی مثال بیان کی گئی ہے، جیسا کہ کسی شکست کھائے ہوئے انسان نے کوئی علم حاصل کیا اور اس کے پاس اور شکست خوردہ لوگ جمع ہو گئے پھر انھوں نے اپنے علم کو تبدیل کر دیا، جس کی وجہ سے ان کا فائدہ اور امن و سلامتی سب ہی برباد ہو گئے، اسی طرح سے یہود رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے اور قرآن مجید کے ذریعے سے مدد مانگا کرتے تھے جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو انھوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کفر و انکار کے سبب ان کے ایمان لانے کی خواہش اور ان کے ایمان کے نفع کو ختم کر دیا اور انھیں یہودیت کی گمراہیوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا کہ انھیں اب ہدایت کا راستہ ہی نظر نہیں آتا، یہ سب بہرے، گونگے اور اندھے بنے ہوئے ہیں، کہ اپنے کفر اور گمراہی سے ہرگز نہیں لوٹ سکتے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَھُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَھَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

ع

یا اُن کی مثال مینہ کی سی ہے کہ آسمان سے (برس رہا ہو اور) اُس میں اندھیرے پر اندھیرا (چھا رہا) ہو اور (بادل) گرج (رہا) ہو اور بجلی (کوند رہی) ہو تو یہ کڑک سے (ڈر کر) موت کے خوف سے کانوں میں اُنگلیاں دے لیں اور خُدا کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (۱۹) قریب ہے کہ بجلی (کی چمک) اُن کی آنکھوں (کی بصارت) کو اُچک لے جائے جب بجلی (چمکتی اور) اُن پر روشنی ڈالتی ہے تو اُس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر خُدا چاہتا تو اُن کے کانوں (کی شنوائی) اور آنکھوں کی (بینائی دونوں) کو زائل کر دیتا۔ بلا شبہ خُدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اُسکے عذاب) سے بچو (۲۱) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کیلئے انواع واقسام کے میوے پیدا کیے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔ اور تم جانتے تو ہو (۲۲) اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سُورت تم بھی بنا لاؤ اور خُدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں اُن کو بھی بُلا لو اگر تم سچے ہو (۲۳)

سورة البقرة آيات (۱۹) تا (۲۳)

(۱۹) منافقین اور یہودیوں کی قرآن پاک کے ساتھ یہ دوسری مثال ہے جیسا کہ جنگل میں رات کے وقت آسمان

سے بارش برسے اسی طرح قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے کہ اس میں فتنوں کی تاریکیاں بیان کی گئی ہیں اور گرج، چمک، ڈر اور ڈانٹ اور بیان و تبصرہ اور وعید ہے، یہ لوگ موت اور تباہی کے خوف سے، کڑک کی آواز سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، اسی طرح یہ منافقین قرآن مجید کے بیان اور وعید کے وقت موت سے بچنے کے لیے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں داخل کر لیتے ہیں کہ کہیں دل ان کی طرف مائل نہ ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ منافقین کو اچھی طرح جانتا ہے اور ان سب کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے، قریب ہے کہ یہ آگ اور چمک کافروں کی نگاہوں کو ختم کر دے اسی طرح سے قرآن کریم بھی ان گمراہوں کی آنکھوں کو ختم کر دینے والا ہے۔

(۲۰) جب بجلی کی روشنی ہوتی ہے تو چلنا شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح جب منافقین ایمان کا اظہار کرتے ہیں تو مومنوں کے درمیان چلنا شروع کر دیتے ہیں کیوں کہ ان کا اظہار ایمان بظاہر قبول کر لیا جاتا ہے لیکن جب مر جاتے ہیں تو قبر کے اندھیرے میں پڑے رہتے ہیں۔

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو گرج و چمک سے ان کے کانوں اور نگاہوں کو ختم کر دے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو قرآن کریم کی وعید اور عذاب سے منافقوں اور یہودیوں کی سننے کی قوت اور قرآن حکیم کی وضاحت سے ان کی دیکھنے کی قوت ختم کر دے۔

شانِ نزول: اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ (الخ)

ابن جریرؒ، سدی کبیرؒ، ابی مالکؒ، ابوصالحؒ، ابن عباسؓ، مرہؓ، ابن مسعودؓ نیز صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ مدینہ منورہ کے منافقین میں سے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ کر مشرکین کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ان دونوں کو اسی طرح بارش کا سامنا ہوا، جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے کہ اس میں بہت سخت گرج، اندھیرا اور چمک ہے۔ لہٰذا جب خوب زور سے بادل گرجتا یہ دونوں اس ڈر سے کہ کہیں گرج کی آواز سے ان کے کان نہ پھٹ جائیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے اور جب بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے تھے اور جب بجلی نہ چمکتی تو نظر تو کچھ نہ آتا لیکن چلتے چلتے پھر اپنی جگہوں پر پہنچ جاتے اور دل میں سوچتے کاش کہ صبح ہو جائے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ پر میں دے دیں۔ چنانچہ صبح ہوئی اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیے اور ان کا اسلام بھی اچھا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کے ان دونوں منافقوں کی حالت بیان فرمائی ہے، جو مدینہ منورہ سے نکل کر گئے تھے اور ویسے منافقین کا وطیرہ یہ تھا کہ جب وہ رسول اکرم ﷺ کی مجلس مبارک میں آتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن حکیم کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے، داخل کر لیا کرتے تھے یا ان کی کسی بات کا اظہار کرایا جائے جس کی بنا پر وہ قتل کر دیے جائیں، جیسا کہ مدینہ منورہ سے نکلنے والے منافقین کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے اور جب روشنی

ہوتی تو چلنا شروع کر دیتے تھے چنانچہ جب ان منافقین کے اموال و اولاد میں اضافہ اور زیادتی ہوگئی اور فتوحات کے سبب مال غنیمت بکثرت ہوگیا تو دین کی حمایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب محمد ﷺ کا دین سچا ہے اور اس پر قائم ہو گئے جیسا کہ دونوں منافقین جب بھی بجلی چمکتی تھی تو اس کی روشنی میں چلتے تھے اور جب اندھیرا ہوتا تو کھڑے ہو جاتے، اسی طرح دوسرے منافقین جب ان کے اموال و اولاد ہلاک و برباد ہو گئے اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تو کہنے لگے کہ یہ سب مصیبتیں رسول ﷺ کے دین کی وجہ سے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اور مرتد ہو گئے اور پھر اسی طرح اپنے کفر پر جم گئے جیسا کہ یہ دونوں منافقین کہ جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۱) اس سے اہل مکہ اور یہودی بھی مراد ہیں، اپنے اس رب کی توحید بیان کرو جس نے تمہیں نطفہ سے پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے بچ جاؤ۔

(۲۲) اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس نے تمہارے لیے زمین کو بستر اور بچھونا اور آسمان کو بلند چھت والا بنایا اور آسمان سے بارش اتاری جس سے طرح طرح کے پھل تمہارے لیے اور تمام مخلوقات کے لیے پیدا کیے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے برابر و مشابہ کسی کو نہ بناؤ، کیوں کہ تم خوب جانتے ہو کہ ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۲۳) تم اپنی کتابوں میں یہ بات پاتے ہو کہ اس وحدہٗ لاشریک کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ اور شریک ہے اور اگر تمہیں اس کلام میں جو کہ ہم نے بذریعہ جبریل امین اپنے خاص بندے محمد ﷺ پر اُتارا ہے، شک ہے کہ یہ کلام انھوں نے خود بنالیا ہے تو اس کلام جیسی ایک سورت لے آؤ اور اپنے ان معبودوں کو بھی ساتھ ملالو جن کی تم عبادت کرتے ہو یا اپنے سرداروں کو بلالو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو اور حقیقت یہ ہے کہ ایک سورہ بھی تم ہرگز اس جیسی لانے پر قادر نہیں ہو سکتے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾

لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے (اور جو) کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے (۲۴) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُنکو خوشخبری سنادو کہ اُنکے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب اُنہیں اُن میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور اُن کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں اُنکے لئے پاک بیویاں ہونگی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵) خدا اِس بات سے عار نہیں کرتا کہ مچھر یا اُس سے بڑھ کر کسی چیز (مثلاً مکھی مکڑی وغیرہ) کی مثال بیان فرمائے۔ جو مومن ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اُن کے پروردگار کی طرف سے سچ ہے اور جو کافر ہیں وہ

کہتے ہیں کہ اس مثال سے خدا کی مُراد ہی کیا ہے اِس سے (خدا) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے اور گمراہ بھی کرتا ہے تو نافرمانوں ہی کو (۲۶)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیت (۲٤) تا (۳٦)

(۲۴) سو اگر تم اس جیسی سورت نہ لاسکو مفہوم کے لحاظ سے یہاں لَنْ تَفْعَلُوْا پہلے ہے لَمْ تَفْعَلُوْا بعد میں ہے اگر پھر بھی تم ایمان نہیں لائے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں ہی کے لیے پیدا اور تیار کی گئی ہے۔

(۲۵) اس کے بعد مومنین کی جنت میں عزت وعظمت کا بیان ہے، ان لوگوں کو جو کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ان احکامات کے جو کہ ان کے اور اللّٰہ تعالیٰ کے درمیان ہیں بجا آوری کرتے ہیں اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ اعمال صالحہ کرتے ہیں یعنی اہلِ ایمان کو اعمال صالحہ کے سبب حضرت محمد ﷺ اور قرآن حکیم کے ذریعے بشارت وخوشخبری حاصل کر لینی چاہیے کہ ان کے لیے اللہ کے ہاں ایسے باغات ہیں کہ وہاں درختوں اور ان کے مکانات کے نیچے سے شراب، دودھ، شہد اور پانی کی نہریں بہتی ہیں۔ جب ان کو جنت میں مختلف قسم کے پھل اور میوے کھانے کو ملیں گے تو وہ کہیں گے کہ اس جیسے ہمیں اس سے پہلے بھی کھانے کے لیے دیے گئے ہیں، کیوں کہ انھیں پھل رنگ میں ایک جیسے اور مزے ولذت میں مختلف قسم کے دیے جائیں گے اور ان کے لیے جنت میں ایسی بیویاں ہوں گی جو حیض اور ہر قسم کی گندگیوں سے پاک ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، انھیں موت نہیں آئے گی اور نہ اس سے یہ لوگ کبھی بے دخل کیے جائیں گے۔

(۲۶) اب اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ یہودیوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جو انھیں قرآن کریم کی مثالوں پر تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ تو کسی مثال کے بیان کرنے کو نہیں چھوڑتا اور وہ کسی چیز کے تذکرہ سے شرمائے بھی کیوں۔ اس لیے کہ اگر تمام مخلوق بھی مل کر کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو وہ سب ذرا سی چیز کو پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور مخلوق کے لیے کوئی مثال بیان کرنے میں اسے حیاء رکاوٹ نہیں کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی چیز مثلاً مکھی اور مکڑی وغیرہ یا اس سے چھوٹی چیز کی مثال بیان کرے، جو لوگ رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ مثال درست ہے اور جو رسول اللّٰہ ﷺ اور قرآن کریم کو نہیں مانتے وہ کہتے پھرتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ایسی مثالوں سے کیا ارادہ کیا ہے، اے نبی کریم ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس مثال کے ذریعے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس کے ذریعے سے بہت سے یہودیوں کو گمراہ اور بہت سے مومنوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

شانِ نزول: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ (الخ)

ابن جریرؒ نے سدیؒ سے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے منافقوں کی یہ دو مثالیں بیان فرمائیں كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا اور اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ تو منافق کہنے لگے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات تو اس سے بہت اونچی اور بلند ہے کہ اس قسم کی مثالیں بیان کرے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ہاں واقعی اللّٰہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کردیں اور واحدیؒ نے عبدالغنی بن سعید ثقفیؒ، موسیٰ بن

عبدالرحمانؒ، ابن جریجؒ، عطاءؒ، حضرت ابن عباسؓ کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب مشرکین کے معبودوں کا تذکرہ فرمایا کہ اگر مکھی بھی ان سے کسی چیز کو چھین لے تو وہ اسے دور نہیں کر سکتے اور ان کے معبودوں کی حقیقت واضح فرمائی اور مکڑی کا ذکر کیا ہے، ان چیزوں کے ذکر سے کیا ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، عبدالغنی غیر معتبر راوی ہیں، عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں بواسطہ معمر قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مکھی اور مکڑی کا ذکر کیا تو مشرکین کہنے لگے کہ مکھی اور مکڑی کے ذکر سے کیا فائدہ۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ آیت نازل فرمائی تو مشرکین کہنے لگے کہ ان مثالوں اور اس قسم کی مثالوں سے کیا حاصل ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ واقعی اللہ تعالیٰ نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی یہاں بیان کر دیں، پہلا قول سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے سورت کے شروع میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کے زیادہ مناسب ہے اور روایت میں مشرکین کا جو ذکر آ رہا ہے وہ اس آیت کریمہ کے مدنی ہونے کے مخالف نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

جو خدا کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز (یعنی رشتۂ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اس کو قطع کئے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (۲۷) (کافرو) تم خدا سے کیونکر منکر ہو سکتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کریگا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۲۸) وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے (۲۹) اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۳۰)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۷) تا (۳۰)

(۲۷) اس قسم کی مثال سے یہودی گمراہ ہوتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے بہت تاکید و زور کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اور پھر بدعہدی کا ارتکاب کرتے ہیں اہلِ ایمان اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ صلہ رحمی کو ختم کرتے ہیں اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ اور قرآن حکیم سے بدظن کرتے ہیں یہی لوگ دنیا و آخرت کے تباہ ہونے کی وجہ سے گھاٹے اور خسارے

میں ہیں۔

(۲۸) اب اللہ تعالیٰ حیرانگی سے ان کی حقیقت کو واضح فرماتے ہیں کہ تم نطفہ کی صورت میں اپنے باپوں کی پشتوں میں موجود تھے، اس کے بعد اس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے رحم میں زندہ کیا، پھر تمہاری عمر کے پورا ہونے پر تمہیں موت دی، اس کے بعد قیامت میں تمہیں زندہ کرے گا اور آخرت میں پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا پڑے گا، جہاں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

(۲۹) اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کا (جو اس کے انسانوں پر ہیں) تذکرہ فرماتے ہیں کہ اس اللہ نے تمہارے لیے مختلف قسم کے جانوروں اور باغوں وغیرہ کو بنایا اور تمہارے تابع کیا پھر آسمان کو پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان برابر زمین کے اوپر بنائے اور وہ ذات الٰہی آسمانوں اور زمینوں میں سے ہر ایک چیز پیدا کرنے پر قدرت رکھتی ہے۔

(۳۰) اب اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کا واقعہ بیان کرتے ہیں، جنھیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے جو کہ زمین میں رہنے والے تھے، فرمایا میں تمہارے بدلے زمین پر ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں، انھوں نے کہا کہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پیدا کرنے والے ہیں جو گناہ اور ظلم کا ارتکاب کریں گے اور ہم آپ کے حکم کے مطابق عبادت کرتے ہیں اور پاکی کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہیں، ارشاد ہوا میں اس خلیفہ (آدم علیہ السلام) کی حکمتوں کو زیادہ جانتا ہوں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۲ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۴ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۵

اور اُس نے (آدم کو سب چیزوں کے) نام سکھائے پھر اُن کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ (۳۱) اُنہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں بیشک تو دانا (اور) حکمت والا ہے (۳۲) (تب) خدا نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ۔ جب اُنہوں نے اُن کو ان کے نام بتائے تو (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے (۳۳) اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا (۳۴) اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے (۳۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۳۱) تا (۳۵)

(۳۱) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اولاد کے نام سکھادیے اور ایک قول یہ ہے کہ جانوروں وغیرہ کے نام حتی کہ پیالہ اور چینی تک کے نام بتلا دیے۔ پھر ان چیزوں کے نام ان فرشتوں پر (جن کو سجدہ کا حکم ملا تھا) پیش کیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے مخلوق اور ان کی اولاد کے متعلق اطلاع دو، اگر تم اپنی پہلی بات میں سچے ہو۔

(۳۲) فرشتوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں ہمیں جو تو نے بتایا اتنا ہی علم ہے تُو ہم سے اور ان سے اور ہماری باتوں اور ان کی باتوں سے زیادہ باخبر ہے۔

(۳۳) اب حضرت آدم علیہ السلام کو ان اسماء کے بتلانے کا حکم ہوا جو انھوں نے بتادیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتوں کو اور ان چیزوں کو جو تم فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اپنے پروردگار کی اطاعت کا اظہار کرتے ہو اور جو پوشیدہ رکھتے ہو اور جو چیز شیطان ملعون نے ان کے سامنے ظاہر کی اور جو پوشیدہ رکھی، سب کو تمہارا رب بخوبی جانتا ہے۔

(۳۴) یقیناً ہم نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے لیے تعظیمی سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر شیطان ابلیس نے حکم الٰہی کو نہ مانا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور شیطان اس کے بعد حکم الٰہی کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے کافروں میں شمار ہونے لگا اور یہ بھی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے ہی یہ بات تھی کہ وہ کافروں میں سے ہے۔ یا یہ کہ سب سے پہلا کافر شیطان بنا۔

(۳۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا قصہ خاص بیان کرتے ہیں کہ تم آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام جنت میں جاؤ، تمہارے لیے وہاں بہت فراخی ہے اور جہاں تمہارا دل چاہے پھرو، باقی اس درخت میں سے مت کھانا، ورنہ تم اپنے نفسوں کو نقصان پہنچانے والے ہو جاؤ گے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے اُس سے اُن کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانہ اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے (۳۶) پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اُس نے قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے (۳۷) ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اُس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۳۸) اور جنہوں نے (اس کو) قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۳۹) اے آلِ یعقوب! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا میں اُس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو (۴۰) اور جو کتاب میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) نازل کی ہے جو تمہاری کتاب (تورات) کو سچا کہتی ہے اُس پر ایمان لاؤ اور اُس سے منکرِ اول نہ بنو اور میری آیتوں میں (تحریف کر کے) اُن کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو اور مجھی سے خوف رکھو (۴۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۳۶) تا (۴۱)

(۳۶) چنانچہ ان دونوں (آدم وحوا) کو شیطان نے جنت سے پھسلانے کی کوشش کی اور اس وسعت وکشادگی کی جگہ سے ان کو نکلوا دیا اور ہم نے حضرت آدم علیہ السلام، حوا، شیطان اور سانپ سے کہا، کہ زمین پر اترو جہاں تمہارے لیے موت تک ٹھکانا، فائدہ اور معیشت ہے۔

(۳۷) حضرت آدم علیہ السلام کو وہ کلمات سکھائے گئے اور انھوں نے سیکھ لیے یا ان کو بطور الہام بتائے گئے تاکہ یہ کلمات حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لیے توبہ کا ذریعہ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی کو معاف کر دیا اور جو شخص بھی توبہ کی حالت میں مرجائے اللہ تعالیٰ اس کی غلطی کو معاف کرنے والے ہیں۔

(۳۸) پھر ہم نے حضرت آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام، ابلیس اور سانپ سے کہا کہ آسمان سے اترو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ جس وقت اور جب بھی تمہارے پاس میری طرف سے کتاب اور رسول آئے تو جو شخص کتاب رسول کی اتباع کرے گا تو اسے پیش آنے والے عذاب کا خوف اور جو انھوں نے کام کیے ہیں ان پر غم نہیں ہوگا اور یہ بھی تفسیر ہے کہ انھیں ہمیشہ خوف اور غم نہیں ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت

موت کو ذبح کیا جائے گا اس وقت انہیں خوف اور جب دوزخ کو بھرا جائے گا تب انھیں غم نہ ہوگا اور جن لوگوں نے کتاب اور رسول کو جھٹلایا وہ دوزخ والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ ہی وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

(۴۰-۳۹) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو انعامات کیے۔ اب ان کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے کہ اے اولاد یعقوب! میرے انعامات پر اللہ کا شکر کرو اور میرے احسانات کو محفوظ رکھو جو میں نے تم پر کتاب نازل کر کے اور رسول بھیج کر اور ایسے ہی فرعون اور اس کی آل کو غرق کر کے اور تمہیں اس سے نجات دے کر اور بطور انعام "مَنّ و سَلویٰ" وغیرہ نازل کر کے کیے اور اس نبی کریم ﷺ کے بارے میں میرے عہد و میثاق کو پورا کرو اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا اور بدعہدی کرنے سے مجھ سے ڈرو۔ میرے علاوہ اور کسی سے نہ ڈرو اور میں نے جبریل امینؑ کے ذریعے سے جو کتاب نازل کی ہے اور اس کتاب کے جو کہ تمہارے پاس ہے توحید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، آپ کی صفات اور بعض احکام شریعت میں تورات کے موافق ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے سب سے پہلے منکر نہ بنو اور رسول اکرم ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کے اوصاف (جن کا تورات میں ذکر ہے) ان کو چھپا کر معمولی معاوضہ مت لو اور حضرت محمد ﷺ کے بارے میں مجھ ہی سے ڈرو۔

(۴۱) باطل کو حق کے ساتھ نہ ملاؤ کہ دجال کی صفت کو العیاذ باللہ رسول اکرم ﷺ کی صفت کے ساتھ مخلوط کرنے لگو اور تم اپنے پوشیدہ کرنے کو جانتے ہوئے حق بات کو مت چھپاؤ۔ (اور حضور ﷺ پر ایمان لے آؤ)

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ
وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ
أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا
نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾
وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ
مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٤٨﴾

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ (۴۲) اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (خدا کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو (۴۳) (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب (خدا) بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے ہو؟ (۴۴) اور (رنج و تکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز گراں ہے مگر اُن لوگوں پر (گراں نہیں) جو عجز کرنے والے ہیں (۴۵) جو یقین کیے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اُس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۴۶) اے یعقوبؑ کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے تھے اور یہ کہ میں نے تم کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی (۴۷) اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں (۴۸)

تفسیر سورة بقرة آیات (٤٣) تا (٤٨)

(۴۳) ایمان کے بعداللہ تعالیٰ اب ان پر بعض احکام شریعت کی فرضیت کو بیان کرتے ہیں کہ پانچ نمازوں کو پورا کرو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت پڑھو۔

(۴۴) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ سرداروں کی حالت کو بیان کرتے ہیں کہ تم کمتر اور ذلیل لوگوں کو تو، توحید اور محمد ﷺ کی اتباع کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائے بیٹھے ہو، خود اتباع نہیں کرتے اور ان کو خود کتاب پڑھ کر سناتے ہو، کیا تمہارے پاس سمجھ اور عقل نہیں؟

(۴۵) اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور گناہوں کے ترک پر صبر سے اور گناہوں کا خاتمہ کرنے کے لیے زیادہ نمازوں سے مدد لو، اور نماز بہت بھاری ہے مگر تواضع کرنے والوں پر، جو اس بات کو جانتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

شان نزول: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ (الخ)

واحدیؒ اور ثعلبیؒ نے کلبیؒ، ابوصالحؒ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ مدینہ منورہ کے یہود کے متعلق نازل ہوئی کیوں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ننھیال، اپنے رشتہ داروں اور ان مسلمانوں سے جن کے ساتھ ان کا معاہدہ تھا کہتے تھے کہ جس دین پر تم ہو اسی پر ثابت رہو اور یہ شخص یعنی رسول اللہ ﷺ جس بات کا تمھیں حکم دے وہ حق اور درست ہے اور لوگوں کو ایمان لانے کا کہتے تھے اور خود نہیں لاتے تھے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۴۶۔۴۷) اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد! میرے ان انعامات کو یاد رکھو جو میں نے تم پر کیے ہیں اور میں نے تمھیں کتاب، رسول اور اسلام کے ذریعے تمہارے زمانے کے جہان پر تمھیں فضیلت دی ہے۔

(۴۸) اور اگر تم ایمان نہ لاؤ اور یہودیت سے توبہ نہ کرو تو اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن کوئی کافر فرد کسی کافر فرد کی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی حفاظت نہیں کر سکے گا نہ اس دن کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت مانی جائے گی اور نہ کسی قسم کا فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان کو عذاب الٰہی سے بچایا جا سکے گا۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ
فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا
عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى
بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ۭ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٤﴾

اور (ہمارے اُن احسانات کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو قومِ فرعون سے مخلصی بخشی وہ (لوگ) تم کو بڑا دکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی (۴۹) اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا تو تم کو تو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور تم دیکھ ہی تو رہے تھے (۵۰) اور جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے اُنکے پیچھے بچھڑے کو (معبود) مقرر کر لیا اور تم ظلم کر رہے تھے (۵۱) پھر اُس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو (۵۲) اور جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور معجزے عنایت کیے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو (۵۳) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو تم نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا وہ بے شک معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے (۵۴)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (٤٩) تا (٥٤)

(۴۹) اور جس وقت ہم نے تمہیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی، جو تمہیں سخت قسم کا عذاب دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب کی کیفیت کو بیان فرماتے ہیں کہ تمہاری چھوٹی اولاد کو وہ ذبح کر ڈالتے تھے اور بڑی عورتوں کو خادم بنا لیتے تھے اور یہ تمہارے اللہ کی جانب سے بہت بڑی آزمائش تھی۔ یہ بھی تفسیر ہے کہ پھر فرعون سے نجات دلانے میں یہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت تھی، اب نجات دے کر جوان لوگوں پر احسان کیا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

(۵۰) اور جس وقت ہم نے دریا کو پھاڑ کر تمہیں غرق ہونے سے بچایا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا اور اس منظر کو تم تین دن بعد تک دیکھتے رہے۔

(۵۱) اور یقیناً ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا وعدہ کیا تھا، پھر تم لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہاڑ پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی مگر حقیقت میں تم نقصان اٹھانے والے تھے۔

(۵۲) اس بچھڑے کی پوجا کے بعد ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اور تمہارا خاتمہ نہیں کیا، تاکہ تم میرے معاف و درگزر کرنے پر شکر بجالاؤ۔

(۵۳) اور جس وقت ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اور اس میں حلال و حرام اور امر و نہی وغیرہ کو بیان کیا۔ ایک یہ

بھی تفسیر ہے کہ اس میں فرعون پر غلبہ حاصل کرنے کو بیان فرمایا تا کہ تم لوگوں کو گمراہی سے ہدایت حاصل ہو۔

(۵۴) حضرت موسیٰ ؑ کا ان کی قوم کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اس بچھڑے کی پوجا سے تم لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ان کی قوم نے ان سے کہا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ ؑ نے کہا اپنے رب سے توبہ کرو۔ انھوں نے کہا کہ کس طرح، حضرت موسیٰ ؑ نے کہا کہ جس نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی وہ اس کو قتل کرے کہ جس نے بچھڑا پرستی کی ہے اس قتل کے ذریعے جو توبہ ہوگی وہ تمہارے حق میں تمہارے پروردگار کی جناب میں بہتر ہوگی اور وہ تمہیں معاف کر دے گا اور جو توبہ کرے وہ اس کو معاف کرنے والا اور جو توبہ پر مرجائے وہ اس کے حق میں رحیم ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور جب تم نے (موسیٰ ؑ سے) کہا کہ موسیٰ ؑ جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے تو تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم دیکھ رہے تھے (۵۵) پھر موت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سر نو زندہ کر دیا تا کہ تم احسان مانو (۵۶) اور بادل کا تم پر سایہ کئے رکھا اور (تمہارے لیے) من وسلویٰ اُتارتے رہے کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ (پیو) (مگر تمہارے بزرگوں نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی) اور وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے تھے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے (۵۷) اور جب ہم نے (اُن سے) کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ (پیو) اور (دیکھنا) دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا اور حِطّۃٌ کہنا ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے (۵۸) تو جو ظالم تھے اُنہوں نے اس لفظ کو جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا بدل کر اس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا پس ہم نے (اُن) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ نافرمانیاں کیے جاتے تھے (۵۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۵۵) تا (۵۹)

(۵۵) اے قوم موسیٰ (ؑ) تم نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا ہم آپ کے کلام کی تصدیق نہیں کریں گے، جب تک کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی اس طرح زیارت حاصل ہو جائے جس طرح کہ آپ کو ہوئی ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ تم لوگوں کو آگ نے جھلسا دیا اور تم آپس میں اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

(۵۶) پھر ہم نے تمہیں مارنے کے بعد زندہ کیا تا کہ اس زندہ کرنے پر تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

(۵۷) اور ہم نے وادی تیہ میں تم پر بادل کو سایہ فگن کیا اور بٹیر تمہارے پاس وادی تیہ میں پہنچائے اور یہ حلال روزیاں ہم نے تمہیں کھانے کو دیں مگر کل کے لیے اس میں سے جمع کر کے مت رکھو لیکن تم نے ایسا ہی کیا اور ہم نے ان کے ذخیرہ بنانے کی وجہ سے کوئی کمی نہیں مگر خود انھوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا۔

(۵۸) اور جس وقت ہم نے کہا کہ اس ''اریحا'' نامی بستی میں داخل ہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ تمہارے لیے فراخی اور وسعت ہے اور اس بستی کے دروازہ سے جھکتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے یا لا الٰہ الا اللّٰہ کہتے ہوئے داخل ہونا، ہم تمہارے گناہوں کی معافی کے ساتھ، تمہاری نیکیوں میں بھی اضافہ کریں گے۔

(۵۹) چنانچہ ان اصحاب حطہ نے جو اپنے حق میں ظالم تھے ہمارے حکم کو تبدیل کر ڈالا اور حطۃ (یعنی توبہ) کہنے کے بجائے بطور مذاق کے حنطۃ سمعاناً (یعنی سرخ گیہوں کہنا) شروع کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ان اصحاب حطہ پر جنھوں نے ہمارے حکم میں تبدیلی کی تھی، ہم نے اس حکم عدولی کی بنا پر ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۞ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۖ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۖ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۞

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو (اُنہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر کے پانی پی لیا (ہم نے حکم دیا کہ) خدا کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی کھاؤ اور پیو مگر زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا (۶۰) اور جب تم نے کہا کہ موسیٰ! ہم سے ایک (ہی) کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا تو اپنے پروردگار سے دُعا کیجئے کہ ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز (وغیرہ) جو نباتات زمین سے اُگتی ہیں ہمارے لئے پیدا کر دے۔ اُنہوں نے کہا کہ بھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر اُن کے بدلے ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو (اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں) تو کسی شہر میں جا اُترو وہاں جو مانگتے ہو مل جائے گا اور (آخرکار) ذلّت (ورسوائی) اور محتاجی (و بے نوائی) اُن سے چمٹا دی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور (اُسکے) نبیوں کو ناحق قتل کر دیتے تھے (یعنی) یہ اس لئے کہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے (۶۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۶۰) تا (۶۱)

(۶۰) وادی تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی کی دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا عصا مارنے کا حکم دیا یہ پتھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اس پر بارہ نشان تھے ہر ایک نشان سے

جس وقت اس پر اپنا عصا مارتے تھے ایک نہر جاری ہو جاتی تھی، چنانچہ بارہ نہریں جاری ہو گئیں اور ہر ایک قبیلے نے اپنی نہر کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا ترنجبین اور بٹیر کھاؤ اور ان تمام نہروں سے پانی پیو اور زمین میں فساد نہ کرو اور موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی نہ کرو۔

(۶۱) اور تم نے پھر کہا کہ صرف اس ایک قسم کے کھانے یعنی ترنجبین اور بٹیر پر ہم نہیں رہ سکتے، اللہ تعالیٰ سے زمین کی پیداوار مانگنے لگے تاکہ ساگ، لہسن، پیاز، ککڑی وغیرہ پیدا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا لہسن اور پیاز جیسی ادنیٰ چیز کو ”منّ و سلویٰ“ کے مقابلے میں جو افضل اور اعلیٰ ہے تبدیل کرتے ہو یعنی ادنیٰ درجے کی چیز کو مانگتے ہو اور اعلیٰ درجے کی چیز کو چھوڑتے ہو، جس شہر سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ یا اور کسی شہر میں۔ وہاں جو تم لوگوں نے درخواست کی ہے وہی ملے گا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ان پر جزیہ کی ذلت اتاری گئی اور وہ فقر و افلاس کی مصیبت میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے لعنت و ذلت اور مسکنت کی سزا کے مستحق ہو گئے کیوں کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار اور انبیا کرام کو ناجائز قتل کرتے تھے اور یوم السبت کے بارے میں حق سے تجاوز کرتے اور انبیا کرام کے قتل کرنے اور گناہوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے یہ غضب ان پر نازل ہوا۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) انکو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے (۶۲) اور جب ہم نے تم سے عہد (کر) لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا) کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو زور سے پکڑے رہو اور جو اس میں (لکھا) ہے اسے یاد رکھو تاکہ (عذاب سے) محفوظ رہو (۶۳) تو تم اس کے بعد (عہد سے) پھر گئے اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تم خسارے میں پڑ گئے ہوتے (۶۴) اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ (۶۵) اور اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لئے اور جو ان کے بعد آنے والے تھے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنا دیا (۶۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۶۲) تا (۶۶)

(۶۲) ان یہودیوں میں سے جو لوگ اسلام لائے ہوئے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیا کرام پر ایمان لائے ہیں، ان کو جنت میں ان کے رب کی جانب سے ثواب ملے گا اور

ہمیشہ کے لیے انھیں کسی قسم کا خوف اور کوئی غم نہیں ہوگا۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ آئندہ پیش آنے والے عذاب سے ان کو کوئی خوف اور سابقہ اعمال پر انھیں کوئی غم نہ ہوگا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جس وقت موت کو ذبح کیا جائے گا اور جب دوزخ کو بھرا جائے گا ان کو کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔ اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیا کرام پر ایمان نہیں لائے کہ جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو چھوڑ کر یہودی بن گئے اور جو عیسائی ہوئے اور اسی طرح جو صابی ہو گئے یہ بھی نصاریٰ کی ایک جماعت ہے جو اپنے سروں کے درمیان حلقہ کراتے ہیں اور ''زبور'' پڑھتے ہیں اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کے دعویدار بنتے ہیں کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں لیکن جو شخص ان میں سے ایمان لایا اور سب اعمال کیے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہیں تو اس کا بدلہ ضائع نہیں ہوگا۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور عونیؒ نے اپنی سند میں ابن ابی نجیحؒ کے حوالہ سے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان حضرات کے دین کے حوالہ پوچھا جن کے دین پر میں خود تھا، چنانچہ میں نے آپ سے ان کی نماز اور عبادت کا ذکر کیا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اور واحدیؒ نے عبداللہ بن کثیرؒ کے ذریعے سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سلمانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دوستوں کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب جہنم میں ہیں۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ یہ فرمان سنتے ہی زمین میرے لیے تاریک ہوگئی۔ تب یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے میرے اوپر سے ایک پہاڑ ہٹ گیا اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۳) اب اللہ تعالیٰ لوگوں سے عہد لینے کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور عہد و میثاق لینے کے لیے تمہارے سروں پر ''کوہِ طور'' کو بلند کیا تاکہ جو ہم نے کتاب کے ذریعے تم پر احکام نازل کیے ہیں ان پر پوری کوششیں اور ہمیشگی کے ساتھ عمل پیرا رہو اور جو اس میں ثواب و عتاب کا ذکر ہے اس کو یاد کرتے رہو اور حلال و حرام کو اچھی طرح محفوظ کر لو تاکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی سے بچو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو۔

(۶۴) مگر تم نے اس عہد و پیمان کی ممانعت کی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے اترنے میں دیر نہ ہوتی اور حضور ﷺ کو تمہاری طرف نہ بھیجا جاتا تو تم اللہ کے عذاب اور عقوبت کی وجہ سے بہت ہی گھاٹے میں ہوتے۔

(۶۵) اور تمہیں اچھی طرح پتہ ہے اور تم نے ان لوگوں کا انجام بھی سنا ہے جنھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں عہد و پیمان کے بعد بھی ہفتہ کے دن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ ہم نے ان لوگوں کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا تاکہ یہ بندر بنا دینا پچھلے گناہوں کی سزا ہو۔

(۶۶) اور بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا باعث ہو، تاکہ وہ لوگ ان کے راستے پر نہ چلیں اور حضور اکرم ﷺ کی جماعت اور نیک لوگوں کے لیے نصیحت کا ذریعہ ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا ؕ وَ اِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِی الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو۔ وہ بولے کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ نادان بنوں (۶۷) اُنہوں نے کہا اپنے پروردگار سے التجا کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ بیل کس طرح کا ہو۔ (موسیٰ نے) کہا پروردگار فرماتا ہے کہ وہ بیل نہ تو بوڑھا ہو اور نہ بچھڑا بلکہ اُن کے درمیان (یعنی جوان) ہو۔ سو جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے ویسا کرو (۶۸) اُنہوں نے کہا اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ ہم کو یہ بھی بتادے کہ اُس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰؑ نے کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو کہ دیکھنے والوں (کے دل) کو خوش کر دیتا ہو (۶۹) اُنہوں نے کہا (اب کے) پروردگار سے پھر درخواست کیجئے کہ ہم کو بتادے کہ وہ اور کس کس طرح کا ہو کیونکہ بہت سے بیل ہمیں ایک دوسرے کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں (پھر) خدا نے چاہا تو ہمیں ٹھیک بات معلوم ہو جائے گی (۷۰) موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ بیل کام میں لگا ہوا نہ ہو۔ نہ تو زمین جوتتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتا ہو۔ اس میں کسی طرح کا داغ نہ ہو۔ کہنے لگے اب تم نے سب باتیں درست بتا دیں غرض (بڑی مشکل سے) اُنہوں نے اس بیل کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرنے والے تھے نہیں (۷۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (٦٧) تا (٧١)

(۶۷-۷۱) اب گائے کے ذبح کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا گائیوں میں سے کوئی بھی گائے ذبح کردو، تو ان کی قوم نے کہا، اے موسیٰ کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں ایمان والوں کے ساتھ مذاق کروں گا؟ اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، جب ان کی قوم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے یہ بات پتہ کرو اور بتاؤ کہ وہ گائے چھوٹی ہے یا بڑی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ گائے نہ بڑی ہے اور نہ چھوٹی بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ہے۔ اب دوبارہ تفتیش نہ کرو، پھر کہنے لگے کہ اپنے پروردگار سے ہمیں اس کے رنگ کے متعلق بھی پوچھ کر بتائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ سخت گوشت اور سخت سینگوں والی کالے رنگ کی ہے اس کی رنگت بالکل صاف ہے کہ دیکھنے والے کو اچھی معلوم ہوتی ہے، پھر کہنے لگے کہ اپنے رب سے یہ بھی پوچھ کر بتاؤ کہ وہ کھیتی باڑی کے کام کی ہے یا نہیں کیوں کہ اس کی تحقیق مشکل ہوگئی ہے ان شاء اللہ اس کا صحیح وصف معلوم ہو جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ گائے نہ زمین جوتنے اور نہ زمین کی سیرابی کے کام کے لیے استعمال میں آئی ہو، ہر

عیب سے پاک ہو نہ اس کے رنگ میں دھبے ہوں اور نہ سفیدی، کہنے لگے اب پورے طور پر اس کا صحیح نقشہ ہمارے سامنے آ گیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کو تلاش کرنا شروع کر دیا اور اس کی کھال میں سونا بھر کر اس کی قیمت ادا کی۔ مگر اول میں اس کو ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس کی قیمت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے متذبذب کے شکار تھے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ۚ۷۲ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۷۳ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۷۴ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶

اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تو اس میں باہم جھگڑنے لگے۔ لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے خدا اُسکو ظاہر کرنے والا تھا (۷۲) تو ہم نے کہا کہ اس بیل کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کو مارو۔ اس طرح خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم سمجھو (۷۳) پھر اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا وہ پتھر ہیں یا اُن سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھر تو بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور اُن میں سے پانی نکلنے لگتا ہے اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور خدا تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں (۷۴) (مومنو) کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہارے (دین کے) قائل ہو جائیں گے (حالانکہ) اُن میں سے کچھ لوگ کلام خدا (یعنی تورات) کو سُنتے پھر اس کو جان بُوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں (۷۵) اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور جس وقت آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں جو بات خدا نے تم پر ظاہر فرمائی ہے وہ تم ان کو اس لئے بتائے دیتے ہو کہ (قیامت کے دن) اسی کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو الزام دیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۷۶)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۷۲) تا (۷۶)

(۷۲) اب اللہ تعالیٰ مقتول کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تم لوگوں نے "عامیل" نامی آدمی کو قتل کیا پھر اس کے قتل کے حوالے سے تم میں اختلاف پڑ گیا اور اس کے قتل سے متعلق جس چیز کو تم خفیہ رکھ رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والے تھے۔ چنانچہ ہم نے حکم دیا کہ اس قتل شدہ شخص کے جسم کے ساتھ گائے کا کوئی عضو لگاؤ، وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتا دے گا اور حکم یہ تھا کہ اس کی پونچھ یا زبان کا عضو لگاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "عامیل" کو زندہ کیا اسی طرح مرنے کے بعد وہ مردہ لوگوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں وہ زندہ کرنا دکھا رہا ہے، تا کہ تم مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لاؤ۔

(۷۳) لیکن "عامیل" کے زندہ ہونے اور اس کے قاتل کے معلوم ہونے کے بعد تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، اب اللہ تعالیٰ پتھروں کے فوائد، منافع اور سختی کا ذکر کر کے ان کے دلوں کو اس سے بھی زیادہ سخت قرار دیتے ہیں کہ بعض پتھروں سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے اور بعض اللہ تعالیٰ کے خوف سے پہاڑ کی بلندی سے نیچے آ پڑتے ہیں اور تمہارے دل ایسے سخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ان میں ذرا بھر بھی حرکت نہیں ہوتی اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ ان معاصی پر جن کو تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سزا کو چھوڑنے والا نہیں ہے۔

(۷۴) اے نبی ﷺ کیا آپ اس بات کی امید لگا کر بیٹھے ہیں کہ یہ یہودی آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے، ان کی تو حالت یہ ہے کہ ستر آدمیوں کی جماعت جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام الٰہی پڑھنے کو سن بھی رہے تھے مگر اس کے جاننے اور سمجھنے کے بعد یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدل رہے ہیں اس کے باوجود اس کلام میں تبدیلی اور تحریف کر ڈالی۔

(۷۵) اب یہود میں سے جو لوگ منافقین ہیں یا نچلے طبقہ کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جماعت صحابہؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے اور ان کی جو نشانیاں ہماری کتابوں میں درج ہیں اس کی ہم تصدیق کرتے ہیں اور جب یہ نچلے طبقہ کے لوگ اپنے سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کے سردار جب ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے پاس وہ باتیں بیان کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور آپ کے اوصاف کے متعلق بیان فرمائی ہیں تاکہ وہ تمہارے پروردگار کے سامنے تم سے جھگڑیں کیا تم سمجھداری سے بالکل ہی عاری ہو؟۔

(۷۶) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا ان سرداروں کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کو جن کو تم خفیہ رکھتے ہو اور ان باتوں کو جن کو تم رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے بیان کرتے ہو اچھی طرح جانتا ہے۔

شانِ نزول: وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریظہ کے دن یہودیوں کے قلعوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بندر اور خنزیروں کے بھائیو! اور اے بتوں کے پجاریو! یہ سن کر وہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ محمد ﷺ کو ان باتوں کے متعلق کس نے بتایا ہے یہ باتیں تم لوگوں ہی نے بتلائی ہیں، کیا ان باتوں کو آگے بیان کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں اتارا ہے؟ تاکہ ان کے لیے تمہارے خلاف ایک دلیل قائم ہو جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن جریرؒ ہی نے حضرت عکرمہؓ کے حوالہ سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ یہودی مومنوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ تمہارے نبی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر وہ صرف تمہارے ہی لیے خاص ہیں اور جب تنہائی میں آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو کہتے کہ کیا ان

عربوں کے سامنے یہ بات کرتے ہو تم تو ان رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اپنی فوقیت ظاہر کرتے تھے (کہ وہ نبی ہم ہی میں سے ہیں) اور یہ نبی آخر الزماں ان ہی لوگوں میں سے ہو گئے، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور سدیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کی ایک خاص جماعت کے متعلق اتری ہے جنھوں نے پہلے ایمان قبول کیا تھا پھر بعد میں منافق ہو گئے تھے اور عربوں میں سے مومنین کے پاس آ کر وہ یہ بیان کرتے تھے تو ان کے بعض لوگوں نے کہا کہ کیا اس عذاب کو جا کر بیان کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں بیان کیا ہے تاکہ یہ لوگ کہنے لگیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں تم سے زیادہ پیارے اور تم سے زیادہ عزت دار ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾

کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں خدا کو (سب) معلوم ہے (۷۷) اور بعض اُن میں اَن پڑھ ہیں کہ اپنے خیالات باطل کے سوا (خدا کی) کتاب سے واقف ہی نہیں اور وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں (۷۸) تو اُن لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے (آئی) ہے تاکہ اسکے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دُنیوی منفعت) حاصل کریں۔ اُن پر افسوس ہے اس لئے کہ (بے اصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور (پھر) اُن پر افسوس ہے اس لئے کہ ایسے کام کرتے ہیں (۷۹) اور کہتے ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی۔ اُن سے پوچھو کیا تم نے خدا سے اقرار لے رکھا ہے کہ خدا اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا (نہیں) بلکہ تم خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں (۸۰) ہاں جو بُرے کام کرے اور اُس کے گناہ (ہر طرف سے) اُس کو گھیر لیں تو ایسے لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۸۱) اور جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنت کے مالک ہوں گے (اور) ہمیشہ اُس میں (عیش کرتے) رہیں گے (۸۲) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے (۸۳) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں کشت وخون نہ کرنا اور اپنوں کو اُن کے وطن سے نہ نکالنا تو تم نے اقرار کر لیا اور تم (اس بات کے) گواہ ہو (۸۴)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۷۷) تا (۸٤)

(۷۷۔۷۸) اوران یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو نہ تورات کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں، وہ بے اصل باتیں بناتے ہیں اور اپنے سرداروں کے سمجھانے پر خیالات کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

(۷۹) لہٰذا ان کے لیے سخت قسم کا عذاب ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور آپ کی صفات کو اپنی کتاب میں بدل دیتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "ویل" دوزخ کے ایک خاص مقام کا نام ہے پھر اس تبدیلی اور تحریف کے بعد کہتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تا کہ اس تحریف کے بدلے کھانے پینے کی حقیری چیز حاصل کریں اور ان لوگوں کے لیے بہت عذاب ہے جو اپنے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی سخت عذاب ہے جو اسکے ذریعہ حرام اور رشوت کا مال کماتے ہیں۔

شان نزول: فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ (الخ)

اس آیت کے متعلق نسائیؒ نے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شریفہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شریفہ یہودی علما کے بارے میں ہے انھوں نے تورات کے اندر رسول اللہ ﷺ کی یہ صفت لکھی ہوئی پائی تھی کہ آپ سرگین آنکھوں والے، درمیانے قد والے اور خوبصورت چہرے والے ہوں گے، آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے ہوں گے اور نہ بالکل ٹیڑھے۔ یہودیوں نے حسد اور بغض اور عداوت میں اس صفت کو مٹا کر وہاں یہ لکھ دیا کہ آپ بڑے قد نیلی آنکھوں اور سیدھے بالوں والے ہوں گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۸۰) یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ چالیس دن کے برابر ہمیں جہنم کی آگ چھوئے گی جن چالیس دنوں میں اے ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی عبادت کی ہے۔ محمد ﷺ آپ ﷺ فرما دیجیے کہ کیا تم نے اپنے دعوے پر اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا اپنی کتاب میں سے خود ویسے ہی بیان کرتے ہو۔

شان نزول: لَن تَمَسَّنَا النَّارُ (الخ)

اس آیت کے بارے میں طبرانیؒ نے کبیر میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی بکرؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؓ کے حوالے سے حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اور یہودی یہ کہتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال کی ہے اور لوگوں کو پورے زمانہ تک عذاب

دیا جائے گا اور دنیا کا ایک ہزار سال آخرت میں دوزخ کے دنوں میں سے ایک دن ہے تو یہ سات دن ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آخر تک یہ آیت کریمہ اتاری اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم دوزخ میں نہیں جائیں گے مگر قسم کے حلال ہونے کے لیے صرف ان دنوں میں جن میں ہم نے بچھڑے کی پوجا کی ہے اور وہ چالیس راتیں ہیں جس وقت وہ ختم ہو جائیں گی تو ہم سے عذاب ہٹا لیا جائے گا۔

(۸۱) ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے یا اس کے شرک نے اسے ہلاک کر ڈالا ہو اور وہ اسی حالت پر مرا ہے تو ایسے لوگ جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے وہاں ان کو موت بھی نہیں آئے گی اور نہ وہ اس سے کبھی باہر نکالے جائیں گے۔

(۸۲) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بجالائے ایسے لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ ہی وہ وہاں سے باہر نکالے جائیں گے۔

(۸۳) اب دوبارہ بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لینے کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ جب یہ وعدہ کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی وحدانیت نہیں بیان کرو گے اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے اور والدین کے ساتھ نیکی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرو گے اور لوگوں سے رسول اکرم ﷺ کی شان میں حق اور صحیح بات کہو گے اور پانچ وقت کی نمازوں کو ادا کرو گے اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کیا کرو گے مگر پھر تم اس بات سے پھر گئے (مگر کچھ تمہارے آباؤ اجداد یا حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے دوست اور اس عہد و پیمان کو چھوڑ کر اس کو جھٹلانا شروع کر دیا)

(۸۴) اور جس وقت کتاب میں ہم نے تم لوگوں سے یہ وعدہ لیا کہ ایک دوسرے کو قتل نہیں کرو گے اور کسی کو اس کے گھر سے نہیں نکالو گے (یعنی بنی قریظہ اور بنو نظیر دونوں سے عہد لیا) اور تم نے اس عہد کو قبول کر لیا اور تم اسے اچھی طرح مانتے تھے۔

ثُمَّ اَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَتُخۡرِجُوۡنَ فَرِيۡقًا مِّنۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِهِمۡ تَظٰهَرُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ؕ وَاِنۡ يَّاۡتُوۡكُمۡ اُسٰرٰى تُفٰدُوۡهُمۡ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيۡكُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ ؕ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَقَفَّيۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ بِالرُّسُلِ ۖ وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَهۡوٰٓى اَنۡفُسُكُمُ اسۡتَكۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِيۡقًا كَذَّبۡتُمۡ وَفَرِيۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ؕ بَلۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾

پھر تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور اپنے میں سے بعض لوگوں پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کر کے انہیں وطن سے نکال بھی دیتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو بدلہ دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم کو حرام تھا (یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (خدا) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو۔ تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اسکے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان سے غافل نہیں (۸۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (اور طرح کی) مدد ملے گی (۸۶) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش ہو جاتے رہے اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے (۸۷) اور کہتے ہیں ہمارے دل پردے میں ہیں (نہیں) بلکہ خدا نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے۔ پس یہ تھوڑے ہی پر ایمان لاتے ہیں (۸۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۸۵) تا (۸۸)

(۸۵) مگر اے قبول کرنے والو! اس کے بعد پھر تم لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور ایک دوسرے کو گھروں سے نکالا، ایک دوسرے کی ظلم و زیادتی کرنے پر مدد کرتے ہو اور جس وقت تمہارا ہم مذہب تمہارے پاس قید ہو کر آتا ہے تو دشمن کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو، حالاں کہ ان کو نکالنا اور قتل کرنا دونوں چیزیں تم پر حرام کر دی گئی تھیں تو کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان لاتے ہو کہ اپنے قیدیوں کا اپنے دشمنوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور اپنے ساتھیوں کے قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہو، اس کا فدیہ نہیں ادا کرتے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ کتابی احکام میں سے جن احکام کو تمہارا نفس چاہے ہیں ان کو کرتے ہو اور جو تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوتے ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ ایسے آدمی کی سزا یہی ہے کہ اسے دنیا میں قتل اور قید کیا جائے اور آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں اور تمہاری خفیہ باتوں پر عذاب دینے کو ترک کرنے والے نہیں ہیں۔

(۸۶) ایسے لوگ جنہوں نے دنیا کو آخرت کے مقابلہ پر اور کفر کو ایمان کے بدلے اختیار کر لیا ہے، ان سے عذاب میں کسی قسم کی کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ ان سے عذاب کو بالکل ختم کیا جائے گا۔

(۸۷) اور ہم نے موسیٰ ؑ کو توریت دی اور ان کے بعد مسلسل رسولوں کو بھیجا اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو امر و نہی عجائب و علامات عطا کیے اور جبریل امینؑ کے ذریعے سے ان کو طاقت دی۔ اے یہودیوں کی جماعت! کیوں تمہارے دل اور تمہارا دین موافقت نہیں کرتا اور تم رسول پر ایمان لانے سے اعراض کرتے ہو ایک جماعت نے رسول اکرم ﷺ اور حضرت عیسیٰ ؑ کو جھٹلا دیا اور تم ہی میں سے بعض لوگوں نے حضرت یحییٰ ؑ اور حضرت زکریا ؑ کو قتل کیا۔

(۸۸) اور اے محمد ﷺ! یہ جماعت یہود آپ ﷺ کے علم اور فرمان کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ہمارے دل ہر ایک علم کے نئے برتن ہیں اور ہمارے دل آپ ﷺ کے علم اور فرمان کو محفوظ نہیں کر سکتے، ان کے کفر کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں پر مہر کر دی ہے، ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لاتے ہیں۔ ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ نہ تھوڑی چیز پر ایمان لاتے ہیں اور نہ زیادہ پر۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور جب خدا کے ہاں سے اُن کے پاس کتاب آئی جو اُن کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب اُن کے پاس آپہنچی تو اُس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت (۸۹) جس چیز کے بدلے اُنہوں نے اپنے تئیں بیچ ڈالا وہ بہت بُری ہے یعنی اس جلن سے کہ خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی مہربانی سے نازل فرماتا ہے خدا کی نازل کی ہوئی کتاب سے کُفر کرنے لگے تو وہ (اُسکے) غضب بالائے غضب میں مبتلا ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۹۰) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے (اب) نازل فرمائی ہے اُس کو مانو تو کہتے ہیں کہ جو کتاب ہم پر (پہلے) نازل ہو چکی ہے ہم تو اُسی کو مانتے ہیں (یعنی) یہ اس کے سوا اور (کتاب) کو نہیں مانتے حالانکہ وہ (سراسر) سچی ہے اور جو اُنکی (آسمانی) کتاب ہے اُس کی بھی تصدیق کرتی ہے (اُن سے) کہہ دو کہ اگر تم صاحب ایمان ہوتے تو خدا کے پیغمبروں کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے (۹۱) اور موسیٰ تمہارے پاس کُھلے ہوئے معجزات لیکر آئے تو تم اُن کے (کوہ طور جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے اور تم (اپنے ہی حق میں) ظلم کرتے تھے (۹۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۸۹) تا (۹۲)

(۸۹) جب ان لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب آئی ہے جو اس کتاب کے جو کہ ان کے پاس ہے توحید اور رسول اکرم ﷺ کے اوصاف اور آپ ﷺ کی صفت اور بعض شرعی امور میں موافقت کرتی ہے تو اس کا انکار

کرتے ہیں حالاں کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور قرآن حکیم کے نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے اپنے دشمن قبیلوں اسد، غطفان و مزنیہ و جہینہ کے خلاف مدد طلب کیا کرتے تھے اور جس وقت رسول اکرم ﷺ آئے اور یہ لوگ آپ کی صفت و اوصاف سے بخوبی واقف تھے تو انہوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا ان یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور ناراضگی ہے۔

شان نزول: وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ (الخ)

اس آیت کے متعلق امام حاکمؒ نے مستدرک میں اور بیہقیؒ نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہود قبیلہ غطفان کے ساتھ لڑتے رہتے تھے، چنانچہ جس وقت بھی دونوں قبیلوں کی لڑائی ہوتی تو یہودی شکست کھا جاتے، بالآخر یہودیوں نے اس دعا کے ساتھ غطفان سے پناہ چاہی کہ الٰہ العالمین ہم تجھ سے نبی امی جناب محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، جن کے بارے میں آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے کہ ہمیں قبیلہ غطفان پر غلبہ دے۔ چنانچہ جب یہودی غطفان کے ساتھ لڑتے اور یہ دعا مانگتے تو غطفان شکست کھا جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو بھیجا تو انھوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ کو نازل کیا کہ اے محمد ﷺ آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہ لوگ آپ کے وسیلہ سے کافروں پر نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود قبیلہ اوس اور خزرج کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عرب میں سے آپ کو مبعوث فرما دیا تو انھوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور جو اس سے قبل کہتے تھے اس کا انکار کرنے لگے، تو ان سے حضرت معاذ بن جبلؓ اور بشر بن براءؓ اور داؤد بن سلمہؓ نے کہا، اے یہود! اللہ تعالیٰ کا خوف کھاؤ اور اسلام لے آؤ تم اس سے قبل ہمارے خلاف رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے نصرت اور مدد طلب کیا کرتے تھے اور ہم تو مشرک تھے تم نے ہی ہمیں یہ بتایا تھا کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور آپ کے اوصاف وصفت سے ہمیں آگاہ کیا تھا۔ بنی نضیر میں سے سلام بن مشکم کہنے لگے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی تھی جس کے ذریعے سے ہم حضور اکرم ﷺ کو پہچانتے اور نہ ہم تم سے تمہارے حضور ﷺ کے بارے میں کچھ بیان کرتے تھے تب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۰) جس چیز کے بدلہ میں ان لوگوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے کہ حسد کی وجہ سے کتاب اور رسول اللہ کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت جبریل امین علیہ السلام کے واسطے سے نبوت اور کتاب حضور اکرم ﷺ پر اتار دی ہے یہ لوگ لعنت پہ لعنت کے حق دار ہیں اور ان کے لیے بہت ہی کڑا قسم کا عذاب ہے۔

(۹۱) اور جب ان یہودیوں سے قرآن حکیم پر ایمان لانے کے متعلق کہا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم توریت پر

ایمان لائیں گے اور توریت کے علاوہ اور سب کتابوں کا انکار کریں گے۔ حالاں کہ قرآن کریم بھی سچ ہے اور توحید خالص کے متعلق جو کچھ ان کی کتاب (توریت) میں ہے قرآن کے مطابق ہے۔ کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ! ہمارے باپ دادا مومن تھے، اے محمد ﷺ! آپ جواباً فرما دیجیے کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو اس سے پہلے دیگر نبیوں کو کیوں تم قتل کرتے رہے ہو؟

(۹۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام امر و نہی اور دلائل کے ساتھ آئے مگر تم لوگوں نے ان کے "کوہ طور" پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم بالیقین کافر تھے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۹۳﴾ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾

اور جب ہم نے تم (لوگوں) سے عہد واثق لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اس کو زور سے پکڑو اور (جو تمہیں حکم ہوتا ہے اس کو) سنو تو وہ (جو تمہارے بڑے تھے) کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں۔ اور ان کے کفر کے سبب بچھڑا (گویا) ان کے دلوں میں رچ گیا تھا (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بری بات بتاتا ہے (۹۳) کہہ دو کہ اگر آخرت کا گھر اور لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے لیے نہیں اور خدا کے نزدیک تمہارے ہی لیے مخصوص ہے تو اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو (۹۴) لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے اور خدا ظالموں سے (خوب) واقف ہے (۹۵) بلکہ ان کو تم اور لوگوں سے زندگی کے کہیں حریص دیکھو گے یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی۔ ان میں سے ہر ایک یہی خواہش کرتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس جیتا رہے مگر اتنی لمبی عمر اس کو مل بھی جائے تو اسے عذاب سے تو نہیں چھڑا سکتی اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان کو دیکھ رہا ہے (۹۶)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۹۳) تا (۹۶)

(۹۳) اور جس وقت ہم نے تمہارا اقرار لیا، اور پہاڑ کو اکھاڑ کر تمہارے سروں پر اٹھایا کہ جو اپنی کتاب میں تم پر احکام اتارے گئے ہیں اسے پوری کوشش اور ہمیشگی کے ساتھ پورا کرو، تو گویا کہ یہ لوگ کہنے لگے کہ اگر پہاڑ اوپر نہ ہوتا تو صرف ہم آپ کی بات کو سنتے مگر حکم کی نافرمانی کرتے، ان کے دلوں میں تو ان کے کفر کی وجہ سے کفر کی سزا کے طور پر بچھڑے کی پرستش کی محبت داخل کر دی گئی تھی، اے حضور اکرم ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ اگر بچھڑے کی پرستش کی محبت تمہارے خالق و مالک کی محبت کے برابر ہے اور اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ ہمارے باپ دادا مومن تھے تو تمہارا یہ ایمان بہت ہی برا ہے جو تمہیں بچھڑے کی پوجا کا حکم دیتا ہے۔

(۹۴) آپ ﷺ کہہ دیجیے اگر جنت ان حضرات کے علاوہ ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں تمہارے لیے ہی خاص ہے تو پھر تم موت کی خواہش کرو، اگر اپنے اس دعوے میں سچے ہو (تا کہ جنت میں جلدی داخل ہو جاؤ)۔

شان نزول: قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ (الخ)

اس آیت ابن جریرؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودی یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف نازل فرمائی یعنی اگر جنت صرف تمہارے ہی لیے ہے تو ذرا موت کی تمنا کرو۔

(۹۵) کیوں کہ انھوں نے یہودیت کے زمانہ میں بہت کارگزاریاں کی ہیں، اس لیے یہ موت کی تمنا کبھی بھی نہیں کریں گے! اور اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو زیادہ جانتا ہے۔

(۹۶) اور اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں کو زندہ رہنے کا مشرکین عرب سے زیادہ شیدائی اور حریص پاؤ گے، ان میں سے ہر ایک اس بات کا متمنی ہے کہ وہ ایک ہزار سال تک جیتا رہے، جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کی ہر شب، شب برات اور ہر روز روز عید ہو۔ (یعنی پوری زندگی خوشی اور عیش و عشرت کے ساتھ گزاریں) لیکن اگر یہ لوگ ایک ہزار سال تک بھی زندہ رہیں تب بھی اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں اور حق بات سے تجاوز اور ان چیزوں سے جو یہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور صفت کے متعلق خفیہ رکھتے ہیں بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کہہ دو کہ جو شخص جبرئیلؑ کا دشمن ہو (اُسکو غصے میں مر جانا چاہیے) اُس نے تو (یہ کتاب) خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے (۹۷) جو شخص خدا کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُسکے پیغمبروں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا خدا دشمن ہے (۹۸) اور ہم نے تمہارے پاس سلجھی ہوئی آیتیں ارسال فرمائی ہیں اور اُن سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکردار ہیں (۹۹) ان لوگوں نے جب جب (خدا سے) عہد واثق کیا تو اُن میں سے ایک فریق نے اُسکو (کسی چیز کی طرح) پھینک دیا حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر بے ایمان ہیں (۱۰۰) اور جب اُنکے پاس خدا کی طرف سے پیغمبر (آخرالزماں) آئے اور وہ اُن کی (آسمانی) کتاب کی تصدیق بھی کرتے ہیں تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی اُن میں سے ایک جماعت نے خدا کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں (۱۰۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۹۷) تا (۱۰۱)

(۹۷) ان یہودیوں میں سے عبداللہ بن صوریا کہتا تھا کہ جبریلؑ ہمارے دشمن ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری یعنی اے محمد ﷺ آپ ﷺ فرما دیجیے! جو اس بات کا قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے جبریل امینؑ کے ذریعہ سے قرآن کریم آپ ﷺ پر اتارا ہے اور یہ قرآن حکیم توحید کے متعلق پہلی کتب کی تصدیق کرنے والا اور گمراہیوں سے سیدھی راہ پر لانے والا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہے۔

شان نزول: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی، حضرت عبداللہ بن سلامؓ ایک زمین سے پھل چن رہے تھے وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے میں آپ ﷺ سے تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں، جن کا علم نبی کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔

۱۔ علامات قیامت کیا ہیں۔

۲۔ اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا۔

۳۔ لڑکا اپنے باپ یا اپنی ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ان تینوں باتوں کے جواب کے متعلق ابھی جبریل امین نے مجھے آگاہ کیا ہے عبداللہ ابن سلامؓ کہنے لگے جبریلؑ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! جبریلؑ نے، عبداللہ بن سلام کہنے لگے فرشتوں میں سے جبریل تو یہودیوں کے دشمن ہیں، اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (الخ)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں کہ حدیث کے سیاق وسباق سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہودیوں کی تردید کے لیے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور اس تلاوت سے آیت کا اسی وقت نازل ہونا لازم نہیں آتا اور یہی چیز زیادہ صحیح ہے کیوں کہ اس آیت کے نزول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے واقعہ کے علاوہ اور دوسرا واقعہ موجود ہے، چنانچہ امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور نسائیؒ نے بکر بن شہابؒ اور سعید بن جبیرؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگے اے ابوالقاسم ﷺ! ہم آپ سے پانچ باتوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں اگر وہ پانچوں باتیں آپ ﷺ نے بتلا دیں تو ہم یہ پہچان لیں گے کہ آپ ﷺ سچے نبی ہیں۔ اور بقیہ حدیث کو بیان کیا جس میں یہ بھی ہے کہ یہودیوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل نے اپنے اوپر کن چیزوں کو حرام کیا تھا اور علامات نبوت کون سی ہیں اور گرج اور اس کی آواز کی حقیقت کیا ہے اور بچہ مذکر و مونث کیوں ہوتا ہے اور آسمان سے وحی کون لے کر آتا ہے، حتیٰ کہ یہودی کہنے لگے ہمیں بتلائیے کہ آپ کے پاس وحی کون لے کر آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جبریلؑ امین، یہودی

کہنے لگے یہ تو جنگ وقتال اور عذاب الٰہی کے احکام لے کر آتے ہیں، ہمارے دشمن ہیں، اگر آپ ﷺ میکائیلؑ کا نام لیتے جو رحمت، بارش، سبزہ وشادابی کو ساتھ لے کر آتے ہیں، تو یہ زیادہ اچھا ہوتا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اسحاق بن راہویہؒ نے اپنی مسند میں اور ابن جریرؒ نے شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ یہودیوں کے ہاں آتے اور ان سے توریت سن کر اس بات سے خوش ہوتے کہ توریت سے مضامین قرآن کریم کی کس طرح تصدیق ہوتی ہے، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ان یہودیوں کے پاس سے گزرے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہودیوں سے کہا کہ میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان کا ایک عالم کہنے لگا کہ بے شک ہم یہ بات جانتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا! تو پھر کیوں تم آپ کی اتباع نہیں کرتے، یہودی کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ آپ کے پاس وحی کون لے کر آتا ہے، آپ نے فرمایا جبریل، وہ ہمارے دشمن ہیں، جو شدت، عذاب، لڑائی اور تباہی و بربادی کے احکامات لے کر آتے ہیں۔ میں نے کہا تو فرشتوں میں سے کس سے تمہارے تعلقات محبت کے ہیں وہ بولے میکائیلؑ سے جو باران رحمت لے کر آتے ہیں، میں نے کہا! جبرائیلؑ و میکائیلؑ کا ان کے پروردگار کے یہاں کیا مقام ہے؟ کہنے لگے کہ ایک ان میں سے اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب ہے اور دوسرا بائیں جانب ہے، میں نے کہا! جبرائیلؑ امین کے لیے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ میکائیل سے دشمنی رکھیں اور میکائیل علیہ السلام کے حق میں اس چیز کا تصور محال ہے کہ وہ حضرت جبرائیلؑ کے دشمن سے دوستی رکھیں اور جبرائیل ومیکائیل اور ان کے پروردگار کی نظر میں وہ حضرات پسندیدہ ہیں جو ان سے محبت کریں اور وہ لوگ مبغوض ہیں جو ان سے دشمنی اور بغض رکھیں۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوا تا کہ اس واقعہ سے آپ کو مطلع کردوں، جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا! کیا میں تجھے ان آیتوں کے بارے میں بتاؤں جو ابھی مجھ پر اتری ہیں، میں نے عرض کیا! ضرور یا رسول اللہ! تو آپ نے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ سے كٰفِرِيْنَ تک ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! میں یہودیوں کے پاس سے اسی ارادہ سے آیا تھا تا کہ ان کے اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ آپ کو بتادوں مگر میں نے آکر یہ منظر دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے آنے سے پہلے ہی آپ کو باخبر کردیا۔

اس حدیث کی امام شعبیؒ تک سند صحیح ہے مگر امام شعبیؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ نہیں پایا اور اسی روایت کو ابن جریرؒ نے سدیؒ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ سے اور ایسے ہی قتادہؒ کے واسطہ سے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا ہے مگر ان دونوں کی بھی سندیں منقطع ہیں اور ابن ابی حاتمؒ نے دوسرے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودی حضرت عمر فاروقؓ سے ملے اور کہنے لگے کہ جبریلؑ جن کا تمہارے نبی ذکر کرتے ہیں وہ ہمارے دشمن

ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے تھے اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ اتاری، ان سندوں سے بعض کو بعض سندوں کے ساتھ تقویت حاصل ہو رہی ہے اور ابن جریرؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت کا یہی شانِ نزول ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۸) جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور جبریلؑ و میکائیلؑ کا دشمن ہو تو ایسے یہودیوں کا اللہ تعالیٰ، اس کے رسولؑ اور جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور تمام ایمان والے بھی دشمن ہیں۔

(۹۹) یعنی ہماری طرف سے جبریل امین آپ ﷺ کے پاس ایسی آیات لے کر آتے ہیں جو اوامر و نواہی کو خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والی ہیں اور ان آیات کا انکار کافر یہودی ہی کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابن صوریا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے جسے ہم پہچانتے ہوں اور نہ آپ پر کوئی بیان کرنے والی واضح آیت نازل ہوئی ہے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ (الخ) کو نازل فرمایا اور مالک بن ابی الصیفؒ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے اس عہد و میثاق کو جو ان سے لیا گیا تھا اور اس عہد و پیمان کو جو ان سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں لیا گیا تھا بیان کیا تو یہ یہودی کہنے لگے اللہ کی قسم ہم سے محمد ﷺ کے متعلق کوئی عہد نہیں لیا گیا اور نہ ہم سے کسی قسم کا اقرار لیا گیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل کی گئی کہ جس وقت بھی ان سے کوئی عہد لیا گیا الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۰) جس وقت یہودیوں کے سرداروں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کیا، تو سب ہی نے اس کو پس پشت ڈال دیا۔

(۱۰۱) اور جس وقت ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایسا رسول آتا ہے جو ان صفات و اوصاف کا مالک ہوتا ہے جن کا ان کی کتاب میں تذکرہ ہے تو یہ اہل کتاب توریت کو اپنے پس پشت ڈال دیتے ہیں اور توریت میں حضور اکرم ﷺ کی جو صفات اور آپ کے اوصاف کا ذکر ہے۔ ان پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کے سامنے ان کو بیان کرتے ہیں، ان جاہل یہودیوں نے تمام انبیا کرام کی کتابوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور اُن (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اُن باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے) جو شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اُتری تھیں اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعۂ) آزمائش ہیں تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ اُن سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جُدائی ڈال دیں۔ اور خدا کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے۔ اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو اُن کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے۔ اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اُس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض اُنہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بُری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے (۱۰۲) اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو خدا کے ہاں سے بہت اچھا صلہ ملتا۔ اے کاش وہ اس سے واقف ہوتے (۱۰۳) اے اہلِ ایمان (گفتگو کے وقت پیغمبر خدا ﷺ سے) راعنا نہ کہا کرو۔ اُنظرنا کہا کرو اور خوب سُن رکھو اور کافروں کے لئے دُکھ دینے والا عذاب ہے (۱۰۴)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۰۲) تا (۱۰۴)

(۱۰۲) شیطانوں نے حضرت سلیمان ؑ کی حکومت وریاست ختم کرنے کے لیے جو چالیس روز تک جادو منتر کیا تھا، اس پر ان لوگوں نے عمل کیا، حضرت سلیمان ؑ نے کسی قسم کا کوئی جادو منتر نہیں لکھا تھا، شیاطین یا یہودیوں ہی نے جادو منتر لکھا تھا اور یہی لوگ اس کی تعلیم دیتے تھے اور ان دونوں فرشتوں پر بھی جادو نہیں اتارا گیا تھا (ابوالعالیہ کے قول کے مطابق اور صحیح قول یہ ہے) کہ یہ شیاطین اس جادو کی بھی تعلیم دیتے تھے جو ان دونوں فرشتوں کو بطور الہام کے آتا تھا، یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے تھے یہاں تک کہ پہلے اس سے کہہ نہ دیتے تھے کہ ہم اس چیز سے لوگوں کی آزمائش کرتے ہیں تاکہ ہم پر عذاب خداوندی کی سختی نہ ہو لہٰذا تو اسے نہ سیکھ اور نہ اس پر عمل کر، مگر یہ لوگ بغیر ان کی تعلیم کے ایسی چیز حاصل کرتے تھے جس کے ذریعے خاوند اور بیوی ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں اور یہ لوگ جادو اور اس کی تفریق کرانے سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور شیاطین و یہودی اور جادوگر ایک دوسرے کو اس قسم کا جادو سکھاتے تھے جو آخرت کے لیے نقصان کا باعث بنے اور دنیا و آخرت میں اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ حاصل ہو، ان فرشتوں نے ایک قول کے مطابق ان یہودیوں نے اپنی کتابوں میں یا ان شیاطین نے یہ بات روز روشن کی طرح جان لی تھی کہ جو شخص جادو منتر کرے گا اس کے لیے جنت میں کسی قسم کا کوئی

حصہ نہ ہوگا اور یہ بہت ہی بری چیز ہے جس کو یہودیوں نے اپنے لیے اچھا سمجھا ہے لیکن یہ اس کو نہیں سمجھ رہے۔ یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ اپنی کتابوں میں اس کی برائی سے واقف ہیں۔

شانِ نزول: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (الخ)

ابن جریرؒ نے شہر بن خوشب سے روایت کیا ہے کہ یہودی کہتے تھے محمد ﷺ کو دیکھو حق بات کو باطل باتوں کے ساتھ ملاتے ہیں، (سلیمان علیہ السلام) کا ذکر انبیا کرام کے ساتھ کرتے ہیں کیا وہ جادوگر نہیں تھے جو ہوا پر سوار رہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے توریت کی باتوں میں سے کسی زمانہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور یہودی آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں کہیں پوچھا کرتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس کے بارے میں جو کچھ ان یہودیوں نے آپؐ سے پوچھا تھا وحی نازل فرما دیتا تھا۔ جب یہودیوں نے یہ دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو (یعنی رسول اکرم ﷺ) جو باتیں ہمارے پاس نازل شدہ ہیں ان سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں لہٰذا ان سے جادو کے متعلق سوالات و اعتراضات کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی، وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (الخ)۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۳) اور اگر یہ یہودی قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائیں اور یہودی مذہب اور جادوگری سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے بدلے میں جو انھیں ثواب ملے گا وہ اس یہودیت اور جادوگری سے اچھا ہے۔ کاش یہ اللہ تعالیٰ کے صلہ کی تصدیق کریں لیکن یہ نہ اس کو سمجھتے ہیں نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

ایک یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ لوگ اپنی کتابوں کے ذریعے اس کی سچائی اور حقانیت سے اچھی طرح واقف ہیں (مگر اس کے باوجود اسے تسلیم نہیں کرتے)۔

(۱۰۴) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! رسول اللہ ﷺ سے (رَاعِنَا) یعنی اے اللہ تعالیٰ کے نبی اپنی گفتگو سنائیے، یہ نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو کہ ہماری جانب توجہ فرمائیے اور اے اللہ تعالیٰ کے نبی ہماری گفتگو سنیے اور لغت یہود میں اس کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اپنی بات پھر سنائیے تاکہ میں سنوں (اور یہودی بدنیتی سے ایسا کہتے تھے) اس وجہ سے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے روکا گیا اور فرمایا کہ جس چیز کا حکم دیا جارہا ہے اسے پہلے ہی غور سے سن لو اور اس کی اطاعت کرو اور ان یہودیوں کے لیے تو ایسا دردناک عذاب ہے کہ اس کی سختی ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (الخ)

ابن منذرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے دو شخص مالک بن صیف اور رفاعہ بن یزید جب بھی رسول اللہ ﷺ سے ملتے تو ''رَاعِنَا'' کہتے اور ان کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ ہمارے سامنے گفتگو فرمائیں مگر حقیقت میں ہم آپ کی گفتگو کو نہیں سنتے، مسلمانوں نے یہ کلمہ یہودیوں کی زبان سے سن کر یہ سمجھ لیا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جس کے

ذریعہ یہودی اپنے انبیا کرام کی تعظیم کرتے ہیں، تو انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اس کلمہ سے مخاطب کرنا شروع کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "اے ایمان والو" راعنا "مت کہا کرو بلکہ" انظرنا "بولا کرو، ابونعیمؒ نے دلائل میں بواسطہ، سدی صغیر، کلبی، ابو صالحؒ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ" راعنا "یہودیوں کی زبان میں بہت بری گالی تھی، جب یہودیوں نے صحابہ کرامؓ سے اس کلمہ کو سنا تو انھوں نے علی الاعلان حضور ﷺ سے یہ لفظ کہنا شروع کر دیا، یہودی اس لفظ کو بولتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے جب یہ آیت سنی تو یہودیوں سے کہا اے اللہ کے دشمنو! اگر اس مجلس کے بعد میں نے تم میں سے کسی کو اس کلمہ کو حضور ﷺ کے سامنے کہتے ہوئے سنا تو اس کی گردن کاٹ دوں گا اور ابن جریرؒ نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ کہتا تھا کہ اپنی گفتگو سے میری جانب متوجہ ہو جائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہؓ حضور ﷺ سے کہتے تھے "راعنا کسمعک" یہودیوں نے بھی حضور کی خدمت میں آ کر یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ عطا سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ انصار کی لغت تھی جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ عرب جب آپس میں بات چیت کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے تھے (ارعنی سمعک) چنانچہ اس لفظ کے استعمال سے سب کو روک دیا گیا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ
أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠٥﴾
مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ
تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٦﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ
وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٠٧﴾ أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا
سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١٠٨﴾

جو لوگ کافر ہیں اہل کتاب یا مشرک وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خیر (و برکت) نازل ہو اور خدا تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۱۰۵) ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی اور آیت بھیج دیتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر بات پر قادر ہے (۱۰۶) تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں (۱۰۷) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اسی طرح کے سوال کرو جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے۔ اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱۰۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۰۵) تا (۱۰۸)

(۱۰۵) کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھی اور مشرکین عرب میں سے ابوجہل اور اس کی جماعت ہرگز یہ

برداشت نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل امینؑ کے ذریعہ سے تمہارے نبی کریم ﷺ پر نبوت، اسلام اور کتاب اللہ کی بھلائیاں اتارے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین نبوت، اسلام اور اپنی کتاب کے نازل کرنے کے لیے جو اس کا اصل ہوتا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کا انتخاب فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ پر نبوت واسلام کی بدولت بہت ہی عظیم الشان فضل فرماتے ہیں۔

(۱۰۶) اب اللہ تعالیٰ ان احکام کی حکمت بیان فرماتے ہیں جو قرآن کریم میں منسوخ کر دیے گئے ہیں اور جو منسوخ نہیں کیے گئے۔

قریش کہتے تھے اے محمد ﷺ آپ کسی بات کے کرنے کا ہمیں حکم دیتے ہیں اور پھر خود ہی اس سے منع بھی کر دیتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم بس ایسے حکم کو کہ جس پر عمل ہو چکا ہے اسے تبدیل کرتے ہیں کہ پھر اس پر عمل نہ کیا جائے یا اس آیت ہی کو مٹا دیتے ہیں مگر اس پر عمل منسوخ نہیں ہوتا تو پھر ہم منسوخ شدہ سے زیادہ فائدہ مند اور عمل میں زیادہ آسان یا ثواب نفع اور عمل میں اسی جیسی جبرئیل امینؑ کے ذریعے سے دوسری آیت اتار دیتے ہیں، اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ ناسخ و منسوخ میں سے ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

شان نزول: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ پر رات کو وحی آتی ہے اور دن میں آپ ﷺ اس کو بھول جاتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول، از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۷) اے محمد ﷺ آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے اسی چیز کا حکم دیتا ہے کیوں کہ وہ ان کی حکمت و مصالح اور درستگی کو زیادہ جاننے والا ہے، اے یہودیو! اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے کے لیے تمہارے کوئی قریب نہیں جس سے انھیں فائدہ پہنچے اور نہ کوئی تمہاری حفاظت کرنے والا ہے، اور نہ کوئی ایسا روکنے والا موجود ہے جو تم سے عذاب الٰہی کو ہٹا دے۔

(۱۰۸) رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس سے کلام کرنے وغیرہ کے سوالات کیے، تم بھی اسی قسم کا خیال رکھتے ہو جو شخص ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرتا ہے تو اس نے ہدایت کے راستہ کو ترک کر دیا ہے۔

شان نزول: اَمْ تُرِيْدُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ

رافع بن حرملہ نے اور وہب بن زید نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیے جو ہم پر آسمان سے نازل ہو جسے ہم خود پڑھتے ہیں، یا ہمارے لیے نہریں جاری کر دیجیے تاکہ ہم آپ کی پیروی کریں اور آپ کی تصدیق کریں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اَمْ تُرِيْدُوْنَ سے سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ تک آیت نازل فرمائی اور حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہودیوں میں سے سب سے زیادہ حاسد تھے اور یہ دونوں اپنی پوری جدوجہد اور کوشش کے ساتھ لوگوں کو اسلام سے منع کرنے میں لگے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اس آیت کو نازل فرمایا۔

اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کے لیے ''کوہ صفا'' کو سونے کا بنا دیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا مگر وہ تمہارے حق میں اگر تم کفر کر دگے ایسا ہوگا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لیے دسترخوان۔ چنانچہ انھوں نے نہ مانا اور اپنے قول سے رجوع نہ کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اَمْ تُرِيْدُوْنَ (الخ) نازل فرمائی۔

اور سدیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ عرب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کو لے آئیں تاکہ ہم خود بغیر کسی پردے کے اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابوالعالیہؒ نے روایت کی ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کاش ہمارے کفارات بھی بنی اسرائیل کے کفارات کے طریقہ پر ہوتے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں عطا کی ہے وہ زیادہ اچھی ہے۔ بنی اسرائیل میں سے جب کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو اپنے دروازے پر اس گناہ اور اس کے کفارہ کو لکھا ہوا پاتا تھا اگر وہ شخص کفارہ ادا کر دیتا تھا تو صرف دنیا ہی میں رسوائی ہوتی تھی اور اگر کفارہ ادا نہ کرتا تو آخرت میں اس کی رسوائی کا باعث ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے اچھی چیز عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (یعنی جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے گا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں) اور پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کے کفارات ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَمْ تُرِيْدُوْنَ (الخ)

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

بہت سے اہلِ کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں۔ حالانکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خدا اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔ بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے(۱۰۹) اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی اپنے لئے آگے بھیج رکھو گے اُسکو خدا کے ہاں پالو گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے(۱۱۰) اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا۔ یہ اُن لوگوں کے خیالاتِ باطل ہیں (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو(۱۱۱) ہاں جو شخص خدا کے آگے گردن جُھکا دے (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اُس کا صلہ اُس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہونگے (۱۱۲) اور یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی رستے پر نہیں۔ حالانکہ وہ کتابِ (الٰہی) پڑھتے ہیں اسی طرح بالکل اُن ہی کی سی بات وہ لوگ کہتے ہیں جو (کچھ) نہیں جانتے (یعنی مشرک) تو جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں خدا قیامت کے دن اُس کا اُن میں فیصلہ کر دے گا(۱۱۳)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۰۹) تا (۱۱۳)

(۱۰۹) کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور فنحاص بن عازداء اور اس کی جماعت، اے عمار اور حذیفہ اور اے معاذ بن جبل حسد و بغض میں یہ تمنا و خواہش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر (عیاذ باللہ) پھر ان کے دین پر لوٹ جاؤ، اس کے باوجود کہ ان کی کتابوں میں یہ بات بات آچکی ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کا دین اور آپ ﷺ کے اوصاف و صفتیں یہ سب درست ہیں، لہٰذا ان باتوں کو چھوڑو اور ان سے احتراز کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ "بنی قریظہ" اور "بنی نضیر" پر قتل و غارت گری، قید اور جلاوطنی کا اپنا عذاب نہ نازل فرما دے اور اللہ تعالیٰ قتل و جلاوطنی سب پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۱۱۰) پانچ وقت کی نمازوں کو پورے طریقہ پر ادا کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور جو تم اپنے لیے نیک اعمال، زکوٰۃ اور صدقات ادا کر چکے ہو تو ان کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں پاؤ گے اور جو احوال صدقات و زکوٰۃ کو خرچ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۱۱۱) یہودی اور اسی طرح نصاریٰ (عیسائی) اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ جو یہودیت (یا نصرانیت) پر مرے گا وہ ہی

جنت میں داخل ہوگا یہ تو صرف ان کی خوابی تمنائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں انھوں نے قائم کر رکھی ہیں جس کا ان کی کتابوں میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اے محمد ﷺ آپ ان دونوں جماعتوں سے فرما دیجیے کہ اگر اپنی افسانہ پردازی میں سچے ہو تو اپنی کتابوں سے ثبوت لاؤ مگر حقیقت تمہاری باتوں کے مطابق نہیں۔

(۱۱۲) بلکہ جس شخص نے اپنا دین اور عمل خالص اللہ تعالیٰ ہی کی رضامندی کے لیے کیا اور اپنے قول و فعل میں وہ نیکوکار رہا تو بالیقین ایسے شخص کا انجام کار جنت میں داخلہ ہے، ایسے لوگوں پر نہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا خوف ہوگا اور نہ جنت ہاتھ سے چلی جانے کا افسوس ہوگا۔

(۱۱۳) اب اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں جو یہ لوگ دین کے بارے میں کیا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے یہودی اس بات کے قائل تھے کہ نصاریٰ کے پاس اللہ تعالیٰ کے دین میں سے کچھ بھی نہیں ہے اور دین الٰہی صرف یہودیت ہی کے پاس محفوظ ہے اور نجران کے عیسائی اس بات کے دعویدار تھے کہ یہودیوں کے پاس دین الٰہی میں سے کچھ نہیں اور دین خداوندی کا انحصار نصرانیت ہی پر ہے دراصل یہ دونوں جماعتیں کتاب خداوندی پڑھتی تھیں مگر اس پر ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کتابوں میں کچھ نہیں، ان ہی جماعتوں کی طرح وہ لوگ دعویدار جنھیں اپنے ''باپ دادا'' سے توحید خداوندی کا علم نہیں۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ اس بات کے مدعی تھے کہ کتاب اللہ ان کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ خود بروز قیامت ان یہود و نصاریٰ کے درمیان جو دین کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں فیصلہ فرمائیں گے۔

شان نزول: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل نجران کے نصاریٰ (عیسائی) جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس یہودیوں کے علما آنے اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے رافع بن خدیج ؓ نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم دین کی کسی چیز پر عمل نہیں کرتے، حضرت عیسیٰ ؑ اور انجیل کا تم نے انکار کیا ہے اس پر نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے یہودیوں سے کہا کہ تم دین کی کسی بات پر قائم نہیں ہو، حضرت موسیٰ ؑ کی نبوت اور توریت کا تم نے انکار کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہودی اس بات کے مدعی ہیں کہ نصاریٰ کسی چیز پر کاربند نہیں الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ۭ
اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي
الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ ۤ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا
قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ
بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْــَٔـلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

اوراس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں میں خدا کے نام کا ذکر کیے جانے کو منع کرے اور اُن کی ویرانی میں ساعی ہو۔ اُن لوگوں کو کچھ حق نہیں کہ اُن میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے اُن کے لیے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب (۱۱۴) اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رُخ کرو اُدھر خدا کی ذات ہے۔ بے شک خدا صاحب وسعت اور باخبر ہے (۱۱۵) اور یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے (نہیں) وہ پاک ہے۔ بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور سب اُس کے فرمانبردار ہیں (۱۱۶) (وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (۱۱۷) اور جو لوگ (کچھ) نہیں جانتے (یعنی مشرک) وہ کہتے ہیں کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی اُنہی کی سی باتیں کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے دل آپس میں ملتے جلتے تھے۔ جو لوگ صاحب یقین ہیں ان کے (سمجھانے کے) لئے نشانیاں بیان کر دی ہیں (۱۱۸) (اے محمد) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہلِ دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ پرسش نہ ہوگی (۱۱۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۱٤) تا (۱۱۹)

(۱۱۴) نصارٰی کا بادشاہ "تطوس بن اسیانوس" رومی جس نے "بیت المقدس" کو ویران کیا اب اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس شخص سے زیادہ کس کا کفر ہوگا جس نے "بیت المقدس" کو ویران کیا تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام توحید اور اذان کی وجہ سے بلند نہ ہو اور "بیت المقدس" کی ویرانی کے لیے مرداروں کو اس میں ڈال کر اپنی پوری پوری کوشش اور سعی کی۔ یہ ویرانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ تک باقی رہی اب ان رومیوں کو "بیت المقدس" میں داخلہ کے لیے امان حاصل نہیں۔ یہ مسلمانوں سے اپنے قتل ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اگر ان کے داخلے کا علم ہو جائے تو فوراً ان کی گردن ماردی جائے، ان کے لیے ان کے شہروں قسطنطنیہ، عموریہ اور رومیہ کے ویران و برباد ہونے کا عذاب ہے اور دنیا سے بہت زیادہ کڑا عذاب ان کے لیے آخرت میں ہے۔

شان نزول: وَمَنْ اَظْلَمُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مذکورہ بالا واقعہ کے متعلق روایت کیا ہے کہ قریش نے مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَمَنْ اَظْلَمُ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے ابو زیدؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حدیبیہ کے سال جس وقت انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۵) اب اللہ تعالیٰ قبلہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قبلہ معلوم نہ ہو وہ سوچ و بچار کر کے جس جانب نماز میں اپنا چہرہ کرلے تو وہ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے ہو جائے گی۔ اور اس آیت کی یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب والوں کے لیے قبلہ بیان کر رہا ہے اور وہ حرم ہے۔ تو جس مقام پر بھی نماز کی حالت میں تم اپنے چہروں کو حرم کی طرف کرلو گے تو وہ ہی اللہ تعالیٰ کا قبلہ ہے اللہ تعالیٰ قبلہ کے تعلق سے ان کی نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

شانِ نزول: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (الخ)

مسلم، ترمذیؒ، نسائیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ واپسی کے وقت اپنی سواری پر جس جانب بھی آپ کی سواری کا چہرہ ہوتا تھا نفل نماز ادا فرما رہے تھے، اس کے بعد ابن عمرؓ نے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا اسی کے حکم کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ہے اور امام حاکمؒ نے حضرت عمرؓ سے ہی روایت کی ہے کہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس جانب بھی آپ کی سواری کا چہرہ اور رخ ہو اس پر نفل نماز پڑھ سکتے ہو، امام حاکمؒ فرماتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اس آیت مبارکہ کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں ان سب میں از روئے سند یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر علما کرام کی ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے مگر اس میں آیت کے نازل ہونے کا سبب بلکہ صرف اتنا ہے کہ اس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ دوسری روایات میں سبب نزول کی تصریح بھی موجود ہے چنانچہ ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے علی بن ابی طلحہؓ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو نماز کی حالت میں "بیت المقدس" کی طرف چہرہ کرنے کا حکم دے دیا، اس سے یہودی بہت خوش ہوئے، چنانچہ آپ نے دس ماہ سے زیادہ "بیت المقدس" کی طرف نماز میں چہرہ اور رخ کیا اور آپ قبلہ ابراہیمی کو پسند فرماتے تھے اور اس کے لیے دعا بھی کرتے تھے، اس کی طرف بھی دیکھتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے پھر پہلے قبلہ کی طرف چہرہ کرنے کا حکم صادر فرما دیا، فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اس پر یہودیوں کو شک ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ جس قبلہ کی طرف یہ نماز پڑھ رہے تھے پھر اس قبلہ کو ترک کر دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ فرما دیجیے کہ مشرق و مغرب سب ہی جہتیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، اس حدیث کی اسناد قوی ہیں اور حدیث کے معنی سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کرلو اور اس آیت کریمہ کے بارے میں دیگر ضعیف روایات بھی موجود ہیں، چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے بذریعہ اشعث بن سمانؒ، عاصم بن عبداللہؒ، عبداللہ بن عامرؒ۔ عامر بن ربیعہؓ سے

روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر کر رہے تھے ہم میں سے کسی کو معلوم نہ ہوسکا کہ قبلہ کس طرف ہے ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نماز ادا کر لی۔

جب صبح ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ .الخ

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اور اشعث روایت حدیث میں ضعیف ہیں۔

اور دارقطنی اور ابن مردویہ نے بواسطہ عزرمیؒ، عطاؒ، حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، میں بھی اسی لشکر میں موجود تھا، اچانک ہمیں بہت سخت قسم کے اندھیرے کا سامنا ہوا جس وجہ سے ہم قبلہ کو نہ پہچان سکے، ہم میں سے ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے قبلہ کی تحقیق کر لی، قبلہ اس کے شمالی جانب میں ہے، ان لوگوں نے اس طرف نماز ادا کر لی اور علامت کے لیے کچھ نشان کر دیے، بعض لوگوں نے کہا کہ قبلہ جنوب کی جانب ہے چنانچہ انھوں نے اس سمت پر نماز ادا کر لی اور یاددہانی کے لیے وہاں کچھ نشانات کر دیے، جب صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو یہ نشانات قبلہ کے علاوہ دوسری سمت پر تھے جب ہم اپنے سفر سے واپس لوٹے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو آپ نے اپنی گردن جھکالی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ نازل فرمائی۔

اور ابن مردویہؒ نے بواسطہ کلبیؒ، ابوصالحؒ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا ان کو راستہ میں اندھیرے سے واسطہ پڑ گیا، جس کی وجہ سے قبلہ کا رخ معلوم نہ ہوسکا، چنانچہ سب نے نماز ادا کر لی پھر سورج نکلنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ قبلہ کے رخ کے علاوہ دوسرے رخ پر نماز پڑھی ہے، جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس لوٹے تو آپ کے سامنے یہ واقعہ پیش کیا گیا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ مشرق ومغرب سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے الخ۔

اور ابن جریرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی انتقال کر گیا ہے اس پر نماز پڑھو، صحابہ کرامؓ نے گزارش کی ہم ایسے شخص پر نماز پڑھیں جو مسلمان ہی نہیں ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ، پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ قبلہ کی طرف چہرہ کر کے نماز نہیں پڑھتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرق ومغرب سب اللہ کی ملک ہیں، یہ حدیث بہت ہی غریب ہے اور مرسل ہے یا معضل۔

اور ابن جریرؒ ہی نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہاں یاد کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۶) اب یہود اور نصاریٰ کا مقالہ بیان کر رہے ہیں کہ یہود حضرت عزیر کو حق تعالیٰ کا بیٹا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، جیسا تم کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ زمین وآسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے، سب کے سب اللہ تعالیٰ

کی بندگی اور اس کی توحید کے قائل ہیں، زمین و آسمان کے وجود اور اس کی مثال سے پہلے حق تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔

(۱۱۷) اور اللہ تعالیٰ ایسے موجد ہیں کہ مثلاً جب کسی شخص کو بغیر باپ کے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو وہ بغیر باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں یا بغیر ماں باپ کے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو جیسے حضرت آدم علیہ السلام، تو وہ اسی طرح پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۱۱۸) جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے واقف نہیں یعنی یہودی وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ اللہ تعالیٰ علانیہ ہم سے گفتگو کیوں نہیں کرتا، یا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں کوئی دلیل واضح ہمارے پاس کیوں نہیں آئی، تاکہ ہم اس پر ایمان لے آئیں، اس سے پہلے ان کے باپ دادا بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں، ان سب کی باتیں ایک جیسی ہیں اور ان کے دل اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ پر ہیں، ہم نے علامات اوامر و نواہی اور رسول اکرم ﷺ کی صفات کو توریت میں (ان سب چیزوں کو ایسی جماعت کے لیے جو کہ تصدیق کرے) بیان کر دیا ہے۔

شانِ نزول: وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ اور عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رافع بن خزیمہ نے حضور ﷺ سے کہا، جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کہیے کہ وہ ہم سے بات کرے تاکہ ہم اس کی گفتگو سنیں اس پر یہ آیت اتری ہوئی وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. (الخ)

شانِ نزول: اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ (الخ)

عبدالرزاقؒ بواسطہ ثوریؒ، موسیٰ بن عبیدہؒ، محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے والدین نے کیا کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ کہ ہم نے سچائی اور حق کے ساتھ آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے۔ اہل جہنم کے متعلق آپ سے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، چنانچہ اس دار فانی سے رحلت فرمانے تک آپ ﷺ نے پھر والدین کا ذکر نہیں کیا، یہ حدیث مرسل ہے اور ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن جریجؒ، داؤد بن ابی عاصمؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے والدین کہاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ حدیث بھی مرسل ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۹) اے محمد ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو اللہ کی توحید اور قرآن حکیم کے ساتھ بھیجا ہے، آپ ﷺ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس کے لیے جنت کی خوشخبری دینے والے اور جو کفر کرے اس کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں اور آپ سے اہل جہنم کے بارے میں سوال نہیں ہوگا۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ
قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ
الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۲۰
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۲۱ يٰبَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۲۲
وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا
عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۱۲۳

اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آ جانے پر بھی اُن کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار (۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ اُس کو (ایسا) پڑھتے ہیں جیسا اُس کے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ پانے والے ہیں (۱۲۱) اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور یہ کہ میں نے تم کو اہلِ عالم پر فضیلت بخشی (۱۲۲) اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کام نہ آئے اور نہ اُس سے بدلہ قبول کیا جائے اور نہ اُس کو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دے اور نہ لوگوں کو (کسی اور طرح) کی مدد مل سکے (۱۲۳)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۲۰) تا (۱۲۳)

(۱۲۰) اور آپ ﷺ سے مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کبھی بھی خوش نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع نہ کر لیں، اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ کا دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا قبلہ وہ بیت اللّٰہ ہے۔ اب اگر اس چیز کے بیان کے بعد کہ اللّٰہ تعالیٰ کا دین اسلام اور اس کا قبلہ کعبہ ہے، آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع کریں گے تو عذاب الٰہی سے بچانے کے اندر نہ کوئی قریب والا آپ کو نفع پہنچا سکے گا اور نہ کوئی مددگار عذاب کو روک سکے گا۔

شانِ نزول: وَلَنْ تَرْضٰى (الخ)

یہ آیت ثعلبیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے نصاریٰ اس بات کی امید میں تھے کہ رسول اللّٰہ ﷺ ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، جب اللّٰہ تعالیٰ نے قبلہ بیت اللّٰہ کو بنا دیا تو وہ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ ان کے دین کی موافقت کی جائے اس وقت اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۱) اور اللّٰہ تعالیٰ اہل کتاب میں سے جو حضرات مومن ہیں، یعنی حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور ''بحیرہ راہب'' اور اس کے ساتھی اور نجاشی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو ہم نے توریت کتاب کا علم دیا ہے، وہ پوری پوری اس کی توصیف کرتے ہیں اور جو آدمی بھی ان سے اس کے متعلق سوال کرتا ہے، تو یہ لوگ اس کے حلال وحرام اور اوامر و نواہی میں کسی قسم کی کوئی تحریف نہیں کرتے اور توریت کی محکم چیزوں کا علم

رکھتے ہیں اور اس کے متشابہات پر ایمان لاتے ہیں، یہ لوگ حضرت محمد ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی حضرت محمد ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرے گا تو ایسے لوگ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے بہت گھاٹے اور نقصان میں ہیں۔

(۱۲۲) اب پھر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر اپنے انعامات اور احسانات کا ذکر فرماتے ہیں۔ اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میرے ان انعامات کو یاد کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا پر فرعون اور اس کی قوم سے آزادی دے کر کیے ہیں اور اس کے علاوہ اور مزید انعامات کیے ہیں اور اسلام کی وجہ سے تمام جہان پر فضیلت دی۔

(۱۲۳) اور قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرو، جس دن کوئی کافر کسی بھی کافر سے عذاب کو نہ ٹال سکے گا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ کوئی نیک شخص کسی نیک شخص سے اس عذاب کو نہ ہٹا سکے گا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے اور بیٹا اپنے باپ سے حق تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہ کر سکے گا اور نہ فدیہ کارگر ہوگا اور نہ مقربین فرشتے اور نہ ہی انبیاء و رسل ایسے لوگوں کے لیے کوئی شفاعت کریں گے۔

وَإِذِ ابْتَلَىٰ
إِبْرٰهِمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ ۝ وَإِذْ جَعَلْنَا
الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا
إِلَىٰ إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا أٰمِنًا وَارْزُقْ
أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ أٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ قَالَ وَمَنْ
كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اور جب پروردگار نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو وہ اُن میں پورے اُترے۔ خدا نے کہا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ اُنہوں نے کہا کہ (پروردگار) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو) خدا نے فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا (۱۲۴) اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنا لو۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو (۱۲۵) اور جب ابراہیم نے دُعا کی کہ اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں ان کے کھانے کو میوے عطا کر۔ تو خدا نے فرمایا کہ جو کافر ہوگا میں اُس کو بھی کسی قدر متمتع کروں گا (مگر) پھر اُس کو (عذاب) دوزخ کے (بھگتنے کے) لیے ناچار کر دوں گا اور وہ بُری جگہ ہے (۱۲۶)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۲٤) تا (۱۲٦)

(۱۲۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ پر جو احسانات ہوئے اللہ تعالیٰ اب ان کا ذکر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دس خصلتوں کی تکمیل کا حکم دیا، جن میں سے پانچ سر میں تھیں اور پانچ باقی بدن میں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی پوری طرح تعمیل کی اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جن کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مخاطب فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کی پوری

پوری تکمیل فرمادی، اب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ میں آپ کو اپنا نائب بناتا ہوں تاکہ سب آپ کی اتباع و پیروی کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے کوئی ایسا امام بنا دیجیے، جو لوگوں کا راہبر ہو، ارشاد باری ہوا کہ میرا عہدہ نبوت اور میرا وعدہ اور میری کرامت اور میری رحمت یہ تمام چیزیں جو آپ کو حاصل ہوئی ہیں آپ کی اولاد میں سے کسی کو نہیں ملیں گی۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ آپ کی اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے ان کو میں امام نہیں بناؤں گا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ میرا وعدہ ان ظالموں کو آخرت میں حاصل نہیں ہوگا، البتہ دنیا میں سے ان کو کچھ مل جائے گا۔

(۱۲۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ان کی اتباع کا حکم دیا کہ ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے مقبول بنایا ہے کہ لوگ جذب و شوق میں وہاں جاتے ہیں اور اس مقام پر جانے والے کے لیے وہ جگہ باعث امن ہے، اور اے امت محمدیہ ﷺ مقام ابراہیم کو اپنا قبلہ بنالو اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام واسمٰعیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کو اس میں قیام کرنے والوں اور تمام ممالک کے لوگوں کو اس میں پانچوں نمازیں پڑھنے کے لیے بتوں سے پاک کردیں۔

شان نزول: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین باتوں میں، میں نے اپنے پروردگار سے موافقت کی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر مقام ابراہیم کو مصلیٰ (طواف کی دوگانہ اس جگہ پڑھی جائے) بنالیں تو بہتر ہے فوراً آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ (الخ) نازل ہوگئی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے پاس نیک و بد سب قسم کے آدمی آتے رہتے ہیں، اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیں تو کیا اچھا ہو، فوراً پردہ کے متعلق آیت نازل ہوگئی، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات علیحدگی میں جمع ہوئیں، میں نے ان سے کہا عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ (الخ) یعنی اللہ تعالیٰ تم سے بہتر حضور اکرم ﷺ کو ازواج عطا فرمادے گا، چنانچہ اسی طرح آیت نازل ہوگئی، یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بالکل، حضرت عمرؓ نے درخواست کی تو پھر اسے نماز کی جگہ کیوں نہ بنالیا جائے، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا، کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

اور ابن مردویہؒ نے عمرو بن میمونؒ کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور درخواست کی یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنے پروردگار کے دوست یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہ پر نہ کھڑے ہوں آپؐ نے فرمایا ضرور، پھر عرض کیا کہ کیا اسے نماز پڑھنے کی جگہ نہ بنالیں، جواب میں رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی تا آنکہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (الخ) نازل

ہوگئی۔ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کا سیاق وسباق یہ بتلا رہا ہے کہ یہ آیت "حجۃ الوداع" میں نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۶) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی کہ اس شہر کو امن والا شہر بنادے کہ سب اس شہر میں آسکیں اور یہاں کے لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں انہیں مختلف قسم کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میرا انکار کیا اسے بھی میں دنیا میں رزق دوں گا، پھر اسے لے جا کر (قیامت کے دن) جہنم میں ڈال دوں گا۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِـۧمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَـٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَٱجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَٱبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ ع وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَٰهِـۧمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُۥ ۚ وَلَقَدِ ٱصْطَفَيْنَـٰهُ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّـٰلِحِينَ ﴿١٣٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُۥ رَبُّهُۥٓ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿١٣١﴾

اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دُعا کیے جاتے تھے کہ) اے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما بیشک تو سُننے والا (اور) جاننے والا ہے (۱۲۷) اے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھیو۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہیو اور (پروردگار) ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بیشک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے (۱۲۸) اے پروردگار ان (لوگوں) میں انہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث کی جیو جو اُن کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سُنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور اُن (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بیشک تو غالب (اور) صاحب حکمت ہے (۱۲۹)۔ اور ابراہیمؑ کے دین سے کون رُوگردانی کر سکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان ہو۔ ہم نے اُن کو دنیا میں بھی منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ (زمرۂ) صلحاء میں سے ہوں گے (۱۳۰)۔ جب اُن سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو اُنہوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کے آگے سر اطاعت خم کرتا ہوں (۱۳۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۲۷) تا (۱۳۱)

(۱۲۷) اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے لیے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اُن کے ساتھ تعاون کر رہے تھے، جب دونوں اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دعا کی، پروردگار عالم ہماری اس اپنے گھر کی تعمیر کو قبول فرما، بلاشبہ آپ دعاؤں کو سننے والے اور قبولیت کو کرنے والے ہیں۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اپنے گھر کی تعمیر میں تو ہماری نیتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۱۲۸) اے ہمارے پروردگار! خالص ہمیں اپنی توحید اور عبادت پر قائم رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک خالص اپنی توحید وعبادت پر کاربند ہونے والی جماعت پیدا فرما اور ہمیں آداب واحکام حج سے باخبر رکھ اور ہماری کمزوریوں، کوتاہیوں کو معاف فرما، یقیناً تو معاف کرنے والا اور ایمان لانے والوں پر رحم کرنے والا ہے۔

(۱۲۹) اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اسی خاندان میں سے ایک رسول (حضرت محمد ﷺ) کو مبعوث فرما، جو قرآن کریم کو ان کے سامنے پڑھے اور علوم قرآن اور حلال وحرام کی ان کو تعلیم دے اور وہ نبی ان کو توحید کی وجہ اور گناہوں سے پاک صاف کرنے کی وجہ سے پاکیزہ بنائے، بلاشبہ جو تیرے اس رسول کی دعوت پر لبیک نہ کہے، جس کو تو نے ان کی طرف بھیجنا ہے اس سے شدید انتقام لینے پر قدرت رکھنے والا ہے اور رسول کے مبعوث فرمانے میں تو غالب حکمت والا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت محمد ﷺ کو ان کی اولاد میں رسول بنا کر بھیجا اور یہی وہ کلمات ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کلمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ان ہی کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

(۱۳۰) جس کا نفس خسارہ اور نقصان میں مبتلا ہو گیا ہو اور جس کی عقل نہ رہی ہو اور بیوقوفی اور حماقت کا اس پر غلبہ ہو گیا ہو، اس آدمی کے علاوہ اور کون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور آپ کی سنت سے لاتعلقی اختیار کر سکتا ہے اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس دنیاوی زندگی میں خلعت عالیہ کے ساتھ نوازا ہے۔ اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس دنیا میں ہم نے ان کو نبوت اور اسلام اور پاکیزہ اولاد کے ساتھ منتخب کیا ہے اور بہشت میں ان کے باپ دادا میں سے جو انبیا کرام ہوں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

شان نزول: وَمَنْ يَّرْغَبُ (الخ)

ابن عیینہؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجوں سلمہ رضی اللہ عنہ اور مہاجر ؒ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک رسول بھیجوں گا، جس کا نام گرامی احمد ﷺ ہوگا جو ان کو بھی تسلیم کرے گا، وہ رشد وہدایت سے فیض یاب ہوگا اور جو آپ کا انکار کرے گا وہ ملعون ہوگا، اس دعوت پر سلمہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور مہاجر نے ایمان لانے سے منکر ہو گیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۳۱) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سرنگ سے نکلے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے قول کو لوٹاؤ اور لا الٰہ الا اللہ پڑھو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام باتوں کو اس ذات وحدہٗ لاشریک کی طرف موڑ دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اپنے دین اور عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر لو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا تابع وفرمانبردار ہو گیا اور اپنے دین وعمل سب ہی کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر لیا۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ان سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اپنے نفس کو میرے سپرد کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو اس اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ
وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ
الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ
اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ
وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾
وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ
حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ
رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ
اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
هُمْ فِىْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾

اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹا خدا نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا ہے تو مسلمان ہی مرنا (۱۳۲) بھلا جس وقت یعقوبؑ وفات پانے لگے تو تم اُس وقت موجود تھے۔ جب اُنہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپؑ کے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبودِ یکتا ہے اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں (۱۳۳) یہ جماعت گذر چکی ان کو ان کے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) اور جو عمل وہ کرتے تھے اُن کی پُرسش تم سے نہیں ہو گی (۱۳۴) اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیمؑ (اختیار کیے ہوئے ہیں) جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۳۵) (مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اُتری اُس پر اور جو (صحیفے) ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اُنکی اولاد پر نازل ہوئے اُن پر اور جو (کتابیں) موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا ہوئیں اُن پر اور جو اور پیغمبروں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملیں اُن پر (سب پر ایمان لائے) ہم اُن پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں (۱۳۶) تو اگر یہ لوگ بھی اُسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منہ پھیر لیں (اور نہ مانیں) تو وہ (تمہارے) مخالف ہیں۔ اور اُن کے مقابلے میں تمہیں خدا کافی ہے اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۱۳۷)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۳۲) تا (۱۳۷)

(۱۳۲) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو کلمہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ“ کی وصیت کی اور اسی بات کی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کو وصیت کی چنانچہ فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے، لہٰذا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو تا کہ تم اسلام ہی کی حالت میں مرو جب کہ تم خالص اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کو بیان اور اسی کی عبادت کر رہے ہو۔

(۱۳۳) دین ابراہیمی کے ساتھ یہودیوں نے جو جھگڑا کیا اب اللّٰہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ اے یہودیوں کی جماعت جب حضرت یعقوبؑ کو موت آئی کیا تم اس وقت موجود تھے کہ کس چیز کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی یہودیت کے بارے میں یا دینِ اسلام کے بارے میں؟ چنانچہ انھوں نے کہا کہ میرے مرنے کے بعد کس کی عبادت کرو گے، ان کی اولاد نے کہا اسی ایک معبود حقیقی کی عبادت کریں گے جس کی آپ عبادت

کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کے لیے ہم دل و جان سے وعدہ کر رہے ہیں۔

(۱۳۴) یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اس نے جو نیکیاں کی ہیں وہ اس کے لیے خاص ہیں اور جو تم اچھے کام کرتے ہو وہ تمہارے لیے ہیں اور قیامت کے دن تم سے ان لوگوں کے اعمال اور اقوال کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔

(۱۳۵) مومنین کے ساتھ یہود اور نصاریٰ کے جھگڑے اور مناظرے کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے یہودی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ گمراہی سے ہدایت پر آ جاؤ یعنی ہماری جماعت میں آ جاؤ۔ اسی طرح عیسائی کہتے (اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے)۔

اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ حقیقت تمہارے یعنی یہودیوں کے کہنے کے مطابق نہیں بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دین اسلام جو کہ حنیف اور اخلاص والا ہے، اس کی اتباع کرو تب تم لوگوں کو ہدایت حاصل ہو سکتی ہے اور ان کے دین میں کسی قسم کا شرک نہیں۔

شانِ نزول: وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے سعید یا عکرمہ ؒ کے ذریعہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ ابن صوریا ؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا، اے محمد ﷺ، ہدایت پر صرف ہم ہیں لہٰذا ہماری (العیاذ باللہ) اتباع اختیار کرو، سیدھی راہ پر آ جاؤ گے اور نصاریٰ نے بھی آپ سے یہ کہا، تب ان گمراہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ لوگ کہتے ہیں یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پا جاؤ گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۳۶) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنین کو توحید کا طریقہ بتایا تاکہ یہود اور نصاریٰ کی توحید کی جانب رہنمائی ہو سکے چنانچہ فرمایا کہ کہو ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور ان کی کتابوں پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی توریت پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی انجیل پر اور تمام انبیا سابقین علیہم السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لائے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے جو نبوت اور توحید بیان فرمائی ہے اس پر بھی ہمیں پورا ایمان حاصل ہے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ان انبیا کرام میں سے ہم کسی کا انکار نہیں کرتے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۱۳۷) لہٰذا اگر یہ اہل کتاب تمام انبیا کرام اور ان پر نازل ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان لے آئیں تو یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے مطابق گمراہی سے درست راستے پر آ جائیں گے۔

اور اگر یہ تمام انبیا کرام اور ان پر نازل ہونے والی کتب پر ایمان لانے سے منکر ہو جائیں تو یہ دین کی مخالفت کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے ان کی اس محنت کو انھیں قتل اور جلاوطن کر کے ختم کر دے گا۔ وہ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی سزا سے اچھی طرح واقف ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ ع

(کہہ دو کہ ہم نے) خدا کا رنگ (اختیار کرلیا ہے) اور خدا سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے۔ اور ہم اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں (۱۳۸)۔ (ان سے) کہو کیا تم خدا کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے اور ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) اور ہم خاص اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں (۱۳۹)۔ (اے یہود و نصاریٰ) کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے (اے محمدؐ ان سے) کہو کہ بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی شہادت کو جو اُس کے پاس (کتاب میں موجود) ہے چھپائے اور جو کچھ تم کررہے ہو خدا اس سے غافل نہیں (۱۴۰) یہ جماعت گذر چکی۔ اُن کو وہ (ملے گا) جو اُنہوں نے کیا اور تم کو وہ جو تم نے کیا اور جو عمل وہ کرتے تھے اُن کی پرسش تم سے نہیں ہوگی (۱۴۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۳۸) تا (۱۴۱)

(۱۳۸) اللہ تعالیٰ ہی کے دین کی اتباع کرو، اس سے بہتر اور کون سا دین ہوسکتا ہے اور زبان حال سے کہو کہ ہم اس ذات کی توحید بیان کرنے والے اور اسی کی عبادت وتوحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۱۳۹) اے محمد ﷺ آپ یہود و نصاریٰ سے کہہ دیجیے کہ تم ہم سے اللہ کے دین کے معاملہ میں تنازعہ کرتے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے، ہمارے لیے ہمارا دین ہے، تم پر تمہارے اعمال اور تمہارا دین ہے، ہم تو خاص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت اور اسی کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(۱۴۰) اے یہود ونصاریٰ کی جماعتو! جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق ویعقوب علیہم السلام اور حضرت یعقوب کی اولاد یہ سب یہودی یا نصاریٰ تھے، اے محمد ﷺ! آپ اِن سے کہہ دیجیے کہ کیا تم ان کے دین سے زیادہ واقف ہو یا اللہ تم سے زیادہ واقف ہے۔

اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے مطلع فرمادیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔

اور اس شخص سے بڑا منکر کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی اور دلیری کرے اور توریت میں جو رسول اکرم ﷺ کے بارے میں گواہی ہے، اس کو چھپائے یہ لوگ جو اس گواہی اور شہادت کو چھپاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہیں۔

(۱۴۱) یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، اس کے لیے اس کی نیکیاں ہیں اور تمہارے لیے تمہارے نیک کام ہیں، اور وہ جو دنیا میں کام کرتے تھے، بدلہ کے دن تم سے ان کی باز پرس نہیں ہوگی۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَاۗءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُـوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِــعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ ھَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر (پہلے سے چلے آتے) تھے (اب) اُس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔ تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے رستے پر چلاتا ہے (۱۴۲) اور اسی طرح ہم نے تم کو اُمتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور یہ بات (یعنی تحویلِ قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یونہی کھو دے۔ خدا تو لوگوں پر بڑا مہربان (اور) صاحبِ رحمت ہے (۱۴۳)

سورة بقرة آيات (۱٤۲) تا (۱٤۳)

(۱۴۲) یہود اور مشرکین میں سے جو لوگ جاہل ہیں یہی کہیں گے کہ اس ''بیت المقدس'' کے قبلہ کو انھوں نے اس لیے بدلا ہے، تا کہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ آئیں اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ کس چیز نے ان کو اس قبلہ ''بیت المقدس'' سے ہٹا دیا جس کی طرف یہ منہ کیا کرتے تھے اور جس کی طرف یہ نماز پڑھا کرتے تھے، اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا اور ''بیت المقدس'' کی طرف جو تم نماز پڑھا کرتے تھے دونوں ہی اللہ کے حکم کے سبب سے تھا، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دین اور درست قبلہ پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

شانِ نزول: سَيَقُوْلُ السُّفَهَاۗءُ (الخ)

ابن اسحاق''، اسماعیل بن ابی خالد'' اور ابو اسحاق'' کے ذریعہ سے حضرت براء ؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ بیت المقدس کی جانب مونہہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور حکم الٰہی کے انتظار میں آسمان کی طرف بہت زیادہ دیکھتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا، کہ ہم آپ ﷺ کے چہرہ انور کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لیے ہم آپ ﷺ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر کریں گے، جس کے لیے آپ ﷺ کی خواہش ہے پھر اپنا چہرہ مبارک مسجد حرام کی طرف فرمالیجیے، اس کے بعد مسلمانوں میں سے کچھ لوگ کہنے لگے کہ جو لوگ ہم میں قبلہ کی تبدیلی سے پہلے فوت ہو گئے ہیں کاش ہمیں ان کے بارے میں ان کی حالت کا پتا چل جاتا اور ہم نے ''بیت المقدس'' کی طرف منہ کر کے جو نمازیں پڑھی ہیں، ان کا کیا حکم ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، وَمَا كَانَ اللّٰهُ (الخ) کہ اللہ تعالیٰ ایسے نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دیں اور لوگوں میں سے بیوقوف لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس قبلہ سے انھیں کس چیز نے پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمادی سَيَقُوْلُ السُّفَهَاۗءُ (الخ) اسی طرح چند دیگر طریقوں سے بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۴۳) اور جیسا کہ ہم نے تمھیں حضرت ابراہیم ؑ کے دین اور ان کے قبلہ کی وجہ سے عزت دار اور مکرم بنایا ہے، اسی طرح اعتدال پسند امت بھی بنایا ہے، تاکہ لوگوں پر ان احکامات کو ظاہر کرنے کے لیے اور حضور اکرم ﷺ تم کو پاک وصاف

کرنے اوراعتدال پسند بنانے والے کے لیے گواہ بن جائیں اور جس قبلہ کی طرف آپ نے انیس مہینوں تک (صحیح ۱۶یا ۱۷ماہ) نماز پڑھی ہے، اس قبلہ کو تبدیل نہیں کیا ہم مگر اس لیے تاکہ ہم دیکھ سکیں اور (لوگوں کے سامنے) فرق کر دیں کہ کون قبلہ کے مسئلہ میں حضور اکرم ﷺ کی بات مانتا ہے اور کون اپنے دین اور قبلہ کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے۔

اور جن لوگوں کے دلوں کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے، ان کے علاوہ اور لوگوں پر قبلہ کی تبدیلی بہت گراں اور بھاری تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو باطل نہیں کرتا جیسا کہ دیگر شریعتوں کے منسوخ ہونے سے پہلے ہوا کرتا تھا۔ ایک یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمانوں کو منسوخ نہیں کرتے بلکہ تمہارے ایمان کی شریعتوں کو منسوخ کرتا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ تم نے ''بیت المقدس'' کی طرف منہ کر کے جو نمازیں ادا کی ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں منسوخ اور ضائع نہیں کریں گے بلکہ تمہارا جو ''بیت المقدس'' قبلہ ہے اس کو منسوخ کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت ہی شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں ان کے ایمان کو منسوخ نہیں کرتا جیسا کہ نسخ شرائع سے پہلے۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (الخ)

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ جب ''بیت المقدس'' قبلہ تھا تو اس کی تبدیلی سے پہلے چند صحابہ کرامؓ انتقال فرما گئے اور کچھ جہاد میں شہید ہو گئے، ہمیں پتہ نہیں کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ

وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا
قِبْلَتَكَ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا
لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

(اے محمد ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف منہ کرنے کا حکم دیں گے جس کو تم پسند کرتے ہو تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں (۱۴۴) اور اگر تم ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آؤ تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں اور تم بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو اور ان میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمہارے پاس دانش (یعنی وحی خدا) آ چکی ہے ان کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے (۱۴۵) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے (۱۴۶)

سورة بقرة آيات (۱٤٤) تا (۱٤٦)

(۱۴۴) تبدیلی قبلہ کے لیے حضور اکرم ﷺ نے جو دعا فرمائی ہے، اب اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، کہ ہم آسمان کی طرف آپ کی نظر اٹھانے کو دیکھ رہے ہیں، تاکہ جبریل امینؑ آپ ﷺ پر تحویل قبلہ کا حکم لے کر آئیں، چنانچہ ہم نماز ہی کے اندر میں آپ ﷺ کو ایسے قبلہ کی طرف یعنی قبلہ ابراہیم ؑ کی طرف جس کو آپ پسند کرتے ہیں پھیر دیں گے۔

لہٰذا آپ ﷺ اپنے چہرہ کو نماز ہی کی حالت میں مسجد حرام کی طرف موڑ لیجیے اور خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں اپنے چہروں کو نماز میں اسی طرف پھیر لیں۔

اور اہل کتاب (یعنی یہودی) اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حرم محترم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قبلہ ہے لیکن وہ اس چیز کو خفیہ رکھتے ہیں اور جس چیز کو تم خفیہ رکھتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے۔

(۱۴۵) اور اگر آپ اہل کتاب کے پاس تمام ان معجزات کے ساتھ جن کا انھوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے آئیں تو وہ نہ آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے اور نہ آپ کے دین کو قبول کریں گے اور نہ آپ اہل کتاب کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں اور نہ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی فریق ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں۔

اور اگر آپ ہماری ممانعت اور اس چیز کے بیان کر دینے کے بعد یہ حرم حضرت ابراہیم ؑ کا قبلہ ہے پھر ان کے قبلہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھیں گے تو آپ ﷺ اس کام کی وجہ سے اس وقت اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہوں گے۔

(۱۴۶) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہل کتاب میں سے مومنین حضرات کا ذکر فرماتے ہیں کہ جن حضرات کو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی جن کو ہم نے توریت کے علم سے بہرہ ور کیا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کو آپ ﷺ کے اوصاف اور صفات کے ساتھ اس طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ حضور اکرم ﷺ کی نعت و صفت کو خفیہ رکھتا ہے اس کے باوجود کہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعے یہ بات خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں۔

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ
مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ
حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ
نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

(اے پیغمبر یہ نیا قبلہ) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۱۴۷) اور ہر ایک (فرقے) کیلئے ایک سمت (مقرر) ہے جدھر وہ (عبادت کے وقت) منہ کیا کرتے ہیں تو تم نیکیوں میں سبقت حاصل کرو تم جہاں ہوگے خدا تم سب کو جمع کرلے گا بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۴۸) اور تم جہاں سے نکلو (نماز میں) اپنا منہ مسجد محترم کی طرف کر لیا کرو بے شبہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور تم لوگ جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں (۱۴۹) اور تم جہاں سے نکلو مسجد محترم کی طرف منہ (کر کے نماز پڑھا) کرو اور مسلمانو تم جہاں ہوا کرو اسی (مسجد) کی طرف رُخ کیا کرو (یہ تاکید) اس لئے (کی گئی ہے) کہ لوگ تم کو کسی طرح کا الزام نہ دے سکیں۔ مگر ان میں سے جو ظالم ہیں (وہ الزام دیں تو دیں) سو اُن سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور یہ بھی مقصود ہے کہ میں تم کو اپنی نعمتیں بخشوں اور یہ بھی کہ تم راہ راست پر چلو (۱۵۰)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱٤۷) تا (۱۵۰)

(۱۴۷) آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔ لہٰذا اس چیز کے متعلق شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا چاہیے کہ وہ اس چیز کو جانتے نہیں۔

(۱۴۸) اور ہر دین والے کے لیے ایک قبلہ ہے جس کی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ ہر ایک نبی کے لیے ایک قبلہ اور کعبہ ہے جس کی جانب اسے چہرہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اے محمد ﷺ کی امت تم تمام پہلی امتوں سے زیادہ اطاعت خداوندی کرو۔

(۱۴۹) خواہ تم خشکی کے علاقہ میں ہو یا دریائی علاقہ میں اللہ تعالیٰ تم سب کو لے آئے گا اور سب کو جمع کرے گا اور پھر تمہیں تمہارے نیک اعمال کا بدلہ دے گا اللہ تعالیٰ تمہارے جمع کرنے اور بدلہ دینے پر قادر ہے، سو تم نماز میں حرم محترم کی طرف چہرہ کرلو، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کے بارے میں جو کچھ تم خفیہ رکھتے ہو یعنی چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے لاعلم نہیں ہیں۔

(۱۵۰) اور جس مقام پر بھی ہو خواہ پانی کا علاقہ ہو یا خشکی کا مسجد حرام کی طرف چہرہ کرلو تا کہ اس قبلہ کی تبدیلی میں حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں پر حجت نہ ہو کیوں کہ ان کی کتاب میں ہے کہ حرم محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے۔ لہٰذا جب تم اس کی طرف نماز ادا کرو گے تو ان کے لیے تمہارے خلاف کوئی حجت قائم نہیں ہوگی۔

اور نہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور مشرکین کے لیے کوئی دلیل ہوگی جنھوں نے اپنی باتوں میں حد

سے تجاوز کیا ہے قبلہ کی تبدیلی کے بارے میں ان سے خوف نہ کھاؤ بلکہ اس امر کے چھوڑنے پر مجھ سے خوف کھاؤ تا کہ قبلہ کے ذریعہ میں اپنے احسانات تم پر پورے کردوں، جیسا کہ میں نے دین کو تمہارے لیے کامل و مکمل کر دیا اور تا کہ قبلہ ابراہیمی کی طرف تمہیں رہنمائی ہو۔

شان نزول: وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ (الخ)

ابن جریرؒ نے اپنی سندوں کے ساتھ سدیؒ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ ''بیت المقدس'' کی طرف نماز پڑھنے کے بعد کعبہ شریف کی طرف تبدیل ہو گئے تو مشرکوں نے اہل مکہ سے کہا کہ العیاذ باللہ محمد ﷺ اپنے دین کے بارے میں پریشان ہو گئے تو اپنے قبلہ سے تمہارے قبلہ کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں اور یہ بات انھوں نے سمجھ لی ہے کہ تم ان سے زیادہ سیدھے راستے پر ہو اور وہ عنقریب تمہارا دین قبول کر لیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ (الخ) نازل فرمائی یعنی تا کہ تمہارے مقابلے میں باتیں نہ بنائیں۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجے ہیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی سکھاتے ہیں اور ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے (۱۵۱)۔ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا (۱۵۲) اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں اُن کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے (۱۵۴) اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو (۱۵۵)۔ ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۵۶)۔ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں (۱۵۷)

سورة بقرة آيات (۱۵۱) تا (۱۵۷)

(۱۵۱) اور مجھے یاد کرو جس طرح کہ میں نے تمہاری طرف تمہارے ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو تمہارے سامنے قرآن کریم میں جو اوامر و نواہی (کرنے اور نہ کرنے کے کام بتاتا ہے) میں ان کو بخوبی تم پر تلاوت کرتا ہے اور

توحید اور زکوٰۃ اور صدقہ کے ذریعے تم لوگوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور تمہیں تعلیم دیتا ہے اور قرآن کریم اور حلال وحرام کی تمہیں تعلیم دیتا ہے اور دوسرے احکام وحدود اور گزشتہ حالات سے تمہیں آگاہ کرتا ہے۔

جن حالات سے تم قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ سے پہلے ناواقف تھے۔

(۱۵۲) اور اطاعت کے ذریعے مجھے بخوبی یاد کرو، میں جنت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ فراخی اور خوشحالی میں مجھے یاد کرو میں تنگیوں اور پریشانیوں میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور اس شکرگزاری کو ہرگز بھی نہ چھوڑو۔

(۱۵۳) یعنی فرائض خداوندی کی ادائیگی اور گناہوں کے چھوڑنے اور رات دن نفلیں ادا کرنے اور گناہوں کے ختم کرنے پر ایسے لوگوں کا اللّٰہ تعالیٰ مددگار اور حفاظت کرنے والا ہے اور صبر کرنے والوں کی مدد کرنے والا ہے۔

(۱۵۴) بدر، اُحد اور تمام غزوات کے شہدا کے متعلق منافقین کا جو مقولہ تھا اب اللّٰہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ فلاں شخص مر گیا اور اس سے سرور اور نعمتیں ختم ہو گئیں تاکہ اس چیز سے کاملین کو صدمہ وافسوس ہو۔

اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ بدر اور تمام غزوات میں شہید ہو گئے ہیں وہ دوسرے مرنے والوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت کی طرح جنت میں حیات ہیں۔ ان کو وہاں طرح طرح کے تحفے ملتے ہیں مگر تم ان حضرات کی کرامت وبزرگی اور ان کی حالت سے واقف نہیں ہو۔

شانِ نزول: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ (الخ)

ابن مندہؒ نے صحابہ کرام کے بارے میں سدی صغیرؒ، کلبیؒ، ابو صالحؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمیم بن حمام ؓ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تو ان کے بارے میں اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلَا تَقُوْلُوْ (الخ) یعنی جو لوگ اللّٰہ کی راہ میں شہید کر دیے جائیں ان کو برا نہ کہو۔ ابو نعیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ صحابی عمیر بن حمامؓ ہیں، سدیؒ نے ان کے نام میں تبدیلی کر دی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۵۵) اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ اس آزمائش کا ذکر فرماتے ہیں جو اس نے مومنین کی آزمائش فرمائی ہے کہ ہم تمہیں دشمن کے خوف قحط سالی اور مالوں کے خاتمہ اور جانوں کے قتل ہو جانے اور مر جانے اور بیماریوں کے لاحق ہونے اور پھلوں کے ختم ہو جانے سے آزمائیں گے۔

(۱۵۶) اور اے محمد ﷺ ان مذکورہ حضرات کو جن کی شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللّٰہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے جائیں گے اور اگر ہم اس کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں گے تو وہ ہمارے عملوں سے خوش نہیں ہوگا۔

(۱۵۷) خوشخبری سنا دیجیے،ان ہی خوبیوں کے جو مالک ہیں ان کے لیے دنیا میں مغفرت اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے اور اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (یعنی اپنا ہر معاملہ اللہ کی ہر بات کے مطابق اس کے سپرد کر دینے والے) ہی ہدایت پانے والے ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝

بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اُس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس اور دانا ہے (۱۵۸) جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجود یکہ ہم نے اُن کو لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ایسوں پر خدا اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں (۱۵۹) ہاں جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے اور (احکام الٰہی کو) صاف صاف بیان کر دیتے ہیں تو میں اُن کے قصور معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا (اور) رحم والا ہوں (۱۶۰) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ایسوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت (۱۶۱) وہ ہمیشہ اسی (لعنت) میں (گرفتار) رہیں گے۔ان سے نہ تو عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُنہیں (کچھ) مہلت ملے گی (۱۶۲)

تفسیر سورة بقرة آيات (۱۵۸) تا (۱۶۲)

(۱۵۸) مشرکین مکہ نے صفا و مروہ پر دو بت رکھے ہوئے تھے اس کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے درمیان دوڑنے میں تنگی اور کراہت محسوس ہوتی تھی اللّٰہ تعالیٰ اب اس کا ذکر فرماتے ہیں۔

کوہ صفا و مروہ کے درمیان سعی ان احکام میں سے ہے جن کا اللّٰہ تعالیٰ نے مناسک حج میں حکم دیا ہے لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور جو واجب طواف سے زیادہ طواف کرے، اللّٰہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول کرتے ہیں اور وہ تمہاری نیتوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نیک اعمال کی قدر دانی کرنے والے ہیں تھوڑے عمل کو بھی قبول کر لیتے ہیں اور اس پر بہت زیادہ ثواب بھی دے دیتے ہیں۔

شان نزول: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے عروہؓ حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے روایت کی ہے۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ کے بارے میں کیا کہتی ہیں میں تو یہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، حضرت عائشہؓ نے کہا بھانجے یہ تم نے درست بات نہیں کہی اگر آیت کے یہ معنی ہوتے جو تم کہتے ہو تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ کے بجائے آیت کریمہ میں اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ آتا۔

اور یہ آیت اس طرح نازل کی گئی ہے کہ انصار مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے منات بت کے نام کا احرام باندھتے تھے لہٰذا جب وہ احرام باندھتے تو صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑنا برا سمجھتے تو اس کے متعلق انھوں نے حضور ﷺ سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر سعی کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا کہ بے شک صفا و مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں لہٰذا جو شخص حج کرے یا عمرہ کرے، اس پر کچھ بھی گناہ نہیں، ان دونوں کے درمیان سعی کرنے میں۔

اور حضرت امام بخاری نے عاصم بن سلیمانؒ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا اور کہا کہ ہم ان کے درمیان سعی کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے جب ہم نے اسلام قبول کیا تو ہم اس سے رک گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّ الصَّفَا (الخ) نازل فرمائی اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ شیاطین زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کے درمیان رات کے وقت دوڑتے تھے اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان بت رکھے ہوئے تھے جب اسلام کی نعمت آئی تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ ہم صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کریں گے کیوں کہ ہم یہ کام زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۵۹) اوامر و نواہی (نیک کام کرنے اور برے کام نہ کرنے) اور علامات نبوت توریت میں بیان کر دینے کے بعد اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی صفت بنی اسرائیل کے لیے توریت میں بیان ہونے کے بعد جو لوگ ان چیزوں کو چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب قبر دے گا اور جنوں و انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات خداوندی جب قبر میں سے ان کی آوازوں کو سنے گی تو ان پر لعنت بھیجے گی۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا (الخ)

حضرت ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید یا عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معاذ بن جبل ؓ، سعد بن معاذ ؓ اور خارجہ بن زید ؓ نے یہود کے علماء سے توریت کی بعض باتوں کے بارے میں پوچھا تو ان یہودیوں نے ان حضرات سے ان باتوں کو خفیہ رکھنے کی کوشش کی اور ان کے بیان کرنے

سے اعراض کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا (الخ) ۔
(لباب المنقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶۰) مگر جن حضرات نے یہودیت سے توبہ کی اور توحید کے قائل ہوگئے اور حضور اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف کو بیان کیا تو میں ایسے لوگوں کو معاف کروں گا، اور میں توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے والا ہوں اور جو توبہ کے بعد مرے اس پر رحم کرتا ہوں۔

(۱۶۱۔۱۶۲) مگر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ماننے سے انکار کیا ان پر اللہ کا عذاب اور تمام فرشتوں کی لعنت اور تمام مومنوں کی لعنت جو یہ کافر کرتے تھے، ان ہی کافروں پر نازل ہوگی اور اس لعنت میں یہ ہمیشہ رہیں گے نہ لعنت ان پر سے اٹھائی جائے گی اور نہ اس لعنت کو یہ الگ کر سکیں گے اور نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اسی عذاب کے متعلق ان کو کسی قسم کی چھوٹ دی جائے گی۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾

اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔ اُس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۱۶۳) بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کیلئے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں (۱۶۴) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک (خدا) بناتے اور اُن سے خدا کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں اور اے کاش ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے اب دیکھ لیتے کہ سب طرح کی طاقت خدا ہی کو ہے اور یہ کہ خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۱۶۵)۔ اُس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیرودں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور دونوں عذاب (الٰہی) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے (۱۶۶)۔ (یہ حال دیکھ کر)

پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا۔ کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اسی طرح خدا ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے (۱۶۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۶۳) تا (۱۶۷)

(۱۶۳) لوگوں نے اللہ کی وحدانیت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ خود اپنے کلام پاک میں اپنی توحید بیان فرما رہے ہیں کہ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی شریک ہے، وہ بڑی رحمت فرمانے والا اور بہت ہی شفیق ہے۔

(۱۶۴) ان دونوں چیزوں کی پیدائش میں یہ تفسیر کی گئی ہے کہ ان دونوں یعنی زمین وآسمان میں جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں ان کے لیے بھی شفیق اور مہربان ہے۔

اور رات دن کو تبدیل اور ان کی کمی وبیشی میں اور کشتیوں میں جو لوگوں کی معاشی وزندگی کے لیے چلتی ہیں اور اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی ہے اور پھر قحط سالی اور زمین کے خشک ہونے کے بعد پھر اس بارش سے سبزہ پیدا کرنے میں۔

اور پھر اس زمین میں ہر طرح کے جانور نر و مادہ پیدا کیے اور ہواؤں کی دائیں بائیں، آگے پیچھے تبدیلی میں اور کبھی رحمت کا باعث اور کبھی عذاب کا باعث کرنے میں اور لٹکے ہوئے بادلوں میں، ان تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی ایسی قوم کے لیے نشانیاں ہیں جو اس بات کا یقین رکھے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہیں۔

شانِ نزول: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (الخ)

سعید بن منصورؒ نے اپنی سنن اور فریابیؒ نے اپنی تفسیر اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں ابوالضحیٰؒ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الخ) نازل ہوئی، تو مشرکین نے اظہار تعجب کیا اور کہنے لگے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو کوئی دلیل لائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت اتاری۔ یہ حدیث معضل ہے مگر اس کا شاہد موجود ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں عطاؒ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر مدینہ منورہ میں آیت اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ نازل ہوئی تو اہل مکہ کے کافر کہنے لگے کہ تمام لوگوں کے لیے ایک خدا کیسے کافی ہوسکتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت نازل فرمائی۔

ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے متصلاً حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ صفا پہاڑی کو سونے کا بنا دے تا کہ ہم اس کے ذریعے اپنے

دشمنوں پر قابو پاسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرمایا کہ آپ ان سے وعدہ فرمالیں، میں ایسا ہی کردوں گا لیکن اگر انھوں نے اس کے بعد کفر کیا تو ان لوگوں کو ایسی سزا دوں گا کہ پوری دنیا میں سے ویسی سزا کسی کو بھی نہ دی ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے عرض کیا پروردگار عالم مجھے اور میری قوم کو رہنے دیجیے، میں اپنی قوم کے لیے روز بروز دعا کرتا رہوں گا اس پر آیت اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (الخ) نازل ہوئی۔

یہ لوگ کیسے صفا پہاڑی کے سونا ہونے کے متعلق سوال کرتے ہیں، جب کہ اس سے عمدہ اور واضح دلائل الوہیت خداوندی پر موجود ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶۵) دنیا میں اہل کفر کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے، وہ آخرت میں ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس چیز کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ کافر بتوں سے اس درجہ محبت کرتے ہیں جیسا کہ مخلص ایمان والے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں مگر خالص مومن تو ان کافروں سے جیسا کہ یہ اپنے بتوں سے محبت کرتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان منافقوں کے بارے میں اتری ہے جنھوں نے سونے چاندی کے خزانے جمع کر لیے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جنھوں نے اپنے سرداروں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود بنالیا تھا اور اگر یہ مشرکین قیامت کے دن اور آخرت میں عذاب اور اللہ تعالیٰ کی قوت و بادشاہت کو جان لیں تو دنیا میں فوراً ایمان لے آئیں۔

(۱۶۶) جس دن یہ سردار اپنے ماننے والوں سے الگ ہو جائیں گے، سردار اور ان کے تابع، سب کے سب عذاب کو دیکھ لیں گے اور دنیا میں آپس میں جو معاہدے اور دلیلیں تھیں وہ سب کی سب ختم ہو جائیں گی۔

(۱۶۷) متبعین کہیں گے کاش ہمیں دنیا میں پھر لوٹنا آسان اور ممکن ہو جائے تو پھر ہم بھی ان سرداروں اور راہنماؤں سے دنیا میں اسی طرح الگ اور بیزار ہو جائیں گے، جس طرح کہ یہ ہم سے آخرت میں علاوہ پڑے ہیں، آخرت میں اسی طرح حسرتیں اور ندامتیں رہ جائیں گی، لیڈروں اور ان کو ماننے والوں سے کسی کو بھی نجات نہیں ملے گی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ۔اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔وہ تمہارا کھلا دشمن ہے(۱۶۸)وہ تو تم کو بُرائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ خدا کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی علم) نہیں (۱۶۹) اور جب اُن لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اُسی چیز کی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی وہ اُنہی کی تقلید کیے جائیں گے)(۱۷۰) جو لوگ کافر ہیں اُن کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ سن نہ سکے۔ (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ (کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے (۱۷۱) اے اہل ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو (اُسکی نعمتوں کا) شکر بھی ادا کرو (۱۷۲)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۶۸) تا (۱۷۲)

(۱۶۸۔۱۶۹) اب اللہ تعالیٰ کھیتی اور جانوروں کے حلال ہونے کو بیان فرماتے ہیں، اے مکہ والو کھیتی اور ان جانوروں کو کھاؤ، جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے کسی قسم کی کوئی حرمت نہیں بیان کی گئی ہے اور کھیتی اور حلال جانوروں کے اپنے اوپر حرام کرنے میں شیطان کی ملمع کاری اور اس کے وسوسوں اور خیالات کا کی پیروی نہ کرو، اس کی دشمنی واضح اور ظاہر ہے، شیطان برے کام اور گناہوں اور ایسے امور میں جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے۔

(۱۷۰) اور جس وقت مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھیتی اور جن جانوروں کا حلال ہونا بیان کردیا ہے، ان چیزوں میں اس کے حکم کی فیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو جن چیزوں کی حرمت پر دیکھا ہے ہم اسی پر قائم رہیں گے اور کیا ان کے باپ دادا ایسے نہیں تھے اور یقیناً ان کے باپ دادا ایسے ہی تھے کہ ان کو دین اور کسی بھی نبی کی سنت کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ پھر تم کیسے ان آباء کی اتباع کرتے ہو۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ان کے آبا کو نہ امور دنیا کی عقل تھی اور نہ وہ کسی نبی کی سنت پر عمل کرنے والے تھے تو پھر یہ لوگ اپنے آباء کی کس بنیاد پر اتباع کرتے ہیں اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ان کے آبا نہ دین سے واقف ہیں اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا ہیں، پھر یہ لوگ کس بنیاد پر ان کی بات مانتے ہیں۔

شان نزول: وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی اور اس کی ترغیب دلائی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ تو رافع بن حرملہ اور مالک بن عوف بولے، اے محمد ﷺ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (یعنی آپ کی بات نہیں مانیں گے) کیوں کہ وہ ہم سے زیادہ عالم اور اچھے تھے اس پر یہ آیت اتری کہ جب ان سے کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی باتوں پر ایمان لاؤ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(١٧١) پھر حضور اکرم ﷺ کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال بیان فرماتے ہیں کہ ان کافروں کی مثال ان اونٹ اور بکریوں جیسی ہے جن کو کوئی پکار رہا ہے یعنی ان کو چرانے والا ایسی آواز کے ساتھ پکار رہا ہے جس کو نہ جانور سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں یعنی چرانے والا جس وقت ان سے کہتا ہے کھاؤ یا پیو تو یہ کچھ نہیں سمجھتے، ایسے ہی یہ کافر حق بات کے سننے سے بہرے اور اس کے کلام کرنے سے گونگے اور حق بات کے دیکھنے سے اندھے یعنی یہ حق بات اور ہدایت کے قبول کرنے سے آپس میں بالکل اندھے بہرے اور گونگے ہیں جیسا کہ اونٹ اور بکریاں چرانے والے کی بات کو نہیں سمجھتیں اسی طرح یہ کافر اللہ کے حکم اور رسول اکرم ﷺ کے پروگرام کو بالکل نہیں سمجھتے۔

(١٧٢) اب اللہ تعالیٰ پھر مزید کھیتی اور جانوروں کے حلال ہونے کو بیان فرماتے ہیں یعنی کھیتی اور حلال جانوروں میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے کھاؤ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم لوگ اسی ہی کی عبادت کرتے ہو۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اگر تم ان چیزوں کی حرمت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرح سمجھتے ہو تو پھر ان چیزوں کو مت حرام جانو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ان کو حلال سمجھنے میں ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾

اُس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سوّر کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کردیا ہے۔ ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اُس پر کچھ گناہ نہیں، بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے (١٧٣) جو لوگ (خدا) کی کتاب سے اُن (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اُس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے اور اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کریگا اور نہ اُنکو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور اُن کیلئے دُکھ دینے والا عذاب ہے (١٧٤)۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ (آتشِ) جہنم کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں! (۱۷۵)۔ یہ اس لیے کہ خدا نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے اِس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آ کر نیکی سے) دُور (ہو گئے) ہیں (۱۷۶)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۷۳) تا (۱۷۶)

(۱۷۳) اب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بیان فرماتے ہیں جن کا حرام ہونا اس نے بیان فرما دیا ہے یعنی مردار اور خون اور وہ جانور جو ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ بتوں کے نام پر ذبح کیے جائیں۔

سو جو شخص مُردار کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے اور وہ نہ تو حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا ہو اور نہ اس کے گوشت کو حلال سمجھنے والا ہو اور نہ ہی ڈاکو ہو اور نہ بغیر کسی سخت ضرورت کے مردار کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو جمع نہ کرے یعنی اس کی ضرورت کے وقت (جب کہ جان جانے کا خطرہ ہو) مردار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں، باقی اس کی ذخیرہ اندوزی نہ کرے، مرنے کے ڈر کی بنا پر جب کہ اسے مردار کھانے کی مجبوراً اجازت دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(۱۷۴۔۱۷۵) یہ اہل کتاب حضور اکرم ﷺ کی توصیف و تعریف لوگوں سے چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی کتاب میں بیان کی ہے اور اس چھپانے پر معمولی سا معاوضہ لیتے ہیں یہ آیت کعب بن اشرف، حیی بن اخطب اور جدی بن اخطب کے بارے میں اتری ہے۔ حرام کے علاوہ ان لوگوں کے شکموں میں اور کوئی چیز نہیں جاتی۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ آگ کے علاوہ ان کے پیٹوں میں قیامت کے دن اور کوئی چیز نہیں جائے گی اور نہ یہ گناہوں سے پاک ہوں گے اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی تعریف کی جائے گی اور ان کو ایسا دردناک عذاب ملے گا کہ اس کی سختی ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی ان لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر اور اسلام کے بدلے یہودیت کو خرید لیا ہے۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جن چیزوں سے جنت ملتی ہے ان کی بجائے انھوں نے ایسی چیزوں پر عمل کیا ہے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہیں، یہ لوگ دوزخ کے لیے کس قدر دلیر ہیں اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ دوزخ کمانے پر ان لوگوں کو اس قدر کس چیز نے دلیر و بہادر بنا دیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کس بنا پر یہ لوگ اہلِ جہنم کا کام کرتے ہیں۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ (الخ) اور وہ آیت جو کہ سورۂ آل عمران میں ہے، اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ یہ دونوں آیات یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

اور ثعلبیؒ نے بواسطہ کلبیؒ، ابوصالحؒ، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں

کے علما اوران کے رؤسا کے متعلق نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنے غریبوں سے ہدیہ اور تحفے لیا کرتے تھے اوراس بات کی امید رکھتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ان ہی میں سے نازل ہوں گے، جب رسول اکرم ﷺ ان کے علاوہ دوسروں میں تشریف لے آئے تو انھیں اپنی ریاست کے زوال اور اپنے تحائف کے ختم ہوجانے کا ڈر ہوا تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ کے اوصاف میں (جو کہ توریت میں بیان کیے گئے تھے) تبدیلی کردی اور پھر وہ تبدیل شدہ اوصاف اپنی قوم کے سامنے بیان کرنے لگے اور بولے کہ وہ نبی جو اخیر زمانہ میں مبعوث ہوں گے، ان کی یہ صفت ہے یہ اوصاف ان نبی کریم میں نہیں پائے جاتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الخ نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷۶) یہ عذاب اس وجہ سے ہے کہ جبریل ؑ اس کے ذریعے سے قرآن کریم اور توریت کو حق اور باطل کو بیان کرنے کے لیے اتارا گیا، انھوں نے اس کا انکار کردیا۔

اور رسول اکرم ﷺ کے جو اوصاف اور صفات توریت میں آئے تھے، اس کے اندر انہوں نے اختلاف کیا اور ان کو چھپایا یہ حق اور ہدایت سے بہت ہی دور جا پڑے ہوئے ہیں۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں (۱۷۷)۔

تفسیر سورۃ بقرۃ آیت (۱۷۷)

(۱۷۷) نیکیاں اور ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ تم نماز میں بیت اللہ کی طرف منہ کرلو، ایمان تو اقرار اور تصدیق کا نام ہے اور نیکوکار وہ مومن ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور مرنے کے بعد کی زندگی پر اور تمام فرشتوں اور تمام کتابوں اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے۔ اور ایمان لانے کے بعد جو چیزیں ضروری ہوتی ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتے ہیں۔

کہ ایمان لانے کے بعد اصل نیکی یہ ہے کہ مال کی کمی اور خواہش کے باوجود اللہ تعالیٰ کی محبت میں رشتہ داروں اور مومن یتیموں اور ان مساکین کو جو مانگتے نہیں، اور ایسے مسافر کو جو کہ بطور مہمان کے آیا ہو اور سوال کرنے والوں کو اور مجاہدین کو اور غلاموں کی آزادی میں اپنا مال دے اور ان واجبات واحکام کے بعد جو احکام شرعیہ لوگوں پر

لازم ہوتے ہیں، اب اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں۔

کہ واجبات کے بعد نیکی پانچ وقت کی نمازوں کا قائم کرنا، زکوٰۃ اور صدقات کا دینا ہے اور ان وعدوں کا جو کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان ہیں اور اسی طرح ان وعدوں کا جو کہ انسانوں نے آپس میں کر رکھے ہیں پورا کرنا ہے اور جو حضرات مصیبتوں، پریشانیوں اور سختیوں کے وقت بیماریوں اور طرح طرح کی تکالیف اور بھوک کی شدت اور عین لڑائی کے موقع پر ثابت قدم رہتے ہیں، ان ہی حضرات نے وعدہ پورا کیا ہے اور یہ وعدہ خلافی سے بچے ہوئے ہیں۔

شان نزول: لَیْسَ الْبِرَّ (الخ)

عبدالرزاقؒ بواسطہ معمرؒ، قتادہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود مغرب کی طرف منہ کر کے اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ بس نیکی اسی چیز کا نام نہیں کہ مغرب یا مشرق کی طرف اپنا منہ پھیر لو۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہؒ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے روایت کی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا کیا اس پر یہ آیت کریمہ لَیْسَ الْبِرَّ (الخ) نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بلا کر اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور یہ واقعہ احکام فرائض نازل ہونے سے پہلے کا ہے کہ جب انسان صرف اس بات کی گواہی دے دیتا، کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دے دیتا کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو ایسے شخص کی بخشش کی امید ہو جاتی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَیْسَ الْبِرَّ (الخ) نازل فرمائی اور یہودیوں کا نماز میں قبلہ مغرب جبکہ نصاریٰ کا مشرق تھا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ اۨلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر قاتل کو اُس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کردیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبۂ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کیساتھ ادا کرنا چاہیے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربانی ہے جو اس کے بعد زیادتی کرے تو اُس کے لئے دُکھ کا عذاب ہے (۱۷۸) اور اے اہلِ عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل وخونریزی سے) بچو (۱۷۹)۔ تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کر جائے (خدا سے) ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے (۱۸۰)۔ جو شخص وصیت کو سننے کے بعد بدل ڈالے تو اُس (کے بدلنے) کا گناہ اُن لوگوں پر ہے جو اُس کو بدلیں اور بے شک خدا سنتا اور جانتا ہے (۱۸۱)۔ اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرف داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو وہ اگر (وصیت کو بدل کر) وارثوں میں صلح کرادے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے (۱۸۲)۔ مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو (۱۸۳)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۷۸) تا (۱۸۴)

(۱۷۸) دانستہ کسی کو قتل کر دینے میں تم پر قصاص لازم ٹھہرایا گیا ہے یہ آیت کریمہ عرب کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ والی آیت سے منسوخ ہے اور جو اپنے مقتول بھائی کے حق قتل کو چھوڑ دے یعنی خون معاف کردے اور دیت لینے پر رضامند ہو جائے تو دیت کا مطالبہ کرنے والے کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر دیت پوری ہے تو نیکی اور بھلائی کے ساتھ تین سال میں اس سے دیت کا مطالبہ کرے اور اگر دیت آدھی ہے تو دو سال میں اور اگر دیت صرف ایک تہائی ہے تو ایک سال میں مطالبہ کرے اور قاتل کو اس چیز کا حکم ہے کہ وہ ورثاء مقتول کو ان کا حق ادا کردے کہ جس میں انہیں کسی قسم کا مطالبہ نہ کرنا پڑے اور نہ ہی پریشانی اٹھانی پڑے۔

اور یہ قاتل کے قتل کر دینے کی معافی اور اس کے حکم میں کمی ہے اور جو دیت لینے کے بعد زیادتی کرے یعنی

دیت بھی لے لے اور اسے بدلہ اور قصاص میں مار یعنی قتل بھی کر دے تو پھر ایسے آدمی کو قتل کر دیا جائے گا اور اسے معاف نہیں کیا جائے گا اور نہ اس سے دیت لی جائے گی۔

شانِ نزول: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں دو قبیلوں میں معمولی سی بات پر آپس میں لڑائی ہوئی جس میں لوگ قتل اور زخمی بھی ہوئے۔ حتیٰ کہ غلام اور عورتیں تک قتل ہو گئیں تو بعض نے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ سب مشرف با اسلام ہو گئے تو ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے اپنے مقتول رشتہ داروں اور مال کا تقاضہ کرتا تھا۔

چنانچہ دونوں قبیلوں نے قسمیں کھائیں، پھر اس چیز پر رضامند ہوئے کہ ہمارے غلام کے بدلے ان کا آزاد اور ہماری عورت کے بدلے ان کا مرد قتل کیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آزاد، آزاد کے بدلے اور غلام، غلام کے عوض اور عورت، عورت کے بدلے قتل کی جائے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۷۹) اور اہلِ عقل کے لیے اس قانون میں نفس انسانی کی بقاء اور عبرت ہے تاکہ تم قصاص کے ڈر سے ایک دوسرے کو قتل کر دینے سے بچتے رہو۔

(۱۸۰۔۱۸۱) مرتے وقت اگر تم مال چھوڑ دو تو رشتہ داروں اور والدین کے لیے زیادہ اللہ تعالیٰ نے تم پر وصیت کو فرض کیا ہے، یہ آیت بھی آیت میراث کے ساتھ منسوخ ہے اور جو شخص میت کی وصیت میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیلی کرنے والوں پر ہے اور وصیت کرنے والا اس گناہ سے بری ہے، اللہ تعالیٰ مرنے والے کی وصیت اور اس کی گفتگو کو سننے والا اور اگر کوئی ظلم کرے یا انصاف سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے۔

اور ایک یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وصیت کرنے والے کے فعل سے باخبر ہے چنانچہ ورثا عذاب کے ڈر سے جس طرح وصیت ہوتی تھی اسی طریقہ سے اسے نافذ کرتے تھے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی۔

(۱۸۲) اور جس شخص مرنے والے کی طرف سے وصیت میں کسی طرف مائل ہونے اور غلطی کا علم اور یا وہ جان بوجھ کر کسی جانب مائل ہو پھر وہ شخص وارثوں اور اس شخص کے درمیان جس کے حق میں وصیت کی گئی ہو (جس کے لیے وصیت) صلح کرا دے۔ تو اس تبدیلی میں اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور اگر میت زیادتی اور غلطی کرے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور وصیت کرنے والے کے فعل پر مہربان ہے۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ وصی کی مغفرت فرمانے والا ہے اور جس وقت وہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرے یا عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرے تو

اللہ تعالیٰ مہربانی کرنے والا ہے۔

(۱۸۳) تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے یعنی عشاء کی نماز کے بعد سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہو یا عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے جیسا کہ اہل کتاب پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم عشاء کی نماز کے بعد کھانے پینے اور جماع سے بچے رہو یا یہ کہ عشاء کے بعد سونے سے بچو اور یہ آیت اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اور آیت كُلُوْا وَاشْرَبُوْا سے منسوخ ہے، تیس دن تک رمضان المبارک میں روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۸۴)۔ (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو (حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔ اور یہ (آسانی کا حکم) اس لیے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اُس کو بزرگی سے یاد کرو اور اُس کا شکر کرو (۱۸۵) اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں (۱۸۶)

تفسیر سورة بقرة آيات (١٨٤) تا (١٨٦)

(۱۸۴) تیس دن تک روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے اور جو شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھ سکے تو دوسرے دنوں میں جتنے اس نے رمضان المبارک میں روزے نہیں رکھے ہیں اتنے ہی روزے رکھ لے اور جو حضرات روزے کی طاقت رکھتے ہیں تو ہر روزہ کے بدلہ میں جس کو اس نے رمضان میں کھولا ہے نصف صاع گیہوں (گندم) کا ایک مسکین کو دے دے مگر یہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے

منسوخ ہے اور عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ جو حضرات فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں مگر روزہ نہیں رکھ سکتے۔ یعنی بہت ہی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ہر ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں یعنی رمضان المبارک میں جو بھی روزہ کھولا ہے اس کے عوض ایک مسکین کو آدھا صاع گندم دے دیں اور جو اس مقدار مقررہ سے زیادہ دے دے تو یہ اس کے لیے ثواب کے زیادہ ہونے کا باعث ہے اور فدیہ سے روزہ بہتر ہے جب کہ تم اس چیز کو بخوبی جانتے ہو۔

شانِ نزول: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ (الخ)

طبقات میں ابن سعدؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ قیس بن سائب کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ روزہ کھول دو اور ہر ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دو۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۵) رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہے جس میں حضرت جبرائیل امین ؑ کے واسطہ سے سارا قرآن کریم ایک ہی دفعہ آسمان دنیا پر اتارا گیا پھر انھوں نے اس کا فرشتوں پر املا کرایا وراس کے بعد رسول اکرم ﷺ پر دن بدن ایک یا دو اور تین آیات اور کبھی پوری سورت نازل ہوتی رہی، اور قرآن کریم لوگوں کے سامنے گمراہی کے راستے بیان کرنے والا اور دین معاملات کو واضح طور پر روشن کرنے والا ہے اور اسی طریقہ پر قرآن میں حلال وحرام اور جملہ احکام وحدود اور شبہات کا ازالہ ہے۔

اور جو مقیم ہو وہ روزے رکھے اور جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو دوسرے دنوں میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرے، اللہ تعالیٰ سفر کی حالت میں روزے کھول دینے کی اجازت دیتا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے (کہ تکلیف کی حالت میں) حالت سفر میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے روزوں کا کھولنا پسند کیا ہے اور حالت سفر میں روزہ کی وجہ سے تمہارے لیے تنگی اور مشکل کا ارادہ نہیں فرمایا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ سفر میں جب سختی ہو تو تمہارے لیے روزہ کو پسند نہیں کیا ہے، تاکہ جتنے روزے تم نے سفر میں نہیں رکھے ہیں، اقامت کی حالت میں ان کو پورا کر لو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو جیسا کہ اس نے اپنے دین کی تمھیں ہدایت عطا فرمائی اور تمہیں اپنی خاص سہولتوں سے نوازا تاکہ تم اس ذات کی ان خصوصی رعایتوں پر شکر بجالاؤ۔

(۱۸۶) اور جب آپ سے اہل کتاب میرے متعلق دریافت کریں کہ میں قریب ہوں یا دور تو اے محمد ﷺ آپ انھیں بتا دیجیے کہ میں دعا کے قبول کرنے میں بہت ہی قریب ہوں، لہٰذا میرے رسول کی اطاعت کرو اور دعوت سے قبل میرے رسول پر ایمان لاؤ تاکہ تمہیں ہدایت نصیب ہو اور پھر تمہاری دعا بھی (جلد) قبول کی جائے۔

شانِ نزول: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ ابن مردویہؒ اور ابوالشیخؒ وغیرہ نے بذریعہ جریرؒ بن عبدالحمیدؒ، عبدۃ السجستانیؒ، حلت بن حکیمؒ، حکیم بن معاویہؒ، معاویۃ بن حیدہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک عربی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ اسے پکاریں آپ اس پر خاموش رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو بالکل فرما دیجیے کہ میں بالکل قریب ہوں۔ اور عبدالرزاق نے حسن سے روایت کیا ہے کہ صحابہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری، یہ حدیث مرسل ہے اور دیگر طریقوں سے بھی مروی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، دعا میں عاجز نہ ہوؤ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ہمارا پروردگار دعا سنتا ہے اور اس کی کیا صورت ہے، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

ابن جریرؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت کیا ہے کہ انھیں اس بات کا پتہ چلا کہ جس وقت یہ آیت مقدسہ کہ تمہارے پروردگار فرماتے ہیں کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں نازل ہوئی تو صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یہ انھیں معلوم نہیں کہ وہ کس وقت دعا مانگیں تو اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُنکی پوشاک ہو۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم (اُنکے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمائی۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) اُن سے مباشرت کرو اور خدا نے جو چیز تمہارے لیے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اُسکو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے پھر روزہ (رکھ کر) رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو اُن سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں اُن کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں (۱۸۷) اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اُس کو (رشوۃً) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ

ناجائز طور پر کھا جاؤ اور (اسے) تم جانتے بھی ہو (۱۸۸)

تفسیر سورة بقرة آیات (۱۸۷) تا (۱۸۸)

(۱۸۷) رات کو رمضان المبارک میں تمہارے لیے عورتوں سے جماع کرنا حلال کیا گیا ہے وہ عورتیں تمہارے لیے سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لیے سکون کا باعث ہو عشاء کے بعد ہمبستری کرنے میں جو خیانت پیش آ جائے اللہ تعالیٰ اس کو تم سے درگزر کرنے والا ہے اور اس پر تمہاری کسی قسم کی کوئی پکڑ نہیں جس وقت تمہارے لیے صحبت کرنا حلال کیا گیا ہے تم ان سے صحبت کرو اور نیک اولاد کے بارے جو چیز اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اسے تلاش کرو یہ آیت کریمہ حضرت عمر فاروق ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور رات سے لے کر صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہونے تک کھاؤ پیو اور پھر رات تک روزہ کو پورا کرو یہ آیت کریمہ حرملہ مالک بن عدی کے بارے میں اتری ہے۔

دن یا رات میں اعتکاف کی حالت میں ان سے ہم بستری نہ کرو، یہ ہم بستری اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، لہٰذا اعتکاف ختم ہونے تک دن یا رات میں عورتوں سے ہم بستری نہ کرو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو بیان فرمایا ہے اسی طرح وہ اپنے دیگر احکام کو بیان فرماتا رہتا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہیں۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت حضرت علیؓ بن ابی طالب اور عمار بن یاسر ؓ وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں تھے، جب ان کو حاجت پیش آتی تو اپنی عورتوں کے پاس آتے اور ان سے صحبت کرتے اور پھر غسل کے بعد مسجد چلے جاتے اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو منع کر دیا۔

شان نزول: أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (الخ)

امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور امام حاکمؒ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کے واسطہ سے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رات کو سونے سے پہلے کھا پی لیتے تھے اور بیویوں کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور جب سو جاتے تو پھر ان تمام چیزوں سے رک جایا کرتے تھے۔

انصار میں سے قیس بن صرمہ نامی ایک شخص نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا اور اس نے کچھ کھایا پیا نہیں مگر صبح کے وقت اس کی حالت بہت ہی خراب ہو رہی تھی اور حضرت عمر فاروق ؓ سونے کے بعد عورتوں کے پاس بھی چلے جایا کرتے تھے چنانچہ وہ شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (الخ) کے نام نازل فرمائی یعنی صبح صادق تک تمام کام کر سکتے ہو پھر صبح صادق سے شام تک روزہ پورا کرو۔ یہ حدیث ابن ابی لیلیٰ سے مشہور ہے مگر انھوں نے معاذ بن جبل ؓ سے یہ حدیث نہیں

تھی۔ اور اس حدیث کی تقویت کے لیے دوسرے شواہد موجود ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے جب کوئی شخص روزہ کی حالت میں افطار کے وقت سو جایا کرتا تھا تو پھر وہ رات کو اور اگلے دن شام تک کوئی چیز نہیں کھاتا تھا۔

اور قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھے، افطار کے وقت وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ کھانے کو کچھ موجود ہے، اس نے بتایا کچھ نہیں۔ مگر میں جا کر تلاش کرتی ہوں اور قیس بن صرمہ سارا دن محنت کرتے تھے انھیں نیند آئی وہ سو گئے ان کی بیوی کچھ تلاش کر کے لائیں جب انھیں سوتا ہوا دیکھا تو کہنے لگیں افسوس تجھ پر۔ اگلے دن آدھا دن ہوا تو ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اس کا رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے صحابہ کرام بہت خوش ہوئے، نیز یہ آیت بھی نازل ہوئی وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى (الخ) یعنی صبح صادق تک کھاؤ اور پیو۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ جب روزوں کی فرضیت ہوئی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل رمضان میں رات کو اپنی بیویوں کے پاس نہیں جایا کرتے تھے مگر کچھ حضرات ایسا کر لیا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو صاف کر دیا۔''

اور امام احمدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عبداللہ بن کعبؓ کے ذریعہ سے کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ شروع میں لوگوں میں سے جب کوئی روزہ رکھتا تھا اور پھر شام کو وہ سو جایا کرتا تھا تو اس پر کھانا پینا اور عورتیں، سب چیزیں حرام ہو جایا کرتی تھیں جب تک کہ اگلے دن روزہ نہ افطار کر لے۔ چنانچہ ایک دن رات کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بات چیت کرنے کے بعد اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہی وہ بولیں کہ وہ تو سو چکی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو ابھی تک نہیں سویا غرض کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے صحبت کر لی اور حضرت کعب کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا، صبح ہوتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ کو پورا واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فرمان الٰہی مِنَ الْفَجْرِ یعنی صبح صادق تک، امام بخاریؒ نے سہل بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے اور مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل نہیں ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو اپنے پیر میں کالا اور سفید ڈورا باندھ لیتا، اور پھر جب تک یہ دونوں ڈورے صاف نظر آنے لگتے برابر کھاتا پیتا رہتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ

نازل فرمایا، اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے کہ اس سے دن، رات ہے۔

فرمان الٰہی وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ (الخ) ابن جریرؒ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اعتکاف کی حالت میں اگر کوئی چاہتا تو مسجد سے نکلتا تھا اور پھر اپنی بیوی سے صحبت کر کے واپس چلا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری یعنی جب مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں موجود ہو اس حالت میں اپنی عورتوں سے ہم بستری نہ کرو۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۸) یہ آیت کریمہ عبدان بن اشرعؒ اور امری القیسؒ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ظلم، چوری، غصب اور جھوٹی قسم وغیرہ سے کسی کا مال نہ کھاؤ اور حاکموں کے پاس بھی اس چیز کو نہ لے جاؤ تاکہ ایک جماعت جھوٹی قسموں سے دوسرے کا مال کھالے تو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد امرأ القیس اپنے مال پر قائم رہا۔

شان نزول: وَلَا تَأْكُلُوْآ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کی ہے کہ امراء القیسؒ بن حابسؒ اور عبدان بن اشرع حضرمیؒ ان دونوں میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا ہوا تو امرأ القیسؒ نے قسم اٹھانے کا ارادہ کیا، اس پر یہ آیت کریمہ اتری کہ ناحق طریقہ پر ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾

(اے محمد ﷺ) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے) کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی میعادیں) اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور نیکی اس بات میں نہیں کہ (احرام کی حالت میں) گھروں میں ان کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکوکار وہ ہے جو پرہیزگار ہو اور گھروں میں اُنکے دروازوں سے آیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ نجات پاؤ (۱۸۹)۔ اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں اُن سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۹۰)۔ اور اُن کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور جہاں سے اُنہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے) وہاں سے تم بھی اُن کو نکال دو۔ اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد قتل و خونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے (۱۹۱) اور اگر وہ باز آجائیں تو خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے (۱۹۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۸۹) تا (۱۹۲)

(۱۸۹) چاند میں کمی اور زیادتی کس وجہ سے ہوتی ہے، اس کے متعلق لوگ پوچھتے ہیں تو اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ یہ لوگوں کے لیے علامتیں ہیں تا کہ ان کے حساب سے اپنے قرضوں کو ادا کریں اور اپنی عورتوں کی عدت کا حساب رکھیں اور روزے رکھنے اور کھولنے کا حساب لگائیں اور حج کا وقت معلوم کریں یہ آیت کریمہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے متعلق نازل ہوئی۔ جس وقت انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا تھا۔

احرام کی حالت میں مکانوں کے اندر پیچھے کی طرف سے آنے میں کوئی تقوی اور نیکی نہیں، احرام میں نیکی تو شکار اور دیگر ممنوع چیزوں سے بچنا ہے۔ اپنے گھروں میں ان ہی دروازوں سے آؤ جن سے تم ہمیشہ نکلتے اور داخل ہوتے رہتے ہو اور احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پا سکو۔ ہو یہ آیت کریمہ کنانہ اور خزاعہ میں سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے، پچھلی طرف سے یا ان کی چھتوں پر سے داخل ہوتے تھے۔

شان نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے چاند کے بارے میں معلوم کیا اس پر یہ آیت اتری اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے چاند کو کیوں پیدا کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

ابونعیمؒ اور ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں سدی صغیرؒ، کلبیؒ، ابوصالحؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبلؓ اور ثعلبہ بن غنمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ شروع میں چاند باریک دکھائی دیتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ مکمل ہو جاتا ہے اور رکتا ہے اور گھومتا ہے۔ اور پھر کم اور باریک ہوتا رہتا ہے، حتی کہ پھر پہلی حالت پر آجاتا ہے، اور ایک حالت پر باقی نہیں رہتا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ سے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

فرمان الٰہی: وَلَيْسَ الْبِرُّ (الخ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براءؓ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ احرام باندھتے تو اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے داخل ہوتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اس میں کوئی بڑائی اور فضیلت نہیں کہ اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے داخل ہو جاؤ۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت جابرؓ سے یہ روایت کی ہے کہ قریش حمس کے ساتھ پکارے

جاتے تھے اور وہ احرام کی حالت میں دروازوں سے اندر جاتے تھے اور انصار اور تمام عرب حالت احرام میں دروازہ سے نہیں جاتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف رکھتے تھے، اچانک آپ ﷺ اس باغ کے دروازے سے نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ قطبۃ بن عامر انصاریؓ بھی نکلے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قطبۃ بن عامر ایک تاجر آدمی ہے اور یہ آپؐ کے ساتھ باغ کے دروازہ سے نکلا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو نے ویسا کام کیوں کیا جو میں نے کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ ﷺ کو جو کرتے دیکھا وہی کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تو احمس شخص ہوں اس نے عرض کیا کہ میرا دین وہی ہے جو آپ ﷺ کا دین ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرُّ (الخ) اتاری۔ اور ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

اور ابوداؤد طیالسیؒ نے اپنی مسند میں براءؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار جب سفر سے واپس ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے گھر کے دروازہ سے داخل نہ ہوتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری اور عبد بن حمید نے قیس بن جبشہؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگ جب احرام باندھتے تو اپنے گھر میں دروازہ کی طرف سے داخل نہ ہوتے تھے اور حمس والے ایسا نہیں کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں گئے ہوئے تھے اور پھر اس باغ کے دروازہ سے باہر نکلے تو آپ کے ساتھ ایک آدمی ہو گیا جس کو رفاعہ بن تابوت کہا جاتا تھا اور وہ قبیلہ حمس میں سے نہیں تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ رفاعہ منافق ہو گیا، آپ نے رفاعہ سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کی اتباع کی، آپ نے فرمایا کہ میں تو قبیلہ حمس میں سے ہوں تو ہم سب کا دین تو ایک ہی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَيْسَ الْبِرُّ (الخ).

واحدیؒ نے کلبیؒ اور ابوصالحؒ کے حوالہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ میں جانے سے روک دیا گیا تھا پھر آپؐ نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کر لی کہ اگلے سال آکر عمرہ قضا کر لیں گے۔ جب آئندہ سال ہوا تو آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ کرام ؓ نے عمرہ قضا کی تیاری کی اور اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں کفار وعدہ خلافی نہ کریں اور پھر مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیں اور جنگ کریں اور صحابہ کرامؓ کو حج کے مہینوں میں قتال پسند نہیں تھا۔ (یعنی دینِ اسلام میں اس کی اجازت نہ تھی) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ذی قعدہ کے مہینے میں عمرے کا احرام باندھ کر اور قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب مقام حدیبیہ پر پہنچے تو مشرکین نے آپ کو آگے جانے سے روک لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کر لی کہ اس سال ہم واپس چلے جاتے ہیں اور اگلے سال عمرہ قضا

کرلیں گے، جب آئندہ سال ہوا تو ذی قعدہ کے مہینے میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷡ عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور تین راتوں تک وہاں ٹھہرے اور مشرکین کو اس بات پر فخر تھا کہ انھوں نے حضور ﷺ کو واپس کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ سارا واقعہ بیان کیا اور حضور اکرم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں اسی مہینے کے اندر داخل فرما دیا جس مہینے میں کفار نے آپ کو واپس کیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ (الخ) یعنی حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض و معاوضہ کی چیزیں ہیں۔

(۱۹۰) جب کوئی تم سے قتال کی پہل کرے تو تم جواباً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مسجد حرام میں قتال کر سکتے ہو باقی خود سے پہل مت کرو کیوں کہ حالتِ احرام اور حرم میں قتال کی پہل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

(۱۹۱۔۱۹۲) اور اگر مشرکین قتال کی پہل کریں سو وہ جس مقام پر بھی ہوں ان کو قتل کر دو اور مکہ مکرمہ سے ان کو نکال دو جس طرح کہ انھوں نے تمہیں نکالا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور بتوں کی پوجا کرنا، یہ تمام چیزیں حرم میں لڑائی کرنے سے زیادہ بدتر ہیں۔

اور حرم میں جب تک کہ کفار لڑائی کی پہل نہ کریں تم ان سے لڑائی نہ کرو اور اگر یہ پہل کریں تو تم بھی ایسا ہی کر سکتے ہو۔ قتل ہی ان کی سزا ہے لیکن اگر یہ کفر و شرک سے رُک جائیں (یعنی ایمان اختیار کر کے مسلمان جماعت میں داخل ہو جائیں) اور توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمانے والا اور جو توبہ کی حالت پر انتقال کر جائے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

اور اُن سے اُس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (مُلک میں) خدا ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آ جائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیے) (۱۹۳)۔ ادب کا مہینہ ادب کے مہینے کے مقابل ہے اور ادب کی چیزیں ایک دوسرے کا بدلہ ہیں۔ پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اُس پر کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا ڈرنے والوں کے ساتھ ہے (۱۹۴) اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو۔ بے شک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۹۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۹۳) تا (۱۹۵)

(۱۹۳) اور جب ان کی طرف سے قتل کی پہل ہو تو پھر حرم میں ان کے ساتھ اس قدر قتال کرو کہ حرم کے اندر شرک کا

نام ونشان مٹ جائے اور اسلام اور اظہار بندگی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جائے۔
اور اگر یہ کفار حرم میں لڑائی کرنے سے باز آجائیں تو پھر قتل کرنے کی کوئی اجازت نہیں مگر صرف وہ لوگ جو خود سے لڑائی کی پہل کریں۔

(۱۹۴) وہ مہینہ جس میں آپ ﷺ عمرہ کی قضا کے لیے تشریف لے جارہے ہیں وہ اس مہینے کا بدل ہے جس میں کفار نے آپ کو عمرہ کرنے سے منع کر دیا تھا اور اگر یہ کفار حدود حرم میں آپ لڑائی کی پہل کریں تو آپ بھی اسی قدر ان کے ساتھ لڑائی کریں اور قتل وغارت میں پہل کرنے سے اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

(۱۹۵) عمرہ قضا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے اپنا ہاتھ نہ روکو تا کہ تم ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں مت مبتلا کرو اور ایک یہ تفسیر کی گئی ہے کہ نیک کاموں سے مت رکو کہ کہیں تم ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ یعنی رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہو کر پھر ہلاکت میں گرفتار ہو جاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھو اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ راہِ خدا میں خوب اچھی طرح خرچ کرو اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں، وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیات ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو حدیبیہ سے اگلے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں عمرہ قضا کرنے کے لیے تشریف لے جارہے تھے۔

شانِ نزول: وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ نفقہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے صحت کے ساتھ اور نیز امام حاکم اور ابن حبانؒ نے ابوایوبؓ سے روایت نقل کی ہے انھوں نے فرمایا اے گروہ انصار یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمادی اور اس کے مددگار زیادہ ہو گئے۔ تو ہم میں سے بعض نے بعض سے خفیہ طور پر یہ کہا کہ ہمارے مال یوں ہی ضائع ہو رہے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے دی ہے لہٰذا اگر اب ہم اپنے مال کا خیال کریں اور ضائع ہونے سے ان کی حفاظت کریں تو بہتر ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری باتوں کی تردید میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال بھی خرچ کرو اور اپنے آپ کو تباہی میں نہ ڈالو تو مال کی ہلاکت کی نگرانی اور اس کی حفاظت جہاد کو چھوڑنا ہے۔ طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ ابوجبیرہ بن ضحاکؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار صدقہ وخیرات کرتے تھے اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دیتے غرباء کو مال بھی دیتے تھے ایک مرتبہ ان پر کچھ تنگی آگئی تو وہ اس کام سے رک گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاردی کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نیز امام طبرانیؒ ہی نے صحیح سند کے ساتھ نعمان بن

بشیرؒ سے روایت کیا ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ خدا اسے معاف نہیں فرمائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس حدیث کے لیے ایک اور گواہ بھی موجود ہے، جس کو امام حاکمؒ نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَھْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ڼ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾

اور خدا کی خشنودی کے لئے حج اور عُمرے کو پورا کرو۔ اور اگر (راستے میں) روک لئے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کردو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈواؤ۔ اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اُس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو (اگر وہ سر منڈا لے تو) اُس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قُربانی کرے۔ پھر جب (تکلیف دُور ہو کر) تم مطمئن ہو جاؤ۔ تو جو تم میں حج کے وقت تک عُمرے سے فائدہ اُٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے۔ اور جس کو قربانی نہ ملے وہ تین روزے ایامِ حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکے میں نہ رہتے ہوں اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے (۱۹۶) حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورت سے اختلاط کرے نہ کوئی بُرا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور جو نیک کام تم کرو گے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا۔ اور زادِ راہ (یعنی رستے کا خرچ) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیز گاری ہے۔ اور اے اہلِ عقل مجھ سے ڈرتے رہو (۱۹۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۹۶) تا (۱۹۷)

(۱۹۶) تم حج یا عمرہ سے کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے روک دیے جاؤ تو بکری، گائے یا اونٹ میں سے، جس قربانی میں تمہارے لیے آسانی ہو احرام کے چھوڑنے پر واجب ہے اور اس رکنے کے عرصہ میں اپنے سروں کو نہ منڈواؤ جب تک کہ جو قربانی روانہ کی ہے وہ اپنے ذبح ہونے کے مقام پر نہ چلی جائے اور جو اس رکنے کی مدت میں اتنے زمانہ تک نہ ٹھہر سکتا ہو تو وہ قربانی کا جانور کی جگہ پر روانہ کرنے سے پہلے ہی اپنے گھر چلا جائے اور جس کے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہوگئی ہوں وہ اپنے سر کو منڈوائے۔ یہ آیت کریمہ حضرت کعب بن عجرہ ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے ان کے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہوگئی تھیں، اس لیے انھوں نے حرم ہی میں اپنا سر منڈا دیا تھا اور اس سر منڈانے کا فدیہ تین روزے یا اہل مکہ میں سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لیے روانہ کرنا ہے اور جب

دشمن اور بیماری سے نجات مل جائے تو اس سال اللّٰہ تعالیٰ نے جو تمہارے ذمہ حج اور عمرہ فرض کیا تھا اگلے سال اس کو قضا کرلو۔

اور جو شخص عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر حج کا احرام باندھے تو اس پر حج تمتع اور قران (حج اور عمرے کا اکٹھا کرنا) کی قربانی واجب ہے اور قربانی عام ہے خواہ بکری ہو یا گائے اور اونٹ میں سے حصہ کردے اور جو شخص ان تینوں قسم کی قربانیوں میں سے کوئی سی بھی قربانی ادا نہ کرسکے تو وہ حج کے عشرہ میں تین روزے متواتر اس ترتیب سے رکھے کہ اخیر روزہ عرفہ کے دن ہو، اور سات گھر پہنچنے پر یا جس وقت راستہ ہی میں تم قیام کرلو یہ پورے روزے قربانی کے قائم مقام ہو جائیں گے اور یہ دم تمتع (قربانی) اس شخص پر واجب ہے کہ جس کا گھر حرم میں یا اس کے گھر والے حرم میں نہ ہوں، کیوں کہ حرم والوں پر حج تمتع اور قران نہیں ہے۔ اور جس چیز کا اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اس کو پورا کرنے میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو، کیوں کہ جو احکام خداوندی میں سے قربانی یا روزوں کو ترک کرے گا تو اللّٰہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہے۔

شانِ نزول: فَمَنْ كَانَ مِنْكُم مَّرِيضاً (الخ)

امام بخاریؒ نے کعب بن عجرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ (الخ) کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور جوئیں میرے سر پر سے جھڑ رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مشکل میں پھنسے ہو۔ کوئی بکری تمہارے پاس ہے میں نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تو تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر ایک مسکین کو آدھا صاع کھانے کا دو، اور اس کے بعد سر منڈالو۔

اسی طرح واحدیؒ نے عطاؒ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حدیبیہ میں قیام کیا تو کعب بن عجرہؓ اپنی جوؤں کو اپنے چہرے پر سے جھاڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا! یا رسول اللّٰہ ان جوؤں نے تو مجھے کھالیا ہے تو اسی مقام پر یہ آیت کریمہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ (الخ) اتری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۹۷) حج کے مشہور مہینے ہیں جن میں حج کا احرام باندھا جاتا ہے یعنی (۱) شوال (۲) ذی قعدہ (۳) دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔

لہٰذا جو آدمی ان مہینوں میں حج کا احرام باندھ لے تو نہ ہمبستری کرے اور نہ اس قسم کی باتیں کرے اور گالی گلوچ دینے اور اپنے ساتھی سے لڑائی جھگڑا کرنے سے پرہیز کرے، اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ حج کی فرضیت

میں کوئی جھگڑا اور بحث نہیں۔

اور احرام کی حالت میں ہمبستری اور اس کے تذکرہ اور گالی گلوچ اور جھگڑے کو جو بھی تم میں سے ان باتوں کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا، اے عقل والو سامان سفر بھی ساتھ رکھو اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عقل والو دنیاوی ضرورتوں کے لیے بھی سفر میں اتنی چیز ساتھ رکھو اور جو وہاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کفایت کرے ورنہ پھر اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کرلو، اس لیے کہ توکل دنیاوی فوائد سے بدرجہا بہتر ہے، اور حدود حرم میں مجھ سے ڈرتے رہو، یہ آیت کریمہ یمن کے کچھ لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو سامان سفر اور خوراک کیے بغیر حج کرنے چلے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے روک دیا۔

شان نزول: وَتَزَوَّدُوا (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل یمن بغیر زادراہ کے حج کا سفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ پر توکل کرنے والے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اور زادراہ ساتھ رکھو (یعنی اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے) کیوں کہ سب سے بہتر زادراہ پرہیزگاری ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام (یعنی مزدلفے) میں خدا کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اُس نے تمہیں سکھایا اور اس سے پیشتر تم لوگ (ان طریقوں سے) محض ناواقف تھے (۱۹۸) پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو۔ بے شک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے (۱۹۹)۔ پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو (منیٰ میں) خدا کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو (خدا سے) التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو (جو دینا ہے) دُنیا ہی میں عنایت کر ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں (۲۰۰) اور بعضے ایسے ہیں کہ دُعا کرتے ہیں کہ پروردگار ہم کو دُنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخشیو اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو (۲۰۱)۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے کاموں کا حصہ (یعنی اجر نیک تیار) ہے اور خدا جلد حساب لینے والا (اور جلد اجر دینے والا) ہے (۲۰۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۱۹۸) تا (۲۰۲)

(۱۹۸) حرم میں تجارت کر کے کچھ نفع وغیرہ کمانے میں کوئی حرج نہیں، یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جو حدودِ حرم میں خرید و فروخت اور کاروبار کو ناجائز سمجھتے تھے، اللّٰہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد جب تم لوگ میدانِ عرفات سے مشعرِ حرام پر آؤ تو دل و زبان سے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں بتایا ہے اللّٰہ تعالیٰ کا خوب اچھی طرح ذکر کرو، رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے نزولِ قرآن اور اسلام سے پہلے تم لوگ کافر ہی تھے۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عکاظ اور ذوالمجاز یہ زمانہ جاہلیت میں بازار تھے۔ لوگ حج کے زمانہ میں ان بازاروں میں کاروبار کیا کرتے تھے، صحابہ کرام ؓ نے رسول اللّٰہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، اس پر یہ آیت اُتری کہ ایام حج میں کاروبار اور تجارت یعنی خرید و فروخت کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور امام احمدؒ اور ابن ابی حاتمؒ ابن جریرؒ اور امام حاکمؒ نے ابوامامہ تیمیؒ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے عرض کیا کہ ہم حج کے دنوں میں خرید و فروخت کرتے ہیں تو اس سے حج میں کوئی حرج تو نہیں آتا

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے اسی طرح کا سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ جبرائیل امینؑ یہ آیت مبارکہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ) لے کر نازل ہوئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تم لوگ حاجی ہو۔

فرمان خداوندی ثُمَّ اَفِيْضُوْا (الخ) ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عرب عرفات میں وقوف کیا کرتے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۹۹) وہیں جا کر پھر لوٹو جہاں سے یمن والے لوٹ کر آتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے بخشش طلب کرو جو شخص توبہ طلب کرے اور توبہ ہی پر اس کا انتقال ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی بخشش فرمانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اہل حمس کے بارے میں اتری ہے جو اپنے حجوں میں حرم سے میدان عرفات کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے روکا اور اس بات کا حکم دیا کہ میدان عرفات جاؤ اور اسی مقام سے لوٹ کر آؤ۔

(۲۰۱-۲۰۰) اور جب تم اپنے اعمال حج سے فارغ ہو جاؤ، تو اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرتے ہو اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسانات کیے ہیں ان احسانات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اس طرح سے یاد کرو جیسا زمانہ جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کے احسانات کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اپنے آباء کے تذکرہ سے بھی کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کرو، وقوف کی جگہ میں بعض لوگ دعا مانگتے ہیں کہ پروردگار ہمیں اونٹ، گائے، بکریاں، غلام اور باندیاں اور بہت سا مال دے مگر بہشت میں ایسے لوگوں کے حج کا کوئی حصہ نہیں۔

شان نزول: فَاِذَا قَضَيْتُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت والے ایام حج میں کھڑے ہوتے تھے، ان میں سے ہر ایک شخص کہتا تھا کہ میرا باپ کھانا کھلاتا تھا، لوگوں کو سوار کراتا تھا اور دوسروں کے خون بہا کو ادا کرتا تھا یعنی اپنے آباؤ اجداد کے ذکر کے علاوہ ان کے پاس کوئی ذکر نہیں تھا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اُتاری کہ جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا اچھی طرح ذکر کیا کرو۔

اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ عرب جب ارکان حج سے فارغ ہو جاتے تھے تو حجر اسود کے پاس کھڑے ہو جاتے اور زمانہ جاہلیت میں کیے گئے اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو بیان کیا کرتے تھے، اس پر یہ آیت اتری۔

اور ابن ابی حاتم ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عربوں کی ایک جماعت وقوف کی جگہ

آتی اور کہتی، اے اللہ، یہ سال بارش اور سبزہ وشادابی اور خوبصورتیوں والا کردے لیکن امور آخرت میں سے کسی بھی چیز کا تذکرہ نہیں کرتی تھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت اتاری کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بس ہمیں دنیا ہی میں دے دے، ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اس جماعت کے بعد دوسری جماعت مومنوں کی آتی ہے اور وہ یہ دعا مانگتی، رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (الخ)، کہ اے اللہ ہماری دنیا کے ساتھ آخرت بھی اچھی کردے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۲) اور بعض حضرات علم وعبادت گناہوں سے حفاظت، شہادت اور غنیمت وغیرہ اور جنت اور اس کی نعمتوں کے لیے دعا مانگتے ہیں اور درخواست گزار ہیں کہ قبر اور دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور کردے ان خوبیوں والوں کے لیے جنت میں ان کے حج کا پورا پورا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ جب حساب فرمانے کا ارادہ فرمائیں تو اس کا حساب بہت جلدی ہو جاتا ہے اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اس کی حفاظت بہت جلدی ہوتی ہے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ریا کاروں سے بہت زبردست بدلہ لینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور (قیام منیٰ کے) دنوں میں (جو) گنتی کے (دن ہیں) خدا کو یاد کرو۔ اگر کوئی جلدی کرے (اور) دو ہی دن میں (چل دے) تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ اور جو بعد تک ٹھہرا رہے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ یہ باتیں اس شخص کے لئے ہیں جو (خدا سے) ڈرے اور تم لوگ خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اس کے پاس جمع کیے جاؤ گے (۲۰۳) اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے (۲۰۴) اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے۔ اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کردے اور خدا فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا (۲۰۵) اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (۲۰۶) اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔ اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے (۲۰۷)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۰۳) تا (۲۰۷)

(۲۰۳) اور ایام معلوم یعنی ایام تشریق کے پانچ دنوں میں یوم عرفہ، یوم النحر اور ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو اللہ تعالیٰ کی حمد وتہلیل

(لا الہ الا اللہ) بہت زیادہ کیا کرو۔

اور جو شخص دسویں تاریخ کے دو دون بعد ہی اپنے گھر واپس آنا چاہے تو اس جلدی میں کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تیرہویں تاریخ تک منیٰ میں ٹھہرے تو اس میں بھی کوئی گناہ کی بات نہیں، اس کی بخشش ہو جائے گی، جو تیرہویں تاریخ تک شکار کرنے سے رکا رہے گا در تیرہویں تاریخ تک شکار کرنے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

(۲۰۴) آپ کو بعض لوگوں کی دنیاوی زندگی میں گفتگو اوران کا طرز بیان پسندیدہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی اس بات پر قسم کھاتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کی پیروی کرتا ہوں حالاں کہ وہ جھوٹا اور سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؓ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ لشکر شہید کر دیا گیا جس میں عاصمؓ اور مرشدؓ تھے تو منافقوں میں سے دو آدمیوں نے کہا کہ جو لوگ اس طرح مارے گئے ان کے لیے ہلاکت ہے۔ کیوں نہ یہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور کیوں نہ انھوں نے اپنے صاحب کی رسالت کو ادا کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ اور ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اخنس بن شریقؓ کے بارے میں اتری ہے، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر اس نے اسلام ظاہر کیا، حضور ﷺ کو اس کی یہ بات پسند آئی، اس کے بعد یہ آپ ﷺ کے پاس سے چلا گیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کی کھیتی اور گدھوں پر سے اس کا گزر ہوا تو اس نے کھیتی جلا دی اور گدھوں کے پاؤں کاٹ ڈالے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۵۔۲۰۶) اور جب غصہ میں آتا ہے تو ہر قسم کے گناہ کرتا ہے اور کھیتوں اور باغات کو برباد اور جانوروں کو قتل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے فساد پھیلانے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ڈر تو اس میں تکبر اور حمیت جوش مارنے لگتی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برے لوگوں کا بدترین ٹھکانا ہے۔

یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ شیریں کلام تھا رسول اکرم ﷺ کو اس کی یہ بات پسند تھی کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور خفیہ طریقے سے آپکے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اس پر اللہ کی قسم بھی کھاتا تھا، مگر یہ پکا منافق تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ایک قوم کی کھیتی جلا دی تھی اور اسی طرح ایک قوم کے گدھوں کو مار ڈالا تھا۔

(۲۰۷) اور بعض حضرات اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے اپنی جان کو اپنے مال کے بدلے خریدتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے ان حضرات نے اپنی جانوں کو اپنے مال کے بدلے مکہ والوں سے خریدا تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربانی فرمانے والا ہے یہ آیت کریمہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت سمیہ کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی، ان حضرات کو مشرکین مکہ نے شہید کر دیا تھا۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ (الخ)

حارث بن ابی امامؒ نے اپنی مسند میں اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن میسبؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو قریش کی ایک جماعت نے ان کا پیچھا کیا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اتر گئے اور ان کے ترکش میں جو تیر تھے وہ سب نکال لیے اور فرمایا اے قریش کی جماعت تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیرانداز ہوں اور اللہ کی قسم تم لوگ میرے قریب اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر تمہیں نہ ماردوں اور اس کے بعد جتنی میرے ہاتھ میں طاقت باقی رہے گی اپنی تلوار سے تم سے جہاد کروں گا، اب جو تمہاری مرضی ہو کرو اور تم چاہو تو میں تمہیں اپنا وہ مال بتا دیتا ہوں جو مکہ میں ہے اور تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔

قریش اس پر رضامند ہوگئے، جب حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو یحییٰ تمہاری تجارت سودمند رہی، ابو یحییٰ تمہاری تجارت کامیاب ہوگئی اور یہ آیات نازل ہوئیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ (الخ).

اور امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں اسی طرح ابن میسب عن صہیبؒ کے ذریعہ سے موصولاً روایت کیا ہے اور امام حاکمؒ نے بھی اسی طرح عکرمہ کے مراسیل سے روایت کیا ہے۔

اور امام حاکمؒ ہی نے بواسطہ حماد بن سلمہ ثابتؒ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں آیت کے نازل ہونے کی وضاحت موجود ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ، جندب بن ابی السکن کے بارے میں اُتری ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے (۲۰۸) پھر اگر تم احکام روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ تو جان جاؤ کہ خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۲۰۹)۔ کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر خدا کا (عذاب) بادل کے سائبانوں میں آنازل ہو اور فرشتے بھی (اتر آئیں) اور کام تمام کر دیا جائے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے (۲۱۰)۔ (اے محمد ﷺ) بنی اسرائیل سے پوچھو کہ ہم نے اُن کو کتنی کھلی نشانیاں دیں اور جو شخص خدا کی نعمت کو اپنے پاس آنے کے بعد بدل دے تو خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۲۱۱) اور جو کافر ہیں اُن کے لئے دنیا کی زندگی خوش نما کر دی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو پرہیز گار ہیں وہ قیامت کے دن اُن پر غالب ہوں گے اور خدا جس کو چاہتا بے شمار رزق دیتا ہے (۲۱۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۰۸) تا (۲۱۲)

(۲۰۸) مومنو! پورے طور پر رسول اکرم ﷺ کے دین میں داخل ہو جاؤ ہفتہ اور اونٹ کے گوشت کی حرمت وغیرہ میں شیطان کی جعل سازی میں مت آؤ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

شان نزول: یا ایها الذین امنوا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ ابن یامین رضی اللہ عنہ، اسد بن کعب رضی اللہ عنہ، اسید بن کعب رضی اللہ عنہ، سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ اور قیس بن زید رضی اللہ عنہ اہل کتاب میں سے ان سب حضرات نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ ہفتہ کے دن کی ہم تعظیم کرتے ہیں، ہمیں اس کی تعظیم کی اجازت دیجیے اور توریت بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، ہمیں رات کو اس پر عمل کرنے کی اجازت دیجیے، اس پر یہ آیت مبارکہ اتری کہ ''اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔'' (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۹) پھر اگر اپنی کتاب میں اس چیز کا بیان اور وضاحت آجانے کے بعد بھی تم رسول اکرم ﷺ کی شریعت سے دور ہٹو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے جو اپنے رسول ﷺ کی پیروی نہ کرے زبردست بدلہ لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ پہلی

شریعتوں کے منسوخ کرنے کے بارے میں زیادہ جانتا ہے، یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اُتری ہے کیوں کہ وہ ہفتہ کے دن اور اونٹ کے گوشت کے معاملے میں حساس تھے۔

(۲۱۰) کیا اہل مکہ اس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ بغیر کسی کیفیت کے قیامت کا دن آ جائے اور اللہ تعالیٰ اس کام سے فارغ ہو جائے۔ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کر دے اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے۔

(۲۱۱۔۲۱۲) آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے پوچھیے کہ کتنی مرتبہ ہم نے ان سے اوامر ونواہی کے ساتھ کلام کیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے ان کو دین کے ساتھ عزت عطا فرمائی مگر انھوں نے دین کو کفر کے ساتھ تبدیل کر دیا اور جو شخص رسول اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب کو کفر کے ساتھ بدلے تو اللہ تعالیٰ کافر کو شدید ترین عذاب دینے والا ہے، ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے لیے دنیاوی زندگی فراخی اور خوشحالی کے ساتھ سجائی گئی ہے مگر یہ لوگ حضرت سلمان ؓ اور صہیب، حضرت بلال ؓ اور ان کے ساتھیوں کی معاشی تنگی پر ان کا مذاق اڑاتے ہیں مگر جو حضرات کفر وشرک سے بچے ہوئے ہیں یعنی حضرت سلمان اور ان کے ساتھی وہ دنیا میں ان کافروں سے حجت اور دلیل اور جنت میں قدر ومنزلت میں بڑھے ہوئے ہیں اور بغیر کسی محنت و مشقت کے جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی فراخی کر دیتا ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بغیر کسی حساب و کتاب کے داخل کر دیتا ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲۱۳) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (۲۱۴) يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (۲۱۵)

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے) تو خدا نے (اُن کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے۔ اور اُن پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے اُن کا اُن میں فیصلہ کر دے۔ اور اُس میں اختلاف بھی اُن ہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ اُن کے پاس کھلے ہوئے احکام آ چکے تھے (اور یہ اختلاف اُنہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اُس کی راہ دکھا دی۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے (۲۱۳)۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے سب پکار اُٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے (۲۱۴)۔ (اے محمد ﷺ) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اُس کو جانتا ہے (۲۱۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۱۳) تا (۲۱۵)

(۲۱۳) انسان حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ملت یعنی کفر پر قائم تھے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمان تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایسے انبیاء کرام کو بھیجا جو مومنین کو جنت کی خوشخبری سنانے والے اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے اور ان پر جبریل امین کے ذریعے ایسی کتاب کو بھی نازل کیا گیا جو حق اور باطل کو بیان کرنے والی تھی تاکہ ہر ایک نبی دینی مسائل میں اپنی کتاب کے ذریعے سے فیصلہ کر سکے تاکہ وہ کتاب آپس میں فیصلہ کر سکے اور اگر لِیَحْکُمَ کو لِتَحْکُمَ تاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک مراد ہوگی، دین اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اہل کتاب ہی نے حسد کی بنا پر اختلاف اور انکار کیا ہے، باوجود اس کے کہ ان کی کتابوں

میں اس کے متعلق واضح نشانیاں بیان کی جا چکی تھیں، دین حق میں اختلاف کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے مومنین کو حق بات کی ہدایت عطا فرمائی۔

یعنی دین میں اختلاف کرنے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کی انبیاء کرام کے ذریعے اپنے حکم وارادہ سے حفاظت فرمائی جو اس چیز کا اہل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس کو دین پر استقامت دیتا ہے۔

(۲۱۴) اے مومنو! کی جماعت کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بغیر اس طرح امتحان وآزمائش کے جیسا کہ تم سے پہلے سابقہ مومنین کی آزمائش کی گئی ہے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ان کو اس قدر پریشانیوں اور سختیوں اور بیماریوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ ان کے رسول اور وہ حضرات جو ان پر ایمان لائے تھے پکار اٹھے، دشمنوں کے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کب آئے گی، اللہ تعالیٰ نے اس نبی علیہ السلام یعنی ان کے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ دشمنوں سے تمہاری نجات کا وقت قریب ہے۔

شانِ نزول: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ (الخ)

عبدالرزاقؒ، معمرؒ، قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس دن رسول اکرم ﷺ کو بہت سختیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

(۲۱۵) یہ سوال میراث کی آیتوں کے اترنے سے پہلے کا ہے یعنی اے محمد ﷺ آپ سے پوچھتے ہیں کہ صدقہ کے دیں آپ فرما دیجیے کہ اپنا مال، والدین اور رشتہ داروں (مگر اس کے بعد میراث کی آیت سے والدین کو صدقہ دینا منسوخ ہوگیا) یتیموں، مسکینوں اور نو وارد لوگوں پر خرچ کرو اور تم جو کچھ ان لوگوں پر خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو اور تمہاری نیتوں کو خوب جاننے والا ہے اور تمہیں اس کا بدلہ دینے والا ہے۔

شانِ نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اپنا مال کہاں خرچ کریں۔ اس پر یہ آیت مبارکہ اتری اور ابن منذرؒ نے ابو حبانؒ سے روایت کیا ہے کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ ہم اپنا مال کس طرح اور کہاں خرچ کریں اس پر یہ آیت اتری۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١٧﴾

(مسلمانو) تم پر (خدا کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۱۶)۔ (اے محمد ﷺ) لوگ تم سے عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے۔ اور خدا کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ میں جانے) سے (بند کرنا) اور اہل مسجد کو اس سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں) خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ (گناہ) ہے۔ اور فتنہ انگیزی خون ریزی سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔ اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۱۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۱۶) تا (۲۱۷)

(۲۱۶) تم پر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عام کوچ کرنے میں جہاد فرض کیا گیا ہے اور یہ تم پر بہت گراں تھا اور تم اسے گراں سمجھتے ہو، مگر درحقیقت یہ تمہارے لیے بہتر ہے، تمہیں اس کی وجہ سے شہادت اور مال غنیمت ملے گا اور جہاد نہ کرنے سے شہادت حاصل ہوتی ہے اور نہ مال غنیمت۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جہاد کرنا تمہارے لیے بہتر اور جہاد نہ کرنا تمہارے لیے برا ہے، یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور مقداد بن اسودؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتری ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھیوں نے عمرو بن حضرمی کو جمادی الثانی کی شام کو رجب کا چاند نظر آنے سے پہلے قتل کر دیا تھا کفار نے انھیں اس پر برا بھلا کہا، انھوں نے شہر حرام میں قتال کرنے کے بارے میں دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔

(۲۱۷) حرمت کے مہینے یعنی رجب کے مہینے میں آپ سے لڑائی کرنے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔
آپ فرما دیجیے کہ رجب کے مہینے میں لڑائی کرنا بہت بڑے گناہ کا باعث ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے پھیرنا اور ان کو مسجد حرام داخل ہونے سے روکنا اللہ تعالیٰ کے ہاں عمرو بن حضرمی کے قتل سے

بھی بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا قتل سے بڑا گناہ ہے اور یہ اہل مکہ تم لوگوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش میں ہیں اور جو اسلام سے پھر کر اسی حالت میں مر جائے تو اس کے سارے اعمال اور تمام نیکیاں برباد گئیں اور آخرت میں ان کو کوئی بدلہ نہیں ملے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ ہی اس سے چھٹکارا ملے گا۔

شانِ نزول: یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ (الخ)

ابن جریرؒ ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے کبیر میں اور حضرت امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں جندب بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر عبداللہ بن جحشؓ کو امیر بنایا۔

ان حضرات کو ابن حضرمی ملا، انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دن مبارک رجب کا ہے یا جمادی الآخر کا، تو مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ ان لوگوں نے حرمت کے مہینے میں قتل کیا ہے، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری کہ آپ سے حرمت کے مہینے میں قتال کرنے کے بارے میں پوچھتے ہیں، پھر بعد میں بعض حضرات کہنے لگے کہ اگر ان لوگوں کا اس میں گناہ نہیں ہوگا تو ثواب بھی نہیں ملے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا (الخ) اور ابن مندہ نے اس روایت کو عثمان بن عطاؒ اور عطا کے ذریعہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، فرمان خداوندی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ (الخ) اس کی تفسیر سورۂ مائدہ میں آئے گی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا ؕ وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَعْنَتَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾

جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لیے وطن چھوڑ گئے اور (کفار سے) جنگ کرتے رہے وہی خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور خدا بخشنے والا (اور) رحمت کرنے والا ہے (۲۱۸)۔ (اے پیغمبر) لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان ان کے فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کونسا مال خرچ کریں کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح خدا تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو (۲۱۹)۔ (یعنی) دنیا اور آخرت (کی باتوں) میں (غور کرو) اور تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ اُنکی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم

ان سے مل جل کر رہنا (یعنی خرچ اکٹھا رکھنا) چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون۔ اور خدا چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا۔ بے شک خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۲۲۰)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۱۸) تا (۲۲۰)

(۲۱۸) اگلی آیات پھر حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور عمرو بن حضرمی کافر کو قتل کیا یقیناً ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی جنت میں جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے افعال کو معاف کرنے والا ہے، ان سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔

(۲۱۹) اگلی آیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، انھوں نے فرمایا تھا کہ یاالٰہ العالمین شراب کے بارے میں کوئی صاف حکم بیان فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ ان میں حرمت کے بعد بہت بڑا گناہ ہے اور حرمت سے پہلے کے لیے تجارت وغیرہ کے معمولی سے فوائد ہیں مگر تحریم سے پہلے جو اس میں نفع ہے اس سے بہت زیادہ حرمت کے بعد ان میں گناہ ہے پھر اس کے بعد دونوں صورتوں میں شراب حرام کردی گئی۔

یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہے انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا تھا کہ ہم اپنے مال سے کیا صدقہ کیا کریں تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مال میں سے کیا صدقہ کریں، آپ کہہ دیں کہ جو اپنے کھانے اور بچوں کی پرورش سے بچ جائے۔ پھر اس کے بعد یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہوگیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ اوامر ونواہی اور دنیا کی ذلت کو بیان فرماتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

شان نزول: يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تو صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کس قسم کے نفقہ کا ہمارے اموال میں حکم دیا گیا ہے سو ہم کیا خرچ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۔ اور ابن ابی حاتم نے یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ ان تک بات پہنچی ہے کہ حضرت معاذ اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس غلام بھی ہیں اور گھر والے بھی ہیں تو ہم اپنے اموال میں سے کیا خرچ کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۲۲۰) حضرت عبداللّٰہ بن زوار رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش کے بارے میں پوچھا تھا کہ یہ چیز جائز ہے یا نہیں۔ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، جس میں نبی کریم ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا کہ آپ ﷺ سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش میں میل جول رکھنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان کے مال کی اصلاح ان کے ساتھ اختلاط کے ترک کرنے سے بہتر ہے۔

اور اگر تم کھانے پینے اور رہائش میں ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہتے ہو سو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، لہٰذا ان کے حقوق کی حفاظت کرو اور اللّٰہ تعالیٰ یتیموں کے اموال میں مصلحت کے ضائع کرنے والے اور باقی رکھنے والے کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہیں۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہیں تو تمہارے لیے اس میل جول کو حرام کردیں اور جو شخص یتیم کا مال ضائع کرے وہ اس سے انتقام لینے پر قادر ہیں اور یتیم کے مال کی اصلاح کے بارے میں فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

شانِ نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى (الخ)

امام ابوداؤد ''نسائی'' اور امام حاکم ''وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ چنانچہ جس کے زیر پرورش کوئی یتیم تھا اس نے یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اس کا پینا اپنے پینے سے الگ کردیا اور اپنے کھانے سے زیادہ یتیم کے لیے کھانے کی چیز رکھنا شروع کردی، جب تک کہ وہ اس کو کھالیتا یا ضائع کردیتا، مگر یہ چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مشقت کا باعث ہوئی، انھوں نے رسول اللّٰہ ﷺ سے اس چیز کو بیان کیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری۔

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن
مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ
وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ
يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ
بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٢١﴾
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي
الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ
مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ
الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ
وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن
تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾

اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اُس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو اُنکی زوجیت میں نہ دینا چاہیے۔کیونکہ مشرک (مرد) خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔یہ (مشرک لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔اور خدا اپنی مہربانی سے بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے۔اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں (۲۲۱)۔اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ تو نجاست ہے سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو۔اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو۔ہاں جب پاک ہو جائیں تو جس طریق سے خدا نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے اُن کے پاس جاؤ کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۲۲۲)۔تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ اور اپنے لئے (نیک عمل) آگے بھیجو۔اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ (ایک دن) تمہیں اُس کے روبرو حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو بشارت سنا دو (۲۲۳)۔اور خدا (کے نام) کو اس بات کا حیلہ نہ بنانا کہ (اُسکی) قسمیں کھا کھا کر سلوک کرنے اور پرہیزگاری کرنے اور لوگوں میں صلح وسازگاری کرانے سے رُک جاؤ۔اور خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (۲۲۴)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۲۱) تا (۲۲٤)

(۲۲۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی نامی ایک مسلمان نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے شادی کرے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے منع فرمادیا کہ مشرک عورتیں جب تک کہ ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو، مسلمان باندی سے شادی کرنا آزاد مشرک عورت سے شادی کرنے سے بہتر ہے اگرچہ اس کا حسن و جمال تمہیں پسند ہو۔اور اسی طرح مشرک مردوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، شادی نہ کرو اور مسلمان غلام سے شادی کرنا آزاد مشرک مرد سے شادی کرنے سے بہتر ہے اگرچہ اس کی قوت و بدن تمہیں اچھا لگے یہ کافر کفر اور دوزخیوں کے کاموں کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ توحید اور توبہ کی طرف اپنے حکم سے تحریک دیتے ہیں اور شادی کے بارے میں احکام الٰہی کو بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں اور ناجائز طریقہ پر شادی کرنے سے پرہیز کریں۔

شان نزول: وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ (الخ)

ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور واحدیؒ نے مقاتلؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن مرثد غنوی کے متعلق نازل ہوئی ہے، اس نے ایک حسین وجمیل مشرکہ عناق نامی عورت سے شادی کرنے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے اجازت مانگی تھی۔

اور فرمان الٰہی وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ (الخ) واحدی نے بواسطہ سدیؒ، ابو مالکؒ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں اتری ہے، ان کی ایک سیاہ باندی تھی، غصہ میں ایک مرتبہ اسے تھپڑ مار دیا پھر اس بات سے گھبرا کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ اولاً اسے آزاد کردو اور پھر اس سے شادی کرلو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، اس پر لوگوں نے انھیں طعنے دینے شروع کیے کہ باندی سے شادی کی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ مومن باندی مشرک عورت سے بہتر ہے اور اسی روایت کو ابن جریرؒ نے سدیؒ سے منقطع سند سے روایت کیا ہے۔

(۲۲۲) یہ آیت مبارکہ ابن الدحداحؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے متعلق پوچھا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ سے حیض کی حالت میں ہمبستری کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں، اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ حیض گندگی اور حرام ہے لہٰذا حالت حیض میں ان سے ہمبستری کرنا قطعی طور پر چھوڑ دو اور جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں، اس چیز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب وہ اچھی طرح پاک ہو کر (دس دن سے کم پر) غسل کرلیں تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے وہاں ان کے ساتھ ہمبستری کرو اور اللہ تعالیٰ گناہوں سے توبہ کرنے والوں اور گندگیوں اور گناہوں سے پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

شان نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ (الخ)

امام مسلمؒ اور ترمذیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تھا تو یہودی اس کے ساتھ نہ اپنے گھروں میں کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ لیٹتے تھے۔ تو صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری یعنی حیض والی عورت سے صحبت کرنے کے علاوہ ہر ایک چیز جائز ہے۔

اور ماوردیؒ نے صحابہ کرام کے تذکرہ میں بواسطہ ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ رضی اللہ عنہ یا سعیدؒ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ثابت بن دحداح نے رسول اکرم ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور ابن جریرؒ نے بھی سدیؒ سے اسی سند اور مفہوم سے روایت کیا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۲۳) تمہاری منکوحہ عورتوں کی شرم گاہیں تمہاری اولاد پیدا کرنے کے لیے تمہاری کھیتی کی طرح ہیں، اپنی منکوحہ عورتوں کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کے لیے جس طریقہ سے چاہو صحبت کرو خواہ سامنے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے اور اولاد نیک پیدا کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے ان کے پیچھے کے راستہ میں اور حالت حیض میں ہمبستری اور صحبت کرنے سے ڈرو، کیوں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال پر بدلہ دے گا اور اے محمد ﷺ آپ ان مسلمانوں کو جو عورتوں سے پیچھے کے راستہ میں اور حیض کی حالت میں صحبت کرنے سے بچتے ہیں، جنت کی خوشخبری سنا دیں۔

شان نزول: نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلم ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے حضرت جابر ؓ سے روایت کی ہے کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ جب آدمی پشت کی جانب سے ہو کر شرم گاہ میں صحبت کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری کہ تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیت کی مانند ہیں، جس طرح سے چاہو ان سے صحبت اور ہمبستری کرو۔

اور امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا، آپ نے فرمایا کس چیز نے تمہیں ہلاک کر دیا، عرض کیا رات پشت کی طرف سے ہو کر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی ہے، آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، اتنے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ،یعنی خواہ تم اپنی کھیتیوں میں سامنے کی طرف سے آؤ یا پشت کی طرف سے۔ پیچھے کے راستہ میں اور حیض کے زمانہ میں صحبت کرنے سے بچو۔ ابن جریرؒ، ابویعلیٰ اور ابن مردویہؒ نے بواسطہ زید بن اسلمؒ، عطا بن یسارؒ، حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے پشت کی طرف سے ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی، لوگوں نے اس چیز کو بری نظر سے دیکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الخ)

اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عورتوں سے ان کی پشتوں کی جانب سے صحبت کرنے کے بارے میں اتری ہے۔

اور امام طبرانیؒ نے اوسط میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الخ) یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر پشت کی طرف سے بیٹھ کر صحبت کرنے کی اجازت کے متعلق اتری ہے اور امام طبرانیؒ ہی نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی سے پشت کی طرف سے آ کر صحبت کر لی تھی، لوگوں نے اس پر اسے ٹوکا اور ناپسند کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی تمہاری

بیویاں کھیتوں کی مانند ہیں جس طریقہ سے چاہو آؤ (اور اپنے کھیت میں آؤ جو اگلا حصہ ہے پچھلا حصہ کھیت نہیں کیوں کہ اس میں کھیتی نہیں اُگتی یعنی بچہ کی پیداوار نہیں۔ مترجم)۔

امام ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بخشش فرمائے، ان کو وہم ہوگیا ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ انصار کے یہ قبیلہ والے یہودیوں کے اس قبیلے کے ساتھ بت پرستی میں شریک تھے اور یہ لوگ اہل کتاب کو اپنے سے علم میں زیادہ عالم سمجھتے تھے، لہٰذا بہت سی باتوں میں انصار ان کی پیروی کرتے تھے، چنانچہ اہل کتاب اپنی بیویوں سے صرف ایک ہی طرف سے صحبت کرتے تھے اور یہ چیز عورت کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہوتی تھی اور انصار کے قبیلہ نے بھی یہودیوں سے بھی بات لے لی تھی اور قریش کا قبیلہ عورتوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے صحبت کرتا تھا اور ان سے سامنے سے اور پشت سے ہوکر اور ایسے ان کے ساتھ چت لیٹ کر لذت حاصل کیا کرتا تھا، جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری عورت کے ساتھ شادی کی، جب مہاجر نے اس عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہی تو اس نے اس طریقہ کے ساتھ کرنے سے انکار کیا اور ناپسند کیا اور کہا کہ ہمارے یہاں تو صرف ایک ہی جانب سے صحبت کی جاتی ہے غرض کہ ان دونوں کی یہ بات پھیل گئی، حتی کہ رسول اکرم ﷺ کو بھی اس کی اطلاع ہوئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کر دی کہ سامنے کی جانب یا پشت کی طرف سے ہوکر یا پہلو کے بل لیٹ کر جس طرح چاہو اولاد پیدا ہونے کی جگہ میں جو اگلا حصہ ہے صحبت اور ہمبستری کرو۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس آیت کے نزول کا سبب بیان کیا ہے وہ مشہور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابوسعید خدریؓ کی روایت نہیں پہنچی، صرف ابن عمرؓ کی پہنچی ہے جس پر انھوں نے یہ گفتگو کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۲۴) یہ آیت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ اپنی بہن اور داماد کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے اور نہ ان سے بات چیت کریں گے اور نہ ان کے درمیان صلح کرائیں گے، اس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے لیے پردہ مت بناؤ، کہ نہ نیکی کریں گے اور نہ قطع رحمی سے ہٹیں گے اور نہ صلح کریں گے بلکہ جو اچھا اور بہتر کام ہو وہ کرو اور اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرتے رہو اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ کسی کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک نہیں کریں گے بلکہ ترک احسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے سے بچو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔ یعنی لوگوں میں اختلافات اور تقسیم کا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اس سے بچتے رہو۔

شان نزول: وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن جریجؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ جب انھوں نے مسطح کے بارے میں حسن سلوک نہ کرنے کی قسم کھالی تھی۔ (لباب المنقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝	خدا تمہاری لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہ کرے گا۔ لیکن جو قسمیں تم قصد دلی سے کھاؤ گے اُن پر مواخذہ کرے گا اور خدا بخشنے والا بُردبار ہے (۲۲۵)۔ جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسمیں کھا لیں اُن کو چار مہینے تک انتظار کرنا چاہیے اگر (اس عرصے میں قسم سے) رجوع کرلیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۲۶)۔ اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو بھی خدا سنتا (اور) جانتا ہے (۲۲۷)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۲۵) تا (۲۲۷)

(۲۲۵) اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ترک احسان کے متعلق قسموں کو سنتا ہے اور تمہاری نیتوں اور قسموں کے کفارہ کی ادائیگی کو جانتا ہے، تمہاری فضول قسموں پر جیسا کہ خرید و فروخت کے وقت لَاوَاللّٰہ اور بَلٰی وَاللّٰہ تم کہتے ہو کوئی کفارہ نہیں۔ لیکن جن قسموں میں تم اپنے خیالات دلوں میں پوشیدہ رکھ کے جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہو، اس پر اللّٰہ تعالیٰ آخرت میں مواخذہ فرماتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ تمہاری ان فضول اور بیہودہ قسموں کی جو بغیر ارادہ کے نکل جائیں بخشش فرمانے والا ہے اور سزا کے بارے میں دانستہ جھوٹی قسموں پر جلدی بھی نہیں فرماتا۔ یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ گناہ کرنے کے لیے قسم کھانے کو لغو کہتے ہیں، اگر اس کو چھوڑ دے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے تو اللّٰہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتے۔

(۲۲۶۔۲۲۷) اور جو حضرات یہ قسم کھالیں کہ چار مہینے یا اس سے زیادہ تک بیوی کے پاس نہیں جائیں گے، پھر اپنی عورت سے ہمبستری کرنے کو چھوڑ دیں تو وہ چار ماہ تک انتظار کریں، پھر اگر وہ چار ماہ سے پہلے اپنی عورت سے صحبت کرلیں تو توبہ کرنے پر اللّٰہ تعالیٰ ان کی قسم کے گناہ معاف کردے گا اور قسم کے کفارہ کو بھی اس نے بیان فرمادیا، اس کو ادا کردیں اور اگر طلاق کا پکا ارادہ کرلیں اور اپنی قسم پوری کردیں تو اللّٰہ تعالیٰ اس قسم کو سننے والا ہے اور اس بات کو جاننے والا ہے کہ ان کی عورت چار ماہ کے گزرنے کے بعد ایک قطعی طلاق سے جدا ہو جائے گی۔

اور یہ حکم اس شخص کے بارے میں آیا ہے کہ جو اس بات کی قسم کھائے کہ اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زائد ہمبستری نہیں کروں گا، سوا گر اپنی قسم کو پورا کردے اور چار ماہ گزرنے تک اس سے ہمبستری نہ کرے تو اس کی عورت

ایک قطعی طلاق سے الگ اور جدا ہو جائے گی اور اگر چار ماہ گزرنے سے پہلے بیوی کے ساتھ صحبت کرے، تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہو جائے گا۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌ ۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ ۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں اور اگر وہ خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کو جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ اُن کے شکم میں پیدا کیا ہے اُس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حق دار ہیں اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور خدا غالب (اور) صاحبِ حکمت ہے (۲۲۸)۔ طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریقِ شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں اُن سے باہر نہ نکلنا۔ جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے (۲۲۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۲۸) تا (۲۲۹)

(۲۲۸) اور ایک یا دو طلاق دی ہوئی عورتیں کہ جن سے خاوند نے صحبت یا خلوتِ صحیحہ کی ہو اور انھیں حیض آتا ہو۔ وہ اپنے آپ کو عدت میں تین حیضوں کی مدت تک روکے رکھیں اور ان کے رحم میں جو حمل وغیرہ یا حیض ہے، اس کو پوشیدہ رکھنا ان کے لیے حلال نہیں اور ان کے خاوند اس عدت کے زمانہ میں خواہ وہ حمل سے ہوں ان سے رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، جب کہ وہ اس رجوع سے نیکی کا ارادہ رکھتا ہو، ابتدا اسلام میں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دیتا تھا تو وہ عدت گزرنے کے بعد بھی نکاح کرنے سے پہلے اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتا تھا۔

مگر اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ سے عدت گزارنے کے بعد اس قسم کا رجوع منسوخ ہو گیا اور اسی طرح حمل کے زمانہ میں وہ اس سے رجوع کرنے کا حقدار سمجھا جاتا تھا اگر چہ اسے ایک ہزار طلاق دے دی ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اس قسم

کے رجوع کو بھی فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ سے منسوخ کر دیا اور عورتوں کے بھی ان کے شوہروں کے اوپر حرمت وغیرہ کے اسی درجہ کے حقوق ہیں، جو ان کے خاوندوں کے ان پر صحبت اور معاشرت کے واجب ہیں۔ مردوں کو ان پر فضیلت اور برتری حاصل ہے، عقل، میراث، دیت، شہادت، نفقہ اور خاوندوں کی خدمت میں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت مواخذہ کرنے والا ہے جو زوجین کے حقوق اور حرمت کو برباد کرے، اور ان دونوں کے درمیان اپنے احکام کو نافذ کرنے والا ہے۔

شانِ نزول: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ (الخ)

ابوداؤدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورت کو طلاق دی جاتی تھی مگر مطلقہ (طلاق شدہ عورت) کے لیے عدت نہیں تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے طلاق کے لیے عدت نازل فرمائی۔ یعنی طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک عدت گزاریں۔

ثعلبیؒ اور ہبۃ اللہ بن سلامہؒ نے "ناسخ" میں کلبیؒ اور مقاتلؒ سے روایت کیا ہے کہ اسماعیل بن عبداللہ غفاریؓ نے اپنی بیوی قتیلہ کو رسول اکرم ﷺ کے عہد میں طلاق دی اور ان کو اس کا حاملہ ہونا معلوم نہیں تھا، بعد میں اس کا علم ہوا تو انھوں نے رجوع کر لیا، اس کے بعد ان کی بیوی نے بچے کو جنم دیا، جس میں وہ خود مر گئیں اور ان کا بچہ بھی مر گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری، وَالْمُطَلَّقٰتُ (الخ) یعنی جو عورتیں حاملہ نہ ہوں، وہ تین حیض تک عدت گزاریں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۲۹) یعنی طلاق رجعی دو ہیں، اب تیسری طلاق یا عدت میں، تیسرے حیض آنے سے پہلے حسن صحبت اور معاشرت کے ساتھ اسے روک لو یا اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے اسے تیسری طلاق دے دو۔

اور جو مال تم نے ان کو مہر میں دیا ہو وہ طلاق دینے کے وقت ان سے لینا حلال نہیں، مگر خلع کی شکل میں جب کہ میاں بیوی احکامِ الٰہیہ کی ادائیگی نہ کر سکیں، لہٰذا جب احکامِ الٰہیہ کی پابندی نہ کر سکیں تو خاص طور پر مرد پر کوئی گناہ نہیں، اس مال کے لینے میں جو عورت اپنی مرضی سے خاوند کو دے کر اپنی جان چھڑانا چاہ رہی ہے، یہ آیت ثابت بن قیس بن شماسؓ اور ان کی بیوی جمیلہ بنت عبداللہؓ کے متعلق نازل ہوئی، انھوں نے اپنا مہر دے کر اپنے خاوند سے اپنی جان چھڑائی تھی، یہ زوجین کے درمیان احکام خداوندی ہیں، لہٰذا جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کی طرف تجاوز نہ کرو اور جو احکام الٰہیہ سے ان چیزوں کی طرف تجاوز کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے ہوں گے۔

شانِ نزول: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الخ)

امام ترمذیؒ امام حاکمؒ وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو جتنی چاہتا طلاقیں دے لیتا تھا اور جس وقت اس سے عدت میں رجوع کر لیتا وہ پھر بھی اسی کی بیوی رہتی، خواہ اسے سو یا اس سے زیادہ طلاقیں دے دے، یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ کبھی ایسی طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور نہ تجھ کو سکون سے رہنے ہی دوں گا، اس کی بیوی نے کہا یہ کس طرح ممکن ہو گا وہ کہنے لگا میں تجھے طلاق دیتا رہوں گا۔ جب بھی تیری عدت کی مدت ختم ہونے والی ہوگی پھر تجھ سے رجوع کر لیا کروں گا اس پر اس عورت نے جا کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ کہہ سنایا، آپ سن کر خاموش ہو گئے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت اتار دی، اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الخ) یعنی وہ طلاق جس میں رجوع کرنا درست ہے وہ دو مرتبہ کی ہے۔

فرمان خداوندی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ (الخ) امام ابوداؤدؒ نے ناسخ ومنسوخ میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ انسان اپنی بیوی کا تمام مال کھا جاتا تھا، خواہ اس نے اسے دیا ہو، یا نہ دیا ہوتا اور یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا، تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ کچھ لو اس مال میں سے جو تم نے اپنی عورتوں کو دیا ہے۔

اور ابن جریر نے ابن جریج ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیسؓ اور حبیبہؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے، حبیبہؓ نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جا کر شکایت عرض کی تھی، آپ نے اس کو فرمایا، کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا باغ تجھے واپس کر دیا جائے، وہ کہنے لگیں جی ہاں! آپ نے ان کے خاوند کو بلا کر ان سے اس چیز کا ذکر کیا وہ کہنے لگے کیا وہ اس بات پر راضی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ راضی ہے۔ ان کے خاوند کہنے لگے تو میں نے ایسا ہی کر دیا، تب اس پر یہ آیت اتری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ
يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ
حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا
لِتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ
وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ
يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ ﴿٢٣١﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ
فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا
بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ
مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ
لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ خدا کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ خدا کی حدیں ہیں ان کو وہ ان لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں (۲۳۰)۔ اور جب تم عورتوں کو (دو دفعہ) طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں یا تو حسن سلوک سے نکاح میں رہنے دو یا بطریق شائستہ رخصت کر دو۔ اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہیئے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور خدا کے احکام کو ہنسی (اور کھیل) نہ بناؤ اور خدا نے تم کو جو نعمتیں بخشی ہیں اور تم پر جو کتاب اور دانائی کی باتیں نازل کی ہیں جن سے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اُن کو یاد کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے (۲۳۱)۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اُن کو دوسرے شوہروں کے ساتھ جب وہ آپس میں جائز طور پر راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکو۔ اس (حکم) سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں خدا اور روز آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لئے نہایت خوب اور بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۳۰) تا (۲۳۲)

(۲۳۰) اب پھر اللہ تعالیٰ الطَّلاقُ مَرَّتٰنِ والے مضمون کی طرف آتے ہیں کہ اگر تیسری طلاق دے دے، تو پھر یہ عورت تیسری طلاق کے بعد اس مرد کے لیے حلال نہیں رہی جب تک کہ یہ عورت دوسرے شوہر سے شادی کر لے اور وہ دوسرا خاوند اس کے ساتھ ہم بستری بھی کر لے، پھر اس کے بعد اگر وہ دوسرا شوہر طلاق دے دے۔ یہ آیت عبدالرحمن بن زبیرؓ کے بارے میں اتری ہے، تو اب پہلے خاوند اور اس عورت پر مدت گزرنے کے بعد آپس میں مہر کے ساتھ نیا نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر یہ جانتے ہوں کہ میاں بیوی کے درمیان جو حقوق ہیں ان کی پورے طریقہ پر ادائیگی کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے فرائض ہیں، ان کو ماننا اور تصدیق کرنا ضروری ہے۔

شانِ نزول: فَإِنْ طَلَّقَهَا (الخ)

ابن منذرؒ نے مقاتل بن حیانؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عائشہ بنت عبدالرحمٰن عتیکؓ کے بارے میں اُتری ہے وہ اپنے چچازاد بھائی رفاعہ بن وہب بن عتیکؓ کے نکاح میں تھیں، رفاعہ نے ان کو طلاق بائنہ دے دی تھی۔ اس کے بعد انھوں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی ﷺ سے شادی کر لی، انھوں نے بھی ان کو طلاق دے دی یہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ عبدالرحمٰن نے صحبت کرنے سے پہلے ہی مجھے طلاق دے دی ہے تو کیا اب میں پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا نہیں تاوقتیکہ وہ تم سے ہم بستری کرے اور یہ آیت نازل ہوئی فَإِنْ طَلَّقَهَا (الخ) یعنی تیسری طلاق کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح اور ہمبستری کیے بغیر پہلے خاوند کے لیے اس عورت کا نکاح کرنا حلال نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۳۱) اور جب تم عورتوں کو طلاق رجعی دے دو اور وہ عدت کے قریب پہنچیں تو تیسرے حیض میں غسل سے قبل تو خواہ حسنِ صحبت اور معاشرت کے ساتھ ان سے رجوع کر لو یا ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دو تاکہ وہ غسل کر لیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے اور ان کو تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے کے ارادہ سے نہ رکھو کہ ان پر عدت کو دراز کر دو اور جو اس عمل سے تکلیف پہنچانے کا کام کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ احکامِ الٰہی کو مذاق مت بناؤ کہ تم اس کو جانتے ہی نہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا کر کے جو تم پر احسان کیا ہے اور جو کچھ کتاب اللّٰہ میں اوامر و نواہی اور حلال و حرام کو بیان کیا گیا ہے ان سب باتوں کو یاد کرو اور کسی کو بے جا تکلیف پہنچانے کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ تمھیں نصیحت کرتا ہے اور کسی کو تکلیف پہنچانے پر یاد رکھو کہ اللّٰہ تعالیٰ اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

شانِ نزول: وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر عدت پوری ہونے سے پہلے اس سے رجوع کر لیتا تھا اس کے بعد پھر اسے طلاق دے دیتا تھا، اسی طرح اس کو نقصان پہنچاتا اور لٹکائے رکھتا تھا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی انصار میں ایک شخص تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جب اس کی عدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے رجوع کر لیا پھر اسے تکلیف پہنچانے کی خاطر طلاق دے دی اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ (الخ)

شانِ نزول: وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی عمرؓ نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہؒ نے ابوالدرداء ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی طلاق دیتا

تھا پھر اس کے بعد کہتا کہ میں تو کھیل کر رہا ہوں اور غلام کو آزاد کرتا اور کہتا کہ میں تو مذاق کر رہا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ اتاری فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو مذاق نہ سمجھو اور ابن منذرؒ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن جریرؒ نے حسنؒ سے مرسل ایسے ہی روایت نقل کی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۳۲) اور جب تم عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے دو اور پھر ان کی عدت پوری ہو جائے اور وہ اپنے پہلے شوہروں کے پاس حق مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانا چاہیں تو ان کو اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو اور **تَعْضِلُوْ هُنَّ** ضاد کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو مت روکو، جب کہ وہ آپس میں مہر اور نکاح کے لیے ساتھ اتفاق کرلیں ان مذکورہ باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اور یہ باتیں تمہارے لیے درستگی کا ذریعہ ہیں اور تمہارے اور ان عورتوں کے دلوں کو بدگمانی اور عداوت سے پاک کرنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عورت کو خاوند سے کس قدر محبت ہے جبکہ تم یہ نہیں جانتے۔

یہ آیت مبارکہ معقل بن یسار مزنیؓ کے بارے میں اتری ہے انھوں نے اپنی بہن جمیلہ کو ان کے پہلے خاوند عبداللہ بن عاصمؓ کے پاس حق مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانے سے روکا تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے روک دیا۔

شانِ نزول: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (الخ)

امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ وغیرہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے اپنی بہن کی مسلمانوں میں سے ایک شخص کے ساتھ شادی کردی، ان کی بہن اس کے پاس تھیں، اس نے اس کو ایک طلاق رجعی دے دی اور پھر رجوع نہ کیا، تا آنکہ عدت گزر گئی، اس کے بعد ان کی بہن کی چاہت اسی کی طرف ہوئی اور اس کی چاہت ان کی بہن کی طرف ہوئی، غرض کہ اس نے پھر اس سے نکاح کرنے کا پیغام بھجوادیا، حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے غیرت کے جوش میں کہا کہ میں نے اولاً تمہیں اس کے ساتھ عزت دی اور پھر اس سے تمہاری شادی کردی مگر تم نے اس کو طلاق دی (اور پھر رجوع نہ کیا) اللہ کی قسم وہ اب تمہارے نکاح میں ہرگز نہیں جاسکتی، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کی آپس کی خواہش اور حاجت کو پہچان لیا اس نے فوراً یہ آیت کریمہ **وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ** سے **لَا تَعْلَمُوْنَ** تک نازل فرمائی، جب حضرت معقلؓ نے یہ آیت سنی تو فرمایا کہ میرے پروردگار نے اس کی خواہش کو سن لیا، اس کے بعد ان کو بلایا اور فرمایا کہ میں پھر اپنی بہن کو تمہارے نکاح میں دے کر تمہیں عزت دیتا ہوں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے طریقوں سے اس روایت کو نقل کیا ہے پھر بعد میں سدیؒ کے ذریعہ سے

روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت جابر ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے، حضرت جابر بن عبداللہؓ کی چچازاد بہن تھیں، ان کے خاوند نے ان کو طلاق دے دی اور ان کی عدت بھی پوری ہوگئی، اس کے بعد ان سے پھر شادی کرنے کا ارادہ کیا، حضرت جابر ﷺ نے انکار کیا کہ اولاً میری چچازاد بہن کو طلاق دے دی اور اب پھر اس سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے اور ان کی بہن بھی اسی خاوند سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی تھیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اُس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہو گا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اُسکے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اُسکی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق اُن کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسکو دیکھ رہا ہے (۲۳۳)۔ اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو عورتیں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں اور جب (یہ) عدت پوری کر چکیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کرلیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۲۳۴)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۳۳) تا (۲۳٤)

(۲۳۳) اور (مائیں اپنے بچوں کو خواہ وہ) طلاق دی ہوئی ہوں، دو سال تک دودھ پلالیں اور یہ اس عورت کے لیے ہے جو شیر خوارگی کو مکمل کرے اور باپ پر ان عورتوں کا خرچہ دودھ پلانے کے زمانہ میں بھی اور ایسا ہی کپڑا قاعدہ کے موافق واجب ہے، جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو، دودھ پلانے وغیرہ کے خرچہ میں اتنا ہی انسان کو اللہ کی طرف سے پابند کیا گیا ہے، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا ہے، کسی ماں سے اس کا بچہ نہیں لینا چاہیے جب کہ وہ اتنے پیسوں پر دودھ پلانے کے لیے راضی ہوگئی جتنے پیسے وہ دوسروں سے لیتی ہے اور نہ باپ کے ذمہ بچہ کو ڈالا جائے جب کہ

اپنی ماں کو پہچان لے اور کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پئے اور باپ یا بچہ کے وارث پر جب کہ بچہ کا باپ نہ ہو تو اسی طرح بچے کا خرچہ اور تکلیف نہ پہنچانا واجب ہے جیسا کہ باپ پر تھا۔

اور جب میاں بیوی دو سال سے پہلے آپس کی رضامندی اور مشورہ سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اگر وہ اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ نہ پلائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور جب ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو اور ماں کا (عدت پوری ہونے کی وجہ سے) شادی کا ارادہ ہو تب بھی ماں باپ پر کوئی گناہ نہیں جب کہ قاعدہ کے مطابق جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے بغیر کسی مخالفت کے تم اس کو دے دو اور تکلیف پہنچانے اور مخالفت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ موافقت اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے مخالفت کرنے کو دیکھ رہا ہے۔

(۲۳۴) اور تم لوگوں میں سے جو حضرات مر جائیں اور اپنے بعد اپنی عورتیں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں چار ماہ اور دس دن تک عدت گزاریں، جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو شادی کے لیے بناؤ سنگھار کرنا درست ہے اور میت کے وارثوں کو ان عورتوں کے چھوڑنے میں کوئی گناہ نہیں (کیونکہ اب عدت گزر جانے کے بعد ان کا پہلے خاوند سے تعلق نہیں رہا) اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ خیر و شر کو خوب جانتا ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع

اگر تم کنائے کی باتوں میں عورتوں کو نکاح کا پیغام بھیجو یا (نکاح کی خواہش کو) اپنے دلوں میں مخفی رکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم ان سے (نکاح کا) ذکر کرو گے۔ مگر (ایام عدت میں) اسکے سوا کہ دستور کے مطابق کوئی بات کہہ دو پوشیدہ طور پر ان سے قول و قرار نہ کرنا۔ اور جب تک عدت پوری نہ ہو لے نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا اور جان رکھو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا کو سب معلوم ہے تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا بخشنے والا (اور) حلم والا ہے (۲۳۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیت (۲۳۵)

(۲۳۵) اور جن عورتوں کے شوہر انتقال کر چکے اور ابھی ان کی عدت پوری نہیں ہوئی تو ان کو نکاح کا پیغام دینے میں کوئی حرج نہیں کہ عدت گزرنے کے بعد اس سے شادی کر لیں۔ اشارتاً اس سے کہا جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو حلال طریقہ پر اکٹھا کر دے تو کتنا اچھا ہو یا اپنے دلوں میں اس چیز کو پوشیدہ رکھو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم ضرور ان سے نکاح کا ذکر کرو گے مگر صاف الفاظ میں نکاح کا وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ صحیح طریقہ پر اشارتاً اس کا ذکر کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم دونوں کا ساتھ کر دے تو بہت اچھا ہو اور تم نکاح کے تعلق کا پختہ ارادہ بھی نہ کرو جب تک کہ اس کی عدت نہ

گزر جائے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی خبر ہے کہ تم اپنی باتوں میں سے کس بات کو پورا کرتے ہو اور کس کو نہیں کرتے ہو اور وعدہ خلافی سے ڈرتے رہو اور جو وعدہ خلافی سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرنے والے ہیں اور وہ حلیم بھی ہے (کہ جلد انتقام نہیں لیتے)

لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّآ أَنْ يَّعْفُوْنَ أَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوْٓا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٧﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَآ أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٩﴾

اور اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے یا اُن کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ ہاں ان کو دستور کے مطابق کچھ خرچ ضرور دو (یعنی) مقدور والا اپنے مقدور کے مطابق دے اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق۔ نیک لوگوں پر یہ ایک طرح کا حق ہے (۲۳۶)۔ اور اگر تم عورتوں کو اُن کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دینا ہوگا۔ ہاں اگر عورتیں مہر بخش دیں۔ یا مرد جن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے (اپنا حق) چھوڑ دیں (اور پورا مہر دے دیں تو اُنکو اختیار ہے) اور اگر تم مرد لوگ ہی اپنا حق چھوڑ دو تو یہ پرہیزگاری کی بات ہے اور آپس میں بھلائی کرنے کو فراموش نہ کرنا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۲۳۷)۔ (مسلمانو) سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز (یعنی نماز عصر) پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اور خدا کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو (۲۳۸)۔ اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو) پھر جب امن (واطمینان) ہو جائے تو جس طریق سے خدا نے تم کو سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے خدا کو یاد کرو (۲۳۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۳۶) تا (۲۳۹)

(۲۳۶-۲۳۷) تم پر کوئی حرج کی بات نہیں اگر تم عورتوں کو ایسی حالت میں جدا کر دو یعنی طلاق دے دو کہ نہ تم نے ان کے ساتھ صحبت کی ہو اور نہ ان کے لیے حق مہر کی کوئی مقدار مقرر کی ہو اور اس طلاق کا ایک جوڑا دے دو، جو صاحب وسعت پر اس کے مال کی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق واجب ہے۔ یہ جوڑا دینا مہر کے اوپر ہے (کہ اس صورت میں مہر نہیں) جس میں تین کپڑے دیے جائیں گے، ایک قمیض ایک شلوار اور ایک بڑی چادر، یہ چیز مسلمانوں پر لازم ہے اس لیے کہ یہ جوڑا حق مہر کے قائم مقام ہے، اب اللہ تعالیٰ اس شخص کے بارے میں بیان کرتا ہے جو عقد نکاح کے وقت مہر متعین کرے اور اگر صحبت یا خلوت صحیحہ سے پہلے ان کو طلاق دے دو اور ان کے لیے تم نے مہر بھی مقرر کیا ہے تو جو تم نے مہر متعین کیا ہے اس کا آدھا دینا تم پر واجب ہے (مگر کچھ صورتیں اس سے مستثنیٰ

ہیں) ایک یہ کہ عورت ہی خود اپنے حق مہر کو جو خاوند پر واجب ہے معاف کر ڈالے یا خاوند کا جو عورت پر حق ہے خاوند اس کو چھوڑ دے اور پورا حق مہر عورت کو دے دے کہ ان دونوں صورتوں میں دونوں کو لینے دینے کا کچھ حق نہیں اور تمہارا خود اپنے حق کو چھوڑ دینا یہ متقین حضرات کے لیے تقوٰی کے زیادہ قریب ہے یعنی میاں بیوی سے کہا جائے کہ وہ اپنے اس حق کو معاف کر دے جو ایک دوسرے پر واجب ہے تو یہ چیز تقوٰی سے زیادہ قریب ہے، میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنے سے غفلت نہیں برتنی چاہیے، اللہ تعالٰی اس احسان اور بھلائی کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں۔

(۲۳۸) اب اللہ تعالٰی پانچوں نمازوں کی جو کہ مقصود حقیقی ہیں تاکید کرتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کے وضوء، رکوع، سجود اور جو چیزیں ان میں واجب ہیں ان کا اور ان کے اوقات کا خاص طور پر اہتمام کرو اور خاص طور پر عصر کی نماز کا بہت ہی اہتمام کرو۔ اللہ تعالٰی ہی کے لیے نماز پڑھو کہ قیام ورکوع وسجود کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرو اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ نماز میں اللہ تعالٰی کے سامنے عاجز اور فرمانبردار بنے ہوئے کھڑے ہو کسی کام وغیرہ سے اس کی نافرمانی نہ ظاہر ہو۔

شان نزول: حافظوا على الصلوٰت (الخ)

امام احمدؒ اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤدؒ بیہقیؒ اور ابن جریرؒ نے زید بن ثابتؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ظہر کی نماز شدت گرمی کے وقت پڑھا کرتے تھے یہ نماز صحابہ کرامؓ پر سب نمازوں سے زیادہ مشکل ہوتی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں خصوصیت کے ساتھ درمیانی نماز یعنی ظہر کا اہتمام کرو، امام احمدؒ نسائیؒ اور ابن جریرؒ نے زید بن ثابتؓ ہی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ٹھیک دوپہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے صرف ایک دو صفیں ہوتی تھیں اور لوگ اس وقت قیلولہ (دوپہر کا آرام) اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے تھے، اس وقت اللہ تعالٰی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اور آئمہ ستہ وغیرہ نے زید بن ارقمؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نماز میں کلام کرلیا کرتے تھے حتی کہ ہم میں سے کوئی بھی جو اس کے پاس کھڑا ہوتا تھا نماز میں اس سے گفتگو کرلیا کرتا تھا جب تک کہ یہ آیت نازل نہ ہوئی وقوموا للّٰہ (الخ) یعنی اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے کھڑے رہو، اس کے بعد ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے روک دیے گئے اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز میں بات چیت کرلیا کرتے تھے حتی کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو کسی ضرورت کے بارے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا تب اللہ تعالٰی نے یہ آیت وقوموا للّٰہ قٰنتین اتاری۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۳۹) اور اگر نماز کے قیام میں کسی دشمن کا خوف ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے جس طرح ممکن ہو خواہ اشارتاً ہو یا قبلہ کی طرف منہ بھی نہ ہو سکے تو نماز پڑھ لیا کرو۔

اور جب دشمن وغیرہ سے بالکل اطمینان ہو جائے تو پھر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھو، اس کے مطابق جس کا تمہیں قرآن کریم کے اندر حکم دیا گیا ہے کہ مسافر (چار رکعتوں والی نماز میں) دو رکعتیں پڑھے اور مقیم چار پڑھے۔ نزول قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے تم اس سے بے خبر تھے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔ ہاں اگر وہ خود گھر سے چلی جائیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کر لیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور خدا زبردست حکمت والا ہے (۲۴۰)۔ اور مطلقہ عورتوں کو بھی دستور کے مطابق نان ونفقہ دینا چاہیے۔ پرہیز گاروں پر (یہ بھی) حق ہے (۲۴۱)۔ اسی طرح خدا اپنے احکام تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تا کہ تم سمجھو (۲۴۲)۔ بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو (شمار میں) ہزاروں ہی تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔ تو خدا نے اُن کو حکم دیا کہ مر جاؤ پھر اُن کو زندہ بھی کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۲۴۳)

تفسیر سورة بقرة آيات (٢٤٠) تا (٢٤٣)

(۲۴۰) اور جو لوگ تم میں سے انتقال کر جاتے ہیں اور مرنے کے بعد بیویوں کو چھوڑ جاتے ہیں تو ان پر وصیت واجب ہے اور اگر اس لفظ کو عاء کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ ان کو وصیت کرنی چاہیے تو اپنے مال میں یہ وصیت کرنا چاہیے کہ ان کے لیے ایک سال تک نان ونفقہ اور رہائش ہے، بغیر اس کے کہ ان کو شوہر کے مکان سے نکالا جائے۔

اور اگر وہ عورتیں خود چلی جائیں یا سال پورا ہونے سے پہلے وہ کسی اور شخص سے شادی کر لیں تو ان کے اپنے خاوند کے گھر سے نکلنے یا کسی اور سے شادی کرنے پر نان ونفقہ اور رہائش کے روک لیتے ہیں تو میت کے وارثوں پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں اور نہ ان کاموں میں اولیاء پر کوئی گناہ کی بات ہے جو یہ عورتیں اپنی شادی کے لیے (عدت

گزرنے کے بعد) بناؤ سنگھار کریں۔

مگر یہ نفقہ (خرچہ) وغیرہ کا حکم آیت میراث سے منسوخ ہوگیا (کیونکہ میراث میں حق تعالیٰ نے خاوند کی ہر ایک چیز میں عورت کا حصہ رکھ دیا) اور جو احکام الٰہیہ کو ترک کرے اللہ تعالیٰ اس کو پکڑنے پر غالب ہیں اور حکمت والے ہیں کہ میراث کے حکم سے پہلے یہ ایک سال تک نفقہ رہائش کا حکم دیا تھا پھر بعد میں میراث سے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ (الخ)

اسحاق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں مقاتل بن حبانؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اہل طائف میں سے مدینہ منورہ چلا آیا اور اس کی اولاد اور مرد وعورتیں اور ماں باپ بھی تھے وہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گیا، اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو خبر دی گئی، آپ نے اس کے والدین اور اولاد کو دستور کے مطابق مال دے دیا، مگر اس کی بیوی کو کچھ نہ دیا، تاہم اس کے وارثوں کو حکم دیا کہ اس کے خاوند کے مال میں سے ایک سال تک اس کو نفقہ یعنی خرچ دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۱-۲۴۲) ان عورتوں کو کچھ فائدہ پہنچانا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا مقرر رہوا ہے، واجب نہیں کیوں کہ یہ بطور احسان کے حق مہر کے علاوہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ احکام الٰہی کو بیان کرتا ہے، جیسا کہ ان چیزوں کو بیان کیا ہے تاکہ تم اللہ کے حکموں کو سمجھو۔

شانِ نزول: وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن زیدؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ نازل ہوئی تو اس پر ایک شخص کہنے لگا کہ اگر اس نے بھلائی کی تو میں بھی ایسا کروں گا اور اگر بھلائی دیکھنے میں نہ آئی تو میں یہ سلوک نہیں کروں گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لیے کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچانا مقرر رہوا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۳) اب اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی ایک جہاد والی جماعت کا ذکر کرتے ہیں، اے محمد ﷺ قرآن کریم میں آپ کو ان لوگوں کا واقعہ نہیں معلوم ہوا جو اپنے گھروں سے اپنے دشمنوں سے لڑائی کرنے کے لیے گئے تھے اور وہ تقریباً تعداد میں آٹھ ہزار تھے پھر موت کے ڈر سے انہوں نے قتال نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اسی جگہ پر موت دے دی اور پھر آٹھ دن کے بعد ان کو حیات بخش دی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو زندہ کر کے ان پر بڑا فضل و احسان کیا ہے مگر یہ لوگ زندگی کی قدر نہیں کرتے۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

اور (مسلمانو) خدا کی راہ میں جہاد کرو اور جان رکھو کہ خدا (سب کچھ) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے (۲۴۴)۔ کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا۔ اور خدا ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۲۴۵)۔ بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسیٰ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم راہ خدا میں کیوں نہ لڑیں گے جبکہ ہم وطن سے (خارج) اور بال بچوں سے جدا کر دیئے گئے۔ لیکن جب ان کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔ اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے (۲۴۶)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۴۴) تا (۲۴۶)

(۲۴۴) ان کو زندہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے دشمن کے ساتھ لڑائی کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور تمہاری نیتوں کو جاننے والا ہے اگر تم اس چیز پر عمل نہ کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تو اس پر تمہاری سزا کو بھی اچھی طرح جاننے والا ہے۔

(۲۴۵) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنین کو صدقہ و خیرات کی ترغیب دی جو شخص صدقہ ثواب کی امید رکھ کر خلوص اور سچائی کے ساتھ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو بڑھا کر ہزاروں تک پہنچا دیتا ہے اور دنیا میں جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی تنگی اور فراخی کر دیتا ہے اور مرنے کے بعد جب حاضری ہوگی تو وہ تمہارے اعمال کا ثواب دے گا، یہ آیت مبارکہ ایک انصاری شخص ابوالدحداح یا ابوالدحداحۃ کے بارے میں اتری ہے۔

شانِ نزول: مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ (الخ)

ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ (الخ) یعنی سات سو تک ثواب کی زیادتی والی آیت نازل ہوئی، تو رسول اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے رب میری امت کو اور زیادہ ثواب دیجیے، اس پر یہ آیت کریمہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ (الخ) نازل ہوئی، یعنی جو شخص خدا کے راستے میں حسن نیت کے ساتھ خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا کر اور بہت زیادہ

کر دیتا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۲۴۶) اے مخاطب تجھے اس قوم کا واقعہ معلوم ہے، جس وقت انھوں نے اپنے نبی شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لشکر پر ایک بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ جس کے حکم سے ہم اپنے دشمن (جالوت) سے اللہ کی راہ میں لڑائی کریں ان کے نبی نے فرمایا کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو (اور اگر عسیتم سین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کیا تم یہ سمجھتے ہو) اگر تم پر تمہارے دشمن کے ساتھ جہاد کو فرض قرار دیا جائے تو تم جہاد نہیں کر سکو گے وہ کہنے لگے ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کے راستے میں جہاد نہ کریں درا صل ہم اپنی بستیوں سے نکال دیئے گئے اور ہمارے بیٹوں کو بھی قیدی بنا لیا گیا، چنانچہ جب ان پر قتال فرض ہوا تو تقریباً تین سو تیرہ آدمیوں کے علاوہ سب اپنے دشمنوں سے قتال کرنے سے منکر ہو گئے اور جنھوں نے اپنے دشمن سے قتال نہ کیا، اللہ تعالیٰ ان کو اچھی طرح جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ
قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ
عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝
وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ
سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ
تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝
فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ
فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا
مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ
هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ
قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوا
لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا
وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اور پیغمبر نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہو سکتا ہے۔ بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں۔ پیغمبر نے کہا کہ خدا نے اس کو تم پر (فضیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی (بڑا عطا کیا ہے) اور خدا (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔ وہ بڑا کشائش والا ہے (اور) دانا ہے (۲۴۷)۔ اور پیغمبر نے ان سے کہا کہ ان کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسلی (بخشنے والی چیز) ہوگی اور کچھ اور چیزیں بھی ہوں گی جو موسیٰ اور ہارون چھوڑ گئے تھے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے (۲۴۸) غرض جب طالوت فوجیں لے کر روانہ ہوا تو اس نے (ان سے) کہا کہ خدا ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا (اس کی نسبت تصور کیا جائے گا کہ) وہ میرا نہیں۔ اور جو نہ پیئے گا وہ (سمجھا جائے گا کہ) میرا ہے۔ ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی پی لے (تو خیر جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند شخصوں کے سوا سب نے پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کو خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے

لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے (۲۴۹)۔ اور جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر کے مقابل آئے تو (خدا سے) دُعا کی کہ اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتحیاب کر (۲۵۰)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲٤۷) تا (۲۵۰)

(۲۴۷) اور شموئیل علیہ السلام نے ان کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے، وہ کہنے لگے ان کو ہم پر حق حکمرانی کیسے حاصل ہوسکتا ہے، وہ شاہی خاندان سے نہیں ہے، اس کی نسبت ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں کیوں کہ ہم شاہی خاندان سے ہیں اور وہ اتنا سرمایہ دار بھی نہیں ہے کہ وہ فوج پر خرچ کر سکے، شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا انتخاب کیا ہے ان کو جنگ وسیاست میں بڑائی حاصل ہے اور جسمانی طور پر بھی قوت میں وہ تم سے زیادہ ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت دنیا میں جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اگر چہ وہ شاہی خاندان سے نہ ہو اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا ہے اور یہ بات بھی جانتے ہیں کہ کون وسعت اور فراخی کا حقدار ہے، وہ کہنے لگے اس کی بادشاہت اللہ کی جانب سے نہیں بلکہ آپ نے ہم پر اسے بادشاہ متعین کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴۸) شموئیل علیہ السلام نے فرمایا ان کی بادشاہت اللہ کی طرف سے ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ صندوق جو تم سے لیا گیا تھا تمہارے پاس آجائے گا اس میں رحمت اور طمانیت ہوگی اور سکینہ کے معنی نصرت اور مدد کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں یعنی اس میں اس قسم کی زردی ہوگی جیسے انسان کی صورت ہوتی ہے، اور اس میں کچھ چیزیں بھی ہوں گی جن کو حضرت موسیٰ چھوڑ گئے یعنی حضرت موسیٰ کی کتاب اور الواح (تختیاں) اور ان کا عصا اور جو ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے ہیں جیسے ان کی چادر اور ان کا صافہ (پگڑی) اس صندوق کو تمہارے پاس فرشتے اٹھا کر لائیں گے اور صندوق کو تمہارے پاس لوٹائے جانے میں اس بات کی اور نشانی ہوگی کہ طالوت کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اگر تم اس بات کی تصدیق کرو۔ جب یہ صندوق ان کے پاس پہنچ گیا تو ان لوگوں نے طالوت کی حکمرانی اور بادشاہت کو قبول کرلیا اور ان کے ساتھ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

(۲۴۹) جب حضرت طالوت لشکر لے کر روانہ ہوئے تو انہیں چٹیل زمین سے واسطہ پڑا جہاں گرمی اور پیاس کی سخت شدت تھی، انھوں نے پانی مانگا، طالوت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک جاری نہر سے تمہیں آزمائے گا، سو جو شخص اس نہر سے زیادہ پانی پیئے گا وہ تو میرے ساتھ میرے دشمن کے مقابلے کے لیے نہیں جائے گا اور نہ اس نہر کو پار کر سکے گا۔

اور جو اس میں سے نہیں پیئے گا وہ میرے ساتھ ہوگا لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے، غَرْفَۃً غین کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس میں ایک چلو مراد ہوگا، جو ان کی پیاس اور ان کے جانوروں کے لیے کافی ہو جائے گا، چنانچہ جب لوگ نہر پر پہنچے تو نہر کے کنارے پر کھڑے ہو کر سب نے بہت زیادہ پانی پینا شروع کر دیا مگر تین سو تیرہ

آدمیوں نے احتیاط کی اور حکم الٰہی کے مطابق انھوں نے اس میں سے پانی پیا، چنانچہ جب طالوت اور سچے حضرات نے نہر کو پار کرلیا تو آپس میں کہنے لگے کہ آج تو جالوت کے مقابلہ کی طاقت معلوم نہیں ہوتی لیکن جن حضرات کو اس بات کا علم اور یقین تھا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، وہ کہنے لگے کہ ایسے واقعات بہت گزر چکے ہیں کہ حکم الٰہیہ سے بہت سی اہل حق کی چھوٹی جماعتیں باطل کے بڑے بڑے لشکروں پر غالب آگئی ہیں اور لڑائی میں استقامت والوں کے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال ہے۔

(۵۰) چنانچہ جب یہ جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے آئے تو سچے حضرات دعا مانگنے لگے کہ پروردگار صبر کے ساتھ ہمیں عزت عطا فرما اور ہمیں لڑائی میں ثابت قدم رکھ اور جالوت اور اس کے لشکر پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝	تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے اُن کو ہزیمت دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اُس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہلِ عالم پر بڑا مہربان ہے (۲۵۱)۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور (اے محمد ﷺ) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو (۲۵۲)

تفسیر سورة بقرة آیات (۲۵۱) تا (۲۵۲)

(۲۵۱) چنانچہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان کو شکست دے دی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت جو کافروں کا سرغنہ تھا کو مار ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی بادشاہت عطا فرمائی اور ان کو فہم اور نبوت عطا فرمائی اور بغیر آلات کے ذرہ بنانا سکھایا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل سے جالوت کے شر کو رفع کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین تمام تر فساد سے بھر جاتی یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کے ذریعے مومنین سے ان کے دشمنوں کے شر کو اور مجاہدین کے ذریعہ اہل باطل کے شر کو دور فرماتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو روئے زمین فساد سے پُر ہو جائے۔

(۲۵۲) لیکن اللہ تعالیٰ دشمن کے دور کرنے میں بڑا فضل کرنے والا ہے یہ قرآن کریم جو گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتا ہے ہم جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے آپ پر نازل کرتے ہیں، تاکہ حق و باطل نکھر جائے۔ اور بلاشبہ آپ تمام جنات اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلی نشانیاں عطا کیں۔ اور روح القدس سے اُن کو مدد دی۔ اور اگر خدا چاہتا تو اُن سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن اُنہوں نے اختلاف کیا تو اُن میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۵۳)۔ اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے۔ اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں (۲۵۴)

تفسیر سورة بقرة آيات (٢٥٣) تا (٢٥٤)

(۲۵۳) ہم نے ان میں سے کچھ کو کچھ پر بزرگی عطا کی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا دوست بنایا اور ادریس علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند درجات عطا فرمائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ ان کو ہم نے اوامر ونواہی اور عجائبات عطا کیے اور جبرئیل امین سے ان کی تائید فرمائی۔

اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے بعد باوجود یہ کہ ان کی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف آچکی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا یہ لوگ باہم اختلاف نہ کرتے مگر انھوں نے اختلاف کیا کچھ لوگ تو تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور کچھ نے تمام کتابوں اور رسولوں کا انکار کردیا اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو دین میں یہ لوگ اختلاف نہ کرتے مگر جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

(۲۵۴) اب اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کی ترغیب دیتے ہیں کہ جو مال ہم نے تمہیں دیے ہیں قیامت کے آنے سے پہلے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جس دن نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی اور نہ کافروں کے لیے کسی قسم کی شفاعت ہوگی اور کافر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِکۡرَاهَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾

خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ، ہمیشہ رہنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اسکی بادشاہی (اور علم) آسمانوں اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رُتبہ (اور) جلیل القدر ہے (۲۵۵)۔ دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بُتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اُس نے ایسی مضبوط رسّی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا (سب کچھ) سُنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے (۲۵۶)۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کا دوست خدا ہے کہ اُن کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست شیطان ہیں کہ اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں یہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۵۷)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۵۵) تا (۲۵۷)

(۲۵۵) اب اللہ تعالیٰ اپنی تعریف وتوصیف بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایسا ہے جس کو کبھی موت نہیں کہ سارے جہان کا سنبھالنے والا ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں اور نہ اس کو اونگھ آسکتی ہے اور نہ ہی نیند۔ جو کہ عالم کی تدبیر اور احکام میں سے اسے بے توجہ کردے۔ تمام فرشتے اور سب مخلوقات اسی کی ملکیت میں ہیں تمام آسمانوں اور زمین والوں میں سے قیامت کے دن اسی کی اجازت سے کوئی سفارش کرسکتا ہے، امورِ آخرت میں سے جو چیزیں فرشتوں کے سامنے ہیں اور امورِ دنیا میں سے سب کو وہ جانتا ہے ان چیزوں کے علاوہ جن کی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اطلاع دی ہے، فرشتے دنیا وآخرت کے کاموں میں سے کسی چیز کو نہیں جانتے۔ اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ وسیع ہے، بغیر فرشتوں کے اللہ تعالیٰ کو عرش و کرسی (اور تمام آسمان وزمین) کی حفاظت کوئی مشکل نہیں اور وہ ہر چیز سے زیادہ عالی شان اور صاحب عظمت ہے۔

(۲۵٦) عرب کے اسلام قبول کرنے کے بعد اہل کتاب اور مجوسیوں میں سے کسی شخص کو توحید پر مجبور نہیں کیا جائے گا، ایمان کفر سے اور حق باطل سے ممتاز ہو چکا ہے اور یہ آیات منذر بن ساوی تمیمی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اور جو شخص شیطان کی باتوں، خیالات اور بتوں کی عبادت اور تعظیم سے انکار کرے اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن میں آئی ہیں ان پر ایمان لائے، تو اس نے مضبوطی کے ساتھ حلقہ لا الہ الا اللہ تھام لیا ہے۔ جس کو کسی طرح زوال اور ہلاکت نہیں ہوسکتی اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس مضبوط حلقہ کے تھامنے والے سے جس کی نعمتیں ختم اور زائل نہیں ہوں گی اور نہ یہ ہمیشہ دوزخ میں رہ کر ہلاک و برباد ہوگا اللہ تعالیٰ ان باتوں کو سننے والے ہیں اور اس کی نعمتوں اور ثواب کا علم رکھتے ہیں۔

شان نزول: لا اکراہ فی الدین (الخ)

امام ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ایک عورت کے ہاں پیدا ہونے والا لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا تو اس نے یہ منت (نذر) مانی کہ اگر اس کا لڑکا زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنادے گی جب یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر جلاوطن کیا گیا تو وہ بچہ بھی انصار کی اولاد میں سے ان کے ساتھ جارہا تھا۔ انصار بولے ہم تو اپنی اولاد کو نہیں چھوڑیں گے (یعنی یہود کے ساتھ جانے نہیں دیں گے بلکہ اس کو اپنی جماعت میں شامل کریں گے) اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ دین میں زبردستی نہیں۔

اور ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ لا اکراہ فی الدین انصار میں سے ایک شخص حسین نامی سالم بن عوف کی اولاد کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ان کے دولڑکے نصرانی تھے اور یہ مسلمان تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر وہ دونوں نصرانیت کے علاوہ اور کسی دین کو قبول نہیں کرتے تو ان کو اسلام لانے پر مجبور کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۵۷) جو حضرات ایمان لائے یعنی عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ ان کا مددگار اور محافظ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نکالا اور توفیق عطا کی کہ تاکہ یہ کفر سے نکل کر ایمان میں داخل ہوجائیں اور کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی ان کا دوست شیطان ہے وہ ان کو ایمان سے کفر کی طرف بلاتا ہے، یہ سب جہنمی ہیں، جس میں نہ کسی کو کبھی موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

شان نزول: ولی الذین امنوا (الخ)

ابن جریر نے عبدۃ ابن ابی لبابہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ پر یہ ایمان لائے۔ ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت مبارکہ اتری ہے۔

اور مجاہدؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھی اور ایک جماعت نے ان کا انکار کیا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا تھا، وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، انھوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ

بھلا تم نے اُس شخص کو نہیں دیکھا جو اِس (غرور کے) سبب سے کہ خدا نے اُس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیمؑ سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ جب ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سُن کر) کافر حیران رہ گیا۔ اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۲۵۸)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیت (۲۵۸)

(۲۵۸) اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ کو اس شخص کا واقعہ یاد نہیں، جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے پروردگار کے دین کے بارے میں جھگڑا کیا تھا، اس بنا پر کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کو حکومت و سلطنت عطا کی تھی اور وہ نمرود بن کنعان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ مردوں کو زندہ اور زندوں کو موت دیتا ہے، اس نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کا ثبوت پیش کرو، چنانچہ اس نے قید خانہ سے دو آدمی بلائے، ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو سزا معاف کر کے چھوڑ دیا اور کہنے لگا یہ اس بات کی دلیل ہے، اب حضرت ابراہیم علیہ السلام دوسری دلیل کی جانب متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اللّٰہ تعالیٰ سورج مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا، تو یہ کافر بغیر کسی دلیل کے خاموش ہو گیا اور کافروں یعنی نمرود کو دلیل کی رسائی نہیں ہوئی۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ
وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ
قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ
عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانظُرْ
إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى
الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا
تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ
تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً
مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ
مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ
حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جسے ایک گاؤں سے جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا اتفاقاً گذر ہوا تو اس نے کہا کہ خدا اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔ تو خدا نے اس کی روح قبض کرلی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو جلا اٹھایا اور پوچھا تم کتنا عرصہ (مرے) رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ خدا نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (مرے) رہے ہو۔ اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ (اتنی مدت میں مطلق) سڑی بسی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے) غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کیونکر جوڑ دیتے اور ان پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں جب یہ واقعات اس کے مشاہدے میں آئے تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۵۹)۔ اور جب ابراہیم نے (خدا سے) کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ خدا نے فرمایا کیا تم نے (اس بات کو) باور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن (میں دیکھنا) اس لئے (چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان کامل حاصل کرلے۔ خدا نے فرمایا کہ چار جانور پکڑوا کر اپنے پاس منگا لو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرادو) پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھوا دو پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ خدا غالب (اور) صاحب حکمت ہے (۲۶۰)۔ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (۲۶۱)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۵۹) تا (۲۶۱)

(۲۵۹) اور اسی طرح عزیر بن شرحیاء کا واقعہ ہے جن کا "دیر ہرقل" بستی پر سے گزرنا ہوا، وہ بستی چھتوں کے بل گری پڑی تھی، کہنے لگے اللہ تعالیٰ ان بستی والوں کو ان کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی جگہ پر سو سال تک سلا دیا، اس کے بعد دن کے اخیر حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بیدار کیا۔

پھر ارشاد ہوا عزیر کتنا قیام ہوا کہنے لگے ایک دن، لیکن جب سورج پر نظر پڑی تو بولے دن کا کچھ حصہ ارشاد

ہوا کہ سو سال تک انجیر، انگور اور اس کے شیرے کو دیکھو، اس میں اتنی مدت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور اپنے گدھے کی ہڈیاں بھی دیکھو کیسی سفید چمک رہی ہیں (اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے کیا) تاکہ ہم مردوں کے زندہ کرنے میں تمہاری ایک علامت اور نشانی کر دیں۔

جس صورت پر انسان مرتا ہے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام پر جوانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے موت طاری کر دی تھی اور پھر جوانی کی حالت میں ہی زندہ کر دیا۔

اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ لوگوں کے لیے ایک عبرت کی نشانی بنا دیا کیوں کہ جب وہ زندہ ہوئے تو وہ چالیس سال کی عمر کے تھے اور ان کا لڑکا ایک سو بیس سال کا تھا اور اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھ کر کہ ہم کس طرح اسے ترکیب دیے دیتے ہیں اور اگر لفظ ننشزھا کو راء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کس طرح ہم اس کو پیدا کرتے ہیں کہ اس میں پٹھے، رگیں، گوشت، کھال اور بال یہ تمام چیزیں پیدا کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس میں جان ڈالتے ہیں، جب یہ باتیں مشاہدہ کے طور پر واضح ہوگئیں کہ اللہ تعالیٰ مردوں کی ہڈیوں کو جمع کر کے کس طرح ان میں روح ڈالتے ہیں تو حضرت عزیر علیہ السلام بے اختیار جوش میں آ کر کہہ اٹھے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ موت و حیات اور ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

(۲۶۰) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی عرض کیا تھا کہ پروردگار آپ کس طرح مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کریں گے ارشاد باری ہوا کیا تم اس پر یقین نہیں لائے، عرض کیا میں کیوں نہ لاتا لیکن اس لیے گزارش ہے تاکہ (مشاہدہ کر کے) میرے دل کو اطمینان ہو جائے اور بطور مشاہدہ کے یہ چیز بھی واضح ہو جائے کہ میں آپ کا دوست مستجاب الدعوت ہوں، ارشاد ہوا کہ مختلف قسم کے چار پرندے لے لو یعنی مور، مرغا، کوا اور بطخ اور پھر ان سب کا اچھی طرح باریک قیمہ کر کے اور ان کو اچھی طرح ملا کر چار پہاڑوں پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کا نام لے کر بلاؤ وہ سب زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

اور ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا کہ اس بات کا خوب یقین رکھو کہ جو شخص مردوں کے زندہ کرنے پر ایمان نہ لائے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرنے میں زبردست ہیں اور مردوں کی ہڈیاں جمع کرنے اور پھر ان کے زندہ کرنے میں جیسا کہ ان پرندوں کو زندہ کیا ہے حکمت والے ہیں۔

(۲۶۱) اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے مالوں کی مثال جو اپنے اموال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانہ کی مثال ہے کہ اس سے سات بالیاں اگتی ہیں اور ہر ایک بالی میں ایک سو دانے ہوتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے اموال کو سات سو گنا تک بڑھاتا ہے اور جو اس کا اہل ہو یا جس کا صدقہ قبول کیا جائے اسے اس سے زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔

اور ثواب دینے میں اللہ تعالیٰ بڑی وسعت اور فراخی والے ہیں اور مسلمانوں کے خرچ کرنے اور ان کی نیتوں کو جاننے والے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۞ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞

جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ اُن کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ اُن کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۶۲)۔ جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اُس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگذر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پروا (اور) بُردبار ہے ۲۶۳۔ مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اُس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اُس (کے مال) کی مثال اُس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۲۶۴)۔ اور جو لوگ خدا کی خشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوصِ نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اُونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اُس پر مینہ پڑے تو دُگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۲۶۵)

تفسیر سورة بقرة آيات (۲۶۲) تا (۲۶۵)

(۲۶۲) اگلی آیت حضرت عثمان بن عفان ؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگ خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ جس کو دیا ہے اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں۔
ان کو اس کا جنت میں ثواب ملے گا جہاں نہ آئندہ کسی قسم کے عذاب کا خوف ہوگا اور اپنے بعد جو چھوڑ گئے ہیں نہ ہی اس کا غم ہوگا۔

(۲۶۳) اپنے مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے اس کے لیے اچھی بات کہنا اور اس کے حق میں دعا کرنا اور اس کی غلطیوں سے درگزر کرنا یہ تیرے لیے اور اس کے لیے ایسے صدقہ خیرات سے اچھا اور بہتر ہے کہ جس کے بعد تو اس پر احسان جتلائے یا اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائے اور اللّٰہ تعالیٰ احسان جتلانے والے کے صدقہ سے غنی ہیں اور حلیم ہیں کہ ایسے شخص پر جلد عذاب نازل نہیں کرتے۔
جس کو دیا ہے اس کے ساتھ تکبر کر کے اور اسے تکلیف پہنچا کر اپنے صدقات کے ثواب کو اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو دکھاوے کے لیے صدقہ کرتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔

(۲۶۴) احسان جتلانے والے اور مشرک کے صدقہ کی مثال چکنے پتھر کی طرح ہے جس پر کچھ مٹی آگئی ہو اور پھر اس پر زور کی بارش پڑ گئی تو اس نے جیسا وہ چکنا صاف تھا، پھر اسی طرح کر دیا۔ دنیا میں اس طرح کے خرچ کرنے والوں کو آخرت میں کسی بھی قسم کا ثواب نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ منافقین اور لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرنے والوں اور اسی طرح صدقہ خیرات پر احسان جتانے والوں کو ان کے صدقات پر کسی قسم کا کوئی ثواب نہیں عطا کریں گے۔

(۲۶۵) اور ان لوگوں کے اموال کی مثال جو خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے نفوس کو سچائی کے لیے ثواب ملنے کا یقین کامل رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، ایک باغ کی طرح ہے جو کسی صاف بلند مقام پر ہو اور اس پر خوب زور کی بارش ہو، جس کی وجہ سے باغوں میں دو چند وہ پھل لایا اور اگر ایسی زور کی بارش نہ ہو تو ہلکی سی پھوار کی طرح بارش بھی اس کے لیے کافی ہے۔

یعنی مومن کی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال ہے، خواہ وہ کم خرچ کرے یا زیادہ۔ جب کہ اخلاص اور خشیت خداوندی کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ اس ثواب کو دوگنا فرماتا ہے، جیسا کہ ایسے باغ کے پھلوں کو زیادہ کرتا ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے اچھی طرح دیکھتے ہیں۔

بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور اس میں اُس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہاں) اُس باغ پر آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل (کر راکھ کا ڈھیر ہو) جائے۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو (اور سمجھو) (۲۶۶)۔ مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرو۔ اور بُری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو اُن کو کبھی نہ لو۔ اور جان رکھو کہ خدا بے پروا (اور) قابلِ ستائش ہے (۲۶۷)۔ (اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگ دستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور خدا تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (۲۶۸)۔ وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بیشک اس کو بڑی نعمت ملی۔ اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں (۲۶۹)

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ
نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ
الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ
فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ
طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا
تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا
أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝
الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ
يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝
يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ
أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲٦٦) تا (۲٦۹)

(۲٦٦) بھلاتم میں سے کسی شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کے پاس انگوروں کا باغ ہو اور درختوں اور مکانات کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں مختلف قسموں کے پھل ہوں پھر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی کام کا نہ رہے اور اچانک یہ باغ ایک گرم یا ٹھنڈے بگولے کی لپیٹ میں آجائے جس سے وہ بالکل ختم ہو جائے (تم میں سے کوئی بھی شخص یہ چیز گوارا نہیں کرسکتا) اللہ تعالیٰ اوامر و نواہی کی یہ نشانیاں بیان فرماتے ہیں تاکہ قرآنی مثالوں پر غور کرو، آخرت میں کافروں کی یہی مثال ہوگی کہ وہاں بغیر کسی تدبیر کے باقی رہ جائے گا اور نہ دنیا ہی میں پھر لوٹ کر آنے کا موقع ملے گا جیسا کہ بوڑھا بغیر تدبیر کے رہ جاتا ہے کہ اب جوانی کی قوت و طاقت بھی واپس نہیں آسکتا۔

(۲٦۷) سونا اور چاندی اور زمین سے جو مختلف اقسام کے غلے اور پھل پیدا کیے ہیں، ان میں سے عمدہ اور حلال چیز کو خرچ کرو اور اپنے اموال میں سے ردی چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کیا کرو، حالاں کہ اگر ایسی ردی چیز تمہیں کوئی تمہارے حق میں واجب کے عوض میں دے تو تم کبھی بھی اسے قبول نہ کرو مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور اپنے بعض حق کو چھوڑ دو (تو اور بات ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے ایسی بیکار اور ردی چیز کو قبول نہیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ تمہارے خرچ کا محتاج نہیں اور وہ اپنے تمام امور میں قابل ستائش ہیں۔

اور ایک یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ تھوڑی چیز کو قبول کرتا ہے اور ثواب بہت زیادہ دیتا ہے، یہ آیت کریمہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۲٦۸) شیطان صدقہ و خیرات کے وقت تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور اس طریقہ پر زکوٰۃ سے منع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ زکوٰۃ و خیرات کی ادائیگی پر گناہوں کی معافی، اموال کی زیادتی اور آخرت میں ثواب کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخششوں اور گناہوں کی معافی میں بہت وسعت اور فراخی والے اور تمہاری نیتوں اور تمہارے صدقات کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

شان نزول: یا ایھا الذین امنوا انفقوا (الخ۰)

امام حاکم، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ہم کھجوروں کے باغوں والے تھے ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی کھجوروں میں سے ان کی کمی زیادتی کے لحاظ سے اللہ کی راہ میں دینے کے لیے لایا کرتا تھا اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ وہ اس قسم کے نیک کاموں میں کوئی خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے تھے چنانچہ ان میں سے کوئی شخص ایسا خوشہ لے کر آتا تھا جس میں معمولی اور

ہلکی قسم کی کھجوریں لگی ہوتی تھیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے بہترین چیز خرچ کرو۔''

اور ابوداؤدؒ، نسائیؒ اور حاکمؒ نے سہل بن حنیفؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگ اپنے پھلوں میں سے بُرا اور ردی پھل صدقہ وخیرات کے لیے نکالا کرتے تھے، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ''بے کار چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے تم خرچ کرو۔''

اور امام حاکمؒ نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر میں کھجوروں کا ایک صاع دینے کا حکم فرمایا تو ایک شخص ردی کھجوریں لے کر آیا، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی یا ایُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ).

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام کھانے کی سستی چیزیں خرید کر ان کو صدقہ کیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۶۹) اب اللہ تعالیٰ اپنی بخششوں کا ذکر فرماتے ہیں:

کہ رسول اکرم ﷺ کو نبوت عطا فرمائی اور حکمت کی تفسیر معانی قرآن کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور قول وفعل اور رائے کی درستگی بہت بڑی چیز ہے اور امثال قرآنی اور حکمت قرآنیہ سے نصیحت عقلمند انسان ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اور تم (خدا کی راہ میں) جس طرح کا خرچ کرو یا کوئی نذر مانو خدا اس کو جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۲۷۰)۔ اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے۔ اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دُور کر دے گا۔ اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے (۲۷۱)۔ (اے محمد ﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم جو خرچ کرو گے خدا کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔ اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا۔ اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا (۲۷۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۷۰) تا (۲۷۲)

(۲۷۰) اور جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور اطاعت خداوندی کے دائرہ میں منت مان کر اس کو پورا کرتے ہو جب کہ نیت خالص ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتے ہیں اور اس پر ثواب دیتے ہیں اور مشرکین سے عذاب خداوندی کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی۔

(۲۷۱) ظاہر کر کے یا چھپا کر صدقہ و خیرات کرنا ان میں سے کون سا طریقہ زیادہ اچھا ہے، اب اللہ تعالیٰ اس کو بیان فرماتے ہیں، اگر صدقہ واجبہ کو ظاہر کر کے ادا کرو تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر صدقات نفلیہ کو پوشیدہ طریقے پر مثلاً اصحاب صفہ کو دے دو تو یہ ظاہر کرنے سے بہتر ہے اور دونوں طریقے اللہ کے ہاں مقبول ہیں اور تمہارے صدقات کے مطابق اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے صدقات کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ اہل کتاب اور مشرکین پر نفلی صدقات وغیرہ خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے اور سبب یہ ہوا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا بنت ابوالنضر نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہمارے لیے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کو جنھوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا، صدقات دینا جائز ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۷۲) آپ ﷺ کے ذمہ ان کافروں کو راہ راست پر لانا واجب نہیں کہ آپ ﷺ ان فقراء اہل کتاب اور مشرکین سے (صدقہ و خیرات کو روکیں محض اس بنا پر کہ ممکن ہے وہ اس طرح ایمان لے آئیں) اور جو تم اپنا مال خرچ کرتے ہو وہ اپنے ثواب کے لیے کرتے ہو اور تم فقراء پر محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہو اور فقراء مثلاً اصحاب صفہ پر جو تم مال خرچ کر رہے ہو، اس کا پورا پورا ثواب تمہیں قیامت کے دن مل جائے گا نہ تمہاری نیکیوں میں کچھ کمی کی جائے گی اور نہ برائیوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ ہوگا۔

شان نزول: لَيْسَ عَلَيْكَ (الخ)

امام نسائیؒ حاکمؒ، بزارؒ، طبرانیؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام ؓ اپنے ان رشتہ داروں کو جو کہ مشرک تھے کچھ دینا اچھا نہیں جانتے تھے چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت عطا فرمائی، اس پر لَيْسَ عَلَيْكَ سے وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ تک آیت کریمہ نازل ہوئی اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کا حکم دیتے تھے کہ صرف مسلمانوں ہی کو دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْــَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) اُن حاجت مندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں رُکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص اُنکو غنی خیال کرتا ہے۔ اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب لوگوں سے منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ خدا اُس کو جانتا ہے (۲۷۳)۔ جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کا صلہ پروردگار کے پاس ہے۔ اور اُن کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم (۲۷۴)۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اُٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا۔ اور (قیامت میں) اُس کا معاملہ خدا کے سپرد۔ اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے (۲۷۵) خدا سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا (۲۷۶)۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے اُن کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۲۷۷)۔ مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو (۲۷۸)۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصلی رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان (۲۷۹)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۷۳) تا (۲۷۹)

(۲۷۳) اور صدقات کے حقیقی مستحق تو صرف وہ حضرات ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے اپنے کو رسول

اللہ ﷺ کی مسجد تک محدود کیا ہوا ہے (اصحابِ صفہ) اور وہ معاشی سرگرمیوں کے لیے کہیں جا بھی نہیں سکتے، ان سے سوال سے بچنے کی وجہ سے ناواقف ان کو ان کے وقار کے سبب کھاتا پیتا سمجھتے ہیں۔ اے محمد ﷺ آپ ان کو ان کی شکل سے پہچان سکتے ہو، وہ کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

اور اصحابِ صفہ پر جو مال بھی تم خرچ کرو، اللہ تعالیٰ کو اس مال اور تمہاری نیتوں کی اچھی طرح خبر ہے۔

(۲۷۴) جو حضرات پوشیدہ اور دکھا کر صدقہ وخیرات کرتے ہیں، جنت میں ان کو اس کا ثواب ملے گا اور انھیں نہ خوف ہوگا اور نہ غم، یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ (الخ)

طبرانی اور ابن ابی حاتم نے بذریعہ یزید، عبداللہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے، کہ یہ آیت کریمہ (جہاد کے لیے) گھوڑے رکھنے والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے، یزید اور عبداللہ دونوں راوی مجہول ہیں اور عبدالرزاق اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی کے متعلق نازل ہوئی ہے ان کے پاس چار درہم تھے، انھوں نے اس میں سے ایک رات کو اور ایک دن کے وقت اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کیے تھے اور ابن منذر نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان حضرات نے سامان جہاد فراہم کیا تھا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۷۵۔۲۷۶) اب اللہ تعالیٰ سود خوروں کا انجام کار بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسا کہ دنیا میں شیطان کسی کو جنون سے خبطی اور دیوانہ بنا دے، آخرت میں یہ خبطی پن اور دیوانگی سود خور کی علامت اور نشانی ہوگی اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ ان لوگوں نے سود کو حلال سمجھنے کے لیے یہ جواز تراش لیا ہے کہ جب کسی چیز کو اُدھار فروخت کیا جائے اور پھر اس کی قیمت پوری ہو جائے تو قرض میں اور اضافہ کر کے مدت بڑھا دینا اسی طرح حلال ہے جیسا کہ کسی چیز کے پہلی مرتبہ نقد فروخت کرنے پر نفع لینا جائز اور حلال ہے اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے فروخت کرتے وقت پہلی مرتبہ نفع لینا حلال قرار دیا ہے اور بعد میں ادھار کی مدت بڑھانے پر اس نفع کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا جس شخص کو سود کے بارے میں اس کے پروردگار سے ممانعت پہنچی اور اس نے اس غلط کام سے توبہ کر لی تو حرمت سود سے پہلے جو کچھ اس نے کیا تھا اس پر اب ظاہراً کوئی پکڑ نہیں اور اسکی یہ توبہ بقیہ زندگی کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ چاہے عذاب سے محفوظ رکھے اور چاہے ذلیل ورسوا کرے اور جو اس کی حرمت سن کر پھر بھی سود کا طریقہ اختیار کرے تو وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو (اگر وہ سود کو حلال نہ سمجھتا ہو) اس

سے نجات دے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سود کو مٹاتے اور صدقات واجبہ اور نفلیہ کو جب کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں قبول فرماتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کافر اور سود کی حرمت کا انکار کرنے والے اور سود کھا کر اس کے گناہ میں گرفتار ہونے والے کو پسند نہیں کرتے۔

(۲۷۷) جو حضرات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں اور سود کے حرام ہونے پر ایمان لائے اور ان پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں، ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرتے اور سود کو قطعی طور پر چھوڑتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے اور اپنے مالوں کی زکوۃ دیتے ہیں تو ان کو اس کا ثواب جنت میں ملے گا اور جب موت کو ذبح اور دوزخ کو بھر دیا جائے گا، ایسے سخت وقت میں ان پر کوئی خوف و ہراس نہیں ہوگا۔

(۲۷۸) ثقیف اور مسعود، حبیب عبد یالیل اور ربیعہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بنی مخزوم پر تمہارے سودی کاروبار میں سے جو کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اس سود کو نہیں چھوڑتے تو آخرت میں اللہ کی جانب دوزخ کے عذاب کے لیے اور دنیا میں رسول اکرم ﷺ سے تلوار کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

شان نزول: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا (الخ)

ابو یعلیٰؒ نے اپنی مسند میں اور ابن مندہؒ نے کلبی کے طریق سے بواسطہ ابو صالح حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت قبیلہ ثقیف میں سے بنی عمرو بن عوف اور بنی مغیرہ کے بارے میں اتری ہے۔

بنی مغیرہ ثقیف کو سود پر مال دیا کرتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے مکہ مکرمہ فتح کر دیا اور اس دن تمام سودی کاروباروں کا خاتمہ کر دیا گیا تو بنی عمرو اور بنی مغیرہ عتاب بن اسید کے پاس آئے بنی مغیرہ نے آکر کہا کہ اس سود کی وجہ سے ہم تمام لوگوں سے بدتر ہو گئے اور ہمارے علاوہ اور لوگوں نے سود کا خاتمہ کر دیا تو بنی عمرو بولے کہ آپس میں ہم اس شرط پر صلح کر لیں کہ ہمارے لیے ہمارا سود ہے، ان کی یہ بات عتاب بن اسیدؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھ کر روانہ کی تو اس پر یہ آیت اور اس سے بعد والی آیت نازل ہوئی اور ابن جریر نے عکرمہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قبیلہ ثقیف میں سے مسعود حبیب ربیعہ اور عبد یالیل، بنو عمر اور بنو عمیر کے متعلق اتری ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۷۹) اور اگر سود سے توبہ کرتے ہو تو بنی مخزوم کی طرف تمہارا جو اصل مال سود کے علاوہ ہے وہ مل جائے گا اور جب کوئی شخص سود کی زیادتی کا مطالبہ نہ کرے تو اس پر کوئی ظلم نہیں اور جس وقت تم اصل مال دے دو گے تو تم پر بھی کوئی شخص ظلم نہیں کرے گا اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ نہ تم کسی کے قرض میں کمی کرو اور نہ تمہارے قرضوں میں کمی کی جائے گی۔

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۸۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔

اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اُسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زرِ قرض) بخش ہی دو تو وہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو (۲۸۰)۔ اور اُس دن سے ڈرو جب کہ تم خدا کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا (۲۸۱)۔ مومنو! جب تم آپس میں کسی میعادِ معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اُس کو لکھ لیا کرو۔ اور لکھنے والا تم میں (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) انصاف سے لکھے نیز لکھنے والا جیسا خدا نے اُسے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز) مضمون بول کر لکھوائے اور خدا سے کہ اُس کا مالک ہے خوف کرے اور زرِ قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اُس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کر لیا کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اُسے یاد دلا دے گی۔ اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا یہ بات خدا کے نزدیک نہایت قرینِ انصاف ہے اور شہادت کے لئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ کر لیا کرو۔ اور کاتبِ دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں۔ اگر تم (لوگ) ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔ اور خدا سے ڈرو (اور دیکھو کہ) وہ تم کو (کیسی مفید باتیں) سکھاتا ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۲۸۲)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۸۰) تا (۲۸۲)

(۲۸۰) اور اگر بنی مخزوم تنگی کی وجہ سے (مقررہ مدت پر) تمہارے قرضے نہ ادا کرسکیں تو آسودگی تک ان کو مہلت دے دو اور اگر اپنے اصل کو بالکل ہی معاف کردو تو یہ بات بہتر ہے، اگر تم اس کے ثواب کو جانتے ہو۔

(۲۸۱) اور اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور برائی کا پورا پورا بدلہ ملے گا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کمی کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں کوئی اضافہ کیا جائے گا۔

(۲۸۲) اب اللہ تعالیٰ ادھار کے معاملات کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والو! جب وقت مقرر کے لیے قرض کا معاملہ کرو تو قرض دار اور قرض دینے والے کے بیچ میں جو معاملہ ہوا ہے اسے انصاف کے ساتھ کاغذ پر لکھ لیا کرو اور لکھنے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھایا ہے وہ ان دونوں کے درمیان لکھنے سے انکار نہ کرے۔

اور وہ بغیر کسی قسم کی زیادتی اور کمی کے اس دستاویز کو لکھے اور کاتب کو وہ شخص بتلا دے جس پر قرض ہے اور قرض دار اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور قرض کی رقم لکھواتے وقت اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے اور اگر قرض دار لکھوانے کے معاملہ میں جاہل ہے یا کاتب کو لکھوانے سے عاجز ہے یا اچھی طرح اس چیز کو نہیں لکھوا سکتا تو پھر قرض دینے والا بغیر کسی زیادتی کے ٹھیک ٹھیک لکھوا دے۔

اور اپنے ان حقوق کے اجراء کے لیے دو آزاد مسلمان پسندیدہ لوگوں کو گواہ بھی کر لیا کرو اور اگر مرد نہ ہوں تو پسندیدہ اور معتبر عورتوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ کر لیا کرو کیوں کہ ان دونوں عورتوں میں اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری بھولنے والی کو یہ شہادت یاد دلا دے اور گواہوں کو جب حاکموں کے پاس بلایا جائے تو وہ بھی انکار نہ کیا کریں۔ (یعنی جانے سے انکار نہ کریں بلکہ گواہی کے لیے حاضر ہوں)

اور تم اس قرض کا معاملہ لکھنے میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اکتاہٹ کا شکار نہ ہوا کرو اور یہ قرض کی دستاویز لکھنے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عدل و انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا اور شہادت کو زیادہ واضح کرنے والا ہے جب کہ شاہد شہادت کو بھول جائے۔

اور تمہارے لیے یہ چیز زیادہ لازم ہے کہ تم قرض کے معاملہ میں اور اس کی مدت میں شک میں نہ پڑو۔

ہاں اگر کوئی سودا فوراً دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس میں مدت مقرر کرو تو گواہ کر لیا کرو کاتب کو کتابت پر اور گواہ کو گواہی پر مت تنگ کرو اور اگر تکلیف پہنچاؤ گے تو تمہیں گناہ ہوگا، لہٰذا اس تکلیف پہنچانے سے ہماری مغفرت فرمائیے جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا اور سنگسار کر دینے سے بھی ہم پر رحم

فرمایئے جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پتھروں سے سنگسار کیا گیا، جب انھوں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دل کی غیر اختیاری باتوں اور بھول چوک سے مواخذہ کو اٹھالیا اور سنگسار کردینے سے بھی ان کو اور ان کی پیروی کرنے والوں کو محفوظ رکھا۔

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝

اور اگر تم سفر پر ہواور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن باقبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کردے اور خدا سے جو اُس کا پروردگار ہے ڈرے۔ اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا۔ جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہوگا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۲۸۳)۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو اور چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر وہ جس کی چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۸۴)۔ رسول (خدا) اُس کتاب پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب خدا پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُسکی کتابوں پر اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے (۲۸۵)

تفسیر سورۃ بقرۃ آیات (۲۸۳) تا (۲۸۵)

(۲۸۳) اور اگر سفر کی حالت میں لکھنے وغیرہ کی کوئی چیز نہ ہو تو اس میں قرض دینے والا اپنے قرض کے عوض قرض دار سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھ لے، اور اگر بغیر رہن رکھے ہوئے اطمینان کی وجہ سے قرض دے دیا تو قرضدار کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھی کا پورا پورا حق ادا کرے، اور قرض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اور فیصلہ کرنے والوں کے سامنے شہادت کو نہ چھپاؤ، جو اس کو چھپائے گا تو اس کا دل گناہ گار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ شہادت کے چھپانے اور اس کے بیان کردینے کو خوب جانتے ہیں۔

(۲۸۴) تمام مخلوقات اور تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں، اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اور اگر تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو، یہ ظہور سے پہلے وسوسہ کے بعد کا درجہ ہے یا اس کو چھپاؤ تمہیں ان سب کا بدلہ دیا جائے گا، اسی طرح یاد کے بعد بھولنا اور درستگی کے بعد غلطی کر جانا، اور جہاد کے بعد زبردستی کرنا جو ان تمام گناہوں سے توبہ کرے اسے بخشش دیں گے اور جو توبہ نہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سزا دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشش اور عذاب دونوں پر قادر ہیں، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمانوں کو اس کے مضمون میں بہت پریشانی اور بے ہراسی ہوئی، جب آپ کو معراج ہوئی، تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے سربجود ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیتیں نازل فرمائیں۔

شان نزول: وَإِنْ تُبْدُوْا مَافِيْ أَنْفُسِكُمْ (الخ)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت (یعنی اگر تم نے اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کر دیا اسے پوشیدہ رکھو سب پر مواخذہ ہوگا) نازل ہوئی۔ تو صحابہ کرام ؓ کے لیے یہ چیز سخت حیرانی اور پریشانی کا باعث ہوئی۔ چنانچہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل گر گئے اور عرض کیا آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس حکم کی کہاں طاقت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسی طرح کہنا چاہتے ہو جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے تم سے پہلے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی، بلکہ یہ کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی پروردگار ہم آپ سے اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، چنانچہ جب صحابہ کرام ؓ نے یہ جملہ دہرایا، اور اس سے ان کی زبانیں تر ہو گئیں، تو حق تعالیٰ نے اس کے بعد اٰمَنَ الرَّسُوْلُ یہ آیت نازل فرمائی، جب اس پر سب نے گواہی دے دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم کو منسوخ کر کے یہ آیت لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ ہر ایک انسان کو اس کی طاقت کے بقدر مکلف بناتا ہے، نیز امام مسلم وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۸۵) رسول اکرم ﷺ قرآن کریم اور اس کے معانی کو بیان کرنے میں سچے اور دیانت دار ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی زبانی فرماتے ہیں کہ اور مسلمانوں میں سے ہر ایک ان تمام باتوں کا عقیدہ رکھتا ہے، اور مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ ہم رسولوں میں سے کسی بھی رسول کا انکار نہیں کرتے اور نیز ہم اللہ کے حکم کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، کہ اے ہمارے پروردگار ہم حدیث نفس (دل کی غلط باتوں) سے بخشش طلب کرتے ہیں، اور ہم نے مرنے کے بعد آپ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ	خدا کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اُس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اُسے اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اُتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے در گذر کر۔ اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (۲۸۶)

تفسیر سورة بقرة آیت (۲۸٦)

(۲۸٦) اللہ تعالیٰ احکامِ شرعیہ کا طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتے ہیں۔ اس کا نیکیوں پر ثواب ہے مثلاً حدیث نفس، بھول اور غلطی اور مجبور کرنے کے ترک کرنے پر ثواب ہے، اور برائیوں مثلاً حدیث نفس نسیان اور زبردستی پر عذاب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ دعا کے طریقہ کی تعلیم دیتا ہے، کہ اس طریقہ کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنی چاہیے، تاکہ حدیث نفس (دل کی غلط باتیں) بھول اور غلطی یہ تمام چیزیں معاف ہو جائیں کہ یوں کہو اے ہمارے پالنے والے! ہم پر ایسا کوئی شاق حکم نہ نازل کیجیے، کہ جس کے چھوڑ دینے سے ہم پر پاکیزہ اور حلال چیزوں کو حرام کر دیا جائے، جیسا کہ بنی اسرائیل کے عہد توڑنے پر تو نے ان پر اونٹ، گائے، بکریوں کے گوشت اور دیگر پاک چیزوں کو حرام کر دیا تھا، اور یہ بھی درخواست ہے کہ ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالیے جس میں ہمیں کسی قسم کی راحت اور نفع نہ ہو ہم سے معاف اور درگزر فرمائیے، آپ ہی ہمارے کارساز ہیں۔

اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ ہمیں مسخ کے عذاب سے بچائیے جیسا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی قوم کو مسخ کیا گیا، اور زمین میں دھنسا دینے سے ہماری مغفرت فرمائیے، جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا، اور سنگسار کر دینے سے بھی ہم پر رحم فرمائیے، جیسا کہ حضرت لوط ؑ کی قوم کو پتھروں کے ذریعہ سنگسار کیا گیا، جب انہوں یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دل کی غیر اختیاری باتوں اور بھول چوک سے مواخذہ کو اٹھا لیا اور خسف، مسخ اور سنگسار کر دینے سے بھی ان کو اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو محفوظ فرما دیا۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ مِائَتَا اٰیَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ
بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝
مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝
هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ مِائَتَا اٰیَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الم ۔(۱) خدا (جو معبود برحق ہے) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا (۲)۔ اُس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُسی نے تورات اور انجیل نازل کی (۳)۔ (یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لئے پہلے (تورات اور انجیل اُتاری) اور (پھر قرآن جو حق و باطل کو) الگ الگ کر دینے والا (ہے) نازل کیا۔ جو لوگ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا۔ اور خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے (۴)۔ خدا (ایسا خبیر وبصیر ہے کہ) کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں (۵)۔ وہی تو ہے جو (ماں کے) پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے۔ اُس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۶)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مدنی ہے، اس میں دوسو آیتیں اور تین ہزار چار سو ساٹھ کلمات اور چودہ ہزار پانچ سو پچیس حروف ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہی وفد بنی نجران (یعنی نجران کے عیسائیوں) کی حالت کو زیادہ جاننے والا ہے اور الم کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، اولاد اور اس کے علائق سے پاک و برتر ہے۔

(۲) اور (رب کریم) زندہ جاوید ہیں، تمام چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں، (۳) وہ معبود برحق جس نے جبریل امین کے ذریعہ ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی اور توحید کی تصدیق کرنے والی ہے، (یہ توحید خالص) جو اس سے پہلے آسمانی کتابوں میں بیان ہو چکی ہے اور اللہ کی ذات وہ ہے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے اسی طرح بنی اسرائیل کو گمراہی سے راہ راست پر لانے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو نازل فرمایا اور رسول اکرم ﷺ پر حلال و حرام کو بیان کر دینے والی کتاب قرآن کریم نازل فرمائی۔

اور وفد نجران جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے، ان کے لیے دنیا و آخرت میں سخت سزا ہے اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے اور گرفت کرنے پر قادر ہے۔

شان نزول: نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ربیعؒ سے روایت کیا ہے کہ عیسائی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

بارے۔میں جھگڑنے لگے،اس پراللہ تعالیٰ الم۔ اللّٰهُ لا اِلٰه سے تقریباً اسی آیات نازل فرمائیں۔

اورابن اسحاقؒ محمد بن سہل بن ابی امامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وفد نجران نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آکرحضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں گفتگوشروع کی توان کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی تقریباً اسی آیات نازل ہوئیں،اوراس روایت کوامام بیہقیؒ نے دلائل میں بھی روایت کیا ہے۔(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵) اللہ تعالیٰ سے وفد بنی نجران اوراسی طرح فرشتوں کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔

(۶) وہ ایسی ذات ہے کہ جس طرح چاہتا ہے کوتاہ قد،دراز قد خوبصورت یا بدصورت نیک یا بدلڑکا یالڑکی بناتا ہے،اس مصورِحقیقی کے علاوہ نہ کوئی صورت بنانے والا اور نہ کوئی خالق ہے،جواس پرایمان نہ لائے،اس کوعذاب دینے میں بڑی قدرت رکھنے والا اورانسانی شکل کے بنانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ
مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِیْنَ
فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ
الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ
وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ
رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ
هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝
رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا
یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ
وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ۭ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ
اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا
سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ
لَكُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ۭ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ
مَنْ یَّشَآءُ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں،تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور مُراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مُراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اور جولوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے۔یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں(۷)۔اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کردیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما۔تُو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے(۸)۔اے پروردگار تُو اُس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں سب لوگوں کو (اپنے حضور میں) جمع کرلے گا بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا(۹)۔جولوگ کافر ہوئے (اُس دن) نہ تو اُن کا مال ہی خدا (کے عذاب) سے اُن کو بچا سکے گا اور نہ اُن کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ آتش (جہنم) کا ایندھن ہوں گے(۱۰)۔اُن کا حال بھی فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا سا ہوگا جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی تو خدا نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب (عذاب میں) پکڑ لیا تھا اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے(۱۱)۔(اے پیغمبر) کافروں سے

کہہ دو کہ تم (دُنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے او(رآخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۲)۔ تمہارے لئے دوگروہوں میں جو (جنگ بدر کے دن) آپس میں بھڑ گئے (قدرتِ خدا کی عظیم الشان) نشانی تھی ایک گروہ (مسلمانوں کا تھا وہ) خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا۔ اور دُوسرا گروہ (کافروں کا تھا وہ) ان کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا مشاہدہ کر رہا تھا اور خدا اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ جو اہلِ بصارت ہیں اُن کے لئے اس (واقعے) میں بڑی عبرت ہے (۱۳)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۷) تا (۱۴)

(۷) اسی ذات نے جبرائیل امینؑ کے ذریعے تم پر قرآن کریم کو نازل کیا، جس میں اکثر حصہ ہر طرح کے شک و شباہ سے محفوظ ہے یعنی حلال وحرام، جائز ناجائز غرضیکہ تمام اصولی و بنیادی چیزوں کو بیان فرمانے والا ہے، اس میں سے کوئی چیز بھی منسوخ نہیں ہوئی، یہ آیات ہی کتاب اللہ کی جڑ اور بنیاد ہیں اور ہر ایک کتاب آسانی پر عمل کرنے کے لیے اصل اصول ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّكُمْ اور دوسری آیات ایسی ہیں جو یہودیوں کے لیے مشتبہ المراد (یعنی جن کے مفہوم میں قطعیت نہیں ہے) ہیں، جیسا کہ اس کی ایک مثال حروفِ مقطعات ہیں اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ ان متشابہ آیات پر عمل منسوخ کر دیا گیا اور جن لوگوں کے دلوں میں شک اور حق سے روگردانی ہے، جیسا کہ یہودیوں میں سے کعب بن اشرف، حیی بن اخطب، جدی بن اخطب وغیرہ ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی متشابہ آیات کی آڑ میں اپنی بدنیتی کے سبب کفر و شرک اور گمراہی پر قائم رہنے کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس امت کا انجام دیکھنے کی غرض سے کہ مسلمان کس طرح ناکام ہوتے ہیں تاکہ مدینہ کی بادشاہت انہی کے لیے رہے اور انجامِ کار اور صحیح مطلب سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے یہ بات ختم کر کے اب اللہ تعالیٰ ازسرنو پھر کلام کو شروع فرماتے ہیں اور جو حضرات مثلاً توریت کے علم میں پختہ کار ہیں جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن پر یقین رکھتے ہیں کہ محکم و متشابہ سب آیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور احکام قرآنیہ سے عقلمند حضرات ہی نصیحت قبول کرتے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی۔

(۸۔۹) اہلِ ایمان یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہدایت حق عطا کر دینے کے بعد ہمارے دلوں کو حق سے دور نہ کیجیے اور اسلام پر ہمیں ثابت قدم رکھیے اور ہم سے پہلے مسلمانوں کو یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کو آپ نبوت اور دین اسلام عطا فرمانے والے ہیں اور یہ وہ یہ بھی کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ مرنے کے بعد تمام انسانوں کو بلاشبہ ایسے دن جمع کرنے والے ہیں۔ جس کے واقع ہونے میں ذرا بھی شک نہیں۔

مرنے کے بعد زندہ ہونا، حساب، پل صراط، جنت، دوزخ اور میزانِ عمل ان میں بلاشبہ کوئی وعدہ خلافی نہیں۔

(۱۰) کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی یا ابوجہل اور اسکے ساتھی ہرگز ان کے اموال اور اولاد کی زیادتی عذاب

الٰہی کے مقابلہ میں فائدہ مند نہیں ہو سکتی بالآخر یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

(۱۱) جیسا کہ فرعون والوں کا معاملہ تھا، یعنی آپ کے ساتھ بھی آپ کی قوم قریش نے وہی معاملہ کیا کہ آپ کو جھٹلایا اور ستایا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰؑ کو جھٹلایا اور ان کو ستایا تو ہم غزوۂ بدر کے دن ان کے ساتھ بھی وہ ہی معاملہ کریں گے، یعنی انہیں شرمناک شکست دے کر کمزور مسلمانوں کو غلبہ عطا کریں گے جیسا کہ فرعون و آلِ فرعون کو غرق کرنے کے دن ان کے ساتھ کیا، پھر اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ہم نے سلامتی و عروج کا فیصلہ کیا اور اس طرح قوم موسیٰؑ سے پہلے لوگوں کا معاملہ بھی تھا کہ انھوں نے ہماری بھیجی ہوئی کتابوں اور رسولوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جھٹلانے کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

(۱۲) اے محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ سے یہ بھی فرما دیجیے کہ تم دنیا میں بھی بدر کے دن مارے جاؤ گے اور پھر قیامت کے روز جہنم میں جمع کیے جاؤ گے، وہ بہت بدترین ٹھکانہ ہے۔

شانِ نزول: قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا (الخ)

امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں اور بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ ابن اسحاق محمد بن ابی سعیدؒ یا عکرمہؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اہل بدر سے جو واقعہ پیش آیا، اس کے بعد جب آپ مدینہ منورہ لوٹ کر تشریف لائے تو آپ بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے جو یہودیوں کے اجتماع کا مرکز تھا اور ان سے فرمایا اے گروہ یہود ایمان لے آؤ، قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی وہ معاملہ کرے جو قریش کے ساتھ بدر میں کیا گیا تو انھوں نے کہا اے محمد ﷺ العیاذ باللہ خود پسندی اور بڑائی میں مبتلا نہ ہوا گر تم نے کفار کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو وہ بیوقوف تھے، لڑنا نہیں جانتے تھے، واللہ اگر آپ ہمارے ساتھ لڑیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں ہم جیسے لوگوں سے آپ کا سامنا نہ ہوا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اولی الابصار تک نازل فرمائی۔

اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ فخاص یہودی نے بدر کے دن کہا تھا کہ اگر محمد ﷺ نے قریش کو قتل کر دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہ چیز ان کو دھوکا میں نہ ڈالے کیوں کہ قریش تو لڑنا نہیں جانتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۳) کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی شہادت کے لیے دو جماعتوں میں بڑی نشانی ہے کہ غزوۂ بدر میں ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی اور دوسری جماعت ابوسفیان کی تھی، ایک جماعت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں لڑ رہی تھی اور وہ صحابہ کرام ؓ کی جماعت تھی جو تعداد میں صرف تین سو تیرہ یا کم و بیش تھے۔

اور دوسری جماعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرنے والوں کی تھی جو کفار اہل قریش کی جماعت تھی یہ تعداد میں ایک ہزار تھے یہ لوگ کھلی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ ہم تعداد میں اصحاب رسول اکرم ﷺ سے کئی گنا زیادہ ہیں اور قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کے ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ آپ بنی قریظہ اور بنو نضیر سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم قتل

اور جلاوطنی کے ساتھ مغلوب کیے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

غزوہ بدر سے دو سال قبل ان کو اس چیز کی اطلاع دی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ اے گروہ یہود تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے لیے دو جماعتوں میں جن کا بدر میں مقابلہ ہوا نشانی ہے ان میں ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی جو اللہ کے راستہ میں لڑ رہی تھی، دوسری جماعت ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی تھی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والی تھی اور اے یہود یو تم ابوسفیان کی جماعت کو اصحاب رسول اللہ ﷺ سے اپنی آنکھوں سے کئی گنا زیادہ دیکھ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو قوت دی اور غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمانے میں اہلِ ایمان اور اہلِ دانش کے لیے بہت بڑی نشانی ہے۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع ۱۰

لوگوں کو اُن کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دُنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں۔ اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے (۱۴)۔ (اے پیغمبران سے) کہو کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لیے خدا کے ہاں باغات (بہشت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) خدا کی خوشنودی۔ اور خدا (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے (۱۵)۔ جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ (۱۶)۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (مشکلات میں) صبر کرتے اور سچ بولتے اور عبادت میں لگے رہتے اور (راہِ خدا میں) میں خرچ کرتے اور اوقاتِ سحر میں گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں (۱۷)۔ خدا تو اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اُس غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں (۱۸)۔ دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے۔ اور اہلِ کتاب نے جو (اس

دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص خدا کی آیتوں کو نہ مانے تو خدا جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے (۱۹)۔ (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو خدا کے فرماں بردار ہو چکے۔ اور اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے کہو کہ کیا تم بھی خدا (کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پالیں گے اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱٤) تا (۲۰)

(۱۴) اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان دنیاوی نعمتوں کو بیان فرماتے ہیں جو کفار کو بھلی معلوم ہوتی ہیں، ان لوگوں کی محبت مرغوب چیزوں کے ساتھ تھی مثلاً باندیاں اور عورتیں غلام اور لڑکے اور مالوں کے انبار سونے اور چاندی کے سکے۔

اور قناطیر تین اور مقنطرہ نو کو بولتے ہیں اور نشان لگائے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور اونٹ گائے بکریاں اور کھیتیاں یہ سب چیزیں ان کو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔

مگر یہ تمام چیزیں محض دنیاوی زندگی میں فائدہ مند ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی نعمتیں بیان کی ہیں۔ پھر بالآخر ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ان مذکورہ چیزوں کی بقا اور زندگی کی مثال گھر کے سامان رکابی اور پیالہ وغیرہ کی طرح ہے اور جو ان تمام چیزوں میں دل لگانا چھوڑ دے اس کے لیے حقیقی خوبی آخرت یعنی جنت ہے۔

(۱۵) اب اسی طرح آخرت کی نعمتیں ان کا بقا اور ان کی افضلیت بیان فرماتے ہیں، اے محمد ﷺ آپ ان کفار سے فرما دیجیے کہ تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو ان مذکورہ دنیاوی چیزوں سے بہت بہتر ہو؟ تو سنو ایسے لوگوں کے لیے جو کفر و شرک اور تمام بے حیائی کی باتوں سے ڈرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ان کے لیے جنت میں ایسے باغات ہیں، جن میں درختوں اور مکانوں کے نیچے سے شراب طہور شہد دودھ اور پانی کی نہریں ہیں، یہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کہ جس میں نہ موت آئے گی اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے، ان کے لیے ایسی بیویاں ہوں گی جو حیض وغیرہ سے ہر طرح صاف ستھری ہوں گی اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جو خوشنودی و رضا ہوگی وہ جنت اور ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

(۱۶۔۱۷) اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور ان کے جنت میں مراتب اور ان کے تمام اعمال دنیوی سے بخوبی واقف ہیں، اب آگے اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے حضرات کی بعض تفصیلی صفات بیان فرماتے ہیں۔

ایسے اہل ایمان دنیا میں بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ پر اور آپ کے رسول پر ایمان لائے ہیں تو ہمارے زمانہ جاہلیت والے اور جاہلیت کے بعد والے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم سے دوزخ

کے عذاب کو دور کر دیجیے یہ ایسے حضرات ہیں جو فرائض خداوندی کی بجا آوری اور گناہوں سے بچنے میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور ایمان میں سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں نماز تہجد وغیرہ پڑھنے والے ہیں۔

(١٨) اب اللہ تعالیٰ اپنی توحید کو خود بیان فرماتے ہیں اگرچہ اس کی ذات کے علاوہ اور کوئی بھی اس کی توحید کے متعلق گواہی نہ دے تب بھی اس ذاتِ الٰہی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تاہم فرشتے اور انبیاء کرام اور مومنین بھی اس کی توحید کی قولی وعملی گواہی دیتے ہیں۔

اور معبود حقیقی ہر ایک چیز کا اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس سے انتقام لینے میں غالب اور حکمت والے ہیں اور اس نے بات کا حکم دیا کہ اس اللہ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

(١٩) بیشک اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اور اس حقیقت کی اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انبیاء کرام اور مومنین نے گواہی دی ہے یہ آیت شام کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ کون سی گواہی کتاب اللہ میں سب سے بڑی ہے چنانچہ آپ نے یہ آیت بیان کی اور وہ مشرف با اسلام ہو گئے، یہود ونصاریٰ نے اسلام اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں باوجود اس کے کہ ان کی کتابوں میں اس چیز کے متعلق دلیل پہنچ چکی تھی جو اختلاف کیا ہے اس کا مقصد محض حسد ہے اور جو شخص محمد ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے بدبختوں کو سخت عذاب دینے والے ہیں۔

(٢٠) ان لوگوں کو دین اسلام کے بارے میں جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دشمنی تھی اب اللہ تعالیٰ اس کو بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہود ونصاریٰ نے اس کے بعد بھی آپ سے دین میں جھگڑا کیا تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اپنے دین اور عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کر چکا ہوں اور میرے صحابہ کرامؓ بھی ایسا ہی کر چکے ہیں اور اے نبی آپ یہود ونصاریٰ اور اہل عرب سے فرما دیجیے کہ جیسا کہ ہم اسلام لائے ہیں کیا تم بھی اس طرح اسلام لاتے ہو؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اسلام لے آئیں تو راہ راست پر آ گئے اور اگر انہوں نے اس سے روگردانی کی تو آپ پر تو احکام کا پہنچا دینا فرض ہے باقی ان منکرین حق سے اللہ تعالیٰ خود سمجھ لیں گے کہ حقیقت میں کون ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

جو لوگ خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیا کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف (کرنے) کا حکم دیتے ہیں اُنہیں بھی مار ڈالتے ہیں اُن کو دُکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو (۲۱)۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (۲۲)۔ بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب خدا (یعنی تورات) سے بہرہ دیا گیا اور وہ (اس) کتاب اللہ کی طرف بُلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (ان کے تنازعات کا) اُن میں فیصلہ کر دے تو ایک فریق اُن میں کج ادائی کیساتھ منہ پھیر لیتا ہے (۲۳)۔ یہ اس لئے کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چندروز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی۔ اور جو کچھ یہ دین کے بارے میں بُہتان باندھتے رہے ہیں اُس نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے (۲۴)۔ تو اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے (یعنی) اُس روز جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں اور ہر نفس اپنے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ پائیگا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۵)۔ کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۶)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۲۱) تا (۲٦)

(۲۱) بیشک جو لوگ انکار کرتے ہیں محمد ﷺ کے نبی برحق ہونے کا اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کا اور انبیاء کرام کو قتل کرتے ہیں حالاں کہ یہ قتل کرنا خود ان کے نزدیک بھی بُرا ہے نیز ایسے مومنین کو بھی قتل کرتے ہیں جو انبیاء کرام پر ایمان لائے اور توحید کا حکم دیتے ہیں تو ایسے مومنین کے قاتلین کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجیے کہ جس کی شدت ان کے جسموں سے گزر کر دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

(۲۲) ایسے لوگوں کی سب نیکیاں ضائع ہو گئیں اور ان کو آخرت میں بھی اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

خیبر والوں میں سے بنی قریضہ اور بنی نظیر نے زانی کے سنگسار کرنے سے انکار کیا تھا، اس کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں۔

(۲۳) اے محمد ﷺ کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں علم توریت کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے (جس میں رجم وغیرہ کا بھی بیان ہے)۔

اور اسی غرض سے قرآن کریم کی طرف ان کو بلایا بھی جاتا ہے تاکہ ان شادی شدہ مرد و عورت کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کریں کہ جنھوں نے خیبر میں زنا کیا ہے، ایسے مجرموں کے سنگسار کرنے کا اپنی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں۔ اس میں سے بنو قریظہ اور اہل خیبر توریت کے اس واضح حکم سے دور بھاگتے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں اور یہ اعراض و تکذیب محض اس وجہ سے ہے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہمیں آخرت میں دوزخ کی آگ صرف چالیس دن کے لیے چھوئے گی۔

شانِ نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن منذرؒ نے عکرمہؓ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو توحید خداوندی کی دعوت دی تو ان میں سے نعیم بن عمرو اور حارث بن زید بولے محمد ﷺ تم کون سے دین پر ہو؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم کے دین اور ان کی ملت پر، تو وہ بولے ابراہیم تو یہودی تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، چلو توریت دیکھ لیں، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے، اس چیز سے انھوں نے انکار کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیا آپ ایسے لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو آسمانی کتاب کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے۔ (لیکن اس کے باوجود وہ حق سے اعراض کرتے ہیں)
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۴) اور ان یہودیوں کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ آخرت کے دنوں میں سے رات دن ہم دوزخ میں جائیں گے کہ ان میں ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور یہ سزا کے وہ چالیس دن ہوں گے جن میں ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اور ان کی اس تراشی ہوئی باتوں نے یہودیت پر قائم رہنے کے لیے ان کو دھوکا میں ڈال رکھا ہے یا یہ کہ اللہ کی طرف سے حکمت کے سبب عذاب کی تاخیر نے انہیں مبتلائے غفلت کر رکھا ہے۔

(۲۵) اے محمد ﷺ مرنے کے بعد اس دن جس کے آنے میں بالکل شک نہیں، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا اور یہ کیا کریں گے اور اس دن یہ عالم ہوگا کہ ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلا مل جائے گا در حقیقت نہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں کوئی اضافہ کیا جائے گا۔ بلکہ عدل کے جملہ تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔

(۲۶) اے محمد ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے اس طرح عرض کیجیے، اے اللہ ہمیں نیکی کے راستے پر چلا، اے تمام ملک کے مالک آپ ملک کا جتنا حصہ جس کو چاہیں دے دیتے ہیں یعنی رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو اور جس سے چاہیں مثلاً فارس و ملک روم لے لیتے ہیں اور جسے چاہیں یعنی رسول اکرم ﷺ کو عزت دیتے ہیں اور عبداللہ بن اُبی بن سلول اور اس کے ساتھیوں اور اہل فارس اور روم کو رسوا کرتے ہیں، عزت و ذلت، بادشاہت اور مال غنیمت، نصرت و دولت یہ آپ کے قبضہ قدرت میں ہے اور آپ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا تو اس نے کہا کہ فارس و روم کی بادشاہت ان کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں وہ کہتے تھے کہ کسریٰ بادشاہ دیباج کے بستروں پر سوتا ہے، اگر آپ نبی ہیں تو پھر آپ کی بادشاہت کہاں گئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

شانِ نزول: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار سے دعا فرمائی کہ روم اور فارس کی بادشاہت آپ کی امت کو دے دی جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۔ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۔

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے (۲۷)۔ مومنوں کو چاہیے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا اُس سے خدا کا کچھ (عہد) نہیں ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں) اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے۔ اور خدا ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے (۲۸)۔ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اُسے ظاہر کرو خدا اُس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اُس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۹)۔ جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پا لے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس برائی میں دُور کی مسافت ہو جاتی۔ اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے (۳۰)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۲۷) تا (۳۰)

(۲۷) اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ کراتے ہیں کہ وہ کبھی دن کو رات سے زیادہ بڑا اور کبھی رات کو دن سے بڑا کر دیتے ہیں اور اس طرح اس ربّ علیم کا ایک کمال یہ ہے کہ وہ ذات نطفہ سے بچہ کو پیدا کر دیتی ہے اور نطفہ کو

انسان سے نکالتی ہے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ وہ ذات انڈے سے مرغی کو اور مرغی سے انڈے کو نکال دیتی ہے (یاد رہے کہ مرغی سے مراد محض مرغی نہیں بلکہ تمام انڈہ دینے والے جانور اس میں شامل ہیں) اور گیہوں کے دانے سے بالی کو اور بالی سے دانوں کو نکال دیتی ہے اور جس کو چاہتا ہے، بغیر محنت و مشقت کے (بطور وراثت وغیرہ) رزق دیتا ہے یا یہ کہ جس پر چاہتا ہے بغیر کسی تنگی اور سختی کے مال کی فراوانی کر دیتا ہے۔

(۲۸) مسلمانوں کے لیے یہ چیز مناسب نہیں کہ وہ عبداللّٰہ بن اُبی یہودی اور اس کے ساتھیوں کو خالص ایمان والوں سے تجاوز کر کے دوست بنائیں۔ (کیونکہ حقیقی دوستی نظریات کی ہم آہنگی سے جنم لیتی ہے)

اور جو کفار سے ایسی دوستی رکھے گا تو وہ اللّٰہ تعالیٰ کی رحمتوں اور دوستی کے کسی درجے میں شمار نہیں ہوگا مگر یہ کہ کوئی مومن صرف زبانی دوستی کر کے ان کے شر سے نجات حاصل کرنا چاہے اور اللّٰہ تعالیٰ تمہیں ناحق قتل کرنے اور حرام کاری اور مال حرام اور شراب پینے اور جھوٹی گواہی دینے اور اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے ڈراتا ہے اور تمہیں بالآخر مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

شانِ نزول: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو اور ابن الحقیق اور قیس بن زید نے انصار کی ایک جماعت سے دوستی کی تاکہ ان کے دین میں فتنہ ڈالیں تو رفاعہ بن منذر اور عبداللّٰہ بن جبیر اور سعد بن خثمہ ان حضرات نے انصار سے کہا، یہودیوں کی اس جماعت سے بچو اور ان سے دوستی کرنے میں احتیاط کرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہارے دین میں کوئی فتنہ پردازی کریں مگر ان انصاریوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کفار کو اپنا ہمراز اور دوست نہ بنائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر تم رسول اللّٰہ ﷺ سے عداوت و دشمنی دل ہی میں پوشیدہ رکھو یا آپ کی شان میں گستاخیاں کر کے زبان سے ظاہر کرو، وہ رب سب کچھ جانتا ہے اور سب پر بدلا دے گا اور صرف اتنا نہیں وہ تو تمام خیر و شر اور ہر ایک ظاہر و چھپی ہوئی باتوں کو جانتے ہیں، وہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے رازوں سے آگاہ اور آدمیوں کو جزا اور سزا دینے پر قادر ہیں، یہ آیت منافقین اور یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۳۰) اور قیامت کا دن تو ایسا ہوگا جس دن ہر ایک انسان اپنے اچھے اور برے کاموں کو اپنے نامہ اعمال میں لکھا ہوا پائے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ کیا اچھا ہوتا اس نفس اور اس برے عمل کے درمیان ایک بہت لمبی مسافت حائل ہو جائے اور اسی سبب اے مسلمانو! تمہیں اللّٰہ تعالیٰ گناہ کرنے سے ڈراتے ہیں کیوں کہ وہ مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۱)۔ کہہ دو کہ خدا اور اُس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا (۳۲)۔ خدا نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا (۳۳)۔ اُن میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور خدا سُننے والا (اور) جاننے والا ہے (۳۴)۔

تفسیر سورة آل عمران آیات (۳۱) تا (۳۵)

(۳۱) محمد ﷺ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے محبت رکھتے ہو تو میرے دین یعنی اسلام و پیغمبر اسلام کی اتباع کرو اس طرح اللہ تعالیٰ تمہاری محبت میں اضافہ فرمائیں گے اور تمہاری یہودیت کے گناہوں کو بھی معاف فرمائیں گے۔

کیوں کہ جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اسے بخشنے والے ہیں اور جو توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما کر اسے مہلت معافی دیتے ہیں، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو عبداللہ ابن ابی بولا کہ محمد ﷺ ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم ان سے اس طرح محبت کریں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ سے محبت کی اور بقیہ یہودی بولے ان کا منشا یہ ہے کہ ہم ان کو رب حنان بنالیں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حنان بنایا۔

(۳۲۔۳۳۔۳۴) تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ تم فرائض وواجبات میں اطاعت کرو اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہو تو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ یہودیوں اور کافروں سے محبت نہیں فرماتے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو یہودی بولے کہ ہم تو آدم علیہ السلام کے دین پر ہیں اور مسلمان ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اولاد ابراہیم موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اسلام کی وجہ سے تمام جہان والوں پر فضیلت عطا کی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمران سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد مراد نہیں۔

یہ ایک دوسرے کے دین پر ہیں اور بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ یہود کے اس دعوے کو خوب سننے والے اور ان کے انجام کو اور جو ان کے دین پر ہو، اس کے انجام وسزا کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۳۵) جب ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا ہوا تھا خدا کو خوب معلوم تھا تو کہنے لگیں کہ اے پروردگار! میرے تو لڑکی پیدا ہوئی ہے اور (نذر) کے لئے لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶) تو پروردگار نے اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا متکفل بنایا۔ زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے کہ مریم یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ وہ بولیں خدا کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک خدا جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے (۳۷)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۳۵) تا (۳۷)

(۳۵۔۳۶) اور اے محمد ﷺ وہ وقت بھی یاد کیجیے کہ جب حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا کہ جو میرے پیٹ میں ہے میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے، اور اے رب! آپ دعاؤں کو سننے والے اور اس کی قبولیت اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اس کو بخوبی جاننے والے ہیں۔ چنانچہ جب انھوں نے لڑکی جنی تو حضرت مریم کی والدہ حسرت سے عرض کرنے لگیں پروردگار میں نے تو لڑکی جنی ہے، حالانکہ جو انھوں نے جنا اللہ تعالیٰ اسے زیادہ جانتے تھے اور لڑکا خدمت وغیرہ میں کسی طرح اس لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا اور میں اس لڑکی کو اور اگر اس کی اولاد ہو تو شیطان مردود سے آپ کی پناہ اور حفاظت میں دیتی ہوں۔

(۳۷) غرض کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور لڑکے کی جگہ مریم علیہ السلام کو قبول فرمایا اور عبادات کے سالوں، مہینوں، دنوں اور گھڑیوں میں عمدہ طور پر غذاؤں سے ان کی نشوونما فرمائی اور ان کو زکریا علیہ السلام کی تربیت کے لیے سپرد فرمایا۔

اور اس عمدہ مکان میں جب مریم علیہ السلام عبادت خداوندی میں مصروف تھیں تو حضرت زکریا تشریف لاتے تو سردیوں کے میوے گرمیوں میں جیسا کہ انگور وغیرہ دیکھتے اور گرمیوں کے میوے سردیوں میں جیسا کہ انگور وغیرہ ان کے پاس پاتے، وہ یہ دیکھ کر فرماتے کہ بغیر مشکل کے یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آتی ہیں وہ فرماتیں کہ اللہ

کی جانب سے بواسطہ جبریل امین آئی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں وقت بے وقت کے بغیر استحقاق اور اندازہ کے عطا فرماتے ہیں۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝

اُس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دُعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما تو بے شک دُعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے (۳۸)۔ وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) تمہیں خدا یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض (یعنی عیسیٰ) کی تصدیق کرینگے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہونگے (۳۹)۔ زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا کہ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۴۰)۔ زکریا نے کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کرسکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح وشام اس کی تسبیح کرنا (۴۱)۔ اور جب فرشتوں نے (مریم) سے کہا کہ مریم! خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے (۴۲)۔ مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا (۴۳)۔ (اے محمد ﷺ) یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم اُن کے پاس نہیں تھے۔ اور نہ اس وقت ہی اُن کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے (۴۴)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۳۸) تا (٤٤)

(۳۸۔۳۹) اسی موقع پر حضرت زکریاؑ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں خاص اپنے پاس سے کوئی نیک اولاد عطا فرمائے، بے شک آپ (اللہ ہی) دعا کے قبول فرمانے والے ہیں، سوان (حضرت زکریاؑ) سے پکار کر جبرائیلؑ نے کہا اور جبکہ وہ بحالت نماز مسجد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا جن کی شان یہ ہوگی کہ وہ کلمۃ اللہ (اللہ کی نشانی ہوں گے اور) یعنی عیسیٰ بن مریم کی جو کہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے ہیں تصدیق کرنے والے ہوں گے، دوسرے بردبار ہوں گے، تیسرے اپنے آپ کو دنیاوی لذات سے روکنے والے ہوں گے

اور چوتھے اعلیٰ درجہ کے نبی ہوں گے۔

(۴۰) تب جواباً حضرت زکریاؑ نے بواسطہ جبرائیلؑ جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالاں کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں ور میری بیوی بھی بڑھاپے کی وجہ سے بچہ جننے کے قابل نہیں، تب اللہ کی طرف سے غائبانہ آواز آئی کہ اے زکریاؑ جیسا تم سے کہا گیا ہے اسی طرح ہوگا۔

(۴۱) حضرت زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری بیوی کے حمل ٹھہر جانے پر کوئی ظاہری نشانی مقرر فرما دیجیے، ارشاد باری ہوا کہ تمہاری بیوی کے حاملہ ہونے پر تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے کچھ عرصہ تک بات نہ کرسکو گے اور اس میں گونگے ہونے کا کوئی عیب نہ ہوگا، سوائے ہونٹوں، آنکھوں اور ہاتھوں سے اشارہ کرنے کے یا یہ کہ زمین وغیرہ پر لکھ کر وضاحت کرنے کے۔

سو اپنے رب کو دل اور زبان سے بکثرت یاد کیجیے اور صبح و شام نماز پڑھتے رہنا جیسا کہ پڑھتے ہو۔

(۴۲) جس وقت جبریل امین علیہ السلام (اور فرشتوں نے) فرمایا، اے مریم اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور عبادت کے لیے منتخب فرمالیا اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے اور قتل وغیرہ سے پاک صاف فرمالیا اور تمام جہان بھر کی عورتوں کے مقابلہ میں تمہیں منتخب کرلیا۔

(۴۳) لہٰذا اس چیز کے شکر ادا کرنے کے لیے اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہو، یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ اس چیز کے شکریہ میں نمازیں خوب لمبی پڑھو اور خشوع و خضوع والی اور نماز والوں کے ساتھ نماز میں رکوع و سجدہ میں یعنی اٹھتے بیٹھتے بھی عبادت میں مصروف رہو۔

(۴۴) اور حضرت مریمؑ اور زکریاؑ کے جو واقعات بیان کیے ہیں۔ یہ غیب کی ان خبروں میں سے ہیں کہ جن کو اے نبی کریم ﷺ ہم آپ پر بواسطہ جبرائیل امین وحی بھیجتے رہتے ہیں ورنہ آپ ان لوگوں کے پاس نہ اس وقت موجود تھے جب کہ وہ حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں قرعہ اندازی کے لیے پانی میں اپنے قلموں کو ڈال رہے تھے اور نہ آپ اس وقت ہی ان لوگوں کے پاس موجود تھے، جب کہ وہ قرعہ اندازی سے پہلے وہ حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں جھگڑا کررہے تھے۔ (یعنی کہ یہ سینکڑوں برس پہلے کے واقعات کی یہ وہ غیب کی خبریں ہیں جو آپ کی صداقت نبوت کی واضح علامت ہیں)۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾

(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسٰی ابن مریم ہوگا (اور جو) دُنیا اور آخرت میں با آبرو اور (خدا) کے خاصوں میں سے ہوگا (۴۵)۔ اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں سے ہوگا (۴۶)۔ مریم نے کہا۔ پروردگار میرے بچہ کیونکر ہوگا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک تو لگایا نہیں۔ فرمایا کہ خدا اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (۴۷)۔ اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا (۴۸)۔ اور (عیسٰی) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مُورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے۔ اور اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیتا ہوں۔ اور خدا کے حکم سے مُردے میں جان ڈال دیتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے (قدرت خدا کی) نشانی ہے۔ (۴۹)

تفسیر سورة ال عمران آیات (۴۵) تا (۴۹)

(۴۵) وہ وقت یاد کرو جب کہ فرشتوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں، ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح عیسٰی بن مریم ہوگا کیوں کہ وہ تمام شہروں میں سیاحت کریں گے یا یہ کہ بادشاہت والے ہوں گے اس واسطے ان کا مسیح لقب ہوگا اور دنیا میں بھی لوگوں میں ان کی قدر و منزلت ہوگی اور آخرت میں بھی وہ با آبرو ہوں گے اور جنت عدن میں وہ منجانب اللہ مقربین میں سے ہوں گے۔

(۴۶) اور وہ گہوارہ (ماں کی گود) میں بھی جب کہ وہ چالیس دن کے ہوں گے تب بھی اور پھر نبوت ملنے کے بعد ایک ہی جیسا کلام کریں گے۔

(۴۷) حضرت مریم علیہا السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرا لڑکا کیسے ہوگا جب کہ کسی بشر نے جائز یا ناجائز طریقہ پر مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا تب اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے واسطہ سے کہا جیسا تم سے کہا گیا، تم اسی طرح یقین رکھو اسی طرح ہوگا۔ (جیسے وہ مصور حقیقی چاہے گا)

جب اللہ تعالیٰ تم سے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہے گا تو کُن کہتے ہی وہ پیدا ہو جائے گا۔

(۴۸) اور اللہ تعالیٰ ان مولود (یعنی حضرت عیسیٰ) کو انبیاء کرام کی کتابوں کی تعلیم فرمائے گا اور حلال وحرام کی یا انبیاء سابقین کی حکمت اور ماں کے پیٹ میں توریت کی اور پیدا ہونے کے بعد انجیل کی نعمت سے نوازے گا۔

(۴۹) اور پھر تیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجیں گے، آپ عیسیٰ ان سے جا کر کہیں گے کہ میں تم لوگوں کے پاس اپنی نبوت پر کھلی اور روشن دلیل لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ پرندے کی شکل کی طرح مٹی کی مصنوعی صورت تمہارے سامنے بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ پرندہ بن کر بحکم الٰہی آسمان وزمین کے درمیان اڑنے لگے گا، چنانچہ ان کے سامنے چمگادڑ بنادی وہ لوگ بولے یہ تو جادو ہے، اسے ہم نہیں مانتے اس کے علاوہ اور کوئی دلیل لاؤ، حضرت عیسیٰ بولے کہ میں پیدائشی نابینا اور کوڑھی کو اللہ کے حکم سے اچھا کر دیتا ہوں تو اس پر بھی وہ ہٹ دھرم لوگ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں تمہیں وہ بھی بتا دیتا ہوں جو تم صبح وشام کھا کر آتے ہو اور جو صبح وشام کے لیے گھروں میں ذخیرہ کر کے آتے ہو اگر تم تصدیق کرنے والے ہو تو ان باتوں میں میری نبوت کے لیے کھلے دلائل موجود ہیں۔ (کہ جن سے ایک عقل مند کے لیے انکار کی گنجائش نہیں)

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْھُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی اسکی تصدیق بھی کرتا ہوں اور (میں) اس لئے بھی (آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۵۰)۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے (۵۱)۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی طرف سے نافرمانی (اور نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرفدار اور میرا مددگار ہو۔ حواری بولے کہ ہم خدا کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں۔ ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں (۵۲) اے پروردگار جو (کتاب) تُو نے نازل فرمائی ہے ہم اُس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ (۵۳)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۵۰) تا (۵۳)

(۵۰) میں تمہارے پاس ایک ایسا دین اور توحید لے کر آیا ہوں جو توریت اور مجھ سے پہلی ساری کتابوں کے مطابق ہے، اور یہ شریعت اس لیے لے کر آیا ہوں کہ تم لوگوں کے لیے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر پہلے حرام کر دی گئی تھیں مثلاً اونٹ کا گوشت اور گائے، بکری کی چربی اور ہفتہ کو شکار کھیلنا وغیرہ لہٰذا جن باتوں کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس کی نافرمانی کرنے میں اللہ رب العزت سے ڈرو اور کفر وشرک سے توبہ کرو اور میرے دین اور میرے حکم کی اتباع کرو۔

(۵۱) بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی اور تمہارے بھی رب ہیں تم سب اسی کی توحید بیان کرو، کہ یہی سیدھے راستے پر چلانے والا اور اس رب کو خوش کرنے والا دین اسلام ہے۔

(۵۲۔۵۳) سو جب حضرت عیسیٰ نے ان منکرین کی طرف سے اپنے قتل کی سازش محسوس کی یا یہ کہ ان کے انکارِ حق کو دیکھا تو بولے کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو دین حق اور کفر کے ابطال میں میرے رفیق و مددگار رہوں؟ تب بارہ مخلص آدمی بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمنوں کے مقابلے میں ہم آپ کے مددگار ہیں اور آپ اے عیسیٰ علیہ السلام ہمارے اقرار عبادت اور توحید پر گواہ رہیے، اے ہمارے پروردگار ہم (دیگر تمام آسمانی کتابوں اور) خصوصاً انجیل پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے دین کی پیروی کی۔

سو ہمیں ان سابقین اولین کے ساتھ لکھ دیجیے جنھوں نے ہم سے پہلے گواہی دی یا ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ تمہیں حق کی گواہی دینے میں سچے رسول اللہ ﷺ کی امت کے ساتھ شریک کردے۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ
فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا
شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَھُمْ ۭ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ
خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لئے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے (۵۴)۔ اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسیٰ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں (کی صحبت) سے پاک کردوں گا۔ اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے ان کو کافروں پر قیامت تک فائق (و غالب) رکھوں گا پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کردوں گا (۵۵)۔ یعنی جو کافر ہوئے ان کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۵۶)۔ اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو خدا پورا پورا صلہ دے گا۔ اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا (۵۷)۔ (اے محمد ﷺ) یہ ہم تم کو (خدا کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں (۵۸)۔ عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے (۵۹)۔ (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے سو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۶۰)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۵٤) تا (٦۰)

(۵۴) یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے اور ان کو سولی پر چڑھانے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے

لوگوں میں سے طیطانوس نامی ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں تبدیل کر کے سولی پر چڑھوا دیا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ سب تدبیریں کرنے والوں میں سے بہترین تدبیر فرمانے والے ہیں۔

(۵۵) اللہ تعالیٰ نے اس وقت جب کہ حضرت عیسیٰ گرفتاری کے وقت پریشان ہوئے، فرمایا کچھ فکر نہ کرو میں تمہیں عالم بالا کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہارے منکرین سے تمہیں پاک کرنے والا ہوں اور تمہارے پیروکاروں کو منکرین پر مدد اور حجت کے ساتھ غلبہ دینے والا ہوں اور پھر قیامت کے قریب آسمان سے اترنے کے بعد تمہیں فطری طریقہ کے مطابق موت دوں گا اور مرنے کے بعد سب کی واپسی میرے سامنے ہوگی، اس وقت میں سب کے درمیان ان امور دین میں جس میں تم باہم جھگڑتے تھے فیصلہ کردوں گا۔

(۵۶) چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں بالخصوص حضور ﷺ اور حضرت عیسیٰ کے منکر تھے ان پر دنیا میں تلوار اور جزیہ مسلط کر دیا (یعنی یا تو وہ مفتوح ہوگئے اور یا زیر تسلط آ گئے) اور آخرت میں نار جہنم کی سخت ترین سزا دوں گا اور وہ دنیا و آخرت میں کوئی تدبیر کر کے بھی عذاب الٰہی کو ٹال نہیں سکیں گے۔

(۵۷) اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول، کتابوں پر ایمان رکھنے والے حضرات کو در آں حالیکہ انھوں نے خلوص کے ساتھ نیک کام بھی کیے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں ان کو پورا پورا ثواب دیں گے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے ان کے ظلم اور شرک کی وجہ سے محبت نہیں رکھتے۔

(۵۸) ہم یہ اوامر و نواہی اور آیات قرآنیہ، بواسطہ جبریل امین آپ ﷺ پر نازل کرتے ہیں، اور یہ محکم (واضح) حلال و حرام جو کہ توریت و انجیل یا یہ کہ لوح محفوظ کے موافق ہیں، آپ ﷺ کو سناتے ہیں۔

شان نزول: ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ نجران کے دو (عیسائی) راہب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک ان میں سے بولا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد کون ہیں؟ اور رسول اکرم ﷺ جواب دینے میں جلدی نہیں فرماتے تھے تاوقتیکہ وحی الٰہی نہ آجاتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ سے مُمْتَرِيْنَ تک یہ آیات آپ ﷺ پر نازل فرمائیں اور عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت نقل کی گئی ہے کہ نجران سے ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس میں ان کے سردار اور پیرو بھی تھے اور بولے کہ آپ ہمارے صاحب کا کیا تذکرہ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کون ہیں، وہ بولے عیسیٰ علیہ السلام آپ کا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ نے فرمایا جی ہاں وہ بولے کیا عیسیٰ علیہ السلام کو تم نے کوئی دیکھا ہے یا ان کے متعلق تمہیں کوئی اطلاع دی گئی ہے پھر اس کے بعد وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے، اس کے بعد جبرئیل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی منفرد معجزاتی

حالت کوئی نئی نہیں بلکہ ان کا معاملہ اس سے پہلے حضرت آدم سے ملتا جلتا ہے کہ وہ ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔

اور بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ سلمہؒ، عبدیشوع" اوران کے والد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہونے سے قبل آپ نے اہل نجران کے پاس یہ لکھ کر روانہ کیا کہ ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام کے اللہ کے نام سے یہ شروع کرتا ہوں اور نبی کریم محمد ﷺ کی جانب سے ہے الخ اور آپ نے ان کی طرف شرجیل بن دواعہ ہمدانی اور عبداللہ بن شرجیل جبار حرثی کو بھی روانہ کیا چنانچہ ان حضرات نے ان سے جا کر گفت وشنید کی اور ان لوگوں نے ان سے گفتگو کی، یہاں تک کہ آپس میں لمبی گفتگو جاری رہی، پھر وہ لوگ حضور ﷺ کو مخاطب کر کے بولے کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھی تک میرے اوپر کوئی سورت/وحی نازل نہیں ہوئی، اور میں بلاہدایت ربانی کچھ کہتا نہیں، جس کی یہ لوگ اقتدا کریں لہٰذا یہ لوگ قیام کریں تا کہ میں ان کو وحی الٰہی سے آگاہ کردوں، چنانچہ اگلے دن صبح ہوگئی تب اللہ تعالیٰ نے اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی سے کٰذِبِیْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن سعد نے طبقات میں ازرق بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس نجران کا ایک راہب اور اس کے پیرو آئے، آپ نے ان پر اسلام کو پیش کیا وہ بولے ہم تو آپ سے پہلے ہی سے مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا جھوٹ بولتے ہو تمہیں اسلام قبول کرنے سے تین چیزوں نے روک رکھا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ نے لڑکا بنالیا ہے، تمہارا سؤر کا گوشت کھانا تیسرے بتوں کو سجدہ کرنا، وہ لاجواب ہوگئے اور آپ کو زچ کرنے کے لیے وہ بولے کہ پھر حضرت عیسیٰؑ کے والد کون ہیں، آپ نے فی الحال بغیر وحی الٰہی کے ان کو کوئی جواب دینا مناسب نہ سمجھا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی اس کے بعد آپ نے ان کو مباہلہ کے لیے بلایا تو انھوں نے آنے سے انکار کردیا تو آپ نے اس طرح ان پر جزیہ لاگو کردیا اور وہ واپس ہوگئے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۹۔۶۰) اب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش کو بیان فرماتے ہیں کیوں کہ وفد بنی نجران نے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں، اس پر کچھ ثبوت قرآنی لے کر آؤ تو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی منفرد حالت اللہ تعالیٰ کی تجویز ازلی میں حضرت آدمؑ کی حالت عجیبہ کے طریقہ پر ہے کہ ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور پھر ان کے قالب کو کہا کہ پیدا ہو جا، سو وہ ہوگئے، اسی طرح کا معاملہ حضرت عیسیٰؑ کا ہے کہ ان کو بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیدا ہو جا، سو وہ پیدا ہوگئے یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ العیاذ باللہ خدا تھے بالکل غلط ہے اور وہ عیسیٰؑ نہ اس اللہ کے بیٹے اور نہ اس کے شریک تھے۔ یہ بیانِ حقیقت آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ عیسیٰؑ کی پیدائش میں شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیے۔ (یہ کہنا امت کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ پیغمبر، صاحب یقین ہوتا ہے۔ وہاں شک کی گنجائش کہاں۔ مترجم)

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾

پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت الحال تو معلوم ہو ہی چلی ہے۔ تو اُن سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بُلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ۔ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا و التجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (۶۱)۔ یہ تمام بیانات صحیح ہیں۔ اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بے شک خدا غالب (اور) صاحب حکمت ہے (۶۲)۔ تو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو خدا مفسدوں کو خوب جانتا ہے (۶۳)۔ کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔ اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں (۶۴)۔

تفسیر سورة آل عمران آیات (٦١) تا (٦٤)

(۶۱) وفد بنی نجران نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس چیز کے بیان کر دینے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت عیسیٰ کی مثال حضرت آدمؑ کے طریقہ پر ہے جو مخاصمہ کیا اس کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں۔

وہ لوگ بولے کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں ایسا نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کے بارے میں آپ سے حجت کرے جب کہ آپ کے پاس علم واقعی آچکا کہ حضرت عیسیٰ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں تو اگر یہ دلیل سے نہیں جاننا چاہتے تو آپ فرما دیجیے کہ ہم بھی اپنے بیٹوں کو باہر نکالتے ہیں تم بھی نکال لو اور ہم بھی اپنی عورتوں کو باہر لاتے ہیں، تم بھی لے آؤ اور ہم خود بھی آتے ہیں تم بھی آجاؤ پھر سب مل کر خوب کوشش اور آہ و زاری کے ساتھ دعا کریں کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو ہم میں سے جھوٹا ہو، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(۶۲۔۶۳) اے محمد ﷺ جو کچھ آپ کے سامنے حضرت عیسیٰؑ اور وفد نجران کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، وہ ہی سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں اور وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور جو ایمان نہ لائے اس پر اللہ تعالیٰ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور حکیم کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ ان پر لعنت پختہ ہوگئی، اس لیے انھوں نے اس ہدایت سے انحراف کیا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مباہلہ کے لیے نہیں آئے کیوں کہ یہ جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں اور حضور ﷺ سچے ہیں اور آپ کے اوصاف اور تعریف خود ان کی کتابوں میں موجود ہیں، پھر اگر یہ آپ کے مباہلہ کے لیے بلانے کے باوجود بھی

آپ کے ساتھ نہ نکلیں اور حق کو قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ بنی نجران کے ان مفسد عیسائیوں کو خوب جاننے والے ہیں۔
(۶۴) اب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی ہے کہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی طرف آ ؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان تسلیم شدہ ہے اور یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنا رب نہ بنائے، چنانچہ انھوں نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اعراض اور توحید کے اقرار سے انکار کریں تو تم کہہ دو کہ تم لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔اب اللہ تعالیٰ ان نصاریٰ کے مباحثہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے آکر مباحثہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم دین ابراہیم پر مسلمان ہیں اور توریت کو ثبوت میں پیش کرنے لگے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (۶۵)۔دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی۔مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۶۶)۔ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بےتعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں نہ تھے (۶۷)۔ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو اُن کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر (آخر الزماں) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور خدا مومنوں کا کارساز ہے (۶۸)۔(اے اہلِ اسلام) بعضے اہلِ کتاب اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ تم کو گمراہ کر دیں۔مگر یہ (تم کو کیا گمراہ کریں گے) اپنے آپ کو ہی گمراہ کر رہے ہیں اور نہیں جانتے (۶۹)۔اے اہلِ کتاب تم خدا کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو اور تم (تورات کو) مانتے ہو (۷۰)

تفسیر سورة آل عمران آیات (٦٥) تا (٧٠)

(۶۵۔۶۶۔۶۷) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے بارے میں حجت کرتے ہو، یہ کتابیں تو حضرت ابراہیمؑ کے بہت بعد نازل ہوئی ہیں،توریت وانجیل میں کسی مقام پر یہ نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے،اے گروہ یہود اور نصاریٰ!تم اپنی کتاب میں تو حجت کر چکے ہو جس میں یہ واضح طور پر موجود

ہے کہ رسول اکرم ﷺ نبی مرسل ہیں اور حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور پھر تم اس بات کا انکار کرتے ہو تو پھر ایسے امور میں کیوں حجت کرتے ہو جو تمہاری کتابوں میں موجود نہیں اور پھر جھوٹ بولتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور تم نہیں جانتے کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی، اب اللہ تعالیٰ صاف طور پر ان کے اقوال کی تکذیب فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ دین یہود پر تھے اور نہ دین نصاریٰ پر البتہ طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے۔

شان نزول: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے اپنی سند متصل کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور یہود کے عالم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر جھگڑنے لگے، یہود کے عالم بولے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور نجران کے عیسائی بولے حضرت ابراہیم عیسائی تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت، انجیل تو ان کے بہت بعد نازل ہوئیں اس روایت کو بیہقی نے بھی دلائل میں روایت کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۸) اب اللہ تعالیٰ ان حضرات کے معاملے کو بیان فرماتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، البتہ سب سے زیادہ دین ابراہیمی کے وہ حق دار ہیں، جنھوں نے ان کے زمانہ میں ان کا اتباع کیا اور اس طرح وہ اہلِ ایمان جو رسول اکرم ﷺ کے دین پر ہیں اور جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے وہ دین ابراہیمی پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ایمان والوں کا محافظ و مددگار ہے۔

(۶۹) اصحاب رسول اکرم ﷺ میں سے حضرت معاذ حذیفہ اور عمار کو غزوہ احد کے دن کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے اپنے دین یہودیت کی دعوت دی کہ اسلام کو چھوڑ دیں اور اس کو قبول کرلیں، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، اہل کتاب کی جماعت اس بات کی آرزو کرتی ہے کہ تمہیں تمہارے دین اسلام سے گمراہ کردیں، مگر درحقیقت وہ خود دین الٰہی سے دور ہو چکے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس چیز کی اطلاع کردے گا جن باتوں کا تم اپنی کتابوں میں قرار کرتے ہو۔

(۷۰) رسول اکرم ﷺ نبی مرسل ہیں، پھر کیوں انکار کرتے ہو اور کیوں اپنی کتابوں میں حق بات کے ساتھ باطل کو ملاتے ہو۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

اے اہل کتاب تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو (۷۱)۔ اور اہلِ کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اُس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اُس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تا کہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں (۷۲)۔ اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو خدا ہی کی ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں خدا کے رُو برو قائل ومعقول کر سکیں گے یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا کشائش والا (اور) علم والا ہے (۷۳)۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۷۴)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۷۱) تا (۷٤)

(۷۱، ۷۲) اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت میں تبدیلی کرتے ہو اور کیوں آپ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہو حالاں کہ تم اپنی کتابوں میں اس اصل حقیقت کو جانتے ہو، تحویلِ قبلہ کے بعد کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے جو مشورہ کیا اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، یعنی کعب وغیرہ سرداران یہود نے اپنے لوگوں سے کہا کہ محمد ﷺ اور قرآن کریم پر دن کے شروع میں یعنی صبح کی نماز کے وقت ایمان لے آؤ اور ظہر کی نماز کے وقت انکار کر بیٹھو، تو لوگ یہ دیکھ کر کہیں گے کہ اہل کتاب اس قبلہ پر ایمان لے آئے جس کی طرف منہ کر کے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے صبح کی نماز پڑھی اور اس قبلہ سے انکار کیا جن کی طرف منہ کر کے ان لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھی۔ شاید اس طرح دوسروں کو شک وشبہ میں ڈالنے سے عوام الناس تمہارے قبلہ اور تمہارے دین کی طرف پلٹ آئیں۔

شانِ نزول: وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن صیف، عدی بن زید اور حارث بن عوف ان لوگوں میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ اور ان کے اصحاب جو احکام بیان کرتے ہیں ہم ان پر صبح کو ایمان لائیں اور شام کو ان کا انکار کر دیں، تا کہ ان کے اصحاب بھی اسی طرح کرنے لگیں اور پھر ممکن ہے کہ ہماری اس تدبیر کے سبب یہ مسلمان ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ سے وَاسِعٌ عَلِيْمٌ تک آیات نازل فرمائیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۷۳۔۷۴) اور نبوت میں کسی کی بھی تصدیق مت کرو مگر یہ کہ جو افراد یہودیت اور تمہارے قبلہ بیت المقدس کی

پیروی کریں۔اب اللہ تعالیٰ ان کی اس دلیل کے فضول ہونے کا اظہار فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ دینِ الٰہی وہ تو اسلام ہے اور قبلہ خداوندی بیت اللہ ہے اور تم اے اہل کتاب ایسی باتیں اس لیے کرتے ہو کہ کسی اور کو ایسا دین اور ایسا قبلہ ملا ہے جیسا کہ اصحاب رسول اکرم ﷺ کو یہ بطور نعمت ملا ہے۔ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہود قیامت کے دن اس دین اور اس قبلہ میں تم سے دشمنی کر سکیں گے،آپ فرما دیجیے کہ بے شک نبوت واسلام اور قبلہ ابراہیمی کی عطا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے،اس نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ بخششوں میں وسعت والا اور جس کو دے رہا ہے اس کو پوری طرح جاننے والا ہے اس نے اپنے دین کے لیے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو منتخب فرمایا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں کہ نبوت و اسلام رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی۔

شان نزول: قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے بواسطہ سدی ابو مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہود کے علماء اپنے پیروکاروں سے کہتے تھے کہ جو تمہارے دین کی پیروی کرے اس پر ایمان لاؤ،اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اہلِ کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کے پاس (روپوں کا) ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو (فوراً) واپس دیدے اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں دے ہی نہیں یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُمیوں کے بارے میں ہم سے مواخذہ نہیں ہوگا یہ خدا پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں (۷۵)۔ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (خدا سے) ڈرے تو خدا ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۷۶)۔جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔اُن سے خدا نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا (۷۷)۔اور (ان اہل کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے

ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا اور خدا پر جھوٹ بولتے ہیں اور (یہ بات) جانتے بھی ہیں (۷۸)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۷۵) تا (۷۸)

(۷۵۔۷۶) اب اہل کتاب کی امانت اور خیانت کو اللہ تعالیٰ واضح فرماتے ہیں، یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ اگر سونے کی تھیلیاں اور انبار ان کے پاس بطور امانت رکھ دو تو وہ مانگتے ہی اسی طرح تمہیں لوٹا دیں اور ان ہی میں سے کوئی فرد ایسا بھی ہے کہ اگر ایک دینار بھی تم اس کو دو گے تو وہ بھی واپس نہیں دے گا مگر یہ کہ تم اس سے مسلسل تقاضہ کرتے رہو اور یہ مثال کعب اور اس کے ساتھیوں کی ہے۔

اور یہ دوسرے کے مالوں کا کھا جانا اور خیانت کرنا اس بنا پر ہے کہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ اہل کتاب کے علاوہ عربوں کا مال کھا جانے میں کوئی گناہ نہیں اور وہ خود جانتے ہیں کہ وہ اس چیز میں جھوٹے ہیں، خائن پر الزام ضرور ہوگا کیوں کہ جو شخص عہد خداوندی اور لوگوں کے وعدوں کو پورا کرے اور خیانت اور عہد توڑنے سے ڈرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں اور وہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں۔ (جو ایسے اعلیٰ کردار کے مالک ہیں)

(۷۷) اب اس قسم کے یہودیوں کا انجام بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس عہد کو جو انھوں نے اللہ سے کیا اور اپنی ان قسموں کو جو انبیاء کرام کے ساتھ کھائیں حقیر سے کچھ دنیاوی نفع کے بدلے میں توڑتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے جنت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ ان عہد شکن لوگوں سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا اور نہ ان پر کسی بھی درجے میں رحمت فرمائے گا اور نہ یہودیت سے ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور کہا گیا کہ یہ آیت کریمہ عبدان بن اشوع اور امرأ القیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان دونوں میں باہمی خصومت (دشمنی) تھی۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰهِ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے اشعث ؓ سے روایت کیا ہے کہ میری اور ایک یہودی کی مشترک زمین تھی، اس نے میرا حصہ دینے سے انکار کیا میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ موجود ہیں، میں نے کہا نہیں پھر آپ نے اس یہودی سے کہا کہ قسم کھا، اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو جھوٹی قسم کھا کر میرا بھی حصہ لے جائے گا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اور امام بخاریؒ نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بازار میں سامان لایا اور اللہ کی قسم کھائی کہ وہ جس قیمت پر فروخت کر رہا ہے اس پر دوسرا نہیں دے گا تاکہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کی باتوں کے جال میں آجائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثوں میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں، کیوں کہ ممکن ہے کہ دونوں واقعے ایک ساتھ آیت کریمہ کے نزول کا سبب ہوں۔

اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہود میں سے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے توریت میں جو رسول اکرم ﷺ کی تعریف اور صفت بیان فرمائی تھی، ان لوگوں نے اس کو چھپا لیا تھا اور اس میں تبدیلی کر کے قسمیں کھاتے تھے کہ یہی منجانب اللہ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں اس معنی کا بھی امکان ہے مگر زیادہ صحیح وہی شان نزول ہے جو بخاری میں مروی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۷۸) اور ان میں کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کی جماعت ہے جو توریت میں تبدیلی کر کے اپنی زبانوں کو کج (ٹیڑھی) کر لیتے ہیں تاکہ بیوقوف اس کو توریت سمجھیں حالاں کہ یہ خود جانتے ہیں کہ یہ تحریف اصل توریت میں نہیں ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے دو عالموں کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے توریت میں جو رسول اکرم ﷺ کی صفت موجود تھی، اس میں انہوں نے تبدیلی کر دی تھی۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ خدا تو اُسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ (اُسکو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہلِ کتاب تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتابِ (خدا) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو (۷۹)۔ اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنالو۔ بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اُسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے (۸۰)۔ اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہوگی۔ اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) اُنہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا۔ (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیماں کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (۸۱)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۷۹) تا (۸۱)

(۷۹۔۸۰) انبیاء کرام میں سے کسی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ دین کی فہم عطا ہونے کے بعد وہ کہے تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

وہ تو یہی کہے گا کہ تم علماء، فقہاء اللہ تعالیٰ کے تابعدار بندے ہو جاؤ کیوں کہ تم خود بھی کتاب الٰہی کو جانتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہو۔ اے گروہ قریش! یاد رکھو وہ اللہ کا بندہ (ربانی) یہود و نصاریٰ کو ہرگز نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناؤ، اور یہی معاملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی رہا کہ وہ ہر طرح کے شرک سے بیزار رہے اور وہ ابراہیم علیہ السلام جب تمہیں اسلام کا حکم دے چکے کہ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اور تمہاری موت اللہ کی توحید پر ہی آئے) پھر العیاذ باللہ وہ کفر کے بارے میں کیسے حکم دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جس رسول کو بھی بھیجا، اسے دعوت اسلام پر مامور کر کے بھیجا ہے، یہودیت نصرانیت اور بت پرستی کے لیے نہیں بھیجا، جیسا کہ یہ کفار بکتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضور ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ ان باتوں کا اس لیے ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپ سے محبت کریں اور جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو معبود بنایا، اسی طرح آپ کو بھی معبود بنائیں، اسی طرح نصاریٰ اور مشرکین کہتے تھے۔

شان نزول: مَا كَانَ لِبَشَرٍ (الخ)

ابن اسحاق" اور بیہقی" نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اہل نجران میں سے یہود اور نصاری کے عالم رسول اکرم ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے سب کو اسلام کی دعوت دی تو رافع قرظی بولا کہ محمد ﷺ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو معبود بنالیں، جیسا کہ نصاری نے حضرت عیسیٰ کو معبود بنایا آپ نے یہ سن کر فرمایا معاذ اللہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں حسن ؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں، جیسا کہ آپس میں کرتے ہیں تو کیا پھر آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اپنے نبی کی عزت کرو اور جو حق بات (اسلام) کہتا ہے اسے سمجھو۔

کسی کے لیے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ماکان البشر نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی")

(۸۱) اب اللہ تعالیٰ اس عہد و میثاق کا ذکر فرماتے ہیں جو اس نے تمام انبیاء کرام (اور ان کی قوموں سے) لیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد فرمائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نبی سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت اور آپ کے فضائل کو بیان کرے گا جب کہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی کتاب دوں گا، جس میں حلال وحرام تمام چیزوں کا بیان ہوگا اور پھر تم اس بات کا اپنی امت سے بھی عہد لو گے کہ اگر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی توحید کے بیان میں تصدیق کرنے والا ہو تو ضرور تم لوگ اس پر اور اس کے فضائل پر ایمان لاؤ گے اور اس کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں اس کی مدد کرو گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، آیا تم نے اقرار کیا اور میرا یہ عہد قبول کیا؟ تمام انبیاء کرام نے عرض کیا، بے شک ہم نے اس چیز کو قبول کیا ارشاد ہوا، اس اقرار نامہ پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے اس چیز کا عہد لیا اور خود بھی اس چیز پر گواہ بنے چنانچہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کے سامنے اس چیز کو بیان کیا اور ہر ایک نے اپنی امت سے اس چیز پر عہد لیا اور خود انبیاء کرام بھی اس کے گواہ بنے۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۞ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۞ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞

تو جو اس کے بعد پھر جائیں وہ بدکردار ہیں (۸۲)۔ کیا یہ (کافر) خدا کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں۔ حالانکہ سب اہلِ آسمان و زمیں خوشی یا زبردستی سے خدا کے فرمانبردار ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۸۳)۔ کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولاد پر اُترے اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیا کو پروردگار کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے۔ ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں (۸۴)۔ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگا (۸۵)۔ خدا ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور (پہلے) اس بات کی گواہی دے چکے کہ یہ پیغمبر برحق ہے اور اُن کے پاس دلائل بھی آ گئے اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیتا (۸۶)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۸۲) تا (۸۶)

(۸۲) اب امتوں میں سے اس عہد میثاق سے روگردانی کریں گے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے کافر ہیں۔

(۸۳) اب اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی دشمنی اور ان کے رسول اکرم ﷺ سے سوال کرنے کا ذکر فرماتے ہیں، انھوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی ملتِ ابراہیمی پر نہیں ہے، وہ بولے ہم آپ کی اس بات سے راضی نہیں ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس دین اسلام کے علاوہ اور کسی طریقہ کو چاہتے ہو حالاں کہ توحید اور اسلام کے سامنے تمام فرشتے اور مومنین سر جھکائے ہوئے ہیں، تمام آسمانوں والے بخوشی اور زمین والے زبردستی اور یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ اخلاص والے لوگ خوشی خوشی اور منافق بے اختیاری سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں، وہ بے اختیاری کے ساتھ سر جھکائے ہوئے ہیں۔

اور مرنے کے بعد سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے، اب اللہ تعالیٰ اسلام کی حقیقت کو واضح فرماتے ہیں، تاکہ ان لوگوں کو اس کی طرف رہنمائی ہو۔

(۸۴) اے محمد ﷺ آپ خاص دینِ اسلام کے لیے فرما دیجیے کہ ہم اس ذات وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم اور

حضرت ابراہیم اور ان کی کتاب پر حضرت اسماعیلؑ اور ان کی کتاب پر حضرت اسحاقؑ اور ان کی کتاب پر حضرت یعقوبؑ اور ان کی کتاب پر، اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں جو انبیاء گزرے ہیں ان پر اور ان کی کتابوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کی کتاب پر اور کلی طور پر تمام انبیاء کرام اور ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، ہم ان انبیاء کرام میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتے یا یہ کہ نبوت و اسلام میں کسی میں بھی باہمی تفریق نہیں کرتے اور ہم اس ذات الٰہی کی عبادت کرنے والے اور اس کی توحید اور دین کا اقرار کرنے والے ہیں۔

(٨٥) اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں سے محروم ہونے والوں اور دوزخ میں جانے والوں اور آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

شان نزول: وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ (الخ)

سعید بن منصور نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو یہودی بولے کہ وہ مسلمان ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ فرض کیا ہے، وہ بولے ان پر فرض نہیں ہے اور حج کرنے سے انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ (الخ) کہ جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔

(٨٦) اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے باوجود یہ کہ ان کو حقانیت اسلام کے واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں کو جو اس چیز کے اہل نہ ہوں ہدایت نہیں کیا کرتے۔

شان نزول: كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا (الخ)

حضرت امام نسائیؒ حاکمؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہو گیا، اس کے بعد اس کو اپنے فعل پر شرمندگی ہوئی تو اس نے اپنی قوم کے پاس قاصد بھیجا کہ رسول اکرم ﷺ سے معلوم کرو کہ میرے لیے کچھ توبہ کا امکان ہے، اس پر كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ سے اخیر تک یہ آیات نازل ہوئیں، چنانچہ اس کی قوم نے اس کو اس چیز سے مطلع کر دیا اور وہ مشرف با اسلام ہو گیا اور عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حارث بن سوید رسول اکرم ﷺ پر ایمان لے آیا اس کے بعد وہ مرتد ہو کر پھر اپنی قوم سے جا کر مل گیا تو اسکے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں تو اس کی قوم میں سے ایک شخص نے ان آیات کو یاد کر کے اس کو جا کر سنایا تو حارث سن کر بولے اللہ کی قسم یقیناً تو سچا ہے اور رسول اکرم ﷺ تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ سچا ہے، چنانچہ اس نے کفر سے توبہ کی اور مشرف با اسلام ہو گئے اور پھر ان کا اسلام بھی بہت اچھا ہوا۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾

ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی سب کی لعنت ہو (۸۷)۔ ہمیشہ اس لعنت میں (گرفتار) رہیں گے اُن سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُنہیں مہلت دی جائے گی (۸۸)۔ ہاں جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی حالت درست کر لی تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۸۹)۔ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہو گی اور یہ لوگ گمراہ ہیں (۹۰)۔ جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کا سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا (۹۱)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۸۷) تا (۹۱)

(۸۷۔۸۸) ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ ان پر عذاب الٰہی اور فرشتوں اور تمام مسلمانوں کی لعنت نازل ہوتی ہے، اس لعنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کسی قسم کی ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔

(۸۹۔۹۰) البتہ جو لوگ مرتد ہونے کے بعد اس کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور خلوص کے ساتھ توحید خداوندی کے قائل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس پر رحمت فرمانے والے ہیں اور جو لوگ ایمان باللہ کے بعد مرتد ہو کر اسی پر جمے رہے تو جب تک اس پر قائم رہیں گے ہرگز ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور یقیناً ایسے لوگ ہدایت اور دین اسلام سے بے راہ ہیں۔

(۹۱) اور جو اسی حالتِ کفر میں مر گئے تو اگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے جتنے وزن کا سونا بھی لے آئیں تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور کوئی بھی ان سے اس عذاب خداوندی کو ٹالنے والا نہ ہوگا، وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ سے لے کر یہاں تک یہ آیات منافقین میں سے دس آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے تھے، چنانچہ ان میں بعض مرتد ہونے کی حالت میں مر گئے تھے اور بعض اسی حالت میں مارے گئے تھے اور بعض نے ان میں سے پھر اسلام کو قبول کر لیا تھا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ
اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ
تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ
حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ
لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ
اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ
الْعٰلَمِیْنَ ۝

(مومنو) جب تک تم اُن چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اُس کو جانتا ہے (۹۲)۔ بنی اسرائیل کے لئے (تورات کے نازل ہونے سے) پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں بجز اُن کے جو یعقوبؑ نے خود اپنے اُوپر حرام کر لی تھیں کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اُسے پڑھو (یعنی دلیل پیش کرو) (۹۳)۔ جو اس کے بعد بھی خدا پر جھوٹ افترا کریں تو ایسے لوگ ہی بے انصاف ہیں (۹۴)۔ کہہ دو کہ خدا نے سچ فرما دیا پس دینِ ابراہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے (۹۵)۔ پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہان کے لئے موجبِ ہدایت (۹۶)۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پا لیا۔ اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔ اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو خدا بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے (۹۷)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۹۲) تا (۹۷)

(۹۲) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو راہ اللہ میں اپنے اموال خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب و بزرگی اور جنت نہیں حاصل کر سکو گے جب تک کہ اپنی بہت پیاری چیز کو راہ اللہ میں نہ خرچ کرو اور ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے کہ توکل اور تقویٰ اس کے بغیر ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا اور جو بھی اموال خرچ کرتے ہو وہ ذات اس میں تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے کہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا ہے یا لوگوں کی تعریف کے لیے۔

(۹۳۔۹۴) سب کھانے کی چیزیں نزولِ توریت سے پہلے سوائے اس کے جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، بنی اسرائیل پر حلال تھیں وہ سب کھانے کی چیزیں آج رسول اکرم ﷺ اور آپ کی امت پر حلال ہیں۔

توریت کے نازل ہونے سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی تھی جس کی بنا پر انھوں نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کر لیا تھا۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے یہود سے دریافت کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

اپنے اوپر کون سے کھانوں کو حرام کیا تھا وہ بولے حضرت یعقوبؑ نے اپنے اوپر کھانے کی کسی بھی چیز کو حرام نہیں کیا تھا اور جو چیزیں آج ہم پر حرام ہیں، جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے، بکری کی چربی وغیرہ وہ حضرت آدم سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک ہر ایک نبی پر حرام رہی ہیں اور تم ان چیزوں کو حلال سمجھتے ہو پھر یہودی بولے کہ ان چیزوں کی حرمت توریت میں موجود ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے دعوے میں سچے ہو تو توریت لا کر دکھاؤ مگر وہ لے کر نہ آئے اور بخوبی سمجھ گئے کہ وہی جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس واضح بیان کے بعد بھی جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے وہ پکا کافر ہے۔

(۹۵) اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا کہ حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی یا یہ کہ حلال و حرام جو بیان کی گئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا لہٰذا دین ابراہیمی کی پیروی کرو جس میں ذرہ برابر بھی کجی نہیں (اور وہ توحید خالص کے علم بردار تھے)۔

(۹۶-۹۷) سب سے پہلی مسجد جو مسلمانوں کے لیے بنائی گئی یعنی خانہ کعبہ اور مکہ کو "بکہ" اس لیے کہا گیا کیوں کہ طواف میں ہجوم کی بنا پر ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور بڑے بڑے سرکش و نافرمان آ کر وہاں آہ و زاری کرتے ہیں۔

اور وہ مقام مغفرت و رحمت والا ہے اور وہ ہر ایک نبی رسول صدیق اور مومن کا قبلہ ہے اور اس میں کھلی نشانیاں موجود ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا پتھر اور حجر اسود موجود ہے اور اس میں جو داخل ہو وہ حملہ سے امن والا ہو جاتا ہے اور مسلمانوں میں سے اس شخص پر جو وہاں تک جانے آنے کھانے پینے اور اپنی واپسی تک اپنے اہل و عیال کو خرچہ دینے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج بیت اللہ فرض ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ قرآن کریم اور حج کا منکر ہو تو اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کے ایمان اور حج کی کوئی ضرورت نہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾ ع

کہو کہ اے اہل کتاب! تم خدا کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے (۹۸)۔ کہو کہ اے اہل کتاب تم مومنوں کو خدا کے رستے سے کیوں روکتے ہو اور باوجود یکہ تم اس سے واقف ہو اُس میں کجی نکالتے ہو اور خدا تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں (۹۹)۔ مومنو! اگر تم اہل کتاب کے کسی فریق کا کہا مان لوگے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے (۱۰۰)۔ اور تم کیونکر کفر کرو گے جبکہ تم کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں اور تم میں اُس کے پیغمبر موجود ہیں۔ اور جس نے خدا (کی ہدایت کی رسّی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے رستے لگ گیا (۱۰۱)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۹۸) تا (۱۰۱)

(۹۸-۹۹) اے اہل کتاب رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا کس لیے انکار کرتے ہو حالاں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کفر و گناہ کے چھپانے کو جانتا ہے اور کیوں ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے دین سے ہٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہو جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لا چکا ہے، اور اب اسے تم کجی اور گمراہی کے تلاش کرنے کی وجہ سے ہٹاتے ہو؟ اللہ کے سامنے یہ راز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری کفر و گناہ کی پوشیدہ کارروائیوں تک کو جانتا ہے۔

(۱۰۰-۱۰۱) یہ آیت مبارکہ حضرت عمارؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ یہودیوں نے ان کو اپنے دین کی دعوت دی تھی، اہل کتاب کی ایک جماعت تمہارے ایمان لانے کے بعد یہ چاہتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکر ہو جاؤ اور تم کیسے اللہ تعالیٰ کے منکر ہو سکتے ہو حالاں کہ تم پر قرآن کریم کے اوامر و نواہی پڑھے جاتے ہیں اور تمہارے پاس رسول اکرم ﷺ موجود ہیں لہٰذا جو شخص دین الٰہی اور اس کی کتاب پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہا تو ایسا شخص ضرور راہ راست پر آتا ہے اور اس پر استقامت حاصل ہوتی ہے، یہ آیت حضرت معاذ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی اور پھر اس کے بعد دوبارہ قبیلہ اوس اور خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان میں سے ثعلبہؓ بن غنم اور سعدؓ بن ابی زیادہ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی قتل و غارت گری پر فخر کیا تھا۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (الخ)

فریابیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ اوس اور خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت سے لڑائی تھی ایک دن وہ سب مل کر بیٹھے اور آپس کے جھگڑے کا ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ غصہ میں بھر گئے اور ایک دوسرے پر ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے اس پر وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ اور اس کے بعد والی دو آیات نازل ہوئیں۔

ابن اسحاقؒ اور ابوالشیخؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہودی اوس اور خزرج کے پاس سے گزرا اور ان کو آپس میں باتیں کرتا ہوا دیکھ کر حسد کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ان میں کس قدر دشمنی تھی اور اب آپس میں کس قدر محبت ہے، چنانچہ اس سے برداشت نہ ہوا اس نے آکر ایک یہودی نوجوان کو حکم دیا کہ اوس و خزرج کے مسلمانوں کی مجلس میں جا کر بیٹھے اور جنگ ''بعاث'' کا ذکر چھیڑے اور ان کو وہ وقت یاد دلائے چنانچہ اس نے آکر ایسا ہی کیا اس کی یہ باتیں سن کر انھوں نے آپس میں لڑائی اور ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا۔ قبیلہ اوس سے اوس بن قیظی اور خزرج سے جبار بن جعفر یہ دونوں آدمی کھڑے ہو گئے اور آپس میں گفتگو کی جس سے دونوں قبائل غصہ میں تیار ہو گئے

اس چیز کی اطلاع رسول اکرم ﷺ کو پہنچی، آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور ان کو نصیحت کر کے آپس میں صلح کرا دی۔ ان سب حضرات نے آپ کی بات کو بسروچشم سنا اور اطاعت و فرمانبرداری کے لیے اپنی گردنیں جھکا دیں، اللہ تعالیٰ نے قبیلہ اوس وخزرج اور جو اُن کے ساتھ تھے اُن کے بارے میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ) یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور شاس بن قیس کے بارے میں یَا اَھْلَ الْکِتَابِ لِمَ تَصُدُّوْنَ والی آیت نازل فرمائی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا (۱۰۲)۔ اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسّی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور خدا کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دُشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اُس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے اُس سے تم کو بچا لیا۔ اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ (۱۰۳)۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں (۱۰۴)

تفسیر سورۃ ال عمران آیات (۱۰۲) تا (۱۰۴)

(۱۰۲) اللہ تعالیٰ کی اس طرح اطاعت کرو کہ پھر اس کی نافرمانی نہ ہو اور ایسا شکر کرو کہ پھر کبھی اس کی ناشکری نہ ہو اور اس طرح یاد کرو کہ کبھی اس سے غافل نہ ہو، عبادت اور توحید کے اقرار کے بعد اسی پر خلوص کے ساتھ جمے رہو۔

(۱۰۳) اور دین الٰہی اور کتاب خداوندی (قرآن) کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور اسلام کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جاہلیت میں تم کس طرح باہم دشمن تھے پھر دین اسلام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

اور بوجہ کفر کے تم لوگ دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، اس دوزخ سے تمہیں بذریعہ ایمان نجات عطا کی، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے اوامر و نواہی اور اپنے احسانات کا تذکرہ کرتا رہتا ہے تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔

(۱۰۴) اب اللہ تعالیٰ امر بالمعروف اور آپس میں صلح کرانے کا حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہنی چاہیے۔ جو نیکی، صلح، توحید اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کا حکم اور کفر و شرک سے روکتی اور منع کرتی رہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اور اُن کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بیّن کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا ۱۰۵۔ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (اُن سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لاکر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اُس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو (۱۰۶)۔ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہونگے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور اُن میں ہمیشہ رہیں گے (۱۰۷)۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا (۱۰۸)۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) خدا ہی کی طرف ہے (۱۰۹)۔ (مومنو) جتنی اُمتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔ (۱۱۰)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۰۵) تا (۱۱۰)

(۱۰۵) ایسے ہی یہ حضرات مومنین اللہ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں اور یہود ونصاری نے جس طرح دین میں اختلاف کیا تم اس طرح اپنی کتاب میں اسلام کے واضح اور روشن دلائل آجانے کے بعد اختلاف مت کرنا ان یہود ونصاری کے لیے بہت بڑی سزا ہے۔

(۱۰۶۔۱۰۷) قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ جس دن بعض لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے اور بعض کے سیاہ تو ان سیاہ چہرے والوں سے فرشتے کہیں گے کہ کیا تم نے ہی ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا اور سفید چہرے والے جنت میں رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے بے دخل کیے جائیں گے۔

(۱۰۸،۱۰۹) یہ اللہ تعالیٰ کی قرآنی آیات ہیں جن کو جبریل امینؑ کے ذریعے حق اور باطل کے واضح کردینے کے لیے ہم آپ ﷺ پر نازل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے جن وانس میں سے کسی سے بھی زیادتی نہیں ہوگی تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کی مِلک ہیں اور آخرت میں تم سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے، (۱۱۰) تم لوگوں کے لیے بہترین جماعت ہو، اب اسی بہتری کو بیان فرماتے ہیں کہ تم توحید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم کفر وشرک اور رسول اللہ ﷺ مخالفت سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ اور تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔

اور اگر یہود ونصاری ایمان لے آئیں تو ان کے لیے اچھا ہے، ان میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مومن اور اکثر کافر ہیں۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی (۱۱۱)۔ یہ جہاں نظر آئیں گے ذلت (کو دیکھو گے کہ) ان سے چمٹ رہی ہے۔ بجز اس کے کہ یہ خدا اور (مسلمان) لوگوں کی پناہ میں آجائیں اور یہ لوگ خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور ناداری ان سے لپٹ رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور (اس کے) پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیتے تھے۔ یہ اس لئے کہ یہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے (۱۱۲)۔ یہ بھی سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان اہلِ کتاب میں کچھ لوگ (حکم خدا پر) قائم بھی ہیں۔ جو رات کے وقت خدا کی آیتیں پڑھتے ہیں اور (اس کے آگے) سجدے کرتے ہیں (۱۱۳)۔ (اور) خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے

اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نیکیوں پر لپکتے ہیں۔ اور یہی لوگ نیکوکار ہیں (۱۱۴)۔ اور یہ جس طرح کی نیکی کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائیگی اور خدا پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے (۱۱۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۱۱) تا (۱۱۵)

(۱۱۱) یہود تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر زبانی گالی گلوچ دیں گے اور اگر وہ دین کے اندر لڑائی کی جرأت کریں گے تو بھی انھیں شکست ہوگی اور وہ، نہ تمہاری تلواروں کے واروں کو روک سکیں گے اور نہ وہ قید سے بچ سکیں گے۔

(۱۱۲) یہ مغضوب قوم یہود جہاں کہیں بھی موجود ہوگی جزیہ کی ذلت ان پر جما دی گئی ہے مومنین کے مقابلہ میں یہ ایمان باللّٰہ (یعنی قبول حق) یا جزیہ کے عہد و پیمان کے بغیر یہ ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے، یہ لعنت کے مستحق ہو گئے اور ان پر پستی جما دی گئی، یہ ذلت و مفلسی اسی بنا پر ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے اور یہ غصہ اور ذلت ہفتہ کے دن میں نافرمانی کرنے انبیاء کرام کے قتل کرنے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے بھی ہے۔

(۱۱۳۔۱۱۴) ہاں اہل کتاب میں سے جو حضرات اسلام قبول کر چکے، وہ ان کی طرح نہیں ہیں جو ایمان نہیں لائے ان میں سے انصاف والی ایک جماعت وہ بھی ہے جو ہدایت اور توحید خداوندی پر قائم ہے جیسا کہ یہ عبداللّٰہ بن سلام ؓ اور ان کے ساتھی یہ حضرات راتوں کو نماز میں قرآن کریم پڑھتے ہیں اور پابندی سے نمازوں کا اہتمام رکھتے ہیں اور تمام کتب سماویہ اور تمام رسولوں اور مرنے کے بعد زندہ ہونے اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ توحید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم اور کفر و شرک اور شیطان کی پیروی سے روکتے اور نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں یہی لوگ رسول اکرم ﷺ کی امت میں سے نیکوکار ہیں یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی امت میں جو حضرات سب سے بڑھ کر نیکوکار ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے ساتھی یہ لوگ جنت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے۔

شان نزول: لَيۡسُوۡا سَوَآءً مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مندہؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عبداللّٰہ بن سلام ؓ، ثعلبہ بن سعید ؓ، اسید بن عبد ؓ اور ان کے ساتھ یہودیوں میں سے اور حضرات مشرف باسلام ہو گئے اور انھوں نے سچائی کے ساتھ ایمان قبول کیا اور اسلام میں جوش اور رغبت پیدا کی تو یہود کے علماء اور کافر بولے کہ ہم میں جو برے ہیں وہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم میں پسندیدہ ہیں انھوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑا اور نہ دوسرے دین کو اختیار کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اہل کتاب میں سے یہ سب برابر نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اور امام احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نماز عشاء میں کچھ دیر سے تشریف لائے تو صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کے علاوہ کوئی دین والا بھی ایسا نہیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرے، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۱۱۵) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مذکورہ باتوں میں سے جو بھی نیکیاں یا رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ جو بھی احسان کریں گے اس کے ثواب سے محروم نہیں کیے جائیں گے، بلکہ ان حضرات کو اس کا ثواب ضرور ملے گا اور جو حضرات کفر وشرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تو اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

جو لوگ کافر ہیں اُن کے مال اور اولاد خدا کے غضب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے۔ اور یہ لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے (۱۱۶)۔ یہ جو مال دُنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اُس کی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اُسے تباہ کر دے اور خدا نے اُن پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اُوپر ظلم کر رہے ہیں (۱۱۷)۔ مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازداں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ اُن کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے۔ اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سُنا دی ہیں (۱۱۸)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۱۶) تا (۱۱۸)

(۱۱۶) اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا جیسا کہ کعب اور اس کے ساتھی تو ان کے اموال واولاد کی زیادتی انھیں خداوند کے عذاب سے نہیں بچا سکے گی یہ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۱۷) یہود یہودیت کے زمانہ میں جو خرچ کرتے ہیں اس کی مثال سخت ٹھنڈی یا بہت گرم ہوا کی طرح ہے جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہیں، پھر وہ اس کو جلا کر راکھ کر دے جیسے اس طرح کی آندھی کھیتی کو برباد کر دیتی ہے، اسی طرح شرک تمام خرچ کیے ہوئے مال کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (یعنی ایسا مال بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتا)

اپنی کھیتیوں اور ظاہری صدقہ خیرات کے منافع کفر کی وجہ سے اور کھیتی میں سے اللہ کے حق کی ادائیگی نہ

کرنے کی بنا پر اور مال برباد ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

(۱۱۸) یعنی مومنین کے سوا یہود کو دوست مت بناؤ کیوں کہ وہ تم لوگوں میں فساد برپا کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور اس بات کے آرزومند رہتے ہیں کہ جیسے وہ لوگ شرک کرتے ہیں، تم بھی شرک کرو اور گناہ گار بنو۔

اس چیز کا اظہار ان کی زبانی گالی گلوچ سے تو ہو ہی رہا ہے اور جو دشمنی اور کینہ غصہ وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے یہ ان کے حسد کی نشانی تمہارے سامنے ہم نے واضح کر دی۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ہم نے اوامر ونواہی تمہارے سامنے بیان کر دیے ہیں، تاکہ جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے تم اس کو سمجھو۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جاہلیت کی دوستی کی بنا پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرمایا اور فتنہ کی بنا پر ان سے تعلقات رکھنے کی ممانعت فرما دی اور یہ آیت نازل فرمائی کہ اپنے علاوہ کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (اُن سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ خدا تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے (۱۱۹)۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو اُن کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کی برداشت اور (ان سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو اُن کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں خدا اُس پر احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۰)۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر سے روانہ ہو کر ایمان والوں کو لڑائی کے لئے مورچوں پر (موقع بہ موقع) متعین کرنے لگے اور خدا سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے (۱۲۱)۔ اُس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا۔ مگر خدا اُن کا مددگار تھا۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۲۲)۔ اور خدا نے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اُس وقت بھی تم بے سروسامان تھے۔ پس خدا سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو (۱۲۳)

تفسیر سورة ال عمران آیات (۱۱۹ تا ۱۲۴)

(۱۱۹) مسلمانو! اگرچہ تم حرمت اور رشتہ داری کی وجہ سے یہود سے محبت رکھتے ہو لیکن وہ دین کی وجہ سے تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں اور رسولوں کا اقرار کرتے ہو اور وہ ایسا نہیں کرتے اور منافقین یہود جب تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی نعت وصفت ہماری کتابوں میں موجود ہیں لیکن جب یہ اپنے ساتھیوں میں جاتے ہیں تو غیظ وغضب میں انگلیاں چباتے ہیں (اے منافقین ویہود)، تمہارے دلوں میں جو بغض اور کینہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہیں۔

(۱۲۰) اور اگر تم لوگوں کو فتح وغنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو یہود اور منافقوں کو بہت ہی ناگوار گزرتا ہے اور اگر قحط سالی قتل وغارت گری اور شکست کا سامنا ہو تو اس سے یہودی خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کی تکالیف پر تم استقلال سے کام لو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو تو پھر ان کی دشمنی اور کینہ کچھ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ان کی اس مخالفت اور ان کی دشمنی سے آگاہ ہے۔

(۱۲۱) (اور وہ وقت یاد کرو) کہ غزوۂ احد کے دن جب آپ ﷺ مدینہ منورہ سے چلے اور احد پہنچ کر دشمنوں کے مقابلہ کے لیے مومنین کے مقامات جما رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا اور جو تمہیں مورچہ چھوڑنے کی وجہ سے پریشانی ہوئی اس کا جاننے والا ہے۔

شان نزول: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ (الخ)

ابی حاتمؒ اور ابو یعلیٰؒ نے مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ غزوۂ احد کے اپنے واقعہ کی مجھے تفصیل بتاؤ۔

انھوں نے فرمایا کہ سورۂ آل عمران میں ایک سو بیس آیات کے بعد پڑھو ہمارا واقعہ مل جائے گا وَاِذْ غَدَوْتَ سے طَآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا تک۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۲) اسی وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ مسلمانوں میں سے دو جماعتوں بنوسلمہ اور بنوحارث نے اپنے دلوں میں یہ سوچا کہ دشمن تو شکست کھا چکا ہے اسلئے اب ہم بھی احد کے دن (اس مرحلے پر) دشمنوں سے مقابلہ نہ کریں اللہ تعالیٰ اس خیال سے ان دونوں کی حفاظت فرمانے والا تھا (یعنی مجاہدین صحابہ کی ان دونوں جماعتوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا) اور مومنین پر تو یہ چیز لازم ہے کہ فتح ونصرت ہر ایک حالت میں اللہ تعالیٰ ہی پر انحصار کریں۔

شان نزول: اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ (الخ)

بخاری ومسلم نے جابر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے قبائل میں سے بنوسلمہ اور بنی حارث کے بارے میں اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ الخ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتمؒ نے

شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کو یہ اطلاع ہوئی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کو کمک روانہ کر رہا ہے اس پر مسلمان پریشان ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ سے مُسَوِّمِیْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں، پھر کرز کو شکست کی اطلاع پہنچ گئی تو نہ مشرکین کے لیے کمک آئی اور نہ مسلمانوں کی امداد کے لیے پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے۔

جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کر ان کے دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے مدد دے۔
(۱۲۳) اور بدر میں بھی جب کہ تمہاری تعداد صرف تین سو تیرہ (یا کم و بیش) تھی تمہاری مدد کی لہٰذا لڑائی میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس ذات کی مخالفت نہ کرو جو تمہارے ساتھ ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کے انعام پر شکر کر سکو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ
هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا
النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ
مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ
لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کر اُنکے دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے مدد دے (۱۲۴)۔ ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو۔ اور (خدا سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعۃً حملہ کر دیں تو پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا (۱۲۵)۔ اور اس مدد کو تو خدا نے تمہارے لئے (ذریعۂ) بشارت بنایا یعنی اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو ورنہ مدد تو خدا ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۲۶)۔ (یہ خدا نے) اس لئے (کیا) کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا اُنہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے ویسے ہی) ناکام واپس جائیں (۱۲۷)۔ (اے پیغمبر) اس کام میں تمہارا کچھ اختیار نہیں (اب دو صورتیں ہیں) یا خدا اُن کے حال پر مہربانی کرے یا اُنہے عذاب دے کہ یہ ظالم لوگ ہیں (۱۲۸)۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲۹)۔ اے ایمان والو! دُگنا چوگنا سُود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرو تاکہ نجات حاصل کرو (۱۳۰) اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (۱۳۱)۔ اور خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (۱۳۲)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۲٤) تا (۱۳۲)

(۱۲۴-۱۲۵) غزوہ احد کے دن جب آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمہاری اعانت فرمائے گا، جو تمہاری مدد کے لیے آسمان سے اتریں گے یہ تعداد تمہاری کفایت کر جائے گی اپنے نبی کے ساتھ لڑائی میں

ثابت قدم رہو اور ان کی نافرمانی اور مخالفت سے ڈرتے رہو اور مکہ والے مکہ کی جانب سے تم پر اچانک حملہ کریں گے، اس وقت تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے بھیجے گا جو خاص وضع بنائے ہوئے ہوں گے یا یہ کہ وہ عمامے باندھے ہوئے ہوں گے۔

(۱۲۶۔۱۲۷) اور اللہ تعالیٰ نے اس کمک کا وعدہ محض تمہاری مدد اور سکینت کے لیے کیا ہے اور فرشتوں سے امداد بھی منجانب اللہ ہے اور جو اس ذات پر ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب اور حکیم ہے جس کی چاہے مدد فرمائے یا یہ کہ احد کے دن جو واقعہ تمہیں پیش آیا، اس میں بہت سے حکمت والے پہلو ہیں اور یہ مدد اسی لیے نازل کی گئی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کفار مکہ میں سے ایک جماعت کا بالکل خاتمہ کر دے اور ایک جماعت کو شکست دے دے، پھر وہ کفار (فتح) دولت اور غنیمت سے مایوس ہو کر واپس ہو جائیں۔

(۱۲۸۔۱۲۹) اے نبی کریم ﷺ آپ کے قبضۂ قدرت میں خود توبہ اور عذاب نہیں کہ آپ غزوہ احد کے شکست خوردہ یا ان کے تیراندازوں کے لیے بددعا کریں، اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو ان پر اپنی مہربانی سے توجہ فرمائے گا اور ان کے گناہوں کو اسلام (مکمل اطاعت) کی توفیق دے کر معاف کر دے گا اور جو اللہ کے ہاں مغفرت کا اہل ہوتا ہے اس کی مغفرت اور جو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اسے عذاب دیتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ آیت دو قبیلوں عصیہ اور ذکوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے کچھ صحابہ کرام کو شہید کر دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بددعا فرمائی تھی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (الخ)

حضرت امام احمدؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد کے دن رسول اکرم ﷺ کے سامنے کے چار دندان مبارک میں سے ایک دانت شہید ہو گیا اور آپ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا، چہرہ مبارک سے خون بہنے لگا، اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایسی قوم کس طرح فلاح پا سکتی ہے جنھوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا حالاں کہ وہ نبی ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے" تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی آپ کو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر ہونے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں، اور امام احمدؒ اور بخاریؒ نے ابن عمر ؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، الٰہ العالمین فلاں پر لعنت نازل فرما، اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت فرما، اے اللہ سہیل بن عمرو پر لعنت فرما، اے اللہ صفوان بن اُمیہ پر لعنت فرما، اس پر اخیر تک یہ آیت نازل ہوئی اور پھر بعد میں ان سب کو اسلام کی توفیق ہو گئی نیز امام بخاریؒ نے ابو ہریرہ ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں، دونوں روایتوں میں مطابقت اس طرح ہے کہ ان مذکورہ لوگوں کے لیے آپ نے اپنی نماز میں جب کہ غزوہ احد میں آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، اس کے بعد بددعا فرمائی تو آیت ایک ساتھ ان دونوں واقعوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو آپ کے ساتھ پیش آیا اور جوان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ کیا، فرماتے ہیں لیکن اس توجیہ پر صحیح مسلم کی اس حدیث سے اشکال پیدا ہوتا ہے جو ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں فرماتے تھے اللہ العالمین رعل، ذکوان، عصیہ پر لعنت نازل فرما تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اشکال کی وجہ یہ ہے کہ آیت احد کے واقعہ میں نازل ہوئی اور رعل وذکوان کا واقعہ بعد کا ہے مگر حدیث کی علت پھر بعد میں میری سمجھ میں آئی وہ یہ کہ اس روایت میں ادراج (اضافہ) ہے وہ یہ کہ **حتی انزل اللہ علیہ** کا جو مسلم میں **متصلا** لفظ مروی ہے، وہ امام زہری کی روایت میں موجود نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ رعل وذکوان کا واقعہ اس واقعہ کے بعد ہوا اور نزول آیت میں اپنے سبب سے کچھ تاخیر ہوگئی ہو، پھر آیت کریمہ تمام واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہو، امام سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے سبب نزول کے بارے میں ایک روایت اور بھی ہے جو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن اسحاق نے سالم بن عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت کی ہے۔

روایت یہ ہے کہ قریش میں سے ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ گالی گلوچ سے منع کرتے ہیں اس کے بعد اس نے اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیا اور اپنی گدی آپ کی طرف کردی، تا آنکہ اس کی سرین کھل گئی تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور اس کے لیے بددعا کی تب یہ آیت **لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئٌ** نازل ہوئی پھر اس کے بعد اس شخص کو اسلام کی توفیق ہوئی اور اس کا اسلام بھی اچھا ہوگیا، یہ روایت مرسل غریب ہے۔

(۱۳۰۔۱۳۱) ثقیف والو! روپیہ پر مدت میں سود مت لو اور اللہ سے اس بارے میں ڈرتے رہو تاکہ تمہیں غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو اور سود کھانے میں جہنم کی آگ سے ڈرو جو اللہ تعالیٰ نے حرمت سود کے منکرین کے لیے پیدا کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی ؒ)

شان نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا (الخ)

فریابی ؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لوگ وقت مقرر پر ادھار چیزوں کو فروخت کیا کرتے تھے یہ مدت پوری ہونے کے بعد قرض میں اضافہ کردیتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''اے ایمان والو کئی حصے کرکے سود مت کھاؤ''۔

اور فریابی ؒ نے عطا سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف، بنو نضیر سے زمانہ جاہلیت میں قرض کے طریقہ پر لین دین کیا کرتے تھے، جب قرض کی مدت آجاتی تو یہ لوگ کہتے کہ ہم تمہیں کو سود دیں گے، مدت میں اضافہ کردو، اس پر

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۳۲) حرمت سود اور سود کے چھوڑ دینے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت ہو اور عذاب خداوندی سے تمہیں نجات ملے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے (۱۳۳)۔ جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے (۱۳۴)۔ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے (۱۳۵)۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ اُن میں ہمیشہ بستے رہیں گے۔ اور (اچھے) کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے (۱۳۶)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۳۳) تا (۱۳۶)

(۱۳۳) سود اور تمام گناہوں سے توبہ کرنے میں اپنے پروردگار کی طرف پہل کرو اور نیک اعمال کرکے اور سود کو چھوڑ کر جنت کی تیاری کرو جس کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے، جو کہ کفر و شرک فواحش اور سود کے ترک کرنے والوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

(۱۳۴) اب اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ جو حضرات تنگی اور خوشحالی میں اپنے اموال کو راہ اللہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ کے جوش و ہیجان کو ضبط کرتے ہیں اور غلاموں کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہیں۔

(۱۳۵) یہ آیت انصار میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے قبیلہ ثقیف کی ایک عورت کی طرف دیکھا تھا اور ہاتھ وغیرہ لگایا تھا، (اس کے بعد ندامت اور سر پر مٹی ڈال کر توبہ و استغفار کرنے کے لیے دور نکل گیا)۔

اور ایسے لوگ جب کوئی دیکھنے، چھونے کا کام جذبات میں آکر کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور فوراً اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کون توبہ قبول کرنے والا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کام

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہے، اس پر قائم نہیں رہتے۔

(۱۳۶) ان حضرات کے لیے بطور باغات ایسے باغات ہیں جہاں گھروں اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں ہیں، یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے توبہ کرنے والوں کا نعم البدل جنت ہی ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

تم لوگوں سے پہلے بھی بہت سے واقعات گذر چکے ہیں۔ تو تم زمین میں سیر کر کے دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا (۱۳۷)۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بیان صریح اور اہل تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (۱۳۸)۔ اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا۔ اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے (۱۳۹)۔ اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو اُن لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے۔ اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور خدا بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا ۱۴۰۔ اور یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو خالص (مومن) بنا دے اور کافروں کو نابود کر دے (۱۴۱)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۳۷) تا (۱٤۱)

(۱۳۷) پہلی امتوں سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ توبہ کرنے والے کے لیے مغفرت وثواب ہے اور جو توبہ نہ کرے اس کے لیے ہلاکت و بربادی ہے، غور کرو جن لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اپنی اس تکذیب سے توبہ نہیں کی، ان کا آخری انجام کیا ہوا۔

(۱۳۸) یہ قرآن کریم ان حضرات کے لیے جو کفر وشرک سے بچنے والے ہیں، حلال وحرام کو بیان کرنے والا اور نصیحت والا ہے۔

(۱۳۹) غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو پریشانی لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ اس کی تسلی فرماتے ہیں کہ دشمنوں کے مقابلہ میں کمزوری مت دکھاؤ، احد کے دن جو مال غنیمت وغیرہ تم سے چھوٹ گیا اور جو تمہیں پریشانی لاحق ہوئی اس پر دل چھوٹا مت کرو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس پر تمہیں ثواب دے گا اور دنیا میں تمہیں غلبہ حاصل ہوگا بشرطیکہ اس بات پر یقین ہو کہ غلبہ اور غنیمت سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(۱۴۰۔۱۴۱) اگر غزوۂ احد کے دن تمہیں کوئی صدمہ پہنچ جائے تو اسی طرح کا صدمہ وغم مکہ والوں کو بدر کے دن پہنچ چکا ہے کیوں کہ ہمارا دستور ہے کہ دنیا کے حالات کو ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ دے دیا اور کبھی

کفار کو غلبہ دے دیا تاکہ میدان جہاد میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دیکھ لیں، پھر جس کو وہ چاہیں شہادت کی وجہ سے عزت و شرافت عطا فرمادیں اور حق تعالیٰ مشرکین اور ان کے دین اور ان کی دولت کو پسند نہیں کرتے، اور تاکہ اللہ تعالیٰ جہاد میں جو باتیں پیش آئیں ان پر اللہ، اہل ایمان کی مغفرت فرمائے اور لڑائی میں کفار کو ملیامیٹ کردے۔

شانِ نزول: وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ جب عورتوں پر اُحد کے دن (غلط بات مشہور ہونے کے بعد) صورت حال کی تحقیق میں دیر ہوئی تو وہ معلومات کرنے کے لیے نکلیں دیکھا کہ دو آدمی اونٹ پر آرہے ہیں تو ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کیا اطلاع ہے، ان سواروں نے کہا کہ آپ زندہ ہیں، تو وہ عورت بولی اگر حضور ﷺ سلامت ہیں تو) اب کسی بات کا فکر نہیں اللہ تعالیٰ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو شہید کردے تو اسی عورت کے الفاظ کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ نازل ہوگئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ع وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے (حالانکہ) ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے (۱۴۲)۔ اور تم موت (شہادت) کے آنے سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے سو تم نے اس کو آنکھوں سے دیکھ لیا (۱۴۳)۔ اور محمد (ﷺ) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مُرتد ہو جاؤ؟) اور جو اُلٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہ کر سکے گا اور خدا شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا (۱۴۴)۔ اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر مر جائے (اُس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلا چاہے اُس کو ہم یہیں بدلا دے دیں گے اور جو آخرت میں طالب ثواب ہو اُس کو وہاں اجر عطا کریں گے اور ہم شکر گزاروں کو عنقریب (بہت اچھا) صلہ دیں گے (۱۴۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۴۲) تا (۱۴۵)

(۱۴۲) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں بغیر جہاد ہی کے داخل ہو جاؤ گے، ابھی اللہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر تو ان لوگوں

کو دیکھا (آزمایا) ہی نہیں، جنھوں نے احد کے دن خوب خوب جہاد کیا اور نہ ان لوگوں کو جو اپنے نبی کے ساتھ مل کر کفار کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔

(۱۴۳) تم (میں سے چند جوشیلے مسلمان) احد کے واقعہ سے پہلے (جذبۂ جہاد کے سبب) لڑائی میں مرجانے (شہید ہوجانے) کی تمنا کر رہے تھے اور پھر احد کے دن کفار کی تلواریں دیکھ کر ان سے خوب لڑے بھی اور پھر بالآخر ان سے ظاہرا (عارضی) شکست کھا گئے اور (باوجود کوشش کے) نبی کریم ﷺ کے ساتھ (پوری طرح) ثابت قدم نہ رہ سکے۔

شان نزول: وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ حضرات کہتے تھے کاش ہم کفار کو پھر اس طرح قتل کریں جیسا کہ بدر کے دن قتل کیا تھا اور کاش بدر جیسا دن پھر پیش آئے اور اس میں ہم کفار کو تہ تیغ کریں اور بہت زیادہ ثواب کمائیں یا شہادت اور جنت حاصل کریں یا زندگی اور مال غنیمت حاصل کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احد کے دن کا مشاہدہ کرادیا اور اس میں ان حضرات کے سوا جن کو اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا کوئی نہ جم سکا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم تو مرنے (یعنی شہید ہونے) کی تمنا کر رہے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۴۴) صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ احد کے دن ہمیں یہ اطلاع ملی کہ خدانخواستہ آپ شہید کردیے گئے آپ کی جدائی کے عظیم صدمہ و پریشانی سے وقتی طور پر ہم حوصلہ چھوڑ گئے اور ظاہرا ہمیں شکست ہوگئی، اللہ تعالیٰ اس چیز کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں، اسی طرح اگر آپ انتقال فرما جائیں یا شہید کردیے جائیں تو کیا تم اپنے پہلے والے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اپنے سابقہ دین کی طرف پھر جائے گا تو اس کا یہ لوٹنا اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ مومنین کو ان کے ایمان اور جہاد کے عوض جلد ہی نیک بدلہ دے گا۔

شان نزول: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (الخ)

ابن منذرؒ نے حضرت عمر فاروق ؓ سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن ہم رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ ہوگئے میں اچانک پہاڑ پر چڑھا، ایک یہودی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم ﷺ شہید کردیے گئے، میں نے یہ عزم کیا کہ جس کسی کو بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ محمد ﷺ شہید کردیے گئے تو اس کی گردن اڑا دوں گا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام تشریف لا رہے ہیں اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (الخ)۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے ربیعؒ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان شہید اور زخمی ہوئے تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی تلاش شروع کی تو کچھ بدبخت بولے کہ آپ ﷺ شہید کر دیے گئے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو آپ ﷺ کو کوئی شہید نہیں کر سکتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ جس چیز پر تمہارے نبی نے جہاد کیا، اسی پر تم جہاد کرو یہاں تک کہ تمھیں فتح حاصل ہو یا یہ کہ تم شہید ہو جاؤ، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور بیہقیؒ نے دلائل میں ابو نجیح سے روایت کیا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص ایک انصاری کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بدن سے خون صاف کر رہے تھے، مہاجر کہنے لگا کہ تمھیں معلوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ شہید کر دیے گئے، انصاری نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو آپ ﷺ تو اپنے مقام اصلی پر پہنچ گئے بس تم اپنے دین کی حمایت میں لڑتے رہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن راہویہ نے مسند میں زہری سے روایت کیا کہ شیطان نے احد کے دن بلند آواز سے چیخ ماری کہ رسول اکرم ﷺ شہید کر دیے گئے، کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے میدان جنگ میں رسول اکرم ﷺ کو دور سے پہچانا، میں نے آپ کی آنکھوں کو خود کے نیچے سے دیکھا، دیکھتے ہی خوشی و مسرت میں بلند آواز کے ساتھ میں نے پکارا کہ اے صحابہ کرام! رسول اللہ ﷺ یہ ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۴۵) کسی بھی شخص کو بغیر حکم خداوندی اور مشیت الٰہی کے موت آنا ممکن نہیں اس کی زندگی اور روزی کی میعاد لکھی ہوئی ہے، جس میں ایک کو دوسرے پر تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی اور جو شخص اپنے عمل اور جہاد سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم دنیا ہی میں اس کی نیت کے مطابق دے دیتے ہیں، البتہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

اور جو اپنے عمل اور جہاد سے آخرت میں ثواب چاہتا ہے تو ہم اسے اس کی نیت کے موافق آخرت میں دیتے ہیں اور مومنین کو ہم ان کے ایمان اور جہاد کا جلد ہی نیک بدلا دیں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں۔ تو جو مصیبتیں اُن پر راہِ خدا میں واقع ہوئیں اُن کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۴۶)۔ اور (اس حالت میں) اُن کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما۔ اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما (۱۴۷)۔ تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ (دے گا) اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے (۱۴۸)۔ مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں پھیر (کر مرتد کر) دینگے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے (۱۴۹)۔ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے (۱۵۰)۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رُعب بٹھا دینگے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے (۱۵۱)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱٤٦) تا (۱۵۱)

(۱۴۶) اور آپ ﷺ سے پہلے بھی بہت سے نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ اہل ایمان کی بڑی بڑی جماعتوں نے مل کر کفار کے ساتھ مقابلہ کیا ہے تو اس مقابلے میں قتل وزخم کی وجہ سے نہ انھوں نے کام سے ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ سے ان میں کسی قسم کی کوئی کمزوری آئی اور ایک یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ بہت سے نبی شہید کر دیے گئے۔

حالانکہ ان کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں بھی تھیں مگر جہاد فی سبیل اللّٰہ میں جو ان کو پریشانیاں ہوئیں، آزمائشیں آئیں اور ان کے نبی شہید کر دیے گئے ان باتوں نے ان کو اطاعت خداوندی سے کمزور نہیں کیا۔

اور جو اہلِ ایمان انبیاء کرام کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔

(۱۴۷۔۱۴۸۔۱۴۹) اور ان مومنین کی تو اپنے نبی کے شہید ہو جانے کے بعد بارگاہ الٰہی میں یہ دعا تھی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما نتیجہ یہ ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی فتح وغنیمت دی اور آخرت میں بھی جنت عطا کی اور اللّٰہ تعالیٰ ایسے مومنین کو جو جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں پسند فرماتے ہیں، ایک معنی

یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ حذیفہ ؓ اور عمار ؓ اگر تم کعب اور اس کے ساتھیوں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے سابقہ دین کفر کی طرف واپس پھیر دیں گے اور اس لوٹنے کے بعد تم دنیا و آخرت کی بربادی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ ہے۔

(۱۵۰۔۱۵۱) وہ ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد فرمائے گا اور وہ بہت زیادہ مدد فرمانے والے ہیں، غزوۂ اُحد کے انجام میں کفار کو پھر واپسی کے ارادہ پر جو راستہ میں شکست ہوئی اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ڈر بٹھا دیا یہاں تک کہ وہ شکست کھا گئے باوجود یکہ اس شرک پر بطور دلیل اُن کے لیے نہ کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی رسول اور ان کا اصلی ٹھکانا جہنم ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اُس وقت جب کہ تم کافروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اُس وقت خدا نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے (۱۵۲)۔ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے تو خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم اندوہناک نہ ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۱۵۳)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۵۲) تا (۱۵۳)

(۱۵۲) غزوۂ اُحد کے بارے میں جو مسلمانوں سے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب احد کے دن ابتدائے قتال میں تم کفار کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے لیکن لڑائی کے آخری مرحلہ میں جب تم خود ہی اختلاف رائے کے سبب کمزور ہو گئے اور لڑائی کے مسئلہ میں اور رسول اللہ ﷺ کے حکم میں مورچہ چھوڑنے کے اندر مختلف ہو گئے اس کے باوجود کہ فتح اور غنیمت تمہیں مل گئی تھی، بعض تیر انداز اس مرحلے پر مورچہ چھوڑ کر جہاد سے صرف مال غنیمت ہی حاصل کرنا چاہتے تھے اور بعض جہاد اور مورچہ پر کھڑے رہنے میں آخرت کے طلب گار تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے ساتھی اسی مورچہ پر جمے رہے (جس پر رسول اللہ ﷺ نے

ان کو متعین کیا تھا یہاں تک کہ) شہید ہو گئے ۔

پھر اس نے اپنی ایک خاص تدبیر و حکمت کے سبب تمہیں ان کفار پر غلبہ دینے سے اللّٰہ تعالیٰ نے روک دیا، تا کہ تمہارے ایمان کی آزمایش فرمائے مگر اس ظاہری حکم عدولی کے باوجود تمہارے اخلاص کے سبب اس نے تمہیں معاف کر دیا اور ان تیر اندازوں سے بھی کوئی مواخذہ نہیں کیا کیونکہ انکی نیت بھی غلط نہ تھی۔

(۱۵۳) دشمنوں کے ڈر سے غزوۂ اُحد میں صحابہ رسول اکرم ﷺ سے جنگ کی افراتفری میں اچانک جو علیحدہ ہوئے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جب تم ظاہری شکست سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ کی طرف بوجوہ توجہ نہیں کر رہے تھے اور نہ آپ کے پاس کھڑے ہو رہے تھے اور رسول اللّٰہ ﷺ تمہارے پیچھے کی طرف سے جنگ کے اس شور وشغب میں بھی کمال حوصلہ سے تمہیں آوازیں دے رہے تھے کہ مسلمانو! ادھر آؤ میں رسول اللّٰہ ﷺ ہوں مگر تم نے اپنی اس شدید پریشانی کے عالم میں، اس آوازِ رسول کو سنا ہی نہیں تو اس پاداش میں اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں غم پر غم دیا ایک غم خالد بن ولید کے دستہ کا اور دوسرا غم شکست کھا جانے اور زخمی ہو جانے کا (یعنی اپنے ساتھی صحابہ کرام کے شہید ہو جانے کا غم نہ کرو جیسے سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور علم بردار اسلام حضرت مصعب بن عمیر وغیرہ اور دیگر ستر کے قریب شہدائے اسلام کا اور اسطرح بہت سے زخمی مجاہدین کا بھی غم نہ کرو فتح و نصرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے) زخمی اور قتل ہونے پر تم مغموم نہ ہوا کرو کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ فتح و ہزیمت سب کو جانتا ہے۔

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً
مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ
ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ
الْأَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ
لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ
لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ
اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ
عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

ع ۱۶

پھر خدا نے غم و رنج کے بعد تم پر تسلّی نازل فرمائی ۔ (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہو گئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے خدا کے بارے میں ناحق (ایامِ) کفر کے سے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کچھ بات ہے؟ تم کہہ دو کہ بے شک سب باتیں خدا ہی کے اختیار میں ہیں۔ یہ لوگ (بہت سی باتیں) دلوں میں مخفی رکھتے تھے جو تم پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کئے جاتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے۔ اس سے غرض یہ تھی کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُس کو خالص اور صاف کر دے اور خدا دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے (۱۵۴)۔ جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے اُن کو پھسلا دیا۔ مگر خدا نے اُنکا قصور معاف کر دیا۔ بے شک خدا بخشنے والا بُردبار ہے (۱۵۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۵۴) تا (۱۵۵)

(۱۵۴) اس غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ اہل صدق ویقین کو کفار سے بھاگنے کے بعد ایک اونگھ جیسے سکینت آ گئی ☆ جس سے انکا سارا غم دور ہو گیا اور دوسری معتب بن قشیر منافق کی جماعت کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی ان پر اونگھ طاری نہیں ہوئی یہ لوگ جاہلیت کے عقیدہ کے مطابق یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی مدد نہیں فرمائے گا اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا ہی سب کچھ اختیار چلتا ہے، محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ دولت و نصرت سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یہ منافق اپنے دلوں میں ایسی خطرناک سازش پوشیدہ رکھتے ہیں، جو آپ کے سامنے قتل ہونے کے ڈر سے ظاہر نہیں کرتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان منافقین سے فرما دیجیے کہ اگر تم مدینہ منورہ میں بھی ہوتے تو جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور احد کے میدان میں آتے یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے دلوں کی آزمائش کرتا اور ان کے نفاق کو سامنے لاتا ہے اور ان کے دلوں میں جو خیر و شر ہے، اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

شان نزول: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ (الخ)

ابن راہویہ نے حضرت زبیر ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ احد کے دن جب ہم پر دشمنوں کا خوف ہوا، مجھے دیکھتے کہ ہم میں سے ہر ایک پر ایک قسم کی اونگھ طاری ہو گئی اور میں خواب دیکھنے کی طرح معتب بن قشیر کا یہ قول سن رہا تھا کہ اگر ہمارا کچھ اور اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے، میں نے اس کے اس قول کو یاد کر لیا، اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ثُمَّ اَنْزَلَ سے عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

(۱۵۵) غزوہ احد میں صحابہ کرام ؓ ظاہری شکست کھا کر متفرق ہو رہے تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان ؓ بھی تھے جب کہ رسول اکرم ﷺ اور ابوسفیان کی جماعت کا مقابلہ ہو رہا تھا اور اس طرح متفرق ہونے کی وجہ یہ تھی کہ شیطان نے آواز بنا کر کہہ دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے تو اس غم میں کئی صحابہ بوجہ حُب رسول، آپ ﷺ کو نہ پا کر حوصلہ ہار بیٹھے اس غم فراق رسول میں چھ ہاتھ کے برابر پیچھے ہٹ گئے اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ظاہری لغزش کو کہ ان لوگوں نے مورچہ کو چھوڑ دیا تھا اپنے فضل اور صحابہ کرام کی حسنِ نیت کے سبب معاف کر دیا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

☆ جنگ کی اس شدید افراتفری میں جب جسم و ذہن پر شدید بوجھ ہوتا ہے اور جنگ کے مہیب شعلے اور تڑپتی لاشیں، زخمیوں کی چیخ و پکار کے اس سخت ترین ماحول میں کہ جب نیند اڑ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بطور سکینت نیند کے جھونکے دے کر تر و تازہ کر دیا۔ ابوطلحہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا، جن پر اُحد کے روز نیند چھا رہی تھی۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ سے کئی بار تلوار گر گئی، حالت یہ تھی کہ وہ گرتی تھی اور میں پکڑتا تھا، پھر گرتی تھی اور میں پھر پکڑتا تھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۸۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

مومنو! اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں اور اُن کے (مسلمان) بھائی جب (خدا کی راہ میں) سفر کریں (اور مر جائیں) یا جہاد کو نکلیں (اور مارے جائیں) تو اُن کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔ اِن باتوں سے مقصود یہ ہے کہ خدا اُن لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کردے۔ اور زندگی اور موت تو خدا ہی دیتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۱۵۶) اور اگر تم خدا کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال و متاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے خدا کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے (۱۵۷) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ خدا کے حضور میں ضرور اکٹھے کیے جاؤ گے (۱۵۸)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۵٦) تا (۱۵۸)

(۱۵٦) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! لڑائی میں عبداللّٰہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ وہ راستہ ہی میں سے مدینہ منورہ لوٹ گئے اور پھر اپنے منافق ساتھیوں سے آکر کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ (صحابہ کرام) محمد ﷺ کے ساتھ کسی سفر یا جہاد میں نہ جاتے اور مدینہ میں ہمارے ساتھ رہتے تو سفر اور جہاد میں نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔

ان کا یہ خیال اللّٰہ تعالیٰ نے ان ہی کے لیے افسوس و حسرت کا باعث کر دیا، سفر میں بھی اللّٰہ تعالیٰ زندہ رکھتا ہے اور اقامت میں بھی موت دے دیتا ہے۔

(۱۵۷) اے گروہ منافقین اگر تم اپنے گھروں ہی میں ایمان قبول کر کے مرتے تو یہ چیز تمہارے گناہوں کی مغفرت اور رحمت خداوندی کا باعث ہو جاتی؟ اور تمہارے دنیاوی اموال سے بہتر ہوتی۔

(۱۵۸) یاد رکھو موت خواہ سفر یا اقامت یا جہاد کہیں بھی آئے مرنے کے بعد آخر کار تم سب اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے جمع کیے جاؤ گے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

(اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری اُفتادِ مزاج اُن لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو اُنکو معاف کر دو اور اُن کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں اُن سے مشورت لیا کرو۔ اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔ بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۵۹)۔ اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں (۱۶۰)۔ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا)

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

خیانت کریں۔ اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے رُوبرو) لا حاضر کرنی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی (۱۶۱)۔ بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح (مرتکب خیانت) ہوسکتا ہے جو خدا کی ناخوشی میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (۱۶۲)۔ ان لوگوں کے خدا ہاں (مختلف اور متفاوت) درجے ہیں اور خدا اُن کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے (۱۶۳)۔ خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے اور اور اُن کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے (۱۶۴)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۵۹) تا (۱٦٤)

(۱۵۹) اللہ ہی کی رحمت کی بنا پر آپ ان پر نرم دل رہے اور اگر آپ تندخو یا سخت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ ﷺ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، لہٰذا آپ کے اصحاب سے حسنِ نیت کے باوجود ظاہرا جو لغزش ہوگئی آپ اس سے درگزر فرمائیے اور ان کے لیے استغفار کیجیے اور لڑائی میں ان سے مشورہ لیجیے جب آپ ایک جانب اپنی رائے پختہ کرلیں تو دولت ونصرت میں اللہ پر بھروسہ کیجیے۔

(۱۶۰) غزوۂ بدر کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تو پھر تمہارا کوئی بھی دشمن تم پر غلبہ نہیں پا سکتا اور اگر احد کے طریقہ پر مغلوب کردیں تو کون ہے جو اس مغلوبیت کے بعد تمہارا ساتھ دے، مومنوں پر تو یہ چیز لازم ہے کہ فتح و نصرت میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں۔

(۱۶۱) مجاہدین نے احد کے دن غنیمت کے حاصل کرنے میں جو مورچہ چھوڑ دیا تھا اور بعض منافقوں کا گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ مال غنیمت میں کچھ تقسیم نہیں کرتے، اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کے لیے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت میں اپنی امت کے ساتھ خیانت کرے اور اگر کوئی بھی غنیمت میں سے کسی چیز کو رکھ لے گا تو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اور وہاں اس کی سزا ملے گی، جہاں نہ کسی کی نیکیاں کم کی جائیں گی اور نہ گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ (الخ)

ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر میں ایک سرخ چادر گم ہوگئی تو بعض لوگ کہنے لگے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لی ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

کہ نبی کہ یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے اور طبرانی نے کبیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرات ابن عباس ؓ

سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، اس کا جھنڈا لوٹا دیا گیا پھر دوبارہ روانہ کیا پھر لوٹا دیا گیا، تیسری مرتبہ روانہ کیا تو ہرنی کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی بنا پر جھنڈا قائم نہ ہوسکا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۶۴) اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے پھر اپنے خصوصی انعام کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ اس نے ان ہی میں سے ان جیسا ایک قریشی عرب معروف النسب ذات کو رسول بنا کر بھیجا جو مسلمانوں کو قرآنی احکام پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو توحید کے ذریعہ شرک سے اور زکوۃ لے کر گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں اور قرآن اور حلال وحرام کی تعلیم دیتے ہیں اور یقیناً رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں گرفتار تھے۔

(۱۶۲۔۱۶۳) جو ذات اقدس خمس لینے اور خیانت کے چھوڑنے میں رضائے حق میں تابع ہو وہ کیا اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس پر خیانت کی بنا پر اللہ کا غصہ نازل ہوا۔ جو خیانت چھوڑے گا اس کے لیے جنت میں بلند درجات ہوں گے اور جو خیانت کا ایسا کام کرے گا اس کی اللہ کے ہاں سخت گرفت ہوگی۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾

(بھلا یہ) کیا (بات ہے کہ) جب (اُحد کے دن کفار کے ہاتھ سے) تم پر مصیبت واقع ہوئی حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دو چند مصیبت تمہارے ہاتھ سے اُن پر پڑ چکی ہے تو تم چلا اُٹھے کہ (ہائے) آفت (ہم پر) کہاں سے آ پڑی کہہ دو کہ یہ تمہاری ہی شامت اعمال ہے (کہ تم نے پیغمبر کے حکم کے خلاف کیا) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۶۵)۔ اور جو مصیبت تم پر دونوں جماعتوں کے مقابلے کے دن واقع ہوئی سو خدا کے حکم سے (واقع ہوئی) اور (اس سے) یہ مقصود تھا کہ خدا مومنوں کو اچھی طرح معلوم کر لے (۱۶۶)۔ اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے اور (جب) اُن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کے رستے میں جنگ کرو یا (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے۔ یہ اُس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ مُنہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں خدا اُن سے خوب واقف ہے (۱۶۷)۔ یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر (جنہوں نے راہ خدا میں جانیں قربان کر دیں) اپنے (اُن) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا (۱۶۸)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۶۵) تا (۱۶۸)

(۱۶۵) اور اب پھر احد کے دن کی پریشانی کا اللہ تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں تمہیں احد میں ایسی شکست ہوئی جس سے دو چند مکہ والوں کو بدر میں ہوئی تھی اور پھر حیرانی سے کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان ہیں، پھر اس قدر پریشانی کہاں سے ہوئی اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ مورچہ چھوڑ کر جو تم سے لغزش ہوئی اس بنا پر عارضی شکست ہوئی، اللہ تعالیٰ سزا

وغیرہ سب پر قادر ہے۔

شان نزول: اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انھوں نے فرمایا کہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر جو چھوڑ دیا تھا اس کی گرفت احد میں ہوئی کہ ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے رسول اکرم ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا جس سے آپ کے چہرۂ انور پر سے خون بہنے لگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶۶۔۱۶۷) رسول اکرم ﷺ اور ابوسفیان کی باہم جنگ میں جو تمہیں زخم اور شہادت وغیرہ ہوئی وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے ہوئی تاکہ مومنین کی جہاد پر بہادری اور منافقین کے راستہ ہی سے مدینہ لوٹ جانے کا اللہ تعالیٰ مظاہرہ کرادے اور ان منافقوں سے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میدان جہاد میں آؤ اور دشمنوں کو اپنے گھروں اور بال بچوں سے دور کرو اور منافق ایمان اور مسلمانوں سے قریب تر ہونے کی بجائے کفر سے زیادہ قریب ہو گئے اور کافر ان منافقین سے ان دنوں بہت زیادہ قریب تھے۔ یہ منافقین صرف اپنی زبانوں سے اسلام کی حمایت کی باتیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل کفر اور منافقین کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

(۱۶۸) اور یہ منافقین مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے بطور بزدلی اور سازش کے یہ باتیں بنا رہے تھے کہ اگر محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی بھی مدینہ ہی میں بیٹھے رہتے تو جہاد میں مارے نہ جاتے، محمد ﷺ آپ ان منافقین سے فرما دیجیے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو جہاد سے بھاگنے کے باوجود اپنے سے موت کو دور کرو۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ
يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ
يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۚۛ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ
اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ ړ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ
اَلَّذِيْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْھُمْ
فَزَادَھُمْ اِيْمَانًا ڰ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔

جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے (۱۶۹)۔ جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۱۷۰)۔ اور خدا کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ خدا مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۷۱)۔ جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے خدا اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا۔ جو لوگ ان میں نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے (۱۷۲)۔ (جب) ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے

(مقابلے کے) لئے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے تو اُن سے ڈرو۔ تو اُن کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے ہم کو خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (۱۷۳)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱٦۹) تا (۱۷۳)

(۱٦۹) بدر اور اُحد میں جو حضرات شہید کر دیئے گئے ان کو دیگر تمام مردوں کے طریقہ پر مت سمجھو، بلکہ وہ شہداء ایک ممتاز حیات کے ساتھ ہیں۔

شان نزول: قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (الخ)

ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں صحابہ کرام شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرات کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا ہے، وہ جنت کی نہروں سے پانی پیتے اور اس کے پھل کھاتے اور سونے کے قنادیل میں عرش الٰہی کے سایہ میں رہتے ہیں۔

جب وہاں جا کر ان حضرات نے اپنے کھانے پینے اور کلام کی پاکیزگی کو دیکھا تو کہنے لگے کاش ہمارے بھائی بھی ان انعامات کو جان لیتے جو اللّٰہ تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمائے ہیں تاکہ وہ جہاد فی سبیل اللّٰہ سے کبھی بھی دریغ نہ کرتے اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

حدیث کا اخیر کا حصہ امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے۔

(۱۷۰۔۱۷۱) اور اللّٰہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو انعامات ان کو عطا فرماتا ہے وہ اس سے خوش ہیں اور جو ان کے بھائی دنیا میں رہ گئے اور ان تک نہیں پہنچے وہ ان کی بھی اس حالت پر خوش ہیں کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس کی خوشخبری دی ہے نیز وہ انعامات خداوندی اور بلند درجات کی وجہ سے بھی خوش ہیں، جہاد میں جو تکالیف لاحق ہوتی ہیں انکو اللّٰہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔

(۱۷۲) بدر صغریٰ لڑائی کے لیے تمام صحابہ کرام رسول اللّٰہ ﷺ کے فرمانے پر فوراً کمربستہ ہو گئے تھے، اللّٰہ تعالیٰ اسی کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جن حضرات نے باوجودیکہ ان کو احد میں زخم لگا ہوا تھا، اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمانے پر بدر صغریٰ کے لیے فوراً تیار ہو گئے، ایسے حضرات جو رسول اللّٰہ ﷺ کا ساتھ دیں اور اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسول کی مخالفت سے بچیں ان کے لیے جنت میں بڑا ثواب ہے۔

شان نزول: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ احد کے واقعہ

کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ مکہ مکرمہ لوٹا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے گھبرا گیا ہے اور مکہ وہ جس وقت لوٹا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور احد کا واقعہ شوال میں پیش آیا تھا اور تاجر ذی قعدہ میں مدینہ منورہ آتے تھے اور راستہ میں بدر صغریٰ میں قیام کرتے تھے، چنانچہ وہ احد کے واقعہ کے بعد آئے اور مسلمان زخمی اور تھکے ہوئے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں، شیطان نے آکر اپنے دوستوں کو ڈرایا کہ کفار نے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے اور کچھ لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے سے انکار کروا دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہاد کے لیے ضرور جاؤں گا اگرچہ میرے ساتھ کوئی بھی نہ جائے۔

اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت علی مرتضی ؓ، حضرت زبیر ؓ، حضرت سعد ؓ، حضرت طلحہ ؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ، حضرت حذیفہ بن یمان ؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ غرض کہ ستر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ساتھ چلنے پر لبیک کہی، چنانچہ یہ حضرات رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں نکلے تا آنکہ مقام صفری پر پہنچے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مشرکین احد سے واپس ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ نہ محمد ﷺ کو تم نے قتل کیا اور نہ لڑکیوں کو تم نے قید کیا تم تو بہت ہی ناکامی کے ساتھ واپس آرہے ہو پھر لوٹو، رسول اکرم ﷺ کو ان کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ میں جہاد کا اعلان کیا، سب نے آپ ﷺ کے اعلان پر لبیک کہا، چنانچہ سب روانہ ہو کر حمراء الاسد یا ابوعتبہ کے کنوئیں پر پہنچے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، "کہ جن حضرات نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان پر لبیک کہی اور ابوسفیان رسول اکرم ﷺ سے کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال میدان بدر میں جدھر تم نے ہمارے ساتھیوں کو مارا تھا مقابلہ ہوگا، چنانچہ بزدل تو ڈر کر بھاگ گئے اور بہادر لڑائی اور تجارت کی تیاری کی وجہ سے چلے گئے۔

غرض یہ کہ جب آپ ﷺ صحابہ کرام ؓ کے ساتھ اس مقام پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ ملا، صحابہ نے اس مقام پر بازار لگایا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (الخ)

اور ابن مردویہ نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کی قیادت میں ایک جماعت ابوسفیان کے تعاقب کے لیے روانہ فرمائی راستہ میں ان کو ایک اعرابی ملا اور کہنے لگا مکہ والوں نے تم لوگوں کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے، انھوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ، اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان حضرات کے بارے میں یہ کلمات نازل فرمائے۔

(۱۷۳) اگلی آیت بھی ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نعیم بن مسعود اشجعی نے ان حضرات سے کہہ دیا تھا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے مکہ مکرمہ کے قریب لطیمہ نامی بازار میں ایک لشکر تمہارے مقابلے کے لیے

تیار کیا ہے مگر صحابہ کرام ؓ میں یہ خبر سن کر اور جرأت پیدا ہوگئی اور انہوں نے یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ اللہ تعالیٰ سب مہمات میں ہمارے لیے کافی ہیں اور جو کچھ کفار نے بازار میں اسباب جمع رکھے تھے، ان کو اور مال غنیمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف ثواب لے کر لوٹ آئے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّھُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِھِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور وہ خدا کی خوشنودی کے تابع رہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۱۷۴)۔ یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا (۱۷۵)۔ اور جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں ان (کی وجہ) سے غمگین نہ ہونا۔ یہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے (۱۷۶)۔ جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا (۱۷۷)۔ اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے۔ (نہیں بلکہ) ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں آخر ان کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۱۷۸)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۷٤) تا (۱۷۸)

(۱۷۴) اور اس جانے آنے میں ان حضرات کو نہ لڑائی کا سامنا ہوا اور نہ کسی قسم کی کوئی شکست ہوئی ان حضرات نے بدر صغریٰ میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت وپیروی کی اور اللہ تعالیٰ بڑے انعام واحسان والا ہے، ان سے دشمنوں کو دور کردیا۔

(۱۷۵) بات یہ ہے کہ تم لوگوں کو نعیم بن مسعود اشجعی نے (اللہ تعالیٰ نے اس کو شیطان فرمایا) اپنے کافر دوستوں سے آکر ڈرانا چاہا، لہٰذا باہر نکلنے میں ان سے مت ڈرو اور گھروں میں بیٹھے رہنے میں مجھ سے ڈرو، اگر تم میری تصدیق کرنے والے ہو۔

(۱۷۶) منافقین نے یہود کا ساتھ دے کر جو بے وفائی کی، اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں رسول اکرم ﷺ کی تسلی فرما رہے ہیں کہ منافقین کا یہودیوں کے ساتھ ملنے میں سبقت کرنا آپ کے لیے غم کا باعث نہ ہونا چاہیے۔

یقیناً ان منافقین کا یہودیوں کے ساتھ مل جانے میں سبقت کرنا دین خداوندی کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ یہود اور منافقوں کو جنت میں قطعاً کوئی حصہ نہ دے اور ان کی سختی سے زیادہ اللہ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ یہود اور منافقوں کو جنت میں قطعاً کوئی حصہ نہ دے اور ان کی سختی سے زیادہ اللہ کے ہاں ان کو سخت سزا ملے گی۔

(۱۷۷) اسی طرح جن لوگوں نے ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لیا ہے اور وہ منافق ہیں، ان کے کفر اختیار کر لینے میں اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں ہوگا اور ان لوگوں کے لیے آخرت میں ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

(۱۷۸) منافقین کو ان کے کفر میں جو اللہ تعالیٰ عذاب کے نازل کرنے سے کچھ مہلت دے رہے ہیں۔ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ منافقین و یہود اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ہم انھیں مہلت دے رہے ہیں اور اموال اولاد دے رہے ہیں یہ تمام چیزیں اس لیے دے رہے ہیں تاکہ جرم اور گناہ میں اور ترقی ہو جائے اور ایک بار پوری پوری سزا مل جائے اور روزانہ اور ایک ایک گھڑی کے بعد آخرت میں ان کو ذلیل و خوار کیا جائے گا۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ احد کے دن یہ آیات مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ خدا اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے تو تم خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا (۱۷۹)۔ جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لئے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے (۱۸۰)۔ خدا نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا فقیر ہے اور ہم امیر ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو (۱۸۱)۔ یہ ان کاموں کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھ آگے بھیجتے رہے ہیں اور خدا تو بندوں پر مطلق ظلم نہیں کرتا (۱۸۲)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۷۹) تا (۱۸۴)

(۱۷۹) مشرکین نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ تم میں کافر بھی ہیں اور مومن بھی تو بتائیے کہ ہم میں سے کون مومن ہے اور کون کافر، اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں اے گروہ منافقین اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت عدم امتیاز پر جس پر تم سب ہو نہیں رکھنا چاہتا کہ مومن کافر اور کافر مومن معلوم ہو بلکہ مشیت الٰہی میں یہ ہے کہ شقی سعید (نیک بخت، بد بخت) سے اور کافر مومن سے اور منافق مخلص سے ممتاز اور نمایاں ہو جائے، کفار مکہ کو اللہ تعالیٰ حکمت کے تحت ایسے امور پر مطلع نہیں کرتا کہ کون ایمان لائے گا اور کون انکار کرے گا لیکن اس ذاتِ الٰہی نے اپنی مشیت سے رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کے لیے منتخب فرمایا ہے کہ بذریعہ وحی آپ کو بعض امور سے اللہ تعالیٰ آگاہ فرما دیتے ہیں لہٰذا (اے مشرکین! تم اپنی ضد اور شرک چھوڑ کر) تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان لے آؤ گے اور اس کے ساتھ کفر و شرک سے بھی بچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں عظیم الشان ثواب عطا فرمائے گا۔

(۱۸۰) کفار و منافقین کو اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت عطا فرمایا تھا اس میں وہ بخل کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کی مذمت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ عطا خداوندی پر یہ بخل ان کے لیے اچھا ہوگا ہرگز نہیں، بلکہ اللہ کی جانب سے انکے اس بخل کے سبب یہ خالص سزا ہوگی کہ جہنم میں ان کی گردنوں میں قیامت کے دن ان کے سونے اور چاندی کے طوق ڈالے جائیں گے۔

آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں یا یہ کہ اس دن تمام آسمان و زمین والے فنا ہو جائیں گے اور صرف واحد قہار کی بادشاہت باقی رہ جائے گی وہ ان کے بخل اور سخاوت کو بخوبی جانتا ہے۔

(۱۸۱) فخاص بن عازوراء اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے، ہم سے قرض چاہتا ہے اور ہم اس کے قرض کے محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کے اس قول کو نامۂ اعمال میں محفوظ کر کے رہیں گے اور اسی طرح ان کا حضرات انبیاء کو ناحق قتل کرنا اور زمانہ یہودیت میں جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس کے عوض سخت ترین عذاب چکھائیں گے۔

شانِ نزول: لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ (الخ)

ابن اسحاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے یہودیوں کو فخاص نامی ایک شخص کے پاس جمع پایا وہ شخص کہنے لگا اے ابوبکر ؓ ہمیں اللہ کی طرف کسی قسم کی احتیاج نہیں وہ ہمارا محتاج ہے اور اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے کیوں قرض لیتا، جیسا کہ تمہارا صاحب (نبی کریم) کہتا ہے یہ سن کر

حضرت ابوبکر صدیق ؓ غصہ میں آگئے اور اس یہودی کے مونہہ پر ایک چانٹا مارا، فخاص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا، کہنے لگا دیکھیے آپ ﷺ کے ساتھی نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا، رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس نے بہت بری بات کہی یہ کہتا ہے کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور یہ لوگ مال دار ہیں، فخاص اپنے قول سے پھر گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بے شک اللہ تعالیٰ نے ان گستاخ لوگوں کا قول سن لیا ہے، نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ (الخ) تو یہود حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ تمہارا رب العیاذ باللہ محتاج ہے اپنے بندوں سے مانگتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۲) اور ہم بغیر جرم کے پکڑ نہیں کرتے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا

اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لیکر نہ آئے جس کو آگ آکر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ (اے پیغمبرؐ) ان سے کہدو کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے۔ اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر سچے ہو تو تم نے انھیں قتل کیوں کیا؟ (۱۸۳) پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آچکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا (۱۸۴) ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو شخص آتشِ جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے (۱۸۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیات (۱۸۳) تا (۱۸۵)

(۱۸۳۔۱۸۴) اور یہود جھوٹ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتاب میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی رسول کی تصدیق نہ کریں جب تک کہ جیسا کہ انبیاء کرام کے زمانہ میں غیب سے آگ آکر نذر و نیاز خداوندی کو کھا جایا کرتی تھی اسی طرح اب بھی یہ بات ظاہر نہ کرو۔

اے نبی کریمؐ آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ بہت سے انبیاء کرام مثلاً زکریا اور یحییٰ علیہم السلام

اوامرونواہی، اور بہت سے دلائل اور خصوصیات کے ساتھ یہ قربانی والا معجزہ بھی لے کر آئے پھر کیوں تم نے حضرت یحیٰی علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کو قتل کیا۔

یہود بولے ہمارے آباؤ اجداد نے تو انبیاء کو ظلماً قتل نہیں کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے نبی کریم ان کی تکذیب سے غم نہ کیجیے کیوں کہ بہت سے انبیاء جوان کے پاس اوامرونواہی، دلائل نبوت اور پہلے لوگوں کے واقعات اور حلال وحرام کو ظاہر کردینے والی کتاب لے کر آئے تھے مگر ان کی قوم نے واضح اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد پھر بھی انھیں جھٹلایا۔

(۱۸۵) سنیے کہ مرنے کے وقت اور اس کے بعد ان کا کیا انجام ہوگا یقیناً ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہوگا اور پھر تمہارے اعمال کی پوری جزا ملے گی سو جو شخص توحید اور عمل صالح کی وجہ سے دوزخ سے بچالیا گیا، سو وہ جنت اور اس کی نعمتیں اور دوزخ اور اس کے عذاب سے نجات ملنے کی بنا پر حقیقتاً کامیاب ہوگیا۔

دنیا میں کسی قسم کی کوئی نعمت نہیں دنیا کی مثال، صرف گھر کے سامان اور اس کے سنگریزوں کی طرح ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْ
اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۚ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ
وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ
لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا
بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ
يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸۸ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۸۹ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ع
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰

(اے اہل ایمان) تمہارے مال وجان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تم اہل کتاب سے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے اور تو اگر صبر اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں (۱۸۶) اور جب خدا نے اُن لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا تو انہوں نے اس کو پسِ پشت پھینک دیا اور اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کی یہ جو کچھ حاصل کرتے ہیں بُرا ہے (۱۸۷) اور جو لوگ اپنے (ناپسند) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور (پسندیدہ کام) جو کرتے نہیں ان کے لیے چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ان کی نسبت خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے رستگار ہو جائیں گے اور انہیں درد دینے والا عذاب ہوگا (۱۸۸) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کو ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۸۹) بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے

جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۱۹۰)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۸۶) تا (۱۹۰)

(۱۸۶) کفار رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو جو تکالیف پہنچاتے تھے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں۔

اپنے اموال کے ختم ہو جانے بیماریوں اور قتل ہر قسم کی تکالیف سے آزمائے جاؤ گے اور یہود ونصاری اور مشرکین عرب سے گالی گلوچ طعن وتشنیع اور اللہ تعالیٰ پر الزامات سنو گے، اگر ان الزامات اور اسطرح کی دیگر تکالیف میں صبر کر کے اللہ کی نافرمانی سے بچو گے تو یہ صبر بہترین کاموں اور بہت تاکیدی امور سے ہے۔

شان نزول: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن منذرؒ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ ا سے یہاں تک حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور فخاص کے مابین جو معاملہ پیش آیا اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر، زہری، کعب بن مالک ؓ سے روایت کیا کہ کعب بن اشرف یہودی رسول اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کی شان میں ہجو (توہین وگستاخی) کے اشعار کہا کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۷) اہل کتاب سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت بیان کرنے کا جو عہد لیا تھا اس کا تذکرہ فرماتے ہیں جن لوگوں کو توریت وانجیل دی گئی تھی، ان سے عہد و پیمان لیا گیا تھا کہ اپنی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت کو نہیں چھپائیں گے مگر انھوں نے کتاب اور اس عہد کو بھی فراموش کر دیا اور اس کی قدر نہ کی بلکہ رسول اکرم ﷺ کی نعت واوصاف چھپا کر اس کے مقابلہ کم حقیقت کھانے پینے کی معمولی سی چیز لی، ان لوگوں کا ایسا کرنا اور یہودیت کو اپنے لیے پسند کرنا بہت ہی بری اختیار کردہ چیز ہے۔

(۱۸۸) یہود جو نیک کام نہیں کرتے تھے اس پر خواہ مخواہ تعریف اور ستائش کے طلب گار ہوتے تھے۔

اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں کا ہرگز نہ خیال کیجیے جنھوں نے کتاب میں آپ کی نعت وصفت میں تبدیلی کر دی اور وہ اب اس بات کے متمنی ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے اور ملت ابراہیمی اور فقرا کے ساتھ احسان کرنے کے بھی دعویدار ہیں، حالاں کہ ذرہ برابر بھی ان میں کوئی ایسی نیکی نہیں کہ جس کے سبب وہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔

شان نزول: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ (الخ)

بخاریؒ ومسلمؒ نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ذریعہ سے روایت کیا ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ رافع، ابن عباس ؓ کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ ہم میں سے ہر ایک شخص جو چیز اس کو دی گئی ہے اس پر خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام وہ نہیں کرسکتا، اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے، ایسے شخص کو اگر عذاب ہوگا تو پھر سب عذاب میں گرفتار ہوجائیں گے، حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے کیا واسطہ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں سے رسول اکرم ﷺ نے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تھا انھوں نے اس بات کو تو چھپالیا اور دوسری بات بتلادی اور پھر آپ کے پاس سے آکر یہ ظاہر کیا جو آپ ﷺ نے پوچھا تھا وہ ہی آپ ﷺ کو بتلایا ہے اور بڑی ڈھٹائی سے اس پر اپنی تعریف بھی چاہی اور آپ ﷺ کے سوال کے جواب کو جو چھپالیا تھا اس پر آپس میں خوش ہوئے۔

اور بخاری ومسلم نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ جہاد پر تشریف لے جاتے تو منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور حضور ﷺ کی عدم موجودگی میں نہ جانے پر خوش ہوتے اور جب آپ واپس تشریف لاتے تو معذرت کرتے اور قسمیں کھاتے اور یہ چاہتے کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا، اس پر ان کی تعریف کی جائے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

عبدابن حمیدؒ نے اپنی تفسیر میں زید بن اسلمؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن خدیجؓ اور زید بن ثابتؓ دونوں مروان کے پاس تھے۔

مروان کہنے لگا رافع لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ (الخ) یہ آیت کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رافع بولے یہ منافقین میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ رسول اکرم ﷺ جب باہر تشریف لے جاتے تو یہ عذر کرتے اور کہتے کہ ہمیں کام ہے اور حقیقت میں ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، مروان نے اس واقعہ کو روایت کیا، اس پر رافع ناراض ہوکر زید بن ثابت ؓ سے بولے کہ میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو جو میں کہہ رہا ہوں زید بن ثابت نے کہا جی ہاں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس روایت اور ابن عباس ؓ کے فرمان میں مطابقت اس طرح ہے کہ ہوسکتا ہے یہ آیت دونوں قسم کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو۔

اور فراء نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہود کے قول کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ اس بات کے مدعی تھے کہ ہم پہلے ہی سے کتاب والے نماز والے اور اہل طاعت ہیں اور اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۸۹) آسمان وزمین کے تمام خزانے اس کی ملکیت میں داخل ہیں اور تمام آسمان وزمین والے اس کے مملوک ہیں۔

(۱۹۰) کفار مکہ رسول اکرم ﷺ سے کہتے تھے جس چیز کے تم دعویدار ہو اس کے ثبوت کے لیے کوئی واضح دلیل لے کر آؤ اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں اپنے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں فرشتے، چاند، سورج، ستارے اور بادل پیدا کیے گئے اور زمین کے پیدا کرنے اور اس میں جو کچھ پہاڑ، دریا، سمندر، درخت و جانور ہیں اور رات دن کے آنے میں عقل سلیم والوں کے لیے اس کی توحید کے بے پناہ دلائل موجود ہیں۔

شان نزول: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الخ)

طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش یہود کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا معجزات لے کر آئے، انھوں نے کہا عصا اور ید بیضاء اور اس کے بعد نصاریٰ کے پاس آئے، ان سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا کہ آپ مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اچھا کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

پھر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو (۱۹۱) اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اُسے رُسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۱۹۲) اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سُنا کہ ایمان کے لئے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری بُرائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اُٹھا (۱۹۳) اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کئے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رُسوا نہ کیجیو کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا (۱۹۴)

تفسیر سورة آل عمران آیات (۱۹۱) تا (۱۹٤)

(۱۹۱۔۱۹۲) جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جب کھڑے ہونے کی طاقت رکھتے ہیں کھڑے ہو کر اور جب اس

کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر یاد کرتے یعنی کسی حالت میں اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان چیزوں کو تو نے بےکار نہیں پیدا کیا، ہم اس کے ہر طرح کے شرک سے تجھ کو پاک ومنزہ سمجھتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ اور خدا پر ایمان رکھنے والے ان مومنین کے بالمقابل ان مشرکوں کا دنیا و آخرت میں کوئی بھی مددگار نہیں۔

(۱۹۳) اور اہل ایمان کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم نے حضرت محمد ﷺ کو سنا وہ توحید کی طرف بلاتے ہیں ہم آپ پر اور آپ کی کتاب اور آپ کے رسول پر ایمان لے آئے۔ لہٰذا ہمارے بڑے گناہوں کو معاف فرمایئے اور اسکے ساتھ ساتھ چھوٹے گناہوں سے بھی درگزر فرمایئے، ہماری روحوں کو حالت ایمان پر قبض فرمایئے اور انبیاء کرام اور صالحین کے ساتھ ہمارا حشر فرمایئے۔

(۱۹۴) اور وہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار آپ نے جس چیز کا رسول اکرم ﷺ کی زبان پر وعدہ فرمایا ہے اس سے ہمیں بہرہ ور فرمایئے اور کفار کی طرح ہمیں عذاب نہ دیجیے، یقیناً آپ بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے) اور مومنین سے وعدہ فرمانے میں ہرگز خلاف نہیں کریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

تو اُن کے پروردگار نے اُن کی یہ دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ میرا دستور یہ ہے کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ تو جو لوگ میرے لئے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے میں اُن کے گناہ دُور کر دوں گا اور اُن کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ (یہ) خدا کے ہاں سے بدلہ ہے اور خدا کے ہاں اچھا بدلہ ہے (۱۹۵)

تفسیر سورۃ آل عمران آیت (۱۹۵)

(۱۹۵) ان کی درخواست کو منظور کیا کیوں کہ عادت مستمرہ میری یہی ہے کہ میں کسی کے نیک کام کے ثواب کو ضائع نہیں کرتا، جب کہ ایک دوسرے کے دین کی مدد ونصرت میں حامی ہوں، اب مہاجرین کے اعلیٰ درجات کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ جن حضرات نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اور آپ کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور کفار مکہ نے ان کو ان کے مکانات سے نکال دیا اور جہاد فی سبیل اللہ میں دشمنوں کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہوئے تو میں ان کی تمام خطاؤں کو معاف کر دوں گا اور ایسے باغات میں داخل کروں گا جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے شہد

دودھ، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہوں گی اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لیے بہترین انعام اور بدلہ ہے۔

شان نزول: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ (الخ)

عبدالرزاق، سعید بن منصور، ترمذی، حاکم اور ابن ابی حاتم نے ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بیان میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(اے پیغمبر) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے (۱۹۶) (یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۹۷) لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) اُن میں ہمیشہ رہیں گے (یہ) خدا کے ہاں سے (اُن کی) مہمانی ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کیلئے بہت اچھا ہے (۱۹۸) اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور اُس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر جو اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا صلہ اُن کے پروردگار کے ہاں (تیار) ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے (۱۹۹) اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ مراد حاصل کرو (۲۰۰)

سورة آل عمران آیات (۱۹۶) تا (۲۰۰)

(۱۹۶۔۱۹۷) اور دنیا فانی ہے اس سے اعراض کرنا چاہیے (دل نہیں لگانا چاہیے) اور آخرت کی طلب و جستجو میں کوشاں رہنا چاہیے اور اے مخاطب ان مشرکین اور یہود کے تجارتی سفر تجھ کو مغالطہ میں نہ ڈال دیں یہ دنیا کے چکاچوند اور چہل پہل یہ چند روزہ بہار ہے، اس کے بعد ان کا بدترین ٹھکانا جہنم ہے۔

(۱۹۸) لیکن جو حضرات کفر سے تائب ہو کر توحید خداوندی کے قائل ہو گئے ان کو اللہ کی طرف بطور انعام ایسے باغات ملیں گے جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہوں گی اور ان کا جنت میں قیام بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگا نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے اور اسکے

مقابلے میں کفار کو جو کچھ دنیا میں دیا گیا وہ بہت معمولی ہے نیک بندوں کا یہ ثواب اس سے کئی گنا بہتر ہے۔

(۱۹۹) یعنی قرآن کریم اور توریت پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پوری طرح مستعد ہیں اور اس کے حضور عجز کرتے ہیں، کم حقیقت معاوضہ کے بدلہ توریت میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کو نہیں چھپاتے جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے دیگر ساتھی ہیں۔

ان حضرات کو جنت میں ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ جب حساب لیں گے تو بہت جلدی یعنی آسانی کے ساتھ حساب کردیں گے، آگے اللہ تعالیٰ جہاد اور تکالیف پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان رکھنے والو! اپنے نبی کے ساتھ جہاد میں اس قدر ثابت قدم رہو کہ دشمنوں کو مغلوب کردو۔

شانِ نزول: وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ (الخ)

امام نسائی نے حضرت انس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شاہ حبش اصحمہ نجاشی ؓ کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا ان پر نماز پڑھو، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ایک عبد حبشی کی نماز پڑھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ابن جریر نے جابر ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور مستدرک میں عبداللہ بن زبیر ؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت شاہ نجاشی ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۲۰۰) اور اپنے نفسوں کو دشمنوں کے مقابلہ کے لیے مستعد و تیار رکھو اور ایک یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے پر جمے رہو اور خواہشات نفس کی پیروی کرنے والوں اور بدنیتوں کا خاتمہ کردو اور اپنے گھوڑوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار رکھو۔

اور جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجالاؤ اور ہرگز ان سے اعراض (بے توجہی) مت کرو تاکہ عذاب الٰہی اور غصہ خداوندی سے نجات حاصل کرو۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اُس سے اُس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے رُوئے زمین پر) پھیلا دیئے۔ اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے (۱) اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) اُن کے حوالے کر دو اور اُن کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو اپنے ناقص اور) بُرے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ اُن کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے (۲)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱) تا (۲)

یہ پوری سورت مدنی ہے، اس میں ایک سو چھہتر آیات اور تین ہزار نو سو چالیس کلمات اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں۔

(۱) اس مقام پر حکم عام ہے اور کبھی خاص بھی ہوتا ہے، اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں صرف نفس آدم علیہ السلام سے توالد و تناسل کے ذریعہ پیدا کیا اور حضرت حوا کو بھی ان سے پیدا کیا پھر ان دونوں سے بذریعہ توالد بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں پیدا کیں۔

اسی کی اطاعت کرو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا کرتے ہو، اور حقوق قرابت کے ضائع کرنے سے بھی ڈرو، اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور جن باتوں کا تمہیں کو حکم دیا گیا جیسا کہ اطاعت خداوندی اور صلہ رحمی وغیرہ ان سب کے متعلق تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔

(۲) نیز یتیموں کے جو اموال تمہارے پاس ہیں ان کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد وہ ان کو دے دو اور اپنے مال بچا کر ان کے مالوں کو مت کھاؤ اور نہ اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔

بلا جواز یتیم کا مال کھانا اللہ تعالیٰ کے یہاں سزا کے اعتبار سے بہت بڑا جرم ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـئًا مَّرِيْٓـئًا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو اُن کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے نکاح کرلو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کرسکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے (۳) اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں۔ تو اسے ذوق شوق سے کھالو (۴) اور بے عقلوں کو اُن کا مال جسے خدا نے تم لوگوں کے لئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے اُن کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور اُن سے معقول باتیں کہتے رہو (۵)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۳) تا (۵)

(۳) یہ آیت ایک غطفانی شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے پاس اپنے یتیم بھتیجے کا بہت مال تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو گناہ کے ڈر کی وجہ سے صحابہ کرام بولے ہم یتیموں کو اپنے معاملات و معاشرت سے علیحدہ کردیتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی، یعنی جیسا کہ اموال یتیم کی حفاظت اور اس میں انصاف نہ کرنے سے ڈرتے ہو، اسی طرح تم عورتوں کے درمیان خرچ اور ان کے حقوق میں پوری طرح انصاف نہ کرسکو گے اور لوگ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے تک جتنی مرضی ہوتی تھی شادیاں کرلیتے تھے، حتیٰ کہ نو اور دس تک بھی یہ تعداد پہنچ جاتی تھی چنانچہ قیس بن حارث کے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی اور چار سے زیادہ شادیاں کرنے کو قطعی طور پر حرام کردیا۔

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس قدر شادیاں کرنا تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں، اس قدر نکاح کرو خواہ ایک نکاح کرو یا دو یا تین یا آخری حد چار شادیاں کرلو، اس سے زیادہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں اور اگر چار عورتوں کے درمیان نفقہ (خرچہ) اور تقسیم میں عدل و انصاف نہیں کرسکتے تو پھر ایک آزاد عورت سے شادی کرو اور اگر ایک کے بھی حقوق ادا نہ کرسکو۔ تو جو حسب قاعدہ شرعیہ باندی تمہاری ملکیت میں ہے☆۔ وہ ہی کافی ہے کیوں کہ اس میں

☆ یاد رہے کہ نزول قرآن کے وقت پوری دنیا میں غلامی کا چلن تھا۔ اسلام نے اس برائی کو معاشرے سے بتدریج ختم کیا۔ غلاموں و باندیوں کو حقوق دیے انہیں آزاد کرنے کی تلقین کی اور متعدد گناہوں یا لغزشوں کا عوض غلاموں و باندیوں کو آزاد کرنا قرار دیا۔ آج چونکہ یہ قبیح رواج ختم ہو چکا ہے جو عین منشائے اسلام ہے اور دنیا کی تمام اقوام نے ۱۹۴۸ء میں غلامی کی تنسیخ کردی، اب کسی فرد کو کوئی غلام، باندی رکھنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی ان آیات سے غلامی کے استمرار و دوام کا ثبوت میسر آسکتا ہے۔ اب افراد کی محنت کو خریدا جاسکتا ہے کسی کو غلام، باندی نہیں بنایا جاسکتا، اور نہ ہی کوئی اپنے کو غلام یا باندی قرار دے سکتا ہے۔ (مترجم)

نہ تقسیم ہے اور نہ عدت اس پر واجب ہے۔

(۴) ایک عورت سے شادی کرنے میں زیادتی اور بے انصافی نہ ہونے کی زیادہ امید ہے اور تم عورتوں کو مہر دے دیا کرو یہ منجانب اللہ ان کے لیے تحفہ اور تم پر فرض ہے۔

اور اگر وہ عورتیں خوش دلی سے تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں تو بغیر کسی گناہ اور ملامت کے اسے استعمال کرو۔

(۵) اور تم ان کم عقل یتیم عورتوں اور لڑکوں کو وہ مال جو تمہارے لیے مایہ زندگی ہے، مت دو باقی اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور تم ہی اس چیز کے نگران ومحافظ رہو کیوں کہ تم صحیح مصارف کو زیادہ جانتے ہو اور ان کی تسلی کے لیے معقول بات کہتے رہو کہ ابھی دوں گا وغیرہ۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ
مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ
اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ
فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا
تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ
نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ
وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ
لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا
عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا
يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے) اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا۔ جو شخص آسودہ حال ہو اس کو (ایسے مال سے قطعی طور پر) پرہیز رکھنا چاہئے اور جو بے مقدور ہو وہ مناسب طور پر (یعنی بقدر خدمت) کچھ لے لے اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو خدا ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے (۶) جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے (خدا کے) مقرر کئے ہوئے ہیں (۷) اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو۔ اور شیریں کلامی سے پیش آیا کرو (۸) اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو (ایسی حالت میں ہوں کہ) اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو ان کی نسبت خوف ہو (کہ ان کے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا) پس چاہئے کہ یہ لوگ خدا سے ڈریں اور معقول بات کہیں (۹) جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے (۱۰)

تفسیر سورة النساء آیات (٦) تا (١٠)

(٦) اور یتیموں کی عقلوں وصلاحیتوں کو آزمالیا کرو جب ان میں تم کو صلاحیت دین اور حفاظت مال کا ملکہ نظر آجائے تو ان کے وہ اموال جو تمہارے پاس ہیں وہ ان کو دے دو اور حرام طریقہ پر گناہوں اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہوجائیں گے پھر ان کے اموال ان کو دینے پڑیں گے جلدی جلدی اڑا کر ضائع مت کرو۔

اور جو یتیم کے مال سے مستغنی (بے نیاز) ہو تو وہ اس سے بالکل ہی بچتا رہے اور اس کے مال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرے اور جو محتاج ہو تو وہ کفایت کے ساتھ اس اندازہ سے اپنی ضروریات پوری کرے کہ یتیم کے مال کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ جس قدر یتیم کے مال کی حفاظت میں محنت کرے اس اندازے یا مقدار کے مطابق اس سے کھائے یا یہ کہ بطور قرض اس میں سے لے۔

اور یتیموں کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد جب ان کے مال انہیں واپس دو تو ان پر گواہ بھی کرلیا کرو، یاد رہے کہ یہ آیت ثابت رفاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(٧۔٨) زمانۂ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں اور عورتوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کے اصول (حصوں) کو بیان فرماتے ہیں کہ میراث خواہ کم ہو یا زیادہ ان کے لیے ایک متعین حصہ میراث میں مقرر ہے اور ان کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا چچا تھا جس نے انھیں میراث میں سے کچھ نہیں دیا تھا اور تقسیم میراث کے وقت جب میت کے ایسے رشتہ دار جن کا میراث میں کوئی حصہ نہ ہو اور اگر کوئی مسلمان یتیم اور مسلمان فقرا بھی اس وقت آجائیں تو ان کو بھی تقسیم سے قبل بطور استحباب (نیکی) کچھ دے دیا کرو اور اگر نابالغوں کا مال ہو تو ان لوگوں کو تسلی دے کر نرمی کے ساتھ ٹال دیا کرو۔

شان نزول: لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ (الخ)

ابوالشیخؒ اور ابن حبانؒ نے "کتاب الفرائض" میں بواسطہ کلبی، "ابوصالح"، "ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے، انصار میں سے اوس بن ثابت نامی ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے دو چھوٹے لڑکے اور دو چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں، اس کے دو چچازاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور فرمایا میں کیا جواب دوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مردوں کے لیے بھی حصہ ہے۔

(٩۔١٠) اور ان لوگوں کو جو قریب المرض مریض کے پاس ہوتے ہیں اور تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنے کا حکم دیتے ہیں، ان کو ان یتیم بچوں کے بارے میں ڈرنا چاہیے کیوں کہ اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر مرجائیں تو ان کو اپنی

اولاد کی فکر ہو، اسی طرح ان لوگوں کو مرنے والے کی اولاد کی فکر ہونی چاہیے۔

اور یہ لوگ مریض کے پاس آتے تھے اور اس سے کہتے تھے کہ اپنا مال فلاں کو دے دو اور فلاں کو دے دو اس طریقہ سے اس کا سارا مال خوامخواہ تقسیم کرا دیتے تھے اور اس کے چھوٹے بچوں کے لیے کچھ نہیں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرما دی لہٰذا یہ لوگ جو تہائی مال سے زیادہ مرنے والے کو وصیت کا حکم کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور بیمار سے انصاف کی بات کرنی چاہیے اور جو بلا استحقاق (بلا ضرورت شرعی) یتیم کا مال کھاتے ہیں ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اپنے پیٹوں میں دوزخ کے انگارے بھریں گے اور اس کی جلتی آگ کا ایندھن ہوں گے یہ آیت حنظلہ بن شمرو کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا

خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر اولاد میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُس کا حصہ نصف اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو۔ اور اگر اولاد نہ ہو تو صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ اور (یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اس نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد اُس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی) تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے خدا کے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱۱)

تفسیر سورة النساء آیت (۱۱)

(۱۱) میراث میں مرد و عورت کے کیا کیا حصے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد میں میراث کی اس طرح تقسیم ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اور اگر دو یا دو سے زیادہ اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں تو ان کو مال کا دو تہائی ملے گا اور اگر ایک ہی لڑکی چھوڑی تو ترکہ کا آدھا ملے گا اور اگر میت کے لڑکا ہو یا لڑکی کوئی اولاد ہو تو ترکہ میں والدین کا چھٹا حصہ مقرر ہے اور اگر کوئی اولاد ہی نہ ہو تو ایک تہائی ماں کا اور بقیہ ترکہ باپ کا ہے۔

اور اگر میت کے ایک سے زائد بھائی یا بہن ہوں عینی کی طرف سے شریک ہوں یا علاتی۔ تو اس کی ماں کو چھٹا

حصہ اور باقی باپ کو ملے گا۔

اور واضح رہے یہ تمام حصے میت کا قرض ادا کر دینے اور تہائی مال کے اندر اندر جو اس نے وصیت کر رکھی ہے، اس کے نفاذ کے بعد نکالے جائیں گے۔

تم اپنے اصول وفروع کے بارے میں یہ نہیں جان سکتے کہ کون تم کو دینی یا دنیاوی زیادہ نفع پہنچا سکتا ہے اور میراث کی تقسیم اللہ کی جانب سے فرض کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقسیم میراث کو جاننے والا بعد ہر ایک کے حصے متعین کر دینے میں بڑی حکمت والا ہے۔

شان نزول: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ (الخ)

صحاح ستہ نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ دونوں پیادہ (پیدل) بنی سلمہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر مجھے ایسی حالت میں پایا کہ میں شدتِ ہوش میں نہیں تھا آپ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور مجھ پر اس پانی کا چھینٹا دیا، جس سے مجھے افاقہ ہوا، میں نے عرض کیا کہ میرے حال کے متعلق آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام احمد ابوداؤد، ترمذی اور حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سعد بن ربیع کے گھر میں سے ان کی اہلیہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ یہ دونوں سعد بن ربیع کی دولڑکیاں ہیں، ان کے والد آپ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور ان کا چچا ان کا مال لے گیا اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور اب مال کے بغیر ان کی شادی بھی نہیں ہو سکتی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ضرور کوئی فیصلہ فرمائیں گے، چنانچہ میراث کی آیت نازل ہوئی، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو اس کے قائل ہیں کہ میراث کی آیت سعد بن ربیع کی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں نازل نہیں ہوئی، بالخصوص اس وقت تک حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

باقی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت دونوں واقعات کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس آیت میراث کا ابتدائی حصہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اور وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً والا آخری حصہ حضرت جابر ؓ کے واقعہ میں نازل ہوا ہو اور حضرت جابر ؓ عنہ کا يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ کے تذکرہ سے یہی مطلب ہو کیوں کہ یہ حصہ اسی حصہ سے متصل ہے۔

ایک تیسرا سبب اور مروی ہے، ابن جریر نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ زمانہ جاہلیت والے لڑکیوں اور

کمزور لڑکوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور صرف وہی شخص میراث حاصل کر سکتا تھا، جس میں لڑائی کی طاقت ہو، چنانچہ جب حضرت حسان بن ثابت ﷺ کے بھائی عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا، انھوں نے ام کحہ نامی ایک بیوی اور پانچ لڑکیاں چھوڑ دیں، ورثاء ان کا سارا مال لینے کے لیے آئے، یہ معاملہ دیکھ کر ام کحہ شکایت لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِنْ كُنَّ نِسَاءٌ (الخ) اور پھر ام کحہ کے بارے میں فرمایا وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (الخ)۔

نیز سعد بن ربیع کا واقعہ ایک اور طریقہ پر بھی مروی ہے، چنانچہ قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں عبدالملک بن محمد بن حزم سے نقل کیا ہے کہ عمرۃ بنت حزم سعد بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سعدؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور حضرت سعدؓ کی ان سے ایک لڑکی تھی، یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی لڑکی کی میراث طلب کرنے کے لیے آئیں ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۱۲﴾

اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں۔ اگر اُن کے اولاد نہ ہو تو اس میں نصف حصہ تمہارا اور اگر اولاد ہو تو ترکے میں تمہارا حصہ چوتھائی (لیکن یہ تقسیم) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اُنہوں نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو اُن کے ذمے ہو، کی جائیگی) اور جو مال تم (مرد) چھوڑ مرو اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو اُن کا آٹھواں حصہ (یہ حصے) تمہاری وصیت کی (تعمیل) کے بعد جو تم نے کی ہو اور (ادائے) قرض کے (بعد تقسیم کئے جائیں گے) اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا مگر اس کے بھائی یا بہن ہوں تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے) یہ خدا کا فرمان ہے اور خدا نہایت علم والا (اور) نہایت حلم والا ہے (۱۲)

تفسیر سورۃ النساء آیت (۱۲)

(۱۲) اور اگر تمہاری بیبیوں کے کسی قسم کی کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں سے تم کو آدھا ملے گا۔

اور اگر ان کے کچھ اولاد ہو خواہ تم میں سے ہو یا کسی اور سے لڑکا ہو یا لڑکی تو پھر ترکہ میں سے تم کو چوتھائی ملے گا اور یہ تقسیم بھی میت کے قرض ادائیگی اور تہائی مال وصیت کے نافذ کر دینے کے بعد ہوگی۔

اوران کووراثت میں سے چوتھائی ملے گا اگر تمہارے کوئی اولاد نہیں ہوگی اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو خواہ ان ہی سے ہو یا کسی اور سے لڑکے ہوں یا لڑکی تو ان کو ترکہ میں سے تمہارے قرض کی ادائیگی اور وصیت کے نافذ کرنے کے بعد آٹھواں حصہ ملے گا۔

اور اگر کوئی میت خواہ وہ مرد ہو یا عورت ایسی ہو کہ جس کے نہ اصول ہوں اور نہ فروع جس کی میراث دوسروں کو ملے گی اور اس میت کے ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہوں گے جس میں مذکر و مونث سب برابر ہیں اور یہ میراث ثلث مال میں وصیت کے نافذ کرنے اور میت کے قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی، بشرطیکہ تہائی حصہ مال سے زیادہ وصیت کر کے کسی وارث کو نقصان نہ پہنچائے۔

اور میراث کا تقسیم کرنا اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے اور تقسیم میراث کو وہ بخوبی جاننے والا ہے کہ کس طریقہ سے لوگوں کی جانب اس میں خیانت کی جائے گی مگر وہ اپنی خاص حکمت کے سبب مہلت دیتا ہے اس پر جلدی انتقام نہیں لیتا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٣﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿١٥﴾

(یہ تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں اور جو شخص خدا اور اُس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا (۱۴) مسلمانو! تمہاری عورتوں میں جو بدکاری ارتکاب کر بیٹھیں اُن پر اپنے لوگوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو اگر وہ (اُن کی بدکاری کی) گواہی دیں تو اُن عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت اُن کا کام تمام کر دے یا خدا اُن کیلئے کوئی اور سبیل (پیدا) کرے (۱۵)

تفسیر سورۃ النساء (۱۳) تا (۱۵)

(۱۳) یہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے فرائض ہیں اب جو شخص ان ضابطوں کی پابندی کرے گا اس کے لیے اللہ کے ہاں جنت میں ایسے باغات ہیں جہاں درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب طہور کی نہریں ہوں گی وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

(۱۴) اور جو خیانت اور ظلم کر کے احکام خداوندی کی نافرمانی و راس کے حدود سے تجاوز کرے گا تو جب تک اللہ

تعالیٰ چاہے اس کو جہنم میں رکھے گا اور وہاں عذاب کے ساتھ ساتھ ذلت بھی ہوگی۔

(۱۵) جو آزاد عورتیں زنا کا ارتکاب کر دیں، ان پر چار آزاد آدمیوں کو گواہ کر لو اور مرنے تک ان کو جیل میں ڈالے رکھو یا اللہ تعالیٰ رجم کا حکم نازل فرما دے، چنانچہ پھر رجم کے حکم سے شادی شدہ کا یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا‌ ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝ اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓٮِٕكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ‌ ؕ اُولٰٓٮِٕكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَ لِيۡمًا ۝

اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو اُن کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیکوکار ہو جائیں تو اُن کا پیچھا چھوڑ دو۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے (۱۶) خدا اُن ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں پر خدا مہربانی کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (۱۷) اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بُرے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو اُس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں ایسے لوگوں کیلئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے (۱۸)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۶) تا (۱۸)

(۱۶) اور اگر نوجوان کنوارے مرد یا عورت زنا کریں تو ان کو عار دلاؤ اور تعزیری سزا دو، اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ کو درست کر لیں تو پھر انھیں معاف کر دو مگر کنوارے مرد اور لڑکیوں کی یہ سزا سو کوڑوں کے حکم کے نزول سے منسوخ ہو گئی۔

(۱۷۔۱۸) اللہ کی جانب سے توبہ تو ان ہی کی قبول ہے جو سزا سے واقف نہ ہونے کے سبب کوئی جرم کر لیتے ہیں اور پھر موت سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نزع کی حالت سے قبل توبہ قبول فرمانے والے ہیں البتہ اس کے بعد توبہ قبول نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کی جو موت کے سر پر آنے کے وقت توبہ کریں، قبول نہیں فرماتا، ان کفار کے لیے تو دردناک عذاب ہے یہ آیت طعمہ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مرتد ہو گئے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور (دیکھنا) اس نیت سے کہ جو کچھ تم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ لے لو انہیں (گھروں میں) مت روک رکھنا ہاں اگر وہ کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا نامناسب نہیں) اور اُن کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے (۱۹) اور اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ مت لینا۔ بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اس سے واپس لو گے؟ (۲۰) اور تم دیا ہوا مال کیوں کر واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے عہد واثق بھی لے چکی ہے (۲۱) اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو اُن سے نکاح مت کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (خدا کی) ناخوشی کی بات تھی اور بہت بُرا دستور تھا (۲۲)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۹) تا (۲۲)

(۱۹) اپنے آباء کی عورتوں کے مال کا زبردستی مالک ہونا حلال نہیں اور ان کو شادی کرنے سے مت روکو تاکہ تمہارے آباء نے جو مال دیا ہے، وہ بھی وصول کرلو، یہ آیت کبشہ بنت معن انصاریہ اور محصن بن ابی قیس انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ لوگ اس سے قبل اس مال کے وارث ہو جایا کرتے تھے۔

مگر یہ کہ ان کے زنا پر گواہ قائم ہو جائیں تو پھر ان کو جیل میں بند رکھو اور جیل کا حکم آیت رجم سے منسوخ ہو گیا اور جس طریقہ سے وہ اپنے آباء کے اموال کے وارث ہوتے تھے، اسی طرح ان کی عورتوں کے بھی وارث ہو جایا کرتے تھے۔

سب سے بڑا لڑکا وارث بنتا تھا اگر وہ عورت خوبصورت اور مالدار ہوتی تو بغیر مہر کے اس سے تعلق قائم کر لیتا تھا اور اگر وہ مالدار نہ ہوتی بلکہ نوجوان اور خوبصورت ہوتی تو اس کو اسی طرح چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ اپنی جان کا اپنے مال سے فدیہ نہ ادا کر دے، اللہ تعالیٰ نے جہالت کی ان تمام چیزوں کی ممانعت فرما دی پھر حسن معاملہ کا حکم فرماتے ہیں کہ ان بیویوں کے ساتھ خوبی سے پیش آیا کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد صالحہ عطا فرما دے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ (الخ)

امام بخاریؒ ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت کوئی مرجاتا تھا تو اس کے اولیاء اس کی عورت کے زیادہ حق دار ہوتے تھے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود شادی کر لیتا اور اگر چاہتے تو کہیں اور شادی کرا دیتے غرض یہ کہ اس کے گھر والوں سے زیادہ وہ اس کے حق دار بن جاتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سند حسن کے ساتھ ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب ابوقیس کا انتقال ہوگیا تو ان کے لڑکے نے ان کی عورت سے شادی کرنا چاہی اور یہ چیز زمانہ جاہلیت میں جائز تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایمان والو تمہارے لیے یہ حلال نہیں الخ اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم، فریابی اور طبرانی نے بواسطہ عدی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری شخص سے روایت نقل کی ہے کہ ابوقیس بن اسلت کا انتقال ہوا اور وہ انصار کے شرفا میں سے تھے، تو ان کے لڑکے قیس نے ان کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا وہ بولیں میں تم کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں اور تم اپنی قوم کے شرفا میں سے ہو، اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا اپنے گھر چلی جاؤ، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۰۔۲۱) اور اگر تم ایک کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کرنا چاہتے ہو یا اس ایک کے ہوتے ہوئے ایک اور سے شادی کا ارادہ ہے اور تم نے اس پہلے والی کو مہر بھی دے دیا تو تم اس مہر میں سے ناجائز طور سے کچھ بھی مت لو اور یہ ناجائز طریقہ پر مہر وصول کرنا صریح ظلم ہے اور تم اس مہر کو کیوں جائز سمجھتے ہو جب ایک لحاف میں مہر اور نکاح کے ساتھ خلوت کر چکے ہو اور اللہ تعالیٰ عورتوں کے بارے میں تم سے ایک پختہ وعدہ لے چکا ہے کہ رکھو تو خوبی اور حسن معاشرت کے ساتھ رکھو ورنہ خوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔

۲۲۔ اور اب اللہ تعالیٰ ان پر ان کے آباء کی عورتوں سے شادی کرنے کی حرمت کو بیان فرماتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے آباء کی عورتوں سے شادی کرلیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرمادی۔ یعنی اپنے آباء کی عورتوں سے شادی مت کرو، البتہ زمانہ جاہلیت میں جو ہوگیا وہ معاف ہے یہ چیز بے حیائی اور نفرت والی اور بدترین طریقہ ہے، یہ آیت محسن بن ابی قیس انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شان نزول: وَلَا تَنْكِحُوا (الخ)

یعنی جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہے ان سے نکاح مت کرو اور ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر مر جاتا تھا تو اس کا لڑکا اگر وہ اس کی ماں نہ ہوتی تھی اگر وہ چاہتا اس سے خود شادی کرنے یا جس سے چاہے شادی کرانے کا زیادہ حق دار ہوتا جب ابوقیس بن اسلت انتقال کر گئے تو ان کے بعض لڑکے ان کی عورت سے شادی کرنے کے دعویدار ہوئے اور ان کو مال میں سے کچھ نہیں ملا تھا چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جاؤ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے چنانچہ وَلَا تَنْكِحُوا اور وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں۔

نیز ابن سعد ہی نے زہری سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کچھ انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان میں جب کوئی مر جاتا تو اس کا ولی اس کی عورت کا زیادہ حق دار ہوتا تھا تو وہ اس کی عورت کو اس کے مرنے تک اپنے

پاس رکھ لیتا تھا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ
وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ
وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ
نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ
بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ
أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ
الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضائی بہنیں اور ساسیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو اُن کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر اُن کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (اُن کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے (۲۳)

تفسیر سورۃ النساء آیت (۲۳)

۲۳۔ یہ تمام نسبی رشتے تم پر حرام ہیں خواہ کسی بھی طریقہ سے ہوں اور اسی طرح جب کہ مدت رضاعت میں دودھ پیا ہو تو یہ رشتہ حرام ہے۔ اور تمہاری بیبیوں کی مائیں بھی تم پر حرام ہیں، خواہ تم نے ان بیبیوں کے ساتھ صحبت کی ہو یا صحبت نہ کی ہو اور تمہاری عورتوں کی وہ لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں اور تم نے ان کی ماں کے ساتھ صحبت بھی کی ہو تو وہ بھی حرام ہیں اور اگر تم نے ان کے ساتھ صحبت نہیں کی تو ان کی ماں کو طلاق دے کر ان کی لڑکیوں کی شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور تمہارے نسبی بیٹوں کی بیبیاں بھی تم پر حرام ہیں اور اسی طرح دو بہنوں کا خواہ وہ آزاد ہوں یا باندیاں ایک ساتھ رکھنا حرام ہے مگر زمانہ جاہلیت میں جو کچھ ہو گیا اور اسلام میں داخل ہو کر اس سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔

شان نزول: وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن جریجؒ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے عطا سے دریافت کیا وہ بولے ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت آپ نے زید بن حارثہؓ کی بیوی سے شادی کی اور مشرکین میں اس پر چہ مگوئیاں ہوئیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ
مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ
الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ
اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا
عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو اسیر ہو کر لونڈیوں کے طور پر) تمہارے قبضے میں آجائیں (یہ حکم) خدا نے تم کو لکھ دیا ہے اور ان (محرمات) کے سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں اس طرح سے کہ مال خرچ کر کے اُن سے نکاح کر لو بشرطیکہ (نکاح سے) مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ شہوت رانی۔ تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کرو اُن کا مہر جو مقرر کیا ہو ادا کر دو اور اگر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۲۴) اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھے تو مومن لونڈیوں میں ہی جو تمہارے قبضے میں آگئی ہوں (نکاح کر لے) اور خدا تمہارے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو تو ان لونڈیوں کیساتھ اُن کے مالکوں سے اجازت حاصل کر کے نکاح کر لو اور دستور کے مطابق ان کا مہر بھی ادا کر دو بشرطیکہ عفیفہ ہوں نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں اور نہ در پردہ دوستی کرنا چاہیں۔ پھر اگر نکاح میں آ کر بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں تو جو سزا آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں) کیلئے ہے اس کی آدھی اُن کو (دی جائے) یہ (لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی) اجازت اس شخص کو ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہت اچھا ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۵) خدا چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے۔ اور تم پر مہربانی کرے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۲۶) اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑو (۲۷) خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے (۲۸)

تفسیر سورة النساء آیات (٢٤) تا (٢٨)

(۲۴) شوہر والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر اس حکم میں وہ مستثنیٰ ہیں جو شرعی طور پر تمہاری مملوک ہو جائیں اور ان کے حربی شوہر ''دار الحرب'' میں موجود ہوں وہ ایک حیض آجانے (یا وضع حمل کے بعد) مشروط طور پر حلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں جن کو حرام کر دیا ہے وہ تم پر حرام ہیں۔
جن رشتوں کی حرمت بیان کر دی گئی ان کے علاوہ چار تک شادی کرنا حلال ہے یا یہ کہ اپنے مالوں سے

باندیاں خرید دیا اپنے اموال دے کر عورتوں سے شادی کرو مگر تمتع کا حکم منسوخ ہو گیا (وہ اب ہرگز کسی بھی نوعیت کے ساتھ کسی کے لیے بھی جائز نہیں) اس طریقہ پر تم ان کو بیوی بنالو، مال دے کر نکاح کے علاوہ اور کوئی مستی کی صورت مت کرو اور نکاح کے بعد جب تم ان سے متمتع ہو جاؤ تو ان کو پورا مہر دو، اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے تم پر پورا مہر دینا فرض کر دیا ہے۔

مہر متعین ہونے کے بعد باہم رضامندی سے مقدار مہر میں کچھ کمی بیشی کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اولاً تمہارے تمتع کو حلال کیا اور پھر حرام کر دیا یا یہ کہ تمتع کی طرف تمہاری اضطراری حالت کو جاننے کے بعد اس کے حرام کر دینے میں وہ حکمت والا ہے۔

شانِ نزول: وَالْمُحْصَنٰتُ (الخ)

امام مسلم ''ابوداؤد''، ترمذی'' اور نسائی'' ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اوطاس کے قیدیوں میں باندیاں ہمارے ہاتھ آئیں اور ان کے خاوند موجود تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان کے خاوندوں کے موجود ہوتے ہوئے ہم ان سے متمتع ہوں۔

چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بابت دریافت کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اس حکم سے وہ باندیاں مستثنیٰ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں تمہیں دی ہوں اگر ان کے کافر شوہر دارالحرب میں موجود ہوں۔

سو اس حکم کے بعد ہم ان سے متمتع ہوئے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین میں نازل ہوئی کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو فتح عطا کی تو مسلمانوں کو مال غنیمت میں اہل کتاب کی ایسی عورتیں ملیں جن کے شوہر موجود تھے، چنانچہ ہم میں سے جب کوئی شخص اپنی باندی کے پاس جاتا تو وہ کہتی کہ میرا شوہر ہے، رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

شانِ نزول: وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (الخ)

ابن جریر'' نے بواسطہ معمر بن سلیمان ان کے والد سے روایت نقل کی ہے۔ کہ حضرمی کو خیال ہوا کہ کچھ لوگ مہر (زیادہ) متعین کر لیتے ہیں پھر بعد میں تنگی ہو جاتی ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مقرر کرنے کے بعد باہم رضامندی سے کمی بیشی میں کوئی گناہ نہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی'')

(۲۵) اور جس میں آزاد مسلمان سے شادی کرنے کی پوری قدرت نہ ہو تو پھر ان مسلمان باندیوں سے جو کہ شرعی طریقہ پر مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں، ان سے شادی کرو۔ تمہارے ایمان کی پوری حالت سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے، تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو سب کا دین ایک ہے۔

لہٰذا ان باندیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت کے ساتھ قاعدہ کے مطابق مہر دے کر شادی کر لیا کرو، اگر وہ پاک دامن ہوں نہ علانیہ طور پر کسی بدکاری میں مبتلا ہوں اور نہ خفیہ طریقہ پر ان کا کوئی آشنا ہو، شادی کے بعد اگر یہ باندیاں کسی بڑی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو آزاد غیر منکوحہ کی جو سزا ہے ان کو اس کی آدھی ملے گی یعنی پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور ان باندیوں سے شادی کرنا اس کے لیے مناسب ہے جو بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد عورت میسر نہ ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ رکھتا ہو اور اگر ان سے اپنے نفسوں کو قابو میں رکھو تو پھر تمہاری اولاد بغیر کسی شبہ کے آزاد ہوگی اور اگر کسی غلطی کا ارتکاب ہو جائے تو ہم مغفرت فرمانے والے ہیں اور مہربان بھی ہیں کہ ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کی اجازت دی۔

(۲۶۔۲۷) یعنی جو چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی ہیں اور یہ کہ باندیوں سے نکاح نہ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے، اور اس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں جو چیزیں مروج ہو گئی تھیں ان کو معاف فرمانے والا ہے اور تمہاری بے قراری سے وہ بخوبی واقف ہے، اس لیے اس نے خاص شرائط کے تحت تمہیں ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔

اور جس وقت اس نے تم پر زنا کو اور باپ شریک بہنوں سے شادی کرنے کو حرام کیا وہ پچھلی غلطیوں کو معاف فرمانے والا ہے۔

اور یہود جو کہ باپ شریک بہنوں اور زنا کو اپنی کتاب میں حلال بنا کر اس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تو تم خدانخواستہ ان کی اتباع میں مبتلا ہو گئے تو بہت بڑی غلطی میں پڑ جاؤ گے۔

(۲۸) اللہ تعالیٰ نے تم پر ضرورت کے وقت باندیوں سے شادی کو حلال کر دیا اور انسان عورتوں سے نہیں رک سکتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ
اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا
فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ
تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ
لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ
وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ
جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ
اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضا مندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے (۲۹) اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اُس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے۔ اور یہ خدا کو آسان ہے (۳۰) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے (۳۱) اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو مردوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیے اور عورتوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیے اور خدا سے اس کا فضل (و کرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے (۳۲) اور

جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حق داروں میں تقسیم کر دو کہ) ہم نے ہر ایک کے حقدار مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم عہد کر چکے ہو اُن کو بھی اُن کا حصہ دو بے شک خدا ہر چیز کے سامنے ہے (۳۳)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۲۹) تا (۳۳)

(۲۹_۳۰) یعنی ظلم وغضب جھوٹی گواہی قسمیں کھا کر ایسا مت کرو، البتہ باہم رضامندی کے ساتھ کوئی تجارتی معاملہ ہو اس میں بائع یا مشتری کوئی اعانت دے تو یہ اور بات ہے۔

اور ایک دوسرے کو ناحق مت قتل کرو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے کہ اس نے اس کام کو حرام کر دیا اور جو شخص کسی کو ظلماً قتل کرے یا اس کے مال کو حلال سمجھے تو ہم اسے آخرت میں جہنم میں داخل کریں گے اور یہ عذاب میں مبتلا کرنا اور جہنم میں داخل کرنا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔

(۳۱) اور اگر ان غیر شرعی باتوں کو بالکل چھوڑ دو گے، تو چھوٹے گناہوں کو جو ایک نماز سے دوسری نماز تک اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہوں گے ہم انہیں بالکل معاف کر دیں گے اور آخرت میں جنت میں داخل کریں گے۔

(۳۲) یعنی کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پاس اس کا مال وسواری اور اس کی عورت یا اس طرح کی کوئی اور نعمت دیکھ کر اسی چیز کی تمنا نہ کرے بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگے، کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی چیزیں یا اس سے بہتر چیزیں عطا فرما یہ آیت حضرت ام سلمہ زوجہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ کاش جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اجازت دی ہے، عورتوں کو بھی مل جائے تو ہم بھی ان کی طرح جہاد وغیرہ کریں، اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع فرمایا کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ جماعت، جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے عورتوں پر فضیلت دی ہے، اس کی تمنا نہ کریں، عورتیں جو اپنے گھروں میں نیکیاں کریں گی انھیں اس کا ثواب مل جائے گا، اے طبقہ خواتین! تم اس سے ہدایت اور عصمت کی درخواست کرو اور اللہ تعالیٰ نیکی، برائی، ثواب وبدلہ، ہدایت وگمراہی ہر ایک چیز کو پوری طرح جاننے والے ہیں۔

شان نزول: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ (الخ)

ترمذی" اور حاکم" نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم جہاد نہیں کر سکتے اور ہمیں وراثت بھی آدھی ملتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی تم ایسی چیزوں کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے اور ان ہی کے بارے میں ان المسلمین والمسلمات کی آیت بھی نازل ہوئی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض

کیا یارسول اللہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملتا ہے اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے تو ہمارے عمل بھی کیا اسی طرح ہیں کہ اگر عورت کوئی نیکی کرے تو اسے آدھا ثواب ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۳۳) یعنی ہم نے ہر ایک کے لیے وارث بنا دیے اور جن لوگوں سے مولی موالات کا سلسلہ قائم ہے تو ان کو ان کی شرطوں کے مطابق دے دو اور اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اور عرب آدمیوں اور لڑکوں کو متبنیٰ (لے پالک) بنا لیا کرتے تھے اور اپنی اولاد کی طرح اپنے مال میں ان کا بھی حصہ مقرر کر دیتے تھے مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ (الخ)

ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابن اسحاق کے واسطہ سے داؤد بن الحصین سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ام سعد کے پاس قرآن پاک پڑھتا تھا چنانچہ میں نے وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ پڑھا تو انھوں نے فرمایا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ ہے اور یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے لڑکے حسین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت ان کے لڑکے نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قسم کھائی تھی کہ اسے بوجہ کفر میراث میں سے کچھ نہیں دیں گے جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کا حصہ دینے کا حکم دے دیا۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۞ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۞ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۞

مرد عورتوں پر مسلط و حاکم ہیں اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں۔ اور اُن کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ (سرکشی اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) اُن کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر اُن کے ساتھ سونا ترک کر دو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر اُن کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ بے شک خدا سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے (۳۴) اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں اَن بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ وہ اگر صلح کرا دینی چاہیں گے تو خدا اُن میں موافقت پیدا کر دے گا کچھ شک نہیں کہ خدا سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے (۳۵) اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک

نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۳۶)

تفسیر سورة النساء آیات (٣٤) تا (٣٦)

(۳۴) یعنی مرد عقل، مال غنیمت، میراث اور عورتوں کو مہر اور نفقہ وغیرہ دینے کی وجہ سے عورتوں پر حاکم ہیں۔

سو جو عورتیں نیک ہیں وہ خاوندوں کے حقوق میں اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت کرتی ہیں اور خاوندوں کی غیر موجودگی میں اپنی عصمتوں اور ان کے اموال کی بحفاظت خداوندی حفاظت کرتی ہیں۔

اور جن عورتوں کی نافرمانیوں سے تم باخبر ہو پہلے تو قرآن وحدیث سے ان کو سمجھاؤ اور پھر بستر پر اپنے چہروں کو ان سے پھیر لو اور پھر بھی نہ مانیں تو حد اعتدال میں ان کو مناسب سزا دو کرو اگر وہ سنبھل جائیں تو نباہ کرو ورنہ جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں ان امور کا مکلف نہیں کیا جن کی تم میں طاقت نہیں، تم بھی ان امور پر ان کو مجبور مت کرو۔ (یعنی شرعی طریقہ کے مطابق ان کو طلاق دے دو)

شان نزول: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے انس ﷛ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنے خاوند کی شکایت کرنے کے لیے آئی کہ اس نے اس کے تھپڑ مارا ہے، رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا اس پر قصاص (بدلہ) ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں، چنانچہ وہ بغیر قصاص لیے ہوئے واپس ہوگئیں اور اپنے دعویٰ قصاص سے دستبردار ہوگئیں۔

اور ابن جریرؒ نے حسن کے واسطہ سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری شخص نے اپنی بیوی کے چانٹا مارا وہ قصاص کے مطالبہ کے لیے آئے، رسول اللّٰہ ﷺ نے دونوں کے درمیان قصاص کا فیصلہ کردیا تو اس پر **وَلَاتَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ** (الخ) اور یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن جریجؒ اور سدیؒ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

اور ابن مردویہؒ نے حضرت علی ﷛ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک انصاری شخص اپنی بیوی کو لے کر آیا ان کی بیوی بولی یا رسول اللّٰہ ﷺ انھوں نے میرے منہ پر زور سے چانٹا مارا ہے کہ نشان پڑ گیا، رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا ان کو یہ حق نہیں ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں جن سے یہ روایت مضبوط وثقہ ہو جاتی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۳۵) اور اگر میاں بیوی میں رنجش محسوس ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ ابتدا کس کی طرف سے ہے تو مرد کے گھر والوں میں

سے ایک معاملہ فہم آدمی مرد کے پاس اور اسی طرح عورت کے گھر والوں میں سے ایک پختہ عمر شخص عورت کے پاس بھیجو تا کہ ہر ایک کے پاس جا کر وہ دونوں کی صحیح صورت حال معلوم کرے اور دیکھے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔ اگر یہ، دونوں میاں بیوی میں سچے دل سے اصلاح کرائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی کے درمیان اتفاق فرما دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور خبردار ہیں۔

الرجال قوامون سے یہاں تک یہ آیت محمد بن سلمہ کی لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی، ان کی جانب سے اپنے خاوند اسعد بن ربیع کی نافرمانی ہوئی، ان کے خاوند نے ان کے ایک چپت مار دیا یہ اپنے خاوند سے قصاص کا مطالبہ کرنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو اور بتوں کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ یہ حقوق اللہ ہیں اور حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے اس لئے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرو، اسی طرح اہل قرابت اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرو نیز یتیموں کے اموال کی حفاظت کرو اور غریبوں کو صدقہ خیرات دو اور ایسا پڑوسی جس کے ساتھ رشتہ داری ہو اس کے تین حق ہیں۔ (۱) قرابت کا حق (۲) اسلام کا حق (۳) پڑوسی ہونے کا حق۔ اور جس پڑوسی سے کوئی رشتہ داری نہ ہو اس کے دو حق ہیں، پڑوسی ہونیکا اور دوسرا اسلام کا اور اسی طرح ہم سفر کے بھی دو حق ہیں، اسلام کا اور دوسرے صحبت کا حق تم یہ تمام حقوق ادا کرو اور مہمان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو اور مہمان نوازی تین دن ہے، باقی احسان ہے اور خادموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو خواہ وہ غلام ہوں یا باندیاں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اترا کر اس کے بندوں پر شیخی مارتا ہوا چلتا ہے، ایسے متکبر انسان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۚ وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ؕ

جو خود بھی بُخل کریں اور لوگوں کو بھی بُخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے اُن کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷) اور خرچ بھی کریں تو (خدا کے لئے نہیں بلکہ) لوگوں کے دکھانے کو۔ اور ایمان نہ خدا پر لائیں نہ روزِ آخرت پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ بُرا ساتھی ہے (۳۸) اور اگر یہ لوگ خدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ خدا نے اُن کو دیا تھا اُس میں سے خرچ کرتے تو اُن کا کیا نقصان ہوتا اور خدا اُن کو خوب جانتا ہے (۳۹) خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اُس کو دو چند کر دے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجرِ عظیم بخشے گا (۴۰) بھلا اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے احوال بتانے والے کو بُلائیں گے اور تم کو اُن لوگوں کا حال (بتانے کو) گواہ طلب کریں گے (۴۱)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۳۷) تا (۴۱)

(۳۷) اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی نعت و صفت کو چھپاتے ہیں جیسا کہ کعب اور اس کے ساتھی اور دوسروں کو بھی اس کے چھپانے کا حکم دیتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی نعت و صفت ان کی کتاب توریت میں بیان کردی ہے، ایسے یہودیوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء یہود اپنے علم میں بخل کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ بخل کرتے ہیں الخ۔

اور ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہؒ یا سعید ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کروم زید کعب بن اشرف کا دوست، اسامۃ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو، حیی بن اخطب، رفاعۃ بن زید بن تابوت، یہ لوگ کچھ انصاری حضرات کو نصیحت کرنے کے لیے آیا کرتے تھے اور ان سے کہتے کہ اپنے اموال کو حضور ﷺ کے کہنے پر اللہ کے راستے میں خرچ مت کرو، کیوں کہ ہمیں تم پر فاقہ اور تمہارے مالوں کے ختم ہوجانے کا ڈر ہے اور صدقہ و خیرات میں جلدی بھی مت کرو کیوں کہ کل کی کیا خبر، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۳۸) اور رؤسا یہود جو دکھاوے کے لیے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی اصل غرض یہ ہے کہ ان کو ملت ابراہیمی کا پیرو کہا جائے اور رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم موت کے بعد دوبارہ زندگی کے عقیدے اور اہل بہشت کی نعمتوں پر ایمان نہیں رکھتے تو شیطان جس کا دنیا میں مددگار ہو وہ دوزخ میں اس کا برا ساتھی ہے۔

(۳۹) ان یہود پر حالاں کہ ان کا کوئی نقصان نہیں، رسول اللہ ﷺ قرآن کریم بعث بعد الموت اور جنت کی نعمتوں پر اگر یہ ایمان لے آئیں اور جو مال اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کردیں تو ان کے لئے بہتر ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہودیوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ ان میں سے کون ایمان لائے گا اور کون نہیں۔

(۴۰) اور وہ کافر کے اعمال میں سے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں چھوڑیں گے تا کہ آخرت میں وہ کام آئے یا اس کے دشمن خوش ہوں۔

اور مومن مخلص کو اس کے دشمنوں کا منہ بھر دینے کے بعد ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے جنت میں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

(۴۱) کفار اس وقت کیا کریں گے جب کہ ہر قوم پر ان کا نبی احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی گواہی دیں گے اور تصدیق کریں گے کیوں کہ دیگر انبیاء کرام کی قومیں جب ان کو جھٹلائیں گی تو حضور ﷺ کی امت حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ ان انبیاء کی نبوت کی بھی تصدیق کرے گی۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۝

اُس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش اُن کو زمین میں مدفون کر کے مٹی برابر کر دی جاتی اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے (۴۲) مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (اُن الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو نماز کے پاس نہ جاؤ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کرلو ہاں اگر بحالت سفر رستے چلے جا رہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کر سکو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمم) کر لو۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۴۳) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا تھا کہ وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی رستے سے بھٹک جاؤ (۴۴) اور خدا تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے۔ اور خدا ہی کافی کارساز اور کافی مددگار ہے (۴۵)

تفسیر سورة النساء آیات (۴۲) تا (۴۵)

(۴۲) اور قیامت کے دن کفار اس بات کی تمنا کریں گے، کہ کاش ہم بھی جانوروں کی طرح خاک ہو جائیں اور ہمارا حساب کتاب بالکل نہ ہو۔

(۴۳) شراب کی حرمت سے پہلے یہ حکم نازل ہوا ہے کہ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حالت میں مت آؤ بغیر غسل کے بھی جنابت کی حالت میں مسجد میں نہ آؤ کہ ماسوا تمہارے راہ گزر یا مسافر ہونے کی حالت کے یا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ قربت کی ہو اور مذکورہ صورتوں میں اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر اپنے ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ دینی امور میں تمہیں اس طرح سہولت دیتا ہے اور اس میں جو تم سے کوتاہی ہو جائے اس کو معاف فرمانے والا ہے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (الخ)

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے حضرت علی ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ہمارا کھانا پکایا اور ہمیں کھانے کی دعوت دی اور شراب بھی پلائی جس کی وجہ سے ہمیں نشہ آگیا اور پھر نماز کا وقت آگیا، حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ سب نے مجھے آگے کر دیا، میں نے سورۂ کافرون پڑھی اور لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ کی بجائے وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ پڑھ دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو تم نماز کے پاس

بھی ایسی حالت میں مت جاؤ۔ فریابی ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت علی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ولا جنبا، مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اگر اسے جنابت کی حالت لاحق ہو جائے تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور ابن مردویہ نے اسلع بن شریک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتا تھا ایک بہت ٹھنڈی رات میں مجھے جنابت کی حالت پیش آگئی تو مجھے خوف ہوا کہ اگر اس قدر ٹھنڈے پانی سے غسل کروں گا تو مر جاؤں گا یا سخت بیمار پڑ جاؤں گا، غرض کہ اس چیز کا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور طبرانی نے اسلع سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کی اونٹنی پر کجاوہ کسا کرتا تھا۔

ایک دن آپ نے فرمایا اسلع کجاوہ کس دے میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے تو جنابت لاحق ہوگئی ہے۔

آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے، ایسے میں آسمان سے حضرت جبریل امین تیمّم کا حکم لے کر نازل ہوئے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلع تیمّم کرلو اور آپ نے مجھے تیمّم کرنا سکھلایا کہ ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر ملو اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملو چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر تیمّم کیا اور پھر آپ کے لیے کجاوہ کسا۔

ابن جریرؒ نے یزید بن ابی حبیب ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کچھ انصاری لوگوں کے مکانوں کے دروازے مسجد میں تھے۔ چنانچہ ان کو جنابت پیش آئی اور پانی ان کے پاس نہ ہوتا تھا اور پانی کے لیے وہ اپنے مکانوں سے نکلنا چاہتے تھے مگر مسجد کے علاوہ اور کوئی راستہ ان کو نہیں ملتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا عَابِرِ سَبِيْلٍ کہ بجز راہ گزر کے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ سخت بیمار تھے، کھڑے ہو کر وضو کرنے کی ان میں ہمت نہیں تھی اور نہ ان کے پاس کوئی خادم تھا جو ان کو وضو کرا دیتا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اور اگر تم بیمار ہو الخ۔

اور ابن جریر نے ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک غزوہ میں صحابہ کرام ﷺ زخمی ہوگئے اور پھر ایسے میں جنابت کی حالت پیش آگئی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کی اطلاع کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴۴، ۴۵) کیا کتاب میں ان لوگوں سے آگاہی نہیں ہوئی جن کو توریت کا کچھ علم دیا گیا اور انھوں نے یہودیت کو اختیار کیا اور کیا دین اسلام چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ منافقین اور یہودیوں سے بخوبی آگاہ ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا (الخ)

ابن اسحاق نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ علماء یہود میں سے رفاعہ بن زید جب رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتا تو کہتا اَرْعِنَا سَمْعَكَ حَتّٰى (ادھر متوجہ ہوں تا کہ میں آپ کی بات سنوں) لیکن

وہ یہ بات توہین وتحقیر آمیز انداز میں کہتا۔ پھر اسلام میں طعن وتشنیع کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

اور یہ جو یہودی ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اُن کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا اور نہیں مانا اور سُنیے نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے کہ ہم نے سُن لیا اور مان لیا اور (صرف) اِسمع اور (راعنا کی جگہ) اُنظرنا (کہتے) تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن خدا نے اُن کے کفر کے سبب اُن پر لعنت کر رکھی ہے تو یہ کچھ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں (۴۶) اے کتاب والو! قبل اس کے کہ ہم لوگوں کے مونہوں کو بگاڑ کر اُن کی پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا اُن پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہفتے والوں پر کی تھی، ہماری نازل کی ہوئی کتاب پر جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے ایمان لے آؤ۔ اور خدا نے جو حکم فرمایا سو (سمجھ لو کہ) ہو چکا (۴۷) خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اُس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اُس نے بڑا بہتان باندھا (۴۸)

تفسیر سورة النساء آیات (٤٦) تا (٤٨)

(۴۶) یہودیوں کے دو عالموں یسیع اور رافع بن حرملہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، انھوں نے عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں کو اپنے دین کی دعوت دی تھی، مالک بن صیف یہودی اور اس کے ساتھی باوجود یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت توریت میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی اس میں ترمیم کرتے اور چھپاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی زبانوں کو توہین کے لہجہ میں تبدیل کر کے اور دین میں عیب جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ظاہراً تو آپ کی بات کو سنتے ہیں مگر حقیقت میں ہم اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور اگر یہ یہودی سمعنا وغیرہ کہتے ہیں تو اگر یہ اس طرح کے تحقیری جملوں سے گریز کرتے تو یہ بات ان کے لیے بہتر ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی سزا میں ان پر جزیہ مسلط کر دیا ہے۔

(۴۷) ان لوگوں میں سے تو عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہی ایمان قبول کریں گے جن کو توریت کا علم رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت کے ساتھ دیا گیا ان کو اس قرآن پر جو ان کی کتاب کے مضامین توحید اور حضور کی نعت وصفت میں بالکل موافق ہے، اس کا علم دیا گیا ہے اس سے پہلے کہ ان کے دل تبدیل ہو کر گمراہ ہو جائیں اور ہدایت کی روشنیوں سے پھر جائیں اور ان کی صورتیں پچھلی طرف ہو جائیں یا ان کی شکلیں ہم تبدیل کر کے ان کو بندر بنا دیں، ان کو ایمان لے آنا چاہیے، چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مشرف با اسلام ہوئے۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا (الخ)

ابن اسحاق نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علماء یہود عبداللہ بن صوریا اور کعب بن اسید سے گفتگو کی اور فرمایا اے گروہ یہود اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان لے آؤ، اللہ کی قسم تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس جو چیز لے کر آیا ہوں، وہی سچ ہے وہ بولے اے محمد ﷺ ہم نہیں جانتے چنانچہ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اے وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے تم اس کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۴۸) اگر تمہیں کفر پر موت آجائے تو تمہاری ہرگز مغفرت نہیں ہوگی، یہ آیت حضرت حمزہ ؓ رسول اکرم ﷺ کے چچا کے قاتل وحشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شان نزول: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میرا بھتیجا حرام کاموں سے باز نہیں آتا آپ نے فرمایا اس کا دین کیا ہے اس شخص نے کہا کہ وہ توحید خداوندی کا قائل ہے اور نماز پڑھتا ہے، حضورؐ نے فرمایا اس سے اس کا دین مفت مانگو اور اگر مفت دینے سے وہ انکار کرے تو اس سے خرید لو (مفت سے مراد یہ ہے کہ اگر دین اس کے نزدیک بے قدر و بے وقعت ہو تو وہ دین بمنزلہ مفت ہے اور خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہاں دین کی قدر و اہمیت پیسے کے مقابلے میں کتنی ہے) چنانچہ اس شخص نے اپنے بھتیجے سے اس چیز کا مطالبہ کیا، اس نے انکار کر دیا، اس شخص نے حضور سے آکر عرض کیا کہ میں نے اس کو اس دین پر پختہ پایا۔

تب یہ آیت نازل ہوئی، یعنی اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ اور گناہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے مشرک کو معاف نہیں کریں گے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ اُنْظُرْ كَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ۝ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ۝

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں پاکیزہ کہتے ہیں (نہیں) بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور اُن پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (۴۹) دیکھو یہ خدا پر کیسا جھوٹ (طوفان) باندھتے ہیں اور یہی گناہ صریح کافی ہے (۵۰) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بُتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں (۵۱) یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا لعنت کرے تو تم اُس کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے (۵۲) کیا اُن کے پاس بادشاہی کا کچھ حصہ ہے کہ تم لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیں گے (۵۳) یا جو خدا نے لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اُس کا حسد کرتے ہیں تو ہم نے خاندان ابراہیم کو کتاب اور دانائی عنایت فرمائی تھی اور سلطنت عظیم بھی بخشی تھی (۵۴)

تفسیر سورة النساء آیات (٤٩) تا (٥٤)

(۴۹-۵۰) یعنی بحیرا ابن عمرو اور مرحب بن زید اپنے آپ کو مقدس بتاتے ہیں حالانکہ جو شخص اس کا اہل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک کردے گا، اور کھجور کی گٹھلی میں جو لکیر ہے یا انگلی کے درمیان جو میل کی دھاری سے پڑ جاتی ہے، اس کے برابر بھی ان کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔

محمد ﷺ ذرا ان کا جھوٹ تو دیکھیے کہ کہتے ہیں کہ ہم دن میں جو گناہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ رات کو ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور جو رات کو کرتے ہیں تو دن میں ان کو معاف کر دیتا ہے ان کا اللہ پر یہ غلط گمان ان کے مجرم ہونے کے لیے کافی ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُزَكُّوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا کہ کچھ یہود اپنے بچوں کو لائے کہ وہ ان کی طرف سے نمازیں پڑھیں اور قربانی دیں اور یہ سمجھتے تھے کہ ان پر چھوٹے اور بڑے گناہ میں سے کوئی گناہ نہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان لوگوں کو بھی دیکھو جو اپنے کو مقدس سمجھتے ہیں اور پھر یہ خلاف دین کام بھی کرتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۱-۵۲) محمد ﷺ آپ نے مالک بن صیف اور اس کے ساتھیوں کو (جن کی تعداد تقریباً ستر ہے) نہیں دیکھا کہ یہ لوگ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف کی باتوں کو مانتے ہیں اور اس بات کے دعویدار ہیں کہ کفار مکہ حضور ﷺ کے

پیروکاروں کی نسبت کے زیادہ صحیح راستہ پر ہیں (نعوذ باللہ) ان کی اس گستاخانہ روش کے سبب ان لوگوں پر جزیہ نافذ کردیا گیا اور جن پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں عذاب نازل فرمائے تو اللہ کے مقابلے میں ان کی عذاب الٰہی سے کون حفاظت کرسکتا ہے۔

شانِ نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا (الخ)

احمد اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب کعب بن اشرف یہودی مکہ آیا تو قریش نے اس سے کہا کہ اس شخص کو نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے حالاں کہ ہم حجاج ہیں سدانیہ اور سقایہ والے ہیں، کعب بولا کہ نہیں وہ نہیں بلکہ تم لوگ بہتر ہو، چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ابن اسحاق نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ قریش کے پاس جن قبیلوں نے جماعتیں روانہ کیں وہ غطفان اور بنی قریظہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، ابورافع اور ربیع بن ابوالحقیق اور ابوعمارہ کو روانہ کیا اور بنی نضیر نے اپنے خطیب جوزۃ بن قیس کو روانہ کیا جب یہ لوگ قریش کے پاس پہنچے تو وہ بولے کہ یہ یہود کے علماء ہیں پہلی کتابوں کے جاننے والے ہیں، ان سے اپنے دین کے بارے میں پوچھو کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد ﷺ کا، چنانچہ قریش نے ان لوگوں سے دریافت کیا یہ کہنے لگے کہ تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے اور ان کے متبعین سے زیادہ صحیح راستے پر قائم ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۳۔۵۴) اگر یہود کے پاس سلطنت کا کچھ حصہ ہوتا تو یہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اس میں سے نہ دیتے بلکہ آپ کو جو اللہ تعالیٰ نے کتاب و نبوت اور حرم نبوی کو جو بہترین عورتیں عطا کی ہیں، اس پر یہ حسد کرتے ہیں، ہم نے حضرت داؤد و سلیمان کو علم و فہم اور نبوت عطا کی اور نبوت و اسلام کے ذریعے عزت عطا کی اور بنی اسرائیل کی بادشاہت دی چنانچہ حضرت داؤدؑ کی سو بیبیاں تھیں اور حضرت سلیمانؑ کے ہاں سات سو باندیاں اور سو بیبیاں تھیں۔

شانِ نزول: اَمْ یَحْسُدُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتم نے بواسطہ عوفی ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب بولے محمد ﷺ سمجھتے ہیں کہ ان کو بڑی بادشاہت مل گئی اور ان کی نو ازواج مطہرات ہیں ان کا کام صرف شادی کرنا ہے تو اس سے افضل کون سی بادشاہت ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابن سعد نے عمر مولیٰ عفرہ سے اسی طرح اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَھُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِھَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اُس کتاب کو مانا اور کوئی اُس سے رُکا (اور ہٹا) رہا تو اُن نہ ماننے والوں (کے جلانے) کو دوزخ کی جلتی ہوئی آگ کافی ہے (۵۵) جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اُن کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے۔ جب اُن کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (۵۶) اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں اُن کے لئے پاک بیبیاں ہیں اور اُن کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے (۵۷) خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بے شک خدا سنتا (اور) دیکھتا ہے (۵۸) مومنو! خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں اُن کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اُس میں خدا اور اُس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے (۵۹)

تفسیر سورة النساء آیات (۵۵) تا (٦٠)

(۵۵) یعنی داؤد و سلیمان علیہما السلام کی کتاب پر ایمان لائے ہیں، مگر کعب اور اس کے ساتھیوں کے لیے تو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔

(۵٦) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، ہم آخرت میں ان کو دوزخ میں داخل کریں گے، جب ان کے بدن جل جائیں گے تو ہم انہیں دوسری کھالیں دیں گے تاکہ درد کی شدت معلوم ہو، اللہ تعالیٰ ان کھالوں کی تبدیلی کرنے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۵۷) اگلی آیت مومنین کے بارے میں نازل فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم اور تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خلوص کے ساتھ تمام احکام خداوندی کی بجا آوری کرتے ہیں، ایسے حضرات کو آخرت میں ایسے باغات ملیں گے، جن میں درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، پانی پاکیزہ اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی وہ جنت میں رہیں گے نہ ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ حیض اور ہر قسم کی باتوں سے پاک عورتیں ہوں گی

اور عزت کے ساتھ گھنے سایہ میں ہم ان کو داخل کریں گے۔

(۵۸) رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن حضرت عثمان ؓ بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید (چابی) کعبہ لی تھی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اس آیت میں کلید خانہ کعبہ عثمان بن ابی طلحہ ؓ کو واپس کردینے کا حکم دیا ہے کہ ان کی امانت ان ہی کو واپس کردو۔

اور جب عثمان بن ابی طلحہ اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان فیصلہ کرو تو کلید (چابی) حضرت عثمان ؓ کو دو اور سقایہ (زمزم شریف پلانے کی خدمت) حضرت عباس ؓ کے سپرد کردو۔

اللہ تعالیٰ امانتوں کی واپسی اور عدل کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ حضرت عباس ؓ کی اس درخواست کو کہ یارسول اللہ سقایہ کے ساتھ کلید (چابی) بھی مجھے مرحمت فرما دیجیے، سن رہا ہے اور حضرت عثمانؓ کے اس فعل کو بھی دیکھ رہا ہے جب کہ انھوں نے حضرت عباسؓ کی درخواست پر بیت اللہ کی چابی دیتے ہوئے ہاتھ روک لیا تھا، پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس چابی کو اللہ تعالیٰ کی امانت میں لے لیجیے۔

شانِ نزول: اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ (الخ)

ابن مردویہؒ نے بواسطہ کلبیؒ، ابوصالحؒ، ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو عثمان بن طلحہ کو بلایا جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا خانہ کعبہ کی کلید (چابی) دو، چنانچہ وہ کلید (چابی) لے کر آئے جب انھوں نے دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا، تو حضرت عباس ؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سقایہ کے ساتھ کلید (چابی) بھی مجھے مرحمت فرما دیجیے یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے ہاتھ روک لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عثمان کلید (چابی) لاؤ عثمان نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ کی امانت مجھ سے لے لیجیے۔

چنانچہ آپ نے کلید (چابی) لے کر بیت اللہ کا دروازہ کھولا، پھر باہر تشریف لا کر بیت اللہ کا طواف کیا اس کے بعد آپ کے پاس جبریل امین کلید واپس کردینے کا حکم لے کر تشریف لائے، آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کلید (چابی) واپس کردی، اس کے بعد آپ نے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ سے پوری آیت تلاوت فرمائی۔

اور شعبیؒ نے اپنی تفسیر میں بواسطہ حجاج ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ان سے کلید خانہ کعبہ (خانہ کعبہ کی چابی) لے کر بیت اللہ میں تشریف لے گئے تھے۔ جب خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے عثمانؓ کو بلا کر کلید خانہ کعبہ ان کو لوٹا دی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ سے اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔
اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ یہ آیت خانہ کعبہ کے درمیان میں نازل ہوئی ہے۔(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۹) عثمان بن طلحہؓ اور ان کے ساتھیوں، احکام خداوندی میں اس کا اور نیز حکام اور علماء کا کہنا مانو اور اگر کسی بات میں اختلاف ہوجائے تو اگر بعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہو تو اس چیز کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کردیا کرو۔اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔
داؤدی کہتے ہیں کہ یہ ابن عباس ؓ پر جھوٹ ہے کیوں کہ عبداللہ بن حذافہ ایک لشکر کے امیر بن کر روانہ ہوئے، انھوں نے ناراض ہوکر آگ روشن کی اور لشکر کو بھی آگ روشن کرنے کا حکم دیا، چنانچہ بعض نے اس سے کنارہ کش رہنے اور بعض نے حکم کی اطاعت کرنے کا ارادہ کیا اگر آیت اس واقعہ سے قبل نازل ہوئی ہے تو یہ عبداللہ بن حذیفہ کے ساتھ کیسے خاص ہوسکتی ہے۔
اور اگر آیت بعد میں نازل ہوئی ہے تو لوگوں کو تو امر بالمعروف میں اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس موقع پر عدم اطاعت کی بنا پر ان سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی گئی۔
حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے (ان کی اطاعت کے بارے میں نازل نہیں ہوئی) کیوں کہ لشکر والے آگ سے بچنے کی وجہ سے حکم کی بجاآوری میں رائے میں اختلاف ہوا تو اس وقت اس حکم کا نازل ہونا مناسب ہوا کہ اس قسم کے اختلاف کے وقت لوگوں کو کس قسم کا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے، اس کی جانب رہنمائی ہوجائے۔
اور وہ رہنمائی کا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف کا معاملہ کا حوالہ کردینا ہے اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ عمار بن یاسرؓ کا خالد بن ولیدؓ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، خالد امیر تھے، عمار بن یاسرؓ نے بغیر ان کی اجازت کے ایک شخص کو پناہ دے دی اس پر دونوں میں اختلاف ہوا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَیْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ﳓ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِیْغًا ﴿۶۳﴾

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوٰی تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں اُن سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجا کر فیصل کرائیں۔ حالانکہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے اعتقاد نہ رکھیں۔ اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ اُن کو بہکا کر رستے سے دُور ڈال دے (۶۰) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اُس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے اور رُکے جاتے ہیں (۶۱) تو کیسی (ندامت کی) بات ہے کہ جب اُن کے اعمال (کی شامت) سے اُن پر کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو تمہارے پاس بھاگے آتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں کہ واللہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور موافقت تھا (۶۲) ان لوگوں کے دلوں میں جو جو کچھ ہے خدا اُس کو (خوب) جانتا ہے تم ان (کی باتوں) کا کچھ خیال نہ کرو اور انہیں نصیحت کرو اور اُن سے ایسی باتیں کہو جو اُن کے دلوں میں اثر کر جائیں (۶۳)

تفسیر سورة النساء آیات (٦٠) تا (٦٣)

(۶۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو ان لوگوں کی اطلاع نہیں جو قرآن کریم اور توریت کی پیروی کے دعویدار ہو کر بھی اپنے فیصلے کعب بن اشرف کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن کریم میں ان کو اس سے کنارہ کشی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوبرزہ اسلمی کاہن تھے، یہودیوں کے جھگڑوں میں ان کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔

مسلمانوں میں سے کچھ لوگ بھی ان کے پاس گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ سے اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ یا سعیدؒ کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جلاس بن صامت، معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر، یہ لوگ اسلام کے دعویدار تھے۔ ان کی قوم کے کچھ مسلمانوں نے ایک

جھگڑے میں ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے کی دعوت دی، مگر ان لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں جو کاہن فیصلہ کیا کرتے تھے ان کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن جریرؒ نے شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہوا، یہودی نے کہا آؤ تمہارے نبی سے فیصلہ کراتے ہیں، کیوں کہ وہ فیصلہ کرنے میں رشوت نہیں لیتے مگر دونوں میں اس پر جھگڑا ہوا، آخر کار قبیلہ جہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرانے پر رضامند ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۶۱) یہ آیت بشر نامی منافق شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

(۶۲) اور جس وقت منافقین سے جن کی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی تھی حکم خداوندی اور حکم رسول کی طرف آنے کو کہا جاتا تھا، تو آپ کے حکم سے اعراض کرتے اور منہ بنانے لگتے ہیں، سو ان کا اس وقت کیا حشر ہوگا، جب اس کی پاداش میں گرفتار ہوں گے اور پھر یہ لوگ آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد صرف بھلائی تھا۔

ان کے دلوں میں جو نفاق ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ جب منافقین نے مسجد ضرار بنائی اور پھر ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑی تو ان میں سے بعض قسمیں کھاتے ہوئے آئے کہ ہمارا مقصود تو صرف مسلمانوں کی مدد اور آپ کے دین کی موافقت تھی اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

(۶۳) آپ ان لوگوں کو معاف فرمائیے اور اس مرتبہ ان پر گرفت نہ فرمائیے اور نصیحت فرما دیجیے کہ دوسری مرتبہ ایسا نہ کریں ورنہ سخت قسم کی گرفت کروں گا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا
فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۝
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى
ع بِاللّٰهِ عَلِيْمًا۝

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اُس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی اُن کیلئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے (۶۴) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (۶۵) اور اگر ہم اُنہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو اُن میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے۔ اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو اُن کو کی جاتی ہے تو اُن کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا (۶۶) اور ہم اُن کو اپنے ہاں سے اجرِ عظیم بھی عطا فرماتے (۶۷) اور سیدھا رستہ بھی دکھاتے (۶۸) اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور اُن لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے (۶۹) یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جاننے والا کافی ہے (۷۰)

تفسیر سورة النساء آیات (٦٤) تا (٧٠)

(۶۴) یعنی بحکم خداوندی اس رسول کی اطاعت کی جائے اور اس کے حکم پر ناراضگی کا اظہار نہ ہو۔

مسجد ضرار والے جنھوں نے مسجد ضرار بنائی اور آپ کے حکم پر منہ بنایا اگر یہ توبہ کے لیے حاضر ہو کر اپنے کاموں سے توبہ کرتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے معافی کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ توبہ کے بعد ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا۔

(۶۵) آپ ﷺ کے پروردگار کی قسم ہے یہ لوگ عند اللہ ہرگز ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ ﷺ سے فیصلہ نہ کروائیں اور آپ کے فیصلہ کے بعد ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے اور اس فیصلے کو پوری طرح دل سے تسلیم کرلیں۔

شانِ نزول: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى (الخ)

آئمہ ستہ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زبیر ﷺ کا ایک شخص سے حرہ کی زمین کی سیرابی کے بارے میں کچھ جھگڑا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے زبیر اپنی زمین کو اولاً خوب پانی دو اور پھر پانی اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو، وہ شخص کہنے لگا یہ فیصلہ اس لیے ہے کہ زبیر ﷺ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔

یہ سن کر حیرت اور غصہ کے مارے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہو گیا، آپ نے فرمایا زبیر! پانی دینے کے بعد روکے رکھو یہاں تک کہ پانی ڈولوں پر سے نکلنے لگے، اس کے بعد اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صاف طور پر حضرت زبیر ﷺ کو اس کا پورا حق دے دیا اور اس سے پہلے ایسی چیز کی طرف اشارہ فرمایا تھا جس میں دونوں کے لیے سہولت تھی، زبیر ﷺ فرماتے ہیں یہ آیتیں اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

طبرانیؒ نے کبیر میں اور حمیدیؒ نے اپنی مسند میں اُمّ سلمہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر ﷺ کا ایک شخص سے جھگڑا ہوا، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ ﷺ نے حضرت زبیر ﷺ کے حق میں فیصلہ فرما دیا وہ شخص کہنے لگا یہ فیصلہ آپ ﷺ نے اس لیے کیا ہے کہ حضرت زبیر ﷺ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قسم ہے آپ کے پروردگار کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے الخ۔

نیز ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب ﷺ سے فرمان خداوندی فَلَا وَ رَبِّکَ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت زبیر بن عوام ﷺ اور ایک دوسرے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے، دونوں میں پانی کے بارے میں تنازع تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ پہلے بلندی والی زمین کو پانی دیا جائے، اس کے بعد نچلی زمین کو۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے اسود سے روایت کیا ہے کہ دو شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے، آپ نے دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا، وہ کہنے لگا کہ ہم حضرت عمر بن خطاب ﷺ کے پاس فیصلہ لے کر جائیں چنانچہ دونوں حضرت عمر ﷺ کے پاس گئے۔ تو اس کا ساتھی کہنے لگا کہ میرے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرما دیا تھا مگر یہ کہنے لگا کہ عمر ﷺ کے پاس ہم فیصلہ لے جائیں حضرت عمر ﷺ نے اس دوسرے شخص سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے اس نے کہا جی ہاں، حضرت عمر ﷺ نے فرمایا اسی جگہ ٹھہرو، میں ابھی آ کر تمہارا فیصلہ کر دوں گا۔

چنانچہ حضرت عمر ﷺ ان دونوں کے پاس اپنی تلوار سونت کر تشریف لائے، اور اس شخص کو جس نے یہ کہا کہ

حضرت عمرؓ سے فیصلہ کروائیں گے، قتل کر دیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ روایت مرسل غریب ہے۔

اور اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے مگر اس روایت کے دیگر شواہد موجود ہیں، اسی روایت کو رحیم نے اپنی تفسیر میں عتبہ بن ضمرہ عن ابیہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

(٦٦۔٦٧۔٦٨) جیسا کہ ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کیا تھا اگر اسی طرح ان لوگوں پر بھی ہم یہ بات فرض کر دیتے تو مخلص لوگوں کے علاوہ جن کے رئیس ثابت بن قیس بن شماس انصاری ہیں اور کوئی بھی اس کو خوشی سے بجا نہ لاتا۔

اور اگر یہ منافقین توبہ اور اخلاص پر عمل کرتے تو یہ چیز آخرت میں بھی ان کے لیے بہتر ہوتی اور دنیا میں بھی ان کے ایمان کو اور پختہ کرتی اور جس چیز کا ان لوگوں کو حکم دیا گیا تھا، اگر یہ اس کی بجا آوری کرتے تو جنت میں ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتے اور دنیا میں بھی ایسے دین پر جو اللّٰہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہے یعنی دین اسلام پر ان کو پختگی عطا کرتے۔

شانِ نزول: وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا (الخ)

ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو ثابت بن قیس بن شماس انصاری اور ایک یہودی نے آپس میں فخر کیا۔ یہودی کہنے لگا اللّٰہ کی قسم جب اللّٰہ تعالیٰ نے ہم پر خودکشی فرض کی تو ہم نے خودکشی کر لی، ثابت بولے اللّٰہ کی قسم اگر ہم پر بھی خودکشی فرض کی جاتی تو ہم ایسا کر لیتے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(٦٩۔٧٠) یہ آیت کریمہ حضرت ثوبانؓ مولیٰ رسول اکرم ﷺ کی فضیلت و بزرگی کے بیان میں نازل ہوئی کیوں کہ ان کو رسول اکرم ﷺ سے حد درجہ محبت تھی، آپ کا دیدار کیے بغیر ان کو صبر نہیں آ سکتا تھا، ایک مرتبہ یہ حاضر ہوئے اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے چہرے کا رنگ فق دیکھا، عرض کرنے لگے یا رسول اللّٰہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہیں آخرت میں آپ کے دیدار سے محروم نہ ہو جاؤں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو فرائض میں اللّٰہ تعالیٰ کی اور سنت میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام اور افضل اصحاب نبی اکرم ﷺ اور شہداء و صالحین امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ ہوگا اور جنت میں حضرات انبیاء کرام صدیقین اور شہداء اور صالحین کی معیت میں ہوگا۔ یہ اللّٰہ کی جانب سے انعام ہے اور اللّٰہ تعالیٰ حضرت ثوبان کی حضور ﷺ سے گہری محبت اور جنت میں ان کے مقام کو کافی جاننے والا ہے۔

شان نزول: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (الخ)

طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اور آپ ﷺ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور میں جس وقت گھر میں ہوتا ہوں اور پھر آپ کی یاد آتی ہے تو آپ کا دیدار کیے بغیر ہرگز صبر نہیں آتا اور جس وقت اپنی موت اور آپ کے انتقال فرمانے کے بارے میں خیال کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ آپ جس وقت جنت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ انبیاء کرام کے ساتھ درجات عالیہ میں تشریف فرما ہوں گے اور میں اس سے کہیں خاصی کم درجہ کی جنت میں جاؤں گا تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں آپ کے دیدار سے محروم نہ رہوں، (حضور ﷺ سے کس قدر والہانہ محبت ووابستگی کا اظہار ہے) رسول اکرم ﷺ نے اس بات کا فوراً کوئی جواب نہیں دیا پھر جبریل امین اس آیت کریمہ کو لے کر آپ پر نازل ہوئے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک لحہ کے لیے بھی ہمیں آپ سے علیحدہ ہونا گوارہ نہیں، اگر آپ کا وصال ہم سے پہلے ہو گیا تو آپ درجات عالیہ کی طرف بلائے جائیں گے اور ہم آپ کا دیدار نہیں کر سکیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی نیز عکرمہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک نوجوان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ دنیا میں تو ہم آپ کے دیدار سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں اور آخرت میں آپ کا دیدار نہ کر سکیں گے کیوں کہ آپ جنت میں درجات عالیہ میں ہوں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تب رسول اکرم ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔

اور ابن جریرؒ نے اسی طرح سعید بن جبیب ؓ، مسروق ؓ، ربیع ؓ، قتادہ ؓ، سدی ؓ سے مرسل روایات روایت کی ہیں۔

❁ ❁ ❁

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا
ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ
اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ
مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ
كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

مومنو (جہاد کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کوچ کیا کرو (۷۱) اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عمداً) دیر لگاتا ہے۔ پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑی مہربانی کی کہ میں اُن میں موجود نہ تھا (۷۲) اور اگر خدا تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی اُن کے ساتھ ہوتا تو مقصد عظیم حاصل کرتا (۷۳) تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں اُن کو چاہیئے کہ خدا کی راہ میں جنگ کریں۔ اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اُس کو بڑا ثواب دیں گے (۷۴)

تفسیر سورة النساء آيات (۷۱) تا (۷٤)

(۷۱) ان آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے دشمن سے پوری طرح احتیاط رکھو، علیحدہ علیحدہ مت نکلو۔ بلکہ اکٹھے ہو کر جماعتوں کی شکل میں نکلو یا سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلو۔

(۷۲) نیز اہل ایمان کے اندر عبداللہ بن اُبی منافق جیسا شخص بھی ہے، جس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلنا بہت مشکل ہے اور وہ تمہاری پریشانیوں کا ہر وقت منتظر رہتا ہے، اگر مسلمانوں کے لشکر کو کوئی حادثہ اور شکست وغیرہ پیش آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اللہ کی طرف سے مجھ پر بڑا احسان ہوا کہ میں اس لشکر میں شریک نہیں تھا۔

(۷۳۔۷۴) اور اگر تمہیں کہیں فتح وغنیمت مل جاتی ہے تو ابن ابی منافق مال کے فوت ہونے پر افسوس کر کے کہتا تھا کہ میں ساتھ ہوتا تو مجھے بہت مال وغنیمت مل جاتی، اگر اُسے غنیمت وغیرہ کی چیز کا شوق ہے تو اطاعت خداوندی میں ان لوگوں یعنی مومنین مخلصین سے جنہوں نے اس کو آخرت کے عوض خرید رکھا ہے مل کر جہاد کرے، نیز یہ معنی بیان کیے گئے ہیں کہ اس آیت میں مومنین ہی کو کفار سے جہاد کرنے کی مزید تاکید کی گئی ہے، چنانچہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کے ثواب کو بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے یا وہ غالب آ جائے دونوں صورتوں میں ہم جنت میں اسے اجر عظیم دیں گے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دُعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا۔ اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما (۷۵) جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے (۷۶) بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر جب اُن پر جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ اُن میں سے لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے خدا سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بڑبڑانے لگے کہ اے خدا تُو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا۔ تھوڑی مدّت اور ہمیں کیوں مہلت نہ دی (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیزگار کیلئے (نجات) آخرت ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (۷۷)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۷۵) تا (۷۷)

(۷۵) اب جہاد فی سبیل اللہ سے ان لوگوں کے اعراض کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ اطاعت خداوندی میں کفار مکہ کے ساتھ کیوں جہاد نہیں کرتے، مکہ مکرمہ میں کمزور لوگ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ مکہ والے مشرک وظالم ہیں اے اللہ! یہاں سے ہمیں باہر نکال دے اور ہمارے لیے غیب سے کوئی مددگار اور کوئی حامی بھیج دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور رسول اکرم ﷺ نے ان کے لیے عتاب بن اسید ؓ کو معین ومحافظ بنادیا۔

(۷۶) صحابہ کرام راہ اللہ میں جہاد کرتے ہیں اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی شیطان کی اطاعت و پیروی میں لڑتے ہیں، لہٰذا شیطانی لشکر سے خوب خوب جہاد کرو، کیوں کہ شیطانی تدابیر ذلت ورسوائی کی وجہ سے بیہودہ اور ناکام ہوتی ہیں، چنانچہ بدر کے دن وہ ذلیل ورسوا ہوئے۔

(۷۷) یہاں سے اللہ تعالیٰ جہاد کے مشکل گزرنے اور بدر صغریٰ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلنے کو گراں گزرنے کا ذکر فرماتے ہیں، چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، سعد بن ابی وقاص ؓ زبیر ؓ قدامۃ بن مظعون ؓ، مقداد بن اسود کندی ؓ، طلحہ بن عبیداللہ ؓ وغیرہ جب یہ حضرات مکہ مکرمہ میں کفار کی تکالیف سے پریشان ہو رہے تھے تو ان

سے کہا گیا تھا کہ ابھی لڑنے سے رکے رہو، کیوں کہ مجھے (حضور اکرم ﷺ) کو ابھی اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں ہوا اور ایسے حالات میں مکہ مکرمہ کے ان مظلوم مسلمانوں کو یہ تلقین کی جارہی ہے کہ وہ پانچوں نمازوں کو اوقات کی پابندی کے ساتھ رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرتے رہیں، نیز زکوۃ بھی دیتے رہیں۔

اور جب مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد اللہ کی طرف ان پر جہاد فرض ہوگیا تو طلحہ بن عبید اللہ والی جماعت اہل مکہ سے ایسی ڈرنے لگی جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور دل میں کہنے لگے اے اللہ ابھی جہاد فرض کردیا (یعنی ہم کمزور اور کم تعداد میں ہیں) موت تک ذرا عافیت واطمینان کے ساتھ رہ لیتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ دنیاوی منافع آخرت کے بے پایاں اجر اعتبار سے بہت کم ہے اور آخرت کے منافع اس شخص کے لیے ہیں جو کفر وشرک اور خش چیزوں سے بچے ایسی چیزوں سے گریز و بچاؤ ہر اعتبار سے بہتر ہے۔

اور وہاں اللہ کے پاس تمہاری نیکیوں میں دھاگے کے برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی فتیل گٹھلی کے بیچ میں جو لکیر ہوتی ہے یا یہ کہ انگلیوں کے جوڑوں میں جو میل کی لکیری ہوجاتی ہے کو کہتے ہیں۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ (الخ)

امام نسائی اور حاکم نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ہم جب شرک کرتے تھے تو ظاہراً عزت دار تھے اور جب ہم ایمان لے آئے تو مختلف دینی پابندیوں کے سبب کفار کے ہاتھوں ذلیل ہوگئے (لہذا جہاد کا حکم دیجیے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے ابھی معاف اور درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا اپنی قوم سے مت لڑو، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مدینہ منورہ منتقل کردیا، تب جہاد کا حکم دیا تو بعض کو دشوار محسوس ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

أَيْنَ مَا تَكُونُوا
يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ
هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّا أَصَابَكَ مِنْ
حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ
لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾
وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ
مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨١﴾

(اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو۔ اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی گزند پہنچتا ہے تو (اے محمد ﷺ تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند) آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے کہہ دو کہ (رنج و راحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے (۷۸) (اے آدم زاد) تجھکو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامت اعمال کی) وجہ سے ہے اور (اے محمد) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات کا) خدا ہی گواہ کافی ہے (۷۹) جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اُس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے اُن کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (۸۰) اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری (دل سے منظور) ہے لیکن جب تمہارے پاس چلے جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اور جو مشورے یہ کرتے ہیں خدا اُن کو لکھ لیتا ہے تو اُن کا کچھ خیال نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا ہی کافی کارساز ہے (۸۱)

تفسیر سورة النساء آیات (۷۸) تا (۸۱)

(۷۸) اے گروہ مومنین اور اے منافقین خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں ہو یا حضر میں خواہ مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہوں، موت سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں موت ضرور آئے گی۔

یہود اور منافقین کہتے تھے کہ جب سے رسول اکرم ﷺ اور ان کے اصحاب مدینہ منورہ آئے ہیں ہمارے پھلوں اور کھیتوں میں کمی ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کا قول نقل کر کے ان کی تردید فرماتے ہیں۔

یعنی اگر منافقین اور یہودیوں کو پیداوار اور بارش کی بہتات نظر آتی ہے تو بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر نیکی دیکھتا ہے اور اگر قحط اور تنگی اور نرخ وغیرہ میں گرانی ہوتی ہے تو العیاذ باللہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے شگون لیتے ہوئے ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں اور منافقین سے فرما دیجیے کہ فراخی اور تنگی یہ سب اللہ کے خاص قانون اور اس کی حکمت ہے ان کو کیا ہوا کہ یہ بات بھی نہیں سمجھتے محمد ﷺ آپ کو جو کچھ فراخی پیداوار کی کثرت اور نرخ میں کمی آتی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں۔

اس مقام پر مخاطب رسول اکرم ﷺ ہیں مگر مراد تمام انسان ہیں اور جب آپ کو قحط سالی اور تنگی اور نرخ کی گرانی کا سامنا ہوتا ہے، یہ آپ کے نفس کی پاکیزگی کی وجہ سے ہے کہ اس آزمائش کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اہل ایمان کے نفس کو پاک کیا جاتا ہے۔

(۷۹) اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے کہ فتح وغنیمت اللّٰہ تعالیٰ کا انعام ہے اور ہزیمت اور قتل وغیرہ یہ اپنی غلطیوں اور مورچہ کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ احد کے دن صحابہ کرام ﷺ نے ایک غلط فہمی کی بنا پر مورچہ چھوڑ دیا تھا۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ نیکی کا جو کام ہوتا ہے وہ اللّٰہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے ہوتا ہے اور برائی نفس کی ترغیبات اور اس کی اطاعت کی وجہ سے ہوتی ہے اور آپ صرف ان مخاطبین کی جانب ہی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے تمام جن وانس کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ ان منافقین کی بات پر کہ خیر منجانب اللّٰہ اور العیاذ باللّٰہ برائی رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی طرف سے ہے، گواہ کافی ہے یعنی روز قیامت اس کا فیصلہ فرمائیں گے اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہ یہودی کہتے تھے کہ اپنے رسول ہونے پر کوئی گواہ لاؤ، اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں۔

(۸۰) اور جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ (الخ) یعنی ہم نے ہر ایک رسول کو اسی لیے بھیجا ہے کہ بحکم الٰہی اس کی اطاعت کی جائے تو عبداللّٰہ بن اُبی منافق نے اپنے دیرینہ بغض کی بنا پر کہا کہ محمد ﷺ ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم اللّٰہ کے بجائے ان کی اطاعت کریں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس نے احکام میں رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللّٰہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی کیوں کہ رسول بغیر اللّٰہ تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کا حکم نہیں دیتے☆۔

(۸۱) اور یہ منافقین کا گروہ وہ گروہ ہے جو ظاہراً یہ کہتے ہیں کہ ہمارا کام آپ ﷺ کی اطاعت کرنا ہے، لہٰذا جو چاہو ہمیں حکم کرو اور جب یہ منافق آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان کی جماعت جو کہتی ہے یہ اس کے مشورے کے مطابق اس میں تبدیلی کر لیتے ہیں۔

لہٰذا آپ ﷺ ان سے دور رہیے اور ان کے مشوروں کے مقابلے میں اللّٰہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے، اللّٰہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور ان منافقین وان کی تمام تر سازشوں کا مناسب طریقہ پر خاتمہ کر دے گا۔

☆ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم آیت ۳، ۴)

(اور حضور ﷺ جو کام بھی فرماتے ہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی وحی کے مطابق فرماتے ہیں) (مترجم)

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا
كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ
وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ
يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا
نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً
حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ
لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِيْتًا ۝

بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے (۸۲) اور جب اُن کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اُس کی تحقیق کر لیتے۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے (۸۳) تو (اے محمد ﷺ) تم خدا کی راہ میں لڑو۔ تم اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہو۔ اور مومنوں کو بھی ترغیب دو۔ قریب ہے کہ خدا کافروں کی لڑائی کو بند کر دے اور خدا لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے (۸۴) جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اُس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور جو بُری بات کی سفارش کرے اُس کو اُس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۸۵)

تفسیر سورة النساء آیات (۸۲) تا (۸۵)

(۸۲) کیا یہ لوگ قرآن کریم میں غور نہیں کرتے کہ بعض احکام بعض کے مشابہ ہیں اور بعض بعض کی تصدیق کرتے ہیں اور جن باتوں کا رسول اکرم ﷺ حکم دیتے ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔

اور اگر یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت تضاد اور ٹکراؤ ہوتا اور بعض احکام کا بعض کے ساتھ کوئی تناسب نہ ہوتا۔

(۸۳) اور ان منافقین کی خیانت اور بددیانتی کا یہ حال ہے کہ جب کسی لشکر کی کامیابی اور غنیمت ملنے کی ان کو اطلاع ملتی ہے تو حسد میں اسے چھپا لیتے ہیں اور اگر مجاہدین کے لشکر کے بارے میں کسی پریشانی مثلاً شکست کھا جانے وغیرہ کی خبر ان کو پہنچتی ہے تو سب جگہ اس کی تشہیر کرتے پھرتے ہیں۔

اور اگر یہ اس لشکر کی خبر کو رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ وغیرہ کے حوالے کر دیتے، جو ایسی باتوں کو پوری گہرائی کے ساتھ سمجھتے ہیں تو اس خبر کے غلط و صحیح ہونے کو وہ حضرات پہچان ہی لیتے جو ان اہل ایمان میں ان امور کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں تو پھر صحیح خبر ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتی اور اگر اللہ کی طرف سے یہ توفیق خاص نہ ملی ہوتی تو چند لوگوں کے سوا سب ہی اس فتنہ میں گرفتار ہو جاتے۔

شانِ نزول: وَاِذَا جَآءَهُمْ (الخ)

امام مسلمؒ نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد نبوی میں گیا، وہاں صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ وہ کنکریوں سے کھیل رہے ہیں (یہ اضطراب اور پریشانی کے اظہار کا ایک اضطراری طریقہ ہے) اور یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی، چنانچہ میں نے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بہت با آواز بلند کہا کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی اور تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہو، خواہ امن ہو یا خوف تو اسے مشہور کر دیتے ہیں، عمر فاروقؓ فرماتے ہیں اہل ایمان کو میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اس راز کو پہچانا۔

(۸۴) اے نبی کریم ﷺ آپ تو بدر صغریٰ کی طرف اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے روانہ ہو جائیے اور آپ کو اپنے ذاتی فعل کے سوا کسی دوسرے پر زبردستی فعل کا کوئی حکم نہیں اور آپ ﷺ اہل ایمان کو جہاد پر روانہ ہونے کی ترغیب بھی دیجیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت امید ہے کہ وہ کفار مکہ زور جنگ کو اپنی تدبیر خاص سے روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت سزا دیتے ہیں۔

(۸۵) چنانچہ جو شخص توحید کا قائل ہو اور خیر خواہی و عدل کے ساتھ دو آدمیوں میں صلح کرائے تو اسے اس نیکی کا ثواب ملے گا اور جو شخص شرک کرے اور اس کا مقصد بھی غلط ہو اسے اس کا گناہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی و برائی کا بدلہ دینے پر یا یہ کہ ہر ایک چیز کو روزی دینے پر قادر ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اُس سے بہتر (کلمے) سے (اُسے) دُعا دو یا اُن ہی لفظوں سے دُعا دو۔ بے شک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (۸۶) خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور جمع کرے گا اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟ (۸۷) تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو حالانکہ خدا نے اُن کو اُن کے کرتوتوں کے سبب اوندھا کر دیا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جس شخص کو خدا نے گمراہ کر دیا ہے اُس کو رستے پر لے آؤ۔ اور جس شخص کو خدا گمراہ کر دے تم اُس کے لیے کبھی بھی رستہ نہیں پاؤ گے (۸۸) وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ تو جب تک وہ خدا کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں اُن میں سے کسی کو دوست نہ بنانا۔ اگر (ترک وطن کو) قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ (۸۹)

تفسیر سورة النساء آیات (٨٦) تا (٨٩)

(٨٦) اور جس وقت تمہارے مذہب والا تمہیں سنت کے مطابق سلام کرے تو اس سے بہترین اور اچھے الفاظ میں اس کو سلام کا جواب دو اور جب کوئی غیر مذہب والا سلام کرے تو ان ہی الفاظ میں اس کو سلام کا جواب دے دو۔

اللہ کی جانب سے سلام اور اس کے جواب پر جزا دی جائے گی، یہ آیت کریمہ ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سلام کرنے میں بخل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں) میدان حشر میں سب کو جمع کریں گے۔

(٨٧) منافقین میں سے دس آدمیوں کی جماعت دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلی گئی، اس کے بارے جو اختلاف رائے ہوا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

(٨٨-٨٩) مسلمانو! تم ان مرتدین کے باب میں دو گروہ کیوں ہو گئے، ایک گروہ تو ان کے اموال اور خون کو حلال سمجھتا ہے اور دوسرا گروہ اس کو حرام کہتا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے نفاق اور نیت کے فتور کی وجہ سے کفر کی طرف واپس پھیر دیا ہے۔

کیا تم ایسے گمراہوں کو دین الٰہی کی طرف ہدایت کرنا چاہتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال بد کے سبب گمراہ کر دے اس کو نہ پھر کوئی دین ملتا ہے اور نہ کوئی دلیل ☆۔ وہ منافق تو اس تمنا میں ہیں کہ تم بھی ان کے ساتھ شرک میں شریک ہو جاؤ۔ ان سے دین اور مدد میں کوئی دوستی مت کرنا تاوقتیکہ دوبارہ ایمان نہ لے آئیں اور راہ اللہ میں ہجرت نہ کریں۔

شان نزول: فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ وغیرہ نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ احد کے لیے تشریف لے گئے کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، وہ واپس لوٹ گئے تو ان لوٹنے والوں کے بارے میں صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم ان کو قتل کریں گے اور دوسری جماعت ان کے قتل کی منکر تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی پھر تمہیں کیا ہوا، کہ ان منافقین کے بارے میں تم میں اختلاف رائے ہوا۔

سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے سعد بن معاذ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کے

☆ اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کر دے، یعنی اللہ گمراہ اسے ہی کرتا ہے جو ہدایت کے باب میں اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو اپنی بدکرداری و بداعمالی کے سبب ضائع کر دے۔ فرمایا (سو جب ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا) (مترجم)

درمیان خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے تکلیف دیتا ہے اس کی کون سرکوبی کرے گا، یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہوگا تو آپ حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے، یہ سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور بولے ابن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کیا باتیں کر رہے ہو، میں تمہارا مقصد جان چکا ہوں، پھر اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور فرط جذبات میں بولے ابن عبادہ رضی اللہ عنہ تم منافق ہو اور منافقین سے محبت رکھتے ہو۔

اس کے بعد محمد بن سلمہ نے کھڑے ہو کر کہا، لوگو! خاموش ہو جاؤ، ہمارے درمیان رسول اکرم ﷺ موجود ہیں، آپ جیسا حکم دیں گے، ہم وہ کریں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں عرب کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا سے بخار چڑھ گیا، وہ بیعت توڑ کر مدینہ منورہ سے چلے گئے، صحابہ کرام کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا اور ان سے لوٹنے کا سبب دریافت کیا، وہ بولے ہمیں مدینہ منورہ کی وباء لگ گئی ہے، صحابہ کرام نے فرمایا کیا تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت میں بہترین نمونہ موجود نہیں، غرض کہ ان لوگوں کے بارے میں حضرات کا اختلاف ہو گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ تم لوگ دو گروہ کیوں ہو گئے۔

اس روایت کی سند میں تدلیس اور انقطاع ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۹۱ ع ۱۲/۹

مگر جو لوگ ایسے لوگوں سے جا ملے ہوں جن میں اور تم میں (صلح کا) عہد ہو یا اس حال میں کہ اُن کے دل تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے رُک گئے ہوں تمہارے پاس آ جائیں (تو احتراز ضرور نہیں) اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے۔ پھر اگر وہ تم سے (جنگ کرنے سے) کنارہ کشی کریں اور لڑیں نہیں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو خدا نے تمہارے لیے اُن پر (زبردستی کرنے کی) کوئی سبیل مقرر نہیں کی (۹۰) تم کچھ اور لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اُس میں اوندھے منہ گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور نہ تمہاری طرف (پیغام) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو

روکیں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کردو۔اُن لوگوں کے مقابلے میں ہم نے تمہارے لئے سند صحیح مقرر کردی ہے(۹۱)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۹۰) تا (۹۱)

(۹۰) اور اگر وہ ایمان اور ہجرت سے اعراض کریں تو ہر حالت میں ان کو پکڑو اور قتل کرو اور ان کو کسی سطح پر بھی اپنا ساتھی اور مددگار مت بناؤ۔

مگر ان دس منافقین میں سے جو ہلال بن عویمر اسلمی کی قوم کے ساتھ جا ملے ہیں کہ جن سے تمہارا عہد و صلح ہے یا ہلال بن عویمر کی قوم تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے کہ ان کا دل عہد کی بنا پر تم سے اور اپنی قوم سے قرابت کی وجہ سے لڑنے پر آمادہ نہ ہو تو انکا معاملہ جدا ہے۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہتا تو فتح مکہ کے دن ہلال بن عویمر کی قوم کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ تم سے لڑتے اور اگر وہ تم سے دور رہیں اور فتح مکہ کے دن اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح اور سلامتی رکھیں، تو پھر ایسی حالت میں ان کو قتل و قید کرنے کی کوئی اجازت نہیں۔

شان نزول: اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حسن ﷛ سے روایت کیا ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے ان سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ کو بدر و اُحد کے کفار پر غلبہ حاصل ہو گیا اور اطراف کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، (سراقہ بیان کرتے ہیں) تو مجھے یہ اطلاع ملی کہ رسول اللّٰہ ﷺ میری قوم بنی مدلج کی طرف حضرت خالد بن ولید کو بھیج رہے ہیں اور میں اس حوالے سے بات کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کو رب کی قسم دیتا ہوں مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ میری قوم کی طرف خالد ﷛ کو روانہ کر رہے ہیں اور میری مرضی یہ ہے کہ ابھی آپ ان کو رہنے دیں کیوں کہ اگر آپ کی قوم اسلام لے آئے گی تو وہ سب اسلام لے آئیں گے اور اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اگر انھوں نے اسلام قبول نہ کیا تو آپ کی قوم کا غلبہ ان کے اوپر سودمند نہ ہوگا، یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے حضرت خالد ﷛ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ سراقہ کے ساتھ جاؤ اور جو ان کی مرضی ہو ویسا کرو۔

چنانچہ حضرت خالد ﷛ نے ان لوگوں سے اس شرط پر صلح کر لی کہ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے اور اگر قریش نے اسلام قبول کر لیا تو یہ لوگ بھی مشرف با اسلام ہو جائیں گے۔

چنانچہ اسی صلح نامہ کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الخ ۔مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں الخ چنانچہ جو شخص ان کے پاس چلا جاتا تھا وہ بھی ان کے عہد میں شریک ہو جاتا تھا۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہلال بن عویمر اسلمیؒ، سراقہ بن مالک

مدلجی اور بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی ہے نیز مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہلال بن عویمر اسلمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان عہد وصلح تھی اور ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس عہد و صلح کے خلاف کرنا چاہا تھا تو انھوں نے اس بات کو اچھا نہیں سمجھا کہ اپنا عہد و پیمان توڑ کر مسلمانوں کے ساتھ قتال کیا جائے اور پھر جواباً اسی طرح ان کی قوم کے ساتھ بھی قتال ہو۔

(۹۱) اور قوم ہلال، غطفان اور اسد کے علاوہ ایسے بھی لوگ ہیں کہ وہ تم سے بھی تمہارے حامی بن کر جان و مال کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی کفر کا اظہار کرتے ہیں مگر جب ان لوگوں کو شرک اور کسی شرارت کی طرف بلایا جاتا ہے تو فوراً اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔

سو اگر یہ لوگ فتح مکہ کے دن تم سے نہ کنارہ کش ہوں اور نہ صلح کو باقی رکھیں اور نہ تمہارے قتال سے اپنے ہاتھوں کو روکیں۔ تو ان کو حل وحرم ہر جگہ قید کرو اور قتل کر دو اور ایسے لوگوں کے قتل کے لیے ہم نے تمہیں واضح حجت دی ہے۔ ☆

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر۔ اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثان مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لیے) ہے اور خدا سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے (۹۲) اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے (۹۳)

تفسیر سورة النساء آیات (۹۲) تا (۹۳)

(۹۲) عیاش بن ربیعہ مومن کو حارث بن زید مومن کا قتل کرنا جائز نہیں اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو قاتل پر ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے اور مقتول کے وارثوں کو پورا خون بہا دینا بھی واجب ہے مگر یہ کہ اولیاء

☆ حدود حرم کے اندر کی جگہ کو بھی حرم کہتے ہیں۔ یہاں بہت سے جائز و حلال امور بھی حرام ہو جاتے ہیں جو باہر حلال ہیں۔ سو مراد ہے کہ یہ فتنہ گر لوگ حدود حرم کے اندر ہوں یا باہر ان کے ساتھ سختی کا معاملہ روا رکھو۔ (مترجم)

مقتول (مقتول کے وارث) معاف کر دیں۔

اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہو تو قاتل پر صرف غلام کا آزاد کرنا واجب اور حارث بن یزید ﷺ کی قوم رسول اللہ ﷺ کی دشمن تھی اور اگر مقتول کی قوم معاہدہ وصلح والی ہو تو مقتول کے وارثوں کو پوری دیت دینا بھی اور ایک مومنہ باندی یا غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہے اور جسے آزاد کرنے کو نہ ملے تو وہ لگاتار دو ماہ کے روزے اسطرح رکھے کہ ایک دن کا روزہ بھی درمیان میں نہ چھوڑے۔ یہ غلطی سے قتل کرنیوالے کی منجانب اللہ توبہ ہے، اللہ قتل کی یہ سزا متعین کرنے میں حکمت والا ہے۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ حارث بن یزید بنی عامر بن لوی سے تھے، یہ ابوجہل کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ کو سخت تکالیف دیا کرتے تھے، پھر حارث بن یزید ہجرت کر کے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آ گئے مقام حرہ میں ان کو عیاش ملے، انھوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کافر ہیں قتل کر دیا، اسکے بعد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو بلا تحقیق قتل کرے لیکن غلطی سے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۳) یہ آیت مقیس بن صبابہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے اپنے بھائی ہشام بن صبابہ کی دیت وصول کرنے کے بعد رسول اکرم ﷺ کے قاصد فہری شخص کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد دین اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا، اس پر دیت وصول کرنے کے بعد اپنے بھائی کے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور لعنت ہے اور اس دلیری اور شرک پر اللہ کی جانب سے زبردست عذاب ہے۔

شانِ نزول: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا (الخ)

ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن جریج عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے مقیس بن صبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کو دیت دے دی، اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل (کی بجائے کسی اور) کو قتل کر دیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس شخص کو حل وحرم میں سے کسی مقام پر بھی امن نہیں دوں گا چنانچہ ☆ فتح مکہ کے دن اس کو قتل کر دیا گیا، ابن جریج ﷺ فرماتے ہیں کہ اسی کے بارے میں آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

☆ کیونکہ یہ شخص، قاتل، بدعہد اور فتنہ گر ہے اسے مہلت دینا دیگر انسانوں کو معرض ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور فتنہ کے متعلق فرمایا وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ. (فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر جرم ہے) (مترجم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۔ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۧ

مومنو! جب تم خدا کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔ اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اُس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو۔ سو خدا کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر خدا نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کر لیا کرو۔ اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو سب کی خبر ہے (۹۴) جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے (اور لڑنے سے جی چُراتے) ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو خُدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ خدا نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں فضیلت بخشی ہے۔ اور (گو) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے خدا نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں فضیلت بخشی ہے (۹۵) (یعنی) خدا کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں۔ اور رحمت میں اور خدا بخشنے والا (اور) مہربان ہے (۹۶)

تفسیر سورة النساء آیات (۹٤) تا (۹٦)

(۹۴) یہ آیت اسامہ بن زید ؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ انھوں نے لڑائی میں مرداس بن نھیک فراری کو (غلط فہمی کی بنا پر) کافر سمجھ کر مار دیا تھا اور یہ مومن تھے، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاد میں کسی کے اسطرح مل جانے پر تحقیق کر لیا کرو تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون مومن ہے اور کون کافر اور جو تمہارے سامنے کلمہ طیبہ پڑھ لیا کرے یا جہاد میں مسلمانوں کے طریقہ پر سلام کر لیا کرے تو اسے مال غنیمت کی امید میں کافر سمجھ کر قتل مت کرو۔

اللہ کے ہاں ایسے شخص کے لیے جو کسی مسلمان کے قتل سے کنارہ کش ہو، بہت بڑا ثواب ہے۔

ہجرت سے پہلے تم بھی ایک زمانہ میں اپنی قوم میں مسلمانوں اور رسول اکرم ﷺ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر امن حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر ہجرت کے ذریعے اللّٰہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا مسلمانوں کے قتل نہ کرنے پر جمے رہو اور اپنی پچھلی حالت پر غور کرو۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ (الخ)

امام بخاریؒ، ترمذیؒ اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے بنی سلیم کے ایک آدمی کا گزر صحابہ کرام کی جماعت پر سے ہوا۔ وہ اپنی بکریاں لے کر جا رہا تھا، اس نے صحابہ کرام کو سلام کیا، صحابہ ؓ میں سے چند ایک

نے کہا کہ اس نے اس لیے سلام کیا ہے☆ تا کہ ہم اس سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کریں، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو پکڑ کر کفر کے شبہہ میں قتل کر دیا اور اس کی بکریاں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایمان والو جب تم جہاد کے لیے روانہ ہوا لخ۔

اور بزاز نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا۔ اس میں مقداد بھی تھے، جب یہ لوگ کافروں کی قوم کے پاس آئے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ایک آدمی باقی رہ گیا جس کے پاس بہت مال تھا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر کہنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ، اسکی ظاہری حالت زبانِ حال اسلام سے مناسبت نہ رکھتی تھی اسلئے اسے کافر ہی سمجھتے ہوئے مقداد نے قتل کر دیا، رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ قیامت کے دن کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ کے مقابلے میں کیا جواب دو گے اور اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور امام احمد اور طبرانی وغیرہ نے عبداللّٰہ بن ابی الدرداء اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھیں رسول اللّٰہ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت میں بھیجا جس میں ابوقتادہ اور محکم بن جثامہ بھی تھے، ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی گزرے، انھوں نے ہمیں سلام کیا، محکم نے اس سلام کو ان کا حیلہ سمجھا اور اسے کافر گردانتے ہوئے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔

جب ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع دی تو ہمارے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ثعلبی نے بواسطہ کلبی، ابوصالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ مقتول کا نام مرداس بن نہیک تھا اور یہ اہل فدک سے تھے اور قاتل کا نام اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھا اور اس لشکر کے امیر غالب بن فضالہ تھے کیوں کہ مرداس رضی اللہ عنہ کی قوم جب شکست کھا گئی تو صرف مرداس باقی رہ گئے اور یہ اپنی بکریوں کو ایک پہاڑ پر سے لے جا رہے تھے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا السلام علیکم مگر اسامہ بن زید نے غلط فہمی سے ان کو قتل کر دیا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز ابن جریرؒ نے سدیؒ اور عبد نے قتادہؒ کے واسطہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے

☆ یعنی کوئی مسلمان تمہارے ہاتھوں غلط فہمی سے بھی نہ مارا جائے۔ تم صرف برسرِ مقابلہ یا فتنہ گر کافروں کو ہی قتل کرو۔ جو ظاہرا بھی کسی وجہ سے کلمہ پڑھ لے تو بنا تحقیق وتفتیش اس پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ (مترجم)

بواسطہ ابن لہیعہ، ابوزبیر، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو اطاعت ظاہر کرے اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن نہیں، مرداس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ روایت حسن ہے، ابن مندہ نے جزء بن حدرجان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میرے بھائی قداد رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، راستہ میں انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لشکر کا سامنا ہوا، انھوں نے لشکر سے کہا کہ میں مسلمان ہوں، مگر لشکر نے کچھ ظاہری قرائن کے سبب اس بات کو درست خیال نہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔

مجھے اس چیز کی اطلاع ملی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فوراً روانہ ہوا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے بھائی کی دیت دی۔

(۹۵۔۹۶) یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ مجاہدین کے ثواب کو بیان کر رہے ہیں یعنی معذورین جن کو تنگی اور ضعف بدن اور ضعف بصر کی شکایت ہو، جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللّٰہ بن جحش اسدی ان کے علاوہ اور حضرات ان لوگوں کے برابر نہیں جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں۔

اور مجاہدین اور قاعدین (کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے والے ہر ایک کو ایمان پر جنت ملے گی، مگر مجاہدین کو، بغیر عذر کے جہاد نہ کرنے والوں پر جنت میں بہت بلند مقام ملے گا اور ان کو ثواب و مغفرت کے عظیم درجات ملیں گے ا ور جو جہاد کے لیے روانہ ہوا اور نہ روانہ ہونے پر اللّٰہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اسی حالت ندامت و استغفار میں انتقال کر جائے تو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

شانِ نزول: لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ (الخ)

بشارت خداوندی! امام بخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ (الخ) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فلاں کو بلاؤ، چنانچہ وہ آئے اور ان کے ساتھ دوات، تختی اور قلم تھا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ آیت لکھو لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن اُمِ مکتوم موجود تھے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ میں نابینا ہوں تو پھر اللہ کی جانب سے "غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ" لفظ بھی نازل ہو گیا۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللّٰہ علیہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے زید بن ارقم سے اور ابن حبان نے فلتان بن عاصم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ عبداللّٰہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم نے عرض کیا کہ ہم دونوں نابینا ہیں۔

اور ابن جریر نے بہت سے طریقوں سے اسی طرح مرسل روایتیں نقل کی ہیں۔

یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ مجاہدین کے ثواب کو بیان کر رہے ہیں یعنی معذورین جن کو تنگی اور ضعف بدن اور ضعف بصر کی

شکایت ہو، جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن ام مکتوم اور حضرت عبداللّٰہ بن جحش اسدی ان کے علاوہ اور حضرات ان لوگوں کے برابر نہیں جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں۔

اور مجاہدین اور قاعدین (کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے والے ہر ایک کو ایمان پر جنت ملے گی، مگر مجاہدین کو، بغیر عذر کے جہاد نہ کرنے والوں پر جنت میں بہت بلند مقام ملے گا اور ان کو ثواب و مغفرت کے عظیم درجات ملیں گے اور جو جہاد کے لیے روانہ ہوا اور نہ روانہ ہونے پر اللّٰہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اسی حالت ندامت و استغفار میں انتقال کر جائے تو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۴

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے اُن کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اُس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۹۷) ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں (۹۸) قریب ہے کہ خدا ایسوں کو معاف کر دے اور خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۹۹) اور جو شخص خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے پھر اُس کو موت آ پکڑے۔ تو اس کا ثواب کے خدا کے ذمے ہو چکا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۰)

تفسیر سورة النساء آیات (۹۷) تا (۱۰۰)

(۹۷) پچاس آدمی مکہ مکرمہ میں اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، وہ غزوہ بدر میں کفار کے ساتھ انکے حلیف بن کر آئے اور سب کے سب مارے گئے، ان کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی بدر کے دن جب فرشتے جان قبض کرتے ہیں، تو فرشتے اس قبض کے وقت ان سے کہتے ہیں کہ تم مکہ مکرمہ کیا کرتے تھے وہ جواباً کہتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں ذلیل اور پریشان تھے فرشتے ان سے کہتے ہیں تو کیا مدینہ منورہ کی سرزمین امن والی نہیں تھی کہ تم اس سرزمین میں ہجرت کر کے چلے جاتے، ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ (الخ)

امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ منافق لوگ مسلمانوں کے روپ میں مشرکین کے ساتھ مل کر رسول اکرم ﷺ کے مقابلے میں مشرکین کی جماعت بڑھاتے تھے۔

چنانچہ (غزوہ بدر میں) جب ان بدترین لوگوں میں سے کوئی تیر مارتا تو وہ بطور مسلمانوں کی تائید الٰہی کے سبب ان ہی کے لگ جاتا، جس کی وجہ سے وہ مر جاتا یا اور کوئی تیر لگ جاتا جس کی بنا پر وہ ختم ہو جاتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، بے شک جب ایسے مرتد لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں الخ اور ابن مردویہ نے اپنی روایت میں ان لوگوں کے نام بھی روایت کیے ہیں کہ یہ لوگ قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس بن فاکہہ، ولید بن عتبہ، عمرو بن امیہ، علی بن امیہ تھے اور ان لوگوں کے متعلق یہ روایت کیا ہے کہ جب یہ لوگ غزوہ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور مسلمانوں کی کمی کو دیکھا تو ان کے دلوں میں شک پیدا ہو گیا اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو اپنے دین کے بارے میں (نعوذ باللہ) دھوکہ ہو گیا ہے چنانچہ یہ سب بدر کے دن مارے گئے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے حارث بن زمعہؒ اور عاص بن منبہؒ کا نام روایت کیا ہے اور طبرانیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے کچھ لوگ اسلام لے آئے تھے، جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ان لوگوں کو ہجرت کرنا شاق ہوئی اور یہ لوگ ڈرے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابن منذر اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں میں سے کچھ لوگ اسلام لے آئے تھے مگر وہ اسلام کو آسان سمجھتے تھے، غزوہ بدر میں مشرکین ان کو اپنے ساتھ لے آئے۔☆

چنانچہ ان لوگوں میں سے بعض مارے گئے، صحابہ کرام نے دیکھ کر کہا یہ لوگ تو مسلمان تھے اور ان کو ایک گرانی ہوئی، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی مکہ مکرمہ میں ایسے لوگوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے ان کے پاس یہ آیت لکھ کر روانہ کر دی گئی۔

اور یہ کہ اب ان کا کوئی عذر قابل قبول نہیں، چنانچہ یہ لوگ وہاں سے نکلے، پھر ان کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کو فتنہ میں ڈال دیا، یہ پھر لوٹ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ۔

مسلمانوں نے یہ آیت بھی ان کے پاس لکھ کر روانہ کر دی جس سے وہ غمگین ہوئے۔ اس کے بعد

☆ ان میں سے اکثر مومنین مخلصین نہ تھے بلکہ ان کی حالت کچھ اس طرح سے تھی جیسا کہ قرآن میں ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔ (یہ چند دیہاتی یعنی غیر سنجیدہ لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اے نبی مکرم آپ ان سے کہہ دیں تم حقیقتاً ایمان نہیں لائے۔ بلکہ تم نے (کسی وجہ سے) محض ظاہراً اسلام قبول کیا ہے اور ایمان کی حقیقت ابھی تمہارے دلوں میں اتری ہی نہیں ورنہ مومنین مخلصین کے "ایمان" لانے کے بعد واپس کفر کی طرف پلٹنے کی مثالیں انتہائی کم ہیں اور الشاذ کلمعدوم کے درجے میں ہیں (اتنی کم کہ گویا ہیں ہی نہیں) (مترجم)

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا (الخ) یہ آیت نازل ہوئی، یہ بھی مسلمانوں نے ان کے پاس لکھ کر روانہ کردی، چنانچہ وہ مکہ سے نکلے، پھر ان کو پکڑ لیا تو جو بچا اس نے نجات حاصل کی اور جس کو قتل ہونا تھا وہ قتل ہوگیا، ابن جریر نے بہت سے طریقوں سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹۸۔۹۹) البتہ کمزور بچے، بوڑھے اور عورتیں جو کہ ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوں نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ راستہ ہی سے واقف ہوں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جوان سے غلطی ہوئی اور اس پر انھوں نے توبہ کی تو اپنے کرم سے اس کو معاف فرمادیں۔

(۱۰۰) اطاعت خداوندی میں ہجرت کرنے پر مدینہ منورہ کی زمین میں اظہار دین اور معیشت کے لیے بہت گنجایش ملے گی۔

یہ آیت کریمہ اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی، جندع بن ضمرہ ؓ بہت بوڑھے تھے، یہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں مقام تنعیم پر انتقال فرما گئے، ان کو ثواب مہاجرین کے برابر ملا اوران کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

جو مکہ مکرمہ سے اطاعت خداوندی میں مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرتا ہے اور راستے میں موت آجاتی ہے، انھیں ہجرت کا ثواب ہوگیا، ان سے زمانہ شرک میں جو گناہ سرزد ہوئے اور زمانہ اسلام میں جن امور کی تکمیل نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

شانِ نزول: وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابویعلیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ضمرۃ بن جندب ؓ اپنے گھر سے ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے سوار کرادو اور مشرکین کی زمین سے رسول اکرم ﷺ کی طرف روانہ کردو مگر رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچنے سے پیشتر ہی راستہ میں انتقال فرما گئے ان کی شان میں بذریعہ وحی آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جو اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کروں گا الخ۔

نیز ابن ابی حاتمؒ نے بواسطہ سعید بن جبیر ؓ ابن ضمرۃ زرقی سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ راستہ سے واقف ہوں الخ تو ابن ضمرۃ فرماتے ہیں کہ مالدار بھی تھا اور صاحب تدبیر بھی، چنانچہ ابن ضمرۃ نے رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کی تیاری کی مگر مقام تنعیم میں انتقال کر گیا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے یہ روایت اسی طرح سعید بن جبیر ؓ عکرمہؒ، قتادہؒ اور سدی سے روایت کی ہے۔

بعض روایتوں میں ان کا نام ضمرۃ بن العیص یا عیص ابن ضمرہ اور بعض میں جندب بن ضمرہ الجدعی اور بعض میں ضمری اور بعض میں بنی ضمرہ کے ایک شخص اور بعض میں بنی خزاعہ کے ایک شخص اور بعض میں بنی لیث کے ایک شخص اور بعض روایتوں میں بنی بکر کے ایک شخص نے بیان کیا ہے۔

اور ابن سعد نے طبقات میں یزید بن عبداللہ بن قسط ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جندع بن ضمرہ ضمری مکہ مکرمہ میں تھے، اچانک بیمار ہوئے تو اپنی اولاد سے فرمایا کہ مجھے مکہ مکرمہ سے نکال دو، مجھے اس چیز کے غم نے ہلاک کردیا ہے، اولاد نے پوچھا کہ کس مقام پر جانا چاہتے ہیں۔ حضرت جندع بن ضمرہ نے اپنے ہاتھ سے ہجرت کے ارادہ سے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کیا، چنانچہ ان کی اولاد ان کو لے کر روانہ ہوئی، جب بنی غفار کے پڑاؤ کے پاس پہنچے تو انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

نیز ابن ابی حاتمؒ، ابن مندہؒ اور دیگر نے صحابہ کرام ﷺ کے بیان میں ہشام بن مروہ بواسطہ والد روایت نقل کی ہے۔ کہ زبیر بن عوام ﷺ نے فرمایا کہ خالد بن حرام نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، ان کو راستے میں اچانک ایک سانپ نے ڈس لیا، جس کی وجہ سے وہ انتقال فرما گئے ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾
وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ
وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا
مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ
عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ
اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ
وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾
فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي
جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ
كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي
ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ
كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع

اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو۔ بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں (۱۰۱) اور (اے پیغمبر) جب تم اُن (مجاہدین کے لشکر) میں ہو اور اُن کو نماز پڑھانے لگو تو چاہیئے کہ اُن کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مسلّح ہو کر کھڑی رہے جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (اُن کی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مسلّح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے۔ کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اُتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا خدا نے کافروں کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰۲) پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) خدا کو یاد کرو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح سے) نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو) بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے (۱۰۳) اور کفار کے پیچھا کرنے میں سُستی نہ کرنا۔ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں اور تم خدا سے ایسی ایسی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور خدا سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے (۱۰۴)

تفسير سورة النساء آيات (۱۰۱) تا (۱۰٤)

(۱۰۱) سفر کی حالت میں رباعی (چار رکعتوں والی) نماز میں قصر کردینے میں کوئی گناہ نہ سمجھو اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ نماز کی حالت میں کفار تمہیں قتل کردیں گے کیوں کہ وہ کھلے دشمن ہیں تو اس طرح نماز خوف ادا کرو جسطرح کہ اللہ نے بتلائی ہے۔

شان نزول: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ بنی نجار نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ہم سفر میں کس طرح نماز پڑھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یعنی جب تم سفر کرو سو تمہیں اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ تم نماز کو کم کردو۔

اس کے بعد وحی بند ہوگئی پھر جب ایک سال کے بعد رسول اکرم ﷺ نے جہاد کیا اور ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے کہا کہ اس وقت محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر پیچھے کی جانب سے حملہ کرنے کا یہ مناسب موقع ہے تو پھر کیوں نہ زبردست قسم کا حملہ کردیں تو ان میں سے کسی نے کہا ان لوگوں کے مجاہدین کی اتنی جماعت ان کی حفاظت میں بھی کھڑی ہے۔

اس پر دونوں نمازوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اِنْ خِفْتُمْ سے لے کر عَذَابًا مُّهِيْنًا تک یہ آیات نازل فرمائیں، چنانچہ اس وقت نماز خوف کا حکم نازل ہوگیا۔

(۱۰۲) لہٰذا جب آپ تشریف فرما ہوں تو پھر آپ ہی ان کی امامت فرمائیں اور نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر فرمائیں اور یہ آپ کے ساتھ تکبیر کہیں گے، لہٰذا اس وقت ایک جماعت تو آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے اور دوسرا گروہ دشمن کی نگرانی کے لیے کھڑا ہوجائے اور اب یہ جماعت نگرانی کے لیے چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہے جس نے آپ کے ساتھ پہلی رکعت نہیں پڑھی، وہ اب آکر دوسری رکعت پڑھ لے اور دشمن سے بچاؤ کے لیے اپنے ہتھیار بھی رکھیں۔

بنی انمار تو یہ چاہتے ہیں کہ ذرا تم اپنے ہتھیار وغیرہ سے غافل ہو تو تم پر نماز کی حالت میں ایک دم حملہ کردیں اور اگر تم بارش کی شدت اور زخموں وغیرہ کی حالت میں ہتھیار اتار کر رکھنا چاہا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، باقی اپنے دشمن سے اپنی اچھی طرح حفاظت کرو اور بنی انمار جیسے مخالفین اسلام کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

شان نزول: وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ (الخ)

اور امام احمد اور حاکم نے صحت کے ساتھ اور بیہقی نے دلائل میں ابن عیاش زرقی سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے۔ سامنے سے مشرک آئے جن کے خالد بن ولید امیر تھے اور جو مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے، رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرک کہنے لگے کہ اس وقت یہ ایسی

حالت پر ہیں کہ ہم ان پر حملہ کر کے ان سب کو ختم کر سکتے ہیں، پھر وہ خود بولے کہ اب ان کی ایسی نماز کا وقت آئے گا جو انھیں اپنی جانوں اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے، چنانچہ جبریل علیہ السلام ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیتیں لے کر نازل ہو گئے اور امام ترمذی نے بھی اسی طرح ابو ہریرہ ﷜ سے اور ابن جریرؒ نے بھی اسی طرح جابر بن عبداللہ اور ابن عباس ﷜ سے روایت نقل کی ہے اور امام بخاری نے ابن عباس ﷜ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى (الخ) عبدالرحمن بن عوف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب یہ زخمی تھے۔

(۱۰۳) اہل ایمان تم جب نماز خوف سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اگر تندرست ہو تو کھڑے ہو کر، بیمار ہو تو بیٹھ کر اور زخمی ہو تو جس کی حالت نازک ہو وہ لیٹ کر نماز کی ادائیگی میں لگ جائے اس کے بعد سفر ختم کر کے اپنی منزل پر پہنچ جاؤ تو حسب سابق پوری نماز پڑھو، یقیناً نماز فرض ہے، مسافر پر دو رکعتیں اور مقیم پر چار۔

(۱۰۴) غزوہ احد کے بعد ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب کا رسول اکرم ﷺ نے جو حکم دیا تھا اللہ تعالیٰ اس کی ترغیب فرما رہا ہے۔ کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں ہمت مت ہارو اگر تم الم رسیدہ اور غمگین ہو تو وہ بھی الم رسیدہ ہیں اور تمھیں اللہ کی طرف سے ثواب کی امید ہے اور ان کو تو عذاب الٰہی کا ڈر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے زخموں سے واقف ہے اس نے تمھیں حکمت کے تحت دشمنوں کے تعاقب کا حکم دیا ہے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ طعمہ بن ابیرق زرہ کے چرانے والے اور زید بن سمین یہودی کا جس نے اس چیز کو شہرت دی کا تذکرہ فرماتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِیْنَ خَصِیْمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾ وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ۚۙ﴿۱۰۷﴾ یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَ مَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۱۱﴾

(اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور (دیکھو) دغا بازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا (۱۰۵) اور خدا سے بخشش مانگنا۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۶) اور جو لوگ اپنے ہم جنسوں کی خیانت کرتے ہیں اُن کی طرف سے بحث نہ کرنا کیونکہ خدا خائن اور مرتکب جرائم کو دوست نہیں رکھتا (۱۰۷) یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو اُن کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور خدا اُن کے (تمام) کاموں پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۱۰۸) بھلا تم لوگ دنیا کی زندگی میں تو اُن کی طرف سے بحث کر لیتے ہو۔ قیامت کو اُن کی طرف سے خدا کے ساتھ کون جھگڑے گا اور کون اُن کا وکیل بنے گا (۱۰۹) اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا مہربان پائے گا (۱۱۰) اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کا وبال اُسی پر ہے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱۱۱)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۰۵) تا (۱۱۱)

(۱۰۵) اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امینؑ حق اور باطل کو واضح کر دینے کے لیے قرآن کریم نازل کیا ہے تا کہ آپ ﷺ طعمہ اور زید بن سمین کے درمیان اس چیز کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم میں بتلایا ہے فیصلہ کر دیں اور آپ طعمہ کی طرفداری نہ کیجیے۔

شان نزول: اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکم وغیرہ نے قتادہ بن نعمان سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں میں سے ایک گھرانے کو بنو ابیرق کہا جاتا تھا، یعنی بشر، بشیر، مبشر، مگر بشیر منافق آدمی تھا، رسول اکرم ﷺ کی ہجو میں خود اشعار کہتا اور پھر اہل عرب میں سے کسی اور کی طرف منسوب کر دیتا تھا اور پھر کہتا کہ فلاں نے ایسا کہا ہے۔

صحابہ کرام ؓ جب اس کے شعر کو سنتے تو فرماتے اللہ کی قسم اس خبیث کے سوایہ شعر کسی اور کا نہیں ہو سکتا او ر یہ گھرانہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں غربت اور فاقہ مستی والا تھا اور لوگوں کی اس تنگی کے زمانہ میں خوراک جو اور کھجوریں تھیں، چنانچہ میرے چچا رفاعۃ بن زید نے ایک آٹے کی بوری خریدی اور اس کو ایک کمرہ میں رکھ دیا، جہاں ہتھیار، زرہ اور تلوار وغیرہ بھی رکھی ہوئی تھی تو کسی نے نیچے کی جانب سے اس کمرہ میں نقب لگائی، اور وہ کھانا اور ہتھیار چرا کر لے گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے چچا رفاعۃ پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے اور بولے بھتیجے اس رات تو ہم پر کسی نے بہت ظلم کیا ہے کوئی ہمارے کمرے میں نقب لگا کر ہمارا کھانا اور ہتھیار لے گیا ہے، ہم نے گھر والوں سے اس کی تحقیق اور تلاش شروع کی، ہم سے کہا گیا کہ ہم نے بنو ابیرق کو اس رات آگ روشن کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا یعنی کہ وہ چور ہے اور اب ہم نے اس کو تمہارے کھانے پر دیکھا ہے۔

ہم گھر میں اس چیز کی تحقیق کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں بنو ابیرق کہنے لگے کہ واللہ ہم لبید بن سہل کے اوپر چور ہونے کا گمان رکھتے ہیں اور لبید بن سہلؓ ہم لوگوں سے بہت نیک مسلمان شخص تھے، لبید ؓ نے جب یہ بات سنی تو انھوں نے اپنی تلوار سونت لی اور فرمایا اگر میں چوری کروں گا تو اللہ کی قسم میں اس تلوار سے اپنی گردن اڑا دوں گا، ورنہ اس چوری کے مسئلے کو میرے سامنے واضح بیان کر دیں تو وہ لوگ کہنے لگے آپ کو ہم نہیں کہہ رہے آپ ایسے شخص نہیں، چنانچہ ہم نے گھر میں اس چیز کی تحقیق کی، ہمیں اس قسم کا کوئی شک باقی نہیں رہا کہ وہ ایسے لوگ ہیں، میرے چچا نے مجھ سے کہا، بھتیجے اگر تم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس چیز کا تذکرہ کر دو تو اچھا ہو، چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے پڑوسی ظالم ہیں، انھوں نے میرے چچا کے کمرہ میں نقب لگائی اور ہتھیار اور کھانا لے

گئے، بہتر ہے کہ وہ ہمارے ہتھیار واپس کر دیں، کھانے کی تو کوئی بات نہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اچھا میں اس کی تحقیق کرتا ہوں، بنوالبیرق نے جب یہ سنا تو ان میں سے ایک شخص اسیر بن عروہ نامی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے اس چیز کے بارے میں گفتگو کی، اس بارے میں گھر والوں میں سے بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور بولے یارسول اللہ قتادہ اور اس کے چچا نے ہمارے گھر والوں کو جو کہ مسلمان اور نیک آدمی ہیں، بغیر گواہ اور ثبوت کے چوری کا الزام لگانے کا ارادہ کیا ہے؟

قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا مسلمان اور نیک گھرانے پر بغیر گواہ اور ثبوت کے تم نے چوری کی تہمت لگانے کا ارادہ کیا ہے؟

یہ سن کر میں واپس آیا اور اپنے چچا کو آ کر اس چیز سے مطلع کیا، چچا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے ہمیں اس پر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اتنے میں قرآن کریم کی انا انزلنا سے اخیر تک یہ آیات نازل ہو گئیں یعنی آپ بنوالبیرق کے حمایتی نہ بنیے اور قتادہ سے جو کچھ آپ نے فرمایا اس پر استغفار کیجیے۔

(۱۰۶) اور آپ نے یہودی کو سزا دینے کا جو ارادہ کیا ہے اس سے استغفار کیجیے جو آپ کے دل میں خیال آیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

(۱۰۷۔۱۰۸۔۱۰۹) اللہ تعالیٰ ایسے فاجر، کذاب اور بے قصور لوگوں پر بہتان لگانے والوں کو نہیں چاہتے جن کی حالت یہ ہے کہ چوری کی بنا پر لوگوں سے تو شرماتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام باتوں سے باخبر ہے، جس وقت پر یہ لوگ ایسی باتیں کہہ رہے تھے کہ جن کو نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ یہ خود پسند کرتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے، قوم طعمہ یعنی بنی ظفر دنیاوی زندگی میں تو تم نے طعمہ کی طرف سے جھگڑا کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کو طعمہ کی جانب سے کون جواب دے گا یا طعمہ پر عذاب خداوندی کا کون ذمہ دار ہوگا۔

(۱۱۰) اور جو چوری کرے اور جھوٹی قسم کھا کر بہتان باندھ کر اپنے آپ کو نقصان پہنچائے، پھر گناہوں سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔

(۱۱۱) اور جو شخص چوری کر کے پھر اس پر جھوٹی قسم کھاتا ہے تو اس کی سزا وہ خود بھگتتا ہے اور اللہ تعالیٰ زرہ کے چوری کرنے والے کو اچھی طرح جاننے والا ہے اور وہ حکیم ہے کہ اس چور پر ہاتھ کاٹے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

وَمَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓئَةً
اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۴
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ
اَنْ یُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَكَ مِنْ
شَیْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾
لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ
مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۱۴﴾

اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ تو خود کرے لیکن اُس سے کسی بے گناہ کو متہم کرے تو اُس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا (۱۱۲) اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو اُن میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی ہوتی۔ اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اور خدا نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے (۱۱۳) ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں۔ ہاں (اُس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔ اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا تو ہم اُس کو بڑا ثواب دیں گے (۱۱۴)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۱۲) تا (۱۱۴)

(۱۱۲) اور جو شخص چوری کرے یا اس پر جھوٹی قسم کھائے اور لبید بن سہل ایسے نیک اور بے گناہ پر ایسا الزام لگائے تو اس نے خود اپنے اوپر ایک بہتان عظیم اور اس گناہ کی سزا لا دلی ہے

(۱۱۳) اور اگر آپ ﷺ پر نبوت اور جبریل امین کو آپ کے پاس بھیج کر اللہ کی طرف سے فضل اور رحمت نہ ہوتی تو طعمہ کی قوم نے تو آپ کو صحیح حکم سے غلطی میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

لیکن اس کا نقصان اسی پر ہے جو جھوٹی گواہی دے اور ہم نے آپ ﷺ پر بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا، جس میں حلال و حرام اور تمام فیصلوں کو بیان کر دیا ہے اور آپ کو بذریعہ قرآن حکیم ان احکام و حدود سے آگاہ کیا جن سے آپ نزول قرآن سے پہلے آگاہ نہ تھے اور نبوت کی وجہ سے آپ پر بڑا فضل ربی ہے۔

(۱۱۴) قوم طعمہ کی سرگوشیوں میں کوئی خیر اور برکت نہیں، البتہ جو مساکین کو صدقہ و خیرات دینے یا کسی شخص کو قرض دینے یا طعمہ اور زید بن سمین کے درمیان باہم اصلاح کرنے کی ترغیب کرے تو ایسی صلاح پر مبنی سرگوشیوں کی بھی گنجائش ہے سو جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے یہ باتیں کرے تو ہم اس کو جنت میں پورا ثواب دیں گے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُھُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُھُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَھْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بُری جگہ ہے (۱۱۵) خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اُس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس نے خدا کے ساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دور جا پڑا (۱۱۶) یہ جو خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں تو عورتوں ہی کی۔ اور پکارتے ہیں تو شیطان سرکش ہی کو (۱۱۷) جس پر خدا نے لعنت کی ہے (وہ خدا سے) کہنے لگا میں تیرے بندوں سے (غیر خدا کی نذر دلوا کر مال کا) ایک مقرر حصّہ لے لیا کروں گا (۱۱۸) اور اُن کو گمراہ کرتا اور اُمیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ خدا کی بنی ہوئی صُورتوں کو بدلتے رہیں۔ اور جس شخص نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا (۱۱۹) وہ ان کو وعدے دیتا ہے اور اُمیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ شیطان اُنہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے (۱۲۰) ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ وہاں سے مخلصی نہیں پاسکیں گے (۱۲۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ابد الآباد اُن میں رہیں گے۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے (۱۲۲) (نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص بُرے عمل کرے گا اُسے اُسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار (۱۲۳)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۱۵) تا (۱۲۴)

(۱۱۵) اور جو شخص توحید اور امر حق کے ظاہر ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی ان باتوں میں مخالفت کرے یعنی طعمہ اور مسلمانوں کے دین پر مشرکین مکہ کے دین کو ترجیح دے اور اس راستہ کو اختیار کرے، سو دنیا میں جو طریقہ اس نے اختیار کیا ہے یعنی کفر، اسی پر ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور آخرت میں دوزخ میں داخل کریں گے۔

شان نزول: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ (الخ)

جب قرآن کریم کا یہ حکم نازل ہوا تو رسول اکرم ﷺ ہتھیار لے کر آئے اور رفاعہ ﷺ کو دے دیے اور بشیر منافق مشرکوں کے ساتھ جا کر مل گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس جا کر اترا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

نازل فرمائیں۔امام حاکمؒ فرماتے ہیں امام مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابن سعدؒ نے طبقات میں اپنی سند کے ساتھ محمود بن لبید سے روایت نقل کی ہے کہ بشیر بن حارث نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے چچا علیہ رفاعہ بن زید پر زیادتی کی اور ان کے گھر میں نقب لگا کر ان کا کھانا اور دو زرہیں چرالیں، قتادہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ بتایا، آپ نے بشیر کو بلایا اور اس سے اس کی تحقیق کی، اس نے اسی گھرانے میں سے لبید بن سہل کو جو حسب ونسب والے تھے متہم کیا، چنانچہ آیات قرآنیہ بشیر کی تکذیب اور لبید رضی اللہ عنہ کی برأت میں نازل ہوگئیں جب آیات قرآنیہ بشیر کی تکذیب میں نازل ہوئیں تو وہ مرتد ہوکر مکہ مکرمہ سے بھاگ گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس پڑاؤ کیا اور وہاں رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنا شروع کیے۔ ☆

تب اس کے بارے میں وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ (الخ) یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کی ہجو کی یہاں تک کہ وہ وہاں سے لوٹ آیا۔

اور یہ واقعہ ماہ ربیع ۴ھ میں پیش آیا۔

(۱۱۶) طعمہ کے طریقہ پر جو حالت شرک پر مرجائے گا، اس کی مغفرت نہ ہوگی اور شرک سے کم جو گناہ ہوں گے جو اس کا اہل ہوگا تو اس کی مغفرت فرمادیں گے۔

(۱۱۷) اہل مکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ لات، عزیٰ، مناۃ ایسے بتوں کو پوجتے ہیں کہ جن میں کچھ بھی جان نہیں گویا یہ صرف شیطان کی پوجا کرتے ہیں جو کہ سخت قسم کا سرکش ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک خیر سے دور کردیا ہے۔

(۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰) اس ابلیس ملعون نے کہا تھا کہ ضرور ایک بڑے حصے کو تیری اطاعت سے بے راہ کرکے اپنا حصہ اس سے لوں گا یا یہ کہ ہزار میں سے نوسو ننانوے کو دوزخ میں داخل کراؤں گا اور ہدایت سے گمراہی پر لاؤں گا اور جو شخص شیطان کی پوجا کرتا ہے وہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے کھلے نقصان میں ہے۔

شیطان ان سے یہ وعدے کرتا ہے کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں اور یہ جھوٹی امید دلاتا ہے کہ دنیا کا خاتمہ نہیں ہوگا۔

(۱۲۱) ان کفار کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ جس سے انھیں نجات نہیں ملے گی۔

(۱۲۲) جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کرتے ہیں ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جہاں محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، پاکیزہ شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، یہ حضرات ہمیشہ جنت میں رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے، جنت اور دوزخ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے، وہ یقیناً ہوکر رہے گا۔

(۱۲۳) اے گروہ مسلمین نہ تمہاری خواہشوں سے کام چلتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد کسی گناہ پر مواخذہ ہوگا اور نہ

☆ سازش کے طور پر مسلمان ہوا تھا اب ظاہری اسلام کا پردہ اتار کر اپنے اصل روپ میں سامنے آگیا جو ارتداد و کفر کا تھا و گرنہ حضور ﷺ کی تربیت پایا ہوا کوئی شخص اسلام سے نہیں پھرا، یہ شخص حضور ﷺ کا گستاخ تھا اس کا اسلام تھا ہی نہیں (مترجم)

اہل کتاب کی خواہشوں سے کہ ہم دن میں جو گناہ کرتے ہیں وہ رات کو معاف ہو جاتے ہیں اور رات کو جو گناہ کرتے ہیں وہ دن میں معاف کر دیے جاتے ہیں۔

بلکہ مسلمانوں میں سے جو برائی کا کام کرے گا، اسے دنیا میں یا مرنے کے بعد جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کا بدلا دیا جائے گا اور کافر کو آخرت میں دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد اس کا بدلا مل جائے گا اور اسے عذاب الٰہی سے کوئی یار و مددگار نجات دلانے والا نہیں ملے گا۔

شانِ نزول: لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کہا جنت میں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں جائے گا اور قریش نے کہا کہ ہم دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے بیانِ حقیقت کے طور پر یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ تمہاری آرزوئیں اور نہ اہل کتاب کی آرزوئیں کارگر ہوں گی۔

اور ابن جریرؒ نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ اور مسلمانوں نے باہم فخر کیا مسلمانوں نے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ۝ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ۗ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝

اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور اُن کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی (۱۲۴) اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا اور وہ نیکو کار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا (۱۲۵) اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۱۲۶) (اے پیغمبر) لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا تم کو ان کے (ساتھ نکاح کرنے کے) معاملے میں اجازت دیتا ہے اور جو حکم اس کتاب میں پہلے دیا گیا ہے۔ وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم اُن کا حق تو دیتے نہیں اور خواہش رکھتے ہو کہ اُن کے ساتھ نکاح کر لو اور (نیز) بیچارے بے کس بچوں کے بارے میں۔ اور یہ (بھی حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔ اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اُس کو جانتا ہے (۱۲۷)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۲٤) تا (۱۲۷)

(۱۲۴) اور مرد اور عورتوں میں سے جو اطاعت خداوندی کرے گا، بشرطیکہ وہ صدق دل کے ساتھ اللہ پر ایمان رکھنے والا ہوگا تو گٹھلی کے چھلکے برابر بھی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

شان نزول: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ (الخ)

نیز اسی طرح قتادہ، ضحاک، سدی اور ابو صالح سے بھی روایت نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سب دین والوں نے باہم فخر کیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کچھ لوگ یہودیوں کے اور کچھ عیسائیوں کے اور کچھ مسلمانوں کے بیٹھے یہ لوگ کہنے لگے کہ ہم افضل ہیں اور انھوں نے کہا کہ ہم افضل ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور نیز مسروق سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو اہل کتاب نے کہا کہ ہم اور تم سب برابر ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو الخ۔

(۱۲۵۔۱۲۶) اور ایسے شخص سے زیادہ مضبوط اور اچھا کس کا دین ہوگا جو اپنے دین اور عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو کر کرے گا اور توحید پر کاربند ہو کر قول و عمل میں نیکی کرے گا۔ تمام مخلوقات اور ہر ہر چیز بشمول غلام اور باندیاں سب اللہ تعالیٰ کی ملک میں داخل ہیں اور وہ تمام آسمانوں و زمین والوں کی ہر ایک بات کا کامل طریقہ پر علم رکھنے والا ہے۔

(۱۲۷) آپ سے عورتوں کی میراث کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، یہ سوال حییہ نے کیا تھا، اللہ تعالیٰ اسے بیان فرماتے ہیں اور ام کحہ کی لڑکیوں کے بارے میں جو لوگ ان کی میراث کا واجب حصہ نہیں دیتے تھے، وہ بھی اس سورت کے ابتدا میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے (تاکہ تم آئندہ اس طرح کی بے اعتدالیوں سے رک جاؤ)۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس سورت کے شروع میں بیان فرمادیا ہے اور تم ان یتیموں کی عورتوں سے ان کی غربت کی وجہ سے نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو، لہٰذا ان عورتوں کو ان کا مال دے دو، تاکہ ان کے مال کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو ان سے شادی کرنے کی ترغیب ہو اور اللہ تعالیٰ بچوں کی میراث کا بھی حکم بیان کرتے ہیں اور یہ چیز بھی بیان کرتے ہیں کہ یتیموں کے اموال کی عدل و انصاف کے ساتھ نگرانی کرو اور جو بھی تم ان لوگوں کے ساتھ احسان کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری نیتوں سے آگاہ ہیں۔

شان نزول: وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (الخ)

امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی ہو جس کی وہ پرورش کر رہا ہو اور اس کا ولی اور وارث بھی وہی ہو اور یہ لڑکی اس کے مال میں حتیٰ کہ کھجور کے درخت میں بھی شرکت رکھتی ہو۔ اب وہ شخص اس لڑکی سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور دوسرے کسی سے اس کا

نکاح پسند نہ کرے کہ کہیں وہ اس کے مال میں شریک ہوجائے گا تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جابر ﷺ کی ایک چچازاد بہن تھیں اور وہ بہت مالدار تھیں جوان کو ان کے باپ سے وراثت میں ملا تھا، جابر ﷺ خود ان سے نکاح کرنا نہیں چاہتے اور کسی دوسرے شخص سے اس ڈر کی وجہ سے ان کی شادی نہ کرتے تھے کہ خاوند اس کا مال لے جائے گا، چنانچہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کر لیں اور صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو گے تو خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۲۸) اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر میں لٹک رہی ہے۔ اور اگر آپس میں موافقت کر لو اور پرہیزگاری کرو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲۹) اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے) اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو خدا ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کر دے گا اور خدا بڑی کشائش والا اور حکمت والا ہے (۱۳۰) اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو بھی اور (اے محمد ﷺ) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا بے پروا اور سزاوار حمد و ثنا ہے (۱۳۱) اور (پھر سن رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے (۱۳۲)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۲۸) تا (۱۳۲)

(۱۲۸) عمیرہ کو اپنے خاوند اسعد بن ربیع کے بارے میں یہ خوف ہوا کہ وہ ان سے ہمبستری اور گفتگو اور ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسی صورت میں میاں بیوی کو باہم اس طریقہ پر صلح کر لینی چاہیے کہ جس سے عورت راضی ہو جائے اور ظلم و زیادتی سے باز آ کر عورت کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے صلح کر لینا بہتر ہے۔

کیونکہ نفس میں طبعاً بخل و حرص ہوتا ہے، عورت خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں بخل کرتی ہے، اور یا یہ کہ بعض

عورت کی حرص وطمع اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔

اور اگر تم جوان اور بوڑھی کے درمیان تقسیم اور خرچہ میں برابری کرو اور غلط برتاؤ اور بے رخی سے احتیاط رکھو تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔

شان نزول: وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ (الخ)

ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بوڑھی ہوگئیں تو ان کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ ان کو علیحدہ کر دیں گے، انھوں نے اس چیز کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور امام ترمذی نے اسی طرح ابن عباس ؓ، سے روایت نقل کی ہے۔

اور سعید بن منصورؒ نے سعید بن مسیب ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی رافع بن خدیج ؓ کے نکاح میں تھیں، رافع کو ان سے کچھ لاپروائی ہوئی بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے تو انھوں نے ان کو طلاق دینا چاہی تو یہ بولیں کہ مجھے طلاق مت دو اور جو تم چاہو وہ حصہ میرے لیے متعین کر دو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس روایت کا موصول طریقہ پر ایک شاہد پر ایک شاہد موجود ہے، جس کو امام حاکم نے بواسطہ سعید بن مسیب ؓ رافع ابن خدیج سے روایت کیا ہے۔

نیز امام حاکمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اور یہ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (الخ) ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کے نکاح میں ایک عورت تھی اور اس سے اولاد بھی کافی تھی، اس شخص نے اس عورت کو طلاق دینا چاہی مگر یہ اس بات پر راضی ہوگئیں کہ مجھے اپنے پاس ہی رکھو اور میرے لیے اپنی جائیداد میں سے کوئی حصہ متعین نہ کرو۔

ابن جریر نے سعید بن جبیر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ایک عورت آئی اور کہنے لگی اپنے خرچہ میں سے میرے لیے کچھ حصہ متعین کر دو اگرچہ وہ پہلے اس بات پر راضی ہوگئی تھی، کہ اس کا خاوند نہ اس کو طلاق دے اور نہ اس کے پاس آئے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ نازل فرمایا وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ، یعنی انسان حرص کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔

(۱۲۹) اور تم دلی محبت میں اگرچہ پوری کوشش کرو کبھی بھی اپنی سب بیبیوں میں برابری نہیں کر سکتے، لہٰذا تم بالکل جوان کی طرف مت جھک جاؤ (بلکہ ظاہراً عدل کی پوری کوشش کرتے رہو)۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

اور دوسری بوڑھی کو قیدی کی طرح مت کر دو کہ نہ اس کا خاوند والیوں میں شمار ہو اور نہ وہ بیوہ ہی سمجھی جائے

اسے یہ اذیت مت دو اور اگر تم سب میں برابری کرو اور ایک طرف بالکل جھک جانے سے ڈرو اور تقاضائے عدل کی تکمیل میں جو کمی رہ جائے اس پر توبہ کرو اور ایسی توبہ پر تمہیں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

(۱۳۰) اور اگر دونوں میاں بیوی طلاق وغیرہ کی بنا پر علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خاوند کو دوسری بیوی دے کر اور بیوی کو دوسرا خاوند عطا کر کے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے عدل و انصاف والا راستہ نکال دیا ہے۔ اسعد بن ربیع ﷺ کی ایک بیوی جوان تھیں وہ ان کی طرف زیادہ مائل تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور جوان اور بوڑھی کے درمیان برابری کرنے کا حکم دیا۔

(۱۳۱۔۱۳۲) تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہے۔

اور ہم نے اہل توریت کو توریت میں اور اہل انجیل کو انجیل میں اور ہر ایک کتاب والے کو اس کی کتاب میں اور امت محمدیہ ﷺ کو ان کی کتاب میں اطاعت خداوندی کا حکم دیا تھا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرو تو تمام فرشتے اور جن وانس سب اس کی غلامی میں داخل ہیں اور وہ تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے وہ تمہارا محتاج نہیں لیکن اس کی بندہ نوازی ہے کہ وہ تمہاری معمولی سی نیکی قبول کرتا ہے اور بہت زیادہ ثواب دیتا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۔

لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) اور لوگوں کو پیدا کر دے۔ (اور خدا اس بات پر قادر ہے) (۱۳۳) جو شخص دنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو خدا کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کے لیے اجر (موجود) ہیں۔ اور خدا سنتا دیکھتا ہے (۱۳۴) اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۳۵)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۳۳) تا (۱۳۵)

(۱۳۳) اے لوگو اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کر کے تم سے بہترین جو تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہو دوسری مخلوق کو پیدا کر دے۔

(۱۳۴) جو ان کے اعمال سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں، صرف دنیاوی منافع چاہتا ہے تو وہ اپنی نیت کو درست کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرے کیوں کہ اس کی قدرت میں دنیا و آخرت کے تمام منافع ہیں اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔

(۱۳۵) گواہی دینے میں عدل و انصاف پر خوب قائم رہو اور تم شہادت میں حق سے مت ہٹنا اور اگر تم کج روی اور حکام کے سامنے گواہی دینے سے احتراز کرو گے تو اللہ تعالیٰ شہادت کے چھپانے کے گناہ اور اس کے اظہار کی نیکی سے باخبر ہے۔☆

یہ آیت معتیس بن حبابہ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کے پاس ان کے والد کے خلاف گواہی تھی۔ یعنی جو عہد میثاق میں ایمان لائے تھے اور اس کے بعد کفر اختیار کر لیا، آج کے دن ایمان لے آؤ یا یہ کہ ان کے آباء کے نام لے کر کہا گیا ہے کہ اے ایمان والوں کی اولاد۔ حضرت عبداللہ بن سلام، اسد بن کعب، اسید بن کعب، ثعلبہ بن قیس، سلام بن اخت، مسلمہ، یامین بن یامین، یہ سب اہل توریت میں سے ایمان دار لوگ تھے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تو اس وقت دو آدمی غنی اور فقیر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے۔

اور رسول اکرم ﷺ اس خیال سے کہ فقیر مالدار آدمی پر ظلم نہیں کر سکتا، فقیر کی حمایت میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمائی اور مالدار اور فقیر کے درمیان انصاف کرنے کا حکم دیا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝

مومنو! خدا پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخر الزماں) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔ اور جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روزِ قیامت سے انکار کرے وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔ (۱۳۶) جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کو خدا نہ بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا (۱۳۷) (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دورخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے (۱۳۸) جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے (۱۳۹)

☆ گواہی کو چھپانا اسلام میں غیر پسندیدہ ہے' وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ "
(اور تم گواہی کو مت چھپاؤ جو گواہی چھپاتا ہے اسکا دل گناہگار ہے۔ (البقرۃ) (مترجم)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۳۶) تا (۱۳۹)

(۱۳۶) ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہ حضرات جو موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور قرآن کریم سے پہلے سابقہ انبیاء پر جو کتابیں نازل کی گئی ہیں، ان پر ایمان لے آئیں اور جو اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتوں یا اس کی کتابوں یا اس کے رسولوں یا بعث بعد الموت کا انکار کرے تو وہ شخص گمراہی میں بڑا دور جا پڑا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ سب حضرات فی الفور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(۱۳۶۔۱۳۷) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی حالت کو بیان فرماتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائے یعنی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کا انکار کیا اور حضرت عزیر علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔

اب رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار پر تلے ہوئے ہیں، سو جب تک یہ لوگ اس پر قائم رہیں گے نہ ان کو دین حق کی رہنمائی ہوگی اور نہ صحیح راستہ ملے گا۔

(۱۳۸۔۱۳۹) اس کے بعد والی آیات منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو اور جو قیامت تک ان میں اس حالت پر قائم رہے گا ایسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے کہ جس کی تکلیف ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اب منافقین کی علامات بیان فرماتے ہیں کہ یہ یہودی خالص مومنین کو چھوڑ کر کفار کو مددگار بناتے ہیں کیا یہ ان یہودیوں کے پاس جا کر طاقتور اور باعزت رہنا چاہتے ہیں۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ
اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ
الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا
اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ
نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۧ

اور خدا نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے (۱۴۰) جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں اگر خدا کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو۔ تو (ان سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھ) سے بچایا نہیں۔ تو خدا تم میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا (۱۴۱)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۴۰) تا (۱۴۱)

(۱۴۰) مسلمانو! جس وقت تم مکہ مکرمہ میں تھے تو قرآن کریم میں تمہارے پاس یہ فرمان بھیجا گیا تھا کہ جب تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر اور تضحیک سنو تو ان کے پاس مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کے علاوہ دوسری گفتگو نہ شروع کردیں اور اگر بغیر کراہت کے تم ان کے ساتھ بیٹھو گے تو کفر اور دین کا مذاق اڑانے میں تم بھی ان کے ساتھ شریک سمجھے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے منافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو اور کفار مکہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں اور کفار مدینہ منورہ کعب اور اس کے ساتھیوں کو جہنم میں جمع کرے گا۔

(۱۴۱) اور یہ منافق ایسے سازشی و مفاد پرست ہیں کہ تم پر پریشانیاں اور تکالیف پڑنے کے منتظر رہتے ہیں، پھر اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح غنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو یہ منافقین مسلمانوں سے باتیں کرتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے دین پر نہیں، ہمیں بھی مال غنیمت دو اور اگر اتفاق سے کفار کو دولت مل گئی تو یہ منافق ان سے جا کر باتیں ملاتے ہیں کہ کیا ہم نے تم سے رسول اکرم ﷺ کا راز فاش نہیں کیا تھا اور تمہیں آپ ﷺ کے ارادوں سے خبردار نہیں کیا تھا اور کیا ہم نے مسلمانوں سے تمہاری حفاظت نہیں کرائی تھی۔

اے گروہ منافقین اور یہود اللہ تعالیٰ تمہیں مسلمانوں پر دائمی غلبہ کبھی بھی نہیں دے گا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔ (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھانے کو اور خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم (۱۴۲) بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ ان کی طرف۔ اور جس کو خدا بھٹکائے تو تم اس کے لیے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے (۱۴۳) اے اہل ایمان! مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر خدا کا صریح الزام لو۔ (۱۴۴) کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے (۱۴۵) ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور خدا (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے اور خدا عنقریب مومنوں کو بڑا ثواب دے گا (۱۴۶) اگر تم (خدا

کے) شکر گزار رہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور خدا تو قدر شناس (اور) دانا ہے (۱۴۷)

تفسیر سورة النساء آیات (۱٤۲) تا (۱٤۷)

(۱۴۲۔۱۴۳) عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی خفیہ طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی تکذیب اور اس کے دین کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکر اور دھوکہ کر رہے ہیں، اس کی سزا قیامت کے دن ان کو مل جائے گی کہ پل صراط پر گزرنے کے وقت ان سے مومنین کہیں گے کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو اور یہ لوگ بخوبی جانتے ہوں گے کہ ان کے پاس وہاں روشنی بجھ جائے گی اور لوٹنے کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔

اور جب یہ نماز کے لیے آتے ہیں تو بہت سستی کے ساتھ آتے ہیں، جب دوسرے لوگ انھیں دیکھیں تو نماز پڑھ لیتے ہیں ورنہ چھوڑ دیتے ہیں، ریاء اور دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو کر نماز نہیں پڑھتے۔

یہ کفر و ایمان کے بیچ ہیں، دل میں کفر ہے اور منہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں، نہ ظاہر و باطن میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں کہ ان کے لیے وہ چیزیں واجب نہ ہوں جو مسلمانوں کے لیے واجب ہوتی ہیں۔

اور نہ پورے طریقہ سے یہودیوں کے ساتھ ہیں کہ ان پر بھی کہیں وہ احکام نافذ نہ ہوں جو یہودیوں پر ہوتے ہیں جو دین حق سے خفیہ طریقہ پر بے راہ ہوتا ہے تو اسے پھر دین حق کے لیے کوئی راستہ نہیں ملتا۔

(۱۴۴) خواہ منافق ہوں جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اور خواہ دوسرے یہودی ہوں کیا تم ان منافقین سے دوستی کر کے یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر رسول اللہ ﷺ کی صریح حجت اور قتل کی معقول وجہ قائم کرلو۔

(۱۴۵) عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اپنی برائیوں اور مکر و فریب اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷢ کے ساتھ خیانت کرنے کی وجہ سے جہنم میں ہیں۔

(۱۴۶) البتہ جو لوگ نفاق سے سچی توبہ کرلیں اور مکر و فریب کو چھوڑ کر حقوق اللہ کی بجا آوری کریں اور توحید خداوندی پر باطنی طور پر بھی مضبوطی سے قائم ہو جائیں اور توحید کو خالص کرلیں تو وہ باطنی طور پر یا وعدہ خداوندی یا ظاہر و باطن کے اعتبار سے یا جنت میں مومنوں کے ساتھ ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنت میں کامل ثواب عطا فرمائے گا۔

(۱۴۷) اور اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ اور ظاہری اور باطنی اعتبار سے ایمان لے آؤ وہ ذات تو معمولی سی نیکی کو قبول کرتی اور بہت زیادہ ثواب دیتی ہے وہ رب کریم شکر گزاروں اور ناشکری کرنے والے کو بخوبی جانتے ہیں۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا
عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ
يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو۔ اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے (۱۴۸) اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے تو خدا بھی معاف کرنے والا (اور) صاحب قدرت ہے (۱۴۹) جو لوگ خدا سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں (۱۵۰) وہ بلا اشتباہ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۵۱) اور جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا (یعنی سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان (کی نیکیوں) کے صلے عطا فرمائے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۵۲)

تفسیر سورة النساء آیات (۱٤۸) تا (۱۵۲)

(۱۴۸) البتہ جس کو اس کی اجازت دی گئی جو مظلوم ہو، وہ مظلوم کی پکار کو سننے والا اور ظالم کی سزا کا جاننے والا ہے، یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے ایک شخص کی زبان درازی پر اسے برا کہا تھا۔

شان نزول: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ (الخ)

ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یعنی اللّٰہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے، ماسوائے مظلوم کے۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کو اپنے ہاں مہمان رکھا لیکن صحیح طور پر اس کی مہمان نوازی کا حق ادا نہ کیا۔ اس نے وہاں سے آنے کے بعد لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ میں فلاں صاحب کا مہمان ہوا لیکن اس نے مہمان داری کا حق ادا نہیں کیا اس طرح اس شخص نے برائی کا اظہار کیا لیکن یہ شخص مظلوم تھا اس لیے اِلَّا مَنْ ظُلِمَ سے اس کے اظہار کی اجازت دی گئی۔

(۱۴۹) اگر تم خوبی اور بھلائی کے ساتھ جواب دو اور اس کو گھٹیا نہ سمجھو یا ظلم پر درگزر کرو تو اللّٰہ تعالیٰ مظلوم کو معاف کرنے والا اور ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دینے والا ہے۔

(۱۵۰۔۱۵۱) یعنی کعب اور اس کے ساتھی نبوت اور اسلام میں فرق چاہتے ہیں اور بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر

ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے بیچ ایک نیا مفاد پرستانہ راستہ نکال لیں، ہم نے ان یہود وغیرہ کے لیے آخرت میں سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۱۵۲) اور عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو انبیاء کرام اور اللّٰہ تعالیٰ کی عطا کردہ نبوت اور اسلام میں کوئی فرق نہیں کرتے ہم ان کو جنت میں ثواب اور درجہ دیں گے اور جو ان میں سے توبہ کی حالت میں انتقال کر گئے تو اللّٰہ تعالیٰ غفور الرحیم ہیں۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

(اے محمد ﷺ) اہل کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ان پر ایک (لکھی ہوئی) کتاب آسمان سے اتار لاؤ۔ تو یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں (ان سے) کہتے تھے ہمیں خدا کو ظاہر (یعنی آنکھوں سے) دکھا دو سو ان کے گناہ کی وجہ سے ان کو بجلی نے آ پکڑا پھر کھلی نشانیاں آئے پیچھے بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے تو اس سے بھی ہم نے درگزر کی۔ اور موسیٰ کو صریح غلبہ دیا (۱۵۳) اور ان سے عہد لینے کو ہم نے ان پر کوہ طور اٹھا کھڑا کیا اور انہیں حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے میں (داخل ہونا تو) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتے کے دن (مچھلیاں پکڑنے) میں تجاوز (یعنی حکم کے خلاف) نہ کرنا غرض ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا (۱۵۴)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۵۳) تا (۱۵٤)

(۱۵۳) کعب اور اس کے ساتھی توریت کی طرح ایک نوشتہ کی درخواست کرتے ہیں یا چاہتے ہیں کہ ان پر ایسی کتاب نازل کر دی جائے جس میں ان کی خیر و شر ثواب و عذاب و دیگر اعمال سب کچھ ہو، آپ سے جو سوال کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر انھوں نے حضرت موسیٰ سے سوال کیا تھا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے ڈھٹائی اور جرأت کرنے کی وجہ سے ان کو آگ نے جلا دیا۔

مگر ان اوامر و نواہی کے آجانے کے باوجود انھوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، مگر اس زیادتی کے باوجود ہم نے معاف کیا اور ان کا خاتمہ نہیں کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تائید حق کیلئے ہم نے ید بیضاء اور عصا کا معجزہ دیا تھا۔

شان نزول: يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس اللّٰہ کی طرف سے الواح لے کر آئے، آپ بھی ہمارے پاس الواح لائیں تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں، اس پر یَسْئَلُكَ سے لے کر بُھْتَانًا عَظِيْمًا تک یہ آیات نازل ہوئیں تو ان یہودیوں میں سے ایک شخص گھٹنوں کے بل گر پڑا اور کہنے لگا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ پر موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر اور کسی پر کوئی چیز نازل نہیں کی اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

(۱۵۴) ان لوگوں سے پختہ میثاق لینے کے لیے کوہ طور کو اکھاڑ کر ہم نے ان کے سروں پر اٹھا لیا تھا اور انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ باب اد یحاء سے جھک کر عاجزی کے ساتھ داخل ہونا اور دیکھنا ہفتہ کے روز مچھلیاں مت پکڑنا اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے لیے بھی ان سے پختہ وعدہ لیا تھا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(لیکن انہوں نے عہد توڑ ڈالا) تو ان کے عہد توڑ دینے اور خدا کی آیتوں سے کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق مار ڈالنے اور یہ کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے (پڑے ہوئے) ہیں (خدا نے ان کو مردود کر دیا۔ اور ان کے دلوں پر پردے نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب خدا نے ان پر مہر کر دی ہے تو یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں (۱۵۵) اور ان کے کفر کے سبب اور مریم پر ایک بہتان عظیم باندھنے کے سبب (۱۵۶) اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو ملعون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی۔ اور جو لوگ۔ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور پیروی ظن کے سوا انکو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۵۸) اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے (۱۵۹) تو ہم نے یہودیوں کے ظلموں کے سبب (بہت سی) پاکیزہ چیزیں جو ان کو حلال تھیں حرام کر دیں۔ اور اس سبب سے بھی کہ وہ اکثر خدا کے رستے سے (لوگوں کو) روکتے تھے (۱۶۰) اور اس سبب سے بھی کہ باوجود منع کیے جانے کے سود لیتے تھے اور اس سبب بھی کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کیلئے ہم نے درد دینے والا عذاب تیار رکھا ہے (۱۶۱)

تفسیر سورة النساء آیات (۱۵۵) تا (۱۶۱)

(۱۵۵) چنانچہ معاہدہ کی عہد شکنی کی بنا پر جو ہم نے سزا دینی تھی وہ ان کو سزا دی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار کی وجہ سے ان پر جزیہ مسلط کر دیا اور کیوں کہ انھوں نے انبیاء کرام کو ناحق قتل کیا، اس وجہ سے ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا۔

اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ "ہمارے دل ہر ایک علم کے محفوظ برتن ہیں" (یہ انکی خود فریبی ہے)، وہ آپ کے علم اور آپ کے کلام کو محفوظ نہیں کر سکتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لیے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی ان میں سے اسلام قبول نہیں کرے گا۔

(۱۵۶۔۱۵۷۔۱۵۸) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے انکار اور ان پر جھوٹے الزام کی وجہ سے ہم نے ان کو سؤر بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے دعوے پر ان کے ساتھی قطیانوس کو ہلاک کر دیا، قطیانوس کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص ہو گیا، اس نے اس کو قتل کر دیا، ان کے پاس تو ان کے قتل کا شبہ بھی نہیں یقیناً انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے زبردست ہیں اور ساتھ ہی حکیم بھی ہیں کس طرح اپنے نبی کو حفاظت کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا اور ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا۔

(۱۵۹) نیز جب حضرت عیسیٰؑ دوبارہ اتریں گے، اس وقت بھی جو یہودی موجود ہوں گے وہ اس بات کی تصدیق کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔

(۱۶۰۔۱۶۱) اور ان یہودیوں کے ظلم کرنے اور دین خداوندی سے روکنے اور سود کو حلال سمجھنے کی وجہ سے اللہ ان پر ناراض ہے حالاں کہ توریت میں ان تمام امور کی صراحتاً ممانعت کر دی گئی تھی اور پھر مزید یہ کہ ظلم اور رشوت کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے وہ پاکیزہ چیزیں جو تمہارے لیے حلال تھیں اللہ کی طرف سے حرام کر دی گئیں جیسا کہ چربیاں، اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ وغیرہ۔

اور ان یہودیوں کے لیے ایسا عذاب ہے کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓىِٕكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا۠ اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا۝

مگر جو لوگ ان میں سے علم میں پکے ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور روز آخرت کو مانتے ہیں۔ ان کو ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے (۱۶۲) (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور ان سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسٰیؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤدؑ کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی (۱۶۳) اور بہت سے پیغمبر ہیں کہ جن کے حالات ہم تم سے پیشتر بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کیے۔ اور موسٰیؑ سے تو خدا نے باتیں بھی کیں (۱۶۴)

تفسیر سورة النساء آیات (۱٦۲) تا (۱٦٤)

(۱۶۲) لیکن جو اہل علم توریت کا صحیح علم رکھتے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ قرآن کریم اور تمام کتب سماویہ پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا اقرار کرتے ہیں، اگرچہ دوسرے یہودی اس کا اقرار نہ کریں۔

اور تمام مومن قرآن کریم اور تمام آسمانی کتب کا اقرار کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو ادا کرتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، نیز تمام آسمانی کتب اور قرآن کریم پر ایمان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں اگرچہ یہود اس کا اقرار نہ کریں اور ہم ایسے اہل ایمان کو جنت میں اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

(۱۶۳) ہم نے آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بعد اور انبیاء کے پاس اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی جبریل امین کو اور اسی طرح اولاد یعقوب کے پاس بھی وحی بھیجی ہے۔

شان نزول: اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عدی بن زید نے کہا ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور شخص پر کوئی چیز نازل کی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۶۴) اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بھی جن کا اس سورت سے پہلے ہم آپ کو نام بتا چکے ہیں اور ان تمام رسولوں کو ہم نے اس لیے بھیجا ہے تاکہ مومنوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیں اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرا دیں۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

(سب) پیغمبروں کو (خدا نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا پر الزام کا موقع نہ رہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے (۱۶۵) لیکن خدا نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اس کی نسبت خدا گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کی ہے۔ اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور گواہ تو خدا ہی کافی ہے (۱۶۶) جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکا وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑے (۱۶۷) جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کے بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا (۱۶۸) ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے (۱۶۹) لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱۷۰)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۶۵) تا (۱۷۰)

(۱۶۵) رسولوں کو لوگوں کی طرف اس لیے بھیجا ہے تاکہ وہ قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کریں کہ رسولوں کو ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجا جو انبیاء کرام کی تبلیغ پر لبیک نہ کہے، حالانکہ اللہ نے لوگوں کو انبیاء کی دعوت کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس انکار رسل پر نافرمانوں سے انتقام لینے میں بہت زبردست اور حکیم ہیں۔

(۱۶۶) اہل مکہ نے کہا کہ ہم نے اہل کتاب سے آپ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تھا تو کسی نے بھی آپ کے نبی مرسل ہونے کی شہادت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ کی تردید میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ جبریل امین کے ذریعے سے نزول قرآن کی کوئی گواہی ہی کیوں نہ دے مگر اللہ تعالیٰ کی حضور ﷺ کے رسول برحق ہونے کی گواہی اس سے بھی بڑھ کر اور کافی ہے۔

شان نزول: لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں گئی، آپ نے ان سے فرمایا اللہ کی قسم تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں وہ بولے ہم نہیں جانتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دے رہے ہیں۔

(۱۶۷۔۱۶۸۔۱۶۹) جو لوگ اس کے بعد بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں تو وہ ہدایت سے بہت دور ہیں اور جو لوگ کفر اور شرک میں مبتلا ہیں تو جب تک وہ اپنی ان باتوں پر قائم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ نہ ان کی مغفرت فرمائے گا اور نہ ہدایت کے راستہ کی جانب ان کی رہنمائی فرمائے گا وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے نہ تو وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس جہنم سے نکالے جائیں گے اور یہ عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

(۱۷۰) خصوصا مکہ والو! رسول اکرم ﷺ تمہارے لئے توحید اور قرآن پاک لے کر آئے ہیں، تمہاری پچھلی حالت جاہلیت کی گمراہی کے مقابلے میں سے آپ کی اور قرآن ہدایت کی تصدیق کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم حضور اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کر بھی دو تو یاد رکھو! یہ سب رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے حکم کے غلام ہیں، وہ رب کریم ایماندار اور غیر ایماندار سے بخوبی واقف ہیں اور اس بات کا حکم دینے میں کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے وہ از حد حکیم ہیں۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۧ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝

اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول اور اس کا کلمہ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے۔ تو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور (یہ) نہ کہو (کہ خدا) تین ہیں (اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے۔ اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے (۱۷۱) مسیح اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ خدا کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں) اور جو شخص خدا کا بندہ ہونے کو موجب عار سمجھے اور سرکشی کرے تو خدا سب کو اپنے پاس جمع کر لے گا (۱۷۲)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۷۱) تا (۱۷۲)

(۱۷۱) یہ آیات نجران کے عیسائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان میں سے نسطوریہ فرقہ اس بات کا دعویدار تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں اور یعقوبیہ فرقہ کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہیں اور مرقوسیہ کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ثالث ثلاثہ ہیں اور ملکانیہ گروہ یہ کہتا تھا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خدا دونوں آپس میں شریک ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حد سے باہر مت نکلو یہ چیزیں صحیح نہیں، کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف

اللّٰہ تعالیٰ کے ایک کلمہ کی پیدائش ہیں اور اسکے حکم سے معجزاتی طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔

اے اہل کتاب! تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام رسولوں پر ایمان لاؤ ولد، والد اور زوجہ تینوں کو خدا مت کہو، اپنی مشرکانہ باتوں سے باز رہو اور اللہ کے حضور سچی توبہ کرو۔ یہی چیز تمہارے لیے بہتر ہے، حقیقت یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ تو وحدہٗ لاشریک ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ اس کی خدائی میں کوئی شریک ہے۔

اس کی ذات ان تمام چیزوں سے پاک ہے، وہ تمام مخلوق کا اللّٰہ ہے اور ان مشرکانہ خرافات سے نمٹنے کے لئے کافی ہے۔

(۱۷۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللّٰہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے میں ہرگز عار نہیں کریں گے، عیسائیوں نے کہا تھا محمد ﷺ آپ جو بیان کرتے ہیں یہ ہم لوگوں کے لیے عار ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس چیز میں کوئی عار نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللّٰہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور فرشتے بھی اللّٰہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے میں عار نہیں کرتے۔

اور جو شخص اللّٰہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار کرنے سے عار اور ایمان لانے سے تکبر کرے تو ہم قیامت کے روز مومن و کافر سب کو جمع کریں گے۔ (اور مومنوں کو کافروں کا انجام دکھا دیں گے)

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝

تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے وہ ان کو ان کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی عنایت کرے گا۔ اور جنہوں نے (بندہ ہونے سے) عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا اور وہ خدا کے سوا اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے (۱۷۳) لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل (روشن) آ چکی ہے اور ہم نے (کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے (۱۷۴) پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس (کے دین کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہے انکو وہ اپنی رحمت اور فضل کے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ اور اپنی طرف (پہنچنے کا) سیدھا رستہ دکھائے گا (۱۷۵)

تفسیر سورۃ النساء آیات (۱۷۳) تا (۱۷۵)

(۱۷۳۔۱۷۴) سو جنھوں نے ایمان کے ساتھ حقوق اللّٰہ کی پوری بجا آوری کی ہوگی تو ہم ان کو جنت میں کامل ثواب عطا کریں گے اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ عطا کریں گے اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان

لانے میں عار اور تکبر کیا تو ہم ان کو ایسی دردناک سزا دیں گے کہ نہ کوئی رشتہ دار اس وقت ان کے کام آئے گا اور نہ کوئی یار وتعلق دار ہی عذاب الٰہی سے بچائے گا۔

(١٧٥) اے اہل مکہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے رسول اکرم ﷺ تشریف لا چکے ہیں اور ان پر ہم نے ایسی کتاب بھیجی ہے جو حلال وحرام کو واضح طور پر بیان کرنے والی ہے۔

لہٰذا جو حضرات ان پر ایمان لائے اور توحید خداوندی کے تحت سے قائل ہوئے، ہم ان کو اپنے فضل سے جنت میں داخل کریں گے۔ اور دنیا میں ان کو سیدھی راہ پر قائم رکھیں گے یا یہ کہ دنیا میں ان کو ایمان پر ثابت قدم رکھیں گے اور آخرت میں جنت میں داخل کریں گے۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ع

(اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اس کے بہن ہو تو اس کو بھائی کے ترکے میں سے آدھا حصہ ملے گا اور اگر بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے تمام مال کا وارث بھائی ہوگا۔ اور اگر (مرنے والے بھائی کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے میں سے دو تہائی۔ اور اگر بھائی اور بہن یعنی مرد اور عورتیں ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے (یہ احکام) خدا تم سے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (١٧٦)

تفسیر سورة النساء آیت (١٧٦)

(١٧٦) یہ آیت جابر بن عبداللہ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا یا رسول اللہ میری ایک بہن ہے اس کے مرنے پر مجھے کیا حصہ ملے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت میراث نازل فرمائی کہ محمد ﷺ آپ سے کلالہ کی میراث کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے کلالہ کی میراث بیان فرماتا ہے، کلالہ وہ ہے۔ جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہو اور ایک عینی یا علاتی بہن ہو تو اس بہن کو مرنے والے کے کل ترکہ میں سے آدھا ملے گا اور اگر یہ کلالہ بہن مر جائے تو وہ شخص اس بہن کے تمام ترکہ کا وارث ہوگا۔

اور اگر علاتی یا عینی دو بہنیں ہوں تو ان کو مرنے والے کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر اس کلالہ کے چند عینی یا علاتی بھائی بہن ہوں تو پھر میراث کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ بھائی کو دہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملے گا (مگر عینی بھائی سے علاتی بہن بھائی سب ساقط ہو جاتے ہیں اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہو جاتے ہیں اور کبھی حصہ گھٹ

جاتا ہے)اور اللہ تعالیٰ یہ چیزیں اس لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ تم میراث وغیرہ کی تقسیم میں غلطی نہ کرو اور وہ ان تمام باتوں کو جاننے والا ہے۔

شان نزول: یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ (الخ)

امام نسائی نے ابوالزبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا بہت اچھا ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ آدھے مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا بہت ہی اچھا ہے، اس کے بعد آپ باہر تشریف لے گئے پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تمھیں اس بیماری میں موت نہیں آئے گی اور تمہاری بہنوں کو جو حصہ ملنا چاہیے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا اور وہ دو ثلث ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں، اس سورت کے شروع میں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، یہ اس کے علاوہ دوسرا واقعہ ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کلالہ کی میراث کا کیا ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں الخ۔

جب تم اس سورت کی تمام آیات کے ان اسباب نزول پر غور کرو گے جو ہم نے بیان کیے ہیں تو اس قول کی تردید سے اچھی طرح واقف ہو جاؤ گے جو سورۂ نساء کو مکی سورت کہتا ہے۔ (یعنی یہ مدنی سورۃ ہے نہ کہ مکی)

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ
الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا
الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ
۲ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞

سورۃ مائدہ مدنی ہے اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

<u>شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے</u>

اے ایمان والو اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے چار پائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ خدا جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے (۱) مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بےحرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار رہوں۔ اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے (۲)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۱) تا (۲)

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔

(۱) ان عہدوں کو پورا کرو جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے یا لوگوں کے درمیان ہیں۔

تمہارے لیے خشکی کے شکار مثلاً نیل گائے، جنگلی گدھا اور ہرن وغیرہ حلال کیے گئے ہیں، ماسوا ان جانوروں کے جو کہ تم پر اس سورت میں حرام کیے گئے ہیں مگر اس شکار کو احرام یا حرم میں حلال مت سمجھنا جس کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، حل وحرم میں حلال اور حرام کرتے ہیں۔

(۲) تمام آداب اور مناسک حج کو اپنے لئے حلال مت کرو اور نہ بے ادبی کرو حرمت والے مہینے کی اور نہ اس قربانی کے جانور کو پکڑو جو بیت اللہ روانہ کیا جا رہا ہے اور حرمت والے مہینے آنے کے لیے جن جانوروں کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہیں ان کو بھی مت پکڑو اور نہ ان لوگوں کو تنگ کرو جو بیت اللہ کے ارادہ سے جا رہے ہوں اور وہ یمامہ کے حاجی بکر بن وائل کی قوم اور شرع بن ضبیعہ کے تاجر ہیں اور وہ تجارت کے ذریعے روزی اور حج کی وجہ سے اپنے رب کی رضا کے طالب ہوں یا یہ کہ وہ تجارت کے ذریعے اپنے رب کے فضل اور رضا کے طالب ہوں اور جس وقت تم ایام تشریق کے بعد حرم سے باہر آ جاؤ تو اگر چاہو تو خشکی کے شکار کر لو اور ایسا نہ ہو کہ تمہیں مکہ والوں سے اس وجہ

سے بغض ہو کہ تمہیں انھوں نے حدیبیہ کے سال روک دیا تھا اگر اسطرح ہوا تو تمہارا یہ رویہ بکر بن وائل کے حاجیوں پر ظلم وزیادتی کا باعث نہ بن جائے۔

اطاعت خداوندی اور گناہ چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور حد سے تجاوز کرنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور بکر بن وائل کے حاجیوں پر ظلم کرنے میں بھی کسی کا ساتھ نہ دو اور جن باتوں کا اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اس میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

جو اوامر خداوندی کو نظر انداز کرے، اللّٰہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دیتے ہیں۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ حاطم بن بکر ہندی مدینہ منورہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر آئے، اسے بیچ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کی اور اسلام قبول کیا جب وہ وہاں سے چلے تو آپ نے اس کی طرف دیکھا اور آپ کے پاس جو حضرات بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے پاس اس فاجر کی صورت لے کر آیا اور عہد شکن کی پشت کے ساتھ واپس گیا، چنانچہ جب وہ یمامہ پہنچا تو مرتد ہوگیا اس کے بعد ماہ ذی قعدہ میں ایک قافلہ کے ساتھ غلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا، جب صحابۂ کرام کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے اس کے قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا، اس کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے مومنو اللّٰہ کی نشانیوں کی بے حرمتی مت کرو تو اس ہدایت کے آنے پر صحابہ کرام رک گئے کیونکہ صحابہ حکم الٰہی کے پابند تھے۔ نیز سدی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شانِ نزول: وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو مشرکین مکہ نے بیت اللّٰہ آنے سے روکا تھا، آپ مقام حدیبیہ میں تھے، سب پر یہ چیز بہت گراں گزری تھی۔

اتنے میں مشرق والوں کے مشرکین کا ایک گروہ عمرہ کے ارادہ سے ان کے پاس سے گزرا، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بولے کہ ہم بھی ان لوگوں کو روک سکتے ہیں، جیسا کہ ہمیں روک دیا گیا، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾

تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پاسوں سے قسمت معلوم کرو یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں (ان سے) کہہ دو کہ سب پاکیزہ چیزیں تم کو حلال ہیں اور وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جن کو تم نے سدھار کھا ہو اور جس (طریق) سے خدا نے تمہیں (شکار کرنا) سکھایا ہے (اس طریق سے) تم نے ان کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھا لیا کرو اور (شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت) خدا کا نام لے لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے (۴)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۳) تا (٤)

(۳) اللہ کی طرف سے جو جانور حلال کیے گئے ہیں، ان میں سے مردار جانوروں کا گوشت کھانا تم پر حرام کر دیا گیا ہے اور بہتا ہوا خون بھی اور جو جانور دانستہ (ارادے سے) غیر اللّٰہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر جائے اور وہ جانور جو لکڑی کی زد سے مر جائے اور وہ جانور جو پہاڑ سے گر کر یا کنوئیں میں گر کر مر جائے اور وہ جانور جو کسی کی ٹکر سے مر جائے اور جو کسی جانور کے پکڑنے سے مر جائے البتہ جن کو دم نکلنے سے پہلے شریعت کے مطابق ذبح کر ڈالو اور جو جانور غیر اللّٰہ کے مقامات پر ذبح کیا جائے اور وہ گوشت بھی حرام ہے جو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے تقسیم کیا جائے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ ان تیروں سے فال نکالنا حرام کر دیا گیا ہے، کیوں کہ ان کی ایک طرف لکھا ہوا تھا، کہ میرے پروردگار نے اس چیز کا حکم دیا اور دوسری طرف اس کی ممانعت تھی، یہ کفار اپنے کاموں میں ان تیروں سے فال نکالا کرتے تھے، اللّٰہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا کہ ان گناہ کے کاموں اور حرام چیزوں کا ارتکاب اللہ کی نافرمانی ہے اور ان امور شرک کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

حج اکبر یعنی حجتہ الوداع کے دن کفار مکہ تمہارے دین (اسلام) کے مغلوب ہوکر ان کے دین (کفر و شرک) کی طرف لوٹ آنے سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مایوس اور ناامید ہو گئے۔

لہٰذا رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور کفار کی مخالفت میں ان سے مت ڈرو بلکہ رسول اکرم ﷺ کے دین اور آپ کی اتباع کے ترک کرنے اور کفار کی موافقت کرنے میں مجھ (اللہ ہی) سے ڈرو۔

حج اکبر کے دن میں نے تمہارے دین کے تمام احکامات حلال وحرام اوامر ونواہی کو ہر ایک طریقہ سے کامل کر دیا، آج کے بعد تمہارے ساتھ میدان عرفات، منیٰ اور طواف اور صفا و مروہ کی سعی میں کوئی مشرک نہیں ہوگا اور اسلام کو تمہارے لیے منتخب کر لیا۔

(اب اس حوالے سے ضمناً حلال وحرام کا بیان ہو رہا ہے) البتہ جو بھوک کی شدت میں ضرورت کی وجہ سے مردار کھانے پر مجبور ہو جائے اس حال میں کہ گناہ کی طرف یا بغیر مجبوری کے کھانے کی طرف اس کا ارادہ نہ ہو اور وہ اس حالت اضطراب میں کچھ کھالے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں اور رحیم ہیں کہ اس نے ضرورت کے مطابق کھانے کی اجازت دی ہے۔

شانِ نزول: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (الخ)

ابن مندہؒ نے ''کتاب الصحابہ'' میں بواسطہ عبداللہ، جبلہ، جان بن جحر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا جس میں مردار کا گوشت تھا، اللہ تعالیٰ نے مردار کے گوشت کی حرمت نازل فرمائی تو، میں نے فوراً ہانڈی پھینک دی۔ (یہ تھا صحابہ کرام کا اطاعتِ الٰہی کا والہانہ جذبہ)۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۴) اے محمد ﷺ زید بن مہلہل طائی اور عدی بن حاتم طائی یہ دونوں شکاری تھے، شکار کے بارے میں آپ سے دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ کل حلال جانور ذبح شدہ اور جن شکاری جانوروں کی تم اس طرح سکھلائی کرو جیسا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ جب کتا شکار کو پکڑے تو اس کو نہ کھائے۔

تو ایسے سکھلائے ہوئے کتے جو تمہارے لیے شکار پکڑ لائیں تو ان کو کھالو اور شکار کے ذبح کرنے یا کتے کے چھوڑنے پر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور مردار کے کھانے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیوں کہ وہ سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یا یہ کہ جس وقت وہ حساب لیتے ہیں تو پھر بہت جلدی کر لیتے ہیں۔

شانِ نزول: يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ (الخ)

طبرانیؒ، حاکمؒ اور بیہقی نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ جبریل امینؑ رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ سے آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی مگر انھوں نے آنے میں کچھ تاخیر کی، اس کے بعد جبرائیل امینؑ نے آپ کی چادر مبارک پکڑی، آپ ﷺ باہر تشریف لائے، جبریل علیہ السلام دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ہم نے تو تمہیں اجازت دے دی تھی، انھوں نے فرمایا ٹھیک ہے، مگر ہم ایسے مکان میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا ہو، آپ نے نظر دوڑائی تو حجرہ کے کونے میں کتے کا پلا تھا، آپ نے ابورافع کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی کتا نہ چھوڑو، سب کو مار ڈالو۔

تو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس امت میں سے جس کے مار ڈالنے کا آپ نے حکم دیا ہے، کون سے کتے رکھنا ہمارے لیے حلال ہیں، اس پر آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کون سے جانوران کے لیے حلال ہیں۔

اور ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابورافع کو کتوں کے مار ڈالنے کے لیے بھیجا، وہ مارتے مارتے مدینہ کے نواح میں پہنچے، تو آپ کے پاس عاصم بن عدی اور سعد بن خثمہ اور عویمر بن ساعدہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان جانوروں میں سے کون سے ہمارے لیے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا تو صحابہ ؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس امت میں سے کون سی قسم کے جانور ہمارے لیے حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز شعبی کے طریق سے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ سے شکاری کتوں کا حکم دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا، آپ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ عدی ابن حاتم طائی اور زید بن مہلل طائی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کتوں اور باز کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں اور آل ذریح کے کتے، نیل گائے، جنگلی گدھے اور ہرنوں کا شکار کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مردار کو حرام کر دیا ہے۔ اب ہمارے لیے ان میں سے کون سی چیزیں حلال ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

۞ ۞ ۞

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ
لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ
ع بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ
وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ
اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ
وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ
قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝

آج تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے۔ اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ ان کا مہر دے دو۔ اور ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی۔ اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا (۵) مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو۔ خدا تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو (۶) اور خدا نے تم پر جو احسان کیے ہیں ان کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے (۷)

تفسیر سورة المائدة آيات (۵) تا (۷)

(۵) حج اکبر کے دن تمام حلال جانور ذبح شدہ تمہارے لیے حلال کر دیے گئے اور اہل کتاب کا ذبیحہ بھی بشرطیکہ حلال جانور ہو تمہارے لیے حلال ہے، جیسا کہ تمہارے ذبح کیے ہوئے جانور ان کے لیے حلال ہیں، چنانچہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔

اور آزاد مسلمان نیک عورتیں تمہارے لیے حلال اور اسی طرح اہل کتاب کی آزاد نیک عورتوں سے بھی تمہارے لیے شادی کرنا حلال ہے۔ جب کہ تم ان کے لیے رواج کے مطابق مہر مقرر کر دو اور دیکھو اس طریقہ سے کہ تم ان اہل کتاب کی عورتوں کو بیوی بناؤ یہ درست طریقہ ہے اسکے علاوہ نہ تو ان عورتوں کے ساتھ علانیہ زنا کرو اور نہ خفیہ تعلق قائم کرو۔

اگلی آیت اہل مکہ کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انھوں نے مسلمان عورتوں پر فخر کیا تھا تو اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ توحید کا منکر جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخل ہونے کی وجہ سے سخت گھاٹے میں رہے گا۔

(٦) جب نماز کے وقت تم بے وضو ہو تو اللّٰہ تعالیٰ نے وضو کرنے کا طریقہ سکھلا دیا نیز اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت دھوؤ اور غسل کی حاجت پر غسل کر لو۔

یہ آیت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے بارے میں نازل ہوئی یعنی پانی کا استعمال نقصان دہ ہو یا زخم وغیرہ یا اس کے علاوہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت سے فارغ ہوا ہو یا ہم بستری کی ہو۔ اور پھر پانی میسر نہ ہو سکے تو دو ضربوں کے ساتھ پاک مٹی سے تیمم کر لو وہ اللہ تمہیں تیمم کے ذریعے حدث اصغر* اور حدثِ اکبر# سے پاک کرتا ہے اور تم پر اپنا انعام اس تیمم اور اجازت کے ذریعے تام کرتا ہے تاکہ تم اللّٰہ تعالیٰ کے انعام اور اس کی سہولت عطا کرنے کا شکر ادا کرو۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ (الخ)

امام بخاریؒ نے بواسطہ عمرو بن حارث، عبدالرحمٰن بن قاسم ؓ، حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ میرا ایک ہار گر گیا اور اس وقت ہم مدینہ منورہ آرہے تھے، رسول اکرم ﷺ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اونٹ سے اتر کر اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو گئے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ آئے اور انھوں نے زور سے میرے ایک مکا مارا اور بولے تو نے ایک کی وجہ سے سب لوگوں کو روک دیا، اس کے بعد رسول اکرم ﷺ بیدار ہو گئے اور صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کی تلاش ہوئی مگر پانی نہ ملا۔

اس پر یہ آیت اِذَا قُمْتُمْ سے تَشْكُرُوْنَ تک نازل ہوئی، اسید ان حضیر بولے، ابوبکر ؓ کے گھر والو! تمہاری وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ نے لوگوں کو اتنی بڑی آسانی دی۔ (سبحان اللہ)

اور طبرانیؒ نے بواسطہ عباد بن عبداللّٰہ بن زبیر ؓ حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ جب میرے ہار کا جو کچھ معاملہ ہونا تھا سو ہوا اور اصحاب افک نے جو کچھ موشگافیاں کرنی تھیں، سو انھوں نے کیں، میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دوسرے جہاد کے لیے روانہ ہوئی، وہاں بھی میرا ہار گر گیا، صحابہ کرام ؓ

---

* چھوٹی ناپاکی جس سے وضو ٹوٹ جائے جیسے پاخانہ، پیشاب کا آنا، خون اور ہوا کا نکلنا وغیرہ

بڑی ناپاکی جس کے بعد غسل کرنا واجب اور ضروری ہو جاتا ہے جیسے جنابت، احتلام، حیض وغیرہ (مترجم)

اس کی تلاش میں رک گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا اے لڑکی تو ہر ایک سفر میں لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے، تب اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی اجازت نازل فرمائی، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تو برکت والی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(دو ضروری فوائد)

1- امام بخاریؒ نے اس حدیث کو عمرو بن حارث کی روایت سے نقل کیا اور اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ تیمم کی آیت جو اس روایت میں مذکور ہے، وہ سورۂ مائدہ کی آیت ہے اور اکثر راویوں نے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ تیمم کی آیت نازل ہوئی اور یہ نہیں بیان کیا کہ کون سی آیت نازل ہوئی، حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ بہت مشکل چیز ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں کیوں کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضرت عائشہؓ کا مقصد ان دونوں آیتوں میں سے کون سی آیت ہے اور ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ سورۂ نساء کی آیت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت، آیت وضو کے ساتھ مشہور ہے اور سورۂ نساء کی آیت میں وضو کا کوئی تذکرہ نہیں، اس بنا پر آیت تیمم کے ساتھ یہی آیت خاص ہے اور واحدی نے اسباب النزول میں اس حدیث کو سورۂ نساء کی آیت کے ماتحت بھی روایت کیا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امام بخاری جس طرف مائل ہوئے ہیں کہ یہ سورۂ مائدہ کی آیت ہے، وہ ہی چیز صحیح ہے کیوں کہ روایت مذکور میں اس کی تصریح ہے۔

2- حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وضو اس آیت کے نازل ہونے سے قبل ہی فرض تھا اسی وجہ سے پانی کی عدم موجودگی میں صحابہ کرام نے اس آیت کے نزول کو زیادہ اہمیت دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ کو جو کچھ فرمایا سو ٹھیک ہے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں، تمام اہل مغازی کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جس وقت سے نماز فرض ہوئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے کوئی بھی نماز بغیر وضو کے نہیں پڑھی اور اس چیز کا کوئی بیوقوف ہی انکار کر سکتا ہے۔

اور اس کے باوجود کہ وضو پر پہلے ہی سے عمل تھا مگر آیت وضو کے نازل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وضو کی فرضیت بھی قرآن کریم میں تلاوت کی جائے۔

اور دیگر حضرات نے فرمایا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ وضو کی فرضیت کے ساتھ آیت وضو پہلے نازل ہو چکی ہو پھر بقیہ آیت جس میں تیمم کا ذکر ہے وہ اس واقعہ میں نازل ہوئی ہو کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے کیوں کہ وضو کی فرضیت نماز کی فرضیت کے ساتھ مکہ مکرمہ ہی میں فرض ہو چکی تھی اور یہ آیت مدنی ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ اس احسان کو جو ایمان کے ذریعے تم پر ہوا ہے اور عہد کو جو میثاق کے دن تم سے لیا ہے محفوظ رکھو اور جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا اور جن باتوں سے منع کیا ہے اس کی بجا آوری میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ دلوں میں جو کچھ ہے، اس سے وہ بخوبی واقف ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کیلئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۹) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں (۱۰) اے ایمان والو! خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو۔ جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ روک دیے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۱)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۸) تا (۱۱)

(۸) اور عدل و انصاف پر جمے رہو اور شریح بن شرجیل کا بغض تمہیں بکر بن وائل کے حاجیوں کے ساتھ ناانصافی پر آمادہ نہ کرے عدل و انصاف کرنا پرہیزگاروں کے لیے تقوی سے زیادہ قریب ہے اور عدل و ظلم میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیوں کہ وہ ان باتوں سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

(۱۰_۹) مومنین اور اہل اطاعت کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں معاف فرمائے گا اور جنت میں ان کو کامل ثواب عطا فرمائے گا اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔

(۱۱) نیز رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو جو اس نے تمہارے دشمنوں کو تم سے دور کر کے تم پر کیا ہے، یاد کرو جب کہ بنی قریظہ نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تھا اور اوامر خداوندی سے ڈرتے رہو اور اہل ایمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی پر توکل اور بھروسہ کریں۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (الخ)

ابن جریر نے عکرمہ اور یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت طلحہ ؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ تھے، حتی کہ کعب بن اشرف اور بنی نضیر کے یہودیوں کے پاس پہنچے اور ان لوگوں سے ایک دیت کے بارے میں کچھ مدد کی

ضرورت تھی، یہ بدبخت یہودی بولے کہ آپ بیٹھو، ہم آپ کو کھانا کھلاتے ہیں اور جس ضرورت کے لیے آپ آئے ہیں، اسے بھی پورا کرتے ہیں، چنانچہ آپ بیٹھ گئے تو حیی بن اخطب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس موقع سے زیادہ اچھا موقع تمھیں کوئی نہیں ملے گا، العیاذ باللہ آپ رسول ﷺ پر پتھر پھینک کر قتل کردو اور پھر ہمیشہ کی تکلیف ختم ہو جائے گی، چنانچہ وہ بہت بڑا پتھر آپ پر پھینکنے کے لیے لے کر آئے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو ان کے ہاتھوں میں رو کے رکھا یہاں تک کہ جبریل امین آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو اس جگہ سے اٹھالیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی اس انعام کو بھی یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم تم پر دست درازی کی فکر میں تھی الخ۔ نیز عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، عاصم بن عمیر بن قتادہ، مجاہد، عبداللہ بن کثیر، ابو مالک سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور قتادہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر اس وقت نازل کی گئی کہ جب آپ کھجوروں کے ایک باغ میں بسلسلہء ایک جہاد تشریف فرما تھے تو بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا، چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کی طرف ایک اعرابی کو روانہ کیا، آپ آرام گاہ پر سو رہے تھے، اعرابی نے تلوار نکال کر نبی علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ ﷺ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ، تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔

اور ابو نعیم نے دلائل نبوت میں بواسطہ حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی محارب میں سے غورث بن حارث نامی ایک شخص نے کہا کہ تمہارے لیے العیاذ باللہ رسول اکرم ﷺ کو قتل کرتا ہوں، چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کی تلوار آپ کی گود میں تھی، وہ کہنے لگا محمد ﷺ اپنی تلوار تو دکھایئے، آپ ﷺ نے فرمایا لو، چنانچہ اس نے تلوار لے کر سونت لی اور اس کو ہلا کر اپنے مکروہ ارادے کی تکمیل کرنا چاہی، اچانک اللہ تعالیٰ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ مجھ سے نہیں ڈرتے، آپ نے فرمایا نہیں، اس نے پھر کہا کہ آپ مجھ سے نہیں ڈرتے حالاں کہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے، آپ نے فرمایا نہیں، اللہ تعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا، اس کے بعد اس نے رسول اکرم ﷺ کو تلوار واپس کر دی، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

اور خدا نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کیے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور خدا کو قرض حسنہ دو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تم کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ پھر جس نے اس کے بعد تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱۲) تو ان لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ یہ لوگ کلمات (کتاب) کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔ اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی ان کا بھی ایک حصہ فراموش کر بیٹھے اور تھوڑے آدمیوں کے سوا ہمیشہ تم ان کی (ایک نہ ایک) خیانت کی خبر پاتے رہتے ہو۔ تو ان کی خطائیں معاف کر دو اور (ان سے) درگزر کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۳) اور جو لوگ (اپنے تئیں) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا مگر انہوں نے بھی اس نصیحت کا جو ان کو کی گئی تھی ایک حصہ فراموش کر دیا تو ہم نے ان کے باہم قیامت تک کے لیے دشمنی اور کینہ ڈال دیا۔ اور جو کچھ وہ کرتے رہے خدا عنقریب ان کو اس سے آگاہ کرے گا (۱۴)

تفسیر سورة المائدة آیات (۱۲) تا (۱٤)

(۱۲) بنی اسرائیل سے رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے بارے میں توریت میں اقرار لیا گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور بارہ قاصد یا بارہ سردار مقرر کیے تھے، ہر ایک قبیلہ کے لیے ایک سردار اور ان سرداروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا تھا کہ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔

اگر تم ان نمازوں کو جو میں نے تم پر فرض کی ہیں ادا کرتے رہو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے رہو اور جو رسول تمہارے پاس آئیں، ان کی تصدیق کرتے رہو اور بذریعہ تلوار ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرتے رہو تو میں کبیرہ کے علاوہ صغیرہ گناہوں کو بھی معاف کر دوں گا اور ایسے باغات میں داخل کروں گا، جہاں درختوں اور محلات کے

نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور پاکیزہ شراب کی نہریں جاری ہوں گی جو اس اقرار اور عہد و پیان کے بعد سرتابی کرے گا میں اس سے ناراض رہوں گا، چنانچہ پانچ سرداروں کے علاوہ سب راہ راست سے ہٹ گئے۔

(۱۳) عہد شکنی کرنے والوں کی سزا کا ذکر فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عہد شکنی کی بنا پر ان پر جزیہ کی سزا مسلط کر دی اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیا کہ ان میں نور ایمان ہی نہ رہا۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت اور آیت رجم کا توریت میں ذکر ہونے کے باوجود وہ اس میں تبدیلی کرنے لگے اور توریت میں رسول اکرم ﷺ کی پیروی اور نعت وصفت کے اظہار کا جو حکم دیا گیا تھا اس حصہ کو بالکل بھلا دیا گیا۔

اے نبی کریم ﷺ یہ بنی قریظہ والے آپ ﷺ کے ساتھ جو خیانت کرتے اور آپ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں حاس کی آپ ﷺ کو اطلاع ہوتی رہتی ہے، ماسوا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے آپ ﷺ ان سے درگزر کیجیے اور کسی قسم کی کوئی سختی نہ فرمائیے۔ (اللہ تعالیٰ ان سے خود ہی نمٹ لے گا)۔

(۱۴) نصاریٰ نجران یہ دعوے کرتے رہتے ہیں ہم نے ان سے بھی انجیل میں عہد لیا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی پیروی کریں گے اور آپ کی نعت وصفت کو بیان کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے لیکن انھوں نے بھی جس چیز کا انھیں حکم دیا تھا، اس میں سے ایک بڑے حصے کو فراموش کر دیا۔

چنانچہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان یا اہل نجران کے نصاریٰ یعنی نسطوریہ، یعقوبیہ، سرقومیہ اور ملکانیہ کے درمیان قتل و ہلاکت اور دشمنی ڈال دی اور ان کی یہ مخالفت، خیانت اور عداوت و دشمنی اللہ تعالیٰ ان کو روز قیامت جتلا دیں گے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخرالزماں) آ گئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں۔ اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے (۱۵) جس سے خدا اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے (۱۶) جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم خدا ہیں وہ بے شک کافر ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ اگر خدا عیسیٰ ابن مریم کو اور انکی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۷) اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے (نہیں) بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو۔ وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر خدا ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۸)

تفسیر سورة المائدة آيات (۱۵) تا (۱۸)

(۱۵) اے اہل کتاب تم ہمارے رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت اور آیت رجم وغیرہ کو چھپاتے ہو حالاں کہ ہم تمہارے بہت سے گناہ معاف کر دیتے ہیں جو تم سے بیان نہیں کرتے۔

شان نزول: يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہود کے پاس رجم کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے آئے اور ان سے پوچھا کہ تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے سب نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا، آپ نے اس کو اس ذات کی قسم دے کر جس نے توریت کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا اور کوہ طور کو ان پر اٹھایا اور ان سے تمام عہد

لیے، (آپ ﷺ نے زنا کی سزا کے حوالے سے) پوچھا تو کہنے لگا جب زنا ہم میں زیادہ ہوتا ہے تو سو کوڑے مارتے ہیں اور سر مونڈ دیتے ہیں چنانچہ آپ نے ان پر رجم کا فیصلہ کیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ﷺ آئے ہیں الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۶)　اور اللہ تعالیٰ روشن چیز یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے جو حلال و حرام کو بیان کرتے ہیں اور سلامتی کا راستہ یعنی دین اسلام بتلاتے ہیں اور سلام اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اور ان کو اپنے حکم اور توفیق اور کرامت سے کفر سے ایمان کی طرف لاتے ہیں اور پھر دین اسلام کے قبول کرنے کے بعد ان کو ثابت قدمی عطا کرتے ہیں۔

(۱۷)　یہ یعقوبیہ فرقہ کا عقیدہ ہے، محمد ﷺ آپ نصاریٰ سے پوچھیے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ اور بندوں کو ہلاک کرے تو اس کے عذاب کے روکنے پر کون قادر ہے؟ زمین و آسمان کے خزانے تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کی ملکیت ہیں جس طرح چاہے خواہ بغیر باپ کے یا باپ کے ساتھ پیدا کر دے۔

وہ مخلوقات کے پیدا کرنے اور اولیاء کو ثواب اور دشمنوں کو عذاب دینے پر قدرت رکھتا ہے۔

(۱۸)　مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین پر ایسے قائم ہیں جیسا کہ اس کے بیٹے اور محبوب یا ہم مثل اولاد اور معشوقوں کے مقبول ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم اولاد انبیاء ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں سے دریافت کیجیے کہ تم نے چالیس دن تک جو بچھڑے کی پوجا کر کے خدا کی نافرمانی کی جسکی خدا نے تمہیں سزا دی، اگر تم خدا کے بیٹے ہو تو پھر خدا نے کیوں تمہیں یہ سزا دی، کیا باپ اپنے بیٹے کو آگ میں جلا سکتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہو، یہودیت اور نصرانیت سے جو توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمانے والے ہیں اور جو اسی پر مرتا ہے، اسے عذاب دیتا ہے۔ مومن ہو یا کافر سب کو اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

شانِ نزول: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى (الخ)

ابن اسحاق نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نعمان بن قصی، بحر بن عمر اور شاس بن عدی آئے، سب نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور آپ ﷺ نے ان سے گفتگو کی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور اس کے عذاب سے ڈرایا۔

تو وہ کہنے لگے ہم نہیں ڈرتے اور نصاریٰ کی طرح کہنے لگے اے محمد ﷺ خدا کی قسم ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہود اور نصاریٰ دعوے کرتے ہیں الخ۔

نیز ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی طرف رغبت دلائی تو انھوں نے انکار کیا، اس پر حضرت معاذ بن جبل ﷺ اور سعد بن عبادہ ﷺ بولے، اے گروہ یہود، اللہ

تعالیٰ سے ڈرو، اللہ کی قسم تم یہ حقیقت اچھی طرح جانتے ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ کی بعثت سے قبل تم ہی لوگ ہم سے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے اوصاف بیان کرتے تھے۔

اس پر رافع بن حریملہ اور وہب بن یہود بولے کہ ہم نے تم سے یہ بیان نہیں کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی کتاب نازل کی اور نہ کسی بشیر اور نذیر کو بھیجا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ (الخ) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول الخ۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ ٱلرُّسُلِ أَن تَقُولُوا۟ مَا جَآءَنَا مِنۢ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَآءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَءَاتَىٰكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ يَٰقَوْمِ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْأَرْضَ ٱلْمُقَدَّسَةَ ٱلَّتِى كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا۟ عَلَىٰٓ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا۟ خَٰسِرِينَ ۝ قَالُوا۟ يَٰمُوسَىٰٓ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا۟ مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا۟ مِنْهَا فَإِنَّا دَٰخِلُونَ ۝ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ ٱلَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمَا ٱدْخُلُوا۟ عَلَيْهِمُ ٱلْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَٰلِبُونَ وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اے اہل کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آ گئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آ گئے ہیں۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۹) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو تم پر خدا نے جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا (۲۰) تو بھائیو تم ارض مقدس (یعنی ملک شام) میں جسے خدا نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے چل داخل ہو اور (دیکھنا مقابلے کے وقت) پیٹھ نہ پھیر دینا ورنہ نقصان میں پڑ جاؤ گے (۲۱) وہ کہنے لگے کہ موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست لوگ (رہتے) ہیں۔ اور جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں ہم وہاں جا نہیں سکتے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم جا داخل ہوں گے (۲۲) جو لوگ (خدا سے) ڈرتے تھے ان میں سے دو شخص جن پر خدا کی عنایت تھی کہنے لگے کہ ان لوگوں پر دروازے کے رستے سے حملہ کر دو۔ جب تم دروازے میں داخل ہو گئے تو فتح تمہاری ہے۔ اور خدا ہی پر بھروسہ رکھو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو (۲۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۱۹) تا (۲۳)

(۱۹) جب رسولوں کا سلسلہ کچھ عرصہ کیلئے بند ہو گیا تو خاتم النبیین محمد ﷺ اوامر و نواہی خداوندی تمہارے پاس لے کر آئے تاکہ قیامت کے دن تم بہانے بناتے ہوئے یوں نہ کہو کہ جنت کی بشارت اور دوزخ سے ڈرانے والا کوئی نبی و رسول ہمارے پاس نہیں آیا۔

یقیناً رسول اکرم ﷺ تمہارے پاس آئے اور اللّٰہ تعالیٰ رسولوں کے بھیجنے پر اور جو رسولوں کی دعوت قبول کرے اس کو ثواب دینے پر اور انکار کرنے والے کو سخت سزا دینے پر قادر ہیں۔

(۲۰) اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ فرعون کے غلام تھے۔ اس اللہ نے فرعون سے نجات دے کر تمہیں صاحب ملک بنایا اور وادی تیہ میں تمہیں ''من وسلویٰ'' جیسی آسمانی نعمت دی، جو دنیا میں کسی اور نبی کی امت کو نہیں دی۔

(۲۱،۲۲) اور سرزمین دمشق، فلسطین اور اردن کے بعض حصوں میں داخل ہو، جو سرزمین اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے اور اسے تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میراث بنایا ہے اور پیچھے واپس مت چلو کیوں کہ عذاب خداوندی کی بنا پر جس کی وجہ سے تم سے من وسلویٰ چھین لیا جائے گا اور تم بہت بڑے نقصان میں پڑ جاؤ گے، بنی اسرائیل نے کہا وہاں تو بہت زبردست قوی لوگ ہیں، ہم ایسے علاقے میں نہیں جائیں گے اور زبردست لوگوں سے ڈرنے والے بارہ آدمی تھے۔

(۲۳) مگر یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا جو اللّٰہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے تھے، انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی تائید میں فرمایا، ان لوگوں سے نہ ڈرو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اللّٰہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اس علاقے میں داخل ہو جاؤ۔

اس کے معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ یہ دونوں حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ڈرتے تھے اور ان کے زبردست لوگوں میں سے تھے، مگر اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرما کر انھیں دولت توحید سے بہرہ مند فرمایا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ - قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ - قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۧ ع

وہ بولے کہ موسیٰ جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم کبھی وہاں نہیں جا سکتے (اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے رہیں گے (۲۴) موسیٰ نے (خدا سے) التجا کی کہ پروردگار میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے (۲۵) خدا نے فرمایا کہ وہ ملک ان پر چالیس برس تک کے لئے حرام کر دیا گیا (کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو (۲۶)

تفسیر سورة المائدة آيات (٢٤) تا (٢٦)

(۲۴) مگر قوم بولی آپ اور آپ کا اللّٰہ یا ہارون اور تم چلے جاؤ، اللّٰہ تمہاری مدد کرے گا جیسا کہ تم دونوں کی فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ کے وقت مدد کی ہے، ہم نہیں جا سکتے تاہم انتظار میں ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔

(۲۵۔۲۶) حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں تو محض اپنے اوپر اور اپنے بھائی پر اختیار رکھتا ہوں، ان کی سرکشی کی حد ہو گئی اب ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجیے، اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ

اب ان پر اس جگہ داخل ہونا حرام ہوگیا، یہ وادی تیہ ہی میں بطور سزا جس کی مسافت سات فرسخ کے برابر ہے، چکر کھاتے رہیں گے نہ یہ وہاں سے نکل سکیں گے اور نہ ان کو کوئی راستہ ہی ملے گا، اب آپ فکر مت کیجیے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝

اور (اے محمد ﷺ) ان کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات (جو بالکل) سچے (ہیں) پڑھ کر سنا دو کہ جب ان دونوں نے (خدا کی جناب میں) کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (تب قابیل ہابیل سے) کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کردوں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے (۲۷) اور اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کیلئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا۔ مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے (۲۸) میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرۂ) اہل دوزخ میں ہو۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے (۲۹) مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہوگیا (۳۰) اب خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے۔ کہنے لگا اے ہے مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کوے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔ پھر وہ پشیمان ہوا (۳۱)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۲۷) تا (۳۱)

(۲۷تا۳۱) اے محمد ﷺ آپ بذریعہ قرآن کریم ان لوگوں کو یہ قصہ بھی سنائیے کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی نہ ہوئی تو قابیل نے ہابیل سے کہا میں تجھے قتل کروں گا، ہابیل نے کہا کیوں قابیل نے کہا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی تو قبول کرلی اور میری قربانی قبول نہیں کی، ہابیل نے کہا جو قول و عمل میں سچے ہوتے ہیں اور ان کے دل پاکیزہ ہوتے ہیں ان کا عمل قبول ہوتا ہے اور تو پاکیزہ قلب والا نہیں اسلئے اللہ نے تیری قربانی قبول نہیں کی اور اگر تو ظلم سے مجھ پر دست درازی کرے گا تو میں جواباً ایسا نہیں کروں گا تاکہ میرے خون سے پہلے جو تیرے اور گناہ ہیں اور میرے جو گناہ ہیں تو سب اپنے اوپر لے تاکہ تو جہنمی ہو جائے۔ کیوں کہ ظلم کرکے جو بھی بے حد حسد کرتے ہیں، ان کی سزا جہنم ہی ہے۔

تو اس کے دل نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا، جس سے سزا کی بنا پر بڑا نقصان اٹھانے والا ہوگیا۔

بحکم الٰہی ایک کوا دوسرے مرے ہوئے کوے کو چھپانے کے لیے زمین کھودرہا تھا تا کہ قابیل بھی دیکھ لے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو مٹی میں چھپائے۔ تو یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا، افسوس! میں تدبیر سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو مٹی ہی میں چھپا دینے کی تدبیر تک نہ آئی؟ چنانچہ وہ اپنے بھائی کی لاش نہ چھپا سکنے پر شرمندہ ہوا اور اس کے قتل کرنے پر اسے کوئی شرمندگی نہیں ہوئی۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا۔ اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا باعث ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں (۳۲) جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا ملک سے نکال دیے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے (۳۳) ہاں جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آ جائیں توبہ کر لی تو جان رکھو کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۴)

تفسير سورة المائدة آيات (٣٢) تا (٣٤)

(۳۲) قابیل کے ہابیل کو ظلماً قتل کرنے کی وجہ سے توریت میں بنی اسرائیل پر یہ مقرر کر دیا ہے کہ جو کسی شخص کو دانستہ قتل کرے تو ایک شخص کے قتل کی وجہ سے اس پر دوزخ لازم ہوگئی یہ ایسا ہی ہے کہ وہ تمام انسانوں کو مار ڈالے۔

اور جو قتل سے اپنا ہاتھ روکے تو ایک شخص سے ہاتھ روکنے کی وجہ سے اس کے لیے جنت ثابت ہوگئی یہ ایسا ہی ہے کہ، جیسا کہ اس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔

اور بنی اسرائیل کی طرف اوامر و نواہی اور دلائل کے ساتھ سے بہت سے رسول آئے مگر وہ زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

(۳۳۔۳۴) بنی کنانہ کی قوم نے رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تھا تاکہ اسلام قبول کرلیں مگر ہلال بن عویمر کی قوم نے جو مشرک تھے ان کو قتل کر ڈالا اور ان کا ساز و سامان سب چھین لیا تو اب اللہ تعالیٰ ان کی سزا بیان فرماتے ہیں۔

کہ ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں اور زمین میں گناہ اور قتل اور لوٹ مار جیسے گھناؤنے جرائم کرتے ہیں یہ سزا ہے کہ جس حالت میں انھوں نے صرف قتل کیا ہو اور مال نہ لیا ہو تو ان کو قصاصاً قتل کر دیا جائے اور اگر مال بھی لیا ہو تو ان کو سولی پر چڑھا دیا جائے اور اگر صرف ظلماً مال ہی لیا ہو اور کسی کو قتل نہ کیا ہو تو دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دیا جائے۔ اور اگر راستہ میں صرف لوگوں کو ڈرایا ہو اور کسی کا مال نہ چھینا ہو اور نہ قتل کیا ہو اور پھر فوراً ہی پکڑے گئے تو ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو جیل میں بند کر دیا جائے یہاں تک کہ نیکی اور توبہ کے آثار کمال کے ساتھ ظاہر ہو جائیں اور جو شخص توبہ نہیں کرے گا اسے آخرت میں دنیا سے سخت عذاب دیا جائے گا۔ تاہم جو پکڑے جانے سے پہلے کفر و شرک سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرمانے والے ہیں۔

شان نزول: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ (الخ)

ابن جریرؒ نے یزید بن ابی حبیبؒ سے روایت کیا ہے کہ عبدالملک بن مروانؒ نے حضرت انس ؓ کے پاس اس آیت کریمہ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ (الخ) کے بارے میں دریافت کرنے کے متعلق لکھا، انھوں نے جواب میں لکھا کہ یہ آیت اصحاب عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ مرتد ہو گئے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا تھا اور آپ کے اونٹوں کو ہانک لے گئے تھے پھر جریر سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے اور عبدالرزاق نے ابوہریرہ ؓ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ (۳۵) جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال و متاع اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تاکہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور انکو درد دینے والا عذاب ہوگا (۳۶) (ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے (۳۷)

تفسیر سورة المائدة آیات (۳۵) تا (۳۷)

(۳۵) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو اوامر خداوندی میں اس سے ڈرو اور اعلیٰ درجات کو طلب کرو یا یہ کہ اعمال صالحہ کے ذریعے قرب خداوندی طلب کرو تا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات حاصل پاؤ اور مطمئن ہو۔

(۳۶۔۳۷) اگر کفار کے پاس پوری دنیا کا مال بلکہ اس سے دوگنا بھی ہو اور پھر اسے اپنی جانوں کے فدیہ کے طور پر ادا کریں، پھر بھی یہ فدیہ کسی صورت قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ دوزخ سے کسی طرح بھی نہیں نکلیں گے اور ہمیشہ عذاب میں رہیں گے جس میں کبھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا
اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ
يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ
لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا
يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ
هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ
يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ
اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ
وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے۔ اور خدا زبردست (اور) صاحب حکمت ہے (۳۸) اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو خدا اس کو معاف کردے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۹) کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں خدا ہی کی سلطنت ہے؟ جس کو چاہے عذاب کرے اور جسے چاہے بخش دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۰) اے پیغمبر! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں (کچھ تو) ان میں سے (ہیں) جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں اور (کچھ) ان میں سے جو یہودی ہیں ان کی وجہ سے غمناک نہ ہونا۔ یہ غلط باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرتے پھرتے ہیں اور ایسے لوگوں (کے بہکانے) کے لیے جاسوس بنے ہیں جو ابھی تمہارے پاس نہیں آئے (صحیح) باتوں کو ان کے مقامات (میں ثابت ہونے) کے بعد بدل دیتے ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی (حکم) ملے تو اسے قبول کر لینا اور اگر یہ نہ ملے تو اس سے احتراز کرنا اور اگر کسی کو خدا گمراہ کرنا چاہے تو اس کے لیے تم کچھ بھی خدا سے (ہدایت کا) اختیار نہیں رکھتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پاک کرنا نہیں چاہا۔ ان کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے (۴۱)

تفسیر سورة المائدة آیات (۳۸) تا (۴۱)

(۳۸) چور مرد اور چور عورت کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے یہ ان کی چوری کی سزا ہے اور یہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہے وہ چور کو سزا دینے میں غالب اور ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کرنے میں حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ (الخ)

امام احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت نے چوری کی تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ کی گنجایش ہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی پھر جو شخص توبہ کرے اپنی زیادتی کے بعد الخ۔

(۳۹) پھر جو چوری اور قطع ید (ہاتھ کاٹے جانے) کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے تو توبہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔

(۴۰) اے محمد ﷺ کیا قرآن کریم میں اس کا علم موجود نہیں کہ آسمان وزمین کے تمام خزانے اسی اللہ کی ملکیت ہیں۔

جو عذاب کا مستحق ہے، وہ اسے عذاب اور جو مغفرت کا اہل ہے، اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔

(۴۱) اے محمد ﷺ جو لوگ کفار کے ساتھ دنیوی اور اخروی معاملات میں دوستی کے لیے پہل کرتے ہیں، آپ ان کی وجہ سے دکھی مت ہوں وہ صرف اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم نے دل سے تصدیق کی مگر ان منافق یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے دلوں نے تصدیق نہیں کی اور خواہ وہ بنو قریظہ کے یہودی کعب اور اس کے ساتھی ہوں وہ سب اہل خیبر کی وجہ سے یہ باتیں سنتے ہیں اور اہل خیبر سے جن باتوں کا ظہور ہوا بنو قریظہ نے ان کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا۔

انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت اور رجم کے حکم میں باوجود اس کے کہ توریت میں اس کا ذکر ہے۔ تبدیلی کی ہے اور ان کے سردار کمزوروں سے یا یہ کہ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی دوسروں سے کہتے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ تمہیں زانی کو کوڑے لگانے کا حکم دیں تو اسے قبول کرلو اور اس پر عمل کرو اور اگر سنگسار کرنے کا حکم دیں یعنی اگر تمہاری خواہشات کے مطابق حکم نہ ہو، تو اس سے احتراز کرو اور اسے قبول مت کرو اور جس کا کفر و شرک اور ذلت ورسوائی خدا ہی کو منظور ہو تو اسے عذاب الٰہی سے کون نجات دے سکتا ہے۔

یہ یہود اور منافقین ایسے ہیں کہ مکر و خیانت اور کفر پر اصرار کی وجہ سے اللہ کو ان کی پاکیزگی ہی منظور نہیں، ان کو قتل اور جلاوطن کرنے کا عذاب دیا جائے گا اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب کی نسبت بہت سخت ہوگا۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ (الخ)

امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی دو جماعتوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے جن میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زمانہ جاہلیت میں غالب آگئی تھی یہاں تک کہ دونوں کا میل جول ہو گیا پھر دونوں نے مل کر یہ طے کر لیا کہ جس مغلوب آدمی کو کوئی معزز یعنی غالب آدمی قتل کر دے تو اس کی دیت پچاس وسق ہے۔

اور جس معزز آدمی کو کوئی مغلوب مار ڈالے تو اس کی دیت سو وسق ہے تو یہ لوگ اسی چیز پر قائم رہے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو ایک مغلوب نے ایک معزز کو مار ڈالا، اس معزز کے خاندان والوں نے قاصد بھیجا کہ سو وسق دیت کے دو تو مغلوب نے کہا کہ یہ چیز دو قبیلوں میں کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ دونوں کا دین ایک، دونوں کی نسبت ایک اور دونوں کا شہر ایک اور پھر بعض دیت آدھی، ہم تم لوگوں سے ڈر کر خوف کی وجہ سے پوری دیت دے دیا کرتے تھے۔ اب جب کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو اب ہم تمہیں اسطرح سابقہ طریقہ سے دیت نہیں دیں گے، امکان تھا کہ ان دو قبیلوں میں جنگ ہو جاتی مگر یہ دونوں قبیلے اس بات پر رضامند ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے درمیان منصف بنالیں، چنانچہ منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس پہنچے تا کہ آپ کی رائے معلوم کریں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے رسولؐ جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ کر گرتے ہیں الخ۔

اور امام احمد و امام مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے کچھ یہودی گزرے، جن کی صورتیں سیاہ اور ان کے کوڑے لگے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا کہ کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے بولے ہاں۔

آپ نے ان کے عالموں میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل فرمائی، کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے، وہ بولا نہیں اور اگر آپ اس طریقہ سے مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا ہماری کتاب میں زانی کی سزا سنگسار کر دینا ہے۔ مگر ہمارے معزز لوگوں میں یہ بکثرت ہو گیا ہے، لہٰذا ہم میں سے جب کوئی معزز زنا کرتا ہے تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جس وقت کوئی کمزور زنا کرتا ہے تو اس پر حد نافذ کرتے ہیں۔

اس کے بعد ہم یہودیوں نے آپس میں کہا کہ آؤ کوئی ایسی سزا مقرر کر لیں جو معزز اور کمزور دونوں پر نافذ کر دیا کریں۔

تو منہ کالا کرنے اور کوڑے لگا دینے پر ہمارا اتفاق ہو گیا، تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا الٰہ العالمین میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جب کہ لوگ اس کو ختم کر چکے تھے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے زانی کے بارے میں تورات کے مطابق حکم دیا، اسے سنگسار کیا گیا، تب اللہ تعالیٰ نے فحذوہ تک یہ آیت نازل فرمائی۔

یہودی کہتے تھے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں تو حکم مان لو اگر سنگسار کرنے کا حکم دیں تو اس سے بچو، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ جو شخص اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے موافق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں۔

اور حمیدی نے اپنی سند میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فدک والوں میں سے ایک شخص نے زنا کیا تو فدک والوں نے مدینہ منورہ کے کچھ یہودیوں کے پاس لکھا کہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو، اگر آپ کوڑے لگانے کا حکم دیں تو یہ آپ سے لے لو اور اگر سنگسار کرنے کے بارے میں فرمائیں تو اس سے بچو، چنانچہ یہودیوں نے آپ سے دریافت کیا آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا، اس پر آیت کا یہ حصہ نازل ہوا، فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ (الخ)۔ اور بیہقی نے دلائل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾

(یہ) جھوٹی باتیں بنانے کیلئے جاسوسی کرنے والے اور رشوت کا حرام مال کھانے والے ہیں۔ اگر یہ تمہارے پاس (کوئی مقدمہ فیصل کرانے کو) آئیں تو تم ان میں فیصلہ کر دینا یا اعراض کرنا۔ اور اگر ان سے اعراض کرو گے تو وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کا فیصلہ کرنا کہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۴۲) اور یہ تم سے (اپنے مقدمات) کیونکر فیصل کرائیں گے جبکہ خود ان کے پاس تورات (موجود) ہے جس میں خدا کا حکم (لکھا ہوا) ہے (یہ اسے جانتے ہیں) پھر اس کے بعد اس سے پھر جاتے ہیں اور یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے (۴۳) بے شک ہم ہی نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق انبیاء جو (خدا کے) فرماں بردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں۔ اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ وہ کتاب خدا کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے) تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا۔ اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں (۴۴)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۴۲) تا (۴۴)

(۴۲) احکام خداوندی میں تبدیلی کر کے یہ لوگ رشوت اور حرام کھانے والے ہیں، اے محمد ﷺ آپ کے پاس بنوقریظہ اور نضیر یا خیبر والے آئیں اگر آپ ﷺ چاہیں تو ان کے درمیان سنگسار کرنے کا فیصلہ فرما دیجیے یا اعراض کیجیے یہ آپ ﷺ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر آپ ﷺ فیصلہ فرمائیں تو رجم کا فیصلہ فرمائیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں اور کتاب اللہ (تورات) کے حکم رجم پر عمل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(۴۳) اور حیرت ہے کہ یہ آپ سے کیوں فیصلہ کراتے ہیں، جب کہ توریت میں رجم کا حکم موجود ہے اور پھر توریت اور قرآن کریم کے حکم سے پھر جاتے ہیں۔

(۴۴) ہم نے حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل کی تھی، جس میں رجم کا بیان تھا، حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار انبیاء کرام اسی کے مطابق حکم دیا کرتے تھے۔

اور وہ تقریباً ایک ہزار نبی آئے ہیں، اسی طرح اہل اللہ بھی اور علماء بھی توریت کے مطابق حکم دیا کرتے تھے اور وہ پارسا بھی جو گرجاؤں میں رہتے تھے کیوں کہ اس کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لہٰذا آیت رجم اور رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت چھپانے میں مجھ سے ڈریں۔ اور آپ کی نعت و صفت اور آیت رجم کو چھپا کر کھانے کی معمولی چیز مت لو اور توریت میں حضور کی نعت و صفت اور آیت رجم کو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اسے جو بیان نہیں کرتے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ ٱلْإِنجِيلِ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾

اور ہم نے ان لوگوں کے لئے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے۔ لیکن جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں (۴۵) اور ان پیغمبروں کے بعد ان ہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تورات کی جو اس سے پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے (۴۶) اور اہل انجیل کو چاہیے کہ جو احکام خدا نے اس میں نازل فرمائے ہیں اس کے مطابق حکم دیا کریں۔ اور جو خدا کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں (۴۷)

تفسیر سورة المائدة آیات (٤٥) تا (٤٧)

(۴۵) اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل پر یہ چیز فرض کی تھی، اگر کوئی شخص کسی کو دانستاً ناحق قتل کردے یا دانستاً ناحق آنکھ پھوڑ دے یا ناحق دانستاً ناک کاٹ دے یا ناحق دانستاً کان کاٹ دے یا ناحق دانستاً دانت توڑ دے تو سب کا قصاص ہوگا اسی طرح دوسرے زخموں میں حکومت عدل ہے۔

پھر جو شخص زخمی کرنے والے کو معاف کردے تو یہ زخم یا زخمی کرنے والے کا کفارہ ہو جائے گا۔

(۴۶-۴۷) جو شخص ان کو نہ بیان کرے اور ان پر عمل نہ کرے تو وہ اپنے آپ کو سزا کے مستحق ہونے کی وجہ سے نقصان پہنچانے والے ہیں اور ہم نے ان کے بعد توریت کے احکام کی ترویج اور توحید کی موافقت اور تصدیق کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ اور ہم نے ان کو انجیل دی جو توحید اور رجم کے بیان میں توریت کے موافق تھی اور کفر و شرک اور دیگر فواحش سے روکنے والی تھی اور اس لیے کہ انجیل میں اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں بیان کی ہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت اور رجم کا حکم تو انجیل والے ان چیزوں کو بیان کردیں اور جن امور کو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں بیان کیا ہے جو لوگ ان کو نہیں بیان کرتے وہی گنہگار اور کافر ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے تو جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کیلئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتا دے گا (۴۸) اور (ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ) جو (حکم) خدا نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو خدا نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تم کو بہکا نہ دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں (۴۹) کیا یہ زمانہ جاہلیت کے حکم کے خواہشمند ہیں۔ اور جو یقین رکھتے ہیں ان کے لیے خدا سے اچھا حکم کس کا ہے (۵۰)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (٤٨) تا (٥٠)

(۴۸) اب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امینؑ قرآن حکیم آپ ﷺ پر نازل کیا جو حق اور باطل کو بیان کرنے والا اور سابقہ کتب میں جو توحید اور دیگر مضامین ہیں ان کی تصدیق کرنے والا اور تمام کتابوں کی یا آیت رجم کی گواہی دینے والا یا تمام سابقہ کتب کا محافظ ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جو آپ ﷺ کو حکم دیا ہے، اس کے مطابق بنی قریضہ اور بنی نضیر اور خیبر والوں کے درمیان فیصلہ فرمایئے اور اس حکم کے بعد کوڑے لگانے اور سنگسار نہ کرنے میں ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے، ہم نے ہر ایک نبی کے لیے خاص شریعت اور خاص فرائض وسنن تجویز کیے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کے لیے ایک ہی شریعت مقرر کر دیتا، مگر حکمت کے سبب اس نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ تمہیں جو کتاب طریقت اور فرائض دیے ہیں، اس میں تمہاری آزمائش کریں اور اللہ تعالیٰ ہی نے تم پر یہ تمام چیزیں فرض کی ہیں، لہٰذا تمہارے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک نہ ہونا چاہیے تو اے امت محمدیہ ﷺ فرائض وسنن اور تمام نیکیوں کی بجا آوری میں تم اور امتوں سے سبقت لے جاؤ۔

یا یہ کہ نیکیوں کی طرف دوڑو، تمام امتوں کو اس کے دربار میں پیش ہونا ہے، دین اور شریعتوں میں جو تم اختلاف کرتے تھے وہ سب تمہیں وہاں بتلا دے گا۔

(۴۹) اور قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسی کے مطابق آپ بنی قریضہ اور بنونضیر اور اہل خیبر کے درمیان فیصلہ فرمایئے اور سنگسار کے ترک کرنے میں ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے۔

اور ان لوگوں سے ہرگز مطمئن نہ ہویئے کہ کہیں یہ آپ ﷺ کو احکام قرآنیہ اور حکم رجم سے نہ پھیر دیں اور اگر یہ لوگ رجم سے اور قصاص کے فیصلہ سے جو آپ ﷺ نے ان کے درمیان کیا ہے اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کی وجہ سے انھیں عذاب دے گا اور اہل کتاب تو عہد شکن اور کافر ہیں۔

شان نزول: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (الخ)

ابن اسحاقؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کعب بن اسید اور عبداللہ بن صوریا اور شاش بن قیس نے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس چلو، ممکن ہے کہ ہم ان کو دین میں کوئی فتنہ پیدا کر سکیں، چنانچہ یہ آئے اور کہا کہ محمد ﷺ آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے عالم اور ان کے سردار ہیں، اگر ہم آپ کی اتباع کر لیں گے تو تمام یہود آپ کی اتباع کر لیں گے اور کوئی بھی ہماری مخالفت نہیں کرے گا، البتہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان کچھ اختلافات ہیں، ہم ان میں آپ کو فیصل بناتے ہیں، آپ ہماری حمایت میں ان کے خلاف فیصلہ کر دیں، ہم آپ پر ایمان لے آئیں

گے (جب کہ ان کا ایمان لانے کا ارادہ نہیں تھا)، تب اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے متعلق، آیت نازل فرمائی کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایا کیجیے الخ۔

(۵۰) اے محمد ﷺ کیا قرآن کریم میں یہ آپ سے پھر جاہلیت کا فیصلہ مانگتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو قرآن حکیم پر یقین رکھتے ہیں، فیصلہ کرنے میں اللّٰہ تعالیٰ سے کون اچھا ہوگا۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ؔۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِیْبَنَا دَآىِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ ۝ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ۝

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی ان ہی میں سے ہوگا۔ بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵۱) تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آ جائے سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے (۵۲) اور (اس وقت) مسلمان (تعجب سے) کہیں گے کہ کیا یہ وہی ہیں جو خدا کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے۔ کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے عمل اکارت گئے اور وہ خسارے میں پڑ گئے (۵۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۵۱) تا (۵۳)

(۵۱) اے اہل ایمان! دوستی اور مدد میں ظاہری اور خفیہ طریقے پر دینی معاملات میں یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا اور جو مسلمانوں میں سے مدد اور دوستی میں ان (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ ہوگا، وہ اللّٰہ تعالیٰ کی امانت اور حفاظت میں نہیں ہوگا۔

اور اللّٰہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ان کے غلط رویے کے سبب اپنے دین اور حجت کی طرف ہدایت نہیں کرتا۔

شان نزول: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى (الخ)

ابن اسحاقؒ ابن جریرؒ ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے عبادہ بن صامت ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنی قینقاع کی لڑائی ہوئی تو عبداللّٰہ بن ابی بن سلول نے اس میں بڑی دلچسپی لی اور ان کی مخالفت پر کمربستہ ہوا تو حضرت عبادہ بن صامت ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے ان کی دوستی سے برأت ظاہر کی اور حضرت عبادہ بنی عوف بن الخزرج سے تھے اور ان لوگوں کی قسموں کی طرف سے ان کو وہ فضیلت جو عبداللّٰہ بن ابی بن سلول کو تھی، چنانچہ ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے قسمیں کھائیں اور کفار کی

قسموں اور ان کی دوستی سے برأت ظاہر کی، سورۃ مائدہ کی یہ آیت حضرت عبادہ اور عبداللّٰہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی، اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ الخ۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۵۲) اے محمد ﷺ آپ ایسے لوگوں کو، جن کے دل میں مرض اور شک ہے جیسا کہ عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھی، دیکھیں گے کہ وہ ان ہی لوگوں کی دوستی کی طرف بڑھے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے یہ باتیں ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں حالات کی تختی کا ڈر ہے، اسی لیے ہم انھیں دوست بناتے ہیں۔

تو یہ چیز بہت ضروری ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ مکہ مکرمہ فتح فرمادے اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی مدد فرمائے یا بنی قریضہ اور بنی نضیر پر قتل اور جلاوطنی کا عذاب نازل فرمادے تو یہ منافقین یہودیوں کی دوستی کی بنا پر ذلیل و رسوا ہو جائیں۔

(۵۳) اور مومن کہیں گے کہ یہ وہی منافقین عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں جو بڑے زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم منافقین تم خالص ایمان والوں کے ساتھ ہیں، ان کی تو دنیاوی تمام نیکیاں ضائع ہو گئیں اور عذاب کی وجہ سے یہ تو بہت بڑے خسارے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ
يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ
هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾
وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا (اور) جاننے والا ہے (۵۴) تمہارے دوست تو خدا اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے آگے) جھکتے ہیں (۵۵) اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوگا اور) خدا کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے (۵۶) اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو خدا سے ڈرتے رہو (۵۷) اور جب تم لوگ نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو یہ اُسے بھی ہنسی اور کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ سمجھ نہیں رکھتے (۵۸)

تفسير سورة المائدة آيات (٥٤) تا (٥٨)

(۵۴) اسد و غطفان اور قبیلہ کندہ و مراد کے جو آدمی رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد دین سے پھر جائیں تو اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کو لائے گا جنھیں اللّٰہ تعالیٰ سے محبت ہوگی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بہت نرم دل اور مہربان ہوں گے اور اطاعت خداوندی میں سربسجود ہوں گے کسی ملامت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

یہ تمام خوبیاں فضل الٰہی ہیں جو اس کا اہل ہوتا ہے، اس کو دیتا ہے، وہ بڑی وسعتوں والا ہے اور جس کو دیتا ہے اس کو جاننے والا ہے۔

(۵۵۔۵۶) حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی اسد، اسید اور ثعلبۃ بن قیس وغیرہ کو یہود نے تکالیف پہنچائیں تو اللّٰہ تعالیٰ ان کی تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ تمہارا محافظ و مددگار اور دوست اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جو پانچوں نمازوں کو باجماعت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ان سے دوستی رکھے تو اللّٰہ تعالیٰ کی جماعت یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے دشمنوں پر یقیناً غلبہ رکھتے ہیں۔

شان نزول: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الخ)

طبرانیؒ نے اوسط میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ نفلی نماز میں رکوع میں تھے، ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارے دوست تو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول الخ۔ اس روایت کا اور بھی شاہد موجود ہے چنانچہ عبدالرزاق نے بواسطہ عبدالوہاب، مجاہد، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ نیز ابن جریر نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کہیل سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، ان شواہد سے ایک روایت کو ایک کے ساتھ تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۵۷) یعنی یہود و نصاریٰ نے تمہارے دین کو کھیل اور مذاق بنا رکھا ہے ان کو اور تمام کافروں کو دوست مت بناؤ اور ان کو دوست رکھنے میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا (الخ)

ابوالشیخ اور ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رفاعۃ بن زید تابوت اور سوید بن حارث نے اسلام کا اظہار کیا، پھر یہ لوگ منافق ہو گئے اور مسلمانوں میں سے ایک شخص ان دونوں سے دوستی رکھتے تھے تو اللّٰہ تعالیٰ

نے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ سے بِمَا کَانُوْا یَکْتُمُوْنَ تک یہ آیت نازل فرمائی۔

(۵۸) اور جب اذان اور اقامت ہوتی تو یہ اس کی ہنسی اور مذاق اڑاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی اور دین الٰہی سے قطعی بے خبر ہیں، یہ آیت ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کا مذاق اڑایا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے آگ میں جلا دیا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ
تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ
ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ
مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ
مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ
فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ
الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

کہو کہ اے اہل کتاب! تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم خدا پر اور جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں ان پر ایمان لائے ہیں۔ اور تم میں اکثر بدکردار ہیں (۵۹) کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا کے ہاں اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) ان میں سے بندر اور سؤر بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی ایسے لوگوں کا برا ٹھکانہ ہے اور وہ سیدھے رستے سے بہت دور ہیں (۶۰) اور جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ کفر لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر جاتے ہیں۔ اور جن باتوں کو یہ مخفی رکھتے ہیں خدا ان کو خوب جانتا ہے (۶۱) اور تم دیکھو گے کہ ان میں اکثر گناہ اور زیادتی اور حرام کھانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ بے شک یہ جو کچھ کرتے ہیں برا کرتے ہیں (۶۲) بھلا ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ بلاشبہ وہ بھی برا کرتے ہیں (۶۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۵۹) تا (۶۳)

(۵۹) اے محمد ﷺ آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ تم ہماری ہنسی کیوں اڑاتے ہو اور کون سی معیوب بات ہم میں پاتے ہو، ماسوا اس کے کہ ہم اللہ وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم پر اور رسول اکرم ﷺ سے پہلے جس قدر رسول ہوئے اور جتنی کتابیں نازل کی گئیں ہم سب پر ایمان لاتے ہیں یعنی سب کو ماننے والے حقیقی مومن ہم (مسلمان) ہیں، تم سب اپنے غلط مشرکانہ عقیدہ عمل کی بنا پر سب کافر ہو، پھر یہودی جل کر کہتے تھے کہ تمام دین والوں میں العیاذ باللہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا رتبہ کم ہے۔

شانِ نزول: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ (الخ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی، جن میں ابویاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور غازی بن عمر تھا، انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ رسولوں میں سے کن رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اللہ تعالیٰ پر اور جو کتاب حضرت ابراہیمؑ پر نازل کی گئی ہے اور حضرت اسماعیل، اسحاق، یعقوبؑ پر اور ان کی اولاد میں جو کتابیں نازل کی گئی ہیں، ان پر اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کو جو کتاب دی گئی ہے اور ان کے علاوہ اور دوسرے انبیاء کرام کو جو کتابیں دی گئی ہیں سب پر ایمان رکھتا ہوں ہم کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں، جب آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ کیا، تو ان لوگوں نے ان کی نبوت کا انکار کیا اور بولے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اس شخص پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھتا ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(٦٠) اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں محمد ﷺ ان کے جواب میں آپ ان یہودیوں سے کہیے کہ ایسا طریقہ میں تمھیں بتلاؤں جو اللہ کے یہاں سزا ملنے میں اس سے بھی زیادہ ہو وہ ان لوگوں کا طریقہ ہے، جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی اور جزیہ کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔

اور داؤد کے زمانہ میں ان کو بندر اور حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں اہل مائدہ کو کفران مائدہ (آسمانی دسترخوان کی ناقدری کی وجہ سے) سور اور کاہن اور شیاطین بنا دیا یا انھوں نے شیاطین بتوں اور کاہنوں کی پوجا کی ہو، یہ لوگ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی راہ حق سے دور ہو جانے کی وجہ سے بہت برے ہیں۔

(٦١) اور جس وقت یہ ذلیل یہودی یعنی منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی نعت وصفت پر ایمان لاتے ہیں کیوں کہ وہ ہماری کتاب میں موجود ہے، حالاں کہ وہ خفیہ طور پر کفر ہی کو لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر مجلس سے نکل جاتے ہیں۔

(٦٢) اور محمد ﷺ آپ ان یہودیوں کو دیکھتے ہیں، جو دوڑ دوڑ کر کفر و شرک، ظلم، لوٹ مار، حرام اور رشوت اور حکم خداوندی کی تبدیلی پر تبدیلی کرتے ہیں۔

(٦٣) ان کو گرجے والے اور انکے علماء کفر و شرک اور رشوت و حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے، یہ ان کا درگزر کرنا بہت برا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۚ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۔

اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ (گردن سے) بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں۔ اور ایسا کہنے کے سبب ان پر لعنت ہو اس کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ وہ جس طرح (اور جتنا) چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور اے محمد ﷺ یہ (کتاب) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی اس سے ان میں سے اکثر کی شرارت اور انکار اور بڑھے گا۔ اور ہم نے ان کے باہم عداوت اور بغض قیامت تک کے لیے ڈال دیا ہے۔ یہ جب لڑائی کیلئے آگ جلاتے ہیں خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔ اور یہ ملک میں فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (٦٤) اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم ان سے ان کے گناہ محو کر دیتے اور ان کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے (٦٥) اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے تو (ان پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ ان میں کچھ لوگ میانہ رو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال برے ہیں (٦٦)

تفسیر سورة المائدة آیات (٦٤) تا (٦٦)

(٦٤) اور فنحاص بن عازوراء یہودی بکتا ہے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ خرچ کرنے سے بند ہو گیا، ان ہی کے ہاتھ خیر اور نیک کام میں خرچ کرنے سے بند ہو گئے، اسی بات کی وجہ سے ان پر اللہ کی جانب سے جزیہ کی ذلت مسلط کر دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ نیک و بد کو دینے کے لیے کھلے ہوئے ہیں اگر وہ اپنی حکمت کے تحت چاہتا ہے تو فراخی کے ساتھ دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو تنگی کے ساتھ دیتا ہے اور آپ پر جو قرآن کریم نازل کیا جاتا ہے حق کا یہ نزول ان کافروں میں سے بہت سے لوگوں کی سرکشی اور کفر پر جمے رہنے کا باعث ہوتا ہے۔

اور ہم نے یہود و نصاریٰ کو قتل و غارت گری اور دشمنی میں مبتلا کر دیا ہے، العیاذ باللہ جب بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں رسول اکرم ﷺ پر دست درازی کا ارادہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا شیرازہ بکھیر دیتا ہے اور یہ زمین میں لوگوں کو رسول اکرم ﷺ اور توحید خداوندی سے دور کرنے کے لیے فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہود اور ان کے تحریف شدہ دین کو پسند نہیں فرماتے۔

شان نزول: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ (الخ)

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہودیوں میں سے بناش بن قیس نامی ایک شخص نے کہا کہ آپ کا پروردگار بخیل ہے، کچھ خرچ نہیں کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابوالشیخ نے دوسرے طریقے پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ آیت کریمہ یہود بنی قینقاع کے سردار فنحاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(٦٥۔٦٦) اور اگر یہود ونصاریٰ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لے آتے اور یہودیت ونصرانیت سے توبہ کر لیتے تو ہم زمانہ یہودیت ونصرانیت کے تمام گناہ معاف کر دیتے اور اگر یہ توریت وانجیل کی پوری پابندی کرتے اور اس میں مذکور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کو بیان کرتے اور توریت وانجیل میں جو کچھ ان کے پروردگار نے بیان کیا ہے اس کو بیان کرتے یا یہ کہ تمام آسمانی کتب اور تمام رسولوں کا اقرار کرتے تو آسمان سے پانی بطور نعمت برستا اور پھلوں کی خوب پیداوار ہوتی۔

ان ہی اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو راہ راست پر چلنے والی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور بحیراء راہب اور اس کے ساتھی اور حضرت نجاشی اور ان کے ساتھی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مگر ایسے بھی لوگ ہیں جن کے کردار بہت برے ہیں جیسا کہ کعب بن اشرف، کعب بن اسد ور مالک بن سیف اور سعید بن عمرو، ابو یاسر اور جدی بن اخطب کہ رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ؀ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؀

اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچادو۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔ بے شک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا (٦٧) کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں انکو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور (یہ قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا۔ تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو (٦٨)

تفسیر سورة المائدة آيات (٦٧) تا (٦٨)

(٦٧) یعنی محمد ﷺ ان کے بتوں کا انکار کیجیے اور ان کے دین کو دلائل کے ساتھ غلط ثابت کیجیے اور آخری درجہ میں ان

کے ساتھ قتال کیجیے اور جو قبول حق پر آمادہ ہوں انھیں اسلام کی دعوت دیجیے اور اگر آپ حکم الٰہی کی بجا آوری نہیں کریں گے تو آپ نے ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور یہود وغیرہ سے اللّٰہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا اور جو دین خداوندی کا اہل نہیں ہوتا، اُسے اللہ وہ راستہ نہیں دکھاتا۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ (الخ)

ابوالشیخ نے حسن ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے مشرف فرمایا تو میرے دل میں پریشانی ہوئی اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ لوگ ضرور میری تکذیب کریں گے تو مجھے اس چیز کا ڈر ہوا کہ میں تمام احکام کی تبلیغ کردوں، ورنہ مجھے عذاب دیا جائے گا۔

تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار، کس طرح تبلیغ کروں میں اکیلا ہوں اور سب مل کر مجھ پر ہجوم کر جائیں گے تو اس وقت آپ ﷺ پر جملہ نازل ہوا، وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ۔

اور حاکم و ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ تو آپ نے خیمہ سے سر نکالا اور فرمایا کہ لوگو واپس چلے جاؤ اللّٰہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

نیز طبرانیؒ نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس ؓ رسول اکرم ﷺ کے عم محترم ان حضرات میں سے تھے جو آپ کا پہرہ دیا کرتے تھے، جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، کہ اللّٰہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا تو انھوں نے پہرہ دینا چھوڑ دیا۔

نیز عصمہ بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم رات کو رسول اکرم ﷺ کا پہرہ دیا کرتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللّٰہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا تو پہرہ دینا چھوڑ دیا گیا۔

اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جب ہم اور رسول اکرم ﷺ کسی سفر میں ہوتے تو ہم آپ کے لیے سب سے بڑا اور سب سے زیادہ سایہ دار درخت چھوڑ دیتے تھے جس کے نیچے آپ اتر کر آرام فرماتے، چنانچہ ایک دن ایسے ہی ایک درخت کے نیچے آپ نے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی تو ایک شخص نے آکر وہ تلوار اتار لی اور کہا محمد ﷺ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے، آپ نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ بچا سکتا ہے، تلوار رکھ دے اس نے تلوار رکھ دی، تب یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر بن عبداللّٰہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے غزوہ بنی

انمار کیا تو مقام ذات الرقیع میں ایک کھجوروں کے بلند باغ پر پڑاؤ کیا، رسول اکرم ﷺ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے تھے اور پیر کنوئیں میں لٹکا رکھے تھے۔

تو بنی نجار میں سے وارث نامی ایک شخص کہنے لگا کہ العیاذ باللہ میں ضرور محمد ﷺ کو قتل کروں گا، تو اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ کس طرح قتل کرے گا وہ کہنے لگا میں آپ سے آپ کی تلوار مانگوں گا، جب آپ اپنی تلوار دے دیں گے تو میں آپ کو قتل کردوں گا، چنانچہ وہ آیا اور کہا محمد ﷺ ذرا اپنی تلوار تو دیجیے، میں سونگھتا ہوں، آپ نے تلوار دے دی تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تیرے اور تیرے ارادہ کے درمیان حائل ہو گیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْ (الخ)۔

اور ابن مردویہ" اور طبرانی" نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی اور ابو طالب بنی ہاشم میں سے کچھ لوگ آپ کی حفاظت کے لیے آپؐ کے ساتھ بھیجتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد ابو طالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے بھیجنے کا ارادہ فرمایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا عم محترم اللہ تعالیٰ نے جن وانس سب سے میری حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے۔

نیز ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس سے اس چیز کا امکان پیدا ہوتا ہے کہ یہ آیت مکی ہے مگر ظاہر اس کا مخالف ہے۔

(۶۸) اے محمد ﷺ آپ یہود و نصاریٰ سے فرما دیجیے کہ تم دین الٰہی میں سے کسی راہ پر نہیں، جب تک کہ توریت انجیل اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں کا اقرار نہ کرو۔

اور جو قرآن کریم آپ ﷺ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ قرآن ان کفار (یہود و نصاریٰ) کی تحریف بالکتاب کا پردہ چاک کرتا ہے جو انکی سرکشی اور کفر پر جمے رہنے کا باعث ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنے کفر کی حالت میں ہلاک ہو جائیں تو آپ ﷺ ان کا فکر مت کیجیے کہ کافروں کا یہی انجام ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

شان نزول: قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رافع اور سلام بن مشکم اور مالک بن صیف آکر کہنے لگے کہ محمد ﷺ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور اس کے دین پر ہیں اور جو کتاب ہمارے پاس ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں مگر تم نے نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور جو تمہاری کتاب میں ہے، اس کا انکار کرتے ہو اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے لوگوں کے سامنے بیان

کر دو، اسے چھپاتے ہو تو انھوں نے کہا جو ہمارے پاس ہے، ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور ہم ہدایت اور حق پر ہیں، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں الخ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

جو لوگ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا ستارہ پرست یا عیسائی اُن کو (قیامت کے دن) نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا اور اُن کی طرف پیغمبر بھی بھیجے (لیکن) جب کوئی پیغمبر اُن کے پاس ایسی باتیں لے کر آتا جن کو اُن کے دل نہیں چاہتے تھے تو وہ (انبیاء کی) ایک جماعت کو تو جھٹلا دیتے اور ایک جماعت کو قتل کر دیتے تھے (۷۰) اور یہ خیال کرتے تھے کہ (اس سے اُن پر) (کوئی آفت نہیں آنے کی تو وہ اندھے اور بہرے ہو گئے پھر خدا نے اُن پر مہربانی فرمائی (لیکن) پھر اُن میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور خدا اُن کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۷۱)

تفسیر سورة المائدة آيات (٦٩) تا (٧١)

(۶۹) جو حضرات حضرت موسیٰؑ اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان لائے اور اسی حالت میں مر گئے نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ انھیں کوئی غم ہوگا اور یہودی اور فرقہ صابئی یہ نصاری ہی کی ایک شاخ ہے جو قول میں ان سے نرم ہے اور نصاری اہل نجران جو ان میں سے اللّٰہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت پر ایمان لائے اور جو یہودی یہودیت سے اور صابئی صابیت اور نصرانی نصرانیت سے توبہ کرے اور اس کے ساتھ اعمال صالحہ کرے تو آئندہ عذاب کا کوئی خوف اور گزشتہ باتوں پر کوئی غم نہیں ہوگا۔

یا یہ کہ جس وقت لوگ خوفزدہ ہوں گے، ان کو خوف نہیں ہوگا اور جس وقت اور لوگ غم زدہ ہوں گے انھیں غم نہیں ہوگا یا یہ کہ جس وقت موت ذبح کی جائے گی، انھیں خوف نہیں ہوگا اور جب دوزخ بھری جائے گی تو انھیں غم نہیں ہوگا۔

(۷۰۔۷۱) توریت میں رسول اکرم ﷺ کی تصدیق اور اطاعت اور اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا عہد لیا جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لایا جس کو ان کے دل نہیں چاہتے تھے اور ان کی یہودیت کے موافق نہیں تھا تو حضرت عیسیٰؑ اور رسول اکرم ﷺ کی تو انھوں نے تکذیب کی اور حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا اور یہی گمان کرتے رہے کہ انبیاء کرام کی تکذیب اور ان کے قتل کی وجہ سے یہ ہلاک نہیں ہوں گے اور حق و ہدایت سے

اندھے، بہرے بنے رہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، مگر پھر ایمان لائے اور کفر سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

مگر اس کے بعد پھر بھی یہ ہدایت اور حق سے اندھے، بہرے ہو گئے اور کفر وشرک ہی کی حالت میں مر گئے، کفر کی اس حالت میں کہ جب انھوں نے انبیاء کرام کو جھٹلایا اور ان کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ انکے ایسے افعالِ بد کو بخوبی جانتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝

وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسٰی) مسیح خدا ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی اور جان رکھو کہ جو شخص خدا کیساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت کو حرام کر دیگا۔ اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۷۲) وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ اُس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو اُن میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے (۷۳) تو یہ کیوں خدا کے آگے توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۴) مسیح ابن مریم تو صرف (خدا کے) پیغمبر تھے اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور اُن کی والدہ (مریم) خدا کی ولی (اور سچی فرمانبردار) تھیں۔ دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں (۷۵) کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں اور خدا ہی (سب کچھ) سنتا جانتا ہے (۷۶) کہو کہ اے اہلِ کتاب اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اکثروں کو بھی گمراہ کر گئے۔ اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے (۷۷)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۷۲) تا (۷۷)

(۷۲) ''اللہ عین مسیح ہیں'' یہ نسطوریہ فرقہ کا قول ہے، حضرت عیسیٰ نے توحید خداوندی کی طرف بلایا اور فرمایا جو کفر پر مر جائے، اس کا جنت میں داخلہ حرام ہے اور مشرکین کا کوئی حامی نہیں ہوگا۔

(۷۳۔۷۴) اور مرقوسیہ فرقہ کہتا ہے کہ خدا تین میں کا ایک ہے، یعنی باپ، بیٹا، روح قدس، حالاں کہ تمام آسمان وزمین والوں کے لیے بجز ایک معبودِ حقیقی کے اور کوئی معبود نہیں، جو وحدہٗ لاشریک ہے اور اگر یہود ونصاریٰ اپنی خرافات سے توبہ

نہیں کریں گے تو ان پر اللہ کی طرف سے ایسا دردناک عذاب مسلط کیا جائے گا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور توبہ ہی پر مر جائے تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

(۷۵) ان کی والدہ بھی ایک ولی بی بی ہیں، دونوں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، کھانا وغیرہ کھاتے ہیں، محمد ﷺ غور کیجیے کہ ہم کیسے واضح اور شاندار دلائل بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم دونوں خدا نہیں پھر دیکھیے کہ یہ نصاریٰ جھوٹ میں کس طرف جا رہے ہیں۔

(۷۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ کیا ان بتوں کو پوجتے ہو جو دنیا و آخرت میں نقصان سے بچانے اور نفع حاصل کرنے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے، حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے ہو، اس کو وہ ذات سننے والی اور تمہارے عذاب کو جاننے والی ہے۔

(۷۷) نصاریٰ اہل نجران دین میں ناحق غلو مت کرو اور ایسی قوم کے دین اور ان کی باتوں پر مت چلو جو خود تم سے پہلے ہدایت سے بے راہ ہیں اور وہ قوم کے سردار اور رؤساء ہیں جنھوں نے بہت سے لوگوں کو بے راہ کر دیا۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے اُن پر داؤد اور عیسٰی ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے (۷۸) (اور) بُرے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ وہ بُرا کرتے تھے (۷۹) تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے بُرا ہے (وہ یہ) کہ خدا اُن سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے (۸۰) اور اگر وہ خدا پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب اُن پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو اُن کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں (۸۱) (پیغمبر!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کیساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔ اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر اُن لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے (۸۲)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۷۸) تا (۸۲)

(۷۸۔۷۹) بنی اسرائیل میں جو کافر ہیں وہ حضرت داؤدؑ کی دعا سے بندر اور حضرت عیسیٰؑ کی بددعا سے سور ہو گئے ہیں اور یہ لعنت اس وجہ سے نازل ہوئی کہ وہ ہفتہ کے روز میں اور اکل مائدہ میں اور انبیاء کرام کے قتل کرنے اور معاصی کو حلال سمجھنے میں اللہ کی نافرمانی کرتے تھے اور جو کچھ وہ نافرمانیاں اور حد سے تجاوز کرتے

تھے، اس سے تو یہ بھی نہیں کرتے تھے۔

(۸۰) یعنی بہت سے منافقین کعب اور اس کے ساتھیوں سے دوستی کرتے ہیں یا کعب اور اس کے ساتھی کفار مکہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے دوستی کرتے ہیں یہ یہودیت اور نفاق کا اتحاد بہت برا ہے، وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۸۱) اور اگر یہ منافقین اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان رکھتے اور یہود کو اپنا مددگار اور دوست نہ بناتے مگر یہ اہل کتاب منافق ہیں یا یہ کہ اگر یہ یہودی توحید خداوندی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لاتے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو دوست نہ بناتے مگر ان اہل کتاب میں زیادہ کافر ہیں۔

(۸۲) اس کے ساتھ ساتھ ان کو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے جو دشمنی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بیان فرماتا ہے کہ محمد ﷺ ان لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے اور صحابہ کرام سے دشمنی رکھنے والے آپ بنی قریظہ، بنی نضیر، فدک، خیبر اور مشرکین مکہ کو پائیں گے جو کفر و شرک میں بہت پختہ ہیں۔

اور آپ کے ساتھ اور صحابہ کرام کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب آپ حضرت نجاشی اور ان کے ساتھیوں کو پائیں گے جن کی تعداد بتیس ہے یا چالیس ہے، جن میں سے بتیس تو حبشہ کے ہیں اور آٹھ شام کے ہیں بحیرا، راہب اور اس کے ساتھی اور ابرہہ، اشرف، ادریس، تمیم، تمام، درید، ایمن اور یہ دوستی اس بنا پر ہے کہ بہت سے ان میں سے تارک الدنیا عابد ہیں، جنھوں نے اپنے سروں کو خاص علامت کے طور پر درمیان میں سے منڈوا رکھا ہے۔

اور بہت سے علم دوست عالم ہیں اور یہ لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے میں متکبر نہیں۔

شان نزول: وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور عروۃ بن زبیر ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو روانہ کیا اور ان کے ساتھ حضرت نجاشی کے پاس ایک خط بھیجا چنانچہ وہ نجاشی کے پاس آئے، نجاشی نے رسول اکرم ﷺ کا نامہ مبارک پڑھا اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھ دوسرے مہاجرین کو بلایا اور علماء و تارک الدنیا راہبوں کو حکم دیا وہ آئے پھر حضرت جعفر ؓ کو حکم دیا، انھوں نے سب کے سامنے سورۂ مریم کی آیات تلاوت کیں، چنانچہ قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ان ہی حضرات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَلَتَجِدَنَّهُمْ سے فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾

اور جب اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو (سب سے پہلے) پیغمبر محمد ﷺ پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لئے کہ اُنہوں نے حق بات پہچان لی۔ اور وہ (خدا کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے (۸۳) اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ خدا پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) داخل کرے گا (۸۴) تو خدا نے اُن کو اس کہنے کے عوض (بہشت کے) باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ اور نیکوکاروں کا یہی صلہ ہے (۸۵) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں (۸۶) مومنو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اُن کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۸۷) اور جو حلال طیب روزی خدا نے تم کو دی ہے اُسے کھاؤ اور خدا سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو (۸۸)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۸۳) تا (۸۸)

(۸۳) اور جب وہ حضرات جعفرؓ بن ابی طالب سے اس کلام کو سنتے ہیں جو کہ ان کے رسولؐ پر نازل کیا گیا ہے کیوں کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت سے اچھی طرح واقف ہیں تو ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ پر اور تیری کتاب پر اور تیرے رسول محمد ﷺ پر ایمان لے آئے لہٰذا رسول اکرم ﷺ کی امت میں جو مومن حضرات ہیں ہمیں ان کے ساتھ شامل فرما لیجیے۔

شانِ نزول: وَاِذَا سَمِعُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نجاشی ؓ نے اپنے ساتھیوں میں سے تیس پسندیدہ حضرات کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا، آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ یٰسین کی تلاوت فرمائی وہ سب حضرات رونے لگے تو ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

اور امام نسائیؒ نے عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت نجاشیؓ اور ان کے ساتھیوں کے

بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

(۸۴) اس پر ان کی قوم نے انھیں ملامت کی تو انھوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ جو حق ہمارے پاس آیا ہے یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ ہم اس پر ایمان نہ لائیں اور آخرت میں امت محمدیہ ﷺ کے پرہیزگاروں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوں۔

(۸۵) نتیجہ یہ ہوا کہ ان حضرات کا بخوشی توحید خداوندی کے قائل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے باغات دیے ہیں جن کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہیں یہ حضرات جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ ہی یہ اس سے نکالے جائیں گے، یہ موحدین یا ان حضرات کا جو قول و عمل کے اعتبار سے صاحب احسان ہوں نعم البدل ہے۔

(۸۶) اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کرنے والے جہنمی ہیں۔

(۸۷۔۸۸) یہ آیت کریمہ اصحاب رسول اکرم ﷺ میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت مقداد، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوذر، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ان سب حضرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے گھر میں اس بات پر اتفاق کیا کہ بقدر ضرورت کھائیں گے اور پئیں گے اور نہ بیبیوں کے پاس جائیں گے اور نہ گوشت کھائیں گے اور نہ چربی کھائیں گے اللہ کی رضا کے لیے، صرف راہبانہ زندگی بسر کریں گے، اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اس چیز سے منع فرمایا کہ کھانے پینے اور صحبت وغیرہ کو حرام مت کرو اور حدود شرعیہ میں حلال و حرام کی جو حدیں مقرر ہیں، ان سے تجاوز مت کرو اور حلال چیزیں کھاؤ اور پیو اور ان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

امام ترمذیؒ وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جس وقت گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لیے ہیجان ہو جاتا ہے اور شہوت کا غلبہ ہو جاتا ہے، اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کر لیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو چیزیں اس نے تمہارے لیے حلال کی ہیں ان میں سے لذیذ چیزیں اپنے اوپر حرام مت کرو۔

اور ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ حضرات

نے جن میں عثمان بن مظعون بھی تھے، گوشت اور عورتوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اور اپنے عضو تناسل کے کاٹنے کا ارادہ کرلیا تھا تاکہ شہوت بالکل ختم ہوجائے اور عبادت خداوندی کے لیے کامل طور پر فارغ ہوجائیں، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز اسی طرح عکرمہ، ابوقلابہ، مجاہد، ابو مالک نخعی اور سدی وغیرہ کی مرسل روایتیں نقل کی ہیں جن میں سدی کی روایت میں ہے کہ وہ دس حضرات تھے جن میں ابن مظعون رضی اللہ عنہ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

اور عکرمہ کی روایت میں ابن مظعون، حضرت علی، ابن مسعود، مقداد بن اسود اور سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے اور مجاہد کی روایت میں ابن مظعون رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

اور ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیر، کلبی، ابوصالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت صحابہ کرام کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے یہ سب اس پر متفق ہوئے کہ اللہ کی طرف کامل توجہ اور محض اس کی عبادت کے لیے سب اپنے عضو تناسل کاٹ ڈالیں اور عورتوں سے علیحدہ رہیں اور گوشت و چربی نہ کھائیں، اور ٹاٹ پہنیں اور بقدر ضرورت کھائیں اور زمین میں راہبوں کی طرح پھریں ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم نے زید بن سلم سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ داروں میں سے ایک مہمان آیا اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس تھے، جب اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ مہمان نے ان کے انتظار میں ابھی تک کھانا نہیں کھایا، تو اپنی بیوی سے کہا کہ میری وجہ سے ابھی تک میرے مہمان کو بٹھائے رکھا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے، ان کی بیوی بولیں کہ میرے اوپر بھی حرام ہے، مہمان نے کہا تو پھر مجھ پر بھی حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو کھانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا چلو بسم اللہ پڑھ کر کھالو۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

خدا تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) مواخذہ کرے گا۔ تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو۔ یا اُن کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہیے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسطرح خدا تمہارے (سمجھانے کے) لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو (۸۹) اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ (۹۰) شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا چاہئے (۹۱)

تفسیر سورۃ المائدۃ آیات (۸۹) تا (۹۱)

(۸۹) تمہاری قسموں میں لغو قسم پر کوئی کفارہ نہیں کیوں کہ لغو قسم کے علاوہ اس قسم پر کفارہ ہے کہ جن کو تم اپنے دلوں کے ساتھ پختہ کر دو (یعنی منعقدہ) تو اس مستحکم قسم کا کفارہ یہ ہے کہ صبح و شام دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ یا دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کپڑا دو، ہر ایک مسکین کو ایک چادر، ایک کرتہ، ایک تہ بند، ایک غلام یا لونڈی آزاد کرو۔

اور جس کو ان تینوں میں سے ایک کی بھی طاقت نہ ہو تو وہ لگاتار تین روزے رکھے یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا، یہ قسم توڑ دینے کے بعد اس کا کفارہ ہے لہٰذا اپنی قسموں اور ان کے کفارہ کا خیال رکھا کرو، جیسا کہ قسم کا کفارہ بیان کیا ہے، اسی طرح وہ رب ذوالجلال اوامر و نواہی بیان کرتا ہے تاکہ تم اس پر اس کا شکر کرو۔

(۹۰) شراب اور جوئے کی تمام اقسام اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب حرام ہیں، یہ شیطانی کام اور اس کے وسوسے ہیں تم ان سب چیزوں کو بالکل چھوڑ دو، تاکہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے بچو اور آخرت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو۔

(۹۱) شیطان تو شراب اور جوئے سے تمہاری عقل اور مال دولت کو برباد کرنا اور اطاعت خداوندی اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی سے روکنا اور ان سے دور کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اللہ کے اس فرمان کے بعد بھی باز نہیں آؤ گے۔

شان نزول: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ (الخ)

امام احمدؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ شراب پیتے تھے اور جوے کا مال کھاتے تھے، تو لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے ان دونوں چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (الخ) ۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر ان چیزوں کو حرام نہیں، بلکہ بڑے گناہ کو بیان کیا، چنانچہ حسب سابق سب لوگ شراب پیتے رہے۔ اسی دوران ایک دن مہاجرین میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی تو قرأت میں گڑبڑ کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس سے سخت حکم نازل فرمایا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ تا مُنْتَهُوْنَ ، اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام بولے، اے ہمارے پروردگار ہم باز آگئے، اس کے بعد کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ اس حرمت سے پہلے بہت حضرات شہید ہو گئے اور اپنے بستروں پر انتقال فرما گئے اور وہ شراب بھی پیتے تھے اور جوئے کا مال بھی کھاتے تھے اور اب اس کو اللہ تعالیٰ نے گندی باتیں شیطانی کام فرمادیا ہے۔ (تو اس کا معاملہ کیا ہوگا)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾

اور خدا کی فرمانبرداری اور رسول (خدا) کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے (۹۲) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن پر اُن چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جب کہ اُنہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکو کاری کی۔ اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے (۹۳) مومنو! کسی قدر شکار سے جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑ سکو خدا تمہاری آزمائش کرے گا۔ (یعنی حالت احرام میں شکار کی ممانعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اُس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے تو جو اسکے بعد زیادتی کرے اُس کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے (۹۴)

تفسیر سورة المائدة آيات (۹۲) تا (۹٤)

(۹۲) اس شراب کے پینے اور اس کو حلال سمجھنے سے بچو اور اگر اس شراب کی حرمت کے بارے میں تم اللہ کی اطاعت نہیں کرو گے تو رسول اکرم ﷺ کی ذمہ داری تو صرف اس زبان میں جسے تم سمجھتے ہو محض احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔

(۹۳) مہاجرین و انصار میں سے کچھ حضرات نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ حضرات شراب

کی حرمت نازل ہونے سے پہلے انتقال کر گئے اور انھوں نے شراب پی ہے تو ان کا کیا ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان مومنین پر جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی، شراب کی حرمت سے قبل شراب پینے میں خواہ وہ زندہ ہوں یا انتقال فرما چکے ہوں کوئی گناہ نہیں، جب کہ وہ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے اور ایمان اور حقوق اللہ کے پابند تھے اور پھر جو زندہ حضرات موجود ہیں، وہ شراب کی حرمت کے بعد اس سے بچتے ہوں اور انھوں نے اس کا پینا بالکل چھوڑ دیا ہو تو اللہ تعالیٰ اطاعت شعار لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ (الخ)

امام نسائیؒ اور بیہقیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شراب کی حرمت دو انصاری قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

انھوں نے شراب پی، نشہ چڑھنے پر بعض نے کچھ حرکات وغیرہ کیں، جب نشہ اتر گیا تو ہر ایک نے اپنے چہرے سر اور داڑھی میں دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ میرے ساتھ میرے فلاں بھائی نے یہ کیا ہے۔ حالاں کہ وہ سب بھائی تھے، ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی کینہ اور دشمنی نہیں تھی، چنانچہ اس نے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر مہربان ہوتا تو ایسی بدتمیزی نہ کرتا، غرض کہ اس بنا پر ان کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تو اس کے بعد کچھ حضرات بولے کہ یہ تو گندگی ہے اور فلاں کے پیٹ میں داخل ہو چکی ہے، اور وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں، اب کیا ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ (الخ)۔

(۹۴) حدیبیہ کے سال احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

یعنی حدیبیہ کے سال خشکی کے وحشی شکاروں کے بارے میں تمہارا امتحان لیں گے جب کہ ان کے انڈوں اور بچوں تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ رہے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر بھی دیکھ لیں کہ حالت احرام میں کون شکار سے باز رہتا ہے۔

سو جو اس کی حرمت اور اس کی جزا کے بیان ہو جانے کے بعد بھی حدود شرعیہ سے نکلے گا تو اس کی پشت اور پیٹ پر سخت سزا قائم کی جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ
حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ
يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ
عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝
اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ
عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ۝ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَاۗىِٕدَ ۭ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝

مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ مارنا۔ اور جو تم میں سے جان بُوجھ کر اُسے مارے تو (یا تو اس کا) بدلہ (دے اور وہ یہ ہے کہ) اسی طرح کا چارپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں قربانی (کرے اور یہ قربانی) کعبے پہنچائی جائے یا کفارہ (دے اور وہ) مسکینوں کو کھانا کھلانا (ہے) یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا (کا مزہ) چکھے (اور) جو پہلے ہو چکا وہ خدا نے معاف کر دیا اور جو پھر (ایسا کام) کرے گا تو خدا اُس سے انتقام لے گا اور خدا غالب (اور) انتقام لینے والا ہے (۹۵) تمہارے لئے دریا (کی چیزوں) کا شکار اور اُن کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے (یعنی) تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لیے۔ اور جنگل (کی چیزوں) کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تم پر حرام ہے اور خدا سے جس کے پاس تم (سب) جمع کئے جاؤ گے ڈرتے رہو (۹۶) خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کیلئے موجب امن مقرر فرمایا ہے اور عزت کے مہینوں کو اور قربانی کو اور اُن جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں۔ یہ اسلئے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب کو جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے (۹۷) جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے اور یہ کہ خدا بخشنے والا مہربان بھی ہے (۹۸)

تفسیر سورة المائدة آیات (۹۵) تا (۹۸)

(۹۵) ابوالیسر بن عمرو کو احرام یاد نہیں رہا اور انھوں نے جان کر شکار کو قتل کر دیا تو اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس پر اس شکار کی (سزا) ہوگی جس کی قیمت کا تخمینہ تم میں سے دو آدمی کریں گے، اب اسے اختیار ہے کہ اس قیمت کا کوئی جانور خرید کر بیت اللہ روانہ کر دے یا ان روپوں کے بقدر غلہ خرید کر مساکین مکہ مکرمہ پر خیرات کرے اور اگر اس غلہ وغیرہ خیرات کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو تو فی حصہ ایک مسکین ایک روزہ یعنی نصف صاع (۲۳۴ تولے کا ایک وزن) کے عوض ایک روزہ رکھ لے (جیسا کہ صدقۂ فطر کی شرائط ہیں) یہ اس کے فعل کی سزا ہے اور جو شخص اس حکم اور اس سزا کے بعد پھر ایسا کرے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس جزا مذکور کے علاوہ خود اس سے انتقام لے۔

(۹۶) قوم بنی مدلج دریائی شکار کرتی تھی، انھوں نے دریائی شکار کے بارے میں اور اس کے بارے میں جو دریا پھینک دے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تمہارے لیے دریائی شکار اور وہ شکار

جس کو پانی اوپر پھینک دے، سب حلال کر دیا گیا ہے (احرام کی حالت میں) تمہارے اور راہ گزروں کے فائدے کے لیے البتہ خشکی کا شکار حالت حدودِ احرام میں اور حرم میں تمہارے اوپر حرام کیا گیا ہے، ان باتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

(۹۷) کعبہ کو عبادت خداوندی میں امن اور لوگوں کی مصلحتوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے اور اسی طرح عزت والے مہینے کو اور اسی طرح حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو اسی طرح ان جانوروں کو جن کے گلوں میں حرم کے درختوں کے پٹے پڑے ہوئے ہوں، ان ساتھیوں کے لیے جو کہ اس میں ہوتے ہیں، باعث امن قرار دیا ہے، یہ تمام احکام اس لیے بیان کیے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کے رہنے والوں کی اصلاح سے بخوبی واقف ہے۔

(۹۸) جن باتوں کو تم ظاہر کرتے ہو اور جن کو ایک دوسرے سے چھپاتے ہو جیسا کہ شریح کا مال لینا تو ان کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔـلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔـلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام خدا کا پہنچا دینا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ مخفی کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے (۹۹) کہہ دو کہ ناپاک چیزیں اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوتیں گو ناپاک چیزوں کی کثرت تمہیں خوش ہی لگے۔ تو عقل والو خدا سے ڈرتے رہو تاکہ رستگاری حاصل کرو (۱۰۰) مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر (ان کی حقیقتیں) تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں گی۔ (اب تو) خدا نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) سے درگزر فرمایا ہے اور خدا بخشنے والا بردبار ہے (۱۰۱) اس طرح کی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں (مگر جب بتائی گئیں تو) پھر ان سے منکر ہو گئے (۱۰۲) خدا نے نہ تو بحیرہ کچھ چیز بنایا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ، اور نہ حام بلکہ کافر خدا پر جھوٹ افترا کرتے ہیں۔ اور یہ اکثر عقل نہیں رکھتے (۱۰۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۹۹) تا (۱۰۳)

(۹۹۔۱۰۰) اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے، جنھوں نے شریح کے مال پر جو کہ وہ لے کر آئے تھے، دست درازی کی تھی کہ شریح کا مال حرام اور وہ حلال مال جو وہ لے کر آئے تھے برابر نہیں ہو سکتے، لہٰذا عقل والو حرام مال لینے

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ اس کے غصہ اور عذاب سے بچ سکو۔

شانِ نزول: قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ (الخ)

واحدیؒ اور اصبہانیؒ نے ترغیب میں جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے شراب کی حرمت بیان کی تو یہ سن کر ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میری یہی تجارت تھی اور میں نے اس کام میں کافی مال حاصل کیا ہے اگر میں اس مال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کروں تو کیا وہ مال مجھ کو فائدہ دے گا؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ اور کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل فرمادی کہ آپ فرمادیجیے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔

(۱۰۱-۱۰۲) یہ آیت حارث بن یزید کے بارے میں نازل ہوئی کیوں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر بیت اللہ کے حج کو فرض کر دیا ہے تو انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہر ایک سال حج کرنا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی کہ ایسی باتیں مت دریافت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت معاف کر دیا ہے کیوں کہ اگر ان باتوں کا تمہیں حکم دے دیا جائے تو تمہیں ناگوار گزرے اور جن باتوں کو تم سے معاف کر دیا گیا ہے اگر تم زمانہ نزول وحی میں ان باتوں کو دریافت کرو تو تم پر فرض کر دی جائیں اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے لیے غفور اور فضول باتوں کے سوال پر حلیم ہیں۔

ایسی باتیں دیگر امتوں نے بھی اپنے انبیاء کرام سے پوچھی تھیں، جب ان کے انبیاء کرام نے ان باتوں کو ظاہر کر دیا تو لوگ ان کا حق نہ بجالا سکے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (الخ)

امام بخاریؒ نے انس بن مالک ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو الخ۔

نیز ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ سے بیہودہ سوالات کیا کرتے تھے کوئی پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے اور کسی کی اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ دریافت کرتا کہ میری اونٹنی کہاں ہے، اس پر ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن جریر نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور امام احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر ایک سال حج کرنا فرض ہے، آپ خاموش رہے، پھر عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک سال ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر ایک سال حج کرنا فرض ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو ایسی باتیں مت دریافت کرو کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تو ان کی تکمیل ناگوار گزرے اور ابن جریر نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، حافظ بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس چیز میں کوئی اشکال نہیں کہ یہ آیت دونوں باتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔

(۱۰۳) اور اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو شرع کے موافق کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو۔

بحیرہ اونٹوں سے ہوتا تھا کہ جس وقت اونٹنی بچے جن دیتی تو پانچویں بچہ کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو اس کو ذبح کر دیتے تھے اور مرد وعورت مل کر سب اس کا گوشت کھاتے اور اگر وہ پانچواں بچہ مادہ ہوتی تو اس کا کان چاک کر دیتے اور اسے بحیرہ بولتے تھے اور اس کے منافع اور دودھ صرف مردوں کے لیے ہوتے تاوقتیکہ یہ مرتی اور جب یہ مر جاتی تو مرد وعورت سب مل کر اس کا گوشت کھاتے۔

سائبہ، آدمی اپنے مال میں سے جو چاہتا بتوں کے نام کر دیتا اور اسے لے جا کر بتوں کی دیکھ بھال کرنیوالے کے سپرد کر دیتا تو اگر وہ مال حیوان ہوتا تو یہ منتظمین اسے لوگوں کے سپرد کر دیتے، جسے مسافر مرد کھا سکتے تھے اور عورتوں کے لیے اس کا کھانا ممنوع تھا اور اگر وہ جانور ذبح کیے بغیر خود بخود مر جاتا تو اُسے عورت اور مرد دونوں کھا سکتے تھے۔

وصیلہ۔ جب بکری سات بچے جن دیتی تو ساتواں بچہ اگر نر ہوتا تو اسے ذبح کر دیتے اور مرد وعورت سب مل کر کھا لیتے تھے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کے مرنے تک عورتیں اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتی تھیں جب وہ مر جاتی تو مرد وعورت سب مل کر اسے کھا لیتے تھے اور اگر بکری ایک ساتھ نر و مادہ دونوں جنتی تھی تو دونوں کو زندہ رہنے دیتے اور ذبح نہیں کرتے اور کہتے کہ ہم نے بھائی بہن کو ملا دیا ہے اور ان کے مرنے تک ان کا نفع صرف مردوں کے لیے ہوتا اور جس وقت یہ مر جاتے تو ان کے کھانے میں مرد وعورت دونوں شریک ہو جاتے۔

حام۔ جس وقت اونٹ اپنی پوتی پر سوار ہوتا تو کہتے کہ اس کی پشت محفوظ ہوگئی ہے تو اسے ویسے ہی چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے اور نہ کچھ بوجھ لادتے تھے اور اسے پانی پینے اور چرنے سے نہیں روکتے تھے اور جو بھی اونٹ اس کے پاس آتا تو اسے بھگا دیتے تھے، پھر جس وقت وہ بوڑھا ہو جاتا یا مر جاتا تو اس کے کھانے میں مرد و

عورت سب شریک ہو جاتے تھے، اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے ان میں سے کسی چیز کو حرام نہیں کیا ہے مگر عمرو بن لحی (مکہ کا ایک بڑا مشرک تھا) اور اس کے ساتھی ان کو اپنے اوپر حرام کرنے میں اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں اور یہ سب احکام خداوندی اور حلال وحرام سے ناواقف ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝

اور جب اُن لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اُس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے بھلا اگر اُن کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی؟) (۱۰۴) اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اُس وقت وہ تم کو تمہارے سب کاموں سے جو (دنیا میں) کیے تھے آگاہ کرے گا (اور اُن کا بدلہ دے گا) (۱۰۵) مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو شہادت (کا نصاب) یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم (مسلمانوں) میں سے دو مرد عادل (یعنی صاحب اعتبار) گواہ ہوں یا اگر (مسلمان نہ ملیں اور) تم سفر کر رہے ہو اور (اُس وقت) تم پر موت کی مصیبت واقع ہو تو کسی دوسرے مذہب کے دو (شخصوں کو) گواہ (کرلو) اگر تم کو ان گواہوں کی نسبت کچھ شک ہو تو اُن کو (عصر کی) نماز کے بعد کھڑا کرو اور دونوں خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے گو ہمارا رشتہ دار ہی ہو۔ اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے (۱۰۶)

تفسیر سورة المائدة آيات (١٠٤) تا (١٠٦)

(۱۰۴) اور جس وقت رسول اکرم ﷺ ان مشرکین مکہ سے کہتے ہیں، کہ جن چیزوں کی حلت (جائز ہونا) اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان کی ہے اور جن کی حلت رسول اکرم ﷺ نے تم سے بیان کی، اس کی طرف رجوع کرو تو جواباً اپنے بڑوں کی حرمت کا ثبوت دیتے ہیں، اور جب کہ ان کے آباؤ اجداد دین کی کسی چیز سے واقف نہیں تھے اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل کرتے تھے تو پھر کیسے یہ لوگ ان کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔

(۱۰۵) اپنے نفسوں کی فکر کرو کیوں کہ جب تم ایمان پر قائم ہو گئے تو کسی گمراہ کی گمراہی جب تم ان سے اس گمراہی کو بیان کر دو گے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی، مرنے کے بعد وہ رب کریم تمہاری نیکیاں اور برائیاں سب تمہیں جتلا دیں گے، یہ آیت مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت اہل کتاب نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا اور

ان لوگوں نے نہیں قبول کیا تھا۔

(۱۰۶) حضر ہو یا سفر مرنے والے کی وصیت کے وقت تم میں سے دو آدمیوں کا وصی ہونا جو کہ آزاد ہوں اور تمہاری قوم میں سے ہوں یا غیر دین یا تمہاری قوم کے علاوہ ہوں یا مقیم نہ ہوں بلکہ کہیں سفر میں ہوں۔

یہ آیت تین اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو شام کی طرف سامان تجارت لے کر جا رہے تھے ان میں سے ایک بدیل بن ابی ماریہ مولیٰ عمرو بن العاص مسلمان تھے، ان کا انتقال ہوگیا، انھوں نے اپنے ساتھیوں عدی بن بداء اور تمیم بن اوس جو کہ نصرانی تھے، اپنے انتقال کے وقت وصیت کی، مگر ان دونوں نے وصیت میں خیانت کی تو اللہ تعالیٰ میت کے وارثوں سے فرماتے ہیں کہ ان دونوں نصرانیوں کو عصر کی نماز کے بعد روک لو اور ان سے قسم لو، اگر تمہیں اس بات میں شک ہو کہ جتنا میت کا مال انھوں نے پہنچایا ہے مال اس سے زیادہ تھا۔

اور وہ دونوں یہ کہیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی دنیاوی نفع نہیں لینا چاہتے، اگر چہ مرنے والا ہمارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بات کی باز پرس پر گواہی دینے کا ہمیں حکم ہوا ہے ہم اس کو پوشیدہ رکھیں گے تو ہم گناہگار رہوں گے۔

شان نزول: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ (الخ)

امام ترمذی وغیرہ نے بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تمیم داری سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے، میرے علاوہ اور عدی بن بداء کے علاوہ سب نے اس سے جرأت ظاہر کی، یہ دونوں نصرانی تھے، اسلام سے پہلے ملک شام جایا کرتے تھے۔

چنانچہ اپنی تجارت کے لیے یہ شام گئے اور ان کے پاس بدیل بن ابی مریم مولی بنی سہم بھی آ گئے اور ان کے ساتھ ایک چاندی کا جام تھا وہ بیمار ہوئے تو انھوں نے ان دونوں کو وصیت کی اور حکم دیا کہ ان کا ترکہ ان کے وارثوں تک پہنچا دینا تمیم بیان کرتے ہیں کہ ان کے انتقال کے بعد ہم نے اس جام کو لے لیا اور ایک ہزار درہم میں فروخت کر کے وہ قیمت میں نے اور عدی بن بداء نے آپس میں بانٹ لی۔

چنانچہ جب ہم ان کے گھر والوں کے پاس آئے تو جو کچھ ان کا سامان ہمارے پاس تھا وہ ہم نے ان کو دے دیا تو انھوں نے اس جام کو نہ دیکھ کر اس کے بارے میں ہم سے دریافت کیا۔ ہم نے کہا کہ اس کے علاوہ انھوں نے اور کوئی مال نہیں چھوڑا اور نہ ہمیں دیا ہے، جب میں مشرف با اسلام ہو گیا تو مجھے اس کا خوف ہوا، چنانچہ میں ان کے گھر والوں کے پاس گیا اور انھیں پورا واقعہ سنا کر پانچ سو درہم ان کو دے دیے اور ان کو بتلا دیا کہ اتنی اور رقم میرے ساتھی کے پاس بھی موجود ہے، چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے گواہوں کا مطالبہ کیا، وہ گواہ نہ پیش کر سکے، آپ نے انھیں قسم کھانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اس کے لیے تیار ہو گئے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے الخ۔

چنانچہ حضرت عمرو بن العاص اور ایک شخص نے کھڑے ہو کر قسم کھائی اور پانچ سو بقیہ درہم عدی بن بداء سے نکلوائے۔

فائدہ: حافظ ذہبی نے اس چیز پر اعتماد کیا ہے کہ جس تمیم کا اس روایت میں ذکر ہے وہ تمیم داری نہیں ہیں اور اس چیز کو انھوں نے مقاتل بن حبان کی طرف منسوب کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں داری کی تصریح کرنا اچھا نہیں۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ۖ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِىْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىْۤ اِسْرَاۤءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِىْ وَبِرَسُوْلِىْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے تو جن لوگوں کا اُنھوں نے حق مارنا چاہا تھا اُن میں سے اُن کی جگہ اور دو گواہ کھڑے ہوں جو (میت سے) قرابت قریبہ رکھتے ہوں۔ پھر وہ خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت اُن کی شہادت سے بہت اچھی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں (۱۰۷) اس طریق سے بہت قریب ہے کہ یہ لوگ صحیح صحیح شہادت دیں یا اس بات سے خوف کریں کہ (ہماری) قسمیں اُن کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی۔ اور خدا سے ڈرو اور اُس کے حکموں کو گوشِ ہوش سے سنو اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۸) (وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر اُن سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے (۱۰۹) جب خدا (عیسیٰ سے) فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! میرے اُن احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیے جب میں نے روح القدس (یعنی جبرئیل) سے تمہاری مدد کی۔ تم جھولے میں اور جوان ہو کر (ایک ہی نسق پر) لوگوں سے گفتگو کرتے تھے۔ اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اُس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور مُردے کو (زندہ کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب تم اُن کے پاس کھلے ہوئے نشان لے کر آئے تو جو اُن میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (۱۱۰) اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ (پروردگار) ہم ایمان لائے تو شاہد رہیو کہ ہم فرمانبردار ہیں (۱۱۱) (وہ

قصہ بھی یاد کرو) جب حوریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تمہارا پروردگار ایسا کرسکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے؟ اُنہوں نے کہا اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا سے ڈرو (۱۱۲) وہ بولے کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل تسلی پائیں اور ہم جان لیں کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوان کے نزول) پر گواہ رہیں (۱۱۳)

تفسیر سورة المائدة آیات (۱۰۷) تا (۱۱۳)

(۱۰۷) چنانچہ قسموں کے بعد ان دونوں کی خیانت اولیاء مقتول پر ظاہر ہوگئی، چنانچہ اب مقدمہ کا رخ تبدیل ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں نصرانیوں کی خیانت واضح ہوگئی تو ان نصرانیوں کی جگہ جن پر خیانت ثابت ہوئی تھی اولیاء میت میں سے دو میت کے قریب ترین وارث یعنی حضرت عمرو بن العاص ؓ اور مطلب بن ابی دواعۃ کھڑے ہوں اور جنھوں نے اولیاء میت سے مال چھپالیا تھا ان کے خلاف اللہ کی قسم کھائیں کہ جو مال میت کا انھوں نے پہنچایا ہے، مال اس سے زیادہ تھا، ہمیں مسلمانوں کی شہادت ان نصرانیوں کی شہادت سے زیادہ سچی ہے، کیوں کہ ہم نے اپنے دعوے میں ذرا بھی تجاوز نہیں کیا کیوں کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہم سخت ظالم ہوں گے۔

(۱۰۸) یہ قانون ان نصرانیوں کے مثلاً واقعہ کو اس کی نوعیت کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے بہت ہی مناسب ذریعہ ہے یا وہ نصرانی اس بات سے ڈر کر قسمیں کھانے سے رک جائیں کہ ہم سے قسمیں لینے کے بعد پھر مسلمان ورثہ سے قسمیں لی جائیں گے تو ہمیں شرمندہ ہونا پڑے گا، لہٰذا امانت کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جن باتوں کا اللہ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے ان میں پورے طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ گناہگار جھوٹوں اور کافروں کو اپنے دین کی طرف رہنمائی نہیں کرتے۔

(۱۰۹) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دہشت کے بعض مواقع پر دریافت کرے گا کہ تمہاری قوم نے تمہیں کیا جواب دیا تو اس وقت اس پریشانی کی بنا پر کوئی جواب نہ دیں گے، پھر بعد میں جواب دیں گے اور احوال امم پر شہادت دیں گے۔

(۱۱۰) اور اسی روز اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا، کہ میرا انعام جو نبوت اسلام اور عبادت کی صورت میں ہوا، اس کو یاد کرو اور جب کہ جبریل مطہر کے ساتھ تمہیں تائید دی اور لوگوں سے کلام کرنے میں تقویت ملی کہ آپ پنگھوڑے میں کہہ رہے تھے، کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور تیس سال کے بعد تمہیں تقویت دی کہ تم نے اپنے رسول ہونے کا اعلان کیا اور جب کہ آپ کو تمام آسمانی کتب یا یہ کہ بولنا اور حکماء کی حکمت یا حلال وحرام کی تعلیم دی اور توریت کی جب کہ آپ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور انجیل کی وہاں سے نکلنے کے بعد تعلیم دی اور جب کہ تم مٹی کے پرندہ جیسی تصویر بناتے تھے اور پھر میرے حکم سے اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ آسمان اور زمین کے درمیان پرندہ بن کر میرے حکم اور ارادہ سے اڑنا شروع کر دیتا تھا اور میرے حکم و ارادہ اور میری قدرت سے تم مادرزاد اندھے کو اچھا کر دیتے تھے۔

اور جب کہ تم بنی اسرائیل کے پاس اوامر ونواہی لے کر آئے اور انھیں معجزات دکھائے اور انھوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تو میں نے ان کو تمہارے قتل سے باز رکھا اور بنی اسرائیل ان معجزات کے دیکھنے پر کہنے لگے کہ یہ

تو واضح جادو ہے یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جادو گر ہیں۔

(۱۱۱) اور جس وقت میں نے حواریین کو جن کی تعداد بارہ تھی، ایمان لانے کا حکم دیا کہ ہم پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور آپ اے عیسیٰ علیہ السلام اس پر گواہ رہیے اور ان میں سے بھی ایک نے ایک پر شہادت دی کہ ہم کامل مومن اور فرمانبردار ہیں۔

(۱۱۲) اور حواریوں نے یعنی شمعون نے کہا کہ آپ کی قوم کہتی ہے کہ کیا آپ پروردگار سے اس چیز کے بارے میں دعا کر سکتے ہیں کہ آسمان سے کچھ کھانا نازل ہو جایا کرے، حضرت عیسیٰؑ نے یہ سن کر شمعون سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اگر اللہ پر یقین رکھتے ہیں کیوں کہ تم اس نعمت کی شکر گزاری نہیں کرو گے۔

(۱۱۳) جس کی بنا پر عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

شمعون نے ان سے یہ کہہ دیا وہ بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح جو معجزات آپ دکھا رہے ہیں، اس پر ہمارا یقین اور بڑھ جائے گا اور جب ہم اپنی قوم کے پاس لوٹیں تو گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ۗ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۗ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۗ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

(تب) عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لئے (وہ دن) عید قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں (سب) کیلئے اور وہ تیری طرف سے نشانی ہو اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱۴) خدا نے فرمایا میں تم پر ضرور خوان نازل فرماؤں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا اُسے ایسا عذاب دُونگا کہ اہل عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا (۱۱۵) اور (اُس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تُو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیوں کہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اُسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اُسے میں نہیں جانتا۔ بے شک تُو علام الغیوب ہے (۱۱۶) میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں اُن میں رہا اُن (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اُٹھا لیا تو تُو ان کا نگراں تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (۱۱۷) اگر تو اُن کو عذاب

دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۱۸) خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راستبازوں کو اُن کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ابدالآباد اُن میں بستے رہیں گے۔ خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں یہ بڑی کامیابی ہے (۱۱۹) آسمان اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) میں ہے سب پر خدا ہی کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۲۰)

تفسیر سورة المائدة آيات (١١٤) تا (١٢٠)

(۱۱۴) چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے کھانا نازل ہونے کی دعا کی یا یہ کہ کھانے کی برکت کی دعا کی کہ ہم میں جو موجودہ زمانہ میں ہیں اور جو بعد میں آنے والے ہیں، ان کے لیے ایک خوشی کی چیز ہو جائے تاکہ ہم آپ کی عبادت کریں اور یہ اتوار کا دن تھا اور یہ ایک معجزاتی نشانی ہو جائے، مومنین کے لیے باعث اطمینان قلب اور کفار پر حجت لازم ہونے کے لیے پروردگار ہر نعمت ہمیں عطا کیجیے، آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔

(۱۱۵) اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ تیری درخواست پوری کرتا ہوں مگر جس نے اس کے نزول اور اس میں سے کھانے کے بعد میرا حق نہ پہچانا تو انہیں ایسی سزا دوں گا کہ ویسی سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا یعنی سؤر بنا دوں گا۔

(۱۱۶) قیامت کے دن اللّٰہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفار نصاریٰ کو سنانے کے لیے یہ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللّٰہ کے علاوہ معبود بنالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے کہ میں تو شرک سے اپنے آپ کو پاک سمجھتا ہوں، میرے لیے تو کسی بھی صورت میں یہ مناسب نہیں تھا کہ میں شرک کی ایسی بات کہتا۔

(۱۱۷) میں نے جو کچھ اوامر و نہی ان کو کہے ہیں آپ اسے بخوبی جانتے ہیں اور جو کچھ ان لوگوں کے حق میں رسوائی اور توفیق ہے میں تو اس کو نہیں جانتا۔ میں نے تو ان سے دنیا میں صرف یہی کہا کہ اس ذات کی عبادت اور اطاعت کرو جو میرا بھی اللّٰہ ہے اور تمہارا بھی اور جب تک ان میں موجود رہا تیرے احکام کے پہنچانے پر باخبر رہا اور جب ان کے درمیان سے آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ہی ان کے احوال سے باخبر رہے، آپ تو میری باتوں اور ان کی باتوں سب ہی کو جاننے والے ہیں۔

(۱۱۸) چنانچہ جب اس مائدہ کا نزول ہو گیا اور اس میں سے کھانا شروع کیا تو یہ یہودی اب اس کو جھوٹ اور جادو بتانے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار اگر ان کی ان باتوں پر جس کی وجہ سے یہ ہلاک کر دینے کے مستحق ہیں، تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف فرما دے تو آپ عزیز اور حکیم ہیں۔

(۱۱۹)　اور اللّٰہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ مومنوں کو ان کا ایمان اور مبلغوں کو ان کی تبلیغ اور وعدوں میں سچے رہنے والوں کو ان کی سچائی کام آئے گی۔ان حضرات کے لیے ایسے باغات ہوں گے جہاں درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور پاکیزہ شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، وہ اللّٰہ تعالیٰ سے خوش ہیں اور یہ اس قدر ثواب وانعامات اس بات کی علامت ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اُن سے خوش ہیں۔

یہ خلود فی الجنت (جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا) اور رضوان بہت بڑی کامیابی ہے کہ جنت مل گئی اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

(۱۲۰)　آسمان وزمین کے تمام خزانے مثلاً بارش اور ہر قسم کے پھل اور تمام مخلوقات اور عجائب اللّٰہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں داخل ہیں اور رب ذوالجلال کو آسمان وزمین کے پیدا کرنے اور ثواب وعذاب دینے پر پوری قدرت حاصل ہے، لہٰذا اسی ذات کی تعریف بیان کرو جو کہ آسمان وزمین کا خالق ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ
وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ
تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ
وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ
رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ
فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ
اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ
لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝
وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ
عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا
يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ
بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝
قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى
نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر (اور چیزوں کو) خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں (۱) وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (مرنے کا) ایک وقت مقرر کر دیا۔ اور ایک مدت اس کے ہاں اور مقرر ہے پھر بھی تم (اے کافرو خدا کے بارے میں) شک کرتے ہو (۲) اور آسمان اور زمین میں وہی (ایک) خدا ہے تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے (۳) اور خدا کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان لوگوں کے پاس نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۴) جب اُن کے پاس حق آیا تو اس کو بھی جھٹلا دیا۔ سو اُن کو اُن چیزوں کا جن سے یہ استہزاء کرتے ہیں عنقریب انجام معلوم ہو جائے گا (۵) کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتوں کو ہلاک کر دیا۔ جن کے پاؤں ملک میں ایسے جما دیے تھے کہ تمہارے پاؤں بھی ایسے نہیں جمائے اور اُن پر آسمان سے لگاتار مینہ برسایا اور نہریں بنا دیں جو اُن کے (مکانوں کے) نیچے بہ رہی تھیں پھر اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور اُن کے بعد اور اُمتیں پیدا کر دیں (۶) اور اگر ہم تم پر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے اور یہ اُسے اپنے ہاتھوں سے ٹٹول بھی لیتے۔ تو جو کافر ہیں وہ یہی کہہ دیتے کہ یہ تو (صاف اور) صریح جادو ہے (۷) اور کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا۔ (جو ان کی تصدیق کرتا) اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو کام ہی فیصل ہو جاتا پھر انہیں (مطلق) مہلت نہ دی جاتی (۸) نیز اگر ہم کسی فرشتے کو بھیجتے تو اُسے مرد کی صورت میں بھیجتے اور جو شبہ (اب) کرتے ہیں اُسی شبہے میں پھر انہیں ڈال دیتے (۹) اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں سو جو لوگ اُن میں سے تمسخر کیا کرتے تھے اُن کو تمسخر کی سزا نے آ گھیرا (۱۰) کہو کہ (اے منکرینِ رسالت) ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا (۱۱) (اُن سے) پوچھو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے کہہ دو خدا کا اُس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے وہ تم سب کو قیامت کے دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ضرور جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے (۱۲)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱) تا (۱۲)

پانچ آیتوں کے علاوہ یہ پوری سورت ایک ساتھ مکہ میں نازل ہوئی ہے، قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ سے اخیر تین آیتوں تک اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ (الخ) اور آیت وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یہ پانچ آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں، اس سورت میں (۱۶۵) آیات اور (۳۰۵۰) کلمات اور (۱۲۴۲۲) حروف ہیں۔

(۱) ہر قسم کے شکر اور خدائی اس ذات کے لیے ہے جس نے تمام آسمانوں کو اتوار اور پیر صرف دو دنوں میں اور اسی طرح تمام زمینوں کو منگل اور بدھ کے دو دنوں میں پیدا کیا ہے اور کفر و ایمان یا رات اور دن کو پیدا کیا۔ اس کے باوجود یہ کفار مکہ بتوں کو عبادت میں اللہ کا درجہ دیتے ہیں۔

(۲) اس ذات نے تمہیں آدم سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا، دنیا کو پیدا کیا اور اس کی مدت فنا بنائی اور مخلوق کو پیدا کر کے ان کی میعاد موت کو قرار دیا اور آخرت کے آنے کی مدت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، جس میں نہ موت ہے اور نہ فنا، اس کے بعد بھی اے مکہ والو تم اللہ تعالیٰ کے بارے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے میں شک کرتے ہو۔

(۳) اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں اور وہ ہی معبود برحق زمینوں میں ہے جو تمہاری ظاہری اور پوشیدہ سب باتوں کا اور جو تم نیکیاں اور برائیاں کرتے ہو وہ سب سے باخبر ہے۔

(۴) اور ان اہل مکہ کے پاس جو بھی نشانیاں ان کے پروردگار کی طرف سے آتی ہیں مثلاً سورج گرہن ہونا، چاند کے دو ٹکڑے ہونا اور تاروں کا ٹوٹ کر بکھرنا مگر یہ ان سب باتوں کی تکذیب ہی کرتے ہیں۔

(۵) قرآن کریم اور اس کی کھلی ہوئی نشانیاں جب رسول اکرم ﷺ ان کے پاس لے کر آئے ان اہل مکہ نے ان کی بھی تکذیب کی۔

اب اللہ تعالیٰ ان کو ڈرا رہے ہیں، چنانچہ ان کے مذاق اڑانے کا انجام، بدر، احد اور احزاب کا دن ان کے سامنے آ گیا۔

(۶) ان اہل مکہ کو قرآن کریم کے ذریعے سے کیا یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم نے ان سے پہلے کس قدر ایسی زبردست قوت والوں کو ہلاک کیا ہے کہ ایسی قوت ان مکہ والوں کو نہیں دی گئی۔

اور پھر جب ان کو حاجت پیش آئی تو ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ان کے باغوں، کھیتوں اور درختوں کے نیچے سے نہریں جاری کیں مگر پھر انبیاء کرام کی تکذیب کرنے کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ان سے بہتر لوگوں کو پیدا کیا۔

(۷) اگر ہم جبریل امینؑ کے ذریعے سارا قرآن کریم کاغذ پر لکھا ہوا آپ ﷺ پر نازل کر دیتے جیسا کہ عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا اور پھر یہ اپنے ہاتھوں میں اسے لے کر پڑھ بھی لیتے مگر پھر بھی یہ عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی اپنی ہٹ دھرمی کے سبب یہی کہتے کہ یہ صریح جادو ہے۔

(۸۔۹) اور یہ عبداللہ بن امیہ اور دیگر کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جاتا جسے ہم دیکھ سکیں اور اس کی باتیں بھی سنیں تو اگر ان کی درخواست کے مطابق ہی معاملہ ہوتا تو ان پر عذاب نازل ہو جاتا اور ان کی روحیں قبض ہو جاتیں اور ان کا خاتمہ ہو جاتا اور پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی اور اگر ہم رسول کسی فرشتہ کو کر کے بھیجتے تب بھی اسے انسانی شکل ہی میں بھیجتے تا کہ لوگ اس کو دیکھ سکیں تو پھر فرشتوں کے بارے میں بھی ان کے وہی اشکال اور اشتباہ ہوتے جو ان کو رسول اکرم ﷺ اور آپ کی صفت کے بارے میں شک ہو رہا ہے۔

(۱۰) اور دیگر انبیاء کرام کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے وہی تمسخر کیا ہے جو آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے، ان کے تمسخر کے انجام میں آخر کار ان کافروں کو عذاب نے آگھیرا۔

(۱۱) اے محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ کو فرما دیجیے کہ ذرا چل پھر کر دیکھو اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔

(۱۲) اے محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ سے سوال کریں کہ یہ تمام مخلوقات کس کی ملکیت ہیں اول تو وہ جواب دیں گے اور اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو آپ فرما دیجیے کہ اس اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اور رسول اکرم ﷺ کی امت کی وجہ سے عذاب کو موخر کر کے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن تم سب کو جمع کریں گے، جس دن کے واقع ہونے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں۔

مگر جن لوگوں نے اپنی جسمانی منازل خدام اور بیبیوں کو ضائع کر دیا ہے، وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا
فَاطِرِ السَّمَوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ
إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيمٍ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ
وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا
كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ
قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ
لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا
هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ
الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا
أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ
جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ
تَزْعُمُونَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

اور جو مخلوق رات اور دن میں بستی ہے سب اسی کی ہے اور وہ سنتا جانتا ہے (۱۳) کہو کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بناؤں کہ (وہی) تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی (سب کو) کھانا دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا (یہ بھی) کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر) مشرکوں میں نہ ہوتا (۱۴) (یہ بھی) کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے (۱۵) جس شخص سے اُس روز عذاب ٹال دیا گیا اُس پر خدا نے (بڑی) مہربانی فرمائی۔ اور یہ کھلی کامیابی ہے (۱۶) اور اگر خدا تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اُس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (وراحت) عطا کرے تو (کوئی اُس کو روکنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۷) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ دانا (اور) خبردار ہے (۱۸) ان سے پوچھو کہ سب سے بڑھ کر (قرین انصاف) کس کی شہادت ہے کہہ دو کہ خدا ہی مجھ میں اور تم میں گواہ ہے۔ اور یہ قرآن مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں۔ کیا تم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ خدا کیساتھ اور بھی معبود ہیں (اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ میں تو (ایسی) شہادت نہیں دیتا۔ کہہ دو کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور جن کو تم لوگ شریک بناتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں (۱۹) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر) کو اس طرح پہچانتے ہیں۔ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے (۲۰) اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا یا اُس کی آیتوں کو جھٹلایا کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے (۲۱) اور جس دن ہم سب لوگوں جمع کریں گے پھر مشرکوں سے پوچھیں گے کہ (آج) وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا (۲۲) تو اُن سے کچھ عذر نہ بن پڑے گا (اور) بجز اسکے (کچھ چارہ نہ ہوگا) کہ کہیں خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے (۲۳) دیکھو اُنہوں نے اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولا اور جو کچھ یہ افترا کیا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہا (۲۴)

تفسير سورة الانعام آيات (١٣) تا (٢٤)

(۱۳) اور کفار نے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ ہم تمہیں مالا مال کردیں گے اور تمہاری بہترین جگہ پر شادی بھی کرادیں گے اور تمہیں عزت دیں گے اور اپنا رہبر بنائیں گے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں، آپ کے وطن میں رات دن میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کی ملک ہے۔

(۱۴) اور اے محمد ﷺ، آپ کا رب کفار کی باتوں کو سننے والا اور ان کے انجام اور مخلوق کے روزی دینے کو جاننے والا ہے اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کیا ایسے اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود بناؤں جو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ تمام مخلوق کو کھانے کو دیتا ہے اور اُس کو کوئی بوجہ عدم ضرورت کھانے کو نہیں دیتا اور نہ ہی یہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو روزی دینے میں اُس کو کسی سے مدد لینا پڑتی ہے۔

اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے یہ فرمادیجیے کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں یا اپنے زمانہ والوں میں سب سے پہلے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت بجالاؤں اور دیکھو! تم مشرکین کے دین پر ہرگز مت ہونا۔

(۱۵) آپ فرمادیجیے کہ اگر بالفرض میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں اور تمہارے دین کی طرف لوٹ آؤں تو مجھے آنے والے دن کے بڑے عذاب کا ڈر ہے یا یہ کہ بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

(۱۶) اور قیامت کے دن جس شخص سے عذاب ہٹادیا جائے گا تو وہ محفوظ ہوجائے گا اور اس کی مغفرت ہوجائے گی اور مغفرت انسان کی اعلیٰ کامیابی ہے۔

(۱۷۔۱۸) اور اے لوگو! تمہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی سختی یا تنگی میں مبتلا کردیں تو ان کے علاوہ کوئی اور' سے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ کوئی نعمت عطا کریں تو وہ سختی اور تنگی نعمت و مالداری پر قدرت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غالب ہیں اور ان کے امور و قضا میں بڑی حکمت والے اور مخلوق اور ان کے اعمال سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

(۱۹) اب اگلی آیت کفار کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اپنی نبوت پر کوئی گواہ لائیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ ان سے فرمادیجیے کہ سب سے بڑھ کر اور پسندیدہ چیز گواہ کے لیے کون سی ہے اگر یہ آپ کی بات کا جواب دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے فرمایئے کہ بس اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن کریم اس کا کلام برحق ہے۔

اور جبریل امین کے ذریعے یہ قرآن حکیم مجھ پر نازل کیا گیا تاکہ میں تمہیں اور جس کو یہ قرآن کی خبر پہنچے، اس کو بُرے انجام سے ڈراؤں۔

اے اہل مکہ کیا تم پھر بھی بتوں کے متعلق گواہی دو گے؟ اور ان کو خدا کی العیاذ باللہ بیٹیاں کہو گے؟ اگر یہ لوگ پھر بھی اس کی گواہی دیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اس شرکیہ چیز کی تمہارے ساتھ گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرما دیجیے بے شک اللہ تعالیٰ ہی ایک معبود حقیقی ہے اور تم جو ان بتوں کو پوجتے ہو، میں ان سے بری ہوں۔

شان نزول: قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ (الخ)

ابن اسحاق" اور ابن جریر" نے سعید" یا عکرمہ" کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نحام بن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آئے اور کہنے لگے اے محمد ﷺ ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، مجھے اسی توحید حق پر مبعوث کیا گیا اور میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے کہ سب سے بڑھ کر گواہی کے لیے کون سی چیز ہے۔

(۲۰) جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم دیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ رسول اکرم ﷺ کو آپ کے اوصاف اور تعریف کے ساتھ اپنے بیٹوں کی طرح جانتے ہیں اور جنھوں نے اپنی دنیا و آخرت کو برباد کر دیا ہے جیسا کہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی وہ قرآن حکیم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲۱) اور اس سے بڑھ کر بھلا بے انصاف کون ہوگا جو توحید خداوندی اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو شریک کرے یا رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرے، یقیناً ظالموں اور مشرکوں کو عذاب خداوندی سے کسی طرح چھٹکارا حاصل نہیں ہوگا۔

(۲۲۔۲۳) اور قیامت کے دن ہم تمام لوگوں کو جمع کر لیں گے، پھر ان معبودان باطل کے پجاریوں سے کہیں گے کہ جن معبودوں کی تم عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں انہیں لے کر آؤ وہ آج کدھر ہیں۔ پھر ان کا عذر اور جواب اپنی بے گناہی کے عذر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا۔

(۲۴) اے محمد ﷺ ذرا دیکھیے تو یا یہ کہ فرشتو ان کی ڈھٹائی دیکھو تو سہی کس طرح ان لوگوں نے کھلم کھلا جھوٹ بول کر اپنے اوپر خود عذاب کو مسلط کر لیا۔

اور جن باطل چیزوں کی یہ پوجا کرتے تھے ان کے نفس خود ان سے متنفر ہو جائیں گے اور یا یہ کہ ان کے جھوٹ کا بالآخر خاتمہ ہو گیا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ
اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ
وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ
بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا
يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ
هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
ع كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ حَتّٰٓى
اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا
وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ
يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا
عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اور اُن میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری (باتوں) طرف کان رکھتے ہیں اور ہم نے اُن کے دلوں پر تو پردے ڈال دیے ہیں کہ اُن کو سمجھ نہ سکیں اور کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے (کہ سُن نہ سکیں) اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی تو ان پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ جب تمہارے پاس تم سے بحث کرنے کو آتے ہیں تو جو کافر ہیں کہتے ہیں یہ (قرآن) اور کچھ بھی نہیں صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۲۵) وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی پرے رہتے ہیں۔ مگر (ان باتوں سے) اپنے آپ ہی کو ہلاک کرتے ہیں اور اس سے بے خبر ہیں (۲۶) کاش تم (اُن کو اس وقت) دیکھو جب یہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اور کہیں گے کہ اے کاش ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیے جائیں تا کہ اپنے پروردگار کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں اور مومن ہو جائیں (۲۷) ہاں یہ جو کچھ پہلے چھپایا کرتے تھے (آج) ان پر ظاہر ہو گیا ہے اور اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں تو جن (کاموں) سے اُن کو منع کیا گیا تھا وہی پھر کرنے لگیں کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں (۲۸) اور کہتے ہیں کہ ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے اور ہم (مرنے کے بعد) پھر زندہ نہیں کیے جائیں گے (۲۹) اور کاش تم (اُن کو اس وقت) دیکھو جب یہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور وہ فرمائے گا کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) برحق نہیں تو کہیں گے کیوں نہیں پروردگار کی قسم (بالکل برحق ہے) خدا فرمائے گا اب کفر کے بدلے (جو دنیا میں کرتے تھے) عذاب (کے مزے) چکھو (۳۰) جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو جھوٹ سمجھا وہ گھاٹے میں آ گئے یہاں تک کہ جب اُن پر قیامت ناگہاں آ موجود ہو گی تو بول اُٹھیں گے کہ (ہائے) اُس تقصیر پر افسوس ہے جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی اور وہ اپنے (اعمال کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ دیکھو جو بوجھ یہ اُٹھا رہے ہیں بہت بُرا ہے (۳۱) اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغولہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے (یعنی) اُن کیلئے جو (خدا سے) ڈرتے ہیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں (۳۲) ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں (۳۳) اور تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد پہنچتی رہی۔ اور خدا کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اور تم کو پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں (تو تم بھی صبر سے کام لو) (۳۴)

تفسیر سورة الانعام آیات (۲۵) تا (۳۴)

(۲۵) اوران کفار مکہ میں سے بعض لوگ آپ کی طرف سے قرآن کریم کی تلاوت کو سننے کے لیے آپ کی طرف کان لگاتے ہیں جن میں سے ابوسفیان بن حرب، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، ابی بن خلف اور حارث بن عامر ہیں مگر ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے تاکہ آپ کے کلام کو نہ سمجھ سکیں اوران کے کان بند کردیے ہیں تاکہ حق اور ہدایت کی بات کو نہ سمجھ سکیں اور ایک معنی یہ بھی بیان کیے ہیں کہ سیدھے راستے کو سمجھنے سے ان کے کان عاری ہو گئے ہیں۔

(۲۶۔۲۷) حارث بن عامر نے آپ سے دلائل نبوت کا مطالبہ کیا، اس پر فرمان الٰہی نازل ہوا کہ اگر یہ لوگ تمام دلائل کو بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہ لائیں اور یہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو قرآن کے نازل ہونے کے بارے میں پوچھتے ہیں اور جب ان کو اس کی اطلاع کردی جاتی ہے تو خصوصاً نضر بن حارث کہتا ہے کہ محمد ﷺ جو کچھ بیان کرتے ہیں یہ تو بس گزرے ہوئے لوگوں کے کچھ جھوٹے افسانے ہیں اور ابوجہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے رکتے اور دور رہتے ہیں اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ابوطالب لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے روکتے ہیں مگر خود آپ کی پیروی نہیں کرتے، مگر یہ خود ہلاک ہو رہے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں کو آپ کی اطاعت سے روکتے ہیں، ان سب کا گناہ ان پر ہے، اور اگر محمد ﷺ آپ ان کو اس وقت دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے ہوں گے تو دنیا میں واپسی اور آسمانی کتابوں اور رسول کی تکفیر نہ کرنے کی تمنا کریں گے اور ہر ایک طریقہ سے ایمان والوں کے ساتھ ہونے کی تمنا کریں گے۔

شان نزول: وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ (الخ)

امام حاکمؒ وغیرہ نے ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ مشرکین کو رسول اکرم ﷺ کو ایذاء پہنچانے سے روکتے تھے اور خود آپ کے دین کو قبول نہیں کرتے تھے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے چچاؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ تعداد میں دس تھے علانیہ طور پر تو وہ آپ کی مدد میں لوگوں پر بھاری تھے مگر خفیہ طور پر تمام لوگوں سے آپ پر زیادہ سخت تھے۔

(۲۸) بلکہ دنیا میں جو کفر وشرک کو چھپایا کرتے تھے، اس کا انجام اب ظاہر ہو گیا اور اگر ان کی خواہش کے مطابق ان کو دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی یہ کفر وشرک نہیں چھوڑیں گے اور ہرگز ایمان قبول نہیں کریں گے۔

(۲۹) اور کفار مکہ کہتے ہیں کہ زندگی تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے، موت کے بعد کچھ نہیں۔

(۳۰) اور محمد ﷺ اگر آپ ان کو اس وقت دیکھیں، جب کہ وہ اپنے رب کے سامنے حاضر کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ یا فرشتے ان سے کہیں گے کیا یہ عذاب اور مرنے کے بعد زندہ ہونا حق نہیں ہے یہ کہیں گے بے شک جیسا کہ رسول نے فرمایا یہ یقینی اور حق ہے تو اب موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے انکار کے مزہ میں اللہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

(۳۱) بعث بعدالموت کے منکروں پر جب اللہ کی طرف سے اچانک عذاب آئے گا تو بولیں گے ہائے افسوس اور ہائے ہماری کم بختی کہ دنیا میں ہم سے ایمان لانے اور توبہ کرنے میں ایسی زبردست غلطی ہوگئی اور وہ اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوں گے اور ان کا یہ بوجھ بہت ہی برا ہوگا۔

(۳۲) اور دنیاوی زندگی میں جو بھی کچھ عیش وعشرت نظر آتی ہے، وہ ایک عارضی اور جھوٹی خوشی کی طرح ہے اور اس کے بالمقابل جنت کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے بہتر ہے، یہ منکرین حق پھر بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور جنت کو بقا ہے۔

(۳۳) اور حارث بن عامر اور اس کے ساتھیوں کی طعن وتکذیب اور دلائل نبوت کا مطالبہ آپ کو مغموم کرتا ہے اور یہ براہ راست آپ کی تکذیب نہیں کرتے، لیکن یہ مشرکین آیات خداوندی کا جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں۔

شان نزول: قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ ظالم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

(۳۴) جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور قوموں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی، چنانچہ انھوں نے اپنی قوم کی تکذیب اور ان کی تکلیف پر صبر کیا، یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے بصورتِ عذاب ان کی قوم کی ہلاکت کا وقت آ گیا۔

اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں کہ وہ اپنے خاص بندوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرماتے ہیں اور محمد ﷺ آپ کے پاس پیغمبروں کے واقعات قرآن کریم میں پہنچ چکے ہیں کہ جیسا آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی، اسی طرح ان کی قوموں نے ان کی بھی تکذیب کی اور اس پر انھوں نے صبر کیا، اگرچہ ان کی یہ تکذیب آپ پر گراں گزرتی ہے۔ (لیکن آپ بھی صبر فرمائیے، اللہ ان کفار سے عنقریب خود ہی نمٹ لے گا)

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ
نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ
اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا
يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝
وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ
يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَا طٰۗىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا
فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ
يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ
اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ وَتَنْسَوْنَ
مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۗءِ
وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ
حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ
مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور اگر اُن کی رُوگردانی تم پر شاق گزرتی ہے تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سُرنگ ڈھونڈ نکالو یا آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو) پھر اُن کے پاس کوئی معجزہ لاؤ اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ پس تم ہرگز نادانوں میں نہ ہونا (۳۵) بات یہ ہے کہ (حق) کو قبول وہی کرتے ہیں جو سُنتے بھی ہیں اور مُردوں کو تو خدا (قیامت ہی کو) اُٹھائے گا پھر اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے (۳۶) اور کہتے ہیں کہ اُن پر اُن کے پروردگار کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کہہ دو کہ خدا نشانی اُتار نے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۷) اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اُڑنے والا جانور ہے اُن کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کیے جائیں گے (۳۸) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں (اسکے علاوہ) اندھیرے میں (پڑے ہوئے) جس کو خدا چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے رستے پر چلا دے (۳۹) کہو (کافرو) بھلا دیکھو تو اگر تم پر خدا کا عذاب آجائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو (تو بتاؤ) (۴۰) (نہیں) بلکہ (مصیبت کے وقت تم) اُسی کو پکارتے ہو تو جس دُکھ کیلئے اُسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دُور کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اُس وقت) انہیں بھول جاتے ہو (۴۱) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے۔ پھر (اُن کی نافرمانیوں کے سبب) ہم انہیں سختیوں اور تکلیفوں میں پکڑتے رہے تاکہ عاجزی کریں (۴۲) تو جب اُن پر ہمارا عذاب آتا رہا کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے مگر اُن کے تو دل ہی سخت ہو گئے تھے اور جو وہ کام کرتے تھے شیطان اُن کو (اُن کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا (۴۳) پھر جب اُنہوں نے اُس نصیحت کو جو اُن کو کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب ان چیزوں سے جو اُن کو دی گئی تھیں خوب خوش ہو گئے تو ہم نے اُن کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ اُس وقت مایوس ہو کر رہ گئے (۴۴) غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف خدائے رب العالمین ہی کو (سزاوار) ہے (۴۵)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۳۵) تا (۴۵)

(۳۵) اور اگر آپ میں یہ قدرت ہے کہ زمین کے اندر جانے کے لیے کوئی سرنگ یا آسمان پر چڑھنے کے لیے کوئی

راستہ یا اور کوئی سبب تلاش کر کے پھر ایسا معجزہ لے کر آؤ، جس کا یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر ایسا کرو مگر اللہ کی مشیت واراد ے میں ان کے غلط کاموں کی بدولت ان کے لیے کفر ہی لکھا ہوا ہے، ایمان تو صرف وہی حضرات لاتے ہیں جو امرِ حق کی تصدیق کرتے ہیں یا یہ کہ نصیحت والی باتوں کو سمجھتے ہیں۔

(۳۶) غزوہ بدر، احد، احزاب میں جو لوگ مرے یا یہ کہ ان کے دل مردہ ہیں، وہ سب مرنے کے بعد میدان حشر میں پیش کیے جائیں گے، پھر ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

(۳۷) حارث بن عامر اور اس کے ساتھی اور ابوجہل ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، اُبَی بن خلف، نضر بن حارث کہتے ہیں کہ آپ کے پروردگار کی طرف آپ کی نبوت کے لیے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ محمد ﷺ ان سے کہہ دیجیے کہ تمہارے مطالبہ کے مطابق ایسا ہی ہو جاتا مگر اکثر ان میں سے اس کے نزول کے انجام سے بے خبر ہیں۔

(۳۸) آسمان و زمین میں جتنے بھی انسان اور مخلوقات ہیں، وہ کھانے اور تقاضہ بشری کے پورا کرنے میں تم جیسے ہیں۔

ان میں سے بھی ایک ایک کی بات کو سمجھتا ہے، جیسا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی بات کو سمجھتا ہے، مزید تم لوگوں کے لیے اب اور کیا دلیل و معجزہ ہوگا۔ لوح محفوظ میں جو بھی ہم نے لکھا ہے، ان میں سے ہر ایک چیز کا قرآن کریم میں (اشارتاً) ذکر کر دیا ہے اور پھر یہ پرندے اور تمام جانور تمام مخلوقات کے ساتھ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جمع کیے جائیں گے۔

(۳۹) اور جو لوگ رسول اکرم محمد ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کر رہے ہیں، وہ اپنے دلوں سے یا حق بات کو سننے سے بہرے اور حق کی بات کہنے سے گونگے ہو رہے ہیں۔ کفر میں گرفتار ہیں، وہ ذات جس کو چاہے کفر پر موت دے اور جس کو چاہے اپنے پسندیدہ راستہ پر استقامت عطا کرے یا یہ کہ جس کو چاہے ذلیل کرے اور جس کو چاہے ہدایت دے اور صراط مستقیم پر چلائے یعنی دین اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔

(۴۰) اہل مکہ ذرا اپنی حالت تو بتاؤ کہ اگر تمہیں مثلاً بدر، احد، احزاب کا سامان کرنا پڑ جائے یا قیامت کا عذاب تم پر آ جائے تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس عذاب کو ٹال دے گا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ یہ بت سفارشی اور اللہ کی خدائی میں شریک ہیں تو اس بات کا جواب دو۔

(۴۱) بلکہ تم تو اس وقت خاص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو گے تاکہ تم سے عذاب دور ہو اور ہرگز ان کو نہیں پکارو گے لہٰذا جن بتوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو، ان سب کو بھلا دو۔

(۴۲۔۴۳) جیسا کہ آپ کو آپ کی قوم کی طرف ہم نے بھیجا، چنانچہ جو ایمان نہیں لائے تو ان میں سے بعض کو بعض کا خوف دلا کر اور مصیبتوں اور بیماریوں، تکالیف اور آزمائشوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ اللہ کے حضور دعا کریں اور ایمان لائیں کہ پھر ان سے عذاب کو دور کیا جائے تو پھر کیوں نہیں وہ ہمارے عذاب پر ایمان قبول کرتے لیکن ان کے کفر کی

سبب سے ان کے دل سخت ہو گئے، تو دنیا کی حالت یہی ہے کبھی سختی تو پھر کبھی خوشحالی۔

(۴۴) چنانچہ جب انھوں نے ان تمام احکامات کو جن کا کتاب میں حکم دیا گیا تھا، چھوڑ دیا تو ان پر عیش و عشرت کے سامان فراخ ہو گئے، جب وہ دنیا کے عیش و عشرت اور ہر قسم کی نعمتوں میں مست ہو کر رب ذوالجلال کو بھول گئے تو اس وقت ان کو عذاب نے آگھیرا اور وہ بھلائی سے مایوس ہو چکے تھے۔

(۴۵) نتیجتاً مشرک لوگوں کو نیست و نابود کر دیا گیا، آپ ان کے نیست و نابود ہونے پر اللّٰہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجیے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ
وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ
فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝
قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝
وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝
وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ
رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ان کافروں سے) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مُہر لگا دے تو خدا کے سوا کون سا معبود ہے جو تمہیں یہ نعمتیں پھر بخشے؟ دیکھو ہم کس کس طرح اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ رُوگردانی کرتے ہیں (۴۶) کہو کہ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر خدا کا عذاب بےخبری میں یا خبر آنے کے بعد آئے تو کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور بھی ہلاک ہوگا؟ (۴۷) اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں تو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو۔ پھر جو شخص ایمان لائے اور نیکوکار ہو جائے تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ اندوہناک ہوں گے (۴۸) اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کی نافرمانیوں کے سبب اُنہیں عذاب ہوگا (۴۹) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اُس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۵۰) اور وہ لوگ جو خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے رُوبرو حاضر کیے جائیں گے (اور جانتے ہیں کہ) اُس کے سوا نہ تو اُنکا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا۔ اُن کو اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کر دو تاکہ پرہیزگار بنیں (۵۱) اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دُعا کرتے ہیں (اور) اس کی ذات کے طالب ہیں اُن کو (اپنے پاس سے) مت نکالو۔ اُن کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جواب دہی اُن پر کچھ نہیں (پس ایسا نہ کرنا) اگر اُن کو نکالو گے تو

ظالموں میں ہو جاؤ گے (۵۲) اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولتمند ہیں وہ غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے (خدا نے فرمایا) بھلا خدا شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟ (۵۳) اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (اُن سے) سلام علیکم کہا کرو خدا نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بات حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے (۵۴)

تفسير سورة الانعام آيات (٤٦) تا (٥٤)

(۴۶) مکہ والو بتلاؤ تو سہی کہ اگر تم نصیحت اور ہدایت کی بات نہ سن سکو اور حق کے راستہ کو نہ دیکھ سکو اور حق وہدایت کے سمجھنے کی بھی تم میں قوت نہ رہے تو کیا تمہارے یہ بت اللہ تعالیٰ کی یہ لی ہوئی نعمتیں تمہیں دے دیں گے؟ محمد ﷺ دیکھیے، ہم احکام قرآن مجید کو کس طرح ان کے لیے کھول کھول کے بیان کرتے ہیں۔

مگر اس کے باوجود یہ اعراض کر کے آیات خداوندی کی تکذیب کرتے رہتے ہیں۔

(۴۷) مکہ والو بتلاؤ تو کہ اگر بے خبری یا تمہاری خبر داری میں تم پر عذاب الٰہی آپڑے، تو کیا گناہگاروں یا مشرکوں کے علاوہ اور کوئی ہلاک ہوگا؟

(۴۸) اور انبیاء کرام مومنین کو جنت کی بشارت دینے والے اور کافروں کو جہنم سے ڈرانے والے ہیں، لہٰذا جو شخص رسولوں اور کتابوں پر ایمان لایا اور حقوق اللہ کو ادا کیا تو جس وقت دوزخ والوں کو ڈرایا جائے گا اور اہل دوزخ غمگین ہوں گے تو ان کے مقابلے میں اہل ایمان پر کسی قسم کا خوف وحزن نہیں ہوگا۔

(۴۹) اور جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں تو ان کے اس انکار کی وجہ سے اللہ کا عذاب انہیں آگھیرے گا۔

(۵۰) محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ نہ میرے پاس سبزیوں اور پھلوں، بارشوں اور عذاب الٰہی کے خزانے کی کنجیاں ہیں اور نہ میں عذاب کے نزول کے وقت سے آگاہ ہوں اور نہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف وہی کرتا یا کہتا ہوں جس کا مجھے بذریعہ وحی حکم دیا جاتا ہے۔

اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے یہ بھی فرما دیجیے، کیا مومن وکافر ثواب اور انعام میں برابر ہیں، پھر بھی یہ قرآن کی مثالوں پر غور نہیں کرتے، قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ یہ آیت کریمہ یہاں تک ابوجہل اور حارث وعینیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۵۱) یہ آیات مسلمان غلاموں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یعنی ایسے لوگوں کو جو جانتے ہیں یا بعث بعد الموت پر یقین رکھتے ہیں، جن میں حضرت بلال بن رباحؓ، صہیب بن سنانؓ بن صالحؓ، عمار بن یاسرؓ، سلمان فارسیؓ، عامر بن

فہیرہؓ، خباب بن ارتؓ، سالم مولی حذیفہؓ ہیں، قرآن کریم یا اللہ تعالیٰ سے ڈرایئے اور اس بات کا یہ ڈر رکھتے ہیں کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محافظ نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا شفاعت کرنے والا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ ان کے عذاب سے نجات دلائے تا کہ یہ گناہوں سے بچیں اور نیکیوں کی طرف مائل ہوں۔

شانِ نزول: وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ (الخ)

امام احمدؒ، طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر ہوا اور حضور ﷺ کے پاس خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے یہ دیکھ کر قریش کا ایک گروہ محمد ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ان لوگوں سے راضی ہیں۔ پھر بطور طنز کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے انہی لوگوں کو منتخب کر کے فضل فرمایا ہے اگر آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو ہم آپ کی اتباع کر لیں اللہ تعالیٰ نے اس پر ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ نازل فرمائی۔

(۵۲) عینیہ بن حصن فزاری نے حضور ﷺ سے کہا کہ ان غربا کو اپنے سے علیحدہ کیجیے تا کہ آپؐ کے پاس آپ ﷺ کی قوم کے شرفا آئیں اور آپ ﷺ کا کلام سنیں اور آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ ایک دن ہماری مجلس کے لیے مختص کر لیں اور ایک دن ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو یہ چیز پسند نہیں آئی اور اس سے منع فرما دیا کہ سلمان فارسیؓ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو جو پانچوں وقت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لیے نمازیں پڑھتے ہیں، ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجیے اور ان کے باطن کا حساب آپ کے سپرد نہیں، لہٰذا ان کو نکال کر آپ ﷺ نامناسب کام کرنے والوں میں سے نہ ہوئے۔

شانِ نزول: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ (الخ)

ابن حبانؒ اور حاکمؒ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ایک میں دوسرے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور چار اور ہیں، ان کفار نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے علیحدہ کیجیے کیوں کہ ہمیں ان کی طرف آپ کے تابع ہوتے ہوئے شرم آتی ہے سو جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بات رسول اللہ ﷺ کے دل میں آئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَطْرُدِ سے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، مطعم بن عدی، حارث بن نوفل، عبد مناف کے شرفاء ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر تمہارا بھتیجا اپنے پاس سے ان غلاموں کو ہٹا دے تو وہ ہمارے

دلوں میں بہت محترم ہے اور ہم اس کی خوشی اور اطاعت کے بہت قریب ہیں، ابوطالب نے اس چیز کا رسول اکرم ﷺ سے تذکرہ کیا، اس پر حضرت عمر فاروقؓ بولے اگر آپ ایسا کر لیں تو پھر دیکھیے کیا برتاؤ آپ کے ساتھ کریں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور یہ مسلمان غلام حضرت بلالؓ، عمار بن یاسرؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ، صالح مولی اسیدؓ، ابن مسعودؓ، مقداد بن عبداللہؓ اور واقد بن عبداللہؓ تھے، اس کے بعد پھر عمر فاروقؓ حاضر ہوئے اور انھوں نے قول سے معذرت طلب کی تو ان کے بارے قرآن کریم کی یہ آیت وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ نازل ہوئی۔

اور ابن جریر، ابن ابی حاتم وغیرہ نے خبابؓ سے روایت کیا ہے کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن دونوں آئے، انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو حضرت صہیبؓ، بلالؓ، عمار بن یاسرؓ، خبابؓ اور دیگر کمزور مومنوں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا جب ان لوگوں نے ان حضرات صحابہ کرام کو حضورؐ کے گردا گرد دیکھا تو ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔

چنانچہ یہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے تنہائی میں گفتگو کی اور بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے ایک علیحدہ مجلس کا وقت مقرر کر دیجیے جس سے دیگر عرب ہماری فضیلت کو سمجھیں۔

کیوں کہ وفود عرب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے کہ عرب ہم سرداروں کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آیا کریں تو آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجیے اور جب ہم چلے جائیں تو پھر اگر آپ چاہیں تو ان کو بلا لیا کریں، آپ نے فرمایا اچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ (الخ) یہ آیت نازل فرمائی اور اس کے اگلی آیت وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا میں اقرع اور اس کے ساتھی کا ذکر کیا، حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے تھے اور جب آپ جانا چاہتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ.

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے کیوں کہ یہ آیت مکی ہے، اقرع اور عیینہ ہجرت کے ایک زمانہ بعد اسلام لائے ہیں۔

اور فریابی اور ابن ابی حاتم نے ماہان سے روایت کیا کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے بڑے بڑے گناہ سرزد ہو گئے، آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ (الخ) یہ آیت نازل فرمائی۔

(۵۳) اور اسی طریقہ سے ہم نے عرب کو غیر عرب کے ساتھ اور شریف کو غیر شریف کے ساتھ سابقہ ڈال کر آزمائش میں ڈال رکھا ہے یہ آیت کریمہ عیینہ بن حصن فزاری، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، ابی

جہل، سہیل بن عمرو وغیرہ روسا قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۵۴) ان لوگوں کو غلام دے کر آزمائش میں ڈال رکھا تھا تا کہ یہ عیینہ بن حصن وغیرہ کہیں کہ کیا سلمان فارسی ؓ اور ان کے ساتھیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے بہرہ ور کیا ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۠ قُلْ اِنِّيْ
نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ
اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ
قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا
تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ
خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ
لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ
وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا
رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ
وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ
ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ
فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ
مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ
يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ
اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ
مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝

اور اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (تا کہ تم لوگ اُن پر عمل کرو) اور اس لیے کہ گنہگاروں کا رستہ ظاہر ہو جائے (۵۵) (اے پیغمبر! کفار سے) کہہ دو کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے اُن کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں (۵۶) کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی دلیل روشن پر ہوں اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو جس چیز (یعنی عذاب) کے لیے تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے (ایسا) حکم اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہ سچی بات بیان فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۵۷) کہہ دو کہ جس چیز کیلئے تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے (۵۸) اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اُسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے۔ اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اُس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۵۹) اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اُس سے خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تا کہ (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) معین مدت پوری کر دی جائے پھر تم (سب) کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اُس روز) وہ تم کو تمہارے عمل جو تم کرتے ہو (ایک ایک کر کے) بتائے گا (۶۰) اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کیے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اُس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے (۶۱) پھر (قیامت کے دن تمام) لوگ اپنے مالک برحق خدا تعالیٰ کے پاس واپس بلائے جائیں گے۔ سن لو کہ حکم اُسی کا ہے اور نہایت جلد حساب لینے والا ہے (۶۲) کہو بھلا تم کو

جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون مخلصی دیتا ہے (جب) کہ تم اُسے عاجزی اور نیاز پنہانی سے پکارتے ہو (اور کہتے ہو) اگر خدا ہم کو اس (تنگی) سے نجات بخشے تو ہم اُس کے بہت شکرگزار ہوں (۶۳) کہو کہ خدا ہی تم کو اس (تنگی) سے اور ہر سختی سے نجات بخشتا ہے پھر (تم) اُس کے ساتھ شرک کرتے ہو (۶۴)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (٥٥) تا (٦٤)

(۵۵) جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لانے کے لیے آئیں تو محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ اور تمہارے عذر کو قبول فرما لیا کیوں کہ جس شخص نے انجام گناہ سے ناواقف ہو کر کوئی گناہ کر لیا اور پھر توبہ کی اور حقوق اللہ کو بھی ادا کیا تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو معاف فرماتے ہیں۔

ہم قرآن کریم میں اوامر ونواہی اور ان لوگوں کی حالت بیان کرتے ہیں تاکہ عیینہ وغیرہ مشرک لوگوں کا طریقہ واضح ہو جائے۔

(۵۶) اے محمد ﷺ آپ عیینہ اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ قرآن حکیم میں مجھے بتوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے، آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے کہ بتوں کی عبادت اور مسلمان اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس سے ہٹا دینے میں، میں تمہاری پیروی نہیں کروں گا کیوں کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اپنے عمل میں صحیح راہ پر نہ رہوں گا۔

(۵۷) اے محمد ﷺ آپ نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ میرے رب کے پاس سے مجھے تو میرے اور میرے حکم پر ایک کافی دلیل ملی ہے اور تم بلاوجہ قرآن کریم اور توحید کی تکفیر کرتے ہو، نزولِ عذاب کا کسی بھی طرح کا حکم اللہ ہی کی قدرت میں ہے، وہی سب سے بڑھ کر عدل کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور حق کا حکم دیتا ہے۔

(۵۸) اور یہ بھی فرما دیجیے کہ اگر عذاب میرے ہاتھ میں ہوتا تو تم اب تک ہلاک ہو جاتے۔ وہ ذات برحق نضر اور اس کے ساتھی مشرک لوگوں کی سزا سے بخوبی آگاہ ہے، چنانچہ نضر جیسا کہ یہ عذاب چاہتا تھا اسی طریقہ پر غزوہ بدر میں مارا گیا۔

(۵۹) غیب کے تمام خزانے مثلاً بارشوں کا نازل ہونا، پھلوں اور سبزیوں کا اگنا اور اس کا عذاب نازل ہونا، جس کا تم مطالبہ کرتے ہو یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ تمام مخلوقات اور مخفی چیزیں اور کون شخص کب ہلاک ہوگا اور کس کی موت سمندر میں آئے گی اور درخت سے کون سا پتہ گرتا ہے اور سب سے نچلی زمین پتھر کے نیچے کیا ہے، سب کو وہ جانتا ہے، تر اور خشک چیزیں سب کی مقدار اور وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

(۶۰) وہ رات کے وقت نیند کی حالت میں تمہاری روحوں کو ایک خاص انداز سے قبض کر لیتا ہے اور پھر دن میں تمہاری روحوں کو واپس کر دیتا ہے تاکہ سب لوگ اپنی مدت اور روزی پوری کر لیں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے

حاضر ہونا ہے اور وہ تمہیں تمہاری نیکی اور بدی سب سے آگاہ کر دے گا۔

(۶۱) وہی اپنے بندوں پر غالب ہیں اور وہ ہر ایک شخص کے لیے دو فرشتے رات کو اور دو دن کو تمہاری نیکیاں اور برائیاں لکھنے کے لیے بھیجتے ہیں، جب موت کا وقت آئے گا تو ملک الموت اور اس کے ساتھی تمہاری روح قبض کر لیں گے اور وہ آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی دیر نہیں کریں گے۔

(۶۲) پھر قیامت کے دن ان کا مالک حقیقی عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا یا یہ کہ ان کا معبود حقیقی مگر انھوں نے جیسا کہ معبود حقیقی کی عبادت کا حق تھا اس کی عبادت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو بھی جس کے معبود ہیں، وہ سب باطل ہیں، قیامت کے دن بندوں کے درمیان وہی فیصلہ فرمائے گا جس وقت وہ حساب لینا شروع فرمائے گا تو اس کا حساب بہت جلدی ہو جائے گا۔

(۶۳) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے فرمائیے کہ خشکی اور دریائی سختیوں اور مصیبتوں سے کون نجات دیتا ہے جس کو تم زبان ودل سے یا یہ کہ آہ وزاری اور عجز کے ساتھ پکارتے ہو کہ اللہ اگر آپ ان سختیوں ومصیبتوں اور آفتوں سے ہمیں نجات دے دیں تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔

(۶۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ خشکی اور دریائی سختیوں اور ہر ایک آفت وغم سے اللہ ہی نجات دیتا ہے۔ مگر مکہ والو! ان احسانات کے باوجود تم بتوں کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ
عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ
اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ
لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾
وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى
يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ
بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ
مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ڰ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ
اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۠ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ
يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ
وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اُوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں (۶۵) اور اس (قرآن) کو تمہاری قوم نے جھٹلایا حالانکہ وہ سراسر حق ہے۔ کہہ دو کہ میں تمہارا داروغہ نہیں ہوں (۶۶) ہر خبر کیلئے ایک وقت مقرر ہے اور تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا (۶۷) اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہیں تو اُن سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں۔ اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو (۶۸) اور پرہیزگاروں پر اُن لوگوں کے حساب کی کچھ بھی جواب دہی نہیں۔ ہاں نصیحت تاکہ وہ بھی پرہیزگار ہوں (۶۹) اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے اُن کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اُن سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اس (قرآن کے) ذریعے سے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے (اُس روز) خدا کے سوا نہ تو کوئی اُس کا دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر وہ ہر چیز (جو روئے زمین پر ہے بطور) مُعاوضہ دینا چاہے تو وہ اُس سے قبول نہ ہو یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت میں ڈالے گئے اُن کے لیے پینے کا کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لئے کہ کفر کرتے تھے (۷۰) کہو کیا ہم خدا کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکے نہ بُرا۔ اور جب ہم کو خدا نے سیدھا رستہ دکھا دیا تو (کیا) ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں؟ (پھر ہماری ایسی مثال ہو) جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بھلا دیا ہو (اور وہ) حیران (ہو رہا ہو) اور اُس کے کچھ رفیق ہوں جو اُس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دو کہ رستہ تو وہی ہے جو خدا نے بتایا ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم خدائے رب العالمین کے فرمانبردار ہوں (۷۱) اور یہ (بھی) کہ نماز پڑھتے رہو اور اُس سے ڈرتے رہو اور وہی تو ہے جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے (۷۲)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۶۵) تا (۷۳)

(۶۵) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ وہ تم پر عذاب نازل کر دینے پر جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر نازل کیا ہے اور تمہیں زمین میں دھنسا دینے پر جیسا کہ قارون کو دھنسایا یا تمہیں اغراض کے اختلاف سے مختلف کر کے جیسا کہ انبیاء کے بعد بنی اسرائیل کو کیا ہے، آپس میں بھڑا دینے پر قادر ہے، محمد ﷺ ہم قرآن کریم میں گزشتہ قوموں کے واقعات اور ان کی کارگزاریاں کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ احکام خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھیں۔

شان نزول: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ فرما دیجیے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے الخ تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کافر مت بن جانا کہ تلواروں سے ایک دوسرے کی گردنیں اڑانا شروع کر دو، صحابہ کرام نے کہا ہم تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے رسول ہیں تو بعض حضرات بولے کہ شاید یہ شان ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی بلکہ کچھ لوگ مسلمان ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی گردنیں اڑائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کا اگلا حصہ نازل فرمایا یعنی آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ لوگ سمجھ جائیں (الخ)۔

(۶۶) مگر قریش نے قرآن کریم کی تکذیب کی، آپ فرما دیجیے کہ میں تمہارے اوپر تعینات نہیں کیا گیا کہ تمہیں مسلمان ہی بنا کر چھوڑوں۔

(۶۷۔۶۸) ہر خبر کے واقع ہونے کا ایک وقت علم الٰہی میں مقررہ ہے خواہ وہ اللہ کی جانب سے ہو یا میری طرف سے خواہ اوامر ہوں یا نواہی وعدے ہوں یا وعید ین مدد کی خوشخبری ہو یا عذاب سے ڈرانا ہو، ان کی حقیقت ہے بعض کا ان میں سے دنیا مین ظہور ہو جائے گا اور بعض کا آخرت میں اور دنیا و آخرت میں تمہیں اس کا علم ہو جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ہر ایک قول عمل کی ایک حقیقت ہے۔ بہت جلدی تمہیں تمہارے اعمال کے متعلق علم ہو جائے گا۔

(۶۹) جو آپ کے ساتھ اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، ان کی مجالس کو چھوڑ دیجیے تاکہ ان کا مذاق اور ان کی عیب جوئی قرآن کریم اور آپ کے علاوہ دوسری چیزوں میں ہو۔

رسول اکرم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں تھے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا تو آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کو یہ چیز شاق گزری تو پھر اللہ تعالیٰ نے بغرض نصیحت ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی چنانچہ فرما دیا کہ

جو لوگ کفر و شرک فواحش اور مذاق اڑانے سے بچتے ہیں، ان پر ان کے مذاق اڑانے اور ان کے گناہ اور کفر و شرک کا کوئی اثر نہیں پڑے گا لیکن ان کے ذمہ قرآن کریم کے ذریعے نصیحت کر دینا ہے تاکہ ایسے لوگ کفر و شرک فواحش اور قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے استہزاء سے بچیں۔

(۷۰) آپ عینیہ اور اس کے ساتھیوں سے فرمادیجیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کا حکم دیتے ہو جو دنیا و آخرت میں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم ان باطل معبودوں کی عبادت نہ کریں تو وہ دنیا و آخرت میں ہمیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور کیا ہم پھر شرک اختیار کرلیں، باوجودیکہ اس ذات الٰہی نے ہمیں اپنی عبادت کا شرف عطا کیا ہے۔

تو پھر ہماری مثال اس شخص کی طرح ہو جائے جو صحیح راستہ سے بھٹک گیا، اصحاب رسول اکرم ﷺ عینیہ کو دین اسلام اور اطاعت خداوندی کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انھیں شرک کی دعوت دیتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے لڑکے عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ ابھی تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، اپنے والدین کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔

(۷۱) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمادیں کہ وہ اپنے لڑکے عبدالرحمٰن سے کہیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہو جو ہمیں دنیاوی زندگی روزی و معاش کے اندر کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم ان کی عبادت کریں تو آخرت میں بھی یہ ہمیں کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتے اور اگر ہم ان کی عبادت نہ کریں تو ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

تو کیا پھر سابقہ دین کی طرف الٹے پھر جائیں، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اکرم ﷺ کے دین کی طرف ہدایت کر دی ہے تو ہماری مثال عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسا کہ شیطان نے کسی کو دین الٰہی سے بھٹکا دیا اور زمین میں حیران اور صحیح راستہ سے بھٹک کر گردش کھاتا پھر رہا ہے عبدالرحمٰن کو اس کے والدین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی ماں ہدایت یعنی دین اسلام اور کفر و شرک سے توبہ کی طرف بلاتے ہیں اور وہ اپنے والدین کو شرک کی دعوت دیتا ہے۔

اے محمد ﷺ آپ فرمادیجیے کہ دین الٰہی وہ اسلام ہے اور ہمارا قبلہ کعبہ ہے اور ہم اس بات پر مامور ہیں کہ عبادت اور توحید میں پروردگار عالم کے پورے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔

(۷۲) اور پانچوں نمازوں کی پابندی کریں اور اسی کی اطاعت کریں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے تم سب پیش کیے جاؤ گے، وہ تمہارے اعمال کا بدلا دے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ
قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ
اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾
وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ
مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ
هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾
اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَحَاۗجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَاۗجُّوْۗنِّىْ فِي
اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ
شَيْـــًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ
مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ
سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ
وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾

اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہو جا تو (حشر برپا) ہو جائے گا اُس کا ارشاد برحق ہے اور جس دن صُور پھونکا جائے گا۔ (اُس دن) اُسی کی بادشاہت ہوگی۔ وہی پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا ہے اور وہی دانا اور خبردار ہے (۷۳) اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بُتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو (۷۴) اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں (۷۵) (یعنی) جب رات نے اُن کو (پردہ تاریکی سے) ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے جب وہ غائب ہو گیا تو کہنے لگے کہ مجھے غائب ہو جانے والے پسند نہیں (۷۶) پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اُٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں اُن لوگوں میں ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں (۷۷) پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے لوگو جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں (۷۸) میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (۷۹) اور اُن کی قوم ان سے بحث کرنے لگی تو انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے خدا کے بارے میں (کیا) بحث کرتے ہو اس نے تو مجھے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں اُن سے نہیں ڈرتا۔ ہاں جو میرا پروردگار چاہے۔ میرا پروردگار اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کیا تم خیال نہیں کرتے؟ (۸۰) بھلا میں اُن چیزوں سے جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو کیونکر ڈروں جبکہ تم اس سے نہیں ڈرتے کہ خدا کے ساتھ شریک بناتے ہو جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اب دونوں فریق میں سے کونسا فریق امن (اور جمعیت خاطر) کا مستحق ہے۔ اگر سمجھ رکھتے ہو (تو بتاؤ) (۸۱) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا اُن کیلئے امن (اور جمعیت خاطر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں (۸۲) اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے (۸۳)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۷۳) تا (۸۳)

(۷۳) اور اسی نے زمین وآسمان کو حق وباطل کے ظاہر کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ صور سے کہے گا کہ جو کہ سینگ کی طرح ہوگا، ہو جا تو تمام آسمان اس رب کے حکم سے ختم ہو جائیں گے اور دوسرا آسمان تبدیل ہوگا یا یہ کہ جس دن وہ قیامت قائم ہونے کا حکم دے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی اور بعث بعد الموت حق ہے وہی بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ ہر ایک ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے اور وہ اپنے حکم اور فیصلہ میں بڑی حکمتوں والا ہے اور تمام مخلوق اور ان کے اعمال کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔ یعنی تارح بن ناحور سے فرمایا کہ کیا تم مختلف قسم کے بتوں کی جو کہ چھوٹے بڑے نر اور مادہ ہیں عبادت کرتے ہو تم تو ان کی پوجا کی وجہ سے علانیہ کفر اور ظاہری گمراہی میں مبتلا ہو۔

(۷۴۔۷۵) اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کی تمام مخلوقات مثلاً چاند، سورج، ستارے بچشم معرفت دکھلائے تاکہ وہ اس بات پر کامل یقین رکھنے والے ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، وہی تمام آسمان وزمین کا اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں، اس کا خالق ہے یا یہ کہ جس رات ان کو آسمان پر بلایا، اس رات ساتویں آسمان پر سے تمام چیزیں دکھائیں حتی کہ ساتویں زمین تک کی انھوں نے ساری چیزوں کو دیکھا تاکہ ان کو خطرات پر کامل یقین ہو جائے۔

(۷۶) جب رات کی تاریکی چھا گئی تو انھوں نے ایک چمکتا ہوا ستارہ دیکھا تو قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے زعم میں یہ میرا اللہ ہو سکتا ہے اور جب وہ غروب ہو گیا اور اس کی حالت تبدیل ہو گئی تو فرمایا کہ یہ تو اللہ ہو ہی نہیں سکتا، جسے بقاء نہ ہو۔

(۷۷) جب چاند پر نظر پڑی تو بولے کیا یہ اللہ ہو سکتا ہے یہ تو پہلے سے بڑا ہے، جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر مجھے میرا رب حقیقی ہدایت نہ کرتا، جیسا کہ اب تک ہدایت کرتا رہتا ہے تو میں بھی تم لوگوں کی طرح بھٹک جاتا۔

(۷۸) جب سورج کی روشنی نے آب وتاب دکھائی تو بولے یہ تو پہلے دونوں سے بڑا ہے، تمہارے خیال میں کیا یہ اللہ بن سکتا ہے جب اس میں بھی تبدیلی شروع ہوئی اور وہ بھی غروب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ایسے غروب ہونے والوں سے محبت نہیں رکھتا اور جس کو خود ہی ایک حالت پر بقاء نہ ہو اللہ کیسے ہو سکتی ہے اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح بے راہ ہو جاتا۔☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا یہ میرا رب ہے بطور مذاق فرمایا کیوں کہ ان کی قوم چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتی تھی تو اپنی قوم کی تردید کی اور بطور مذاق کے ان سے پوچھا کہ کیا یہ چیزیں تمہارے رب ہیں۔

☆ یہ اپنی بت پرست ومظاہر پرست قوم کو سمجھانے کا ایک تمثیلی انداز تھا کہ کس طرح آپ بتدریج ایک چھوٹے مظہر سے بڑے مظہر (سورج) تک ایک استفہامی طرح سے آئے اور بالآخر توحید حقیقی کا سبق دیا۔ کہ اصل حقیقت یہ ہے اور اے میری قوم! تم کن گمراہیوں میں گرفتار ہو۔ توحید کا یہ اصلی سبق دینا ہی آپ کا مقصود تھا اور یہ اس کو سمجھانے کا خاص انداز تھا ورنہ پیغمبر شروع ہی سے حق اور توحید کامل کا مومن اور داعی ہوتا ہے۔ اس کی توحید ہر ہر پہلو سے مکمل ہوتی ہے۔ اسے توحید میں کسی "تدریجی ارتقا" کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (مترجم)

(۷۹) غار سے آپ سترہ سال کی عمر میں آئے تھے، آپ نے آسمان و زمین کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میرا پروردگار تو وہی ہے کہ جس نے ان کو پیدا کیا، پھر اپنی قوم کے پاس گزر ہوا تو وہ بتوں کی پوجا میں مصروف تھے تو ان سے فرمایا کہ علی الاعلان میں تمہارے شرک سے علیحدگی ظاہر کرتا ہوں، قوم نے کہا تو پھر ابراہیم تم کس کی عبادت کرتے ہو، فرمایا میں اپنے اعتقاد اور عمل کو خالص اسی ذات کے لیے کرتا ہوں جو کہ آسمان و زمین کا خالق ہے اور تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

(۸۰) ان کی قوم نے ان سے فضول حجت کرنا شروع کی اور ان معبودان باطل سے ڈرایا تا کہ حضرت ابراہیم دین الٰہی کو چھوڑ دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم اپنے بتوں کی وجہ سے توحید خداوندی میں مجھ سے باطل حجت کرتے ہو اور مجھے ان بتوں سے ڈراتے ہو کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں؟ حالاں کہ میرے پروردگار نے مجھے صحیح راستہ دکھادیا ہے، البتہ اگر اللہ تعالیٰ میرے دل سے اپنی معرفت نکال لے، تب تو میں تمہارے ان بتوں سے ڈروں، میرا پروردگار اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ تم حق پر نہیں ہو کیا اتنا کچھ کلام حق سننے کے بعد بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے؟

(۸۱) تو پھر میں ان معبودان باطل سے کیا ڈروں، حالاں کہ تم تو اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں ڈرتے، حضرت ابراہیم کی قوم ان کو اپنے معبودان باطل کے انکار پر ڈراتی تھی کہ کہیں یہ تمہیں کسی آفت میں مبتلا نہ کردیں، اسی بنا پر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میں ان سے کیوں ڈروں، ان دونوں جماعتوں میں سے یعنی میرے اور تمہارے میں سے اپنے معبود کی جانب سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے۔

(۸۲) اگر خبر رکھتے ہو تو بتلاؤ مگر وہ کچھ بھی نہ بتلا سکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف سے امن والی جماعت کو بیان فرمادیا کہ جو اپنے ایمان کو شرک و نفاق کے ساتھ نہیں ملاتا، وہ ہی اپنے معبود کی جانب سے امن والے ہیں یا وہی لوگ قیامت کے دن امن والے ہوں گے اور ان ہی کو صحیح محبت کی طرف رہنمائی حاصل ہوگی۔

شان نزول: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے بواسطہ عبداللہ بن زجر، بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دشمنوں کے ایک شخص نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک کو شہید کر دیا اور پھر دوبارہ حملہ کر کے دوسرے کو شہید کر دیا اور تیسری مرتبہ حملہ کیا تو تیسرے شخص کو بھی شہید کر دیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ ان افعال کے بعد اب کیا ایمان مجھے سودمند ہوگا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ہاں فائدہ دے گا تو اس نے اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں پر حملہ کر کے یکے بعد دیگرے تین آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر خود بھی شہید ہو گئے راوی کہتے ہیں، سب کا یہی خیال ہے کہ یہ آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۸۳) یہ ہماری حجت تھی جو غیبی طور پر ہم نے حضرت ابراہیم کو دی جس کے ذریعے انھوں نے اپنی قوم سے مناظرہ کیا

اور ہم تو قدرت منزلت اور حجت اور علم توحید جیسے امور میں جو اس کا اہل ہوتا ہے، اسے یہ فضائل عطا کر دیتے ہیں اور آپ کا پروردگار اپنے اولیاء کو حجت کا الفاظ فرمانے میں حلیم اور اپنے اولیاء کی حجت اور اپنے دشمنوں کی سزا کے بارے میں خوب جاننے والا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰي لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰي نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ (۹۱)

اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب بخشے (اور) سب کو ہدایت دی اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور اُن کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسٰی اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۸۴) اور زکریا اور یحیٰی اور عیسٰی اور الیاس کو بھی یہ سب نیکوکار تھے (۸۵) اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی (۸۶) اور بعض کو اُن کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی اور اُن کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا (۸۷) یہ خدا کی ہدایت ہے اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چلائے۔ اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے (۸۸) یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم (شریعت) اور نبوت عطا فرمائی تھی اگر یہ (کفار) ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے اُن پر (ایمان لانے کیلئے) ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں کہ وہ ان سے کبھی انکار کرنے والے نہیں (۸۹) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم انہیں کی ہدایت کی پیروی کرو کہہ دو کہ میں تم سے اس (قرآن) کا صلہ نہیں مانگتا۔ یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے محض نصیحت ہے (۹۰) اور ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسے جاننی چاہیے تھی نہ جانی۔ جب انہوں نے کہا کہ خدا نے انسان پر (وحی اور کتاب وغیرہ) کچھ بھی نازل نہیں کیا کہو کہ جو کتاب موسٰی لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؟ جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق (پر نقل) کر رکھا ہے اُن (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ کہہ دو (اس کتاب کو) خدا ہی نے (نازل کیا تھا) پھر ان کو چھوڑ دو کہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں (۹۱)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۸٤) تا (۹۱)

(۸۴۔۸۵۔۸۶) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے لڑکا اور پوتا دیا اور ابراہیم علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کو نبوت و اسلام کے ساتھ اعزاز عطا کیا اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے نوح علیہ السلام کو بھی نبوت و اسلام کے ذریعے اعزاز عطا کیا اور ان کی اولاد میں سے بھی یا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بھی اخیر تک اور داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام سب کو ہم نے نبوت و اسلام عطا کیا، اسی طرح قول وفعل کے ساتھ ہم محسنین یا یہ کہ موحدین کو بدلا دیتے ہیں اور زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام سب ہی کو نبوت و اسلام کی دولت عطا کی اور یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور سب ہی رسول تھے۔

اور ان انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر خواہ مسلمان ہوں یا کافر، نبوت و اسلام کے ذریعے فضیلت عطا کی ہے۔

(۸۷) اور ہم نے حضرت آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ھود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو نبوت و اسلام کے ذریعے فضیلت عطا کی ہے اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی عطا کی۔

(۸۸) یہ صراط مستقیم دراصل اللہ کا دین ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے، اس کو وہ عطا کرتا ہے اور اگر بالفرض یہ حضرات انبیاء اللہ کے ساتھ شرک کرتے تو ان کی تمام فرمانبرداری برباد ہو جاتی۔

(۸۹) جن انبیاء کرام علیہم السلام کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ ایسے تھے کہ بذریعہ جبریل امین آسمان سے ان پر کتاب نازل کی اور علم وفہم اور نبوت عطا کی اس کے باوجود بھی یہ اہل مکہ اگر آپ کے دین اور نبوت کا انکار کریں تو ہم نے مدینہ منورہ میں ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کے دین اور ان کے راستہ کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ اس کے منکر نہیں۔

(۹۰) ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی ہدایت کی تھی تو ان اخلاق حسنہ یعنی صبر واستقلال قناعت وغیرہ پر آپ بھی چلیے اور اے محمد ﷺ آپ اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ میں توحید اور قرآن کریم پر تم سے کسی قسم کی اجرت طلب نہیں کرتا بلکہ قرآن کی طرف بلاتا ہوں یہ قرآن کریم تو جن وانس کے لیے ایک نصیحت ہے۔

(۹۱) ان منکر لوگوں نے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام میں سے کسی پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے بارے میں نازل ہوئی ہے،

اس نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی کتاب نازل نہیں کی۔

اے محمد ﷺ آپ مالک سے فرمایئے یہ تو بتا کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے جو خود بھی نور اور روشنی ہے اور لوگوں کی ہدایت کا سبب ہے جس کو تم نے اپنی اغراض کے تحت مختلف اوراق میں لکھ چھوڑا ہے، ان میں سے بہت سی باتوں کو جن میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت نہیں ہے، ظاہر کرتے ہو اور بہت سی ان باتوں کو جن میں آپ کی نعت وصفت ہے چھپاتے ہو۔

اور کتاب میں بہت سی ایسی باتوں کی تعلیم دی گئی، مثلاً احکام وحدود حلال وحرام اور رسول اکرم ﷺ کی تعریف وصفت جن کی اس سے پہلے تمہیں اور تمہارے بڑوں کو کچھ بھی خبر نہیں تھی، سو اگر یہ آپ کو جواب میں کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ان سے فرما دیجیے کہ یہ کتاب حق بھی اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور اس کے بعد ان کو ان کے بیہودہ مشغلہ تکذیب وگمراہی میں لگا رہنے دیجیے۔

شانِ نزول: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ مالک بن صیف نامی ایک یہودی نے آکر رسول اکرم ﷺ سے مخاصمہ کرنا شروع کر دیا، رسول اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی ہے کیا تو نے توریت میں یہ دیکھا کہ اللہ موٹے آدمی سے بغض فرماتے ہیں اور وہ خود موٹا تھا یہ سن کر غصہ میں آگیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی تو اس سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تیرا منہ کالا ہو (یعنی تو رسوا ہو) اس کا مطلب ہے کہ نہ حضرت موسیٰ پر کوئی کتاب نازل ہوئی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان منکروں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہیں پہچانی، یہ روایت مرسل ہے۔

اور ابن جریرؒ نے اسی طرح عکرمہؓ سے روایت نقل کی ہے اور دوسری حدیث سورہ نساء میں گزر چکی ہے۔

اور ابن جریرؒ نے ابن ابی طلحہؓ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی کہنے لگے اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ
اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓي اِذِ
الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي
اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
فُرَادٰي كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ
وَمَا نَرٰي مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ
لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع
اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ
الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ
وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ
قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

اور (ویسی ہی) یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بابرکت جو اپنے سے پہلی (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے اور جو اس لئے (نازل کی گئی ہے) کہ تم مکے اور اُس کے آس پاس کے لوگوں کو آگاہ کردو۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (۹۲) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اُس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب خدا نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنالیتا ہوں اور کاش تم ان ظالم (یعنی مشرک) لوگوں کو اُس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (اُن کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اُس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے (۹۳) اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔ اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جنکی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے (۹۴) بے شک خدا ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ (کر اُن سے درخت وغیرہ اُگاتا) ہے وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کا جاندار سے نکالنے والا ہے یہی تو خدا ہے پھر تم کہاں بہکے (پھرتے ہو) (۹۵) وہی (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اُسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھیرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے۔ یہ خدا کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے (۹۶) اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں اُن سے راستے معلوم کرو۔ عقل والوں کیلئے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (۹۷) اور وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سپرد ہونے کی۔ سمجھنے والوں کے لیے ہم نے (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (۹۸)

تفسیر سورة الانعام آیات (۹۲) تا (۹۸)

(۹۲) اور یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین ہم نے نازل کیا ہے جو مومن کے لیے رحمت ومغفرت کا باعث ہے اور توریت، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ کو بیان اور توحید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت میں موافقت کرنے والا ہے تاکہ آپ اس قرآن کریم کے ذریعے خصوصیت کے ساتھ مکہ والوں اور تمام شہر والوں کو ڈرائیں مکہ کو ام القریٰ اس کی عظمت کی بنا پر کہنے لگا جاتا ہے یا یہ کہ تمام زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی ہے، اس لیے اس کو اُم القریٰ (تمام شہروں، بستیوں کی ماں) کہتے ہیں۔

اور جو لوگ بعث بعد الموت اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لے آتے ہیں اور پانچوں نمازوں کے اوقات کی پابندی کرتے ہیں۔

(۹۳) اس شخص سے زیادہ سرکش اور دلیر کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے، جیسا کہ مالک بن صیف کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالاں کہ اس کے پاس کسی چیز کی بھی وحی نہیں آئی۔

جیسا کہ مسیلمہ کذاب (جھوٹا نبی) اور اسی طرح عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کہتا ہے کہ میں بہت جلد وہی باتیں بیان کروں گا جو رسول اکرم ﷺ بیان کرتے ہیں، محمد ﷺ آپ بدر کے دن ان منافقوں مشرکوں کو دیکھیں جب کہ یہ موت کی سختیوں اور نزع کے عالم میں گرفتار ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو ان کی ارواح پر مارتے اور کہتے ہوں گے کہ اپنی روحوں کو نکالو۔ بدر کے دن یا قیامت کے دن تمہیں ذلت کی سزا دی جائے گی، اس لیے کہ تم دنیا میں جھوٹی باتیں بناتے تھے اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرتے تھے۔

شان نزول: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مسیلمہ کذاب (جھوٹے نبی) کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (الخ) یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

نیز سدی سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ کہتا تھا کہ اگر محمد ﷺ کے پاس وحی آتی ہے، تو میرے پاس بھی وحی آتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ آپ پر کتاب نازل کرتا ہے تو میرے پاس بھی ویسی ہی کتاب نازل ہوتی ہے۔

(۹۴) بغیر مال واولاد کے خالی ہاتھ آ گئے، جیسا کہ دنیا میں بغیر مال واولاد کے تمہیں پیدا کیا تھا اور جو ہم نے تمہیں

دیا تھا، اسے دنیا ہی میں پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے بتوں کو نہیں دیکھ رہے جن کو تم سفارشی اور ہمارے شریک جانتے تھے۔ حقیقتاً تمہاری دوستی اور محبت کا خاتمہ ہو گیا اور تمہارے وہ معبود جن کی تم پوجا کیا کرتے تھے اور ان کے سفارشی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے وہ سب تم سے گئے گزرے۔

شان نزول: وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ نضر بن حارثؓ نے کہا کہ عنقریب لات و عزیٰ سفارش کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے۔

(۹۵) یعنی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے دانوں کا پیدا کرنے والا ہے یا یہ کہ ان چیزوں کا خالق ہے جو دانوں اور گٹھلیوں میں ہے وہ گوشت کے لوتھڑے اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے پرندوں کو انڈے سے یا یہ کہ پھلوں اور بالوں کی گٹھلی اور دانہ سے جس کو ان تمام باتوں پر قدرت ہے وہی اللہ ہے، اللہ ایسا نہیں کرتے تو پھر تم جھوٹ کیوں بولتے ہو۔

(۹۶) وہ صبح کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے رات کو تمام مخلوق کے آرام کے لیے بنایا ہے۔

اور سورج اور چاند کو اپنے منازل میں حساب کے ساتھ رکھا ہے یا یہ کہ وہ دونوں آسمان و زمین کے درمیان معلق ہیں، دائروں میں گردش کرتے رہتے ہیں، یہ تدبیر اس ذات کی ہے پھر بھی جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اسے سزا دینے پر قادر ہے اور وہ اپنی ٹھہرائی ہوئی چیزوں اور مومن و کافر کو بخوبی جاننے والا ہے۔

(۹۷) اور جب تم خشکی یا تری میں سفر کرو تو اس نے تمہاری آسانی کے لیے تاکہ تم پریشان کن اور تاریک راستہ معلوم کر سکو، ستاروں کو پیدا کیا ہے، ہم نے قرآن اور دلائل توحید مومنین کے لیے بیان کیے ہیں جو اس بات کا کامل یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

(۹۸) اور اسی ذات نے تمہیں ایک شخص آدم علیہ السلام سے پیدا کیا، اس کے بعد ماؤں کے رحموں میں زیادہ دیر تک اور باپ کی پشت میں کم وقفہ تک یا اس کے برعکس ٹھہرایا، ہم ان دلائل کو کھول کھول کر ان لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں جو حکم خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا
نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ
دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ
وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا
یَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ
تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ
وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَهُوَ یُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ
بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ
لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ
اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ
بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا
اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ
اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ
اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ
مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر ہم ہی (جو مینہ برساتے ہیں) اُس سے ہر طرح کی روئیدگی اُگاتے ہیں پھر اُس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور اُن کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں اُن لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۹۹) اور اُن لوگوں نے جنوں کو خدا کا شریک ٹھیرایا حالانکہ اُن کو اُسی نے پیدا کیا اور بے سمجھے (جھوٹ بہتان) اُس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنا کھڑی کیں وہ ان باتوں سے جو اُس کی نسبت بیان کرتے ہیں پاک ہے اور (اُس کی شان ان سے) بلند ہے (۱۰۰) (وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (ہے) اُس کے اولاد کہاں سے ہو جب کہ اُس کی بیوی ہی نہیں۔ اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے (۱۰۱) یہی (اوصاف رکھنے والا) خدا تمہارا پروردگار ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (ہے) تو اُسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگراں ہے (۱۰۲) (وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے (۱۰۳) (اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دو کہ) تمہارے (پاس) پروردگار کی طرف سے (روشن) دلیلیں پہنچ چکی ہیں تو جس نے (اُن کو آنکھ کھول کر) دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اُس نے اپنے حق میں بُرا کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں (۱۰۴) اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم (یہ باتیں اہل کتاب سے) سیکھے ہوئے ہو اور تاکہ سمجھنے والے لوگوں کے لئے تشریح کر دیں (۱۰۵) اور جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آتا ہے اسی کی پیروی کرو اُس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کرلو (۱۰۶) اور اگر خدا چاہتا تو یہ

لوگ شرک نہ کرتے اور (اے پیغمبر) ہم نے تم کو اُن پر نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ تم اُن کے داروغہ ہو (۱۰۷) اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے بُرا (نہ) کہہ بیٹھیں۔ اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (اُن کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں۔ پھر اُن کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ اُن کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے (۱۰۸) اور یہ لوگ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں۔ کہہ دو کہ نشانیاں تو سب خدا ہی کے پاس ہیں اور (مومنو!) تمہیں کیا معلوم ہے (یہ تو ایسے بد بخت ہیں کہ اُن کے پاس) نشانیاں آ بھی جائیں تب بھی ایمان نہ لائیں (۱۰۹) اور ہم اُن کے دلوں اور آنکھوں کو اُلٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے) اور اُن کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں (۱۱۰)

تفسیر سورة الانعام آیات (۹۹) تا (۱۱۰)

(۹۹) اسی ذات نے بارش برسا کر مختلف قسم کے دانے نکالے اور پھر بارش ہی کے ذریعے زمین سے سبز شاخ نکالی جس سے وہ دانے نکالتی ہے اور وہ ذات کھجور کے گچھوں میں سے خوشے نکالتی ہے جو بوجھ کی وجہ سے نیچے لٹک جاتے ہیں کہ کھڑا اور بیٹھا ہوا ہر ایک اس میں سے توڑ سکتا ہے اور اسی پانی سے انگوروں کے باغ اور زیتون و انار کے درخت پیدا کیے جو رنگت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں مگر مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ہر ایک پھل کے پھلنے اور اس کے پکنے کو دیکھو، ان رنگتوں کے اختلاف میں ایسی قوم کے لیے دلائل توحید ہیں جو اس اللہ کی جانب سے ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۰۰) گمراہ لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ اور ابلیس لعین دونوں خدائی میں شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ انسانوں جانوروں اور چوپایوں کا خالق ہے اور شیطان سانپ، بچھو اور درندوں کو پیدا کرتا ہے، یہی چیز آتش پرست کہتے ہیں۔

حالاں کہ ان سب کو خود اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان کو توحید کا حکم دیا ہے اور ان مشرکین میں سے یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور مشرکین عرب فرشتوں اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں، حالاں کہ اس کے لیے نہ ان کے پاس کچھ صحیح علم ہے۔ اور نہ کوئی دلیل ہے، اس کی ذات شریک اور ولد سے پاک اور بیٹوں اور بیٹیوں سے منزہ ہے۔

(۱۰۱-۱۰۲) وہ ذات تو آسمان و زمین کو پیدا کرنے والی ہے، اللہ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے، حالاں کہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں، تمہارا پروردگار یہ ہے جو ان تمام چیزوں کا خالق ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔

اسی کی توحید بیان کرو، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہراؤ وہ تمام مخلوق کا کارساز ہے یا یہ کہ ان کی روزیوں کا کارساز ہے۔

(۱۰۳) اس کو تو کسی کی نگاہ دنیا میں از روئے رؤیت اور آخرت میں باعتبار کیفیت کے محیط نہیں ہوسکتی اور نگاہوں کی پرواز وہاں تک نہیں ہوسکتی اور وہ دنیا و آخرت میں سب نگاہوں کو محیط ہوجاتا ہے۔اس پر مخلوق کی کوئی چیز بھی خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ مخفی نہیں، وہ اپنے افعال میں بڑا باریک بین ہے، اس کا علم اس کی مخلوقات پر نافذ ہے اور اپنی مخلوق اور ان کے اعمال سے بڑا باخبر ہے یہ اس کے وہ کمالات ہیں جو اس کے سوا کسی میں اس طرح نہیں۔

(۱۰۴) قرآن حکیم اور اس کا بیان تمہارے پاس پہنچ چکا ہے، اب جو اس کا اقرار کرے گا، اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو انکار کرے گا، اس کی سزا اسی کو ملے گی اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔

(۱۰۵) ہم ان لوگوں کے لیے توحید کے دلائل طریقہ سے بیان کرتے ہیں تاکہ منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے یا منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ ان باتوں کو آپ نے خود بنالیا ہے یا ابی فکیہۃ مولیٰ قریش سے پڑھ لیا ہے کہ یہ منکر یہ نہ کہہ سکیں کہ جبر و یسار مولیٰ قریش سے انھوں نے سیکھ لیا ہے اور اگر درست تاء کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ ہم ان دلائل کو ان حضرات کے لیے جو منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں خوب ظاہر کردیں۔

(۱۰۶) آپ اس طریقہ پر چلتے رہیے جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن حکیم کے حلال حرام پر عمل کرتے رہیے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی خالق ہے اور نہ رازق ہے۔

(۱۰۷) اور ان مذاق اڑانے والوں کا خیال نہ کیجیے ان میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث، اسود بن حارث اور حارث بن قیس اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور آپ ان کے نگران اور مختار نہیں ہیں۔

(۱۰۸) کیوں کہ یہ لوگ حد سے گزر کر غصہ میں آکر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے، اس سے پہلے ان مشرکوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے معبودان باطل سب دوزخ کا ایندھن ہیں، مگر اس حکم کو ایک حکمتِ خاص کے سبب آیت قتال نے منسوخ کردیا جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کو ان کا دین و عمل مرغوب بنا رکھا ہے اسی طرح ہر ایک طریقہ والے کو ان کا عمل اور طریقہ مرغوب بنا رکھا ہے، مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو جتلا دے گا، جو کچھ یہ کیا کرتے تھے۔

شانِ نزول: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ (الخ)

حافظ عبدالرزاق ؒ نے بواسطہ معمرؒ، قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کو برا بھلا کہتے تھے تو کفار غصہ میں آکر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کو برا مت کہو جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔

(۱۰۹) ان مشرکوں میں سے جب بھی کوئی قسم کھاتا ہے تو بڑا زور لگا کر قسم کھاتا ہے کہ اگر ہماری فرمائش کردہ نشانی

میں سے کوئی نشانی آ جائے تو ہم اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ محمد ﷺ آپ ان ہنسی اڑانے والوں سے فرما دیجیے کہ سب نشانیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اور اے ایمان والو تم حقیقت کو نہیں جانتے ہمیں خبر ہے جب ان کی فرمائش کردہ نشانی بھی آ جائے گی تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

شان نزول: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظی ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے رسول اکرم ﷺ سے گفتگو کی اور بولے اے محمد ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا، جسے وہ پتھر پر مارتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور قوم ثمود کے پاس اونٹنی تھی، لہٰذا آپ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لے کر آیئے تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم کون سی چیز پسند کرتے ہو، جسے میں تمہارے پاس لے کر آؤں وہ بولے اس صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیجیے، آپ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سونے کا کر دیا تو تم میری تصدیق کرو گے، قریش نے کہا، ہاں! اللہ کی قسم۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے دعا کی، آپ کے پاس جبریل امین تشریف لائے اور عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو اللہ جل شانہ صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیں لیکن انھوں نے اس کے باوجود بھی تصدیق نہیں کی تو ہم ان کو عذاب دیں گے۔

اور اگر آپ چاہیں تو چھوڑ دیں جس کو توبہ کرنا ہو وہ کرے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں۔

(۱۱۰) اور ہم بھی ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ قرآن کریم پر جو کہ پہلا عظیم الشان معجزہ ہے نبی اکرم ﷺ کے خبر دینے پر بھی ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں اندھے سرگرداں رہنے دیں گے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور اگر ہم اُن پر فرشتے بھی اُتار دیتے اور مردے بھی اُن سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو اُن کے سامنے لاموجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ اِلّا ماشاء اللہ بات یہ ہے کہ یہ اکثر نادان ہیں (۱۱۱) اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔ وہ دھوکا دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ تو اُن کو اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں اُسے چھوڑ دو (۱۱۲) اور (وہ ایسے کام) اس لیے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل اُن کی باتوں پر مائل ہوں اور وہ انہیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے وہی کرنے لگیں (۱۱۳) (کہو) کیا میں خدا کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ اُس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات) دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۱۱۴) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں اُس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا جانتا ہے (۱۱۵) اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم اُن کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں خدا کا رستہ بھلا دیں گے یہ محض خیال کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں (۱۱۶) تمہارا پروردگار اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن سے بھی خوب واقف ہے جو رستے پر چل رہے ہیں (۱۱۷)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱۱۱) تا (۱۱۷)

(۱۱۱) اور اگر ہم ان منکرین کے پاس ان کے مطالبہ کے مطابق فرشتوں کو بھیج دیتے اور قبروں سے مردے نکل کر ان سے کہنے لگتے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور قرآن حکیم کلام ربی ہے اور ہم تمام چرندوں اور پرندوں کو ان کے سامنے لا کر کھڑا کر دیتے اور جس بات کے یہ منکر ہیں اس کی سچائی کی گواہی دیتے مگر اس کے باوجود بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے، ماسوا یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا۔

(۱۱۲) اور جیسا کہ ابوجہل اور دوسرے مشرکین آپ کے دشمن ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہر ایک نبی کے دشمن بہت سے شیاطین پیدا کیے تھے جن میں سے کچھ آدمی تھے اور کچھ جن، جن میں سے بعض یعنی ابلیس دوسرے بعض کافروں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ انسانوں کو دھوکا میں ڈال دیں، لہٰذا آپ بھی ان استہزاء کرنے والوں اور ان کی چکنی چپڑی باتوں کو ان کے حال پر رہنے دیجیے۔

(۱۱۳) کفار یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں تا کہ ان چکنی چپڑی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے اور شیاطین سے وہ باتوں کو قبول کرلیں تا کہ مرتکب ہو جائیں ان امور کے جن کے وہ پہلے کفار مرتکب ہوئے تھے۔

(۱۱۴) جو مقدمہ رسالت میں اختلاف ہے تو کیا میں اس میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے علاوہ اور کسی کا فیصلہ تلاش کروں حالاں کہ اس نے تمہارے نبی پر ایک کامل کتاب جو حلال وحرام کو بیان کرنے والی ہے اور ایک ایک آیت جدا جدا نازل کر دی ہے۔

اور جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم دیا ہے وہ اپنی کتاب میں اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ قرآن کریم آپ کے پروردگار کی طرف سے اوامر ونواہی کے ساتھ نازل کیا گیا ہے یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر قرآن کریم واقعیت کے ساتھ بھیجا گیا ہے، سو آپ اس چیز کا ہرگز شک نہ کریں کہ یہ اس کی سچائی سے بے خبر ہیں۔

(۱۱۵) قرآن کریم اور اس میں مذکور اوامر ونواہی واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کا شک نہیں یا یہ کہ آپ کے پروردگار کی مدد اس کے اولیاء کے ساتھ ضروری ہے اس طرح کہ ان کے اقوال میں سچائی اور افعال میں استدلال ہوگا۔

(۱۱۶) اور اس نصرت خداوندی کو جو اس کے اولیاء کے لیے اس کی طرف سے آتی ہے اس میں کوئی تبدیل کرنے والا نہیں یا یہ کہ آپ کے پروردگار کا دین بندوں کے سامنے اس بات کی سچائی کے ساتھ ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ دین الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حکم سے ظاہر ہو گیا کہ اس کے دین میں کوئی کسی قسم کی تبدیلی کرنے والا نہیں اور وہ سب کی باتیں سننے والا اور سب کے افعال سے باخبر ہے۔

رؤساء اہل مکہ جن میں سے ابوالاحوص، مالک بن عوف، بدیل بن ورقاء اور جلیس بن ورقاء ایسے ہیں کہ اگر آپ ان لوگوں کا کہنا مان لیں تو دین الٰہی سے حرم تک میں بے راہ کر دیں اور وہ محض بے بنیاد خیالات پر چلتے ہیں۔

اور مسلمانوں سے محض خیالی باتیں کرتے ہیں کہ مثلاً تم جو اپنی چھریوں سے جانور ذبح کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذبح کردہ بہتر ہے۔

(۱۱۷) اللہ تعالیٰ اس راہ سے بھٹکے ہوؤں کو اور سیدھے راستے پر چلنے والوں یعنی اصحاب رسول اکرم ﷺ کو اچھی طرح جانتا ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾
وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ
لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا
لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ
يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا
مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ
لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ
لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا
يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ
مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ
جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا
يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ
قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ
اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا
صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾
فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ
وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا
يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾

تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) خدا کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اُسے کھالیا کرو (۱۱۸) اور سبب کیا ہے کہ جس چیز پر خدا کا نام لیا جائے تم اُسے نہ کھاؤ حالانکہ جو چیزیں اُس نے تمہارے لئے حرام ٹھیرا دی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کر دی ہیں۔ (بے شک اُن کو نہیں کھانا چاہیئے) مگر اُس صورت میں کہ اُن کے (کھانے کے) لیے ناچار ہو جاؤ۔ اور بہت سے لوگ بے سمجھے بوجھے اپنے نفس کی خواہشوں سے لوگوں کو بہکا رہے ہیں کچھ شک نہیں کہ ایسے لوگوں کو جو (خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے باہر نکل جاتے ہیں تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے (۱۱۹) اور ظاہری اور پوشیدہ (ہر طرح کا) گناہ ترک کر دو۔ جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے (۱۲۰) اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ اُن کے کہے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہوئے (۱۲۱) بھلا جو پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور اُس کے لیے روشنی کر دی جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کہیں اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا ہو اور اُس سے نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافر جو عمل کر رہے ہیں وہ اُنہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں (۱۲۲) اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کیے کہ اُن میں مکاریاں کرتے رہیں اور جو مکاریاں یہ کرتے ہیں ان کا نقصان ان ہی کو ہے اور (اس سے) بے خبر ہیں (۱۲۳) اور جب اُن کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ جس طرح کی رسالت خدا کے پیغمبروں کو ملی ہے جب تک اُسی طرح کی رسالت ہم کو نہ ملے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ (رسالت کا کونسا محل ہے اور) وہ اپنے پیغمبری کسے عنایت فرمائے جو لوگ جُرم کرتے ہیں اُن کو خدا کے ہاں ذلت اور عذاب شدید ہوگا اس لئے کہ مکاریاں کرتے تھے (۱۲۴) تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اُس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اس طرح خدا اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب بھیجتا ہے (۱۲۵)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱۱۸) تا (۱۳۵)

(۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰۔۱۲۱) حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام جانوروں کی تفصیل بتلا دی جن کو تم پر حرام کیا ہے جیسا کہ مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ مگر مردار کھانے کی بھی جب تمہیں سخت ضرورت پڑ جائے تو یہ مشروط طور پر حلال ہے۔

اور ابوالاحوص اور اس کے ساتھی بغیر علم اور حجت کے لوگوں کو مردار کھانے کی دعوت دیتے ہیں تم ظاہری زنا اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت کو بھی چھوڑ دو کیوں کہ زانیوں کو دنیا میں کوڑے اور آخرت میں ان کو عذاب ملے گا۔

جن جانوروں پر جان بوجھ کر اللہ کا نام نہ لیا جائے ان کو بغیر سخت حاجت کے کھانا گناہ کا باعث ہے اور ایسے جانوروں کو حلال سمجھنا تو صریح کفر ہے۔

اور شیاطین اپنے یاروں ابوالاحوص اور اس کے ساتھیوں کو یہ شبہات تعلیم کر رہے ہیں تا کہ وہ اکل میتہ (مردار کھانے) اور امور شرک وغیرہ میں بھی تم سے جھگڑا کریں، سو اگر تم نے شرک اور میتہ کو غیر اضطراری حالت میں حلال سمجھ لیا تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

شان نزول: فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (الخ)

امام ابوداؤدؒ، ترمذیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان جانوروں کو کھالیں جن کو ہم خود ذبح کرتے ہیں اور ان کو نہ کھائیں جن کو اللہ تعالیٰ مار ڈالتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

شان نزول: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (الخ)

امام طبرانیؒ وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فارس والوں نے قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ محمد ﷺ سے مباحثہ کرو اور کہو کہ جس جانور کو تم چھری سے ذبح کرو وہ تو حلال ہے؟ اور جس کو اللہ تعالیٰ سونے کے چاقو سے ذبح کرے یعنی مردار وہ حرام ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

شان نزول: وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ (الخ)

ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ شیاطین یہ وسوسہ پیدا کرتے تھے کہ جو اللہ تعالیٰ ذبح کر دے، تم اسے نہیں کھاتے اور جو تم خود ذبح کرو اس کو کھا لیتے ہو، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۲۲) یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی حضرت عمار پہلے صاحب ایمان نہ

تھے پھر ہم نے ان کو ایمان کی بدولت عزت عطا کی اور ہم نے ان کو ایسی معرفت عطا فرمائی جس کی بدولت وہ لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں یا یہ کہ ہم ان کو پل صراط پر ایک خاص نور عطا فرمائیں گے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے درمیان سے اس پر بلا خوف وخطر گزر جائیں گے۔

تو کیا ایسا شخص اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو دنیا میں کفر کی تاریکیوں میں گرفتار ہے اور قیامت کے دن جہنم کے اندھیروں میں پڑا ہوگا وہ ابوجہل ہے اور دنیا میں کفر کی تاریکیوں اور آخرت میں جہنم کے اندھیروں سے وہ نکلنے ہی نہیں پاتا۔

جیسا کہ ابوجہل کو اپنے غلط اعمال وکردار اچھے معلوم ہوتے ہیں، اسی طرح تمام کفار کو اپنے اعمال اچھے معلوم ہوا کرتے ہیں۔

شانِ نزول: اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا (الخ)

ابوالشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن جریر نے ضحاک سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۱۲۳) جیسا کہ ہم نے اہل مکہ میں ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو استہزاء کرنے والا بنایا ہے، اسی طرح ہم ہر بستی میں ان کے سرداروں اور مالداروں کو پہلے مجرم بناتے ہیں تاکہ وہ وہاں گناہ اور فساد برپا کریں یا یہ کہ وہ انبیاء کرام کی تکذیب کریں اور جو کچھ وہ گناہ اور فساد برپا کرتے ہیں، اس کا وبال بالآخر اُن ہی کی جانوں پر پڑتا ہے۔

(۱۲۴) اور جس وقت ولید بن مغیرہ، عبد یالیل، ابی مسعود ثقفی کے پاس کوئی آسمانی نشانی ان کے افعال کی خبر دہی کے لیے پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس نشانی پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے، جب تک کہ جیسا کہ محمد ﷺ کو کتاب دی گئی ہے ہمیں بھی اسطرح کی کتاب نہ دی جائے، اس موقع کو تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کس کو اپنے پیغام کیلئے بطور رسول چنتا ہے اور کہاں بذریعہ جبرائیل امین اس نے وحی بھیجنی ہے (یہ خالص خدائی انتخاب ہوتا ہے) عنقریب یہ مشرکین یعنی ولید اور اس کے ساتھی تکذیب رسل کی وجہ سے ذلیل ورسوا ہوں گے۔

(۱۲۵) جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی دولت عطا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا سینہ قبول اسلام کے لیے کشادہ کر دیتے ہیں تاکہ وہ اسلام قبول کرے۔

اور جس کو گمراہ یا کافر ہی رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے سینہ کو تنگ اور بہت ہی تنگ کر دیتے ہیں کہ اس کے دل میں نفوذ اور مجاز کے اعتبار سے بھی نور ایمانی کا کوئی شائبہ نہیں رہتا جیسا کہ کسی کو آسمان پر چڑھنے کے لیے مجبور کیا جائے،

اسی طرح اس شخص کا سینہ اسلام کی طرف رہنمائی نہیں کرتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، تکذیب ڈال دیتا ہے، پھر اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو ان کو عذاب دیتا ہے۔

اور یہ آپ کے پروردگار کا فیصلہ عدل والا ہے یا یہ کہ یہی آپ کے پروردگار کا صحیح راستہ اسلام ہے یا یہ کہ یہی آپ کے رب کا صحیح اور سیدھا دین ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے یعنی دین اسلام۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا

اور یہی تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے جو لوگ غور کرنے والے ہیں اُن کے لیے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (۱۲۶) اُن کے لیے اُن کے اعمال کے صلے میں پروردگار کے ہاں سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہی اُن کا دوست دار ہے (۱۲۷) اور جس دن وہ سب (جن و انس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کیے تو جو انسانوں میں اُن کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ اور (آخر) اُس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے بیشک تمہارا پروردگار دانا (اور) خبردار ہے (۱۲۸) اور اسی طرح ہم ظالموں کو اُن کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مُسلّط کر دیتے ہیں (۱۲۹) اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ (پروردگار) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے (۱۳۰) (محمد ﷺ) یہ (جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو) اس لیے

ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو (۱۳۱) اور سب لوگوں کے بلحاظ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں (۱۳۲) اور تمہارا پروردگار بے پروا (اور) صاحب رحمت ہے۔ اگر چاہے (تو اے بندو) تمہیں نابود کر دے اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے جیسا تم کو بھی دوسرے لوگوں کی نسل سے پیدا کیا ہے (۱۳۳) کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں) آنے والا ہے۔ اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کر سکتے (۱۳۴) کہہ دو کہ لوگو تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ میں (اپنی جگہ) عمل کیے جاتا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں (بہشت) کس کا گھر ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ مشرک نجات نہیں پانے کے (۱۳۵) اور (یہ لوگ) خدا ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی کھیتوں اور چوپایوں میں خدا کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال (باطل) سے کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) تو خدا کا اور یہ ہمارے شریکوں (یعنی بتوں) کا۔ جو حصہ ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو خدا کی طرف نہیں جا سکتا۔ اور جو حصہ خدا کا ہوتا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے۔ یہ کیسا برا انصاف ہے (۱۳۶)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱۲۶) تا (۱۳۶)

(۱۲۶) ہم نے بذریعہ قرآن حکیم اوامر ونواہی اور اہانت وکرامت کو ایسے لوگوں کے لیے بیان کر دیا ہے جو نصیحت حاصل کر کے ایمان لائیں کہا گیا ہے فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ (الخ) یہ آیت رسول اکرم ﷺ اور ابوجہل کے موازنہ میں نازل ہوئی ہے یا یہ کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی اور ان مومنین کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے، سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور گھر سے مراد جنت ہے۔

(۱۲۷۔۱۲۸) اور یہ حضرات دنیا میں جو نیکیاں کیا کرتے تھے، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ ان کو ثواب اور اعزاز عطا فرمائے گا۔ یعنی تمام جن وانس کو جمع کر کے جنات سے کہیں گے کہ تم نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کیا ہے اور جنات سے تعلق رکھنے والے لوگ جو کہ بڑے جنوں میں سے تھے جب کسی وادی میں اترتے تھے یا کسی مقام پر شکار کھیلتے تھے وہاں کے سرکش جنوں سے پناہ چاہتے تھے جس سے وہاں وہ امن کے ساتھ اپنا کام کر لیتے تھے اب کہیں گے ہمارے پروردگار ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا اور اسی دوران ہمیں موت آ پہنچی۔

انسانوں کا نفع تو جنات سے مطمئن ہونا اور جنات کا نفع ان کی قوم پر شرافت وبزرگی کا حاصل ہونا ہے اللہ

تعالیٰ ان سے فرمائے گا اے گروہ جن وانس تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے، آپ کا پروردگار حکیم ہے کہ ان کے لئے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا فیصلہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

(۱۲۹) اور اسی طرح ہم مشرکین کو دنیا و آخرت میں بعض کو بعض کے قریب رکھیں گے ان کے افعال واقوال شرکیہ کی وجہ سے یا یہ کہ ان مشرکوں میں سے ایک کو ایک پر غلبہ دیں گے۔

(۱۳۰) تم لوگوں کے پاس کیا رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام نہیں آئے اور جنات کے پاس بالخصوص وہ نو حضرات نہیں آئے جو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لیے آ گئے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ جنات کی طرف بھی ایک نبی یوسف علیہ السلام بھیجے گئے تھے جو تمہیں پڑھ کر میرے اوامر ونواہی سناتے تھے اور اس دن کے عذاب سے تمہیں ڈراتے تھے، جن وانس جواب دیں گے، بے شک ان حضرات نے آپ کے احکامات ہم تک پوری طرح پہنچا دیے تھے مگر ہم نے ان کا انکار کیا اور ان منکرین حق کو دنیاوی ساز وسامان نے دھوکا میں ڈال رکھا ہے اور یہ لوگ آخرت میں اللہ کا عذاب نہیں گے کہ دنیا میں وہ کافر تھے۔

(۱۳۱) اور یہ رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا پروردگار کسی بستی والوں کو شرک وگناہ اور ظلم کی بنا پر اس حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ وہ اوامر ونواہی اور تبلیغ رسل سے بے خبر ہوں۔

(۱۳۲) جن وانس میں سے ہر ایک مومن کو ان کے خیر کی وجہ سے جنت میں درجات ملیں گے اور کافروں کو ان کی برائیوں کے باعث سزائیں دی جائیں اور خیر وشر سے آپ کا پروردگار غافل نہیں یا یہ کہ جو گناہ کرتے ہیں اس پر سزا اور گرفت کو وہ چھوڑنے والا نہیں۔

(۱۳۳) آپ کا پروردگار ان کے ایمان سے غنی (بے نیاز) ہے اور جو ایمان لائے اس سے عذاب کو موخر کر کے رحمت فرماتا ہے مکہ والو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے اور تمہارے بعد دوسری قوم کو آباد کرے۔

(۱۳۴) عذاب یقیناً آنے والا ہے اللہ کے اس عذاب سے تم بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے جہاں بھی تم ہو گے وہ تمہیں پکڑ لے گا۔

(۱۳۵) محمد ﷺ آپ مکہ کے کافروں سے فرما دیجیے کہ تم اپنے گھروں میں اپنے دین پر رہ کر میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں، عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ جنت کس کو ملے گی، مشرک تو عذاب الٰہی سے کسی بھی طرح نجات نہیں پا سکتے۔

(۱۳۶) ان اونٹ گائے اور کھیتی میں سے ان لوگوں نے کچھ حصہ اللّٰہ کے نام کا اور کچھ حصہ اپنے بتوں کے نام کا مقرر کیا ہے، پھر جو چیز ان کے بتوں کی ہوتی ہے وہ اس حصہ کی طرف نہیں پہنچتی جو ان کے زعم میں اللّٰہ کا ہے اور جو اللّٰہ کا حصہ ہوتا ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، اپنے لیے انھوں نے کیا ہی بدترین تجویز نکال رکھی ہے خود فریبی اور دلوں کے ٹیڑھے پن کی وجہ سے ان کے قول و فعل کا یہ تضاد انہیں اچھا دکھائی دے رہا ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ
شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝
وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ
نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا
يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ
خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ
عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَي اللّٰهِ ۭ قَدْ
ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ
مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ
حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ
الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ
قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔـوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے۔ تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں۔ اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ (۱۳۷) اور اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چار پائے اور کھیتی منع ہے۔ اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہ کھائے اور (بعض) چار پائے ایسے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر چڑھنا منع کر دیا گیا ہے۔ اور بعض مویشی ایسے ہیں جن پر (ذبح کرتے وقت) خدا کا نام نہیں لیتے۔ سب خدا پر جھوٹ ہے۔ وہ عنقریب ان کو ان کے جھوٹ کا بدلہ دے گا (۱۳۸) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چار پایوں کے پیٹ میں ہے وہ خاص ہمارے مردوں کیلئے ہے۔ اور ہماری عورتوں کو (اس کا کھانا) حرام ہے۔ اور اگر وہ بچہ مرا ہوا ہو تو سب اس میں شریک ہیں (یعنی اسے مرد اور عورتیں سب کھائیں) عنقریب خدا ان کو ان کے ڈھکوسلوں کی سزا دے گا۔ بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے (۱۳۹) جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا پر افتراء کر کے اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے۔ وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں (۱۴۰) اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کیے چھتریوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے ہوئے وہ بھی۔ اور کھجور اور کھیتی جن کے طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور (بعض باتوں میں) نہیں ملتے جب یہ چیزیں پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو اور کھیتی) کاٹو تو خدا کا حق بھی اس میں سے ادا کرو اور بے جا نہ اڑانا کہ خدا بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۱۴۱) اور چار پایوں میں بوجھ اٹھانے والے (یعنی بڑے بڑے) بھی پیدا کیے اور زمین سے لگے ہوئے (یعنی چھوٹے چھوٹے) بھی (پس) خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے (۱۴۲)

(یہ بڑے چھوٹے چار پائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) (اے پیغمبران سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کی یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہوا سے۔ اگر سچے ہو تو مجھے سند سے بتاؤ (۱۴۳)

تفسیر سورۃ الانعام آیات (۱۳۷) تا (۱۴۳)

(۱۳۷) اسی طرح شیاطین نے ان کی لڑکیوں کے قتل کرنے کو مستحسن بنادیا ہے تاکہ وہ ان کو برباد کرے اور ان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو مخلوط کردے۔

اور اگر اللّٰہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو اپنا یہ طریقہ مستحسن نہ معلوم ہوتا اور نہ اس طرح یہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے (لیکن اللہ نے اپنی مشیت خاص کے تحت انہیں محدود اختیار دے رکھا ہے) اور جو کچھ یہ غلط باتیں بناتے ہیں کہ معاذ اللّٰہ، اللّٰہ تعالیٰ نے لڑکیوں کے دفن کرنے کا حکم دیا ہے آپ انہیں ان کی حالت پر یوں ہی رہنے دیجیے۔

(۱۳۸) اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مخصوص مویشی مثلاً بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کہ ان کا گوشت عورتوں کو کھانا حرام ہے ان کو صرف مرد ہی کھا سکتے ہیں اور ان کے زعم میں حام پر سواری حرام اور بحیرہ پر اللّٰہ کا نام نہیں لیا جاتا، نہ بار برداری کرتے وقت اور نہ سوار ہوتے وقت سب کچھ یہ انھوں نے اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے کہ اس نے ہمیں ان باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱۳۹) اور کہتے ہیں کہ بحیرہ اور وصیلہ کے پیٹ میں سے جو کچھ نکلے وہ صرف مردوں کے لیے حلال ہے اور عورتوں پر حرام ہے۔ اور اگر وہ بچہ مردہ جنے یا جننے کے بعد مرجائے تو پھر اس کے کھانے میں مرد وعورت سب برابر شریک ہیں، بہت جلد اللّٰہ تعالیٰ ان کو ان کی تجویز کی سزا دیتا ہے یا یہ کہ عمرو بن لحی نے جو تجویز ان کے لیے کی ہے، اس کو رسول اکرم ﷺ نے جہنم میں اس طرح دیکھا کہ لکڑیوں کا اپنے پیچھے ایک گٹھر رکھے ہوئے گھسیٹ رہا ہے، یہ مشرک ان کے سامنے یہ تجاویز پیش کیا کرتا تھا، اللّٰہ تعالیٰ حکیم ہے، اس نے تمہارے لیے تمہارے حلال کردہ کو حلال کیا ہے اور وہ شخص ان لغویات کے غلط ہونے سے آگاہ ہے۔

(۱۴۰) وہ لوگ خرابی میں پڑ گئے جنھوں نے اپنی لڑکیوں کو اپنی حماقت کے سبب بلا کسی سند کے زندہ دفن کرڈالا یہ آیت ربیعہ ونصر عرب کے بڑے قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے، مگر بنی کنانہ والے ایسی حرکت نہیں کرتے تھے۔

اور جن جانوروں اور کھیتوں کو اللہ تعالیٰ نے ان پر حلال کیا تھا انھوں نے اپنی عورتوں پر ان کو حرام کر دیا، محض اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے طور پر اپنی باتوں سے خود ہی گمراہی میں پڑ گئے اور ان غلط باتوں ہی کی وجہ سے یہ کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

(۱۴۱) جس نے باغات پیدا کیے وہ بھی جو بغیر ٹنوں کے اونچی دیواروں وغیرہ پر پھیلائے جاتے ہیں جیسا کہ انگور وغیرہ اور وہ بھی جو خود تنوں پر کھڑے ہوتے ہیں یا یہ کہ ایسے باغات پیدا کیے جن کو زمین میں گاڑا جاتا ہے اور جن کو زمین میں نہیں گاڑا جاتا جن میں کھانے کی چیزیں مٹھاس اور کھٹاس کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اور زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جو رنگت اور منظر میں تو ایک دوسرے کے مشابہ ہیں لیکن ذائقے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے ہی کھجور کے پھل جب پک جائیں تو اسے کھاؤ اور اس کے ماپنے و پھل اتارنے کے دن جو شریعت کا حق ہو یا یہ کہ کاٹنے کے دن حق شرع کو ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مت خرچ کرو اور اپنے اموال کو اطاعت خداوندی سے مت روکو یا یہ کہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام مت سمجھو جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں یا یہ کہ جو مشرک ہیں ان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، کہا گیا ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی، انھوں نے اپنے ہاتھ سے پانچ سو کھجور کے درخت لگائے تھے اور سب کو تقسیم کر دیا اور اپنے گھر والوں کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

(۱۴۲) اور اس نے کچھ ایسے مویشی پیدا کیے جن سے باربرداری کا کام نکالا جاتا ہے، جیسے اونٹ اور بیل اور کچھ مویشی ایسے پیدا کیے جو باربرداری کے کام نہیں آتے مثلاً بکری وغیرہ، سو کھیتی اور مویشی میں سے کھاؤ اور شیطانی وساوس سے کھیتی اور مویشی کو اپنے اوپر مت حرام کرو۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے جو کھیتی اور مویشی کے حرام کرنے کی تمھیں ترغیب کرتا ہے۔

(۱۴۳) اور یہ جانور جن میں تم تحریم و تحلیل کر رہے ہو، آٹھ نر و مادہ پیدا کیے۔ بھیڑ اور دنبہ میں دو قسم ایک نر دوسری مادہ اور اسی طرح بکری میں دو قسم نر و مادہ۔ محمد ﷺ آپ مالک سے کہیے کہ یہ تو بتلاؤ بحیرہ اور وصیلہ کو حرام کیا ہے تو نروں کے پانی کی وجہ سے ان کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کی وجہ سے یا اس بچہ پر دونوں مادہ کے اجتماع کی وجہ سے اسے حرام کیا ہے اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام کیا ہے تو میرے سامنے کوئی دلیل تو لاؤ۔

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ
حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ
أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۞ قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ ع
إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ
دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا
أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ
رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ
ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا
إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ
بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۞
فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ
بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۞ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا
لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ
قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۞ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ
فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۞ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ
الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِن شَهِدُوا
فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمْ
يَعْدِلُونَ ۞ ع

اور دو (دو) اونٹوں میں سے اور دو (دو) گایوں میں سے (ان کے بارے میں بھی ان سے) پوچھو کہ (خدا نے) دونوں (کے) نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں (کی) مادینوں کو یا جو بچہ مادینوں کے پیٹ میں لپٹ رہا ہو اس کو۔ بھلا جس وقت خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا تم اس وقت موجود تھے؟ تو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے تاکہ از راہ بے دانشی لوگوں کو گمراہ کرے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۴۴) کہو کہ جو احکام مجھ پر نازل ہوئے ہیں میں ان میں کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ مرا ہوا جانور ہو یا بہتا لہو یا سؤر کا گوشت کہ یہ سب ناپاک ہیں یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اور اگر کوئی مجبور ہو جائے لیکن نہ تو نافرمانی کرے اور نہ حد سے باہر نکل جائے تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۱۴۵) اور یہودیوں پر ہم نے سب ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے۔ اور گایوں اور بکریوں سے ان کی چربی حرام کر دی تھی۔ سوا اس کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا اوجھڑی میں ہو یا ہڈی میں ملی ہو۔ یہ سزا ہم نے ان کو ان کی شرارت کے سبب دی تھی اور ہم تو سچ کہنے والے ہیں (۱۴۶) اور اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو تمہارا پروردگار صاحب رحمت وسیع ہے۔ مگر اس کا عذاب گنہگار لوگوں سے نہیں ٹلے گا (۱۴۷) جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھیراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو (۱۴۸) کہہ دو کہ خدا ہی کی حجت غالب ہے اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (۱۴۹) کہو کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو بتائیں کہ خدا نے یہ چیزیں حرام کی ہیں۔ پھر اگر وہ (آ کر) گواہی دیں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا۔ اور نہ ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرنا جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور (بتوں کو) اپنے پروردگار کے برابر ٹھیراتے ہیں (۱۵۰)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱٤٤) تا (۱۵۰)

(۱۴۴) اور اسی طرح اونٹ میں دو قسم نر و مادہ اور گائے میں دو قسم نر و مادہ پیدا کیے، آپ مالک سے دریافت کیجیے کہ بحیرہ اور وصیلہ کی حرمت دونوں کے پانی کی وجہ سے ہوئی ہے یا دو مادہ کی بنا پر یا جس بچہ پر دونوں مادہ کا اجتماع ہو گیا ہے۔

اور ایک توجیہہ یہ ہے کہ کیا اس کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ یہ نر کا بچہ ہے یا اس وجہ سے کہ مادہ کا بچہ ہے کیا تم اس وقت حاضر تھے کہ بقول تمہارے جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس تحریم و تحلیل کا حکم دیا۔

اس شخص سے زیادہ دلیر اور ظالم کون ہوگا جو لوگوں کو اطاعت خداوندی سے بے راہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مشرکین کو اپنے دین اور حجت کی طرف راہنمائی نہیں کرتے یعنی مالک بن عوف یہ سن کر خاموش ہو گیا اور سمجھ گیا۔

(۱۴۵) اس کے بعد مالک بن عوف کہنے لگا کہ آپ ہی بتایئے پھر ہمارے آباؤ اجداد نے ان کو کیوں حرام کیا ہے اور آپ کی بات کو میں سنتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ فرما دیجیے کہ میں قرآن کریم میں تو کسی کھانے والے کے لیے کوئی حرام غذا نہیں پاتا، البتہ مردار کا گوشت اور بہتا ہوا خون وغیرہ یہ قطعی حرام ہیں یا جو جانور وغیرہ شرک کا ذریعہ ہو عمداً غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو۔

پھر بھی جو شخص مردار کے کھانے کے لیے بھوک سے بیتاب ہو جائے اور طالب لذت نہ ہو اور بغیر سخت ضرورت کے مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو اور نہ اسلام کے راستے پر چھوڑنے والا یعنی باغی نہ ہو اور نہ دانستہ بغیر سخت حاجت کے مردار کا گوشت کھانا چاہتا ہو تو ان سخت مجبوریوں میں وہ سیر ہو کر کھا بھی لے گا تو اللہ تعالیٰ غفور ہے اور بقدر حاجت کھائے گا تو وہ رحیم، باقی ایسی سخت مجبوری میں سیر ہو کر نہ کھانا چاہیے اور اگر کھا لے گا تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

(۱۴۶) اور یہود پر اس نے تمام شکاری پرندے اور درندے حرام کر دیے تھے یا یہ کہ تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے جیسا کہ اونٹ بطخ، مرغابی، خرگوش وغیرہ اور گائے، بکری کی چربی ان پر حرام کر دی تھی بجز اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں پر ہو یا ہڈی سے لگی ہو وہ ان پر حلال تھی ان کے گناہوں کی وجہ سے بطور سزا کے ہم نے ان پر یہ حرام کر دی تھی۔

(۱۴۷) اے محمد ﷺ تحریم و تحلیل کے متعلق جو کچھ آپ نے ان سے بیان کیا ہے اگر آپ کی وہ تکذیب کریں تو فرما دیجیے کہ تمہارا رب رحمت والا ہے نیک و بد سے عذاب کو موخر کرتا ہے، تاہم اس کا عذاب مشرکوں سے نہیں ٹلے گا۔

(۱۴۸) یہ تو اس بات کے مدعی ہیں کہ کھیتی اور مویشی کی حرمت کا ہمیں حکم دیا گیا اور ہم پر یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں۔

جیسا کہ آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کی گئی یہاں تک کہ انھوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا۔اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمایئے کہ اس تحریم کے تم جو دعویدار ہو اس پر کوئی دلیل ہو تو ہمارے سامنے ظاہر کرو تم لوگ تو کھیتی اور مویشی کی حرمت میں محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم جھوٹ ہی بولتے ہو۔

(۱۴۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر تمہارے پاس تمہارے دعوے کے لیے کوئی دلیل نہیں تو پھر پوری اور اعتماد والی قطعی بات تو اللہ ہی کی رہی۔

(۱۵۰) آپ فرمایئے کہ اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے گواہ لاؤ، سو اگر وہ ان چیزوں کی حرمت پر جھوٹی گواہی دیں تو آپ اس کی سماعت نہ فرمایئے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

کہو کہ (لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (ان کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (۱۵۱) اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو (۱۵۲) اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا۔ اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ (۱۵۳) (ہاں) پھر (سن لو کہ) ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی تاکہ ان لوگوں پر جو نیکوکار

ہیں نعمت پوری کردیں اور (اس میں) ہر چیز کا بیان (ہے) اور ہدایت (ہے) اور رحمت ہے تاکہ (ان کی امت کے) لوگ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے کا یقین کریں (۱۵۴) اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہم ہی نے اتاری ہے برکت والی۔ تو اس کی پیروی کرو اور (خدا سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے (۱۵۵) (اور اس لیے اتاری ہے) کہ (تم یوں نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے (۱۵۶)

تفسیر سورة الانعام آیات (۱۵۱) تا (۱۵٦)

(۱۵۱) اے محمد ﷺ آپ مالک بن عوف اور اس کے ساتھیوں سے فرمایئے آؤ میں تمہیں وہ کتاب پڑھ کر سناؤں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے جس میں حرام چیزوں کا ذکر ہے ان میں سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں میں سے کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور فاقہ اور ذلت کے خوف سے اپنی لڑکیوں کو مت مارو، ہم تمہاری اور تمہاری اولاد کے بھی رازق ہیں اور زنا اور کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مت کرو۔

اور سوائے قصاص، رجم اور ارتداد کے کسی کو ناحق قتل مت کرو یہ وہ باتیں ہیں جن کا تمہیں کتاب خداوندی میں حکم دیا گیا ہے تاکہ تم اس کے حکم اور اس کی توحید کو سمجھو۔

(۱۵۲) اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اس کی حفاظت اور نفع کے لیے تاوقتیکہ وہ سن بلوغت اور رشد و عقل کو نہ پہنچ جائے اور ماپ وتول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو کیوں کہ ماپ وتول میں اس کے امکان سے زیادہ تمہیں تکلیف نہیں۔

جب کوئی بات کہو تو انصاف کا خیال کرو، خواہ کوئی رشتہ دار ہی ہو تب بھی سچ اور صحیح بولو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو اسے پورا کیا کرو۔ ان باتوں کا کتاب اللہ میں تمہیں حکم دیا گیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(۱۵۳) دین اسلام بالکل سیدھا پسندیدہ راستہ ہے، اس پر چلو اور یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کا اتباع مت کرو کہ کہیں یہ راہیں تمہیں دین خداوندی سے بے راہ کردیں، ان باتوں کا تمہیں کتاب میں تاکیدی حکم دیا گیا ہے تاکہ تم دوسرے غلط راستوں سے بچو۔

(۱۵۴) ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی جس میں اوامر ونواہی، وعدہ وعید، ثواب وعقاب سب باتیں احسن طریقہ پر موجود تھیں یا یہ کہ جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان اور ان کے پروردگار کی رسالت کی تبلیغ تھی اور حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کا اس میں بیان موجود تھا اور مومن کے لیے عذاب الٰہی سے رحمت کا باعث تھی تاکہ یہ لوگ بعث بعد الموت کی تصدیق کریں۔

(۱۵۵) اور یہ قرآن حکیم جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین علیہ السلام نازل کیا ہے یہ کتاب اس پر ایمان لانے والے کے لیے رحمت و مغفرت کا باعث ہے۔

لہٰذا اسی کی حلال وحرام چیزوں اور اسی کے اوامر ونواہی کی پیروی کرو اور دوسری غلط چیزوں سے بچو تا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جس کی وجہ سے تم پر عذاب نازل نہ ہو۔

(۱۵۶) اور یہ اس لیے نازل ہوئی تا کہ قیامت کے دن مکہ والو تم یوں نہ کہنے لگو کہ اہل کتاب تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے یہودی وعیسائی تھے، ان پر نازل ہوئی تھی اور ہم تو توریت وانجیل کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔

أَوْ تَقُولُوا لَوْ
أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّا أَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ
جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ
يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝١٥٧
هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّآ أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ
بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ
نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ
إِيْمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوْٓا إِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝١٥٨ إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ
وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝١٥٩ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۚ
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١٦٠ قُلْ
إِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ
حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٦١ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦٢ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ
أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝١٦٣ قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ
كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ
أُخْرٰى ۚ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝١٦٤
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ
دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٦٥

یا (یہ نہ) کہو کہ اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں کی نسبت کہیں سیدھے رستے پر ہوتے۔ سو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے (لوگوں کو) پھیرے۔ جو لوگ ہماری آیتوں سے پھیرتے ہیں اس پھیرنے کے سبب ہم ان کو بُرے عذاب کی سزا دیں گے (۱۵۷) یہ اس کے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں مگر جس روز تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا یا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کئے ہوں گے (تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہوگا اے پیغمبران سے) کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۵۸) جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام خدا کے حوالے پھر جو جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا (۱۵۹) جو کوئی (خدا کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی۔ اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسی ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۶۰) کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا جو ایک (خدا) ہی کی طرف کے تھے۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۶۱) (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے (۱۶۲) جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں (۱۶۳) کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں۔ اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ)

کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا (۱۶۴) اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے (۱۶۵)

تفسیر سورة الانعام آيات (۱۵۷) تا (۱٦٥)

(۱۵۷) یا قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ جیسا کہ یہود ونصاری پر کتاب نازل ہوئی اگر ہماری طرف نازل کی جاتی تو ہم بہت جلد رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے اور ان سے زیادہ راہ راست پر ہوتے۔ لہٰذا تمہارے پاس کتاب اور رسول دونوں چیزیں آچکی ہیں جو ہدایت ورحمت کا ذریعہ ہیں۔

سو اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور جھوٹا کون ہوگا جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کو جھٹلائے اور ان سے اعراض (بےتوجہی) کرے ہم ایسے آدمیوں کو جو قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ سے اعراض کرتے ہیں ان کے اس اعراض کی وجہ سے سخت ترین سزا دیں گے۔

(۱۵۸) کیا مکہ والے اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے فرشتے آئیں یا قیامت کے دن ان کا پروردگار ان کے پاس آئے یا مغرب سے سورج طلوع ہو جائے۔

جب مغرب سے آفتاب طلوع کیا جائے گا تو تب مہلت عمل ختم ہو جائے گی اس وقت کسی شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو اس نشانی کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان نہ رکھتا ہوگا یا اس نشانی کے ظہور سے پہلے اس نے اپنے ایمان میں ابھی تک کوئی نیکی کا کام نہیں کیا ہوگا کیوں کہ جو شخص اس نشانی کو دیکھ کر ایمان لائے گا تو اسکا ایمان اور توبہ اور کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا ماسوا اس کے کہ وہ اس وقت چھوٹا ہو یا یہ کہ پیدا ہوا ہو اور پھر مرتد ہو جائے اور نشانی کے بعد پھر اسلام قبول کرے تو اس نو مسلم کا اسلام قبول ہوگا۔

اور جو شخص اس دن مومن گنہگار ہوگا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا تو توبہ قبول ہوگی ایک قول کے مطابق وہ یہ کہ جو اس دن گنہگار ہوگا اور پھر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا یا چھوٹا ہوگا یا اس کے بعد پیدا ہوا ہوگا تو ان کا ایمان توبہ اور عمل ان کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ تم قیامت کا انتظار کرو، ہم تو تمہارے عذاب کے منتظر ہیں خواہ قیامت کے دن ہو یا اس سے پہلے ہو یا یہ کہ آپ فرما دیجیے کہ تم میری موت کے منتظر رہو، میں تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۱۵۹) جن لوگوں نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا یا یوم المیثاق کو جو انھوں نے اقرار کیا تھا اس کو ترک کر دیا اور اگر فَرَّقُوْا تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ کہ دین میں اختلاف کیا اور اس کو جدا جدا کر دیا اور مختلف فرقے مثلاً یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت بن گئے، آپ کا ان کے قتال سے کوئی واسطہ نہیں پھر اس کے بعد ان سے قتال کرنے کا حکم دیا یا یہ کہ آپ کے قبضہ میں ان کی توبہ اور ان کا عذاب نہیں ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ ہی ان کو ان کی نیکی اور برائی جتلا دے گا۔

(۱۶۰) جو توحید کے ساتھ نیکی کرے تو اسے دس گنا ثواب ہے اور جو شرک کے ساتھ برائی کرے تو اس کا بدلا دوزخ ہے، ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۱۶۱) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں سے فرما دیجیے کہ میرے پروردگار نے مجھے اپنے دین کی وجہ سے عزت عطا فرمائی ہے اور مجھے دین حق کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے یا یہ کہ مجھے دعوت حق کا طریقہ میرے پروردگار نے بتا دیا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے، اس میں کجی نہیں اور وہ مشرکوں کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۶۲-۱۶۳) اور آپ اس کی کچھ تفصیل بیان فرما دیجیے کہ میری پانچوں نمازیں اور میرا دین و حج اور میری قربانی اور میری عبادت اس دنیا میں اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی رضامندی کے لیے ہے جو کہ جن و انس کا پروردگار ہے اور میں سب موحدین اور عابدین میں پہلا ہوں۔

(۱۶۴) آپ یہ بھی فرما دیجیے کہ کیا اور کسی معبود کی عبادت کروں گناہوں کی سزا گناہ کرنے والے ہی پر رہتی ہے کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یا کسی کو دوسرے کے گناہوں کی سزا میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ کہ کسی پر بغیر گناہ کے عذاب نہیں ہوگا یا یہ کہ خوشی سے کوئی کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھاتا مگر مجبوراً (یعنی کسی کا حق وغیرہ مارا ہوگا تو اس کا بوجھ مجبوراً اٹھانا ہی پڑے گا) مرنے کے بعد دین میں جو تم مختلف الاعمال ہو گئے تھے وہ اس کی حقیقت بھی تمہیں روز قیامت بتلا دے گا۔

(۱۶۵) اسی رب نے گزشتہ قوموں کا تمہیں زمین میں جانشین کیا اور ایک دوسرے پر مال و دولت دے کر رتبہ بڑھایا تاکہ جو مال و دولت بطور خدام تمہیں دیے ہیں اس کے ذریعے سے تمہاری آزمائش کرے کافر اور ناشکر گزار کو اللّٰہ تعالیٰ جلد سزا دینے والا ہے اور وہ واقعی مومن مغفرت کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيٰتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ
مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ
اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا
اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ
قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ
وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا
كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ
فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾
وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾
قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ
مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

سورۃ الاعراف مکیۃ وھی مائتان وست آیات واربع وعشرون رکوعاً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

المص (۱)۔(اے محمد ﷺ) یہ کتاب (جو) تم پر نازل ہوئی ہے۔ اس سے تم کو تنگ دل نہ ہونا چاہیے (یہ نازل) اس لیے (ہوئی ہے) کہ تم اس کے ذریعے سے (لوگوں کو) ڈر سناؤ اور (یہ) ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے (۲)۔(لوگو) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اُس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔(اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو (۳)۔اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ کر ڈالیں جن پر ہمارا عذاب یا تو (رات کو) آتا تھا جب کہ وہ سوتے تھے یا (دن کو) جب وہ قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) کرتے تھے (۴)۔تو جس وقت اُن پر عذاب آتا تھا۔اُن کے منہ سے یہی نکلتا تھا کہ (ہائے) ہم (اپنے اُوپر) ظلم کرتے رہے (۵)۔تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم اُن سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے (۶)۔پھر اپنے علم سے اُن کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے (۷)۔اور اُس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے۔تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہونگے وہ تو نجات پانے والے ہیں (۸)۔اور جن لوگوں کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے (۹)۔اور ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا اور اس میں تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کیے (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو (۱۰)۔اور ہم ہی نے تم کو (ابتدا میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس۔کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا ۱۱۔(خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا اُس نے کہا میں اس سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے (۱۲)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱) تا (۱۲)

یہ مکمل سورت مکی ہے، اس میں دوسو آیات اور تین ہزار چھ سو پچیس کلمات اور چودہ ہزار تین سو دس حروف ہیں۔

(۱) المص۔ اس کے معنی مراد اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں، یا یہ کہ یہ قسم ہے کہ جس کے ساتھ قسم کھائی گئی ہے۔

(۲) یہ قرآن حکیم بذریعہ جبریلؑ امین مکہ والوں کو ڈرانے کے لیے آپ ﷺ پر اتارا گیا ہے تا کہ وہ ایمان لائیں، سو آپؐ کے دل میں کسی کے نہ ماننے پر قرآن کے اللہ کی طرف سے ہونے میں شک اور دل میں تنگی نہ ہونی چاہیے، قرآن کریم نے حلال وحرام تمام چیزوں کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودانِ باطل مثلاً بتوں وغیرہ کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ تم لوگ نہ کسی کم چیز سے نصیحت حاصل کرتے ہو اور نہ زیادہ سے۔

(۴۔۵۔۶۔۷) اور بہت سے بستیوں والوں کو ہم نے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا ہے، ہمارا عذاب رات کو یا دن کو یا دوپہر کے وقت جب کہ وہ آرام میں تھے پہنچا تو جس وقت ان کی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب نازل ہوا تو ماسوا اپنے مشرک ہونے کے اقرار کے اور کچھ ان کی زبان سے نہیں جاری ہوا تو ان قوموں سے پیغمبروں کی اطاعت اور پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کے بارے میں ہم ضرور پوچھیں گے۔ ہم ان کے سامنے پیغمبروں کی تبلیغ اور ان کی قوموں کی اطاعت کو بیان کر دیں گے۔

(۸۔۹) اور قیامت کے دن پورے انصاف کے ساتھ اعمال کا وزن ہوگا سو جن کی نیکیاں ترازو میں وزنی ہوں گی وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ ہوں گے اور جن کی نیکیاں ہلکی ہوں گی تو یہ وہی لوگ ہوں گے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کر کے سزا کے مستحق ہو گئے۔

(۱۰) ہم نے تمہیں زمین کی بادشاہت دی اور تمہارے کھانے پینے اور پہننے کے لیے اسباب مہیا کیے، پھر نہ تم معمولی چیز پر شکر کرتے ہو اور نہ زیادہ پر، یا یہ کہ اتنے انعامات کے باوجود تم لوگ بہت ہی کم شکر کرنے والے ہو اور ہم نے تمہیں حضرت آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔

(۱۱) اور ہم نے حضرت آدمؑ کا پتلا مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان بنایا، پھر ہم نے سب فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا مگر شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے تمہیں منع کیا وہ کہنے لگا کہ مجھے آپ نے آگ سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور آگ کو مٹی پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ۝ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۝

فرمایا تو (بہشت سے) اُتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے۔ پس نکل جا تو ذلیل ہے (۱۳)۔ اُس نے کہا مجھے اُس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ (قبروں سے) اُٹھائے جائیں گے (۱۴) فرمایا (اچھا) تجھ کو مہلت دی جاتی ہے (۱۵)۔ (پھر) شیطان نے کہا کہ مجھے تو تو نے ملعون کیا ہی ہے۔ میں بھی تیرے سیدھے رستے پر اُن (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا (۱۶)۔ پھر اُن کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور اُن کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا (۱۷)۔ (خدا نے) فرمایا نکل جا یہاں سے پاجی مردود۔ جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں (اُن کو اور تجھ کو جہنم میں ڈال کر) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا (۱۸)۔ اور (ہم نے) آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے (۱۹)۔ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ اُن کی ستر کی چیزیں جو اُن سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو (۲۰)۔ اور اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۱)۔ غرض (مردود نے) دھوکا دے کر اُن کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب اُنہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو اُن کے ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے (توڑ توڑ کر) اپنے اُوپر چپکانے لگے (اور ستر چھپانے لگے) تب اُن کے پروردگار نے اُن کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (۲۲)۔ دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے (۲۳)۔ (خدا نے) فرمایا (تم سب بہشت سے) اُتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانا اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے (۲۴)۔ (یعنی) فرمایا کہ اُسی میں تمہارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اُسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے (۲۵)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱۳) تا (۲۵)

(۱۳۔۱۴۔۱۵) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، آسمان سے اتر جا اور یہ کہ فرشتوں کی شکل وصورت سے خارج ہو جا، اب تجھے فرشتوں کا لباس پہن کر انسانوں پر تکبر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں، تو فرشتوں کے لباس سے نکل جا اور

یہاں سے دور ہو جا، تو اپنے تکبر کی وجہ سے ذلیلوں میں شمار ہو گیا، شیطان کہنے لگا کہ قیامت تک مجھے موت سے مہلت دیجیے، ارشاد ہوا کہ صور پھونکے جانے تک تجھ کو موت سے مہلت دی گئی۔

(۱۶-۱۷) شیطان نے کہا جیسا کہ آپ نے میری ہدایت کو گمراہی سے بدل دیا، میں بھی اولاد آدم کو سیدھی راہ پر نہیں چلنے دوں گا۔

اور ان کو قیامت کے متعلق گمراہ کروں گا کہ جنت دوزخ بعث بعد الموت، حساب و کتاب کچھ نہیں اور دنیا کبھی فنا نہیں ہوگی اور مال کے جمع کرنے اور بخل و فساد کرنا سکھاؤں گا اور جو ہدایت پر قائم ہوگا اس پر راہ حق کو مشتبہ کروں گا تاکہ وہ اس سے بے راہ ہو جائے۔

اور جو گمراہی پر ہوگا اس کے لیے گمراہی کو اور سجا کے اور آراستہ کر کے پیش کروں گا تاکہ وہ اس پر قائم رہے اور لذتوں و شہوتوں میں ان کو گرفتار کروں گا اور آپ اکثر کو ایمان کی حالت میں نہیں پائیں گے۔

(۱۸) ارشاد ہوا فرشتوں کے لباس سے ذلیل اور ہر ایک نیکی سے دور ہو کر نکل جا اور جنوں اور انسانوں میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا میں ان سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔

(۱۹) اور فرمایا آدم علیہ السلام وحوا علیہما السلام جنت میں رہو، باقی اس درخت علم سے کچھ نہ کھانا، کبھی تم دونوں نامناسب کام کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔

(۲۰-۲۱) شیطان نے اس درخت سے کھانے کا وسوسہ ڈالا تاکہ ان کے بدن کے اس حصہ کو ان کے سامنے ظاہر کر دے جو نور کے لباس نے پوشیدہ کر رکھا تھا۔

اور شیطان نے ان سے کہا اے آدم وحوا اس درخت کے کھانے سے محض اس لیے روکا گیا ہے کہ کہیں تم جنت میں خیر و شر سے واقف نہ ہو جاؤ اور قسم کھائی کہ یہ درخت ہمیشہ زندہ رہنے کا درخت ہے اور مکر و فریب سے اس درخت کے پھل کھانے پر ان کو راضی کر لیا حتی کہ انھوں نے اس کو کھا لیا۔

(۲۲) جب ان دونوں نے اس درخت کا پھل کھایا فوراً ان کے پردہ کا بدن ایک دوسرے کے سامنے ہو گیا اور دونوں شرم و حیاء سے انجیر کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانے لگے، اس وقت آدم وحوا سے پروردگار نے کہا کیا میں نے اس درخت سے کھانے سے تمہیں نہیں منع کیا تھا اور کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے۔

(۲۳) وہ عرض کرنے لگے ہم نے غلطی سے اپنا نقصان کیا، اگر آپ ہم سے درگزر نہ فرمائیں گے تو اس جرم کی وجہ سے ہمارا بڑا نقصان ہوگا۔

(۲۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ سب جنت سے اتر جاؤ، تمہارے لیے رہنے اور معیشت کے لیے، موت تک زمین میں جگہ تجویز کی گئی ہے۔

(۲۵) تمہیں زمین میں زندگی بسر کرنا ہے اور وہیں مرنا۔ اور قیامت کے دن اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا
يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ
مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ٢٦ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ
كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٢٧ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا
عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٢٨ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ
وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ
لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ٢٩ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا
حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ
اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ٣٠
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا
تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ٣١ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ ع
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ٣٢ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٣٣ وَلِكُلِّ
اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٣٤

اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اُتاری کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کو) زینت (دے) اور (جو) پرہیزگاری کا لباس (ہے) وہ سب سے اچھا ہے یہ خدا کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں (۲۶)۔ اے بنی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) بہشت میں سے نکلوا دیا اور اُن سے اُن کے کپڑے اُتروا دیے تاکہ اُن کے ستر اُن کو کھول کر دکھا دے۔ وہ اور اُس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو اُن ہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے (۲۷)۔ اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ کہہ دو کہ خدا بے حیائی کے کام کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا۔ بھلا تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (۲۸)۔ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر نماز کے وقت سیدھا (قبلے کی طرف) رُخ کیا کرو اور خاص اُسی کی عبادت کرو اور اُسی کو پکارو۔ اُس نے جس طرح تم کو ابتدا میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم پھر پیدا ہو گے (۲۹)۔ ایک فریق کو تو اُس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی۔ اُن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ ہدایت یاب ہیں (۳۰)۔ اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اُڑاؤ کہ خدا بے جا اُڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۳۱)۔ پوچھو تو کہ جو زینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اُن کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص اُنہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں سمجھنے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے (۳۲)۔ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں (۳۳)۔ اور ہر ایک فرقے کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی (۳۴)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (٢٦) تا (٣٤)

(۲۶) روئی، اون اور بالوں وغیرہ کے کپڑے تمہارے لیے پیدا کیے اور تمہیں دیے تاکہ تم اس سے اپنے پردہ دار جسم کو چھپاؤ اور مال اور گھریلو سامان بھی دیا، باقی توحید و عفت کا لباس روئی کے لباس سے بہت زیادہ بہتر ہے اور یہ

کپڑے اللہ کے عجائبات میں سے ہیں تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(۲۷) تمہیں شیطان ہرگز میری اطاعت سے کسی خرابی میں نہ مبتلا کر دے جیسا کہ اس نے آدم و حوا کو مبتلا کیا، اس نے ان سے نور کا لباس اتروا دیا تا کہ ایک دوسرے کے سامنے پردہ دار بدن ظاہر ہو جائے۔

اور شیطان اور اس کے لشکر کو تم نہیں دیکھ سکتے کیوں کہ تمہارے سینے ان کا مرکز ہیں، ہم شیطانوں کو ان لوگوں کا رفیق بنا دیتے ہیں جو حضور ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔

(۲۸) اور جب وہ لوگ اپنے اوپر بحیرہ، سائبہ، حام وصیلہ کو حرام کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں ان چیزوں کا حکم دیا ہے، اے نبی کریم! آپ فرما دیجیے کہ معاصی اور کھیتیوں اور جانوروں کو حرام کر لینے کا اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا۔

(۲۹) اس نے تو توحید اور ہر ایک نماز کے وقت اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ توحید کے ساتھ اس عبادت کو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے رکھا کرو۔

میثاق کے دن جس طریقہ پر تمہیں نیک و بد، عارف و منکر، مصدق و مکذب پیدا کیا ہے، اسی طرح لوٹ جاؤ گے۔

(۳۰) اصحاب یمین کو اللہ تعالیٰ نے معرفت و سعادت کے ساتھ اعزاز بخشا اور اصحاب شمال کو بدبختی کی بنا پر ذلیل و خوار کیا، اللہ تعالیٰ اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ ان لوگوں نے شیاطین کو اپنا دوست بنا لیا اور یہ گمراہی والے اپنے کو اللہ تعالیٰ کے دین پر سمجھتے ہیں۔

(۳۱) ہر نماز کے وقت اور طواف کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ گوشت، چربی کھاؤ، دودھ پیو اور پاکیزہ رزق کو اپنے اوپر مت حرام کرو۔ حلال اشیاء کو حرام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

شان نزول: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ (الخ)

امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں عورت بیت اللہ کا ننگے طواف کیا کرتی تھی اور اس کی شرمگاہ پر ایک کپڑا ہوتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ آج کے دن خواہ سارا جسم کھل جائے یا بعض اس کا حصہ اور جو اس سے کھل جائے اس کو میں حلال نہیں سمجھتی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۲) کفار مکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں اپنے اوپر گوشت اور چربی کو حرام کر لیتے تھے اور حرم شریف میں مرد اور عورتیں رات کے وقت ننگے داخل ہوتے تھے اور بیت اللہ شریف کا ننگے طواف کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو منع کر دیا کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں کو کس لیے حرام کیا ہے۔

اور آپ یہ بھی فرما دیجیے کہ یہ پاکیزہ چیزیں دنیاوی زندگی میں خالص اہل ایمان کے لیے ہیں، اس طرح ہم ایسے لوگوں کے لیے جو منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، بذریعہ قرآن کریم حلال و حرام کو بیان کرتے ہیں۔

(۳۳) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے زنا اور اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور اثم یعنی شراب جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ میں نے شراب اتنی پی کہ میری عقل جاتی رہی، اسی طرح شراب عقل کو ختم کر دیتی ہے، میں نے شراب اعلانیہ فنجانوں

میں بھی اور اے مخاطب تو ہمارے میں جنگ عزت کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

نیز ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور بغیر سند اور دلیل کے شرک کرنے کو اور خود کھیتیوں جانوروں پاکیزہ چیزوں اور لباسوں کو اپنے اوپر حرام کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔

(۳۴) ہر ایک اہل دین کی ہلاکت و تباہی کا ایک وقت معین ہے ان کی ہلاکت و تباہی وقت آنے پر نہ آنکھ جھپکنے کے بقدر ان کو چھوڑا جائے گا اور نہ وقت آنے سے پہلے بقدر آنکھ جھپکنے کے ان کو ہلاک کیا جائے گا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ
اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ
يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا
يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ
عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾
وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ وَلَا
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰي يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ
غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ
وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾
وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ

اے بنی آدم! (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سُنایا کریں (تو اُن پر ایمان لایا کرو) جو شخص (اُن پر ایمان لاکر خدا سے) ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۳۵)۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن سے سرتابی کی وہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۳۶)۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اُن کو اُن کے نصیب کا لکھا ملتا ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ جب اُن کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جان نکالنے آئیں گے۔ تو کہیں گے کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ (اب) کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے (معلوم نہیں) کہ وہ ہم سے (کہاں) غائب ہوگئے اور اقرار کریں گے کہ بیشک وہ کافر تھے (۳۷)۔ تو خدا فرمائے گا کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں اُن ہی کے ساتھ تم بھی داخلِ جہنم ہو جاؤ۔ جب ایک جماعت (وہاں) جا داخل ہوگی تو اپنی (مذہبی) بہن (یعنی اپنی جیسی دوسری جماعت) پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب اس میں داخل ہو جائیں گے تو پچھلی جماعت پہلی کی نسبت کہے گی کہ اے پروردگار ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تو اِن کو آتشِ جہنم کا دُگنا عذاب دے خدا فرمائے گا کہ (تم) سب کو دُگنا (عذاب دیا جائے گا) مگر تم نہیں جانتے (۳۸)۔ اور پہلی جماعت پچھلی سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہ ہوئی۔ تو جو (عمل) تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کے مزے چکھو (۳۹)۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن سے سرتابی کی اُن کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہونگے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے اور گناہ گاروں کو ہم ایسی ہی سزا

مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

دیا کرتے ہیں (۴۰)۔ایسے لوگوں کے لیے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا)۔اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۴۱)۔اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے (اور) ہم (عملوں) کے لیے کسی شخص کو اُسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ایسے ہی لوگ اہل بہشت ہیں (کہ) اس میں ہمیشہ رہیں گے (۴۲)۔اور جو کینے اُن کے سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے اُن کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔اور کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا رستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔بے شک ہمارے پروردگار کے رسُول حق بات لے کر آئے تھے۔اور (اُس روز) منادی کردی جائے گی کہ تم اُن عمال کے صلے میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے وارث بنا دیے گئے (۴۳)۔اور اہلِ بہشت دوزخیوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہم نے تو اُسے سچا پالیا۔بھلا جو وعدہ تمہارے پروردگار نے تم سے کیا تھا تم نے بھی اُسے سچا پایا؟ وہ کہیں گے ہاں۔تو (اس وقت) ان میں ایک پکارنے والا پکار دے گا کہ بے انصافوں پر خدا کی لعنت (۴۴)۔جو خدا کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے اور آخرت سے انکار کرتے تھے۔ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام کی) ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو اُن کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہلِ بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو یہ لوگ (ابھی) بہشت میں تو داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر اُمید رکھتے ہوں گے (۴۶)۔اور جب اُن کی نگاہیں پلٹ کر اہلِ دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیو (۴۷)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۳۵) تا (٤٧)

(۳۵) جس وقت تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر آئیں جو اچھے کام کرنے اور بُرے کاموں سے منع کرنا تم سے بیان کریں، تو جو اس وقت کتاب الٰہی اور رسول پر ایمان لائے اور اطاعت ربّانی کرے تو اسے عذاب کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔

(۳۶) اور جو ہماری کتاب اور رسولوں پر ایمان لانے سے تکبر کریں یہی لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں کبھی موت آئے گی اور نہ اس سے کبھی نجات ملے گی۔

(۳۷) اس شخص سے بڑھ کر سرکش اور ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہے اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے۔

تو کتاب اللہ میں سیاہ چہرے والوں اور نیلی آنکھوں سے جو ان کو ڈرایا گیا ہے، وہ ان کے سامنے آجائے گا، لہٰذا اے محمد ﷺ آپ ان سے دور رہیے یہاں تک کہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) اور ان کے مددگار ان کی ارواح قبض کرلیں، وہ ان کی ارواح کے قبض کے وقت کہیں گے کہ تمہارے معبودان باطل کہاں ہیں تمہاری حفاظت کیوں نہیں کرتے۔

کافر کہیں گے ان کو خود اپنی فکر دامن گیر ہے، چنانچہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اور رسول کا جو انکار کرتے تھے اس کا اقرار و اعتراف کرلیں گے۔

(۳۸) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جو فرقے جنات اور انسانوں میں سے گزر گئے تم بھی ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ جو جماعت دوزخ میں داخل ہوگی، اپنی جیسی جماعت پر جو اس سے پہلے داخل ہو چکی ہے، لعنت بھیجے گی۔

جس وقت سب جماعتیں دوزخ میں جائیں گی تو پچھلی جماعت پہلی جماعت والوں کی نسبت کہے گی، ان سرداروں نے ہمیں آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کیا، ان کو ہم سے دوہرا عذاب دیجیے، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا ہر ایک فرقے کو دوہرا عذاب ہے مگر تم اپنے عذاب کی شدت کا سبب نہیں سمجھتے۔

(۳۹) اور پہلی جماعت بعد میں آنے والوں سے کہے گی، ہم کو دوہرا عذاب کیوں ہو، تم نے بھی ہماری طرح کفر کیا اور تم نے بھی غیر اللہ کی عبادت کی جیسا کہ ہم نے کی، سو تم بھی اپنے اقوال و اعمال شرکیہ کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو۔

(۴۰) قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کی جھٹلانے والے لوگوں کے اعمال اور ارواح کے چڑھنے کے لیے آسمانی دروازے نہیں کھولے جائیں گے جیسا کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں نہیں داخل ہو سکتا ہے یا یہ کہ تاوقتیکہ وہ موٹی رسی جس سے کشتی کو باندھا جاتا ہے، سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے یہ چیز ناممکن ہے تو ان کا جنت میں داخلہ بھی ناممکن ہے۔

(۴۱) ان مشرکین کے لیے آگ کا بستر اور اوڑھنا ہوگا ان مشرکوں کی یہی سزا ہے۔

(۴۲) یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کی اور ہم اعمال کا مکلف اس کی طاقت سے زیادہ نہیں بناتے یہ مومن جنت والے ہیں، یہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۴۳) دنیا میں جو کچھ ان کے دلوں میں بغض، حسد اور دشمنی تھی، سب کو ہم نکال دیں گے، آخرت میں ان کے محلات اور تختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، پانی، شراب کی نہریں جاری ہوں گی۔

جب یہ حضرات اپنے مقامات اور حیات جاودانی کے چشمے پر پہنچیں گے تو کہیں گے اللہ کا بہت احسان ہے جس نے اس مقام اور چشمہ پر پہنچایا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ جب یہ حضرات ایمان کی بدولت اس اعزاز و اکرام کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا بہت شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس دین اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور دین اسلام پر ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہدایت نہ فرماتے۔

واقعی پیغمبر سچائی اور ثواب کرامت کی خوشخبری لے کر آئے، ان سے کہا جائے گا تمہارے دنیاوی اعمال صالحہ کی وجہ سے چیزیں تمہیں دی گئی ہیں۔

(۴۴۔۴۵) یعنی ہم نے تو ثواب اور کرامت واضح طور پر دیکھ لیا، اے اہل جہنم! کیا تم نے بھی عذاب اور ذلت کو صحیح پایا۔

پھر اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ان کافروں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور لعنت نازل ہو، جو لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکا کرتے تھے اور دین میں کجی کی باتیں پیدا کرتے تھے اور مرنے کے بعد جینے کے بھی منکر تھے۔

(۴۶) اور جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور اس آڑ اور دیوار (اعراف) پر بہت لوگ ہوں گے جن کی حسنات اور سیئات میزان میں برابر ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے عالم فقہا ہوں گے جو رزق کے معاملے میں

شک کرتے تھے۔

یہ لوگ دونوں جماعتوں کو یعنی اہل جنت میں اور اہل دوزخ کو ان کے قیافہ سے پہچان لیں گے کیوں کہ دوزخیوں کی صورتیں سیاہ اور ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور جنت میں داخل ہونے والوں کے چہرے سفید، چمک دار، اور نورانی ہوں گے۔

اور اصحاب اعراف اہل جنت کو کہیں گے السلام علیکم! مگر یہ ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے۔

(۴۷) اور جب اصحاب اعراف کی دوزخیوں پر نظر پڑے گی تو کہیں گے پروردگار ہمیں ان مشرکوں کے ساتھ عذاب میں نہ شامل کیجیے۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا
يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَكْبِرُوْنَ ۞ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞ وَنَادٰۤى
اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ
اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ
نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۞
وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ
تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ
رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ
غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۞

اور اہل اعراف (کافر) لوگوں کو جنہیں اُن کی صورتوں سے شناخت کرتے ہوں گے پکاریں گے اور کہیں گے (کہ آج) نہ تو تمہاری جماعت ہی تمہارے کچھ کام آئی اور نہ تمہارا تکبر (ہی سودمند ہوا) (۴۸)۔ (پھر مومنوں کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے) کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ (خدا) اپنی رحمت سے ان کی دستگیری نہیں کرے گا (تو مومنو) تم بہشت میں داخل ہو جاؤ تمہیں کچھ خوف نہیں اور نہ تم کو کچھ رنج واندوہ ہوگا (۴۹)۔ اور دوزخی بہشتیوں سے (گڑگڑا کر) کہیں گے کہ کسی قدر ہم پر پانی بہاؤ یا جو رزق خدا نے تمہیں عنایت فرمایا ہے ان میں سے (کچھ ہمیں بھی دو) وہ جواب دینگے کہ خدا نے بہشت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کر دیا ہے (۵۰)۔ جنہوں نے اپنے دین کو تماشہ اور کھیل بنا رکھا تھا اور دُنیا کی زندگی نے اُنھیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ تو جس طرح یہ لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے اسی طرح آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے (۵۱)۔ اور ہم نے اُن کے پاس کتاب پہنچا دی ہے جس کو علم اور دانش کے ساتھ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے (اور) وہ مومن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے (۵۲)۔ کیا یہ لوگ وعدۂ عذاب کے منتظر ہیں۔ جس دن وہ وعدہ آ جائے گا۔ تو جو لوگ اسکو پہلے سے بھولے ہوئے ہونگے وہ بول اُٹھیں گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے رسُول حق لے کر آئے تھے۔ بھلا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں کہ ہماری سفارش کریں یا ہم (دُنیا میں) پھر لوٹا دیے جائیں کہ جو عمل (بد) ہم (پہلے) کرتے تھے (وہ نہ کریں بلکہ) اُن کے سوا اور (نیک) عمل کریں۔ بے شک ان لوگوں نے اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افترا کیا کرتے تھے اُن سے سب جاتا رہا (۵۳)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (٤٨) تا (٥٤)

(۴۸) اور یہ اصحاب اعراف بہت سے کافروں کو ان کی سیاہ اور بدنما صورتوں اور نیلی آنکھوں کی وجہ سے دوزخ میں داخلہ کے وقت پہچان کر کہیں گے مثلاً اے ولید بن مغیرہ، اے ابوجہل، اے امیہ بن خلف، اے ابی بن خلف، اے اسود بن عبدالمطلب، اے رؤساء کفار! تمہارا مال و دولت اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرنا آج تمہارے کچھ کام نہ آسکا۔

(۴۹) پھر ان اصحاب اعراف کی جنت والوں پر نظر پڑے گی وہاں حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ اور تمام ضعیف اور مساکین نظر آئیں گے، تو کہیں گے اے گروہ کفار! جنت میں وہی کمزور لوگ ہیں جن کے بارے میں تم دنیا میں قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں نہیں بھیجے گا۔

(۵۰۔۵۱) پھر اللہ تعالیٰ اصحاب اعراف سے فرمائے گا، جنت میں داخل ہو جاؤ آج عذاب کا تم پر کوئی خوف نہیں اور دوزخی جنتیوں سے کہیں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈالو اور کچھ جنت کے میوے دے دو، اہل جنت کہیں گے کہ جنت کے میوے ایسے لوگوں پر، جنھوں نے دین کو مذاق بنالیا تھا حرام کر دیے گئے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیئے ہیں) اور جو دنیاوی فراخیوں میں مست تھے، قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کو دوزخ میں اسی طرح چھوڑتے ہیں، جیسا کہ انھوں نے اس دن کے اقرار کو چھوڑ دیا تھا اور وہ ہمارے رسولوں کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

(۵۲) اور ہم نے ان لوگوں کی طرف رسول اکرم ﷺ کو ایسا قرآن حکیم دے کر بھیجا ہے، جسے ہم نے اپنے علم کامل سے بہت ہی واضح کیا ہے۔ وہ گمراہی سے ذریعہ ہدایت اور عذاب سے ذریعہ رحمت ہے۔ ایسے حضرات کے لیے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوں۔

(۵۳) اہل مکہ کو کسی اور بات کا انتظار نہیں کہ وہ جو ایمان نہیں لاتے مگر اس چیز کے انجام کا انتظار ہے جس کا ان سے قرآن حکیم میں وعدہ کیا گیا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ جب اس وعدہ کا انجام ان کے سامنے آئے گا تو وہ لوگ جو اس دن کے اقرار کو پہلے ہی سے دنیا میں بھولے بیٹھے تھے۔ کہیں گے بے شک رسول (بعث بعد الموت) جنت اور دوزخ کے بیان لے کر آئے، مگر ہم نے ان کو جھٹلایا تو اب عذاب سے نجات دلانے والا کوئی ہے یا دنیا ہی میں ہم کو لوٹا دیا جائے تو ہم شرک کو چھوڑ کر ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں، ان لوگوں نے خود جنت کے ضائع کرنے اور دوزخ کو اپنے اوپر لازم کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے ان کے جھوٹے معبودوں نے ان کو اس چیز سے منع کر دیا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھیرا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اسکے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اُسی نے سُورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اُسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اُسی کی ہے اور حکم بھی (اُسی کا ہے) یہ خدائے رب العالمین بڑی برکت والا ہے (۵۴)۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دُعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۵)۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور خدا سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دُعائیں مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے (۵۶)۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری (بنا کر) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اُٹھا لاتی ہیں تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مُردوں کو (زمین سے) زندہ کر کے باہر نکالیں گے۔ (یہ آیات اس لئے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو (۵۷)۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۵۴) تا (۵۷)

(۵۴) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا جس کے ایک دن کی درازی ایک ہزار سال کے برابر تھی، پھر تخت شاہی پر قائم ہوا۔ رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپا دیتا ہے، بایں طور کہ رات تیزی سے جاتی ہے اور دن تیزی سے آجاتا ہے، اسی طرح دن تیزی سے جاتا ہے اور رات آجاتی ہے اور سورج وغیرہ کو پیدا کیا کہ سب اپنی رفتار میں اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

اللہ ہی نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور وہی قیامت کے دن تمام مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا آقا اور ان کی نگرانی کرنے والا برکتوں اور بلندیوں والا ہے۔

(۵۵) ظاہری اور پوشیدہ طور پر یا یہ کہ ڈر اور عاجزی ظاہر کر کے دعا کیا کرو وہ دعا میں ایسی باتوں کو پسند کرتا ہے جو ان کے لیے نیکوکاروں کے خلاف جائز نہیں۔

(۵۶) اللہ کی نافرمانداری اور دین الٰہی کی دعوت کے بعد گناہ اور غیر اللہ کی عبادت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو اور جنت کے امیدوار رہو، اس کی عبادت کرو، اللہ تعالیٰ جنت میں ایسے مومنوں سے جو قول و عمل کے اعتبار سے محسن ہوں قریب ہے۔

(۵۷) وہ بارش سے قبل ہوا کو خوشی کا باعث بنا کر بھیجتا ہے جب وہ ہوائیں ایسے بادلوں کو جو پانی سے وزنی ہوں،

اٹھا لیتی ہیں، پھر ہم ایسی جگہ پر جہاں سبزہ نہیں ہوتا، اسے برسا دیتے ہیں اور اس بارش کے ذریعے اس جگہ مختلف قسموں کے پھل اگاتے ہیں، (۵۸) جیسا کہ ہم چٹیل زمین میں سبزیاں اگاتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو قبروں سے نکال کھڑا کریں گے تا کہ تم لوگ نصیحت حاصل کرو۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ
لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ ع
لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا
لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾
قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾ قَالَ
يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾
أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ
مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٦٣﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ
وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ ع
يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾
قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي
سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ
لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾
أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿٦٨﴾ أَوَعَجِبْتُمْ
أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ
وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾

جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس ہی) نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار لوگوں کے لئے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں (۵۸)۔ ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تو اُنہوں نے (اُن سے) کہا اے میری برادری کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے (۵۹)۔ تو جو اُن کی قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں (۶۰)۔ اُنہوں نے کہا کہ اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں پروردگارِ عالم کا پیغمبر ہوں (۶۱)۔ تمہیں اپنے پروردگارِ عالم کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو (۶۲)۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ وہ تم کو ڈرائے اور تا کہ تم پرہیز گار بنو اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے (۶۳)۔ مگر اُن لوگوں نے اُن کی تکذیب کی۔ تو ہم نے نوح کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اُن کو تو بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اندھے لوگ تھے (۶۴)۔ اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا۔ اُنہوں نے کہا بھائیو خدا ہی کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۶۵)۔ تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۶۶)۔ اُنہوں نے کہا کہ بھائیو! مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں (۶۷)۔ میں تمہیں خدا کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں (۶۸)۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد تو کرو جب اس نے تم کو قوم نوح کے بعد سردار بنایا اور تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ نجات حاصل کرو (۶۹)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (۵۸) تا (۶۹)

(۵۸) جو زمین بنجر نہیں ہوتی زرخیز ہوتی ہے اس میں اللہ کے حکم سے بغیر کسی مشکل کے خوب پیداوار ہوتی ہے اسی طرح خالص مومن احکام الٰہی خوش دلی کے ساتھ بجالاتا ہے اور جو جگہ خراب اور بنجر ہوتی ہے، وہاں پیداوار بہت مشکل سے اور کم ہوتی ہے اسی طرح منافق زبردستی اللہ تعالیٰ کے احکام کی کچھ بجا آوری کرتا ہے، ہم قرآن کریم میں مومنوں کے لیے منکروں اور ماننے والوں کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔

(۵۹۔۶۰۔۶۱۔۶۲) حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو، اس کے سوا جن کو تم لوگ پکارتے ہو وہ کچھ نہیں۔ میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر بڑے دن کے عذاب کا خدشہ ہے۔ سردار کہنے لگے نوح علیہ السلام تم تو ایک صریح غلطی میں مبتلا ہو، حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں اوامر و نواہی کی تبلیغ کرتا اور اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور ایمان اور توبہ کی طرف بلاتا ہوں اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

(۶۳) بلکہ تمہیں اس سے تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے جیسے انسان پر نبوت آگئی ہے کہ وہ تمہیں ڈرائے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور غیر اللہ سے بچو، تاکہ اس کی وجہ سے تم پر رحم کیا جائے اور عذاب سے نجات ملے۔

(۶۴) انھوں نے (یعنی کافروں نے) حضرت نوح علیہ السلام کی تکفیر کی ہم نے سب کشتی والوں کو غرق اور عذاب سے نجات دی اور جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کی تکذیب کی، ان کو غرق کردیا یعنی پانی میں ڈبو دیا، بے شک وہ ہدایت سے بے بہرہ اور کافر تھے۔

(۶۵) اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی کو نبی بنا کر بھیجا تاکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور جن ماسوا اللہ چیزوں کو پکارتے ہو ان کی عبادت سے ڈرو اور باز آؤ۔

(۶۶) قوم کے سردار کہنے لگے ہود علیہ السلام ہم تمہیں کم عقل اور تمہیں اپنی باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۶۷۔۶۸) ہود علیہ السلام نے فرمایا میں کم عقل نہیں ہوں، بلکہ تمہیں اوامر و نواہی کی تبلیغ کرتا ہوں اور عذاب الٰہی سے ڈراتا اور توبہ اور ایمان کی دعوت دیتا ہوں، میں احکام الٰہی کے پہنچانے میں امین ہوں یا یہ کہ اس سے قبل تو میں تم لوگوں میں امین تھا، اب پھر آج تم مجھے تہمت کیوں لگاتے ہو۔

(۶۹) کیا تم ہی کو اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے جیسا ہی ایک آدمی تمہارے پاس نبوت لے کر آیا ہے تاکہ تمھیں اللہ کے عذاب سے ڈرائے، اس وقت کو یاد کرو جب تمہیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد آباد کیا اور جسامت میں ایک خاص فضیلت بھی دی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرکے اس پر ایمان لاؤ تاکہ تمہیں عذاب الٰہی سے نجات ملے۔

قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ ٱللَّهَ وَحْدَهُۥ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
ءَابَآؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ
أَتُجَٰدِلُونَنِى فِىٓ أَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم مَّا
نَزَّلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ ۚ فَٱنتَظِرُوٓا إِنِّى مَعَكُم مِّنَ
ٱلْمُنتَظِرِينَ فَأَنجَيْنَٰهُ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَقَطَعْنَا دَابِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا بِـَٔايَٰتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ
وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا ٱللَّهَ مَا
لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ
هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمْ ءَايَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِىٓ أَرْضِ
ٱللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
وَٱذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ
فِى ٱلْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ
ٱلْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَٱذْكُرُوٓا ءَالَآءَ ٱللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى ٱلْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ قَالَ ٱلْمَلَأُ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِۦ
لِلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا لِمَنْ ءَامَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ
صَٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ قَالُوٓا إِنَّا بِمَآ أُرْسِلَ بِهِۦ مُؤْمِنُونَ
قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا بِٱلَّذِىٓ ءَامَنتُم بِهِۦ
كَٰفِرُونَ فَعَقَرُوا ٱلنَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ
وَقَالُوا يَٰصَٰلِحُ ٱئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ

وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے خدا ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اُن کو چھوڑ دیں؟ تو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے لے آؤ (۷۰)۔ ہُود نے کہا کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب (کا نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنی طرف سے) رکھ لئے ہیں۔ جن کی خدا نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ تو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۷۱)۔ پھر ہم نے ہود کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ تھے اُن کو نجات بخشی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں (۷۲)۔ اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ (تو) صالح نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے (یعنی) یہی خدا کی اُونٹنی تمہارے لئے معجزہ ہے۔ تو اسے (آزاد) چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اُسے بُری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ عذابِ الیم میں تمہیں پکڑ لے گا (۷۳)۔ اور یاد تو کرو جب اُس نے تم کو قوم عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا۔ کہ نرم زمین سے (مٹی لے لے کر) محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو (۷۴)۔ تو اُن کی قوم میں سردار لوگ جو غرور رکھتے تھے غریب لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے کہنے لگے بھلا تم یقین کرتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں جو چیز وہ دے کر بھیجے گئے ہیں ہم اُس پر بلاشبہ ایمان رکھتے ہیں (۷۵)۔ تو (سردارانِ) مغرور کہنے لگے کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اُس کو نہیں مانتے (۷۶)۔ آخر اُنہوں نے اونٹنی (کی کونچوں) کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ صالح! جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے تھے اگر تم (خدا کے) پیغمبر ہو تو اُسے ہم پر لے آؤ (۷۷)۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۷۰) تا (۷۷)

(۷۰۔۷۱) وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے ان معبودوں کو چھوڑ دیں، انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور عذاب تم پر نازل ہونے والا ہے کیا تم مجھ سے ان معبودوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کی پرستش پر اللہ کی جانب سے کوئی حجت اور دلیل نازل نہیں ہوئی، بس اب تو تم ہلاک ہونے کا انتظار کرو۔

(۷۲) چنانچہ ہم نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بچالیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ہلاک کر دیا اور جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ سب کے سب منکر اور انکار کرنے والے تھے۔

(۷۳) اور قوم ثمود کی طرف ہم نے انھی میں سے نبی بھیجا اور کہا گیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام ان کے نسبی بھائی تھے، دینی بھائی نہیں تھے، انھوں نے فرمایا توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ اور جس اللہ پر میں تمہیں ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارے پروردگار کی طرف سے میرے رسول ہونے پر یہ اونٹنی ایک واضح دلیل بھی موجود ہے، اس اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ چرتی رہے اور اس کے پیر مت کاٹنا، کیوں کہ ایسا کرنے کے بعد تمہیں عذاب الٰہی آگھیرے گا۔

(۷۴) اور وہ وقت بھی یاد کرو جب قوم عاد کے ہلاک کرنے کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں آباد کیا اور یہ لوگ گرمیوں کے لیے نرم زمین میں اور سردیوں کے لیے پہاڑوں پر مکانات بناتے تھے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کر کے اس پر ایمان لاؤ اور زمین میں غیر اللہ کی پرستش اور دیگر گناہ کے کاموں کو مت کرو۔

(۷۵) ان رئیسوں نے جو کہ منکر تھے غریب لوگوں سے کہا، کیا تم صالح علیہ السلام کی رسالت کے قائل ہو، انھوں نے کہا ہم تو بے شک ان کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

(۷۶۔۷۷) وہ منکر اور کافر بولے ہم تو اس کی رسالت کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ انھوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے اس حکم کی بجا آوری سے جس کا حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو حکم دیا تھا انکار کر دیا اور بطور استہزاء اور مذاق کے بولے اچھا عذاب لے آؤ۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ ع
وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۷﴾

تو اُن کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۷۸)۔ پھر صالح اُن سے (نا اُمید ہو کر) پھرے اور کہا کہ میری قوم! میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی مگر تم (ایسے ہو کہ) خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے (۷۹)۔ اور (اسی طرح جب ہم نے) لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اُس وقت اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہلِ عالم میں کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا (۸۰)۔ یعنی خواہشِ نفسانی پورا کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو (۸۱)۔ تو اُن سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے کہ ان لوگوں (یعنی لوط اور اُن کے گھر والوں کو) اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں (۸۲)۔ تو ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بچا لیا مگر اُن کی بی بی (نہ بچی) کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں تھی (۸۳)۔ اور ہم نے اُن پر (پتھروں کا) مینہ برسایا سو دیکھ لو کہ گنہگاروں کا کیسا انجام ہوا (۸۴)۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا (تو) اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آ چکی ہے تو تم ماپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحبِ ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے (۸۵)۔ اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اُسے تم ڈراتے اور راہِ خدا سے روکتے اور اُس میں کجی ڈھونڈتے ہو۔ اور (اُس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو جماعتِ کثیر بنا دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (۸۶)۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت میری رسالت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی تو صبر کیے رہو یہاں تک کہ خدا ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۷)۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۷۸) تا (۸۷)

(۷۸) چنانچہ ان لوگوں کو زلزلہ کے عذاب اور فرشتہ کی چیخ نے پکڑا اور وہ اپنے شہروں میں مردہ پائے گئے کہ ان میں

کوئی حس وحرکت ہی باقی نہیں رہی۔

(۷۹)　حضرت صالح علیہ السلام ان کی ہلاکت سے پہلے ان کے درمیان سے نکلے (یا ہلاک ہونے کے بعد اور بطور حسرت کے) کہا، میں نے تمہیں احکام الٰہی کی تبلیغ کی اور عذاب الٰہی سے ڈرا کر توبہ اور ایمان کی طرف بلایا مگر تم تو خیر خواہوں کی پیروی نہیں کرتے تھے۔

(۸۰۔۸۱)　اور ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ تم لواطت کا فعل کرتے ہو، جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم نے شرک میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ حرام کو حلال کر دیا۔

(۸۲)　تو ان کی قوم کو اس کے علاوہ اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیاں، زعوراء اور یثاء کو اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ مردوں اور عورتوں کے پچھلے راستے سے بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

(۸۳)　نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں بیٹیوں (اور دوسرے مومنوں) کو نجات دی اور ان کی بیوی بھی ہلاک ہونے والے کافروں کے ساتھ ہو گئی۔

(۸۴)　اور ہم نے ان کے مسافر و مقیم سب پر آسمان سے پتھر برسا دیے۔ محمد ﷺ آپ دیکھیے تو سہی کہ آخر کار انجام مشرکوں کا ہلاکت و بربادی ہوا۔

(۸۵)　اور ہم نے مدین کی طرف ان ہی میں سے نبی بھیجا جن کی تبلیغ یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور جس اللہ پر میں تمہیں ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں میرے رسول اللہ ہونے پر ایک واضح دلیل آ چکی ہے۔ ماپ تول کو پورا کرو۔

اور ماپ تول کے ذریعے لوگوں کے حقوق میں کمی نہ کرو اور اللہ کی نافرمانی اور غیر اللہ کی پرستش اور ماپ و تول میں عبادت و اطاعت الٰہی اور ماپ تول کو پورا کرنے کے بعد کمی نہ کرو۔

جن باتوں پر تم قائم ہو توحید اور ماپ تول کو پورا کرنا اس سے بہتر ہے اگر تم میری باتوں کی تصدیق کرتے ہو

(۸۶۔۸۷)　اور ہر ایک ایسے راستے پر جہاں سے لوگوں کا گزر ہوتا ہو اس غرض سے مت بیٹھو کہ ان کو مار کر اور ڈرا کر غربا کے کپڑے چھین کر اور شعیب علیہ السلام پر جو ایمان لائے ہیں ان کو دین الٰہی اور اطاعت الٰہی سے روک کر اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور تعداد میں تم کم تھے ہم نے اس میں زیادتی کر دی اور دیکھو کہ تم سے پہلے مشرکوں کا انجام سوائے ہلاکت اور بربادی کے اور کیا ہوا ذرا ٹھہر جاؤ! تمہارے درمیان عذاب الٰہی سے فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّعُودَ فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوا وَّقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

(تو) اُن کی قوم میں جو لوگ سردار اور بڑے آدمی تھے وہ کہنے لگے کہ شعیب! (یا تو) ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں اُن کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں آ جاؤ اُنہوں نے کہا کہ خواہ ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہی ہوں (تو بھی؟) (۸۸)۔ اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہارے مذہب میں لوٹ جائیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ افترا باندھا اور ہمیں شایاں نہیں کہ ہم اس میں لوٹ جائیں ہاں خدا جو ہمارا پروردگار ہے وہ چاہے تو (ہم مجبور ہیں) ہمارے پروردگار کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے ہمارا خدا ہی پر بھروسا ہے۔ اے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۹)۔ اور اُن کی قوم میں سے سردار لوگ جو کافر تھے کہنے لگے کہ (بھائیو) اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو بے شک تم خسارے میں پڑ گئے (۹۰)۔ تو اُن کو بھونچال نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۱)۔ (یہ لوگ) جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ایسے برباد ہوئے کہ گویا وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے (غرض) جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے (۹۲)۔ تو شعیب اُن میں سے نکل آئے اور کہا کہ بھائیو میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ تو میں کافروں پر (عذاب نازل ہونے سے) رنج و غم کیوں کروں (۹۳)۔ اور ہم نے کسی شہر میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے رہنے والوں کو (جو ایمان نہ لائے) دُکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی اور زاری کریں (۹۴)۔ پھر ہم نے تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ (مال و اولاد میں) زیادہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اسی طرح کا رنج و راحت ہمارے بڑوں کو بھی پہنچتا رہا ہے تو ہم نے اُن کو ناگہاں پکڑ لیا اور وہ (اپنے حال میں) بے خبر تھے (۹۵)۔ اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے مگر انہوں نے تکذیب کی۔ سو اُن کے اعمال کی سزا میں ہم نے اُن کو پکڑ لیا (۹۶)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۸۸) تا (۹۶)

(۸۸۔۸۹) کافر اور متکبر سردار بولے ہم تمہیں اپنے شہر سے نکال دیں گے ورنہ ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا! کیا تم ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہو ہم تو اسے قابل نفرت سمجھتے ہیں باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین سے نجات دی ہے اگر ہم پھر اس دین میں آ جائیں تو ہم اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہوں گے۔

ہمارے لیے تو یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہم تمہارے مشرکانہ دین کو اختیار کرلیں، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے معرفت ایمانی کو نکال لے۔

ہمارے رب کا علم ہر ایک شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے، ہمارے پروردگار بس حق کے موافق فیصلہ کردیجیے۔

(۹۰) سرداروں نے کمزور لوگوں سے کہا کہ اگر تم شعیب کے دین کی پیروی کرو گے تو تم بڑے گھاٹے اور نقصان میں رہو گے۔

(۹۱-۹۲) نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو عذاب الٰہی نے زلزلہ اور فرشتے کی چیخ کی صورت میں آ پکڑا جس سے وہ سب اپنے شہروں اور لشکروں میں مر کر ایسے ہلاک ہوئے جیسے زمین میں ان کا نام و نشان بھی باقی نہ تھا اور عذاب سے یہی لوگ خسارہ میں پڑ گئے۔

(۹۳) ان کے ہلاک ہونے سے پہلے (یا بعد) حضرت شعیب علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر چلے گئے اور فرمانے لگے کہ میں نے احکام خداوندی تم تک پہنچائے اور عذاب خداوندی سے اور توبہ اور ایمان کی طرف بلایا مگر میں ان لوگوں پر کیوں افسردہ ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ان کا یہی انجام ہونا چاہیے تھا۔

(۹۴-۹۵) جن بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے، ہلاک کرنے سے پہلے خوف و مصیبت اور بیماریوں اور بھوک کی تکالیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ ایمان لے آئیں مگر وہ ایمان نہیں لائے، پھر ہم نے اس قحط و شدت کو بہار اور فراخی و خوشحالی کے ساتھ بدل دیا تا آنکہ ان کو احوال و اولاد میں خوب ترقی ہوئی تو وہ کہنے لگے جس طرح ہمیں خوشحالی پیش آئی اسی طرح ہمارے آباؤ اجداد کو بھی پیش آئی۔ مگر وہ اپنے دین پر جمے رہے، لہٰذا ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ نتیجتاً ان کو اچانک عذاب نے آ گھیرا اور ان کو نزول عذاب کا پتہ ہی نہ چلا۔

(۹۶) اور جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے اگر وہ آسمانی کتب اور رسولوں پر ایمان لے آتے اور کفر و شرک اور دیگر فواحش سے پرہیز کرتے اور توبہ کرتے تو ہم بارش برساتے اور سبزیاں اور پھل اگاتے مگر انھوں نے میرے رسول اور میری کتاب کی تکفیر و تکذیب کی تو ان کی تکفیر کی وجہ سے ہم نے ان کو قحط کی سختی اور عذاب میں مبتلا کر دیا۔

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۹۷﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿۹۸﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۹۹﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ ۖ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۱۰۵﴾

کیا بستیوں کے رہنے والے اس سے بے خوف ہیں کہ اُن پر ہمارا عذاب رات کو واقع ہو اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں (۹۷)۔ اور کیا اہل شہر اس بات سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آنازل ہو اور وہ کھیل رہے ہوں (۹۸)۔ کیا یہ لوگ خدا کے داؤ کا ڈر نہیں رکھتے (سُن لو کہ) خدا کے داؤ سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارا پانے والے ہیں (۹۹)۔ کیا ان لوگوں کو جو اہلِ زمین کے (مر جانے کے) بعد زمین کے مالک ہوتے ہیں یہ امر موجب ہدایت نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو اُن کے گناہوں کے سبب اُن پر مصیبت ڈال دیں اور اُن کے دلوں پر مُہر لگا دیں کہ کچھ سُن ہی نہ سکیں (۱۰۰)۔ یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تم کو سُناتے ہیں اور اُن کے پاس اُن کے پیغمبر نشانیاں لیکر آئے۔ مگر وہ ایسے نہیں تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا چکے ہوں اُسے مان لیں۔ اسی طرح خدا کافروں کے دلوں پر مُہر لگا دیتا ہے (۱۰۱)۔ اور ہم نے اُن میں سے اکثروں میں عہد (کا نباہ) نہیں دیکھا۔ اور ان میں اکثروں کو (دیکھا تو) بدکار ہی دیکھا (۱۰۲)۔ پھر ان (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اُسکے اعیانِ سلطنت کے پاس بھیجا۔ تو اُنہوں نے اُن کے ساتھ کفر کیا۔ سو دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا (۱۰۳)۔ اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں (۱۰۴)۔ مجھ پر واجب ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ کہوں سچ ہی کہوں۔ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں۔ سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے کی رخصت دے دیجیے ۱۰۵۔

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۹۷) تا (۱۱۴)

(۹۷_۹۸_۹۹) کیا مکہ والے اس بات سے غفلت میں ہیں کہ رات کو ان کے غافل ہونے کی حالت میں ہمارا عذاب ان کے پاس نہیں آئے گا یا دن میں جب وہ گمراہی میں مبتلا ہوں گے ہمارا عذاب ان پر نہیں آئے گا، عذاب الٰہی سے نقصان والے یعنی کافر ہی بے فکر ہوتے ہیں۔

(۱۰۰) کیا سرزمین مکہ کے رہنے والوں پر ابھی تک یہ چیز واضح نہیں ہوئی کہ جیسا ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا ہے، اسی طرح ان کو بھی ہلاک کر دیں اور ان پر مہر لگا دیں جس کی وجہ سے ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق کی توفیق ہی نہ ہو۔

(۱۰۱) جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے ان کی ہلاکت کے کچھ واقعات بذریعہ جبریل امین ﷵ ہم آپ کو سنارہے ہیں، ان سب کے پاس رسول، اوامر ونواہی اور علامات نبوت لے کر آئے مگر یثاق سے پہلے جس کی تکذیب کردی تھی پھر اس کی تصدیق نہیں کی۔ یا یہ کہ پہلی قوموں نے جن باتوں کی تکذیب کی تھی، بعد والی امتوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں کو جو علم الٰہی میں مشرک ہیں بند کر دیتا ہے۔

(۱۰۲) اکثر لوگوں میں ابتداہی سے وفائے عہد نہیں دیکھا، بلکہ سب کو ہم نے عہد شکن ہی پایا۔

(۱۰۳۔۱۰۴۔۱۰۵) ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ ﷵ کو نو معجزات دے کر بھیجا گیا، انھوں نے (یعنی بنی اسرائیل نے) معجزات کا انکار کیا تو ان مفسدوں کا انجام ہلاکت وتباہی ہوا، فرعون نے حضرت موسیٰ ﷵ کی تکذیب کی، حضرت موسیٰ ﷵ نے فرمایا میرے لیے یہی شایان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بغیر سچ کے اور کچھ منسوب نہ کروں۔ بنی اسرائیل کو مع تمام مال کے میرے ساتھ بھیج دے۔

قَالَ اِنْ
كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۰۶) فَاَلْقٰى
عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (۱۰۷) وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ
لِلنّٰظِرِيْنَ (۱۰۸) قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ ع
عَلِيْمٌ (۱۰۹) يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ (۱۱۰)
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ (۱۱۱) يَاْتُوْكَ
بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ (۱۱۲) وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا
اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ (۱۱۳) قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (۱۱۴)
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ (۱۱۵)
قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ
وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ (۱۱۶) وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ
عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ (۱۱۷) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۱۸) فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ (۱۱۹)
وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ (۱۲۰) قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۲۱)
رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (۱۲۲)

فرعون نے کہا اگر تم نشانی لے کر آئے ہو تو اگر سچے ہو تو لاؤ (دکھاؤ) (۱۰۶)۔ موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی تو اُسی وقت صریح کا اژدہا (ہوگیا) اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اُسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید بُراق (تھا) (۱۰۸)۔ تو قوم فرعون میں جو سردار تھے وہ کہنے لگے کہ یہ بڑا علامہ جادوگر ہے (۱۰۹)۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ بھلا تمہاری کیا صلاح ہے؟ (۱۱۰)۔ اُنہوں نے (فرعون سے) کہا کہ فی الحال موسیٰؑ اور اُس کے بھائی کے معاملے کو ملتوی رکھیے اور شہروں میں نقیب روانہ کردیجئے (۱۱۱)۔ کہ تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لے آئیں (۱۱۲) (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور جادوگر فرعون کے پاس آپہنچے اور کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں صلہ عطا کیا جائے (۱۱۳)۔ (فرعون نے) کہا ہاں (ضرور) اور (اس کے علاوہ) تم مقربوں میں داخل کرلیے جاؤ گے (۱۱۴)۔ (جب فریقین روز مقررہ پر جمع ہوئے تو) جادوگروں نے کہا کہ موسیٰؑ یا تو تم (جادو کی چیز) ڈالو یا ہم ڈالتے ہیں (۱۱۵)۔ (موسیٰؑ نے) کہا تم ہی ڈالو۔ جب اُنہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا (یعنی نظر بندی کردی) اور (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا

بنا کر) انہیں ڈرا ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایا (۱۱۶)۔ (اُس وقت) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی ڈال دو اور وہ فوراً (سانپ بن کر) جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو (ایک ایک کرکے) نگل جائے گی (۱۱۷)۔ (پھر) تو حق ظاہر ہو گیا اور جو کچھ فرعونی کرتے تھے باطل ہو گیا (۱۱۸)۔ اور وہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر رہ گئے (۱۱۹)۔ (یہ کیفیت دیکھ کر) جادوگر سجدے میں گر پڑے (۱۲۰)۔ (اور) کہنے لگے کہ ہم جہان کے پروردگار پر ایمان لائے (۱۲۱)۔ (یعنی) موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر (۱۲۲)۔

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱۰٦) تا (۱۲۲)

(۱۰٦تا۱۲۲) وہ کہنے لگا کہ اپنے رسول ہونے پر دلیل لاؤ، چنانچہ پہلی نشانی ڈالی تو وہ بہت بڑا زرد رنگ کا اژدہا بن گیا اور پھر اپنی بغل سے ہاتھ نکالا تو وہ خوب چمکتا ہوا ہو گیا۔

سردار کہنے لگے یہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ تو فرعون نے ان سے کہا پھر ان کے بارے میں تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو، وہ کہنے لگے موسیٰ اور ہارون کو مہلت دو اور ابھی ان کو قتل مت کرو، یہاں تک کہ سب ماہر جادوگر آ جائیں، چنانچہ ستر جادوگر بلائے گئے اور انھوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم نے موسیٰ کو ہرا دیا تو ہمیں بڑا انعام ملے گا؟ فرعون نے کہا ہاں! میں تمہیں بہت بڑا انعام دوں گا۔

وہ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ پہلے آپ ڈالتے ہیں یا ہم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انھوں نے ستر لاٹھیاں اور ستر رسیاں ڈالیں اور جادو سے سب لوگوں کی نظر بندی کر کے ان کو سخت خوفزدہ کر دیا اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔

پھر حضرت علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا، اس نے گرتے ہی ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگلنا شروع کر دیا چنانچہ یہ چیز واضح ہو گئی کہ سچائی اور حق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہے اور ان کا جادو سب کمزور اور باطل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ان پر غالب آ گئے اور وہ ذلیل و خوار ہو کر واپس لوٹ گئے۔

اور وہ بلائے گئے جادوگر پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے، فرعون نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے قہر ہے! تو انھوں نے صفت بیان کر دی کہ جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور وہ سجدہ میں اتنی جلدی گرے گویا کہ سجدہ میں ڈال دیے گئے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ
لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ
اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ
مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا
مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا
جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ وَ قَالَ
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَ قَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا
فِی الْاَرْضِ وَ یَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ
وَ نَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝ قَالَ مُوْسٰی
لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫
یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝
قَالُوْۤا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ
قَالَ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ یَسْتَخْلِفَكُمْ فِی
الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ
بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝

سوعنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کرلو گے (۱۲۳)۔ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسرے طرف کے پاؤں کٹوا دوں فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بے شک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تا کہ اہلِ شہر کو یہاں سے نکال دو گا پھر تم سب کو سُولی چڑھا دوں گا (۱۲۴)۔ وہ بولے کہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۲۵)۔ اور اس کے سوا تجھ کو ہماری کون سی بات بُری لگی ہے کہ جب ہمارے پروردگار کی نشانیاں ہمارے پاس آگئیں تو ہم اُن پر ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہم پر صبر واستقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں (ماریو تو) مسلمان (۱۲۶)۔ اور قوم فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اُس کی قوم کو چھوڑ دیجئے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں سے دستکش ہو جائیں۔ وہ بولا کہ ہم اُن کے لڑکوں کو توقتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بے شبہ ہم ان پر غالب ہیں (۱۲۷)۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے۔ اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے (۱۲۸)۔ وہ بولے کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں اور آنے کے بعد بھی۔ موسیٰؑ نے کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو (۱۲۹)۔ اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تا کہ نصیحت حاصل کریں (۱۳۰)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۲۳) تا (۱۳۰)

(۱۲۳۔۱۲۴) فرعون کہنے لگا میرے حکم سے پہلے تم نے ایسا کیا یہ تمہاری اور موسیٰ علیہ السلام کی کوئی تدبیر ہے، میں تمہارا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دوں گا اور نہر کنارے تمہیں پھانسی دوں گا۔

(۱۲۵۔۱۲۶) جادوگر کہنے لگے ہم تو اپنے پروردگار کے پاس جائیں گے تو نے ہم میں کون سا عیب دیکھا، جس کی وجہ سے سزا دینا چاہتا ہے، صرف یہی کہ جب ہمارے سامنے آیاتِ الٰہی آئیں ہم ان پر ایمان لے آئیں۔

ہمارے پروردگار سولی اور ہاتھ پیر کاٹے جانے کے وقت ہم پر صبر کا فیضان فرما تا کہ ہم کفر نہ اختیار کریں اور اخلاص کے ساتھ مومن ہی مریں۔ (یعنی موت کی سختی کہیں کفر پر مجبور نہ کردے)

(۱۲۷) سردار کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو قتل نہیں کرتے کہ وہ آپ کے دین اور پرستش میں تغیر کر رہے ہیں اور تمہیں اور تمہارے معبودوں کی عبادت یا تمہاری پرستش کو چھوڑ رکھا ہے۔

فرعون کہنے لگا جیسا میں پہلے نومولود بچوں کو قتل کرتا تھا، اسی طرح قتل کردوں گا اور بڑی لڑکیوں سے ہم خدمت لیں گے، ان پر ہمیں پورا اختیار حاصل ہے۔

(۱۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ مصر کی زمین کا اللہ جس کو چاہیں وارث بنادیں۔
اور جنت تو کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے ہی ہے۔

(۱۲۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہ لوگ کہنے لگے ہماری اولاد کو فرعون قتل کرتا رہا اور ہماری عورتوں سے خدمت لیتا رہا ہے اور آپ کی رسالت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا بہت جلد اللہ تعالیٰ فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی سختی سے ہلاک کردے گا اور تم ہی کو مصر کی سرزمین کا مالک بنادے گا۔

(۱۳۰) اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی سخت مصیبتوں میں مبتلا کیا اور پھلوں کی کم پیداوار میں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۗ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝

تو جب ان کو آسائش حاصل ہوتی تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور اگر سختی پہنچتی تو موسیٰ اور اُن کے رفیقوں کی بدشگونی بتاتے۔ دیکھو اُن کی بدشگونی خدا کے ہاں (مقدر) ہے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے (۱۳۱)۔ اور کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس (خواہ) کوئی ہی نشانی لاؤ تاکہ اس سے ہم پر جادو کرو۔ مگر ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۱۳۲)۔ تو ہم نے اُن پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون کتنی کھلی ہوئی نشانیاں بھیجیں مگر وہ تکبر ہی کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی گنہگار (۱۳۳)۔ اور جب اُن پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے کہ اے موسیٰؑ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دُعا کرو جیسا اُس نے تم سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تم ہم سے عذاب کو ٹال دو گے تو ہم تم پر ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ جانے (کی اجازت) دیں گے (۱۳۴)۔ پھر جب ہم ایک مدت کے لئے جس تک اُن کو پہنچنا تھا اُن سے عذاب دُور کر دیتے تو وہ عہد کو توڑ ڈالتے (۱۳۵)۔ تو ہم نے اُن سے بدلہ لے کر ہی چھوڑا کہ اُن کو دریا میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور اُن سے بے پروائی کرتے تھے (۱۳۶)۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اُن کو زمین (شام) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں اُن کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدۂ نیک پُورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو

(محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا (۱۳۷) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اُتارا تو وہ ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اپنے بتوں (کی عبادت) کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دو۔ موسیٰ نے کہا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو (۱۳۸)

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱۳۱) تا (۱۳۸)

(۱۳۱) جب ان کافروں پر خوشحالی اور فراخی آجاتی، تو کہتے کہ یہ ہمارے شایانِ شان ہے اور جب قحط اور سختیوں میں گرفتار ہوتے تو بدفالی اور نحوست لینا شروع کر دیتے تھے۔ سختی اور فراخی یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر سب نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۳۲) اور یہ لوگ کہتے تھے، اے موسیٰ علیہ السلام خواہ کوئی بھی دلیل لا کر ہم پر جادو کر دو، ہم تمہاری رسالت کی تصدیق کرنے والے نہیں۔

(۱۳۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا کی، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مسلسل بارش برسائی جو ہفتہ سے لے کر ہفتہ تک برستی تھی۔ اور رات دن میں کسی وقت بھی بند نہ ہوتی تھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں مسلط کیں کہ پھل اور سبزیوں میں سے جو پیدا ہوتا تھا، سب کھا جاتیں تھی اس کے بعد ان پر گھن کا کیڑا مسلط کر دیا گیا کہ ٹڈیوں سے جو کچھ رہ گیا تھا وہ انھوں نے صاف کر دیا اور اس کے بعد ان پر اس قدر مینڈک مسلط کیے کہ رہنا ہی دشوار ہو گیا۔

اور پھر ان پر اس قدر خون کی آفت مسلط کی کہ تمام نہروں اور کنوؤں میں خون ہی خون نظر آنے لگا یہ واضح معجزے ان پر ظاہر ہوئے ہر ایک معجزہ کے درمیان دو دو مہینوں کا وقفہ تھا مگر پھر بھی انھوں نے ایمان سے روگردانی کی اور ایمان نہیں لائے وہ درحقیقت مشرک تھے۔

(۱۳۴۔۱۳۵۔۱۳۶) اور جس وقت بھی ان لوگوں پر طوفان، ٹڈی، گھن، کیڑا، مینڈک، خون وغیرہ میں سے کوئی عذاب نازل ہوتا تھا تو کہتے تھے اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے رب سے جس چیز کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے دعا کیجیے اگر ہم سے عذاب دور ہو گیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور تمام بنی اسرائیل کو اس کے مالوں کے ساتھ آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے پھر جب ہم عذاب ہٹا دیتے تو وہ پھر بدعہدی شروع کر دیتے چنانچہ ہم نے انھیں غرق آب کر دیا اور وہ ہماری آیات کے منکر ہی تھے۔

(۱۳۷۔۱۳۸) اور ان لوگوں کو جو کمزور شمار کیے جاتے تھے بیت المقدس، فلسطین، عدن، مصر کا وارث کر دیا جس میں خوبانی اور بعض درخت تھے اور جنت یا مدد مصیبتوں یا دین پر جمے رہنے کی وجہ سے واجب کر دی اور محلات اور شہروں اور درختوں اور انگوروں کو، یا جو وہ عمارتیں بناتے تھے سب کو ہلاک کر دیا یعنی حضرت ابراہیمؑ کی بقیہ قوم میں سے جسے رقم کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد ان کا ایسی قوم پر سے گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کو لیے ہوئے بیٹھے تھے۔

تو کہنے لگے ہمارے لیے ایک الٰہ (معبود) بنا دو، جیسے یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ہم بھی اس کی عبادت کیا کریں گے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے ہوئے) ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں سب بےہودہ ہیں (۱۳۹)۔ (اور یہ بھی) کہا کہ بھلا میں خدا کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اُس نے تم کو تمام اہلِ عالم پر فضیلت بخشی ہے (۱۴۰)۔ اور (ہمارے اُن احسانوں کو یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعونیوں (کے ہاتھ) سے نجات بخشی وہ لوگ تم کو بڑا دُکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے سخت آزمائش تھی (۱۴۱)۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی اور دس (راتیں) اور ملا کر اُسے پورا (چلہ) کر دیا تو اُس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پوری ہو گئی۔ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے (کوہ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو۔ (ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے رستے پر نہ چلنا (۱۴۲)۔ اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر (کوہ طور پر) پہنچے اور اُن کے پروردگار نے اُن سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔ جب اُن کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوار ربانی نے) اُس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بےہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں اُن میں سب سے اوّل ہوں (۱۴۳)۔ (خدا نے) فرمایا موسیٰ! میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے ممتاز کیا ہے۔ تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اُسے پکڑ رکھو اور (میرا) شکر بجا لاؤ (۱۴۴)۔ اور ہم نے (تورات کی) تختیوں میں اُن کے لئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔ پھر (ارشاد فرمایا کہ) اسے زور سے پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں (مندرج ہیں اور) بہت بہتر ہیں پکڑے رہیں، میں عنقریب تم کو نافرمان لوگوں کا گھر دکھاؤں گا (۱۴۵)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۳۹) تا (۱۴۵)

(۱۳۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم حکم الٰہی سے ناواقف ہو۔

یہ جس شرک میں مبتلا ہیں، وہ ہلاک کیا جائے گا اور یہ شرک فی نفسہ گمراہی ہے۔

(۱۴۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا ایسے باطل الٰہ (معبود) کی پوجا کا تمہیں حکم کروں، حالاں کہ اس نے تمام لوگوں پر تمہیں اسلام کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

(۱۴۱) اور جس وقت تمہیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی، جس بنا پر تمہیں نجات دی اس میں بڑی نعمت تھی یا اس کے عذاب دینے میں بڑی بھاری آزمائش تھی۔

(۱۴۲) یعنی پورے ذی قعدہ کے مہینہ میں پہاڑ پر رہنے کا وعدہ کیا اور ذی الحجہ کے دس دن کا اور اضافہ کر دیا، سوان کے پروردگار کا یہ وقت مقرر ہو گیا اور اپنے بھائی سے کہنے لگے میرے قائم مقام ہو جاؤ اور ان کو نیکی کا حکم دو اور ان کے ساتھ برائی میں شامل نہ ہونا۔

(۱۴۳) اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں ہمارے وقت مقرر پر آئے تھے تو انھوں نے دیدار الٰہی کی خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام تم دنیا میں ہمارے دیدار کی تاب نہیں لا سکتے لیکن مدین میں بڑے پہاڑ کی طرف دیکھو اگر پہاڑ میری تجلی کی وجہ سے اپنی جگہ پر برقرار رہ گیا تو خیر تم بھی میرا دیدار کر سکو گے۔

جب پہاڑ پر تجلی پڑی تو اس کے پرخچے اڑ گئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے، ہوش آنے پر عرض کیا!

"بے شک آپ کی ذات ان آنکھوں کی برداشت سے منزہ ہے اور میں اپنی درخواست سے معذرت طلب کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے دیدار کی تاب نہیں رکھتا۔"

(۱۴۴) ارشاد ہوا اے موسیٰ" تمھیں ہم کلامی کے شرف سے نواز کر میں نے تمھیں بنی اسرائیل پر امتیاز دیا ہے لہٰذا جو احکام میں تمھیں دوں اس پر عمل کرو اور اس ہم کلامی کے شرف پر اللہ کا شکر کرو۔

(۱۴۵) اور ہم نے چند تختیوں پر حلال و حرام اوامر و نواہی ہر ایک چیز کی تفصیل لکھ دی اس پر پوری کوشش کے ساتھ عمل کرو اور قوم کو حکم دو کہ وہ محکم پر عمل کرے اور متشابہ پر ایمان لائے۔ بہت جلد میں گنہگاروں کا مقام دکھلاتا ہوں اور وہ دوزخ ہے یا عراق یا مصر ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ
يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ
لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ
وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٧﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ ع
مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ
وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا
سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ
لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾

جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں اُن کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں جب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اُسے (اپنا) رستہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اُسے رستہ بنالیں۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اُن سے غفلت کرتے رہے (۱۴۶)۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا اُن کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی اُن کو بدلہ ملے گا (۱۴۷)۔ اور قوم موسیٰ نے موسیٰ" کے بعد اپنے زیور کا ایک بچھڑا بنا لیا (وہ) ایک جسم (تھا) جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ اُن سے بات کر سکتا ہے اور نہ اُن کو رستہ دکھا سکتا ہے۔ اُس کو اُنہوں نے (معبود) بنا لیا اور (اپنے حق میں) ظلم کیا (۱۴۸)۔ اور جب وہ نادم ہوئے اور دیکھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو معاف نہیں فرمائے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے (۱۴۹)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۴۶) تا (۱۴۹)

(۱۴۶) اور میں اپنی آیات کے اقرار سے ایسے لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو ناحق تکبر کیا کرتے تھے یا یہ معنی ہیں کہ اے محمد ﷺ میں عنقریب گنہگاروں کو ان کی جگہ اور قیام دکھاؤں گا جو مقام بدر ہے یا مکہ مکرمہ اور فرعون اور اس کی قوم یا ابوجہل اور اس کے ساتھی تمام نشانیاں دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے۔

اور اگر اسلام اور نیکی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں اور اگر کفر و شرک کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا لیں۔

اور یہ برگشتگی اس بنا پر ہے کہ انھوں نے ہماری کتاب اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب کی اور وہ اس کے منکر ہی تھے۔

(۱۴۷) اور جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول اور بعث بعد الموت (مرنے کے بعد جینے کی) تکذیب کرتے ہیں تو حالت شرک کی نیکیاں بھی ان کی برباد ہیں انھیں آخرت میں ان کی کوئی جزا نہیں ملے گی۔

(۱۴۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان کی قوم نے سونے کا ایک چھوٹا جسم دار بچھڑا بنوایا جس کی آواز تھی۔ سامری نے ان کو یہ بنا کر دیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ وہ ان سے کوئی بات تک نہیں کر سکتا تھا پھر جہالت کی وجہ سے اس کی پوجا شروع کر دی۔

(۱۴۹) مگر اس کی پوجا سے وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے تھے، جب وہ اس بچھڑے کی پوجا پر شرمندہ ہوئے اور سمجھ گئے اور یقین ہو گیا کہ وہ حق اور ہدایت سے گمراہ ہو گئے ہیں۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝

اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں واپس آئے تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت ہی بداطواری کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم (یعنی میرا اپنے پاس آنا) جلد چاہا (یہ کہا) اور (شدت غضب سے تورات کی) تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اُنہوں نے کہا کہ بھائی جان لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں۔ تو ایسا کام نہ کیجیے کہ دُشمن مجھ پر ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملائیے (۱۵۰)۔ تب اُنہوں نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۱۵۱)۔

(خدا نے فرمایا کہ) جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنا لیا تھا اُن پر پروردگار کا غضب واقع ہوگا اور دُنیا کی زندگی میں ذلّت (نصیب ہوگی) اور ہم افترا پردازوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۵۲)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۵۰) تا (۱۵۳)

(۱۵۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام اس فتنہ کا شور و شغف سن کر غمگین اور پریشان واپس آئے تو کہنے لگے میرے پہاڑ پر

جانے کے بعد اس بچھڑے کی پوجا کر کے تم نے بہت ہی غلط کام کیا ہے۔ کیا اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے ہی تم لوگوں نے اس بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور بہت تیزی سے اپنے ہاتھ سے تختیاں رکھیں، جن میں دو ٹوٹ گئیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچنے لگے، ہارون علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے بھائی لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور ان کی مخالفت پر قریب تھا کہ یہ مجھے قتل کر دیں۔ آپ مجھ پر سختی کر کے دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور ان بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کے ساتھ مجھے شریک نہ سمجھو۔

(۱۵۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا اور ہارون علیہ السلام نے جو ان لوگوں کی سرکوبی نہیں کی اسے معاف فرما اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما۔

(۱۵۲) جنھوں نے بچھڑے کی پوجا کی، اور جن لوگوں نے اس میں ان کی پیروی کی، ان پر بہت جلد غضب اور جزیہ کی ذلت مسلط ہو گئی۔ جھوٹے کردار کے لوگوں کو ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا
السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ
وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ وَاخْتَارَ
مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ
رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ
مَنْ تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝
وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ
اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ
وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ
الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ
فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ
عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا
النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ع

اور جنھوں نے بُرے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے۔ تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس کے بعد (بخش دے گا کہ وہ) بخشنے والا مہربان ہے (۱۵۳)۔ اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو (تورات کی) تختیاں اُٹھا لیں اور جو کچھ اُن میں لکھا تھا وہ اُن لوگوں کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ہدایت اور رحمت تھی (۱۵۴)۔ اور موسیٰ نے اُس میعاد پر جو ہم نے مقرر کی تھی اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب (کر کے کوہ طور پر حاضر) کیے۔ جب اُن کو زلزلے نے پکڑا تو موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے ہی سے ہلاک کر دیتا۔ کیا تو اس فعل کی سزا میں جو ہم میں سے بے عقل لوگوں نے کیا ہے ہمیں ہلاک کر دے گا یہ تو تیری آزمائش ہے اس سے تو جس کو چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت بخشے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے تو ہمیں (ہمارے گناہ) بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے (۱۵۵)۔ اور ہمارے لیے اس دُنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع ہو چکے۔ فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اُسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اُس کو اُن لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۱۵۶)۔ وہ جو (محمد رسُول اللہ ﷺ) کی جو نبی اُمّی ہیں پیروی کرتے ہیں جن (کے

اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ اُنہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھیراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو اُن (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اُتارتے ہیں۔ تو جو لوگ اُن پر ایمان لائے اور اُن کی رفاقت کی اور اُنہیں مدد دی۔ اور جو نور اُن کے ساتھ نازل ہوا ہے اُس کی پیروی کی وہی مُراد پانے والے ہیں (۱۵۷)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۵۳) تا (۱۵۷)

(۱۵۳) اور جو لوگ شرک اور دیگر نافرمانیوں کے بعد توبہ کر کے توحید اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، اے موسیٰ علیہ السلام یا اے محمد ﷺ توبہ وایمان کے بعد آپ کا پروردگار گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

(۱۵۴) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ چلا گیا تو ان بقیہ تختیوں میں یا ان دو تختیوں کی بجائے جو اور تختیاں دی گئیں ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے تھے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت تھی۔

(۱۵۵) اپنی قوم میں سے ہمارے وقت مقرر کے لیے انتخاب کیا گیا کہ جب ان کو زلزلہ کی ہلاکت وغیرہ نے آگھیرا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار اس دن سے پہلے ان کو اور مجھے بھی قبطی کے قتل کرنے کی بنا پر ہلاک کر دیتا، بھلا آپ چند بے وقوفوں کی بچھڑے کی پوجا کی وجہ سے سب لوگوں کو ہلاک کر دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سمجھے کہ ان کی قوم کی بچھڑے کی پوجا سے ان کو ہلاک کیا جا رہا ہے۔

یہ تو صرف ایک امتحان ہے، آپ ہی تو ہمارے خبر گیر ہیں، ہماری ان باتوں پر گرفت نہ کیجیے، آپ معاف کرنے والے ہیں، ہمارے لیے علم و عبادت اور گناہوں سے حفاظت اور جنت اور اس کی نعمتیں مقرر کر دیجیے، ہم آپ سے توبہ کے لیے درخواست گزار ہیں۔

(۱۵۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری رحمت نیک و بد سب کے لیے عام ہے، اس پر شیطان کو غرور ہوا کہ میں بھی اس میں شامل ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس رحمت سے خارج کر دیا، اور فرمادیا کہ جو لوگ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لاتے ہیں میں ان لوگوں کا نام ضرور لکھ لوں گا۔

(۱۵۷) اس پر اہل کتاب کو تکبر ہوا اور کہنے لگے کہ ہم اہل تقویٰ اور اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اس سے خارج کر دیا اور فرما دیا کہ میری رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو محمد ﷺ کے دین کی پیروی کرتے ہیں، آپ انھیں توحید اور احسان کا حکم دیتے اور کفر و شرک سے روکتے ہیں اور جن چیزوں کو کتاب اللہ میں حلال کیا ہے جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے، بکری کی چربی اس کو ان کے سامنے بیان کرتے ہیں۔

اب مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ کا حرام ہونا ان کے سامنے بیان کرتے ہیں اور جو ان لوگوں پر عہد تھے

کہ جن کے توڑنے کی وجہ سے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں، ان کو اور جو سختیاں مثلاً کپڑے وغیرہ پھاڑنا تھیں دور کرتے ہیں۔

عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی جو رسول اکرم ﷺ پر ایمان لاتے اور جان وتلوار سے آپ کی مدد کرتے ہیں اور قرآن کریم جو بذریعہ جبریل امین آپ پر اتارا گیا ہے اس کے حلال کو وہ حلال اور حرام کو وہ حرام سمجھتے ہیں، ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ
وَيُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ
قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾
وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى
مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ
فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ
مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا
ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ
لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ
شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ
لَكُمْ خَطِيْٓــٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا
يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ
حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ
لَا تَاْتِيْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی اُس کا رسول) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر اور اُس کے رسول پیغمبر اُمّی پر جو خدا پر اور اُس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور اُن کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ (۱۵۸) اور قوم موسیٰ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کا راستہ بتاتے اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں ۱۵۹۔ اور ہم نے اُن کو (یعنی بنی اسرائیل کو) الگ الگ کر کے بارہ قبیلے (اور) بڑی بڑی جماعتیں بنا دیا اور جب موسیٰ سے اُن کی قوم نے پانی طلب کیا تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مار دو۔ تو اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ اور ہم نے اُن (کے سروں) پر بادل کو سائبان بنائے رکھا اور اُن پر مَن و سلویٰ اُتارتے رہے۔ (اور اُن سے کہا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم تمہیں دیتے ہیں اُنہیں کھاؤ۔ اور اُن لوگوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ (جو) نقصان (کیا) اپنا ہی کیا (۱۶۰)۔ اور (یاد کرو) جب اُن سے کہا گیا کہ اس شہر میں سکونت اختیار کر لو اور اس میں جہاں سے جی چاہے کھانا (پینا) اور (ہاں شہر میں جانا تو) حِطّۃٌ کہنا اور دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ کرنا۔ ہم تمہارے گناہ معاف کر دینگے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے (۱۶۱)۔ مگر جو اُن میں ظالم تھے اُنہوں نے اُس لفظ کو جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا بدل کر اُس کی جگہ اور لفظ کہنا شروع کیا تو ہم نے اُن پر آسمان سے عذاب بھیجا اس لئے کہ ظلم کرتے تھے (۱۶۲)۔ اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لب

دریا واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اُس وقت کہ ان کے ہفتے کے دن مچھلیاں اُن کے سامنے پانی کے اُوپر آتیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں اسی طرح ہم اُن لوگوں کو اُنکی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے (۱۶۳)

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱۵۸) تا (۱۶۳)

(۱۵۸) اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو مرنے کے بعد زندہ کرتا اور دنیا میں موت دیتا ہے، رسول اکرم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور کلمہ پڑھا جائے تو حضرت مراد ہو جائیں یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کـــن فرمانے سے وہ پیدا ہو گئے اور رسول اکرم ﷺ کے دین کی پیروی کرو تا کہ تمہیں گمراہی سے ایمان کی طرف ہدایت نصیب ہو۔

(۱۵۹) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اللہ کے موافق عمل کرتی ہے اور وہ نہر رمل کے پرے رہنے والے لوگ ہیں۔

(۱۶۰) ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ (۱۲) خاندانوں میں تقسیم کر دیا، نو (۹) خاندان علاحدہ ہیں اور ڈیڑھ خاندان مشرق کی طرف چین کی نہر رمل پر اردن کے اندر ہے اور ڈھائی خاندان تمام دنیا میں ہیں۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو، چنانچہ اس سے بارہ نہریں پھوٹ پڑیں اور ہر ایک خاندان نے اپنی نہر کو معلوم کر لیا اور وادی تیہ میں ان کو ابر دن میں سورج کی شدت سے محفوظ رکھتا تھا اور رات کو چراغ کی طرح چمکتا تھا اور ہم نے انھیں من وسلویٰ دیا۔

مگر انھوں نے غلطی کی اور اس سے محروم ہو گئے انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا ہے۔

(۱۶۱۔۱۶۲) یعنی اس بستی "اریحاء" میں جا کر رہو "لا الٰہ الا اللّٰہ" یا توبہ توبہ کرتے ہوئے اریحاء کے دروازہ سے عاجزی کے ساتھ داخل ہو ان گنہگاروں نے جوان کو کہنے کے لیے کہا گیا تھا تبدیلی کر لی اور حطہ (توبہ) کے بجائے حنطۃ (گیہوں) کہنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اس تبدیلی کی وجہ سے ہم نے آسمان سے طاعون نازل کر دیا۔

(۱۶۳) محمد ﷺ آپ ان یہود سے بستی والوں کے متعلق بھی پوچھیے، کہ ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑنے میں شرعی حدود سے تجاوز کرتے تھے۔ اس دن پانی کی تہ سے کنارا پر بہت زیادہ مچھلیاں آتی تھیں ان کی نافرمانیوں کے باعث اس طرح ان کی آزمائش کی گئی تھی۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اور جب اُن میں سے ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے تو اُنہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں اور عجب نہیں کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں (۱۶۴)۔ جب اُنہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ بُرائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو بُرے عذاب میں پکڑ لیا کہ نافرمانی کیے جاتے تھے (۱۶۵)۔ غرض جن اعمال (بد) سے اُن کو منع کیا گیا تھا جب وہ اُن (پر اصرار اور ہمارے حکم) سے گردن کشی کرنے لگے تو ہم نے اُن کو حکم دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ (۱۶۶)۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے (یہود کو) آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اُن پر قیامت تک ایسے شخص کو مسلّط رکھے گا جو وہ اُن کو بُری بُری تکلیفیں دیتا رہے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب کرنے والا ہے اور بخشنے والا مہربان بھی ہے (۱۶۷)۔ اور ہم نے اُن کو جماعت جماعت کر کے مُلک میں منتشر کر دیا۔ بعض اُن میں سے نیکوکار ہیں اور بعض اور طرح کے (یعنی بدکار) اور ہم آسائشوں اور تکلیفوں (دونوں) سے اُن کی آزمائش کرتے رہے تاکہ (ہماری طرف) رجوع کریں (۱۶۸)۔ پھر اُن کے بعد ناخلف اُن کے قائم مقام ہوئے جو کتاب کے وارث بنے یہ (بے تامل) اس دنیائے دنی کا مال و متاع لے لیتے ہیں اور کہتے کہ ہم بخش دیے جائیں گے۔ اور (لوگ ایسوں پر طعن کرتے ہیں) اگر ان کے سامنے بھی ویسا ہی مال آ جاتا ہے تو وہ بھی اسے لے لیتے ہیں۔ کیا اُن سے کتاب کی نسبت عہد نہیں لیا گیا کہ خدا پر سچ کے سوا اور کچھ نہیں کہیں گے۔ اور جو کچھ اس (کتاب) میں ہے اس کو اُنہوں نے پڑھ بھی لیا ہے۔ اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے کیا تم سمجھتے نہیں (۱۶۹)۔ اور جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اور نماز کا التزام رکھتے ہیں (ان کو ہم اجر دیں گے کہ) ہم نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۱۷۰)۔ اور جب ہم نے اُن (کے سروں) پر پہاڑ اُٹھا کھڑا کیا گویا وہ سائبان تھا اور اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ اُن پر گرتا ہے۔ تو (ہم نے کہا کہ) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اُسے زور سے پکڑے رہو اور جو اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرو تاکہ بچ جاؤ (۱۷۱)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۶٤) تا (۱۷۱)

(۱۶۴) ایک جماعت کہنے لگی کہ ہلاک ہونے والے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو، انھوں نے کہا تاکہ تمہارے

رب کے سامنے معذرت کر سکیں اور ممکن ہے کہ یہ لوگ ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑنے سے باز آجائیں۔

(۱۶۵) غرض کہ ان لوگوں کی تین جماعتیں تھیں، ایک جماعت تو خود بھی شکار کرتی تھی اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتی تھی اور دوسری جماعت نہ خود شکار کرتی تھی اور نہ ہی لوگوں کو اس سے روکتی تھی۔ تیسری جماعت خود بھی شکار نہیں کرتی تھی اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے منع کرتی تھی چنانچہ پہلی شکاری جماعت کی شکلیں مسخ کر دی گئیں اور بعد والی دونوں جماعتیں عذابِ الٰہی سے بچ گئیں۔

(۱۶۶) جو ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کرتے تھے ان کو بچالیا اور مچھلیاں پکڑنے والوں کو سخت عذاب میں گرفتا کر دیا اور ان کو کہہ دیا گیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

(۱۶۷) جس وقت ان کے پروردگار نے انھیں یہ بتلا دیا کہ وہ ان پر ضرور ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انھیں سخت ترین سزا جزیہ وغیرہ کی دے گا وہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کی امت ہے اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں کو سخت سزا دیتے ہیں۔ اور جو ایمان لائے اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

(۱۶۸) اور ہم نے ان کو جدا جدا جماعتیں کر دیا اور وہ ساڑھے نو خاندان وراء النہر کی طرف تھے اور بقیہ مومن خاندان بنی اسرائیل کے تھے یا یہ کہ بقیہ بنی اسرائیل کے خاندان کافر تھے اور ہم نے ان کی فراخی، خوشحالی اور قحط ہر قسم کی سختیوں سے آزمائش کی تاکہ وہ اپنی معصیت اور کفر سے رجوع کر سکیں۔

(۱۶۹) نتیجتاً ان نیکوکاروں کے بعد دوسرے بدترین یہودی پیدا ہوئے جنھوں نے تورات لی اور اس میں رسول اکرم ﷺ کی جو صفت تھی اسے چھپایا تاکہ آپ کی تعریف وتوصیف چھپا کر دنیا میں رشوت وغیرہ کا حرام مال حاصل کریں۔

اور پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو گناہ ہم دن میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی رات کو اور جو رات میں گناہ سرزد ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دن میں بخشش فرما دیتے ہیں، حالاں کہ جیسا پہلے ان کے پاس حرام مال آتا تھا آج بھی ویسا ہی آنے لگے تو اسے حلال سمجھ لیں۔ کیا ان سے سچ بولنے پر کتاب میں وعدہ نہیں لیا گیا تھا اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف یا یہ کہ حلال وحرام کو پڑھ بھی لیا مگر اس پر عمل نہیں کیا اور جنت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو کفر وشرک، فواحش، رشوت اور توریت میں رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف میں تبدیلی سے بچتے ہیں۔ جنت کا گھر دنیا سے بہتر ہے، پھر نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

(۱۷۰) اور جو لوگ جو کچھ کتاب میں ہے، اس پر عمل کرتے ہیں، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہیں اور

رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف کو بیان کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو قائم کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کے عمل کو جوقول وعمل میں نیک ہوتے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی ضائع نہیں کرتے۔

(۱۷۱)　اور جس وقت ہم نے پہاڑ کو اکھاڑ کر چھت کی طرح اٹھا کر ان کے سروں پر لٹکا دیا اور انھیں پورا یقین ہو گیا کہ اگر ہم نے کتاب کو قبول نہ کیا تو ہمارے اوپر گرادیا جائے گا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے کہا جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس پر پوری مضبوطی اور استقامت سے عمل کرو اور ثواب و عذاب کو یاد رکھو یا یہ کہ اس کتاب میں جو اوامر ونواہی ہیں اسے محفوظ رکھو یا یہ کہ جو اس میں حلال وحرام ہیں، اس پر عمل کرو تا کہ غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَاۗءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾

اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی اُن کی پیٹھوں سے اُن کی اولاد نکالی تو اُن سے خود اُن کے مقابلے میں اقرار کرالیا (یعنی اُن سے پوچھا کہ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں کہ (تو ہمارا پروردگار ہے) (یہ اقرار اس لئے کرایا تھا) کہ قیامت کے دن (کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی (۱۷۲)۔ یا یہ (نہ) کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔ اور ہم تو اُن کی اولاد تھے (جو) اُنکے بعد (پیدا ہوئے) تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے؟۔ اور اسی طرح ہم (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ یہ رجوع کریں (۱۷۴)۔ اور ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا فرمائیں (اور ہفت پارچۂ علم شرائع سے مزین کیا) تو اُس نے اُن کو اُتار دیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا ۱۷۵۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔ تو اُس کی مثال کتے کی سی ہو گئی کہ اگر سختی کرو تو زبان نکالے رہے اور یوُں ہی چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے۔ یہی مثال اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تو (اُن سے) یہ قصہ بیان کر دو تا کہ وہ فکر کریں (۱۷۶)۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اُن کی مثال بُری ہے اور اُنہوں نے نقصان (کیا تو) اپنا ہی کیا (۱۷۷)۔ جس کو خدا ہدایت دے وہی راہ یاب ہے۔ اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان

اٹھانے والے ہیں (۱۷۸)۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔ ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ (بالکل) چار پایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۱۷۹)۔ اور خدا کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو۔ جو لوگ اس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے (۱۸۰)۔ اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا رستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں (۱۸۱)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۷۲) تا (۱۸۱)

(۱۷۲) اے محمد ﷺ! وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ ان کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکالا اور ان ہی سے اقرار لیا تو سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ بے شک آپ ہمارے پروردگار ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ ان پر گواہ رہو اور ان سے کہا تم بھی ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم سے وعدہ نہیں لیا گیا تھا۔

(۱۷۳) اور یہ نہ کہو کہ عہد شکنی تو ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے کی تھی اور ہم تو چھوٹے تھے ہم نے تو ان کی پیروی کر لی، تو کیا آپ ہمیں ہم سے پہلے ان مشرکوں کی بدعہدی پر عذاب دیتے ہیں۔

(۱۷۴) اسی طرح ہم قرآن حکیم میں عہد و میثاق کے واقعات بیان کرتے ہیں تا کہ یہ کفر و شرک سے میثاق اول کی طرف رجوع کریں۔

(۱۷۵) اے محمد ﷺ آپ ان کو اس شخص کا حال سنایئے جسے ہم نے اسم اعظم دیا اور پھر وہ اس سے بالکل نکل گیا اور گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ وہ بلعم باعوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم کی بدولت اسے ہدایت دی تھی اس نے اس کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کا علم چھین لیا اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ یہ شخص امیہ ابن ابی الصلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے علم اور کلام کے حسن کے ساتھ عزت دی تھی مگر جب یہ ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ دولت اس سے چھین لی، شیطان نے اس کو دھوکا دیا تو یہ گمراہ کافروں میں سے ہو گیا۔

(۱۷۶) اور ہم اسے اسم اعظم کی وجہ سے آسمان تک بلندی عطا کرتے اور دنیا والوں پر اسے بادشاہت عطا کرتے مگر یہ دنیا کی دولت اور بادشاہت کی خواہش اور دیگر نفسانیت کی طرف مائل ہو گیا تو بلعم باعوراء یا امیۃ بن ابی الصلت کی مثال کتے کی طرح ہو گئی کہ تو اس پر حملہ کرے پھر بھی ہانپتا ہے اور حملہ نہ کرے پھر بھی زبان نکال کر ہانپتا رہتا ہے۔

یہ مثال بلعم باعوراء اور امیہ ابن ابی الصلت کی ہے کہ ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے اور خاموشی اختیار کی جائے تو خود سے عقل نہیں آتی، یہی یہود کی حالت ہے ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنایئے تا کہ امثال قرآنی سے عبرت حاصل کریں۔

(۱۷۷) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کے منکر ہیں ان کی مثال بہت بری ہے کیوں کہ وہ کتے کی مثل ہیں اور سزا کی وجہ سے اپنا نقصان کرتے ہیں۔

(۱۷۸۔۱۷۹) جسے وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اپنے دین کی ہدایت دے، وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کردے وہ عذاب کے وجوب سے خسارے میں ہے اور یہ سچی بات کو بالکل نہیں سمجھتے اور یہ سچائی کے سمجھنے میں چوپایوں سے بھی زیادہ بے راہ ہیں کیوں کہ یہ انکار کرنے والے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت کو بھی نہیں مانتے۔

(۱۸۰) اعلیٰ صفات یعنی علم وقدرت سمع وبصر سب اسی کے لیے ہیں اور جو اسمائے الٰہی اور اس کی صفات کے منکر یا ان کے اقرار سے اعراض کرتے ہیں یا کہ اس کے اسماء وصفات میں شرک کرتے ہیں یعنی اس کے اسماء کے ساتھ لات وعزیٰ اور منات کو تشبیہ دیتے ہیں تو دنیا میں یہ جو شرآمیز باتیں کرتے تھے، آخرت میں ان کو ان کا بدلہ مل جائے گا۔

(۱۸۱) اور امت محمدیہ ﷺ سچائی اور حق کا حکم دیتی ہے اور خود بھی حق پر عمل پیرا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۗ اِنَّ كَيْدِيْ
مَتِيْنٌ ۞ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ۞ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ
اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ
حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۞ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ
وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۞ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ
مُرْسٰىهَا ۗ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؕ ثَقُلَتْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ
عَنْهَا ۗ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ
كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِيَ
السُّوْٓءُ ۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ
اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ
دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۞
فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۞

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کو بتدریج اس طریق سے پکڑیں گے کہ اُن کو معلوم ہی نہ ہوگا (۱۸۲)۔ اور میں اُن کو مہلت دیے جاتا ہوں۔ میری تدبیر (بڑی) مضبوط ہے (۱۸۳)۔ کیا اُنہوں نے غور نہیں کیا کہ انکے رفیق (محمد ﷺ) کو (کسی طرح کا بھی) جنون نہیں ہے۔ وہ تو ظاہر ظہور ڈر سُنانے والے ہیں (۱۸۴)۔ کیا اُنہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں اُن پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر (خیال نہیں کیا) کہ عجب نہیں اُن (کی موت) کا وقت نزدیک پہنچ گیا ہو تو اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟ (۱۸۵)۔ جس شخص کو خدا گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور وہ ان (گمراہوں) کو چھوڑے رکھتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے بھٹکتے رہیں (۱۸۶)۔ (یہ لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔ وہی اُسے اُس کے وقت پر ظاہر کردے گا۔ وہ آسمان اور زمین میں ایک بھاری بات ہوگی۔ اور ناگہاں تم پر آجائے گی۔ یہ تم سے اس طرح دریافت کرتے ہیں کہ گویا تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ کہو کہ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے (۔۔۔)۔ کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں

رکھتا مگر جو خدا چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈر اور خوش خبری سُنانے والا ہوں (۱۸۸)۔ وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ اور اُس سے اُس کا جوڑا بنایا تاکہ اُس سے راحت حاصل کرے سو جب وہ اُس کے پاس جاتا ہے تو اُسے ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے اور وہ اُس کے ساتھ چلتی پھرتی ہے۔ پھر جب کچھ بوجھ معلوم کرتی (یعنی بچہ پیٹ میں بڑا ہوتا) ہے تو دونوں (میاں بیوی) اپنے پروردگار خدائے عزوجل سے التجا کرتے ہیں کہ تو اگر ہمیں صحیح وسالم (بچہ) دے گا تو ہم تیرے شکرگزار ہوں گے (۱۸۹)۔ جب وہ اُن کو صحیح وسالم بچہ دیتا ہے تو اُس (بچے) میں جو وہ اُن کو دیتا ہے اُس کا شریک مقرر کرتے ہیں۔ جو وہ شرک کرتے ہیں خدا (کا رُتبہ) اُس سے بلند ہے (۱۹۰)۔ کیا وہ ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کیے جاتے ہیں (۱۹۱)

تفسیر سورۃ الاعراف آیات (۱۸۲) تا (۱۹۱)

(۱۸۲) ابوجہل اور اس کے ساتھی جو رسول اکرم ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور نزول عذاب کے بارے میں مذاق اڑاتے ہیں، تو ہم ان کو اس طرح عذاب سے پکڑیں گے کہ انھیں نزول عذاب کا علم بھی نہ ہوگا۔

(۱۸۳) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ایک ہی دن میں ہلاک کر دیا، کسی کو کسی کی ہلاکت کی خبر بھی نہ ہوئی۔ میں ان کو مہلت دیتا رہتا ہوں، میرا عذاب اور میری گرفت بہت سخت ہے۔

(۱۸۴) کیا ان لوگوں نے آپس میں اس بات پر غور نہیں کیا کہ عیاذاً باللہ رسول اکرم ﷺ نہ جادوگر ہیں اور نہ کاہن اور نہ مجنون، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے نبی کو تو جنون کا شائبہ تک بھی نہیں وہ تو رسول ہیں جو عذاب الٰہی سے اس زبان میں ڈراتے ہیں۔

شانِ نزول: اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخؒ نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کو بلوایا، آپ ایک ایک شاخ کو بلاتے تھے کہ اے بنی فلاں میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تو کسی کہنے والے نے کہا کہ تمہارے ساتھی مجنون ہیں، رات کو صبح تک مبہوت ہو گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(۱۸۵) جسے یہ لوگ سمجھتے ہیں، اہل مکہ نے سورج، چاند، تارے، بادل اور زمین، اور زمین میں جو کچھ درخت، پہاڑ، سمندر اور جانور ہیں اور دوسری تمام چیزوں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، غور نہیں کیا اور اس بات میں کہ اللہ کی طرف سے ان کی ہلاکت وبربادی قریب آ پہنچی ہے۔

یہ لوگ اگر کتاب اللہ پر ایمان نہیں لاتے تو اس کے بعد پھر کس کتاب پر ایمان لائیں گے۔

(۱۸۶) اور جسے وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو اسے پھر اس کے دین کا راستہ کوئی بتانے والا نہیں اور وہ ان کے کفر و انکار اور ان کی گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۸۷) اے محمد ﷺ! اہل مکہ روز قیامت کے قائم ہونے اور اس کے وقت کے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں کہ کب آئے گی، آپ فرما دیجیے کہ اس کا وقت مقرر صرف میرے رب کو معلوم ہے، اس چیز کو بیان نہیں کیا گیا اس کا آنا اور اس کے واقع ہونے کا علم زمین و آسمان والوں پر بہت ہی بھاری حادثہ ہوگا اور وہ ایک دم آئے گی۔

اے محمد ﷺ! وہ آپ سے قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں اس طرح سوال کرتے ہیں جیسے آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں یا اس سے غافل ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اس کے آنے کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے مگر اہل مکہ اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے۔

شان نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ (الخ)

ابن جریرؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حمل بن ابی قشیر اور سموال بن زید نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیوں کہ ہم جانتے ہیں وہ کیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی نیز قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے یہ سوال کیا تھا۔

(۱۸۸) اے محمد ﷺ! آپ اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ میں نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر جس قدر اللہ تعالیٰ مجھے نفع ونقصان پہنچانا چاہے۔

اور اگر مجھے اس بات کا پتہ ہوتا کہ تمہارے اوپر عذاب کب نازل ہوگا تو اس کے شکریہ میں بہت سا فائدہ حاصل کر لیتا اور تمہاری وجہ سے مجھے کسی قسم کا غم و پریشانی نہ ہوتی۔

اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اگر مجھے غیب کی باتیں معلوم ہوتیں کہ میں کب انتقال کروں گا تو بہت ہی زیادہ نیکیاں کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہوتی، یا یہ کہ مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ قحط کب ہوگا اور اشیا کی گرانی کس وقت ہوگی تو میں بہت سی نعمتوں کو جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی، میں محض جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہوں۔

(۱۸۹) تم سب لوگوں کو آدم علیہ السلام کے نفس سے پیدا کیا اور انھی کے نفس سے ان کی بیوی حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا کیا، پھر میاں بیوی نے قربت کی تو ہلکا سا حمل لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب حمل بوجھل ہوا تو ابلیس کے وسوسہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کہیں کوئی جانور تو نہ ہو تو دعا کی کہ اگر یہ صحیح سالم اولاد ہو تو ہم اس پر خوب صبر کریں گے۔

(۱۹۰) جب میاں بیوی کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اس کے نام رکھنے میں ابلیس کو شریک ٹھہرانے لگے چنانچہ عبداللہ

اور عبدالحارث نام رکھا۔ (۱۹۱) اللہ تعالیٰ ان بتوں کے شرک سے بالکل پاک ہے۔ یہ بت کسی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَآ أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ وَإِن
تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ
أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ
اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ
صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَآ ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ
بِهَآ ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَآ ۖ أَمْ لَهُمْ ءَاذَانٌ يَسْمَعُونَ
بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ﴿١٩٥﴾
إِنَّ وَلِـِّۧيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾
وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَآ
أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٧﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ
وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ
بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ
اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم
مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾
وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِـَٔايَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا
يُوحَىٰٓ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ
لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠٣﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُۥ
وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا
وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا
تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ﴿٢٠٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ
عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيُسَبِّحُونَهُۥ وَلَهُۥ يَسْجُدُونَ ۩ ﴿٢٠٦﴾

اور نہ اُن کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ (۱۹۲) اگر تم اُن کو سیدھے رستے کی طرف بُلاؤ تو تمہارا کہا نہ مانیں۔ تمہارے لیے برابر ہے کہ تم اُن کو بُلاؤ یا چپکے ہو رہو (۱۹۳)۔ (مشرکو) جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں (اچھا) تم اُن کو پکارو اگر سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں (۱۹۴)۔ بھلا اُن کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سُنیں؟ کہہ دو کہ اپنے شریکوں کو بُلا لو اور میرے بارے میں (جو) تدبیر (کرنی ہو) کر لو اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو (پھر دیکھو کہ وہ میرا کیا کر سکتے ہیں) (۱۹۵)۔ میرا مددگار تو خدا ہی ہے جس نے کتاب (برحق) نازل کی اور نیک لوگوں کا وہی دوست دار ہے (۱۹۶)۔ اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تمہاری ہی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۷)۔ اور اگر تم اُن کو سیدھے رستے کی طرف بُلاؤ تو سُن نہ سکیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو کہ (بظاہر) آنکھیں کھولے تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر (فی الواقع) کچھ نہیں دیکھتے (۱۹۸)۔ (اے محمد ﷺ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کر لو (۱۹۹)۔ اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو۔ تو خدا سے پناہ مانگو۔ بے شک وہ سُننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (۲۰۰)۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں جب اُن کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں (۲۰۱)۔ اور ان (کفار) کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں پھر (اس میں کسی طرح کی) کوتاہی نہیں کرتے (۲۰۲)۔ اور جب تم اُن کے پاس (کچھ دنوں تک) کوئی آیت نہیں لاتے تو کہتے

ہیں کہ تم نے (اپنی طرف سے) کیوں نہیں بنالی۔ کہہ دو کہ میں تو اسی حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میرے

پاس آتا ہے۔ یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی جانب سے دانش وبصیرت اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۲۰۳)۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (۲۰۴)۔ اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو اور دیکھنا غافل نہ ہونا (۲۰۵)۔ جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اُس پاک ذات کو یاد کرتے اور اُس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں (۲۰۶)

تفسیر سورة الاعراف آیات (۱۹۲) تا (۲۰۶)

(۱۹۲) اور یہ بت نہ اپنے آپ کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

(۱۹۳) اے محمد ﷺ! اگر آپ کافروں کو توحید کی طرف دعوت دیں تو یہ آپ کی بات کو نہیں مانیں گے اور یہ کافر اس بات سے خاموش ہیں۔ یا یہ کہ اے منکروں کی جماعت اگر تم ان بتوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو یہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیں گے، خواہ ان کو بلاؤ یا خاموش رہو، وہ کسی قسم کا جواب نہیں دیں گے اور نہ ہی تمہاری پکار کو سنیں گے کیوں کہ یہ مردہ ہیں۔

(۱۹۴) اور جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو وہ بت بھی ان ہی جیسے ہیں تو تم ان بتوں کو پکار کر دیکھو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں پھر دیکھو کہ کیا تمہاری بات سنتے ہیں اور اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

(۱۹۵) کیا ان بتوں کے ہاتھ ہیں کہ وہ کسی چیز کو لے سکیں اور دے سکیں یا آنکھیں اور کان ہیں کہ وہ تمہاری عبادت کو دیکھ سکیں اور تمہاری آواز کو بھی سن سکیں۔

اے محمد ﷺ! آپ مکہ کے مشرکوں سے فرما دیجیے اپنے بتوں سے مدد طلب کرو اور پھر تم اور تمہارے بت بھی میری ضرر رسانی کی تدبیر کریں اور مجھے ذرا مہلت بھی نہ دو۔

(۱۹۶) یقیناً میرا معین ومددگار اللہ ہے، جس نے بذریعہ جبریل علیہ السلام مجھ پر کتاب اتاری ہے۔

(۱۹۷) اور تم جن بتوں کی پوجا کرتے ہو وہ تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتے اور نہ تم سے کسی چیز کو ٹال سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود اپنے ہی اوپر سے کسی مصیبت کو نہیں ہٹا سکتے۔

(۱۹۸) اور اگر ان کو حق کی طرف بلاؤ تو چوں کہ وہ مردہ اور بے روح ہیں کسی بات کا بھی جواب نہیں دیں گے اور محمد ﷺ! آپ ان بتوں کو دیکھتے ہیں گویا کہ آنکھیں کھول کر آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر وہ تو بے جان ہیں۔

(۱۹۹) نیکی اور احسان کا حکم کیجیے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی جو مذاق اڑاتے ہیں ان سے درگزر کیجیے۔

(۲۰۰) اور اگر کوئی وسوسہ غصہ کا آنے لگے تو شیطان کے وسوسہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیے وہ اچھی طرح سننے والا اور آپ کے وسوسہ کے خیالات کو جاننے والا ہے۔

(۲۰۱) جو خدا سے ڈرتے ہیں جب ان کے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے تو وہ اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں اور گناہوں سے

رک جاتے ہیں۔

(۲۰۲) جو شیاطین اور مشرکوں کے بھائی بند ہیں تو وہ ان کو کفر و گمراہی اور گناہ میں گھسیٹ کر لے جاتا ہے پھر وہ اس سے باز نہیں آتے۔

(۲۰۳) مکہ والوں کے مطالبہ پر جب کوئی نبی ﷺ پر معجزہ ظاہر نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ اللہ کی جانب سے معجزہ کیوں نہیں لائے یا اپنی طرف سے کیوں نہیں لائے۔

آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں اپنے قول و عمل میں اسی کی پیروی کرتا ہوں جو حکم میرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔

یہ قرآن حکیم اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے اور جو لوگ قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے عذاب سے رحمت ہے۔

(۲۰۴) جب فرض نمازوں میں قرآن حکیم پڑھا جاتا ہے تو اس کی قرأت کو سنو اور خاموشی اختیار کیے رکھو۔

شانِ نزول: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نماز میں رسول اکرم ﷺ کے پیچھے آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور مزید ابو ہریرہؓ ہی سے روایت کیا ہے کہ ہم نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب قرآن کریم پڑھا جایا کرے الخ۔ اور عبداللہ بن مغفل سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن جریرؒ نے بھی ابن مسعودؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے نیز زہریؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے کچھ نوجوانوں کے متعلق نازل ہوئی کیوں کہ رسول اکرم ﷺ جب بھی کچھ پڑھتے تو وہ بھی پڑھتے تھے۔

اور سعید بن منصورؒ نے اپنی سنن میں بواسطہ ابو معشر محمد بن کعبؒ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی قرأت کو بغور سنتے تھے، آپ جب بھی (نماز میں) قرأت فرماتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ سورہ اعراف کی یہ آیت اتر آئی، ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدینہ میں آئی ہے۔

(۲۰۵) اے محمد ﷺ! اگر آپ امام ہوں تو صرف آپ ہی عاجزی اور خوف کے ساتھ قرأت کیجیے، زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام یعنی صبح کی نماز اور مغرب و عشاء کی نمازوں میں اور اگر آپ اکیلے ہوں یا تنہا نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز میں قرآن حکیم کی قرأت کو نہ چھوڑیے۔

(۲۰۶) اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اظہار عبودیت سے تکبر نہیں کرتے، ہر وقت اس کی اطاعت اور اس کے سامنے سربسجود رہتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے محمد ﷺ! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہہ دو کہ غنیمت خدا اور اُس کے رسُول کا مال ہے تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صُلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اُس کے رسُول کے حکم پر چلو (۱)۔ مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُنہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں (۲)۔ (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (۳)۔ یہی سچے مومن ہیں۔ اور ان کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے (۴)۔ (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کے ساتھ اپنے گھر سے نکالا اور (اُس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی (۵)۔ وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں (۶)۔ اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا۔ اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آ جائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر (پھینک) دے (۷)۔ تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے۔ گو مشرک ناخوش ہی ہوں (۸)

تفسیر سورة الانفال آیات (۱) تا (۸)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کے علاوہ یہ پوری سورت مدنی ہے کیوں کہ یہ آیت غزوہ بدر میں جنگ سے پہلے مقام بدر میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورت مبارکہ میں ۷۵ آیات اور ایک ہزار ایک سو تیس کلمات اور پانچ ہزار دو سو چورانوے حروف ہیں۔

(۱) بدر کے دن آپ ؐ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ؐ سے خاص غنیمتوں کا حکم پوچھتے ہیں اے محمد ﷺ!

آپ ﷺ ان سے کہہ دیجیے کہ بدر کے دن کی غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ملک ہیں، تمہیں اس بارے میں کوئی اختیار نہیں۔ یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور رسول اکرم ﷺ کا حکم اس میں نافذ ہوگا، غنائم کے لینے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور باہمی جھگڑوں کی اصلاح کرو کہ کہیں غنی فقیر پر اور قوی ضعیف پر اور جوان بوڑھے پر زیادتی نہ کر بیٹھے۔

جب تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو صلح کے معاملات میں ان ہی کی پیروی کرو۔

شان نزول: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ (الخ)

امام ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن حبانؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص کسی شخص کو قتل کرے یا قید کرے اس کو اتنا اتنا انعام ملے گا، سو بوڑھے تو جھنڈوں کے نیچے رہے اور جوان لوگ قتل غنیمت کی طرف دوڑے، بوڑھوں نے ان جوانوں سے کہا ہمیں بھی اس میں شریک کرو ہم تمہارے مددگار تھے اور اگر تم پر کوئی حادثہ آپڑتا تو تم ہماری ہی پناہ لیتے۔ اس بارے میں ان لوگوں کے درمیان گفتگو ہوگئی، آپ ﷺ تک مقدمہ آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام احمدؒ نے سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کیا ہے کہ بدر کے روز میرا بھائی عمیر قتل کیا گیا تو میں نے اس کے بدلے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یہ تلوار مجھے دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو غنیمت میں رکھ دو، میں لوٹا مگر مجھے بہت دکھ ہوا۔ میں ذرا ہی چلا تھا کہ سورۂ انفال نازل ہوگئی آپ نے فرمایا جاؤ اپنی تلوار لے لو۔

اور امام ابوداؤدؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ نے حضرت سعد ؓ سے روایت کیا ہے کہ میں بدر کے روز ایک تلوار لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو مشرکین سے محفوظ رکھا ہے، یہ تلوار مجھے ہبہ کر دیجیے، آپ نے فرمایا یہ نہ میری ہے اور نہ تمہاری، مجھ کو رنج ہوا میں نے دل میں کہا کہ مجھ ہی کو ملے گی، چنانچہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی وہ اس وقت میری نہ تھی اور اب وہ میری ہے، میں تمہیں دیتا ہوں فرماتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوگئی۔

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے چار اخماس نکالنے کے بعد، پانچویں حصہ کا حکم دریافت کیا گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲)　کیوں کہ جب اہل ایمان کو تو اللہ کی جانب سے جب کسی چیز مثلاً صلح وغیرہ کا حکم دیا جاتا ہے تو ان کے دلوں میں خوف پیدا ہوتا ہے۔

اور جب ان کو آیاتِ الٰہی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے یقین اور ایمان کو اور پکا کر دیتی ہیں، وہ حضرات

غنیمتوں پر انحصار نہیں کرتے۔

(۳) اور وہ حضرات پانچ وقتہ نمازوں کو ان کے اوقات پر وضو کے ساتھ کمال رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔
اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے، اسے اطاعت الٰہی میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں یا یہ اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

(۴) بس کامل اور سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں، ان کے لیے آخرت میں بڑے بڑے درجات اور دنیا میں ان کے گناہوں کی معافی ہے اور جنت میں ان کے لیے بہترین ثواب ہے۔

(۵۔۶) یہ امر بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ محمد ﷺ آپ کو آپ کے پروردگار نے مدینہ منورہ سے قرآن حکیم کے ساتھ یا جنگ کے ارادہ سے (بدر کی طرف) روانہ کیا اور ایک جماعت لڑائی کو شاق اور ناگوار سمجھ رہی تھی اور اس کے باوجود کہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ آپ بغیر حکم خداوندی کے کوئی کام نہیں کرتے، وہ آپ سے جنگ کے بارے میں بطور مشورہ جھگڑ رہے تھے۔

شانِ نزول: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے، ہمیں اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ آرہا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا ارادہ ہے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت عنایت فرمائے، چنانچہ ہم نکلے اور ایک یا دو دن چلے کہ ابوجہل لشکر لے کر بدر میں آگیا آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے، ہم نے عرض کیا اس قوم سے قتال کی تو ہمارے اندر طاقت نہیں، ہم تو صرف قافلہ کی نیت سے آئے تھے، اس پر حضرت مقدادؓ نے فرمایا: ایسا مت کہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ''تم اور تمہارا اللہ جا کر لڑو، ہم یہیں بیٹھے ہیں۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۷۔۸) اور وہ وقت بھی یاد کرو، جب کہ تم سے ان جماعتوں یعنی قافلہ اور لشکر میں سے ایک کے غنیمت میں ملنے کا وعدہ کیا تھا۔

اور تمہاری خواہش تھی کہ قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنی مدد اور قوت سے دین اسلام کا حق ہونا ظاہر کردے، اوران کافروں کی جڑ ہی کاٹ دے تا کہ دین اسلام کا مکہ مکرمہ میں نام بلند ہو۔
شرک اور مشرک نیست و نابود ہو جائیں، اگرچہ یہ مشرک اس چیز کو ناپسند ہی کریں۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ
مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ
بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم ع
مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ
الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾
إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ
آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا
فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ
اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ
عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ
يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ
بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾
فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ
الْكَافِرِينَ ﴿١٨﴾ إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ
شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کرلی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے (۹)۔ اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں۔ اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے (۱۰)۔ جب اُس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھا دی اور تم پر آسمان سے پانی برسا دیا تاکہ تم کو اس سے (نہلا کر) پاک کردے اور شیطانی نجاست کو تم سے دُور کردے اور اس لیے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے (۱۱)۔ جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں تو اُن کے سر مار (کر) اُڑا دو اور اُن کا پور پور مار کر توڑ دو (۱۲)۔ یہ (سزا) اس لئے دی گئی کہ اُنہوں نے خدا اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اُس کے رسُول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے (۱۳)۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھو اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے (۱۴)۔ اے اہل ایمان! جب میدانِ جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا (۱۵)۔ اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمتِ عملی سے دُشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جا ملنا چاہے اُن سے پیٹھ پھیرے گا تو (سمجھو کہ) وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوگیا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے (۱۶)۔ تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزما لے بے شک خدا سُنتا جانتا ہے (۱۷)۔ (بات) یہ (ہے) کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کردینے والا ہے (۱۸)۔ (کافرو اگر تم (محمد ﷺ پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آ جاؤ۔ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے۔ اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اور خدا تو مومنوں کے

ساتھ ہے(۱۹) اے ایمان والو! خدا اور اُس کے رسُول کے حکم پر چلو اور اس سے رُوگردانی نہ کرو اور تم سُنتے ہو(۲۰)۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے حکم خدا سُن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سُنتے (۲۱)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۹) تا (۲۱)

(۹) بدر کے روز جب تم لوگ مدد کے لیے دعا کر رہے تھے، پھر تمہاری پکار سن لی گئی کہ ایک ہزار فرشتوں سے میں تمہاری مدد کروں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔

شانِ نزول: اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ (الخ)

حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کو دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ کی جماعت کے لوگ تین سو تیرہ تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ قبلہ رُخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے پروردگار سے دعا کرنے لگے کہ یا اللہ العالمین جو آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا کر، یا اللہ العالمین مسلمانوں کی اگر یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی تو پھر زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، آپ قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دراز کیے ہوئے اپنے پروردگار سے دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک گر گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کی چادر مبارک اٹھا کر آپ کے کندھوں پر ڈالی پھر آپ کو پیچھے کی طرف سے چمٹ گئے۔

اور عرض کرنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ آپؐ کے پروردگار سے آپ کی آہ وزاری بہت ہوگئی وہ ضرور اس چیز کو پورا کرے گا جس کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فرشتوں کے ذریعے سے مدد فرمائی۔

(۱۰) اور یہ امداد محض اس حکمت سے تھی کہ تمہیں خطبہ سے بشارت ہو اور واقعی فرشتوں کی یہ امداد اس ذات کی طرف سے تھی جو اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکمت والا ہے کہ ان کے لیے قتل اور شکست کا فیصلہ کیا اور تمہارے لیے غنیمت اور مدد کا فیصلہ۔

(۱۱) اور وہ وقت یاد کرو جب اللّٰہ تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے دشمن سے راحت دینے کے لیے اونگھ کو طاری کر رہا تھا اور یہ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر بڑا احسان تھا اور اس ذات نے آسمان سے پانی برسایا تاکہ تمہیں چھوٹی ناپاکی اور بڑی ناپاکی سے پاک کر دے۔

اور تمہارے دلوں سے شیطانی وسوسہ کو دور کر دے اور اس کے لیے تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور بارش سے ریت پر تمہارے پاؤں کو جما دے یا یہ کہ بارش سے ریت کو جما دے تاکہ پیر اس پر جمنے لگیں۔

(۱۲) اور جب آپ کے پروردگار نے ان امداد کے فرشتوں کو وحی کی، یا حکم دیا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں کہ لڑائی میں مومنوں کی مدد کرو فتح کی بشارت دے کر ان کی ہمت بڑھاؤں۔ میں ان کفار کے دلوں میں رسول اکرم ﷺ اور

صحابہ کرامؓ کا رعب ڈالے دیتا ہوں۔

(۱۳۔۱۴) ان کافروں کا قتال اس لیے کیا جارہا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دین کی مخالفت کی ہے اور جو ایسا کرتا ہے ہم اسے سخت سزا دیتے ہیں اور اس دنیا میں بھی سزا چکھو اور آخرت میں بھی جہنم کا عذاب ہے۔

(۱۵۔۱۶) بدر کے دن کافروں سے سامنا ہو جانے کے بعد ان سے پیٹھ مت پھیرو اور جو شخص بدر کے دن شکست کھا کر ان سے پیٹھ پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے اور مدد حاصل کرنے کی وجہ سے ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے باقی جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کے ساتھ واپس لوٹے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(۱۷) اور بدر کے روز جبریل امین علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں نے کافروں کو قتل کیا اور مشرکین تک آپ نے مٹی نہیں پھینکی لیکن واقعی وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

تاکہ اس مٹی پھینکنے کی وجہ سے مدد اور غنیمت کے ذریعے مسلمانوں کو بہترین بدلہ دے، اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والا اور تمہاری مدد سے باخبر ہے۔

شانِ نزول: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ (الخ)

امام حاکمؒ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسیب سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف احد کے روز رسول اکرم ﷺ کی طرف آیا۔ اس کا راستہ چھوڑ دیا اس کے سامنے سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے۔

اور رسول اکرم ﷺ نے ابی بن خلف کی ہنسلی اس کے خود اور زرہ کے درمیان سے دیکھی، آپ نے اس میں اپنا نیزہ مارا، وہ گھوڑے سے گر پڑا اور آپ کے نیزہ مارنے سے خون وغیرہ نہیں بہا البتہ اس کی زرہ کی کڑیوں میں سے ایک کڑی ٹوٹ گئی، اس کے ساتھی دوڑ کر اس کے پاس آئے۔ وہ بیل کی طرح چنگاڑ رہا تھا تو اس کے ساتھیوں نے کہا ایسی کون سی بات پیش آگئی ہے یہ تو معمولی سی خراش ہے تو اس نے ان سے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا کہ نہیں بلکہ میں ابی کو قتل کروں گا۔

اس کے بعد وہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس قدر مجھے چوٹ آئی ہے اگر اس قدر ذی المجاز والوں کو آتی تو سب مر جاتے۔ غرض کہ ابی مکہ جانے سے پہلے ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا اور مر گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر غریب ہے۔

اور ابن جریرؒ نے عبدالرحمٰن بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے دن تیر کمان منگوائی اور تیر قلعہ پر مارا، تیر گھستا چلا گیا تا آنکہ ابن ابی الحقیق کو مار ڈالا اور وہ اپنے بستر پر تھا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، یہ حدیث مرسل ہے، سند عمدہ مگر غریب ہے۔

مگر مشہور یہ ہے کہ یہ آیت بدر کے روز اس وقت اتری جب آپ نے کفار کی طرف ایک مٹھی بھر کر کنکریاں ماریں۔ چنانچہ ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ، نے حکیم بن حزام سے روایت کیا گیا ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو ہم نے کچھ آواز سنی۔ گویا کہ آسمان سے زمین کی طرف آئی گویا کہ وہ کنکریوں کی سی آواز ہے، جو ایک طشت میں آئیں اور رسول اکرم ﷺ نے ان کنکریوں کو پھینکا، ان ہی کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی، اسی چیز کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ ہے، ومارمیت اذ رمیت الخ اور ابوالشیخؒ نے اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، نیز ابن جریرؒ نے دوسرے طریقہ سے اسی طرح مرسل روایت نقل کی ہے۔

(۱۸) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنا تھا۔

(۱۹) اگر تم مدد طلب کرتے ہو تو مدد تو تمہارے مقابلہ میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے لیے آچکی ہے کیوں کہ ابوجہل نے لڑائی شروع ہونے اور شکست کھانے سے پہلے دعا کی تھی کہ الہ العالمین دونوں ادیان میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور جو سب سے افضل ہو اس کی مدد فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی مدد فرمائی۔

اور اگر تم قتال اور کفر سے باز آجاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

اور اگر تم رسول اکرم ﷺ سے لڑائی کی تیاری کرو گے تو پھر بدر کی طرح ہم دوبارہ تمہارا خاتمہ کر دیں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی بھی زیادہ ہو، عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

شان نزول: اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ (الخ)

حضرت امام حاکمؒ نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیرؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ دعا کرنے میں ابوجہل تھا کیوں کہ اس نے مقابلہ کے وقت کہا ''اے اللہ جو ہم میں قاطع رحم ہو اور ایسی باتیں کرتا ہو جن کا اسے علم نہ ہو اس کو ہلاک کر دے تو اس کے حق میں یہ استفتاح تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے سامنے آموجود ہوا (الخ)۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے عطیہؒ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے دعا کی اے اللہ دونوں جماعتوں میں جو زیادہ عزت وشرافت والی ہو اس کی مدد فرما۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۰) یعنی صلح کے معاملات میں حکم الٰہی اور فرمان رسول اکرم ﷺ کی خلاف ورزی مت کرو اور تم نصائح قرآنی اور امور صلح کو سن تو لیتے ہی ہو۔

(۲۱) اور اطاعت میں یا نافرمانی کرنے میں عبد دار اور نضر بن حارث وغیرہ کی طرح مت بنو، جو زبان سے دعوی اطاعت کا کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اطاعت نہیں کرتے اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا
يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ
أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ
تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا
مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾
وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ
أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم
مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾
وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ
أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾

کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے (۲۲)۔اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادّہ) دیکھتا تو اُنکو سننے کی توفیق بخشتا اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ منہ پھیر کر بھاگ جاتے (۲۳)۔مومنو! خدا اور اُس کے رسُول کا حکم قبول کرو جب کہ رسُولِ خدا تمہیں ایسے کام کے لئے بُلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اُس کے روبرو حاضر کیے جاؤ گے (۲۴)۔اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ اُنہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے (۲۵)۔اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خان و مال نہ کردیں) تو اس نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ اُس کا شکر کرو (۲۶)۔اے ایمان والو! نہ تو خدا اور اسکے رسُول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو (۲۷)۔اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے (۲۸)

تفسیر سورة الانفال آیات (۲۲) تا (۲۸)

(۲۲) کہ بدترین خلقت واخلاق کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں جو حق کی بات سننے اور کہنے سے بہرے اور گونگے ہیں اور حکم الٰہی اور توحید الٰہی کو بالکل نہیں سمجھتے۔

(۲۳) اور اگر اللہ تعالیٰ بنی عبدالدار وغیرہ میں کوئی خوبی دیکھتے تو انھیں ایمان کی دولت سے ضرور بہرہ ور فرماتے۔

اور اگر اس حالت میں ان کو ایمان کی توفیق دے دیں تو وہ ضرور اس سے روگردانی کر جائیں اور جھٹلانا شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس حالت کو بخوبی جانتے ہیں۔

(۲۴) اے جماعت رسول اکرم ﷺ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کہنے کو بجالایا کرو، جب کہ وہ تمہاری عزت وشرافت اور قتال سے زندگی بخش چیز کی طرف تمہیں بلایا کریں۔

اے مسلمانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ مومن اور اس کے قلب کے درمیان محافظ بن جاتا ہے، اس طرح کہ قلب مومن کو ایمان کے اوپر محفوظ رکھتا ہے کہ اس سے کفر سرزد نہیں ہوتا، اور کافر کے دل کو کفر ہی پر قائم رکھتا ہے کہ اسے ایمان کی دولت نصیب ہی نہیں ہوتی اور بے شک روزِ قیامت تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے وہ تمہارے اعمال کا تمہیں بدلہ دے گا۔

(۲۵) اور تم لوگ ہر ایک ایسی مصیبت سے بچو جو کہ ظالم و مظلوم سب کو شامل ہو گی۔

(۲۶) اور اگر اے مہاجرین کی جماعت اس وقت کو بھی یاد رکھو جب تم تعداد میں کم تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے، سرزمین مکہ میں اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ مکہ والے تمہیں لوٹ نہ لیں یا تمہیں قیدی نہ بنا لیں تو ہم نے تم لوگوں کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے روز تمہاری مدد کی اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور تمہیں مال غنیمت عطا فرمایا تاکہ بدر کے روز جو تمہیں نصرت اور غنیمت حاصل ہوئی اس نعمت خداوندی پر اس کا شکر کرو۔

(۲۷) نیز مروان اور ابولبابہ بن عبدالمنذر تم لوگ بنی قریظہ کو اس بات کا اشارہ کر کے کہ سعد بن معاذ کے حکم پر مت اترو دین خداوندی میں خلل مت ڈالو اور تم احکام الٰہی میں جن کی حفاظت تم پر امانت کے طور پر واجب ہے، خلل نہ ڈالو اور تم لوگ تو اس خلل کو جانتے ہی ہو۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا (الخ)

حضرت سعید بن منصورؒ نے عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابولبابہ بن عبدالمنذر کے متعلق نازل ہوئی، قریظہ والے دن ان سے بنو قریظہ نے پوچھا تھا کہ یہ کیا فیصلہ ہوگا، تو انھوں نے حلق کے اشارے سے بتا دیا تھا کہ گردنیں اڑا دی جائیں گی۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابولبابہؓ فرماتے ہیں کہ اس اشارہ کے بعد میری قوم اپنی جگہ سے نہیں ہٹی مگر میں نے اچھی طرح جان لیا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے معاملہ میں خیانت ہوگئی ہے۔

ابن جریرؒ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان مکہ معظمہ سے نکلا تو جبریل امین رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتلایا کہ ابوسفیان فلاں جگہ ہے، رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان فلاں مقام پر ہے، اس کی طرف چلو اور اس بات کو راز میں رکھو تو منافقین میں سے ایک شخص نے ابوسفیان کو اس بات کی اطلاع کر دی کہ محمد ﷺ تمہارے پیچھے آ رہے ہیں، لہٰذا اپنا بچاؤ کر لو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق میں دخل اندازی نہ کرو، یہ حدیث بہت غریب ہے اس کی سند اور متن میں کلام ہے، نیز ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ منافقین رسول اکرم ﷺ سے کسی بات کی خبر لگاتے اور پھر اس کو ظاہر کر دیتے تھے۔ مشرکین کو اس کی اطلاع ہو جاتی تھی، اس بات پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۸) اور لبابہ یہ بات بھی یاد رکھو کہ بنی قریظہ میں جو تمہارے اموال و اولاد ہیں وہ تمہارے لیے ایک آزمائش ہیں اور جہاد پر جنت میں بہت بڑا ثواب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ
لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ
سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ
مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ
ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ
فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝
وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ
عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ
اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ
تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا
اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ
وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا
فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا
فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ
فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور خدا بڑے فضل والا ہے (۲۹)۔ اور (اے محمد ﷺ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے (۳۰)۔ اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سُن لیا ہے اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں (۳۱)۔ اور جب اُنہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج (۳۲)۔ اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور وہ انہیں عذاب دے (۳۳)۔ اور (اب) اُن کے لئے کونسی وجہ ہے کہ وہ اُنہیں عذاب نہ دے جب کہ وہ مسجد محترم میں (نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولّی بھی نہیں۔ اس کے متولّی تو صرف پرہیزگار ہیں لیکن اُن میں کے اکثر نہیں جانتے (۳۴)۔ اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔ تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزا) چکھو (۳۵)۔ جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے۔ مگر آخر وہ (خرچ کرنا) اُن کے لئے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے (۳۶)۔ تاکہ خدا پاک سے ناپاک کو الگ کر دے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں (۳۷)۔ (اے پیغمبر ﷺ) کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آ جائیں تو جو ہو چکا وہ اُنہیں معاف کر دیا جائیگا اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق

جاری ہو چکا ہے (وہی اُن کے حق میں برتا جائے گا) (۳۸)۔اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے اور اگر باز آ جائیں تو خدا اُنکے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۳۹)۔اور اگر رُوگردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حامی ہے (اور) وہ خوب حامی اور خوب مددگار ہے (۴۰)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۲۹) تا (۴۰)

(۲۹) اگر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے پورے کرتے رہو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور نجات عطا فرمائے گا اور تمہارے تمام صغیرہ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور جنت کے ذریعے بڑا فضل فرمانے والے ہیں۔

(۳۰) اور جب دارالندوہ میں ابوجہل اور اس کی جماعت کے لوگ آپ کے بارے میں بڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے تو عمرو بن ہشام کہنے لگا کہ آپ کو قید کرلیں اور ابوجہل بن ہشام کا مشورہ یہ تھا کہ سب مل کر آپ کو قتل کر ڈالیں اور ابوالبختری بن ہشام کی رائے تھی کہ آپ کو جلاوطن کر دیں۔

اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ کو قتل کرنے اور ایذا پہنچانے کے بارے میں اپنی منصوبہ بندی کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بدر کے روز ان لوگوں کے قتل اور نیست و نابود ہو جانے کی سکیم فرما رہے تھے اور سب سے زیادہ اچھی سکیم اور تدبیر کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔

شان نزول: وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت اور ہر ایک قبیلہ کے شرفا دارالندوہ میں جانے کے لیے جمع ہوئے، راستہ میں ان کو شیطان ایک بہت بوڑھے شخص کی شکل میں ملا، جب ان لوگوں نے اسے دیکھا تو دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ شیطان بولا کہ میں اہل نجد کا ایک شیخ ہوں، میں نے سنا کہ تم سب لوگ جمع ہو رہے ہو تو اس لیے میں بھی آ گیا تاکہ میرے مشورہ سے تم محروم نہ ہو چنانچہ یہ ابلیس بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر چلا گیا اور جا کر کہنے لگا کہ اچھا اس شخص یعنی رسول اکرم ﷺ کے معاملہ میں غور کرو تو کسی نے کہا کہ ان کو مضبوط بیڑیوں میں قید کر کے ڈال دو، یہاں تک کہ ان پر مدت گزر جائے تو جیسا کہ پہلے شعراز ہیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے کیوں کہ یہ بھی ان ہی میں سے ہے۔

ان کی یہ تدبیر سن کر اللہ تعالیٰ کا دشمن نجدی بوڑھا نے کہا یہ تمہاری رائے ٹھیک نہیں کیوں کہ ان کے قید کی جگہ سے ان ساتھیوں تک کوئی سبیل نکل جائے گی اور وہ سب ایک دم آ کر ہجوم کر جائیں گے جس کی وجہ سے تمہارے ہاتھوں سے ان کو لے جائیں گے اور پھر تم سے ان کی حفاظت کریں گے اور تم پر وہ اطمینان نہیں کریں گے اور ان کو

تمہارے شہر سے لے جائیں گے لہٰذا اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سوچو، تو کسی نے کہا ان کو اپنے ہاں سے نکال دو اور ان سے راحت حاصل کرو کیوں کہ جب وہ تمہارے ہاں سے چلے جائیں گے تو ان کی باتیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

تو یہ نجدی بوڑھا نے کہا خدا کی قسم! یہ بھی تمہاری ٹھیک رائے نہیں ہے کیا تم ان کی زبان کی مٹھاس اور سلاست بیان اور دلوں میں اتر جانے والی باتیں نہیں سنتے ہو، خدا کی قسم اگر تم لوگوں نے ایسا کیا اور محمد ﷺ نے اپنا کلام عرب کے سامنے پیش کیا تو سب عرب ان کے گرد جمع ہو جائیں گے اور پھر سب تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں تمہارے شہر سے نکال دیں گے، تمہارے شرفاء کو قتل کر دیں گے سب نے اس رائے کو پسند کیا تو بوڑھا کہنے لگا کہ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سوچو تو ابو جہل کہنے لگا کہ اب میں ایسی رائے پیش کرتا ہوں جو تم میں سے ابھی تک کسی کو نہیں سُوجھی اور اس کے علاوہ تم دوسری رائے بھی پسند نہیں کرو گے، سب نے کہا وہ کیا رائے ہے؟ ابو جہل کہنے لگا کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک دلیر اور بہادر نوجوان کا انتخاب کر لو اور پھر ان میں سے ہر ایک نوجوان کو ایک تلوار دے دو اور اس کے بعد سب مل کر ایک ساتھ (العیاذ باللہ) آپ کو قتل کر دیں، اس طریقہ سے قتل کرنے میں آپ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس قبیلہ بنی ہاشم میں پورے قریش سے مقابلہ کی قدرت ہو گی جب بنی ہاشم یہ مشکل صورتحال دیکھیں گے تو دیت قبول کر لیں گے اور ہمیں ان سے سکون سے مل جائے گا اور ہم سے ان کی تکالیف دور ہو جائیں گی یہ سن کر نجدی بوڑھا کہنے لگا خدا کی قسم رائے صحیح ہے، اس سے بہتر اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی، چنانچہ سب اس رائے پر متفق ہو کر چلے گئے۔

دوسری طرف جبریل امینؑ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ جس بستر پر آپ رات کو آرام فرماتے ہیں، آج اس پر آرام نہ فرمائیں اور آپ کی قوم کے مکر سے آپ کو خبردار کیا گیا۔

لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے اس رات اپنے گھر میں آرام نہیں کیا اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا۔ لہٰذا چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ پر یہ آیات اتریں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے اس انعام کو جو آپ پر فرما دیا تھا یاد دلا رہا ہے یعنی اس واقعہ کا بھی ذکر کریں جب کہ کافر لوگ آپ کے متعلق تدبیریں بنا رہے تھے۔

ابن جریرؒ نے بواسطہ عبید بن عمیرؓ مطلب بن ابی وداعۃ سے روایت کیا ہے کہ ابو طالب نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم آپ کے بارے میں کیا مشورہ کر رہی ہے۔

آپ نے فرمایا وہ مجھے قید کرنے یا قتل کر ڈالنے یا جلا وطن کرنے کی تیاری کر رہی ہے، ابو طالب نے کہا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا میرے اللہ تعالیٰ نے، ابو طالب کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارا ہے ان کو نیکی کے بارے میں کہو آپ ﷺ نے کہا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کو وصیت کروں بلکہ وہ مجھے وصیت فرماتے ہیں، اس پر یہ آیت

اتری کہ اس واقعہ کو بھی یاد کیجیے (الخ)۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوطالب کا اس میں ذکر غریب بلکہ منکر ہے کیوں کہ یہ واقعہ ہجرت کی رات کو پیش آیا ہے اور ہجرت ابوطالب کے فوت ہونے کے تین سال بعد ہوئی ہے۔

(۳۱) اور جب نضر بن حارث اور اس کی جماعت کے سامنے ہمارے احکام پڑھے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ تو ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو جیسا کہ محمد ﷺ کہتے ہیں، اس جیسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں محمد ﷺ جو کچھ کہتے ہیں وہ تو پہلے لوگوں کی بے بنیاد باتیں ہیں۔

شانِ نزول: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط، طعیمۃ بن عدی اور نضر بن حارث کو قتل کروایا اور مقداد نے نضر کو قید کیا تھا جب نضر کی گردن مارنے کا آپ نے حکم فرمایا تو مقداد نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا قیدی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا، اس نے اللہ کی کتاب کے بارے میں بہت زبان درازی کی ہے اور اسی کے بارے میں یہ آیت اتری ہے تو انھوں نے اس آیت کو سن کر کہا کہ ہم نے یہ آیت سن لی ہے۔

(۳۲) اور جب نضر بن حارث نے کہا کہ اے اللہ جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں کہ تو اکیلا ہے اگر یہ واقعی درست ہے تو اس کے انکار پر ہم پر آسمان سے پتھر برسایا اور کوئی دردناک عذاب نازل کر دے۔ چنانچہ یہ نضر بن حارث بدر کے دن مارا گیا۔

شانِ نزول: وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ (الخ)

ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؓ سے اس فرمانِ الٰہی کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اتری ہے۔

(۳۳) اور اللہ تعالیٰ آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو عذاب سے ہلاک نہیں کریں گے، اس حالت میں وہ ایمان کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ اللّٰهُ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل بن ہشام نے کہا اے اللہ اگر یہ قرآن واقعی آپ کی طرف سے نازل شدہ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے یا ہم پر کوئی سخت عذاب نازل کیجیے اس

پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اللہ ایسا ہرگز نہ کریں گے کہ ان میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ان کو ایسا اجتماعی عذاب دیں۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور غُفْرَانَکَ غُفْرَانَکَ کہتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ (الخ).

ابن جریرؒ نے یزید بن رومان اور محمد بن قیس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش میں سے کچھ لوگوں نے بعض سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہمارے درمیان عزت دی ہے اے اللہ اگر یہ حق ہو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایئے، جب شام ہوئی تو اپنے اس قول پر شرمسار ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ سے لَا يَعْلَمُوْنَ تک نازل فرمائی۔

ابن جریرؒ ہی نے ابن ابزیٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(۳۴) اور جب آپ ان کے ہاں سے تشریف لے آئے تو اب ان کا کیا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک نہ کرے وہ تو حدیبیہ کے سال رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو مسجد حرام کا طواف کرنے سے بھی منع کرتے ہیں حالاں کہ وہ مسجد کے متولی بننے کے بھی مستحق نہیں، اس کے حقیقی متولی تو رسول اکرم ﷺ اور آپ کی جماعت ہے جو کہ کفر و شرک اور فواحش سے پرہیز کرتے ہیں مگر ان میں سے سب اس چیز کی خبر نہیں رکھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ (الخ)

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ آگئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کیوں کہ مسلمانوں میں سے کچھ حضرات مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے تھے۔ جب وہ حضرات بھی مکہ مکرمہ سے تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ ان کا کیا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ذرا سی سزا بھی نہ دے چنانچہ فتح مکہ کی اجازت دی گئی اور یہی وہ عذاب ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(۳۵) اور ان کی عبادت، خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی کہ سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہونے کے سبب بدر کے دن مزہ چکھو۔

شان نزول: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ (الخ)

واحدیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کافر لوگ بیت اللہ شریف کے طواف کے وقت سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت اتری اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش رسول اکرم ﷺ کو طواف میں پریشان کرتے تھے، اور آپ کا مذاق اڑاتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے اس پر یہ آیت اتری ہے۔

(۳۶) بدر کے دن ابوجہل اور اس کے لوگ یہ تیرہ آدمی زیادہ سرگرم تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین اور اطاعت خداوندی سے روکیں، سو یہ دنیا میں خرچ کرتے رہیں گے اور بالآخر یہ چیز ندامت وحسرت کا باعث ہوگی اور یہاں بھی بدر کے دن مارے جائیں گے اور مغلوب ہوں گے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الخ)

ابن اسحاقؒ نے زہریؒ اور محمد بن یحییٰ بن حبانؒ اور عاصم بن عمیر بن قتادہؒ اور حصین بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت کیا کہ جب قریش بدر کے دن شکست کھا چکے اور مکہ مکرمہ واپس آئے تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمۃ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان لوگوں کے ساتھ جن کے باپ بیٹے بدر کے دن مارے گئے تھے، ابوسفیان اور قریش کے قافلہ تجارت کے پاس گئے اور ان لوگوں سے بات چیت کی کہ اے قریش کی جماعت محمد ﷺ نے تمہیں شکست دی ہے اور تمہارے پیارے عزیزوں کو مار ڈالا ہے تو اس مال سے ان سے پھر لڑائی کرنے کے لیے ہماری مدد کرو شاید ہم اس نقصان کا مداوا کرسکیں چنانچہ وہ ایسا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اسی طرح ابن عباس ؓ سے روایت کیا گیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ اتاری۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے الحکم بن عتیبہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس نے مشرکین پر چالیس اوقیہ چاندی خرچ کی تھی۔ نیز ابن جریرؒ نے ابن ابزیٰ اور سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس نے اُحد کے دن رسول اکرم ﷺ سے لڑائی کے لیے دو ہزار حبشی کرایہ پر بلائے تھے۔

(۳۷) قیامت کے دن ابوجہل اور اس کی جماعت دوزخ میں جمع کی جائے گی تا کہ کافر مومن سے اور منافق مخلص سے اور بدکار نیکوکار سے نمایاں اور ممتاز ہو جائے تا کہ سب ناپاک آدمیوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اور جمع کر کے

دوزخ میں ڈال دے ایسے ہی لوگ انجام کے اعتبار سے گھاٹے میں ہیں۔

(۳۸) اے محمد ﷺ آپ ابوسفیان اور اس کی جماعت سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ کفر و شرک اور بتوں کی عبادت اور آپ کے ساتھ لڑائی کرنے سے رُک جائیں تو ان کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اگر یہ آپ کے ساتھ لڑائی اور دشمنی باقی رکھیں گے تو پہلے کافروں کے بارے میں قانون نافذ ہو چکا ہے کہ اولیاء اللّٰہ کی بدر کے دن اعداء اللّٰہ کے مقابلہ میں مدد کی گئی۔

(۳۹) اور مومنو! مکہ کے کافروں سے اس حد تک لڑائی کرو کہ ان میں کفر و شرک بتوں کی پوجا اور حدود حرم میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ لڑائی کا وسوسہ باقی نہ رہے اور حرم اور پرستش میں صرف دین اسلام ہی باقی رہ جائے پھر اگر یہ کفر و شرک اور بتوں کی پوجا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ قتال سے رُک جائیں تو اللّٰہ تعالیٰ خیر و شر ہر ایک سے باخبر ہے۔

(۴۰) اور اگر ایمان سے روگردانی کریں تو اے مومنو! کی جماعت یہ جان لو کہ ان کے خلاف اللّٰہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرنے والے اور معین و مددگار ہے وہ بہت ہی اچھا محافظ و مددگار اور بہت ہی عمدہ ساتھ دینے والا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لُوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہلِ قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اُس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۱)۔ جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اُتر گیا) تھا۔ اور اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معیّن (پر جمع ہونے) میں تقدیم اور تاخیر ہو جاتی۔ لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اُسے کر ہی ڈالے تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور کچھ شک نہیں خدا سنتا جانتا ہے (۴۲)۔ اُس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اُس) میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے (۴۳)۔ اور اُس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو اُن کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اُسے کر ڈالے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے (۴۴)۔ مومنو! جب (کافر کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو (۴۵)۔ اور خدا اور اُس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے (۴۶)۔ اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا اُن پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۴۷)

تفسیر سورة الانفال آيات (٤١) تا (٤٧)

(۴۱) اے مسلمانوں کی جماعت جو اموال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کے کل پانچ حصے ہیں اس میں ایک حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے اور ایک حصہ رسول اکرم ﷺ کے قرابت داروں کے لیے اور ایک حصہ یتامیٰ

بن عبدالمطلب کے علاوہ دوسرے یتیموں کا ہے اور ایک حصہ مساکین بنی عبدالمطلب کے علاوہ دوسرے مسکینوں کا ہے اور ایک حصہ کمزور محتاج مسافروں کا ہے۔ جتنا بھی ہو، رسول اکرم ﷺ کے دور میں مال غنیمت کے پانچوں حصے پانچ حصوں پر تقسیم کئے جاتے تھے۔

اول: رسول اکرم ﷺ کا اور وہی اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے۔

دوم: قرابت داروں کا کیوں کہ رسول اکرم ﷺ اپنے قرابت داروں کو پرانی نصرت کی وجہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔

سوم: یتیموں کا حصہ

چہارم: مسکینوں کا حصہ

پنجم: مسافروں کا حصہ۔

آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ کا حصہ اور وہ حصہ جو آپ قرابت داروں کو دیا کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرمان پر ساقط ہو گیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ ہر ایک نبی کو اپنی زندگی میں کھانے کھلانے کا حق ہوتا ہے، جب وہ وفات فرما جائے تو وہ حق ساقط ہو جاتا ہے، اور اس نبی کے بعد پھر کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے اپنے دورِ حکومت میں مال غنیمت کے پانچوں حصوں کو تین حصوں پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

اول: یتیموں کا حصہ

دوم: مسکینوں کا حصہ

سوم: مسافروں کا حصہ۔

اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اس چیز پر جو کہ ہم نے محمد ﷺ پر اتاری۔

یا یہ کہ یوم الفرقان کا مطلب حق اور باطل کے درمیان فرق کا دن ہے اور غزوہ بدر کا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے لیے غنیمت اور مدد کا فیصلہ فرمایا۔

اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے حق میں قتل اور شکست کھانے کا تصفیہ کیا جس دن دونوں جماعتیں یعنی رسول اکرم ﷺ کی جماعت اور ابوسفیان کی جماعت باہم مدمقابل آئیں۔

اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مدد فرمانے اور مال غنیمت دینے اور ابوجہل اور اس کی جماعت کو مارنے اور شکست دینے پر اللہ تعالیٰ کو پورے اختیارات ہیں۔

(۴۲) اے مومنوں کی جماعت جب کہ تم مدینہ منورہ سے قریب ایک گھاٹی کے اس طرف اور ابوجہل اور اس کے ساتھی مدینہ منورہ سے دور وادی کے پیچھے تھے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا قافلہ دریا کے کنارا پر اس سے تین میل دور تھا اور اگر تم مدینہ منورہ میں لڑائی کے لیے کوئی اور بات طے کرتے تو مدینہ منورہ میں اس چیز کے بارے میں

تمہارے اندر ضرور اختلاف ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ کو رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مدد اور مال غنیمت کا دینا اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا مارا جانا اور شکست کھانا منظور تھا، لہٰذا اس کی تکمیل کردی تا کہ جس کو اللہ تعالیٰ کفر پر ہلاک کرنا چاہے اس کو ہلاک فرمادے اس کے باوجود کہ رسول اکرم ﷺ کی نصرت کا اعلان ہو چکا ہو، اور اس اعلان کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے، اسے ثابت قدم رکھ دے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی مدد کے اعلان کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ کافر رکھنا چاہے وہ کافر رہے اور جس کو ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے وہ اس چیز کے بیان کے بعد بھی ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت اور تمہاری مدد کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

(۴۳) اے محمد ﷺ وہ وقت بھی یاد کیجئے جب بدر سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان لوگوں کو کم دکھایا اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ دکھلاتا تو تمہاری ہمتیں جواب دے دیتیں اور امر قتال میں تم میں جھگڑا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا وہ دلوں کی باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

(۴۴) اور اس وقت کو بھی یاد کیجئے جب بدر کے دن تم باہم مقابل ہوئے تو تمہاری نگاہوں میں کفار کو ہم تھوڑے کر کے دکھلا رہے تھے تا کہ تمہیں ان پر جرأت ہو اور اسی طرح ان کو بھی تا کہ وہ تم پر جرأت کریں تا کہ جو بات اللہ تعالیٰ کو کرنا منظور تھی، اس کو مکمل کردے یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو فتح و غنیمت دے اور ابوجہل اور اس کی جماعت کو شکست ہو اور وہ مارے جائیں اور آخرت میں تمام باتوں کے انجام اسی کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

(۴۵) اے اصحاب رسول ﷺ بدر میں جب تم لوگوں کو کفار کی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہو تو اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہو۔

(۴۶) اور دل و زبان کے ساتھ خوب تہلیل و تکبیر کرو تا کہ غصہ اور عذاب سے نجات پاؤ اور تمہاری غیبی مدد ہو۔ لڑائی کے معاملات میں اطاعت کرو اور لڑائی کے امور میں باہم اختلاف سے بچو کیوں کہ اس سے تمہاری طاقت کمزور پڑ جاتی ہے اور لڑائی میں اپنے نبی کے ساتھ صبر کرو کیوں کہ لڑائی میں صبر کرنیوالوں کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

(۴۷) اور نافرمانی میں ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو مکہ مکرمہ سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھلاتے ہوئے باہر نکلے اور یہ بھی مقصود تھا کہ لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے رسول اکرم ﷺ کے مقابلہ کے لیے نکلنے سے بخوبی آگاہ ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش جب مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف بڑھے تو گانے اور دف بجانے والیاں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور جب شیطانوں نے اُن کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔ اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، مجھے تو خدا سے ڈر لگتا ہے۔ اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے (۴۸)۔ اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے۔ اور جو شخص خدا پر بھروسا رکھتا ہے تو خدا غالب حکمت والا ہے (۴۹)۔ اور کاش تم اُس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے) ہیں کہ (اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو (۵۰)۔ یہ اُن (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا (۵۱)۔ جیسا حال فرعونیوں کا اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ) انہوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے اُن کے گناہوں کی سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ بیشک خدا زبردست (اور) سخت عذاب دینے والا ہے (۵۲)۔ یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اُسے نہیں بدلا کرتا اور اس لئے کہ خدا سنتا جانتا ہے (۵۳)۔ جیسا حال فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا)۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے (۵۴)۔ جان داروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں سو وہ ایمان نہیں لاتے (۵۵)۔ جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے (۵۶)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۴۸) تا (۵۶)

(۴۸) اور ابلیس نے ان کے لڑائی کے لیے نکلنے کو انھیں خوشنما کر کے دکھلایا اور یہ وسوسہ اور خیال دل میں ڈالا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ تم پر غالب آنے والے نہیں اور میں تمہاری مدد کروں گا۔

پھر جب مسلمانوں کی جماعتیں اور کافروں کی جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں اور ابلیس نے حضرت جبرائیل امین کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا تو واپس بھاگا اور کافروں سے کہنے لگا کہ میرا تم سے اور تمہارے قتال سے کوئی تعلق نہیں، میں جبرائیل امینؑ کو دیکھ رہا ہوں اور تم نہیں دیکھتے۔ شیطان کو اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں حضرت جبرائیلؑ اس کو پکڑ کر سب لوگوں کو اس کی صورت سے آشنا نہ کردیں کہ پھر دنیا میں اس کی کوئی اطاعت ہی نہ کرے۔

(۴۹) جو لوگ بدر سے واپس ہوگئے تھے اور جن کے دلوں میں شک اور کجی تھی اور تمام کافر کہتے تھے کہ محمد ﷺ اور ان کی جماعت کو ان کے دین وتوحید نے بھول میں ڈال رکھا ہے۔

اور جو اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے طاقتور ہیں۔

اور جو آپ پر توکل کرے اس کی نصرت فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں جیسا کہ بدر کے دن رسول اکرم ﷺ کی مدد فرمائی۔

شان نزول: اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (الخ)

طبرانیؒ نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے نبی کریم پر یہ آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ نازل فرمائی تو حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کون سی جماعت ہے اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کا تھا جب بدر کا دن ہوا اور قریش نے شکست کھائی، تو میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ان کے آثار پر ننگی تلوار سونتے ہوئے فرما رہے ہیں۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ چنانچہ یہ واقعہ غزوہ بدر کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت بھی نازل فرمائی حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ نیز یہ آیت بھی نازل فرمائی، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا رسول اکرم ﷺ نے ان کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی اس مٹھی نے ان کو گھیر لیا اور وہ مٹھی ان کی آنکھوں اور چہروں میں گھس گئی چنانچہ آدمی لڑتے وقت اپنی آنکھوں اور اپنے منہ کو صاف کرتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الخ) اور ابلیس کے بارے میں یہ آیت اتاری گئی، فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ (الخ)۔

اور غزوہ بدر کے دن عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھ کچھ اور مشرکوں نے کہا کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (الخ) اتاری۔

(۵۰۔۵۱) اے محمد ﷺ اگر آپ وہ منظر دیکھتے جب فرشتے بدر کے دن ان کافروں کی جانوں کو قبض کرتے جارہے

تھے اور ان کے چہروں اور پشتوں پر وہ مارتے جارہے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ یہ عذاب تمہارے اعمال شرکیہ کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر جرم کے کسی کو سزا نہیں دیتے۔

(۵۲) اور ان کی حالت ایسی ہے جیسی فرعون کی جماعت کی اور ان سے پہلوں کی جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی یا یہ کہ جیسا فرعون اور اس کی قوم اور ان سے پہلے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا انکار کیا، اسی طرح مکہ کے کافروں نے بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلایا اور ان کے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا کیوں کہ جب وہ پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

(۵۳) اور یہ سزا اس لیے تھی کہ اللہ نے کتاب اور رسول اور امن وسلامتی کی جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کو اس وقت تک نہیں بدلتے جبکہ وہی لوگ کفران نعمت پر نہ تل جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت کو جاننے والے ہیں۔

(۵۴) ان کی حالت فرعون کی جماعت اور ان سے پہلے والوں کی سی ہے جیسا کہ ان لوگوں نے آسمانی کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کی، اسی طرح یہ کفار مکہ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس تکذیب کی وجہ سے ہلاک کیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور یہ سب کافر تھے۔

(۵۵) یعنی بنو قریظہ وغیرہ خلقت اور اخلاق کے اعتبار سے بدترین خلائق ہیں یہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

شانِ نزول: اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ (الخ)

ابوالشیخ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کی چھ جماعتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جن میں سے "ابن التابوت" بھی ہیں۔

(۵۶) اب ان کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ بنو قریظہ سے بہت دفعہ مرتبہ وعہد لے چکے لیکن وہ ہر دفعہ بدعہدی کرتے ہیں اور اس چیز سے بالکل نہیں ڈرتے۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب نہیں کہ اُن کو (اس سے) عبرت ہو (۵۷)۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (اُن کا عہد) اُنہیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۸)۔ اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے (۵۹)۔ اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اُس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا (۶۰)۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسا رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے (۶۱)۔ اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمہیں کفایت کرے گا۔ وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی (۶۲)۔ اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر خدا ہی نے اُن میں الفت ڈال دی۔ بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ (۶۳) اے نبی ﷺ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے (۶۴)

تفسیر سورۃ الانفال آیات (۵۷) تا (٦٤)

(۵۷) آپ ان کو قید کر کے جلاوطن کر دیجیے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور اس سے نصیحت حاصل کر کے بدعہدی چھوڑ دیں۔

(۵۸) اور اگر آپ کو بنی قریظہ سے بدعہدی کا اندیشہ ہو تو آپ ان کو بتا کر وہ عہد واپس کر دیجیے بنو قریظہ وغیرہ جو عہد شکنی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

شان نزول: وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً (الخ)

ابوالشیخ نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ نے ہتھیار اتار دیے اور میں تو قوم کی تلاش میں ہوں، چلیے آپ کے پروردگار نے بنو قریظہ کے بارے میں آپ کو اجازت دی ہے اور یہ حکم نازل کیا ہے یعنی اگر آپ کو کسی قسم سے بدعہدی کا اندیشہ ہو الخ۔

(۵۹) محمد ﷺ بنی قریظہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ گئے وہ ہمارے عذاب سے بالکل نہیں بچ سکتے۔

(۶۰) تم قبیلہ بنی قریظہ وغیرہ کے لیے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو اور ان گھوڑوں سے ان کو ڈراتے رہو یہ دین اسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اور لڑائی میں تمہارے دشمن ہیں، اس قبیلہ بنی قریظہ کے علاوہ تمام عرب پر بھی یا یہ کہ تمام کفار اور جنوں پر اپنا رعب جمائے رکھو جن کی تعداد تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ ہی ان کی تعداد جاننے والا ہے۔

اور اطاعت خداوندی میں جو کچھ بھی مال تم ہتھیاروں اور گھوڑوں پر خرچ کرو گے اس کا تمہیں کو پورا پورا ثواب دیا جائے گا، تمہارے ثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۶۱) یعنی اگر بنو قریظہ صلح کی طرف مائل ہوں اور صلح کرنا چاہیں تو آپ کو بھی صلح کرنے کی اجازت ہے اور ان لوگوں کی عہد شکنی اور وفائے عہد پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی بدعہدی اور وفاء عہد کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

(۶۲) اور اگر بنو قریظہ صلح کے ذریعے سے آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کے لیے کافی ہے اسی نے اپنی غیبی امداد سے غزوۂ بدر کے دن اور قبیلہ اوس اور خزرج سے آپ کو طاقت دی۔

(۶۳) اور ان سب کے دلوں اور زبانوں کو اسلام پر جمع کر دیا اگر آپ دنیا بھر کی دولت بھی خرچ کر دیتے پھر بھی ان کے دلوں اور ان کی زبانوں میں اتفاق نہ پیدا کر سکتے مگر اللہ تعالیٰ ہی نے بذریعہ ایمان ان کے دلوں کے اندر اتفاق پیدا کر دیا وہ اپنی ملوکیت اور بادشاہت میں بہت زبردست اور اپنے حکم اور فیصلہ میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۶۴) اللہ تعالیٰ ہی آپ کے لیے کافی ہے اور اوس وخزرج ظاہراً آپ کے لیے کافی ہیں۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ (الخ)

بزارؒ نے ضعیف سند کے ساتھ بذریعہ عکرمہؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو مشرکین کہنے لگے کہ آج کے دن ہم سے آدھی قوم تقسیم ہوگئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اس روایت کے اور بھی شواہد ہیں۔

اور طبرانیؒ وغیرہ نے سعید بن جبیرؒ کے ذریعے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب 39 مرد وعورتوں نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو چالیس کی تعداد پوری ہوگئی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یعنی اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے صحیح سند کے ساتھ سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پر (36) چھتیس آدمی اور چھ عورتیں ایمان لے آئیں اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو یہ آیت اتری۔

اور ابوالشیخؒ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو ان کے اسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ
وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۚ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا
مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى
حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ۚ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَاللّٰهُ
يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ
سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ
فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ
قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ
اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ ۢ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ
كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۗ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے (۶۵)۔ اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے (۶۶)۔ پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے (۶۷)۔ اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا (۶۸)۔ تو جو مال غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۶۹)۔ اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۷۰)۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے اُن کو (تمہارے) قبضے میں کر دیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے (۷۱)۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے۔ وہ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور اُن کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو اُن کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم

ہے۔مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۷۲)۔اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا (۷۳)۔اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں لڑتے رہے اور جنھوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ان کے لیے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے (۷۴)۔اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رُو سے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے (۷۵)

تفسیر سورة الانفال آيات (٦٥) تا (٧٥)

(٦٥) غزوۂ بدر کے دن مومنین کو ترغیب دیجیے اور لڑائی پر ابھاریے کہ اگر بیس آدمی بھی لڑائی میں ثابت قدم رہے تو دوسو کفار پر غلبہ حاصل کریں گے کیوں کہ وہ حکم الٰہی اور توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے۔

شان نزول: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ (الخ)

اسحاق بن راہویہؒ نے اپنی مسند میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ایک آدمی دس سے قتال کرے تو ان پر یہ چیز ناخوشگوار گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ تخفیف فرما دی کہ ایک آدمی دو سے قتال کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اگر بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔

(٦٦) غزوۂ بدر کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی۔اب تم اپنے سے دوگنے عدد پر غالب آسکتے ہو اور جو لڑائی میں ثابت قدم رہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے والا ہے۔

(٦٧) نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ ان کے کافر قیدی باقی رہیں یہاں تک کہ ان کی خونریزی نہ کر لی جائے، غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر دنیاوی متاع چاہتے ہو، اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غالب اور اپنے دوستوں کی مدد کرنے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

شان نزول: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى (الخ)

امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے اپنی جماعت سے مشورہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر اختیار دیا ہے تو حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ ان کافروں کو قتل کر دیا جائے، آپ نے ان کی رائے سے اعراض کیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ لے لیں، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ الخ۔

نیز امام احمدؒ، ترمذیؒ اور حاکمؒ نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کو لایا گیا رسول

اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(۶۸) اگر رسول اکرم ﷺ کی امت کے لیے مال غنیمت کے حلال ہونے کے متعلق یا اہل بدر کی سعادت کے متعلق اللہ کا حکم نہ صادر ہو چکا ہوتا تو اس فدیہ سے تمہیں بڑی سزا ہوتی۔

شانِ نزول: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ (الخ)

ترمذیؒ نے ابوہریرہؓ سے رسول اکرم ﷺ کا فرمان روایت کیا ہے کہ غنیمتیں حلال نہیں تھیں اور تم سے پہلے کسی بھی جماعت کے لیے یہ حلال نہیں تھی، آسمان سے آگ آتی تھی اور وہ انہیں کھا جاتی تھی، غزوہ بدر کے دن تم لوگ اس کے حلال ہونے کے اعلان سے پہلے ہی اس میں گھس پڑے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا الخ۔

(۶۹) بس اب غزوہ بدر کے دن جو غنیمت حاصل ہوئی ہے اس کو کھاؤ اور خیانت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، غزوہ بدر کے دن فدیہ کی جو رائے تم نے دی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمانے والے ہیں۔

(۷۰) یعنی حضرت عباسؓ وغیرہ سے فرما دیجیے کہ اگر تمہارے قلوب میں ایمان معلوم ہوا تو تم سے جو فدیہ لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے دے گا اور اللہ تعالیٰ زمانہ جاہلیت کے تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا کیوں کہ جو ایمان لائے تو اس کو معاف فرمانیوالا ہے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ (الخ)

طبرانیؒ نے اوسط میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

جس وقت کہ رسول اکرم ﷺ کو میرے اسلام کی اطلاع ہوئی اور میں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ بیس اوقیہ چاندی جو میرے پاس تھی وہ آپ نے لے لی تو آپ نے اس کے بدلہ میں مجھے بیس غلام دیے، جن میں سے ہر ایک غلام میرے مال سے تجارت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرا وعدہ مغفرت کا مجھے انتظار ہے۔

(۷۱) اے محمد ﷺ اگر یہ ایمان کا اظہار کر کے خیانت کرنا چاہیں تو اس سے پہلے بھی انھوں نے ایمان نہ لا کر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن آپ کو ان پر غلبہ عطا فرما دیا ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ خیانت وغیرہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح واقف ہیں اور جو ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے اس کی حکمت کو جاننے والے ہیں۔

(۷۲) یعنی جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے دن ان کی مدد کی، یہ دونوں قسم کے لوگ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور جو ایمان تو لائے مگر مکہ مکرمہ سے انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہیں کی تو تمہارا ان کے ساتھ اور ان کا تمہارے ساتھ میراث کا کوئی تعلق نہیں ہوگا جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کرلیں۔

البتہ اگر وہ لوگ تم سے دین کے بارے میں اپنے دشمن کے خلاف مدد لینا چاہیں تو تم پر ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں تم پر مدد کرنا لازم نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم صلح کا معاہدہ ہو مگر ایسی صورت میں تم ہی کو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔

(۷۳) اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں، رشتہ داروں میں اگر اس طریقہ کے ساتھ میراث نہیں تقسیم کرو گے تو دنیا میں شرک و ارتداد قتل و خونریزی اور نافرمانی پھیلتی رہے گی۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابو الشیخؒ نے سدیؒ اور ابو مالکؒ کے ذریعہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم اپنے مشرک رشتہ داروں کے وارث ہو سکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۴) اور جو حضرات پہلے پہلے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور ہجرت کے زمانہ میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور شروع ہی سے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا اور جن حضرات نے رسول اکرم ﷺ اور ان مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اپنے ہاں ٹھہرایا اور بدر کے دن ان کی مدد کی یہ لوگ تو صدق اور یقین کے اعتبار سے ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دنیا میں ان کے گناہوں کی معافی اور جنت میں ان کے لیے بہت ہی بہترین بدلہ ہے۔

(۷۵) اور جو لوگ مہاجرین اولین کے بعد ایمان لائے اور ہجرت بھی کی اور تمہارے ساتھ دشمن سے جہاد بھی کرتے رہے تو یہ لوگ ظاہر و باطن کے اعتبار سے تم میں سے ہی شمار ہوں گے۔

اور جو لوگ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں تو وہ حسب ترتیب ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں، اس آیت سے پہلی آیت منسوخ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ میراثوں کی تقسیم اور تمہاری درستگی وغیرہ کی باتوں اور مشرکین کی عہد شکنی سے اچھی طرح واقف ہیں۔

شان نزول: وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن زبیر سے روایت کیا ہے کہ آدمی کسی کے ساتھ یہ معاہدہ کرلیتا تھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن سعدؒ نے ہشام بن عروہؒ کے ذریعہ سے عروہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت

زبیر بن عوامؓ اور کعب بن مالکؓ کے درمیان مواخات کرادی، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالکؓ کو دیکھا کہ احد کے دن ان کو زخم لگا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ انتقال کر جائیں تو یہ دنیا سے چلے جائیں گے اور ان کے گھر والے ان کے وارثوں کے لیے ہو جائیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ اس حکم کے بعد میراث رشتہ داروں کے لیے ہوگئی اور یہ مواخات کی میراث کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي
اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ
اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ
وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا
الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ
يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ
وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ
اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ
ع اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

(اے اہل اسلام اب) خدا اور اس کے رسول کی طرف سے مشرکوں سے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا بیزاری (اور جنگ کی تیاری) ہے (۱)۔ تو (مشرکو تم) زمین میں چار مہینے چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم خدا کو عاجز نہ کر سکو گے۔ اور یہ بھی کہ خدا کافروں کو رسوا کرنے والا ہے (۲)۔ اور حج اکبر کے دن خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ خدا مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی (ان سے دست بردار ہے) پس اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو (اور خدا سے مقابلہ کرو) تو جان رکھو کہ تم خدا کو ہرا نہیں سکو گے۔ اور (اے پیغمبر) کافروں کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنا دو (۳)۔ البتہ جن مشرکوں کے ساتھ تم نے عہد کیا ہو اور انہوں نے تمہارا کسی طرح کا قصور نہ کیا ہو اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہو تو جس مدت تک ان سے عہد کیا ہو اسے پورا کرو (کہ) خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (۴)۔ جب عزت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور پکڑ لو۔ اور گھیر لو۔ اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ کلامِ خدا سننے لگے۔ پھر اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ اس لئے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں (۶)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۱) تا (٦)

یہ مکمل سورت مدنی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آخری دو آیتیں مکی ہیں، اس سورت میں دو ہزار چار سو ستر کلمات اور دس ہزار حروف ہیں۔

(۱) یہ ان لوگوں سے اعلانِ برأت ہے جنھوں نے بدعہدی کی، برأت کے معنی نقض عہد کر دینا ہے۔

(۲) جن کفار کا رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عہد صلح تھا ان میں سے بعض نے بدعہدی کی چنانچہ ان میں سے بعض قبیلوں کے ساتھ تو چار مہینوں کا معاہدہ تھا اور بعض کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ کا اور بعض سے چار مہینوں سے کم کا اور بعض سے نو مہینوں کا معاہدہ تھا اور بعض قبیلے ایسے تھے کہ ان کے اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا، لہٰذا بنی کنانہ کے علاوہ جن سے نو ماہ کا معاہدہ تھا باقی سب قبیلوں نے بدعہدی کر دی۔

لہٰذا اس بدعہدی اور نقض عہد کے بعد جن قبیلوں کا معاہدہ چار مہینوں سے زیادہ یا اس سے بھی کم کا تھا آپ ﷺ نے یوم النحر سے چار مہینوں تک ان کا معاہدہ کر دیا، اسی طرح ان قبیلوں کا جن کا معاہدہ صرف چار مہینوں کا تھا ان کو بھی بدعہدی کے بعد یوم النحر سے چار مہینوں کی مہلت دے دی۔

اور جن کا نو مہینوں کا معاہدہ تھا ان کو اسی حالت پر قائم رہنے دیا اور جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ تھا ان کو یوم النحر سے اشہر حرم کے ختم ہونے تک پچاس دن کی مہلت دی گئی چنانچہ اعلان فرمادیا کہ اس معاہدہ کی وجہ سے امن کے ساتھ چار مہینے تک زمین میں چل پھر لو۔

(۳) یہ انکار کرنے والی جماعت چار ماہ کے بعد عذاب الٰہی سے جو ان کے قتل کی صورت میں ہوگا کہیں بچ کر نہیں جاسکتے اور چار ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ کافروں کو قتل کی سزا دینے والا ہے اور یہ یوم النحر کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں مشرکین کے دین اور ان کے معاہدہ سے جس کی انھوں نے بدعہدی کی ہے دست بردار ہوتے ہیں۔

پھر اگر تم لوگ کفر سے توبہ کرلو اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر ایمان اور توبہ سے روگردانی کرتے رہوگے تو تم لوگ جان لو کہ عذاب الٰہی کو تم اپنے سے الگ نہیں کرسکتے اور ماہ کے بعد قتل کی سزا جھیلوگے۔

(۴) البتہ بنی کنانہ اس سے مستثنیٰ ہیں جن سے حدیبیہ کے بعد بعد نو ماہ کا معاہدہ ہوا تھا مگر انھوں نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کی مدد کی، سو ان کی نو ماہ کی مدت معاہدہ کو پورا کردو۔

(۵) اور جب اشہر حرم پورے ہوجائیں تو اس جماعت کو جس کو صرف پچاس دن کی مہلت دی تھی، حل وحرم میں جہاں ملیں قتل کردو یا ان کو قید کرلو اور مکانوں میں باندھو اور جن رستوں پر سے یہ تجارت کے لیے آتے جاتے ہیں ان موقعوں کی تاک میں بیٹھے رہو۔

پھر اگر یہ کفر سے توبہ کرلیں اور ایمان باللہ کے قائل ہوجائیں اور پانچ وقتہ نمازیں ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اقرار کرلیں تو ان کو مکانوں سے رہا کردو کیوں کہ جو ان میں سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرنے والے ہیں اور جو توبہ پر مرجائے تو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے۔

(۶) اور جو اس زمانہ میں بغرض تلاش حق آپ سے امن طلب کرے تو اسے امن دے دیجیے تاکہ وہ آپ کی زبان مبارک سے کلام الٰہی سن لے پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو اس کو اس کے وطن جانے دے دیجیے یہ حکم اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ احکام الٰہی اور توحید الٰہی کی خبر نہیں رکھتے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷﴾ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

بھلا مشرکوں کے لئے (جنہوں نے عہد توڑ ڈالا) خدا اور اُس کے رسُول کے نزدیک عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول وقرار پر) قائم رہو بے شک خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے (۷)۔ (بھلا اُن سے عہد) کیونکر (پورا کیا جائے جب ان کا یہ حال ہے) کہ اگر تم پر غلبہ پالیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا۔ یہ مُنہ سے تو تمہیں خوش کر دیتے ہیں لیکن ان کے دل (ان باتوں کو) قبول نہیں کرتے اور ان میں اکثر نافرمان ہیں (۸)۔ یہ خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے اور لوگوں کو خدا کے رستے سے روکتے ہیں کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں بُرے ہیں (۹)۔ یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ تو رشتہ داری کا پاس کرتے ہیں نہ عہد کا اور یہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں (۱۰)۔ اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور سمجھنے والے لوگوں کے لئے ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (۱۱)۔ اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے باز آجائیں (۲۱)۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر (خدا) کے جلاوطن کرنے کا عزم مصمم کرلیا اور اُنہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے بشرطیکہ ایمان رکھتے ہو (۱۳)۔ ان سے (خوب) لڑو۔ خدا ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور رُسوا کرے گا اور تم کو اُن پر غلبہ دے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا بخشے گا (۱۴)۔ اور ان کے دلوں سے غصہ دُور کرے گا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا۔ اور خدا سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (۱۵)۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ (بے آزمائش) چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی تو خدا نے ایسے لوگوں کو متمیز کیا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیے اور خدا اور اُس کے رسُول اور مومنوں کے سوا کسی کو ولی دوست نہیں بنایا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۶)۔

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۷) تا (۱۶)

(۷) اللہ تعالیٰ تعجب کا اظہار فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے کس طرح معاہدہ قائم رہ سکتا ہے، البتہ بنی کنانہ جنھوں

نے حدیبیہ کے سال کے بعد معاہدہ کیا ہے تو جب تک یہ عہد پورا کریں تم بھی اس کو پورا کرو، اللہ تعالیٰ بدعہدی سے بچنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

(۸) اور ان لوگوں کا عہد کیسے قابل رعایت رہے گا حالاں کہ ان کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو وہ پھر تمہارے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ کسی قول وقرار کا صرف اپنی زبانی باتوں سے تمہیں یہ لوگ راضی رکھتے ہیں۔

(۹) اور ان میں سب لوگ ہی بدعہدی کے مرتکب ہونے والے ہیں۔ ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے مقابلہ میں دنیا کی متاع اور فائدہ کو اختیار کر رکھا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی فرماں برداری سے ہٹے ہوئے ہیں، یہ جو حق کو چھپا رہے ہیں یقیناً ان کا یہ عمل بہت ہی برا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۰) یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ کسی قرابت کا خیال کرتے ہیں اور نہ ہی قول وقرار کا اور اللہ سے ڈرتے نہیں ہیں۔ یہی لوگ بدعہدی وغیرہ کے ذریعہ حرام کاموں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۱۱) اگر یہ لوگ کفر سے باز آئیں اور توبہ کر کے ایمان باللہ کے قائل ہو جائیں اور پانچوں نمازوں اور ادائیگی زکوۃ کے پابند ہو جائیں تو پھر یہ لوگ تمہارے دینی بھائی ہوں گے۔

ہم سمجھدار اور یقین رکھنے والوں کے لیے قرآن حکیم میں اوامر ونواہی کا تفصیلی ذکر کرتے ہیں۔

(۱۲) اور اگر یہ مکہ والے بدعہدی کریں اور دین اسلام پر طعن وتشنیع کریں تو آئمۃ الکفر یعنی ابوسفیان وغیرہ سے خوب لڑو کیوں کہ ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں ممکن ہے کہ یہ بدعہدی سے باز آ جائیں۔

(۱۳) تم لوگ مکہ والوں سے کیوں نہیں لڑتے، جنھوں نے اپنے ان معاہدوں کو جو کہ تمہارے اور ان کے درمیان تھے توڑ ڈالا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے قتل کرنے کی تجویز کی، چنانچہ وہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے، انھوں نے پہلے عہد شکنی کی ہے کہ اپنے خلفاء بنی بکر کی رسول اکرم ﷺ کے خلفاء بنی خزاعہ کے خلاف مدد کی۔

(۱۴) اے مسلمانوں کی جماعت کیا ان سے لڑنے میں ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی میں ان سے ڈرا جائے ان سے تلواروں کے ساتھ لڑو، اللہ تعالیٰ ان کو شکست دے کر ذلیل کرے گا اور تمہیں غلبہ عطا فرمائے گا اور ان کے خلاف بنی خزاعہ کے دلوں کو خوشی عطا فرمائے گا کہ فتح مکہ کے دن تھوڑی سی دیر کے لیے حرم میں ان کے لیے قتال حلال ہو جائے گا۔

شان نزول: قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ (الخ)

ابوالشیخؒ نے حضرت قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت بنو خزاعہ کے قبیلے

کے بارے میں اتری ہے جس وقت وہ بنو بکر کو مکہ مکرمہ میں قتل کر رہے تھے اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ آیت بنو خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۵) اور ان کے دلوں کی جلن کو دور کرے گا اور ان میں سے جو توبہ کرے گا، اس پر توجہ فرمائیں گے اور جس نے توبہ کی اور جس نے توبہ نہیں کی سب سے اللہ تعالیٰ باخبر ہیں اور جو ان کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکمت والے ہیں یا یہ کہ ان کے قتل اور ان کی شکست کا فیصلہ فرمایا ہے۔

(۱۶) اے مسلمانوں کی جماعت کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا اور تمہیں جہاد کا حکم نہیں دیا جائے گا حالاں کہ ابھی ظاہری طور پر تو اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کو دیکھا ہی نہیں اور جنھوں نے کافروں کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو اور اللہ تعالیٰ جہاد وغیرہ میں نیکی اور برائی ہر ایک چیز کو دیکھنے والا ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

مشرکوں کو زیبا نہیں کے خدا کی مسجدوں کو آباد کریں جب کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے سب اعمال بے کار ہیں۔ اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (۱۷)۔ خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہی لوگ اُمید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں (۱۸)۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اُس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ خدا کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۱۹)۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں۔ اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں (۲۰)۔ اُن کا پروردگار اُن کو اپنی رحمت اور خوشنودی کی اور بہشتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں اُن کے لیے نعمت ہائے جاودانی ہے (۲۱)۔ (اور وہ) اُن میں ابدالآباد رہیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے ہاں بڑا صلہ (تیار) ہے (۲۲)۔ اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو اُن سے دوستی نہ رکھو اور جو اُن سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں (۲۳)

تفسیر سورة التوبة آیات (۱۷) تا (۲۲)

(۱۷) شرک کرنے والوں کی یہ لیاقت نہیں، کیوں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر کا قرار کرتے ہیں ان کے زمانہ کفر کی تمام نیکیاں برباد ہو گئیں ان لوگوں کو دوزخ میں نہ موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے باہر نکالے جائیں گے۔

(۱۸) مسجد حرام کو آباد کرنا تو ان ہی لوگوں کا کام ہے جو بعث بعد الموت پر ایمان لاتے ہیں اور پانچوں نمازیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے ہیں تو ایسے لوگ یقیناً اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی حجت کو پالیں گے۔

(۱۹) یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جسے بدر کے دن قید کرلیا گیا تھا اس نے حضرت علی ﷛ یا بدرین میں سے کسی پر فخریہ یہ اظہار کیا کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں اور فلاں فلاں کام کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے حجاج کو پانی پلانے کو اس شخص یعنی بدری کے عمل کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہو، یہ اعمال ثواب اور (وہ حضرات) اطاعت خداوندی میں برابر نہیں ہوسکتے اور اللہ تعالیٰ مشرکوں کو جو کہ بذات خود اس کے اہل نہیں ہوتے اپنے دین کی سمجھ نہیں دیتا۔

شان نزول: اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے علی بن ابی طلحہؒ کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباس ﷛ غزوہ بدر کے دن جب قید کرلیے گئے تو انھوں نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ہم سے اسلام ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کی بنا پر سبقت لے گئے ہو تو ہم بھی مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں اور حجاج کو پانی پلاتے اور غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام مسلم ؒ ابن حبانؒ اور ابوداؤدؒ نے نعمان بن بشیر ﷛ سے روایت کیا ہے کہ میں صحابہ کرام ﷛ کی کچھ جماعت میں رسول اکرم ﷺ کے منبر کے پاس تھا تو ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اسلام کے بعد اگر صرف میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں اور کوئی بڑی نیکی نہ کروں تو میرے لیے یہی کافی ہے، دوسرا کہنے لگا نہیں بلکہ مسجد حرام کی خدمت بڑی نیکی ہے اور تیسرے صاحب کہنے لگے کہ جن نیکیوں کا تم نے ذکر کیا ہے ان سب سے بڑھ کر نیکی جہاد فی سبیل اللہ ہے، حضرت عمر ﷛ نے ان سب کو ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے منبر کے قریب آوازیں مت اونچی کرو اور یہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔

لیکن جب میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھ چکا تو میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جن باتوں میں ہمارے درمیان اختلاف ہو رہا تھا ان کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور فریابی نے علامہ ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عباس ؓ سے فرمایا اے چچا آپ ہجرت کیوں نہیں کرتے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کیوں نہیں آجاتے، اس پر حضرت عباس ؓ نے فرمایا کیا آپ مسجد آباد کرتے ہیں اور بیت اللہ کی نگرانی کرتے ہیں چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور ایک قوم سے کہا کہ تم لوگ ہجرت کیوں نہیں کر لیتے اور رسول اکرم ﷺ کے پاس کیوں نہیں آجاتے وہ کہنے لگے ہم اپنے بھائیوں قبیلوں اور گھروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اخیر تک یہ آیات نازل فرمائیں، قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ (الخ) اور عبدالرزاق نے شعبی سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن جریر ؒ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ طلحہ بن شیبہ اور حضرت عباس ؓ اور علی بن ابی طالب نے آپس میں فخر کیا طلحہ کہنے لگا میں بیت اللہ والا ہوں، میرے پاس بیت اللہ کی چابی ہے، حضرت عباس ؓ بولے میں صاحب سقایہ اور اس کا نگران ہوں حضرت علی ؓ نے فرمایا میں نے لوگوں سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے اور میں صاحب جہاد ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ تمام آیات نازل فرمائیں۔

(۲۰) بے شک جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ آگئے اور اطاعت خداوندی میں اپنے مال و دولت خرچ کیے اور جہاد کیا وہ بمقابل اہل سقایہ اور اہل عمارت وغیرہ کے درجہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے ہیں اور ان ہی حضرات نے جنت کے ذریعے کامیابی حاصل کی اور دوزخ سے مکمل نجات حاصل کی ہے۔

(۲۱) ان کا پروردگار ان کو عذاب سے نجات اور بڑی رضامندی اور خوشنودی کی اور جنت کے باغوں اور اس کی ابدی نعمتوں کی خوشخبری دیتا ہے۔

(۲۲) اور ان حضرات کو نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے، اللہ کے پاس ایسے شخص کے لیے جو اس پر ایمان لائے اجر عظیم ہے۔

(۲۳) اور جو کافر رشتہ دار مکہ مکرمہ میں ہیں، اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز سمجھیں تو ان کو رفیق مت بناؤ اور جو ان کے ساتھ رفاقت رکھیں گے وہ ان ہی جیسے کافر ہیں۔

یا یہ کہ اے مومنو! اپنے ان مسلمان والدین اور بھائیوں کو جو مکہ مکرمہ میں ہیں اور تمہیں ہجرت سے روکتے ہیں، ان کو مدد میں اپنا رفیق مت بناؤ اگر وہ دارالکفر یعنی مکہ مکرمہ کو دارالایمان یعنی مدینہ منورہ سے عزیز سمجھیں اور جو تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

قُلْ اِنْ
كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ
وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا
وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۟ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ
فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۟ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ
تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۟
ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ
نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ
وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ
اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۟ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ
صٰغِرُوْنَ ۟

کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو خدا اور اُس کے رسُول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھیرے رہو یہاں تک کہ خدا کا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۲۴)۔ خدا نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور (جنگ) حُنین کے دن جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر غرہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے (۲۵)۔ پھر خدا نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (۲۶)۔ (آسمان سے اُتارے اور کافروں کو عذاب دیا اور کفر کرنیوالوں کی یہی سزا ہے (۲۶)۔ پھر خدا اس کے بعد جس پر چاہے مہربانی سے توجہ فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۷)۔ مومنو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ کے پاس جانے نہ پائیں اور اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہو تو خدا چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ بے شک خدا سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (۲۸)۔ جو لوگ اہلِ کتاب میں سے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اُس کے رسُول نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں (۲۹)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۲٤) تا (۲۹)

(۲۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تمہارے یہ رشتہ دار اور تمہاری وہ قوم جو مکہ مکرمہ میں ہے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس میں مدینہ منورہ میں نکاسی نہ ہونے کا تمہیں اندیشہ ہو اور وہ مکانات جن میں رہائش کو تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمام چیزیں تمہیں اطاعت الٰہی اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو عذاب الٰہی یعنی فتح مکہ کے دن قتل ہونے کا انتظار کرو اور پھر اسکے بعد ہجرت کرتے پھرو اور اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جو اس کے دین کے اہل نہیں ہوتے اپنے دین تک نہیں پہنچاتا۔

(۲۵) قتال کے وقت بہت سے غزوات میں تمہیں غلبہ دیا اور خاص طور پر حنین کے دن بھی جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے جب کہ تمہیں اپنی جماعت پر جو کہ دس ہزار تھی جس کی زیادتی پر تمہیں غرور ہو گیا تھا مگر یہ زیادتی شکست سے روک نہ سکی اور خوف سے زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو گئی اور پھر تم دشمن سے جس کی تعداد چار ہزار تھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

شان نزول: وَيَوْمَ حُنَيْنٍ (الخ)

امام بیہقیؒ نے دلائل میں ربیع بن انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حنین کے دن ایک شخص نے کہا کہ ہم کسی سے مغلوب نہیں ہوں گے اور صحابہ کرام ؓ تعداد میں بارہ ہزار تھے، رسول اکرم ﷺ کو یہ بات بری لگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۶) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تسلی نازل فرمائی اور آسمان سے تمہاری مدد کے لیے فرشتے اتارے اور مالک بن عوف وہمانی کی قوم اور کنانہ بن عبد یالیل ثقفی کی قوم کو قتل وشکست کا عذاب دیا ان لوگوں کی یہی سزا ہے۔

(۲۷) پھر اس قتال اور شکست کے بعد جس نے ان میں سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والے ہیں۔

(۲۸) مشرک عام برأت یعنی یوم النحر کے بعد حج اور طواف کے لیے نہ آئیں اور اگر تمہیں اس حکم کے اجراء میں فقر ومفلسی کا ڈر ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے طریقہ سے اپنا رزق خاص عطا فرمائے گا اور بکر بن وائل کی تجارت سے تمہیں مالا مال کر دے گا وہ تمہاری روزیوں کو جاننے والا اور جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ مشرکین بیت اللہ آیا کرتے اور اپنے ساتھ کھانے کی چیزیں بھی لاتے تھے اور وہاں تجارت کرتے جب ان کو بیت اللہ آنے سے روک دیا گیا تو مسلمان کہنے لگے کہ اب کھانے پینے کی چیزیں کہاں سے آئیں گی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تمہیں مفلسی اور ناداری کا اندیشہ ہو (الخ)۔

ابن جریرؒ نے اور ابوالشیخؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت نازل ہوئی اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ تو مسلمانوں پر یہ حکم طبعی طور پر شاق گزرا اور کہنے لگے کہ کھانے کی چیزیں اور دوسرے سامان ہمارے پاس کون لے کر آئے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً (الخ) نیز اسی طرح عکرمہ، عطیہ، عوفی، ضحاک اور قتادہ ؓ وغیرہ سے روایات نقل کی گئی ہیں۔

(۲۹) اور جو جنت کی نعمتوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے اور توریت میں جن چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے ان کو حرام نہیں سمجھتے اور نہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی توحید کے قائل ہو کر جھکتے ہیں اب اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ وہ یہود ونصاریٰ ہیں ان لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک کہ وہ ماتحت اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور نہ کر لیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ
النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ
يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ
اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى
اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ
الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا
فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ
هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝
اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ
كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ
اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا
فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا
يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝
اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِــُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ
اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور یہود کہتے ہیں عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں مسیح خدا
کے بیٹے ہیں۔ یہ اُن کے مُنہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی طرح کی
باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی ان ہی کی ریس کرنے لگے ہیں خدا ان کو
ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں (۳۰)۔ اُنہوں نے اپنے علماء
اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا حالانکہ اُن کو یہ حکم
دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے
سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک
ہے (۳۱)۔ یہ چاہتے ہیں خدا کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر)
بجھا دیں۔ اور خدا اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ
کافروں کو بُرا ہی لگے (۳۲)۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو
ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام
دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں (۳۳)۔ مومنو!
(اہل کتاب کے) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے
ہیں اور (اُن کو) راہِ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع
کرتے اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ہیں اُن کو اُس
دن کے عذاب الیم کی خوشخبری سنا دو (۳۴)۔ جس دن وہ (مال)
دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان
(بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور (کہا
جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع
کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو (۳۵)۔ خدا کے نزدیک مہینے
گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور
زمین کو پیدا کیا۔ کتاب خدا میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے
ہوئے) ہیں ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں یہی دین (کا)
سیدھا (رستہ) ہے تو ان (مہینوں) میں (قتال ناحق سے) اپنے
آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب
کے سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیز گاروں کے
ساتھ ہے (۳۶)۔ امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں
اضافہ کرتا ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں ایک سال تو

اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام۔ تاکہ ادب کے مہینوں کی جو خدا نے مقرر کیے ہیں گنتی پوری کرلیں۔ اور جو خدا نے منع کیا ہے اُس کو جائز کرلیں۔ ان کے بُرے اعمال اُن کو بھلے دکھائی دیتے ہیں اور خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۳۷)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۳۰) تا (۳۷)

(۳۰) یعنی مدینہ منورہ کے یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نجران کے عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے یہ ان کی زبانی باتیں ہیں جو ان سے پہلے لوگوں یعنی کفار مکہ کے مشابہ ہیں۔

کیوں کہ وہ بھی اللہ معاف کرے اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ لات، عزیٰ اور منات خدا کی بیٹیاں ہیں اسی طرح یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور نصاریٰ میں سے بعض حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک اور بعض بعینہ خدا اور بعض تین میں ایک کہتے ہیں خدا ان لوگوں پر اپنی لعنت نازل فرمائے یہ خدا پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔

شانِ نزول : وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (الخ)

جناب ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان بن اوفی اور محمد بن وحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن صیف یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم کس طرح آپ کی پیروی کریں حالاں کہ آپ نے ہمارے قبلہ کو چھوڑ دیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو آپ خدا کا بیٹا بھی نہیں کہتے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہودیوں نے کہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔

(۳۱) ان یہودیوں نے اپنے علماء کو اور عیسائیوں نے اپنے مشائخ کو رب بنا رکھا ہے، معصیت خداوندی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ایک اعتبار سے خدا بنا رکھا ہے حالاں کہ ان کو تمام آسمانی کتب میں صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کریں۔

(۳۲) یہ چاہتے ہیں کہ دین الٰہی کو اپنے جھوٹ اور اپنی زبان درازیوں سے مٹا ڈالیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب تک کہ اپنے دین اسلام کو وہ غالب نہ کردے گو کہ کفار کو یہ چیز ناگوار گزرے۔

(۳۳) اس ذات نے رسول اکرم ﷺ کو قرآن وایمان اور دین اسلام یعنی شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دے کر بھیجا تاکہ قیام قیامت تک دین اسلام کو تمام سابقہ دینوں پر غلبہ دے دے اگرچہ مشرکین اس سے کتنے ہی ناخوش ہوں۔

(۳۴) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو اکثر علماء یہود اور مشائخ نصاریٰ رشوت اور حرام کا مال کھاتے ہیں اور دین الٰہی اور اطاعت الٰہی سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔

اور جو لوگ سونا چاندی کو جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان خزانوں کو اطاعت خداوندی میں خرچ نہیں کرتے اور اس

مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، اے محمد ﷺ آپ انھیں دردناک سزا کی خبر سنا دیجیے۔

(۳۵) جو کہ اس دن واقع ہوگی جب ان کو ان خزانوں یا آگ پر ڈال کر تپایا جائے گا اور پھر ان خزانوں سے ان کی پیشانیوں وغیرہ کو داغا جائے گا اور ان کو یہ بتلا دیا جائے گا کہ یہ اس کی سزا ہے جو تم لوگ دنیا میں اپنے لیے مال جمع کر رکھتے تھے، سو اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

(۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں سال کا شمار مہینوں کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی سال کے بارہ مہینے جن میں زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے، ابتدا آفرینش ہی سے ان مہینوں میں سے چار خاص مہینے یعنی رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم احترام کے مہینے ہیں یہ حساب اس طریقہ پر مستقیم ہے، جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں ہوتی۔ لہٰذا تم ان مہینوں یا ان خاص احترام کے مہینوں میں نافرمانی کر کے اپنا نقصان نہ کرنا۔

اور ان تمام مشرکین سے حل و حرم میں ہر جگہ لڑو، جیسے وہ تم سے لڑے اور اے مسلمانو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو کفر و شرک اور فواحش اور بدعہدی اور اشہر حرام میں قتال کرنے سے بچتے ہیں۔

(۳۷) اور نیز ماہ محرم کو صفر تک موخر کر دینا یہ نافرمانی اور کفر میں زیادتی ہے جس سے عام کفار غلطی میں پڑ جاتے ہیں۔

چنانچہ وہ محرم کو کسی سال حلال سمجھ کر اس میں قتال کر لیتے ہیں اور کسی سال اسے حرام سمجھ کر اس میں قتال نہیں کرتے، چنانچہ جب وہ ماہ محرم کو حلال کرتے ہیں تو اس کے بدلے صفر کو حرام کر لیتے ہیں تاکہ چار محترم مہینوں کی گنتی پوری ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں، ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو توفیق نہیں دیتا جو اس کا اہل نہیں ہوتا اور یہ کارگزاریاں نعیم بن ثعلبہ نامی ایک شخص کیا کرتا تھا۔

شان نزول: اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ (الخ)

ابن جریر نے مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کافر سال کے تیرہ مہینے بنا لیتے تھے، چنانچہ محرم کو صفر بنا کر اس میں حرام چیزوں کو حلال کر لیتے تھے، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ
اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا
وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ
لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾
اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ
وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ
لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۱۲

مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کے لیے نکلو) تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین میں گرے جاتے ہو (یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو۔ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں (۳۸)۔ اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۳۹)۔ اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو خدا اُن کا مددگار ہے۔ (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب ان کو کافروں نے گھر سے نکال دیا (اُس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسُول اللہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو خدا نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے۔ اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے (۴۰)۔ تم سبکبار ہو یا گراں بار (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آؤ اور خدا کے رستے میں مال و جان سے لڑو۔ یہی تمہارے حق میں اچھا ہے بشرطیکہ تم سمجھو (۴۱)۔ اگر مال غنیمت سہل الحصول اور سفر بھی ہلکا سا ہوتا تو تمہارے ساتھ (شوق سے) چل دیتے لیکن مسافت ان کو دور (دراز) نظر آئی (تو عذر کریں گے) اور خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو آپ کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے یہ (ایسے عذروں سے) اپنے تئیں ہلاک کر رہے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (۴۲)

تفسیر سورة التوبة آيات (۳۸) تا (۴۲)

(۳۸۔۳۹) اے جماعت صحابہ ﷺ تمہیں کیا ہوا کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطاعت خداوندی یعنی غزوۂ تبوک میں جاؤ تو تم زمین پر لگے جاتے ہو کیا تم لوگوں نے آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی ہے حقیقت میں دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں۔ یعنی اگر تم اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں سخت سزا دیں گے اور تمہارے بجائے تم سے بہترین اور زیادہ اطاعت کرنے والی قوم پیدا کرے گا۔ اور تمہارا جہاد کے لئے نہ نکلنا دین الٰہی کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ عذاب دینے اور تبدیل کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب فتح مکہ اور حنین کے بعد غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔

گرمیوں کے زمانہ میں جب پھل پک رہے تھے اور سایوں کی حاجت تھی، اس وقت جہاد میں جانے کا حکم ہوا تو ان کو ذرا مشکل لگا تو یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی کہ تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے نکل کھڑے ہو۔

شانِ نزول: اِلَّا تَنْفِرُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے نجدہ بن نفیعؒ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائل عرب کو جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا تو ان پر گراں گزرا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لہٰذا بارش بند ہوگئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

(۴۰) اگر تم لوگ غزوۂ تبوک میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکل کر آپ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تو آپ ﷺ کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے، جب کہ مکہ کے کافروں نے آپ ﷺ کو جلاوطن کیا تھا جب کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ دونوں غار میں موجود تھے اور رسول اکرم ﷺ ابوبکر صدیق ؓ سے فرما رہے تھے، اے ابوبکرؓ کچھ غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر تسلی نازل فرمائی۔ بدر، احزاب اور حنین کے دن ملائکہ کے لشکر سے آپ ﷺ کو قوت بخشی اور کافروں کے دین کو مغلوب اور ذلیل کیا اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے دوستوں کی مدد فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۴۱) یعنی اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے بوڑھے اور جوان یا یہ کہ تھوڑے مال کے ساتھ اور زیادہ مال کے ساتھ نکل کھڑے ہو اور اطاعت خداوندی میں جہاد کرو، یہ جہاد بیٹھے رہنے سے بہتر ہے بشرطیکہ تم اس کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہو۔

شانِ نزول: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ بیمار تھے اور کچھ بوڑھے تو ان میں سے کچھ کہنے لگے کہ ہم گنہگار نہیں ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۴۲) اگر غنیمت ملنے کی توقع ہوتی اور سفر بھی آسان ہوتا تو یہ منافق بخوشی غزوۂ تبوک کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑتے مگر ان کو تو شام تک سفر کرنا پڑتا ہے۔

اور ابھی جب تم لوگ غزوہ تبوک سے واپس آؤ گے تو یہ منافقین عبداللہ بن اُبی اور جد بن قیس، اور معتب بن قشیر جو غزوہ تبوک سے رہ گئے خدا کی قسمیں کھائیں گے، کہ اگر ہمارے پاس سامان اور سواری ہوتی تو ہم ضرور غزوہ تبوک کے لیے نکلتے۔ یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر خود اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے، کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں، کیونکہ یہ جہاد پر جانے کی طاقت رکھتے تھے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

خدا تمہیں معاف کرے تم نے پیشتر اس کے کہ تم پر وہ لوگ بھی ظاہر ہو جاتے جو سچے ہیں اور وہ بھی تمہیں معلوم ہو جاتے جو جھوٹے ہیں اُن کو اجازت کیوں دی؟ (۴۳)۔ جو لوگ خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تم سے اجازت نہیں مانگتے کہ (پیچھے رہ جائیں بلکہ چاہتے ہیں کہ) اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور خدا ڈرنے والوں سے واقف ہے (۴۴)۔ اجازت وہی لوگ مانگتے ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور اُن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ سو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں (۴۵)۔ اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اُس کے لیے سامان تیار کرتے لیکن خدا نے اُن کا اُٹھنا (اور نکلنا) پسند نہ کیا تو اُن کو ہلنے جُلنے ہی نہ دیا اور (اُن سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی اُن کے ساتھ بیٹھے رہو (۴۶)۔ اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو تمہارے حق میں شرارت کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں اُن کے جاسوس بھی ہیں اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے (۴۷)۔ یہ پہلے بھی طالبِ فساد رہے ہیں اور بہت سی باتوں میں تمہارے لئے اُلٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور خدا کا حکم غالب ہوا اور وہ بُرا مانتے ہی رہ گئے (۴۸)۔ اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے تو اجازت ہی دیجیے۔ اور آفت میں نہ ڈالیے۔ دیکھو یہ آفت میں پڑ گئے ہیں اور دوزخ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (۴۹)۔ (اے پیغمبر) اگر تم کو آسائش حاصل ہوتی ہے تو اُن کو بُری لگتی ہے۔ اور اگر کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی (درست) کر لیا تھا۔ اور خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں (۵۰)۔ کہہ دو کہ ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہو۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو خدا ہی کا بھروسا رکھنا چاہیے (۵۱)

تفسیر سورة التوبة آیات (٤٣) تا (٥١)

(۴۳) اے نبی اکرم ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا، لیکن آپ نے ان منافقین کو شرکت نہ کرنے کی اتنی

جلدی کیوں اجازت دے دی، جب تک کہ آپ کے ساتھ نکل کر ایمان والوں کی سچائی ظاہر نہ ہو جاتی، اور آپ ﷺ جھوٹے لوگوں کے ایمان کو معلوم کر لیتے کہ وہ بغیر آپ ﷺ کی اجازت کے جہاد سے رہ گئے۔

شانِ نزول: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عمرو بن میمون ازدی سے روایت کیا ہے کہ دو باتیں رسول اکرم ﷺ نے ایسی کیں جن میں اللّٰہ کی طرف سے اس وقت تک کوئی صاف حکم نہیں دیا گیا تھا ایک تو منافقین کو عدم شرکت کی اجازت دے دی اور دوسری غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے لیا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو معاف تو فرمادیا لیکن (حیرت سے دریافت کیا کہ) آپ نے ان کو اجازت کیوں دی تھی۔

(۴۴) غزوہ تبوک کے بعد جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے کامل مومن ہیں، وہ جہاد نہ کرنے کی آپ سے کبھی رخصت نہ لیں گے اور اللّٰہ تعالیٰ کفر و شرک سے بچنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

(۴۵) البتہ وہ لوگ جہاد میں نہ جانے کی رخصت مانگتے ہیں جو مومن نہیں اور ان کے دل میں کجی ہے سو وہ اپنے شکوک میں حیران ہیں۔

(۴۶) اور اگر یہ منافق غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے ساز و سامان اور کچھ ہتھیار تو تیار کرتے لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے ایسے مفسدوں کا غزوۂ تبوک میں آپ کے ساتھ جانا پسند ہی نہیں کیا، لہٰذا ان کو جانے کی توفیق ہی نہیں بخشی اور بحکم تکوینی یوں کہہ دیا کہ جو بغیر عذر کے شرکت نہیں کرتے تم بھی ان ہی کے ساتھ دھرے رہو، یہ چیز ان کے دلوں میں خود تھی۔

(۴۷) اور اگر یہ آپ کے ساتھ شرکت کر بھی لیتے تو اور دگنا شر و فساد برپا کرتے اور تمہارے درمیان اونٹوں پر شر و فساد اور ذلت و عیب جوئی کرنے کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور اب بھی تمہارے ساتھ ان کافروں کے جاسوس موجود ہیں اور ان منافقوں یعنی عبداللّٰہ بن اوبی اور اس کے ساتھیوں کو اللّٰہ تعالیٰ خوب سمجھے گا۔

(۴۸) ان لوگوں نے تو غزوۂ تبوک سے پہلے بھی فتنہ پھیلانا چاہا تھا اور آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لیے کافی تدابیر کرتے رہے یہاں تک کہ مومنین کی کثرت ہوگئی اور دین اسلام کا غلبہ ہو گیا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔

(۴۹) اور ان منافقین میں سے جدی بن قیس ایسا ہے جو گھر رہنے کی اجازت مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ روم کی لڑکیوں کی خرابی میں مجھے نہ ڈالیے، حالاں کہ خود یہ لوگ شرک و نفاق کی خرابیوں میں مبتلا ہیں اور قیامت کے دن دوزخ ان کو گھیر لے گی۔

شانِ نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ (الخ)

طبرانی ؒ ابونعیم ؒ اور ابن مردویہ ؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ ﷺ نے جدی بن قیس سے بھی شرکت کے لیے کہا وہ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں عورتوں والا آدمی ہوں، جس وقت میں بنی اصغر کی عورتوں کو دیکھوں گا تو فتنہ میں پڑ جاؤں گا، لہٰذا مجھے جہاد میں نہ جانے کی اجازت دیجیے اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان میں ایک شخص ایسا ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دے دیجیے الخ۔

(٥٠) اگر آپ ﷺ کو غزوہ بدر کی طرح فتح و غنیمت پیش آتی ہے تو وہ ان منافقین کے لیے غم کا سبب ہوتی ہے اور اگر آپ ﷺ پر غزوہ اُحد کی طرح قتل و ہزیمت کا کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو یہ منافقین یعنی عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس حادثہ کے پیش آنے سے پہلے ہم نے ساتھ نہ دے کر اپنی حفاظت کر لی تھی اور یہ کہہ کر غزوہ اُحد کے دن رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو جو حادثہ پیش آیا، خوشی خوشی جہاد سے واپس چلے آتے ہیں۔

شانِ نزول: اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو منافقین مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور انہوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی تھی وہ لوگوں کو نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے بُری بُری خبریں بیان کرتے تھے اور اس بات کی اشاعت کرتے تھے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سفر میں بہت ہی مشقت میں پڑ گئے اور ہلاک ہو گئے جب ان لوگوں کی تکذیب اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عافیت معلوم ہوگئی تو ان لوگوں کو بہت شاق اور ناگوار گزرا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

(٥١) اے محمد ﷺ آپ ان منافقین سے فرما دیجیے کہ ہم کو جو اللہ نے ہمارے لیے مقدر فرما دیا ہے وہی حادثہ پیش آتا ہے وہی ہمارا مالک ہے اور مومنوں کو تو اپنے سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد رکھنے چاہئیں۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَآ إِلَّآ إِحْدَى ٱلْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ
نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ ٱللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِۦٓ
أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوٓا۟ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ
أَنفِقُوا۟ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنتُمْ
قَوْمًا فَٰسِقِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَٰتُهُمْ
إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَبِرَسُولِهِۦ وَلَا يَأْتُونَ ٱلصَّلَوٰةَ
إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَٰرِهُونَ ﴿٥٤﴾
فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَٰلُهُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم
بِهَا فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿٥٥﴾
وَيَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ
قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَـًٔا أَوْ مَغَٰرَٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا
لَّوَلَّوْا۟ إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ
فِى ٱلصَّدَقَٰتِ فَإِنْ أُعْطُوا۟ مِنْهَا رَضُوا۟ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا۟
مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا۟ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ
وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ سَيُؤْتِينَا ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ
وَرَسُولُهُۥٓ إِنَّآ إِلَى ٱللَّهِ رَٰغِبُونَ ﴿٥٩﴾ ۞ إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ
وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى
ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۖ
فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ ٱلَّذِينَ
يُؤْذُونَ ٱلنَّبِىَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ
يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟
مِنكُمْ ۚ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ ٱللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾

کہہ دو کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے) تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں (۵۲)۔ کہہ دو کہ تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ تم نافرمان لوگ ہو (۵۳)۔ اور اُن کے خرچ (اموال) کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوا اس کے کہ اُنہوں نے خدا سے اور اُس کے رسول سے کفر کیا اور نماز کو آتے ہیں تو سست و کاہل ہو کر اور خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے (۵۴)۔ تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا۔ خدا چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں (۵۵)۔ اور خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں (۵۶)۔ اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعہ) یا غار و مغاک یا (زمین کے اندر) گھسنے کی جگہ مل جائے تو اسی طرف رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں (۵۷)۔ اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات میں تم پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ اگر ان کو اس میں سے (خاطر خواہ) مل جائے تو خوش رہیں اور اگر (اس قدر) نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جائیں (۵۸)۔ اور وہ اگر اس پر خوش رہتے جو خدا اور اُس کے رسول نے اُن کو دیا تھا اور کہتے کہ ہمیں خدا کافی ہے اور خدا اپنے فضل سے اور اُس کے پیغمبر (اپنی مہربانی سے) ہمیں (پھر) دے دیں گے اور ہمیں تو خدا ہی کی خواہش ہے (تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا) (۵۹)۔ صدقات (یعنی زکوٰۃ اور خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۶۰)۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) کان (ہے تو) تمہاری بھلائی کے لئے وہ خدا کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے۔ اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہے اور جو لوگ رسول خدا کو رنج پہنچاتے ہیں اُن کے لئے عذاب الیم (تیار) ہے (۶۱)

تفسیر سورة التوبة آیات (٥٢) تا (٦١)

(٥٢) اے محمد ﷺ آپ ان منافقوں سے فرما دیجیے کہ تم ہمارے لیے فتح وغنیمت یا قتل وشہادت میں سے کسی ایک کے منتظر رہتے ہو اور ہم اس کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہلاکت کا اپنی طرف سے یا ہماری تلواروں سے تمہارے قتل کا انتظام فرما دے سو تم اپنے طور پر انتظار کرو، ہم بھی تمہاری تباہی اور موت کے منتظر ہیں۔

(٥٣) اے محمد ﷺ آپ ان منافقوں سے فرما دیجیے کہ تم اپنے مالوں کو خواہ خوشی خوشی خرچ کرو یا قتل کے ڈر سے خرچ کرو یہ چیز ہرگز قبول نہیں تم لوگ منافق ہو۔

شان نزول: قُلْ اَنْفِقُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جدی بن قیس کہنے لگا کہ میں عورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکوں گا اور فتنہ میں پڑ جاؤں گا لیکن میں اپنے مال سے آپ کی مدد ضرور کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ فرما دیجیے خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مال قبول نہیں کیا جائے گا، یہ اس کے قول کا جواب ہے۔

(٥٤) اور یہ لوگ نماز کے لیے بھی ہارے ہوئے دل سے آتے ہیں اور اللہ کی راہ میں یہ لوگ کچھ خرچ نہیں کرتے مگر تنگ دلی کے ساتھ۔

(٥٥) اے محمد ﷺ ان کے مالوں اور اولاد کی زیادتی آپ ﷺ کو تعجب میں نہ ڈالے، اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ ان کو آخرت میں عذاب دے اور حالت کفر میں ان کو موت آئے سو جو اس نے کہا تھا کہ اپنے مال سے آپ کی مدد کروں گا۔

(٥٦) یعنی عبداللہ بن اُبی (منافق) اور اس کے ساتھی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم ظاہر و باطن سے تمہارے ساتھ ہیں، اصل میں یہ لوگ کسی طریقہ پر بھی تمہارے ساتھ نہیں، وہ تمہاری تلواروں سے ڈرتے ہیں۔

(٥٧) ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ یا پہاڑوں میں غار یا زمین میں کوئی سرنگ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر ادھر چل دیتے۔

(٥٨) اور یہ منافقین ابوالاحوص اور اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ صدقات تقسیم کرنے میں آپ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان برابری کے ساتھ کیوں نہیں تقسیم کرتے، اگر ان صدقات میں سے ان کو ان کی خواہش کے مطابق بہت زیادہ حصہ مل جاتا ہے تو پھر تقسیم پر راضی ہو جاتے ہیں اور اگر بہت زیادہ ان کو حصہ نہیں ملتا۔ تو پھر تقسیم پر ناراض ہوتے ہیں۔

شان نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مالوں کو تقسیم فرما رہے تھے، اتنے میں ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا انصاف کرو، آپ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارے

میں آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت جابرؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

(۵۹) اور ان منافقین کے لیے بہتر ہوتا اگر یہ اسی پر راضی ہو جاتے جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دلوا دیا اور یہ کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا کافی ہے، آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور روزی خاص سے ہمیں غنی کر دے گا اور اس کے رسول عطا یا دیں گے ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہیں، اگر منافق یہ کہتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

(۶۰) اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کے مستحقین کے متعلق میں فرماتے ہیں کہ وہ اصحاب صُفّہ اور ان محتاجوں کا حق ہے جو کہ سوال کرتے ہیں اور جو کارکن ان صدقات کی وصولی پر متعین ہیں اور عطیہ سے جن کی دل جوئی کرنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً پندرہ حضرات ہیں اور مکاتب غلاموں کی گردن چھڑانا اور اطاعت خداوندی میں قرض داروں کے جو قرضے ہیں ان کے چھڑانے میں اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں میں اور مسافروں کی امداد میں جو کہ راہ گزر ہوں یا کسی کے پاس مہمان ہو کر اتر گئے ہوں خرچ کیا جائے گا ان لوگوں کے لیے یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہے اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جاننے والے اور ان کے لیے جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں بڑی حکمت والے ہیں۔

(۶۱) اور ان منافقین میں سے جذام بن خالد، ایاس بن قیس، سماک بن یزید، عبید بن مالک طعن و تشنیع سے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق ہر ایک بات سن لیتے ہیں اور جو بات ہم آپ سے کہتے ہیں اس کی آپ تصدیق کر لیتے ہیں، ہم نے تو آپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ جو بات تمہارے حق میں بھلی ہو، اسی کو سنتا ہوں اور اسی کی تصدیق کرتا ہوں۔ جھوٹ بات کی تصدیق نہیں کرتا یا یہ کہ خوش خلقی کی وجہ سے میرا تمہاری باتوں کو سن لینا بھی تمہارے حق میں بہتر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ارشاد خداوندی کی تصدیق کرتے ہیں اور مومنین مخلصین کی باتوں کا یقین کرتے ہیں اور ان لوگوں کے حق میں جو تم میں سے ظاہر و باطن کے اعتبار سے مومن ہیں، عذاب سے باعث رحمت ہیں اور جو منافق غزوہ تبوک میں نہیں گئے جیسا کہ جلاس بن سوید، سواک بن عمرو، مخشی بن حمیر اور ان کے ساتھی ان کے لیے دنیا و آخرت میں بڑا دردناک سزا ہے۔

شان نزول: وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبتل بن حارث رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں آکر بیٹھتا اور آپ کے ارشادات سن کر پھر ان فرمانات کو منافقین تک پہنچاتا تھا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں (الخ)۔

❀ ❀ ❀

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا
أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ
خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ
أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ
قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ
سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ
وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ
كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ
نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ
وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا
اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ
اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ
فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾
كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ
أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ
بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ
وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٩﴾

مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو خوش کردیں۔ حالانکہ اگر یہ لوگ (دل سے) مومن ہوتے تو خدا اور اُس کے پیغمبر خوش کرنے کے زیادہ مستحق ہیں (۶۲)۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص خدا اور اُس کے رسُول سے مقابلہ کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ یہ بڑی رسوائی ہے (۶۳)۔ منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن (کے پیغمبر) پر کہیں کوئی ایسی سورت (نہ) اُتر آئے کہ اُنکے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کردے کہہ دو کہ ہنسی کیے جاؤ۔ جس بات سے تم ڈرتے ہو خدا اُس کو ضرور ظاہر کردے گا (۶۴)۔ اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یُوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ کہو کہ کیا تم خدا اور اس کی آیتوں اور اُس کے رسُول سے ہنسی کرتے تھے؟ (۶۵)۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کردیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں (۶۶)۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس (یعنی ایک ہی طرح کے) ہیں کہ بُرے کام کرنے کو کہتے اور نیک کاموں سے منع کرتے اور (خرچ کرنے سے) ہاتھ بند کیے رہتے ہیں۔ انہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے بھی اُن کو بھلا دیا۔ بے شک منافق نافرمان ہیں (۶۷)۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتشِ جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے وہی ان کے لائق ہے اور خدا نے ان پر لعنت کردی ہے اور اُن کے لئے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے (۶۸)۔ (تم منافق لوگ) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ وہ تم سے بہت طاقتور اور مال و اولاد میں کہیں زیادہ تھے تو وہ اپنے حصے سے بہرہ یاب ہو چکے سو جس طرح تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اسی طرح تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا لیا اور جس طرح وہ باطل میں ڈوبے رہے اسی طرح تم باطل میں ڈوبے رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی نقصان اُٹھانے والے ہیں (۶۹)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (٦٢) تا (٦٩)

(۶۲) یہ لوگ جہاد میں نہ شریک ہو کر پھر اپنی صفائی کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ آپ کو مطمئن کریں اگر یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو راضی کریں۔

(۶۳) منافقوں کو اس بات کا پتہ نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا، اس کے لیے بہت سخت عذاب ہے۔

(۶۴) عبداللہ بن اُبی (منافق) اور اس کے (منافق) ساتھی اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ پر کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جس میں ان کے نفاق پر اطلاع دے دے اے محمد ﷺ آپ ودیعہ بن جذام، جدی بن قیس اور جہیر بن حمیر سے فرما دیجیے کہ اچھا تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ استہزاء کرتے رہو، اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر فرما دیں گے جو تم رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے بارے میں چھپاتے ہو۔

(۶۵۔۶۶) اے محمد ﷺ اگر استہزاء کے بارے میں آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو ویسے ہی سواروں کی باتیں کر رہے تھے اور آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔

اے نبی کریم ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم اس استہزاء پر عذر مت کرو تم تو خود اپنے آپ کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے اگر ہم جہیر بن حمیر کو معاف کر دیں کیوں کہ اس نے خود ان کے ساتھ استہزاء نہیں کیا بلکہ ہنسا ہے تو ودیعہ بن جذام اور جدی بن قیس کو ضرور سزا دیں گے کیوں کہ وہ تو پکے مشرک ہیں۔

شان نزول: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک شخص نے ایک دن ایک مجلس میں کہا کہ میں نے ان مہمانوں جیسا اور نہ ان سے زیادہ خواہش والا اور نہ ان سے زیادہ جھوٹا اور نہ ان سے زیادہ دشمن کے مقابلے کے وقت بزدل کسی کو دیکھا ہے ایک شخص یہ سن کر کہنے لگا تو جھوٹا ہے اور یقیناً تو منافق ہے میں تیرے بارے میں رسول اکرم ﷺ کو مطلع کروں گا چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوگئی۔

حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ فرما رہے تھے کہ کیا تم لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کی آیات کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی کرتے تھے۔

اس کے بعد دوسرے طریقہ پر حضرت ابن عمر ﷜ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس روایت میں اس منافق کا نام عبداللہ بن ابی بیان کیا ہے نیز کعب بن مالک ﷜ سے روایت نقل کی ہے کہ مخشی بن حمیر نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے لگانے کا فیصلہ کیا جائے تاکہ ہمیں اس بات سے نجات مل جائے کہ ہمارے بارے میں کوئی حکم قرآنی نازل ہو چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوگئی تو یہ منافقین عذر پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم اب عذر مت کرو، تو ان لوگوں میں سے مخشی بن حمیر کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، چنانچہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میری شہادت کی جگہ کا کسی کو علم نہ ہو چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ مارے گئے نہ ان کی شہادت کی جگہ کا علم ہو سکا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کس نے ان کو شہید کیا ہے۔

نیز ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ کچھ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا کہ یہ شخص (یعنی نبی کریم ﷺ) یہ چاہتے ہیں کہ شام کے قلعے اور محلات فتح ہو جائیں، کیسی نازیبا بات ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو ان کی اس بات پر مطلع کر دیا، چنانچہ یہ منافقین آپ کی خدمت میں آئے، آپ نے فرمایا تم نے ایسی ایسی بات کی ہے وہ کہنے لگے کہ ہم تو محض ہنسی مذاق کر رہے تھے چنانچہ ان کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا۔

(٦٧) سب منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے طریقے پر ہیں کفر اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کی تعلیم دیتے ہیں ایمان اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکتے ہیں۔ انھوں نے پوشیدگی کے ساتھ اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو دنیا میں ذلیل کیا اور آخرت میں آگ میں ڈال دیا، یقیناً یہ منافق پکے کافر ہیں۔

(٦٨) منافق مردوں اور عورتوں سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، وہی ان کا اصل ٹھکانا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشگی کا عذاب دے گا۔

(٦٩) ان لوگوں کے عذاب کے طریقہ پر جو ان منافقین سے پہلے ہو چکے ہیں تو انھوں نے آخرت کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا تم نے بھی آخرت کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی باطل اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب میں ایسے ہی جا داخل ہوئے جیسا کہ وہ باطل اور انبیاء کرام کی تکذیب میں داخل ہوئے تھے ان کی سب نیکیاں تباہ ہو گئیں اور یہ بڑے ہی نقصان اور خسارے میں ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ
نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۥ وَقَوْمِ
اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ۝ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ
وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ
وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا
لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ
فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ
فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ
لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

کیا ان کو اُن لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو اُن سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور ابراہیم کی قوم اور مدین والے اور اُلٹی ہوئی بستیوں والے۔ اُن کے پاس اُن کے پیغمبر نشانیاں لے لے کر آئے۔ اور خدا تو ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۷۰)۔ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا بے شک خدا غالب حکمت والا ہے (۷۱)۔ خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے (۷۲)۔ اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو۔ اور اُن پر سختی کرو۔ اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے (۷۳)۔ یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے (تو کچھ) نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور ایسی بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پا سکے۔ اور انہوں نے (مسلمانوں میں) عیب ہی کونسا دیکھا ہے سوا اس کے کہ خدا نے اپنے فضل اور اسکے پیغمبر نے (اپنی مہربانی سے) انکو دولت مند کر دیا ہے۔ تو اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر منہ پھیر لیں تو خدا ان کو دُنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب دے گا۔ اور زمین میں ان کا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا (۷۴)۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکو کاروں میں ہو جائیں گے (۷۵)۔

تفسیر سورة التوبة آیات (۷۰) تا (۷٦)

(۷۰) کیا ان لوگوں کو اپنے سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کی خبر نہیں کہ کس طرح ہم نے ان کو ہلاک کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں غرق کے ذریعے اور قوم ہود کو تیز آندھی کے ذریعے اور قوم صالح علیہ السلام کو خوفناک چیخ سے اور قوم شعیب کو زلزلہ سے۔

اور وہ جھٹلانے والی الٹی ہوئی بستیاں یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کو ہم نے الٹا کر دیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی۔ ان کے پاس ان کے پیغمبر اوامر ونواہی اور صاف صاف نشانیاں لے کر آئے تھے مگر ان لوگوں نے انکار کر دیا اور ایمان نہ لائے تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا، اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر یہ لوگ خود ہی کفر اور انبیاء کرام علیہا السلام کو جھٹلا کر اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

(۷۱) اور تصدیق کرنے والے مسلمان مرد اور عورتیں ظاہر و باطن کے اعتبار سے ایک دوسرے کے دینی رفیق ہیں۔ توحید اور پیروی رسول اکرم ﷺ کی تعلیم دیتے اور کفر وشرک اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت سے روکتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللّٰہ تعالیٰ عذاب نہیں دیں گے، بلاشبہ اللّٰہ تعالیٰ اپنی حکومت وسلطنت میں قادر مطلق ہے اور اپنے احکامات اور فیصلوں میں زبردست حکمت والا ہے۔

(۷۲) مسلمان مردوں اور عورتوں سے اللّٰہ تعالیٰ نے ایسے باغات کا وعدہ فرما رکھا ہے جن کے درختوں اور محلات کے نیچے شراب طہور پانی، شہد اور دودھ کی نہریں بہتی ہوں گی، جنت میں یہ حضرات ہمیشہ رہیں گے اور ان سے نفیس مکانوں یا یہ کہ خوبصورت یا پاک یا یہ کہ بلند مکانوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو مشک اور ریحان کی خوشبوؤں سے معطر ہوں گے جو جنت کے درجات عالیہ میں ہوں گے اور ان کے پروردگار کی رضامندی ان سب سے بڑی چیز ہے یہ جزا اور بدلہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(۷۳) کافروں سے تلوار کے ساتھ اور منافقین سے زبان کے ساتھ جہاد کیجیے اور ان دونوں جماعتوں پر قول وعمل کے ساتھ سختی کیجیے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جہاں یہ جائیں گے وہ بہت بُری جگہ ہے۔

(۷۴) جلاس بن سوید نے اللّٰہ کی قسم کھائی کہ میرے متعلق عامر بن قیس نے جو بات پہنچائی ہے وہ میں نے نہیں کہی حالاں کہ یقیناً انھوں نے کفر کی بات کہی تھی کیوں کہ جس وقت رسول اکرم ﷺ کا ذکر مبارک کیا گیا تو منافقین نے عیب جوئی کی اور کہا کہ اللّٰہ کی قسم محمد ﷺ جو کچھ ہمارے بھائیوں میں باتیں بیان کرتے ہیں اگر آپ ان میں سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں۔

جلاس بن سوید کی اس بات کی عامر بن قیس نے رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دی تو اس نے اللّٰہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے کچھ نہیں کہا چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی قسم کی تکذیب کی کہ یقیناً اس نے کفر کی بات کہی ہے اور عیاذاً باللّٰہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے اور آپ کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر ان کا بس نہ چل سکا۔

اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کو صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللّٰہ اور اس کے رسول ﷺ نے مال غنیمت سے مالدار کر دیا، اگر اب بھی یہ کفر ونفاق سے باز آجائیں اور توبہ کرلیں تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔

اور اگر یہ لوگ توبہ سے روگردانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو دردناک سزا دے گا اور نہ ان کا کوئی محافظ ہے اور نہ ان کی سزا کو کوئی ان سے ٹال سکتا ہے۔

شانِ نزول: یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت نے غزوۂ تبوک میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اگر یہ شخص یعنی نبی کریم ﷺ سچا ہو تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں، عمیر بن سعید نے اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو اطلاع کر دی، جلاس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی الخ۔

جلاس بن سوید نے توبہ کر لی تھی اور ان کی توبہ بھی قبول ہوئی۔ نیز کعب بن مالکؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے اور ابن سعد نے طبقات میں اسی طرح عروہ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اس دوران حضرت زید بن ارقم نے منافقوں میں سے ایک شخص سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر رسول اکرم ﷺ سچے ہوں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں، رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کے پوچھنے پر اس کہنے والے نے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

نیز ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے فرمایا، عنقریب تمہارے پاس ایسا شخص آئے گا جو شیطان کی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے، چنانچہ اتنے میں ایک نیلی آنکھوں والا شخص آیا، آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی مجھے کیوں برا کہتے ہیں۔

یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر آیا، سب نے آکر قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ آپ نے ان کو معاف کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز حضرت قتادہؓ سے اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑے، ایک ان میں سے قبیلہ جہینہ کا تھا اور دوسرا غفار کا اور جہینہ والے انصار کے حلیف تھے، غفاری جہنی پر غالب آگیا، اس پر عبداللہ بن ابی نے قبیلہ اوس سے کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو، اللہ کی قسم، ہماری اور محمد ﷺ کی مثال اس قائل کے قول کی طرح کہ تیرے کتے کی قیمت تجھ کو کھا گئی اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ آئے تو ہم میں سے عزیز ذلیل کو نکال دے گا۔

یہ موشگافی سن کر مسلمانوں میں سے ایک شخص دوڑ کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا آپ نے یہ سن کر ابن اُبی

منافق کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے دریافت کیا وہ اللہ کی قسمیں کھانے لگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اسود نامی ایک شخص نے نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وھموا بما لم ینالوا الخ اور ابن جریرؒ اور ابوالشیخؒ نے حضرت عکرمہ سے روایت کی ہے کہ مولی بن عدی بن کعب نے ایک انصاری شخص کو قتل کر ڈالا، اس پر رسول اکرم ﷺ نے دیت ادا کرنے کے لیے بارہ ہزار درہم دینے کا فیصلہ فرمایا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۵) منافقین میں سے ثعلبہ بن حاطب بن ابی بلتعہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے شام کا مال ہمیں دے دیا تو اس مال سے حقوق اللہ کی بجا آوری کریں گے اور صلہ رحمی کریں گے اور خوب نیک کام کریں گے۔

شان نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَاللّٰهَ (الخ)

طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا یارسول اللہ ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مال دے، آپ نے فرمایا ثعلبہ دور ہو تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جائے وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے کہ جس کے شکر کی طاقت نہ رکھے وہ کہنے لگا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دے دیا تو پھر ہر ایک حق دار کا حق ادا کروں گا، آپ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔

چنانچہ اس نے بکریاں لیں وہ اتنی بڑھیں کہ اس پر مدینہ کی گلیاں تنگ ہوگئیں تو وہ مدینہ منورہ سے قرب و جوار کی چراگاہوں کی طرف چلا گیا، نمازوں میں آتا تھا اور پھر بکریوں کی طرف چلا جاتا تھا، پھر وہ بکریاں اور بڑھیں، یہاں تک کہ مدینہ کی چراگاہیں تنگ ہوگئیں تو وہ اور دور چلا گیا، اب صرف جمعہ کی نماز کے لیے آتا تھا اور پھر اپنی بکریوں میں چلا جاتا تھا اس کے بعد وہ بکریاں اور بڑھیں اور وہ اور دور چلا گیا اور وہ اس نے جمعہ و جماعت سب چھوڑ دی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ (الخ).

رسول اکرم ﷺ نے صدقات کی وصول یابی کے لیے دو آدمیوں کو عامل بنایا اور ان کو خط لکھ کر دیا چنانچہ وہ دونوں ثعلبہ کے پاس گئے اور اسے رسول اکرم ﷺ کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا، اس نے کہا کہ پہلے اور لوگوں کے پاس جاؤ جب وہاں سے فارغ ہو جاؤ، تب میرے پاس آنا، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، جب اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگا یہ تو محض جزیہ کی ایک شاخ ہے، چنانچہ وہ دونوں حضرات واپس چلے گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیتے ہیں الخ، نیز ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے بھی مولی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

لیکن جب خدا نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) رُوگردانی کر کے پھر بیٹھے (۷۶) تو

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝٧٦
فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا
اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝٧٧ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ ۝٧٨ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ
فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٧٩
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ
مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٨٠ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ ع
بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ
جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝٨١ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا
كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٨٢ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ
مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا
وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ
فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝٨٣ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ
اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا
وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨٤ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝٨٥

لیکن جب خدا نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) روگردانی کر کے پھر بیٹھے (۷٦) تو خدا نے اس کا انجام یہ کیا کہ اُس روز تک کے لیے جس میں وہ خدا کے روبرو حاضر ہونگے اُن کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس لیے کہ اُنہوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا اُس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے (۷۷)۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ خدا ان کے بھیدوں اور مشوروں تک سے واقف ہے اور یہ کہ وہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے (۷۸)۔ جو (ذی استطاعت) مسلمان دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو (بے چارے غریب) صرف اتنا ہی کما سکتے ہیں جتنی مزدوری کرتے (اور تھوڑی سی کمائی میں سے بھی خرچ کرتے ہیں) اُن پر جو (منافق) طعن کرتے اور ہنستے ہیں خدا اُن پر ہنستا ہے اور اُن کے لئے تکلیف دینے والا عذاب (تیار) ہے (۷۹)۔ تم اُن کے لئے بخشش مانگو یا نہ مانگو (بات ایک ہے) اگر اُن کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگو گے تو بھی خدا اُن کو نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ اُنہوں نے خدا اور اُس کے رسول سے کفر کیا۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۸۰)۔ جو لوگ (غزوۂ تبوک میں) پیچھے رہ گئے وہ پیغمبر خدا (کی مرضی) کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے اور اس بات کو ناپسند کیا کہ خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کریں۔ اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (اُن سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے (۸۱)۔ یہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان کے اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا (۸۲)۔ پھر اگر خدا تم کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف لے جائے اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت طلب کریں تو کہہ دینا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ میرے ساتھ (مددگار ہو کر) دشمن سے لڑائی کرو گے۔ تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو (۸۳)۔ اور (اے پیغمبر) ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اُس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہونا یہ خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان (ہی مرے) (۸۴)۔ اور اُن کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا ان چیزوں سے خدا یہ چاہتا ہے کہ اُن کو دنیا میں عذاب کرے۔ اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) یہ کافر ہی ہوں (۸۵)

تفسیر سورة التوبة آیات (۷٦) تا (۸۵)

(۷٦۔۷۷) جب اللہ تعالیٰ نے ان کو شام والا مال دے دیا تو جو کچھ انہوں نے حقوق اللہ کی بجا آوری کا عہد کیا تھا، اس میں بخل کرنے لگے تو اس وعدہ خلافی اور اس جھوٹ بولنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ان کے دلوں

میں نفاق کو قائم کر دیا۔

(۷۸) کیا ان منافقین کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ کو ان کے دلوں کے راز اور ان کی سرگوشیاں سب معلوم ہیں اور جو باتیں بندوں سے پوشیدہ ہیں ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

(۷۹) منافقین حضرت عبدالرحمٰن اور ان کے ساتھیوں پر نفلی صدقات کے بارے میں طعن کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ صدقات صرف دکھاوے اور ریا کے لیے دیتے ہیں اور ان لوگوں پر طعن وتشنیع کرتے تھے جن کو ماسوا محنت ومزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا تھا اور یہ حضرت ابوعقیل عبدالرحمٰن بن تیمان تھے۔

ان کو کھجور کا صرف ایک ہی صاع میسر آیا تھا اور اس کم صدقہ پر تمسخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صرف دکھاوے کے لیے لے کر آئے ہیں ورنہ صدقہ تو اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے تمسخر کا بدلہ دے گا ان کی جلن کے لیے دوزخ میں ایک دروازہ جنت کی طرف کھولے گا اور آخرت میں ان کو بڑی دردناک سزا ملے گی۔

شانِ نزول: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ (الخ)

حضرت امام بخاری ومسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابومسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشتوں پر بوجھ لاد کر آتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص زیادہ صدقہ کرتا تو یہ منافق کہتے یہ ریاکار ہے اور کوئی صرف ایک ہی صاع لے کر آتا تو یہ منافق کہتے کہ اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے غنی ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طریقہ پر حضرت ابوہریرہؓ، ابوعقیلؓ، ابوسعید خدریؓ، ابن عباس، عمیرہ بنت سہیل بن رافع سے روایات مروی ہیں، یہ تمام روایات ابن مردویہ نے روایت کی ہیں۔

(۸۰) آپ خواہ عبداللہ بن اُبی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان منافقین کے لیے جو تقریباً ستر ہیں استغفار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ ان منافقوں یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو معاف نہیں فرمائیں گے۔

(۸۱) منافقین غزوہ تبوک میں نہ جا کر رسول اکرم ﷺ کے بعد خوش ہو گئے ان کو اطاعت خداوندی میں جہاد کرنا ناگوار ہوا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایسی سخت گرمی میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے مت جانا، آپ ان منافقوں سے فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ تیز اور گرم ہے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے اور اس کی تصدیق کرتے۔

شانِ نزول: فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور یہ گرمی کا زمانہ تھا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ گرمی بہت سخت ہے اور ہم میں ایسی گرمی میں چلنے کی طاقت نہیں لہٰذا اس سخت گرمی میں نہ نکلیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ الخ یعنی آپ فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔

نیز محمد بن کعب قرظیؒ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ ایسی سخت گرمی میں مت نکلو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا الخ۔

اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ اسحاق، عاصم بن عمرو بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کی ہے کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ایسی سخت گرمی میں مت چلیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۸۲) اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑے دن ہنس لیں اور آخرت میں بہت دنوں تک روتے رہیں جوان معاصی اور گناہوں کا بدلہ ہے۔

(۸۳) اگر اللہ تعالیٰ آپ کو غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ ان منافقین کے کسی گروہ کے پاس واپس لائے اور وہ براہ خوشامد دوسرے جہاد پر آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یہ فرما دیجیے کہ غزوہ تبوک کے بعد تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے۔

تم نے غزوۂ تبوک سے قبل ہی بیٹھنے کو پسند کیا، لہٰذا جہاد سے عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

(۸۴) ان منافقین میں سے عبداللہ بن اُبی کے بعد کسی کے جنازہ پر یا عبداللہ بن اُبی کے جنازہ پر نماز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے یقیناً یہ نفاق و کفر ہی کی حالت میں مرے ہیں۔

شانِ نزول: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ (الخ)

حضرت امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابن عمر ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی منافق مر گیا تو اس کے بیٹے جو صحابی تھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اپنی قمیص دے دیجیے کہ میں اس میں اپنے باپ کو کفنا دوں، آپ نے دے دی پھر درخواست کی کہ اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھ دیجیے، آپ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر ﷺ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس کی نماز پڑھتے ہیں، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے چنانچہ یوں فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (الخ) میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، غرض کہ آپ نے اس کی نماز پڑھا دی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ نے منافقین کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی اور یہ حدیث حضرت عمرؓ، انسؓ اور جابرؓ سے بھی مروی ہے۔

(۸۵) اور آپ کو ان کے اموال کی کثرت اور ان کی اولاد کی زیادتی کسی قسم کے تعجب میں نہ ڈالے کیوں کہ ان چیزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی گرفتار عذاب رکھنا اور آخرت میں عذاب دینا چاہتا ہے اور یہ کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہی ہو۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَي الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَي الْمَرْضٰى وَلَا عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَي الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسُول کے ساتھ ہو کر لڑائی کرو تو جو اُن میں دولت مند ہیں وہ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجئے کہ جو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم اُن کے ساتھ رہیں گے (۸۶)۔ یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں۔ اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں (۸۷)۔ لیکن پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی مُراد پانے والے ہیں (۸۸)۔ خدا نے اُن کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے (۸۹)۔ اور صحرانشینوں میں سے بھی کچھ لوگ عذر کرتے ہوئے (تمہارے پاس) آئے کہ ان کو بھی اجازت دی جائے۔ اور جنہوں نے خدا اور اُس کے رسُول سے جھوٹ بولا وہ (گھر میں) بیٹھ رہے۔ سو جو لوگ ان میں سے کافر ہوئے ہیں ان کو دُکھ دینے والا عذاب پہنچے گا (۹۰)۔ نہ تو ضعیفوں پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں (کہ شریک جہاد نہ ہوں یعنی) جب کہ خدا اور اُس کے رسُول کے خیر اندیش (اور دل سے اُن کے ساتھ) ہوں نیکوکاروں پر کسی طرح کا الزام نہیں ہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۹۱)۔ اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ تمہارے پاس آئے کہ اُن کو سواری دو اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تم کو سوار کروں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ اُن کے پاس خرچ موجود نہ تھا اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے (۹۲)۔ الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو دولتمند ہیں اور (پھر) تم سے اجازت طلب کرتے ہیں (یعنی) اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں۔ خدا نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی ہے پس وہ سمجھتے ہی نہیں (۹۳)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۸۶) تا (۹۳)

(۸۶) اور جب کبھی کوئی ٹکڑا قرآن کریم کا اس مضمون کے بارے میں نازل کیا جاتا ہے اور اس میں حکم دیا جاتا ہے کہ خلوص دل کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو محمد ﷺ ان منافقین یعنی عبداللّٰہ بن ابی، جدی بن قیس اور معتب بن قشیر میں سے مقدور والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے کہ اے محمد ﷺ ہمیں اجازت دیجیے ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔

(۸۷) یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس کی وجہ سے حکم خداوندی کی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

(۸۸) لیکن رسول اکرم ﷺ اور آپ کے خالص مسلمان ساتھی انھوں نے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا ان ہی حضرات کے لیے دنیا میں مقبول نیکیاں ہیں یا یہ کہ آخرت میں خوبصورت حوریں ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے نجات حاصل کرنے والے ہیں۔

(۸۹) ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے باغات مہیا کرر کھے ہیں جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

یہ بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کیں اور دوزخ سے نجات پائی۔

(۹۰) اے نبی اکرم ﷺ آپ کی خدمت میں قبیلہ غفار کے کچھ آدمی آئے، معذرون اگر تخفیف کے ساتھ ہو تو مطلب یہ کہ معذور لوگ آئے اور اس کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کچھ بہانہ باز لوگ آئے تاکہ رسول اکرم ﷺ ان کو غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

اور ان لوگوں میں سے جنھوں نے خفیہ طریقہ پر جہاد کے بارے میں بغیر اجازت کے مخالفت کی تھی وہ بالکل ہی بیٹھ رہے۔

ان منافقین میں سے عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

(۹۱) بوڑھوں محتاجوں اور نوجوان لوگوں میں سے بیماروں پر اور ان لوگوں پر جن کو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو میسر نہیں، عدم شرکت جہاد پر کوئی گناہ نہیں، جب کہ یہ لوگ دین الٰہی اور سنت رسول اکرم ﷺ کے بارے میں خلوص رکھیں، ان حضرات پر جو قول وعمل میں نیکوکار ہیں کوئی الزام نہیں جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی رحمت فرمانے والے ہیں۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے لکھا کرتا تھا چنانچہ میں برأت کی آیتیں لکھتا تھا اور میں نے اپنے کان پر قلم رکھ رکھا تھا کہ ہمیں قتال کا حکم دے دیا گیا، رسول اکرم ﷺ جو آپ پر نازل ہوا تھا اسے دیکھنے لگے، اتنے میں ایک نابینا حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں میرا کیا ہوگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ

نہیں۔ نیز عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس ؓ سے اس طرح روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ آپ کے ساتھ جہاد پر جانے کے لیے تیار ہو جائیں، صحابہ کرام میں سے ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں عبداللہ بن معقل مزنی بھی تھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمیں سواری دیجیے، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کراؤں، یہ سن کر وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ عدم شرکت جہاد کی بنا پر وہ رو رہے تھے کیوں کہ نہ ان کے پاس نفقہ تھا اور نہ سواری، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ (الخ) نازل فرمائی یعنی نہ ان لوگوں پر کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں (الخ)۔

(۹۲) اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جس وقت وہ آپ کے پاس جہاد کے لیے خرچ و سواری کے لیے آتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن معقل بن یسار اور سالم بن عمیر انصاری اور ان کے ساتھی اور آپ ان سے فرما دیتے ہیں کہ میرے پاس تو جہاد پر جانے کے لیے کوئی چیز نہیں تو آپ کے ہاں سے ناکام اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، اس غم میں کہ ان کو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔

(۹۳) بس گناہ تو ان لوگوں پر ہے جو باوجود مال دار ہونے کے گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن ابی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جن کی تعداد ستر کے قریب ہے۔

یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے جس سے وہ احکام خداوندی کو جانتے ہی نہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

جدید تدوین و تہذیب کے س

قرآنِ حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

اُردو تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد دوم

مفسرِ اعظم ترجمانُ القرآن حضرت

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

مع کتاب

لباب النقول فی اسباب النزول

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد دوم

مفسرِ اعظم ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما المتوفی ۶۸ھ

مؤلف

ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ ھ

مع کتاب

''لباب النقول فی اسباب النزول'' از علامہ جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ قرآن حکیم حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر و مقدمہ

مولانا پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف

فاضل وفاق المدارس و جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات، اُردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

اُستاد شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

مکی دارُ الکتب

37۔مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان

تفسیر ابن عباسؓ : جلد دوم

مؤلف : ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ

مترجم : مولانا پروفیسر محمد سعید احمد عاطف

اشاعت : 2009ء

کمپیوٹر ورک : طاہر مقصود

مطبع : علی فرید پرنٹرز، لاہور

ناشر : مکی دار الکتب، 37 مزنگ روڈ، لاہور

اہتمام : محمد عباس شاد

042-7239138,0300-9426395,0321-9426395

E-mail:m_d7868@yahoo.com

www.ahlehaq.org

ترتیب تفسیر ابن عباسؓ اُردو جلد دوم

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا
لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى
اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ
اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ
اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾
يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا
وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي
رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ
مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ
السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ
يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ
عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾
وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾

جب تم اُن کے پاس واپس جاؤ گے تو تم سے عذر کریں گے تم کہنا کہ عذر مت کرو ہم ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے خدا نے ہم کو تمہارے سب حالات بتا دیے ہیں۔ اور ابھی خدا اور اُس کا رسُول تمہارے عملوں کو (اور) دیکھیں گے پھر تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جو عمل تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا (۹۴)۔ جب تم اُن کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو تمہارے روبرو خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو سو اُن کی طرف التفات نہ کرنا یہ ناپاک ہیں اور جو کام یہ کرتے رہے ہیں اُن کے بدلے اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے (۹۵)۔ یہ تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے خوش ہو جاؤ لیکن اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ گے تو خدا تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا (۹۶)۔ دیہاتی لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو احکام (شریعت) خدا نے اپنے رسُول پر نازل فرمائے ہیں ان سے واقف (ہی) نہ ہوں۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۹۷)۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں مصیبتوں کے منتظر ہیں۔ اُنہی پر بُری مصیبت (واقع) ہو۔ اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۹۸)۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کو خدا کی قربت اور پیغمبر کی دُعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دیکھو وہ بےشبہ اُن کے لیے (موجب) قربت ہے۔ خدا ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بےشک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۹۹)۔ جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ اُن کی پیروی کی خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے اُن کے لئے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے (۱۰۰)

تفسير سورة التوبة آيات (٩٤) تا (١٠٠)

(۹۴) غزوہ تبوک سے جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لائیں گے تو یہ آپ کے سامنے عذر پیش کریں گے کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ لہٰذا اے محمد ﷺ آپ ان کو صاف بتلا دیں کہ بس عدم شرکت کا بہانہ نہ پیش کرو جو تم باتیں کہتے ہو ہم کبھی تمہیں سچا نہیں جانیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہاری اصل حالت اور تمہارے نفاق کے بارے میں اطلاع کر چکے ہیں۔

البتہ اس کے بعد بھی اگر تم توبہ کر لو گے تو تمہارے اعمال دیکھ لیں گے اور پھر آخرت میں اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور پھر وہ تمہیں تمہاری نیکی اور بدی سب بتا دے گا۔ غیب جو بندوں سے چھپا ہوا ہو یا یہ کہ جس کو بندے نہ جان سکیں یا یہ کہ جو ہوگا اور شہادہ جس کو بندے جانتے ہوں یا یہ کہ جو ہو چکا ہو۔

(۹۵) جب آپ کی غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ واپسی ہوگی تو عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی آ کر قسمیں کھائیں گے کہ ہم مجبور تھے۔

(۹۶) تاکہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے کوئی مواخذہ نہ کریں سو تم بھی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیوں کہ وہ بالکل بیہودہ ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کہ وہ کہتے اور کرتے تھے اور یہ آپ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قسمیں کھائیں گے۔ بالفرض آپ ان کی جھوٹی قسموں سے ان سے راضی ہو بھی جائیں تو اللہ ان منافقین سے راضی نہیں ہوتا۔

(۹۷) اور ان منافقین میں اسد و غطفان کے دیہاتی سخت مزاجی کی وجہ سے کفر و نفاق میں بہت ہی پکے ہیں اور ان کو ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ انھیں ان احکامات اور فرائض کا علم...... جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے نبیؐ پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان منافقین کے بارے میں خوب جانتے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں، ان سزاؤں پر جو ان کے لیے تجویز کی ہیں یا یہ کہ اس شخص کی جہالت کا علم رکھنے والے ہیں جو علم دین کے حصول کو چھوڑے اور اس فیصلہ فرمانے میں کہ جو علم کو چھوڑے وہ جاہل ہے، حکمت والے ہیں۔

(۹۸) اور ان اسد و غطفان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسلمانوں کی خاطر کچھ جہاد کے موقع پر خرچ کرتے ہیں، اسے پیسے کا ضیاع سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے خاتمے کے منتظر رہتے ہیں۔ ان منافقین پر برا وقت پڑنے والا ہے اور ان کا انجام برا ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتوں کو سننے والے اور ان کی عاقبت جاننے والے ہیں۔

(۹۹) اور قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم میں سے بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور روز جزا پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ جہاد وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں، قرب الٰہی کا ذریعہ اور آنحضرت ﷺ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ اللہ کی راہ میں کرنا بلاشبہ ان کے لیے اللہ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دیں گے، وہ بڑے غفور و رحیم ہیں۔

شانِ نزول: وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جن کے بارے میں یہ آیت وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْکَ ......الخ نازل ہوئی تھی۔

نیز عبدالرحمٰن بن معقل مزنیؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ ہم بن مقرن کے دس لوگ تھے، ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(١٠٠) یعنی جو اوّلین ایمان لانے والے اور مقدم ہیں اور جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قیامت تک فرض ادا کرنے اور گناہ سے بچنے میں جتنے لوگ ان کے پیرو ہیں، اللہ رب العزت ان سب سے راضی ہوئے اور وہ سب اللہ رب العزت سے اجر وثواب کے ملنے سے راضی ہوئے اور رب العزت کی طرف سے ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، وہ جنت میں سدا رہیں گے، وہ موت وحیات کی کشمکش سے آزاد ہوں گے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی اور باغات بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ (101) وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (102) خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (103) أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (104) وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (105) وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (106) وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (107) لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (108) أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (109)

اور تمہارے گرد ونواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ہم اُن کو دوہرا عذاب دیں گے۔پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے (١٠١)۔اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں۔انہوں نے اچھے اور بُرے عملوں کو ملا جُلا دیا تھا۔قریب ہے کہ خدا اُن پر مہربانی سے توجہ فرمائے۔بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (١٠٢)۔اُن کے مال میں زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم اُن کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور اُن کے حق میں دُعائے خیر کرو کہ تمہاری دُعا اُن کے لئے موجبِ تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے (١٠٣) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (وخیرات) لیتا ہے اور بے شک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (١٠٤) اور ان سے کہہ دو کہ عمل کیے جاؤ۔خدا اور اُس کا رسُول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔اور تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتادے گا (١٠٥) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام خدا کے حکم پر موقوف ہے چاہے اُن کو عذاب دے اور چاہے معاف کردے۔اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (١٠٦) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسُول سے پہلے جنگ کرچکے ہیں اُن کے لئے گھات کی جگہ بنائیں۔اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (١٠٧) تم اس (مسجد) میں کبھی (جاکر) کھڑے بھی نہ ہونا۔البتہ وہ

مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے (۱۰۸)۔ بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا مندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۹)

تفسیر سورة التوبة آيات (۱۰۱) تا (۱۰۹)

(۱۰۱) اور قبیلہ اسد و غطفان کے کچھ لوگ اور مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایسے منافق ہیں کہ جو نفاق کی آخری حدوں کو پہنچے ہوئے ہیں اور اس پر ثابت قدم ہیں۔ آپ بھی ان کے نفاق کو نہیں جانتے، ان کے نفاق کو بس ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو ایک بار ان کی جانیں قبض کرنے کے وقت اور دوسری بار ان کو عذاب قبر دیں گے پھر یہ عذاب جہنم کی طرف بھیجے جائیں گے۔

(۱۰۲) اور اہل مدینہ میں سے کچھ اور لوگ ہیں یعنی ودیعۃ بن جذام انصاری، ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری، ابوثعلبہ انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کرلیا جو ان سے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کی بنا پر سرزد ہوئی ہے، اس سے پہلے جو غزوات ہو چکے ہیں، اس میں تو وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں کی، سو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ ان کی غلطی معاف کر دی جائے گی، بے شک جو ان میں سے توبہ کرے، اللہ رب العزت اس کی بخشش کرنے والے اور جو توبہ پر مرے اس پر رحم کرنے والے ہیں (جب ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگئی) تو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اپنا مال و اسباب لے کر آئے اور عرض کی کہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کیوں کہ ہم اس مال و اسباب ہی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں نہیں گئے تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے مال و اسباب نہیں لیا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا حکم نہیں دے دیا اور یہاں نہیں فرمادیا کہ کیا مال لینا چاہیے۔

شان نزول: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا (الخ)

ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے گئے، ابولبابہ اور ان کے پانچ ساتھیوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی، اس کے بعد حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھ دو مزید حضرات کو اپنے اس فعل سے ندامت ہوئی اور ان حضرات کو اپنی ہلاکت کا پکا یقین ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم سکون و اطمینان کے ساتھ عورتوں سے لذت اٹھا رہے ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ جہاد میں مصروف ہیں، اللہ کی قسم اب ہم اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ دیں گے اور ان کو نہیں کھولیں گے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ ہی خود نہ کھولیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور تین لوگ اپنی حالت پر باقی رہ گئے، انھوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا۔

جب رسول اکرم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ ستونوں کے ساتھ کون حضرات بندھے ہوئے ہیں تو ایک شخص نے کہا یہ ابولبابہ ؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو جہاد میں شریک نہیں ہوسکے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلیا ہے کہ اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں کھولیں گے جب تک کہ آپ خود ان کو ستونوں سے نہ کھولیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک کہ ان کے کھولنے کا مجھے حکم نہیں دیا جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کا اقرار کرتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آپ نے ان کو کھول دیا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

اور وہ تین حضرات باقی رہ گئے جنھوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا۔ انھوں نے کوئی عذر نہیں بیان کیا یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے الخ۔

چنانچہ ان تینوں حضرات کے بارے میں ایک جماعت کہنے لگی کہ یہ لوگ جب ان کے عذر کے بارے میں کوئی حکم الٰہی نازل نہیں ہوا تو یہ لوگ ہلاک ہوگئے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کی توبہ قبول فرمالے یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ الخ۔

اور ابن جریرؒ نے علی بن ابی طلحہ ؓ کے ذریعے سے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب ابولبابہ ؓ اور ان کے ساتھی کھول دیے گئے تو وہ اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ ہمارے اموال ہیں، ہم سے ان کا صدقہ قبول فرمالیجیے اور ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیے، آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (الخ) نیز یہ اتنی مقدار سعید بن جبیر، ضحاک، زید بن اسلم وغیرہ سے بھی نقل کی ہے۔

اور عبد نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت سات آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے چار آدمیوں نے یعنی ابولبابہ ؓ، فرداس ؓ، اوس بن جذام ؓ اور ثعلبۃ بن ودیعہ ؓ نے اپنے خود کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔

اور ابوالشیخ اور ابن مندہ نے صحابہ کے بیان میں، ثوری، اعمش، ابوسفیان کے ذریعہ سے جابر ؓ سے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک میں جن حضرات نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کی، وہ چھ آدمی تھے، ابولبابہ ؓ اوس بن جذام ؓ، ثعلبہ بن ودیعہ ؓ کعب بن مالک ؓ، مرارہ بن ربیع ؓ، ہلال بن امیہ ؓ، چنانچہ ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ نے آکر خود کو ستونوں سے باندھ لیا اور اپنے مال واسباب لے کر آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ جہاد میں شریک نہ ہونے کے عوض ہے۔ آپ نے فرمایا جب تک کہ قتال نہ ہو میں ان کو نہیں کھولوں گا، اس پر قرآن کریم کی یہ

آیت نازل ہوئی۔اس روایت کی اسناد قوی ہیں۔

اور ابن مردویہؒ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں واقدی ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔فرماتی ہیں کہ ابولبابہ ﷺ کی توبہ میرے حجرے میں نازل ہوئی، میں نے سحر کے وقت رسول اکرم ﷺ کے ہنسنے کی آواز سنی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا کافر لوگ آپ کو ہنسا رہے ہیں، آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔

میں نے عرض کیا تو ان کو اطلاع کردوں، آپ نے فرمایا جیسے تمہاری مرضی۔تو میں حجرے کے دروازہ پر کھڑی ہوئی اور یہ (واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے،) میں نے کہا ابولبابہ ﷺ آپ کے لیے خوشخبری ہے، اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی، یہ سن کر صحابہ کرام ان کو کھولنے کے لیے دوڑے تو انھوں نے فرمایا جب تک رسول اکرم ﷺ مجھ کو آکر نہ کھولیں کوئی اور نہ کھولے، جب آپؐ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے تو آپؐ نے ان کو کھول دیا اور یہ آیت نازل ہوئی: وَ آخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا (الخ) (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۳) چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے مالوں میں سے جو یہ لائے ہیں تیسرا حصہ صدقہ لے لیجیے جس کے لینے سے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک وصاف کردیں گے اور ان کے لیے استغفار بھی کیجیے اور دعا بھی فرمائیے کیوں کہ آپ کا استغفار اور آپ کی دعا ان کے لیے دلی سکون کا باعث ہے کہ ان کی توبہ قبول ہوگی، اللّٰہ تعالیٰ ان کے اقرار اور ان کی درخواست کو کہ ہمارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کردیجیے، خوب سنتے اور ان کی توبہ اور نیت کو خوب جانتے ہیں۔

(۱۰۴) کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللّٰہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور کیا ان کو خبر نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے کی صفت میں اور تائب پر رحمت فرمانے کی صفت میں کامل ہیں۔

(۱۰۵) نبی کریم ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ توبہ کے بعد جو چاہو نیک کام کرو۔اول تو دنیا ہی میں اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد تمہیں ضرور اس کے پاس جانا ہے جو تمام اچھی اور کھلی چیزوں کو جاننے والا ہے۔وہ تمہیں تمہاری سب نیکیوں اور برائیوں سے آگاہ کردے گا۔

(۱۰۶) اور مدینہ والوں میں سے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ یہ لوگ اور ہیں کہ جن کا معاملہ حکم الٰہی کے آنے تک ملتوی ہے، خواہ عدم شرکت غزوہ تبوک پر ان کو سزا دے اور خواہ انھیں معاف فرمادے اور اللّٰہ تعالیٰ ان کی توبہ کو خوب جاننے والا ہے اور اس فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

(۱۰۷) عبداللّٰہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً سترہ ہیں، انھوں نے اس مقصد کے لیے مسجد بنائی کہ اسلام اور مومنین کو نقصان پہنچائیں اور کفر ونفاق پر ثابت رہیں اور اس وجہ سے کہ ایمان والوں میں نفاق ڈالیں کہ ایک جماعت ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھے اور

اس شخص کے قیام کا انتظار کریں جوان سے پہلے ہی سے اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے، مراد اس سے ابو عامر راہب ہے جس نے نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کو فاسق کہا تھا اور پوچھو تو قسمیں کھائیں گے کہ اس مسجد کے بنانے سے ماسوا مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں تاکہ جس کی مسجد قبا میں نماز رہ جائے اور اسے وہاں جماعت نہ مل سکے وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

(۱۰۸) جب اس مسجد کی یہ حالت ہے تو آپ اس تفرقہ پیدا کرنے والی مسجد میں کبھی نماز نہ پڑھیے۔

البتہ مسجد قبا جس کی بنیاد جب سے رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری پر رکھی گئی ہے، وہ واقعی اس قابل ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد ہے۔

اور مسجد قبا میں ایسے اچھے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے یعنی کہ پتھروں کے بعد پانی کے ساتھ استنجا کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی لوگ کو جو پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں پسند ہیں۔

شان نزول: وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا (الخ) لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا (الخ)

ابن مردویہؒ نے ابن اسحاقؒ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن شہاب زہریؒ نے بواسطہ اکیمہ لیثی، ابورہم غفاری سے روایت کی ہے اور ابورہم غفاری ان حضرات میں سے ہیں، جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ تبوک کی طرف روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم نے یہ مسجد ضرورت مند اور حاجت مندوں اور سرد راتوں اور بارش والی راتوں کے لیے بنائی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمارے لیے اس مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھ دیجیے۔

آپ نے فرمایا اس وقت تو ہم سفر کی تیاری میں ہیں، سفر سے واپسی پر آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری مسجد میں آکر نماز پڑھیں گے، جب آپ تبوک سے واپس ہوئے تو ذی اوان مقام پر پڑاؤ فرمایا، جہاں سے مدینہ منورہ کا ایک گھنٹے کا راستہ تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

تو آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا اور فرمایا اس مسجد کی طرف چلو جس کے بنانے والے ظالم ہیں اور اس کو گرادو اور جلادو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے ذریعے سے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مسجد قباء بنائی تو انصار میں سے کچھ آدمی گئے، ان میں سے کچھ اختلاف کرتے تھے، چنانچہ انھوں نے جا کر

مسجد نفاق بنالی، اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تفرقہ پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے، ہلاکت ہو ان کے لیے کیا ارادہ کیا، انھوں نے کہا یا رسول اللّٰہ ہمارا تو صرف نیکی ہی کا ارادہ ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

نیز ابن مردویہؒ نے علی بن ابی طلحہ کے ذریعے سے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے مسجد بنالی تو ابو عامر نے ان سے کہا کہ اپنی مسجد کو آباد رکھو اور جو تمہیں ہتھیاروں وغیرہ کی قوت حاصل ہو اس سے مضبوط رہو میں قیصر روم کے بادشاہ کے پاس جاؤں گا اور روم سے لشکر لا کر محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو نکال دوں گا، چنانچہ جب یہ لوگ اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اور یہ خواہش ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھ لیں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا تَقُمْ فِيهِ اَبَدًا (الخ)

اور واحدی نے سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب ابو عامر راہب آیا تو منافقین نے اس کے سامنے مسجد قباء کے مقابلہ کے لیے ایک مسجد بنانے کی پیشکش کی تا کہ وہ ان کا امام بنے، چنانچہ جب وہ اس مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے آپؐ اس میں آکر نماز پڑھ لیجیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا (الخ)

ترمذیؒ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ (الخ) یہ آیت اہل قبا کے متعلق نازل ہوئی، وہ حضرات پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے، تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

عمر بن شیبہ نے اخبارِ مدینہ میں بواسطہ ولید بن ابی سندر اسلمی، یحییٰ بن سہل، سہل انصاری ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں آئی ہے، وہ حضرات قضا حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے۔

ابن جریرؒ نے عطاؒ سے روایت کیا ہے کہ اہل قبا میں سے کچھ لوگوں نے پانی کے ساتھ استنجا کرنا شروع کر دیا، ان کی فضیلت میں یہ آیت آئی ہے۔ (لبابُ النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۹) پھر سمجھ لو آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد قباء کی بنیاد اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا وہ شخص بہتر ہوگا جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد شقاق کی بنیاد کسی گھاٹی یا غار کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی، پھر وہ عمارت اس بانی کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے، اللّٰہ تعالیٰ ان منافقین کی نہ مغفرت فرماتے ہیں اور نہ ہی ان کو نجات دیتے ہیں۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا
رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾
إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ
لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ
وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾
التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ
السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ
لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ
كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ
أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ
إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ
لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا
يَتَّقُونَ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَمَا لَكُمْ مِنْ
دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى
النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي
سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ
مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١١٧﴾
وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ
لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ
اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾

یہ عمارت جو اُنہوں نے بنائی ہے ہمیشہ اُن کے دلوں میں (موجب) خلجان رہے گی (اور اُن کو متردّد رکھے گی) مگر یہ کہ اُن کے دل پاش پاش ہو جائیں۔ اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے (۱۱۰)۔ خدا نے مومنوں سے اُنکی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں اُن کے لئے بہشت (تیار کی) ہے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے۔ اور خدا سے زیادہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اُس سے خوش رہو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے (۱۱۱)۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا امر کرنے والے، بُری باتوں سے منع کرنے والے، خدا کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی مومن لوگ ہیں) اور اے پیغمبر مومنوں کو (بہشت) کی خوشخبری سُنا دو (۱۱۲)۔ پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب اُن پر ظاہر ہو گیا کہ مشرک اہلِ دوزخ ہیں تو اُن کے لئے بخشش مانگیں۔ گو وہ اُن کے قرابت دار ہی ہوں (۱۱۳)۔ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کے سبب تھا جو وہ اُس سے کر چکے تھے لیکن جب اُن کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دُشمن ہے تو اُس سے بیزار ہو گئے۔ کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے (۱۱۴)۔ اور خدا ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان کو وہ چیز نہ بتا دے جس سے وہ پرہیز کریں۔ بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے (۱۱۵)۔ خدا ہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہی زندگانی بخشتا اور (وہی) موت دیتا ہے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے (۱۱۶)۔ بے شک خدا نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو باوجود اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل جلد پھر جانے کو تھے مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر خدا

نے اُن پر مہربانی فرمائی ۔ بے شک وہ اُن پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے (۱۱۷)۔ اور اُن تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے اُن پر تنگ ہوگئی اور اُن کی جانیں بھی اُن پر دوبھر ہو گئیں اور اُنہوں نے جان لیا کہ خدا (کے ہاتھ) سے خود اُس کے سوا کوئی پناہ نہیں۔ پھر خدا نے اُن پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں ۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۱۸)

تفسیر سورة التوبة آيات (۱۱۰) تا (۱۱۸)

(۱۱۰) ان کی یہ عمارت کرنے کے بعد اس کی حسرت وندامت ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی، ہاں اگر ان کے دل ہی فنا ہو جائیں تو خیر! اور اللہ تعالیٰ ان کی مسجد ضرار بنانے اور ان کی نیتوں سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس مسجد کو ختم کروانے اور اس کے جلا دینے کا فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

غزوہ تبوک سے جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے عامر بن قیس رضی اللہ عنہ اور موالی مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، انھوں نے اس مسجد ضرار کو گرا کر اسے جلا دیا۔

(۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے خالص مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا یعنی وہ لوگ اطاعت خداوندی میں لڑتے ہیں جس میں کبھی دشمن کو قتل کرتے ہیں اور کبھی دشمن ان کو قتل کر دیتا ہے، اس قتال اور جہاد پر ان سے ایسا سچا وعدہ کیا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریں گے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو اور کون پورا کرنے والا ہے تو اب تم اپنی تجارت پر جس کا تم نے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ ٹھہرایا ہے، جنت کی خوشخبری مناؤ اور جنت کا ملنا تمہارے حق بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

شان نزول: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو آپ چاہیں شرط قرار دیدیں، آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے لیے تو یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی ذات کے لیے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جن سے اپنی حفاظت کرتے ہو ان سے میری حفاظت کرو، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر ہم ان شرائط پر کاربند ہو جائیں تو پھر ہمارا اجر کیا ہوگا، آپ نے فرمایا جنت ملے گی، صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سن کر بولے یہ تجارت تو بہت ہی کامیاب ہے نہ ہم اس کو واپس دیں گے اور نہ واپس لیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں جنت کے بدلے خرید لی ہیں۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۲) اب اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کی صفات کو بیان فرماتے ہیں کہ وہ ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں

کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی حمد وثناء بیان کرنے والے اور روزہ رکھنے والے اور پانچوں نمازوں میں رکوع وسجدہ کرنے والے اور توحید واحسان کا حکم کرنے والے اور کفر اور ان باتوں سے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ذکر نہیں باز رہنے والے اور فرائض خداوندی کو قائم کرنے والے ہیں آپ ایسے مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے۔

(۱۱۳) حضور اکرم ﷺ اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے والے ہیں یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ جہنمی ہیں، اس وجہ سے کہ یہ لوگ حالت کفر میں مرے ہیں۔

شان نزول: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ ومسلمؒ نے حضرت سعید بن میسبؒ بواسطہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ جب ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، ابو طالب کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن أبي امیہ بیٹھا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے چچا کلمہ لا الـٰـه الا الـلّـه پڑھ لو تا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کر سکوں، یہ سن کر ابو جہل اور عبداللہ کہنے لگے، اے ابو طالب کیا عبدالمطلب کے مذہب سے اعراض کرتے ہو، یہ دونوں مسلسل ابو طالب سے گفتگو کرتے رہے، بالآخر ان کا آخری کلام یہی تھا کہ ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں۔

اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لیے برابر استغفار کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے، تب یہ آیت اتری۔

اور ابو طالب ہی کے واقعہ میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے۔ اِنَّكَ لَاتَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ (الخ)۔ اس حدیث کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ترمذیؒ نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے لیے استغفار کر رہا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے، میں نے اس سے کہا کہ کیا اپنے مشرک والدین کے لیے بخشش طلب کرتے ہو، وہ کہنے لگا کہ ابراہیم ؑ نے بھی اپنے والد کے لیے بخشش طلب کی تھی، حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس کا رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے الخ۔

امام حاکمؒ نے اور بیہقیؒ نے دلائل میں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قبرستان تشریف لے گئے اور ایک قبر کے پاس بیٹھ کر بہت لمبی دعا فرمائی، اس کے بعد روئے اور آپ کے رونے کے ساتھ میں بھی رویا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا

وہ میری ماں کی قبر تھی، میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی، مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملی، پھر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام احمدؒ اور ابن مردویہؒ نے بریدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے مقام عسفان پر قیام فرمایا پھر اپنی ماں کی قبر دیکھی تو وضو فرما کر نماز پڑھی اور روئے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تھی مگر اس کی مجھے اجازت نہیں ملی، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ حضرت نے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے، باقی اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ آپ مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے عسفان کی گھاٹی پر ٹھہرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ نزول آیت کے چند اسباب ہوں جن میں سے پہلا سبب ابو طالب کا واقعہ اور آخری سبب حضرت آمنہ کا واقعہ اور حضرت علی ؓ کا واقعہ ہو اور دیگر حضرات نے ان متعدد اسباب نزول کو جمع فرما دیا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت کیا بجز بدر کے علاوہ رسول اکرم ﷺ نے جو بھی غزوہ کیا ہے میں آپ سے پیچھے نہیں رہا، جب غزوہ تبوک کا وقت آیا اور یہ آخری جہاد ہے جو آپؐ نے فرمایا اور لوگوں کو جہاد کے لیے روانہ ہونے کا اعلان فرمایا الخ۔ اس کے بعد پوری روایت بیان کی اور اس میں ہے، پھر اللّٰہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی یعنی اللّٰہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار کے حال پر بھی نیز اسی میں ہے کہ ہمارے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی، اِتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۱۴) اور باقی رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا کرنا تو وہ اسلام لانے کے وعدہ کی وجہ سے تھا، پھر جب ان کے والد کافر ہو کر فوت ہوئے تو وہ اپنے والد اور ان کے دین سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دعا فرمانے والے حلیم الطبع تھے۔

یا یہ رحیم المزاج یا یہ کہ سردار یا یہ کہ آہ وزاری کرنے والے یا یہ کہ آگ میں داخل ہونے سے پہلے آگ سے پناہ چاہی۔

(۱۱۵) اور اللّٰہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت اور ایمان کے بعد گمراہی میں ڈال دے یا یہ کہ کسی قوم کے عمل

کو باطل قرار دے دے جب تک کہ ناسخ ومنسوخ کو واضح طور پر نہ بتلا دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ناسخ ومنسوخ کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

(۱۱۶) بلاشک اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کے تمام خزانوں یعنی چاند، سورج، ستاروں وغیرہ پر اور زمین کے تمام خزانوں یعنی درخت، جانور، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ پر وہی قبروں سے اٹھائے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور عذاب الٰہی سے نہ کوئی قریبی رشتہ دار تمہاری حفاظت کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔

(۱۱۷) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور ان مہاجرین و انصار کے حال پر بھی توجہ فرمائی جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بدر میں حاضر رہے۔

اب اللہ تعالیٰ ان حضراتؓ کے اوصاف بیان کرتے ہیں ہے کہ جنھوں نے تنگی اور سختی کے وقت میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ دیا جس وقت کے زادراہ اور سواریوں کی کمی اور تنگی تھی گرمی کی اور دشمن کی سختی تھی اور راستہ کی درازی کی سختی تھی، اس کے بعد مومنین مخلصین میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے بارے میں تذبذب آ گیا تھا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تذبذب کو دور کر دیا اور ان کے دلوں کو پختگی عطا فرمائی، آخر کار وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

(۱۱۸) اور ان تین حضرات یعنی حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کی حالت پر بھی توجہ فرمائی جن کی توبہ کا معاملہ زیر التوا تھا۔ اس توبہ کی تاخیر سے زمین باوجود اتنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے عاجز آ گئے اور انھوں نے سمجھ لیا اور اس بات کا کامل یقین کر لیا کہ اللہ کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی نجات صرف اسی میں تھی کہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے پر سچی توبہ کر لی جائے۔ پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی اور ان کو معاف فرمایا تاکہ آئندہ بھی جن سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جائے وہ اسی کی طرف رجوع کیا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت رحم فرمانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ
حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ
ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ
مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾
وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ
وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ
وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ
الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ
الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ
اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى
رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ
اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا
يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ
نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ
ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ
ع عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

اے اہل ایمان خدا سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو
(۱۱۹)۔ اہلِ مدینہ کو اور جو اُن کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں اُن کو
شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو
اُن کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لئے کہ خدا کی راہ میں جو
تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے
ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات
پر اُن کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا نیکوکاروں
کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۲۰)۔ اور (اسی طرح) وہ جو خرچ کرتے ہیں
تھوڑا یا بہت یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ اُن کے
لئے (اعمالِ صالحہ میں) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ خدا اُن کو ان کے اعمال کا
بہت اچھا بدلہ دے (۱۲۱)۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے
سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت سے چند
اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اُس) میں سمجھ پیدا
کرتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو اُن کو ڈر سناتے
تاکہ وہ حذر کرتے (۱۲۲)۔ اے اہلِ ایمان! اپنے نزدیک کے
(رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو۔ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی
(یعنی محنت وقوتِ جنگ) معلوم کریں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیز
گاروں کے ساتھ ہے (۱۲۳)۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی
ہے تو بعض منافق (استہزا کرتے اور) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے
تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے۔ سو جو ایمان والے ہیں ان
کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں (۱۲۴)۔ اور جن کے
دلوں میں مرض ہے اُن کے حق میں خبث زیادہ کیا۔ اور وہ مرے
بھی تو کافر کے کافر (۱۲۵)۔ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو
بار بلا میں پھنسا دیے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت
پکڑتے ہیں (۱۲۶)۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک
دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں
کوئی دیکھتا ہے؟ پھر پھر جاتے ہیں۔ خدا نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا
ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے ۱۲۷۔ (لوگو)
تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف
اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند
ہیں۔ اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں

(۱۲۸)۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ خدا مجھے کفایت کرتا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔اُسی پر میرا بھروسا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۱۲۹)

تفسیر سورة التوبة آيات (١١٩) تا (١٢٩)

(۱۱۹) یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں اور دیگر مومنوں کو جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو اور اٹھنے بیٹھنے اور اللہ کے راستہ میں جانے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ اور ان کے ساتھیوں کا ساتھ دو۔

(۱۲۰) مدینہ کے رہنے والوں کو قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم والوں کو یہ مناسب نہیں تھا کہ جہاد میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ درست تھا کہ یہ اپنی جانوں کو رسول اکرم ﷺ کی جان سے زیادہ قیمتی سمجھیں۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یا یہ کہ نہ یہ مناسب تھا کہ جہاد میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے اور آپ کا ساتھ دینے سے اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور یہ ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس بنا پر ہے کہ ان کو جہاد میں آنے جانے میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جس مقام پر چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کو قتل کرکے اور ان کو شکست دے کر جو کچھ ان کی خبر لی تو جہاد میں سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام کا ثواب لکھا گیا کیوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جہاد میں مومنین مخلصین کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

(۱۲۱) نیز جو کچھ آنے جانے میں کم یا زیادہ جو کچھ انھوں نے خرچ کیا اور دشمن کی تلاش میں جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام نیکیوں کے ثواب میں لکھا گیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جہاد میں سب کاموں کا نیک بدلہ دے۔

(۱۲۲) اور ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہیے کہ جہاد کے لیے سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں اور (آپ کے زمانہ میں) نبی اکرم ﷺ کو تنہا مدینہ منورہ میں چھوڑ دیں۔

ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (یعنی کچھ لوگ) جہاد میں جایا کریں اور کچھ جماعت مدینہ منورہ میں رہ جایا کرے تا کہ یہ باقی ماندہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے آپ کے وقت میں (اور آپ کے بعد علماء شہر سے) دینی معلومات حاصل کرتے رہیں اور تا کہ یہ لوگ اس قوم کو جو جہاد میں گئی ہے، جب کہ وہ جہاد سے ان کے پاس آئیں ان کو دین کی باتیں سنا کر اللہ کی نافرمانی سے ڈرادیں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کن کن باتوں سے منع کیا گیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی، وہ قحط سالی میں گرفتار ہوئے، تو مدینہ منورہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر مدینہ منورہ میں چیزیں مہنگی کردیں اور فسادات سے مدینہ منورہ کے رستوں کو خراب کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرمادی۔

نیز حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ مومنین جہاد کے جذبہ وشوق میں

جب رسول اکرم ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوتے۔

اور رسول اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ میں چند کمزور آدمیوں کے ساتھ چھوڑ جاتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شان نزول: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا نازل ہوئی اور دیہات میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے اور اپنی قوم کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے، اس پر منافقین کہنے لگے کہ دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے۔ یہ دیہاتی ہلاک ہوگئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(١٢٣) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو بنی قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر سے لڑو اور ان کو تمھارے اندر سختی پانا چاہیے اور اے مومنین کی جماعت یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا ان کے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت مددگار ہے۔

(١٢٤) اور جب کوئی نئی سورت اتاری جاتی ہے اور رسول اکرم ﷺ ان لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو بعض منافقین بعض غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کہو اس نئی سورت یا آیت نے کس کے خوف، ایمان، امید و یقین میں اضافہ کیا ہے جیسا کہ محمد ﷺ کہتے تھے کہ جو ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے تو ایمان و یقین کو خوف و امید میں ترقی دی اور وہ قرآن کریم کی اس سورت کے نزول سے خوش ہو رہے ہیں۔

(١٢٥) اور جن کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض ہے تو اس نازل ہونے والی سورت نے ان کے شک کے ساتھ اتنا ہی اور شک بڑھا دیا اور وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا کفر کرنے ہی کی حالت میں مر گئے۔

(١٢٦) اور کیا ان منافقین کو سجھائی نہیں دیتا کہ یہ اپنے مکر و خیانت اور بدعہدی کی وجہ سے ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں مگر پھر بھی ان خیانتوں اور یہ بدعہدوں سے باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں۔

(١٢٧) اور جس وقت بذریعہ جبریل امین کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں ان منافقین کی غلط حرکات کا ذکر ہوتا ہے اور رسول اکرم ﷺ وہ سورت ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں تو منافقین ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ کہیں تمھیں صحابہ کرام میں سے تو کوئی نہیں دیکھ رہا اور پھر نماز اور خطبہ حق و ہدایت سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا دل حق و ہدایت سے پھیر دیا ہے یا یہ کہ حق و ہدایت سے انھوں نے روگردانی کی ہے تو اس روگردانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حق و ہدایت سے پھیر دیا اس بنا پر کہ وہ نہ احکام خداوندی کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(١٢٨۔١٢٩) اے لوگو! اور خصوصیت سے مکہ والو! تمھارے پاس عربی پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، تمھاری منفعت اور ایمان کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں پھر

خاص کر تمام اہل ایمان کے ساتھ تو بہت ہی شفیق اور مہربانی فرمانے والے ہیں۔
پھر اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ ایمان لانے، توبہ کرنے اور آپ کی پیروی کرنے سے اعراض کریں تو آپ کہہ دیجیے میرا کوئی نقصان نہیں میرے لیے تو اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر کافی ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّمِائَةُ اٰيَةٍ وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (1) اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ
اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ
قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
مُّبِيْنٌ (2) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ
بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (3) اِلَيْهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (4)
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ
يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (5) اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ (6)

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّمِائَةُ اٰيَةٍ وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرا یہ بڑی دانائی کی کتاب کی آیتیں ہیں (۱)۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کو حکم بھیجا کہ لوگوں کو ڈر سنا دو اور ایمان لانے والوں کو خوش خبری دے دو کہ ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے۔ (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے (۲)۔ تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تختِ شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر (کسی کی) سفارش نہیں کر سکتا۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اُسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے (۳)۔ اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے، وہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔ اور جو کافر ہیں اُن کے لیے پینے کو نہایت گرم پانی اور درد دینے والا عذاب ہوگا کیونکہ (خدا سے) انکار کرتے تھے (۴)۔ وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کے لئے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے (۵)۔ رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں اور جو چیزیں خدا نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب میں) ڈرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۶)

تفسیر سورة یونس آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت وَ مِنْهُمْ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ (الخ) کے، کیوں کہ یہ آیت یہودیوں کے متعلق اتری ہے صرف یہ آیت مدنی ہے اور یہ آیت چالیس آیتوں کے بعد ہے۔
نیز اس سورت میں ایک سو نو آیات اور ایک ہزار آٹھ سو دو کلمات اور چھ ہزار پانچ سو ستر حروف ہیں۔

(۱) یعنی میں اللہ تعالیٰ ہوں جو سب کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ یہ قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم کی محکم آیات ہیں جو حلال وحرام کو بیان کر رہی ہیں۔

(۲) کیا مکہ والوں کو اس بات پر حیرانی ہوئی کہ ہم نے ان ہی جیسے ایک انسان کے پاس وحی بھیجی تا کہ مکہ والوں کو بھی قرآن کریم کے ذریعے ڈرائے۔

اور مومنوں کو بہترین ثواب کی خوشخبری سنائیے یا یہ کہ ان کو دنیا میں ایمان لانے کے صلہ میں آخرت میں اپنے پروردگار کے پاس پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا یا یہ کہ ان کے لیے شرافت و بزرگی والے نبی ہیں یا یہ کہ بلند مرتبہ والے شفیع ہیں مگر کفار مکہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ قرآن کریم تو جھوٹا جادو ہے۔

شانِ نزول: اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (الخ)

ابن جریرؒ نے ضحاک کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو تمام عرب نے یا عرب میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے یہ خلاف ہے کہ کوئی انسان اس کا رسول ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَکَانَ لِلنَّاسِ یعنی کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی اور یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالاً (الخ)۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے کئی دلیلیں پیش کیں تو کہنے لگے کہ اگر انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا تھا تو معاذ اللہ محمد ﷺ کے علاوہ دوسرا اس کا زیادہ مستحق تھا ان کا خیال تھا کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور طائف والوں میں سے مسعود بن عمرو ثقفی ہوتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّکَ (الخ)۔

(۳) بلاشبہ تمہارے رب حقیقی نے دنیا کے پہلے چھ دنوں میں جس کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعۃ المبارک ہے، جن میں سے ہر ایک دن کی لمبائی ایک ہزار سال کے برابر ہے، آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا یا یہ کہ پھر عرش پر غالب اور متمکن ہوا۔

اور وہ بندوں کے ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے یا یہ کہ بندوں کے ہر کام میں غور فرماتا ہے یا یہ کہ وہ فرشتوں کو وحی تنزیل اور مصیبت کے ساتھ بھیجتا ہے۔

اس کے سامنے کوئی قریبی فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل کسی کی سفارش کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ۔ جو ان تمام امور کو انجام دیتا ہے وہ تمہارا پروردگار ہے سو تم اسی کی توحید بجالاؤ کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

(۴) مرنے کے بعد تم سب لوگوں کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، یہ سچا وعدہ کر رکھا ہے جو یقیناً پورا ہونے والا ہے، بے شک وہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا۔

(۵) تاکہ اس طرح لوگوں کو جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ انصاف کے ساتھ ادا کیے ایسے لوگوں کو بدلہ میں جنت دے۔ اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جس کی شدت ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی کیوں کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے۔

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمام جہانوں کو دن میں روشنی کے لیے سورج اور رات کو روشنی کے لیے چاند دیا اور ان کی چال کے لیے منزلیں رکھیں تاکہ تم برسوں، مہینوں اور دنوں کی گنتی اور حساب رکھ سکو۔

یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیان کرنے کے لیے پیدا کی ہیں اور یہ دلائل قرآنیہ ان لوگوں کو جو کہ تصدیق کرتے ہیں، واضح علامات توحید بیان کر رہے ہیں۔

(۶) بلاشبہ دن اور رات کی تبدیلی اور ان کی کمی بیشی اور ان کے آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند سورج اور ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں درخت، جانور، پہاڑ اور دریا پیدا کیے ان سب میں وحدانیت خداوندی کے دلائل ہیں ان لوگوں کے واسطے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِہَا وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ ۟ۙ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَہۡدِیۡہِمۡ رَبُّہُمۡ بِاِیۡمَانِہِمۡ ۚ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۹﴾ دَعۡوٰىہُمۡ فِیۡہَا سُبۡحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَتَحِیَّتُہُمۡ فِیۡہَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعۡوٰىہُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَوۡ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَہُمۡ بِالۡخَیۡرِ لَقُضِیَ اِلَیۡہِمۡ اَجَلُہُمۡ ؕ فَنَذَرُ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِہٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا کَشَفۡنَا عَنۡہُ ضُرَّہٗ مَرَّ کَاَنۡ لَّمۡ یَدۡعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّہٗ ؕ کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾

جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں (۷)۔ اُن کا ٹھکانہ اُن (اعمال) کے سبب سے جو وہ کرتے ہیں دوزخ ہے (۸)۔ (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے محلوں کی) راہ دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہونگی (۹)۔ (جب وہ) اُن میں (اُن نعمتوں کو دیکھیں گے تو بیساختہ) کہیں گے سبحان اللہ۔ اور آپس میں اُن کی دُعا سلام علیکم ہوگی۔ اور اُن کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد اور اُس کا شکر ہے (۱۰)۔ اور اگر خدا لوگوں کی بُرائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی۔ سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں (۱۱)۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اُس سے دُور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو اُنکے اعمال آراستہ کر دکھائے گئے ہیں (۱۲)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۷) تا (۱۲)

(۷۔۸) جن لوگوں کو مرنے کے بعد کا ڈر نہیں اور مرنے کے بعد کا وہ اقرار نہیں کرتے اور آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو انھوں نے اختیار کررکھا ہے اور اس پر وہ خوش ہو گئے اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں اور اس سے روگردانی کررہے ہیں۔ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اقوال اور اعمال شرکیہ کی وجہ سے جہنم ہے۔

(۹) اور یقیناً جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے اطاعت خداوندی کی تو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کا پروردگار ان کو جنت میں بھیجے گا جس کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی۔

(۱۰) اور جنت میں جب وہ کسی چیز کی آرزو کریں گے تو ان کے منہ سے سبحان اللّٰہ نکلے گا جس کو سن کر خدام جو وہ چاہیں گے لے کر حاضر ہو جائیں گے اور ان کا ملاقات کے وقت باہمی سلام، السلام علیکم ہوگا اور کھانے اور پینے کے بعد ان کی آخری بات یہ ہوگی۔الحمدللّٰہ رب العلمین۔

(۱۱) اور اگر لوگوں کی برائی کے لیے جلدی مچانے کے مطابق جیسا کہ وہ فائدے کے لیے جلدی مچاتے ہیں، اللّٰہ تعالیٰ نقصان واقع کر دیا کرتا تو سب کے سب ہلاک ہو چکے ہوتے، سو ہم ان لوگوں کو جن کو مرنے کے بعد کا کھٹکا ہی نہیں، ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ یہ اپنے کفر اور گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے رہیں۔

(۱۲) اور جب کافر کو یعنی ہشام بن مغیرہ مخزومی کو کوئی تکلیف یا بیماری پہنچتی ہے تو بستر پر بھی ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس سے اس کی وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں تو پھر دعا کو چھوڑ کر اپنی پہلی حالت پر آ جاتا ہے، گویا جو تکلیف اس کو پہنچتی تھی اس کے ہٹانے کے لیے کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان مشرکین کو ان کے اعمال شرکیہ اسی طرح اچھے معلوم ہوتے ہیں کہ سختی اور تکلیف میں ہمیں پکارتے ہیں اور فراخی وخوشحالی میں ہمیں بھول جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾
وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ
لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحٰى
إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵﴾
قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرٰىكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ
فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ
الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ
أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ
سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ
إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ
رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُولُونَ
لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ
لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۲۰﴾ ع
وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ
فِي اٰيَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿۲۱﴾

اور تم سے پہلے ہم کئی اُمتوں کو جب اُنہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں ۔ اور اُن کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگار لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۳)۔ پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو مُلک میں خلیفہ بنایا تا کہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو (۱۴)۔ اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے (۱۵)۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ اگر خدا چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر سُناتا اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں (۱۶)۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا پر جھوٹ افترا کرے اور اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک گنہگار فلاح نہیں پائیں گے (۱۷)۔ اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ اُن کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں ۔ کہہ دو کیا تم خدا کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اُسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں وہ پاک ہے اور (اس کی شان) اُنکے شرک کرنے سے بہت بلند ہے (۱۸) اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی اُمت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے پھر جدا جدا ہو گئے۔ اور اگر ایک بات اگر جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے نہ ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں اُن میں فیصلہ کر دیا جاتا (۱۹)۔ اور کہتے ہیں کہ اُس پر اُس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہ ہوئی کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو خدا ہی کو ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۲۰)۔ اور جب ہم لوگوں کو تکلیف دینے کے بعد (اپنی) رحمت (سے آسائش) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے اور جو حیلے تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۱۳) تا (۲۱)

(۱۳) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا، جب کہ انھوں نے کفر و شرک اختیار کیا، حالاں کہ ان

کے پیغمبر بھی ان کے پاس اوامر ونواہی اور دلائل لے کر آئے تھے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے جب کہ میثاق میں اس چیز کو جھٹلا چکے تھے، ہم مشرکوں کو اس طرح ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔

(۱۴) پھر اے امت محمد یہ ﷺ ان لوگوں کی ہلاکت کے بعد دنیا میں ہم نے تمہیں آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح نیک اعمال کرتے ہو۔

(۱۵) اور جب ان ٹھٹھہ کرنے والوں یعنی ولید بن مغیرہ اور اس کی جماعت کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں جو بالکل واضح طور پر اوامر ونواہی کو بیان کرنے والی ہیں۔

تو یہ لوگ جن کو مرنے کے بعد کا خوف ہی نہیں اور وہ اسکا مذاق اڑاتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ یا تو اس کے سوا کوئی پورا دوسرا قرآن ہی لے آؤ یا کم سے کم اسی میں کچھ ترمیم کردو، یعنی آیت رحمت کو آیت عذاب اور آیت عذاب کو آیت رحمت سے بدل دیں، اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں فرما دیجیے کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے پاس سے اس میں کچھ ترمیم کروں، میں تو وہی کہوں گا اور اسی پر عمل کروں گا جو قرآن حکیم بذریعہ وحی میرے پاس پہنچتا ہے، اگر میں اس میں تبدیلی کردوں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔

(۱۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں فرما دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ میں اس کا رسول نہ ہوں تو نہ میں تمہیں یہ قرآن حکیم پڑھ کر سنا سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قرآن حکیم کے ملنے کی اطلاع کرتا کیوں کہ آخر اس کلام پاک کے ظاہر کرنے سے پہلے بھی میں چالیس سال تک تم میں رہ چکا ہوں اور اس وقت اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں نکلا تو پھر کیا تم انسانوں جیسی اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کریم میری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ اللہ کا کلام ہے۔

(۱۷) اس شخص سے بڑا ظالم اور دلیر کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کو جھٹلائے یقیناً مشرکین عذاب الٰہی سے اصلاً فلاح اور نجات پانے والے بالکل نہیں ہوں گے۔

(۱۸) یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ عبادت نہ کرنے کی صورت میں نہ ان کو دنیا وآخرت میں نقصان پہنچا سکیں، اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں دنیا وآخرت میں ان کو کوئی نفع پہنچا سکیں اور اپنی طرف سے بلا دلیل کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کہ کوئی معبود اور بھی ہے جو نفع ونقصان کا مالک بھی ہو، اس کی ذات اولاد، شریک اور ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالا ہے۔

(۱۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سب لوگ ایک ہی ملت پر تھے (یعنی سب موحد تھے) یا یہ کہ ملت کفر پر تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا جو کہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تو اپنے گمراہی سے بعض مومن ہوگئے اور بعض مشرک اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب نہ ہوتا جو کہ پہلے سے ٹھہر چکا ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں یہ ہلاک اور برباد ہوچکے ہوتے۔

(٢٠) اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا، جیسا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ ﷺ فرما دیجیے نزول معجزہ کا علم صرف اللہ کو ہے تم بھی میرے ہلاک ہونے کا انتظار کرو، میں بھی تمھاری ہلاکت کا انتظار کرتا ہوں۔

(٢١) اور جب ہم ان کفار کو کسی مصیبت کے بعد کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس شرارت کی سخت ترین سزا دے گا، چنانچہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو ہلاک کر دیا۔

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ
وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ
وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ
دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ
لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ
ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ إِنَّمَا مَثَلُ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ
الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ
زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا
أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ
بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ
يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾
لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا
ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا
السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ
مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٧﴾

وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں پاکیزہ ہوا (کے نرم جھونکوں) سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں اور وہ اُن سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زناٹے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے اُن پر (جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب تو) لہروں میں گھر گئے۔ تو اُس وقت خالص خدا ہی کی عبادت کر کے اُس سے دُعا مانگنے لگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو اس سے نجات بخشے تو ہم (تیرے) بہت ہی شکر گزار ہوں (٢٢)۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں۔ لوگو! تمھاری شرارت کا وبال تمھاری ہی جانوں پر ہوگا تم دنیا کی زندگی کے فائدے اُٹھا لو پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اُس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے (٢٣)۔ دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اُس کو آسمان سے برسایا۔ پھر اسکے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی۔ اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔ ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اُس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں اُن کے لئے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (٢٤)۔ اور خدا سلامتی کے گھر کی طرف بُلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے (٢٥)۔ جن لوگوں نے نیکوکاری کی اُن کے لیے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونھوں پہ نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں

گے(۲۶)۔اور جنھوں نے بُرے کام کیے تو بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور اُن کے موہنوں پر ذلت چھا جائے گی۔اور کوئی اُن کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔اُنکے موہنوں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اُڑھا دیے گئے ہیں ۔یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے(۲۷)

تفسیر سورة یونس آیات (۲۲) تا (۲۷)

(۲۲) ہمارے فرشتے، جو کچھ تم جھوٹ کہہ رہے ہو اور جو خداوند کی نافرمانیاں کر رہے ہو سب کچھ لکھ رہے ہیں یعنی جس وقت تم خشکی میں سواری پر سفر کرتے ہو اور دریا میں کشتیوں میں سفر کرتے ہو، وہ تمھاری حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور کشتی چلانے والے موافق ہوا سے خوش ہوتے ہیں اس حالت میں اچانک ایک جھونکا ان کشتیوں پر سخت ترین بادِ مخالف کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان لوگوں پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں، اس وقت انھیں اس بات کا قطعی یقین اور علم ہو جاتا ہے کہ سب ہلاک ہو جائیں گے، تب سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں اس مصیبت اور اس سخت ہوا سے بچالیں تو ہم ضرور فرمانبردار اور مومن بن جائیں گے۔

(۲۳) پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اس ہوا اور غرق ہونے سے بچالیتا ہے تو وہ فوراً ہی حق سے سرکشی کرنے لگتے ہیں۔

اے مکہ والو یہ تمھاری سرکشی اور ایک دوسرے پر ظلم و ستم تمھارے لیے وبال جان بن جانے والا ہے اور دنیاوی منافع عارضی ہیں، ان کو بقا نہیں اور مرنے کے بعد ہمارے پاس تمہیں آنا ہے پھر جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے تھے، ہم سب تمہیں بتلا دیں گے۔

(۲۴) دنیاوی زندگی کی بقا اور فنا کی حالت تو اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم نے بارش برسائی جس سے زمین پر پھل اور دانے اور گھاس پھوس خوب گنجان ہو کر نکلے، یہاں تک جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور وہ نباتات سبز، سرخ اور پیلے ہو گئے اور کاشتکاروں نے سمجھ لیا کہ اب نباتات ان کے قبضہ میں آگئی تو ایسی حالت میں ہماری طرف سے عذاب آگیا جس طرح بکریاں اپنے پیروں سے روند کر کاشتکاروں کی کھیتیوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں تو ہم نے ایسا صاف کر دیا جیسا کہ وہ کل یہاں موجود ہی نہ تھی، جیسا کہ گرمیوں میں کھیتی کٹ جاتی ہے۔

ہم اسی طرح قرآن میں دنیا کے فانی ہونے کو واضح طور بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے جو امور دنیا و آخرت میں سوچتے ہیں۔

(۲۵) اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو توحید کے ذریعے دارالبقاء کی طرف بلاتا ہے، سلام اللہ تعالیٰ کا نام اور جنت اس کا گھر ہے اور جسے چاہتا ہے، دین مستقیم یعنی دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

(۲۶) جو لوگ توحید کے قائل ہوئے ان کے لیے جنت ہے اور مزید برآں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی یا یہ کہ ثواب میں

زیادتی ہے اوران کے چہروں پر نہ کدورت اور سیاہی چھائے گی اور نہ غمِ ذات ۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں ۔
(۲۷) اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کیا تو اس کے بدلہ میں انہیں جہنم ملے گی اور ان پر ذلت و غم سوار ہوگا اور انھیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا کہ غم سے ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پردے چڑھا دیئے گئے یہ لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ
جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ
فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾
فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى
اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ
مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ
رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾
قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ
اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِن
شُرَكَائِكُم مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن
يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا
لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي
مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هَٰذَا
الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو ۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور اُن کے شریک (اُن سے) کہیں گے کہ تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے (۲۸) ۔ ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے ۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے (۲۹) ۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اُس نے آگے بھیجے ہونگے آزمائش کرلے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہے گا (۳۰) ۔ (اُن سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دُنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے ۔ جھٹ کہہ دینگے کہ خدا ۔ تو کہو کہ پھر تم (خدا سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (۳۱) یہی خدا تو تمہارا پروردگار برحق ہے اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو (۳۲) اسی طرح خدا کا ارشاد ان نافرمانوں کے حق میں ثابت ہوکر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے (۳۳) ۔ (ان سے) پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ مخلوقات کو ابتداءً پیدا کرے (اور) پھر اسکو دوبارہ بنائے؟ کہہ دو کہ خدا ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تو تم کہاں اُکسے جا رہے ہو (۳۴) ۔ پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھادے کہہ دو کہ خدا ہی حق کا رستہ دکھاتا ہے بھلا جو حق کا رستہ دکھائے وہ اس قابل ہے کہ اس کی پیروی کی جائے ۔ یا وہ کہ جب تک کوئی اُسے رستہ نہ بتائے رستہ نہ پائے ۔ تو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو؟ (۳۵) اور اُن میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں ۔ اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق

کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہوسکتا۔ بے شک خدا تمہارے (سب) افعال سے واقف ہے (٣٦)۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنالائے ہاں (ہاں یہ خدا کا کلام ہے) جو (کتابیں) اس سے پہلے (کی) ہیں۔ اُن کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اُنہی کتابوں کی (اس میں) تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں (کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے (٣٧)

تفسیر سورۃ یونس آیات (٢٨) تا (٣٧)

(٢٨) اور جس روز ہم ان کافروں اور ان کے تمام معبودوں کو جمع کریں گے اور ان لوگوں سے جنھوں نے بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا کہیں گے کہ تم اور تمھارے معبود اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر ہم ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے۔

تب کافر کہیں گے کہ انھوں نے ہمیں اس بات کا حکم دیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی ہم عبادت کریں اور ان کے معبود ان کی تردید کر کے کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، کفار ان کے جواب میں کہیں گے بے شک تم نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔

(٢٩) پھر ان کے معبود کہیں گے سو ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اور ہم سے بے خبر تھے۔

(٣٠) اس موقعہ پر ہر ایک انسان اپنے کیے ہوئے کاموں کو جان لے گا کہ کیا اس نے نیکیاں کی ہیں اور کیا کیا برائیاں اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا معبود حقیقی ہے، لوٹا دیے جائیں گے اور انھوں نے جھوٹے معبود تراش رکھے تھے وہ سب باطل اور ان سے علیحدہ اور غائب ہو جائیں گے۔

(٣١) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے نباتات اور پھل اُگاتا ہے یا یہ بتلاؤ کہ وہ کون ہے جسے کان اور آنکھیں پیدا کرنے پر پوری قدرت حاصل ہے اور وہ کون ہے جسے جاندار چیز کو بے جان چیز سے نکالنے پر قدرت حاصل ہے یعنی بچوں اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے یا یہ کہ پرندوں کو انڈوں سے نکالتا ہے یا یہ کہ گندم کی بالیوں کو دانوں سے اگاتا ہے۔

اور وہ کون ہے جو بندوں کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا اور ان کے معاملات میں نظر فرماتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے وحی تنزیل اور مصیبت بھیجتا ہے۔

وہ ضرور جواب میں یہی کہیں گے کہ اس سب کچھ کا کرنے والا اللہ ہے تو اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کی کیوں اطاعت نہیں کرتے۔

(٣٢) جو یہ تمام امور سرانجام دیتا ہے وہی تمھارا رب حقیقی ہے اور اسی کی عبادت حق اور ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اور کس کی عبادت کی گنجائش رہ گئی، ماسوا شیطان کی پوجا کے پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کو کہاں لاتے ہو۔

(۳۳) اسی طرح آپ کے رب کا عذاب ان کافروں کے لیے ہے کیوں کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے، علم ازلی میں ثابت ہو چکا ہے۔

(۳۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں بھی کہیے کہ کیا تمھارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہلی بار مخلوق کو نطفہ سے پیدا کر کے اس میں جان ڈالے، پھر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ بھی زندہ کرے اگر وہ اس کا جواب دے سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی قیامت کے دن اٹھائے گا پھر تم کہاں کا جھوٹ باندھتے پھرتے ہو۔

(۳۵) یا یہ کہ اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو یہ کہاں کی جھوٹ باتیں ملاتے ہیں۔

اور آپ ان سے یوں بھی فرمائیے کہ کیا تمھارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو امر حق اور ہدایت کا راستہ بتائے اگر وہ اس کا کچھ جواب دے سکیں تو خیر! ورنہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی امرِ حق اور ہدایت کا بھی راستہ بتلاتا ہے۔

تو پھر جو شخص امر حق اور ہدایت کا راستہ بتلاتا ہو تو وہ زیادہ اتباع اور اطاعت کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو امر حق اور ہدایت کا بغیر بتلائے ہوئے اور اس پر چلائے بغیر راستہ نہ سوجھے، تمہیں کیا ہوا کہ اپنے لیے بدترین تجویزیں کرتے ہو۔

(۳۶) بلکہ ان میں سے بہت لوگ اپنے معبودوں کی صرف بے بنیاد خیالات پر پرستش کر رہے ہیں۔ یقیناً ان کی محض اپنے خیالات کے مطابق پرستش عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذرا بھی کارگر نہیں۔ یہ جو کچھ شرک اور بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس سب کی خبر ہے۔

(۳۷) اور یہ قرآن کریم جس کی رسول اکرم ﷺ تمھارے سامنے تلاوت فرماتے ہیں افتراء کیا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ تو توریت، انجیل، زبور اور تمام آسمانی کتب کی توحید اور صفات رسول اکرم ﷺ میں تصدیق کرنے والا ہے اور نیز قرآن حکیم حلال و حرام اور اوامر و نواہی کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی بات بھی شک و شبہ کی نہیں ہے اور وہ تمام جہانوں کے آقا و مالک کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ
اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۸ بَلْ كَذَّبُوا
بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝۳۹ وَمِنْهُم
مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
ع بِالْمُفْسِدِينَ ۝۴۰ وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ
أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝۴۱
وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا
يَعْقِلُونَ ۝۴۲ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ
وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ۝۴۳ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ
النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۴۴ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا
سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۴۵ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي
نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا
يَفْعَلُونَ ۝۴۶ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ
بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝۴۷ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ
إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝۴۸ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ
اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ
وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۴۹ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ
نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۝۵۰

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اسی طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور خدا کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو (۳۸)۔ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکے اس کو (نادانی سے) جھٹلا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا (۳۹)۔ اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارا پروردگار شریروں سے خوب واقف ہے (۴۰)۔ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا)۔ تم میرے عملوں کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے عملوں کا جواب دہ نہیں ہوں (۴۱)۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے اگرچہ کچھ بھی (سنتے) سمجھتے نہ ہوں؟ (۴۲)۔ خدا تو لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں (۴۴)۔ اور جس دن خدا ان کو جمع کرے گا (تو وہ دنیا کی نسبت ایسا خیال کریں گے کہ) گویا (وہاں) گھڑی بھر دن سے زیادہ رہے ہی نہیں تھے (اور) آپس میں ایک دوسرے کو شناخت بھی کریں گے۔ جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے اور راہ یاب نہ ہوئے (۴۵)۔ اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے (نازل) کریں یا (اس وقت جب) تمہاری مدت حیات پوری کر دیں تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے (۴۶)۔ اور ہر ایک امت کی طرف ایک پیغمبر بھیجا گیا۔ جب ان کا پیغمبر آتا ہے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جاتا (۴۷)۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعدہ (ہے وہ آئے گا) کب (۴۸)۔ کہہ دو کہ میں تو اپنے نقصان اور فائدے کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے۔ ہر ایک امت کے لئے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں (۴۹)۔ کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اگر اس کا عذاب تم پر (ناگہاں) آ جائے رات کو یا دن کو تو پھر گنہگار کس چیز کی جلدی کریں گے (۵۰)

تفسیر سورة یونس آیات (۳۸) تا (۵۰)

(۳۸) باوجود اس کے مکہ کے کافریوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے تو پھر تم بھی قرآن کریم جیسی ایک سورت تو بنالاؤ اور اپنے معبودان باطل میں سے جن جن کو اپنی مدد کے لیے بلانا چاہو، ان کو بلالو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ (نعوذ باللہ) رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم اپنی طرف سے از خود بنالیا ہے۔

(۳۹) بلکہ یہ کافر ایک ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ابھی تک ان کو اس قرآن حکیم کی تکذیب کا جس سے ان کو قرآن حکیم میں ڈرایا گیا ہے، آخری نتیجہ نہیں پہنچا جو کافر ان سے پہلے ہوئے انھوں نے بھی اسی طرح آسمانی کتب اور رسولوں کو جھٹلایا تھا، جیسا کہ آپ کی قوم، آپ اور قرآن کریم کو جھٹلا رہے ہیں سو دیکھ لیجیے کہ ان مشرکین کا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا، کیسا برا انجام ہوا یا یہ کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے تاکہ کفار کی ایذا رسانی پر آپ صبر کریں اور اس کی وجہ سے غمگین اور پریشان نہ ہوں۔

(۴۰) اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئیں گے۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور حالت کفر ہی میں مرجائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۴۱) اے محمد ﷺ اگر آپ کی قوم آپ کے ارشادات کو جھٹلاتی رہے تو یہ فرما دیجیے کہ میرا کیا ہوا اور میرا دین مجھ کو ملے گا اور تمھارا کیا ہوا اور تمھارا دین تمھیں ملے گا، تم میرے کیے ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو اور میں تمھارے کیے ہوئے کا جواب دہ نہیں ہوں۔

(۴۲) اور ان یہود میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں یا یہ کہ ان مشرکین عرب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں۔ اے محمد ﷺ کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں جو سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

(۴۳) اور ان یہود اور مشرکین عرب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو ہدایت کا راستہ دکھلا رہے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہیں اور حق وہدایت کو دیکھنے کا وہ ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

(۴۴) اللّٰہ تعالیٰ لوگوں کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں فرماتے اور نہ ان کے گناہوں میں زیادتی فرماتے ہیں لیکن لوگ کفر وشرک اور گناہوں کی وجہ سے خود ہی اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔

(۴۵) اور جس دن اللّٰہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اس کیفیت سے جمع کرے گا گویا کہ وہ قبروں میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور بعض مقامات میں آپس میں ایک دوسرے کو پہچان بھی رہے ہوں گے۔ گھاٹے میں وہ لوگ رہے جنھوں نے اللّٰہ کے پاس جانے کو جھٹلایا کہ دنیا و آخرت سب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور یہ کفر وضلالت سے ہدایت پانے والے نہ تھے۔

(۴۶) اے محمد ﷺ جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یہ اس عذاب کے دکھلانے سے پہلے ہی ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہر صورت میں ان کو بعد از موت ہمارے پاس تو آنا ہی ہے پھر یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کو جانتا ہے۔

(۴۷) اور ہر ایک دین والوں (یعنی قوم) کے لیے ایک رسول ہوا ہے جو ان کو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا سو جب ان کا وہ رسول ان کے پاس آ چکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے یا کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسول کو بچا لیا جاتا ہے اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی اور نہ ان کی برائیوں میں کچھ اضافہ کیا جاتا ہے۔

(۴۸) اور ہر ایک قوم اپنے اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا۔

(۴۹) سو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور کسی نقصان کے دفع کرنے کا اختیار نہیں رکھتا مگر جتنا اختیار نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنے کا اللّٰہ کو منظور ہے۔

ہر ایک دین والوں کے لیے ایک وقت مقررہ اور مہلت ہے سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آ پہنچتا ہے تو اس وقت ایک گھڑی بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

(۵۰) اے محمد ﷺ ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجیے یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللّٰہ کا عذاب رات کو آ پڑے یا دن کو واقع ہو جائے تو پھر تم کیا کرو گے اور پھر عذاب الٰہی میں کون چیز ایسی ہے، جسے یہ مشرک لوگ جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان سے فرما دیجیے۔

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ
آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا
ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾
وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ
بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ
وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾
أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ
وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ
فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ
اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ
لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦٠﴾ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ
قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ
فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾

کیا جب وہ آ واقع ہوگا تب اس پر ایمان لاؤ گے۔ (اُس وقت کہا جائے گا کہ) اور اب (ایمان لائے؟) اسی کے لیے تو تم جلدی مچایا کرتے تھے (۵۱)۔ پھر ظالم لوگوں سے کہا جائے گا کہ عذاب دائمی کا مزا چکھو (اب) تم اُنہی (اعمال) کا بدلہ پاؤ گے جو (دنیا میں) کرتے رہے (۵۲)۔ اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے کہہ دو ہاں خدا کی قسم سچ ہے اور تم (بھاگ کر خدا کو) عاجز نہیں کر سکو گے (۵۳)۔ اور اگر ہر ایک نافرمان شخص کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو (عذاب سے بچنے کے) بدلے میں (سب) دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (پچھتائیں گے اور) ندامت کو چھپائیں گے۔ اور اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور (کسی طرح کا) اُن پر ظلم نہیں ہوگا (۵۴)۔ سُن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور یہ بھی سُن رکھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۵)۔ وہی جان بخشتا اور وہی موت دیتا ہے اور تم لوگ اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۵۶)۔ لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آ پہنچی (۵۷)۔ کہہ دو کہ (یہ کتاب) خدا کے فضل اور اُس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (۵۸)۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو۔ خدا نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا تم نے اس میں سے (بعض کو) حرام ٹھیرایا اور (بعض کو) حلال (ان سے) پوچھو کیا خدا نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا تم خدا پر افترا کرتے ہو؟ (۵۹)۔ اور جو لوگ خدا پر افتراء کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں؟ بے شک خدا لوگوں پر مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۶۰)۔ اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو جب اس میں مصروف ہوتے ہو تو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۶۱)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۵۱) تا (۶۱)

(۵۱) کہ اب تو جھٹلا رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آئے گا، تب تصدیق کرو گے، اس پر بھی وہ ہاں کہیں تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے خوف سے ایمان لاتے ہو حالاں کہ پہلے سے تم بطور مذاق اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔

(۵۲) پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے آخرت میں اب تمہیں اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(۵۳) (تعجب سے) آپ سے پوچھتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے۔ آپ فرما دیجیے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے اور تم کسی طریقہ سے عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔

(۵۴) اور اگر ہر ایک مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے ساری زمین بھر جائے تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الٰہی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے اور جب یہ رؤسا عذاب خداوندی دیکھیں گے تو غربا سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان رؤسا اور غربا کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کچھ کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ زیادتی اور اضافہ ہوگا۔

(۵۵) یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کا وعدہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے، سچا ہے اور یقینی ہونے والا ہے لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

(۵۶) وہی اللہ دوبارہ زندہ کرنے کے لیے جان ڈالتا ہے اور وہی دنیا میں انسانوں کی جان نکالتا ہے اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

(۵۷) اے لوگو تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو ان برے کاموں سے روکنے کے لیے نصیحت ہے جن پر تم قائم ہو اور دلوں میں جو ان کاموں سے بیماری پیدا ہوگئی ہے، ان کے لیے شفا ہے اور گمراہیوں سے نیک کاموں کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے اور عذاب کے لیے باعث رحمت ہے اور یہ سب برکات ایمان والوں کے لیے ہیں۔

(۵۸) اے محمد ﷺ آپ اپنی جماعت صحابہ سے فرما دیجیے کہ لوگو اللّٰہ کے انعام سے جو کہ قرآن حکیم عطا کر کے کیا ہے، اور اس کی رحمت پر جس کی بذریعہ اسلام تمہیں توفیق دی گئی ہے، خوش ہونا چاہیے، اور قرآن کریم اور دین اسلام اس دنیاوی اموال سے بہت بہتر ہے جس کو یہ یہود اور مشرک جمع کر رہے ہیں۔

(۵۹) آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللّٰہ تعالیٰ نے جو تمھارے لیے کھیتیاں اور جانور پیدا کیے تھے پھر تم نے اس کے کچھ حصہ سے فائدہ حاصل کرنا عورتوں پر حرام کر دیا یعنی بحیرہ، سائبہ اور حام اور مردوں کے لیے حلال قرار دے لیا تو آپ ان سے پوچھیے کیا اس چیز کی تمہیں تمہارے پروردگار نے اجازت دی تھی یا محض اللّٰہ تعالیٰ پر اپنی ہی طرف سے جھوٹ باندھتے ہو۔

(۶۰) اور جو لوگ اللّٰہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا قیامت کے متعلق کیا خیال ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ واقعی لوگوں پر اللّٰہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے ان سے عذاب کو ٹال رکھا ہے لیکن اکثر اس احسان کی بے قدری کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

(۶۱) اے محمد ﷺ آپ خواہ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن کریم کی سورت یا

آیت پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جو نیکیاں اور برائیاں کرتے ہیں۔
ہمیں تمہاری سب حالتوں اور تمھاری تلاوت اور تمھارے سب کاموں کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور قرآن کریم کی تکذیب میں لگتے ہو اور بندوں کے اعمال میں سے آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز بھی ذرہ برابر غائب نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار مذکور سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی اور بھاری ہے مگر یہ سب بوجہ احاطہ علم الٰہی کے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ
ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ
ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ
جَمِيعًا ۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿۶۵﴾ أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ
وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن
دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ
إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۶۶﴾ هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟
فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَسْمَعُونَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا۟ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَٰنَهُۥ ۖ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ۖ
لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ إِنْ عِندَكُم مِّن
سُلْطَٰنٍۭ بِهَٰذَآ ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۸﴾
قُلْ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۶۹﴾
مَتَٰعٌ فِى ٱلدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
نُذِيقُهُمُ ٱلْعَذَابَ ٱلشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ ﴿۷۰﴾
وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم
مَّقَامِى وَتَذْكِيرِى بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ فَعَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوٓا۟
أَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ ٱقْضُوٓا۟
إِلَىَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿۷۱﴾ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ
أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿۷۲﴾

سُن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۶۲)۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے (۶۳)۔ اُن کے لئے دُنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی ۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے (۶۴)۔ اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہونا (کیونکہ) عزت سب خدا ہی کی ہے وہ (سب کچھ) سُنتا (اور) جانتا ہے (۶۵)۔ سُن رکھو کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو لوگ زمین میں ہیں سب خدا کے (بندے اور اسکے مملوک) ہیں اور یہ جو خدا کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ (کسی اور چیز کے) پیچھے نہیں چلتے۔ صرف ظن کے پیچھے چلتے ہیں اور محض اٹکلیں دوڑا رہے ہیں (۶۶)۔ وہی تو ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور روز روشن بنایا (تاکہ اس میں کام کرو) جو لوگ (مادہ) سماعت رکھتے ہیں اُن کے لیے اس میں نشانیاں ہیں (۶۷)۔ (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا بنالیا ہے (اس کی) ذات (اولاد سے) پاک ہے (اور) وہ بے نیاز ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اے افترا پردازو) تمھارے پاس اس (قول باطل) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تم خدا کی نسبت ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں (۶۸)۔ کہہ دو کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پائیں گے (۶۹)۔ (اُن کے لیے) جو فائدے ہیں دنیا میں (ہیں) پھر ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اُسوقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے (۷۰)۔ اور اُن کو نوح کا قصہ پڑھ کر سُنا دو۔ جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور خدا کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں تو خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں

کرنا چاہو) مقرر کرلو اور وہ تمھاری تمام جماعت (کو معلوم ہوجائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو (۷۱)۔ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا میرا معاوضہ تو خدا کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں (۷۲)

تفسیر سورۃ یونس آیات (٦٢) تا (٧٢)

(۶۲۔۶۳) یہ بات یاد رکھو کہ مومنین کی جماعت کو نہ کسی عذاب کے آنے کا خطرہ ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر غمگین ہوتے ہیں۔

(۶۴) اور وہ کون لوگ ہیں! اب اللّٰہ تعالیٰ ان کا بیان فرماتا ہے کہ جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں، ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی کہ وہ رؤیائے صادقہ دیکھتے ہیں یا ان کو دکھلائے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ ان کو جنت ملے گی، خوشخبری ہے اور جنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بشارت بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے چھٹکارا ملے گا۔

(۶۵) اے محمد ﷺ خاص طور پر آپ کو ان لوگوں کا جھٹلانا غم میں نہ ڈالے۔ ان کو ہلاک کرنے کی تمام تر قدرت اور غلبہ اللّٰہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی حالت اور ان کے انجام کو جانتا ہے۔

(۶۶) یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اللّٰہ تعالیٰ کی ملکیت ہے جس طرح وہ چاہے اس کو ان پر تسلط کا حق حاصل ہے اور جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یہ محض بے بنیاد خیال کا بغیر یقین کے اتباع کر رہے ہیں اور یہ راہنما صرف عوام کو دھوکا دینے کے لیے فرضی باتیں اور جھوٹ بول رہے ہیں۔

(۶۷) اور تمھارا اللّٰہ ایسا ہے جس نے تمھارے لیے رات کو پیدا کیا تاکہ تم اس میں آرام کرسکو اور دن کو بھی اسی طرح پیدا کیا کہ وہ آنے جانے کے لے روشنی کا ذریعہ ہے اس بنانے میں ایسے لوگوں کے لیے عبرت کی چیزیں ہیں جو نصائح قرآنی کو سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

(۶۸) اہل مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے (نعوذ باللّٰہ) اللّٰہ تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں، سبحان اللّٰہ اس کی ذات بابرکات تو ولد اور شریک سے ماوراء اور پاک ہے اور وہ ولد و شریک کسی کا محتاج نہیں تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تمھارے پاس تمھارے اس دعوے پر جو کہ تم اللّٰہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہو کوئی دلیل اور حجت نہیں بلکہ تم اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

(۶۹) اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں وہ کبھی عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائیں گے اور نہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(۷۰) یہ دنیا میں چند روزہ زندگی گزار رہے ہیں، پھر مرنے کے بعد ان کو ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ پھر ہم ان کو ان کے قرآن اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب اور اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے بدلے سخت سزا کا مزہ چکھائیں گے۔

(۷۱) اورآپ ان کو بذریعہ قرآن کریم نوح علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر سنایئے جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تمھیں میرا رہنا اور میرا زیادہ قیام اور عذاب الٰہی سے میرا تمھیں ڈرانا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسا ہے اور میں نے اپنے تمام کام اس کے سپرد کر دیے ہیں۔ سو تم اپنی تدبیر اور اپنا معاملہ مع اپنے شرکاء کی مدد کے پختہ کر لو پھر تمھارا معاملہ تمھاری تنگی کا باعث نہ ہو اور تمھاری وہ تدبیر تمھارے نقصان کا باعث نہ ہو اور میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔

(۷۲) پھر بھی اگر تم اس بات پر جس کو میں تمھارے پاس لے کر آیا ہوں ایمان لانے سے اعراض کیے جاؤ تو میں نے تم سے اس تبلیغ ایمان پر کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا کیوں کہ میں تمھیں جو ایمان کی دعوت دے رہا ہوں، اس پر ثواب و معاوضہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے اور چوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ان کے دین پر قائم رہوں۔

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَآئِفَ
وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ
عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾
فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾
قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ اَسِحْرٌ هٰذَا وَلَا يُفْلِحُ
السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا
وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى
مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع
فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۠ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ
لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

لیکن ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے سب کو (طوفان سے) بچا لیا اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن کو غرق کر دیا تو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے اُن کا کیسا انجام ہوا (۷۳)۔ پھر نوح کے بعد ہم نے اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ تو وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں (۷۴)۔ پھر اُن کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو اُنہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے (۷۵)۔ تو جب اُن کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (۷۶)۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمھارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پانے کے (۷۷)۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اُس سے ہم کو پھیر دو۔ اور (اس) ملک میں تم دونوں ہی کی سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۷۸)۔ اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادوگروں کو ہمارے پاس لے آؤ (۷۹)۔ جب جادوگر آئے تو موسیٰ نے اُن سے کہا کہ جو تم کو ڈالنا ہو ڈالو (۸۰)۔ جب اُنہوں نے

(اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو موسیٰ نے کہا کہ جو چیزیں تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے خدا اس کو ابھی نیست و نابود کردے گا۔ خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا (۸۱)۔ اور خدا اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کر دے گا اگرچہ گنہگار بُرا ہی مانیں (۸۲)۔ تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا۔ مگر اس کی قوم میں سے چند لڑکے (اور وہ بھی) فرعون اور اُس کے اہلِ دربار سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں وہ اُن کو آفت میں نہ پھنسادے اور فرعون ملک میں متکبر و متغلب اور (کبر و کفر میں) حد سے بڑھا ہوا تھا (۸۳)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۷۳) تا (۸۳)

(۷۳) سو وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی کو جھٹلاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں مومن لوگ تھے، غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو زمین پر دوبارہ آباد کیا اور ان کو زمین میں حکمران بنایا اور جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا ان کو غرق کر دیا، سو دیکھنا چاہیے کیسا برا انجام ہوا، ان لوگوں کا جن کو ان کے رسولوں نے اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہ لائے۔

(۷۴) پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے بعد اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا، سو وہ ان کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے پھر بھی جس چیز کے عہد و میثاق سے پہلے انھوں نے تکذیب کر دی تھی یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیں اسی طرح ہم ایسے لوگوں کے دلوں پر جو کہ حلال و حرام سے تجاوز کرتے ہیں مہریں لگا دیتے ہیں۔

(۷۵) پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ و حضرت ہارونؑ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی کتاب یا یہ کہ اپنے نو معجزات ید عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات یا یہ کہ مالوں کو برباد کرنے کی دعا کا حق دے کر بھیجا، سو انھوں نے کتاب خداوندی رسول اور معجزات پر ایمان لانے سے انکار کیا۔

(۷۶) اور وہ لوگ مشرک تھے، جب ان کے پاس کتاب رسول اور معجزات آئے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے ہیں (نعوذ باللہ) وہ صریح جھوٹ جادو ہے اور اگر ساحر پڑھا جائے تو پھر مقصود یہ کہ نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صریح جھوٹے جادوگر ہیں۔

(۷۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم کتاب اور رسول اور ان معجزات کے بارے میں جب کہ وہ تمھارے پاس پہنچے، ایسی بات کہتے ہو حالاں کہ جادوگر عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہا کرتے۔

(۷۸۔۷۹) ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے ہٹا دو اور تم دونوں کو سرزمین مصر میں ریاست اور بادشاہت مل جائے، ہم تو تم دونوں کی کبھی تصدیق نہ کریں گے اور فرعون کہنے لگا میرے سامنے تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

(۸۰۔۸۱۔۸۲) جب وہ جادوگر آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لکڑیاں اور رسیاں جو کچھ سامان جادو تمھیں ڈالنا ہو، ڈال دو لہٰذا جب انھوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں ڈالیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جادو یہ ہے

جو کچھ تم نے ڈالا ہے۔حق کی طاقت اس کو ابھی درہم برہم کردے گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ جادوگروں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ دین صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کردیتا ہے، خواہ مشرکین کو یہ چیز کتنی ہی ناگوار اور بری لگے۔

(۸۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے تھے، اس پر فرعون کی قوم میں تھوڑے آدمی جن کے آباء واجداد قبطی اور اوران کی مائیں بنی اسرائیل سے تھیں، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرے رہے کہ کہیں ان کو قتل نہ کردے اور واقعی فرعون دین موسوی کا سخت مخالف اور مشرکوں کا دوست اور ساتھی تھا۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ
لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ
اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ
رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾
قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ
الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ
فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۗ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ
اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ
ع اٰيَةً ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ
بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ
فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ
شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾

اور موسیٰ نے کہا کہ بھائیو! اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے) فرمانبردار ہو تو اُسی پر بھروسا رکھو (۸۴)۔تو وہ بولے کہ ہم خدا ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے آزمائش میں نہ ڈال (۸۵) اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش (۸۶)۔اور ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ (یعنی مسجدیں) ٹھیراؤ۔اور نماز پڑھو اور مومنوں کو خوشخبری سُنا دو (۸۷)۔اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دُنیا کی زندگی میں (بہت سا) سازو برگ اور مال وزر دے رکھا ہے۔اے پروردگار ان کا مآل یہ ہے کہ تیرے رستے سے گمراہ کردیں۔اے پروردگار ان کے مال کو برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں (۸۸)۔(خدا نے) فرمایا کہ تمھاری دُعا قبول کرلی گئی تو تم ثابت قدم رہنا اور بے عقلوں کے رستے نہ چلنا (۸۹)۔اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کردیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور تعدّی سے ان کا تعاقب کیا۔یہاں تک کہ جب اس کو غرق (کے عذاب) نے آ پکڑا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ جس (خدا) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں (۹۰)۔(جواب ملا کہ) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تُو پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مُفسد بنا رہا (۹۱)۔تو آج ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تُو پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں (۹۲)۔اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کو عمدہ جگہ دی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔لیکن وہ باوجود علم ہونے کے اختلافات کرتے رہے۔بے شک جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں تمھارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کردے گا (۹۳)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۸٤) تا (۹۳)

(۸۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ اسی پر بھروسہ کرو جب کہ تم مومن ہو۔

(۸۵۔۸٦) وہ کہنے لگے ہم نے اللہ پر توکل کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ان مشرکین کو مسلط نہ فرما کہ پھر وہ ہمیں باطل پر اور اپنے کو حق پر جانیں اور ہمیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات عطا فرما۔

اور ہم نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنے گھروں کے اندر مسجدیں بنالو اور اپنی مسجدوں کو قبلہ کی طرف کرو اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرو اور آپ مسلمانوں کو مدد اور مصیبت سے نجات اور جنت کی بشارت دے دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (دعا میں عرض کیا) اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال، اے ہمارے پروردگار اسی واسطے دیے ہیں کہ وہ اس مال سے آپ کے بندوں کو آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کردیں، سو ان کے مالوں کو نیست و نابود کردیجیے اور ان کے دلوں کو سخت کردیجیے تاکہ یہ ایمان نہ لانے پائیں تاوقتیکہ یہ غرق ہونے کے عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

(۸۹) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی سو تم ایمان، اطاعتِ خداوندی اور تبلیغ رسالت پر قائم رہو اور ان لوگوں کے طریقہ کومت اختیار کرنا، جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

(۹۰) اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کردیا تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور ان کے قتل کے ارادہ سے چلا لیکن وہ دریا سے پار نہ ہوسکا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے جس پر موسیٰ اور ان کی قوم ایمان لائی، کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں کے دین میں داخل ہوتا ہوں۔

(۹۱) تب حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس سے فرمایا اب غرق ہونے کے وقت ایمان لاتا ہے (جب کہ اس کا اعتبار نہیں) اور غرق ہونے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور ارض مصر میں قتل و شرک اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے کر فساد پھیلاتا رہا۔

(۹۲) سو آج ہم تیری لاش کو تیری مرصع زرہ کے ساتھ زمین پر پھینک کر نجات دیں گے تاکہ بعد میں آنے والے کفار کے لیے نشانِ عبرت ہو کہ پھر وہ تیری باتوں پر عمل نہ کریں اور قطعی طور پر یہ جان لیں کہ تو خدا نہیں ہے اور بہت سے کفار ہماری کتاب اور ہمارے رسول کے منکر ہیں۔

(۹۳) اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ہلاکت کے بعد عمدہ سرزمین یعنی اردن اور فلسطین میں رہائش دی اور ہم

نے من وسلویٰ اور غنیمتیں ان کو کھانے کو عطا کیں۔

اور یہود ونصاریٰ نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے بارے میں اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت کے بارے میں علم پہنچ گیا۔

محمد ﷺ آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود ونصاریٰ میں اس دین کے بارے میں فیصلہ کر دے گا جس میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٩٥ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٩٦ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝٩٧ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝٩٨ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۚ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝٩٩ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝١٠٠ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠١ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝١٠٢ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٣ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٤

اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اتری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۹۴)۔ اور نہ اُن لوگوں میں ہونا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں نہیں تو نقصان اُٹھاؤ گے (۹۵)۔ جن لوگوں کے بارے میں خدا کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لانے کے (۹۶)۔ جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آجائے (۹۷)۔ تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اُس کا ایمان اُسے نفع دیتا۔ ہاں یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں اُن سے ذلّت کا عذاب دُور کر دیا اور ایک مدّت تک (فوائدِ دُنیاوی سے) اُن کو بہرہ مند رکھا (۹۸)۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں (۹۹)۔ حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ خدا کے حکم کے بغیر ایمان لائے اور جو لوگ بے عقل ہیں اُن پر وہ (کفر وذلّت کی) نجاست ڈالتا ہے (۱۰۰)۔ (ان کفار سے) کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے اُن کے نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے (۱۰۱)۔ سو جیسے (بُرے) دن اُن سے پہلے لوگوں پر گزر چکے ہیں اسی طرح کے (دنوں کے) یہ منتظر ہیں۔ کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۱۰۲)۔ اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں (۱۰۳)۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سُن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو میں اُن کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔ اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں (۱۰۴)

تفسير سورة يونس آيات (٩٤) تا (١٠٤)

(٩٤) اے محمد ﷺ اگر بالفرض آپ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے بارے میں کسی شک میں ہوں جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر اتارا ہے تو آپ توریت کے پڑھنے والوں یعنی حضرت عبداللّٰہ بن سلام ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ لیجیے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو تو قرآن کریم کے کتاب خداوندی ہونے میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شک نہیں تھا، اس لیے آپ نے کسی سے نہیں پوچھا بلکہ اللّٰہ تعالیٰ کا مقصود اس کتاب خصوصی سے ذات اقدس ﷺ نہیں ہیں بلکہ مراد آپ کی قوم ہے۔

(٩٥) اے محمد ﷺ بے شک آپ کے رب کی طرف سے جبریل امین قرآن کریم آپ پر لے کر آئے ہیں جس میں گزشتہ اقوام کی بھی باتیں ہیں، سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (خطاب خاص ہے مراد عام لوگ ہیں) اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں، جنھوں نے اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کو جھٹلایا، کہیں نعوذ باللّٰہ آپ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچا بیٹھیں۔

(٩٦) بے شک جن لوگوں کے متعلق میں علم ازلی میں عذاب ثابت ہو چکا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

(٩٧) خواہ ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جائیں جن کا وہ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ بدر، احد اور احزاب کے واقعات نہ دیکھ لیں۔

(٩٨) چنانچہ جن بستیوں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے، نزول عذاب کے وقت ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا کہ ایمان لانا اس کو نفع بخش ہوتا مگر نزول عذاب کے وقت کسی نے بھی بذریعہ ایمان نفع حاصل نہیں کیا، ہاں مگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کہ ان کا ایمان لانا ان کو فائدہ مند ہوا جب وہ ایمان لائے تو اس سخت ترین عذاب کو ہم نے دنیاوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور مرنے تک بغیر عذاب کے ان کو رہنے دیا۔

(٩٩) اے محمد ﷺ اگر آپ کے پروردگار کی مرضی ہوتی تو تمام کفار ایمان لے آتے لہٰذا جب یہ بات ہے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان لائیں۔

(١٠٠) حالاں کہ کسی کافر کا ایمان لانا بغیر مشیت خداوندی اور اس کی توفیق کے ممکن نہیں اور اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے، کفر اور تکذیب کی گندگی کو بھر دیتا ہے۔

یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اتری ہے رسول اکرم ﷺ ان کے ایمان لانے کے متمنی اور خواہش مند تھے مگر مشیت خداوندی ان کے ایمان لانے کے بارے میں نہ ہوئی۔

(١٠١) اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم چاند، سورج اور ستاروں کو دیکھو اور غور کرو کہ کیا کیا چیزیں زمین میں

ہیں درخت، جانور، پہاڑ، دریا ان میں غور وفکر کرنے سے تمھارے لیے توحید پر دلیل عقلی قائم ہوگی اور علم ازلی میں جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ان کو رسولوں کی دھمکیاں اور دلائل کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔

(۱۰۲) تو کیا ان کے لیے اور کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے جس کی بنا پر یہ ان کفار جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم بھی نزولِ عذاب اور میری ہلاکت کے منتظر رہو میں بھی تمھارے ساتھ نزول عذاب اور تمھاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۱۰۳) پھر ہم ان قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے بچا لیتے ہیں ہم اسی طرح رسولوں کے ساتھ سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ذمہ ہے۔

(۱۰۴) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے کہہ دیجیے کہ اگر تمھیں دین اسلام کے بارے میں شک ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا، جن بتوں کی تم اللّٰہ کی بجائے عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری ارواح کو قبض کرتا ہے اور پھر مرنے کے بعد وہ تمھیں دوبارہ زندہ کرے گا اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مومن لوگوں کے ساتھ ان کے دین پر رہوں۔

وَاَنۡ اَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا‌ ۚ وَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝۱۰۵ وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ‌ ۚ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۱۰۶ وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ‌ ۚ وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ‌ ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۝۱۰۷ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ ۚ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِوَكِيۡلٍ ۝۱۰۸ وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰٓى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ‌ ۖ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ۝۱۰۹ ع ۱۱ / ۱۹

اور یہ کہ (اے محمد سب سے) یکسو ہوکر دین (اسلام) کی پیروی کیے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا (۱۰۵)۔ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمھارا کچھ بھلا کرسکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے (۱۰۶)۔ اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دُور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ لوگو تمھارے پروردگار کے ہاں سے تمھارے پاس حق آ چکا ہے تو جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے۔ اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور میں تمھارا وکیل نہیں ہوں (۱۰۸)۔ اور (اے پیغمبر) تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کیے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا فیصلہ کردے وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۱۰۹)

تفسیر سورة یونس آیات (۱۰۵) تا (۱۰۹)

(۱۰۵) اور مجھے اس چیز کا حکم ہوا ہے کہ مسلمان ہونے کی حالت میں اپنے دین اور ملت کو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کروں اور یہ حکم صادر ہوا ہے کہ کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے دین کو اختیار نہ کروں۔

(۱۰۶) اور یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کروں کہ جو تجھ کو نہ عبادت کی حالت میں کوئی نفع دنیوی واخروی پہنچا سکے اور نہ ترک عبادت کی حالت میں کوئی دنیاوی واخروی نقصان پہنچا سکے پھر اگر بالفرض ایسا کیا تو تم اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

(۱۰۷) اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف یا خلاف مرضی کوئی چیز پہنچا دے تو ماسوا اس کی ذات کے اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی نعمت اور راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں جو اس فضل کا اہل ہو جس کو چاہیں نوازیں اور جو توجہ کرے اس کی مغفرت فرمانے والے ہیں اور جو توبہ کی حالت میں فوت ہو جائے اس پر رحم کرنے والے ہیں۔

(۱۰۸) آپ یہ بھی فرما دیجیے کہ اے اہل مکہ کتاب الٰہی اور رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہنچ چکا ہے سو جو کتاب اور رسول کے ذریعے راہ راست پر آ جائے گا اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو شخص کتاب اور رسول کا انکار کرے گا تو اس کی سزا اسی منکر کو ملے گی اور میں تمہارا ذمہ دار مقرر نہیں کیا گیا، یہ آیت، آیت قتال سے منسوخ ہو گئی۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ قرآن کریم میں تبلیغ رسالت کے بارے میں جو احکامات آپ کو دیے جاتے ہیں، آپ اسی کی اتباع کیجیے اور اسی پر صبر کیجیے، تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ بدر کے دن ان کی ہلاکت اور خاتمہ کا تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں اور وہ ان کی ہلاکت اور تمہاری مدد فرمانے میں تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ مستحکم فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (۱) اَلَّا
تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ (۲) وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ
كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
يَوْمٍ كَبِيْرٍ (۳) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴) اَلَاۤ اِنَّهُمْ
يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ
مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۵)

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور خدائے حکیم وخبیر کی طرف سے بہ تفصیل بیان کردی گئیں ہیں (۱)۔ (وہ یہ) کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اُس کی طرف سے تم کو ڈر سُنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں (۲) اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اُس کے آگے توبہ کرو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاعِ نیک سے بہرہ مند کرے گا اور ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی (کی داد) دے گا۔ اور اگر رُوگردانی کرو گے تو مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۳) تم (سب) کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۴) دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ خدا سے پردہ کریں۔ سُن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ اُن کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ تو دلوں تک کی باتوں سے آگاہ ہے (۵)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں ایک سو تیئس آیات اور ایک ہزار چھ سو پچیس کلمات اور نو ہزار نو سو پانچ حروف ہیں۔

الٓر ۔ یعنی میں وہ اللّٰہ ہوں جو تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ یہ قسم ہے جو کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۱) یہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات میں حلال وحرام اوامر ونواہی کا حکم دیا گیا ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی ردّوبدل نہیں ہوسکتا اور ان کو صاف صاف بھی بیان کیا گیا اور وہ کتاب ایک عالم باخبر کی طرف سے آئی ہے۔

(۲) جس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسکے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور جو اس کی عبادت کرتا ہے اور جو عبادت نہیں کرتا اس کو ان سب کی پوری خبر ہے اور اس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ تم توحید خداوندی کو مانو اور میں تمہیں اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے ڈرانے والا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں۔

(۳) اور تم اللّٰہ تعالیٰ کی توحید پر قائم ہو جاؤ، پھر اسی کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، وہ تمہیں وقت مقررہ یعنی موت تک بغیر کسی عذاب کے خوشحال زندگی دے گا اور اسلام میں ہر ایک زیادہ عمل کرنے والے کو آخرت میں زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم ایمان لانے اور توبہ کرنے سے اعراض ہی کرتے ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم پر ایک بڑے دن کا عذاب واقع ہوگا۔

(۴) تم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ جزا و سزا پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(۵) یاد رکھو کہ اخنس بن شریق اور اس کے ساتھی اپنے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کی دشمنی اور آپ سے بغض چھپائے رکھتے ہیں تاکہ رسول اکرم ﷺ کے پاس اٹھنے بیٹھنے میں اور آپ سے اظہار محبت کر کے آپ سے بغض اور دشمنی کو پوشیدہ رکھیں، یاد رکھو جس وقت وہ اپنے سینوں کو اپنے کپڑوں میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ وہ قتال اور سختی وغیرہ کے ساتھ یا یہ کہ آپ سے اظہار محبت اور اٹھنے بیٹھنے میں ظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور جو کچھ دلوں میں نیکی اور برائی پوشیدہ ہے وہ سب جانتا ہے۔

شان نزول: اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ (الخ)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ ننگے ہو کر قضائے حاجت کرنے میں، آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے شرماتے تھے) انھی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریرؒ وغیرہ نے عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے جب کسی کا رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر ہوتا تھا تو وہ اپنا سینہ دوہرا کر لیتا تھا تاکہ آپ اس کو نہ دیکھ سکیں، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ
مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ
عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ
اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ
هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّةٍ
مَّعْدُوْدَةٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْهِمْ لَیْسَ مَصْرُوْفًا
عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَیَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾
وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ ذَهَبَ
السَّیِّاٰتُ عَنِّیْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾
فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ
صَدْرُكَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ
مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۱۲﴾
اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۳﴾
فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اُسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اُسے بھی۔ یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے(۶)۔ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اُس وقت) اُس کا عرش پانی پر تھا (تمہارے پیدا کرنے سے) مقصود یہ ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور اگر تم کہو کہ تم لوگ مرنے کے بعد (زندہ کرکے) اُٹھائے جاؤ گے تو کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے(۷)۔ اور اگر ایک مدت معین تک ہم اُن سے عذاب روک دیں تو کہیں گے کہ کون سی چیز عذاب کو روکے ہوئے ہے دیکھو جس روز وہ اُن پر واقع ہوگا (پھر) ٹلنے کا نہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُن کو گھیر لے گی (۸)۔ اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں پھر اس سے اس کو چھین لیں تو نا اُمید (اور) ناشکرا (ہو جاتا) ہے(۹)۔ اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد آسائش کا مزا چکھائیں تو (خوش ہوکر) کہتا ہے کہ (آہا) سب سختیاں مجھ سے دُور ہوگئیں۔ بے شک وہ خوشیاں منانے والا (اور) فخر کرنے والا ہے(۱۰)۔ ہاں جنہوں نے صبر کیا اور عمل نیک کیے یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے(۱۱)۔ شائد تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آئی ہے چھوڑ دو اور اس (خیال) سے تمہارا دل تنگ ہو کہ (کافر) یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اسکے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ (اے محمد ﷺ) تم تو صرف نصیحت کرنے والے ہو۔ اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے (۱۲)۔ یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنالیا ہے؟ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنالاؤ اور خدا کے سوا جس جس کو بُلا سکتے ہو بُلا بھی لو (۱۳)۔ اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ خدا کے علم سے اُترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیے (۱۴)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۶) تا (۱٤)

(٦) سب کے رزق کا ذمہ دار اور کفیل اللّٰہ تعالیٰ ہے وہ ہر ایک کی رات کو آرام کرنے کی جگہ اور مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ سب جانتا ہے ہر ایک جاندار کا رزق اور اس کی موت و زندگی سب لوح محفوظ میں معینہ مدت تک محفوظ ہے۔

(٧) اور تمہارا معبود برحق وہی ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دنیا کے ابتدائی دنوں میں سے چھ دن کے اندر پیدا کیا ان میں سے ہر ایک دن کا رزق ہزار سال کے برابر تھا، ان چھ دنوں کی ابتدا اتوار کے دن سے تھی اور

ان ایام میں آخری دن جمعہ کا تھا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ تعالیٰ عرش اور پانی کے پیدا کرنے سے بھی پہلے موجود تھا اور تمہیں پیدا کرنا اس لیے ہے تاکہ تمہیں آزمائے کہ موت و حیات کے درمیان تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے اور اگر آپ ان کفار مکہ سے کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے تو کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے ایسا نہیں ہوگا۔

(۸) اور اگر ہم ان سے مقررہ مدت یعنی غزوہ بدر تک عذاب ملتوی رکھتے ہیں تو یہ اہل مکہ بطور مذاق اور انکار کے کہتے ہیں کہ اس عذاب کو ہم سے کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس وقت وہ عذاب ان پر آپڑے گا تو وہ عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے جس عذاب کے ساتھ یہ مذاق کیا کرتے تھے وہ ان کو اچانک آپکڑے گا۔

شانِ نزول: وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ قیامت قریب آرہی ہے لہٰذا رک جاؤ تو لوگوں میں سے کچھ حضرات رک گئے اس کے بعد پھر اپنے مکر و فریب اور برائیوں میں مبتلا ہو گئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور اگر تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں۔ اور ابن جریرؒ نے ابن جریجؒ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔
(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۹) اور اگر ہم کافر کو اپنی نعمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت ہی مایوس اور ناامید اور نعمت خداوندی کا منکر اور ناشکر ہو جاتا۔

(۱۰) اور اگر اس کافر کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہے کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کافر کہنے لگتا ہے کہ میری سب تکلیف دور ہوئی اور اترانے لگتا ہے اور نعمت خداوندی کی ناشکری کر کے شیخی بگھارنے لگتا ہے۔

(۱۱) مگر رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ جو کہ ایمان پر مستقل مزاج ہیں اور انھوں نے اطاعت خداوندی پورے کمال کے ساتھ کی ہے وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ تکلیف پر صبر اور نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لیے دنیا میں بخشش اور جنت میں اجر عظیم ہے۔

(۱۲) محمد ﷺ قرآن کریم میں جو تبلیغ رسالت اور ان کفار کے معبودوں کی تردید اور برائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سو شاید ان کے مذاق سے تنگ آکر آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔

اور ان امور کے پورا کرنے میں آپ کا دل کفار مکہ کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوتا کہ آپ عیش و عشرت کے ساتھ زندگی گزارتے یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت کی گواہی دیتا، آپ تو اے محمد ﷺ صرف ڈرانے والے پیغمبر ہیں اور ان کی باتوں اور ان کو عذاب دینے پر پورا اختیار رکھنے والا اور اس کا علم رکھنے والا اللہ ہی ہے۔

(۱۳) بلکہ مکہ کے کافر تو نعوذ باللہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو رسول اکرم ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے اور پھر ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے جواب میں کہہ دیجیے کہ تم بھی قرآن کریم جیسی دس سورتیں ذرا بنا کر لے آؤ جیسا کہ سورہ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونس اور ہود ہیں۔

اور اپنے تمام معبودوں سے بھی اس بات میں مدد طلب کر لو اگر تم سچے ہو کہ محمد ﷺ نے اس قرآن کو اپنے پاس سے بنایا، چنانچہ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اگر یہ ظالم تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو کفار مکہ یقین کر لو کہ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بحکم الٰہی نازل ہوا ہے تو پھر اب بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا
صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى
اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ
وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾
اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا
يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ
اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ
وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

جو لوگ دُنیا کی زندگی اور اُس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم اُن کے اعمال کا بدلہ اُنہیں دُنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اُس میں اُن کی حق تلفی نہیں کی جاتی (۱۵)۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آتشِ (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل اُنہوں نے دُنیا میں کیے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا (۱۶)۔ بھلا جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتے ہوں اور اُن کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے (تو کیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے) یہی لوگ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہو تو اُس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ تو تم اس (قرآن) سے شک میں نہ ہونا۔ یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۷)۔ اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے؟ ایسے لوگ خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سُن رکھو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے (۱۸) جو خدا کے رستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں (۱۹) یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر خدا کو) ہرا نہیں سکتے اور نہ خدا کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔ (اے پیغمبر) ان کو دُگنا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ (شدتِ کفر سے تمھاری

بات) نہیں سن سکتے تھے اور نہ (تم کو) دیکھ سکتے تھے (۲۰)۔ یہی ہیں جنھوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا۔ اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے اُن سے جاتا رہا (۲۱)۔ بلاشبہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان پانے والے ہیں (۲۲)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کی یہی صاحب جنت ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۳)۔ دونوں فرقوں (یعنی کافر و مومن) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور ایک دیکھتا سنتا۔ بھلا دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ پھر تم سوچتے کیوں نہیں (۲۴)

تفسیر سورۃ هود آیات (١٥) تا (٢٤)

(۱۵) جو شخص اپنے اعمال سے جو کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ فرض کیے ہیں محض حیات دنیوی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان کے ان اعمال کا ثواب دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور ان کے اعمال کے ثواب میں دنیا میں کچھ کمی نہیں کرتے۔

(۱۶) یہ لوگ جو دنیا میں اللہ کے سوا جھوٹے معبودوں کے لیے نیکیاں کرتے ہیں وہ سب نیکیاں آخرت میں ان کے منہ پر ماری جائیں گی اور آخرت میں ان کو ان کے اعمال کا کچھ بدلہ نہیں ملے گا جو انھوں نے دنیا میں کیے تھے کیوں کہ انھوں نے یہ نیکیاں غیر اللّٰہ کے لیے کی تھیں۔

(۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ایک گواہ اللہ کی طرف سے یعنی جبریل امین تو اسی میں موجود ہے اور ایک قرآن حکیم سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت ہے جو ان پر جبریل امین کے ذریعے نازل ہوئی ہے جو پیروی کرنے والوں کے لیے امام اور جو اس پر ایمان لائے اس کے لیے رحمت ہے۔

جو حضرات یعنی حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھ جو کتاب موسیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، وہ رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور جو کفار میں سے ہے اور وہ اس قرآن حکیم اور رسول اکرم ﷺ کا انکار کرے گا تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔ اے محمد ﷺ جو شخص قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے اس کی وجہ سے قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا کیوں کہ قرآن حکیم کے منکر کا ٹھکانا دوزخ ہے یا یہ مطلب ہے کہ تم قرآن کریم کی طرف سے شک میں مت پڑنا، بے شک وہ سچی کتاب ہے تمھارے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے مگر اہل مکہ ایمان نہیں لائے۔

(۱۸) اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللّٰہ پر جھوٹ کی افتراء کرے، ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور فرشتے اور انبیاء کرام اعلانیہ یوں کہیں گے کہ یہ وہ کافر ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں ایسے مشرکوں پر اللّٰہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

(۱۹) جو کہ دوسروں کو بھی اللہ کے دین سے اور اللہ کی اطاعت سے روکتے ہیں اور اس میں شکوک وشبہات نکالنے کی فکر میں رہا کرتے تھے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے بھی منکر تھے۔

(۲۰) یہ لوگ کسی مقام پر اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور عذاب الٰہی سے اللّٰہ کے علاوہ کوئی انھیں بچا نہیں سکتا ایسے سرداروں کو دوہری سزا ہوگی۔

یہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے بغض کی وجہ سے آپ کے کلام کو سن نہ سکتے تھے یا یہ کہ آپ کے کلام کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ دشمنی کی غرض سے رسول اکرم ﷺ کی طرف دیکھتے تھے یا یہ کہ بغض کی وجہ سے آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔

یہ امراء وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے نہ ان کو جنت میں اہل وعیال ملیں گے اور نہ محلات اور نہ شان شوکت بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مومنین ان نعمتوں کے وارث ہوں گے۔

(۲۱۔۲۲) اور جو جھوٹے معبود انھوں نے اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ تراش رکھے تھے وہ ان سے دور ہو گئے اور اپنے اندر مصروف ہو گئے اور لازمی بات ہے کہ آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں نہ ملنے کے باعث سب سے زیادہ نقصان میں یہی لوگ ہوں گے۔

(۲۳) یقیناً جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کامل طریقہ پر اطاعت خداوندی کی اور اپنے رب کی طرف جھکے اور دل سے فرمانبرداری خشوع کو ظاہر کیا ایسے حضرات اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲۴) کافر اور مومن کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھا ہو اور بہرہ بھی یعنی کافر اندھے کی طرح نہ حق وہدایت کی طرف دیکھتا ہے اور بہرے کی طرح حق وہدایت کی کوئی بات نہیں سنتا اور مومن کی حالت دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کہ حق وہدایت کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، سو کیا کافر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ثواب میں مومن کی برابری کر سکتا ہے کیا تم قرآن کریم کی ان نصیحتوں کو نہیں سمجھتے کہ پھر ایمان لے آؤ۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا
نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا
اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ
إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا
مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ
إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ
فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿٢٨﴾
وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَمَا أَنَا
بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ إِنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُونَ ﴿٢٩﴾ وَيَا قَوْمِ مَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن طَرَدتُّهُمْ ۚ أَفَلَا
تَذَكَّرُونَ ﴿٣٠﴾ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ
الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ
لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنفُسِهِمْ ۖ إِنِّي إِذًا
لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا
فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم
بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي
إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ
رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ
فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾

اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا (تو اُنہوں نے اُن سے کہا) کہ میں تمہیں کھول کھول کر ڈر سُنانے (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں (۲۵)۔ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔ مجھے تمھاری نسبت عذابِ الیم کا خوف ہے (۲۶)۔ تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمھارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں۔ اور وہ بھی رائے ظاہر سے (نہ غور و تعمق سے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷)۔ اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتا ہوں اور اُس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت بخشی ہو جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو کیا ہم اس کے لیے تمہیں مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس سے ناخوش ہو رہے ہو (۲۸)۔ اور اے قوم! میں اس (نصیحت) کے بدلے تم سے مال و زر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں میں اُن کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں۔ وہ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو ۲۹۔ اور برادرانِ ملت! اگر میں ان کو نکال دوں تو (عذاب) خدا سے (بچانے کیلئے) کون میری مدد کر سکتا ہے۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے (۳۰)۔ میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کی نسبت جن کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ خدا ان کو بھلائی (یعنی اعمال کی جزائے نیک) نہیں دے گا جو ان کے دلوں میں ہے اُسے خدا خوب جانتا ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو بے انصافوں میں ہوں (۳۱)۔ اُنہوں نے کہا کہ نوح تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا بھی بہت کیا لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہم پر لا نازل کرو (۳۲)۔ نوح نے کہا کہ اُس کو تو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گا اور تم (اس کو کسی طرح) ہرا نہیں سکتے (۳۳)۔ اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمھاری خیر خواہی کروں اور خدا یہ چاہتا ہیکہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ وہی تمھارا پروردگار ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۴)۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) نے قرآن اپنے دل سے بنا لیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے دل سے بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اُس سے میں بری الذمہ ہوں (۳۵)

تفسیر سورۃ هود آیات (۲۵) تا (۳۵)

(۲۵) حضرت نوح علیہ السلام جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمھارے پاس اللّٰہ کی طرف سے رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۲۶) اور میں تمہیں کھلے طور پر ڈراتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر کیا دردناک عذاب یعنی غرق ہونے کا عذاب نازل ہوگا۔

(۲۷) یہ سن کر قوم نوح کے سردار کہنے لگے کہ اے نوح ہم تو تمہیں اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم پر وہی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں بالکل کم تر اور کمزور ہیں اور وہ بھی سرسری رائے سے اور ان کی رائے بھی ٹھیک نہیں جو انھوں نے ایسا کیا ہے۔

اور ہم تم لوگوں کے دعوے میں کوئی بات خود سے زیادہ بھی نہیں پاتے تم بھی کھاتے پیتے ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں بلکہ ہم تو تمھارے دعوے میں تمھیں بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۲۸) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں ایسی دلیل پر قائم ہوں جو کہ میرے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس نے مجھے اپنے پاس سے نبوت اور دولت اسلام عطا فرمائی ہو اور پھر میرے دین اور میری نبوت میں تمہیں شبہ ہو یا میں نے تمہیں شبہ میں ڈال دیا ہو تو کیا ہم اس دعویٰ کو تم پر مسلط کر دیں اور کسی طرح تمھارے حلق میں اس کو زبردستی اتار دیں اور تم اس کا انکار کیے جاؤ۔

(۲۹) اور اے قوم میں تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللّٰہ کے ذمہ ہے اور تمھارے کہنے سے میں تو ان ایمان والوں کو نہیں نکالتا یہ لوگ تو اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، اس چیز پر وہاں جا کر یہ مجھ سے مخاصمہ کریں گے لیکن تم ہی لوگ خواہ مخواہ جہالت کر رہے ہو۔

(۳۰) اور اگر تمھارے کہنے کے مطابق میں ان کو نکال بھی دوں تو عذاب الٰہی سے مجھے کون بچائے گا کیا میری ان باتوں سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

(۳۱) اور میں اس بات کا بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے رزق کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس ہیں اور نہ غیب کی باتیں جاننے کا میں دعوے دار ہوں کہ کب عذاب نازل ہوگا اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور جو لوگ تمھاری نگاہوں میں کم تر ہیں اور تمہیں وہ جچتے نہیں میں ان کی بابت یہ نہیں کہتا کہ اللّٰہ تعالیٰ تصدیق ایمان کے بدلے میں ان کو عزت واکرام نہ دے گا، ان کے دلوں میں جو تصدیق ہے اس کو اللّٰہ تعالیٰ ہی اچھی طرح جانتا ہے تو اگر میں ان کو اپنے سے دور کر دوں تو خود کو بہت ہی نقصان پہنچاؤں۔

(۳۲) وہ لوگ کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے اور آبائی دین کے بجائے دوسرے دین کی طرف دعوت دے چکے اور بحث اور دعوت بہت کر چکے، بس اب تو عذاب لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے کہ وہ ہمارے اوپر نازل ہوگا۔

(۳۳) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عذاب تو اللّٰہ تعالیٰ ہی تم پر لائے گا اگر اس کو منظور ہوگا اور اس کے ذریعے وہی تمہیں عذاب دے گا اور اس وقت تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکو گے۔

(۳۴) اور میری دعوت اور میرا عذاب الٰہی سے تمہیں ڈرانا تمھارے کام نہیں آسکتا، خواہ میں تمہیں کیسا ہی عذاب الٰہی سے ڈراؤں اور توحید کی دعوت دوں جب کہ اللّٰہ ہی کو تمھارا گمراہ کرنا منظور ہو۔

وہی مجھ سے زیادہ تمہارا خیر خواہ اور تمہارا مالک ہے اور مرنے کے بعد تمہیں اسی تمہیں کی طرف لوٹ جانا ہے وہ تمہیں تمھارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۳۵) بلکہ قوم نوح تو یہ کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام جو پیغام ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ انھوں نے خود بنایا ہے تو آپ فرما دیجیے کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا اور تمھارے گناہوں سے میں بری الذمہ رہوں گا اور کہا گیا کہ یہ آخری آیت رسول اکرم ﷺ کے متعلق میں نازل ہوئی ہے۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ
اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ
بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾
وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ
قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ
مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ
اللّٰهِ مَجْــرٖ۩ىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ
بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ
مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ
اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ
اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾
وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاۗءُ
وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَي الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰي نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ
اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾
قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ڶ فَلَا
تَسْـــَٔـلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمھاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے (لا چکے) ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لائے گا تو جو کام یہ کر رہے ہیں اُن کی وجہ سے غم نہ کھاؤ (۳۶)۔ اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے روبرو بناؤ۔ اور جو لوگ ظالم ہیں اُن کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ کیونکہ وہ ضرور غرق کر دیے جائیں گے (۳۷)۔ تو نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اور جب اُن کی قوم کے سردار اُن کے پاس سے گزرتے تو اُن سے تمسخر کرتے۔ وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے تمسخر کرتے ہو اسی طرح (ایک وقت) ہم بھی تمسخر کریں گے (۳۸)۔ اور تم کو جلد معلوم ہو جائے کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اُسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے؟ (۳۹)۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا۔ تو ہم نے (نوح کو) حکم دیا کہ ہر قسم (کے جانداروں) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی) دو (دو جانور ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائیگا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور اُن کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے (۴۰)۔ (نوح نے) کہا کہ خدا کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں) اس کا چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا اور مہربان ہے (۴۱)۔ اور وہ اُن کو لے کر (طوفان کی) لہروں میں چلنے لگی (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے) اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو کہ (کشتی سے) الگ تھا پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں میں شامل نہ ہو (۴۲)۔ اس نے کہا کہ

میں (ابھی) پہاڑ سے جالگوں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں (اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) مگر جس پر خدا رحم کرے۔ اتنے میں دونوں کے درمیان لہر آحائل ہوئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا (۴۳)۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔ تو پانی خشک ہو گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری۔ اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں پر لعنت (۴۴)۔ اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار کہ میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے (۴۵)۔ خدا نے فرمایا کہ نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے۔ وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں اُس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو۔ اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو (۴۶)

تفسیر سورۃ ھود آیات (٣٦) تا (٤٦)

(۳۶) اور نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی گئی کہ اب تک جو ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ لہٰذا ان کے بُرے اعمال اور ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے۔

(۳۷) تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو اور مجھ سے ان کافروں کی نجات کے متعلق کچھ ذکر نہ کرنا کیوں کہ یہ سب طوفان کے ذریعے غرق کیے جائیں گے۔

(۳۸) چنانچہ نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے اس دوران جب کسی سردار گروہ کا ان پر سے گزر ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتا ہوا دیکھ کر ان پر ہنستے تو آپ فرماتے کہ اگر آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو آج کے بعد ہم تم پر ہنسیں گے جیسے آج کے دن تم ہم پر ہنستے تھے۔

(۳۹) تم ابھی جان جاؤ گے کہ کس پر ہلاکت خیز اور ذلت آمیز عذاب آ رہا ہے اور آخرت میں اس پر ابدی عذاب نازل ہوتا ہے۔

(۴۰) غرض کہ جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آ پہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا یا یہ کہ صبح پھیل گئی تو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم کے جانوروں میں سے کشتی میں ایک ایک جوڑا یعنی نر و مادہ چڑھالو اور اپنے گھر والوں کو بھی ماسوا ان لوگوں کے جن پر حکم عذاب نافذ ہو چکا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے ایمان والوں کو بھی کشتی میں چڑھالو اور صرف اسی آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

(۴۱) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا اس کو چلائے گا اور جس مقام پر چاہے گا اس کو روکے گا، میرا رب بہت ہی معاف فرمانے والا اور توبہ کرنے والے پر بہت ہی رحمتیں فرمانے والا ہے۔

(۴۲) اور وہ کشتی ان کو لے کر عظیم الشان موجوں میں چلنے لگی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا وہ کشتی سے الگ کسی پہاڑ کی چوٹی پر تھا کہ اے بیٹے کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کہہ کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور عقیدہ میں کافروں کے ساتھ مت ہو کہ کہیں تو بھی طوفان میں غرق ہو جائے۔

(۴۳) وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے غرق ہونے سے بچا لے گا نوح علیہ السلام نے فرمایا آج اللّٰہ تعالیٰ کے اس عذاب وقہر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر اللّٰہ تعالیٰ رحم کرے۔ یعنی مومنین پر اور کنعان اور کشتی کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ بھی طوفان میں غرق ہو گیا۔

(۴۴) اور جب کفار سب غرق ہو چکے تو حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا سارا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قوم کی ہلاکت سے فراغت ہوئی جس کی قسمت میں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اور جسے بچنا تھا وہ بچ گیا اور کشتی کوہ جودی پر آٹھہری اور یہ موصل کے قریب نصیبین میں ایک پہاڑ ہے اور کہہ دیا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے مشرکین رحمت خداوندی سے دور۔

(۴۵) اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا اے میرے رب میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں میں سے ہے جن کو نجات دینے کا آپ نے وعدہ فرمایا اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں (کیوں کہ یہ فی الحال ایمان دار نہیں، آپ ایمان کی توفیق عطا فرما سکتے ہیں) آپ نے مجھے بچانے اور میرے گھر والوں میں سے جو مومن ہوں ان کے بچانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

(۴۶) اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یہ تمھارے ان گھر والوں میں سے نہیں ہے جن کے بچانے کا ہم نے وعدہ فرمایا ہے یہ غیر پسندیدہ کام یعنی شرک میں مبتلا ہے اس کی نجات کے بارے میں آپ کی دعا میری مرضی کے خلاف ہے سو مجھے ایسے لوگوں کی نجات کی درخواست مت کرو جن کی آپ کو خبر نہیں کہ یہ اہل نجات سے ہیں یا نہیں۔
میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کی درخواست کر کے جنھیں تم نہیں جانتے کہ کہیں تم نادان نہ بن جاؤ۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي
بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾
قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ
مِمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾
تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ
ربع وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾
وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ
إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾
وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ
عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ
بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٥٣﴾
إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ
اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُونِهِ فَكِيدُونِي
جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا
مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا
غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾

نوح نے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا (۴۷)۔ حکم ہوا کہ نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (جو) تم پر اور تمھارے ساتھ کی جماعتوں پر (نازل کی گئی ہیں) اُتر آؤ۔ اور کچھ اور جماعتیں ہونگی جن کو ہم (دُنیا کے فوائد سے) محظوظ کریں گے پھر ان کو ہماری طرف سے عذاب الیم پہنچے گا (۴۸)۔ یہ (حالات) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمھاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور اس سے پہلے نہ تم ہی اُن کو جانتے تھے اور نہ تمھاری قوم (ہی اُن سے واقف تھی) تو صبر کرو کہ انجام پرہیز گاروں ہی کا (بھلا) ہے (۴۹)۔ اور ہم نے عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو (بھیجا) اُنہوں نے کہا کہ میری قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ تم (شرک کر کے خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو (۵۰)۔ میری قوم! میں اس (وعظ و نصیحت) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اُس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟ (۵۱)۔ اور اے قوم! اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اُس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمھاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا۔ اور (دیکھو) گنہگار بن کر رُوگردانی نہ کرو (۵۲)۔ وہ بولے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل ظاہر نہیں لائے۔ اور ہم (صرف) تمھارے کہنے سے نہ اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں (۵۳)۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا (کر دیوانہ کر) دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو۔ میں اس سے بیزار ہوں (۵۴)۔ (یعنی جن کی) خدا کے سوا (عبادت کرتے ہو تو) تم سب مل کر میرے بارے میں (جو) تدبیر (کرنی چاہو) کرلو اور مجھے مہلت نہ دو (۵۵)۔ میں خدا پر جو میرا اور تمھارا (سب کا) پروردگار ہے بھروسہ رکھتا ہوں۔ (زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے بیشک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے ۵۶۔ اگر تم رُوگردانی کرو گے تو جو پیغام میرے ہاتھ تمھاری طرف بھیجا گیا ہے وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے اور میرا پروردگار تمھاری جگہ اور لوگوں کو لا بسائے گا۔ اور تم خدا کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتے۔ میرا پروردگار تو ہر چیز پر نگہبان ہے (۵۷)

تفسیر سورۃ هود آیات (٤٧) تا (٥٧)

(۴۷) حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آئندہ ایسے شخص کی نجات کی درخواست کروں جس کے متعلق مجھے اطلاع نہ ہو۔ اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے تو میں بالکل تباہ ہو جاؤں گا۔

(۴۸) جب پانی بالکل اتر گیا، تب حضرت نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح اب کشتی پر سے اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور اس اہل سعادت کے گروہ پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں موجود ہے اور مردوں کی پشتوں میں بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ آباؤ اجداد کی پشتوں سے نکلنے کے بعد ہم انھیں چند روزہ عیش دیں گے اور ان کے کفر کی وجہ سے ہماری طرف سے ان پر سخت سزا ہوگی اور وہ بدبختوں سے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی چار سو اسی سال کی عمر میں بھیجی، اس کے بعد وہ ایک سو بیس سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے اور جس وقت وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر چھ سو سال کی تھی اور کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ کی تھی اور تیس ہاتھ اونچی تھی اور کشتی کی اوپر نیچے تین منزلیں تھیں، پہلی منزل میں درندوں اور موذی جانوروں کو سوار کیا اور دوسری منزل مین جنگلی جانوروں کو سوار کیا اور سب سے اوپر والی منزل میں انسانوں کو سوار کیا جو اسی آدمی تھے جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں اور مرد و عورتوں کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تھا اور کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام کے تین لڑکے بھی تھے سام، حام، یافث، انتہی۔

(۴۹) یہ قصہ آپ کو جو غیب سے خبریں دی جاتی ہیں اُن میں سے ایک ہے جن کو اے محمد ﷺ آپ کے پاس جبریل امین کے ذریعے پچھلی امتوں کے واقعات کے سلسلہ میں پہنچاتے ہیں اور قرآن حکیم سے قبل ان گزشتہ قوموں کے واقعات کو نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو آپ اپنی قوم کی ایذاء رسانی اور تکذیب پر صبر کیجیے یقیناً نیک انجامی بذریعہ نصرت اور جنت ان ہی لوگوں کے لیے ہے جو کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(۵۰) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے نبی ہود علیہ السلام کو بھیجا انھوں نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر تمہیں ایمان لانے کا حکم دیا جائے تم بتوں کی عبادت کر کے اللّٰہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہو کیوں کہ تمہیں ان کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا۔

(۵۱) اور میں تم سے اس دعوت توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو اس اللّٰہ کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیوں تم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے کیا تمھارے پاس دماغ نہیں۔

(۵۲) اے میری قوم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو توبہ اور اخلاص

کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاؤ وہ تم پر جب بھی تمہیں ضرورت پیش آئے گی ہمیشہ خوب بارشیں برسائے گا اور تمہیں بادشاہت اور اولاد کے ذریعے تمہاری قوت میں اضافہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے توبہ اور ایمان منہ مت پھیرو۔

(۵۳) اور ان کی قوم نے کہا آپ نے اپنے دعوے پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی، اور ہم صرف آپ کے کہنے سے تو اپنے بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم کسی طرح آپ کی رسالت کا یقین کرنے والے نہیں۔

(۵۴) اور آپ جن باتوں سے روکتے ہیں ہمارا تو خیال یہ ہے کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے دماغ پر کچھ اثر ڈال دیا ہے اسی وجہ سے ان بتوں کو آپ برا کہتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمھارے بتوں سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں۔

(۵۵) لہٰذا تم اور تمھارے معبود سب مل کر میری ہلاکت کی تدابیر کرلو اور پھر مجھ کو بالکل مہلت مت دو اور میرے معاملہ میں کسی کا انتظار مت کرو۔

(۵۶) میں نے اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا ہے جو میرا بھی خالق ہے اور تمھارا بھی اور میرا بھی رازق ہے اور تمھارا بھی، جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں، سب کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہی موت وحیات دیتا ہے یا یہ کہ تمام چیزیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جو چاہتا ہے سو کرتا ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے یا یہ کہ وہ مخلوق کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے جو اسکے نزدیک پسندیدہ راستہ ہے اور وہ دین اسلام ہے۔

(۵۷) پھر بھی اگر تم ایمان اور توبہ سے منہ پھیرتے ہو تو رسالت اور تمھاری ہلاکت کا پیغام جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ میں تمہیں پہنچا چکا ہوں اور تمھاری جگہ میرا رب تم سے بہترین اور اطاعت گزار لوگوں کو آباد کرے گا اور اپنی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے ہو میرا پروردگار تمھارے تمام اعمال کی نگرانی کرتا ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٥٩﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو اپنی مہربانی سے بچا لیا۔ اور اُنہیں عذاب شدید سے نجات دی (۵۸)۔ یہ (وہی) عاد ہیں جنہوں نے خدا کی نشانیوں سے انکار کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر متکبر و سرکش کا کہا مانا (۵۹)۔ تو اس دُنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگی رہی اور قیامت کے دن بھی (لگی رہے گی) دیکھو عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا (اور) سُن رکھو ہُود کی قوم عاد پر پھٹکار ہے (۶۰)۔ اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو (بھیجا) تو اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا تو اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار نزدیک (بھی ہے اور دُعا کا) قبول کرنے والا (بھی) ہے (۶۱)۔ اُنہوں نے کہا کہ صالح اس سے پہلے ہم تم سے (کئی طرح کی) اُمیدیں رکھتے تھے (اب وہ منقطع ہو گئیں) کیا تم ہم کو ان چیزوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں بُلاتے ہو اس میں ہمیں قوی شُبہ ہے (۶۲)۔ (صالح نے) کہا اے قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھُلی دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے (نبوت کی) رحمت بخشی ہو تو اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو اس کے سامنے میری کون مدد کرے گا؟ تم تو (کفر کی باتوں سے) میرا نقصان کرتے ہو (۶۳)۔ اور (یہ بھی کہا کہ) اے قوم! یہ خدا کی اُونٹنی تمھارے لئے ایک نشانی (یعنی معجزہ) ہے۔ تو اس کو چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں (جہاں چاہے) چرے اور اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں جلد عذاب آ پکڑے گا (۶۴)۔ مگر اُنہوں نے اُس کی کُونچیں کاٹ ڈالیں، تو (صالح نے) کہا کہ اپنے گھروں میں تین دن (اور) فائدے اُٹھا لو۔ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا (۶۵)۔ جب ہمارا حکم آگیا تو ان کے ہم نے صالح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اُن کو اپنی مہربانی سے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے (محفوظ رکھا) بیشک تمھارا پروردگار طاقت ور (اور) زبردست ہے (۶۶)۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا اُن کو چنگھاڑ (کی صورت میں عذاب) نے آ پکڑا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۶۷)۔ گویا کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے۔ سُن رکھو کہ ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ اور سُن رکھو ثمود پر پھٹکار ہے (۶۸)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۵۸) تا (۶۸)

(۵۸) اور جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اپنی مہربانی سے حضرت ہود اور ان کے ساتھ جو اہل ایمان تھے ان کو بہت

ہی سخت عذاب سے بچالیا۔

(۵۹) اور یہ قوم عاد تھی جنھوں نے اپنے رب کی ان آیات کا انکار کیا جو حضرت ہود علیہ السلام ان کے پاس لے کر آئے تھے اور توحید میں رسولوں کی نافرمانی کی اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم وضدی اور حق سے دور ہونے والے تھے۔

(۶۰) اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی کہ آندھی کے ذریعے ہلاک کر دیے گئے اور دوسری لعنت دوزخ ہے سن لو کہ قوم عاد نے اپنے رب کا انکار کیا اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گئی۔

(۶۱) اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے نبی کو بھیجا، انھوں نے فرمایا اے قوم توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر ایمان لانے کے لیے تمہیں کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تمہیں زمین میں آباد کیا اور تمھارے لیے اس نے سکونت کی جگہ بنائی۔ اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسی کے سامنے جھک جاؤ، بے شک میرا رب قبولیت کے قریب ہے اور مؤحد کی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔

(۶۲) قوم ثمود کہنے لگی اے صالح تم تو ہمارے آباء کے دین کے علاوہ دوسرے دین کی دعوت دینے سے پیشتر ہم میں سے ہونہار اور لیاقت والے تھے کیا تم ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روکتے ہو ہم تو تمھارے دین کے متعلق بہت مشکوک ہیں جس نے ہمیں تردد میں ڈال رکھا ہے۔

(۶۳) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت و اسلام کی دولت سے نوازا ہے، اگر میں حکم الٰہی کی نافرمانی کروں تو پھر مجھے عذاب الٰہی سے کون بچالے گا، تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو کہ تم تو اپنے خسارہ میں میری بصیرت کو اور بڑھا رہے ہو۔

(۶۴) اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمھارے لیے دلیل بنا کر ظاہر کی گئی، اس کو حجر کی سرزمین میں چھوڑ دو تمھارے ذمہ اس کی کسی قسم کی کوئی رکھوالی نہیں اور اس کو تکلیف دینے کی نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، کہیں تمہیں فوراً یعنی تین دن کے بعد عذاب آگھیرے۔

(۶۵) انھوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا، قدار بن سالف اور مصدع بن زہر نے اس کو قتل کیا اور پندرہ سو مکانات میں اس کے گوشت کو تقسیم کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا، تم اپنے شہروں میں تین دن اور رہ لو اور پھر چوتھے دن تم پر عذاب آجائے گا، قوم کہنے لگی اے صالح عذاب کی علامت کیا ہے، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا پہلے دن تمھارے چہرے زرد اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے اور پھر چوتھے دن عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ عذاب ٹلنے والا نہیں۔

(۶۶) چنانچہ جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان کو اپنے عذاب سے بچالیا اور اس دن کے عذاب سے نجات دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے بچانے میں طاقتور اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں

غلبہ والا ہے۔

(۶۷۔۶۸) اور ان مشرکین کو عذاب نے پکڑا جس سے وہ مردہ بے حس وحرکت اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور ایسے فنا ہوئے جیسا کہ وہ زمین پر کبھی تھے ہی نہیں، قوم صالحؑ نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صالحؑ کی قوم اللہ کی رحمت سے دور ہوگئی۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝۶۹ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۰ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝۷۱ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝۷۲ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۴ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝۷۵ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝۷۶ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِىْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝۷۷ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِىْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِىْ ضَيْفِىْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝۷۸ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِىْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝۷۹

اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو اُنہوں نے سلام کہا۔ اُنہوں نے (جواب میں) سلام کہا۔ ابھی کچھ وقفہ نہیں ہوا تھا کہ (ابراہیم) ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹)۔ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو اُن کو اجنبی سمجھ کر دل میں خوف کیا۔ فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیے ہم قوم لوط کی طرف (ان کے ہلاک کرنے کو) بھیجے گئے ہیں (۷۰)۔ اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس کھڑی) تھی ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی (۷۱)۔ اُس نے کہا اے ہے میرے بچہ ہوگا؟ مَیں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۷۲)۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں۔ وہ سزاوارِ تعریف اور بزرگوار ہے (۷۳)۔ جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور اُن کو خوشخبری بھی مل گئی تو قوم لوط کے بارے میں لگے ہم سے بحث کرنے (۷۴)۔ بے شک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے (۷۵)۔ اے ابراہیم اس بات کو جانے دو تمھارے پروردگار کا حکم آپہنچا ہے۔ اور ان لوگوں پر عذاب آنے والا ہے جو کبھی نہیں ٹلنے کا (۷۶)۔ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ اُن (کے آنے) سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے (۷۷)۔ اور لُوط کی قوم کے لوگ اُن کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعلِ شنیع کیا کرتے تھے۔ (لُوط نے) کہا کہ اے قوم! یہ جو میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں یہ تمھارے لئے (جائز اور) پاک ہیں تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں (کے بارے میں) میری آبرو نہ کھوؤ۔ کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں؟ (۷۸)۔ وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمھاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اُسے تم (خوب) جانتے ہو (۷۹)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۶۹) تا (۷۹)

(۶۹) جبریل امین اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور ان کے بیٹے حضرت اسحاق

علیہ السلام کی بشارت لے کر آئے اور آتے ہی انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور اگر بغیر الف کے سلم پڑھا جائے تو مقصود سلامتی اور عافیت ہوئی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً ایک پکا ہوا فربہ بچھڑا لائے اور ان کے سامنے کھانے کے لیے پیش کیا۔

(۷۰) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے کیوں کہ ان کو تو کھانے کی احتیاج نہیں تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان سے وحشت ہوئی اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے اور سمجھے کہ کوئی مخالف نہ ہوں کیوں کہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف زدہ ہونے کا احساس کیا تو کہنے لگے ابراہیم ڈرو مت ہم قوم لوط کی ہلاکت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

(۷۱) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ اوٹ سے مہمانوں کی خدمت کے لیے کھڑی ہوئی تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر کہ حضرت ابراہیمؑ مہمانوں سے خوف زدہ ہو رہے ہیں، متعجب ہوئیں۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق فرزند اور یعقوب پوتے کی خوشخبری دی۔

(۷۲) یہ سن کر حضرت سارہ ہنسیں (اور ان کو حیض کی شکایت ہوئی) اور کہنے لگیں کہ اب میں اٹھانوے سال کی بڑھیا ہو کر بچہ کیسے پیدا کروں گی اور میاں ابراہیم ننانوے سال کے بوڑھے ہیں، واقعی یہ بھی عجیب بات ہے۔

(۷۳) فرشتوں نے ان سے کہا کہ اب بھی (خاندان نبوت میں رہ کر) اللہ کی قدرت میں تعجب کرتی ہو اور خصوصاً ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم پر تو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں میں تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے کہ تمھیں نیک لڑکے کی وجہ سے اعزاز عطا کیا۔

(۷۴) پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ خوف زائل ہوا اور ان کو لڑکے کی بشارت ملی تو ادھر سے بے فکر ہو کر ہم سے قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں سفارش کرنا شروع کی۔

(۷۵) واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج اور اللہ تعالیٰ کی طرف بہت متوجہ ہونے والے تھے۔

(۷۶) ارشاد ہوا ابراہیم اس سفارش پر اصرار مت کرو، قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم آچکا، ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں۔

(۷۷) اور جب جبریل امین اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو لوط علیہ السلام ان کے آنے کی وجہ سے مغموم اور پریشان ہوئے (کیوں کہ وہ بہت حسین تھے اور لوط علیہ السلام نے ان کو آدمی سمجھا کیونکہ ان کی قوم کی غلط حرکات تھیں اور بہت غمگین ہوئے اور اپنی قوم کے برے افعال کی وجہ سے ڈرے اور دل میں کہنے لگے آج کا دن بہت ہی بھاری ہے۔

(۷۸) اور لوط علیہ السلام کی قوم یہ خبر سن کر (کہ نوجوان مہمان آئے ہیں) لوط علیہ السلام کے پاس بہت تیزی کے ساتھ دوڑے ہوئے آئے اور جبریل امین کی تشریف آوری کے قبل ہی سے وہ نامعقول حرکتیں کیا کرتے تھے۔

لوط علیہ السلام ان سے فرمانے لگے، اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یا میری قوم کی لڑکیاں ہیں میں تم سے ان

کی شادی کر دیتا ہوں، فعل حرام کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے شرمندہ مت کرو کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں کہ صحیح راستہ پر تمہیں چلائے ، نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔
(۷۹) وہ کہنے لگے اے لوط آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ جانتے ہیں کہ جو ہمارا مطلب اور ارادہ ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ
اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ۝ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ
لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا
یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ
اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝
فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا
حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ
وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ۝ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ
شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ
وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ
وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا
الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ۬ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ
اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ
فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝ قَالَ
یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ
مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَاۤ اَنْهٰىكُمْ
عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا
تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝
وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْۤ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ
قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ
بِبَعِیْدٍ ۝

لوط نے کہا کہ اے کاش مجھ میں تمھارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا (۸۰)۔ فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمھارے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ مگر تمھاری بیوی کہ جو آفت اُن پر پڑنے والی ہے وہی اُس پر پڑے گی۔ اُن کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے اور کیا صبح کچھ دور ہے (۸۱)۔ تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اُس (بستی) کو (اُلٹ کر) نیچے اُوپر کر دیا۔ اور اُن پر پتھر کی تہ بتہ (یعنی پے در پے) کنکریاں برسائیں (۸۲)۔ جن پر تمھارے پروردگار کے ہاں سے نشان کیے ہوئے تھے۔ اور وہ (بستی ان) ظالموں سے کچھ دور نہیں (۸۳)۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو اُنہوں نے کہا اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تو تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے تمھارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا (۸۴)۔ اور اے قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین خرابی کرتے نہ پھرو (۸۵)۔ اگر تم کو میرے (کہنے کا) یقین ہو تو خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمھارے لئے بہتر ہے اور میں تمھارا نگہبان نہیں ہوں (۸۶)۔ اُنہوں نے کہا کہ شعیب کیا تمھاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا پُوجتے آئے ہیں ہم اُن کو ترک کر دیں یا اپنے مال میں تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں۔ تم تو بڑے نرم دل اور راست باز ہو (۸۷)۔ اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اُس نے اپنے ہاں

سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا ؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اُس کو کرنے لگوں میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمھارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۸۸)۔ اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں (۸۹)

تفسیر سورة هود آيات (۸۰) تا (۸۹)

(۸۰) حضرت لوط علیہ السلام دل میں فرمانے لگے کیا اچھا ہوتا اگر بدن اور اولاد کی قوت کے ذریعہ میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی بڑے خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہوتا کہ وہاں میں پناہ لے کر تم سے اپنی حفاظت کر لیتا حضرت لوطؑ کی قوم کی زیادتی پر حضرت جبریل امین اور دیگر فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ السلام کو اس قدر مضطراب دیکھا۔

(۸۱) تو کہنے لگے اے لوط ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں ہم تو کیا آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچائیں، ہم ہی ان کو ہلاک کرنے کے لیے آئے ہیں۔

تو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جائیے اور آپ میں سے کوئی پیچھے نہ رہے مگر ہاں آپ کی بیوی واعلہ مسلمان نہ ہونے کے باعث نہ جائے گی اس پر بھی وہ عذاب نازل ہوگا جو اوروں پر ہوگا ان کی ہلاکت کا وقت صبح کا وقت ہے۔

تب لوط علیہ السلام نے فرمایا جبریل ابھی ہو جائے، جبریل امین نے فرمایا کیا صبح کا وقت قریب نہیں کیوں کہ جبریل امین تو اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور لوط علیہ السلام کے سامنے ابھی تک یہ منظر نہیں آیا تھا۔

(۸۲) سو جب ہمارا عذاب ان کے ہلاک کرنے کے لیے آپہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ نیچے اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور ان کے مسافروں اور بکھرے ہوئے لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کیے جو مسلسل گر رہے تھے جن پر سیاہی، سفیدی اور سرخی کی لکیریں تھیں یا یہ کہ ہر ایک پتھر پر ہلاک ہونیوالے کا نام لکھا ہوا تھا۔ محمد ﷺ یہ پتھر ان لوگوں پر آپ کے پروردگار کی طرف سے برس رہے تھے۔

(۸۳) اور یہ پتھر ان ظالموں سے چوک نہیں سکتے بلکہ ان پر برسیں گے یا یہ کہ آپ کی امت کے ظالم ان لوگوں کے افعال کی پیروی میں ان سے دور نہیں ہیں۔

(۸۴) اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے نبی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس پر ایمان لانے کا میں تمہیں حکم دوں اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق میں کمی مت کیا کرو۔ میں تمہیں مال کے پھیلاؤ اور فراوانی اور بھاؤ کی تیزی کی حالت میں دیکھتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہ

لائے اور ناپ تول ٹھیک طریقہ سے نہ کیا تو مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو تم پر نازل ہوگا اور پھر تم میں سے کوئی سختی اور قحط سالی وغیرہ سے نہیں بچ سکتا۔

(۸۵) اور اے میری قوم تم ناپ تول پورا پورا کیا کرو اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے اور بتوں کی پوجا کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہوئے اور ناپ تول میں کمی کرتے ہوئے توحید وعدل کی حد سے مت نکلو۔

(۸۶) ناپ تول کو پورے طریقہ پر ادا کرنے میں جو اللہ کی طرف سے ثواب مل جائے، وہ تمھارے لیے بہتر ہے یا یہ کہ ناپ تول کو پورا کرنے کے بعد جو حلال رزق تمھارے لیے بچ جائے، وہ اس مال سے بہتر ہے جو ناپ تول کی کمی میں تمہیں ملتا ہے، اگر تمہیں میری باتوں کا یقین آئے اور میں تمھارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں کہ تمھاری نگرانی کروں۔

(۸۷) ان کی قوم کہنے لگی اے شعیب علیہ السلام کیا تمھاری نمازوں کی کثرت تمہیں اس بات کی تعلیم دے رہی ہے کہ ہم ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں یا ہم ناپ تول میں کمی کرنے کو چھوڑ دیں اور بطور مذاق بولے آپ واقعی ہیں بڑے عقل مند دین پر چلنے والے یعنی نعوذ باللہ بے وقوف بے راہ ہیں۔

(۸۸) شعیب علیہ السلام کہنے لگے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی نازل کردہ دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نبوت اور اسلام کے ساتھ نوازا ہے اور پاکیزہ مال عطا کیا ہے تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں وہ نہیں کہ تمھارے برخلاف ان کاموں کو کروں، جن سے تمہیں منع کرتا ہوں یعنی ناپ تول میں کمی کرنا۔

میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے، ناپ تول میں عدل وانصاف اور اصلاح چاہتا ہوں اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہوتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، میں نے تمام امور اسی کے سپرد کر دیے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۸۹) اور اے میری قوم میری ضد اور دشمنی تمھارے لیے اس چیز کا باعث نہ ہو جائے کہ تم نہ ایمان لاؤ اور نہ ناپ تول کو پورا کرو کہ پھر تم پر بھی قوم نوح جیسا غرق کر دینے والا عذاب یا قوم ہود جیسی آندھی کے ذریعہ ہلاکت یا قوم صالح جیسا عذاب نازل ہو اور قوم لوط کی تو خبر تم سے دور نہیں تمہیں معلوم ہے جو ان پر عذاب نازل ہوا۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ
وَّدُوْدٌ ۝ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا
لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا
بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ
وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝
وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ
مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا
بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰي
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ
فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝
يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ
الْمَوْرُوْدُ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ
الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ
مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝

اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اُسکے آگے توبہ کرو ۔ بے شک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے (۹۰)۔ انہوں نے کہا کہ شعیب تمھاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو اور اگر تمھارے بھائی بند نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر (کسی طرح بھی) غالب نہیں ہو (۹۱)۔ اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔ میرا پروردگار تو تمھارے سب اعمال پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۹۲)۔ اور برادرانِ ملت! تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں اپنی (جگہ) کام کیے جاتا ہوں تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۹۳)۔ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو تو اپنی رحمت سے بچالیا اور جو ظالم تھے اُن کو چنگھاڑ نے آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۴)۔ گویا اُن میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سُن رکھو کہ مدین پر (ویسی ہی) پھٹکار ہے جیسی ثمود پر پھٹکار تھی (۹۵)۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا (۹۶)۔ (یعنی) فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے۔ اور فرعون کا حکم دُرست نہیں تھا (۹۷)۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور اُن کو دوزخ میں جا اُتارے گا۔ اور جس مقام پر وہ اُتارے جائیں گے وہ بُرا ہے (۹۸)۔ اور اس جہان میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (پیچھے لگی رہے گی) جو انعام ان کو ملا ہے بُرا ہے (۹۹)۔ یہ (پُرانی) بستیوں کے تھوڑے سے حالات ہیں جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو باقی ہیں اور بعض کا تہس نہس ہو گیا (۱۰۰)۔ اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اُوپر ظلم کیا۔ غرض جب تمھارے پروردگار کا حکم آپہنچا تو جن معبودوں کو وہ خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے ۔ اور تباہ کرنے کے سوا اُن کے حق میں اور کچھ نہ کر سکے (۱۰۱)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۹۰) تا (۱۰۱)

(۹۰) لہٰذا اپنے رب سے توحید کے ذریعے اپنے گناہوں کو معاف کراؤ اور توبہ و اخلاص کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کرو اور میرا پروردگار اپنے مومن بندوں پر بڑا ہی رحم کرنے والا اور بذریعہ مغفرت و ثواب کے ان پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے یا یہ کہ بڑا ہی محبت والا ہے اور طاعت کو قبول کرنے والا ہے۔

(۹۱) وہ کہنے لگے اے شعیب! بہت سی باتیں تمھاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تو آپ کی بینائی میں کمی دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ کی قوم کا پاس نہ ہوتا تو ہم آپ کو قتل کر ڈالتے اور ہماری نظر میں تمھاری کچھ وقعت اور عزت نہیں۔

(۹۲) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا میرا خاندان نعوذ باللہ تمھارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب سے بھی زیادہ صاحب توقیر ہے یا یہ کہ کیا میرے خاندان کی سزا تمھارے نزدیک اللہ کی سزا سے زیادہ بڑی ہے۔

اور میں تمھارے پاس جو کتاب لے کر آیا ہوں اسے تم نے بھلا دیا ہے میرا پروردگار تمھارے اعمال کی سزا سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۹۳) حضرت شعیب نے کہا اے میری قوم تم اپنے گھروں میں اپنے دین کے مطابق میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو، میں بھی تمھاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔ اب جلدی تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو اس کو ذلیل اور ہلاک کر دے گا اور کون شخص ہے جو جھوٹا تھا۔ تم بھی میری ہلاکت کا انتظار کرو میں بھی تمھاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۹۴۔۹۵) چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور جو ان کے ساتھی اہل ایمان تھے ان کو اپنی خصوصی رحمت سے نجات دی اور ان مشرکوں یعنی قوم شعیب کو ایک سخت آواز کے عذاب نے آ گھیرا، سو وہ اپنے گھروں میں مردہ خاک بن کر رہ گئے۔ جیسے وہ کبھی زمین پر تھے ہی نہیں، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی جیسا کہ قوم صالح کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی اور قوم صالح اور قوم شعیب کا عذاب دونوں کا برابر ہے ایک سخت آواز نے ان دونوں قوموں کو آ گھیرا تھا، باقی قوم صالح پر نیچے کی طرف سے عذاب آیا تھا اور قوم شعیب کو ان کے اوپر کی طرف سے عذاب آیا تھا۔

(۹۶۔۹۷) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا اور معجزات خود دلیل روشن ہیں، چنانچہ فرعون کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو چھوڑ کر فرعون ہی کی راہ اختیار کی اور فرعون کی رائے کچھ درست نہ تھی۔

(۹۸) وہ قیامت کے دن اپنی قوم کی قیادت کرتا ہوا اپنی قوم سے آگے ہوگا اور پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا بہت ہی بری جگہ ہے، یہ فرعون اور اس کی قوم کے اترنے کی جگہ ہے یہ اس کی قوم کے لیے بہت ہی بری جگہ ہے یا یہ کہ فرعون اور اس کی قوم بہت ہی برے اترنے والے ہیں اور یہ دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے، جس میں یہ لوگ اتارے جائیں گے۔

(۹۹) اور اس دنیا میں بھی یہ غرق کے ذریعے ہلاک کیے گئے اور قیامت کے دن بھی۔ دوسری لعنت دوزخ کی ان پر مسلط رہے گی اور یہ غرق اور دوزخ بہت ہی برا بدلہ ہے جو ان کو دیا گیا یا یہ کہ یہ بہت بری معیت ہے اور یہ بہت ہی بری معیت کی جگہ ہے۔

(۱۰۰) یہ اوپر جو کچھ واقعات بیان کیے گئے یہ ان گزری ہوئی بستیوں کے چند واقعات تھے جن کی اطلاع بذریعہ

جبریل امین ہم آپ کو کرتے ہیں بعض بستیاں تو ان میں اب بھی قائم ہیں کہ ان کے رہنے والے نیست و نابود ہو چکے
اور بعض کا مع ان کے رہنے والوں کے بالکل خاتمہ ہو چکا۔

(۱۰۱) اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر خود انھوں نے کفر و شرک اور بتوں کی پوجا کر کے اپنے آپ
پر ظلم کیا ہے، چنانچہ جب ان لوگوں پر آپ کے رب کا عذاب آیا تو ان کے وہ معبود جن کی یہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے
تھے، عذاب الٰہی سے کچھ حفاظت نہ کر سکے اور ان بتوں کی پرستش نے اور الٹا ان کو نقصان پہنچایا۔

وَكَذٰلِكَ
اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ
شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ
ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا
نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي
النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا
دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾
فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا
يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ
مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ ع
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ
شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ
اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ
مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا
مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى
لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾

اور تمھارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اُس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے۔ بے شک اس کی پکڑ دُکھ دینے والی (اور) سخت ہے (۱۰۲)۔ اِن (قصوں) میں اس شخص کے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (خدا کے رُوبرو) حاضر کیے جائیں گے (۱۰۳)۔ اور ہم اسکے لانے میں ایک وقت معین تک تاخیر کر رہے ہیں (۱۰۴)۔ جس روز وہ آجائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بد بخت ہونگے اور کچھ نیک بخت (۱۰۵)۔ تو جو بد بخت ہونگے وہ دوزخ میں (ڈال دیے جائیں گے) اُس میں اُن کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا (۱۰۶)۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اُسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمھارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمھارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (۱۰۷)۔ اور جو نیک بخت ہونگے وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے اور جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمھارا پروردگار چاہے یہ (خدا کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی (۱۰۸)۔ تو یہ لوگ جو (غیر خدا کی) پرستش کرتے ہیں۔ اس سے تم خلجان میں نہ پڑنا۔ یہ اسی طرح پرستش کرتے ہیں جس طرح پہلے سے ان کے باپ دادا پرستش کرتے آئے ہیں۔ اور ہم ان کو ان کا حصہ پورا پورا بلا کم وکاست دینے والے ہیں (۱۰۹)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور وہ تو اس سے قوی شبہے میں (پڑے ہوئے) ہیں (۱۱۰)۔ اور تمھارا پرودگار ان سب کو (قیامت کے دن) ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بے شک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس

سے واقف ہے(۱۱۱)۔سو (اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمھارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔وہ تمھارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے(۱۱۲)۔اور جو لوگ ظالم ہیں انکی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں (دوزخ) کی آگ آ لپٹے گی۔اور خدا کے سوا تمھارے اور دوست نہیں ہیں۔اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو (کہیں سے) مدد نہیں مل سکے گی۔اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو۔کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دُور کر دیتی ہیں۔یہ اُن کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں(۱۱۴)

تفسیر سورۃ ھود آیات (۱۰۲) تا (۱۱٤)

(۱۰۲) اور آپ کے پروردگار کا عذاب ایسا ہی سخت ہے جب وہ کسی بستی کے لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوں۔بے شک اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔

(۱۰۳) ان مذکورہ واقعات میں ایسے شخص کے لیے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ ان نافرمانوں کی اتباع نہ کرے یہ قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں تمام اگلے پچھلے لوگ جمع کیے جائیں گے اور اس روز سب آسمان و زمین والے حاضر کیے جائیں گے۔

(۱۰۴۔۱۰۵) اور ہم اس دن کو ایک معلوم مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا تو کوئی نیکوکار بھی اللّٰہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

(۱۰٦۔۱۰۷) اور پھر اس دن بعض لوگ تو شقی ہوں گے کہ ان کے لیے شقاوت لکھ دی ہوگی اور بعض سعید کہ ان کے لیے سعادت لکھی ہوئی ہوگی، سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑے گی، نعوذ باللّٰہ جیسا کہ گدھا پہلی مرتبہ اپنے سینے سے آواز نکال کر چیختا ہے اور آخر میں چیختا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدا ہونے کے وقت سے لے کر فنا تک موجود ہیں اور آپ کے پروردگار کی مشیت ان کے جہنم میں رہنے کے بارے میں ہے۔یا یہ کہ اہل شقاوت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جیسا کہ دوزخ کا آسمان اور دوزخ کی زمین موجود ہے، یا پھر یہ کہ آپ کا پروردگار ان لوگوں میں سے اس توحید والے کو نکال لے جس کی شقاوت کسی گناہ کی وجہ سے ہو کفر کے سبب سے نہ ہو، پھر اس کو اس کے ایمان خالص کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔

(۱۰۸) اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک موجود ہیں۔تاہم اگر اللّٰہ ہی کو منظور ہو کہ وہ اہل سعادت کو نکال کر اہل شقاوت میں داخل کر دے کیوں کہ اس کا فرمان ہے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تو اسے پورا اختیار ہے کہ وہ سعادت کے زمرہ سے نکال کر شقاوت کے زمرہ میں داخل کر دے۔

آیت کریمہ کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جب تک جنت کے آسمان وزمین باقی رہیں گے البتہ اگر آپ کے رب ہی کو منظور ہو کہ وہ دخول جنت سے پہلے گناہوں سے پاک کرنے کے لیے دوزخ میں داخل فرمائے پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردے تو اب دخول جنت کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

(۱۰۹) مگر یقیناً یہ ثواب مسلسل ہوگا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی (اور اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجنے کے بعد پھر دوبارہ وہاں سے نہ نکالے گا سو اہل مکہ جن چیزوں کی پرستش کررہے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا کیوں کہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کررہے ہیں جیسا کہ اس سے قبل ان کے باپ دادا کرتے تھے اور اسی وجہ سے ہلاک ہوجائیں گے اور ہم ان کی سزا ان کو پوری پوری بغیر کمی بیشی کے دیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت فرقہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو کتاب موسیٰ میں لوگوں نے اختلاف کیا بعض اس کتاب پر ایمان لائے اور بعض نے اس کتاب کا انکار کیا۔

اور اگر آپ کی امت کے بارے میں تاخیر عذاب کی بات پہلے سے مقرر نہ ہوچکی ہوتی تو ابھی تک ان کی ہلاکت ہوچکی ہوتی اور کب کا عذاب ان پر آچکا ہوتا اور یہ لوگ ابھی تک شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۱۱) اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو آپ کا پروردگار ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ نیکی کا ثواب کے ساتھ اور برائی کا عذاب کے ساتھ وہ خیر وشر ثواب وعذاب سے پوری طرح واقف ہے۔

(۱۱۲) سو اطاعت خداوندی پر جیسا کہ آپ کو قرآن حکیم میں حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ حضرات بھی جو کفر وشرک سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی میں آچکے ہیں، آپ کے ساتھ مستقیم رہیں اور کفر وشرک نہ کرو اور قرآن کریم میں جو حلال وحرام کے بارے میں احکامات ہیں ان کی نافرمانی نہ کرو، اللہ تعالیٰ خیر وشر کو خوب دیکھتا ہے۔

(۱۱۳) اور اے مسلمانو! ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنھوں نے کفر وشرک اور گناہ کرکے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کہیں تمھیں دوزخ کی آگ لگ جائے، جیسا کہ ان لوگوں کو لگی ہوئی ہے اور اللہ کے علاوہ تمھارے رشتہ داروں اور ساتھیوں میں کوئی نہیں جو تمھیں عذاب الٰہی سے بچالے اور پھر تمھارے حق میں جس چیز کا ارادہ ہوچکا ہے وہ نہ ٹالا جائے۔

(۱۱۴) اور آپ نماز کی پابندی رکھیں دن کے دونوں کناروں میں یعنی نماز صبح اور ظہر یا یہ کہ صبح، ظہر، عصر کی اور رات کے داخل ہونے پر یعنی مغرب اور عشاء کی نماز کی، بے شک پانچوں نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں یا یہ کہ حسنات سے مراد یہ کلمات ہیں، سُبْحَانَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اور یہ تائبین کے لیے توبہ کا طریقہ ہے یا یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کے لیے یہ کفارات ہیں۔

یہ آیت کریمہ ابوالیسر بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (الخ)

بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر اس کے بعد آ کر رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (الخ) یعنی نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا یہ حکم خاص میرے لیے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تمام امت کے لیے ہے اور امام ترمذیؒ وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لیے آئی، میں نے اس سے کہا اندر گھر میں اس سے اچھی ہیں، چنانچہ وہ میرے ساتھ اندر گھر میں گئی اور میں نے جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، اس کے بعد میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا، آپ نے ارشاد فرمایا کیا مجاہد فی سبیل اللّٰہ کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے؟ تا آنکہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ سے لِلذّٰكِرِيْنَ اور اسی کے ہم معنی ابوامامہؓ معاذ بن جبلؓ، ابن عباسؓ، بریدہؓ وغیرہ سے روایات مروی ہیں۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۚ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

اور صبر کیے رہو کہ خدا نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۱۵)۔ تو جو اُمتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان میں ایسے ہوشمند کیوں نہ ہوئے جو ملک میں خرابی کرنے سے روکتے۔ ہاں (ایسے) تھوڑے سے (تھے) جن کو ہم نے ان میں سے مخلصی بخشی۔ اور جو ظالم تھے وہ اُنہی باتوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے (۱۱۶)۔ اور تمھارا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو جب کہ وہاں کے باشندے نیکو کار ہوں ازراہِ ظلم تباہ کردے (۱۱۷)۔ اور اگر تمھارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے (۱۱۸)۔ مگر جن پر تمھارا پروردگار رحم کرے اور اسی لئے اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تمھارے پروردگار کا قول پورا ہوگیا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا (۱۱۹)۔ (اے محمد ﷺ) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں ان سے ہم تمھارے دل کو قائم رکھتے ہیں اور ان (قصص) میں تمھارے پاس حق پہنچ گیا اور (یہ) مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے (۱۲۰)۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لائے اُن سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ ہم (اپنی جگہ) عمل کیے جاتے ہیں (۱۲۱)۔ اور (نتیجۂ اعمال کا) تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۲۲)۔ اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کو علم خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسا رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمھارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں (۱۲۳)

تفسیر سورۃ هود آیات (۱۱۵) تا (۱۲۳)

(۱۱۵) اے محمد ﷺ آپ اوامر خداوندی پر مستقیم رہیے اور ان کی تکالیف پر صبر کیجیے، اللہ تعالیٰ ایسے مومن برگزیدہ بندوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا جو قول وفعل ہر ایک طریقہ سے نیک ہوں۔

(۱۱۶) اور گزشتہ قوموں میں ایسے مومن حضرات نہ ہوئے جو لوگوں کو کفر وشرک بتوں کی پوجا اور دیگر تمام گناہوں سے روکتے ماسوا ان چند مومنوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچالیا اور مشرکین دنیاوی مال کے جس ناز ونعمت میں تھے اسی میں مشغول ہو رہے ہیں اور یہ شرک کے عادی ہیں۔

(۱۱۷) اور آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ بستی والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالے جب کہ ان میں ایسے حضرات بھی ہوں جو کہ دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے رہے ہوں اور برائیوں سے روک رہے ہوں۔

یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستی والوں کو کفر کی وجہ سے جب کہ وہاں کے بعض لوگ اصلاح کی فکر میں ہوں اور اطاعت خداوندی پر قائم ہوں اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے ہوں۔

(۱۱۸) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی پر قائم کر دیتا اور آئندہ بھی ہمیشہ لوگ دین حق اور باطل میں اختلاف کرتے رہیں گے۔

(۱۱۹) مگر جس کی آپ کا پروردگار باطل اور مختلف طریقوں سے حفاظت فرمالے۔ وہ مومن لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل رحمت کو رحمت کرنے کے لیے اور اہل اختلاف کو اختلاف کرنے کے لیے پیدا فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو کافر جنوں اور کافر انسانوں سے بھردوں گا۔

(۱۲۰) اور پیغمبروں کے واقعات میں سے جیسا کہ بیان کیے گئے یہ سارے قصے ہم آپ سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو مضبوطی حاصل ہو کہ جو آپ کے ساتھ آپ کی قوم کر رہی ہے، آپ کے علاوہ اور انبیاء کرام کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا اور آپ کے پاس اس صورت میں ایسی بات پہنچی ہے جو خود بھی حق ہے اور گناہوں سے بچنے کے لیے نصیحت اور مومنین کے لیے یاددہانی ہے۔

(۱۲۱۔۱۲۲) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کرام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اپنی حالت پر اپنے گھروں میں میری مخالفت کی تدابیر کرتے رہو ہم بھی اپنے طور پر تمھاری ہلاکت کے لیے عمل کر رہے ہیں اور تم بھی اس کے نتیجہ کے منتظر رہو اور ہم بھی تمھاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

(۱۲۳) اور بندوں سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور بندوں کے سب امور آخرت میں اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے لہٰذا اسی کی اطاعت کیجیے اور اسی پر بھروسہ رکھیے اور آپ کا رب ان کی نافرمانیوں سے بے خبر نہیں یا یہ کہ ان کے اعمال کی سزا سے وہ فروگزاشت کرنے والا نہیں جس طرح کہ وہ ان سے غافل نہیں۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿١﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا
لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ
بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ
لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿٣﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ
عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿٤﴾
قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ
كَيْدًا ۖ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٥﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ
رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۗ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ
وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿٧﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ
اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۗ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ﴿٨﴾
اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا
مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا
يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿١٠﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ
وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿١١﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿١٢﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ
اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿١٣﴾ قَالُوْا لَئِنْ
اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿١٤﴾
فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ
وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٥﴾

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۱)۔ ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (۲)۔ (اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سُناتے ہیں اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے (۳)۔ جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ دیکھتا (کیا) ہوں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (۴)۔ اُنہوں نے کہا کہ بیٹا! اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دُشمن ہے (۵)۔ اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اُس نے اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا پردادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا بے شک تمہارا پروردگار سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۶)۔ ہاں یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصے) میں پوچھنے والوں کے لیے (بہت سی) نشانیاں ہیں (۷)۔ جب اُنہوں نے (آپس میں) تذکرہ کیا کہ یوسف اور اس کا بھائی ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم جماعت (کی جماعت) ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ابا صریح غلطی پر ہیں (۸)۔ تو یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ۔ پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے (۹)۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو کسی گہرے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ گیر نکال (کر اور ملک میں) لے جائے گا۔ اگر تم کو کرنا ہے (تو یوں کرو) (۱۰)۔ (یہ مشورہ کر کے وہ یعقوب سے) کہنے لگے کہ ابا جان کیا سبب ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اُس کے خیر خواہ ہیں (۱۱)۔ کل اُسے ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ خوب میوے کھائے اور کھیلے کودے ہم اُس کے نگہبان ہیں (۱۲)۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ امر مجھے غمناک کیے دیتا ہے کہ تم اُسے لے جاؤ (یعنی وہ مجھ سے جُدا

ہو جائے) اور مجھے یہ بھی خوف ہے کہ تم (کھیل میں) غافل ہو جاؤ اور اُسے بھیڑیا کھا جائے (۱۳)۔ وہ کہنے لگے کہ اگر ہماری موجودگی میں کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں اُسے بھیڑیا کھا گیا تو ہم بڑے نقصان میں پڑ گئے (۱۴)۔ غرض جب وہ ان کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کرلیا کہ اس کو گہرے کنویں میں ڈال دیں تو ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (ایک وقت ایسا آئے گا کہ) تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو (اس وحی کی) کچھ خبر نہ ہوگی (۱۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱) تا (۱۵)

یہ تمام سورت مکی ہے، اس میں ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار سات سو چھہتر کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے حروف ہیں۔

(۱) الــر ۔ میں اللہ ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور اے محمد ﷺ جو کچھ تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں وہ میرا کلام ہے یا یہ کہ قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۲) یہ سورت قرآن کریم کی آیات ہیں جو کہ حلال و حرام اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان فرما رہا ہے۔

(۳) ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر عربی میں نازل کیا ہے تاکہ جن چیزوں کا بذریعہ قرآن کریم ہم نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں کو روکا ہے تم ان کو سمجھو ہم آپ سے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں سے اس قرآن کریم کے ذریعے جو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں۔

اور آپ اس قرآن کریم کے نزول سے پہلے جو بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا گیا ہے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے بالکل لاعلم تھے۔

شان نزول: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ (الخ)

امام حاکمؒ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپ قرآن کریم لوگوں کو ایک زمانہ تک پڑھ کر سناتے رہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ اور واقعات بیان کیجئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بڑے عمدہ واقعہ کی اطلاع دی۔

اور ابن جریرؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی واقعہ ہم سے بیان کیجئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ نازل فرمایا ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں، نیز ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۴) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام جب دو پہر کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اپنے مقامات سے اتر کر ان کو سجدہ تحیت کیا ہے اور ان ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی ہیں اور ایسے چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے آئے اور مجھ کو سجدہ تحیت کیا، چاند و سورج سے ان کے والدین حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت راحیل مراد ہیں۔

(۵) حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا بیٹا اس خواب کے بعد اگر اور بھی خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کے سامنے ومت بیان کرنا کہ کہیں وہ تمہاری موت کی کوئی تدبیر کریں، بلاشبہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے کہ لوگوں کو حسد پر اکساتا ہے۔

(۶) اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں نبوت کے لیے منتخب کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دے گا اور نبوت واسلام دے کر تم پر اور تمہارے ذریعے یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام کامل کرے گا اور اسی نعمت پر تمہارا انتقال ہوگا۔
جیسا کہ اس سے پہلے تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم واسحاق کو نبوت واسلام کی نعمت سے نوازا، واقعی تمہارا پروردگار ان نعمتوں کو جاننے والا اور اس کی تکمیل میں حکمت والا ہے یا یہ کہ وہ تمہارے خواب کو جاننے والا اور جو پریشانی تمہیں لاحق ہوگی اس میں حکمتوں والا ہے۔

(۷) یوسف علیہ السلام اور ان کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لیے دلائل موجود ہیں، یہ آیت علماء یہود کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔

(۸) وہ وقت قابل ذکر ہے جب ان سوتیلے بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسف اور ان کے حقیقی بھائی بنیامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ عزیز ہیں اور ہم اس کی ایک جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے اور ان کو ہم پر ترجیح دینے میں ایک فاش غلطی پر ہیں۔

(۹) پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوسف کو قتل کردو یا کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ آؤ، اس صورت میں تمہارے باپ کا رخ صرف تمہاری طرف ہوجائے گا اور تم یوسف کے قتل کے بعد ان کے قتل کے گناہ سے توبہ کرلینا یا یہ کہ پھر تمہارے باپ کے ساتھ تمہارے سب معاملات ٹھیک ہوجائیں گے۔

(۱۰) یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل مت کرو بلکہ ان کو کسی گہرے یا اندھے کنویں میں ڈال دو تاکہ ان کو کوئی مسافر راہ چلتا ہوا نکال لے جائے اگر تمہیں یہ کام کرنا ہے تو اس طرح کرو۔

(۱۱-۱۲) چنانچہ سب نے اپنے باپ کے سامنے آکر گزارش کی اور کہا کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں، آپ ان کو ہمارے ساتھ جنگل بھیجئے تاکہ وہ جائیں آئیں کھائیں اور کھیلیں اور ہم ان پر مشفق ومہربان ہیں۔

(۱۳) ان کے باپ نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ بھیجنے میں دو امر مانع ہیں، ایک تم ان کو میری نظروں سے لے جاؤ اور میں ان کو نہ دیکھ سکوں اور دوسرا یہ کہ مجھے اس چیز کا اندیشہ ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اپنے کھیل کود میں مصروف رہو۔

(۱۴) کیوں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر حملہ آور ہو رہا ہے اسی وجہ سے انھوں نے یہ فرمایا انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم دس لوگ ہیں تو ہم بالکل ہی گئے

گزرے ہوئے یا یہ کہ ہم باپ اور بھائی کی حرمت کو چھوڑ کر بالکل گھاٹے میں پڑ جائیں گے۔

(۱۵) چنانچہ جب حضرت یوسفؑ کے لے جانے کی اجازت لے کر وہ ان کو جنگل میں لے گئے تو سب نے پختہ ارادہ کرلیا کہ ان کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔

چنانچہ انھوں نے اپنا ارادہ پورا کیا تو اس وقت ہم نے جبریل امین کو یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور بذریعہ الہام ان کو تسلی دی کہ اے یوسف تم ان کو ان کی یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تمہیں پہچانیں گے بھی نہیں کہ تم یوسف ہو حتی کہ تم خود ہی ان سے اپنا تعارف کراؤ گے اور کہ اس وقت ہم نے جو وحی بھیجی ان کے بھائیوں کو اس چیز کی قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا
نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ
اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ
بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ
جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ
فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ
وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ
بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۱۲
وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ
فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ
غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ
اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾
وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ
رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ
مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

(یہ حرکت کرکے) وہ رات کے وقت باپ کے پاس روتے ہوئے آئے (۱۶)۔ (اور) کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو دوڑنے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف ہوگئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تو اُسے بھیڑیا کھا گیا۔ اور آپ ہماری بات کو گو کہ ہم سچ ہی کہتے ہوں باور نہیں کریں گے (۱۷)۔ اور اُن کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے یعقوب نے کہا (کہ حقیقۃ الحال یوں نہیں ہے) بلکہ تم اپنے دل سے (یہ) بات بنالائے۔ ہواچھا صبر (کہ وہی) خوب (ہے)۔ اور جو تم بیان کرتے ہو اسکے بارے میں خدا ہی سے مدد مطلوب ہے (۱۸)۔ (اب خدا کی شان دیکھو کہ اُس کنویں کے قریب) ایک قافلہ آوارد ہوا اور انہوں نے (پانی کے لئے) اپنا سقا بھیجا اس نے کنویں میں ڈول لٹکایا (تو یوسف اس سے لٹک گئے۔ وہ بولا زہے قسمت یہ تو (نہایت حسین) لڑکا ہے اور اس کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپالیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا (۱۹)۔ اور اس کو تھوڑی سی قیمت (یعنی) معدودے چند درہموں پر بیچ ڈالا اور انہیں ان (کے بارے) میں کچھ لالچ بھی نہ تھا (۲۰)۔ اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے (جس کا نام زلیخا تھا) کہا کہ اس کو عزت واکرام سے رکھو۔ عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اسی طرح ہم نے یوسف کو سرزمین (مصر) میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو (خواب کی) باتوں کی تعبیر سکھائیں۔ اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۲۱)۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو دانائی اور علم بخشا اور نیکوکاروں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (۲۲)۔ تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اُس نے اُن کو اپنی طرف

مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے وہ (یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کرسکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائینگے (۲۳)۔ اور اُس عورت نے اُن کا قصد کیا اور اُنہوں نے اس کا قصد کیا اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے (تو جو ہوتا ہوتا)۔ یوں اس لئے (کیا گیا) کہ ہم اُن سے بُرائی اور بے حیائی کو روک دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے (۲۴)۔ اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف پیچھے زلیخا) اور عورت نے اُن کا کُرتا پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا اور دونوں کو دروازے کے پاس عورت کا خاوند مل گیا تو عورت بولی کہ جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ بُرا ارادہ کرے اس کی اس کے سوا کیا سزا ہے کہ یا تو قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب دیا جائے (۲۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱٦) تا (۲۵)

(۱۶۔۱۷) ادھر وہ لوگ ظہر کے بعد یعنی شام کو اپنے باپ کے پاس یوسف علیہ السلام پر روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو کھیل کود اور شکار میں لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنی چیزوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا، چنانچہ جس چیز کا آپ کو ڈر تھا وہی ہوا اور آپ کیوں ہم پر یقین کریں گے چاہے ہم کیسے ہی سچے کیوں نہ ہوں۔

(۱۸) اور آتے وقت کسی بکری کو ذبح کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اس کا خون بھی لگا لائے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا تو تم نے یوسف کی ہلاکت کے لیے اپنے دل سے بات بنالی اور اس کو کر گزرے۔

خیر صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا کوئی نام نہ ہوگا اور تم جو کچھ یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہہ رہے ہو اس میں اللّٰہ ہی سے مدد طلب کروں گا۔

(۱۹۔۲۰) اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی کیوں کہ انھوں نے پہلی دفعہ کہا تھا کہ ان کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا (کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا) اور ادھر مدین سے مسافروں کا ایک قافلہ آ نکلا جو مصر جا رہا تھا، چنانچہ وہ راستہ بھول کر غلط راستہ پر آ گئے بالآخر گشت کرتے کرتے مدین اور مصر کے درمیان دونوں کی زمینوں میں آئے وہاں کنواں تھا، چنانچہ اس سرزمین پر ٹھہر گئے، اور یہاں ہر ایک قوم نے اپنے اپنے آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا، اتفاق سے عربوں میں سے ایک شخص مالک بن دعر نامی جو حضرت شعیب کے بھتیجے تھے اس کنوئیں پر آ پہنچے جس میں یوسف علیہ السلام تھے اور اس نے اپنا ڈول ڈالا، حضرت یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا تو وہ کنوئیں سے ڈول نہ کھینچ سکا تو اس نے کنوئیں کے اندر جھانکا۔ اچانک ایک لڑکے پر نظر پڑی جس نے ڈول کو پکڑ رکھا ہے، اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ میرے ساتھیو بڑی خوشخبری ہے وہ کہنے لگے مالک کیا ہے اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا لڑکا ہے، چنانچہ اور ساتھی جمع ہوئے اور سب نے مل کر حضرت یوسفؑ کو کنوئیں سے نکال لیا اور نکال کر قوم سے چھپا لیا اور قوم سے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ مال تجارت ہے ہم نے پانی والوں سے مصر میں بیچنے کے لیے اس کو لیا ہے۔

اور اللّٰہ تعالیٰ کو ان کی سب کارگزاریاں معلوم تھیں۔

غرض کہ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پہنچ گئے اور انھوں نے ان کو مالک بن دعر سے بہت ہی کم

قیمت یعنی بیس درہم یا بتیس درہم میں بیچ ڈالا یا یہ کہ قافلہ والوں نے ان کو بیچ ڈالا اور یوسف ؑ کے بدلے جو انھوں نے قیمت لی وہ اس کے کچھ محتاج تو تھے نہیں یا یہ کہ حضرت یوسف ؑ کے بھائی ان کے کچھ قدر دان تو تھے ہی نہیں کیوں کہ ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا یا یہ کہ قافلہ والے حضرت یوسف ؑ کے قدر دان نہیں تھے۔

(۲۱) مصر میں پہنچ کر مالک بن دعر سے یوسف ؑ کو عزیز نے جو کہ بادشاہ کا خازن اور اس کے لشکروں کا افسر تھا خرید لیا اور عزیز کا نام قطفیر تھا اور زلیخا سے کہا کہ ان کو قدر و منزلت کے ساتھ رکھنا۔ ممکن ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا لڑکا بنالیں اور عزیز نے مالک بن دعر سے حضرت یوسف ؑ کو بیس درہم اور ایک کپڑوں کے اور ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض خریدا تھا اور اسی طریقہ سے ہم نے حضرت یوسف ؑ کو سرزمین مصر میں بادشاہت عطا کی۔

اور تا کہ ہم انھیں خوابوں کی تعبیر دینا بتائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کیے ہوئے پر خوب غالب و قادر ہے اور کسی کو اس کے ارادہ پر غلبہ و قدرت نہیں لیکن مصر والے اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں یا یہ کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ پر غالب ہے۔

(۲۲) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے (اشد اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر کو بولتے ہیں) تو ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اسی طرح ہم نیکوکاروں کو قول و فعل کے بدلے علم و حکمت کے ساتھ بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۲۳) اور جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف ؑ رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے ان کو پھسلانے لگی اپنے اور یوسف ؑ پر گھر کے تمام دروازے بند کر دیے اور یوسف ؑ سے کہنے لگی آجاؤ میں تمہارے ہی لیے ہوں یا یہ کہ چلے آؤ اور میں تم ہی سے کہتی ہوں، حضرت یوسف ؑ نے فرمایا کہ میں ایسے کام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوسرا یہ کہ میرا محسن عزیز جو ہے اس نے کس قدر و منزلت کے ساتھ مجھے رکھا ہے تو کیا میں اسی کے ناموس میں خیانت کروں، ایسے حق فراموشوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوا کرتی۔

(۲۴) اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال تو جم ہی رہا تھا اور حضرت یوسف ؑ کو بھی کچھ کچھ خیال امر طبعی کے درجہ ہو چلا تھا اگر ان کے سامنے اپنے پروردگار کے گناہ دینے کا مشاہدہ نہ ہوتا جو کہ اس فعل پر لازم ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس وقت انھوں نے اپنے والد حضرت یعقوب ؑ کی صورت کو دیکھا مگر ہم نے اسی طرح علم دیا تھا تا کہ ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (کہ ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیوں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

یعنی اس کام سے معصوم و محفوظ رہنے والوں میں سے تھے۔

(۲۵) غرض کہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے، اس وقت حضرت یوسف ؑ وہاں سے جان بچا کر نکلنے کے لیے بھاگے اور وہ دروازہ بند کرنے کے لیے دوڑی اور دوڑنے میں اس عورت نے جو حضرت یوسفؑ سے

دروازہ بند کرنے کے لیے سبقت کرنا چاہی تو حضرت یوسفؑ کی قمیص پیچھے کی طرف پھاڑ ڈالی مگر یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے تو دونوں نے اتفاقاً اس عورت کے شوہر کو جو کہ اس کا چچازاد بھائی تھا دروازہ پر کھڑا پایا تو وہ عورت فوراً بات بنا کر اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل بھیج دیا جائے یا اسے اور کوئی دردناک جسمانی سزا دی جائے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ
اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ
وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ
مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ
هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِــِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ ع
نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ
نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾
فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً
وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ
فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۡ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا
هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ
فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ
اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ
اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ
اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ
كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا
ع الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾

(یوسف نے) کہا اسی نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔ اس کے قبیلے میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اسکا کُرتا آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی اور یوسف جھوٹا ہے (۲۶)۔ اور اگر کُرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ جھوٹی اور وہ سچا ہے (۲۷)۔ جب اُس کا کُرتا دیکھا (تو) پیچھے سے پھٹا تھا (تب اُس نے زلیخا سے کہا) کہ یہ تمہارا ہی فریب ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تم عورتوں کے فریب بڑے (بھاری) ہوتے ہیں (۲۸)۔ یوسف! اس بات کا خیال نہ کر۔ اور (زلیخا) تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ۔ بے شک خطا تیری ہی ہے (۲۹)۔ اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہم دیکھتی ہیں کہ وہ صریح گمراہی میں ہے (۳۰)۔ جب زلیخا نے ان عورتوں کی (گفتگو جو حقیقت میں دیدار یوسف کے لیے ایک) چال (تھی) سُنی تو ان کے پاس (دعوت کو) پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک محفل مرتب کی۔ اور (پھل تراشنے کے لئے) ہر ایک کو ایک ایک چھری دی اور (یوسف سے) کہا کہ ان کے سامنے باہر آؤ۔ جب عورتوں نے ان کو دیکھا تو اُن کا رعب (حُسن) اُن پر (ایسا) چھا گیا کہ (پھل تراشتے تراشتے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بیساختہ بول اُٹھیں کہ سُبحان اللہ (یہ حُسن) یہ آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے (۳۱)۔ تب (زلیخا نے) کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے کو طعنے دیتی تھیں۔ اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا اور اگر یہ وہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوگا (۳۲)۔ یوسف نے دُعا کی کہ پروردگار جس کام کی طرف یہ مجھے بُلاتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید پسند ہے۔ اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں داخل ہو جاؤں گا (۳۳)۔ تو خدا نے اُن کی دُعا قبول کر لی اور ان سے عورتوں کا مکر دفع کر دیا۔ بے شک وہ سُننے اور جاننے والا ہے (۳۴)۔ پھر باوجود اس کے کہ وہ لوگ نشان دیکھ چکے تھے۔ اُن کی رائے یہی ٹھیری کہ کچھ عرصے کے لئے ان کو قید ہی کر دیں (۳۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۲٦) تا (۳۵)

(۲٦) حضرت یوسف علیہ السلام کہنے لگے یہ بالکل جھوٹ بول رہی ہے، اسی نے مجھے دعوت دی اور یہی اپنا مطلب نکالنے کے لیے مجھ کو پھسلاتی تھی۔

(۲۷) چنانچہ اس عورت کے خاندان میں سے ایک حاکم نے فیصلہ کیا جو کہ اس کا حقیقی یا چچازاد بھائی تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص آگے سے پھٹی ہو تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔

اور اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ اپنے فرمان میں کہ اس عورت نے مجھے پھسلایا ہے سچے ہیں۔

(۲۸) چنانچہ جب اس کے بھائی یعنی خاوند نے ان کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو کہنے لگا کہ تو نے اپنی برأت ظاہر کی تھی یہ تم عورتوں کی چالاکی اور باتیں ہیں، بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں کہ بری اور غیر بری سب کو لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

(۲۹) پھر اس کے بھائی نے کہا کہ اے یوسف! اس بات کو جانے دو اور اس کا سرِ عام چرچا نہ کرنا پھر اس کے بھائی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے عورت! تو اپنے قصور کی معافی مانگ اور اپنے خاوند سے اپنے برے ارادے کی معذرت کر واقعی تو اپنے خاوند کی خائن ہے۔

(۳۰) غرض کہ زلیخا کی اس بات کی شہر میں شہرت ہوگئی اور چار عورتوں نے یعنی بادشاہ کے ساقی کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی اور صاحب مطبخ کی بیوی اور نگران کی بیوی نے کہا کہ زلیخا اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لیے اس کو پھسلاتی ہے اس کے دل میں یوسف علیہ السلام کا عشق جگہ پکڑ گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں کہ اپنے غلام یوسف علیہ السلام سے عشق کرتی ہے۔

(۳۱) سو جب زلیخا نے ان عورتوں کی بات سنی تو ان کو دعوت پر بلایا اور ان کے ٹیک کے لیے تکیے لگائے، جب وہ آئیں تو ان کے سامنے گوشت اور روٹی رکھی اور گوشت کاٹ کر کھانے کے لیے ان کو ایک ایک چاقو بھی دیا کیوں کہ بغیر چاقو سے کاٹ کر اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ان تمام کارروائیوں کے بعد زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ چنانچہ جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور حیران ہوگئیں اور یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی بنا پر حیرانی اور دہشت میں چاقو سے اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور کہنے لگیں ماشاء اللہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو اپنے پروردگار کا کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

(۳۲) تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے لعن طعن کرتی ہو اور واقعی میں نے ان کو اپنی طرف دعوت دی تھی اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی، مگر یہ عفت و پاک دامنی کے ساتھ علیحدہ رہے اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ مانے گا تو جیل بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔ وہ سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تمہیں اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں۔

(۳۳) یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے پروردگار جس فضول کام کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو جیل میں جانا ہی مجھے بہتر ہے۔

اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور آپ کی نعمت سے نادان ہو جاؤں گا یا یہ کہ نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

(۳۴) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر وفریب سے ان کو دور رکھا۔ بے شک وہ دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کو جاننے والا ہے یا کہ ان عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے داؤ پیچ کو جاننے والا ہے۔

(۳۵) پھر عزیز کو حضرت یوسف کی قمیص کے پھٹنے اور لڑکے کے فیصلے سے یہی مناسب معلوم ہوا کہ چند سالوں تک ان کو قید میں رکھیں یا یہ کہ اتنے وقت تک قید میں رکھیں جب تک کہ لوگوں کی باتیں ختم نہ ہو جائیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ
قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ
فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا
بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ
مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ
لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا
وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ
السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ
مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا
فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ
مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ
لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ
الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝ ۧ

اور ان کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زنداں ہوئے۔ ایک نے اُن میں سے کہا کہ (میں نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ شراب (کے لیے انگور) نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا کہ (میں نے بھی خواب دیکھا ہے) میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں اور جانور اُن میں سے کھا رہے ہیں (تو) ہمیں انکی تعبیر بتا دیجئے کہ ہم تمہیں نیکو کار دیکھتے ہیں (۳۶)۔ یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ آنے نہیں پائے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو ان کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ اُن (باتوں) میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہیں جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے اور روز آخرت سے انکار کرتے ہیں میں اُن کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں (۳۷)۔ اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۳۸)۔ میرے جیل خانے کے رفیقو! بھلا کئی جدا جدا آقا اچھے یا (ایک) خدائے یکتا و غالب (۳۹)۔ جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں خدا نے اُن کی کوئی سند نازل نہیں کی (سُن رکھو کہ) خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اُس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر

لوگ نہیں جانتے (۴۰)۔میرے جیل خانے کے رفیقو! تم میں سے ایک (جو پہلا خواب بیان کرنے والا ہے وہ) تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا۔اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا اور جانور اُسکا سر کھا جائیں گے۔ جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصل ہو چکا ہے (۴۱)۔اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس نے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا۔لیکن شیطان نے اُن کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور (یوسف) کئی برس جیل خانے ہی میں رہے (۴۲)

تفسیر سورة یوسف آیات (۳۶) تا (۴۲)

(۳۶) اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے زمانہ میں یعنی ان کے جانے کے پانچ سال بعد بادشاہ کے دو غلام بھی جیل میں داخل ہوئے، ایک ان میں سے بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا نانبائی۔ بادشاہ ان دونوں پر ناراض ہوا اور قید میں بھیج دیا ان میں سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں نے خود کو خواب میں انگور کا شیرہ نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو شراب بنا کر پلا رہا ہوں۔اور تفصیل خواب کی یہ ہے گویا کہ میں انگوروں کے باغ میں داخل ہوا اور وہاں ایک عمدہ انگوروں کی بیل پر نظر پڑی جس کی تین شاخیں ہیں اور ہر ایک شاخ پر انگوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں تو میں اس سے انگور توڑ کر نچوڑ رہا ہوں اور انھیں بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، انگور کا باغ تو تیرا سابقہ پیشہ ہے اور اس کی بیل یہ پھر تیرے سپرد وہ کام ہوگا اور اس بیل کی خوبصورتی سے تیری عزت مراد ہے اور بیل کی تین شاخیں جو ہیں تو وہ یہ کہ تو تین دن تک جیل میں رہے گا اور پھر اپنے پہلے کام پر واپس چلا جائے گا اور انگور نچوڑ کر جو بادشاہ کو پلا رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر عزت کے ساتھ بادشاہ کا ساقی بنے گا۔

اور نانبائی کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں بادشاہ کے مطبخ سے نکلا ہوں اور میرے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں اس پر سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بہت برا خواب دیکھا ہے، تمہارا پہلا پیشہ تم سے واپس لے لیا جائے گا اور تم تین دن تک جیل میں رہو گے، اس کے بعد بادشاہ تمہیں جیل سے نکال کر پھانسی دے گا اور پرندے تمہارا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

چنانچہ ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بتانے سے پہلے کہا کہ آپ ہمیں کو ان کی تعبیر بتائیے آپ قیدیوں پر احسان کرنے والے معلوم ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم آپ کو سچا سمجھتے ہیں۔

(۳۷) حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا اور یوسف علیہ السلام کو جو علم کا معجزہ حاصل تھا اس سے بھی ان لوگوں کو آشنا کرنا چاہا کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے کہ تمہیں کھانے کے لیے وہ ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی میں اس کی حقیقت اور رنگت تمہیں بتلا دیا کرتا ہوں تو پھر تمہارے خوابوں کی تعبیر سے کیوں کر واقف نہ ہوں گا، یہ بتلانا اس علم کی بدولت ہے جو میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے میں نے تو ایسے لوگوں کے مذہب کی اتباع کی ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور موت کے بعد کی زندگی کے بھی منکر ہیں۔

میں نے تو اپنے ان بزرگوار باپ داداؤں کے مذہب کو اختیار کر رکھا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام۔

(۳۸) ہمارے لیے کسی طرح یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک عبادت قرار دے دیں اور یہ دین مستقیم اور نبوت واسلام جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی ہے یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور دوسرے لوگوں پر بھی ان کی طرف اس نے ہمیں رسول بنا کر بھیجا۔ یا یہ کہ مومنین پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

(۳۹) لیکن اہل مصر اس ذات پر ایمان نہیں لاتے اے قیدیو! یا قید خانہ کے رکھوالو! ذرا سوچ کر بتلاؤ کہ بہت سے معبودوں کی عبادت اچھی ہے یا ایک معبود برحق کی جو کہ وحدہٗ لاشریک اور سب سے زبردست اور تمام مخلوق پر غالب ہے، اس کی عبادت بہتر ہے۔

(۴۰) تم لوگ تو اللہ کو چھوڑ کر چند مردہ بتوں کی عبادت کرتے ہو۔ جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے معبود ٹھہرالیا ہے اللہ تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کے بارے میں کوئی کتاب اور حجت یعنی دلیل عقلی و نقلی نہیں بھیجی۔

اور اوامر ونواہی کے حکم کے دینے اور دنیا و آخرت میں فیصلہ فرمانے کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے، اس نے تمام آسمانی کتابوں میں اسی چیز کا حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو یہ توحید خداوندی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ سیدھا راستہ ہے یعنی دین اسلام اور مصر والے اس طریقہ کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴۱) اب حضرت یوسف علیہ السلام ان غلاموں کو خواب کی تعبیر بتاتے ہیں کہ تم میں سے ساقی تو جرم سے بری ہو کر اپنی اصلی جگہ اور اصلی کام پر چلا جائے گا اور اپنے آقا کو پہلے کی طرح شراب پلایا کرے گا اور نانبائی جیل سے نکال کر سولی پر لٹکایا جائے گا، نانبائی کے بارے میں یہ خواب کی تعبیر سن کر دونوں غلام گھبرائے اور کہنے لگے ہمیں تو ایسی چیز نظر نہیں آئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا جس کے بارے تم پوچھتے ہو اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور جو میں نے کا جواب دیا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا خواہ تمہیں یہ حقیقت نظر آئی ہو یا نہ۔

(۴۲) اور ساقی جس کے بارے میں قید اور قتل سے رہائی کا گمان تھا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا کہ میں مظلوم ہوں مجھ پر میرے بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے بیچ ڈالا اور حقیقت میں آزاد ہوں اور ناحق قید میں ہوں۔ چنانچہ رہائی کے بعد شیطان نے اس ساقی کا آقا سے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا۔ یا یہ کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پروردگار سے اس چیز کی دعا کرنا بھلا دیا، چنانچہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا۔

جس کی پاداش میں حضرت یوسف علیہ السلام سات سال تک اور قید خانہ میں قید رہے حالاں کہ اس سے پہلے پانچ سال سے قید میں تھے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ یٰۤاَیُّهَا
الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝
قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ۝
وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ
فَاَرْسِلُوْنِ ۝ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ
سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ
یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ تَزْرَعُوْنَ
سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا
مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا
قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ
بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ
النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝ قَالَ
مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا
عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ
اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ
اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝

اور بادشاہ نے کہا کہ میں (نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور (سات) خشک اے سردارو اگر تم خوابوں کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ (۴۳)۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان سے خواب ہیں اور ہمیں ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی (۴۴)۔ اب وہ شخص جو دونوں قیدیوں میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آ گئی بول اُٹھا کہ میں آپ کو اس کی تعبیر (لا) بتاتا ہوں مجھے (جیل خانے) جانے کی اجازت دیجئے (۴۵)۔ (غرض وہ یوسف کے پاس آیا اور کہنے لگا) یوسف اے بڑے سچے (یوسف) ہمیں (اس خواب کی تعبیر) بتایئے کہ سات موٹی گایوں کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات سوکھے تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جا (کر تعبیر بتاؤں) عجب نہیں کہ وہ (تمہاری قدر) جانیں (۴۶)۔ اُنہوں نے کہا کہ تم لوگ سات سال متواتر کھیتی کرتے رہو گے تو جو (غلّہ) کاٹو تو تھوڑے سے غلّے کے سوا جو کھانے میں آئے اُسے خوشوں میں ہی رہنے دینا (۴۷)۔ پھر اس کے بعد (خشک سالی کے) سات سخت (سال) آئیں گے کہ جو (غلّہ) تم نے جمع کر رکھا ہو گا وہ اس سب کو کھا جائیں گے۔ صرف وہی تھوڑا سا رہ جائے گا جو تم احتیاط سے رکھ چھوڑو گے (۴۸)۔ پھر اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا کہ خوب مینہ برسے گا اور لوگ اس میں خوب رس نچوڑیں گے (۴۹)۔ (یہ تعبیر سُن کر) بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد اُن کے پاس گیا۔ تو اُنہوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے (۵۰)۔ (بادشاہ نے عورتوں سے) پوچھا کہ بھلا اُس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا؟ (سب) بول اُٹھیں کہ حاشاللہ ہم نے اس میں کوئی بُرائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے (اصل یہ ہے کہ) میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بیشک سچا ہے (۵۱)۔ (یوسف نے کہا کہ میں نے) یہ بات اس لیے (پوچھی ہے) کہ عزیز کو یقین ہو جائے کہ میں نے اُس کی پیٹھ پیچھے اس کی (امانت میں) خیانت نہیں کی اور خدا خیانت کرنے والوں کے مکروں کو روبراہ نہیں کرتا (۵۲)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۴۳) تا (۵۲)

(۴۳) بادشاہ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور وزراء و امراء کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات تنومند گائیں نہر سے نکلیں اور ان کے بعد سات لاغر اور کمزور گائیں آئیں اور ان تنومند کو کھا گئیں اور ان پر کسی

چیز کا ظہور نہیں ہوا اور اسی طرح سات بالیں سبز ہیں اور دوسری سات خشک ہیں جو ان کو کھا گئیں اور اس کا کچھ ظہور نہ ہوا۔
جادوگر و اور نجومیو اور کاہنو میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم اس کی تعبیر جانتے ہو۔

(۴۴) ان لوگوں کا گروہ کہنے لگا یہ تو ویسے ہی باطل اور منتشر خیالات ہیں اور پھر ہم خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے۔

(۴۵) اور وہ شراب پلانے والا جو قتل کی سزا سے رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں موجود تھا اور تقریباً سات سال کے بعد یوسف ؑ کی بات کا خیال آیا، تب اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر میں لا دیتا ہوں اور وزراء و امراء سے کہنے لگا کہ مجھے جیل خانہ جانے کی اجازت دو کیوں کہ وہاں ایسے شخص ہیں جو کہ علم اور حلم میں کامل ہیں اور قیدیوں کے حال پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر بہت ہی صحیح دیتے ہیں۔

(۴۶) چنانچہ وزراءِ سلطنت نے اس کو جیل خانہ جانے کی اجازت دی، چنانچہ وہ کہنے لگا اے یوسف اس خواب کی تعبیر دیجیے کہ سات موٹی گائیں نہر سے نکلیں اور ان کو سات کمزور گائیں کھا گئیں اور اس کے علاوہ سات ہری بالوں کو سات خشک بالیں کھا گئیں تاکہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائے۔

(۴۷) یوسف ؑ نے فرمایا اچھا میں تعبیر بتا دیتا ہوں سات موٹی گائیں وہ سات خوش حالی اور پیداوار کے سال ہیں اور ایسے ہی سات سبز بالیں وہ پیداوار اور بارش اور فراخی کے سال ہیں اور سات کمزور گائیں وہ قحط سالی کے سال ہیں اور سات خشک بالیں وہ اس قحط سالی کے سات سالوں میں گرانی اور قحط کی طرف اشارہ ہیں، اس تعبیر کے بعد یوسف ؑ نے ان کو قحط سالی کے زمانہ سے حفاظت کا طریقہ بھی بتا دیا، لہٰذا تم ان خوشحالی کے سات سالوں میں ہر سال خوب غلہ بونا اور جو فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا، صاف مت کرنا تاکہ وہ غلہ گھن وغیرہ سے محفوظ ہے سوائے اس کے جو تھوڑا بہت تمہارے استعمال میں آئے۔

(۴۸-۴۹) پھر ان خوشحالی کے سات سالوں کے بعد قحط کے سخت ترین سات سال آئیں گے جو اس خوشحالی کے تمام جمع کردہ ذخیرہ کو کھا جائیں گے جس کو تم نے ان قحط کے سالوں کے لیے جمع کر رکھا تھا، البتہ تھوڑا سا جو محفوظ کر لو گے۔

اور پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں مصر والوں کے لیے خوب بارش اور پیداوار ہوگی اور انگوروں کا رس بھی نچوڑیں گے اور زیتون وغیرہ کا تیل بھی نکالیں گے۔

(۵۰) غرض کہ وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا اور بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے حکم دیا یوسف ؑ کو میرے پاس

لاؤ چنانچہ وہ ساقی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آ کر اطلاع دی کہ بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ وہ ان عورتوں کو بلا کر جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے پوچھے کہ میرا رب ان عورتوں کے مکروفریب کو خوب جانتا ہے۔

(۵۱) چنانچہ اس قاصد نے آ کر بادشاہ کو یہ پیغام پہنچایا تو بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کیا اور یہ چار عورتیں تھیں، شراب پلانے والے کی بیوی، باورچی کی بیوی، دربان کی بیوی اور جیل خانہ کے داروغہ کی بیوی اور زلیخا اور بادشاہ کے علاوہ مصر میں ان عورتوں پر کسی کا زور نہیں تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔

عورتوں نے جواب دیا نعوذ باللہ ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔

عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں سچی بات ظاہر ہو ہی گئی سچ یہی ہے کہ میں نے ہی خود ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بے شک یوسف علیہ السلام ہی اپنے اس قول میں کہ میں نے اس سے خواہش نہیں کی سچے ہیں۔

(۵۲) چنانچہ ان تصدیقات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اہتمام اس لیے کیا ہے تاکہ عزیز کو قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِالسُّوٓءِ إِلَّا مَا
رَحِمَ رَبِّيٓ ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي
بِهِۦٓ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُۥ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا
مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي
حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا
حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَآءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝
وَلَأَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَجَآءَ إِخْوَةُ
يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُۥ مُنكِرُونَ ۝ وَلَمَّا
جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا
تَرَوْنَ أَنِّيٓ أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي
بِهِۦ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ
أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي
رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَآ إِذَا انقَلَبُوٓا إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ۝ فَلَمَّا رَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا
الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَافِظُونَ ۝
قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ
فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) بُرائی ہی سکھاتا رہتا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۵۳)۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اُسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ پھر جب اُن سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے ہاں صاحبِ منزلت اور صاحبِ اعتبار ہو (۵۴)۔ (یوسف نے) کہا کہ مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں (۵۵)۔ اس طرح ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں جگہ دی۔ اور وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے (۵۶)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے اُن کے لئے آخرت کا اجر بہت بہتر ہے (۵۷)۔ اور یوسف کے بھائی (کنعان سے مصر میں غلّہ خریدنے کے لیے) آئے تو یوسف کے پاس گئے تو (یوسف نے) اُن کو پہچان لیا اور وہ اُن کو نہ پہچان سکے (۵۸)۔ جب یوسف نے اُن کے لیے اُن کا سامان تیار کر دیا تو کہا کہ (پھر آنا تو) جو باپ کی طرف سے تمہارا ایک اور بھائی ہے اُسے بھی میرے پاس لیتے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ماپ بھی پوری پوری دیتا ہوں اور مہمانداری بھی خوب کرتا ہوں (۵۹)۔ اور اگر تم اُسے میرے پاس نہ لاؤ گے تو نہ تمہیں میرے ہاں سے غلّہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس ہی آسکو گے (۶۰) اُنہوں نے کہا کہ ہم اُس کے بارے میں اسکے والد سے تذکرہ کریں گے۔ اور ہم (یہ کام) کر کے رہیں گے (۶۱)۔ اور (یوسف نے) اپنے خدام سے کہا کہ ان کا سرمایہ (یعنی غلّے کی قیمت) ان کے شلیتوں میں رکھ دو عجب نہیں کہ جب یہ اپنے اہل وعیال میں جائیں تو اسے پہچان لیں (اور) عجب نہیں کہ یہ پھر یہاں آئیں (۶۲)۔ جب وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے کہ ابّا (جب تک ہم بنیامین کو ساتھ نہ لے جائیں) ہمارے لئے غلّے کی بندش کر دی گئی ہے تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجیے تاکہ ہم پھر غلّہ لائیں اور ہم اسکے نگہبان ہیں (۶۳)۔ (یعقوب نے) کہا کہ میں اس کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا مگر ویسا ہی جیسا اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا۔ سو خدا ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۶۴)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۵۳) تا (٦٤)

(۵۳) اس پر جبریل امین نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ جب زلیخا نے آپ سے اصرار کیا تھا، تب کیا ہوا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے نفس کو بالذات وساوس سے بری اور پاک نہیں کہتا کیوں کہ دل تو ہر ایک کا پورے جسم کو بری ہی بات سمجھاتا ہے ماسوا اس نفس کے یا جس کو میرا رب ان وساوس سے معصوم اور پاک رکھے اور میرا رب بڑی مغفرت والا ہے اور رحمتوں والا ہے کہ مجھ پر اس نے رحمت فرمائی۔

(۵۴) یہ باتیں سن کر بادشاہ نے کہا کہ ان کو (حضرت یوسف کو) میرے پاس لاؤ میں ان کو عزیز سے لے کر خاص اپنے کام کے لیے رکھوں گا چنانچہ لوگ ان کو بادشاہ کے پاس لائے اور بادشاہ کے سامنے پھر انھوں نے خواب کی تعبیر بیان کی، بادشاہ نے ان سے کہا تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز و معتبر اور صاحب امانت ہو (بادشاہ کو انتظام قحط کی فکر ہوئی)۔

(۵۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مصر کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں اس کی مقدار وغیرہ کی حفاظت بھی رکھوں گا اور قحط سالی کے زمانہ وقوع سے بھی اچھی طرح واقف ہوں یا یہ کہ جو کام آپ میرے سپرد کریں گے میں اس کی حفاظت بھی کروں گا اور ان تمام لوگوں کی زبانوں سے بھی خوب واقف ہوں جو آپ کے پاس آتے ہیں۔

(۵٦) اور ہم نے ایسے عجیب طریقے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں۔

ہم اپنی خصوصی رحمت یعنی نبوت جس پر چاہیں کریں اور جو اس کا اہل ہو اسے متوجہ کر دیں اور ہم ایسے مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو قول و فعل میں نیکوکار ہیں۔

(۵۷) ایسے حضرات کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام کتابوں اور تمام احکامات پر ایمان رکھتے ہوں اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے بچتے ہوں آخرت کا ثواب دنیا کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے۔

(۵۸) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا۔

(۵۹) غرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان کو اناج تول دیا تو ان سے کہا کہ جیسا کہ تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا ایک سوتیلا بھائی اور ہے تو اب اگر آنے کا ارادہ کرو تو اس کو بھی لانا تاکہ اس کا اناج بھی ملے تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ماپ کر دیتا ہوں اور اناج کو ناپ تول کر تقسیم کرانا میرے اختیار میں ہے اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا

ہوں۔

(۶۰) اور اگر تم اپنے سوتیلے بھائی کو نہ لائے تو میں سمجھوں گا کہ تم دھوکے سے زیادہ اناج لینا چاہتے ہو اس کی سزا کے طور پر نہ تمہیں آئندہ اناج ملے گا اور نہ تم دوبارہ میرے پاس آنے کا ارادہ کرنا۔

(۶۱) وہ کہنے لگے ہم اپنے باپ سے اس کو ساتھ لانے کی اجازت مانگیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم ضرور اس کو لے کر آئیں گے ہم اس کی ضمانت لیتے ہیں۔

(۶۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے فرمایا ان کی جمع پونجی ان کے پالان ہی میں اس طرح چھپا کر رکھ دو کہ ان کو پتا نہ چلے۔

تا کہ یہ میرے احسان کو جان لیں یا یہ کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ ان ہی کی جمع پونجی ہے اور وہ جب اپنے والد کے پاس پہنچیں تو پھر اس رقم کو لے کر میرے پاس آئیں۔

(۶۳) چنانچہ کہ جب یہ بھائی کنعان آئے تو کہنے لگے اگر اب آئندہ آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجیں گے تو اناج ہمیں نہیں ملے گا لہٰذا ہمارے ساتھ بنیامین کو روانہ کیجیے تا کہ وہ بھی اپنے لیے ایک اونٹ کے برابر اناج لا سکے اور اگر یہ لفظ نون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا تا کہ پھر ہم اناج لا سکیں اور ہم بنیامین کی حفاظت کے پورے ضامن ہیں کہ صحیح سلامت پھر آپ کے پاس ان کو لے آئیں گے۔

(۶۴) یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں بنیامین کے بارے میں بھی تم پر ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تم سے میں نے عہد لیا تھا، اب اس سے زیادہ اور کیا عہد لے سکتا ہوں بس تمہاری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور وہی بنیامین پر اس کے والدین اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ
وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ
هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا
وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ
حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ
بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾
وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ
أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ
إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا
كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ
يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
ع النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ
أَخَاهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ
أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا
وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ
الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾
قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا
كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا
جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ
اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا
كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ
دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾

اور جب اُنہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ اُن کا سرمایہ واپس ان کو کردیا گیا ہے۔ کہنے لگے کہ ابا ہمیں (اور) کیا چاہیے (دیکھیے) یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کردی گئی ہے۔ اب ہم اپنے اہل وعیال کے لئے پھر غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی نگہبانی کریں گے اور ایک بارِ شتر زیادہ لائیں گے (کہ) یہ غلہ (جو ہم لائے ہیں) تھوڑا ہے (۶۵)۔ (یعقوب نے) کہا کہ جب تک تم خدا کا عہد نہ دو کہ اس کو میرے پاس (صحیح سالم) لے آؤ گے میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجنے کا۔ مگر یہ کہ تم گھیر لیے جاؤ (یعنی بے بس ہو جاؤ تو مجبوری ہے) جب اُنہوں نے اُن سے عہد کرلیا تو (یعقوب نے) کہا کہ جو قول وقرار ہم کر رہے ہیں اسکا خدا ضامن ہے (۶۶)۔ اور ہدایت کی کہ بیٹا ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔ اور میں خدا کی تقدیر تو تم سے روک نہیں سکتا۔ (بے شک) حکم اسی کا ہے۔ میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اہل توکل کو اسی پر بھروسا رکھنا چاہیے (۶۷)۔ اور جب وہ اُن اُن مقامات سے داخل ہوئے جہاں جہاں سے (داخل ہونے کے لیے) باپ نے اُن سے کہا تھا تو وہ تدبیر خدا کے حکم کو ذرا بھی نہیں ٹال سکتی تھی۔ ہاں وہ یعقوب کے دل کی خواہش تھی جو اُنہوں نے پوری کی تھی اور بے شک وہ صاحب علم تھے کیونکہ ہم نے اُن کو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۶۸)۔ اور جب وہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں تو جو سلوک یہ (ہمارے ساتھ) کرتے رہے ہیں اس پر افسوس نہ کرنا (۶۹)۔ جب اُن کا اسباب تیار کردیا تو اپنے بھائی کے شلیتے میں گلاس رکھ دیا۔ پھر (جب وہ آبادی سے باہر نکل گئے تو) ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ قافلے والو! تم تو چور ہو (۷۰)۔ وہ اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ (۷۱)۔ وہ بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس کھو گیا ہے اور جو شخص اُس کو لے آئے اس کے لئے ایک بارِ شتر (انعام) اور میں اس کا ضامن ہوں (۷۲)۔ وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم کو معلوم ہے کہ ہم (اس) ملک میں اس لئے نہیں آئے کہ خرابی کریں اور نہ ہم چوری کیا کرتے ہیں (۷۳)۔ بولے کہ اگر تم جھوٹے نکلے (یعنی چوری ثابت ہوئی) تو اس کی سزا کیا (۷۴)۔ اُنہوں نے کہا کہ

اس کی سزا یہ کہ جس کے شلیتے میں وہ دستیاب ہو وہی اس کا بدل قرار دیا جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں (۷۵)۔ پھر (یوسف نے) اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے اُن کے شلیتوں کو دیکھنا شروع کیا۔ پھر اپنے بھائی کے شلیتے میں سے اُس کو نکال لیا اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی (ورنہ) بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ مشیت خدا کے سوا اپنے بھائی کو لے نہیں سکتے تھے۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے (۷۶)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (٦٥) تا (٧٦)

(٦٥) (چنانچہ اس گفتگو کے بعد) جب انھوں نے اپنے سامان اور پالانوں کو کھولا تو اس میں ان کے اناج کی قیمت بھی ملی جو ان ہی کو واپس کردی گئی تھی تو کہنے لگے ابا جان لیجیے ہم نے جو کچھ اس بادشاہ کی شفقت اور احسان وکرم آپ سے آکر بیان کیا ہے وہ جھوٹ نہیں اور یہ کہ قیمت کی واپسی کی تو ہم نے ان سے درخواست نہیں کی تھی اور ہم نے اناج کی جو قیمت ادا کی تھی وہ بھی ہمارے غلہ کے ساتھ ہمیں کو واپس کردی گئی ہے یہ اس بادشاہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا ہم پر مزید احسان وکرم ہے، یہ دیکھ کر حضرت یعقوبؑ نے ان سے فرمایا بلکہ اس شخص نے تمہیں اس طریقہ سے آزمایا ہے۔

یہ قیمت بھی ان کے پاس واپس لے جاؤ اور انہیں لوٹا دو (ان کے بیٹے کہنے لگے ایسے مہربان بادشاہ سے) اپنے گھر والوں کے لیے اور راشن لائیں گے اور وہاں آنے جانے میں اب تو بنیامین کی بھی خوب دیکھ بھال کریں گے اور بنیامین جب ہمارے ساتھ ہوں گے تو ایک اونٹ اناج کا اور لادیں گے یہ تو تھوڑا سا اناج ہے اور تو بنیامین ہی کی وجہ سے ملے گا اور یہ کام تو بہت ہی آسان ہے اور یہ تدبیر تو بہت ہی عمدہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان سے اناج لے کر آئیں گے۔

(٦٦) یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا خیر! محض ان باتوں پر میں اس وقت تک تمہارے ساتھ بنیامین کو نہیں بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھے پختہ قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے کر آؤ گے ہاں اگر کوئی تم پر آسمانی آفت نازل ہو جائے یا یہ کہ سماوی یا دنیاوی مصیبت میں گھر جاؤ تو مجبوری ہے، چنانچہ جب وہ اللہ کی قسم کھا کر بنیامین کے واپس لانے کا اپنے باپ سے وعدہ کر چکے، تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ہماری ان باتوں کا اللہ گواہ ہے۔

(٦٧) حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت داخل ہونا، بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا تمہارے بارے میں قدرت کے فیصلے کو تو تم سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بہر حال اسی کا چلتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے معاملہ کو اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی پر سب کو بھروسہ کرنا چاہیے یا کہ مومنین پر یہی واجب و ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان پر نظر بد کا خوف ہوا کیوں کہ یہ سب بھائی خوبصورت شخصیت والے اور خوبصورت چہروں والے تھے اسی وجہ سے اس چیز کا ان کے متعلق خدشہ ہوا۔

(٦٨) چنانچہ مصر پہنچ کر جس طرح کہ ان کے والد نے ان کو حکم دیا تھا اسی طرح داخل ہوئے، اور اس تدبیر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ان سے حکم الٰہی کا ٹالنا مقصود نہیں تھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس تدبیر کے

بارے ایک خیال آیا تھا جس کو انھوں نے اپنے بیٹوں پر ظاہر کر دیا۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام بے شک بڑے عالم (اور حدود شرعیہ کے) بڑے پاس رکھنے والے تھے کیوں کہ ہم نے ان کو احکام حدود قضا و قدر تمام باتوں کا حکم دیا تھا اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ حکم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے مگر مصر والے نہ اس چیز کو جانتے تھے اور نہ اس کی تصدیق کرتے تھے۔

(۶۹) چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے اس سگے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور سب کو باہر دروازہ پر روک دیا اور ان سے کہہ دیا کہ میں تیرا گم شدہ بھائی ہوں، یہ دوسرے تیسرے بھائی جو کچھ تیرے ساتھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اور برا بھلا کہتے رہے ہیں اس کا غم مت کرنا۔

(۷۰۔۷۱) چنانچہ ان لوگوں کا اناج تول کر تیار کر دیا (اور بنیامین اور حضرت یوسفؑ کے باہم مشورہ سے) وہ پیالہ جس میں حضرت یوسف علیہ السلام پانی پیا کرتے تھے اور غلہ ماپا کرتے تھے، بنیامین کے سامان میں رکھ دیا پھر ان کو روانگی کا حکم دیا اور ان کے پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک خادم کو بھیج دیا، اس نے پکارا کہ قافلہ والو تم ضرور چور ہو تو سب بھائی تلاشی لینے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہیں کس چیز کی تلاش ہے۔

(۷۲) وہ بولے ہم شاہی پیمانہ کی تلاش میں ہیں جس سے بادشاہ پانی پیتا اور اناج ماپ کر دیتا ہے اور پیمانہ سونے کا تھا اور اس پکارنے والے نے کہا کہ بادشاہ نے یہ کام میرے ذمہ لگایا ہے کہ جو اس پیمانہ کو حاضر کرے اس کو ایک اونٹ کے برابر اناج ملے گا اور حضرت یوسف کا خادم کہنے لگا میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔

(۷۳) یہ لوگ بولے مصر والو اللہ کی قسم تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ ہم مصر میں چوری کرنے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں آئے ہیں اور جس چیز کی تم تلاش کر رہے ہو ہم نے اسے نہیں چرایا۔

(۷۴۔۷۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چور کی کیا سزا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے مال میں تمہاری گم شدہ چیز ہے وہی چور ہے اور اس کے لیے چوری کی سزا ہے (یعنی تم اسے اپنا غلام بنا لینا) ہم لوگ اپنی سرزمین میں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے تھے۔

(۷۶) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے بنیامین کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی لی ان میں وہ پیمانہ نہیں ملا پھر آخر کار انہوں نے اس برتن کو بنیامین کے تھیلے سے برآمد کیا اس تلاش کرنیوالے نے بنیامین کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی فرمائے جیسا کہ تم نے مجھ پر آسانی کی۔ ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر اس طرح تدبیر فرمائی اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت فہم و نبوت اور بادشاہت کے ذریعے عزت و کرامت عطا فرمائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے نہیں لے سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون سے نہ لیں کیوں کہ بادشاہ کے قانون کے مطابق چور کی سزا تادیب اور قید تھی یا یہ کہ ہاتھ کاٹنا اور قید تھی۔

اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دلوانا منظور تھا کیوں کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس

بات کا علم ہو جاتا کہ اللہ کی مرضی شاہی قانون ہی کے ذریعے سے لینے کی ہے تو پھر وہ اسی طرح اپنے بھائی کو لیتے ہم جسے چاہتے ہیں فضیلت میں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے دنیا میں بھی بڑھایا اور ہر ایک علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے یہاں تک کہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔

قَالُوٓا إِن
يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُۥ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِى
نَفْسِهِۦ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَٰٓأَيُّهَا ٱلْعَزِيزُ إِنَّ لَهُۥٓ أَبًا شَيْخًا
كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُۥٓ ۖ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾
قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَٰعَنَا عِندَهُۥٓ إِنَّآ
ع إِذًا لَّظَٰلِمُونَ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا ٱسْتَيْـَٔسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ
كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوٓا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُم مَّوْثِقًا
مِّنَ ٱللَّهِ وَمِن قَبْلُ مَا فَرَّطتُمْ فِى يُوسُفَ ۖ فَلَنْ
أَبْرَحَ ٱلْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِىٓ أَبِىٓ أَوْ يَحْكُمَ ٱللَّهُ لِى ۖ وَهُوَ
خَيْرُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٨٠﴾ ٱرْجِعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَٰٓأَبَانَآ إِنَّ
ٱبْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَآ إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ
حَٰفِظِينَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ ٱلْقَرْيَةَ ٱلَّتِى كُنَّا فِيهَا وَٱلْعِيرَ
ٱلَّتِىٓ أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ
لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِيَنِى
بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ
وَقَالَ يَٰٓأَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَٱبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ ٱلْحُزْنِ
فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا تَٱللَّهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ
تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ ٱلْهَٰلِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَآ أَشْكُوا
بَثِّى وَحُزْنِىٓ إِلَى ٱللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾

(برادرانِ یوسف نے) کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کچھ عجب نہیں کہ) اسکے ایک بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں مخفی رکھا اور اُن پر ظاہر نہ ہونے دیا (اور) کہا کہ تم بڑے بدقماش ہو۔ اور جو تم بیان کرتے ہو خدا اُسے خوب جانتا ہے (۷۷)۔ وہ کہنے لگے کہ اے عزیز اسکے والد بہت بوڑھے ہیں (اور اس سے بہت محبت رکھتے ہیں) تو (اس کو چھوڑ دیجیے اور) اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ احسان کرنے والے ہیں (۷۸)۔ (یوسف نے) کہا کہ خدا پناہ میں رکھے کہ جس شخص کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا کسی اور کو پکڑ لیں۔ ایسا کریں تو ہم (بڑے) بے انصاف ہیں (۷۹)۔ جب وہ اس سے نا اُمید ہو گئے تو الگ ہو کر صلاح کرنے لگے۔ سب سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے تم سے خدا کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں قصور کر چکے ہو تو جب تک والد صاحب مجھے حکم نہ دیں میں تو اس جگہ سے ہلنے کا نہیں یا خدا میرے لئے کوئی اور تدبیر کرے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۰)۔ تم سب والد صاحب کے پاس جاؤ اور کہو کہ ابا آپ کے صاحب زادے نے (وہاں جا کر) چوری کی۔ اور ہم نے تو اپنی دانست کے مطابق آپ سے (اس کے لے آنے کا) عہد کیا تھا مگر ہم غیب (کی باتوں) کے (جاننے اور) یاد رکھنے والے تو نہیں تھے (۸۱)۔ اور جس بستی میں ہم (ٹھیرے) تھے وہاں سے (یعنی اہل مصر سے) اور جس قافلے میں آئے ہیں اس سے دریافت کر لیجیے۔ اور م (اس بیان میں) بالکل سچے ہیں (۸۲)۔ (جب اُنہوں نے یہ بات یعقوب سے آ کر کہی تو) اُنہوں نے کہا (کہ حقیقت یوں نہیں

ہے) بلکہ یہ بات تم نے اپنے دل سے بنالی ہے تو صبر ہی بہتر ہے۔ عجب نہیں کہ خدا ان سب کو میرے پاس لے آئے۔ بیشک وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۸۳)۔ پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے کہ ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور رنج والم میں (اس قدر روئے کہ) اُن کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا (۸۴)۔ بیٹے کہنے لگے کہ واللہ اگر آپ یوسفؑ کو اسی طرح یاد ہی کرتے رہیں گے تو یا تو بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے ۸۵۔ اُنہوں نے کہا کہ میں تو اپنے غم واندوہ کا اظہار خدا سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۸۶)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۷۷) تا (۸٦)

(۷۷) حضرت یوسف کے بھائی کہنے لگے کہ اگر بنیامین نے بادشاہ کا پیانہ چرایا ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی (بت کو چھپا کر توڑ دیا تھا تا کہ بت پرستی نہ ہو) حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بات کے جواب کو اپنے دل میں چھپا کر رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور دل میں کہا کہ تم تو اس چوری کے درجہ میں یوسف سے بھی زیادہ برا کام کر چکے ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف تم جس (بے بنیاد) بات کو منسوب کر رہے ہو اس کی حقیقت اللہ خوب جانتا ہے کہ ہم چور نہیں۔

(۷۸) جب بھائیوں نے دیکھا کہ انھوں نے بنیامین کو روک لیا ہے تو خوشامد کرنے لگے کہ ان کا بوڑھا باپ ہے اگر بنیامین کو ہم لے جائیں گے تو وہ خوش ہوگا سو اس کی جگہ آپ ہم میں سے ایک کو بطور ضمانت رکھ لیجیے اگر آپ ایسا کر لیں تو ہم پر آپ کا بڑا احسان ہوگا۔

(۷۹) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ ہم گناہ گار کے بجائے بے گناہ کو روک لیں۔

(۸۰) چنانچہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام سے امید ہی نہ رہی تو اس جگہ سے ہٹ کر سب باہم مشورہ کرنے لگے چنانچہ جو ان سب میں سب سے زیادہ عقل مند تھا اور جس کا نام یہودا تھا کہنے لگا بھائیو تم جانتے نہیں کہ تمہارے والد نے بنیامین کے واپس لانے کے بارے میں تم سے پختہ عہد لیا تھا اور بنیامین سے قبل یوسف کے بارے میں تم اپنے باپ کے عہد و میثاق کی کس قدر کوتاہی کر چکے ہو سو میں تو سرزمین مصر سے ٹلتا نہیں یہاں تک کہ میرا باپ مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دے یا جب تک میرا باپ ان سے مجھے قتال کی اجازت نہ دے یا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کی واپسی کا سبب نہ پیدا کر دے اور اللہ اس مشکل کو خوب آسان کرنے والا ہے۔

(۸۱) پھر یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے بھائیو تم اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ آپ کے بیٹے نے بادشاہ کے پیانہ کی جو کہ سونے کا تھا چوری کر لی ہے اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہمیں مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ وہ چرائی ہوئی چیز بنیامین کے سامان میں سے ملی ہے۔

اور اگر ہم غیب کی باتوں سے واقف ہوتے تو ہم ان کو ہرگز اپنے ساتھ لے کر نہ جاتے اور رات کے وقت تو

ہم ان کی نگرانی نہیں کر رہے تھے کہ انھوں نے کیا کیا۔

(۸۲) اور اگر یقین نہ ہو تو اس بستی والوں میں سے جو مصر ہی کی ایک بستی ہے کسی سے پوچھ لیجیے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجیے جن میں شامل ہو کر ہم یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھ قبیلہ کنعان کے کچھ لوگ آئے تھے اور ہم نے جو کچھ آپ سے بیان کیا اس میں ہم بالکل سچے ہیں، چنانچہ سب بھائیوں نے واپس آ کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ ساری بات بیان کر دی۔

(۸۳) یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ بات ممکن نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات نکال لی ہے لیکن میں صبر ہی کروں گا اور تم لوگوں سے کوئی شکایت نہیں کروں گا۔

مجھ کو اللّٰہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یوسف، بنیامین اور یہودا کو مجھ تک پہنچا دے گا وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ وہ کہاں ہیں اور وہ ان سب کو مجھ سے ملانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

(۸۴) اور ان سے الگ ہو کر کہنے لگے ہائے یوسف اور رنج وغم سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور وہ غم سے دل ہی دل میں گھٹا کرتے تھے۔

(۸۵) اور ان کی اولاد کہنے لگی خدا کے لئے آپ ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کی یاد میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

(۸۶) حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو اپنے رنج وغم کی صرف اللّٰہ سے شکایت کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے اور ہم ان کو سجدہ کریں گے اور اللّٰہ تعالیٰ کے رحم وکرم اور اس کے لطف کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہیں کیوں کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی تم نے روحیں قبض کی ہیں کہ ان میں یوسف علیہ السلام کی بھی روح قبض کی ہے، عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْــَٔسُوْا
مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَایْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا
وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ
وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ
هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾
قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِیْ
قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ
اللّٰهُ عَلَیْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ
الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا
بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا
وَاْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ
قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ
تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾
فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۷﴾
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾
فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا
مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾

بیٹا (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ اور یوسف اور اُسکے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو کہ خدا کی رحمت سے بے ایمان لوگ نا اُمید ہوا کرتے ہیں (۸۷)۔ جب وہ یوسف کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ عزیز ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں آپ ہمیں (اس کے عوض) پورا غلہ دیجیے اور خیرات کیجیے کہ خدا خیرات کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے (۸۸)۔ (یوسف نے) کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب تم نادانی میں پھنسے ہوئے تھے تو تم نے یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ (۸۹)۔ وہ بولے کیا تم ہی یوسف ہو؟ اُنہوں نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور (بنیامین کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۹۰)۔ وہ بولے خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر فضیلت بخشی ہے اور بے شک ہم خطا کار تھے (۹۱)۔ (یوسف نے) کہا کہ آج کے دن (سے) تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے (۹۲)۔ یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور اپنے تمام اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ (۹۳)۔ اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا۔ تو اُن کے والد کہنے لگے کہ اگر مجھ کو یہ نہ کہو کہ (بوڑھا) بہک گیا ہے تو مجھے تو یوسف کی بُو آ رہی ہے (۹۴)۔ وہ بولے کہ واللہ آپ اُسی قدیم غلطی میں (مبتلا) ہیں (۹۵)۔ جب خوشخبری دینے والا آ پہنچا تو کرتہ یعقوب کے منہ پر ڈال دیا۔ اور وہ بینا ہو گئے (اور بیٹوں سے) کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۹۶)۔ بیٹوں نے کہا کہ ابا ہمارے لیے ہمارے گناہ کی مغفرت مانگیے۔ بے شک ہم خطا کار تھے (۹۷)۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۹۸)۔ جب (یہ سب لوگ) یوسف کے پاس پہنچے تو (یوسف نے) اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا مصر میں داخل ہو جائیے خدا نے چاہا تو خاطر جمع سے رہیئے گا (۹۹)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۸۷) تا (۹۹)

(۸۷) اسی لیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بیٹو! جاؤ یوسف علیہ السلام اور بنیامین کو تلاش کرو اور ان کی خبر لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

(۸۸) چنانچہ جب دوسری مرتبہ پھر یہ سب مصر پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز ہم اور ہمارے گھر والے قحط سے پریشان

ہیں۔اور ہم کچھ کھوٹے سکے لائے ہیں جن کے عوض نہ اناج مل سکتا ہے اور نہ وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں اور کچھ پہاڑی چیزیں صنوبر، حبتہ الخضراء وغیرہ لائے ہیں اور عرب کے استعمال کی چیزیں مثلاً اون، گھی وغیرہ لائے ہیں تو ہمیں اب بھی پورا اناج دے دیجیے جیسا کہ آپ نئے سکوں پر پورا اناج دیتے ہیں اور ان دونوں قیمتوں کے فرق اور ماپوں کے فرق کو ملحوظ نہ رکھیے بلکہ ہمیں خیرات سمجھ کر دے دیجیے بے شک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔

(۸۹) یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام ان سے فرمانے لگے وہ بھی تمہیں یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب کہ تمہاری جہالت اور شباب کا زمانہ تھا۔

(۹۰) سوچ کر کہنے لگے کیا تم ہی یوسف ہو؟ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا سگا بھائی ہے۔اللہ تعالیٰ نے صبر کی دولت دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور واقعی جو خوشحالی میں گناہوں سے بچتا ہے اور تنگی میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تقویٰ اور صبر کرنے والوں کے ثواب ضائع نہیں کرتے۔

(۹۱) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسفؑ سے بطور معذرت کہنے لگے بخدا تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت فرمائی ہے اور جو کچھ تم نے کیا بے شک اس میں ہم آپ کے ساتھ برائی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے تھے۔

(۹۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم پر آج کے بعد میری طرف سے کوئی الزام نہیں جو کچھ تم سے قصور ہوا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے وہ والدین سے زیادہ مہربان ہے۔

(۹۳) اب تم جا کر میرے باپ کو بشارت دو اور میری یہ قمیص بھی لیے جاؤ اور یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص جنت سے آیا ہوا لباس تھا اور اس کو ان کے چہرہ پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور باقی اپنے سب گھر والوں کو بھی جو تقریباً ستر اشخاص تھے میرے پاس لے آؤ۔

(۹۴۔۹۵) چنانچہ جب قافلہ مقام عریش سے جو کہ مصر اور کنعان کے درمیان ایک بستی تھی قمیص لے کر چل پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اردگرد کے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو اور میری بات کو جھوٹ نہ سمجھو تو ایک بات کہتا ہوں کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے ان کے پاس جو ان کے پوتے پڑپوتے موجود تھے وہ کہنے لگے بخدا آپ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنی اسی خام خیالی پر قائم ہیں۔

(۹۶۔۹۷) چنانچہ جب یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر ان کی سلامتی کی خوشخبری لے کر آپہنچا تو اس نے وہ کرتا ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا، فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مرے نہیں تو ان کے بیٹوں اور پوتوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا کیجیے ہم بے شک گناہ گار اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے۔

(۹۸) حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارے لیے جمعہ کی رات میں تہجد کے وقت مغفرت کی دعا کروں

گا بے شک وہ غفور الرحیم اور توبہ کرنے والوں پر مہربان ہے۔
(۹۹) چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے باپ اور اپنی خالہ کو کیوں کہ ان کی والدہ پہلے ہی انتقال کر گئی تھیں اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا کہ سب مصر چلیے اور وہاں انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیے۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ
وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ
مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ
مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ
الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ
وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ
اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝
وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔــلُهُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝
وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ
غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي
بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔــسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ
فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَقَدْ
كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى
وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ
وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب یوسف کے آگے سجدے میں گر پڑے اور (اسوقت یوسف نے) کہا ابا جان یہ میرے اُس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اسے سچ کر دکھایا۔ اور اُس نے مجھ پر (بہت سے) احسان کیے ہیں کہ مجھ کو جیل خانے سے نکالا۔ اور اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا آپ کو گاؤں سے یہاں لایا۔ بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۱۰۰)۔ (جب یہ سب باتیں ہولیں تو یوسف نے خدا سے دُعا کی کہ) اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکومت سے بہرہ دیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دُنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ تو مجھے (دُنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اُٹھائیو اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کیجیو (۱۰۱)۔ (اے پیغمبر) یہ اخبار غیب میں سے ہیں۔ جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور جب برادران یوسف نے اپنی بات سے اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم اُن کے پاس تو نہ تھے (۱۰۲)۔ اور بہت سے آدمی گو تم (کتنی ہی) خواہش کرو ایمان لانے والے نہیں ہیں (۱۰۳)۔ اور تم ان سے اس (خیر خواہی) کا کچھ صلہ بھی تو نہیں مانگتے۔ یہ (قرآن) اور کچھ نہیں تمام عالم کے لئے نصیحت ہے (۱۰۴)۔ اور آسمان اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ گذرتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں (۱۰۵)۔ اور اکثر خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں (۱۰۶)۔ کیا یہ اس (بات) سے بے خوف ہیں کہ ان پر خدا کا عذاب نازل ہو کر ان کو ڈھانپ لے یا اُن پر ناگہاں قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بُلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بُوجھ کر۔ میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بُلاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی۔ اور خدا پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (۱۰۸)۔ اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے کیا ان لوگوں

نے ملک میں سیر (وسیاحت) نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا۔ اور متقیوں کے لئے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے کیا تم سمجھتے نہیں (۱۰۹)۔ یہاں تک کہ جب پیغمبر نا اُمید ہوگئے اور اُنہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات اُنہوں نے کہی تھی اس میں) وہ سچے نہ نکلے تو اُن کے پاس ہماری مدد آ پہنچی ۔ پھر جسے ہم نے چاہا بچا دیا اور ہمارا عذاب (اُتر کر) گنہگار لوگوں سے پھر نہیں کرتا (۱۱۰)۔ ان کے قصے میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو (اپنے دل سے) بنائی گئی ہو بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں اُن کی تصدیق (کرنے والا) ہے اور ہر چیز کی تفصیل (کرنے والا) اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۱۱۱)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱۰۰) تا (۱۱۱)

(۱۰۰) اور وہاں پہنچ کر اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا اور عظمت کے غلبہ کے باعث والدین اور ان کے بھائی سب سجدہ میں جھک گئے اور اس زمانہ میں یہ سجدہ رکوع کے طریقہ پر ہوتا تھا جو کہ سلام کے قائمقام تھا کہ کم تر باعزت کے اور نوجوان بوڑھے کے اور چھوٹا بڑے کے سامنے جھکتا جیسا کہ عجمی لوگ کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے اباجان یہ سجدہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اس کو سچا کر دکھایا اور مجھ پر قید سے نکلنے کے وقت بھی احسان فرمایا اور مجھے غلامی سے نجات دی اور اس کے بعد بھی کہ شیطان نے حسد میں میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ آپ سب کو باہر سے لے آیا بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی اچھی تدبیر کر دیتا ہے کہ اس طریقے سے ہم سب کو دوبارہ ملانے والا اور وہ ہماری پریشانیوں کو جاننے والا اور ملانے اور جدا کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

(۱۰۱) اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ملک مصر کی سلطنت عطا کی جس کا رقبہ چالیس فرسخ (فاصلے کا ایک ماپ جو اٹھارہ ہزار فٹ ہوتا ہے) اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا کا علم دیا اے آسمانوں اور زمین کے خالق آپ ہی میرے پروردگار خالق رازق ومحافظ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مجھے عبادت توحید میں پورے خلوص کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے اور میرے آباؤ اجداد مرسلین کے ساتھ جو جنت میں ہیں شامل کر دیجیے۔

(۱۰۲) اے محمد ﷺ آپ سے جو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بیان کیا گیا یہ آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں میں سے ہے اور بذریعہ جبریل امین آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ برادران یوسف علیہ السلام کے زمانے میں موجود نہ تھے، جب انھوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام کی ہلاکت کے بارے میں تدابیر کر رہے تھے۔

(۱۰۳) اور خواہ آپ کیسی ہی کیوں نہ کوشش کریں اہل مکہ میں سے اکثر آسمانی کتابوں اور اللہ کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔

(۱۰۴) اور محمد ﷺ آپ تبلیغ توحید پر ان سے کچھ معاوضہ تو نہیں لیتے یہ قرآن تو تمام جنات اور انسانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

(۱۰۵) اور بہت سی نشانیاں ہیں، آسمانوں میں جیسا کہ چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور زمین میں جیسا کہ پہاڑ،

دریا، درخت، جانور وغیرہ جن پر اہل مکہ کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف توجہ اور غور نہیں کرتے، بلکہ الٹا جھٹلاتے ہیں۔

(۱۰۶) اور اکثر اہل مکہ جو دل میں اللّٰہ کی عبودیت کو مانتے بھی ہیں مگر علانیہ وحدانیت خداوندی میں شرک کرتے ہیں۔

(۱۰۷) کیا پھر بھی مکہ والے اس بات سے مطمئن بیٹھے ہیں کہ بدر کی طرح عذاب الٰہی میں سے کوئی عذاب ان پر نازل ہو یا ان پر اچانک عذاب قیامت آپڑے اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

(۱۰۸) محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ ملت ابراہیمی ہی میرا طریق ہے میں لوگوں کو اللّٰہ کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہوں۔ میں بھی اور میرے اوپر جو ایمان لائے وہ بھی اللّٰہ کی طرف اس طور پر دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور میں مشرکین کے ساتھ نہیں ہوں۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے رسول بنا کر بھیجے سب آدمی ہی تھے جس طرح اب ہم آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین وحی بھیجتے ہیں اسی طرح ان کے پاس وحی بھیجتے تھے کیا مکہ والے کہیں چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غور کر لیتے کہ ان سے پہلے جو کافر تھے ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

البتہ جنت ان حضرات کے لیے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں نہایت بھلائی کی چیز ہے۔

کیا تمہارے پاس انسانوں والا دماغ نہیں کہ سوچو آخرت دنیا سے بہتر ہے یا یہ کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے یا یہ کہ کیا اس بات کو نہیں مانتے کہ گزشتہ قوموں پر جب انھوں نے رسولوں کو جھوٹا قرار دیا کیا کیا عذاب نازل ہوئے۔

(۱۱۰) چنانچہ جب پیغمبر اپنی قوم کی تصدیق کرنے سے مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ان کی قوم جو وہ اللّٰہ کا پیغام اپنی قوم کے پاس لے کر آئے تھے جھٹلانے پر تلی ہوئی ہے اور اب ایمان نہیں لائے گی اور لفظ کذبوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ قوم کو غالب گمان ہوا کہ رسولوں نے جو وعدہ کیا تھا (نزول عذاب کا) اس کے خلاف کیا تو ایسی مایوسی کی حالت میں ان کی قوم کی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آپہنچے گا، چنانچہ ہم نے اس عذاب سے رسولوں اور ان کے ماننے والوں کو بچا لیا اور ہمارا عذاب مشرکین سے نہیں ٹلتا۔

(۱۱۱) حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سمجھدار لوگوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔ یہ قرآن کریم کوئی خود سے بنائی ہوئی بات تو نہیں بلکہ یہ توریت انجیل اور تمام آسمانی کتب کی بیان توحید اور بعض دوسرے احکام اور واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تصدیق کرنے والی ہے اور یہ قرآن کریم حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر جو کہ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے ہیں، گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت ہے۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

المٓر (اے محمد ﷺ) یہ کتاب (الٰہی) کی آیتیں ہیں۔ اور جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱)۔ خدا وہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو (اتنے) اونچے بنائے۔ پھر عرش پر جا ٹھیرا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک ایک میعاد معین تک گردش کر رہا ہے۔ وہی (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے (اس طرح) وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے روبرو جانے کا یقین کرو (۲)۔ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیے۔ اور ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں بنائیں وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں (۳)۔ اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ بعض کی بہت سی شاخیں ہیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجودیکہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے۔ اور ہم بعض میووں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (۴)۔ اگر تم عجیب بات سننی چاہو۔ تو کافروں کا یہ کہنا عجیب ہے کہ جب ہم (مرکر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے منکر ہوئے ہیں۔ اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۵)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۱) تا (۵)

یہ سورت پوری مکی ہے سوائے ان دو آیات کے وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الخ) اور وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الخ) کیوں کہ یہ دونوں آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں تینتالیس آیات اور آٹھ سو پچپن کلمات اور تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں۔

(۱) یعنی جو کچھ تم کرتے اور کہتے ہو اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔ یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔ یہ سورت (رعد) قرآن کریم کی آیات ہیں اور قرآن کریم جو حکم دیتا ہے یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل سچ ہے لیکن اکثر اہل مکہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور بغیر ستون کے ان کو زمین پر کھڑا کر دیا۔ تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو یا ایسے ستون ہیں جن کو تم نہیں دیکھ رہے ہو اور آسمانوں کے اونچا کرنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ عرش پر تھا اور پھر عرش پر متمکن ہوا یعنی علم وقدرت کے اعتبار سے قریب وبعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں اور چاند وسورج کی روشنی کو انسانوں کے لیے مسخر کر دیا ہر ایک اپنے مدار پر ایک وقت مقررہ میں چلتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کے تمام کاموں کی نگرانی کرتے ہیں وہی تنزیل مصیبت کو بذریعہ فرشتوں کے نازل فرماتا ہے یہ قرآن پاک اوامر ونواہی کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم مرنے کے بعد کی تصدیق کرو۔

(۳) اور اس نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور زمین میں بڑے قائم رہنے والے پہاڑ کو جو کہ زمین کے لیے میخیں ہیں پیدا کیے اور نہریں جاری کیں اور اس میں ہر ایک قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پھل مثلاً کھٹے، میٹھے، سفید، سرخ پیدا کیے، وہ دن کی روشنی سے رات کو رات کی تاریکی سے دن کی روشنی کو چھپا دیتا ہے یا یہ کہ وہ رات کو لے جاتا ہے دن کو لاتا ہے اور دن کو لے جاتا ہے اور رات کو لے آتا ہے۔

ان امور مذکورہ میں نشانیاں اور دلائل ہیں تاکہ ان میں غور کریں۔

(۴) اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں کہ کھاری اور خراب زمین کا حصہ ہے اور اسی کے ساتھ صاف شیریں اور ٹھنڈی زمین کا حصہ ہے کہ یہ حصے ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور مختلف کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ نیچے سے ایک ہی جڑ ہے اور اوپر جا کر دس اور اس سے زیادہ اور کم جڑیں ہو جاتی ہیں اور بعض میں جڑیں جدا جدا نہیں ہوتیں بلکہ ایک ہی جڑ رہتی ہے۔ سب کو بارش یا نہر ہی کا پانی دیا جاتا ہے، اس کے باوجود ہم ایک کو دوسرے پر وزن اور لذت میں فوقیت دیتے ہیں اور ان مزوں اور رنگوں کے اختلافات میں ان حضرات کے لیے دلائل ہیں جو ان تمام چیزوں کی منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۵) اے محمد ﷺ اگر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا مرنے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھیں گے اور ہم میں پھر روح پھونکی جائے گی، یہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ تو ان کافروں کی گردنوں میں بیڑیاں اور طوق باندھے جائیں گے اور یہ بیڑیوں اور طوق والے دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

اور یہ لوگ بھلائی سے پہلے تم سے بُرائی کے جلد خواستگار (یعنی طالب عذاب) ہیں حالانکہ اُن سے پہلے عذاب (واقع) ہو چکے ہیں۔ اور تمہارا پروردگار لوگوں کو باوجود اُن کی بے انصافیوں کے معاف کرنے والا ہے۔ اور بے شک تمہارا پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے (۶)۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اسکے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نازل نہیں ہوئی۔ سو (اے محمد ﷺ) تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لئے رہنما ہوا کرتا ہے (۷)۔ خدا ہی اُس بچے سے واقف ہے جو عورت کے پیٹ میں ہوتا ہے اور پیٹ کے سکڑنے اور بڑھنے سے بھی (واقف ہے) اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ مقرر ہے (۸)۔ وہ دانائے نہاں و آشکار ہے سب سے بزرگ (اور) عالی مرتبہ (۹)۔ کوئی تم سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر۔ یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی میں) کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے (۱۰)۔ اُس کے آگے اور پیچھے خدا کے چوکیدار ہیں۔ جو خدا کے حکم سے اُسکی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔ اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا (۱۱)۔ اور وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے۔ اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے (۱۲)۔ اور رعد اور اُسکے فرشتے سب اُس کے خوف سے اُس کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔ اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ اور وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے (۱۳)۔ سُود مند پکارنا تو اسی کو ہے اور جن کو یہ لوگ اُس کے سوا پکارتے ہیں وہ اُن کی پکار کو کسی طرح قبول نہیں کرتے۔ مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تا کہ (دور ہی سے) اُس کے منہ تک آ پہنچے حالانکہ وہ (اس تک کبھی بھی) نہیں آ سکتا اور (اسی طرح) کافروں کی پکار بے کار ہے (۱۴)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (٦) تا (١٤)

(۶) اے محمد ﷺ یہ لوگ بطور مذاق کے آپ سے عافیت سے قبل نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور آپ سے عافیت کی درخواست نہیں کرتے حالاں کہ ان سے پہلے عقوبات کے واقعات گزر چکے جن کی بنا پر ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے اور آپ کا پروردگار ان مکہ کے کافروں کے شرک کو اگر یہ توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو معاف کردے گا اور جو شرک سے توبہ نہ کرے تو یقیناً آپ کا پروردگار اس کو سخت سزا دے گا۔

(۷) اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکریوں بھی کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں اتارا گیا جیسا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام پر معجزات نازل کیے گئے تھے۔ محمد ﷺ آپ تو صرف عذاب خدا سے ڈرانے والے رسول ہیں اور ہر ایک قوم کے لیے نبی ہوتے چلے آئے۔ یا یہ کہ داعی جوان کو گمراہی سے نجات دے کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہوتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی اور جو کچھ حمل میں نو ماہ کے اندر کمی ہوتی ہے اور جو کچھ نو ماہ سے زیادہ زیادتی ہوتی ہے۔

اور یہ مدت میں زیادتی و کمی اور رحم مادر میں بچہ کا ٹھہرنا اور اس کا نکلنا سب ایک خاص اندازہ سے مقرر ہے۔

(۹) اور وہ تمام ان باتوں کو جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور جو ان کو معلوم ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جاننے والا ہے اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہونے والی ہیں اور شہادۃ سے مراد وہ ہیں جو ہو چکیں اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد رحم مادر میں لڑکے وغیرہ کا وجود اور شہادۃ سے اس کا خروج مراد ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑی اور بلند اور کوئی چیز نہیں۔

(۱۰) تم میں سے کوئی بات یا کوئی کام چپکے سے کرے یا پکار کر کہے سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ سب برابر ہیں اور ایسے ہی جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے وہ سب کو جانتا ہے۔

(۱۱) ہر ایک شخص کی حفاظت کے لیے کچھ فرشتے بھی مقرر ہیں۔ جن کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے آجاتے ہیں اور دن کے چلے جاتے ہیں اور رات کے آجاتے ہیں کہ وہ خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں تقدیر کے مطابق ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی امن اور خوشحالی والی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے جب تک وہ لوگ شکر خداوندی کو ترک کر کے اپنی حالت خود نہیں تبدیل کر دیتے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اور اس کی ہلاکت تجویز کر لیتا ہے تو پھر ان سے فیصلہ خداوندی کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور اللہ کے سوا پھر کوئی ان سے عذاب خداوندی کو ہٹانے والا نہیں اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ ہے۔

(۱۲) اور وہ تمہیں کو بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھاتا ہے کہ بارش سے مسافر کو اپنے ساز و سامان کے بھیگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے اور مقیم کو خواہش و امید ہوتی ہے کہ اس کی کھیتی سیراب ہو جائے اور وہ بادلوں کو بھی جو بارش سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں پیدا کرتا اور ان کو بلند کرتا ہے۔

(۱۳) اور رعد فرشتہ اللہ کے حکم سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور رعد کے معنی آسمانی آواز کے ساتھ بھی کیے گئے ہیں اور دوسرے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور وہ بجلیاں یعنی ان میں آگ بھیجتا ہے، سو جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے سے ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ زید بن قیس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی آگ کے ذریعے ہلاک کیا اور اس کے ساتھی عامر بن طفیل کو ایک گلٹی کے ذریعے

جواس کی کوکھ میں نکلی تھی یعنی طاعون سے ہلاک کردیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے باب میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جھگڑ رہے تھے حالاں کہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

شان نزول: اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ (الخ)

طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ زید بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ میں آئے تو عامر کہنے لگا محمد ﷺ اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھے کیا دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے وہ تمام حقوق حاصل ہو جائیں گے جو اور مسلمانوں کے لیے ہیں اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی جو دوسرے مسلمانوں پر عائد ہیں عامر کہنے لگا کیا آپ اپنے مرنے کے بعد امر نبوت کو میرے لیے نہیں کریں گے، آپ نے ارشاد فرمایا یہ چیز نہ تمہارے لیے ہو سکتی ہے اور نہ تمہاری قوم کے لیے ہو سکتی ہے چنانچہ یہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔

عامر نے زید سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں لگا کر تم سے غافل کردوں گا اور تو (نعوذ باللہ) آپ کو تلوار سے ختم کر دینا، چنانچہ اس مشورہ کے بعد پھر دونوں لوٹ کر آئے، عامر آکر کہنے لگا محمد ﷺ آپ میرے ساتھ کھڑے ہو ں میں آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کے کہنے پر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر اس سے بات چیت کرنا شروع کردی۔

رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو دیکھا پھر آپ وہاں سے لوٹ آئے اور یہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلے جب رقم پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے زید پر بجلی گرا کر اس سے جھلس دیا۔ تب اللہ نے اَللّٰهُ يَعْلَمُ سے شَدِيْدُ الْمِحَالِ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور امام نسائی اور بزار نے حضرت انس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کو رؤساء کفار میں سے ایک سردار کے پاس دعوت توحید کے لیے بھیجا تو وہ بد بخت کہنے لگا کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم مجھ کو دعوت دیتے ہو وہ کس قسم کا ہے نعوذ باللہ، لوہے کا ہے یا پیتل کا یا چاندی کا ہے یا سونے کا، چنانچہ ان صحابی نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر اس کے جواب سے آپ کو مطلع کر دیا، پھر آپ نے ان کو دوبارہ اور تیسری مرتبہ بھیجا، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (الخ) یعنی وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے۔

ادھر زید بن قیس بد بخت نے تلوار سونتی جب اس بد بخت نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو اس کا ہاتھ سوگیا۔

(۱۴) سچا پکارنا یعنی دین حق شہادۃ ان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور یہی سچا پکارنا ہے اسی کے لیے خاص ہے، اللہ کے علاوہ اور

جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار پر ان کو اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے، جتنا کہ پانی اس شخص کو نفع پہنچاتا کہ وہ شخص دور دراز سے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہوتا کہ پانی اس کے منہ میں اڑ کر پہنچ جائے اور اس حالت میں پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا سو جیسا کہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح بتوں کی پوجا بھی اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی اور کافروں کی یہ عبادت محض باطل ہے جس سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ
السجدة ٩ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿١٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ
قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا
وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ
تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ
اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا
يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاۗءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ
مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ڛ فَاَمَّا
الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاۗءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ
فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ۭ
لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ڼ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ
مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ
اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾ۙ
وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ۭ

اور جتنی مخلوقات آسمان اور زمین میں ہیں خوشی سے یا زبردستی سے خدا کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور اُن کے سائے بھی صبح و شام (سجدے کرتے ہیں) (۱۵)۔ ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے) کہہ دو کہ خدا۔ پھر (ان سے) کہو کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے جو (اپنے) نفع و نقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں یا اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتا ہے بھلا ان لوگوں نے جن کو خدا کا شریک مقرر کیا ہے کیا اُنہوں نے خدا کی سی مخلوقات پیدا کی ہے۔ جس کے سبب ان کو مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہیں۔ کہہ دو کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے (۱۶)۔ اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آ گیا۔ اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ سو جھاگ تو سُوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے۔ اس طرح خدا (صحیح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو) (۱۷)۔ جن لوگوں نے خدا کے حکم کو قبول کیا ان کی حالت بہتر ہو گی۔ اور جنہوں نے اُس کو قبول نہ کیا اگر روئے زمین کے سب خزانے اُن کے اختیار میں ہوں تو وہ سب کے سب اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور (نجات کے) بدلے میں صرف کر ڈالیں (مگر نجات کہاں)؟ ایسے لوگوں کا حساب بھی بُرا ہو گا اور اُن کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۸)۔ بھلا جو شخص یہ جانتا ہو کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے کیا وہ اُس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو عقلمند ہیں (۱۹)۔ جو خدا کے عہد کو پُورا کرتے

ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے (۲۰)۔ اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اُن کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور بُرے حساب سے خوف رکھتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۱۵) تا (۲۱)

(۱۵) اور اللّٰہ ہی کے سامنے سب سر جھکائے ہوئے ہیں کہ اس کی عبادت اور نماز میں مصروف ہیں جو کہ آسمانوں میں فرشتے اور زمین میں مومن لوگ ہیں، آسمان والے خوشی سے جھکائے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کو عبادت میں ناگواری نہیں ہوتی اور زمین والے مجبوراً جھکائے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کو عبادت میں ناگواری ہوتی ہے یا یہ کہ مخلصین خوشی سے اور منافقین مجبوری سے جھکائے ہوئے ہیں۔ اور اہل زمین سے جو لوگ سر جھکائے ہوئے ہیں۔ ان کے سائے بھی صبح و شام سرخم کیے ہوئے ہیں کہ صبح کو دائیں جانب اور شام کو بائیں جانب۔

(۱۶) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ سو اگر وہ جواب میں اللّٰہ کہہ دیں تو ٹھیک ورنہ آپ ہی فرما دیجیے کہ اللّٰہ خالق ہے پھر یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے اللّٰہ کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے پر طاقت نہیں رکھتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے کیا کافر اور مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا کہیں کفر و ایمان میں برابری ہو سکتی ہے یا انھوں نے اللّٰہ کے ایسے بتوں کو شریک قرار دے رکھا ہے کہ انھوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو اس واسطے ان کو تمام مخلوق ایک سی معلوم ہوئی جس کی وجہ سے ان کو مخلوقات خداوندی اور اپنے بتوں کی پیدا کردہ چیز میں امتیاز باقی نہ رہا ہو تو آپ اس کے متعلق فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں اور وہ واحد ہے اور اپنی تمام مخلوق پر غالب ہے۔

(۱۷) اب اللّٰہ تعالیٰ حق و باطل کے امتیاز کو ایک مثال سے سمجھاتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم اتارا اور اس قرآن پاک میں حق اور باطل کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا تو روشن دلوں نے اپنی وسعت اور اپنے نور کے اعتبار سے قرآن حکیم کو اپنے سینوں میں جگہ دے لی اور اندھیرے والے دل اپنی باطل خواہشوں کے پیرو کار ہوئے۔

اور اس پانی کی طرح اللہ تعالیٰ دوسری مثال بیان فرماتے کہ سونے اور چاندی کو جس وقت آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں تو دریائی جھاگوں کے اوپر جو میل کچیل اوپر آجاتا ہے، اسی طرح اس میں بھی آجاتا ہے تو حق سونے اور چاندی کی طرح ہے کہ جیسے سونے چاندی کو نفع حاصل کرنے اور زیور بنانے کے لیے تپاتے ہیں اسی طرح حق سے

صاحب حق نفع حاصل کرتا ہے اور باطل سونے چاندی کے میل کچیل کی طرح ہے جیسا کہ وہ کسی کام میں نہیں آتا، اسی طرح باطل سے بھی اہل باطل نفع نہیں حاصل کر سکتے۔

اور اسی طرح لوہے اور پیتل میں بھی تپانے سے میل اوپر آجاتا ہے تو حق لوہے اور پیتل کی طرح ہے جیسا کہ یہ چیزیں کام میں آتی ہیں اسی طرح حق سے بھی نفع پہنچتا ہے اور جیسا کہ ان کا میل کچیل کسی کام کا نہیں ہوتا، اسی طرح باطل سے بھی کسی قسم کا کوئی نفع نہیں ملتا تو میل کچیل پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل بھی کارآمد نہیں اور نفع کی چیزیں وہ خالص پانی، سونا، چاندی اور لوہا، پیتل ہے کہ دنیا میں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے ایسے ہی حق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتے ہیں۔

(۱۸) یعنی جو دنیا میں توحید کے قائل ہوگئے ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو توحید خداوندی کے قائل نہیں ہوئے تو ان کے پاس اگر تمام دنیا کی دولت ہو بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو یہ سب کا سب اپنی جانوں کی رہائی کے لیے دے ڈالیں تب بھی ان لوگوں پر سخت عذاب ہوگا اور ان کے لوٹنے کی جگہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا اور لوٹنے کا برا مقام ہے۔

(۱۹) جو شخص قرآن کریم کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہو تو کیا یہ مومن کافر کی طرح ہوسکتا ہے، سو قرآن کریم سے نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔

(۲۰۔۲۱) اور یہ حضرات فرائض خداوندی کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہیں اور کبھی فرائض خداوندی کی ادائیگی کو ترک نہیں کرتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں یا رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے پر قائم رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور عذاب کی سختی سے ڈرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

اور جو پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے بُرائی کو دُور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے عاقبت کا گھر ہے (۲۲)۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہونگے وہ بھی (بہشت میں جائیں گے) اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے (۲۳)۔ (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے۔ اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے (۲۴)۔ اور جو لوگ خدا سے عہد واثق کر کے اُس کو توڑ ڈالتے ہیں اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اُن کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسوں پر لعنت ہے اور اُن کے لئے گھر بھی بُرا ہے (۲۵)۔ خدا جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کا چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اور کافر لوگ دُنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں۔ اور دُنیا کی زندگی آخرت (کے مقابلے) میں بہت تھوڑا فائدہ ہے (۲۶)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی کہہ دو کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو (اس کی طرف) رجوع ہوتا ہے اس کو اپنی طرف کا رستہ دکھاتا ہے (۲۷)۔ (یعنی) جو لوگ ایمان لاتے اور جن کے دل یادِ خدا سے آرام پاتے ہیں (اُن کو) اور سُن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں (۲۸)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اُن کے لئے خوش حالی عمدہ ٹھکانہ ہے (۲۹)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۲۲) تا (۲۹)

(۲۲) اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے خواہش مند رہ کر اس کے احکامات پر پوری طرح قائم رہتے ہیں اور پانچوں نمازوں کے پابند رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے چھپ کر بھی اور لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے بھی صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی ان کے ساتھ برائی کرتا ہے تو اچھی بات اور حسن سلوک سے اس کو ٹال دیتے ہیں، مذکورہ صفات والے حضرات کے لیے جنت ہے اور ان حضرات کو کون سی جنت ملے گی اب اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۲۳-۲۴) کہ وہ جنت عدن ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا مقام ہے اور وہی انبیاء کرام صدیقین اور شہداء و صالحین کا ٹھکانہ ہے اور ان کے ماں، باپ، بیویاں اور اولاد جو مومن اور وحدانیت کے قائل ہوں گے اور اس

جنت میں داخل ہونے کے لائق ہوں گے وہ اسی جنت میں داخل ہوں گے۔

اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کے چار ہزار دروازے ہوں گے اور ہر ایک دروازے میں چوکھٹ ہوگا ان کے پاس ہر ایک دروازے سے فرشتے آئیں گے اور کہیں گے کہ تم ہر ایک مصیبت سے بچے رہو گے اور جنت اس صلہ میں ملی ہے کہ تم احکام خداوندی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو جنت تمہارے لیے بہت اچھا انعام ہے۔

(۲۵) اور جو لوگ فرائض خداوندی کو ان کی تاکید اور پختگی کے بعد چھوڑتے ہیں اور صلہ رحمی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے کو ترک کرتے اور کفر و شرک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوگا اور آخرت میں بھی جہنم میں جائیں گے۔

(۲۶) اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے دنیا میں مال کی وسعت و فراخی کر دیتا ہے اور یہ اس کی طرف تدبیر اور جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور یہ اس کی جانب سے ایک قسم کی مہلت ہے، حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کی بھلائی اور درستگی وسعت و فراخی میں ہے اگر وہ اس فراخی کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لیے بدترین چیز ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت سے بندوں کی درستگی تنگی ہی میں ہو سکتی ہے اگر وہ اس کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لیے بہت بدترین بات ہو جائے۔

اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر اترانے لگے اور دنیاوی زندگی میں جو بھی عیش و عشرت ہے یہ آخرت کی نعمتوں کے بقاء کے مقابلہ میں سوائے تھوڑی سی پونجی کے اور کچھ نہیں جیسا کہ گھر کا ساز و سامان۔

(۲۷) اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکریوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر ان کی نبوت کی تصدیق کے لیے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا جیسا کہ سابقہ رسولوں پر معجزات نازل کیے گئے۔

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اپنے دین سے بے پرواہ کر دیں جو اسی چیز کا مستحق ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا سے اپنے دین کی ہدایت کر دیتے ہیں۔

(۲۸) مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور قرآن کریم اور حلف باللہ سے ان کے دلوں کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے اچھی طرح جان لو کہ قرآن کریم سے دل کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(۲۹) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کو بجا لائے ایسے حضرات قابل رشک ہیں اور کہا گیا ہے کہ طوبیٰ نام کا جنت میں ایک درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے اور اس کے پتے ریشمیں جوڑے ہیں اور اس پر ہر رنگ کے پھل ہیں اور اس کی شاخیں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں اس کے نیچے مشک، زعفران اور عنبر کے ٹیلے ہیں اور ایسے حضرات ہی جنت میں جائیں گے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ
اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ
يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ
مَتَابِ ۝۳۰ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ
اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔـسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ
بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۳۱ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۲ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ
عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــــُٔـوْنَهٗ
بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۳
لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝۳۵ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ
بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ
اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝۳۶ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ
اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝۳۷

(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو اس اُمت میں جس سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں، بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سُنا دو۔ اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اُس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۳۰)۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اُس کی تاثیر) سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مُردوں سے کلام کر سکتے (تو یہی قرآن ان اوصاف سے متصف ہوتا مگر) بات یہ ہے کہ سب باتیں خدا کے اختیار میں ہیں تو کیا مومنوں کو اس سے اطمینان نہیں ہوا کہ اگر خدا چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کے رستے پر چلا دیتا۔ اور کافروں پر ہمیشہ اُنکے اعمال کے بدلے بلا آتی رہے گی۔ یا اُن کے مکانات کے قریب نازل ہوتی رہے گی۔ یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آ پہنچے۔ بے شک خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے (۳۱)۔ اور تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں تو ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) ہمارا عذاب کیسا تھا (۳۲)۔ تو کیا جو (خدا) ہر متنفس کے اعمال کا نگران (ونگہبان) ہے (وہ بتوں کی طرح بے علم و بے خبر ہو سکتا ہے) اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کر رکھے ہیں۔ ان سے کہو کہ (ذرا) ان کے نام تو لو۔ کیا تم اسے ایسی چیزیں بتاتے ہو جس کو وہ زمین میں (کہیں بھی) معلوم نہیں کرتا یا (محض) ظاہری (باطل اور جھوٹی) بات کی (تقلید کرتے ہو) اصل یہ ہے کہ کافروں کو اُن کے فریب خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور وہ (ہدایت کے) رستے سے روک لیے گئے ہیں۔ اور جسے خدا گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں (۳۳)۔ ان کو دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور اُن کو خدا (کے عذاب) سے کوئی بھی بچانے والا نہیں (۳۴)۔ جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اُس کے اوصاف یہ ہیں کہ اُس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اُس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اُس کے سائے بھی۔ یہ اُن لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (۳۵)۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اُس (کتاب) سے جو تم پر نازل ہوئی ہے خوش ہوتے ہیں اور بعض فرقے اس کی بعض باتیں نہیں بھی مانتے۔ کہہ دو کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ خدا ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ بناؤں۔ میں اُسی کی طرف بُلاتا ہوں اور اُسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے (۳۶)۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔ اور اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد اُن لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے گئے تو خدا کے سامنے نہ کوئی تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا (۳۷)

تفسیر سورة الرعد آیات (۳۰) تا (۳۷)

(۳۰) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور امتیں گزر چکی ہیں۔آپ ان کو وہ قرآن حکیم پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ (جو رحمٰن کے ساتھ مشہور ہے) کسی اور رحمٰن کو نہیں جانتے۔

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ رحمٰن تو میرا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اس پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا اور آخرت میں اسی کے پاس مجھے جانا ہے۔

(۳۱) اگلی آیت عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان لوگوں نے اپنے باہم مشورہ سے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنے قرآن کی طاقت سے دور کر دو اور اس مقام پر پانی کے چشمے پیدا کر دو جیسا کہ تم کہتے ہو کہ داؤد علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ نرم کر دیا گیا تھا اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت سلیمانؑ کے لیے ہوا مسخر تھی، اسی طریقہ سے ہمارے لیے بھی ہوا کو مسخر کر دو کہ ہم اس پر سوار ہو کر ملک شام چلے جایا کریں اور پھر آجایا کریں اور جیسا کہ آپ کے حضرت عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، آپ بھی ہمارے مردوں کو زندہ کر دو، سو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر محمد ﷺ کے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعے سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جاتے تو اس کے ذریعے سے زمین جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعے سے مردہ زندہ کر دیے جاتے تو رسول اکرم ﷺ کے قرآن کے ذریعے سے ہوتیں بلکہ ان تمام چیزوں کے کرنے کا سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے۔

پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے تھے ان کے دل کو یہ بات نہ لگی کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام انسانوں کو اپنے دین سے سرفراز فرما دیتا، آسمانی کتب اور رسولوں کے منکر یعنی کفار مکہ تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کفر کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ حملہ آوری یا بجلی وغیرہ ان پر یا ان کے ساتھیوں پر ان کے شہر مکہ کے قریب عسفان تک نازل ہوتا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ اسی حالت میں مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے یعنی مکہ مکرمہ فتح ہوگا یا یہ کہ قیامت قائم ہوگی۔

شان نزول: وَلَوۡ اَنَّ قُرۡاٰنًا سُيِّرَتۡ (الخ)

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو ہمارے پہلے بوڑھے جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے دکھلاؤ تاکہ ہم ان سے بات چیت کریں اور ہم سے ان پہاڑوں یعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو جو ہم سے بالکل ملے ہوئے دور کر دو۔اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے عطیہ عوفی سے روایت کیا ہے کہ کفار نے نبی اکرم ﷺ سے کہا، کاش آپ ہمارے لیے مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے تاکہ ہم پر زمین وسیع ہو جاتی اور ہم اس میں کھیتی وغیرہ کرتے جیسا کہ سلیمان علیہ السلام اپنی قوم کے لیے زمین کو ہوا کے ذریعے کاٹ کر دیتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے لیے زمین کو کاٹ دیجیے یا ہمارے مردوں کو زندہ کر دیجیے جیسا کہ حضرت عیسیٰ اپنی قوم کے لیے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(۳۲) اور جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کے ساتھ مذاق کرتی ہے، اسی طرح بہت سے رسولوں کے ساتھ ان کی قوم نے مذاق کیا تو پھر اس مذاق کے بعد میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا، پھر میں نے ان پر عذاب نازل کیا تو سمجھنے کی بات ہے کہ کیسا سخت میں نے ان پر عذاب نازل کیا۔

(۳۳) تو کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ جو کہ ہر ایک نفس کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک کی نیکی بدی روزی اور تنگی تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبود جن کی یہ اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے ہیں، اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ اگر یہ شرکاء بالفرض اللہ کے ساتھ شریک ہیں تو ان کے نفع پہنچانے اور ان کی کارگزاریاں تو گناؤ، کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع و نقصان کا مالک ہے یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر ان کی پوجا کرتے ہو، بلکہ ان کافروں کو اپنے اقوال و افعال مرغوب معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ دین حق سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔

(۳۴) یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے کئی گنا سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جا کر پناہ حاصل کریں۔

(۳۵) اور جس جنت کا کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اس کا پھل ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے ہی اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا جنت تو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے ہوگی اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

(۳۶) یعنی جن لوگوں کو ہم نے توریت کا علم عطا کیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ رحمان (اللہ تعالیٰ) کے اس ذکر سے جو آپ پر نازل کیا گیا خوش ہوتے ہیں۔

اوران یہود ہی میں بعض ایسے ہیں کہ سورۂ یوسف اور رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کے ذکر کے علاوہ بعض قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں یا یہ کہ کفار مکہ وغیرہ میں سے بعض گروہ قرآن کریم کے اس حصے کا انکار کرتے ہیں جس میں رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کا ذکر ہے۔

اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں اور مخلوق کو میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور آخرت میں مجھے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

(۳۷) اور اسی طرح ہم نے قرآن حکیم کو جبریل امین کے ذریعے اس طرح نازل کیا ہے کہ وہ پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے، عربی زبان میں اور بالفرض اگر آپ ان کے دین اور ان کے قبلہ کی پیروی کرنے لگیں جبکہ آپ کے پاس دین ابراہیمی اور قبلہ ابراہیمی کا کھلا بیان پہنچ چکا ہے تو عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار آپ کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ کوئی اس عذاب کو آپ سے روکنے والا ہوگا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور اُن کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ ہر (حکم) قضاء (کتاب میں) مرقوم ہے (۳۸)۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے اور اُسی کے پاس اصل کتاب ہے (۳۹)۔ اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان سے وعدہ کرتے ہیں تمہیں دکھائیں (یعنی تمہارے روبرو ان پر نازل کریں) یا تمہاری مدت حیات پوری کر دیں (یعنی تمہارے انتقال کے بعد عذاب بھیجیں) تو تمہارا کام (ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے (۴۰)۔ کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور خدا (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اُس کے حکم کا رد کرنے والا نہیں۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے (۴۱)۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی (بہتری) چالیں چلتے رہے ہیں سو چال تو سب اللہ ہی کی ہے۔ ہر متنفس جو کچھ کر رہا ہے وہ اُسے جانتا ہے۔ اور کافر جلد معلوم کریں گے کہ عاقبت کا گھر (یعنی انجام محمود) کس کے لیے ہے (۴۲)۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم خدا کے رسول نہیں ہو۔ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے گواہ کافی ہے (۴۳)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۳۸) تا (۴۳)

(۳۸) اور جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اور بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں بھی

دیں جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو اور آپ کی اولاد سے زیادہ اولاد بھی دی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ آیت مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نبوت ان کو شادیاں کرنے میں مشغول نہ کرتی (تو اس کا جواب دیا کہ شادی کرنا نبوت کے خلاف نہیں بلکہ عین موافق ہے۔ مترجم)۔ کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ ایک دلیل بھی خدا کے حکم کے بغیر لا سکے۔

(۳۹) اور ہر کتاب پر عمل کرنے کا اس کے ہاں ایک خاص وقت مقرر ہے اور فرشتوں کی عدالت میں سے جن باتوں پر ثواب و عذاب کچھ نہیں ہوتا، ان کو مٹا دیتے ہیں اور جن پر ثواب و عذاب ہوتا ہے ان کو باقی رہنے دیتے ہیں اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ ان ہی کے پاس ہے کہ جس میں زیادتی اور کمی کچھ نہیں ہوتی۔

(۴۰) اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں اگر کچھ ہم آپ کی زندگی میں دکھا دیں یا اس عذاب کے دکھانے سے پہلے ہم آپ کو وفات دے دیں تو کسی بھی صورت میں آپ فکر نہ کریں کیوں کہ آپ کے ذمہ تو صرف احکام الٰہی کا پہنچا دینا ہے اور ثواب و عذاب دینا تو ہمارا کام ہے۔

(۴۱) کیا مکہ والے اس چیز کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے لیے ان کی زمین کو چاروں طرف سے فتح کرتے جا رہے ہیں یا یہ کہ ہر طرف سے کمی سے مراد علماء کا اٹھ جانا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ ہی شہروں کی فتوحات اور علمائے کرام کے انتقال کرنے کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور وہ ان پر سخت قسم کا عذاب نازل کرنے والا ہے یا یہ کہ جس وقت وہ ان سے حساب لینا شروع کرے گا تو اس کا حساب بڑا جلدی ہوگا۔

(۴۲) اور ان کفار مکہ سے پہلے بھی اور لوگوں نے تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود وغیرہ اور اس کے ساتھی تو کچھ بھی نہ ہوا کیوں کہ ان سب کی تدابیر کی سزا اللّٰہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے، نیک و بد جو نیکی اور برائی کرتا ہے اللّٰہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر رہتی ہے اور اسی طرح ان یہودیوں اور تمام کفار کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ نیک انجام یعنی جنت اور فتح بدر اور فتح مکہ کس کے حصہ میں ہے۔

(۴۳) اور یہود وغیرہ یوں کہہ رہے ہیں کہ محمد ﷺ آپ اللّٰہ تعالیٰ کے رسول نہیں ورنہ ہمارے پاس اپنی نبوت کے لیے کوئی گواہ لے کر آؤ، اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ اور جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے یعنی حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ میری رسالت اور اس قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے کے لیے کافی گواہ ہیں۔

اور یا یہ کہ عبداللّٰہ بن سلام کے علاوہ اس سے آصف بن برخیا مراد ہیں کیوں کہ جس کے پاس اللّٰہ کی طرف سے کتاب آسمانی کا علم ہوگا تو یقینی طور پر اس میں قرآن کریم کا ذکر اور بیان ہوگا۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿١﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ
عَذَابٍ شَدِيْدِۨ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ
بَعِيْدٍ ﴿٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ
فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤﴾
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٥﴾
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ
اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ
وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ
بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٦﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ ع
لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ
مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ
اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٨﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڛ لَا م
يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا
اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٩﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ ع
اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ
لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ
قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٠﴾

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرا (یہ) ایک (پُرنور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (خدا) کے رستے کی طرف (۱)۔ وہ خدا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ اور کافروں کے لئے عذاب سخت (کی وجہ) سے خرابی ہے (۲)۔ جو آخرت کی نسبت دُنیا کو پسند کرتے اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔ یہ لوگ پرلے سرے کی گمراہی میں ہیں (۳)۔ اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکامِ خدا) کھول کھول کر بتادے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۴)۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاؤ۔ اور اُن کو خدا کے دن یاد دلاؤ۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو صابر وشاکر ہیں (قدرتِ خدا) نشانیاں ہیں (۵)۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ خدا نے جو تم پر مہربانیاں کی ہیں اُن کو یاد کرو جب کہ تم کو فرعون کی قوم (کے ہاتھ) سے مخلصی دی۔ وہ لوگ تمہیں بُرے عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور عورت ذات یعنی تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی (۶)۔ اور جب تمہارے پروردگار نے (تم کو) آگاہ کیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بھی) سخت ہے (۷)۔ اور موسیٰؑ نے (صاف صاف) کہہ دیا کہ اگر تم اور جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی بے نیاز (اور) قابلِ تعریف ہے (۸)۔ بھلا تم کو اُن لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو اُن کے بعد تھے۔ جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

(جب) ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو اُنہوں نے اپنے ہاتھ اُن کے مُونہوں پر رکھ دیے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں (۹)۔ اُن کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) خدا (کے بارے) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور (فائدہ پہنچانے کے لیے) ایک مدت مقرر تک تم کو مہلت دے۔ وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ تمہارا یہ منشاء ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پُوجتے رہے ہیں ان (کے پوجنے) سے ہم کو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ) (۱۰)

تفسیر سورۃ ابراھیم آیات (۱) تا (۱۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون آیات اور آٹھ سو اکتیس کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں۔

(۱) الٓرٰ۔ یعنی میں اللہ ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ ایک کتاب ہے جس کو جبریل امین کے ذریعے ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اپنے پروردگار کے حکم سے کفر سے ایمان کی طرف لائیں اور اس اللہ کے دین کی طرف دعوت دیں جو ایمان نہ لانے والوں کو سزا دینے پر قادر ہے۔

(۲) تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اسی کی ملکیت ہیں اور ان کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی بڑا سخت عذاب ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) اور لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور اس میں خمیدگی کے متلاشی رہتے ہیں یہ کفار حق اور ہدایت سے دُور اور کھلی گمراہی میں ہیں۔

(۴) اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان ہی کی زبان میں ان سے احکام الٰہی کو بیان کر دیں یا یہ کہ ایسی زبان میں جس کے سیکھنے پر وہ قادر ہوں پھر جو گمراہی کا مستحق ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کر دیتے ہیں اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین کی ہدایت دیتے ہیں اور وہی اپنے ملک اور سلطنت میں جو ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب ہے اور اپنے حکم اور فیصلہ میں اور گمراہ کرنے اور ہدایت عطا کرنے میں حکمت والا ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات دے کر بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کو کفر سے ایمان کی طرف بلائیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات یعنی اللہ کا عذاب اور اللہ کی رحمت یاد دلائیں بے شک ان مذکورہ باتوں میں اطاعت پر قائم رہنے والے اور نعمت پر شکر کرنے والے کے لیے عبرتیں ہیں۔

(۶) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر کیا گیا انعام یاد کرو جب کہ اس نے تمہیں فرعون اور اس کی قبطی قوم سے نجات دی جو تمہیں سخت ترین عذاب دیا کرتے تھے اور تمہارے چھوٹے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو خدمت لینے کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے اور بچوں کے ذبح ہونے اور عورتوں سے خدمت لینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تھا یا یہ کہ اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نجات دی اور یہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی نعمت ہے۔

(۷) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا اور کتاب میں تمہیں کو اس بات سے باخبر کر دیا کہ اگر تم توفیق، عصمت، کرامت اور نعمت پر شکر ادا کرو گے، تو اور زیادہ توفیق، عصمت، نعمت اور کرامت دوں گا اور اگر میری یا میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو ناشکری کرنے والے پر میرا عذاب بہت سخت ہے۔

(۸) اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے سب انسان ناشکری کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے اور وہ موحدین کے لیے اپنی حد ذات میں قابل تعریف صفات والے ہیں۔

(۹) کفار مکہ کیا تم لوگوں کو قوم نوح، قوم ہود اور قوم صالح اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی خبر نہیں پہنچی کہ تکذیب کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جن کی تفصیلی طور پر تعداد اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبران کے پاس اوامر ونواہی اور معجزات لے کر آئے تو ان کفار نے جو احکام انبیاء کرام لے کر آئے تھے ان کو رد کر دیا یا یہ کہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے سامنے کر دیے اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ ورنہ ہم خاموش کر دیں گے اور رسولوں سے کہنے لگے کہ جو کتاب اور توحید دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس کتاب اور توحید کی طرف تم بلا رہے ہو، ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں۔

(۱۰) ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک وشبہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے وہی تمہیں توبہ کی طرف بلاتا ہے تاکہ توبہ اور توحید کے ذریعے تمہارے زمانہ کفر کے گناہ معاف کر دے اور تمہاری عمر کی معین مدت تک تمہیں بغیر عذاب کی زندگی دے، وہ بولے تم پیغمبر نہیں بلکہ ہمارے جیسے ایک عام آدمی ہو، تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جن بتوں کی عبادت کرتے تھے، ہمیں ان سے روک دو تو کوئی کتاب اور صاف معجزہ دکھاؤ۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ
بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝
وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى
ع مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا
وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ
صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ مَثَلُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ
عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
الْبَعِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ
يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝
وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا
كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ
شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ
ع صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝

پیغمبروں نے اُن سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے۔ اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم کے بغیر تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں۔ اور خدا ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۱)۔ اور ہم کیونکر خدا پر بھروسا نہ رکھیں حالانکہ اُس نے ہم کو ہمارے (دین کے سیدھے) رستے بتائے ہیں اور جو تکلیفیں تم ہم کو دیتے ہو اس پر صبر کریں گے۔ اور اہلِ توکل کو خدا ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے (۱۲)۔ اور جو کافر تھے انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ (یا تو) ہم تم کو اپنے ملک سے باہر نکال دیں گے یا ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ تو پروردگار نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے (۱۳)۔ اور اُن کے بعد تم کو اس زمین میں آباد کریں گے۔ یہ اُس شخص کے لئے ہے جو (قیامت کے روز) میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کرے (۱۴)۔ اور پیغمبروں (نے خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا (۱۵)۔ اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اُسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا (۱۶)۔ وہ اُس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا اور گلے سے نہیں اُتار سکے گا اور ہر طرف سے اُسے موت آ رہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا (۱۷)۔ جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا اُن کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے (اور) اُسے اُڑا لے جائے۔ (اسی طرح) جو کام وہ کرتے رہے اُن پر اُن کو کچھ دسترس نہ ہوگی۔ یہی تو پرلے سرے کی گمراہی ہے (۱۸)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے (۱۹)۔ اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں (۲۰)۔ اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ضعیف (العقل تبع اپنے رؤسائے) متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے۔ کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ اب ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لیے نہیں ہے (۲۱)۔

تفسیر سورۃ ابراھیم آیات (۱۱) تا (۲۱)

(۱۱) ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی طرح پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرما دے۔

اور یہ بات ہمارے بس کی نہیں کہ ہم تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق کوئی کتاب اور معجزہ دکھا سکیں، بغیر اللہ کے حکم کے۔ ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے تو ان لوگوں نے رسولوں سے کہا، سو تم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو تا کہ جو تمہارے ساتھ کیا جائے گا اس کو دیکھ لو۔

(۱۲) رسولوں نے کہا ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون سا امر باعث ہو سکتا ہے حالاں کہ اس نے ہمیں نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا اور اطاعت خداوندی پر جو تم نے ہمیں کو اذیت پہنچائی، اس پر بھی صبر کرتے ہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

(۱۳) اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنے شہر سے نکال دیں گے یا یہ ہے کہ تم ہمارے مذہب میں پھر داخل ہو جاؤ سو ان رسولوں پر ان کے پروردگار نے وحی نازل فرمائی کہ صبر کرو ہم ان سب کفار کو ہلاک کر دیں گے۔

(۱۴) اور ان کی ہلاکت کے بعد تمہیں ان کی سرزمین اور ان کے شہروں میں آباد رکھیں گے اور یہ وعدہ سکونت ہر اس شخص کے لیے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے ڈرے۔

(۱۵) اور ہر ایک قوم اپنے نبی کے خلاف مدد چاہنے لگی اور جتنے متکبر، سرکش اور حق و ہدایت سے گمراہ لوگ تھے، وہ سب کے سب مدد چاہنے کے وقت بے مراد ہوئے۔

(۱۶-۱۷) اور مرنے کے بعد ان سرکشوں کے سامنے دوزخ ہے اور وہاں جو ان کے کھالوں سے لہو اور پیپ نکلے گا وہ ان کو پینے کے لیے دیا جائے گا جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پئیں گے اور وہ گلے سے آسانی کے ساتھ نہیں اترے گا اور ہر ایک بال کی جڑ سے موت کے غم و تکلیف کی آمد ہوگی یا یہ کہ ہر ایک گوشہ سے اس کو آگ پکڑے گی اور وہ اس عذاب سے کسی طرح مرے گا نہیں بلکہ اس لہو، پیپ وغیرہ کے عذاب کے بعد اس سے زیادہ سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا۔

(۱۸) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے اعمال کی مثال یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے، ان لوگوں نے حالت کفر میں جو اچھے کام کیے تھے، اس کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے، جیسا کہ جب راکھ کو ہوا اڑا کر لے جائے، اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پا سکتے۔ یہ کفر اور غیر اللہ کے لیے اعمال کرنا یہ حق اور ہدایت سے دور دراز کی گمراہی ہے۔

(۱۹-۲۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں (یہاں مخاطب اپنے نبی کو کیا ہے مگر مقصود آپ کی قوم ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اظہار حق اور باطل یا یہ کہ زوال وفناء کے لیے پیدا کیا ہے مکہ والو اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے یا موت دے دے اور ایک دوسری مخلوق پیدا کر دے جو تم سے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کی تم سے زیادہ فرمانبردار ہو اور یہ کرنا اللہ کے لئے بالکل مشکل نہیں اور بڑے درجے اور اچھے درجے کے لوگ سب اللہ کے حکم سے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے تو چھوٹے درجے کے لوگ بڑے درجے کے کافروں سے کہیں گے، ہم تو تمہارے احکامات میں تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو تو یہ سردار کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی راہ دکھلاتا تو ہم تمہیں کو بھی اس کے دین کا راستہ بتاتے اب تو عذاب ہم پر لازم ہے خواہ ہم پریشان ہوں اور خواہ ضبط کریں اب ہمارے لیے کوئی فریاد کی جگہ اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۫ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ ع
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

جب (حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا۔ تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو۔ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک جو ظالم ہیں اُن کے لئے درد دینے والا عذاب ہے (۲۲) اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے وہ بہشتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ وہاں اُن کو صاحب سلامت سلام ہوگا (۲۳)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط (یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں (۲۴)۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا (اور میوے دیتا) ہو۔ اور خدا لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۲۵)۔ اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند) زمین کے اُوپر ہی سے اُکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ اُس کو ذرا بھی قرار (وثبات) نہیں (۲۶)۔ خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دُنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور خدا بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۷)۔ کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتارا (۲۸)۔ (وہ گھر) دوزخ ہے (سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے (۲۹)۔ اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کیے کہ (لوگوں کو) اُس کے رستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدے اُٹھا لو آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۰)۔ (اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اُس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں (۳۱)

تفسیر سورۃ ابراھیم آیات (۲۲) تا (۳۱)

(۲۲) جب اہل جنت، جنت میں اور دوزخی، دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے تو شیطان دوزخ میں دوزخیوں

سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب، کتاب پل صراط میزان اعمال کے سچے وعدے کیے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کیے تھے کہ جنت دوزخ حساب، کتاب، بعث بعد الموت، پل صراط، میزان اعمال کچھ نہیں ہوگا اور میرے ان جھوٹے وعدوں پر دلائل قطعیہ قائم تھے اور میری تم پر کوئی حجت اور قدرت کا زور تو چلتا نہیں تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں اپنی اطاعت کی طرف بلایا تم نے میری اطاعت کو قبول کرلیا۔

سو تم ساری ملامت مجھ پر مت کرو کہ میں نے تمہیں اپنی طرف بلایا بلکہ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو کیوں کہ تم نے میری بات پر عمل کیا۔ نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تمہیں دوزخ سے بچانے والا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو اور نہ مجھ کو دوزخ سے بچانے والے ہو۔ میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے اللہ کا شریک قرار دیتے تھے اور اس دن سے قبل دنیا میں جو تم نے دین اختیار کیا تھا اور میری بات مانی تھی، میں ان سب باتوں سے اور تم سے بھی بیزار ہوں۔ یقیناً کافروں کو ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت پوری طرح ان کے دلوں تک اتر جائے گی۔

(۲۳) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کو پوری طرح بجالائے ان کو ایسے باغوں میں داخل کیا جائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اور وہ جنت میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

(۲۴۔۲۵) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی کیسی اچھی مثال بیان فرمائی کہ مومن مشابہ ہے کھجور کے درخت کے جس کی جڑ خوب گہری ہوئی ہو، اسی طرح سچے مومن کا دل کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر خوب قائم رہتا ہے اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہوں، ایسے ہی سچے مومن کا عمل قبول ہوتا ہے اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے اسی طرح سچے مومن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بھلائی کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے نفع اور تعریف میں یہ لفظ کلمہ طیبہ کی صفت ہے جیسا کہ کھجور کا پاکیزہ درخت اس کا پھل بھی پاکیزہ ہے، اسی طرح مومن کی حالت ہے۔

غرض کہ کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، سو اسی طرح مومن حجت و برہان کے ساتھ قائم ہے اور جیسا کہ کھجور کی شاخیں آسمان کی طرف بلند رہتی ہیں، اسی طرح سچے مومن کا عمل آسمان کی طرف چڑھتا رہتا ہے اور جیسا کہ کھجور کا درخت ہر چھ ماہ پر اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا ہے، اسی طرح مومن مخلص اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اطاعت اور بھلائی کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی مثال

لوگوں کو کلمہ توحید کے اوصاف بتانے کے لیے اس لیے بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور توحید خداوندی کے قائل ہوں۔

(۲۶) اور ناپاک کلمہ یعنی کفر و شرک کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک خبیث درخت ہو اس سے مراد حنظل ہے جس میں نہ کسی قسم کا نفع ہے اور نہ مٹھاس، اسی طرح شرک میں بھی نہ نفع ہے اور نہ مٹھاس اور جیسا کہ شرک مذموم ہے کسی بھی تعریف کے لائق نہیں، اسی طرح مشرک بھی مذموم ہے، وہ بھی کسی تعریف کے قابل نہیں، اس درخت کو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اور اس کو زمین میں ثبات نہ ہو، اسی طرح مشرک کے استحکام کے لیے کوئی حجت نہیں ہوتی اور نہ شرک کی حالت میں کوئی عمل قبول ہوتا ہے، جس طرح کہ حنظل کے درخت کے ثبات اور قرار کے لیے کوئی جڑ وغیرہ نہیں ہوتی۔

(۲۷) جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے یا یہ کہ ان حضرات کو جو میثاق کے دن طیب خاطر سے ایمان لائے اور وہی لوگ اصحاب ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی برکت سے دنیا میں بھی مضبوط رکھتا ہے کہ وہ اس سے رجوع نہیں کرتے اور قبر میں بھی منکر نکیر کے سوال کے وقت انھیں ثابت قدم رکھتا ہے۔

اور ان مشرکین کو اللہ تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ سے دنیا میں بچلا دیتا ہے کہ وہ خوشی سے اس کے قائل نہیں ہوتے اور قبر میں بھی اور جس وقت وہ قبروں سے نکالے جاتے ہیں تب بھی ان کو اس پر ثبات نہیں عطا کرتا اور وہ اہل شقاوت میں سے ہوتے ہیں اور بچلانا اور ثابت قدم رکھنا یا یہ کہ منکر نکیر کے سامنے بہک جانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتے ہیں۔

(۲۸۔۲۹) اے محمد ﷺ کیا آپ کو ان کی خبر نہیں جنھوں نے نعمت خداوندی یعنی کتاب اور رسول کا انکار کیا مراد اس سے بنو امیہ اور بنو مغیرہ ہیں جو بدر کے دن مارے گئے کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا اور ان مکہ والوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی بدر میں یا یہ کہ جہنم میں پہنچا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بری اترنے اور رہنے کی جگہ ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے عطا بن یسارؒ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن مارے گئے۔

(۳۰) اور ان لوگوں نے بتوں کو اللہ کے شریک قرار دے کر ان کی پوجا شروع کر دی تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔ اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ مکہ والو اپنے کفر میں مت رہو پھر قیامت کے دن تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(۳۱) اے محمد ﷺ میرے مومن بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع و سجود اور تمام آداب

اوراس کے تمام واجبات اوراہتمام کے ساتھ پابندی رکھیں اور جو ہم نے ان کو اموال دیے ہیں ان میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے صدقہ کیا کریں۔
قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی کافر و مومن کسی کو کسی کی دوستی فائدہ مند نہ ہوگی ان خوبیوں کے مالک اصحاب رسول اکرم ﷺ ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا
سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ
ع لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ
تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ
ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ
وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ
تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ
شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ
الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ۔اور آسمان سے مینہ برسایا ۔پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے۔اور کشتیوں اور (جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کر دیا تا کہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا (۳۲)۔اور سورج اور چاند کو تمہارے لیے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (۳۳)۔اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف (اور) ناشکرا ہے (۳۴)۔اور جب ابراہیم نے دُعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ (۳۵)۔اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے (۳۶)۔اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔اے پروردگار تا کہ یہ نماز پڑھیں۔تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور اُن کو میووں سے روزی دے تا کہ (تیرا) شکر کریں (۳۷)۔اے پروردگار جو بات ہم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔تو سب جانتا ہے اور خدا سے کوئی چیز مخفی نہیں (نہ) زمین میں نہ آسمان میں (۳۸)۔خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے بڑی عمر میں اسمٰعیل اور اسحاق بخشے۔بے شک میرا پروردگار دُعا سُننے والا ہے (۳۹)۔اے پروردگار مجھ کو (ایسی) توفیق عنایت کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار میری دعا قبول فرما (۴۰)۔اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت کیجیو (۴۱)

تفسیر سورة ابراهيم آيات (٣٢) تا (٤١)

(۳۲) اب اللہ تعالیٰ توحید کو بیان فرماتا ہے کہ اس ذات نے بارش برسا کر ہر قسم کے پھل اور چارہ تمہاری روزی اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے لیے پیدا کیا اور تمہارے لیے کشتیوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اللہ کے حکم اور اس کے ارادہ سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے لیے نہروں کو مسخر بنایا کہ جہاں چاہو تم نہریں لے جاؤ۔

(۳۳) اور قیامت تک کے لیے تمہارے نفع کے لیے چاند و سورج کو مسخر بنایا اور رات دن کو مسخر بنایا کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے۔

(۳۴) اور جو چیز تم نے مانگی وہ تمہیں دی، اب تمہارے لیے مانگنا مناسب نہیں رہا، کیوں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے اور نہ ان کا شکر ادا کر سکتے ہو یقیناً کافر بہت ہی بڑا بے انصاف اور بہت ہی اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا ہے۔

(۳۵) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد دعا فرمائی کہ میرے پروردگار مکہ کو امن والا بنا دیجیے کہ کوئی اس پر حملہ آور نہ ہو اور اس طور پر کہ خوف زدہ اس میں آکر پناہ حاصل کر سکے اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں اور آگ کی پوجا سے بچائے رکھیے۔

(۳۶) کیوں کہ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، یا ان کی پوجا سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔

سو جو میری راہ پر چلے گا اور میری اطاعت کرے گا وہ تو میرے دین پر قائم ہے اور جو میری راہ پر نہ چلے تو ان میں سے جو توبہ کرے اس کی آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے تو آپ اس پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

(۳۷) ہمارے پروردگار میں خانہ کعبہ کے قریب اسماعیل اور اس کی والدہ کو ایک ویران میدان میں جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ گھاس ہے آباد کرتا ہوں تاکہ قبلہ کی جانب نماز کا اہتمام رکھیں اور آپ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجیے تاکہ ان کو اس مقام کا شوق پیدا ہو اور ہر سال اس کی زیارت کے لیے حاضر ہوں اور ان کو مختلف قسم کے پھل کھانے کے لیے دے دیجیے تاکہ آپ کی نعمت کا شکر کریں۔

(۳۸) اے ہمارے پروردگار تجھے سب معلوم ہے جو ہم اسماعیل کی محبت دل میں رکھیں اور اسحاق کی محبت کا اظہار کریں یا یہ کہ جو اسماعیل کا شوق دل میں رکھیں اور اس کی تکلیف کا اظہار کریں اللہ تعالیٰ سے تو کوئی بھی نیکی اور برائی چھپی نہیں۔

(۳۹) تمام حمد اسی اللہ کے لیے ہے، جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق عطا کیے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔

(۴۰) میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجیے اور میری اولاد میں سے بھی یعنی مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز کی بدولت عزت وسرفرازی عطا فرمایئے، پروردگار میری عبادت قبول ومنظور فرما۔

(۴۱) اور میری اور میرے ماں باپ اور تمام مسلمانوں مرد وعورتوں کی مغفرت فرمایئے جس دن کہ حساب قائم ہوگا اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا، سو جس کی نیکیاں غالب ہوں گی تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کی برائیاں غالب ہوں گی، اس کے لیے دوزخ ہے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ اہل اعراف سے ہوگا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ

اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ
رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾
وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ
الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾
وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ
مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ
مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى
الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ
وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا
ع اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

اور (مومنو) مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں خدا اُن سے بے خبر ہے۔ وہ اُن کو اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جب کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (۴۲)۔ (اور لوگ) سر اُٹھائے ہوئے (میدانِ قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہونگے اور اُن کی نگاہیں اُن کی طرف لوٹ نہ سکیں گی۔ اور ان کے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہونگے (۴۳)۔ اور لوگوں کو اُس دن سے آگاہ کر دو جب اُن پر عذاب آ جائے گا تب ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مدت مہلت عطا کر تاکہ ہم تیری دعوتِ (توحید) قبول کریں۔ اور (تیرے) پیغمبروں کے پیچھے چلیں (تو جواب ملے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو (اس حال سے جس میں تم ہو) زوال (اور قیامت کو حساب اعمال) نہیں ہوگا (۴۴)۔ اور جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے تم اُن کے مکانوں میں رہتے تھے اور تم پر ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کس طرح (کا معاملہ) کیا تھا۔ اور تمہارے (سمجھانے کے) لیے مثالیں بھی بیان کر دی تھیں (۴۵)۔ اور اُنہوں نے (بڑی بڑی) تدبیریں کیں۔ اور اُنکی (سب) تدبیریں خدا کے ہاں (لکھی ہوئی) ہیں۔ گو وہ تدبیریں (ایسی غضب کی) تھیں کہ اُن سے پہاڑ بھی ٹل جائیں (۴۶)۔ تو ایسا خیال نہ کرنا کہ خدا نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے اس کے خلاف کرے گا۔ بے شک خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے (۴۷)۔ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے یگانہ وزبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (۴۸)۔ اور اُس دن تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں (۴۹)۔ اُنکے کرتے

گندھک کے ہونگے اور اُن کے مُونہوں کو آگ لپٹ رہی ہوگی (۵۰)۔ یہ اس لئے کہ خدا ہر شخص کو اُس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے (۵۱)۔ یہ (قرآن) لوگوں کے نام (خدا کا پیغام) ہے تا کہ اُن کو اس سے ڈرایا جائے اور تا کہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تا کہ اہل عقل نصیحت پکڑیں (۵۲)

تفسیر سورۃ ابراھیم آیات (۴۲) تا (۵۲)

(۴۲) جو کچھ یہ مشرک لوگ کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ کو یہ نہ سمجھو کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کی گرفت نہیں فرمائے گا ان کو صرف قیامت کے دن تک کی مہلت دے رکھی ہے، اس دن کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔

(۴۳) اور وہ بلانے والے کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوں گے اپنے سروں کو ہلاتے ہوئے یا اوپر اٹھاتے ہوئے ہوں گے یا یہ کہ اپنی گردنوں کو بلند کیے ہوئے ہوں گے، شدت، گھبراہٹ اور خوف کے مارے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آئے گی اور ان کے دل ہر ایک نیکی سے بالکل خالی ہوں گے یا یہ کہ بالکل بدحواس ہوں گے۔

(۴۴) آپ مکہ والوں کو قرآن کریم کے ذریعے سے اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا اور وہ بدر کا دن ہے یا قیامت کا دن ہے تو پھر یہ مشرک کہیں گے، ہمارے پروردگار دنیا کے برابر ایک مدت اور ہم کو مہلت دے دیجیے، ہم توحید کے قائل ہو جائیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے، اللّٰہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے اس سے قبل دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تمہیں دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں اور حیات بعد الموت کچھ نہیں۔

(۴۵) حالاں کہ تم ان پہلے لوگوں کی جگہ میں رہتے تھے جنھوں نے کفر و تکذیب سے اپنی جانوں کا نقصان کیا پھر بھی تم نے ان کی ہلاکت سے نصیحت نہیں حاصل کی اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

اور ہم نے تم سے قرآن کریم میں ہر ایک طریقہ سے وعدے وعید، رحمت و عذاب کی مثالیں بیان کیں۔

(۴۶) اور ان لوگوں نے رسولوں کو جھٹلانے میں بہت بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں اور ان کی ان تدبیروں کی سزا اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے تھی اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔

(۴۷) اللّٰہ تعالیٰ نے جو رسولوں کی نجات اور ان کے دشمنوں کی ہلاکت کا ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس میں اللّٰہ تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا، بے شک اللّٰہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست ہے اور اپنے دشمنوں سے دنیا و آخرت میں پورا بدلہ لینے والا ہے۔

(۴۸) جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی یعنی اس موجودہ حالت کے علاوہ اس کی دوسری حالت ہو جائے گی اور اس میں کمی و زیادتی کر دی جائے گی اور اس کے پہاڑوں اور گھاٹیوں کو برابر کر دیا جائے گا اور آسمان اللّٰہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے اور سب کے سب ایک اللّٰہ کے روبرو پیش ہوں گے جو تمام مخلوق کو موت دینے

میں زبردست ہے۔

(۴۹۔۵۰) اور قیامت کے دن تو مشرکین کو شیاطین کے ساتھ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا اور ان کے کرتے قطران کی طرح سیاہ آگ کے ہوں گے یا یہ کہ قطرین کے زرد کرتے نہایت ہی گرم ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو اس لیے پیش ہوں گے۔

(۵۱) تا کہ اللہ تعالیٰ نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا دے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت حساب لینے والا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حساب و کتاب میں کوئی مشکل نہیں وہ جب حساب لینا شروع فرمائے گا بہت جلد حساب لے لے گا۔

یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو احکام پہنچانے والا ہے یا یہ کہ لوگوں کے لیے اوامر و نواہی وعدے وعید اور حلال و حرام کو بیان کرنے والا ہے اور تا کہ قرآن کریم کے ذریعے سے غذاب سے ڈرائے جائیں اور تا کہ اس بات کا یقین اور اقرار کرلیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے اور تا کہ اس قرآن حکیم کے ذریعے سے دانشمند نصیحت حاصل کریں۔

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ	سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ①	الٓرٰ یہ (خدا کی) کتاب اور قرآن روشن کی آیتیں ہیں (۱)۔

تفسیر سورۃ الحجر آیت (۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ سو چون کلمات اور دو ہزار سات سو ستر حروف ہیں۔

(۱) میں ایسا اللہ ہوں کہ تمام چیزوں سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ سورت ایک مکمل کتاب کی آیتیں ہیں اور میں قرآن کریم کی قسم کھاتا ہوں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ
يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۳
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴
مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵ وَقَالُوْا
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا
تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷ مَا نُنَزِّلُ
الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝۸ اِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۰ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۲
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝۱۴ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ
اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝۱۵ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي ع
السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝۱۶ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ
رَّجِيْمٍ ۝۱۷ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۸
وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝۱۹ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ
لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝۲۰ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا
نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۲۱

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے (۲)۔(اے محمد) اُن کو اُن کے حال پر رہنے دو کہ کھالیں اور فائدے اُٹھالیں اور (طول) امل اُن کو (دنیا میں) مشغول کیے رہے عنقریب اُن کو اس کا انجام معلوم ہو جائے گا (۳)۔اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اُس کا وقت مرقوم ومعیّن تھا (۴)۔کوئی جماعت اپنی مدت (وفات) سے آگے نکل سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۵)۔اور (کفار) کہتے ہیں کہ اے شخص جس پر نصیحت (کی کتاب) نازل ہوئی ہے تُو تو دیوانہ ہے (۶)۔اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا (۷)۔(کہہ دو) ہم فرشتوں کو نازل نہیں کیا کرتے مگر حق کے ساتھ۔اور اس وقت اُن کو مہلت نہیں ملتی (۸)۔بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں (۹)۔اور ہم نے تم سے پہلے لوگوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے (۱۰)۔اور اُن کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آتا تھا مگر وہ اُس کے ساتھ استہزا کرتے تھے (۱۱)۔اسی طرح ہم اس (تکذیب وضلال) کو گنہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں (۱۲)۔سو وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور پہلوں کی روش بھی یہی رہی ہے (۱۳)۔اور اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں (۱۴)۔تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں مخمور ہو گئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے (۱۵)۔اور ہم ہی نے آسمان میں بُرج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو سجا دیا (۱۶)۔اور ہر شیطان راندۂ درگاہ سے اسے محفوظ کر دیا (۱۷)۔ہاں اگر کوئی چوری سے سُننا چاہے تو چمکتا ہوا انگارہ اس کے پیچھے لپکتا ہے (۱۸)۔اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے اور اس میں ہر ایک سنجیدہ چیز اُگائی ۱۹۔اور ہم ہی نے تمہارے لئے اور اُن لوگوں کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے اس میں معاش کے سامان پیدا کیے (۲۰)۔اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اُتارتے رہتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ الحجر آیات (۲) تا (۲۱)

(۲) کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں مسلمان ہوتے اور جب کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ہر مومن کو نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا اس وقت بھی کافر خواہش کرے گا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا۔

(۳) اے محمد ﷺ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجیے تا کہ وہ خوب کھالیں اور کفر و مال حرام میں خوب مزے اڑالیں اور لمبی لمبی آرزوئیں ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غفلت میں ڈالے رکھیں، ان کو مرنے کے وقت اور قبر میں اور پھر

قیامت کے دن حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ ان کو کیا سزا ملے گی۔

(۴) اور ہم نے جتنی بستی والوں کو ہلاک کیا ہے سب کی ہلاکت کے لیے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے۔

(۵) کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ اس وقت مقررہ سے پیچھے رہی ہے۔

(۶-۷) عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم ﷺ سے یوں کہا اے وہ شخص جس پر تمہارے مطابق بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا گیا ہے، تم مجنوں یا دیوانے ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتے کیوں نہیں لاتے جو تمہارے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو صرف ہلاکت اور تمہاری ارواح قبض کرنے کے لیے نازل کیا کرتے ہیں اور جب ان پر فرشتے نازل کیے جاتے تو پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔

(۹) اے محمدؐ ہم نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں کہ شیاطین میں سے کوئی بھی اس قرآن کریم میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا اور نہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے یا یہ کہ ہم کفار اور شیاطین سے رسول اکرم ﷺ کے محافظ ہیں۔

اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو پچھلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا۔

(۱۱-۱۲-۱۳) اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انھوں نے مذاق نہ کیا، اسی طرح ہم یہ جھٹلانا اور مذاق ان مشرکین مکہ والوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں جس کی بنا پر یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم اور نزول عذاب پر ایمان نہیں لاتے اور جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کا دستور پہلے لوگوں سے چلا آ رہا ہے اور قوموں کی تکذیب کے وقت اللہ تعالیٰ کا بھی قانون ان قوموں کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کا چلا آ رہا ہے۔

(۱۴-۱۵) اور اگر اہل مکہ کے لیے ہم آسمان میں ان کے داخل ہونے کے لیے کوئی دروازہ کھول دیں اور فرشتوں کی طرح یہ کفار دن کے وقت اوپر جانے اور اترنے لگیں، تب بھی یوں کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی تھی، بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے ہماری عقل جاتی رہی۔

(۱۶-۱۷-۱۸) اور ہم نے آسمان میں حفاظت کے لیے ایسے ستارے پیدا کیے جن سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ حاصل کیا جاتا ہے اور ان ستاروں سے آسمان کو آراستہ اور مزین کیا کہ دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور آسمان کو ان ستاروں کے ذریعے ہر شیطان مردود ملعون سے محفوظ فرمایا کہ جب یہ شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے پہنچتے ہیں تو ان ستاروں سے اس کی حفاظت فرمائی، ہاں کوئی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک گرم جلا دینے والا روشن شعلہ لپکتا ہے۔

(۱۹) اور ہم نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور اس زمین پر بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیے جو اسکے لیے میخیں ہو گئے اور

ہم نے ان پہاڑوں یا زمین میں بنائی ہوئی چیزیں اور ہر قسم کے پھل ایک مقررہ مقدار سے اگائے یا یہ مطلب ہے کہ تمام چیزیں پیدا کیں جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ۔

(۲۰) اور ہم نے تمہارے لیے زمین سے نباتات اور پھل اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو تم کھاتے پیتے اور پہنتے ہو پیدا کیں اور ان پرندوں اور وحشی جانوروں کو بھی اور پیٹ میں بچہ کو بھی روزی دی جن کو تم روزی نہیں دیتے۔

(۲۱) اور جتنی بھی چیزیں نباتات ہوں خواہ پھل ہوں یا بارش سب کی کنجیاں (اور خزانے بھرے ہوئے) ہمارے قبضہ میں ہیں تمہارے قبضہ میں کچھ نہیں۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾
وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ
ع رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ
خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ
مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ
اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ
يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي
الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ
عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾

اور ہم ہی یہ ہوائیں چلاتے ہیں جو بادلوں کے پانی سے) بھری ہوئی (ہوتی ہیں) اور ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم ہی تم کو اس کا پانی پلاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے (۲۲)۔ اور ہم ہی حیات بخشتے اور ہم ہی موت دیتے ہیں۔ اور ہم ہی (سب کے) وارث (مالک) ہیں (۲۳)۔ اور جو لوگ تم میں پہلے گذر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں (۲۴)۔ اور تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) ان سب کو جمع کرے گا۔ وہ بڑا دانا (اور) خبردار ہے (۲۵)۔ اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا (۲۶)۔ اور جنوں کو اس سے بھی پہلے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا (۲۷)۔ اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں (۲۸)۔ جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) رُوح پھونک دُوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا (۲۹)۔ تو فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے (۳۰)۔ مگر شیطان کہ اُس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا (۳۱)۔ (خدا نے) فرمایا کہ ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (۳۲)۔ (اُس نے) کہا میں ایسا نہیں ہوں کہ انسان کو جس کو تو نے کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے بنایا ہے سجدہ کروں (۳۳)۔ (خدا نے) فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے (۳۴)۔ اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت (برسے گی)

(۳۵)۔(اُس نے) کہا کہ پروردگار مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ (مرنے کے بعد) زندہ کئے جائیں گے (۳۶)۔فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے (۳۷)۔وقت مقرر (یعنی قیامت) کے دن تک (۳۸)۔(اس نے) کہا کہ پروردگار جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں کو) آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا (۳۹)۔ہاں ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (اُن پر قابو چلنا مشکل ہے) (۴۰)۔(خدا نے) فرمایا کہ مجھ تک (پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے (۴۱)۔جو میرے (مخلص) بندے ہیں اُن پر تجھ کو کچھ قدرت نہیں (کہ اُن کو گناہ میں ڈال سکے) ہاں بدراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے (۴۲)

تفسیر سورۃ الحجر آیات (۲۲) تا (٤۲)

(۲۲) اور ہم حسب حکمت بارش کو ایک مقررہ مقدار سے برساتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو درخت اور بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر اس زمین پر پانی بہا کر تمہارے پینے کے لیے انتظام کرتے ہیں اور تم بارش نہیں برسا سکتے۔

(۲۳) اور ہم ہی حشر کے دن زندہ کریں گے اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں اور تمام مخلوقات کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آسمان وزمین کی تمام چیزوں کے ہم مالک ہیں۔

(۲۴) اور تمہارے آباء واجداد میں سے جو مر چکے ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو صف اول میں ہوں گے اور اسی طرح تمہارے بیٹے، پوتے وغیرہ جو زندہ ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو پچھلی صف میں ہوں گے، ہم سب کو جانتے ہیں۔

شان نزول: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ (الخ)

امام ترمذیؒ، نسائیؒ اور حاکمؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ تمام لوگوں میں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت حسناء رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تا کہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور کچھ لوگ پیچھے ہٹ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تا کہ اپنی بغلوں کے درمیان سے اس کو دیکھ سکیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں، اور ابن مردویہ نے داؤد بن صالح سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے سہل بن حنیف انصاری سے آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے کہا نہیں بلکہ نمازوں کی صفوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۵) بے شک آپ کا پروردگار تمام اولین وآخرین کو قیامت کے دن جمع فرمالے گا وہ اس فیصلہ میں حکمت والا ہے اور ان کے حشر اور ثواب وعتاب کو جاننے والا ہے۔

(۲۶۔۲۷) اور ہم نے آدم علیہ السلام کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا اور ابوالجن کو آدم

علیہ السلام سے پہلے ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں تھا پیدا کر چکے تھے۔

(۲۸) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا جو کہ زمین پر تھے اور تقریباً وہ دس ہزار تھے کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔

(۲۹) سو جب میں اس کو پورا یعنی اس کے ہاتھوں پیروں، آنکھوں وغیرہ کو بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں، سو تم سب اس کو سجدہ تحیہ کرنا۔

(۳۰۔۳۱) چنانچہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے اس بات کو پسند نہ کیا یعنی وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

(۳۲۔۳۳۔۳۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابلیس! میری رحمت سے دور ہونے والے تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کون سا امر مانع ہوا۔ کہنے لگا میں ایسا نہیں ہوں کہ مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں، ارشاد خداوندی ہوا، اچھا تو فرشتوں کی جماعت سے نکل یا یہ کہ میری رحمت سے دور ہو یا اس جگہ سے نکل جا، بے شک تو ملعون اور میری رحمت سے دور ہو گیا۔

(۳۵۔۳۶۔۳۷۔۳۸) اور قیامت تک تجھ پر میری اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت رہے گی، ابلیس نے کہا تو پھر قیامت تک مجھ کو مہلت دیجیے، اس مردود نے چاہا کہ موت کا مزہ بھی نہ چکھے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جا تجھ کو ایک معین وقت تک مہلت دی گئی۔

(۳۹۔۴۰) کہنے لگا میرے رب آپ نے مجھ کو بحکم تکوین ہدایت سے گمراہ کیا ہے تو میں دنیا میں آدم علیہ السلام کی اولاد کے سامنے لذات و شہوات کو آراستہ کر کے لاؤں گا اور ان سب کو ہدایت سے گمراہ کروں گا سوائے آپ کے ان بندوں کے جن کو آپ نے میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے یا سوائے موحدین کے۔

(۴۱۔۴۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے یا یہ کہ جو تیری پیروی کرے اور تیرے ساتھ رہے، اس کو بھی چل کر میرے پاس آنا ہے اور یہ ایک پسندیدہ سیدھا اسلام کا مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے، میرے ان مذکورہ مومن بندوں پر تیرا ذرا بھی قابو نہیں چلے گا، البتہ جو کافروں میں سے تیری راہ پر چلنے لگیں۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا
سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ ع
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ
اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى
سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا
بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ
عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾
قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ
عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ
بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ
رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ
لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ
ع الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾
وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا
حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ
مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَاۗءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور اُن سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے (۴۳)۔اس کے سات دروازے ہیں۔ ہر ایک دروازے کے لئے اُن میں سے جماعتیں تقسیم کردی گئیں ہیں (۴۴)۔ جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے(۴۵)۔ (اُن سے کہا جائے گا کہ) اِن میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ(۴۶)۔اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہوگی اُس کو ہم نکال (کر صاف کر) دیں گے (گویا) بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں (۴۷)۔ نہ اُن کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (۴۸)۔ (اے پیغمبر) میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہوں (۴۹)۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی درد دینے والا عذاب ہے(۵۰)۔اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا احوال سُنا دو (۵۱)۔ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو سلام کہا۔ (اُنہوں نے) کہا کہ ہمیں تو تم سے ڈر لگتا ہے(۵۲)۔ (مہمانوں نے) کہا کہ ڈریے نہیں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (۵۳)۔ (وہ) بولے کہ جب مجھے بڑھاپے نے آ پکڑا تو تم خوشخبری دینے لگے۔ اب کاہے کی خوشخبری دیتے ہو(۵۴)۔ (اُنہوں نے) کہا کہ ہم آپکو سچی خوشخبری دیتے ہیں آپ مایوس نہ ہو جیے(۵۵)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ خدا کی رحمت سے (میں مایوس کیوں ہونے لگا اس سے) مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے (۵۶)۔ پھر کہنے لگے کہ فرشتو! تمہیں (اور) کیا کام ہے(۵۷)۔ (اُنہوں نے) کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (کہ اس کو عذاب کریں)(۵۸)۔ مگر لُوط کے گھر والے کہ ان سب کو ہم بچالیں گے(۵۹)۔ البتہ اُنکی عورت (کہ) اس کے لیے ہمیں ٹھیرا دیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جائیگی (۶۰)۔ پھر جب فرشتے لُوط کے گھر گئے (۶۱)۔ تو لُوط نے کہا کہ تم تو ناآشنا سے لوگ ہو (۶۲)۔ وہ بولے کہ (نہیں) بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں لوگ شک کرتے تھے (۶۳)۔ اور ہم آپ کے پاس یقینی بات لے کر آئے ہیں اور ہم سچ کہتے ہیں (۶۴)۔ تو آپ کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے نکلیں اور خود اُن کے پیچھے چلیں اور آپ میں سے کوئی شخص پیچھے مُڑ کر نہ دیکھے۔ اور جہاں آپ کو حکم ہو وہاں چلے جایے (۶۵)۔ اور ہم نے لوُط کی طرف وحی بھیجی کہ ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہوتے کاٹ دی جائے گی (۶۶)۔ اور اہل شہر (لُوط کے پاس) خوش خوش (دوڑے) آئے (۶۷)

تفسير سورة الحجر آيات (٤٣) تا (٦٧)

(۴۳۔۴۴) تیری راہ پر چلنے والے سب لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے جس کے سات دروازے ہیں، بعض بعض سے نیچے ہیں جن میں سے سب سے بلند دوزخ اور سب سے نچلا ھاویہ ہے ہر دروازہ سے جانے کے لیے ان کافروں میں سے الگ الگ حصے متعین ہیں۔

(۴۵۔۴۶) کفر وشرک اور برائیوں سے بچنے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیق ﷛ اور حضرت عمر فاروق ﷛ اور ان کے ساتھی باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں بستے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن فرمائیں گے جنت میں سلام اور تحیت اور موت اور زوال سے امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

شان نزول: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ (الخ)

ابوثعلبی نے سلمان فارسی ﷛ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے جس وقت یہ آیت کریمہ سنی وَاِنَّ جَهَنَّمَ (الخ)۔ (اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) تو کئی دن تک خوف سے بھاگے پھرے کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

پھر ان کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (کہ ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اس نے تو میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللہ سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

(۴۷۔۴۸) اور دنیا میں آپس کا جو کینہ وغیرہ تھا ہم اس کو ان کے دلوں سے دور کر دیں گے، آخرت میں سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے ایک دوسرے کی زیارت کے لیے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے جنت میں ان کو ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں پہنچے گی اور نہ وہ جنت سے نکالے جائیں گے۔

شان نزول: وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے علی بن حسین سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ اور حضرت عمر ﷛ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کا کینہ ان کے دلوں سے دور کیا جائے گا فرمایا جاہلیت کا کینہ وہ یہ کہ بنی تمیم، بنی عدی اور بنی ہاشم میں زمانہ جاہلیت کی دشمنی تھی جب یہ تینوں خاندان والے مشرف باسلام ہو گئے تو آپس میں اس قدر الفت ومحبت ہو گئی کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے اپنی کوکھ پکڑی تو حضرت علی ﷛ اپنا ہاتھ ان کی کوکھ پر رکھ کر اس کو کھجانے لگے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی ان کے دلوں میں جو کینہ

تاہم وہ سب دور کر دیں گے۔

(۴۹) آپ میرے بندوں کو خبر کر دیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں جو کہ توبہ پر مرے اور جو توبہ نہ کرے اور کفر ہی کی حالت میں مر جائے تو اس کے لیے میری سزا بھی بڑی دردناک ہے۔

شان نزول: نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ (الخ)

امام طبرانیؒ نے عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب کی ایک جماعت پر سے گزر ہوا وہ ہنس رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو حالاں کہ تمہارے سامنے جنت دوزخ کا تذکرہ ہو چکا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔

نیز ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے ایک صحابی سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس اس دروازہ سے تشریف لائے جس سے بنوشیبہ آیا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ہنستا ہوا دیکھ رہا ہوں پھر آپ چل دیے، اس کے بعد پھر واپس لوٹ کر آئے۔

اور فرمایا کہ جب میں پتھر کے پاس پہنچا تو میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور کہنے لگے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس مت کرو بلکہ ان کو اطلاع دے دو کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں (الخ)۔

(۵۱۔۵۲) آپ ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو بارہ فرشتے اور آئے تھے ان کی اطلاع دیجیے انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر ان کو سلام کیا جب انھوں نے حضرت ابراہیم کے ہاں کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔

(۵۳) انھوں نے کہا ابراہیم ہم سے خوف زدہ مت ہوں کیوں کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بچپن ہی میں بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم ہوگا۔

(۵۴) کہنے لگے اب بڑھاپے میں مجھے فرزند کی بشارت دیتے ہو تو اس وقت کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔

(۵۵) فرشتے کہنے لگے ہم آپ کو فرزند کی بشارت دیتے ہیں، آپ بڑھاپے میں فرزند سے ناامید نہ ہوں۔

(۵۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ یا اس کی نعمتوں کے منکر ہیں۔

(۵۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب قرائن سے معلوم ہوگیا تو حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ تو

بتاؤ اب تمہیں کیا مہم درپیش ہے اور کس مقصد کے تحت آئے ہو؟

(۵۸۔۵۹۔۶۰) انھوں نے کہا ہم ایک مشرک قوم یعنی حضرت لوطؑ کی قوم کو سزا دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں جنھوں نے برے کام کر کے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا ہے مگر لوط علیہ السلام کے خاندان کو یعنی ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور دیثاء اور ان کی اس بیوی کو جو نیکو کار ہے ہلاکت سے بچالیں گے سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہونے والی قوم میں رہ جائے گی اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

(۶۱۔۶۲) چنانچہ حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھی خاندان لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور وہ کہنے لگے تم تو ہمارے اس شہر میں اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو۔

(۶۳۔۶۴) ہم تم اور تمہارے سلام کو نہیں پہچانتے (پریشان ہوئے کہ قوم ان کے ساتھ کیا کرے کیوں کہ یہ صورت سے آدمی تھے) اسی لیے فرمایا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو، فرشتے بولے ہم آپ کے پاس عذاب لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس عذاب کی خبر لائے ہیں اور ہم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہیں کہ عذاب ان پر نازل ہوگا۔

(۶۵۔۶۶) سو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجیے اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے اور صعر (شام) کی طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط علیہ السلام کو صعر جانے کا حکم دیا یا اور ہم نے لوط علیہ السلام کو اس بات سے مطلع کیا کہ صبح ہوتے ہی آپ کی قوم کی جڑ کٹ جائے گی (اور فرشتوں کی آمد کی خبر سن کر جو کہ شکل سے آدمی تھے) شہر کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر اپنے ناپاک مقصد کے تحت خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے۔

قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا
تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي
إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾
فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ
الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾
وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾
فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا
كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ
الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ
سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا
النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾
الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ
الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ
مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ
يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ
مِنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

(لوط نے) کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں (کہیں ان کے بارے میں) مجھے رسوا نہ کرنا (۶۸)۔ اور خدا سے ڈرو۔ اور میری بے آبروئی نہ کیجنیو (۶۹)۔ وہ بولے کیا ہم نے تم کو سارے جہان (کی حمایت وطرفداری) سے منع نہیں کیا (۷۰)۔ (انہوں نے) کہا اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں (ان سے شادی کرلو) (۷۱)۔ (اے محمد ﷺ) تمہاری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش (ہو رہے) تھے (۷۲)۔ سو اُن کو سورج نکلتے نکلتے چنگھاڑ نے آ پکڑا (۷۳)۔ اور ہم نے اس (شہر) کو (الٹ کر) نیچے اوپر کردیا۔ اور ان پر کھنگر کی پتھریاں برسائیں (۷۴)۔ بے شک اس (قصے) میں اہل فراست کے لیے نشانی ہے (۷۵)۔ اور وہ (شہر) اب تک سیدھے رستے پر (موجود) ہے (۷۶)۔ بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانی ہے (۷۷)۔ اور بَن کے رہنے والے (یعنی قوم شعیب کے لوگ) بھی گنہگار تھے (۷۸)۔ تو ہم نے اُن سے بھی بدلہ لیا اور یہ دونوں شہر کھلے رستے پر (موجود) ہیں (۷۹)۔ اور (وادئ) حجر کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی (۸۰)۔ ہم نے اُن کو اپنی نشانیاں دیں اور وہ اُن سے منہ پھیرتے رہے (۸۱)۔ اور وہ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے (کہ) امن (واطمینان) سے رہیں گے (۸۲)۔ تو چیخ نے اُن کو صبح ہوتے ہوتے آ پکڑا (۸۳)۔ اور جو کام وہ کرتے تھے وہ کچھ بھی اُن کے کام نہ آئے (۸۴)۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) اُن میں ہے اُس کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور قیامت تو ضرور آکر رہے گی تو تم (ان لوگوں سے) اچھی طرح سے درگذر کرو (۸۵)۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار ہی (سب کچھ) پیدا کرنے والا (اور) جاننے والا ہے (۸۶)۔ اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دُہرا کر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سُورۂ الحمد) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے (۸۷)۔ اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو (فوائد دنیاوی سے) متمتع کیا ہے تم اُن کی طرف (رغبت سے) آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھنا اور نہ اُن کے حال پر تأسف کرنا اور مومنوں سے خاطر تواضع سے پیش آنا (۸۸)۔ اور کہہ دو کہ میں تو اعلانیہ ڈر سُنانے والا ہوں

(۸۹)۔(اور ہم ان کفار پر اسی طرح عذاب نازل کریں گے) جس طرح اُن لوگوں پر نازل کیا جنہوں نے تقسیم کر دیا (۹۰)۔یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (۹۱)۔تمہارے پروردگار کی قسم ہم اُن سے ضرور پرسش کریں گے (۹۲)۔اُن کاموں کی جو وہ کرتے رہے (۹۳)۔پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سُنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو (۹۴)۔ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں (۹۵)۔جو خدا کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔سو اُن کو (ان باتوں کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۹۶)۔اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے (۹۷)۔تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو (۹۸)۔اور اپنے پروردگار کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے (۹۹)

تفسیر سورۃ الحجر آیات (۶۷) تا (۹۹)

(۶۸۔۶۹۔۷۰) حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں، سو مجھ کو ان کے سامنے شرمندہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس حرام کام کے ارتکاب سے ڈرو اور ان مہمانوں کی نظر میں مجھ کو رسوا مت کرو وہ بولے اے لوط علیہ السلام کیا ہم آپ کو مسافروں کی ضیافت سے بارہا منع نہیں کر چکے۔

(۷۱) لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں اور میری قوم کی بیٹیاں ہیں اگر تم میرے کہنے سے شادی کرو تو میں تم سب کی شادی کر دوں۔

(۷۲) اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے یا یہ کہ آپ کے دین کی قسم لوط علیہ السلام کی قوم اپنی جہالت میں مدہوش تھی ان کو کچھ نہیں نظر آرہا تھا۔

(۷۳۔۷۴۔۷۵) چنانچہ سورج نکلتے نکلتے ان کو عذاب نے پکڑا اور پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ نیچے کر دیا اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور پھر ان لوگوں پر اور ان مسافروں پر آسمان سے کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے، ہم نے ان لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کیا اس میں اہل بصیرت اور متفکر اور دیکھنے اور اعتبار کرنے والوں کے لیے چند نشانیاں اور عبرتیں ہیں۔

(۷۶۔۷۷) اور لوط علیہ السلام کی قوم کی یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں جس پر ہر وقت لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے اور ان کی ہلاکت میں اہل ایمان کے لیے بڑی عبرت ہے۔

(۷۸۔۷۹) اور بن والے یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی بڑے مشرک تھے سو ہم نے ان پر عذاب نازل کر کے ان سے دنیا میں بدلہ لیا اور لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں اور اس سے لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے۔

(۸۰۔۸۱) اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے بھی حضرت صالح اور تمام رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں

یعنی اونٹنی وغیرہ دیں، سو وہ لوگ انھیں جھٹلاتے رہے۔

(۸۲) اور وہ لوگ پہاڑوں میں مکان بناتے تھے کہ مصیبت کے وقت سے امن میں رہیں یا یہ کہ عذاب سے امن میں رہیں۔

(۸۳-۸۴) سو ان کو صبح کے وقت ان پر عذاب خداوندی نازل ہوا اور ان کے قول و فعل اور غیر اللّٰہ کی پرستش عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کے کچھ کام نہ آئی۔

(۸۵) اور ہم نے تمام مخلوقات اور ان عجائبات کو حق و باطل کے اظہار اور ان کفار پر حجت قائم کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو آپ خوبی کے ساتھ انھیں معاف کیجیے۔ یہ آیت، آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے۔

(۸۶) آپ کا پروردگار مومن و کافر سب کو قیامت کے دن زندہ کردے گا اور انکے ثواب و عذاب کا وہ بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان نعمت دی ہے۔

(۸۷) یعنی قرآن کریم کی سورہ فاتحہ کی سات آیتیں جو ہر ایک رکعت میں پڑھی جاتی ہیں یا یہ کہ ہم نے ایسا قرآن کریم آپ کو عطا فرمایا کہ وہ پورے کا پورا شافی ہے۔ چنانچہ اس میں امر، نہی، وعد، وعید، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ، حقیقت، مجاز، محکم، متشابہ جو ہو چکا اور جو ہوگا اس کی اطلاع ایک قوم کی تعریف اور دوسری قوم کی مذمت تو سارے قرآن کریم میں مضامین بھی مکرر اور ہفت ہیں اور قرآن عزیز و عظیم کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا فرمایا جیسا کہ یہود ونصاری پر توریت وانجیل نازل کی کہ جنھوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر رکھے تھے۔

(۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴) اور ہم نے جو اموال بنی قریظہ اور نضیر یا یہ کہ قریش کے لوگوں کو دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف رغبت سے اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں کیوں کہ ہم نے آپ کو نبوت و اسلام اور قرآن کریم کے ذریعے سے جو اعزاز و اکرام عطا کیا ہے، وہ ان کے عطا کردہ اموال سے کہیں بڑھ کر ہے اور اگر یہ کفار ایمان نہ لائیں تو ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے اور مسلمانوں پر شفقت کیجیے اور ان پر مہربان ہو جائیے اور فرما دیجیے کہ میں تمہیں ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول ہوں۔

جیسا کہ ہم نے اپنا عذاب بدر کے دن اصحاب عقبہ یعنی ابوجہل، ابن ہشام، ولید بن مغیرہ مخزومی، حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور تمام ان کفار پر جو کہ بدر کے دن مارے گئے نازل کیا، جنھوں نے قرآن کریم کے بارے مختلف باتیں بنائی تھیں، بعضوں نے جادو، بعض نے شعر اور بعض نے پہلے لوگوں کے جھوٹے واقعات اور بعض نے کہا تھا کہ آپ نے یہ خود تراش لیا ہے۔

لہٰذا اے محمد ﷺ ہمیں کو آپ کے پروردگار کی قسم ہم قیامت کے دن دنیا میں جو کچھ یہ کہتے تھے یا یہ کہ کلمہ لا الٰہ

الا اللّٰہ کے قائل نہ ہونے کی ضرور باز پرس کریں گے، آپ اپنے امر تبلیغ کو مکہ مکرمہ میں صاف صاف سنا دیجیے۔

(۹۵۔۹۶) اور یہ لوگ جو آپ پر ہنستے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ انھوں نے اور دوسرے معبود قرار دے رکھے ہیں تو ہم ان ہنسنے والوں کی ہنسی کو ضرور آپ سے دور کر دیں گے، سو ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں۔

چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک دن ایک رات میں ہر ایک پر نیا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ بد بخت پانچ تھے چنانچہ عاص بن وائل سہمی کو تو کسی چیز نے ڈس لیا اور وہ اسی جگہ فوراً مر گیا۔

اور حارث بن قیس سہمی نے نمکین یا تازہ مچھلی کھائی، اس کے بعد اسے پیاس لگی، اس نے پانی پی لیا، بد بخت کا اس سے پیٹ پھٹ گیا اور اسی جگہ پر مر گیا۔

اور اسود بن عبدالمطلب کا سر حضرت جبریلؑ نے درخت سے اور اس کا منہ کانٹوں سے ٹکرا دیا اور وہ اسی سے مر گیا اور اسود بن عبد یغوث سخت گرمی میں باہر نکلا تو اس کو زہر چڑھ گیا جس سے حبشی کی طرح سیاہ فام ہو گیا اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے دروازہ نہیں کھولا تو اس نے اپنا سر دروازہ پر مارا اسی سے مر گیا، اللّٰہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔

اور ولید بن مغیرہ مخزومی کے تیر کی نوک لگ گئی، اسی سے مر گیا، اللّٰہ تعالیٰ ان بد بختوں کو اپنی رحمت سے دور کرے، سب کے سب مرنے کے وقت یہی کہہ رہے تھے کہ مجھے محمد ﷺ کے پروردگار نے مار ڈالا۔

شان نزول: اِنَّا کَفَیۡنٰکَ (الخ)

بزار، طبرانیؒ نے انس بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا مکہ مکرمہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا تو وہ بد بخت آپ کی گدی میں کونچے مارنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے ساتھ جبریل رہتے ہیں، چنانچہ حضرت جبریل امین نے اپنی انگلی سے ایک کونچا مارا جوان کے جسموں میں ناخن کی طرح لگا اور اس سے ایسے بد بودار زخم ہوئے کہ کوئی ان کے قریب بھی نہ جا سکتا (اور اسی حالت میں مر گئے) تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لیے ہم ہی کافی ہیں۔

(۹۷۔۹۸۔۹۹) اور یہ کفار جو آپ کو جھٹلاتے ہیں اور معاذ اللّٰہ آپ کو شاعر کاہن، ساحر وغیرہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اس سے آپ دکھی ہوتے ہیں، سو آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں یا یہ کہ اطاعت کرنے والوں میں رہیے اور اپنے پروردگار کی اطاعت پر مستقیم رہیے یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کو موت آ جائے۔

سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٍ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّ عَشْرَةَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾ ع

سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٍ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّ عَشْرَةَ رُكُوعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

خدا کا حکم یعنی (عذاب گویا) آہی پہنچا تو (کافرو) اس کے لیے جلدی مت کرو۔ یہ لوگ جو (خدا کا) شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاک و بالاتر ہے (۱)۔ وہی فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ (لوگوں کو) بتادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ ہی سے ڈرو (۲)۔ اُسی نے آسمانوں اور زمین کو مبنی بر حکمت پیدا کیا۔ اس کی ذات ان (کافروں) کے شرک سے اونچی ہے (۳)۔ اسی نے انسان کو نطفے سے بنایا مگر وہ اُس (خالق) کے بارے میں اعلانیہ جھگڑنے لگا (۴)۔ اور چار پایوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا۔ ان میں تمہارے لئے جڑاول اور بہت سے فائدے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو (۵)۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو اُن سے تمہاری عزت و شان ہے (۶)۔ اور (دور دراز) شہروں میں جہاں تم زحمت شاقہ کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اُٹھا کر لے جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار (نہایت) شفقت والا (اور) مہربان ہے (۷)۔ اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لئے) رونق و زینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں (۸)۔ اور سیدھا رستہ تو خدا تک جا پہنچتا ہے۔ اور بعض رستے ٹیڑھے ہیں (وہ اُس تک نہیں پہنچتے) اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے رستے پر چلا دیتا (۹)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۲) تا (۹)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان چار آیات کے، وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا، وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا، وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ (الخ) یہ چاروں آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں ایک سو اٹھائیس آیات اور ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس کلمات اور چھ ہزار سات سو سات حروف ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الخ) اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ نازل ہوئی تو کچھ زمانہ تک جتنا کہ خدا کو منظور تھا یہ کفار رکے رہے اور کچھ نہیں بولے، اس کے بعد انھوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ وہ عذاب کب آئے گا جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

ان کی اس بات پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آپہنچا، رسول اکرم ﷺ تشریف

فرماتے یہ سمجھ کر کہ ابھی عذاب نازل ہو رہا ہے، گھبرا کر کھڑے ہوئے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا، عذاب کے اترنے کی جلدی مت کرو، تب رسول اکرم ﷺ بیٹھ گئے اللّٰہ تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے کہ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ اس کا کوئی شریک۔

شانِ نزول : اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ (الخ)

ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت آیت کا یہ حصہ اترا۔ اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ (الخ) نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اگلا حصہ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ نازل کیا تو سب خاموش ہو گئے۔

عبداللّٰہ بن امام احمدؒ نے زوائد الزہد میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوبکر بن ابوحفصؒ سے روایت روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اللّٰہ کا حکم آپہنچا تو سب سن کر کھڑے ہو گئے، پھر اگلا حصہ نازل ہوا یعنی سو تم جلدی نہ کرو۔

(۲) اللّٰہ تعالیٰ جبریل امین اور دوسرے فرشتوں کو نبوت و اسلام یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں یعنی رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام پر نازل فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو خبردار کرو اور قرآن حکیم پڑھ کر ان کو سناؤ تاکہ وہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ میرے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، سو وہ میری ہی اطاعت کریں اور مجھ ہی سے ڈرتے رہیں۔

(۳) اللّٰہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اللہ کے لیے یا یہ کہ زوال و فنا کے لیے بنایا اس کی ذات ان بتوں وغیرہ کے شرک سے پاک ہے۔

(۴) اور انسان کو یعنی ابی بن خلف جہنمی کو سڑے ہوئے نطفہ سے بنایا پھر وہ یکا یک باطل کی حمایت میں کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور کہنے لگا کہ ہڈیاں جب ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو پھر ان کو کون زندہ کرے گا۔

(۷۔۶۔۵) اور اسی نے چوپایوں یعنی اونٹوں کو بنایا کہ اس کی کھال کا پوستین اور بالوں کا کمبل بنتا ہے سواری اور دودھ وغیرہ کے علاوہ اور بھی منافع ہیں اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے۔ جب کہ ان کو چرا کر شام کے وقت لاتے ہو اور جب کہ صبح کو ان کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو۔

اور وہ تمہارے سامان اور توشوں کو لاد کر مکہ تک لے جاتے ہیں جہاں تم جان کو محنت میں ڈالے بغیر خود بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ واقعی تمہارا پروردگار ایمان والوں پر بڑا شفیق اور تم سے عذاب کے موخر کرنے میں رحیم ہے۔

(۸) اور اللّٰہ تعالیٰ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کیے تاکہ اللّٰہ تعالیٰ کے راستہ میں تم ان پر سوار ہو اور تمہاری زینت و خوشی کے لیے بھی ان کو پیدا کیا اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں اور جو تمہارے کبھی سننے میں بھی نہیں آئیں۔

(۹) اور خشکی و تری میں اللّٰہ تعالیٰ ہی راستہ دکھاتا ہے اور بعضے راستے ٹیڑھے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے مقصود تک

رسائی ممکن نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خشکی وتری میں سب کو سیدھا راستہ بتلا دیتا۔

یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہدایت وتوحید کا جو سیدھا راستہ ہے وہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعض ادیان یہودیت، نصرانیت ومجوسیت کی طرح ٹیڑھے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو اپنے دین کی طرف ہدایت عطا فرما دیتا۔

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ
شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ
الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ
لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ
مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾
وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا
مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾
وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا
لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ
يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ
اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَا يَخْلُقُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰــهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جن میں تم اپنے چار پایوں کو چراتے ہو (۱۰)۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت) اُگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لئے اس میں (قدرت خدا کی بڑی) نشانی ہے (۱۱)۔ اور اسی نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا اور اُسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لئے اسمیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۱۲)۔ اور جو طرح طرح کے رنگوں کی چیزیں اُس نے زمین میں پیدا کیں (سب تمہارے زیر فرمان کردیں) نصیحت پکڑنے والوں کے لئے اس میں نشانی ہے (۱۳)۔ اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔ اور اس لیے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم خدا کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ اس کا شکر کرو (۱۴)۔ اور اُسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے کہ تم کو لیکر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور راستے بنادیے تاکہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جاسکو (۱۵)۔ اور (راستوں میں) نشانات بنادئے اور لوگ ستاروں سے بھی رستے معلوم کرتے ہیں (۱۶)۔ تو جو (اتنی مخلوقات) پیدا کرے۔ کیا وہ ویسا ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کرسکے تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۱۷)۔ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو۔ بےشک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۸)۔ اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب سے خدا واقف ہے (۱۹)۔ اور جن لوگوں کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ خود اُن کو اور بناتے ہیں (۲۰)۔ (وہ)

لاشیں ہیں بے جان۔ان کو یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اُٹھائے کب جائیں گے (۲۱)۔تمہارا معبود تو اکیلا خدا ہے۔تو جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل انکار کر رہے ہیں اور وہ سرکش ہو رہے ہیں (۲۲)۔یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں خدا ضرور اس کو جانتا ہے۔وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا (۲۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۰) تا (۲۳)

(۱۰) وہ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ جس نے تمہارے لیے بارش برسائی کہ جنگلات اور شہروں میں تمہیں کو اس کے ذریعے سے پانی ملتا ہے اور اس کے سبب سے درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱۱) جس کو تم اپنے مویشی کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو اور اس پانی سے تمہارے لیے انگور اور ہر ایک قسم کے پھل اگاتا ہے، ان قسم قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف مزوں میں ان حضرات کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، خالق کے لیے بہت سی عبرتیں اور دلیلیں موجود ہیں۔

(۱۲) اور اس نے تمہارے فوائد کے لیے رات دن کو مسخر کیا اور ستارے بھی اس کے حکم کے تابع ہے یقیناً ان مذکورہ چیزوں کے مسخر کرنے میں چند دلیلیں موجود ہیں، ان لوگوں کے لیے جو اس بات کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔

(۱۳) اور اسی طرح ان مختلف نباتات اور پھلوں کو بھی پیدا کر کے تمہارے لیے مسخر کیا، ان کے مختلف قسم اور رنگوں پر پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لیے جو نصائح قرآنی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، بہت عبرت اور بہت دلائل موجود ہیں۔

(۱۴) اور اسی ذات نے دریا کو مسخر کیا تاکہ اس میں سے تازہ مچھلی نکال کر کھاؤ اور تاکہ اس دریا میں سے موتیوں وغیرہ کا زیور نکالو اور تو کشتی کو دیکھتا ہے کہ ایک ہوا کے رخ پر اس دریا کا پانی چیرتی ہوئی چلی جارہی ہے اور دوسرے مقامات پر سے آرہی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے سے کماؤ یا یہ کہ اللہ کا دیا رزق تلاش کرو۔

(۱۵) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرو اور اس زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھ دیے تاکہ وہ زمین کو ہلنے نہ دیں اور اس نے تمہارے فوائد کے لیے نہریں بنائیں اور راستے بنائے تاکہ تم راستوں کو پہچان کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

(۱۶) اور مسافروں کے لیے پہاڑوں وغیرہ کی بہت سی نشانیاں بنائیں اور بالخصوص فرقدین اور جدی ستاروں سے بھی مسافر خشکی وتری کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔

(۱۷) سو کیا جو پیدا کرتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ تو وہ ان بتوں جیسا ہو جائے گا کہ جو پیدا ہی نہیں کر سکتے تو کیا پھر بھی تم مخلوقات خداوندی کی اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

(۱۸) اگر تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی نہ گن سکو یا یہ کہ ہرگز شکر نہ ادا کر سکو، واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے اور توبہ کرنے والے پر بڑی رحمت والے ہیں۔

(۱۹) واقعی اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال خواہ خیر ہوں یا شر سب کو جانتے ہیں۔

(۲۰۔۲۱) اور جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں، وہ کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے جیسا کہ ہم پیدا کر سکتے ہیں بلکہ وہ خود ذلیل مخلوق ہیں اور وہ بہت مردہ ہیں۔ ان کے ان معبودوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے اور پھر حساب ہوگا یا یہ کہ کفار کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب حساب ہوگا یا یہ کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ حساب و کتاب کب ہوگا۔

(۲۲) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا سچا معبود ایک ہی ہے، یہ بت وغیرہ نعوذ باللہ تمہارے معبود نہیں جو لوگ مرنے کے بعد زندگی پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل ہی توحید سے منکر ہو رہے ہیں اور وہ ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں۔

(۲۳) ضروری بات ہے کہ یہ لوگ جو اپنے دلوں میں بغض و حسد و مکر و خیانت چھپائے ہوئے ہیں اور لعن و طعن و لڑائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے یہ سب احوال جانتے ہیں اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان سے تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ
الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا
ع يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى
اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ
مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ
كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ
الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ
ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَى إِنَّ
اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٢٩﴾ وَقِيلَ لِلَّذِينَ
اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي
هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾
جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا
مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣١﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ
الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (وہ تو) پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں (۲۴)۔ (اے پیغمبر ان کو بکنے دو) یہ قیامت کے دن اپنے (اعمال کے) پورے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور جن کو یہ بے تحقیق گمراہ کرتے ہیں اُن کے بوجھ بھی (اٹھائیں گے) سُن رکھو کہ جو بوجھ یہ اُٹھا رہے ہیں بُرے ہیں (۲۵)۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی (ایسی ہی) مکاریاں کیں تھیں تو خدا (کا حکم) اُن کی عمارت کے ستونوں پر آپہنچا اور چھت اُن پر اُن کے اوپر سے گر پڑی۔ اور ایسی طرف سے اُن پر عذاب آ واقع ہوا جہاں سے اُن کو خیال بھی نہ تھا (۲۶)۔ پھر وہ اُن کو قیامت کے دن بھی ذلیل کرے گا اور کہے گا میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ آج کافروں کی رسوائی اور بُرائی ہے (۲۷)۔ (ان کا حال یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں (اور یہ) اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے (ہوتے ہیں) تو مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم کوئی بُرا کام نہیں کرتے تھے۔ ہاں جو کچھ تم کیا کرتے تھے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۸)۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ اب تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے (۲۹)۔ اور (جب) پرہیزگاروں

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے۔تو کہتے ہیں کہ بہترین (کلام)۔جولوگ نیکوکار ہیں ان کے لیے اس دُنیا میں بھی بھلائی ہے اورآخرت کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے اور پرہیزگاروں کا گھر بہت خوب ہے (۳۰)۔(وہ) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے اُن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں جو چاہیں گے اُن کے لئے میسر ہوگا۔خدا پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے (۳۱)۔(ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب فرشتے اُن کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفروشرک سے) پاک ہوتے ہیں تو سلام علیکم کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جوعمل تم کیا کرتے تھے اُن کے بدلے میں بہشت میں داخل ہوجاؤ (۳۲)۔کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے اُن کے پاس (جان نکالنے) آئیں یا تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آپہنچے۔اسی طرح اُن لوگوں نے کیا تھا جواُن سے پہلے تھے اورخدا نے اُن پرظلم نہیں کیا۔بلکہ وہ خود اپنے آپ پرظلم کرتے تھے (۳۳)۔تو اُن کواُن کے اعمال کے بُرے بدلے ملے اور جس چیز کے ساتھ وہ ٹھٹھے کیا کرتے تھے اُس نے اُن کو (ہرطرف سے) گھیرلیا (۳۴)۔

تفسیر سورة النحل آيات (٢٤) تا (٣٤)

(۲۴) جب ان حصے کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کے کیا احکامات بیان کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو پہلے لوگوں کی محض بے بنیاد باتیں ہیں۔

(۲۵) نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا وزن اور اسی طرح ان لوگوں کے گناہوں کا بھی وزن جن کو یہ لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر رسول اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لانے سے گمراہ کررہے تھے۔یادرکھو کہ یہ حصے کرنے والے جن گناہوں کو اپنے اوپر لادرہے ہیں،وہ بہت ہی برابوجھ ہے۔

(۲٦) جیسا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں جولوگ ان سے پہلے گزرے ہیں، انھوں نے اپنے انبیاء کرام کے مقابلہ کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود جبار کہ اس نے آسمان پر جانے کے لیے سیڑھی بنائی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا بنابنایا گھر (سیڑھی) جڑ سے ڈھادیا تو گویا ان پراوپر سے وہ سیڑھی آپڑی اور یہ انہدام کا عذاب ان پر ایسی حالت میں آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔

(۲۷۔۲۸) اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا اور ذلیل کرے گا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا کہ تم نے جن معبودوں کو میرے شریک بنا رکھے تھے جن کی وجہ سے تم مخالفت کیا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تم میرے انبیاء کرام سے لڑائی جھگڑا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ فرشتے اس حالت کو دیکھ کر کہیں گے، قیامت کے دن کا عذاب یعنی دوزخ اور اس کی شدت وسختی کافروں پر ہے جن کی جان فرشتوں نے بدر کے دن قبض کی تھی۔

پھر کافر اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے نیچے اور دبے ہوئے ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی پرستش نہیں کی تھی اور ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کو رد کر دیں گے کہ کیوں نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اقوال وافعال شرکیہ کی مکمل خبر ہے۔

(۲۹) سو جہنم میں جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو، وہاں تمہیں نہ موت آئے گی اور نہ وہاں سے تم نکالے جاؤ گے، جہنم کافروں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

(۳۰) اور جو حضرات کفر وشرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ اور دیگر صحابہ کرام ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کا کیا پیغام بیان کیا تو وہ کہتے ہیں کہ توحید اور صلہ رحمی بیان کی اور جو حضرات توحید خداوندی پر کاربند ہیں، ان کو قیامت کے دن جنت ملے گی اور جنت تو پھر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے کئی درجے بہتر ہے اور واقعی جنت کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے اچھا گھر ہے۔

(۳۱) اور وہ حضرت رحمٰن کی خوشنودی کا مقام ہے اس کی عمارات اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، جنت میں جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور اس کی خواہش ہوگی وہاں ان کو ملے گی، اسی طرح کا بدلہ اور ثواب اللہ تعالیٰ کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں کو دے گا۔

(۳۲) جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک صاف ہوتے ہیں اور وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو، تم اپنے ایمان اور دنیا میں جو نیکیاں کرتے تھے، اس کی وجہ سے جنت میں چلے جانا۔

(۳۳) اور مکہ والے جو ایمان نہیں لا رہے ہیں یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی ارواح کے قبض کے لیے فرشتے آجائیں یا ان کی ہلاکت کے لیے آپ کے پروردگار کا عذاب آجائے۔

جیسا کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ آپ کی تکذیب کرتی اور آپ کو برا کہتی ہے اسی طرح آپ کی قوم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے بھی اپنے انبیاء کرام کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ ان کو جھٹلایا اور ان کو برا بھلا کہا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

(۳۴) آخر ان کے اعمال بد کی اور ان کی نافرمانیوں کی ان کو سزائیں ملیں اور انبیاء کرام کے ساتھ جو وہ استہزاء کرتے تھے اسی کی سزا نے ان کو پکڑ لیا یہ کہ جس عذاب کی خبر پانے پر وہ ہنستے تھے، ان کو اسی عذاب نے پکڑا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اُس کے سوا کسی چیز کو پُوجتے اور نہ ہمارے بڑے ہی (پُوجتے) اور نہ اُس کے (فرمان کے) بغیر ہم کسی چیز کو حرام ٹھیراتے۔ (اے پیغمبر) اسی طرح ان سے اگلے لوگوں نے کیا تھا۔ تو پیغمبروں کے ذمّے (خدا کے احکام کو) کھول کر پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں (۳۵)۔ اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی۔ سو زمین پر چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا (۳٦)۔ اگر تم ان (کفار) کی ہدایت کے لئے للچاؤ تو جس کو خدا گمراہ کر دیتا ہے اس کو وہ ہدایت نہیں دیا کرتا اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا (۳۷)۔ اور یہ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے خدا اُسے (قیامت کے دن قبر سے) نہیں اُٹھائے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ (خدا کا) وعدہ سچّا ہے اور اُس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۸)۔ تاکہ جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں وہ اُن پر ظاہر کر دے اور اس لیے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے (۳۹)۔ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہے کہ اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۴۰)۔ اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد خدا کے لیے وطن چھوڑا ہم اُن کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دینگے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ (اُسے) جانتے (۴۱)۔ یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (۴۲)

تفسیر سورة النحل آیات (۳۵) تا (٤٢)

(۳۵) اہل مکہ جو بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم اور نہ ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے اور نہ ہم بغیر حکم الٰہی کے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام میں سے کسی کو حرام کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا اور اسی نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے، جیسا کہ آپ کی قوم کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف کھیتی اور جانوروں کی حرمت کی افتراء پردازی کرتی ہے، اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی افتراء پردازی کی تھی، سو پیغمبروں کی ذمہ داری تو صرف احکام خداوندی کا واضح ایسی زبان میں پہنچا دینا ہے جس زبان کو ان کی قوم سمجھتی ہو۔

(۳٦) جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے، اسی طرح ہم نے ہر ایک قوم کی طرف کسی نہ کسی رسول کو بھیجا ہے، اس بات کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو اور بتوں یا شیطان یا کاہن کی پوجا کو چھوڑ دو۔

سو جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا، ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی ہدایت کر دی اور انھوں نے رسولوں کی دعوت پر لبیک کہی اور کچھ پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا، انھوں نے رسولوں کی دعوت ایمانی کو قبول نہیں کیا تو زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ پیغمبروں کی تکذیب کرنے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔

(۳۷) اور اگر آپ کو ان کے توحید کے قائل ہونے کی خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کی ہدایت نہیں کیا کرتا ہے جو مخلوق کو دین الٰہی سے گمراہ کرے اور وہ دین خداوندی کا اہل نہ ہو اور کفار مکہ یاد رکھیں کہ عذاب الٰہی سے انکو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(۳۸) اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ نہیں کریں گے کیوں نہیں! مرنے کے بعد ضرور زندہ کرے گا اس دوبارہ زندہ کرنے کے وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا مشرکین میں سے کسی پر کچھ قرض تھا۔ چنانچہ مسلمان اس پر تقاضا کے لیے آیا اور درمیان گفتگو کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ یہ سن کر وہ مشرک کہنے لگا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، میں اللہ تعالیٰ کی بڑا زور لگا کر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳۹) تاکہ دین کے متعلق جس چیز میں اہل مکہ اختلاف کیا کرتے تھے، ان کے روبرو اس چیز کا اظہار کر دے اور تاکہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور قیامت کے منکرین کو پورا یقین ہو جائے کہ دنیا میں ہم ہی جھوٹ کہتے تھے۔

(۴۰) جو یہ کہتے تھے کہ جنت دوزخ، بعث وحساب کچھ نہیں اور ہم قیامت جس وقت قائم کرنا چاہیں گے سو ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تو قائم ہو جا، سو وہ ہو جائے گی۔

(۴۱-۴۲) اور جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان کو مکہ والوں نے طرح طرح کی تکالیف دیں جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہم ان کو مدینہ منورہ میں ضرور خوب اچھا امن وامان اور غنیمت والا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب اس دنیاوی ثواب سے کئی درجے بہتر ہے۔ کاش یہ کفار بھی اس کو سمجھتے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ کفار کی تکالیف پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسا نہیں کرتے۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ
الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝
أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّـَٔاتِ أَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ
أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ
فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۗ فَإِنَّ
رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
دٰخِرُونَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ
مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ ۩ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوٓا
إِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝ وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُونَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ
نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُونَ ۝
ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝
لِيَكْفُرُوا بِمَآ ءَاتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ وَيَجْعَلُونَ
لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
تَفْتَرُونَ ۝

اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہلِ کتاب سے پُوچھ لو (۴۳)۔ (اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تا کہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ اُن پر ظاہر کردو اور تا کہ وہ غور کریں (۴۴)۔ کیا جو لوگ بُری بُری چالیں چلتے ہیں اِس بات سے بے خوف ہیں کہ خدا اُن کو زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف سے) اُن پر عذاب آ جائے جہاں سے اُن کو خبر ہی نہ ہو (۴۵)۔ یا اُنکو چلتے پھرتے پکڑ لے وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے (۴۶)۔ یا جب اُن کو عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا ہو تو اُن کو پکڑ لے۔ بے شک تمہارا پروردگار بہت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے (۴۷)۔ کیا ان لوگوں نے خدا کی مخلوقات میں ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے دائیں سے (بائیں کو) اور بائیں سے (دائیں کو) لوٹتے رہتے ہیں (یعنی) خدا کے آگے عاجز ہو کر سجدے میں پڑے رہتے ہیں (۴۸)۔ اور تمام جاندار جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب خدا کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا غرور نہیں کرتے (۴۹)۔ اور اپنے پروردگار سے جو اُن کے اُوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو اُن کو ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں (۵۰)۔ اور خدا نے فرمایا ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ معبود وہی ایک ہے تو مجھ ہی سے ڈرتے رہو (۵۱)۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور اُسی کی عبادت لازم ہے تو تم خدا کے سوا اوروں سے کیوں ڈرتے ہو؟ (۵۲)۔ اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں سب خدا کی طرف سے ہیں۔ پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اُسی کے آگے چلاتے ہو (۵۳)۔ پھر جب وہ تم سے تکلیف کو دُور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تم میں سے خدا کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں (۵۴)۔ تا کہ جو (نعمتیں) ہم نے اُن کو عطا فرمائی ہیں اُن کی ناشکری کریں تو (مشرکو) دُنیا میں فائدے اُٹھا لو۔ عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۵۵)۔ اور ہمارے دیے ہوئے مال میں سے ایسی چیزوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو جانتے ہی نہیں (کافرو) خدا کی قسم کہ جو تم افترا کرتے ہو اس کی تم سے ضرور پُرسش ہوگی (۵۶)

تفسیر سورة النحل آيات (٤٣) تا (٥٦)

(۴۳) اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے آپ ہی جیسے آدمیوں کو رسول بنا کر بھیجا۔ انہیں معجزات اور پہلے لوگوں کی خبریں دیں اور اُن پر اوامر و نواہی کے دلائل کی وحی کی۔ اور یہ بات تورات و انجیل میں بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

(۴۴) اور آپ پر بھی یہ قرآن حکیم جبریل امین کے ذریعے اتارا گیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے قرآن حکیم میں جو احکام بیان کیے گئے، آپ ان کو ان کے سامنے بیان کردیں اور تاکہ وہ احکام قرآنیہ میں غور کیا کریں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

(۴۵۔۴۶) کیا پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کردے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو تجارت کے سفر کے لیے آنے جانے میں پکڑے یا لوگ اللہ کے عذاب کو ہٹا بھی نہیں سکتے۔

(۴۷) یا ان کے سردار اور ان کے ساتھیوں کو گھٹاتے گھٹاتے ان کو پکڑے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے پر مہربان ہے یا یہ کہ عذاب کے موخر کرنے میں مہربان ہے۔

(۴۸) کیا مکہ والوں نے اللہ کے پیدا کیے ہوئے ان درختوں اور ان جانوروں کو نہیں دیکھا کہ جن کے سائے صبح کو دائیں جانب کو اور شام کو بائیں جانب کو اس طور پر جھک جاتے ہیں گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں۔

(۴۹) (اور وہ سایہ دار چیزیں بھی) اللہ تعالیٰ کی مطیع و فرمانبردار ہیں اور چاند و سورج ستارے اور حیوانات و پرندے اور وہ فرشتے بھی جو کہ آسمان و زمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں اور وہ اطاعت خداوندی سے تکبر نہیں کرتے۔

(۵۰) اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور فرشتوں کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اس کو وہ کرتے اور پہنچاتے ہیں۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو یا زیادہ معبودوں کی پوجا مت کرو، بس ایک ہی معبود وہی وحدہٗ لاشریک ہے تو ان بتوں کی پوجا کرنے میں مجھ سے خوف کرو۔

(۵۲) تمام مخلوقات اور یہ عجیب چیزیں اسی کو ملک ہیں اور لازمی طور پر ہمیشہ خلوص کے ساتھ اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے۔ کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرتے ہو۔

(۵۳) اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، ان بتوں کی طرف سے نہیں، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے فریاد اور اس کے سامنے آہ وزاری کرتے ہو۔

(۵۴) پھر جب اللہ تعالیٰ تکلیف کو دور کردیتے ہیں تو تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا شروع کردیتی ہے۔

(۵۵) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو نعمتیں عطا کی ہیں، اس کی ناشکری کرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا، خیر کفر و حرام کاموں میں چند روزہ عیش کر لو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(۵۶) اور ہم نے جو ان کو کھیتیاں اور جانور دیئے ہیں یہ ان میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن کے معبود ہونے کا ان کو کچھ علم نہیں اور پھر اس میں سے صرف مردوں کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، قسم ہے اللہ کی تم سے تمہاری ان جھوٹوں کی قیامت کے دن بالضرور باز پرس ہوگی۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿۶۲﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۶۴﴾ وَاللَّهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿۶۵﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿۶۶﴾ وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۶۷﴾

اور یہ لوگ خدا کے لئے تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (اور) وہ اُن سے پاک ہے اور اپنے لیے (بیٹے) جو مرغوب (و دلپسند) ہیں (۵۷)۔ حالانکہ جب اُن میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا مُنہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور (اُس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہو جاتا ہے (۵۸)۔ اور اس خبر بد سے (جو وہ سُنتا ہے) لوگوں سے چُھپتا پھرتا ہے (اور) سوچتا ہے کہ آیا ذلّت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بُری ہے (۵۹)۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہی کے لئے بُری باتیں (شایاں) ہیں اور خدا کو صفت اعلیٰ (زیب دیتی ہے) اور وہ غالب حکمت والا ہے (۶۰)۔ اور اگر خدا لوگوں کو اُن کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے۔ لیکن اُن کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیے جاتا ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (۶۱)۔ اور یہ خدا کے لئے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور زبان سے جُھوٹ بکے جاتے ہیں کہ ان کو (قیامت کے دن) بھلائی (یعنی نجات) ہوگی۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے (دوزخ کی) آگ (تیار) ہے اور یہ (دوزخ میں) سب سے آگے بھیجے جائیں گے (۶۲)۔ خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلی اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے تو شیطان نے اُن کے کردار (ناشائستہ) اُن کو آراستہ کر دکھائے تو آج بھی وہی اُن کا دوست ہے اور اُن کے لیے عذاب الیم ہے (۶۳)۔ اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو۔ اور (یہ) مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۶۴)۔ اور خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کو اس کے

مرنے کے بعد زندہ کیا بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے(۶۵)۔اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی (مقام) عبرت (وغور) ہے کہ اُن کے پیٹوں میں جو گوبر اور لہو ہے اس سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے (۶۶)۔اور کھجور اور انگور کے میووں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ ان سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں اُن کے لیے ان (چیزوں) میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے(۶۷)

تفسیر سورۃ النحل آیات (٥٧) تا (٦٧)

(۵۷) اور یہ لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات تو اولاد اور شریک سے پاک ہے اور یہ لوگ خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں۔

(۵۸۔۵۹) اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو غم و ناراضگی میں اس کے چہرے کا نور غائب اور وہ سیاہ چہرے اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے اور لڑکی پیدا ہونے کی جو اس کو خبر دی گئی ہے، اس کے اظہار کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپائے پھرتا ہے اور سوچتا ہے آیا اس لڑکی کو ذلت و عار کی حالت میں لیے رہے یا اس کو مٹی میں زندہ درگور کر دے، اچھی طرح سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لیے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔

(۶۰) جو لوگ مرنے کے بعد زندگی پر یقین نہیں رکھتے ان کے لیے جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات یعنی الوہیت، ربوبیت، وحدت ثابت ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں بڑے زبردست ہیں اور حکمت والے بھی ہیں کہ اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی بھی پرستش نہ کی جائے۔

(۶۱) اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے کفر و شرک پر پکڑ کریں تو سطح زمین پر جن و انس میں سے کسی کو نہ چھوڑیں، لیکن اُن کو ان کی متعین زندگیوں تک مہلت دے رہے ہیں، پھر جب ان کی ہلاکت کا وقت معین آپہنچے گا، اس وقت ایک گھڑی نہ اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے کہ وقت سے پہلے ہلاک ہو جائیں۔

(۶۲) (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں جن کو خود اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے لیے لڑکے یا یہ کہ ہمارے لیے جنت ہے، ان لوگوں کے لیے جنت کہاں سے ہوتی۔ یقینی بات ہے کہ ان کے لیے جہنم ہے اور یہ سب سے پہلے اس میں ڈالے جائیں گے یا یہ کہ یہ دوزخ کی طرف منسوب کیے جائیں گے اور یا یہ کہ یہ قول و فعل میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

(۶۳) بخدا آپ سے پہلے بھی دیگر امتوں کو شیطان نے ان کے اعمال کفریہ مستحسن کر کے دکھلائے اور وہ انبیاء کرام پر ایمان نہ لائے، وہ دنیا میں بھی ان کا رفیق تھا اور دوزخ میں بھی ان کے ساتھ ہوگا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب مقرر ہے۔

(۶۴) اور ہم نے آپ پر یہ قرآن حکیم صرف اس لیے نازل کیا ہے کہ جن امور دین میں لوگوں میں اختلاف ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر کر دیں اور اس پر ایمان لانے والوں کی گمراہیوں سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کی غرض سے نازل فرمایا ہے۔

(۶۵) اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر اس سے زمین کو خشک ہو جانے اور قحط سالی کے بعد زندہ کیا، اس امر میں ان لوگوں کے لیے جو اطاعت کرتے اور تصدیق کرتے ہیں، بڑی دلیل توحید ہے۔

(۶۶) اور مویشی میں سے ہم تمہارے لیے صاف مزے دار دودھ نکال کر تمہارے پینے کو دیتے ہیں۔

(۶۷) اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز (اب یہ منسوخ ہے) اور عمدہ پاکیزہ کھانے کی چیز بناتے ہو جیسا کہ سرکہ، خرمائے خشک، کشمش وغیرہ ان مذکورہ باتوں میں ان کے لیے توحید کی بڑی دلیل ہے جو کہ تصدیق کرتے ہیں۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى
النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾
ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ
بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ
يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ ع
فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ
اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا
لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ
اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ
مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ
يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور تمہارے خدا نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور (اونچی اونچی) چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں گھر بنا (۶۸)۔ اور ہر قسم کے میوے کھا اور اپنے پروردگار کے صاف رستوں پر چلی جا۔ اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے بے شک سوچنے والوں کے لئے اس میں بھی نشانی ہے (۶۹)۔ اور خدا ہی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہایت خراب عمر کو پہنچ جاتے ہیں اور (بہت کچھ) جاننے کے بعد ہر چیز سے بے علم ہو جاتے ہیں۔ بے شک خدا (سب کچھ جاننے والا (اور) قدرت والا ہے (۷۰)۔ اور خدا نے رزق (و دولت) میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی ہے وہ اپنا رزق اپنے مملوکوں کو تو دے ڈالنے والے ہیں نہیں کہ سب اس میں برابر ہو جائیں۔ تو کیا یہ لوگ نعمت الٰہی کے منکر ہیں؟ (۷۱)۔ اور خدا ہی نے تم میں سے تمہارے لیے عورتیں پیدا کیں اور عورتوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں دیں تو کیا یہ بے اصل چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں سے انکار کرتے ہیں؟ (۷۲)۔ اور خدا کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو اُن کو آسمانوں اور زمین میں روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ (کسی اور طرح کا) مقدور رکھتے ہیں (۷۳)۔ تو (لوگو) خدا کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ (صحیح

مثالوں کا طریقہ) خدا ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۷۴)۔ خدا ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے جو (بالکل) دُوسرے کے اختیار میں ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور ایک ایسا شخص ہے جس کو ہم نے اپنے ہاں سے (بہت سا) مال طیب عطا فرمایا ہے اور وہ اُس میں سے (رات دن) پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا رہتا ہے تو کیا دونوں شخص برابر ہیں؟ (ہرگز نہیں) الحمدللہ لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نہیں سمجھ رکھتے (۷۵)

تفسیر سورۃ النحل آیات (٦٨) تا (٧٥)

(٦٨) اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں اپنا چھتا بنالے اور درختوں میں بھی اور عمارتوں میں بھی چھتا بنالے۔

(٦٩) پھر ہر قسم کے مختلف پھلوں سے چوستی پھر اور چوس کر واپس آنے کے لیے اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستوں پر چل لیے باعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے آسان ہیں۔ پھر شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے سفید، زرد، سرخ رنگ کا شہد نکلتا ہے، اس میں انسانوں کی بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے یا یہ قرآن کریم کے لیے بیان شافی ہے، ان مذکورہ چیزوں میں ایسے لوگوں کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، بڑی دلیل اور عبرت ہے۔

(٧٠) اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلے پیدا کیا اور پھر تمہاری عمریں ختم ہونے پر تمہیں موت دیتا ہے اور بعض لوگ تم میں سے وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی حالتوں کی تبدیلی کو جاننے والا ہے اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔

(٧١) اہل نجران اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو بعض لوگوں پر رزق مال و دولت کے باب میں فضیلت دی ہے تو مال و دولت والے اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی مال نہیں دیں گے، آقا اور غلام سب اس مال میں برابر ہو جائیں، اس چیز پر یہ لوگ کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کی ملکیت میں دوسرا شریک ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو کیا میرے لیے اس چیز کو پسند کرتے ہو جس کو اپنے لیے گوارا نہیں کرتے اور اتنے انعامات کے بعد بھی وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے ہو۔

(٧٢) اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں اور پھر تمہاری عورتوں میں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور غلام، باندی اور داماد وغیرہ بھی پیدا کیے اور تمہیں جانوروں سے بہترین چیزیں کھانے کو دیں کیا پھر بھی تم شیطان اور بتوں پر ایمان رکھو گے اور ان کی تصدیق کرو گے اور وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے رہو گے۔

(٧٣) یعنی اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے رہیں گے کہ جو نہ آسمان سے پانی برسانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں سے کسی پیداوار پر قادر ہیں اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(٧٤) تو اب تم اس بطلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے لڑکا شریک اور نائب مت ٹھہراؤ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ ان کے نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ شریک اور اے گروہ کفار تم نہیں جانتے۔

(۷۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ مومن و کافر بندے کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ ایک تو غلام ہے کسی کا مملوک کہ اموال و تصرفات وغیرہ میں اس کو کوئی اختیار نہیں، یہ حالت تو کافر کی ہے کہ کبھی اس سے کسی قسم کی بھلائی اور نیکی کا صدور نہیں ہوسکتا اور دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب مال و دولت دے رکھا ہے تو وہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خفیہ اور علانیہ جس طرح چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے یہ مومن مخلص کی شان ہے کیا اس قسم کے حضرات ثواب لوٹنے اور اطاعت خداوندی میں برابر ہو سکتے ہیں۔

تمام قسم کی تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لائق ہیں اور وحدانیت اسی ذات کے لیے ثابت ہے بلکہ ان میں سے اکثر قرآن کی مثالیں جانتے ہی نہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان ﷛ اور ایک عرب آدمی ابوالعیض بن امیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

وَضَرَبَ
اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ
كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ
هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا
كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾
وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ
وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾
اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ
اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى
حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ
وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ
الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور خدا ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ دو آدمی ہیں ایک اُن میں سے گونگا (اور دوسرے کی مِلک) ہے (بے اختیار و ناتواں) کہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور اپنے مالک کو دو بھر ہو رہا ہے وہ جہاں اُسے بھیجتا ہے (خیر سے کبھی) بھلائی نہیں لاتا۔ کیا ایسا (گونگا بہرا) اور وہ شخص جو (سُنتا بولتا اور) لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور خود سیدھے رستے پر چل رہا ہے دونوں برابر ہیں (۷۶)۔ اور آسمانوں اور زمین کا علم خدا ہی کو ہے اور (خدا کے نزدیک) قیامت کا آنا یوں ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ (اس سے بھی) جلد تر۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے (۷۷)۔ اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل (اور انکے علاوہ اور اعضا) بخشے تاکہ تم شُکر کرو (۷۸)۔ کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی ہوا میں گھرے ہوئے (اُڑتے رہتے) ہیں۔ ان کو خدا ہی تھامے رکھتا ہے ایمان والوں کے لیے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۷۹)۔ اور خدا ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا اور اُسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ڈیرے بنائے جن کو تم سبک دیکھ کر سفر اور حضر میں کام میں لاتے ہو اور اُن کی اون اور پشم اور بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو جو) مدت تک (کام دیتی ہیں) (۸۰)۔ اور خدا ہی نے تمہارے (آرام کے) لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اور پہاڑوں میں غاریں بنائیں اور کُرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں۔ اور

(ایسے) کُرتے (بھی) جو تم کو (اسلحہ) جنگ (کے ضرر) محفوظ رکھیں۔ اسی طرح خدا اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار بنو (۸۱)۔ اور اگر یہ لوگ اعراض کریں تو (اے پیغمبر) تمہارا کام فقط کھول کر سُنا دینا ہے (۸۲)۔ یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں۔ مگر (واقف ہوکر) اُن سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ اکثر ناشکرے ہیں (۸۳)

تفسیر سورة النحل آیات (٧٦) تا (٨٣)

(۷۶) اللہ تعالیٰ اس کی مزید صراحت کے لیے بتوں کی ایک اور مثال بیان کرتے ہیں کہ دو شخص ہیں، ایک تو ان میں سے گونگا پتھر ہے، بات نہیں کرسکتا ہے جو ان کا بت ہے وہ اپنے مالک اور رشتہ دار پر ایک وبال جان ہے اور اس کو مشرق و مغرب کے جس کونے میں سے بھی پکارا جائے، کسی پکارنے والے کا جواب نہیں دے سکتا، یہ ان کے بتوں کی مثال ہے، کیا یہ بت اور ایسی ذات یعنی اللہ تعالیٰ جو توحید کی تعلیم کرتا ہو اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو نفع پہنچانے اور تکالیف کے دور کرنے میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

شان نزول: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الرَّجُلَيْنِ (الخ)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی اور اس کے غلام کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اگلی آیت رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا (الخ) یہ حضرت عثمانؓ اور ان کے غلام کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کا غلام اسلام کو برا سمجھتا تھا اور اس کا انکار کیا کرتا تھا اور صدقہ اور نیک کاموں سے روکتا تھا، ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا ہے الخ۔

(۷۷) تمام پوشیدہ باتیں جو بندوں میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں، اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں، قیامت ہے، اس کا معاملہ ایسا جھٹ پٹ ہوگا جیسا کہ آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد کی زندگی وغیرہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

(۷۸) اور کیا اللہ نے تمہاری ماں کے پیٹ سے تمہیں اس حالت میں نہ نکالا، کہ تمہیں اشیا میں سے کسی چیز کی بھی خبر نہ تھی اور اس نے تمہیں نیک بات سننے کے لیے کان اور نیک بات دیکھنے کے لیے آنکھیں اور امور خیر کے سمجھنے کے لیے دل عطا کیے تاکہ تم نعمت خداوندی کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔

(۷۹) اے مکہ والو! کیا تم نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ اس سے قدرت خداوندی اور اس کی توحید کو سمجھتے کہ وہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہو کر اڑ رہے ہیں ان کو اس اڑنے میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں تھامتا، پرندوں کے فضا میں رکے رہنے میں ان لوگوں کے لیے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی تھام رہے ہیں، وحدانیت الٰہیہ کی چند نشانیاں ہیں اب مزید اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور

اس پر ایمان لائیں۔

(۸۰) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حالت حضر میں تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور حالت سفر میں جانوروں کی کھالوں اور ان کی اون اور بالوں کے تمہارے لیے خیمے اور شامیانے بنائے جن کے بوجھ کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے ٹھہرنے کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو (اور مثلاً) بکریوں کی اون اونٹوں کے روؤں اور دنبوں کے بالوں سے تمہارے گھر کے سامان نفع کی چیزیں ایک مدت یعنی ختم ہونے اور پرانے ہونے تک کے لیے بنائیں۔

(۸۱) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے درختوں، پہاڑوں اور دیواروں کے سائے بنائے، جن سے گرمی میں اپنی حفاظت کرتے ہو اور تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ کے مقامات اور غار بنائے اور تمہارے لیے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے گرمی میں اور سردی سے سردی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

اور زرہیں بنائیں جو تمہارے دشمن کے ہتھیار لگنے سے حفاظت کرتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، اگر تم اس کا اقرار کر کے اس کے فرمانبردار ہو جاؤ یا یہ کہ ان زرہوں کی وجہ سے زخم لگنے سے محفوظ رہو۔

(۸۲) اور اگر یہ لوگ ایمان لانے سے اعراض کریں تو آپ کی ذمہ داری تو احکام خداوندی کا زبان عربی میں صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۸۳) چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ نے کفار کو یہ نعمتیں یاد دلائیں تو کہنے لگے بے شک محمد ﷺ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں، اس کے بعد پھر اس چیز کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے ہمارے بتوں کی سفارش سے یہ نعمتیں ملی ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر پھر کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے منکر اور کافر ہیں۔

شان نزول: يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی، وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ (الخ) وہ کہنے لگا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اگلی آیت وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تا وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ (الخ) تلاوت فرمائی۔ وہ پھر کہنے لگا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اور آیتیں پڑھیں ہر ایک آیت پر وہ کہتا تھا ٹھیک ہے، یہاں تک کہ آپ اس آیت پر پہنچے كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ، یہ سن کر وہ اعرابی رخ پھیر کر چلا یا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناشکر گزار ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا
يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى
الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝
وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ
شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا
إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ
يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝
الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا
فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ
أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ
هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ
وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝
وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ
بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ
اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ
تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ
وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَلَوْ
شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ
وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے گواہ (یعنی پیغمبر) کھڑا کریں گے تو نہ تو کفار کو (بولنے کی) اجازت ملے گی اور نہ اُن کے عذر قبول کیے جائیں گے (۸۴)۔ اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے پھر نہ تو اُن کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ اُن کو مہلت ہی دی جائے گی (۸۵)۔ اور جب مشرک (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ پروردگار یہ وہی ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ (اُن کے کلام کو مسترد کر دیں گے اور) اُن سے کہیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو (۸۶) اور اُس دن خدا کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے اور جو طوفان وہ باندھا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہے گا (۸۷)۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا ہم اُن کو عذاب پر عذاب دیں گے۔ اس لیے کہ شرارت کیا کرتے تھے (۸۸)۔ اور (اُس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر اُمت میں سے خود اُن پر گواہ کھڑے کریں گے۔ اور (اے پیغمبر) تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے (۸۹)۔ خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو (۹۰)۔ اور جب خدا سے عہد واثق کرو تو اُس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو اُن کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے (۹۱)۔ اور اُس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے محنت سے سُوت کاتا۔ پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تمہیں اس سے آزماتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کو اُس کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا (۹۲)۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو عمل تم کرتے ہو (اُس دن) اُن کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا (۹۳)

تفسیر سورة النحل آیات (۸٤) تا (۹۳)

(۸۴) اور جس دن ہم ہر ایک قوم میں سے ان کے پیغمبر کو ان پر تبلیغ احکام کے لیے گواہ قائم کریں گے، پھر ان کفار کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ یہ توبہ کے لیے دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔

(۸۵) اور نہ ان کفار سے عذاب کم کیا جائے گا اور نہ عذاب خداوندی میں ان کو کچھ مہلت دی جائے گی۔

(۸۶) اور جب یہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے معبود یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور انھوں نے ہمیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا تو وہ بت فوراً ان کو جواب دیں گے کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تمہیں اس چیز کا حکم نہیں دیا اور ہمیں تمہاری پوجا کی بھی خبر نہیں۔

(۸۷) اور یہ مشرک لوگ اور ان کے معبود اس روز اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ جھوٹ بولا کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیں گے یا یہ کہ اپنے جھوٹے معبودوں سے الجھنے لگیں گے۔

(۸۸) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے منع کرتے ہیں تو ہم دوزخ کے عذاب میں سانپوں، بچھوؤں، بھوک اور پیاس اور زمہریر وغیرہ کی اور ان پر زیادتی کر دیں گے، بمقابلہ ان کی نافرمانیوں اور ان کے اقوال وافعال شرکیہ کے۔

(۸۹) اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی میں سے ہوگا یعنی ان کے نبی کو قائم کریں گے اور محمد ﷺ آپ کی امت کے لیے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے یا یہ کہ ان سب کے مقابلہ میں ان کی صفائی کے لیے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر قرآن پاک اتارا جو حلال وحرام اوامر ونواہی میں سے ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے اور مسلمانوں کے لیے گمراہی سے بڑی ہدایت اور عذاب سے بڑی رحمت اور جنت کی خوشخبری سنانے والے ہیں۔

(۹۰) یقیناً اللّٰہ تعالیٰ توحید اور فرائض کی ادائیگی یا یہ کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں اور تمام گناہ اور ایسی باتوں سے جن کی شریعت اور سنت میں کوئی بنیاد نہیں اور ظلم وزیادتی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں سے اس لیے روکتے ہیں تاکہ تم قرآن کے احکام سے نصیحت حاصل کرو۔

(۹۱) اور تم اللّٰہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا کرو، جب کہ تم اللّٰہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورا کرنے کو اپنے ذمہ لے لو، یہ آیت مبارکہ مراد اور کندہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اپنے درمیان ان وعدوں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو اور تم اللّٰہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، مطلب یہ کہ یہ کہا کرو کہ ہماری دونوں جماعتوں میں جو عہد و پیمان ہوا ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ گواہ ہے اور خواہ وفاء عہد ہو یا نقض عہد، اللّٰہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

شان نزول: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ (الخ)

ابن جریرؒ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ رسول اکرم ﷺ نے جو بیعت فرمائی ہے اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۹۲) اور تم عہد شکنی کر کے رائطہ نامی دیوانی عورت کی طرح مت بنو کہ جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنے وعدوں کو مکر و فریب اور فساد کا ذریعہ بنانے لگو، محض اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہو جائے، پس اس زیادہ ہونے سے یا اس نقض عہد سے اللّٰہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور دین میں جو کچھ اختلاف کرتے ہو، اس کی حقیقت قیامت کے دن تمہارے اوپر ظاہر کر دے گا۔

شان نزول: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابوبکر بن ابی حفص سے روایت کیا ہے کہ سعید یا اسد یہ دیوانی ایک عورت تھی، جو بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی اور کات کر پھر توڑ دیتی تھی، اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو۔

(۹۳) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی کا پیروکار بنا دیتے لیکن جو دین الٰہی کا اہل نہیں ہوتا، اس کو اس سے گمراہ کرتے ہیں اور جس میں دین خداوندی کی صلاحیت ہوتی ہے، اسے راہ پر چلاتے ہیں اور تم حالت کفر میں کیا برائیاں کر رہے ہو اور حالت ایمان میں کیا کیا نیکیاں کرتے ہو یا یہ کہ وفائے عہد اور نقض عہد سب اعمال کی قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوگی۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ
ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ
يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا
قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾
اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ
هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ
يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں کے) قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑا جائیں اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا تم کو عقوبت کا مزا چکھنا پڑے۔ اور بڑا سخت عذاب ملے (۹۴)۔ اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو (کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے (۹۵)۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے (۹۶)۔ جو شخص نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اُس کو (دُنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) اُن کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دینگے (۹۷)۔ اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو (۹۸)۔ کہ جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں اُن پر اُس کا کچھ زور نہیں چلتا (۹۹)۔ اُس کا زور اُنہی لوگوں پر چلتا ہے جو اُس کو رفیق بناتے ہیں اور اُس کے (وسوسے کے) سبب (خدا کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں (۱۰۰)۔ اور جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں۔ اور خدا جو کچھ نازل فرماتا ہے اُسے خوب جانتا ہے تو (کافر) کہتے ہیں کہ تم تو (یونہی) اپنی طرف سے بنا لاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر نادان ہیں (۱۰۱)۔ کہہ دو کہ اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لیکر نازل ہوئے ہیں تاکہ یہ (قرآن) مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور حکم ماننے والوں کے لئے تو (یہ) ہدایت اور بشارت ہے (۱۰۲)۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے۔ مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے (۱۰۳)۔ جو لوگ خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو خدا ہدایت نہیں دیتا اور اُن کے لئے عذاب الیم ہے (۱۰۴)

تفسیر سورة النحل آیات (۹۴) تا (۱۰۴)

(۹۴) اور تم لوگ اپنے عہدوں کو فساد اور مکر و فریب اور آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعے نہ بناؤ، کہیں دوسرے اطاعت

خداوندی سے نہ پھسل جائیں جیسا کہ چلتے ہوئے آدمی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جاتا ہے اور پھر تمہیں اس وجہ سے کہ تم نے دوسروں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکا، جہنم کی تکلیف بھگتنا پڑے اور تمہیں کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

(۹۵) اور تم لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا معمولی سا فائدہ مت حاصل کرو، تمہارے پاس جو متاع دنیوی ہے، اس سے ثواب آخرت کئی درجے بہتر ہے، جب کہ تم ثواب خداوندی کو سمجھنا چاہو۔

(۹۶) یا یہ کہ جب تم اس کی تصدیق کرنا چاہو اور جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ثواب خداوندی باقی رہے گا اور جو لوگ وفائے عہد وغیرہ پر ثابت قدم ہیں، ہم ان کے دنیا کے اچھے کاموں کے بدلے میں آخرت میں ان کو اس کا ثواب دیں گے۔

(۹۷) اور جو شخص بھی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا اور اللہ تعالیٰ پر یقین قائم رکھے گا، بشرطیکہ مومن مخلص ہو تو ہم اس کو لطف والی زندگی دیں گے یعنی طاعت میں یا قناعت میں یا یہ کہ جنت میں اور ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے بدلہ ان کو آخرت میں ثواب دیں گے، یہ آیت مبارکہ عبدان بن الاشوع اور امرء القیس کندی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ان دونوں میں ایک زمین کا جھگڑا تھا۔

(۹۸) اور اے محمد ﷺ جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں خواہ نماز کی پہلی رکعت میں یا نماز کے علاوہ تو شیطان لعین سے جو کہ رحمت خداوندی سے مردود ہے پناہ مانگ لیا کریں۔

(۹۹) اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔

(۱۰۰) اس کا بس تو صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

(۱۰۱) اور جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کے بدلہ بذریعہ جبریل دوسرا حکم ناسخ بھیجتے ہیں، حالاں کہ بندوں کو کس چیز کا حکم دینا چاہیے اس کی مصلحت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں تو یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ آپ اپنی جانب سے ایسا کہہ رہے ہیں۔

بلکہ ان ہی میں سے اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ہی کاموں کا حکم دیتے ہیں جن میں ان کے لیے مصلحت اور بھلائی ہوتی ہے۔

(۱۰۲) اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اس قرآن کریم کو حضرت جبریل امین آپ کے رب کی طرف سے ناسخ

ومنسوخ کی طرح لاتے رہتے ہیں۔

تنزل کے صیغہ کو تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے کیوں کہ تھوڑا تھوڑا حکمت کے مطابق قرآن حکیم نازل ہوا ہے تا کہ ایمان والوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت قدم اور خوش رکھے اور مسلمانوں کے لیے گمراہی سے ہدایت اور جنت کی خوشخبری کا ذریعہ ہو جائے۔

(۱۰۳) اور اے محمد ﷺ یہ کفار مکہ دوسری بات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ قرآن کریم تو جبیر و یسار یہ دو آدمی آ کر سکھا جاتے ہیں جس شخص کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں، اس کی زبان تو (عجمی) عبرانی ہے اور یہ قرآن کریم تو صاف عربی زبان میں ہے، جس کو یہ جانتے ہیں۔

شان نزول: وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس ﷠ سے روایت کیا کہ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی ایک لوہار تھا اور رسول اکرم ﷺ اس کو جانتے تھے اور آپ اس لوہار کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور مشرکین آپ کی آمد و رفت کو دیکھتے تھے اور اس لوہار کی زبان عجمی تھی تو یہ دیکھ کر مشرکین کہنے لگے کہ یہ قرآن کریم آپ نے بلعام سے سیکھا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور ہم کو جانتے ہیں کہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھا جاتا ہے جس شخص کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے حصین کے طریق سے عبد اللہ بن مسلم حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام ''یسار'' اور دوسرے کا ''جبیر'' تھا، دونوں لوہار تھے دونوں اپنی کتاب پڑھتے اور اپنا علم سکھایا کرتے تھے، رسول اکرم ﷺ ادھر سے گزرتے اور ان کی قرأت کو سنتے تھے تو اس پر مشرکین کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے ان سے یہ قرآن سیکھا ہے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۰۴) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، اللہ تعالیٰ ان کو کبھی اپنے دین کی ہدایت نہیں کریں گے جو کہ اس کے دین کا اہل نہیں ہوگا یا یہ کہ ان کو جنت کی طرف رہنمائی نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو دوزخ سے نجات دے گا اور ان کے لیے دردناک سزا ہوگی۔

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ
بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ
مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ
الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ
مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا
ع لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ
نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾
وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً
يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ
اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا
يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ
فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوا مِمَّا
رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ
كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١١٤﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ
وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ
اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٥﴾
وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا
حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ
الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١١٦﴾
مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١٧﴾

جھوٹ اور افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور وہی جھوٹے ہیں (۱۰۵)۔ جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے۔ وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے۔ اور اُن کو بڑا سخت عذاب ہوگا (۱۰۶)۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے دُنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں عزیز رکھا۔ اور اس لئے کہ خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۷)۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے اور یہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۱۰۸)۔ کچھ شک نہیں کہ یہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والے ہوں گے (۱۰۹)۔ پھر جن لوگوں نے ایذائیں اُٹھانے کے بعد ترکِ وطن کیا پھر جہاد کیے اور ثابت قدم رہے تمہارا پروردگار ان کو بےشک ان (آزمائشوں) کے بعد بخشنے والا (اور اُن پر) رحمت کرنے والا ہے (۱۱۰)۔ جس دن ہر متنفس اپنی طرف سے جھگڑا کرنے آئے گا۔ اور ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کا نقصان نہیں کیا جائے گا (۱۱۱)۔ اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزا چکھا دیا (۱۱۲)۔ اور اُن کے پاس اُنہی میں سے ایک پیغمبر آیا تو اُنہوں نے اس کو جھٹلایا سو اُن کو عذاب نے آ پکڑا اور وہ ظالم تھے (۱۱۳)۔ پس خدا نے جو تم کو حلال اور طیّب رزق دیا ہے اُسے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ اگر اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۴)۔ اُس نے تم پر مُردار اور لہو اور سؤر کا گوشت حرام کر دیا ہے اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے (اس کو بھی) ہاں اگر کوئی ناچار ہو جائے تو بشرطیکہ گناہ کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے نکلنے والا تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۱۵)۔ اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آ جائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ کہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہیں ہوگا (۱۱۶)۔ (جھوٹ کا) فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (اس کے بدلے) ان کو عذاب الیم (بہت) ہوگا (۱۱۷)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۰۵) تا (۱۱۷)

(۱۰۵) سو جھوٹ اور بہتان لگانے والے تو یہی لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ہیں۔

(۱۰۶) جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے مگر جس پر کفر کا کلمہ کہنے پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا دل مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم ہو یہ آیت حضرت عمار بن یاسر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن ہاں جو دانستہ کلمہ کفر کہے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کو دنیاوی سزا سے زیادہ سخت سزا ہوگی۔

شان نزول: اِلاَّ مَنْ أُکْرِہَ (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا تو مشرکین نے حضرت بلال ؓ، حضرت خباب ؓ اور حضرت عمار بن یاسر ؓ کو پکڑ لیا چنانچہ حضرت عمار ؓ نے کفار کے مجبور کرنے پر ظاہری طور پر کفار کی مرضی کی بات کہہ دی تو کفار نے ان کو چھوڑ دیا۔ جب وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جب تم نے یہ بات کہی تھی تو تمہارے دل کی کیا کیفیت تھی کیا تمہارا دل تمہاری اس بات پر مطمئن تھا، حضرت عمار ؓ نے عرض کیا ہرگز نہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

نیز مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ کے چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا چنانچہ چند صحابہ کرام ؓ نے مدینہ منورہ سے ان کو لکھا کہ ہجرت کر کے چلے آؤ، چنانچہ وہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے، راستے میں ان کو قریش نے پکڑ لیا، غرض کہ مجبوراً زبردستی انھوں نے اپنی زبانوں سے اس قسم کے کلمات کہہ دیے ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعد نے طبقات میں عمر بن حکم ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ کو کفار کی طرف سے اس قدر تکلیف دی جاتی تھی کہ ان کو یہ احساس تک نہیں رہتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور حضرت صہیب ؓ کو بھی اسی طرح تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی اور حضرت ابوفکیھہ کو بھی اسی شدت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی۔

(١٠٧) اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ جو اس کے دین کا اہل نہ ہو اسے اپنے دین کی طرف ہدایت دیتا ہے اور نہ اس کو اپنے عذاب سے نجات دیتا ہے۔

(١٠٨) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ آخرت کے کام سے بالکل غافل ہیں اور اس کو انھوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے اور توحید سے غافل اور اس کے منکر ہیں۔

(١٠٩) اے محمد ﷺ یہ یقینی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے یہ آیت مبارکہ مذاق اڑانے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(١١٠) اے محمد ﷺ بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر اور ان کے ساتھی جنھوں نے اہل مکہ کی تکالیف اٹھا کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی پھر دشمنوں سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تکالیف پر ثابت قدم رہے تو آپ کا رب ہجرت کے بعد ایسے لوگوں کی بڑی بخشش کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔

شان نزول: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا (الخ)

حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو تکالیف دی جاتی تھیں انھی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لا کر ہجرت کی پھر جہاد کیا۔

(١١١) یعنی قیامت کے دن ہر ایک نیک و بد اپنی ہی طرفداری میں اور اپنے شیطان یا اپنی روح کے ساتھ گفتگو کرے گا اور ہر ایک نیک و بد کو اس کے اعمال کا خواہ نیک ہوں یا بد پورا بدلہ ملے گا یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی۔

(١١٢) اللہ تعالیٰ مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی ایک کیفیت بیان فرماتا ہے کہ وہ دشمن قتل، بھوک اور قید وغیرہ تمام چیزوں سے بڑے امن اور اطمینان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے کھانے کے لیے پھل ان کے پاس ہر طرف سے بڑی فراغت اور وسعت کے ساتھ پہنچا کرتے تھے۔ چنانچہ وہاں کے رہنے والوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو سات سالہ قحط اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے لڑائی کا مزہ

چکھایا ان کی ناغلط حرکات کی وجہ سے جو کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

(۱۱۳) اور ان کے پاس ان ہی میں سے ایک عربی رسول یعنی محمد ﷺ آئے تو جو احکامات آپ ان کے پاس لے کر آئے تھے، ان کو اس قوم نے جھٹلا دیا تب ان پر بھوک، قتل اور قید کا عذاب اللہ کی طرف سے نازل ہوا، جب کہ وہ کفر پر بالکل ہی کمر بستہ ہو گئے۔

(۱۱۴) سو کھیتیاں اور جانور اور نعمتیں کھاؤ اور اللّٰہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو یعنی اگر تم کھیتیوں اور جانوروں کو خود اپنے اوپر حرام کر لینے میں اللّٰہ کی عبادت سمجھتے ہو تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لو کیوں کہ اللہ کی عبادت ان کے حلال سمجھنے میں ہے۔

(۱۱۵) تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور بہتے ہوئے خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جو کہ غیر اللّٰہ کے نام پر یا بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے پھر جو شخص فاقے کی وجہ سے ان چیزوں کے کھانے پر جن کو اللّٰہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے بالکل مجبور ہو جائے بشرطیکہ مسلمانوں سے بغض نہ رکھتا ہو مطلب یہ ہے کہ مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو اور نہ یہ کہ بغیر شدید ضرورت کے کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس قدر شدید ضرورت کے موقع پر بقدر ضرورت مردار گوشت کھانے کو اللّٰہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور مہربانی فرمانے والا ہے کہ اس نے ایسی ضرورت کے وقت مردار کے کھانے کی اجازت دی۔

(۱۱۶) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کے بارے میں مت کہہ دیا کرو کہ مثلاً یہ کھیتی اور جانور مردوں پر حلال ہیں اور عورتوں پر حرام ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ پر محض بہتان لگا دو گے۔

جو لوگ اللّٰہ پر بہتان لگاتے ہیں وہ عذاب الٰہی سے فلاح اور نجات نہیں پائیں گے۔

(۱۱۷) ان کی دنیا میں یہ عیش چند روزہ ہے اور پھر آخرت میں دردناک سزا ہے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ
هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا
ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾
ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ
بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ
رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٢٥﴾
وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ
لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾

اور جو چیزیں ہم تم کو پہلے بیان کر چکے ہیں وہ ہم نے یہودیوں پر حرام کر دیں تھیں۔ اور ہم نے اُن پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۱۱۸)۔ پھر جن لوگوں نے نادانی سے بُرا کام کیا۔ پھر اسکے بعد توبہ کی اور نیکوکار ہو گئے تو تمہارا پروردگار (اُن کو) توبہ کرنے اور نیکوکار ہو جانے کے بعد بخشنے والا (اور اُن پر) رحمت کرنے والا ہے (۱۱۹)۔ بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام (اور) خدا کے فرمانبردار تھے۔ جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۰)۔ اُس کی نعمتوں کے شکر گذار تھے۔ خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلایا تھا (۱۲۱)۔ اور ہم نے اُن کو دُنیا میں بھی خوبی دی تھی۔ اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے (۱۲۲)۔ پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دینِ ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۳)۔ ہفتے کا دن تو انہی لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اور تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے (۱۲۴)۔ (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے اُن سے مناظرہ کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے (۱۲۵)۔ اور اگر تم اُن کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو اُن سے پہنچی ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے (۱۲۶)۔ اور صبر ہی کرو تمہارا صبر بھی خدا ہی کی مدد سے ہے۔ اور ان کے بارے میں غم نہ کرو اور جو یہ بداندیشی کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو (۱۲۷)۔ کچھ شک نہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں خدا اُن کا مددگار ہے (۱۲۸)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۱۸) تا (۱۲۸)

(۱۱۸) صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دیں تھیں جس کا بیان ہم آپ سے اس سورت سے پہلے سورۂ انعام میں کر چکے ہیں، چربیاں اور گوشت جو چیزیں ہم نے ان پر حرام کی تھیں ان کو حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی

زیادتی نہیں کی تھی لیکن انھوں نے گناہ کر کے خود ہی اپنے آپ کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام فرمائیں۔

(۱۱۹) پھر محمد ﷺ آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنھوں نے جہالت سے جان بوجھ کر یا اس سے ناواقف ہو کر کوئی برا کام کر لیا ہو اور اس کے بعد توبہ کر لی اور نیک اعمال پر کاربند ہو گئے تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

(۱۲۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے رہنما تھے اور اللہ تعالیٰ کے پورے فرمانبردار تھے اور سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۲۱) اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر انعامات فرمائے تھے وہ اس کے بڑے شکر گزار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام کے لیے چن لیا تھا اور ان کو سیدھے پسندیدہ راستے یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائی تھی۔

(۱۲۲) اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں جیسے اولاد صالحہ، ان کی عمدہ تعریف اور تمام انسانوں میں ان کا ذکر اور ثناء حسن دی تھیں اور جنت میں بھی وہ انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

(۱۲۳) اے محمد ﷺ پھر ہم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ دین ابراہیمی پر قائم رہیے جو کہ سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۲۴) اور ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنھوں نے جمعہ کی تعظیم میں اختلاف کیا تھا اور آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کر دے گا جس دین میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

(۱۲۵) اور آپ اپنے پروردگار کے دین کی طرف قرآن حکیم اور قرآن حکیم کی نصیحت آمیز آیتوں کے ذریعے سے لوگوں کو بلائیے اور ان کے ساتھ قرآن کریم اور کلمہ لا الہ الا اللّٰہ کے طریقہ سے بحث کیجیے آپ کا رب اس شخص کو بھی اچھی طرح جانتا ہے جو اس کے دین سے گمراہ ہوا اور وہی اپنے دین پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

(۱۲۶) اور اگر تم ان کی اموات کا بدلہ لینے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو اور بدلہ نہ لو تو یہ چیز آخرت میں بڑے ثواب کا باعث ہے۔

شانِ نزول: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ (الخ)

امام حاکمؒ نے اور بیہقیؒ نے دلائل میں اور بزار نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت حضرت حمزہ ؓ شہید کر دیے گئے تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور مشرکین نے حضرت حمزہؓ کا مثلہ یعنی ناک

وکان کاٹ ڈالے تھے تو آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا میں ان کے بدلے میں کفار میں سے ستر آدمیوں کو قتل کروں اور تو آپ اسی حالت میں کھڑے تھے تو جبریل امین سورۂ نحل کی ان آخری آیتوں کو لے کر تشریف لائے یعنی اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا سو ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

نیز امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں انصار میں سے چونسٹھ اور مہاجرین میں سے چھ حضرات شہید ہوئے ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، سب کا مثلہ کردیا گیا تھا یہ منظر دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اگر آج کے دن کی طرح کسی دن ہمیں ان پر موقع مل گیا تو ہم ان کی اس سے زیادہ بری حالت کردیں گے چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث سے آیت کا نزول فتح مکہ تک موخر معلوم ہوتا ہے اور اس سے پہلے جو حدیث روایت کی ہے اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہ آیت غزوہ احد میں نازل ہوئی ہے۔

غرض کہ ابن حصار نے تمام روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے بندوں کو یہ بات یاد دلانے کے لیے اس آیت کو دوبارہ نازل فرمایا ہے چنانچہ اولاً مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور پھر غزوہ احد میں اور پھر فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے۔

(۱۲۷) اور اے محمد ﷺ آپ کفار کی تکالیف پر صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خاص اللّٰہ ہی کی توفیق خاص سے ہے اور ان مذاق اڑانے والوں کی ہلاکت پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے دل چھوٹا نہ کیجئے۔

(۱۲۸) اللّٰہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں اور جو کہ قول و عمل ہر ایک اعتبار سے موحد ہوتے ہیں۔

منزل ۴

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشَرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ
مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ
وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ
وَکِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۝
وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ
مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا
عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ
وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ
وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝
اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا
الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝
عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ
لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ
وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
اَجْرًا کَبِیْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
اَلِیْمًا ۝ وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَکَانَ الْاِنْسَانُ
عَجُوْلًا ۝

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشَرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصےٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سُننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (۱)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی اور اُس کو بنی اسرائیل کے لئے رہنما مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا (۲)۔ اے اُن لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا بے شک نوح (ہمارے) شکر گزار بندے تھے (۳)۔ اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے (۴)۔ پس جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مُسلط کر دیے اور وہ شہروں کے اندر پھیل گئے۔ اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا (۵)۔ پھر ہم نے دوسری بار تم کو اُن پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو جماعت کثیر بنا دیا (۶) اگر تم نیکوکاری کرو گے تو اپنی جانوں کے لیے کرو گے۔ اور اگر اعمال بد کرو گے تو (اُن کا) وبال بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ پھر جب دوسرے (وعدے) کا وقت آیا تو (ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے) تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہو گئے تھے اُسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کر دیں (۷)۔ اُمید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر وہی (حرکتیں) کرو گے تو ہم بھی وہی (پہلا کے لیے سلوک) کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے (۸)۔ یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کے لیے جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لیے اجر عظیم ہے (۹)۔ اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰)۔ اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اُسی طرح بُرائی مانگتا ہے۔ اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے (۱۱)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۱) تا (۱۱)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے آیت وَاِنْ کَادُوْا سے سُلْطَانًا نَّصِیْرًا تک اور اس آیت کے کہ جس میں وفد ثقیف کا تذکرہ ہے یہ آیات مدنی ہیں اور اس سورت میں ایک سو گیارہ آیات اور پندرہ سو تینتیس کلمات اور چھ ہزار چار سو حروف ہیں۔

(۱) وہ اولاد اور شریک سے پاک ذات ہے جو رسول اکرم ﷺ کو حرم شریف یعنی حضرت ام ہانی کے مکان سے رات کے ابتدائی حصہ میں مسجد اقصیٰ تک لے گیا جو کہ مکہ مکرمہ سے بہت دور اور گویا کہ آسمان کے قریب ہے جس کے گرد ہم نے پانی درختوں اور پھلوں کی برکتیں رکھی تھیں تاکہ ہم محمد ﷺ کو اپنے عجائبات قدرت دکھادیں چنانچہ اس رات میں رسول اکرم ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ سب عجائبات خداوندی میں سے تھا بے شک اللہ تعالیٰ قریش کی باتوں کو بڑے سننے والے اور قریش کے طرز عمل اور رسول اکرم ﷺ کے اس سفر کو بڑے دیکھنے والے ہیں۔

(۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دم توریت دی تھی اور ہم نے اسکو بنی اسرائیل کے لیے گمراہی سے ذریعہ ہدایت بنایا جس میں یہ بھی حکم تھا کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۳) اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان مردوں اور عورتوں کی پشتوں میں کشتی میں سوار کیا تھا وہ بڑے شکر گزار بندے تھے چنانچہ کھانے پینے اور لباس پہننے کے وقت بھی الحمد للّٰہ کہتے تھے۔

(۴) اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل کو یہ بات بتادی تھی کہ تم زمین میں دوبارہ خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے اور بہت زیادتیاں کرو گے۔

(۵) پھر جب ان دو مرتبہ میں سے پہلی بار کی شرارت پر عذاب کا وقت آئے گا یا یہ کہ ان میں سے پہلی شرارت کا وقت آئے گا تو ہم تم لوگوں پر بابل کا بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو مسلط کردیں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے اور پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے اور تمہیں قتل کر ڈالیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا یعنی اگر تم نافرمانیاں کرو گے تو تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کیا جائے گا۔ چنانچہ بنی اسرائیل نوے سال تک سخت تکالیف کے اندر بخت نصر بادشاہ کی قید میں رہے۔

(۶) پھر اللّٰہ تعالیٰ نے کورش ہمدانی بادشاہ کے ذریعے ان کی مدد فرمائی اور بخت نصر پر کورش ہمدانی کو غلبہ دیا یعنی پھر ہم تمہیں دولت دے کر تم پر مہربانی فرمائیں گے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائیں گے اور تمہاری جماعت

اور تعداد کو بڑھا دیں گے۔

(۷)　اگر تم توحید خداوندی پر قائم رہو گے تو اس کا ثواب یعنی جنت اپنے ہی نفع کے لیے حاصل کرو گے اور اگر تم شرک کرو گے تو اس کی سزا تم ہی کو بھگتنی پڑے گی۔

چنانچہ تطوس کے غلبہ سے پہلے بنی اسرائیل دو سو بیس سال تک خوب خوشیوں اور نعمتوں اور مردوں کی زیادتی اور دشمنوں پر غلبہ میں مست رہے پھر جب ان دو بار میں سے دوسری سزا یا دوسرے فساد کی میعاد آئے گی تو ہم تم پر تطوس بن اسیانوس رومی کو مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہیں مار مار کر اور قید کر کے تمہاری صورتیں بگاڑ دے اور جس طرح بخت نصر لوٹ مار کے ساتھ بیت المقدس میں گھسا تو اسی طرح یہ لوگ بھی گھس پڑیں گے اور جس چیز پر ان کا زور چلے گا سب کو ہلاک و برباد کر ڈالیں گے۔

(۸)　عجب نہیں کہ (اگر تم شریعت محمد یہ کی پیروی کرو) تو تمہارا پروردگار اس کے بعد تم پر رحم فرمائے۔ اور اگر تم پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر وہی سزا کا برتاؤ کریں گے اور اگر تم نیکیاں کرو گے تو ہم بھی رحمتیں نازل فرمائیں گے اور ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔

(۹)　یہ قرآن حکیم ایسے طریقے کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے یعنی شہادت اِنَّ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَ اِنَّ مُـحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہ اور ان باخلاص مومنوں کو جو کہ اعمال صالحہ کرتے ہیں جنت میں کامل عظیم الشان ثواب ملنے کی خوشخبری دیتا ہے۔

(۱۰)　اور اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے آخرت میں ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۱۱)　اور نضر بن حارث کافر اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے برائی اور تکالیف کی ایسی درخواست کرتا ہے جیسا کہ عافیت اور رحمت کی درخواست کی جاتی ہے اور یہ نضر عذاب کا بہت ہی جلدی مطالبہ کر رہا ہے۔

۞ ۞ ۞

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ
اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ
وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝۱۲ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ
طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝۱۳
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝۱۴ مَنِ اهْتَدٰى
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵ وَاِذَآ اَرَدْنَآ
اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا
الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ
بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۱۷
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ
جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۱۸ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ
وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۱۹ كُلًّا
نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝۲۰
اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ
تَفْضِيْلًا ۝۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝۲۲ ع
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ
تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝۲۵

اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے (۱۲)۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بصورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اُسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا (۱۳)۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے (۱۴)۔ جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اُسی کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دُوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے (۱۵)۔ اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اُس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہوگیا۔ اور ہم نے اُسے ہلاک کر ڈالا (۱۶)۔ اور ہم نے نوح کے بعد بہت سی اُمتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے والا کافی ہے (۱۷)۔ جو شخص دُنیا (کی آسودگی) کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لیے جہنم کو (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ نفرین سُن کر اور (درگاہِ خدا سے) راندہ ہو کر داخل ہوگا (۱۸)۔ اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اُسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے (۱۹)۔ ہم اُن کو اور ان سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی سے رُکی ہوئی نہیں (۲۰)۔ دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اور آخرت درجوں میں (دُنیا سے) بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے (۲۱)۔ اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں سُن کر اور بے کس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ گے (۲۲)۔ اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا اور اُن سے ادب کے ساتھ بات کرنا (۲۳)۔ اور عجز و نیاز کے ساتھ اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دُعا کرو کہ اے پروردگار جیسا اُنہوں نے

مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما (۲۴) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے (۲۵)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۱۲) تا (۲۵)

(۱۲) اور ہم نے چاند اور سورج کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنائیں سو ہم نے رات کی نشانی یعنی چاند کی روشنی کو دھندلا بنایا اور سورج کو خوب روشن بنایا تا کہ تم دن میں دنیا و آخرت کماؤ اور تا کہ چاند کی کمی اور زیادتی سے برسوں، مہینوں اور دنوں کا حساب معلوم کر لو اور ہم نے حلال و حرام اور اوامر و نواہی میں سے ہر ایک چیز کو قرآن کریم میں خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۱۳۔۱۴) اور ہم نے ہر ایک انسان کا عمل یعنی قبر میں منکر و نکیر کو سوال و جواب کا دفتر اس کی گردن کا ہار کر رکھا ہے یا یہ کہ اس کی نیکی و بدی اس کا نفع و نقصان اور شقاوت و سعادت اس کے ساتھ لازم ہے اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے دیکھنے کے لئے سامنے کر دیں گے جس میں اس کی نیکیاں اور برائیاں سب واضح ہوں گی اور وہ ان کو دیکھ لے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامہ اعمال خود پڑھ لے، آج تو خود اپنے اعمال کا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

(۱۵) جو ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے ایمان لاتا ہے اور جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کفر کی سزا اسی کو ملتی ہے کیوں کہ کوئی شخص بخوشی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن قصاص وغیرہ کے عوض یا کسی کو کسی دوسرے کے گناہ کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو بغیر جرم کے سزا نہیں دی جائے گی اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ کسی رسول کو ان کے پاس ان کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کے لیے نہیں بھیج لیتے۔

شانِ نزول: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (الخ)

حافظ ابن عبدالبرؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، فرماتی ہیں کہ جب اسلام مضبوط ہو گیا تو پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بچے فطرت پر ہوں گے یا آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

(۱۶) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کے سرداروں اور ظالموں کو اطاعت اور فرمانبرداری کا

حکم دیتے ہیں یا یہ کہ اسی بستی کے سرداروں ظالموں اور مالداروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں یا یہ کہ بستی کے ظالموں اور رؤسا کو تسلط دے دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ خوب نافرمانیاں کرتے ہیں، تب ان پر نزول عذاب کی حجت پوری ہو جاتی ہے پھر ہم اس بستی کو تباہ اور برباد کر ڈالتے ہیں۔

(۱۷) اور ہم نے بہت سی امتوں کو قوم نوح علیہ السلام کے بعد ہلاک کیا ہے اور ہم اپنے بندوں کی ہلاکت اور ان کے گناہوں اور ان پر نزول عذاب سے باخبر ہیں اگر چہ اس چیز سے آپ کو آگاہ نہیں کیا۔

(۱۸) جو شخص اپنے ان نیک اعمال سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں، دنیا کی نیت رکھے گا اور آخرت کا منکر ہوگا تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال دے دیں گے پھر اس کو آخرت میں بالکل بھی نہ دیں گے بلکہ جہنم اس کے لیے واجب کریں گے جو بد حال اور ہر ایک نیک کام کے ثواب سے محروم ہو کر داخل ہوگا یہ آیت مرثد بن ثمامہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۹) اور جو شخص اپنے ان مفروضہ اعمال صالحہ میں جنت کی نیت رکھے گا اور جنت کے لیے جیسے اعمال کرنے چاہئیں ویسے ہی عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مومن مخلص بھی ہو تو اس کا یہ عمل اللہ کے نزدیک مقبول ہوگا یہ آیت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۰) آپ کے رب کی عطا میں تو ہم اہل اطاعت کی بھی امداد کرتے ہیں اور اہل معصیت کو بھی مال و دولت دیتے ہیں اور آپ کے رب کی یہ عطا نیک و بد سے بند نہیں ہے۔

(۲۱) اور اے محمد ﷺ آپ دیکھ لیجیے کہ مال و دولت خرم و حشم میں ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور آخرت میں مومنین کے لیے بہت انعامات ہیں اور آخرت درجات اور فضائل کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو ورنہ صاحب ملامت ہو جائے گا کہ خود ہی اپنے آپ کو ملامت کرے گا اور پروردگار حقیقی تجھ کو ذلیل کر دے گا۔

(۲۳) تیرے معبود برحق نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسی معبود برحق کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی ان کے ساتھ قطعاً کوئی نازیبا اور ادب کے خلاف گفتگو مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا۔

(۲۴) اور اللہ کے سامنے شفقت اور نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کے لیے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

(۲۵) تمہارا رب تمہارے دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کا ادب و احترام کرنے کا کیا جذبہ ہے اگر تم حقیقت میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہو تو وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ
وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا
اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ
يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
ع خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ
كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ
فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ
هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اُڑاؤ (۲۶)۔ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے (۲۷)۔ اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں اُمید ہو اُن (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو اُن سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو (۲۸)۔ اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کرلو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ (۲۹)۔ بے شک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور (اُن کو) دیکھ رہا ہے (۳۰)۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیونکہ) اُن کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے (۳۱)۔ اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے (۳۲)۔ اور جس جاندار کا مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اُسے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی بفتوائے شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اُس کے وارث کو اختیار دیا ہے کہ (ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے۔ کہ وہ منصور و فتح یاب ہے (۳۳)۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی (۳۴)۔ اور جب (کوئی چیز) ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور جب (تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے (۳۵)۔ اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہوگی (۳۶)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۲٦) تا (۳٦)

(۲٦) یہ آیت مبارکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اللّٰہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے اور اسی طرح محتاج کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا اور نیز مسافر کا بھی احترام کرتے رہنا اور مسافر کا حق تین دن تک ہے اور اپنے مال کو حقوق اللّٰہ کے علاوہ اور دوسری جگہ پر مت خرچ کرنا اگر چہ ایک کوڑی ہی کیوں نہ ہو یا یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی میں قطعا مت خرچ کرنا۔

شان نزول: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی (الخ)

طبرانیؒ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قرابت دار کو اسکا حق دیتے رہنا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلا کر ان کو (باغ) فدک دے دیا۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ حدیث مشکل ہے (ظاہر کے خلاف ہے) کیوں کہ حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے حالاں کہ یہ آیت مکی ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۲۷) ایسے لوگ جو اپنے اموال کو اگر چہ ایک کوڑی ہو، حقوق اللّٰہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر خرچ کرتے ہیں یہ شیطانوں کے مددگار ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

(۲۸) اور اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی تجھے امید ہو اور اس پوشیدہ مال کے انتظار میں تجھے ان قرابت داروں اور محتاجوں سے بطور شفقت اور حیا کے پہلو تہی کرنا پڑے تو پھر ایسی صورت میں دلجوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لینا کہ انشاء اللّٰہ کہیں سے آئے گا تو دے دیا جائے گا۔

شان نزول: وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ (الخ)

سعید بن منصورؒ نے عطا خراسانیؒ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مزنیہ کے کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں سواری حاصل کرنے کے لیے آئے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تمہیں سوار کر دوں تو وہ روتے ہوئے غم وافسوس کے ساتھ واپس ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کے انکار سے یہ سمجھے کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور اگر اپنے رب کی طرف جس رزق کے آنے کی امید ہے آپ کو اس کے انتظار میں ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا۔ اور ابن جریرؒ نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان مساکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ رسول اکرم ﷺ سے مانگا کرتے تھے۔

(۲۹) اور نہ تو خرچ اور عطیہ سے اس طرح جیسا کہ ہاتھ گردن میں باندھ لیا جائے ہاتھ روک لیا جائے اور نہ بالکل

ہی خرچ اور عطیہ میں اسراف کرنا چاہیے یعنی کہ اپنا تمام مال ایک محتاج اور صرف ایک قرابت دار کو نہ دینا چاہیے کہ دوسروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے ورنہ الزام خوردہ خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے کہ دوسرے فقراء اور قرابت دار الزام دیں گے اور تم سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو تمہارے پاس مال ہو گا وہ سب دوسرے تم سے لے جائیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ سے کرتہ مانگا تھا تو آپ نے کرتہ اتار کر اس کو دے دیا اور خود برہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے منع فرمایا کہ اپنا ہاتھ بالکل ہی نہیں کھول دینا چاہیے کہ اپنے بدن کا کرتہ تک اتار کر آپ دے دیں اور پھر آپ کرتہ بدن پر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے باہر بھی نکل نہ سکیں۔

شانِ نزول: وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً (الخ)

سعید بن منصورؒ نے سیار ابی الحکمؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس کپڑے وغیرہ مال آیا اور آپ بہت ہی بخشش کرنے والے تھے چنانچہ آپ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا پھر دوسری قوم آپ کے پاس لینے کی امید سے آئی تو آپ کو دیکھا کہ آپ تقسیم کر چکے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ اور خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے۔

اور ابن مردویہؒ وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک لڑکا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ آپ سے یہ مانگ رہی ہے، آپ نے فرمایا آج کے دن تو ہمارے پاس کچھ نہیں، وہ لڑکا کہنے لگا تو میری ماں کہتی ہے کہ پھر آپ اپنا کرتہ مبارک ہی مجھے دے دیں، چنانچہ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو دے دیا اور گھر میں بغیر کرتہ کے بیٹھ گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، نیز ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے، سب راہ اللہ میں خرچ کر دو، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اب کچھ باقی نہیں رہا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس حدیث کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے۔

(۳۰) بے شک آپ کا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے مال کی فراخی عطا فرماتا ہے اور اس میں بھی اس کی حکمت ہوتی ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہوتی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور تنگی اور فراخی کو خوب دیکھتا ہے۔

(۳۱) یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، اس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ ناداری اور ذلت کے اندیشہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ مت دفن کیا کرو ہم ان لڑکیوں کو اور

تم کو بھی رزق دیتے ہیں بے شک ان کا زندہ دفن کر دینا سزا کے اعتبار سے بہت بڑا بھاری گناہ ہے۔

(۳۲) اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ نہ خفیہ طریقہ پر اور نہ علانیہ طور پر وہ بڑی معصیت اور گناہ کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔

(۳۳) اور جس مومن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہے اس کو مت قتل کرو ہاں مگر حق پر جیسا کہ زانی کو رجم کر دیا جائے اور قصاص میں قاتل کی اور حالت ارتداد میں مرتد کی گردن اڑا دی جائے۔

اور جس شخص کو ناحق دانستہ قتل کر دیا جائے تو ہم نے ولی مقتول کو قاتل کے اوپر اجازت اور اختیار دیا ہے، اگر چاہے وہ قاتل کو قتل کر دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے تو ولی مقتول کو قاتل کے قتل کے بارے میں حد شرعی تجاوز نہیں کرنا چاہیے یعنی غیر قاتل کو نہ قتل کرے یا یہ کہ ایک کے عوض دس کو نہ قتل کرے۔ وہ طرف داری کے قابل ہے کہ قاتل کو قتل کر دیا جائے اور اس کو معاف نہ کیا جائے۔

(۳۴) اور یتیم کے مال میں اس کے مال کی حفاظت اور اس کے مال کے بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو تا کہ وہ پندرہ یا اٹھارہ سال کا ہو جائے اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان جو عہد مشروع ہوا کرے، اس کو پورا کیا کرو کیوں کہ ایسے عہد کے توڑنے والے سے اس کے عہد کے بارے میں قیامت کے دن حساب ہوگا۔

(۳۵) اور جب ماپنے کی چیز ماپ کر دو تو پورا ماپو اور تولنے کی چیز کو صحیح ترازو سے تول کر دو، یہ ماپ و تول اور وعدوں کو پورا کرنا یہ بدعہدی اور چیزوں کو کم دینے سے بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

(۳۶) اور جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو اور اس کو صحیح طور پر دیکھی اور سنی نہ ہو تو مت بیان کرو، کیوں کہ کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے اور دل میں جن باتوں کی تمنا کی ہے قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔

❁ ❁ ❁

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ
الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ
مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ
فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ
ع وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾
قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ
سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ
السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ
وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قَرَأْتَ
الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا
مَسْتُورًا ﴿٤٥﴾ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ
وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿٤٦﴾
نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ
إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انْظُرْ كَيْفَ
ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا
كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾

اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں کی (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا (۳۷)۔ ان سب (عادتوں) کی بُرائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے (۳۸)۔ (پیغمبر) یہ اُن (ہدایتوں) میں سے ہیں جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں۔ اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ اور (درگاہ خدا سے) راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے (۳۹)۔ (مشرکو!) کیا تمہارے پروردگار نے تم کو لڑکے دیئے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا۔ کچھ شک نہیں کہ (یہ) بڑی (نامعقول) بات کہتے ہو (۴۰)۔ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ مگر وہ اس سے اور بدک جاتے ہیں (۴۱)۔ کہہ دو کہ اگر خدا کے ساتھ اور معبود ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ ضرور (خدائے) مالک عرش کی طرف (لڑنے بھڑنے کیلئے) رستہ نکالتے (۴۲)۔ وہ پاک ہے اور جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اُس سے (اُس کا رُتبہ) بہت عالی ہے (۴۳)۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ اُن میں ہیں سب اُسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور (مخلوقات میں سے) کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ لیکن تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ بُردبار (اور) غفار ہے (۴۴)۔ اور جب تم قرآن پڑھا کرتے ہو تو ہم تم میں اور اُن لوگوں میں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حجاب پر حجاب کر دیتے ہیں (۴۵)۔ اور اُن کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اُسے سمجھ نہ سکیں اور اُن کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب تم قرآن میں اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کرتے ہو تو وہ بدک جاتے ہیں اور پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں (۴۶)۔ یہ لوگ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو جس نیت سے یہ سنتے ہیں ہم اُسے خوب جانتے ہیں اور جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں (یعنی) جب ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے (۴۷)۔ دیکھو انہوں نے کس کس طرح کی تمہارے بارے میں باتیں بنائی ہیں۔ سو یہ گمراہ ہو رہے ہیں اور رستہ نہیں پا سکتے (۴۸)۔ اور کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور چور چور ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہو کر اُٹھیں گے (۴۹)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۳۷) تا (۴۹)

(۳۷) اور زمین پر تکبر کے ساتھ اتراتا ہوا مت چل کیوں کہ تو اپنے اترانے اور زمین پر زور سے قدم رکھنے کے ساتھ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔

(۳۸) یہ تمام مذکورہ برے کام جن سے تجھ کو روکا گیا ہے تیرے رب کے نزدیک قطعی ناپسند ہیں۔

(۳۹) جن باتوں کا آپ کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے یہ اس حکمت میں کی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں

آپ پر وحی کے ذریعے بھیجی ہیں اور اے مخاطب اللہ برحق کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کرنا ورنہ تو خود اپنے نفس کو ملامت کرنے والا اور ہر ایک بھلائی سے دور ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۴۰) تو کیا پھر بھی اس بات کے قائل ہو کہ تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنائی ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلاف بہت سخت بات کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہو۔

(۴۱) اور ہم نے اس قرآن میں وعدے اور وعید سب کو بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح نصیحت حاصل کرلیں۔ باقی قرآن کریم کی وعیدیں سن کر وہ تو ایمان سے دور ہی بھاگ رہے ہیں۔

(۴۲۔۴۳) اور اگر اس معبود برحق کے ساتھ مقابل ان لوگوں کے اور بھی معبود ہوتے تو انھوں نے ابھی تک عرش والے تک اپنی قدر و منزلت کو یا یہ کہ راستہ کو تلاش کرلیا ہوتا، اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ذات بابرکت اولاد اور شریک سے پاک اور ان کی شرکیہ باتوں سے بہت زیادہ برتر اور ہر ایک چیز سے بلند ہے۔

(۴۴) اور وہ ایسا پاک ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکی بیان کررہی ہیں اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں، خواہ نباتات میں ہو جو کہ اس کے حکم سے اس کی پاکی (حالاً یا قالاً) نہ بیان کرتی ہو لیکن تم ان کی پاکی کو نہیں سمجھتے کہ کون سی زبان میں وہ پاکی بیان کررہے ہیں۔

بے شک وہ اپنے بندوں پر بڑا حلیم ہے کہ فوراً ان کی گرفت نہیں کرتا اور بڑا غفور بھی ہے کہ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرماتا ہے۔

(۴۵) اور جب آپ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ابوجہل کے درمیان جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ حائل کردیتے ہیں اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ حق بات کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے دیتے ہیں۔

شانِ نزول: وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن شہابؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مشرکین قریش کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور ان کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے تو وہ کہتے کہ یہ ہمیں مائل کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف یہ ہمیں بلا رہے ہیں اس سے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ان ہی کے اقوال روایت کردیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ (الخ) ۔یعنی جب آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے درمیان ایک پردہ حائل کردیتے ہیں۔

(۴۶) اور جب آپ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے بتوں کی طرف لوٹ جاتے اور ان کی عبادت کی طرف جھک جاتے اور آپ کے فرمان سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

(۴۷) اور جس وقت ابوجہل وغیرہ آپ کے قرآن کریم پڑھنے کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ

جس غرض سے یہ آپ کی قرأت کو سنتے ہیں اور نیز جس وقت یہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ بعض ان میں سے آپ کو ساحر اور بعض شاعر اور بعض کاہن اور بعض دیوانہ کہتے ہیں اور بعض دوسروں سے کہتے ہیں کہ تم محمد ﷺ کا ساتھ دے رہے ہو جو کہ مغلوب العقل ہیں۔

(۴۸) اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو کہ یہ لوگ آپ کے لیے کیسے کیسے القابات تجویز کرتے ہیں۔ سو یہ لوگ اپنی ان باتوں میں گمراہی میں پڑے ہوئے ان سے ان کو چھٹکارا نہیں حاصل ہوسکتا یا یہ کہ ان کے پاس اپنی باتوں کے لیے کوئی بھی دلیل نہیں۔

(۴۹) اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر پرانی ہڈیاں اور ان کا بھی چورا ہو جائیں گے تو ہم پھر زندہ ہوں گے اور مرنے کے بعد پھر از سر نو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی۔

قُلْ كُوْنُوْا
حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۙ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ
مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ
رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝
يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ
اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ
بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ
وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا
بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ
زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝
وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا
عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ
بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ
اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

کہہ دو (خواہ تم) پتھر ہو جاؤ یا لوہا (۵۰)۔ یا کوئی اور چیز جو تمہارے نزدیک (پتھر اور لوہے سے بھی) بڑی (سخت) ہو۔ جھٹ کہیں گے کہ (بھلا) ہمیں دوبارہ کون جلائے گا؟ کہہ دو کہ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ تو (تعجب سے) تمہارے آگے سر ہلائیں گے اور پوچھیں گے کہ ایسا کب ہوگا؟ کہہ دو اُمید ہے کہ جلد ہوگا (۵۱)۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اسکی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں بہت کم (مدت) رہے (۵۲)۔ اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں۔ کیونکہ شیطان (بُری باتوں سے) اُن میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کُھلا دُشمن ہے (۵۳)۔ تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے۔ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ اور ہم نے تم کو اُن پر داروغہ (بنا کر) نہیں بھیجا (۵۴)۔ اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں تمہارا پروردگار اُن سے خوب واقف ہے۔ اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عنایت کی (۵۵)۔ کہو (کہ مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے۔ اُن کو بلا دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے (۵۶)۔ یہ لوگ جن کو (خدا کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون اُن میں (خدا کا) زیادہ

مقرب (ہوتا) ہے اور اُسکی رحمت کے اُمیدوار رہتے ہیں اور اُس کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے (۵۷)۔ اور (کفر کرنے والوں کی) کوئی بستی نہیں مگر قیامت کے دن سے پہلے ہم اُسے ہلاک کردیں گے یا سخت عذاب سے معذب کرینگے۔ یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے (۵۸)۔ اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لیے موقوف کردیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور ہم نے ثمود کو اُونٹنی (نبوت صالح کی کھلی) نشانی دی تو اُنہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو (۵۹)۔ جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا پروردگار لوگوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اس کو لوگوں کے لیے آزمائش کیا اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو اُن کو اس سے بڑی (سخت) سرکشی پیدا ہوتی ہے (۶۰)

تفسیر سورة بنی اسرائیل آیات (۵۰) تا (٦٠)

(۵۰) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم پتھر یا پتھر سے سخت یا لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر دیکھ لو پھر بھی مرنے کے بعد تمہیں زندہ کیا جائے گا۔

(۵۱) اب اس تحقیق کے بعد آپ سے پوچھیں گے کہ کون ہمیں زندہ کرے گا تو آپ ان کے جواب میں فرما دیجیے کہ وہ، وہ ہے کہ جس نے پہلی بار تمہیں تمہاری ماؤں کے رحموں سے پیدا کیا ہے۔

آپ کی اس بات پر سر ہلا ہلا کر اظہار تعجب کے طور پر کہیں گے، سو اس بات کا جو آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا آپ فرما دیجیے عجب نہیں کہ یہ قریب ہی آپہنچا ہو یعنی اللہ تعالیٰ پر اس وعدہ کا پورا فرمانا ضروری ہے۔

(۵۲) اب اس کے وقت وقوع کو بیان فرماتا ہے کہ یہ اس روز ہوگا جب کہ تمہیں قبروں سے اٹھانے کے لیے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے پکارنے والے فرشتہ کی بحکم الٰہی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ قبر میں ہم بہت ہی کم رہے تھے۔

(۵۳) آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ جب کفار کی باتوں کا جواب دیا کریں تو ایسی بات کہا کریں جو کہ اخلاق اور نرمی کے اعتبار سے بہتر ہو۔

کیوں کہ شیطان سخت جواب دلوا کر لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے اور واقعی وہ کھلا دشمن ہے اور یہ حکم جہاد کے نزول سے قبل والا حکم ہے۔

(۵۴) تمہارا پروردگار تمہاری صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں اہل مکہ سے نجات دے دے اور وہ چاہے تو ان لوگوں کو تم پر مسلط کر دے اور ہم نے آپ کو ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ سے کچھ باز پرس ہو۔

(۵۵) اور آپ کا پروردگار مومنوں کی صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے اور ہم نے پہلے بھی بعض نبیوں کو شرف خلوت اور

شرف کلامی کے ساتھ بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد علیہ السلام کو زبور دے چکے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور رسول اکرم ﷺ کو قرآن کریم دیا ہے۔

(۵۶) محمد ﷺ آپ خزاعہ سے فرما دیجیے جو کہ جنوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو فرشتے سمجھتے ہیں کہ ذرا اپنے ان معبودوں کو جن کی تم اللّٰہ کے علاوہ پوجا کرتے ہو شدت اور سختی کے وقت پکارو تو سہی وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ان کو اختیار ہے۔

شانِ نزول: قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے وہ جن مشرف باسلام ہوگئے مگر یہ بدبخت پجاری ان ہی کی عبادت کرتے رہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے کہ جن کو تم اللّٰہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

(۵۷) اور یہ فرشتے جن کی یہ کفار عبادت کر رہے ہیں، وہ خود اپنے رب کی عبادت کرکے اس کے دربار میں قربت اور فضیلت حاصل کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ خود اس کی جنت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کے عذاب نازل ہونے پر ان کو پھر کوئی پناہ نہیں۔

(۵۸) کوئی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم ہلاک نہ کر دیں یا ان کو تلوار اور دیگر بیماریوں کا سخت ترین عذاب نہ دیں ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا نازل ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

(۵۹) اور ہمیں خاص فرمائشی معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان معجزات کو جھٹلا چکے ہیں اور اس جھٹلانے پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے تو اسی طرح اگر یہ تکذیب کریں گے تو یہ بھی ہلاک کر دیے جائیں گے۔

اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی نبوت پر معجزہ کے طور پر ان کی قوم کی فرمائش پر ایک اونٹنی دی تھی جو کہ عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی سو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کے پیر کاٹ ڈالے اور ہم ایسے معجزات کو صرف عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں یعنی اگر یہ اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

شانِ نزول: وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (الخ)

امام حاکمؒ اور طبرانیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے لیے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیا جائے اور ان سے پہاڑوں کو دور کر دیا جائے تا کہ یہ کھیتی باڑی

کر سکیں تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے اس سوال کا جواب ان سے ٹال دیں اور اگر آپ چاہیں تو ان کی اس درخواست کو پورا کر دیا جائے مگر اس کے بعد اگر انھوں نے کفر کیا تو جیسا کہ ان کے پہلے ہلاک کر دیے گئے اسی طرح ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کی اس درخواست کو ٹال دیتا ہوں، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہمیں خاص معجزات بھیجنے سے صرف یہ امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں۔

نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مگر اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

(۶۰) اور آپ وہ وقت یاد کیجیے، جب کہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب تمام مکہ والوں سے بخوبی واقف ہے کہ کون ان میں سے ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

اور ہم نے واقعہ معراج میں جو تماشا حالت بیداری میں آپ ﷺ کو دکھا دیا تھا، اور شجرۃ زقوم جس کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے، ان دونوں چیزوں کو ان مکہ والوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا۔

اور ہم ان کو شجرۃ زقوم سے جو کہ طعام کفار ہے ڈراتے رہتے ہیں مگر اس وعید سے ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

شان نزول: وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (الخ)

ابو یعلیٰؒ نے حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب رات کے وقت معراج کرائی گئی تو آپ نے صبح کو معراج کا واقعہ کفار کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا تو وہ مذاق اڑانے لگے اور آپ سے نشانیاں پوچھنے لگے چنانچہ آپ نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت بیان کی اور عیر پہاڑ کا واقعہ بیان کیا، اس پر ولید بن مغیرہ نے کہا، نعوذ باللّٰہ یہ جادوگر ہیں، تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے جو تماشہ آپ کو دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا اور ابن منذر نے حسن رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن مردویہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ صبح کو متفکر تھے تو آپ سے کہا گیا یا رسول اللّٰہ آپ کیوں فکر فرما رہے ہیں یہ معراج کا واقعہ جو آپ کو دکھایا گیا یہ تو ان کے لیے موجب گمراہی ہے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، نیز ابن جریر نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حدیث عمرو بن العاص اور حدیث یعلی بن مرہ اور مرسل سعید بن المسیب سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر ان سب کی سندیں ضعیف ہیں۔

شانِ نزول : وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے اور امام بیہقیؒ نے کتاب بعث میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شجرۂ زقوم کا ذکر فرمایا تو اس سے قریش کا یہ قبیلہ ڈرا تو ابوجہل بدبخت کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ شجرہ زقوم جس سے محمد ﷺ تمہیں ڈرا رہے ہیں کیا ہے، قریش نے کہا نہیں، ابوجہل نے کہا کہ وہ ثرید پر مکھن لگا ہوا ہے کہ جس سے ہم اپنے پیٹ بھریں گے اور اس کو چبا چبا کر کھائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَءَيْتَكَ هَٰذَا ٱلَّذِى كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ ٱذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَوْلَٰدِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِى لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾ رَّبُّكُمُ ٱلَّذِى يُزْجِى لَكُمُ ٱلْفُلْكَ فِى ٱلْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فِى ٱلْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّىٰكُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ ٱلْإِنسَٰنُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ ٱلْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا۟ لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ ٱلرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا۟ لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِۦ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ ءَادَمَ وَحَمَلْنَٰهُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلْنَٰهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا (۶۱)۔ (اور ازراہِ طنز) کہنے لگا دیکھ تو کہ یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں گا (۶۲)۔ خدا نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا (ہے) (۶۳)۔ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ۔ اور اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ اور اُن کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور اُن سے وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے اُن سے کرتا ہے سب دھوکا ہے (۶۴)۔ جو میرے مخلص بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ زور نہیں ۔اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے (۶۵)۔ تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اُس کے فضل سے (روزی) تلاش کرو۔ بے شک وہ تم پر مہربان ہے (۶۶)۔ اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اُس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا (۶۷)۔ کیا تم (اس سے) بےخوف ہو کہ خدا تمہیں خشکی کی طرف (لے جا کر زمین میں) دھنسا دے یا تم پر سنگریزوں کی بھری ہوئی آندھی چلا دے۔ پھر تم اپنا کوئی نگہبان نہ پاؤ (۶۸)۔ یا (اس سے) بےخوف ہو کہ تم کو دوسری دفعہ دریا میں لے جائے پھر تم

پر تیز ہوا چلائے اور تمہارے کفر کے سبب تمہیں ڈبو دے۔ پھر تم اُس غرق کے سبب اپنے لیے کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ (۶۹)۔ اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور اُن کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی (۷۰)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۶۱) تا (۷۰)

(۶۱) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، ابلیس کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا۔

(۶۲) کہنے لگا کہ ان کو جو مجھ پر سجدہ کرا کے فضیلت دی ہے تو اگر آپ نے میری درخواست کے مطابق مجھے مہلت دی ہے تو میں سوائے ان تھوڑے آدمیوں کے جو مجھ سے محفوظ ہیں، سب کو راہ حق سے پھسلا دوں گا اور گمراہ کروں گا اور اپنے قبضہ میں کرلوں گا۔

(۶۳) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ بات کان کھول کر سن لے جو ان میں سے تیرے طریقہ پر چلے گا تو تم سب کی پوری سزا جہنم ہے۔

(۶۴) اور جا ان میں سے جس پر تیرا بس چلے، اپنی تبلیغ سے اس کے قدم پھسلا دینا یا یہ کہ امیر اور تمام گانوں کی آوازوں اور ہر قسم کی برائیوں سے ان کو گمراہ کر دینا۔

اور ان پر اپنے سوار مشرکین اور پیادہ مشرکین چڑھا لانا اور ان کے خلاف مشرکین کے لشکر سے مدد حاصل کرنا اور ان کو اموال حرام اور اولاد حرام میں گرفتار کر دینا اور ان سے وعدے کرنا کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔

(۶۵) میرے ان بندوں پر جو تجھ سے محفوظ ہیں تیرا بالکل قابو اور بس نہیں چلے گا اور آپ کے رب نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ان کا ذمہ دار اور کافی کارساز ہے۔

(۶۶) وہ ایسا غنی ہے کہ تمہارے نفع کے لیے کشتیوں کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کے رزق کی یا یہ کہ اس کے علم کی تلاش کرو اور وہ عذاب کے مؤخر کرنے یا یہ کہ تم میں سے جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت مہربان ہے۔

(۶۷) اور جس وقت دریا میں تمہیں کوئی تکلیف یا غرق ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو جن بتوں کو تم پوجتے ہو، سب کو چھوڑ دیتے ہو ان میں سے کسی سے بھی نجات کی درخواست نہیں کرتے، سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کے اسی کے سامنے نجات کی درخواست کرتے ہو۔

پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر شکر خداوندی اور توحید خداوندی سے پھر جاتے ہو۔ واقعی کافر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بڑا ناشکرا ہے۔

(۶۸) مکہ والو تو کیا تم اس بات سے مطمئن بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں قارون کی طرح خشکی کی طرف لا کر دھنسا دے یا تم پر قوم لوط علیہ السلام کی طرح پتھر برسا دیے جائیں پھر تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ۔

(۶۹) یا اے مکہ والو اس سے بے فکر ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پھر دریا ہی میں دوبارہ لے جائے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے اور پھر تمہیں دریا میں تمہارے کفر کے سبب جو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے اور اس کا کفران نعمت کیا ہے، غرق کر دے اور پھر اس غرق کرنے پر تمہیں کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا اور بدلہ لینے والا نہ ملے۔

(۷۰) اور ہم نے آدم کی اولاد کو ہاتھ اور پیر عطا کر کے عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی میں جانوروں پر اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا اور ان کو جانوروں کی روزی کی بہ نسبت بہتر اور پاکیزہ روزی عطا کی۔ اور ہم نے ان کو جانوروں پر شکل وصورت اور ہاتھ پیروں کے اعتبار سے فوقیت دی۔

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ
اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا
لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖۗ وَاِذًا
لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ
شَیْئًا قَلِیْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا
تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ
ع قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ
الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ
قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ
عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ
صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾
وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ
الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ
وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى
شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ ع
عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾

جس دن ہم سب لوگوں کو اُن کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب اُن کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور اُن پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (۷۱)۔ اور جو شخص اس (دُنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) رستے سے بہت دُور (۷۲)۔ اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تاکہ تم اس کے سوا اور باتیں ہماری نسبت بنا لو۔ اور اسوقت وہ تم کو دوست بنا لیتے (۷۳)۔ اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رہنے دیتے تو تم کسی قدر اُن کی طرف مائل ہونے ہی لگے تھے (۷۴)۔ اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی (عذاب کا) دونا اور مرنے پر بھی دُونا مزا چکھاتے۔ پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہیں پاتے (۷۵)۔ اور قریب تھا کہ یہ لوگ تمہیں زمین (مکہ) سے پھسلا دیں تاکہ تمہیں وہاں سے جلا وطن کر دیں۔ اور اس وقت تمہارے پیچھے یہ بھی نہ رہتے مگر کم (۷۶)۔ جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے اُن کا (اور اُن کے بارے میں ہمارا یہی) طریق رہا ہے اور تم ہمارے طریق میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے (۷۷)۔ (اے محمد ﷺ) سُورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا کی) نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے (۷۸)۔ اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمہارے لئے (سبب)

زیادت ہے۔قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے (۷۹)۔اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو اور (مکے سے) اچھی طرح نکالیو۔اور اپنے ہاں سے زور وقوت کو میرا مددگار بنائیو (۸۰)۔اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل نابود ہونے والا ہے (۸۱)۔اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے (۸۲)۔اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو روگرداں ہو جاتا ہے اور پہلو پھیر لیتا ہے۔اور جب اُسے سختی پہنچتی ہے تو نا اُمید ہو جاتا ہے (۸۳)۔کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے (۸۴)۔اور تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں ۔کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے (۸۵)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۷۱) تا (۸۵)

(۷۱) قیامت کے دن جب کہ ہم تمام انسانوں کو ان کے انبیاء کرام کے ساتھ یا یہ کہ ان کے نامہ اعمال سمیت یا یہ کہ ان کے دعوت ہدایت دینے والے یا دعوت گمراہی دینے والے کے ساتھ ملا دیں گے۔

پھر جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے حضرات اپنی نیکیوں کو خوش ہو کر پڑھیں گے اور ان کی نیکیوں میں ذرا کمی نہ کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں ذرا اضافہ کیا جائے گا۔

کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو لکیر ہوتی ہے اس میں جو چیز ہو اس کو فتیل کہتے ہیں اور انگلیوں کی جڑوں میں جو معمولی سا میل کچیل ہو، اس معنی میں بھی لفظ فتیل کا استعمال کیا گیا ہے۔

(۷۲) اور جو شخص دنیا میں ان نعمتوں کے شکر کی بجا آوری سے اندھا رہے گا وہ جنت کی نعمتوں سے بھی اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ ہوگا یا یہ کہ جو شخص اس دنیا میں راہ نجات اور حجت و بیان کے دیکھنے سے اندھا رہے گا تو وہ آخرت میں بھی حجت اور منزل نجات کے دیکھنے سے بہت زیادہ اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ ہوگا۔

(۷۳) اور یہ کافر لوگ آپ کو ان کے بتوں کے توڑنے سے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے تا کہ آپ اس حکم وحی کے علاوہ ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں اور اس صورت میں کہ آپ ان کی بات مانتے وہ آپ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے، یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ (الخ)

ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ کے ذریعے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ امیہ بن خلف، ابوجہل اور کچھ قریشی چلے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد چلو اور نعوذ باللّٰہ ہمارے بتوں کو چھو لو، ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔

اور آپ ﷺ اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کے خواہاں رہتے تھے، چنانچہ ان کے لیے نرم ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جتنی روایات اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہیں، یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے، اس کی سند جید ہے اور اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

چنانچہ ابوالشیخؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے تو کافروں نے کہا ہم آپ کو اس وقت تک حجر اسود کا استلام نہیں کرنے دیں گے، تاوقتیکہ آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں تو رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے اگر میں ایسا کرلوں تو کیا حرج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں ان بتوں کے مخالف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن شہاب سے روایت کیا گیا ہے۔

نیز جبیر بن نفیرؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہو کر آئے ہیں تو ان غرباء اور غلاموں کو جو آپ کے پیرو ہیں اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجیے تاکہ ہم آپ کے تابع اور اصحاب ہو جائیں یہ سن کر آپ کچھ ان کی طرف متوجہ سے ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سورۂ نجم کی اَفَرَ ءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى تک تلاوت فرمائی تو شیطان نے یہ الفاظ آپ پر القاء کر دیے تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔

چنانچہ فوراً یہ آیت نازل ہوئی، اس کے نزول کے بعد آپ برابر مغموم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ یہ روایات اس بات پر دال ہیں کہ یہ آیات مکی ہیں۔

اور جن حضرات نے ان روایتوں کو مدنی شمار کیا ہے، انھوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ابن مردویہؒ نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قبیلہ نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجیے تا آنکہ ہمارے بتوں کے چڑھاوے آجائیں، پھر ہم اپنے بتوں کے چڑھاوے وصول کر کے اسلام لے آئیں گے، رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو مہلت دینے کا ارادہ کر لیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

ابن ابی حاتمؒ اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں شہر بن حوشب کے واسطہ سے عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت کیا ہے کہ یہودی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اگر آپ نبی ہیں تو شام جائیے کیوں کہ وہ ارض محشر اور سرزمین انبیاء کرام ہے ان کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ کو بھی اس چیز کا خیال ہو گیا چنانچہ آپ نے ملک شام کے

ارادہ سے غزوہ تبوک کیا، جب آپ تبوک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی تکمیل کے بعد سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل فرمائیں وَاِنْ كَادُوْا۔ یعنی لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم بھی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں۔ اور اگر یہ آپ کو مدینہ منورہ سے نکال دیتے تو یہ بھی بہت کم ٹھہر پاتے، یہاں تک کہ ہم ان کو ہلاک کردیتے۔

(۷۴) اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا اور آپ کی حفاظت نہ کی ہوتی تو آپ ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔

(۷۵) اور اگر آپ کو ان کے مطالبہ کے موافق ان کی طرف میلان اور رجحان ہوجاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

(۷۶) اور نیز یہ یہودی اس سرزمین مدینہ منورہ سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو شام کی طرف نکال دیں۔

(۷۷) جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کی قوموں کو ہلاک کیا جب کہ اپنے رسولوں کو انھوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا اور آپ ہمارے اس عذاب میں کوئی تبدیلی نہ پاتے۔

(۷۸) اے محمد ﷺ سورج غروب ہونے کے بعد نماز ظہر اور عصر اور رات آنے پر مغرب و عشاء کی نماز ادا کیجیے اور صبح کی نماز بھی ادا کیجیے، بے شک صبح کی نماز رات اور دن کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

(۷۹) اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی قرأت قرآن کریم کیا کیجیے اور سوکر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھا کیجیے یہ آپ کے لیے فضیلت کی چیز ہے یا یہ کہ خاص آپ کے لیے ہے۔

(۸۰) اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے پروردگار مجھے مدینہ منورہ میں اچھے طریقے سے داخل کیجیے، اس وقت آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے اور جب میں مدینہ منورہ میں ہوں تو مجھے وہاں سے اچھے طریقے سے لے جایئے اور مکہ مکرمہ میں داخل کیجیے یا یہ کہ مجھے قبر میں خوبی اور راحت کے ساتھ پہنچایئے اور قیامت کے دن قبر سے خوبی و راحت کے ساتھ نکالیے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور قوت عطا کیجیے۔ جس میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نہ کسی کے قول کی تردید ہو۔

شانِ نزول: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الخ)

امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا، تب آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی اور آپ یوں دعا کیجیے کہ اے رب مجھے اچھے طریقے سے پہنچایئے اور مجھے اچھے طریقے سے لے جایئے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیے جس کے ساتھ نصرت ہو یہ روایت

اس چیز کے بیان کرنے میں صاف ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے اور ابن مردویہؒ نے اس سے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

(۸۱) اور کہہ دیجیے کہ اب رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں یا یہ کہ اب اسلام کا غلبہ ہوگیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہوگئی ہے اور شیطان اور شرک اور مشرکین سب ہلاک ہوئے اور واقعی یہ باطل چیزیں تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہیں۔

(۸۲) اور ہم قرآن کریم میں ایسی چیزیں بیان کرتے رہتے ہیں جو ایسے حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں گمراہی اور کفر و شرک اور نفاق سے شفاء اور بیان اور عذاب سے رحمت ہے۔ اور مشرکین کا ان نازل شدہ احکامات سے الٹا نقصان بڑھتا ہے۔

(۸۳) اور کافر کو جب ہم مال اور عیش و عشرت عطا کرتے ہیں تو دعا کرنے اور شکر خداوندی سے منہ موڑ لیتا ہے اور ایمان سے دور بھاگتا ہے اور جب اس کو تکلیف اور فقر و فاقہ پہنچتا ہے تو بالکل رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتا ہے یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۸۴) اے پیغمبر آپ کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے۔

(۸۵) اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت کو پوچھتے ہیں، اہل مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا، آپ فرما دیجیے کہ وہ میرے پروردگار کے عجائبات میں سے یا یہ اس کے علم اور حکم سے بنی ہے اور علوم خداوندی میں سے تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

شانِ نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں جا رہا تھا، آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک دیے ہوئے تھے، آپ کا گزر کچھ یہودیوں کے پاس سے ہوا، وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھو، چنانچہ وہ بولے کہ ہم سے روح کے بارے میں بیان کیجیے، آپ یہ سن کر کچھ دیر کھڑے ہوئے اور اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے یہاں تک کہ وحی بند ہوگئی تو آپ نے ان سے فرمایا اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اور امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتاؤ، جو ہم اس شخص یعنی رسول اکرم ﷺ سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا کہ آپ روح کے بارے میں دریافت کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے دریافت کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ

روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے، حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں متعدد نزول کی توجیہہ سے مطابقت پیدا کی جائے گی یہی قول حافظ ابن حجر عسقلانی نے اختیار کیا ہے۔ یا یہ کہ یہود کے سوال کرنے پر جو آپ نے سکوت اختیار کیا اسے اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس توقع میں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اور مزید تفصیل بتادے، اس لیے سکوت اختیار فرمایا ہو ورنہ تو پھر صحیح بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایت کو اس حیثیت سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ اس روایت کے راوی واقعہ کے وقت موجود ہیں، برخلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے وہ واقعہ کے وقت موجود نہیں۔

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ ثُمَّ لَا
تَجِدُ لَكَ بِهِۦ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُۥ
كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾ قُل لَّئِنِ ٱجْتَمَعَتِ ٱلْإِنسُ وَٱلْجِنُّ عَلَىٰٓ
أَن يَأْتُوا۟ بِمِثْلِ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِۦ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ مِن
كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰٓ أَكْثَرُ ٱلنَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوا۟ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ
حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ ٱلْأَرْضِ يَنۢبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن
نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ ٱلْأَنْهَٰرَ خِلَٰلَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ ٱلسَّمَآءَ
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِٱللَّهِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾
أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَن نُّؤْمِنَ
لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَٰبًا نَّقْرَؤُهُۥ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي
هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ ٱلنَّاسَ أَن يُؤْمِنُوٓا۟ إِذْ جَآءَهُمُ
ٱلْهُدَىٰٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَبَعَثَ ٱللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾ قُل لَّوْ كَانَ
فِي ٱلْأَرْضِ مَلَٰٓئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ
مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًۢا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ
بِعِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن
يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِهِۦ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ
ٱلْقِيَٰمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا
خَبَتْ زِدْنَٰهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَآؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالُوٓا۟
أَءِذَا كُنَّا عِظَٰمًا وَرُفَٰتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾

اور اگر ہم چاہیں تو جو (کتاب) ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اُسے (دلوں سے) محو کردیں۔ پھر تم اُس کے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار نہ پاؤ (۸۶)۔ مگر (اس کا قائم رہنا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ تم پر اس کا بڑا فضل ہے (۸۷)۔ کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں (۸۸)۔ اور ہم نے اس قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کردی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے کے سوا قبول نہ کیا (۸۹)۔ اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ (عجیب وغریب باتیں نہ دکھاؤ یعنی یا تو) ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کردو (۹۰)۔ یا تمہارا کھجوروں کا اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اسکے بیچ میں نہریں بہا نکالو (۹۱)۔ یا جیسا تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لاگراؤ یا خدا اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے لے آؤ (۹۲)۔ یا تمہارا سونے کا گھر ہو۔ یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے۔ میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (۹۳)۔ اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو اُن کو ایمان لانے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوئی کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے آدمی کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے (۹۴)۔ کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے (اور) آرام کرتے (یعنی بستے) تو ہم اُن کے پاس فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے (۹۵)۔ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے وہی اپنے بندوں سے خبردار (اور اُن کو) دیکھنے والا

ہے (۹۶)۔ اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا اُن کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے مُنہ اندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم اُن کو (عذاب دینے کے لیے) اور بھڑکا دیں گے (۹۷)۔ یہ اُنکی سزا ہے اس لیے کہ وہ ہماری آیتوں سے کفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ازسرِ نو پیدا کیے جائیں گے؟ (۹۸)

تفسیر سورة بنی اسرائیل آیات (۸۶) تا (۹۸)

(۸٦) اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر بذریعہ جبریل امین آپ پر وحی بھیجی ہے اور آپ نے اس کو محفوظ کیا ہے، سب سلب کر لیں۔

پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی اور اس چیز کو روکنے والا بھی نہ ملے۔

(۸۷) یہ آپ کے رب ہی کا انعام ہے کہ اس نے قرآن کریم کو آپ کے قلب مبارک میں محفوظ کر دیا ہے، بے شک آپ پر نبوت اور اسلام کے ذریعے اس نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

(۸۸) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کریم جیسا فصیح و بلیغ قرآن بنا دیں جس میں اوامر و نواہی، وعدے وعید، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور جو امور ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں سب ہی کا بیان ہو، تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

شانِ نزول: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ (الخ)

ابن اسحاقؒ اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے رسول اکرم ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت میں آئے تو وہ (یہودی) لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں، حالاں کہ آپ نے ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا ہے اور یہ جو قرآن کریم آپ لے کر آئے ہیں اس میں ہم توریت کی طرح اتصال نہیں دیکھتے تو ہمارے لیے ایسی کتاب نازل کروائیے جسے ہم پہچانتے ہوں ورنہ ہم آپ کے پاس جیسی آپ کتاب لے کر آئے ہیں، ویسی کتاب لے کر آتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا لائیں تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے۔

(۸۹) اور ہم نے اس قرآن کریم میں مکہ والوں کے لیے وعدے وعید اور ہر قسم کے مضامین بیان کیے ہیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا اور کفر ہی پر جمے رہے۔

(۹۰) اور عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے جب

تک کہ آپ ہمارے لیے سرزمین مکہ میں چشمے اور نہریں نہ جاری کر دیں۔

شان نزول: وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ (الخ)

ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن اسحاقؒ، مصری شیخؒ، عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان اور بنی عبدالدار کا ایک شخص اور ابوالبختر ی، اسود بن مطلب، ربیعۃ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، منبیہ بن حجاج، منبہ بن الحجاج۔ ان سب نے باہم جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اپنی قوم میں جو بات لے کر آئے ہیں، ہمارے علم میں عرب میں سے کوئی بھی ایسی بات لے کر نہیں آیا۔ تم نے آباؤ اجداد کو برا کہا دین کو عیب لگایا اور نوعمروں کو بے وقوف بنایا، بتوں کو گالیاں دیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالا، سو کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو تم نے ہمارے اور اپنے درمیان نہ کی ہو۔ اگر تم یہ باتیں مال حاصل کرنے کے لیے کرتے ہو تو ہم اپنے مال تمہارے لیے جمع کر دیتے ہیں تاکہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ، اور اگر تم ہمارے اندر عزت اور شرافت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے پاس یہ لانے والا جو کچھ لے کر آتا ہے کوئی جن ہے کہ جس کا تم پر غلبہ ہو گیا تو ہم آپ کا علاج کرانے اور اس سے آپ کو چھٹکارا دلانے کے لیے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں سے میرے اندر کوئی بھی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تمہیں خوشخبری سناؤں اور ڈراؤں یہ سن کر یہ لوگ بولے کہ اگر آپ ہماری پیشکش کو نہیں قبول کرتے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تمام شہروں میں ہمارے شہر سے زیادہ تنگ اور کوئی شہر نہیں اور نہ ہم سے کم مال والا اور تنگ معیشت والا اور کوئی ہے تو آپ ہمارے لیے اپنے اس پروردگار سے دعا کیجیے کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو چلا کر دور کر دے جن سے ہم پر تنگی ہو رہی ہے اور ہمارے لیے ہمارے شہروں کو کشادہ کر دے۔ اور اس میں شام اور عراق کی طرح نہریں جاری کر دے اور ہمارے جو آباؤ اجداد مر چکے ہیں، ان کو ہمارے لیے زندہ کر دے اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی باتوں کی تصدیق کرانے کے لیے اپنے پروردگار سے ایک فرشتہ کی درخواست کراؤ جو آ کر تمہاری تصدیق کرے اور ہمارے باغات اور خزانے اور سونے چاندی کے محلات تعمیر کر دے تاکہ جس چیز کی تلاش میں ہم آپ کو دیکھیں اس پر آپ کی مدد کر سکیں کیوں کہ ہم آپ کو بازاروں میں کھڑا ہوا اور روزی کی تلاش کرتا ہوا دیکھتے ہیں اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں تو آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیجیے کہ آپ کا پروردگار اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیوں کہ ہم تو جب تک کہ آپ ان باتوں میں سے کوئی بات نہ

پوری کریں ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ آپ کی قوم نے آپ کے سامنے کئی باتیں رکھیں، مگر آپ نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کی پھر انھوں نے اپنی ذات کے لیے کچھ باتوں کی درخواست کی تاکہ ان کے ذریعے سے آپ کا اللہ تعالیٰ کے یہاں جو مقام ہے اس کو پہچان لیں اگر آپ نے ایسا بھی نہیں کیا پھر جس عذاب سے آپ ان کو ڈراتے ہیں، اس عذاب کے جلدی نازل ہونے کی انھوں نے درخواست کی۔ اللہ کی قسم میں تو ہرگز آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ آپ آسمان پر چڑھنے کے لیے ایک سیڑھی نہ بنائیں پھر آپ اس پر چڑھیں اور میں آپ کو خود دیکھوں اور جب آپ وہاں سے آئیں اور آپ کے ساتھ ایک تحریر ہو اور مزید یہ کہ آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کے دعوے کی گواہی دیں کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ وہاں سے غمگین ہو کر چل دیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو عبداللہ بن ابی امیہ نے آپ سے کہا تھا، اسی کے قول کو براہ تردید آپ پر نازل کر دیا اور سعید بن منصورؒ نے اپنی سنن میں وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر کا قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مرسل صحیح اور اس سے پہلے والی روایت کے لیے شاہد ہے، اس کی سند میں جو ابہام ہے اس کا اس مرسل سے انجبار ہو گیا۔

(۹۱) یا خاص آپ کے لیے انگور وغیرہ کا کوئی باغ ہو اور پھر اس باغ کے درمیان جگہ جگہ آپ بہت سی نہریں جاری کر دیں۔

(۹۲) یا آپ ہم پر آسمان سے عذاب کا کوئی ٹکڑا گرا دیں یا آپ اپنے دعوے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو گواہ کر کے ہمارے سامنے لا کر نہ کھڑا کر دیں۔

(۹۳) یا آپ کے پاس کوئی سونے، چاندی کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور پھر وہاں سے ہمارے پاس فرشتے لے کر نہ آئیں جو اس بات کی آ کر گواہی دیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں جب تک کہ آپ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے ایک تحریر نہ لائیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں کہ اس میں آپ کی رسالت کے متعلق لکھا ہو، اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ میرا پروردگار تو اولاد اور شریک سب چیزوں سے پاک ہے میں بجائے اس کے آدمی ہوں اور تمام رسولوں کی طرح رسول ہوں اور کیا ہوں۔

(۹۴) اور جس وقت ان مکہ والوں کے پاس رسول اکرم ﷺ قرآن کریم لے کر آ چکے ہیں، اس وقت ان کو اللہ تعالیٰ

پر ایمان لانے سے سوائے اس کے اور کیا امر مانع ہوا کہ انھوں نے کہا کہ کیا ہماری طرف آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۹۵) آپ ان مکہ والوں سے کہہ دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے، کیوں کہ ہم فرشتوں میں فرشتہ کو اور انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

(۹۶) اور آپ ان مکہ والوں سے آخری بات فرما دیجیے کہ اللّٰہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے، اس بات پر اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ جو اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتا ہے، خوب جانتا اور خوب دیکھتا ہے کہ کون اس پر ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

(۹۷) اور اللّٰہ تعالیٰ جس کو اپنے دین کی ہدایت فرمائے، وہی سیدھے راستے پر آتا ہے اور جسے وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو اللّٰہ کے سوا ان مکہ والوں کے لیے آپ کسی کو بھی ایسا نہ پائیں گے جو ان کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور ہمیں قیامت کے دن ان کو اندھا، گونگا، بہرہ کر کے منہ کے بل دوزخ کی طرف چلائیں گے اور ان میں کسی چیز کے دیکھنے، سننے اور بولنے کی قطعاً طاقت نہ ہوگی، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور دوزخ کی لپٹیں جب ذرا دھیمی ہونے لگیں گی، تب ہی ہم ان کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

(۹۸) یہ عذاب ان کو اس سبب سے ملے گا کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور ان کفار مکہ نے یوں کہا تھا کہ جب ہم پرانی ہڈیاں اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو کیا ہمیں پھر زندہ کیا جائے گا اور دوبارہ ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ
عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى
الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ
اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ
جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰي مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ
عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ
لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ وَبِالْحَقِّ
اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ
لِتَقْرَاَهٗ عَلَي النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ
لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ
لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا
لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝
قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي
الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ اُن جیسے (لوگ) پیدا کر دے۔ اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ تو ظالموں نے انکار کرنے کے سوا (اُسے) قبول نہ کیا (۹۹)۔ کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے (اُن کو) بند کر کے رکھتے اور انسان دل کا بہت تنگ ہے (۱۰۰)۔ اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کر لو کہ جب وہ اُن کے پاس آئے تو فرعون نے اُن سے کہا کہ موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے (۱۰۱)۔ انہوں نے کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے سوا اس کو کسی نے نازل نہیں کیا۔ (اور وہ بھی تم لوگوں کے) سمجھانے کو اور اے فرعون میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے (۱۰۲)۔ تو اُس نے چاہا کہ ان کو سر زمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا (۱۰۳)۔ اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے (۱۰۴) اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے (۱۰۵)۔ اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اُتارا ہے (۱۰۶)۔ کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ہم نے اس کو (یہ فی نفسہٖ حق ہے) جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا ہے جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں (۱۰۷)۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا (۱۰۸)۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (اور) روتے جاتے ہیں اور اس سے اُن کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے (۱۰۹)۔ کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اُس کے سب نام اچھے ہیں۔ اور نماز بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو (۱۱۰)۔ اور کہو کہ سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اُس کی بڑائی کرتے رہو (۱۱۱)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۹۹) تا (۱۱۱)

(۹۹) کیا ان کفار مکہ کو اتنا معلوم ہے کہ جو تمام آسمان وزمین کا خالق ہے وہ اس بات پر پہلے ہی کی طرح قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے، اور اس کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا کہ مومنین کو اس میں ذرا بھی شک نہیں، اس کے باوجود بھی مشرکین نے اس چیز کو قبول نہیں کیا اور کفر ہی پر قائم رہے۔

(۱۰۰) آپ ان مکہ والوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے پروردگار کے رزق کے خزانوں کی کنجیاں ہوتیں تو اس صورت میں تم فاقہ کے ڈر سے ان کے خرچ کرنے سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور کافر بڑا تنگ دل بخیل اور لالچی ہے۔

(۱۰۱) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزے یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، ٹڈیاں، گھن کے کیڑے، مینڈک، خون، قحط سالی اور مالوں کی کمی و بربادی دیے جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے۔

آپ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں سے بھی پوچھ کر دیکھ لیجیے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ تم ضرور مغلوب العقل ہو۔

(۱۰۲) حضرت موسیٰ نے اس سے فرمایا اے فرعون تو اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ موسیٰ پر یہ عجائبات خاص رب العالمین نے نازل کیے ہیں جو کہ میری نبوت کی دلیل اور اس کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔

اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کفر کی حالت میں تو برے طریقہ سے تباہ ہوگا۔

(۱۰۳) یہ دیکھ کر فرعون نے چاہا کہ سرزمین اردن یا فلسطین سے بنی اسرائیل کے قدم اکھاڑ دے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے پہلے ہی اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں غرق کردیا۔

(۱۰۴) اور اس کی ہلاکت کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم سرزمین اردن یا فلسطین میں رہو سہو، پھر جس وقت قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا یا یہ کہ نزول حضرت عیسیٰؑ ہو چکا ہوگا تو ہم سب کو جمع کریں گے۔

(۱۰۵) اور اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر ہم نے ہدایت ہی کے ساتھ تو نازل کیا ہے اور وہ ہدایت ہی کے ساتھ آپ پر نازل ہوگیا اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو بھی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۰۶) اور ہم نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا اور اس میں حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھیں۔

اور ہم نے اس میں مضامین کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے یا یہ کہ ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا ایک ایک، دو دو، تین تین آیات کر کے اور جا بجا تفصیل کے ساتھ مختلف اوقات میں نازل کیا ہے۔

(۱۰۷۔۱۰۸۔۱۰۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم اس قرآن کریم پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ یہ ان لوگوں کے لیے وعید ہے مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

چنانچہ جن حضرات کو قرآن کے نزول سے قبل رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کا بذریعہ توریت علم دیا گیا تھا یہ قرآن کریم جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اولاد اور شریک سے پاک ہے اور ہمارے پروردگار نے جو رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اور ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گرتے ہیں وہ سجدے میں روتے ہوئے گرتے ہیں اور اس قرآن کریم کا سننا ان کا خشوع اور تواضع اور بڑھا دیتا ہے یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اور اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام اور بہت ہی بلند صفات ہیں، خواہ اللہ، اللہ پکارو یا رحمٰن جس نام اور جس صفت کے ساتھ اس کو پکارو، سو بہتر ہے اور آپ اپنی نمازوں میں نہ تو بہت پکار کر قرآن کریم پڑھیے کہ مشرکین اس کو سن کر اول فول بکیں اور وہ حسد کریں اور نہ قرآن کریم کو اتنا آہستہ پڑھیے کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں اور دونوں کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجیے۔

شانِ نزول: قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ (الخ)

ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا یا اللّٰه، یا رحمن یہ سن کر مشرکین بولے کہ اس بے دین کو دیکھو ہمیں تو دو خداؤں کے پکارنے سے روکتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجیے، خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

شانِ نزول: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے فرمان خداوندی وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (الخ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی ہے جب کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں کفار کے ڈر سے چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، مشرکین جب قرآن کریم سنتے تو خود قرآن کریم کو اور جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے اور جو قرآن کریم لے کر آیا ہے سب کو برا کہتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر نے بھی حضرت ابن عباس ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر پھر پہلی روایت کو ترجیح دی ہے کیوں کہ وہ سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے اور اسی طرح امام نووی نے بھی پہلی روایت ہی کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ان دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے کہ یہ آیت کریمہ اس دعا کے بارے میں بھی نازل ہوئی جو نماز کے اندر ہوتی ہے۔ اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت بیت اللّٰہ کے قریب نماز پڑھتے تو بلند آواز سے دعا فرماتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن جریرؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ روایت حضرت عائشہؓ کی سابقہ روایت کی تشریح کر رہی ہے۔ نیز ابن منیعہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس ﷺ سے کہ صحابہ کرام ﷺ یہ دعا زور سے مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ (الخ)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس بات کا حکم دیا گیا کہ نہ بہت زور سے دعا مانگیں اور نہ بہت آہستہ۔

(۱۱۱) اور فرما دیجیے کہ تمام خوبیاں اور شکر اور خدائی اسی اللّٰہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جو نہ فرشتوں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اولاد رکھتا ہے کہ اس کی بادشاہت کا نعوذ باللّٰہ وہ مالک بنے اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے کہ اس کی معاذ اللّٰہ مخالفت کر سکے اور نہ ان ذلیلوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے کیوں کہ یہ ذلیل ترین لوگ ہیں یا یہ کہ نہ کمزوری کی وجہ سے ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی جو کہ احکم الحاکمین کے شریک اور اس کے دربار میں سفارشی تجویز کرتے ہیں، علیحدگی اختیار کیجیے اور اس ذات کی خوب بڑائیاں بیان کیجیے۔

شانِ نزول: وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہود اور عیسائی اللّٰہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرتے تھے عرب حج میں یہ کہتے تھے لَبَّیۡکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ اِلَّا شَرِیۡکًا ھُوَ لَکَ تَمۡلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ (الخ)۔ یعنی نعوذ باللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ کا ایک شریک ٹھہراتے تھے اور ستاروں کے پجاری اور آتش پرست کہتے تھے کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو معاذ اللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ کمزور ہو جاتا، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور کہہ دیجیے کہ تمام خوبیاں اسی اللّٰہ کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيٰتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ
لَّهٗ عِوَجًا ۞ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۞
مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۞ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۞
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ
مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۞ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ
نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ
اَسَفًا ۞ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ
اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۞ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا
جُرُزًا ۞ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا
مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۞ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا
رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۞
فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۞
ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۞ ع

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيٰتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر (یہ) کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی (اور پیچیدگی) نہ رکھی (۱)۔ (بلکہ) سیدھی (اور سلیس) اتاری تاکہ (لوگوں کو) عذاب سخت سے جو اس کی طرف سے (آنے والا ہے) ڈرائے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ اُن کے لئے (اُن کے کاموں کا) نیک بدلہ (یعنی بہشت) ہے (۲)۔ جس میں وہ ابدالآباد رہیں گے (۳)۔ اور اُن لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے (کسی کو) بیٹا بنالیا ہے (۴)۔ اُن کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اُن کے باپ دادا ہی کو تھا۔ (یہ) بڑی سخت بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے (اور کچھ شک نہیں کہ) یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے (۵)۔ (اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شائد تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کردو گے (۶)۔ جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کیلئے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ اُن میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے (۷)۔ اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کر کے) بنجر میدان کردیں گے (۸)۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار اور لوح والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے (۹)۔ جب وہ جوان غار میں جا رہے تو کہنے لگے اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے کام میں درستی (کے سامان) مہیا کردے (۱۰)۔ تو ہم نے کئی سال تک ان کے کانوں پر (نیند کا) پردہ ڈالے (یعنی ان کو سُلائے) رکھا (۱۱)۔ پھر اُن کو جگا اُٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ جتنی مدت وہ (غار میں) رہے دونوں جماعتوں میں سے اس کی مقدار کس کو خوب یاد ہے (۱۲)

تفسیر سورة الكهف آيات (۱) تا (۱۲)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے ان دو آیات کے کہ جن میں عیینہ بن حصن فزاری کا تذکرہ ہے کہ وہ مدنی ہیں، اس سورت میں ایک سو دس آیات اور پندرہ سو ستر کلمات اور چھ ہزار چار سو ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) تمام خوبیاں اور شکر و الوہیت اس اللہ کے لیے ثابت ہیں جس نے رسول اکرم ﷺ کو بذریعہ جبریل امین

قرآن کریم نازل فرمایا توحید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کے بیان میں توریت وانجیل اور تمام آسمانی کتب کے بیان سے اس قرآن کریم میں کوئی مخالفت نہیں کی، یہ آیت مبارکہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم تمام آسمانی کتب کے مخالف ہے تمام کتابوں پر اس کو غالب بنایا۔

(۲۔۳) اور بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تا کہ رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کے ذریعے سے ایک سخت عذاب سے ڈرائیں جو کہ اللّٰہ کی طرف سے ہوگا اور بذریعہ قرآن کریم آپ ان اہل ایمان کو جو کہ مخلص ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائیں کہ ان کو جنت میں اچھا اجر ملے گا کہ جس اجر وثواب میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۴) اور آپ بالخصوص بذریعہ قرآن کریم یہود ونصاری اور بعض مشرکین کو بھی ڈرایئے جو نعوذ باللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں۔

(۵) نہ تو ان کے اس دعوی کی کوئی دلیل وحجت ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی اور یہ شرک کی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ لوگ اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

(۶) شاید آپ تو ان لوگوں کی وجہ سے اگر یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہ لائے غم سے اپنی جان دے دیں گے۔

شانِ نزول : سورہ کہف

ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن اسحاق، شیخ اہل مصر، عکرمہؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سے جا کر محمد ﷺ کے بارے میں اور آپ کی صفات ان سے بیان کرو اور ان کو آپ کی اطلاع دو۔ کیوں کہ وہ کتاب اول کے عالم ہیں اور وہ علوم انبیاء سے واقف ہیں ہم ان علوم سے واقف نہیں چنانچہ یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور علماء یہود کو رسول اکرم ﷺ کی اطلاع دی اور آپ کے بعض اموران سے بیان کیے علماء یہود نے کہا کہ ان سے تین باتوں کے متعلق دریافت کرو اگر وہ ان کو بیان کردے تو وہ نبی مرسل ہیں ورنہ محض غلط دعوے دار ہیں۔

۱۔ ان سے ان چند نو جوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں غائب ہو گئے تھے کہ ان کا واقعہ کیا ہے کیوں کہ یہ ان کا بڑا عجیب واقعہ تھا۔

۲۔ ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو فتوحات اور سفر کرتا ہوا منتہائے مشرق ومغرب کو پہنچ گیا تھا

کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔

۳۔ اور ان سے روح کی حقیقت دریافت کرو، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر قریش کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم تمہارے پاس ایک ایسی فیصلہ کن چیز لے کر آئے ہیں جو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

غرض کہ یہ سب جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری باتوں کا کل جواب دے دوں گا اور انشاء اللّٰہ نہیں کہا، چنانچہ کفار آپ کے پاس سے چلے گئے اور رسول اکرم ﷺ پندرہ راتوں تک رکے رہے، اس دوران میں نہ اللّٰہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور نہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ اہل مکہ نے باتیں بنانا شروع کر دیں اور وحی کے رکنے سے رسول اکرم ﷺ مغموم ہو گئے اور کفار جو چہ میگوئیاں کر رہے تھے اس کی جواب دہی آپ پر شاق گزری، پھر جبریل امین اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ کہف لے کر تشریف لائے، جس میں اصحاب کہف کا بھی واقعہ تھا اور اس بادشاہ کا بھی ذکر تھا اور روح کے بارے میں یہ آیتیں لے کر آئے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، نضر بن حارث، امیہ بن ابی خلف، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوالبختری، یہ سب قریش کی ایک جماعت میں جمع ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کو اپنی قوم کی مخالفت بہت شاق گزرتی تھی اسی طرح جو آپ ان کو نصیحت کرتے، اس پر ان کا انکار گراں گزرتا تھا غرض کہ اس مجلس کو دیکھ کر آپ بہت غمگین ہوئے، اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (الخ) یعنی کیا آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے۔

(۷) ہم نے مردوں اور عورتوں وغیرہ کو زمین کے لیے بارونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعے سے لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے یا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جو نباتات اور درخت اور جانور اور دیگر قسم قسم کی جو نعمتیں ہیں ہم نے ان کو زمین کے لیے باعث رونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعے سے آزمائش کریں کہ سب سے زیادہ زہد کون کرنے والا اور تارک الدنیا کون ہے۔

(۸) اور ہم اس زمین کی تمام چیزوں کو اور اس رونق کو ایک صاف چٹیل میدان کر دیں گے اور کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

(۹) اے محمد ﷺ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات قدرت چاند، سورج

آسمان وزمین، ستارے اور سمندر وغیرہ میں سے کوئی تعجب کی چیز ہیں۔

کہف اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا اور رقیم وہ پیتل کی تختی ہے جس پر ان نوجوانوں کے نام اور ان کا واقعہ مرقوم تھا یا یہ کہ اس وادی کا نام ہے جس میں کہف پہاڑ تھا یا یہ کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے۔

(۱۰) چنانچہ اب اللہ تعالیٰ اجمالی طور پر یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی اور داخل ہونے کے وقت دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھیے اور اس سے چھٹکارے کا کوئی رستہ نکالیے۔

(۱۱) چنانچہ ہم نے اس غار میں ان کو تین سو نو سال تک کے لیے سلا دیا۔

(۱۲) پھر جس حالت پر وہ سوئے تھے اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا تاکہ ہم ظاہری طور پر بھی معلوم کرلیں کہ مومنین اور کافروں میں سے کس نے ان لوگوں کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ
وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا
رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ
قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْ
لَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ
فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ
مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ
وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ
الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ
أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ
الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ
عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝
وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ
كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ
أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى
الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ
مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝
إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ
فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝

ہم اُن کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ وہ کئی جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے۔ اور ہم نے اُن کو زیادہ ہدایت دی تھی (۱۳)۔ اور اُن کے دلوں کو مربُوط (یعنی مضبوط) کر دیا۔ جب وہ (اُٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ ہم اُس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی (۱۴)۔ ان ہماری قوم کے لوگوں نے اس کے سوا اور معبُود بنا رکھے ہیں۔ بھلا یہ اُن (کے خدا ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افترا کرے (۱۵)۔ اور جب تم نے ان (مشرکوں) سے اور جن کی یہ خدا کے سوا عبادت کرتے ہیں ان سے کنارہ کر لیا ہے تو غار میں چل رہو۔ تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی رحمت وسیع کر دے گا اور تمہارے کاموں میں آسانی (کے سامان) مہیا کرے گا (۱۶)۔ اور جب سُورج نکلے تو تم دیکھو کہ (دھوپ) اُن کے غار سے دائیں طرف سمٹ جائے اور جب غروب ہو تو اُن کے بائیں طرف کترا جائے اور وہ اُس کے میدان میں تھے۔ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جس کو خدا ہدایت دے وہ ہدایت یاب ہے۔ اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ بتانے والا نہ پاؤ گے (۱۷)۔ اور تم اُن کو خیال کرو کہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں۔ اور ہم اُن کو دائیں اور بائیں کروٹ بدلاتے تھے۔ اور اُن کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر تم ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور اُن سے دہشت میں آ جاتے (۱۸)۔ اور اسی طرح ہم نے اُن کو اُٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے اُنہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ اُنہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے۔ تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے۔ تو اُس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے (۱۹)۔ اگر وہ تم پر دسترس پا لیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ یا پھر اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے اور اُس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے (۲۰)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۱۳) تا (۲۰)

(۱۳) ہم بذریعہ قرآن کریم آپ سے ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ چند نوجوان تھے ہم نے ان کو دین کے معاملہ

میں بصیرت عطا کی تھی یا یہ کہ اس چیز میں ان کو ثابت قدمی عطا کی تھی یا یہ کہ ان کو ایمان پر ثابت قدمی عطا کی تھی۔

(۱۴) اور ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا تھا یا یہ کہ ہم نے ان کو صبر و ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائی تھی وہ دقیانوس کافر بادشاہ کے پاس سے کھڑے ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم تو اللہ کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے ایسی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(۱۵) ہماری اس قوم نے تو اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے، یہ لوگ اپنی اس پرستش پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے اور اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے اور اس کے لیے شریک تجویز کرے۔

(۱۶) جب تم نے ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے بتوں کو جن کی یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں الگ کر دیا ہے سو تم خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس غار میں چل کر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے لیے کل کو کامیابی کا سامان درست فرمائے گا یعنی آخر الامر کامیابی ہوگی یہ نوجوانوں کی آپس میں گفتگو تھی۔

(۱۷) اور وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ دھوپ نکلنے کے وقت تو غار کے داہنی جانب کو بچی رہتی ہے اور ڈوبنے کے وقت بائیں طرف کو ہٹی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک کونہ میں تھے یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ روشن موقع میں تھے اصحاب کہف کا جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائے، وہ ہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو آپ اس کے لیے کوئی مددگار اور ہدایت کا راستہ بتانے والا نہ پائیں گے۔

(۱۸) اور اے محمد ﷺ جب آپ ان کو غار میں دیکھتے تو جاگتا ہوا خیال کرتے حالاں کہ وہ سوتے تھے اور اس سونے کی حالت میں ایک سال میں ایک مرتبہ ان کی کروٹیں تبدیل کرتے رہتے تاکہ زمین ان کے گوشت پوست نہ کھالے۔

اور قطمیر نامی ان کا کتا غار کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اے مخاطب اگر اس حالت میں تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تو دہشت زدہ ہو جاتا۔

(۱۹) اور اسی طرح تین سو نو سال گزر جانے کے بعد ہم نے ان کو جگایا تاکہ آپس میں بات کریں چنانچہ مکسلمینا نامی نے جو ان کا سردار اور ان سب سے بڑا تھا کہا کہ تم حالت نیند میں اس غار کے اندر کس قدر رہے ہو گے بعض بولے غالباً ایک دن رہے ہوں گے مگر جب غار سے باہر نکل کر سورج دیکھا کہ وہ ابھی غروب ہونے کے قریب ہے تو بولے ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے مکسلمینا سردار کہنے لگا یہ تو صحیح خبر تمہارے اللہ ہی کو ہے کہ تم کس قدر رہے ہو۔

اب تملیخا کو افسوس شہر کی طرف یہ روپیہ دے کر بھیجو وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ آئے گا اور کون سا کھانا پاکیزہ اور حلال ہے تاکہ وہ اس میں سے تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے اور سب کام خوش اسلوبی سے کرے تاکہ کسی کو ان مجوسیوں میں سے تمہاری خبر نہ ہونے دے۔

(۲۰) اگر یہ مجوس تمہاری خبر پا جائیں تو تمہیں قتل کر ڈالیں گے یا پھر تمہیں اپنے مجوسیت کے طریقہ پر کر لیں گے اب اگر تم ان کے دین کو اختیار کر لو گے تو پھر کبھی عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملے گی۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا
عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا
رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا
عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا
عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ
رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ
رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڢ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ
اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾
وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ
اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓي اَنْ يَّهْدِيَنِ
رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ
ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾
وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ڕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڟ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا
تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ
اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾

اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حال) سے خبردار کر دیا تاکہ وہ جانیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ کیا جاتا ہے) اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ اس وقت لوگ ان کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان (کے غار) پر عمارت بنا دو۔ اُن کا پروردگار اُن (کے حال) سے خوب واقف ہے۔ جو لوگ اُن کے معاملے میں غلبہ رکھتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے (۲۱)۔ (بعض لوگ) اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا ان کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے (اور) چھٹا ان کا کتا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی اُن کے شمار سے خوب واقف ہے اُن کو جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم اُن (کے معاملے) میں گفتگو نہ کرنا مگر سرسری سی گفتگو۔ اور نہ اُن کے بارے میں اُن میں سے کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا (۲۲)۔ اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کر دوں گا (۲۳)۔ مگر (انشاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) خدا چاہے تو (کر دوں گا) اور جب خدا کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو اور کہہ دو کہ اُمید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے (۲۴)۔ اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اُوپر تین سو سال رہے (۲۵)۔ کہہ دو کہ جتنی مدت وہ رہے اُسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اُسی کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں (معلوم) ہیں۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔ اُس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے (۲۶)۔ اور اپنے پروردگار کی کتاب کو جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کرو۔ اُس کی باتوں کو کوئی

بدلنے والا نہیں۔ اور اُس کے سوا تم کہیں پناہ کی جگہ نہ پاؤ گے (۲۷)۔ اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں اُن کے ساتھ صبر کرتے رہو۔ اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔ کہ تم آرائش زندگانی دُنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا (۲۸)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۲۱) تا (۲۸)

(۲۱) اور اسی طرح ہم نے اپنی قدرت وحکمت سے افسوس شہر کے مسلمانوں اور کافروں کو ان کی حالت سے مطلع کر دیا اور اس وقت ان شہر والوں کا بادشاہ یستفادنامی مسلمان شخص تھا اور دقیانوس مجوسی بادشاہ اس سے قبل مر چکا تھا مگر اس کو بعث بعد الموت میں تسلی نہیں ہوئی تھی تاکہ اب اس شہر کے مسلمان اور کافر بھی اس بات کا یقین کر لیں کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے کافر کہنے لگے کہ ان کے پاس کوئی گرجا یا عمارت بنادو کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی کہ مسلمان (اہل حکومت) انھوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے۔

(۲۲) اور یہ لوگ ان کی تعداد میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں میں سید اور اس کے ساتھی یعنی نسطوریہ کہہ رہے تھے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے اور عاقب اور اس کے ساتھی یعنی مار یعقوبیہ کہہ رہے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ لوگ بے تحقیق باتیں کر رہے تھے اور اصحاب ملک یعنی ملکانیہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ سات تھے آٹھواں ان کا قطمیر کتا تھا۔

اے محمد ﷺ آپ ان مخاطبین سے فرما دیجیے کہ میرا پروردگار ان کا شمار خوب صحیح جانتا ہے اور ان کے شمار کو صحیح طور پر بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں جو کہ ان میں مسلمان تھے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں وہ کتے سمیت آٹھ تھے۔

لہٰذا آپ ان مخاطبین سے بھی اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں کوئی بحث نہ کیجیے، بس ان کو آیات قرآنیہ پڑھ کر سنا دیجیے اور ان کی تعداد کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے جو اللّٰہ تعالیٰ نے آپ سے بیان فرما دیا وہ ہی آپ کے لیے کافی ہے۔

(۲۳۔۲۴) آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجیے کہ مثلاً میں کل کروں گا یا کل ایسا کہوں گا مگر مشیت خداوندی کو اس کے ساتھ ملا دیا کیجیے اور جب آپ اتفاقاً انشاء اللّٰہ کہنا بھول جائیں تو بعد میں یاد آنے پر کہہ لیا کیجیے اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ صحیح اور یقینی بات بتا دے گا۔

یہ آیت کریمہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ سے مشرکین مکہ نے روح

اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا کل بتادوں گا اور آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔

شانِ نزول: اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں قسم کھائی پھر اس قسم پر چالیس راتیں گزر گئیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجیے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے۔

(۲۵) اور وہ غار میں بیدار ہونے سے پہلے تین سو نو سال تک رہے ہیں۔

شانِ نزول: وَلَبِثُوۡا فِىۡ كَهۡفِهِمۡ (الخ)

ابن مردویہؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَبِثُوۡا فِىۡ كَهۡفِهِمۡ ثَلٰثَ مِائَةٍ۔ تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے تین سو سال مراد ہیں یا تین سو مہینے پھر اس پر یہ جملہ نازل ہوا سِنِيۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا، یعنی تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے۔

(۲۶) آپ ان سے فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو تم سے زیادہ جانتا ہے کہ اس بیداری کے بعد سے پھر کتنا زمانہ ہوگیا تمام آسمانوں و زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے وہ کیا کچھ دیکھنے والا ہے اور کیا کچھ سننے والا ہے اور ان کا اللہ کے علاوہ کوئی محافظ نہیں یا یہ کہ اہل مکہ کو اللہ کے علاوہ اور کوئی عذاب خداوندی سے چھڑانیوالا مددگار اور رشتہ دار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم غیب میں شریک کیا کرتا ہے۔

(۲۷) اور آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیا کیجیے اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کیا کیجیے اور اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پناہ بھی نہ پائیں گے۔

(۲۸) اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتے ہیں جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں۔ اور ایسے شخص کی بات نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی توحید سے غافل کر دیا ہے اور وہ بتوں کی پوجا میں مصروف ہے اور اس کی یہ باتیں سب اکارت اور برباد ہیں یہ آیت کریمہ عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا (الخ)

ابن مردویہؒ نے جریرؒ اور ضحاکؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ کہ یہ آیت امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے رسول اکرم ﷺ سے ایک ایسی چیز کی

درخواست کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمائی وہ یہ کہ مسلمان مساکین کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے اور مکہ کے رؤساء کو اپنے پاس بٹھائیے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے امیہ بن خلف کی بات کا اثر لیا تھا اور آپ سے جو کہا گیا تھا آپ اس سے بے خبر اور غافل تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو عیینہ کہنے لگا جس وقت ہم آپ کے پاس آیا کریں تو انھیں اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجیے اور ہمیں بٹھا لیا کیجیے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ
وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ
بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ
يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ
اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ
فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ
وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾
وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا
اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾
وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ
خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ
اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾
وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾

اور کہہ دو کہ (لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے ہم نے ظالموں کے لیے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں اُن کو گھیر رہی ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے اُن کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا (اُن کے پینے کا) پانی بھی بُرا اور آرام گاہ بھی بُری (۲۹)۔ (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۳۰)۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں اُن کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اُن کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے۔ (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا) خوب آرام گاہ ہے (۳۱)۔ اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کیے تھے اور اُن کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیے تھے اور اُن کے درمیان کھیتی پیدا کر دی تھی (۳۲)۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے۔ اور اس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی (۳۳)۔ اور (اس طرح اُس (شخص) کو (اُن کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَاۗؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰي مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝

تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال (و دولت) میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں (۳۴)۔اور ایسی شیخیوں سے اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا۔اپنے باغ میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو (۳۵)۔اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو۔اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا (۳۶)۔تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا کہنے لگا کہ کیا تم اس (خدا) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا (۳۷)۔مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (۳۸)۔اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو (۳۹) تو عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے۔اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ صاف میدان ہو جائے (۴۰)۔یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اُسے نہ لا سکو (۴۱)۔اور اُس کے میووں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا ۔تو جو مال اُس نے اُس پر خرچ کیا تھا۔اُس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا۔اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا (۴۲)۔(اس وقت) خدا کے سوا کوئی جماعت اُس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا (۴۳)

تفسیر سورة الکہف آیات (۲۹) تا (۴۳)

(۲۹) اور آپ عیینہ سے فرما دیجیے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا دل چاہے ایمان لے آئے اور جس کا دل چاہے کافر رہے یا یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے متعلق مشیت خداوندی ایمان لانے کے بارے میں ہوتی ہے وہ ایمان لے آتا ہے اور جس کے کافر رہنے کے بارے میں ہوتی ہے وہ کفر پر رہتا ہے، بے شک ہم نے عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر وہ پانی کی فریاد رسی کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد پوری کی جائے گی جو زیتون کے تیل کی تلچھٹ کی طرح یا پگھلی ہوئی گرم چاندی کی طرح ہوگا کہ وہ پاس آتے ہی منہ کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہوگی یعنی بدترین ٹھکانا اور ان کے ساتھیوں یعنی شیاطین اور کافروں کا ہے۔

(۳۰۔۳۱) البتہ جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے خداوندی کی بجا آوری کی تو جو خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے ہم ایسے لوگوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کریں گے ایسے حضرات کے لیے رحمٰن

کی طرف سے محلات ہیں کہ ان محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، ان لوگوں کو جنت میں سونے کے ہار پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور موٹے ریشم کے پہنیں گے اور جنت میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جنت کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھا ٹھکانا ہے یعنی بہترین جگہ ان کے رفقاء یعنی انبیاء اور صالحین کی جگہ ہے۔

(۳۲ تا ۴۳) آپ اہل مکہ کے سامنے دو شخصوں کا حال بیان کیجیے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے ایک مومن جس کا نام یہودا اور دوسرا کافر جس کا نام ابوفطروس تھا۔

کافر کو دو باغ ہم نے انگوروں کے دے رکھے تھے اور ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔

دونوں باغ ہر سال اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس کے پاس باغ کا پھل تھا اور بھی تمول کا سامان تھا چنانچہ ایک دن وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اپنے مال پر فخر کرتا ہوا کہنے لگا کہ میرا مال بھی تجھ سے زیادہ ہے اور میرے خدم و حشم بھی بکثرت ہیں۔

اور پھر وہ اتفاق سے اپنے اوپر کفر کا جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا اور کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے تو اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔ یہ سن کر اس کے مومن ساتھی نے اس کے کفر سے اعراض کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات پاک کا انکار کرتا ہے جس نے تمہیں آدم کی اولاد سے پیدا کیا اور آدم علی السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے تیرے باپ کے نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے صحیح و سالم انسان بنایا لیکن میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب حقیقی اور میرا خالق و رازق ہے اور میں ان بتوں میں سے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جس وقت تو باغ میں داخل ہوا تھا تو نے یوں کیوں نہیں کہا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا انعام ہے میری کیا حیثیت اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے میری کیا طاقت ہے۔

اور اگر تو مجھ کو خدم و حشم میں کم تر سمجھتا ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے آخرت میں تیرے اس دنیاوی باغ سے بہتر باغ دے دے اور تیرے اس باغ پر آگ بھیج دے کہ یہ اچانک چٹیل میدان ہو کر رہ جائے یا اس کا پانی بالکل اندر زمین میں اتر کر خشک ہو جائے اور پھر تو اس کے نکالنے کی کوئی کوشش بھی نہ کر سکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پھل اور سامان تمول کو آفت نے ہلاک کر دیا پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اور جو اس کی آمدنی تھی اس پر حسرت وندامت میں ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ قیامت کے دن بھی کہے گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہ ٹھہراتا۔

اور اس کے پاس کوئی ایسی طاقت نہ آئی کہ عذاب الٰہی سے اس کی حفاظت کرتی اور نہ وہ خود اپنے سے عذاب الٰہی کو ٹال سکا۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۞ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۞ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۞ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۞ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۞ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۞

یہاں (سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب خدائے برحق کی ہے، اُسی کا صلہ بہتر اور (اُسی کا) بدلہ اچھا ہے (۴۴)۔ اور اُن سے دُنیا کی زندگی کی بھی مثال بیان کر دو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ چورا چورا ہوگئی کہ ہوائیں اُسے اُڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴۵)۔ مال اور بیٹے تو دنیا کی (رونق و) زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور اُمید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں (۴۶)۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو تم صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے (۴۷)۔ اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم اُن سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت) کا کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا (۴۸)۔ اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اُس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ اور جو عمل کیے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا (۴۹)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (٤٤) تا (٤٩)

(۴۴) قیامت کے دن تمام بادشاہت اور سلطنت اللہ برحق ہی کے لیے ہوگی اور اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے جس کو وہ ثواب دے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

(۴۵) آپ اہل مکہ سے دنیوی زندگی کی بقاء اور فنا کی حالت بیان کیجیے جیسا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس پانی کے ذریعے سے زمین کے نباتات خوب گنجان ہو گئے ہوں پھر وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے کہ اسے ہوا میں اڑائے پھرے اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، یہی حالت اس دنیوی زندگی کی ہے کہ نیست و نابود ہو جائے گی اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے فنا اور آخرت کی بقاء پر پوری قدرت حاصل ہے۔

(۴۶) اس کے بعد دنیا کے ساز و سامان کا تذکرہ فرماتا ہے کہ مال و اولاد یہ سب حیات دنیا کی ایک رونق ہے جیسا کہ گھاس پھوس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح ان میں سے بھی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

اور پانچوں نمازیں اور باقیات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور صالحات سے مراد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہے۔ یہ چیزیں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی یعنی اعمال صالحہ مثلاً نماز پر جو بندوں کو امیدیں ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی۔

(۴۷) اور جس دن ہم پہاڑوں کو زمین پر سے ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کھلا میدان ہے اور ہم سب کو قبروں سے اٹھا کر میدان حشر میں جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

(۴۸) اور سب کے سب آپ کے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا آخر تم ہمارے پاس آئے جیسا کہ پہلی مرتبہ بغیر مال و اولاد کے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا بلکہ تم دنیا میں کہتے تھے کہ ہم تمہارے دوبارہ پیدا کرنے کے لیے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے۔

(۴۹) اور نامہ اعمال مخلوقات کے دائیں اور بائیں ہاتھوں میں برف کی طرح پھسل کر کھلا رکھ دیا جائے گا پھر آپ مشرکین اور منافقین کو دیکھیں گے کہ اس نامہ اعمال میں جو کچھ لکھا ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامہ اعمال نے تو بغیر قلم بند کیے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ کوئی بڑا گناہ اور کہا گیا کہ صغیرہ سے مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد (دینی امور پر) قہقہہ ہے۔

اور جو کچھ انھوں نے نیکی اور برائی کی ہوگی سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا کسی کی نیکیوں میں کمی نہیں کرے گا اور نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ کرے گا اور مومن کی نیکی میں کمی نہیں کرے گا اور کافر کا گناہ نہیں چھوڑے گا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ
عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ
لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۞ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ
الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۞ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ
الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ
مَّوْبِقًا ۞ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا
ع وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۞ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۞
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا
رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ
قُبُلًا ۞ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ
وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ
وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۞ وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا
اِذًا اَبَدًا ۞ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا
كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا
مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۞ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا
ع لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۞

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار کے حکم سے باہر ہوگیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اور (شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) بُرا بدل ہے (۵۰)۔ میں نے اُن کو نہ تو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بُلایا تھا اور نہ خود اُن کے پیدا کرنے کے وقت۔ اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار بناتا (۵۱)۔ اور جس دن خدا فرمائے گا کہ (اب) میرے شریکوں کو جن کی نسبت تم گمان (اُلوہیت) رکھتے تھے بلاؤ تو وہ اُن کو بلائیں گے مگر وہ اُن کو کچھ جواب نہ دیں گے۔ اور ہم اُن کے بیچ میں ایک ہلاکت کی جگہ بنا دیں گے (۵۲)۔ اور گنہگار لوگ دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کرلیں گے کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں۔ اور اس سے بچنے کا کوئی رستہ نہ پائیں گے (۵۳)۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن انسان سب چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (۵۴)۔ اور لوگوں کے پاس جب ہدایت آ گئی تو اُن کو کس چیز نے منع کیا کہ ایمان لائیں اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگیں بجز اس کے کہ (اس بات کے منتظر ہوں کہ) اُنہیں بھی پہلوں کا سا معاملہ پیش آئے۔ یا اُن پر عذاب سامنے آ موجود ہو (۵۵)۔ اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجا کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ (لوگوں کو خدا کی نعمتوں کی) خوشخبریاں سنائیں اور (عذاب سے) ڈرائیں، اور جو کافر ہیں وہ باطل (کی سند) سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو پھسلا دیں اور اُنہوں نے ہماری آیتوں کو اور جس چیز سے اُنہیں ڈرایا جاتا ہے ہنسی بنالیا (۵۶)۔ اور اُس سے ظالم کون جس کو اُسکے پروردگار کے کلام سے سمجھایا گیا تو اُس نے اُس سے منہ پھیرلیا۔ اور جو اعمال وہ آگے کرچکا اُس کو بھول گیا۔ ہم نے اُنکے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ اسے سمجھ نہ سکیں۔ اور کانوں میں ثقل (پیدا کردیا ہے کہ سُن نہ سکیں) اور اگر تم اُن کو رستے کی طرف بلاؤ تو کبھی رستے کی طرف نہ آئیں گے (۵۷)۔ اور تمہارا پروردگار بخشنے والا صاحبِ رحمت ہے اور اگر وہ اُن کے کرتوتوں پر اُن کو پکڑنے لگے تو اُن پر جھٹ عذاب بھیج دے مگر اُن کے لئے ایک وقت (مقرر کر رکھا) ہے کہ اس کے عذاب

سے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے (۵۸)۔اور یہ بستیاں جو (ویران پڑی ہیں) جب اُنہوں نے (کفر سے) ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کردیا۔اور انکی تباہی کے لیے ایک وقت مقرر کردیا تھا (۵۹)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۵۰) تا (۵۹)

(۵۰) اور جب ہم نے ان فرشتوں کو بھی حکم دیا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو کہ سردار تھا اور جنات میں سے تھا اس لیے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اپنے پروردگار کی اطاعت سے سرکشی کی اور حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

کیا تم پھر بھی شیطان کی اور اس کے چیلوں کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو حالاں کہ وہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، مشرکین نے اطاعت کے لیے میرے علاوہ برا بدل اختیار کیا ہے۔

یا یہ کہ عبادت خداوندی کے بدلہ میں شیطان کی عبادت کو اختیار کرلیا یا یہ کہ ولایت خداوندی کے عوض شیطان کو ولی اور دوست بنالیا۔

(۵۱) حالاں کہ ان فرشتوں اور شیطان کو میں نے نہ تو آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت ان کو بلایا، یا یہ کہ نہ تو میں نے زمین وآسمان کی پیدائش کے وقت ان سے مدد طلب کی اور نہ خود ان ہی کے پیدا کرنے کے موقع پر ان سے مدد چاہی اور میں ایسا عاجز نہیں کہ ان کافروں اور ان یہود ونصاریٰ اور ان بتوں کے پجاریوں کو اپنا دست وباز و بناتا۔

(۵۲) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان بتوں کے پجاریوں سے کہے گا کہ اپنے ان معبودوں کو یاد کرو جن کی تم عبادت کرتے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ تمہیں میرے عذاب سے نجات دلا دیں گے سو وہ ان معبودوں کو پکاریں مگر یہ ان کو جواب نہ دیں گے اور ہم ان عابد ومعبود کے درمیان دوزخ میں وادی حائل کردیں گے۔

یا یہ کہ ان کے درمیان جو دنیا میں محبت ودوستی تھی ہم اس کو آخرت میں ہلاکت اور تباہی سے تبدیل کردیں گے۔

(۵۳) اور مشرکین دوزخ کو دیکھیں گے اور یقین کرلیں گے کہ ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

(۵۴) اور ہم نے مکہ والوں کے لیے اس قرآن کریم میں وعدے وعید کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کیے ہیں تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کرکے ایمان لائیں اور ابی بن خلف بھی باطل پر جھگڑے میں سب سے بڑھ کر ہے یا یہ آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

(۵۵) اور اہل مکہ کو جو کہ بدر کے دن مارے گئے بعد اس کے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر پہنچ

چکے ہیں آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے اور کفر و شرک سے توبہ کرنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا، سوائے اس کے کہ ان کو اس کا انتظار رہا کہ اگلوں کے ساتھ ہلاکت و بربادی کا جیسا معاملہ کیا گیا ہے وہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے یا یہ کہ بدر کے دن صحابہ کرام کی تلواریں ان کے سامنے نکل پڑیں۔

(۵۶) اور رسولوں کو تو ہم صرف مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

اور رسولوں اور کتابوں کے منکر شرکیہ باتیں تراش کر جھگڑے نکالتے ہیں تا کہ اس باطل کے ذریعے حق اور ہدایت کو بچلا دیں اور انھوں نے میری کتاب اور میرے رسول کو اور جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے محض دل لگی اور مذاق بنا رکھا ہے۔

(۵۷) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے اور پھر اس سے انکار کے ساتھ روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں گناہ سمیٹ رہا ہے اس کے نتیجہ کو بھول جائے۔ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تا کہ یہ حق اور ہدایت کی بات ہی نہ سمجھ سکیں اور ان باتوں کے سمجھنے سے ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

(۵۸) اور آپ کا پروردگار بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے کہ ان سے عذاب کو ٹال رکھا ہے۔اگر ان سے ان کے شرک پر پکڑ کرنے لگتا تو ان پر دنیا ہی میں فوری عذاب نازل کر دیتا بلکہ ان کی ہلاکت کے لیے ایک مقرر وقت ہے کہ اس عذاب الٰہی سے یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔

(۵۹) اور یہ بستیوں والے گزشتہ لوگ جن کی ہلاکت کے قصے مشہور ہیں جب انھوں نے شرک کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لیے وقت مقرر کیا تھا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْـَٔلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ع فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ

اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں (۶۰)۔ جب اُن کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے ۔تو اُس نے دریا میں سُرنگ کی طرح اپنا رستہ بنالیا(۶۱)۔ جب آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارا کھانا لاؤ۔ اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہوگئی ہے(۶۲)۔ (اس نے) کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا۔ اور مجھے (آپ سے) اُس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا۔ اور اُس نے عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ لیا(۶۳)۔ (موسیٰ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے (۶۴)۔ (وہاں) اُنہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا(۶۵)۔ موسیٰ نے اُن سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اُس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں(۶۶)۔ (خضر) نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکو گے(۶۷)۔ اور جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اُس پر صبر کر بھی کیونکر کرسکتے ہو(۶۸)۔ موسیٰ نے کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پایئے گا۔ اور میں آپ کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا(۶۹)۔ (خضر نے) کہا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اُس کا ذکر تم سے نہ کروں(۷۰)۔ تو دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اسے اس لیے پھاڑا ہے کہ سواروں کو غرق کردیں۔ یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات کی(۷۱)۔ (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے(۷۲)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ جو بھول مجھ

غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ ع

سے ہوئی اس پر مواخذہ نہ کیجئے۔ اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالیے (۷۳)۔ پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے میں) ایک لڑکا ملا (تو خضر نے) اُسے مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو (ناحق) بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بُری بات کی (۷۴)۔ (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے (۷۵)۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے (۷۶)۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ اُنہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر اُنہوں نے وہاں پر ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی خضر نے اُس کو سیدھا کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اُن سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تا کہ کھانے کا کام چلتا) (۷۷)۔ (خضر نے) کہا کہ اب مجھ میں اور تجھ میں علیحدگی (مگر) جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے میں اُن کا تمہیں بھید بتائے دیتا ہوں (۷۸)۔ (کہ وہ جو) کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت (کر کے یعنی کشتیاں چلا کر گذارہ) کرتے تھے۔ اور اُن کے سامنے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں (تا کہ وہ اُسے غصب نہ کر سکے) (۷۹)۔ اور وہ جو لڑکا تھا اُس کے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (بڑا ہو کر جو بدکردار ہوتا کہیں) اُن کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے (۸۰)۔ تو ہم نے چاہا کہ اُن کا پروردگار اس کی جگہ اُن کو اور (بچہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی اور محبت میں سے اس سے بہتر ہو (۸۱)۔ اور وہ جو دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اُس کے نیچے اُن کا خزانہ (مدفون) تھا اور اُن کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے۔ اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کیے۔ یہ ان باتوں کی کا راز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے (۸۲)

تفسیر سورة الكهف آيات (٦٠) تا (٨٢)

(۶۰ تا ۸۲) اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ بات آئی کہ روئے زمین پر میرے سے بڑا کوئی عالم نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام آپ سے بڑھ کر عابد اور عالم میرا ایک بندہ خضر علیہ السلام موجود ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار میری ان سے ملاقات کروایئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک نمکین مچھلی اپنے زادِ راہ کے طور پر لے کر سمندر کے کنارہ پر چل دو، ایک چٹان کے پاس جہاں عین حیات ہے اس مقام پر جا کر مچھلی زندہ ہو جائے گی اور وہیں تمہیں خضر علیہ السلام ملیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے شرفاء میں سے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی خدمت اوران کی اتباع کیا کرتے تھے کہ میں مسلسل چلتا جاؤں گا یہاں تک کہ اس جگہ پر پہنچ جاؤں، جہاں دو دریا شیریں اور نمکین بحر فارس اور روم آپس میں ملتے ہیں، چنانچہ جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے جگہ پر پہنچے اور کسی پتھر کے ساتھ لگ کر سو گئے اور اٹھنے کے بعد اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے مچھلی نے دریا میں اپنی ایک لکیر کی طرح راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں اس پتھر سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شاگرد یعنی یوشع بن نون سے فرمایا ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمیں تو اس سفر میں بڑی تکلیف اور تھکان ہوئی ہے یوشع بن نون نے کہا موسیٰ علیہ السلام لیجیے دیکھیے جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا عجیب واقعہ ذکر کرنا ہی آپ سے بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا مچھلی نے تو اس مقام پر دریا میں عجیب راہ لی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی موقع کی تو ہمیں تلاش تھی کیوں کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اللہ کی طرف سے یہی نشانی بیان کی گئی تھی، سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے اور واپس ہوئے اور اس پتھر کے پاس خضر علیہ السلام کو پایا جن کو ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا اور ان کو علم اسرار کونیہ عطا کیا تھا حضرت موسیٰ نے خضر علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو اللہ کی جانب سے سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں۔

انھوں نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے میرے ساتھ رہ کر میرے افعال پر صبر نہیں ہو سکے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں صبر کروں گا خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ آپ بھلا ایسے امور پر کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطہ علم سے باہر ہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ آپ سے جو افعال ظہور پذیر ہوں گے آپ مجھے ان پر صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کے حکم سے اختلاف نہیں کروں گا۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام گر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ سوال نہ کرنا جب تک کہ میں اس کے متعلق خود ہی آپ سے ذکر نہ کروں۔ غرض کہ حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ دونوں ایک طرف چل دیے، جب عبر کے قریب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا کشتی والوں کو غرق کرنے کے لیے ایسا کیا ہے یہ قوم کو بہت ہی مشکل میں ڈال دیا ہے، خضر علیہ السلام نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کے قول و قرار میں جو مجھ سے بھول چوک ہوا اس پر گرفت نہ کیجیے اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ سختی کیجیے۔ پھر دونوں کشتی سے اتر کر آگے چلے دو بستیوں کے درمیان ایک کمسن لڑکا ملا، خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ معصوم بچے کو مار ڈالا اور وہ بھی کسی جان کے بدلے نہیں بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا حرکت کی۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ سے میری باتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس مرتبہ کے بعد میں آپ پر کسی بات کے متعلق دریافت کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے کیوں کہ اس کے بارے میں آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں، پھر دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ جب انطا کیہ شہر پر سے گزر ہوا تو وہاں کے رہنے والوں سے کھانے کو مانگا، سوانھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اتنے میں ان کو ایک جھکی ہوئی دیوار ملی جو گرنے والی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ بولے خضرؑ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے کہ اس کا کھانا لے کر کھا لیتے۔

حضرت خضرؑ نے فرمایا یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے، باقی میں ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

وہ کشتی جس کا میں نے تختہ نکالا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو کرایہ پر دریا سے پار کرتے تھے سو میں نے اس لیے عیب ڈالا کیوں کہ ان کے آگے ظالم جلندی نامی بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ لڑکا اس کے والدین ایماندار اور اس بستی کے شرفاء میں سے تھے اور آپ کے پروردگار کو معلوم تھا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی و کفر اور جھوٹی قسموں سے اپنے والدین کو بڑے ہو کر تکلیف پہنچائے گا اس بنا پر میں نے اس کو مار ڈالا۔

سو ہمیں یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو اس سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی ہو۔

چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکی عطا کی اور پھر اس لڑکی سے انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے شادی فرمائی اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی پیدا فرمایا جس کے ذریعے سے بہت لوگوں کو ہدایت فرمائی۔

اور اس لڑکے کا نام جیسود تھا اور یہ کافر اور بڑا ڈاکو تھا اس واسطے خضر علیہ السلام نے بحکم خداوندی اس کو قتل کیا۔

اور جہاں تک دیوار کا تعلق ہے تو وہ احرم، صریم دو یتیم لڑکوں کی تھی جو انطا کیہ شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی جس میں علم اور حکمت کی باتیں مکتوب تھیں اور اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ تعجب ہے ایسے شخص پر جو موت کے یقین کے بعد پھر کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے ایسے شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھنے کے بعد کیسے غمگین رہتا ہے اور تعجب کے قابل ہے وہ شخص جو دنیا کے زوال اور دنیا والوں کے تبدل احوال پر یقین کرتے ہوئے پھر کیسے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور ان کا باپ کاشح ایک امانت دار آدمی تھا سو آپ کے رب نے

اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں بالغ ہو کر اپنی اس تختی کو نکال لیں اور آپ کے پروردگار کی وحی کے مطابق میں نے ایسا کیا ہے اور ان میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ
سَبَبًا ۝ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ
عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ
تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَاۗءَۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا
يُسْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ
عَلٰي قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا
بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ
وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ
لَكَ خَرْجًا عَلٰٓي اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ
فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝
اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝
فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ
هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ
وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ
وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَۨا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ
وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا ع
عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝

اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں اس کا کسی قدر حال تم کو پڑھ کر سناتا ہوں (۸۳)۔ ہم نے اُس کو زمین میں بڑی دسترس دی تھی اور ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا (۸۴)۔ تو اُس نے (سفر کا) ایک سامان کیا (۸۵)۔ یہاں تک کہ جب سُورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اُسے ایسا پایا کہ ایک کیچڑ کی ندی میں ڈوب رہا ہے اور اُس (ندی) کے پاس ایک قوم دیکھی۔ ہم نے کہا ذوالقرنین! تم ان کو خواہ تکلیف دو خواہ اُن (کے بارے) میں بھلائی اختیار کرو (دونوں باتوں کی تمہیں قدرت ہے) (۸۶)۔ (ذوالقرنین نے) کہا کہ جو (کفر وبد کرداری سے) ظلم کرے گا اُسے ہم عذاب دینگے پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اُسے بُرا عذاب دیگا (۸۷)۔ اور جو ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا اُس کے لئے بہت اچھا بدلہ ہے۔ اور ہم اپنے معاملے میں (اس پر کسی طرح کی سختی نہیں کریں گے بلکہ) اُس سے نرم بات کہیں گے (۸۸)۔ پھر اُس نے ایک اور سامان (سفر کا) کیا (۸۹)۔ یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں پر طلوع کرتا ہے جن کے لئے ہم نے سُورج کے اس طرف کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی (۹۰)۔ (حقیقت حال) یوں (تھی) اور جو کچھ اُسکے پاس تھا ہم کو سب کی خبر تھی (۹۱)۔ پھر اُس نے ایک اور سامان کیا (۹۲)۔ یہاں تک کہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا۔ تو دیکھا کہ اُن کے اس طرف کچھ لوگ ہیں کہ بات کو سمجھ نہیں سکتے (۹۳)۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں۔ بھلا ہم آپ کے لئے خرچ (کا انتظام) کر دیں کہ آپ ہمارے اور اُن کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں (۹۴)۔

(ذوالقرنین نے) کہا کہ خرچ کا جو مقدور خدا نے مجھے بخشا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو میں تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنادوں گا (۹۵)۔ تو تم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کر دیا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کا حصّہ) برابر کردیا (اور) کہا کہ (اب اسے) دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک کر) آگ کر دیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس تانبہ لاؤ کہ اس پر پگھلا کر ڈال دوں (۹۶)۔ پھر اُن میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگا سکیں (۹۷)۔ بولا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے ۔ جب میرے پروردگار کا وعدہ آ پہنچے گا تو اس کو (ڈھا) کر ہموار کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے (۹۸)۔ (اس روز) ہم اُن کو چھوڑ دیں گے کہ (روئے زمین پر پھیل کر) ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور صُور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو جمع کر لیں گے (۹۹)۔ اور اس روز جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے (۱۰۰)۔ جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سُننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے (۱۰۱)۔ کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے سوا (اپنا) کارساز بنائیں گے (تو ہم خفا نہیں ہوں گے) ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے (۱۰۲)

تفسیر سورة الکہف آیات (۸۳) تا (۱۰۲)

(۸۳تا۹۸) اے محمد ﷺ مکہ والے آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں، آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو راستوں اور منزلوں کی معرفت عطا کی تھی۔

چنانچہ انھوں نے سفر کے لیے ایک راستہ اختیار کرلیا یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقع پر انھوں نے ایک کافر قوم دیکھی۔

ہم نے بطور الہام کے کہا کہ ذوالقرنین یا تو ان کو قتل کرو یہاں تک کہ یہ کلمہ **لا الٰہ الا اللّٰہ** کے قائل نہ ہو جائیں یا ان کے ساتھ پہلے نرمی کا معاملہ کرو کہ ان کو معاف کردو اور چھوڑ دو۔

ذوالقرنین نے عرض کیا بالکل ٹھیک لیکن جس نے ان میں سے اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو ہم اسے دنیا میں قتل کریں گے اور پھر وہ آخرت میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جائے گا اور وہ اسے دوزخ کی سخت سزا دے گا۔

اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے آخرت میں بھی جنت ملے گی اور ہم بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

پھر ذوالقرنین نے ممالک مشرقیہ کے فتح کرنے کے ارادہ سے مشرق کی طرف راہ لی تو طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچ کر انھوں نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے دیکھا کہ جن کے لیے ہم نے آفتاب سے اوپر پہاڑ درخت کپڑے وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں رکھی تھی کہ حق بات سے بالکل عاری قوم تھی اور اس قوم کو تارج وتاویل اور

منسک کہا جاتا تھا۔

غرض کہ ذوالقرنین جیسا کہ ملتہائے مغرب تک پہنچے تھے، اسی طرح سفر کرتے منتہائے مشرق تک پہنچے اور اُن کو جو کچھ واقعات وغیرہ کی خبر تھی۔ ہمیں اس کی پوری خبر ہے، پھر ذوالقرنین فتوحات کرتے ہوئے مشرق کی سمت میں روم کی طرف ہوئے۔

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو دوسروں کی بات نہیں سمجھتے تھے۔ انھوں نے بذریعہ ترجمان کہا کہ اے ذوالقرنین! قوم یاجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، یعنی ہمارے تروتازہ میووں کو کھا جاتے ہیں اور خشک کو لے جاتے ہیں اور ہماری اولاد کو قتل کرڈالتے ہیں اور ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

یاجوج بھی ایک آدمی کا نام تھا اور ماجوج بھی ایک شخص کا اور یہ دونوں یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس قوم کی کثرت کی وجہ سے یہ اس کا نام پڑ گیا۔

تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لیے کچھ ضروری چیزیں جمع کردیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اوران کے درمیان کچھ رکاوٹ بنادیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس بادشاہت اور مال میں میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اور عطا کی ہے وہ اس مزدوری سے بہت زیادہ ہے، انھوں نے عرض کیا سو آپ کس قسم کی حمایت چاہتے ہیں، ذوالقرنین نے جواب دیا ہاتھ پیروں اور اوزاروں سے میری مدد کرو۔ میں تمہارے اوران کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے خلاء کو پر کردیا تو ان کو حکم دیا دھونکو، چنانچہ انھوں نے آگ جلا کر ان کو دھونکنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے لال انگارا کردیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تا کہ اس پر ڈال دوں، چنانچہ وہ تانبا اس پر ڈال دیا گیا۔

تو پھر یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نیچے کی طرف سے لگا سکتے تھے تب ذوالقرنین نے فرمایا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے پروردگار کی ایک خاص رحمت ہے جس وقت یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر دے گا اور میرے رب کا وعدہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بارے میں برحق ہے۔

(۹۹) اور اُن کے نکلنے کے دن یا روم سے واپسی کے دن جب کہ یاجوج ماجوج اس سے نہیں نکل سکیں گے ہم ان کی یہ حالت کردیں گے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوجائیں گے اور صور پھونکے جانے کے بعد ہم سب کو جمع کرلیں گے۔

(۱۰۰۔۱۰۱) اور قیامت کے دن دوزخ کو کافروں کے سامنے ان کے داخل کرنے سے پہلے پیش کردیں گے جو ہماری

توحید اور ہماری کتاب قرآن سے اندھے تھے اور وہ رسول اکرم ﷺ سے دشمنی کی وجہ سے قرآن کریم سن بھی نہیں سکتے تھے۔

(۱۰۲) کیا پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کی عبادت کریں اور دنیوی واخروی نفع میں ان کو اپنا کارساز سمجھیں یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کافروں کو میری اطاعت وفرمانبرداری کے علاوہ میرے بندوں کی عبادت اور ان کو کارساز سمجھنا کفایت کر جائے گا۔ ہم نے ان کی دعوت اور ٹھکانے کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں کہ جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں (۱۰۳)۔ وہ لوگ جن کی سعی دُنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں (۱۰۴)۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو اُن کے اعمال ضائع ہوگئے اور ہم قیامت کے دن اُن کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵)۔ یہ اُن کی سزا ہے (یعنی) جہنم اس لیے کہ اُنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اُڑائی (۱۰۶)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اُن کے لئے بہشت کے باغ مہمانی ہوں گے (۱۰۷)۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے (۱۰۸)۔ کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لئے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور (سمندر) اس کی مدد کو لائیں (۱۰۹)۔ کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی اُمید رکھے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے (۱۱۰)

تفسیر سورة الكهف آيات (۱۰۳) تا (۱۱۰)

(۱۰۳۔۱۰۴) اے نبی کریم آپ ان سے فرمائیے کہ کیا ہم آپ کو ایسے لوگوں کے بارے میں بتائیں جو آخرت میں خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں تمام محنت سب اکارت گئی جیسا کہ خوارج اور گرجاؤں والے اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

(۱۰۵) یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کر رہے ہیں ان کے سارے نیک کام غارت گئے تو قیامت کے دن بمع ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے یعنی قیامت

کے دن ان کے نیک اعمال کا ذرہ برابر بھی وزن قائم نہیں کیا جائے گا۔

(١٠٦) ان کی سزا جہنم ہوگی اس وجہ سے کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور میری کتاب اور میرے رسول محمد ﷺ کا مذاق اڑایا تھا۔

(١٠٧۔١٠٨) بے شک جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان کی رہائش کے لیے فردوس کے باغات ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔

(١٠٩) اور اے محمد ﷺ آپ خصوصا یہود سے بھی فرمادیجیے کہ اگر میرے پروردگار کی باتیں اور اس کے علم و کمالات لکھنے کے لیے سمندر کا پانی روشنائی کی جگہ ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے اس جیسا دوسرا سمندر بھی ختم ہو جائے۔

شانِ نزول: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کچھ چیز بتاؤ جس کو ہم اس رسول سے پوچھیں، یہود نے کہا روح کے بارے میں سوال کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (الخ) اس پر یہود کہنے لگے کہ ہمیں بہت علم دیا گیا ہے ہمیں توریت دی گئی ہے اور جن کو توریت دی گئی ہو انھیں خیر کثیر دی گئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے۔

(١١٠) اور آپ ان سے فرمادیجیے کہ میں تم ہی جیسا آدمی ہوں میرے پاس بذریعہ جبریل امین یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں سو جس شخص کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو منہ دکھانے کا ڈر ہو وہ خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی اطاعت میں کسی کو شریک نہ کرے یہ آیت کریمہ جندب بن زہیر عامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شانِ نزول: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن ابی الدنیاؒ نے "کتاب الاخلاص" میں طاؤس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے اعمال کرتا ہوں اور مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میرا ٹھکانا دکھا دیا جائے، آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے، وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے یہ روایت مرسل ہے اور

امام حاکم نے اسی روایت کو مستدرک میں بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولاً شرط شیخین پر روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص جہاد کرتا تھا اور اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس کا ٹھکانا دکھا دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابونعیمؒ اور ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیرؒ، کلبیؒ، ابوصالحؒ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جندب بن زبیر نے کہا کہ جب آدمی نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا کوئی صدقہ وخیرات کرے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے اور پھر وہ لوگوں کی اس تعریف سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ۞ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۞ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ
نِدَآءً خَفِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ
شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۞ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ
وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۞
يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۞ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا
نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۞ قَالَ
رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ
عِتِيًّا ۞ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ
مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۞ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ۚ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۞ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ
مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۞
يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۚ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۞ وَّحَنَانًا
مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۚ وَكَانَ تَقِيًّا ۞ وَّبَرًّا ۢبِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ
جَبَّارًا عَصِيًّا ۞ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ
يُبْعَثُ حَيًّا ۞ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا
مَكَانًا شَرْقِيًّا ۞ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ
اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۞ قَالَتْ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ
بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۞ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ
رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۞ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ
يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۞

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کۤھٰیٰعۤصۤ (۱)۔ (یہ) تمہارے پروردگار کی مہربانی کا بیان (ہے جو اُس نے) اپنے بندے زکریا پر (کی تھی) (۲)۔ جب اُنہوں نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا (۳)۔ (اور) کہا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں بڑھاپے کے سبب کمزور ہو گئی ہیں اور سر (ہے کہ) بڑھاپے (کی وجہ سے) شعلہ مارنے لگا ہے اور میرے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا (۴)۔ اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما (۵)۔ جو میری اور اولادِ یعقوب کی میراث کا مالک ہو۔ اور (اے) میرے رب اُس کو خوش اطوار بنائیو (۶)۔ اے زکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا (۷)۔ اُنہوں نے کہا پروردگار میرے ہاں کس طرح لڑکا ہوگا۔ جس حال میں میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں (۸)۔ حکم ہوا کہ اسی طرح (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ آسان ہے اور میں پہلے تم کو بھی تو پیدا کر چکا ہوں اور تم کچھ چیز نہ تھے (۹)۔ کہا کہ پروردگار میرے لیے کچھ نشانی مقرر فرما۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہو کر تین (رات اور دن) لوگوں سے بات نہ کر سکو گے (۱۰)۔ پھر وہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو اُن سے اشارے سے کہا کہ صبح وشام (خدا کو) یاد کرتے رہو (۱۱)۔ اے یحییٰ (ہماری) کتاب کو زور سے پکڑے رہو۔ اور ہم نے اُن کو لڑکپن ہی میں دانائی عطا فرمائی تھی (۱۲)۔ اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی دی تھی اور وہ پرہیزگار تھے (۱۳)۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش (اور) نافرمان نہیں تھے (۱۴)۔ اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے اُن پر سلام اور رحمت (ہے) (۱۵)۔ اور کتاب (قرآن) میں مریم کا بھی مذکور کرو۔ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف چلی گئیں (۱۶)۔ تو اُنہوں نے اُن کی طرف سے پردہ کر لیا (اُس وقت) ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ اُن کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا (۱۷)۔ (مریم) بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں (۱۸)۔ اُنہوں نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں (اور اس لئے آیا ہوں) کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں (۱۹)۔ (مریم نے) کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیوں کر ہوگا۔ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں۔ اور میں بدکردار بھی نہیں ہوں (۲۰)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۱) تا (۲۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھانوے آیات اور نو سو باسٹھ کلمات اور تین ہزار تین سو دو حروف ہیں۔

(۱) کھیٰعص۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے یعنی وہ کافی ہے ہدایت عطا فرمانے والا ہے اور عالم ہے، صادق ہے یا یہ کہ کاف کا مطلب وہ اپنی مخلوق کو کافی ہے اور حاء سے مراد ہدایت فرمانے والا ہے اور یا سے مراد ہے کہ اس کا تسلط اور غلبہ تمام مخلوق پر ہے اور عین سے مراد کہ وہ تمام مخلوق کے احوال جاننے والا ہے اور صاد یعنی کہ اپنے وعدے میں سچا ہے یا یہ کہ کاف سے کریم اور لفظ ھا سے ھادٍ یا حلیمٌ اور عین سے علیمٌ اور صاد سے صادق کنایہ ہے یا یہ کہ صدوق سے کنایہ ہے یعنی کہ بہت ہی زیادہ سچا اور یا یہ کہ ایک قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۲۔۳) یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کہ ان کو لڑکا عطا فرمایا جب کہ زکریا علیہ السلام نے محراب میں اپنی قوم سے پوشیدہ طور پر اپنے پروردگار کو پکارا۔

(۴) اے میرے رب میرا جسم کمزور ہو گیا ہے اور میرے بال سفید ہو گئے ہیں اور اے میرے رب میں آپ سے کوئی دعا کرنے میں ناکام نہیں رہا ہوں۔

(۵۔۶) اور اپنے بعد اپنے وارثوں کے بارے میں اندیشے میں مبتلا ہوں کہ کہیں میرے علم اور تقوے کا میرے بعد کوئی وارث نہ ہو یا یہ کہ میرے ورثہ کم ہیں اور میری بیوی حسنہ ہمشیرہ ام مریم بنت عمران بن ماثان بانجھ ہے لہٰذا آپ خاص اپنی رحمت سے ایسا فرزند عطا فرمایئے جو کہ میرے خاص علوم میں میرا وارث بنے اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے موروثی علوم میں ان کا وارث بنے اگر ان میں یہ علوم اور بادشاہت ہوں (حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ننھیال تھی) اور اس کو اپنا پسندیدہ اور نیکوکار بنایئے۔

(۷) چنانچہ اللہ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے زکریا علیہ السلام ہم تمہیں ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جن کا نام یحییٰ ہے کہ ان کی وجہ سے ان کی والدہ کا رحم زندہ ہوا اور ہم نے زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کوئی اولاد نہیں دی تھی یا کہ یحییٰ علیہ السلام سے پہلے یحییٰ نام کا اور کوئی نہیں تھا۔

(۸) زکریا علیہ السلام نے جبریل امین کے ذریعے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے اولاد کس طرح ہو گی جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ گیا ہوں یہ کہ میری عمر بہتر (۷۲) سال کی ہو چکی ہے۔

(۹) جبریل امین نے فرمایا جیسا کہ تم سے کہا گیا موجودہ حالت یوں ہی رہے گی تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ اس کا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور اے زکریا یحییٰ سے پہلے میں نے ہی تمہیں پیدا کیا۔

(۱۰) تب زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بیوی کے حاملہ ہونے کے لیے کوئی علامت مقرر

فرمادیجیے۔

ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تین رات تک تم لوگوں سے بات چیت نہ کرسکو گے حالاں کہ تندرست ہو گے کسی قسم کی کوئی بیماری اور گونگا پن نہیں ہوگا۔

(۱۱) چنانچہ مسجد سے اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور ان کو اشارہ سے یا زمین پر لکھ کر فرمایا کہ صبح و شام اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت اور پاکی بیان کرنے میں مصروف رہو۔

(۱۲۔۱۳۔۱۴) پھر یحییٰ علیہ السلام جس وقت بالغ ہوئے اور سن شعور کو پہنچ گئے تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے یحییٰ کتاب توریت میں جو احکامات ہیں ان کی پوری کوشش اور پابندی کے ساتھ پیروی کرو اور ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن ہی میں عقل و علم عطا کیا تھا اور خاص اپنی طرف سے ان کے والدین کے لیے رحمت اور صلہ رحمی یا یہ کہ ان کو دین میں صلاحیت عطا کی تھی۔

اور وہ اپنے رب کے بڑے تابعدار اور اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار تھے اور وہ دین میں نافرمانی کرنیوالے اور غصہ میں قتل کرنے والے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔

(۱۵) اور یحییٰ علیہ السلام کو ہماری جانب سے سلام مغفرت اور سعادت عطا ہو جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ انھوں نے انتقال فرمایا اور جس وقت کہ وہ قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

(۱٦) اور اے محمد ﷺ قرآن کریم میں سے حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ بھی بیان کیجیے جو وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی طرف تھا۔

(۱۷) پھر انھوں نے گھر والوں کے سامنے پردہ ڈال لیا تاکہ اس کی آڑ میں غسل کرسکیں چنانچہ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبریل امین کو بھیجا وہ ان کے سامنے ایک پورے نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

(۱۸) یہ دیکھ کر حضرت مریم علیہا السلام کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اللہ کا فرمانبردار ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ متقی ایک بُرے آدمی کا نام تھا حضرت مریم علیہا السلام گھبراہٹ میں اسی کو سمجھیں اور کہنے لگیں کہ اگر تو متقی ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

(۱۹) حضرت جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار کا فرشتہ ہوں اس لیے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک نیک فرزند دوں۔

(۲۰) حضرت مریم علیہا السلام نے جبریل امین سے فرمایا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالاں کہ ابھی میرا کوئی خاوند نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ
هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ
أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾
فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ
قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا
أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّي
إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾
فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا
فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿٢٦﴾
فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾
يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾
فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾
قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي
مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ
حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ
عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا
كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا
يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ
هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ
يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾
وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ
وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا
يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ ع

(فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے اور (میں اُسے اُسی طریق پر پیدا کروں گا) تاکہ اُس کو لوگوں کے لیے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعۂ) رحمت (اور مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے (۲۱)۔ تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور اُسے لے کر ایک دور جگہ چلی گئیں (۲۲)۔ پھر دردِزہ اُن کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی (۲۳)۔ اس وقت اُن کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو۔ تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے (۲۴)۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی (۲۵)۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے خدا کے لیے روزے کی منت مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی (۲۶)۔ پھر وہ اس (بچے) کو اُٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو تُو نے بُرا کام کیا (۲۷)۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی بداطوار آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی (۲۸)۔ تو مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے کیوں کر بات کریں (۲۹)۔ (بچے نے کہا) کہ میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے (۳۰)۔ اور میں جہاں ہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحبِ برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے اور (مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا (۳۲)۔ اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اُٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام (ورحمت) ہے (۳۳)۔ یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں (۳۴)۔ خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۳۵)۔ اور بے شک خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اُسی کی عبادت کرو کہ یہی سیدھا رستہ ہے (۳۶)۔ پھر (اہلِ کتاب کے) فرقوں نے باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر ہوئے اُن کو بڑے دن (یعنی قیامت کے روز) حاضر ہونے سے خرابی ہے (۳۷)۔ وہ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے۔ کیسے سننے والے

اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے۔مگر ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں (۳۸)۔اور اُن کو حسرت (وافسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کردی جائے گی اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے (۳۹)۔ہم ہی زمین کے اور جو لوگ اس پر (بستے) ہیں اُن کے وارث ہیں۔اور ہماری ہی طرف اُن کو لوٹنا ہوگا (۴۰)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۲۱) تا (۴۰)

(۲۱) جبریل امین نے فرمایا بس جس طرح تم سے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا میرے لیے آسان ہے اور تاکہ ہم اس بغیر باپ کے بیٹے کو بنی اسرائیل کے لیے ایک نشانی بنائیں اور جو ان پر ایمان لائے اس کے لیے باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔

(۲۲۔۲۳) چنانچہ حضرت مریمؑ حاملہ ہوگئیں اور ان کا حمل نو ماہ کا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک دن کا تھا چنانچہ وہ اس کی پیدائش کے وقت دور دراز مقام پر لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ پر چلی گئیں اور دردزہ کی شدت کی وجہ سے ایک خشک کھجور کے درخت کی آڑ لی اور گھبرا کر بولیں کہ کاش میں اس بچہ سے پہلے ہی یا اس دن سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔

(۲۴) فوراً حضرت جبریل علیہ السلام نے بائیں مکان سے ان کو پکارا کہ اے مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تم دکھی مت ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا کی ہے اور یہ کہ تمہارے رب نے تمہارے بائیں مکان میں ایک نہر جاری کردی ہے۔

(۲۵) اور اس کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، اس سے تم پر تازہ کھجوریں جھڑیں گی۔

(۲۶) پھر ان پھلوں کو کھاؤ اور نہر سے پانی پیو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو اور آج کے بعد اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو روزہ کی جس میں بولنے کی پابندی ہے، نذر مان رکھی اور پھر اتنا کہنے کے بعد خاموش ہو جانا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ خود تمہاری طرف سے جواب دے دیں گے۔

(۲۷) حضرت عیسیٰؑ چالیس دن کے ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں قوم بولی بڑے غضب کا کام کیا۔

(۲۸) اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے ہارون کی عبادت و پرہیز گاری میں تشبیہ دے کر ان کی بہن کہا کیوں کہ ہارون بہت نیک انسان تھے یا یہ کہ ہارون بڑے آدمی تھے، لہٰذا ان کے ساتھ تشبیہ دے دی۔

(۲۹) اور کہا گیا کہ ہارون اور حضرت مریمؑ ایک ہی باپ کی اولاد تھے اس لیے ان کی طرف منسوب کیا اور نہ تمہاری ماں بری عورت تھی چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کردیا کہ جو کچھ کہنا ہو ان سے کہو، قوم کہنے لگی بھلا ایسے شخص سے کیوں کر بات کریں جو کہ ابھی گود میں ہے یہ پالنے میں بچہ ہی ہے۔

(۳۰،۳۱) حضرت عیسیٰؑ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے ماں کے پیٹ ہی سے مجھے علم توریت وانجیل دیا

ہے (گو آئندہ دے گا مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہے جیسے دے دی) اور ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مجھے نبی بنایا (یعنی بنائے گا) اور میں جس مقام پر بھی ہوں، مجھے نیکیوں کی تعلیم دینے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

(۳۲) اور مجھے میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور مجھے سرکش غصہ میں قتل و غارت گری کرنے والا اور اپنے پروردگار کا نافرمان نہیں بنایا۔

(۳۳) اور جس وقت کہ میں پیدا ہوا، شیطان کے کونچے سے مجھ کو سلامتی ہو اور قبر کی گھبراہٹ سے جب کہ میں مروں گا اور جس وقت کہ قبر سے زندہ کر کے میں اٹھایا جاؤں گا۔

(۳۴) یہ ہے عیسیٰ بن مریم کا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بالکل سچی بات جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں کہ بعض ان کو اللہ اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض اللہ کا شریک کہتے ہیں۔

(۳۵) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد کے طور پر اپنائے اس کی ذات اولاد اور شریک سے بالکل ماوراء و پاک ہے کیوں کہ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے مثلاً وہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کو پیدا فرمایا تو وہ صرف اتنا فرما دیتے ہیں کہ ”کُنْ“ ہو جا سو وہ کام ہو جاتا ہے۔

(۳۶) غرض کہ جب حضرت عیسیٰؑ اپنی قوم کو رسالت کی دعوت دینے کے لیے آئے تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا بھی رب اور خالق و رازق ہے اور تمہارا بھی رب اور خالق و رازق ہے تو خاص اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔

(۳۷) اور جس توحید کا میں تمہیں حکم دے رہا ہوں وہ سیدھا راستہ یعنی دین اسلام ہے تو کافروں نے باہم اختلاف ڈال دیا، بعض کہنے لگے کہ یہی اللہ ہیں بعض کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں بعض بولے کہ اللہ کے شریک ہیں سو ان لوگوں کے لیے جنھوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں باہم اختلاف کیا قیامت کے دن کے عذاب سے بہت بڑی خرابی ہے دوزخ میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے، اس کا نام ” ویــــل “ ہے یا یہ کہ اس سے مراد دوزخ کا گڑھا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عذاب کی سختی ہے، اس دن یہ کافر کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جائیں۔

(۳۸) قیامت کے دن یہ لوگ کیسے کچھ سننے اور دیکھنے والے ہو جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ اللہ ہیں اور نہ اللہ کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں لیکن مشرکین آج دنیا میں اپنے اس قول کی بنا پر کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ ہیں اور اللہ کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں کیسے کھلے کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

(۳۹) اور محمد ﷺ آپ ان لوگوں کو پچھتاوے کے دن سے ڈرائیے جب کہ حساب و کتاب سے فراغت ہو جائے گی اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے اور جنت دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور وہ لوگ اس چیز سے نادانی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن اور موت کے بعد پھر جی اٹھنے پر ایمان نہیں لاتے۔

(۴۰) اور ہم تمام زمین اور اہل زمین کے مالک ہیں یعنی آخر ایک دن سب مریں گے اور سب کے ہم ہی وارث ہیں، ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جائیں گے، پھر ہم ان کو ان کے اعمال کی جزا دیں گے یعنی نیکی کے بدلے نیکی اور برائی کے بدلے برائی پائیں گے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا
نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ
وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا
لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ
اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾
قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ
وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ
عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾
وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۬ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾
وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾
وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي
الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا
نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ
مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾
وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے (۴۱)۔ جب اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں (۴۲)۔ ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا تو میرے ساتھ ہو جیے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلا دوں گا (۴۳)۔ ابا شیطان کی پرستش نہ کیجیے بے شک شیطان خدا کا نافرمان ہے (۴۴)۔ ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آ پکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں (۴۵)۔ اُس نے کہا کہ ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا (۴۶)۔ (ابراہیم نے) سلام علیک کہا (اور کہا کہ) میں آپ کے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے (۴۷)۔ اور میں آپ لوگوں سے اور جن کو آپ خدا کے سوا پکارا کرتے ہیں اُن سے کنارا کرتا ہوں اور اپنے پروردگار ہی کو پکاروں گا اُمید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہیں رہونگا (۴۸)۔ اور جب ابراہیم اُن لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے ان سے الگ ہو گئے تو ہم نے اُن کو اسحاق اور (اسحاق کو) یعقوب بخشے۔ اور سب کو پیغمبر بنایا (۴۹)۔ اور اُن کو اپنی رحمت سے (بہت سی چیزیں) عنایت کیں۔ اور اُن کا ذکر جمیل بلند کیا (۵۰)۔ اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کرو بے شک وہ (ہمارے) برگزیدہ اور پیغمبر مرسل تھے (۵۱)۔ اور ہم نے اُن کو طور کی داہنی جانب پکارا اور باتیں کرنے کے لیے نزدیک بُلایا (۵۲)۔ اور اپنی مہربانی سے اُن کو اُن کا بھائی ہارون پیغمبر عطا کیا (۵۳)۔ اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کرو۔ وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے (۵۴)۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (برگزیدہ) تھے (۵۵)۔ اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو۔ وہ بھی نہایت سچے نبی تھے (۵۶)۔ اور ہم نے اُن کو اونچی جگہ اُٹھا لیا تھا (۵۷)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۴۱) تا (۵۷)

(۴۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیجیے وہ اپنے ایمان کے ساتھ بڑے راست بازی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔

(۴۲) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ اے میرے باپ تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں اور نہ تمہاری عبادت کو دیکھتے ہیں اور نہ عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں۔

(۴۳) میرے باپ میرے پاس اللہ کی طرف سے ایسا علم آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا وہ یہ کہ جو شخص غیر اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کا عذاب دے گا۔

سو اللہ کے دین میں میری پیروی کرو میں تمہیں ایک سیدھا دین اسلام کا راستہ بتاؤں گا۔

(۴۴) میرے باپ بتوں کی عبادت کرنے میں شیطان کی بات ہرگز مت مانو، شیطان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہے۔

(۴۵) اے میرے باپ اگر آپ ایمان نہ لائے تو مجھے ڈر ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب نہ نازل ہو پھر تم دوزخ میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

(۴٦) ان کے باپ آزر نے جواب دیا ابراہیم علیہ السلام کیا تم میرے معبودوں کی عبادت سے منکر ہو گئے ہو اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو میں تمہیں قید کر دوں گا یا یہ کہ مار ڈالوں گا اور جب تک میں زندہ ہوں تم مجھ سے علیحدہ رہو یا یہ کہ مجھ سے اس قسم کی گفتگو مت کرو یا یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے کنارا کش ہو جاؤ۔

(۴۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سلامتی ہو آپ پر اب میں تمہارے لیے اپنے رب سے دعا کروں گا وہ میری باتوں سے کو خوب جانتا ہے، اگر اس کی مرضی ہوگی تو میری دعا قبول فرمالے گا۔

(۴۸) اور میں تم لوگوں سے اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور بس میں اپنے رب کی عبادت کروں گا کیوں کہ مجھے امید اور یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہیں رہوں گا۔

(۴۹) چنانچہ جب حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں اور ان بتوں سے علیحدہ ہو گئے تو ہم نے ان کو حضرت (اسحاق علیہ السلام) بیٹا اور (حضرت یعقوب علیہ السلام) پوتا عطا کیا۔

(۵۰) اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوب علیہم السلام ان میں سے ہر ایک کو نبوت و اسلام کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اپنی خاص نعمت و رحمت سے نیک اولاد اور رزق حلال عطا کیا اور ہم نے ان کو یہ سرفرازی عطا فرمائی کہ ہر ایک ان کا تعظیم اور تعریف کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

(۵۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے، وہ کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے پاک اور عبادت و توحید کے لیے اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے بندے تھے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا۔

(۵۲) اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور کے دائیں جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو مصاحب خاص بنایا یہاں تک کہ قلم کی آواز انھوں نے سنی۔

(۵۳) اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لیے مصاحب خاص بنایا اور ہم نے اپنی نعمت سے ان کو اور ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ان کا وزیر اور مددگار بنایا۔

(۵۴) اور حضرت اسمٰعیلؑ کا بھی ذکر کیجیے، یقیناً وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے رسول بھی تھے اور احکام خداوندی سنانے والے بھی تھے۔

(۵۵) اور وہ اپنی قوم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ و صدقات دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

(۵٦۔۵۷) اور قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے بے شک وہ اپنے ایمان میں بڑے سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو جنت میں بلند مرتبہ تک پہنچایا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ
النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ
الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ
الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۙ
تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۙ
وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا
وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۙ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ
لَهٗ سَمِيًّا ۙ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۙ ع
اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۙ
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ
جِثِيًّا ۙ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى
الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۙ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۙ
وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۙ ثُمَّ
نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۙ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے پیغمبر میں سے فضل کیا (یعنی) اولاد آدم میں سے اور اُن لوگوں میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور اُن لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور روتے رہتے تھے (۵۸)۔ پھر اُن کے بعد چند ناخلف اُن کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اُسے) کھو دیا۔ اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ سو عنقریب انکو گمراہی کی (سزا) ملے گی (۵۹)۔ ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہونگے اور اُن کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا (۶۰)۔ (یعنی) بہشت جاودانی (میں) جس کا خدا نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے (اور جو ان کی آنکھوں سے) پوشیدہ (ہے) بے شک اسکا وعدہ (نیکوکاروں کے سامنے) آنے والا ہے (۶۱)۔ وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بیہودہ کلام نہ سنیں گے اور اُن کے لئے صبح و شام کھانا تیار ہوگا (۶۲)۔ یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا (۶۳)۔ اور (فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ) ہم تمہارے پروردگار کے حکم کے سوا اُتر نہیں سکتے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور جو انکے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں (۶۴)۔ (یعنی) آسمان اور زمین کا اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار۔ تو اُسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم کوئی اسکا ہم نام جانتے ہو (۶۵)۔ اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟! (۶۶)۔ کیا (ایسا) انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی چیز نہ تھا (۶۷)۔ تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے) (۶۸)۔ پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سرکشی کرتے تھے (۶۹)۔ اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو اُن میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں (۷۰)۔ اور تم میں سے کوئی (شخص) نہیں مگر اُسے اس پر گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے (۷۱)۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے (۷۲)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۵۸) تا (۷۳)

(۵۸) اور جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسٰیؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسٰیؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحیٰیؑ، حضرت ادریسؑ، اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللّٰہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور اسلام کے ساتھ خاص انعام فرمایا ہے یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اور کچھ ان میں سے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کشتی میں سوار کیا تھا اور بعض ان میں سے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد یعنی حضرت اسماعیلؑ و حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے تھے اور بعض ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل یعنی حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ایمان کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور اسلام اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی توفیق کی بناء پر منتخب کیا وغیرہ جیسا کہ حضرت عبدالسلام وغیرہ جب ان حضرات کے سامنے اللّٰہ تعالیٰ کی آیات جن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی ذکر ہوتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اور اللّٰہ تعالیٰ کے خوف سے روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔

(۵۹) پھر ان انبیاء کرام اور صالحین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو چھوڑ دیا اور اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور دنیا میں نفسانی لذتوں اور خواہشات کی پیروی کی اور سگی بہنوں سے شادی کرنا شروع کر دی، یہ نالائق یہود ہیں سو یہ لوگ عنقریب غیّ وادی جہنم میں گریں گے۔

(۶۰) البتہ ان یہودیوں میں سے جس نے توبہ کر لی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۶۱۔۶۲) اب اللّٰہ تعالیٰ جس جنت میں یہ لوگ جائیں گے اس کے اوصاف بیان فرما رہا ہے یعنی ان ہمیشہ رہنے والے باغوں میں جن کا اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اور یہ لوگ جنت میں فضول جھوٹی قسمیں نہ سننے پائیں گے، سوائے اکرام و اعزاز کے طور پر ایک دوسرے کو سلام کرنے کے اور ان کو جنت میں دنیا کے انداز سے صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

(۶۳) اور یہ جنت ایسا مقام ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو اس میں داخل کریں گے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہوں گے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

(۶۴) اور اے محمد ﷺ ہم آسمان سے وقتاً فوقتاً سوائے آپ کے رب کے حکم کے نہیں آ سکتے۔ قریش نے جب آپ سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا اور وحی اللہ تعالیٰ نے کچھ دنوں کے لیے روک لی تھی تو جب جبریل امین وحی لے کر آئے تب آپ نے ان سے تاخیر کی وجہ دریافت کی اس وقت انھوں نے یہ جواب دیا امور آخرت اور امور دنیا اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہوگا وہ سب چیزیں اسی کی ملکیت میں داخل ہیں اور جب سے آپ کے رب نے وحی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپ کا پروردگار آپ کو بھولنے والا نہیں۔

شان نزول: وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبریل امین سے درخواست کی کہ آپ ہماری ملاقات کے لیے جلدی جلدی کیوں نہیں آتے، ذرا جلدی جلدی آیا کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم سوائے آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آ سکتے۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین چالیس دن تک تشریف نہیں لائے بقیہ روایت حسب سابق ہے اور ابن مردویہ نے حضرت انس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ کون سا قطعہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ عزیز ہے اور کون سا اس کی نظر میں زیادہ مرغوب ہے جبریل امین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیے بغیر میں کچھ نہیں جانتا چنانچہ جبریل دوبارہ تشریف لائے مگر دیر سے آئے اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں دیر کی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھ سے کچھ ناراضگی ہے اس پر جبریل امین نے فرمایا ہم سوائے آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آ سکتے۔ اور ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے جب رسول اکرم ﷺ سے اصحاب کہف کے بارے میں پوچھا تو پندرہ راتوں تک اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں بھیجی، جب جبریل امین آئے تو آپ نے ان سے فرمایا دیر سے آئے، اس پر انھوں نے یہ فرمایا۔

(۶۵) اور وہ آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں سب کا خالق ہے سو اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو۔ بھلا آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کے مانند اور اس کا ہم صفت پاتے ہیں۔

(۶۶۔۶۷) ابی بن خلف جمحی منکر بعث یوں کہتا ہے کہ کیا مرنے کے بعد جب کہ میں کچھ بھی نہیں رہوں گا پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا۔

کیا اُبی بن خلف اس چیز سے نصیحت حاصل نہیں کرتا کہ اس سے پہلے ہم اس کو بدبودار نطفہ سے پیدا کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر تو ہم اس ادنیٰ طریقے پر قادر ہیں۔

(۶۸) سو قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم قیامت کے دن ان کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ان سب کو دوزخ کے گرد اس حالت میں اکٹھا کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

(۶۹) پھر ان گناہ گاروں کی ہر ایک جماعت میں سے ان لوگوں کو جدا کرلیں گے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کریم کی نافرمانی اور اس پر دلیری کیا کرتے تھے۔

(۷۰) اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

(۷۱) اور انبیاء و مرسلین کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا دوزخ پر سے گزر نہ ہو (خواہ داخل ہوں یا اس کو یاد کریں) یہ فیصلہ لازم تاکید کیا ہوا ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔

(۷۲) پھر ہم ان لوگوں کو جو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے تھے نجات دے دیں گے اور تمام مشرکین کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنے دیں گے۔

وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ
الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ
قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ
فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ
وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾
وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ
عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا
وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ
الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ
مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ
وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾
يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى
جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿٨٩﴾
تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ
هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ
وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾
لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ
وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ
قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ
مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

اور جب اُن لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے مکان کس کے اچھے اور مجلسیں کس کی بہتر ہیں (۷۳)۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ وہ لوگ (ان سے) ٹھاٹھ اور نمود میں کہیں اچھے تھے (۷۴)۔ کہہ دو کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے خدا اسے آہستہ آہستہ مہلت دیے جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے خواہ عذاب اور خواہ قیامت۔ تو (اس وقت) جان لیں گے کہ مکان کس کا بُرا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے (۷۵)۔ اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں خدا اُن کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ تمہارے پروردگار کے صلے کے لحاظ سے خوب اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں (۷۶)۔ بھلا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ (اگر میں ازسرِ نو زندہ ہوا بھی تو یہی) مال اور اولاد مجھے (وہاں) ملے گا (۷۷)۔ کیا اس نے غیب کی خبر پالی ہے یا خدا کے یہاں (سے) عہد لے لیا ہے (۷۸)۔ ہرگز نہیں۔ یہ جو کہتا ہے ہم اس کو لکھتے جاتے اور اس کے لیے آہستہ آہستہ عذاب بڑھاتے جاتے ہیں (۷۹)۔ اور جو چیزیں یہ بتاتا ہے ان کے ہم وارث ہوں گے اور یہ اکیلا ہمارے سامنے آئے گا (۸۰)۔ اور ان لوگوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے (موجبِ عزت و) مدد ہوں (۸۱)۔ ہرگز نہیں۔ وہ (معبودانِ باطل) اُن کی پرستش سے انکار کریں گے اور ان کے دشمن (و مخالف) ہوں گے (۸۲)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ اُن کو برانگیختہ کرتے رہتے ہیں (۸۳)۔ تو تم اُن پر (عذاب کے لیے) جلدی نہ کرو اور ہم تو اُن کے لیے (دن) شمار کر رہے ہیں (۸۴)۔ جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے (۸۵)۔ اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے (۸۶)۔ (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو (۸۷)۔ اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے (۸۸)۔ (ایسا کہنے والو یہ تو) تم بُری بات (زبان پر) لائے ہو (۸۹)۔ قریب ہے کہ اس (افترا) پر

آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں (۹۰)۔ کہ اُنہوں نے خدا کے لئے بیٹا تجویز کیا (۹۱)۔ اور خدا کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے (۹۲)۔ تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے (۹۳)۔ اُس نے ان (سب) کو (اپنے علم سے) گھیر رکھا اور (ایک ایک کو) شمار کر رکھا ہے (۹۴)۔ اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے (۹۵)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے خدا اُن کی محبت (مخلوقات کے دل میں) پیدا کر دے گا (۹۶)۔ (اے پیغمبر) ہم نے یہ (قرآن) تمہاری زبان میں آسان (نازل) کیا ہے تاکہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری پہنچا دو اور جھگڑالوؤں کو ڈر سنا دو (۹۷)۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے بھلا تم اُن میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا (ہیں) اُن کی بھنک سنتے ہو (۹۸)

تفسیر سورة مريم آيات (۷۳) تا (۹۸)

(۷۳) اور جب نضر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہمارے اوامر و نواہی کے بیان میں واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر ان لوگوں سے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔

(۷۴) اور ہم نے ان قریش سے پہلے ایسی بہت سی جماعتیں ہلاک کی ہیں جو مال و اولاد اور مجالس و محافل میں ان سے کہیں زیادہ اچھے تھے۔

(۷۵) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں، تو اللّٰہ تعالیٰ ان کے مال و اولاد میں اضافہ کرتا رہتا ہے آپ ان کی حالت کو کہ جب یہ اس عذاب کو دیکھ لیں گے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ غزوہ بدر میں تلواروں کو یا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب کو، تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں برا اور دنیا میں تنگ مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

(۷۶) اور اہل ایمان کو اللّٰہ تعالیٰ دنیا میں شریعت کے ساتھ ہدایت بڑھاتا رہتا ہے یا یہ کہ جو حضرات ناسخ کے ذریعے سے ہدایت پر ہیں تو منسوخ کے ساتھ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اور پانچوں نمازیں جن پر اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرمائے گا وہ ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور آخرت میں انجام کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔

(۷۷) اور کیا آپ نے عاص بن وائل کی حالت کو بھی دیکھا جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد ﷺ آخرت کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں اگر وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہاں بھی مال و اولاد ملے گا۔

شانِ نزول: اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی

کے پاس اپنے قرض کی واپسی کے لیے آیا تو عاص کہنے لگا کہ جب تک تو محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کرے گا تیرے قرض نہ ادا کروں گا، حضرت خباب نے فرمایا کہ اگر تو مر کر پھر زندہ ہو جائے گا تب بھی کفر نہ کروں گا اس پر عاص نے کہا کہ میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا، حضرت خباب نے فرمایا ہاں تو عاص کہنے لگا تو میرے پاس جب ہی آنا میرے پاس اس وقت بھی مال واولاد سب کچھ ہوگا، تیرا قرض ادا کروں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی کیا بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے۔

(۷۸) اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرما رہا ہے کہ کیا اس نے لوح محفوظ کو دیکھ لیا ہے کہ اس کو مال واولاد ملے گا، یا اس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا یقین کر کے اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا وعدہ لے لیا ہے۔

(۷۹) ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا جو یہ بکتا ہے، ہم اس کا یہ جھوٹ بھی لکھے لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

(۸۰) اور جنت میں جن چیزوں کو یہ اپنے لیے کہہ رہا ہے اس کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہم مومنین کو دیں گے اور یہ قیامت کے دن ہمارے پاس مال واولاد اور دیگر چیزوں سے تنہا ہو کر آئے گا حضرت خباب بن ارت ﷺ کا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا جس کے تقاضا پر اس نے ایسا کہا تھا اس کے متعلق یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

(۸۱) اور یہ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں تاکہ یہ بت ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت کریں۔

(۸۲) ہرگز یہ بت ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت نہیں کر سکتے بلکہ ان کے وہ معبود تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور ان کے یہ بت ان کفار کے خلاف اور ان کے عذاب کی زیادتی کی حمایت کریں گے۔

(۸۳۔۸۴) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر خوب اکساتے اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں تو آپ ان پر جلدی نزول عذاب کی درخواست نہ کیجیے ہم ان میں سے ایک کو شمار کر رہے ہیں۔

(۸۵۔۸۶۔۸۷) اور قیامت کے دن جب کہ ہم کفر وشرک اور تمام برائیوں سے بچنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی دارالنعیم کی طرف اونٹنیوں پر سوار کر کے جمع کریں گے (یعنی اعزاز دیں گے) اور مشرکین کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے اور فرشتے بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے مگر جو کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ماننے والا ہوگا (اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفارش کریں گے)۔

(۸۸۔۸۹۔۹۰) اور یہود بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا لیا یہ ایسی سخت حرکت اور بڑی بھاری بات ہے کہ اس بات کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جائیں اور

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں۔

(۹۱۔۹۲) اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں جیسا کہ یہود حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا بناتے ہیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔

(۹۳) کیوں کہ جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے روبرو غلام بن کر حاضر ہوں گے اور کافروں کے علاوہ ہر ایک اس کی عبادت اور اطاعت کا اقرار کرنیوالا ہے۔

(۹۴) اس نے ان سب کو اپنے احاطہ میں کر رکھا ہے اور اپنے علم سے سب کو جمع کر رکھا ہے۔

(۹۵) اور قیامت کے دن سب کے سب اس کے پاس بغیر مال و اولاد کے تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

(۹۶) بے شک جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا اور ان کے لیے مومنین کے دلوں میں خاص طور پر محبت پیدا کر دے گا۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الخ)

ابن جریرؒ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے کہ جب انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھیوں کی جدائی کی وجہ سے جن میں سے شیبہ، عتبہ، امیہ بن خلف تھے، افسوس ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔

(۹۷) اور ہم نے اس قرآن کریم کی قرأت کو آپ پر اس لیے آسان کیا ہے تا کہ آپ اس سے کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کو خوشخبری سنائیں اور اس کے ذریعے سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں۔

(۹۸) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کی قوم سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر دیا تو کیا اس ہلاکت کے بعد آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی ہلکی آواز بھی سنتے ہیں۔

سُوْرَۃُ طٰهٰ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَمٰنُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ﴿٢﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ﴿٣﴾ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ﴿٦﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ﴿٧﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ﴿٨﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ﴿٩﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی ﴿١٠﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿١١﴾ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿١٢﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿١٣﴾ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿١٤﴾

سُوْرَۃُ طٰهٰ [illegible]

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰہٰ (۱)۔ (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ (۲)۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لیے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے (۳)۔ یہ اس (ذات برتر) کا اُتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان بنائے (۴)۔ (یعنی خدائے) رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا (۵)۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے (۶)۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے (۷)۔ (وہ) معبود (برحق) ہے (کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کے (سب) نام اچھے ہیں (۸)۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے (۹)۔ جب اُنہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کرسکوں (۱۰)۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ (۱۱)۔ میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اُتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو (۱۲)۔ اور میں نے تم کو انتخاب کرلیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سنو (۱۳)۔ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو (۱۴)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۱) تا (۱٤)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں ایک سو پینتیس آیات اور ایک ہزار تین سو ایک کلمات اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حروف ہیں۔

(۱۔۲۔۳) یہ قرآن کریم آپ پر ہم نے اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لیے جو کہ مطیع وفرمانبردار ہو۔ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور اس وقت آپ رات کو تہجد میں اس قدر دیر تک قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک تک ورم آجاتا تھا تو اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ پر آسانی فرمادی۔

یعنی اے محمد ﷺ یہ قرآن کریم آپ پر بذریعہ جبریل امین اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ خود کو تکلیف دیں۔

طٰہٰ کے معنی عکی اصطلاح میں اے آدمی کے ہیں۔

شان نزول: مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ (الخ)

ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جب پہلی بار اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو آپ نماز کے لیے جس وقت کھڑے ہوتے تو بہت ہی دیر تک کھڑے ہوتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی ہم نے قرآن آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ربیع بن انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے دونوں پیروں میں سے ہر ایک پیر باری باری اٹھاتے رہتے تھے تاکہ نماز میں ایک قدم مبارک پر دیر تک کھڑے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور نیز ابن مردویہ نے عوفی کے ذریعے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کفار نے کہا کہ اس شخص کو یعنی رسول اکرم ﷺ کو اس کے رب نے تکلیف میں ڈال دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۴) یہ اس ذات کا نازل کردہ اور اس کا کلام ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا اس طرح ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے۔

(۵) اور وہ بڑی رحمت والا عرش پر براجمان ہوا یعنی اس کا تخت شاہی سب پر بھاری ہے یا یہ کہ اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔

(۶) آسمان و زمین اس کی ملکیت ہیں اور تمام عجائبات اور تمام مخلوقات اور جو چیزیں تحت الثریٰ ہیں یعنی جو چیزیں ساتویں زمین کے نیچے ہیں کیوں کہ ساتوں زمینیں پانی پر ہیں اور پانی مچھلی پر ہے اور مچھلی صخرہ پر ہے۔

(۷) اور صخرہ بیل کے دونوں سینگوں پر ہے اور بیل ثریٰ کے اوپر ہے اور ثریٰ اس تر مٹی کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کے نیچے جو چیزیں ہیں اس کا بھی علم ہے اور وہ بھی اس کی ملکیت میں شامل ہیں اور اس کے علم کی یہ شان ہے کہ اے مخاطب اگر تم کسی بات یا فعل کو علانیہ طور پر کرے تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات اور کی ہوئی بات کو اور بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ بات کو جانتا ہے یعنی جو ابھی تک دل میں بات ہے ابھی تک اس کو ظاہر نہیں کیا ہوگا اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

(۸) وہ ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کی صفات اعلیٰ ہیں ان ہی سے اس کو پکارو اور دعا کرو۔

(۹۔۱۰) اور اے محمد ﷺ ابھی تک آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر نہیں پہنچی ہے، اب آپ کو بتاتے ہیں جب کہ انھوں نے (مدین سے واپسی پر) اپنے بائیں طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں یعنی اپنی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں کیوں کہ اس رات میں سردی بھی بہت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے یا شاید وہاں آگ کے پاس راستہ بتانے والا بھی کوئی مجھے مل جائے۔

(۱۱۔۱۲) چنانچہ جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سبز رنگ کا درخت ہے اس میں سے سفید آگ چمک رہی ہے، فوراً اللہ کی طرف سے آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو، اس لیے کہ وہ مردہ ہونے

گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے کیوں کہ تم ایک پاکیزہ میدان یعنی طویٰ میں یا یہ کہ طویٰ اس لیے کہا گیا کہ اس سے پہلے اور انبیاء کرام کا ادھر سے گزر ہو چکا تھا یا یہ کہ اس وادی میں جس میں یہ درخت تھا ایک کنواں تھا جس کے چاروں طرف پتھر لگا دیے گئے تھے اس بنا پر اس وادی کو طویٰ کہا گیا۔

(۱۳) اور میں نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کے لیے تمہارا انتخاب کیا ہے، لہٰذا جو تمہیں حکم دیا جائے، اس پر عمل کرو۔

(۱۴) میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں لہٰذا میری فرمانبرداری کرو اور اگر کسی وقت نماز پڑھنا بھول جاؤ تو فوراً یاد آتے ہی پڑھ لیا کرو۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝١٥ فَلَا يَصُدَّنَّكَ
عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝١٦ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ
يٰمُوْسٰى ۝١٧ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى
غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝١٨ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝١٩ فَاَلْقٰىهَا
فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝٢٠ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا
الْاُوْلٰى ۝٢١ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۤءَ مِنْ غَيْرِ
سُوْۗءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝٢٢ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝٢٣ اِذْهَبْ اِلٰى
فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝٢٤ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝٢٥ وَيَسِّرْ لِيْٓ
اَمْرِيْ ۝٢٦ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝٢٧ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝٢٨ وَاجْعَلْ
لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝٢٩ هٰرُوْنَ اَخِي ۝٣٠ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝٣١ وَاَشْرِكْهُ
فِيْٓ اَمْرِيْ ۝٣٢ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝٣٣ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝٣٤ اِنَّكَ كُنْتَ
بِنَا بَصِيْرًا ۝٣٥ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝٣٦ وَلَقَدْ مَنَنَّا
عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ۝٣٧ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ۝٣٨
اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ
بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً
مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ۝٣٩ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ
اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا
وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ
فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڏ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ
يّٰمُوْسٰى ۝٤٠ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝٤١

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں تا کہ ہر شخص جو کوشش کرے اسکا بدلہ پائے (۱۵)۔ تو جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے (کہیں) تم کو اس (کے یقین) سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک ہو جاؤ (۱۶)۔ اور موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (۱۷)۔ اُنہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لیے اور بھی کئی فائدے ہیں (۱۸)۔ فرمایا کہ موسیٰ اسے ڈال دو (۱۹)۔ تو اُنہوں نے اس کو ڈال دیا اور وہ ناگہاں سانپ بن کر دوڑنے لگا (۲۰)۔ خدا نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو اور ڈرنا مت ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے (۲۱)۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا لو وہ کسی عیب (و بیماری) کے بغیر سفید (چمکتا دمکتا) نکلے گا۔ (یہ) دوسری نشانی (ہے) (۲۲)۔ تا کہ ہم تمہیں اپنے نشانات عظیم دکھائیں (۲۳)۔ تم فرعون کے پاس جاؤ (کہ) وہ سرکش ہو رہا ہے (۲۴)۔ کہا میرے پروردگار (اس کام کے لیے) میرا سینہ کھول دے (۲۵)۔ اور میرا کام آسان کر دے (۲۶)۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے (۲۷)۔ تا کہ وہ بات سمجھ لیں (۲۸)۔ اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما (۲۹)۔ (یعنی) میرے بھائی ہارون کو (۳۰)۔ اس سے میری قوت کو مضبوط فرما (۳۱)۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر (۳۲)۔ تا کہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں

(۳۳)۔اور تجھے کثرت سے یاد کریں (۳۴)۔تو ہم کو (ہر حال میں) دیکھ رہا ہے (۳۵)۔فرمایا موسیٰ تمہاری دُعا قبول کی گئی (۳۶)۔اور ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا (۳۷)۔جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے (۳۸)۔(وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا (اور) میرا اور اس کا دشمن اُسے اٹھا لے گا۔اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (اس لیے کہ تم پر مہربانی کی جائے) اور اس لیے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ (۳۹)۔جب تمہاری بہن (فرعون کے ہاں) گئی اور کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کو پالے۔تو (اس طریق سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کریں اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے تم کو غم سے مخلصی دی اور ہم نے تمہاری (کئی بار) آزمائش کی۔پھر تم کئی سال اہل مدین میں ٹھیرے رہے۔ پھر اے موسیٰ تم (قابلیت رسالت کے) اندازے پر آ پہنچے (۴۰)۔اور میں نے تم کو اپنے کام کے لئے بنایا ہے (۴۱)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۱۵) تا (۴۱)

(۱۵) اور دوسرا یہ کہ قیامت آنیوالی ہے میں اس کے قائم ہونے کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں یا یہ کہ میں نے اس کا علم خاص اپنی ذات کے لیے مخفی رکھا ہے تو کسی اور سے اس کا اظہار کیوں کروں کہ وہ کب آئے گی تاکہ ہر ایک نیک و بد کو، جو کچھ کسی نے نیک و بد اعمال کیے ہیں ان کو ان کا بدلہ مل جائے۔

(۱۶) تو تمہیں قیامت کے اقرار و یقین سے ایسا شخص روک نہ پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے انکار اور بتوں کی پوجا کر کے اپنی خواہشات پر چلتا ہو کہیں تم اس بے فکری سے تباہ نہ ہو جاؤ۔

(۱۷۔۱۸) اور اللّٰہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ میری لاٹھی ہے جب تھک جاتا ہوں تو اس پہ ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کئی کام نکلتے ہیں۔

(۱۹۔۲۰) اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے زمین پر ڈال دو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا تو یکا یک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گئی جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے۔

(۲۱) اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر لاٹھی بنا دیں گے۔

(۲۲) اور نیز تم دایاں ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے کر پھر نکالو، وہ بغیر کسی برص بیماری کے روشن ہو کر چمکتا ہوا نکلے گا یہ عصا کے ساتھ دوسری نشانی ہوگی۔

(۲۳۔۲۴) تاکہ ہم تمہیں اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھائیں اب یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بہت بڑائی تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

(۲۵۔۲۸) نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللّٰہ میرا حوصلہ بڑھایئے تاکہ میں اس

سے تبلیغ میں نہ ڈروں اور فرعون کی طرف تبلیغ رسالت کا جو میرا کام ہے اس کو آسان فرما دیجیے اور میری زبان سے لکنت ہٹا دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

(۲۹۔۳۵) اور ہارون علیہ السلام کو میرا معاون مقرر کر دیجیے اور ان کے ذریعے سے میری قوت کو مضبوط کر دیجیے اور میرے کام یعنی فرعون کی جانب تبلیغ رسالت میں ان کو میرے ساتھ شامل کر دیجیے تاکہ ہم دونوں مل کر تیری خوب نمازیں زبان وقلب سے پڑھیں اور کثرت سے تیرا ذکر زبان وقلب سے کریں یقیناً آپ ہمارے حال سے واقف ہیں۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا موسیٰ علیہ السلام تمہاری ہر درخواست منظور کی گئی یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کا حوصلہ بڑھا دیا اور ان کے کام کو آسان کر دیا اور زبان کی لکنت دور کر دی اور حضرت ہارونؑ کو ان کا مددگار اور رسول بنا دیا۔

(۳۷۔۳۸) اور ہم تو اس احسان کے علاوہ ایک مرتبہ پہلے بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتانے کے قابل تھی۔

(۳۹) کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک بند صندوق میں رکھ دو اور پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو پھر دریا ان کو کنارے تک لے آئے گا آخر کار فرعون ان کو پکڑ لے گا جو کافر ہونے کی وجہ سے میرا بھی دشمن ہے اور قتل کرنے کے ارادہ سے ان کا بھی دشمن ہے۔

اور اے موسیٰ علیہ السلام میں نے اس وقت تمہارے چہرے پر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا تھا تاکہ جو تمہیں دیکھے پیار کرے اور تمہارے ساتھ جو کچھ اس وقت معاملہ ہو رہا تھا وہ میری خاص نگرانی میں ہو رہا تھا۔

(۴۰۔۴۱) یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تمہاری بہن تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر تک آئیں اور اجنبی بن کر کہنے لگیں کیا آپ کو ایسی آیا چاہیے جو اس کی اچھی طرح پرورش کرے چنانچہ اس طریقے سے ہم نے تمہیں تمہاری ماں کے پاس پھر پہنچا دیا تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور اپنے بیٹے کی ہلاکت کا خوف نکل جائے۔

اور تم نے غلطی سے ایک قبطی کو مار ڈالا تھا اور پھر قوم کے انتقام کے خوف سے بھی ہم نے تمہیں نجات دی اور بار بار ہم نے تمہیں آزمائشوں میں ڈالا پھر اس کے بعد مدین والوں میں دس سال تک رہے پھر ایک خاص وقت پر جو میرے علم میں تمہاری رسالت اور ہم کلامی کے لیے مقرر تھا تم یہاں آئے اور اے موسیٰ علیہ السلام یہاں آنے پر میں نے تمہیں کو اپنا رسول بنانے کے لیے منتخب کیا ہے۔

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ
بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿٤٣﴾
فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا
نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ
مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿٤٦﴾ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ
مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ
رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ
اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ﴿٤٩﴾ قَالَ
رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿٥١﴾
قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿٥٢﴾
الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿٥٣﴾ كُلُوْا
ع وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿٥٤﴾ مِنْهَا
خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ
اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰی ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا
بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ
مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ
یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿٥٩﴾

تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲)۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے (۴۳)۔ اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے (۴۴)۔ دونوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر تعدی کرنے لگے یا زیادہ سرکش ہو جائے (۴۵)۔ خدا نے فرمایا کہ ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا اور دیکھتا ہوں (۴۶)۔ (اچھا) تو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے اور انہیں عذاب نہ کیجیے۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو (۴۷)۔ ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے اس کے لئے عذاب (تیار) ہے (۴۸)۔ (غرض موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے) اس نے کہا کہ موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے (۴۹)۔ کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی پھر راہ دکھائی (۵۰)۔ کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال؟ (۵۱)۔ کہا کہ اُن کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے) میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے (۵۲)۔ وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا۔ اور اس میں تمہارے لیے رستے جاری کیے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں (۵۳)۔ (کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بے شک ان (باتوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں (۵۴)۔ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے (۵۵)۔ اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب وانکار ہی کرتا رہا (۵۶)۔ کہنے لگا کہ موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ (اپنے جادو کے زور) سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو (۵۷)۔ تو ہم بھی تمہارے مقابل ایسا ہی جادو لائیں گے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر لو کہ نہ تو ہم اُس کے خلاف کریں گے اور نہ تم (اور یہ مقابلہ) ایک ہموار میدان میں (ہوگا) (۵۸)۔ (موسیٰ نے کہا کہ آپ کے لیے یومِ زینت کا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگ اُس دن چاشت کے وقت اکٹھے ہو جائیں (۵۹)

تفسیر سورة طٰهٰ آیات (٤٢) تا (٥٩)

(۴۲۔۴۳) تم اور ہارون دونوں میری نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر جاؤ اور میری عبادت میں سستی مت کرنا یا یہ کہ فرعون کی طرف تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوئی غفلت نہ کرنا۔ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

(۴۴) اس کو نرمی کے ساتھ کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ کی تبلیغ کرنا ہوسکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر کر اسلام لے آئے۔

(۴۵۔۴۶) دونوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ اس سے پہلے ہم پر ہمیں مارنے کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ ہمیں قتل ہی کر ڈالے اللّٰہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس کے مارنے اور قتل کرنے کا خوف مت کرو میں تمہارا مددگار ہوں جو تمہیں کو وہ جواب دے گا اس کو میں سنتا ہوں اور جو وہ تمہارے ساتھ کارروائی کرے گا اسے دیکھتا ہوں۔

(۴۷) لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دو تاکہ ہم انھیں ان کی سرزمین میں لے جائیں۔

اور ان کو مشقتوں میں ڈال کر اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر کے اور ان کی عورتوں سے خدمت لے کر ان کو تکلیف میں مت ڈال اس لیے کہ وہ آزاد ہیں اور ہم اس دعوی پر معجزہ بھی لے کر آئے ہیں یعنی ید بیضاء اور یہ پہلا نشان تھا جو کہ اللّٰہ تعالیٰ نے فرعون کو دکھایا۔

اور فرمایا کہ ایسے شخص کے لیے سلامتی ہو جو توحید کا قائل ہو۔

(۴۸) اور ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ دائمی عذاب اس شخص پر ہوگا جو کہ توحید کا منکر ہو اور ایمان سے منہ پھیر لے۔

(۴۹۔۵۰) یہ سن کر فرعون کہنے لگا کہ تم دونوں کا رب کون ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مطابق جوڑا عطا فرمایا، یعنی انسان کو انسان اور اونٹ کو اونٹنی اور بکری کو بکرا کہ ہر ایک کا جوڑا بنا دیا، پھر ان کو کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی رہنمائی کی۔

(۵۱۔۵۲) فرعون نے اس پر حضرت موسیٰؑ سے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا وہ کیسے ہلاک کیے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان کی ہلاکت کا علم میرے رب کے پاس لوح محفوظ میں ہے میرا رب ایسا ہے کہ نہ

غلطی کرتا ہے اور نہ ان کا معاملہ اس سے چوک سکتا ہے اور نہ وہ ان کے معاملہ کو بھول سکتا ہے اور نہ ان کو سزا دینے سے چوک سکتا ہے۔

(۵۳) اور وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہاری آمدورفت کے لیے راستے بنائے کہ تم ان پر سے آتے جاتے رہتے ہو اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے سے مختلف شکلوں کے نباتات پیدا کیے۔

(۵۴) جن کو اللہ کی اجازت سے تم خود بھی کھاتے ہو اور اپنے مویشی بھی چراتے ہو ان مذکورہ چیزوں میں عقل مندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(۵۵) اور اسی طرح اسی زمین سے ہم نے تمہیں کو پیدا کیا یعنی تم سب کو حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے پیدا کر لیا اور حضرت آدم کو مٹی سے اور وہ مٹی اسی زمین کی تھی اور اسی زمین میں تم دفن کیے جاؤ گے۔

اور مرنے کے بعد پھر قبروں سے قیامت کے دن ہم تمہیں کو دوبارہ نکالیں گے۔

(۵۶) اور ہم نے اس فرعون کو اپنی سب نشانیاں یعنی ید بیضاء، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، قحط سالی اور پھلوں کی کمی دکھلائیں مگر اس نے ان تمام نشانیوں کو جھٹلایا اور اور کہنے لگا کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں اور اسلام لانے سے انکار کیا اور ان نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا۔

(۵۷) مزید کہنے لگا کہ موسیٰؑ اپنے جادو سے ہمیں مصر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔

(۵۸) تو جیسا تم جادو لے کر آئے ہو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لے کر آتے ہیں تو موسیٰ ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کا ایک وقت مقرر کر لو جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے کسی ہموار میدان میں یا یہ کہ منصفانہ برابر طریقہ پر اپنے اور ہمارے درمیان مقرر کر لو۔

(۵۹) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارا بازار لگتا ہے یا یہ کہ تمہارے میلے اور خوشی کا دن یا یہ کہ نیروز اور جس میں تمام شہروں سے دن چڑھے لوگ جمع ہوتے ہیں۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ
كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝٦٠ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝٦١ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ
بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝٦٢ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ
يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝٦٣
فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝٦٤
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝٦٥
قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى ۝٦٦ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝٦٧ قُلْنَا لَا تَخَفْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝٦٨ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا
صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝٦٩ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ
سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝٧٠ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ
اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ
النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝٧١ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا
جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا
تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝٧٢ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا
وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝٧٣ ع

تو فرعون لوٹ گیا اور اپنے سامان جمع کر کے پھر آیا (٦٠)۔ موسیٰ نے اُن (جادوگروں) سے کہا کہ ہائے تمہاری کم بختی خدا پر جھوٹ افترا نہ کرو کہ وہ تمہیں عذاب سے فنا کر دے گا۔ اور جس نے افترا کیا وہ نامراد رہا (٦١)۔ تو وہ باہم اپنے معاملے میں جھگڑنے اور چپکے چپکے سرگوشی کرنے لگے (٦٢)۔ کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں۔ اور تمہارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں (٦٣)۔ تو تم (جادو کا) سامان اکٹھا کر لو اور پھر قطار باندھ کر آؤ اور آج جو غالب رہا وہی کامیاب ہوا۔ (٦٤)۔ بولے کہ موسیٰ یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم (اپنی چیزیں) ڈالتے ہیں (٦٥)۔ موسیٰ نے کہا کہ نہیں تم ہی ڈالو (جب اُنہوں نے چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں موسیٰ کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں اِدھر اُدھر) دوڑ رہی ہیں (٦٦)۔ (اُس وقت) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیا (٦٧)۔ ہم نے کہا کہ خوف نہ کرو بلا شبہ تم ہی غالب ہو (٦٨)۔ اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ اُنہوں نے بنایا ہے۔ اس کو نگل جائے گی۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا (٦٩)۔ (القصہ یوں ہی ہوا) تو جادوگر سجدے میں گر پڑے (اور) کہنے لگے کہ ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے پروردگار پر ایمان لائے (٧٠)۔ (فرعون) بولا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے۔ بے شک وہ تمہارا بڑا (یعنی اُستاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانب) خلاف سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سُولی چڑھوا دوں گا (اس وقت) تم کو معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے (٧١)۔ اُنہوں نے کہا کہ جو دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں اُن پر اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اُس پر ہم آپ کو ترجیح نہیں دیں گے۔ تو آپ کو جو حکم دینا ہو دے دیجیے اور آپ (جو) حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اس دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں) (٧٢)۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور (اُسے بھی) جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے (٧٣)

تفسیر سورة طٰهٰ آیات (٦٠) تا (٧٣)

(٦٠) غرض کہ یہ سن کر فرعون دربار سے اپنی جگہ چلا گیا پھر اپنا مکر یعنی جادو کا سامان اور جادوگروں کو جمع کرنا شروع کیا اور جن جادوگروں کو فرعون نے جمع کیا وہ بہتر (٧٢) تھے۔

(۶۱) موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں سے فرمایا ارے لعنتیو اللہ تعالیٰ پر بہتان مت لگاؤ کہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے ہلاک ہی نہ کر دے۔
اور جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

(۶۲) یہ سن کر ان جادوگروں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آ گئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اور اس خفیہ مشورہ کا فرعون سے ذکر کیا۔

(۶۳) بالآخر سب متحد ہو کر اعلانیہ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں یا یہ کہ فرعون نے ان جادوگروں سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں سرزمین مصر سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ مذہبی طریقہ کا اور تم میں سے بہترین اور عقل مند لوگوں کا دفتر ہی ختم کر دیں۔

(۶۴) لہٰذا اب تم مل کر اپنی تدبیر اور اپنے جادو اور اپنے علم کا انتظام کر و اور سب صفیں آراستہ کر کے مقابلہ کے لیے آؤ۔ آج وہی کامیاب ہوگا جو غالب ہوگا۔

(۶۵۔۶۶) غرض کہ ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انھوں نے زمین پر ۷۲ لکڑیاں اور ۷۲ رسیاں ڈالیں، ان کی نظر بندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے سانپ کی مانند چلتی ہوں۔

(۶۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کچھ خوف ہوا کہ ان پر کامیابی کیسے حاصل ہوگی اس لیے کہ جو ایمان لائے گا اس کو یہ لوگ قتل کر دیں گے۔

(۶۸۔۶۹) ہم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی ان پر غالب رہو گے بایں طور کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے تم زمین پر ڈال دو، اور یہ عصا ان لوگوں نے جو کچھ لکڑیوں اور رسیوں کا سوانگ رچایا ہے سب کو نگل جائے گا، انھوں نے یہ جو کچھ بنایا ہے یہ جادوگروں کا سوانگ ہے اور جادوگر کہیں بھی جائے کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور اللہ کے عذاب سے کبھی مامون اور محفوظ نہیں رہتا۔

(۷۰) غرض کہ انھوں نے عصا ڈالا اور وہ واقعی سب کو نگل گیا، جادوگر سب سجدہ میں گر گئے، یعنی اس پھرتی سے سروں کو جھکایا گویا کہ گر پڑے ہوں اور با آواز بلند کہنے لگے کہ ہم تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے۔

(۷۱) فرعون نے یہ دیکھ کر ان کو دھمکایا کہ میری اجازت کے بغیر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، موسیٰ علیہ السلام تو جادو میں تمہارے استاد ہیں، میں ابھی تم سب کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواتا ہوں اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تمہیں ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب کا عذاب سخت اور دیرپا ہے یا میرا۔

(۷۲) ان جادوگروں نے فرعون کو صاف جواب دے دیا کہ ہم تیری اطاعت اور عبادت کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے ان دلائل اور اوامر و نواہی اور کتاب اور رسول کے مقابلے میں جو ہمیں ملے ہیں اور اس ذات کی عبادت کرنے پر جس

نے ہمیں پیدا کیا ہے تمہیں جو کچھ کرنا ہے کرو اور جو کچھ ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہو، دل کھول کر کرلو تو اس دنیاوی زندگی میں تو ہمارے خلاف فیصلہ کرسکتا ہے، آخرت میں تو تیرا ہم پر کوئی زور نہیں چلے گا۔

(۷۳) ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تاکہ وہ ہمارا کفر وشرک معاف کردیں اور تم نے جادو کے معاملہ میں جو ہم پر دباؤ ڈالا ہے اس کو بھی معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو ثواب اور بزرگی ہے وہ اس مال میں سے جو تم نے ہمیں دیا ہے کئی گنا اچھی اور پائیدار ہے۔

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا
يَحْيَىٰ ۝ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ
لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝ ع
وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ
لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝
فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝
وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ
أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ
وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۝ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا
رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ
يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۝ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ
تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۝ وَمَا أَعْجَلَكَ
عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي
وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۝ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ
مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوسَىٰ
إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ
رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ
يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ۝
قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ
الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا
جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ۝ أَفَلَا
يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝ ع

جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جیے گا (۷۴)۔ اور جو اس کے روبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کیے ہونگے تو ایسے لوگوں کے لیے اونچے اونچے درجے ہیں (۷۵)۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا (۷۶)۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ پھر اُن کے لیے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنادو۔ پھر تم کو نہ تو (فرعون کے) آ پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر (۷۷)۔ پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ تو دریا (کی موجوں) نے اُن پر چڑھ کر اُنہیں ڈھانک لیا (یعنی ڈبودیا) (۷۸)۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کردیا اور سیدھے رستے پر نہ ڈالا (۷۹)۔ اے آل یعقوب ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تورات دینے کے لیے تم سے کوہ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور تم پر منّ اور سلویٰ نازل کیا (۸۰)۔ اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں اُن کو کھاؤ۔ اور اس میں حد سے نہ نکلنا۔ ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہوگیا (۸۱)۔ اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرے پھر سیدھے رستے چلے اس کو میں بخش دینے والا ہوں (۸۲)۔ اور اے موسیٰ تم نے اپنی قوم سے (آگے چلنے میں) کیوں جلدی کی (۸۳)۔ کہا وہ میرے پیچھے (آرہے) ہیں اور اے پروردگار میں نے تیری طرف (آنے کی)

جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو (۸۴)۔فرمایا کہ ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے اُن کو بہکا دیا ہے (۸۵)۔اور موسیٰ غصے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے (اور) کہنے لگے کہ اے قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا (میری جدائی کی) مدت تمہیں دراز (معلوم) ہوئی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو۔اور (اس لیے) تم نے مجھ سے جو وعدہ (کیا تھا اس کے) خلاف کیا (۸٦)۔وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا (۸۷) بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے تھے۔پھر ہم نے اُس کو (آگ میں) ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا (۸۷)۔تو اس نے اُن کے لیے ایک بچھڑا بنا دیا (یعنی اس کا) قالب جس کی آواز گائے کی سی تھی۔تو لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے۔مگر وہ بھول گئے ہیں (۸۸)۔کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔اور نہ اُن کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے۔(۸۹)

تفسیر سورة طٰهٰ آیات (۷٤) تا (۸۹)

(۷۴) اور جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں آئے گا اس کے لیے جہنم مقرر ہے کہ اس میں نہ مرے ہی گا کہ چھٹکارا مل جائے اور نہ زندہ ہی رہے گا یعنی نہ ایسی زندگی حاصل ہوگی کہ اس کو اس سے کچھ آرام ملے۔

(۷۵۔۷٦) اور جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا دراس حال میں کہ اس نے نیک کام بھی کیے ہوں گے تو ایسے حضرات کے لیے جنتوں میں بڑے اونچے درجات ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں کہ وہ دارالرحمٰن سے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تمام جنتوں کے درمیان میں بنایا ہے جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان باغات اور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے اور یہ باغات اور وہاں ہمیشہ کا قیام اس شخص کا انعام جو توحید خداوندی کا قائل ہو اور اعمال صالحہ کرے۔

(۷۷) (فرعون جب کسی صورت میں ایمان نہیں لایا) تو ہم نے موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے باہر لے جاؤ، پھر عصا مار کر ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا دیا کہ اس میں نہ فرعون کے تعاقب کا خدشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا خوف ہوگا۔

(۷۸۔۷۹) چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے ان سے جاملا، اس وقت دریا کا پانی چاروں طرف سے سمٹ کر ان پر آملا، غرض کہ فرعون نے اپنی قوم کو بھی لا کر ہلاک کیا اور ان کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔یا یہ مطلب ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو دین خداوندی سے بے راہ کیا اور ان کو نیک راہ نہ بتلائی۔

(۸۰) اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تمہیں فرعون سے نجات دی اور ہم نے تمہارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

کوہ طور کے دائیں جانب آنے کا اور وہاں آنے کے بعد کتاب توریت دینے کا وعدہ کیا اور وادی تیہ میں تم پر من وسلویٰ نازل فرمایا۔

(۸۱) اور اجازت دی کہ ہم نے تمہیں جو پاکیزہ چیزیں یعنی من وسلویٰ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس نعمت کی ناشکری مت کرو یا یہ کہ اگلے دن کے لیے بچا کر نہ رکھو کہ کہیں تم پر میرا غضب اور عذاب واقع ہو جائے اور جس شخص پر میری ناراضگی اور غصہ وعذاب واقع ہوتا ہے وہ بالکل ہی گیا گزرا ہوا۔

(۸۲) اور میں ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا بھی ہوں جو کفر وشرک سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اچھے کام کریں اور اچھے اعمال پر ثواب ملنے کو حق سمجھیں یا یہ کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر قائم رہیں اور اسی پر انتقال کریں۔

(۸۳۔۸۴) چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہنچے اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں سب سے پہلے جلدی سے آپ کے پاس اس لیے آیا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہوں گے۔

(۸۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد ہوا ہم نے تمہارے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد تمہاری قوم کو گوسالہ کی پرستش میں مبتلا کر دیا ہے اور اس گمراہی کے اختیار کرنے کا ان کو سامری نے حکم دیا ہے۔

(۸۶) غرض کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت مکمل ہونے کے بعد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور فتنہ کا شور وشغب سنا تو فرمانے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا اور سچا وعدہ نہیں کیا تھا کیا میں تم سے زمانہ دراز کے لیے جدا ہو گیا تھا یا یہ کہ تمہیں یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اور عذاب نازل ہو، اس لیے تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

(۸۷) قوم کہنے لگی موسیٰ علیہ السلام ہم نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، اس کی اپنے اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی لیکن آل فرعون کے زیورات کا ہم پر بوجھ لاد رہا تھا اس لیے اس نے اس بچھڑے کی پوجا پر مجبور کیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان زیورات کو آگ میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اپنے ساتھ کا زیور آگ میں ڈال دیا۔

(۸۸) پھر ان زیورات کا جو کہ آگ میں ڈالے گئے تھے سامری نے ان لوگوں کے لیے اس کا ایک بچھڑا بنا کر ظاہر

کیا جو کہ ایک قالب خالی از کمالات تھا، اور اس میں صرف ایک بے معنی آواز تھی، قوم نے اس کے بارے میں سامری سے پوچھا کہ یہ کیا ہے، سامری نے ان سے کہا کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام تو بھول گئے اور غلطی سے کوہ طور پر چلے گئے یا یہ کہ سامری نے حکم خداوندی اور اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا۔

(۸۹) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سمجھ کا نقص بیان فرماتے ہیں کہ کیا سامری اور اس کے ساتھی اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ وہ بچھڑا نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ اس سے کسی نقصان کے دور کرنے اور ان کو کسی قسم کے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰــهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾

اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگو اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو (۹۰)۔ وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس (کی پوجا) پر قائم رہیں گے (۹۱)۔ (پھر موسیٰ نے ہارون سے) کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں تو تم کو کس چیز نے روکا (۹۲)۔ (یعنی) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔ بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف (کیوں) کیا؟ (۹۳)۔ کہنے لگے کہ بھائی میری داڑھی اور سر کے بالوں کو نہ پکڑیے میں تو اس سے ڈرا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا (۹۴)۔ (پھر سامری سے) کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے؟ (۹۵)۔ اُس نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اَوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے فرشتے کے نقشِ پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی۔ پھر اس کو (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور مجھے میرے جی نے (اس کام کو) اچھا بتایا (۹۶)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ جا تجھ کو (دُنیا کی) زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ کہتا رہے کہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے (یعنی عذاب کا) جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا۔ اور جس معبود کی (کی پوجا) پر تو (قائم و) معتکف تھا اس کو دیکھ۔ ہم اسے جلا دیں گے پھر اس (کی راکھ) کو اُڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے (۹۷)۔ تمہارا معبود خدا ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے (۹۸)۔

اس طرح پر ہم تم سے وہ حالات بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں۔ اور ہم نے تمہیں اپنے پاس سے نصیحت (کی کتاب) عطا فرمائی ہے (٩٩)۔ جو شخص اس سے منہ پھیرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اُٹھائے گا (١٠٠)۔ (ایسے لوگ) ہمیشہ اس (عذاب) میں (مبتلا) رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے بُرا ہے (١٠١)۔ جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکٹھا کریں گے اور اُن کی آنکھیں نیلی نیلی ہونگی (١٠٢)۔ (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو (١٠٣)۔ جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھیرے ہو (١٠٤)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (٩٠) تا (١٠٤)

(٩٠) اور ان لوگوں سے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے سے پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کی آواز اور اس کی پرستش کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے ہو یا یہ کہ تم نے اس بچھڑے کی پوجا کی ہے۔

(٩١) حضرت ہارون علیہ السلام کو قوم نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آئیں اسی کی عبادت پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے۔

(٩٢۔٩٣) غرض کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واپس آگئے تو حضرت ہارون سے فرمایا کہ جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تم میرے پاس چلے آتے اور میرے حکم کی اتباع کرنے سے کون سی چیز مانع تھی اور تم نے ان مفسدین کو قتل کیوں نہ کر دیا، کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی)۔

(٩٤) اس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اے میرے ماں جائے میری داڑھی نہ پکڑیں اور نہ میرے سر کے بال پکڑیں۔ (ماں کا ذکر) اس لیے کر دیا تا کہ حضرت موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہو)۔ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ قتل کے ذریعے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میرے آنے کا انتظار نہ کیا اس بنا پر میں نے ان کو قتل بھی نہ کیا (اور نہ آپ کے پاس آیا)۔

(٩٥۔٩٦) اس کے بعد حضرت موسیٰؑ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سامری یہ تو نے بچھڑے کی پوجا کیوں کی، سامری کہنے لگا کہ مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو بنی اسرائیل کو نہیں آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان کے بغیر تجھے ایسی کیا چیز نظر آئی، وہ کہنے لگا کہ میں حضرت جبریل امین کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور وہ دابۃ الحیاۃ تھا۔ تو میں نے حضرت جبریل امین کے گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر خاک اٹھالی تو میں نے اس خاک کو اس بچھڑے کے

منہ اوراس کی سرین میں ڈال دی جس کی وجہ سے اس کے منہ سے یہ آواز نکلنے لگی اور میرے جی کو یہی بات بھائی۔

(٩٧) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا جا تیری زندگی میں یہی سزا تجویز ہوئی ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے تا کہ نہ تو کسی کے قریب جائے گا اور نہ تیرے پاس کوئی آئے گا اور قیامت کے دن تیرے لیے ایک اور عذاب کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں اور اب اپنے اس معبود کا بھی نظارہ کر لے جس کی عبادت پر تو جما ہوا بیٹھا تھا دیکھ ہم اس کو آگ میں جلا دیں گے یا یہ کہ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے پھر اس کے ذرات کو دریا میں بکھیر کے اڑا دیں گے۔

(٩٨) تمہارا معبود حقیقی تو وہی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور وہ ہمارا پروردگار اپنے علم سے تمام چیزوں سے تمام جزیوں کو احاطہ میں کیے ہوئے ہے۔

(٩٩) اسی طرح محمد ﷺ ہم آپ سے بذریعہ جبریل امین اور گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہم نے بذریعہ قرآن کریم آپ کو کرامت و بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس قرآن حکیم میں تمام اولین و آخرین کے متعلق معلومات اور باتیں ہیں۔

(١٠٠۔١٠١) جو لوگ اس کے مضامین ماننے سے اعراض کریں گے تو وہ قیامت کے دن شرک کا عذاب کے بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ان کے لیے بہت ہی بڑا بوجھ ہوگی۔

(١٠٢۔١٠٣) جب دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم مشرکین کو میدان قیامت میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ کرنجے ہوں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہو گے۔

(١٠٤) وہ زندہ ہو کر جس مدت کے بارے میں بات چیت کریں گے ہم اسے خوب جانتے ہیں جب کہ ان سب کا زیادہ عاقل اور سچا صاحب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ تم ایک ہی روز قبر میں رہے ہو۔

❁ ❁ ❁

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ
نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾
يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ
فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۗ وَقَدْ خَابَ
مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا
يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا
فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ
اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ
اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿۱۱٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ
هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾
اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا
تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى
شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ
فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ خدا انہیں اُڑا کر بکھیر دے گا (۱۰۵)۔ اور زمین کو ہموار میدان کر چھوڑے گا (۱۰٦)۔ جس میں تم نہ کجی (اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی) (۱۰۷)۔ اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔ اور خدا کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تم آوازِ خفی کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے (۱۰۸)۔ اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے خدا اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے (۱۰۹)۔ جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے اور وہ (اپنے) علم سے خدا (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰)۔ اور اس زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اُٹھایا وہ نا مراد رہا (۱۱۱)۔ اور جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا (۱۱۲)۔ اور ہم نے اس کو اسی طرح کا قرآن عربی نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح کے ڈراوے بیان کر دیے ہیں تاکہ لوگ پرہیز گار بنیں۔ یا خدا اُن کے لیے نصیحت پیدا کر دے (۱۱۳)۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔ اور قرآن کی وحی جو تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے (پڑھنے کے) لیے جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ میرا پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے (۱۱۴)۔ اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ (اُسے) بھول گئے اور ہم نے اُن میں صبر و ثبات نہ دیکھا (۱۱۵)۔
اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا (۱۱٦)۔ ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ (۱۱۷)۔ یہاں تم کو یہ (آسائش) ہوگی کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے (۱۱۸)۔ اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ (۱۱۹)۔ تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو (۱۲۰)۔ تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو اُن پر اُن کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے (۱۲۱)۔ پھر اُن کے پروردگار نے اُن کو نوازا تو اُن پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی (۱۲۲)

تفسیر سورۃ طٰہٰ آیات (۱۰۵) تا (۱۳۲)

(۱۰۵) قبیلہ بنوثقیف کے لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کیا تھا کہ قیامت کے دن کی کیا حالت ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے جواب میں کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔

شان نزول: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن جریج ؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا اے محمد ﷺ! آپ کا پروردگار پہاڑوں کی قیامت کے دن کیا حالت کرے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (الخ)۔

(۱۰۶۔۱۰۷) پھر زمین کو ایک میدان ہموار کردے گا کہ اس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہ ہوگا۔ جس پر تو اے مخاطب نہ کوئی وادی اور پھن وغیرہ کی ناہمواری دیکھے گا اور نہ زمین پر پہاڑ وغیرہ کی کوئی بلندی دیکھے گا۔

(۱۰۸) قیامت کے دن سب خدائی بلانے والے کے ساتھ تیزی سے ہولیں گے اس کے سامنے کوئی دائیں اور بائیں جانب نہیں مڑے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے دب جائیں گی، آپ ماسوا پاؤں کی آہٹ کے جیسا کہ اونٹوں کے پیروں کی آواز ہوتی ہے اور کچھ آواز نہ سنیں گے۔

(۱۰۹) اور قیامت کے دن فرشتوں کی شفاعت کسی کو نفع نہیں دے گی مگر ایسے شخص کی شفاعت فائدہ مند ہوگی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس کا کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہو۔

(۱۱۰) اللہ تعالیٰ امور آخرت میں سے فرشتوں کے تمام اگلے احوال کو اور امور دنیا میں سے تمام پچھلے احوال کو جانتا ہے اور فرشتوں کا علم اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کرسکتا مگر جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا ہو۔

(۱۱۱) اس روز تمام چہرے اس اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو شرک لے کر آیا ہوگا۔

(۱۱۲) اور جس نے نیک کام کیے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اسے نہ تو پورے اعمال کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہوگا اور نہ اپنے اعمال میں کسی قسم کی کمی کا کوئی خطرہ ہوگا۔

(۱۱۳) اسی طرح اس سارے قرآن کریم کو ہم نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر عربی زبان میں نازل کیا ہے اور قرآن کریم میں ہم نے طرح طرح سے وعدے وعید بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ کفر و شرک اور فواحش سے ڈریں یا اگر یہ ایمان لے آئیں تو قرآن کریم ان کے لیے ثواب پیدا کردے یا یہ کہ اگر یہ توحید کے قائل ہوجائیں تو قرآن کریم ان کے لیے باعث عزت ہوجائے یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو عذاب کا باعث ہوجائے۔

(۱۱۴) سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور اے محمد ﷺ! آپ قرآن حکیم پڑھنے

میں اس سے پہلے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے کیوں کہ جبریل امین جس وقت آپ کے پاس کوئی آیت قرآنیہ لے کر آتے، تو جبریل امین اس آیت کی قرأت سے فارغ نہیں ہو پاتے تھے، یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ اسی آیت کو شروع سے پڑھنا شروع کر دیتے اس خیال سے کہ کہیں اس آیت کو میں بھول نہ جاؤں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا اور فرمایا کہ آپ تو یہ دعا کیا کیجیے اے میرے رب قرآن کریم کے بارے میں میرے حافظہ فہم اور حکمت اور بڑھا دے۔

شان نزول: وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ کے پاس جب قرآن کریم لے کر آتے تو آپ اس کے یاد کرنے کی فکر میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے یہاں تک کہ آپ کو اس سے تکلیف ہونے لگتی، محض اس خوف کی بنا پر کہ کہیں جبریل امین میرے یاد کرنے سے قبل تشریف نہ لے جائیں، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی آپ قرآن کریم پڑھنے کے قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سورۂ نساء میں دوسرا شان نزول بھی گزر چکا ہے مگر یہ زیادہ صحیح ہے۔

(۱۱۵) اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس درخت میں سے کھانے سے پہلے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم حضرت آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے تو ان سے اس حکم کی بجا آوری میں غفلت اور بے احتیاطی ہوگی اور ہم نے ان میں (مردوں والی) پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی۔

(۱۱۶) اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تحیت کرو تو سوائے ان کے سردار ابلیس کے اور سب نے سجدہ کیا، ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اپنی بڑائی کے خلاف سمجھا اور انکار کر دیا۔

(۱۱۷) پھر ہم نے کہا اے آدم یاد رکھو کہ یہ تمہارا اور تمہاری بیوی حضرت ''حوا'' کا دشمن ہے اس کے کہنے سے کوئی کام ایسا نہ کرنا کہ جنت سے باہر نکال دیے جاؤ اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔

(۱۱۸۔۱۱۹) یہاں جنت میں تو آپ کے لیے یہ آرام ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہو گے اور نہ کپڑوں سے ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے یا یہ کہ نہ یہاں پسینے آئیں گے۔

(۱۲۰) پھر اس درخت سے کھانے کے بارے میں شیطان نے ان کو بہکایا اور کہنے لگا اے آدم کیا آپ کو ایسا درخت بتلاؤں کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ یہاں (آدم وحوا) آباد رہو گے کبھی موت نہ آئے گی اور ایسی بادشاہی ہو گی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

(۱۲۱) ان دونوں (آدم وحوا) نے اس درخت میں سے کھالیا، اس میں سے کھاتے ہی ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، دونوں اپنے ستر پر زیتون کے پتے چپکانے لگے جب بھی ان پتوں کو چپکاتے فوراً

گر جاتے اور اس درخت میں سے کھانے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ مقصود خلد کے بارے میں غلطی میں پڑ گئے اور اس درخت کے کھانے کی وجہ سے جو ان کا مقصود تھا، اس کو حاصل نہ کر سکے۔

(۱۲۲) اور پھر جب حضرت آدم علیہ السلام نے معذرت کی تو ان کے پروردگار نے انھیں اور زیادہ مقبول بنا لیا اور ان کی معذرت کو قبول فرما لیا اور معذرت پر ہمیشہ قائم رکھا۔

قَالَ اهْبِطَا
مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى
فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ
عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾
قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ
الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ
الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي
ع النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ
مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ
طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ
النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ
خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا
نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوا
لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ
الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا
لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ
وَنَخْزَىٰ ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ
ع مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿١٣٥﴾

فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اُتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ تکلیف میں پڑے گا (۱۲۳)۔ اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے (۱۲۴)۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا (۱۲۵)۔ خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تُو نے اُن کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے (۱۲۶)۔ اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے (۱۲۷)۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لیے موجبِ ہدایت نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے فرقوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ عقل والوں کیلئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۱۲۸)۔ اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے صادر اور (جزائے اعمال کے لیے) ایک میعاد مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو (نزول) عذاب لازم ہو جاتا (۱۲۹)۔ پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کرو۔ اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تا کہ تم خوش ہو جاؤ (۱۳۰)۔ اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تا کہ اُن کی آزمائش کریں اُن پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے (۱۳۱)۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں۔ اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے (۱۳۲)۔ اور

کہتے ہیں کہ یہ (پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے۔ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی (۱۳۳)۔ اور اگر ہم اُن کو پیغمبر (کے بھیجنے) سے پیشتر کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام (واحکام) کی پیروی کرتے (۱۳۴)۔ کہہ دو کہ سب (نتائج اعمال کے) منتظر ہیں سو تم بھی منتظر رہو۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ (دین کے) سیدھے رستے پر چلنے والے کون ہیں اور (جنت کی طرف) راہ پانے والے کون ہیں (ہم یا تم) (۱۳۵)

تفسیر سورۃ طٰهٰ آیات (۱۲۳) تا (۱۳۵)

(۱۲۳) اس کے بعد حضرت آدم و حوا اور سانپ وغیرہ سے فرمایا کہ تم سب جنت سے اترو اور اس حال میں جاؤ کہ تم سب ایک دوسرے کے یعنی سانپ انسانوں کا اور انسان سانپ کے دشمن ہوں گے پھر اگر اے انسانوں تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت کا ذریعہ یعنی کتاب اور رسول پہنچے تو تم میں سے جو شخص میرے رسول اور میری کتاب کی اتباع کرے گا تو وہ ان کی اتباع کی وجہ سے نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں سختی میں ہوگا۔

(۱۲۴) اور جو شخص میری توحید سے یا میری کتاب اور میرے رسول سے منہ پھیرے گا تو اس کو قبر میں یا دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

(۱۲۵) وہ عرض کرے گا کہ مجھے اندھا کیوں کیا میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا۔

(۱۲۶) ارشاد ہوگا ایسا ہی ہے کیوں کہ تیرے پاس ہماری کتاب اور ہمارا رسول آیا تھا اور تو نے نہ ان کا اقرار کیا اور نہ اس پر عمل کیا اسی طرح آج تیرے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی اور تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

(۱۲۷) اسی طرح ہم ہر اس شخص کو سزا دیں گے جو شرک کرے اور کتاب اللّٰہ اور رسول اللّٰہ پر ایمان نہ لائے اور آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دنیاوی عذاب سے زیادہ دیرپا ہے۔

(۱۲۸) کیا ان مکہ والوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان ہی مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہیں۔ اور جو ان مجرموں کو ہم نے سزا دی ہے ان میں عقل مندوں کے لیے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

(۱۲۹) اور اگر تاخیر عذاب کے بارے میں آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی اور اس امت کے لیے نزول عذاب کے بارے میں ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان کی ہلاکت کے لیے ان پر عذاب ضرور نازل ہوتا۔

(۱۳۰) لہٰذا اے محمد ﷺ یہ کفار جو ظلم اور کفر کر رہے ہیں، آپ اس پر صبر کیجیے اور آپ اپنے پروردگار کے حکم سے صبح کی نماز اور ظہر و عصر اور رات آنے پر مغرب و عشاء کی نماز پڑھیے اور ظہر و عصر کا بھی اہتمام رکھیے تا کہ ان عبادتوں کے صلہ میں آپ کو مقام شفاعت حاصل ہو اور آپ اس سے خوش ہو جائیں۔

(۱۳۱) اور آپ ہرگز ان اموال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے کہ جن سے ہم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر (یہودی قبائل) کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا تھا تاکہ اس دنیاوی رونق و بہار سے ان کی آزمائش کریں یہ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے اور دنیا میں جو ان کو مال و دولت دے رکھا ہے، اس سے جنت بہت افضل اور دیرپا ہے۔

شانِ نزول: وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (الخ)

ابن شیبہؒ، ابن مردویہؒ، بزارؒ اور ابو یعلیٰؒ نے حضرت ابو رافع ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے ہاں ایک مہمان آئے۔ آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ رجب کے چاند تک کچھ آٹا قرض لے آؤ اس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ کوئی چیز رہن رکھ دو میں وہاں سے آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو صورت حال بتائی، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں آسمان والوں میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، ابو رافع ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے نہیں آیا تا آنکہ فوراً آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی یعنی اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن کو ہم نے کفار کی مختلف جماعتوں کو ان کی آزمائش کے لیے دے کر رکھا۔

(۱۳۲) اور اپنے متعلقین کو بھی بالخصوص شدت کے وقت نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے اور آپ کے متعلقین سے معاش نہیں چاہتے، معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور جنت تو ان ہی حضرات کے لیے ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(۱۳۳) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ ہمارے پاس کوئی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے، کیا ان کے پاس توریت وانجیل کے مضامین کا ظہور نہیں پہنچا کہ ان میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کا ذکر ہے۔

(۱۳۴) اور اگر ہم ان کفار مکہ کو اس سے پہلے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے ہیں ہلاک کر دیتے تو قیامت کے دن یہ یوں کہتے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم رسول کی اطاعت کرتے اور آپ کی کتاب پر ایمان لاتے اس سے پہلے کہ ہم بدر کے دن مارے گئے اور قیامت کے دن ہمیں عذاب ہوا۔

(۱۳۵) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی ہلاکت کا انتظار کر رہا ہے تو تھوڑا سا مزید انتظار کر لو۔

قیامت کے نزول عذاب کے وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست پر کون ہیں اور ہم میں سے اور تم میں سے وہ کون ہے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿١﴾
مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ
يَلْعَبُوْنَ ﴿٢﴾ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٣﴾
قٰلَ رَبِّیْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٤﴾
بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَاْتِنَا
بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٥﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا
اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ
فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ
الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٩﴾ لَقَدْ
اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا
مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿١١﴾
فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوْا
وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿١٣﴾

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آ پہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں (۱)۔ ان کے پاس کوئی نئی نصیحت اُن کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر وہ اُسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں (۲)۔ اُن کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ظالم لوگ (آپس میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں کہ یہ (شخص کچھ بھی) نہیں مگر تمہارے جیسا آدمی ہے تو تم آنکھوں دیکھتے جادو (کی لپیٹ) میں کیوں آتے ہو (۳)۔ (پیغمبر نے) کہا کہ جو بات آسمان اور زمین میں (کہی جاتی) ہے میرا پروردگار اُسے جانتا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۴)۔ بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ (یہ قرآن) پریشان (باتیں ہیں جو) خواب (میں دیکھ لی) ہیں (نہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ یہ (شعر ہے جو اس) شاعر (کا نتیجۂ طبع) ہے تو جیسے پہلے (پیغمبر نشانیاں دے کر) بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے (۵)۔ ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لاتی تھیں۔ تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے (۶)۔ اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں اُن سے پُوچھ لو (۷)۔ اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے (۸)۔ پھر ہم نے اُن کے بارے میں (اپنا) وعدہ سچا کر دیا تو اُن کو اور جس کو چاہا نجات دی اور حد سے نکل جانے والوں کو ہلاک کر دیا (۹)۔ ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے (۱۰)۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ستمگار تھیں ہلاک کر مارا اور اُن کے بعد اور لوگ پیدا کر دیے (۱۱)۔ جب انہوں نے ہمارے (مقدمۂ) عذاب کو دیکھا تو لگے اس سے بھاگنے (۱۲)۔ مت بھاگو اور جن (نعمتوں) میں تم عیش و آسائش کرتے تھے ان کی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔ شاید تم سے (اس بارے میں) دریافت کیا جائے (۱۳)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو بارہ آیات اور ایک ہزار ایک سو اٹھاسی کلمات اور چار ہزار آٹھ سو ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) کتاب اللہ میں جس عذاب کا ان مکہ والوں سے وعدہ کیا ہے، ان کے اس عذاب کا وقت قریب ہے اور یہ ابھی اس سے غافل ہیں اور اس کو جھٹلا رہے ہیں اور انھوں نے اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

(۲) ان کے نبی کے پاس ان کے رب کی طرف بذریعہ جبریل امین جو نصیحت تازہ آتی ہے۔

یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کے بعد دوسری آیت اور ایک سورت کے بعد دوسری سورت نازل ہوتی ہے تو جبریل امین کی تشریف آوری اور رسول اکرم ﷺ کا ان کے سامنے آیات قرآنیہ کا تلاوت کرنا اور ان کا سننا یہ سب چیزیں تازہ اور نئی ہیں تو یہ کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کے پڑھنے اور قرآن کریم کو اس طریقے سے سنتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

(۳) ان لوگوں کے دل یوم حشر سے بالکل غافل ہیں اور یہ ظالم لوگ یعنی مشرکین مکہ ابوجہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کے بارے میں آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ہم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں تو کیا پھر بھی ان کے سحر میں مبتلا ہو اور جھوٹ سنتے جاتے۔ حالاں کہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ جادو اور جھوٹ ہے۔

(۴) محمد ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو خواہ وہ پوشیدہ ہو خواہ آسمان میں ہو اور خواہ زمین میں ہو خوب جانتا ہے اور وہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی بات کو بخوبی سننے والا اور جو ان کو سزا ملے گی اسے خوب جاننے والا ہے۔

(۵) بلکہ بعض نے یوں بھی کہا کہ محمد ﷺ جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ منتشر خیالات ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ پیغمبر ﷺ نے اس قرآن حکیم کو اپنی طرف سے بنالیا بلکہ بعض نے کہا یہ تو شاعر ہیں، شاعروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی بڑی نشانی لائیں جیسا کہ پہلے رسول اپنی اپنی قوم کے انکار کے وقت نشانیاں لائے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے کوئی قوم نشانیوں پر ایمان نہیں لائی جن کو ہم نے ان نشانیوں کی تکذیب کے وقت ہلاک کیا ہے سو کیا آپ کی قوم نشانیوں اور معجزات پر ایمان لے آئے گی بلکہ ہرگز یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

شانِ نزول: مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں اور آپ کو ہمارے ایمان لانے پر خوشی ہوگی تو آپ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونے کی پہاڑی میں تبدیل کر دیجیے۔

چنانچہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی قوم نے جو آپ سے سوال کیا ہے اس کو پورا کر دیا جائے گا لیکن اگر ان کے سوال کو پورا کر دیا جائے اور پھر بھی یہ ایمان نہ لائیں تو نزول عذاب کے متعلق میں ان کو پھر مہلت نہیں دی جائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے۔

(۷) اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے جیسا کہ آپ کو بنایا ہے جن کے پاس ہم فرشتوں کو بھیجا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے پاس بھیجتے ہیں اگر تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے تو توریت وانجیل کے ماننے والوں سے پوچھ لو۔

(۸) اور اسی طرح ہم نے ان انبیاء کرام کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور پانی نہ پیتے ہوں اور نہ وہ حضرات دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہوئے بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور پانی بھی پیتے تھے اور ان انبیاء کرام نے وفات بھی پائی ہے۔ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔

(۹) پھر ہم نے ان انبیاء کرام سے جو نجات کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا یعنی انبیاء کرام کو اور جو انبیاء کرام پر ایمان لائے ان کو اس عذاب سے نجات دی اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔

(۱۰) اور ہم تمہارے نبی کریم کی طرف ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو اس میں تمہاری عزت وشرافت ہے کیا پھر بھی اپنی عزت وشرافت کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۱۱) اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے کافر ومشرک تھے برباد کر دیں اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی جو ان کی بستیوں میں آباد ہوگئی۔

(۱۲) سو جب ان مشرکین نے اپنی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آتا ہوا دیکھا تو عذاب سے بچنے کے لیے اس بستی سے بھاگنا شروع کر دیا۔

(۱۳) فرشتوں نے ان سے کہا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو، شاید تم میں سے کوئی ایمان لانے کے بارے میں یا نبی ﷺ کے قتل کرنے کے بارے میں پوچھے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى
جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾
وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ
لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾
لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ
الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا
سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ
بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

کہنے لگے کہ ہائے شامت بے شک ہم ظالم تھے (۱۴)۔ تو وہ ہمیشہ اسی طرح پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اُن کو (کھیتی کی طرح) کاٹ کر (اور آگ کی طرح) بجھا کر ڈھیر کر دیا (۱۵)۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو ولعب کے لیے پیدا نہیں کیا (۱۶)۔ اگر ہم چاہتے کہ کھیل (کی چیزیں یعنی زن وفرزند) بنائیں تو اگر ہم کو کرنا ہی ہوتا تو ہم اپنے پاس سے بنا لیتے (۱۷)۔ (نہیں) بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے۔ اور جو باتیں تم بناتے ہو اُن سے تمہاری ہی خرابی ہے (۱۸)۔ اور جو لوگ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اسی کے (مملوک اور اسی کا مال) ہیں اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اُس کی عبادت سے نہ کنیاتے ہیں اور نہ اُکتاتے ہیں (۱۹)۔ رات دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ اکتاتے ہیں (۲۰)۔ بھلا لوگوں نے جو زمین کی چیزوں سے (بعض کو) معبود بنا لیا ہے (تو کیا) وہ ان کو (مرنے کے بعد) اٹھا کھڑا کریں گے؟ (۲۱)۔ اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان درہم برہم ہو جاتے۔ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں خدائے مالک عرش اُن سے پاک ہے (۲۲)۔ وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرسش نہیں ہوگی (اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) اُن سے پرسش ہوگی (۲۳)۔ کیا لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنا لیے ہیں کہہ دو کہ (اس بات پر) اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (میری اور) میرے ساتھ والوں کی کتاب بھی ہے اور جو مجھ سے پہلے (پیغمبر) ہوئے ہیں۔ اُن کی کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ (بات یہ ہے کہ) اُن میں اکثر حق بات کو نہیں جانتے اور اس لیے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۲۴)۔ اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے اُن کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو (۲۵)۔ اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے وہ پاک ہے (اس کے نہ بیٹا ہے نہ بیٹی) بلکہ (جن کو یہ لوگ بیٹے بیٹیاں سمجھتے ہیں) وہ اس کے عزت والے بندے ہیں (۲۶)۔ اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے۔ اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں (۲۷)۔ جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پیچھے ہوگا وہ سب سے واقف ہے اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہو اور وہ اُس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۸)۔ اور جو شخص اُن میں سے یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو اُسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۲۹)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱۴) تا (۲۹)

(۱۴) وہ لوگ قتل انبیاء اور نزول عذاب کے وقت کہنے لگے، ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم ہی نبی علیہ السلام کے قتل کرنے میں ظالم تھے۔

(۱۵) سو ان کی یہی چیخ و پکار جاری رہی حتی کہ ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا جس طرح فصل کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو حضر موت یمن میں ایک بستی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بستی والوں کا تذکرہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان بستی والوں کی طرف ایک نبی بھیجا انھوں نے اس نبی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاداش میں ان بستی والوں پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا، اس نے سب کو قتل کر دیا کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔

(۱۶) اور ہم نے زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اس طرح نہیں بنایا کہ ہم فضول کام کرنے والے ہوں کہ اوامر و نواہی کی کوئی ضرورت نہ ہو۔

(۱۷) کفار جو اس بات کے قائل تھے کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اس کی اب اللہ تعالیٰ تردید فرماتے ہیں کہ اگر ہمیں لڑکیاں یا بیوی یا یہ کہ اولاد ہی بنانی ہوتی تو خاص اپنے پاس کی چیز یعنی حوروں میں سے بناتے۔

(۱۸) بلکہ ہم اس حق بات کو باطل بات پر پھینک مارتے ہیں سو وہ حق اس باطل کا خاتمہ کر دیتا ہے یا یہ کہ ہم نے اثبات حق اور ابطال باطل کے لیے پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے اس بات پر بڑا عذاب ہوگا جو تم کہتے ہو کہ عیاذ باللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(۱۹-۲۰) تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جو اللہ کے نزدیک مقرب فرشتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں کسی وقت بھی عبادت خداوندی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے اکتاتے نہیں۔

(۲۱) کیا ان کفار مکہ نے اللہ کے علاوہ اور معبود بنا رکھے ہیں، زمین کی چیزوں میں سے جو کسی کو زندہ کرتے ہوں یا پیدا کرتے ہوں۔

(۲۲) اور زمین میں یا آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق ہوتا تو دونوں کی مخلوقات کبھی کی درہم برہم ہو جاتیں، سو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا وہ ان کی باتوں سے جو اس کے لیے اولاد اور شریک ثابت کر رہے ہیں پاک ہے۔

(٢٣) اللہ تعالیٰ جو کچھ کہتا کرتا اور حکم دیتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا اور بندوں کے اعمال واقوال پر باز پرس کی جاسکتی ہے۔

(٢٤) کیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اپنی دلیل ان جھوٹے معبودوں کے دعویٰ پر پیش کرو، یہ میری اور مجھ جیسوں کی کتاب ہے یعنی قرآن کریم ہے اور مجھ سے پہلے جو مومنین، کافرین گزرے ہیں ان کی کتابیں موجود ہیں، ان کی کتابوں میں یہ قطعا موجود نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے یا اس کا کوئی شریک ہے۔ بلکہ ان لوگوں میں زیادہ وہی ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق نہیں کرتے۔ اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔

(٢٥) ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ اپنی قوم کو تبلیغ کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تاکہ وہ اس کے قائل ہو جائیں اور میری ہی عبادت کیا کرو۔

(٢٦۔٢٧) اور ان کفار مکہ میں سے بعض یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں اولاد بنا رکھی ہے توبہ توبہ اس کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، بلکہ وہ فرشتے اس کے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے صلے میں ان کو اعزاز واکرام سے نوازا ہے، قول وفعل میں اللہ کے حکم کے بغیر جبریل، میکائیل سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے مطابق قول وفعل انجام دیتے ہیں۔

(٢٨) اللہ تعالیٰ ان کے امور آخرت اور امور دنیا سب کو جانتا ہے اور قیامت کے دن وہ فرشتے سوائے اس شخص کے جس کے لیے شفاعت کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی توحید کو قبول فرمالیا ہو اور کسی کی سفارش نہیں کرسکتے اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہیں۔

(٢٩) اور ان فرشتوں میں سے یا یہ کہ مخلوق میں سے جو شخص نعوذ باللہ فرضا یوں کہے کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں تو ہم اس کے بدلے اسے جہنم کی سزا دیں گے اور ہم کافروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ
كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ
أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾
وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾
وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ
فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ
أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُونَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ
وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾
وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهٰذَا
الَّذِي يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُونَ ﴿٣٦﴾
خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيكُمْ اٰيٰتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾
وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ
الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا
عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً
فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٤٠﴾
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا
ع مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ﴿٤٢﴾

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جُدا جُدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے (۳۰)۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ رستے بنائے تاکہ لوگ اُن پر چلیں (۳۱)۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں (۳۲)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں (۳۳)۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔ بھلا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (۳۴)۔ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔ اور تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے (۳۵) اور جب کافر تم کو دیکھتے ہیں تو تم سے استہزا کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر (بُرائی سے) کیا کرتا ہے حالانکہ وہ خود رحمٰن کے نام سے منکر ہیں (۳۶)۔ انسان (کچھ ایسا جلد باز ہے کہ گویا) جلد بازی ہی سے بنایا گیا ہے۔ میں تم لوگوں کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا تو تم جلدی نہ کرو (۳۷)۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعید (ہے وہ) کب (آئے گا) (۳۸)۔ اے کاش کافر اُس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو نہ روک سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور نہ اُن کا کوئی مددگار ہوگا (۳۹)۔ بلکہ قیامت اُن پر ناگہاں واقع ہوگی اور اُن کے ہوش کھو دے گی۔ پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی (۴۰)۔ اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزا ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے اُن کو اسی (عذاب) نے جس کی ہنسی اُڑاتے تھے آ گھیرا (۴۱)۔ کہو کہ رات اور دن میں خدا سے تمہاری کون حفاظت کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ یہ اپنے پروردگار کی یاد سے مُنہ پھیرے ہوئے ہیں (۴۲)

تفسیر سورة الانبیاء آیات (۳۰) تا (۴۲)

(۳۰) کیا یہ لوگ جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین پہلے بند تھے یعنی

نہ آسمان سے بارش کا ایک قطرہ گرتا تھا اور نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی تھی ایک دوسرے کے ساتھ اس اعتبار سے ملے ہوئے تھے پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ایک دوسرے سے جدا کر دیا کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین میں نباتات اگنے لگے، بلکہ ہم نے مرد و عورت کے پانی سے ہر ایک چیز کو بنایا جو بارش کے پانی کی محتاج ہے۔ کیا ان باتوں کو سن کر بھی مکہ والے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۳۱) اور ہم نے زمین پر مضبوط پہاڑوں کو جو کہ زمین کے لیے میخیں ہیں، اس لیے بنایا کہ زمین ان کو لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اس زمین میں گھاٹیاں اور کھلے کھلے رستے بنائے تاکہ وہ لوگ ان رستوں کے ذریعے سے سفر کی آمد و رفت میں منزل مقصود کو پہنچ جائیں۔

(۳۲) اور آسمان کو زمین کے اوپر چھت بنایا جو گرنے سے بھی اور بذریعہ ستاروں کی مار کے شیاطین سے بھی محفوظ ہے۔

اور یہ اہل مکہ اس آسمان کے اندر کی نشانیوں سے یعنی چاند، سورج، ستاروں سے اعراض کیے ہوئے ہیں ان میں تدبر اور غور و فکر نہیں کرتے۔ اور اس نے چاند و سورج کو مسخر کیا کہ ہر ایک، الگ الگ دائرے میں اس طرح چل رہے ہیں گویا تیر رہے ہیں۔

(۳۴) اور ہم نے آپ سے پہلے اور انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا نہیں کیا، اے محمد ﷺ اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

شانِ نزول: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو آپ کے انتقال فرمانے کی خبر دی گئی آپ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے بعد میری امت کی کون نگرانی کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

(۳۵) یہ آیت مبارکہ کفار کے جواب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ بدبخت آپ کے انتقال فرما جانے کے منتظر تھے اور اس کی خوشیاں مناتے تھے، موت تو ایسی چیز ہے کہ تم میں سے ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تمہیں سختی اور فراخی سے آزماتے ہیں، یہ دونوں باتیں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں اور مرنے کے بعد پھر تم سب ہماری طرف چلے آؤ گے اور ہم تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

(۳۶) اور اے محمد ﷺ ابوجہل اور اس کے ساتھی جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے اپنی گفتگو میں مذاق کرنے لگتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کیا یہی صاحب ہیں جو تمہارے بتوں کا برائی سے ذکر کرتے ہیں حالاں کہ یہ خود اللہ تعالیٰ

کے ذکر پر انکار اور کفر کیا کرتے ہیں اور بدبخت کہا کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو نہیں جانتے مسیلمہ کذاب جانتا ہے۔

شانِ نزول: وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (الخ)

اور ابن ابی حاتم ؒ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزر ہوا یہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے جب ابوجہل نے آپ کو دیکھا تو بدبخت ہنسا اور ابوسفیان سے کہا کہ یہ بنی عبدمناف کے نبی ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان کو غصہ آیا اور کہا کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو کہ بنی عبدمناف میں کوئی نبی ہو غرض کہ دونوں کی یہ گفتگو رسول اکرم ﷺ نے سنی اور آپ ابوجہل کے پاس لوٹ کر آئے اور اس کو ڈرایا اور فرمایا کہ تو اس وقت تک اپنی باتوں سے باز نہیں آئے گا جب تک کہ تیرے اوپر بھی وہی عذاب نازل نہ ہو جو دوسروں پر ہوا، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے مذاق کرنے لگتے ہیں۔

(۳۷) انسان جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہے یا یہ کہ انسان سے مراد نضر بن حارث ہے کہ وہ جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہے اسی بنا پر نزول عذاب کے بارے میں جلدی کرتا ہے۔

ہم عنقریب اپنی وحدانیت کے دلائل آفاق میں دکھائے دیتے ہیں یا یہ کہ اپنی عذاب بالسیف کی نشانی عنقریب بدر کے دن دکھائے دیتے ہیں سو تم وقت آنے سے پہلے نزول عذاب کے بارے میں جلدی مت کرو۔

(۳۸) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ وہ عذاب کا وعدہ جس سے آپ ہمیں کو ڈراتے ہیں وہ کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں۔

(۳۹) کاش ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں اس وقت کی خبر ہوتی کہ عذاب میں ان کی کیا درگت بنے گی تو یہ ہرگز نزول عذاب کے بارے میں جلدی نہ کرتے۔ نزول عذاب کے وقت تو یہ لوگ اس عذاب کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا کہ اس عذاب کو ان سے دور کر دے۔

(۴۰) بلکہ قیامت کا عذاب ان پر ایک دم سے آئے گا سو ان کے ہوش و حواس بھلا دے گا، پھر اپنے اوپر سے نہ اس کو ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو عذاب کے بارے میں مہلت دی جائے گی۔

(۴۱) اور آپ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم نے مذاق کیا جیسا کہ آپ کا آپ کی قوم مذاق اُڑاتی ہے سو جن لوگوں نے انبیاء کرام کے ساتھ مذاق کیا تھا تو ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے یا یہ کہ ان کے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو گیا۔

(۴۲) اور اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے یہ بھی فرمائیے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں اللہ کے عذاب

سے تمہاری حفاظت کرتا ہے یا یہ کہ اللہ کے علاوہ اور کون ہے جو اس کے عذاب سے حفاظت کرتا ہے بلکہ یہ لوگ اب بھی اپنے رب حقیقی کی توحید اور اس کی کتاب کو جھٹلانے والے اور اسے پس پشت ڈالنے والے ہیں۔

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ
أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ
وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي
الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا
أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ﴿٤٥﴾
وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا
إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا
مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ
مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ
مُنكِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ
وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ
التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا
لَهَا عَابِدِينَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿٥٥﴾
قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي
فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٦﴾

کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو (مصائب سے) بچا سکیں۔ وہ آپ اپنی مدد تو کر ہی نہیں سکتے اور نہ ہم سے پناہ ہی دیے جائیں گے (۴۳)۔ بلکہ ہم ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادا کو متمتع کرتے رہے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) اُن کی عمریں بسر ہوگئیں۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ تو کیا یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں؟۔ کہہ دو کہ میں تم کو حکم خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں اور بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کو سُنتے ہی نہیں (۴۵)۔ اور اگر اُن کو تمہارے پروردگار کا تھوڑا سا بھی عذاب پہنچے تو کہنے لگیں کہ ہائے کم بختی ہم بے شک گنہگار تھے (۴۶)۔ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اُس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں (۴۷)۔ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی اور (سرتا پا) روشنی اور نصیحت (کی کتاب) عطا کی (یعنی) پرہیزگاروں کے لیے (۴۸)۔ جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی خوف رکھتے ہیں (۴۹)۔ اور یہ مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو (۵۰)۔ اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم اُن (کے حال) سے واقف تھے (۵۱)۔ جب اُنہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن (کی پرستش) پر تم معتکف (وقائم) ہو (۵۲)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے (۵۳)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی (گمراہ ہو) اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے (۵۴)۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس (واقعی) حق لائے ہو یا (ہم سے) کھیل (کی باتیں) کرتے ہو (۵۵)۔ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ تمہارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس (بات) کا گواہ (اور اسی کا قائل) ہوں (۵۶)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۴۳) تا (۵۶)

(۴۳) کیا ان کے پاس ہمارے علاوہ ایسے معبود ہیں جو ہمارے عذاب سے ان کو بچا لیتے ہوں وہ بے چارے دوسروں کے عذاب سے کیا حفاظت کرتے اور ان کی درماندگی کی تو یہ حالت ہے کہ وہ خود اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے عذاب کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دے سکا تو پھر وہ بے چارے دوسروں کا کیا ساتھ دیتے۔

(۴۴) بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان مکہ والوں کو اور ان سے پہلے ان کے آباؤ اجداد کو بہت مہلت دی یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا۔ کیا مکہ والے یہ نہیں دیکھتے کہ ہم ان کی سرزمین کو چاروں طرف سے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر فتح کرتے چلے آ رہے ہیں تو کیا یہ لوگ اب رسول اکرم ﷺ کے مقابلہ میں غالب آئیں گے۔

(۴۵) آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تو صرف وحی یعنی قرآن کریم کے ذریعے سے تمہیں ڈراتا ہوں اور ان بہروں کو جس وقت حق کی دعوت دی جاتی ہے اور اس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے تو یہ سنتے ہی نہیں یا یہ کہ آپ ان بہروں کو حق کی بات کہاں سنا سکتے ہیں۔

(۴۶) اور اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جائے تو یوں کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم نے ہی اللہ تعالیٰ کا کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

(۴۷) بلکہ ہم قیامت کے روز میزان عدل قائم کریں گے اس میزان کے دو پلڑے ہوں گے اور اس کی زبان بھی ہوگی اس میں نیکیوں اور برائیوں کے علاوہ اور کسی چیز کا وزن نہیں کیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی کر دی جائے اور کسی کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے۔ بلکہ اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے وہاں حاضر کر دیں گے یا یہ کہ اس کا بدلہ دے دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں یا یہ کہ ہم حفاظت کرنے والے اور جاننے والے کافی ہیں۔

(۴۸) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو ایک فیصلہ یعنی شبہات سے نکلنے کی یا یہ کہ فرعون پر غلبہ اور قوت پانے کی اور گمراہی سے روشنی اور اس کے لیے بیان اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی۔

(۴۹) جو پرہیزگار اپنے پروردگار سے بغیر دیکھے اس کی خوشنودی کے لیے نیک اعمال کرتے ہیں اور وہ لوگ عذاب قیامت سے بھی ڈرتے ہیں۔

(۵۰) اسی طرح یہ قرآن کریم بھی ایک کثیر الفائدہ نصیحت کی کتاب ہے جو اس پر ایمان لائے یہ اس کے لیے باعث رحمت و مغفرت ہے جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے پھر بھی مکہ والو تم اس کے منکر ہو۔

(۵۱) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہونے سے پہلے ان کو علم اور خوش فہمی عطا کی تھی یا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے ان کو نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی اور ہم ان کے کمالات کو اور یہ کہ وہ اس چیز کے اہل ہیں، خوب جانتے تھے۔

(۵۲) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر اور نمرود بن کنعان اور اس کے لوگوں سے کہا یہ کیا بیہودہ مورتیاں ہیں جن کی تم لوگ عبادت کر رہے ہو۔

(۵۳) وہ لوگ کہنے لگے، ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے ہم بھی ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی غلطی اور کفر میں مبتلا ہیں۔

(۵۵) وہ یہ سن کر کہنے لگے اے ابراہیم کیا تم سچی اور حقیقی بات کہہ رہے ہو یا یوں ہی دل لگی کر رہے ہو۔

(۵۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار اور ان کا خالق ہے اور میں جو تم سے کہہ رہا ہوں، اس پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔

۞ ۞ ۞

وَتَاللّٰهِ
لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾
فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾
قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا
سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا
بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ
فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ
كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا
اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى
رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ
لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾
قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾
قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا
بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا
اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ
اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾
وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ
الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾
وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ
كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾
وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ ع

اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں سے ایک چال چلوں گا (۵۷)۔ پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر ایک بڑے (بت) کو (نہ توڑا) تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں (۵۸)۔ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا؟ وہ تو کوئی ظالم ہے (۵۹)۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو اُن کا ذکر کرتے ہوئے سُنا ہے اُسے ابراہیم کہتے ہیں (۶۰)۔ وہ بولے کہ اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ تا کہ وہ گواہ رہیں (۶۱)۔ (جب ابراہیم آئے تو) بُت پرستوں نے کہا کہ ابراہیم بھلا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ تم نے کیا ہے؟ (۶۲)۔ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ یہ اُن کے اس بڑے (بُت) نے کیا (ہوگا)۔ اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو (۶۳)۔ انہوں نے اپنے دل میں غور کیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بے شک تم ہی بے انصاف ہو (۶۴)۔ پھر (شرمندہ ہوکر) سر نیچا کر لیا (اس پر بھی ابراہیم سے کہنے لگے کہ) تم جانتے ہو یہ بولتے نہیں (۶۵)۔ (ابراہیمؑ نے) کہا کہ پھر تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں (۶۶)۔ تُف ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو اُن پر بھی کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (۶۷)۔ (تب وہ) کہنے لگے کہ اگر تمہیں (اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا اور) کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (۶۸)۔ ہم نے حکم دیا کہ اے آگ سرد ہو جا۔ اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا) (۶۹)۔ اُن لوگوں نے بُرا تو اُن کا چاہا تھا مگر ہم نے اُنہی کو نقصان میں ڈال دیا (۷۰)۔ اور ابراہیم اور لُوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لیے برکت رکھی ہے (۷۱)۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کیے۔ اور مستزاد برآں یعقوب اور سب کو نیک بخت کیا (۷۲)۔ اور اُن کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور اُن کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے (۷۳)۔ اور لُوط (کا قصہ یاد کرو) جب اُن کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے تھے بچا نکالا۔ بے شک وہ بُرے اور بدکردار لوگ تھے (۷۴)۔ اور انہیں اپنی رحمت (کے محل) میں داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے (۷۵)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۵۷) تا (۷۵)

(۵۷) اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی اچھی طرح درگت بناؤں گا جب تم ان کے پاس سے اپنی عید منانے چلے جاؤ گے۔

(۵۸۔۵۹) چنانچہ جب وہ سب لوگ شہر کے باہر عید منانے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر میں اکیلے رہ گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بت خانہ میں گئے تو انھوں نے بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ لوگ اپنی عید سے واپسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کریں چنانچہ جب وہ لوگ واپس آئے اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے کہ یہ بے ادبی کا کام ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔

(۶۰) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کا نام ابراہیم ہے ان بتوں کا برائی اور ذلت کے ساتھ ذکر کرتے سنا ہے۔

(۶۱) یہ سن کر نمرود نے سب سے کہا، اچھا تو اس شخص کو سب لوگوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ سب اس کی حرکت یا اس کے قول یا یہ کہ اس کو جو سزا دی جائے اس پر گواہ ہو جائیں۔

(۶۲) غرض کہ وہ سب کے سامنے آئے تو سب کی طرف سے ان سے نمرود نے کہا، ابراہیم علیہ السلام کیا تم نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی ہے۔

(۶۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں نے نہیں بلکہ اس بڑے گرو نے یہ حرکت کی ہے جس کی گردن میں یہ کدال لٹکی ہوئی ہے سو ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں تا کہ یہ تمہیں خود بتادیں کہ کس نے ان کی پٹائی کی ہے۔

(۶۴) اس پر وہ لوگ خود کو ملامت کرنے لگے اور ان کے سردار نمرود نے ان سے کہا کہ حقیقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں تم ہی ناحق پر ہو اور وہ حق پر ہیں۔

(۶۵) پھر شرم کے مارے اپنے سروں کو جھکا لیا اور پھر اپنی پچھلی بات پر آ گئے اور نمرود کہنے لگا اے ابراہیم تمہیں تو اچھی طرح معلوم ہی ہے کہ بت کچھ بولتے نہیں تو ان سے کیا پوچھیں کہ کس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔

(۶۶) اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی خوب خبر لی کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو کہ وہ تمہاری اس عبادت کرنے میں نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکے اور ترک عبادت میں تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکے۔

(۶۷) تمہارے لیے بربادی اور تم پر افسوس ہے اور ان پر بھی جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تمہارے میں انسانوں والا ذہن نہیں اور تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو تمہیں نفع و نقصان کچھ بھی نہ پہنچا سکے، وہ ہرگز کسی بھی صورت میں

عبادت کے لائق نہیں۔

(۶۸) ان کا سردار نمرود یہ سن کر کہنے لگا کہ نعوذ باللّٰہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو اور ان سے اپنے معبودوں کا بدلہ لینے کے لیے اگر تمہیں کچھ کرنا ہو تو بس ان کو آگ میں ڈال دو۔

(۶۹) ہم نے آگ کو حکم دیا کہ گرمی سے ٹھنڈی اور ٹھنڈک سے بے ضرر ہو جا، ابراہیم علیہ السلام کے حق میں اور اگر اللّٰہ تعالیٰ زیادہ ٹھنڈک سے بے ضرر ہونے کا حکم نہ فرماتا تو ٹھنڈک کی شدت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچاتی۔

(۷۰) ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کارروائی کی تھی سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

(۷۱) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے اور لوط علیہ السلام کو خسف سے بچا کر ان دونوں کو سر زمین مقدس، فلسطین اور اردن کی طرف بھیج دیا جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے لیے پانی اور پھلوں کی بھی برکت رکھی تھی۔

(۷۲) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد میں نبوت عطا کی۔

(۷۳) اور ہم نے ان سب کو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم و اطاعت کی طرف مخلوق کو دعوت دیا کرتے تھے۔

اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا یا یہ کہ توحید کی طرف دعوت دینے کا خصوصاً نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ لوگ ہماری خوب اطاعت کیا کرتے تھے۔

(۷۴) اور لوط علیہ السلام کو بھی ہم نے عقل سلیم اور نبوت عطا کی اور سدوم بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے برے برے کام کیا کرتے تھے یعنی لواطت بے شک وہ لوگ اپنے کفر میں بڑے بدذات اور ان افعال لواطت وغیرہ میں بہت ہی بدکار تھے۔

(۷۵) اور ہم لوط علیہ السلام کو آخرت میں جنت میں داخل کریں گے اور ان کو دنیا میں بھی نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور وہ انبیاء کرام کے طریقہ پر تھے۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوُودَ
وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ
الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ
وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ
يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ
لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ
شَاكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ
إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾
وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا
دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٨٢﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ
رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾
فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ
وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ﴿٨٤﴾
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ﴿٨٥﴾
وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٦﴾

اور نوح (کا قصہ بھی یاد کرو) جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہم کو پکارا تو ہم نے اُن کی دُعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی (۷۶)۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے اُن پر نصرت بخشی۔ وہ بے شک بُرے لوگ تھے سو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا (۷۷)۔ اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سُن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصل کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم اُن کے فیصلے کے وقت موجود تھے (۷۸)۔ تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر) کر دیا تھا اور ہم ہی (ایسا) کرنے والے تھے (۷۹)۔ اور ہم نے تمہارے لیے اُن کو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیے (۸۰)۔ اور ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کر دی تھی جو اُن کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبر دار ہیں (۸۱)۔ اور دیووں (کی جماعت کو بھی اُن کے تابع کر دیا تھا کہ اُن) میں بعض اُن کے لیے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے۔ اور ہم اُن کے نگہبان تھے (۸۲)۔ اور ایوب کو (یاد کرو) جب اُنہوں نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۸۳)۔ تو ہم نے اُن کی دُعا قبول کر لی اور جو اُن کو تکلیف تھی وہ دُور کر دی اور اُن کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی مہربانی سے اُن کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لیے (یہ) نصیحت ہے (۸۴)۔ اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے (۸۵)۔ اور ہم نے اُن کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار تھے (۸۶)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۷٦) تا (۸٦)

(۷٦) اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا ان کا وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ انھوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے اپنے رب سے دعا کی، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دی۔

(۷۷) اور ہم نے ایسی قوم سے بدلہ لیا جنھوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کو جھٹلایا یقیناً وہ لوگ اپنے کفر میں بہت برے تھے، اس لیے ہم نے ان سب کو طوفان کے ذریعے غرق کر دیا۔

(۷۸) اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو بھی ہم نے نبوت اور حکمت کے ساتھ اعزاز عطا کیا ان کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ وہ کسی قوم کے انگوروں کے باغ کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جس کھیت میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں چلی گئی تھیں اور اس کھیت کو کھا گئی تھیں اور ہم حضرت داؤد و سلیمانؑ کے فیصلہ کو جاننے والے تھے۔

(۷۹) سو ہم نے اس فیصلہ کا آسان سمجھاؤ سلیمان علیہ السلام کو دے دیا اور یوں ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور نبوت عطا کی تھی اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ جس وقت وہ تسبیح کیا کرتے تھے، پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور اسی طرح پرندوں کو بھی اور ان کاموں کے کرنے والے ہم تھے۔

(۸۰) اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے لیے سکھائی تا کہ وہ زرہ تمھیں لڑائی میں تمہارے دشمنوں کے ہتھیاروں سے بچائے، سو تم اس زرہ کی نعمت کا شکر کرو گے بھی یا نہیں۔

(۸۱) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے تیز ہوا کو تابع بنا دیا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اصطخر سے اس سرزمین کی طرف چلتی، جس میں ہم نے پھلوں وغیرہ کی برکت رکھی ہے یعنی شام، اردن، فلسطین کی طرف اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اس لیے ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ان چیزوں کو مسخر کیا۔

(۸۲) اور شیاطین یعنی جنات میں سے بھی ہم نے ایسوں کو مسخر کر دیا تھا جو سلیمان علیہ السلام کے لیے دریاؤں میں غوطہ لگایا کرتے تھے تا کہ جواہرات اور موتی سمندروں میں سے نکال کر ان کے پاس لائیں اور وہ اس غوطہ زنی کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کے لیے تعمیرات کے بھی کام کیا کرتے تھے اور ان جنات کے سنبھالنے والے ہم تھے تا کہ ان میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

(۸۳) اور ایوب علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے جب کہ انھوں نے شدید مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بہت سخت جسمانی تکلیف پہنچ رہی ہے، آپ مہربانی فرمائیں اور اس تکلیف سے مجھے نجات دیں۔

(۸۴) سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور جنت میں ہم نے ان کا کنبہ جو دنیا میں ہلاک ہو گیا تھا عطا کیا اور جتنا ہلاک ہو گیا تھا اس کے برابر اس دنیا میں بھی عطا کیا یہ سب اپنی خاص رحمت کے سبب سے اور مومنین کے لیے یادگار کے سبب سے۔

(۸۵۔۸۶) اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفل کا بھی تذکرہ کیجیے یہ سب احکام الٰہیہ تشریعیہ، وتکوینیہ پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے، ہم ان کو آخرت میں اپنی جنت میں داخل کریں گے اور ذوالکفل علیہ السلام کے علاوہ یہ سب نبی تھے اور ذوالکفل نبی نہیں تھے بلکہ ایک صالح نیکوکار شخص تھے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ
فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ
اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ
مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّاۤ
اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ
الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا
لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ
وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾
وَالَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا
وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ
اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْۤا
اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ ع
الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ
كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾
حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ
يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ
اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ
اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا
زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ
لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ
حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم اُن پر قابو نہیں پا سکیں گے آخر اندھیرے میں (خدا کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں (۸۷)۔ تو ہم نے اُن کی دُعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں (۸۸)۔ اور زکریا (کو یاد کرو) جب اُنہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے (۸۹)۔ تو ہم نے اُن کی پکار سُن لی اور اُنہیں یحییٰ بخشے اور اُن کی بیوی کو (ان کے حسنِ معاشرت) کے قابل بنا دیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں اُمید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے (۹۰)۔ اور اُن (مریم) کو بھی یاد کرو جنہوں نے اپنی عفت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے اُن میں اپنی روح پھونک دی اور اُن کو اور اُن کے بیٹے کو اہلِ عالم کے لیے نشانی بنا دیا (۹۱)۔ یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو (۹۲)۔ اور یہ لوگ اپنے معاملے میں باہم متفرق ہو گئے (مگر) سب ہماری طرف رجوع کرنے والے ہیں (۹۳)۔ جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہو گا تو اس کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ اور ہم اُس کے لئے (ثوابِ اعمال) لکھ رہے ہیں (۹۴)۔ اور جس بستی (والوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (وہ دنیا کی طرف رجوع کریں) وہ رجوع نہیں کریں گے (۹۵)۔ یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں (۹۶)۔ اور قیامت کا سچا وعدہ قریب آ جائے۔ تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ ہم (اپنے حق میں) ظالم تھے (۹۷)۔ (کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہو گے (اور) تم (سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے (۹۸)۔ اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے (۹۹)۔ وہاں اُن کو چلّانا ہو گا اور اس میں (کچھ) نہ سُن سکیں گے (۱۰۰)۔ جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱)۔ (یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی تو نہیں سُنیں گے۔ اور جو کچھ اُن کا جی چاہے گا اس میں (یعنی ہر طرح کے

عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲)۔ اُن کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے اُن کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے عدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳)

تفسیر سورة الانبیاء آیات (۸۷) تا (۱۰۳)

(۸۷) اور مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے جب کہ وہ اپنے بادشاہ سے ناراض ہو کر چل دیے اور انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس دن کے چلے جانے پر کوئی پکڑ نہیں کریں گے (اللہ کے حکم سے ان کو مچھلی نگل گئی) پس انھوں نے اندھیروں میں پکارا، ایک اندھیرا دریا کا، دوسرا مچھلی کے پیٹ کا، تیسرا مچھلی کی آنتوں کا، غرض کہ ان تاریکیوں میں دعا کی کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں، میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں، بے شک میں قصوروار ہوں کہ بغیر آپ کے حکم کے ناراض ہوا۔

(۸۸) ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کو تاریکیوں سے نجات دی اور اسی طرح ہم اور ایمان والوں کو بھی غم و پریشانی سے دعا کے وقت نجات دیا کرتے ہیں۔

(۸۹) اور اے محمد ﷺ آپ زکریا علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے جب کہ انھوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے لاوارث تنہا بغیر کسی مددگار کے نہ رکھیے، یوں تو سب مددگاروں سے بہتر آپ ہی ہیں۔

(۹۰) سو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کو نیک بخت فرزند یحییٰ عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کردیا، یہ انبیاء کرام علیہ السلام یا یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام نیک کاموں کی طرف سبقت کرتے تھے اور اس طرح ہمیں پکارتے تھے یا یہ کہ جنت کی امید اور دوزخ کے خوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے تواضع اور اطاعت کے ساتھ رہتے تھے۔

(۹۱) اور حضرت مریم علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے جنھوں نے اپنی عزت کو بچایا پھر ان کے گریبان میں ہمارے حکم سے جبریل علیہ السلام نے ہماری روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لیے خاص کر بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنادی۔

(۹۲) کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوا اور مردوں میں سے بغیر کسی کے ہاتھ لگائے اور قریب آئے حضرت مریم علیہ السلام کے ولادت باسعادت ہوئی اے لوگو یہ ہے تمہارا پسندیدہ طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور حاصل یہ کہ میں تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں، میری ہی اطاعت کیا کرو۔

(۹۳) اگر لوگوں نے اس حقیقت کے باوجود اپنے درمیان اپنے دین میں اختلاف پیدا کرلیا ہے اور یہودیوں نے علیحدہ دین اور عیسائیوں نے علیحدہ اور مجوس نے اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کرلیا ہے تو باقی ہر ایک گروہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔

(۹۴) سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوگا اور وہ اپنے ایمان میں سچا بھی ہوگا تو اس کے اعمال

صالحہ کا ثواب ضائع نہیں جائے گا بلکہ اسے اس کے ان اعمال پر ثواب دیا جائے گا اور ہم اس کو بدلہ اور ثواب دینے والے ہیں اور یہ کہ ہم ان کے اعمال لکھ لیتے ہیں اور ان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(۹۵) اور مکہ والوں کے لیے جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں جن کو ہم نے کفر کے ساتھ ذلیل کیا ہے ان کے لیے توفیق اور ہدایت ناممکن ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں یا یہ مطلب ہے کہ مکہ والوں میں سے جن لوگوں کو ہم نے بدر کے دن تہ تیغ کر کے ہلاک کر دیا ہے، ان کے لیے دنیا میں لوٹ کر آنا ناممکن ہے۔

(۹۶) یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور قیامت قائم ہوگی تو اس وقت یہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور وہ یاجوج ماجوج غایت کثرت کی وجہ سے ہر ایک ٹیلا اور بلندی سے نکلتے معلوم ہوں گے اور ان کے سدِّ ذوالقرنین (ذوالقرنین بادشاہ کی بنائی ہوئی دیوار) سے نکلنے کے وقت قیامت بالکل قریب آجائے گی۔

(۹۷) بس پھر یہ قصہ ہوگا کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار کرنے والوں کی ایک دم سے آنکھیں ذلیل و خوار ہو کر پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

اور یوں کہتے نظر آئیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس دن سے غفلت میں تھے بلکہ حقیقتاً ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کے منکر تھے۔

(۹۸) بے شک اے مکہ والو تم اور تمہارے یہ بت سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور تم سب اور یہ تمہارے بت دوزخ میں داخل ہوں گے۔

شانِ نزول: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو ابن زبعری نے کہا کہ چاند سورج، ستارے، فرشتے اور حضرت عزیرؑ ان کی پرستش ہوتی ہے، یہ سب ہمارے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ (الخ) یعنی جن حضرات کے لیے جنت مقدر ہو چکی، وہ دوزخ سے اس قدر دور رہیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور دوسری یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ مَرْيَمَ مَثَلًا تا خَصِمُوْنَ (الخ)

(۹۹) اگر یہ بت واقعی تمہارے معبود ہوتے تو اس جہنم میں کیوں داخل ہوتے یہ سب عابد و معبود اس دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہوں گے۔

(۱۰۰) اور ان کا دوزخ میں شور و غل اور گدھے جیسی آوازیں ہوں گی (معاذ اللہ) اور وہ دوزخی رحمت و شفاعت دوزخ سے نکلنے اور نرمی کی کوئی بات بھی نہ سنیں گے اور نہ وہاں دیکھیں گے۔

(۱۰۱۔۱۰۲) اور جن حضرات کے لیے ہماری طرف سے جنت مقدور ہو چکی ہے جیسا کہ حضرت عیسٰی و عزیر علیہم السلام وہ

دوزخ سے نجات میں رہیں گے اور اس سے اس قدر دور رکھے جائیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی پسند کی چیزوں سمیت جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۰۳) اور جب دوزخ بھری جائے گی اور موت کو مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کیا جائے گا یہ بھی ان کو غم میں نہ ڈالے گی اور جنت کے دروازے پر ان حضرات کا فرشتے بشارت وخوشخبری دینے کے ساتھ استقبال کریں گے اور کہیں گے یہ ہے وہ تمہارا دن جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (الخ) سے لے کر یہاں تک یہ آیت عبداللہ بن زبعری کے بارے میں نازل ہوئی اس نے جو رسول اکرم ﷺ سے بتوں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ
اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ
الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا
لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ
اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ
الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ
وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قُلْ رَّبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا
ع الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں (۱۰۴)۔ اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے (۱۰۵)۔ عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں (خدا کے حکموں کی) تبلیغ ہے (۱۰۶)۔ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود خدائے واحد ہے۔ تو تم کو چاہیے کہ فرمانبردار بن جاؤ (۱۰۸)۔ اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ میں نے تم سب کو یکساں (احکام الٰہی سے) آگاہ کر دیا ہے۔ اور مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ (عن) قریب (آنے والی) ہے یا (اُس کا وقت) دُور ہے (۱۰۹)۔ جو بات پکار کر کی جائے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو تم پوشیدہ کرتے ہو اس سے بھی واقف ہے (۱۱۰)۔ اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے آزمائش ہو اور ایک مدت تک (تم اس سے) فائدہ (اُٹھاتے رہو) (۱۱۱)۔ پیغمبر نے کہا کہ اے میرے پروردگار حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا پروردگار بڑا مہربان ہے اسی سے اُن باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے (۱۱۲)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱۰٤) تا (۱۱۲)

(۱۰۴) اور قیامت کا دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ جس دن ہم آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ پر اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور جس طرح پہلی بار ان کو ہم نے نطفہ سے پیدا کیا تھا، اسی طرح پھر دوبارہ قبروں سے پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کریں گے۔

(۱۰۵) اور ہم داؤد علیہ السلام کی زبور میں توریت کے بعد لکھ چکے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہم تمام آسمانی کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں کہ سرزمین جنت کے مالک میرے مؤحد بندے ہوں گے یا یہ کہ ارض مقدسہ کے وارث بنی اسرائیل کے نیکوکار یا اخیر زمانہ کے نیکوکار رہوں گے اور وہاں اتریں گے۔

(۱۰٦) بے شک اس قرآن حکیم میں مؤحدین کے لیے کافی مضمون ہے یا یہ کہ اوامر و نواہی کے ذریعے سے نصیحت ہے۔

(۱۰۷۔۱۰۸) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لیے رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر جن و انس میں سے جو آپ پر ایمان لائے، اس پر عذاب سے رحمت و نعمت کے لیے بھیجا ہے۔

بس آپ فرما دیجیے کہ میرے پاس تو اس قرآن حکیم کے ذریعے سے یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی ایک ہی معبود وحدہٗ لاشریک ہے، اب بھی مکہ والو تم سچے دل سے توحید اور عبادت کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

(۱۰۹) پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان اور اخلاص سے سرکشی کریں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تمہیں واضح اطلاع کر چکا ہوں جس میں کچھ بھی پوشیدہ نہیں کہ میری مدد کی جائے گی اور تمہیں انکار پر سزا ملے گی۔

(۱۱۰) باقی میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب قریب ہے یا دور، اللہ تعالیٰ کو تمہاری پکار اور کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو بات تم دل میں رکھتے ہو یا جو کام چھپ کر کرتے ہو اس کی بھی خبر ہے۔

(۱۱۱) اور تم پر کب عذاب نازل ہوگا، اس کی بھی اسی کو خبر ہے باقی پورے یقین سے میں نہیں جانتا شاید تاخیر عذاب تمہارے لیے امتحان ہو اور نزول عذاب کے وقت تک فائدہ پہنچانا ہو۔

(۱۱۲) آپ فرما دیجیے کہ میرے اور مکہ والوں کے درمیان حق اور عدل کے موافق فیصلہ فرما دیجیے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے ہم ان جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہتے ہیں جو تم بنایا کرتے ہو۔

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝١
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى
وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝٢ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ
وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝٤ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ
فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ
مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى
اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ
لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۗ وَتَرَى الْاَرْضَ
هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ
وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِي الْقُبُوْرِ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ
اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثۂ عظیم ہوگا (۱)۔ (اے مخاطب) جس دن تو اُس کو دیکھے گا (اُس دن یہ حال ہوگا کہ) تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی۔ اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور لوگ تجھ کو متوالے نظر آئیں گے مگر وہ متوالے نہیں ہونگے بلکہ (عذاب دیکھ کر) مدہوش ہو رہے ہوں گے بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے (۲)۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا (کی شان) میں علم (ودانش) کے بغیر جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں (۳)۔ جس کے بارے میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو اُسے دوست رکھے گا تو وہ اُس کو گمراہ کردے گا اور دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا (۴)۔ لوگو اگر تم کو (مرنے کے بعد) جی اُٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے پھر اُس سے نطفہ بنا کر۔ پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر۔ پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کردیں۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھیرائے رکھتے ہیں۔ پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔ اور بعض (قبل از پیری) مرجاتے ہیں۔ اور بعض (شیخ فانی ہوجاتے اور بڑھاپے کی) نہایت خراب عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بالکل بےعلم ہوجاتے ہیں۔ اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے کہ (ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ شاداب ہوجاتی ہے اور اُبھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اُگاتی ہے (۵)۔ اِن قدرتوں سے ظاہر ہے کہ خدا ہی (قادرِ مطلق ہے جو) برحق ہے۔ اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کردیتا ہے اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۶)۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ خدا سب لوگوں کو جو قبروں میں ہیں جلا اُٹھائے گا (۷)۔ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو خدا (کی شان) میں بغیر علم (ودانش) کے اور بغیر

ہدایت اور بغیر کتاب روشن کے جھگڑتا ہے (۸)۔ (اور تکبر سے) گردن موڑ لیتا (ہے) تاکہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے گمراہ کردے۔ اس کے لیے دنیا میں ذلت ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسے عذاب (آتش) سوزاں کا مزا چکھائیں گے (۹)۔ (اے سرکش) یہ اُس (کفر) کی سزا ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (۱۰)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان پانچ آیتوں کے یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (الخ) یہ دو آیتیں اور اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ (الخ) یہ دو آیتیں اور آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا (الخ) یہ پانچوں آیتیں مدنی ہیں، قرآن کریم میں جس مقام پر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ) کے ساتھ خطاب ہو وہ آیت مدنی ہوتی ہے اور جس جگہ پر يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کے ساتھ خطاب ہو وہ مکی اور مدنی دونوں ہوتی ہے اور آپ کو کوئی ایسی آیت مکی نہیں ملے گی جس میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب ہوگا۔

اس سورت میں اٹھتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو اکیانوے کلمات اور پانچ ہزار ایک سو پینتیس حروف ہیں۔

(۱) یہ خطاب خاص و عام دونوں طریقوں پر ہوتا ہے باقی اس مقام پر عام ہے کہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو کیوں کہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی خوفناک چیز ہوگی۔

(۲) جس روز نفخہ اولیٰ کے وقت تم لوگ اس زلزلہ کو دیکھو گے تو اس روز یہ حال ہوگا کہ تمام دودھ پلانے والیاں ہیبت کے مارے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنے پیٹ کے بچوں کو ایام پورا ہونے سے پہلے ہی ڈال دیں گی۔

اور اے مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالاں کہ وہ کسی نشہ آور چیز کی وجہ سے نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز جس کے خوف کی وجہ سے لوگوں کی حالت نشہ والوں کی سی ہو جائے گی۔

(۳) اور بعض آدمی ایسے ہیں یعنی نضر بن حارث جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر جانے بوجھے اور بغیر کسی حجت و دلیل کے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر ملعون شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴) جس شیطان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو اس کا اتباع کرے گا تو اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو راہ حق سے بے راہ کردے گا اور اس کو عذاب دوزخ کا راستہ بتلا دے گا یعنی ایسی باتیں اس سے کروائے گا جس

سے دوزخ واجب ہو جائے۔

(۵) اے مکہ والو! اگر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق میں شک و شبہ میں ہو تو ذرا اپنی ابتداء آفرینش کے بارے میں غور کرلو، کیوں کہ ابتدا پیدا کرنے سے پھر تمہارا دوبارہ زندہ کرنا زیادہ مشکل نہیں کیوں کہ ہم نے پہلی بار تمہیں بواسطہ حضرت آدم مٹی سے بنایا۔ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں نطفہ سے بنایا اور پھر نطفہ کے بعد خون کے لوتھڑے سے پھر تازہ بوٹی سے جو کہ لوتھڑے میں سختی آنے کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ اس بوٹی میں بعض کے پورے اعضا بنا دیتے ہیں اور بعض کو ناتمام ہی گرا دیتے ہیں تاکہ ہم قرآن کریم تمہاری ابتدائی پیدائش اور اس کی حقیقت کو ظاہر کر دیں اور ہم رحم مادر میں جس نطفہ کو چاہتے ہیں گرنے سے ایک مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں یا یہ کہ رحم مادر میں ہم جس بچہ کو چاہتے ہیں مہینوں کی ایک مدت معینہ یعنی وضع حمل تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر اس مدت معینہ کے بعد ہم بچہ بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لاتے ہیں۔ تاکہ تم میں سے بعض اپنی بھری جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں یعنی اٹھارہ سال سے لے کر تیس سال تک کے ہو جائیں اور تم میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بلوغت سے پہلے ہی ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔

اور بعض تم میں وہ ہیں جو بڑھاپے کی عمر تک پہنچا دیے جاتے ہیں یعنی زیادہ بڑھاپے کی حالت میں وہی سابقہ شیر خوار بچے کی حالت ہو جاتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کی سمجھ اور اس سے باخبر ہوتے ہوئے پھر اسی چیز سے بے سمجھ اور بے خبر ہو جاتے ہیں۔

اور اے مخاطب! تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک ویران پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ سبزی کے ساتھ ابھرتی ہے یا یہ کہ اس میں حرکت اور پانی سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہوتی ہے اور سبزیوں کے ساتھ پھولتی ہے اور پانی کی وجہ سے ہر قسم کے خوش رنگ نباتات اگاتی ہے۔

(۶) یہ جو کچھ تمہاری حالت بدلنے پر اور زمین کی حالت کی تبدیلی سے قدرت خداوندی کا ظہور فرمایا یہ سب اس لیے کہ تاکہ تم اب جان لو اور اس بات کا اقرار کر لو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور اسی کی عبادت برحق ہے اور وہ ہی جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہ ہی موت و حیات ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷) اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اور اس کے آنے اور قائم ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت میں جزا و سزا کے لیے قبروں میں پڑے لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

(۸) اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ دین الٰہی اور کتاب خداوندی میں بدون واقفیت علم ضروری بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے اپنی گردن مٹکاتے ہوئے اور آیات خداوندی سے اعراض اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو

جھٹلاتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں۔

(۹) تاکہ دوسرے لوگوں کو دینِ الٰہی اور اطاعت خداوندی سے بے راہ کر دیں ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے یعنی بدر کے دن ذلیل ہو کر مارا جائے گا اور ہم قیامت کے دن جلتی ہوئی آگ کا عذاب یا سخت عذاب اس کو چکھائیں گے۔

(۱۰) اور اس سے کہا جائے گا کہ بدر کے دن جو تو مارا گیا اور اب یہ سزا ملی یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے شرکیہ کاموں کا نتیجہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ بغیر جرم و قصور کے اپنے بندوں کی گرفت کرنے والا نہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ
عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ
انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ
الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ
هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ
لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ
يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى
السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى
وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ
حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ السجدۃ

اور لوگوں میں بعض ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جائے اور اگر کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل لوٹ جائے (یعنی پھر کافر ہو جائے) اُس نے دُنیا میں بھی نقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو نقصان صریح ہے (۱۱)۔ یہ خدا کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو اُسے نہ نقصان پہنچائے اور نہ فائدہ دے سکے یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے (۱۲)۔ (بلکہ) ایسے شخص کو پکارتا ہے جس کا نقصان فائدے سے زیادہ قریب ہے۔ ایسا دوست بھی بُرا اور ایسا ہم صحبت بھی بُرا (۱۳)۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے خدا اُن کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں۔ کچھ شک نہیں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۴)۔ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا اُسے دنیا اور آخرت میں مدد نہیں دے گا تو اُس کو چاہیے کہ اوپر کی طرف (یعنی اپنے گھر کی چھت میں) ایک رسّی باندھے پھر (اس سے اپنا) گلا گھونٹ لے پھر دیکھے کہ آیا یہ تدبیر اُس کے غصے کو دُور کر دیتی ہے (۱۵)۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اُتارا ہے (جس کی تمام) باتیں کھلی ہوئی (ہیں) اور یہ (یاد رکھو) کہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (۱۶)۔ جو لوگ مومن (یعنی مسلمان) ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست ہیں اور عیسائی اور مجوسی اور مشرک۔ خدا ان (سب) میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا بے شک خدا ہر چیز سے باخبر ہے (۱۷)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو

(مخلوق) آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چار پائے اور بہت سے انسان خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس شخص کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۸)

تفسیر سورة الحج آیات (۱۱) تا (۱۸)

(۱۱) اور بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقے سے کرتا ہے جیسے کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہوا اور شک میں ہو اور کسی نعمت کے انتظار میں مبتلا ہو، یہ آیت بنو حلاف اور منافقین بنی اسد و غطفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

پھر اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ گیا تو ظاہری طور پر رسول اکرم ﷺ کے دین سے رضا مندی کا اظہار کر دیا اور اگر کسی قسم کی کوئی سختی آ گئی تو اپنے سابقہ مشرکانہ دین کو اختیار کر لیا جس سے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا، دنیا کی ذات کو برباد کیا اور آخرت میں جنت ہاتھ سے چھوٹی، یہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کا نقصان واضح نقصان کہلاتا ہے۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی مدینہ منورہ آ کر اسلام قبول کر لیتا تھا پھر اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہو جائے اور اس کی گھوڑی بچہ دے دے تب تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کی بیوی کے لڑکا نہ پیدا ہوا اور اس کی گھوڑی نے بچہ نہ دیا تو کہتا کہ یہ دین بُرا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے طور پر کرتا ہے جیسے کوئی کسی چیز کے کنارا پر کھڑا ہو۔

اور ابن مردویہؒ نے عطیہؒ کے ذریعے سے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص مشرف باسلام ہوا، اسلام لاتے ہی اس کی بینائی مال و اولاد سب چیزیں جاتی رہیں، اس نے اسلام سے بُرا شگون لیا اور کہنے لگا میرے اس دین سے مجھے نعوذ باللہ کوئی بھلائی نہیں حاصل ہوئی، میری نظر اور مال جاتا رہا، میرا لڑکا مر گیا، اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۱۲) اور یہ بنو حلاف اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگے۔ جو نہ ان کو عبادت نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں نفع پہنچا سکتی ہے یہ بھی حق و ہدایت سے انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔

(۱۳) اور یہ بنو حلاف ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہیں کہ ان کا نقصان بہ نسبت اس کے نفع کے بہت جلد واقع ہونے والا ہے ایسا کارساز بھی بہت برا ہے اور ایسا رفیق بھی برا، یعنی جس معبود کی عبادت اس کے پرستش کرنے والے کے لیے نقصان و عذاب کا باعث ہو تو ایسا معبود بہت برا ہے۔

(۱۴) اور اللہ تعالیٰ تو ایسا منعم حقیقی ہے کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اور اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے کہ جس کو چاہے بدبخت بنائے اور جس کو چاہے سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔

(۱۵) اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے کیوں کہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کی دنیا میں مدد نہیں کی جائے گی تو آپ کی پیروی کرنے سے ہمارے اور یہود کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی غلبہ و نصرت و شوکت کے ساتھ دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا تو وہ ایک رسی اپنے مکان کی چھت میں باندھ کر اس سے اپنا گلا گھونٹ لے اور پھر اپنے متعلق غور کرے کہ اس کے اس فعل نے جو اس کو رسول اکرم ﷺ پر غصہ تھا اس کا تدارک کیا یا نہیں۔

اور اس آیت کی ایک اور طریقہ پر تفسیر کی گئی کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو دنیا میں رزق عطا کر کے اور آخرت میں ثواب دے کر مدد نہیں فرمائے گا تو وہ اپنے مکان کی چھت میں ایک رسی باندھ کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اس رسی کو کاٹ ڈالے، اس کے بعد دیکھے کہ اس کا گلا گھٹنے لگے اس کو جو رسول اکرم ﷺ کے بارے میں غیظ و غضب تھا وہ ختم کیا یا اب بھی باقی ہے۔

(۱۶) اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے جس میں حلال و حرام کی واضح آیات ہیں اور جو شخص ہدایت کا اہل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے دین کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

(۱۷) اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مدینہ منورہ کے یہودی اور صائبین جو نصاریٰ کا ایک فرقہ ہے اور نجران کے عیسائی یعنی سید و عاقب اور سورج اور آگ کی پوجا کرنے والے اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ فرما دے گا اللہ تعالیٰ ان کے اختلاف اور ان کے اعمال سے واقف ہے۔

(۱۸) اے محمد ﷺ آپ کو قرآن کریم کے ذریعے اس عجیب بات کا علم نہیں ہوا کہ اللہ کے سامنے سب اپنی اپنی حالت کے مطابق عاجزی کرتے ہیں جو مخلوقات کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں جیسا کہ مومنین اور سورج چاند اور ستارے پہاڑ اور درخت اور چوپائے (مگر انسان باوجود سب سے زیادہ عاقل ہونے کے ان میں سے) بہت سے تو فرمانبردار ہیں ان کے لیے جنت ثابت ہو گئی اور وہ مومنین ہیں اور بہت ایسے ہیں (کہ بوجہ تابعدار نہ ہونے کے

ان پر دوزخ کے عذاب کا حق ثابت ہو گیا جیسا کہ کافر جس کو اللہ بدبختی میں مبتلا کر کے ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں کہ اس کو سعادت دے دے۔

یا یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ برائیوں کے ذریعے ذلیل کرے اسے مغفرت خداوندی کے بغیر کوئی عزت دینے والا نہیں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے خواہ کسی کو اہل بدبختوں میں سے بنائے یا سعادت والوں میں سے اور خواہ کسی کو اہل معرفت میں سے کرے یا غیر معرفت میں سے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ
فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ
فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾
وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا
مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾ ع
اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ
اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۗ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۲۳﴾
وَهُدُوْۤا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖۚ وَهُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ
الْحَمِیْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ
اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ
الْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ ۗ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ
مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ ع وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ
اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَالْقَآىِٕمِیْنَ
وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا
وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا
مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ
عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ
وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۲۹﴾

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔ تو جو کافر ہیں اُن کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے۔ (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا (۱۹)۔ اس سے اُن کے پیٹ میں اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰)۔ اور اُن (کے مارنے ٹھوکنے کے) لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے (۲۱)۔ جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (و تکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو (۲۲)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے خدا اُن کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہاں اُن کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہاں اُن کا لباس ریشمی ہوگا (۲۳)۔ اور اُن کو پاکیزہ کلام کی ہدایت کی گئی اور (خدائے) حمید کی راہ بتائی گئی (۲۴)۔ جو لوگ کافر ہیں اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے اور مسجد محترم سے جسے ہم نے لوگوں کے لیے یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے روکتے ہیں خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے۔ اور جو اس میں شرارت سے کج روی (و کفر) کرنا چاہے اُس کو ہم درد دینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۲۵)۔ اور (ایک وقت تھا) جب ہم نے ابراہیم کے لیے خانہ کعبہ کو مقام مقرر کیا (اور ارشاد فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجیو اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو صاف رکھا کرو (۲۶)۔ اور لوگوں میں حج کے لیے ندا کر دو کہ تمھاری طرف پیدل اور دبلے

اونٹوں پر جو دور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں (٢٧)۔ تا کہ اپنے فائدے کے کاموں کے لیے حاضر ہوں۔ اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے اُن کو دیے ہیں اُن پر خدا کا نام لیں۔ اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ (٢٨)۔ پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دُور کریں اور نذریں پوری کریں اور خانۂ قدیم (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں (٢٩)

تفسیر سورۃ الحج آیات (١٩) تا (٢٩)

(١٩-٢٠-٢١) یہ دو دین والے فرقے ہیں یعنی مسلمان اور یہود و نصاریٰ جنھوں نے اپنے پروردگار کے دین کے بارے میں اختلاف کیا ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے زیادہ واقف ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمادیا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کے منکر تھے یعنی یہود و نصاریٰ ان کے لیے آگ کے کرتے اور جبے تیار کیے جائیں گے اور ان کے سر کے اوپر سے تیز کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا۔

اس سے ان کے پیٹ کی چربی اور کھال وغیرہ سب گھل جائے گی اور ان کے مارنے کے لیے لوہے کے گرم گرز ہوں گے۔

شانِ نزول: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت مبارکہ حضرت حمزہؓ، عبیدہؓ، علیؓ بن ابی طالب اور عتبہ، شیبہ، ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور امام حاکمؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے غزوہ بدر میں ہم نے جو مبارزت کی۔ نیز امام حاکمؒ نے دوسرے طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے بدر کے دن جنگ کی یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہؓ اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ۔ اور ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اور ہماری کتاب بھی مقدم ہے اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے مقدم ہے، مسلمانوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کے زیادہ مستحق ہیں ہم رسول اکرم ﷺ پر اور تمہارے نبی پر اور اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی ہے سب پر ایمان لائے ہیں۔

(٢٢) وہ لوگ جس وقت دوزخ کے عذاب سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی دوزخ میں دھکیل دیے جائیں

گے اور گرز مارے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ سخت ترین جلنے کا عذاب جھیلتے رہو۔

(۲۳) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی اور ان کو جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور لباس ریشم کا ہوگا۔

(۲۴) ان کو دنیا میں کلمہ طیب یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ کی ہدایت ہوگئی تھی اور ان کو اس اللّٰہ کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد وستائش ہے یہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان ان کے اختلاف کے بارے میں فیصلہ فرمایا ہے۔

(۲۵) بے شک جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کے ساتھ کفر کیا جیسا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے ساتھی (اس واقعہ تک حضرت ابوسفیان اسلام نہیں لائے تھے) اور لوگوں کو دین خداوندی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور مسجد حرام سے بھی روکتے ہیں جب کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام حدیبیہ کے سال عمرہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے حالاں کہ جس مقام کو ہم نے سب آدمیوں کے لیے حرم اور قبلہ بنایا ہے اس میں سب برابر ہیں اس حرم کے اندر رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی اور جو شخص حرم میں کسی خلاف دین کام کی ظلم کے ساتھ ابتدا کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب دیں گے یعنی سخت ترین اس کو سزا دیں گے تاکہ اس کو پھر کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو، یہ آخری آیت عبداللّٰہ بن انس بن حنظل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مدینہ منورہ میں ایک انصاری کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر پناہ حاصل کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص قصداً قتل ظلم وشرک کا ارتکاب کر کے مکہ مکرمہ میں پناہ لے گا تو ہم اس کو دردناک سزا دیں گے یعنی اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی پناہ دی جائے گی تاوقتیکہ حرم سے باہر نہ نکلے پھر اس پر دفعہ گرائی جائے گی۔

شان نزول: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے عبداللّٰہ بن انیس کو دو افراد کے ساتھ بھیجا ایک ان میں مہاجر تھے دوسرے انصاری چنانچہ تینوں نے آپس میں نسب پر فخر کیا، عبداللّٰہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۶) اور ان لوگوں کے سامنے وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی

یعنی ایک بادل بھیجا جو اس جگہ کے چاروں طرف رک گیا درمیان میں وحی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی اور ہم نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک مت ٹھہرانا اور میری اس مسجد کو طواف کرنے والوں کے لیے اور تمام شہروں کے نمازیوں کے لیے نماز میں قیام و سجود و رکوع کرنے والوں کے لیے خواہ وہ کسی طرح کریں بتوں کی گندگی سے پاک رکھنا۔

(۲۷) اور اپنی اولاد میں حج کی فرضیت کا اعلان کر دو، اس اعلان سے لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے، پیدل بھی اور جو اونٹنیاں سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہیں ان پر سوار ہو کر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔

شان نزول: وَعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حج کے زمانہ میں لوگ سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یعنی لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور کمزور اونٹنیوں پر بھی سوار ہونے اور کرایہ پر سواری کرنے کی اجازت دی۔

(۲۸) تاکہ اپنے فوائد اخروی اور دنیوی کے لیے حاضر ہوں، فوائد آخرت دعا اور اللہ کی عبادت اور فوائد دنیا نفع اور تجارت تاکہ ایام مقررہ یعنی ایام تشریق میں ان مخصوص قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ہیں اور قربانی کے جانوروں میں سے تم خود بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو۔

(۲۹) پھر قربانی کے بعد لوگوں کو ارکان حج پورے کر دینے چاہئیں یعنی سر منڈوا ڈالیں اور ناخن اور لب بنوالیں اور رمی جمار کریں اور جو چیزیں انھوں نے اپنے اوپر واجب کر لی ہیں ان کو پورا کریں اور اس کے محفوظ گھر یعنی خانہ کعبہ کا ان ہی دنوں میں طواف کریں جو کہ فرض ہے اس گھر کو عتیق اس معنی کے اعتبار سے کہا کہ یہ ہر ایک ظالم و جابر کے ظلم سے آزاد ہے یا یہ کہ حضرت نوح کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو محفوظ فرما لیا تھا یا یہ کہ (عتیق کے معنے قدیم کے ہیں) اور یہ سب سے پہلا گھر ہے یہ کہ جو اس کے گرد طواف کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک و آزاد ہو جاتا ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ
وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾
حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا
خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ
مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ
تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا
لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ
فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ﴿۳۴﴾
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى
مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾
وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ
فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا
فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا
لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا
دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾
اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے اور تمہارے لیے مویشی حلال کردیے گئے ہیں سوائے اُن کے جو تمہیں پڑھ کر سُنائے جاتے ہیں۔ تو بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو (۳۰)۔ صرف ایک خدا کے ہوکر اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھیرا کر۔ اور جو شخص (کسی کو) خدا کے ساتھ شریک مقرر کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اُس کو پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دُور جگہ اُڑا کر پھینک دے (۳۱)۔ یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے۔ تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے (۳۲)۔ ان میں ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے فائدے ہیں پھر ان کو خانہ قدیم (یعنی بیت اللہ) تک پہنچنا (اور ذبح ہونا) ہے (۳۳)۔ اور ہم نے ہر ایک اُمت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کردیا ہے تاکہ جو مویشی چارپائے خدا نے اُن کو دیے ہیں (اُن کے ذبح کرنے کے وقت) اُن پر خدا کا نام لیں۔ سو تمہارا معبود ایک ہی ہے تو اسی کے فرمانبردار ہوجاؤ۔ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دو (۳۴)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور (جب) ان پر مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور نماز آداب سے پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے (اس میں سے نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (۳۵)۔ اور قربانی کے اُونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لیے شعائر خدا مقرر کیا ہے۔ ان میں تمہارے لیے فائدے ہیں تو (قربانی کرنے کے وقت) قطار باندھ کر اُن پر خدا کا نام لو۔ جب پہلو کے بل گر پڑیں تو اُن میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھ رہنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اس طرح ہم نے ان کو تمہارے زیرفرمان کردیا ہے تاکہ تم شکر کرو (۳۶)۔ خدا تک نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون۔ بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح خدا نے اُن کو تمہارا مسخر کردیا ہے تاکہ اس بات کے بدلے کہ اس نے تم کو ہدایت بخشی ہے اُسے بزرگی سے یاد کرو۔ اور (اے پیغمبر) نیکوکاروں کو خوشخبری سُنا دو (۳۷)۔ خدا تو مومنوں سے اُن کے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا ہے۔ بے شک خدا کسی خیانت کرنے والے اور کفران نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۳۸)

تفسیر سورۃالحج آیات (۳۰) تا (۳۸)

(۳۰) یہ بات تو جو احکام مذکورہ اور واجبات کی ادائیگی کے بارے میں تھی ہو چکی، اب یہ کہ جو احکام حج کی توقیر کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہے اور ان مخصوص جانوروں کا ذبح کرنا اور ان کے گوشت کا کھانا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا، سوائے ان بعض جانوروں کے جن کی حرمت سورۂ مائدہ میں تمہیں بتا دی گئی ہے جیسا کہ مردار، خون، سور کا گوشت کہ ان کا کھانا تمہارے لیے حرام ہے، لہٰذا تم شراب خوری اور بت پرستی کو بالکل قطعاً چھوڑ دو اور علاوہ اس کے تم باطل اور جھوٹی بات کو بھی چھوڑ دو کیوں کہ کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حج کے تلبیہ میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ اِلَّا شَرِیْکاً ھُوَلَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ۔

اللّٰہ تعالیٰ نے اس بے ہودہ بات سے بھی ان کو روک دیا خالص اللّٰہ تعالیٰ کے لیے تلبیہ پڑھو اور خاص اسی کے لیے حج کرو۔

(۳۱) اور حج و تلبیہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ کیوں کہ جو شخص اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر رستہ میں پرندے اس کی بوٹیاں نوچ کر جہاں چاہا سو لے گئے یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک دیا۔

(۳۲) یہ بات بھی ہو چکی یعنی جو اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اس کے لیے تباہی اور دوری ہے اب یہ سنو کہ جو شخص مناسک حج کا پورا لحاظ کرے گا اور سب سے اچھی اور عمدہ قربانی کرے گا تو یہ عمدہ قربانی قلوب کی اور آدمی کے خلوص سے حاصل ہوگی۔

(۳۳) تمہیں ان جانوروں سے ان پر سواری کر کے اور ان کے دودھ سے فوائد حاصل کرنا جائز ہے جب تک کہ شرعی قاعدے سے تم ان کو قربانی کے لئے وقف نہ کر دو اور پھر اس کے حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے یعنی کل حرم کہ حج کی قربانی منٰی میں ذبح کی جائے گی۔

(۳۴) اور ہم نے مسلمانوں میں ہر ایک کے لیے قربانی کرنا اور ان کے حج و عمرہ کے لیے قربانی کی جگہ اس لیے مقرر کی ہے تاکہ وہ ان حلال جانوروں پر اللّٰہ تعالیٰ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا کیے ہیں۔

سو تمہارا معبود ایک ہی اللّٰہ وحدہٗ لاشریک ہے سو مؤحد خالص بن کر اسی کی عبادت کرو۔

(۳۵) اور آپ ایسے لوگوں کو جو خلوص کے ساتھ عبادت میں کوشش کرتے ہیں جنت کی خوشخبری سنا دیجیے کہ جب ان کو اللّٰہ کی طرف سے کوئی حکم دیا جاتا ہے تو ان سے ڈر جاتے ہیں۔

اور مشقتوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجیے اور ایسے پانچوں نمازوں کے تمام

ارکان وآداب وضو، سجود، رکوع، قیام اور اوقات کی پوری رعایت رکھنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجیے اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کو مال دیا ہے، اس میں سے صدقہ وخیرات کرتے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

(۳۶) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے اور یہ حج کے ارکان میں سے ہیں تاکہ تم ان کو ایام حج میں ذبح کرو یہ قربانیاں تمہارے لیے باعث ثواب ہیں، سو تم ان کو تمام عیبوں سے درست کر کے ان کے ذبح کرنے کے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو یا یہ کہ (اونٹ کا) بایاں پیر باندھ کر اور تین پیروں پر اس کو کھڑا کر کے اس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اور پھر جب وہ ذبح ہونے کے بعد کسی کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھاؤ اور اس سے سوال کرنے والے کو بھی دو جو معمولی سی چیز پر قناعت کر جاتا ہے اور اس کو بھی دو جو تمہارے سامنے آجاتا ہے پر مانگتا نہیں، ہم نے ان جانوروں کو اس طرح جیسا کہ بیان کیا ہے تمہارے حکم کے تابع کر دیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور اس اجازت کا شکر ادا کرو۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون زمانہ جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو بیت اللہ کی دیواروں پر رکھ دیا کرتے تھے اور ان کے خون سے بیت اللہ کی دیواروں کو ملوث کر دیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو روک دیا کہ اللہ تعالیٰ خون اور گوشت کو قبول نہیں کرتا بلکہ وہ تمہارے پاکیزہ اور صاف اعمال کو قبول کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں اپنے دین اور سنت کی توفیق عطا فرمائی۔

شانِ نزول: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور اس کے خون سے ملوث کر دیا کرتے تھے تو صحابہ کرام یہ دیکھ کر کہنے لگے تو ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون۔

(۳۸) اور قول وفعل سے نیکی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے یا یہ کہ خلوص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اکرمؐ پر اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں سے ان کفار مکہ کے مظالم کو ہٹا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کسی دھوکے باز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ ع ۱۳

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور خدا (اُن کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے (۳۹)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں) کے صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں خدا کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں۔ اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اُس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک خدا توانا (اور) غالب ہے (۴۰)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم اُن کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے (۴۱)۔ اور اگر یہ لوگ تم کو جھٹلاتے ہیں تو اُن سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں (۴۲)۔ اور قوم ابراہیم اور قوم لوط بھی (۴۳)۔ اور مدین کے رہنے والے بھی۔ اور موسیٰ بھی تو جھٹلائے جا چکے ہیں لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر اُن کو پکڑ لیا۔ تو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا (۴۴)۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ ہم نے اُن کو تباہ کر ڈالا کہ وہ نافرمان تھیں۔ سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ اور (بہت سے) کنوئیں بے کار اور (بہت سے) محل ویران پڑے ہیں (۴۵)۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ اُن کے دل (ایسے) ہوتے کہ اُن سے سمجھ سکتے اور کان (ایسے) ہوتے کہ اُن سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں (۴۶)۔ اور (یہ لوگ) تم سے عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے (۴۷)۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ میں ان کو مہلت دیتا رہا اور وہ نافرمان تھیں۔ پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۴۸)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۳۹) تا (۴۸)

(۳۹) اب مسلمانوں کو کفار مکہ کے ساتھ لڑنے کی اجازت دے دی گئی جن سے کہ لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ کفار مکہ نے ان پر بہت ظلم کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ (الخ)

امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے تحسینؒ اور امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا تا کہ وہ ہلاک ہوں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی۔

(۴۰) جن کو کفار مکہ نے ان کے گھروں سے بے وجہ بغیر کسی جرم کے نکالا، محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں، **لا الٰه الا الله محمدا رسول الله۔**

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے زور نہ توڑتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے آتش کدے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جس میں تکبیر و تہلیل کثرت سے کی جاتی ہے، سب منہدم ہو جاتیں کہ انبیاء کرام کی بدولت مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی بدولت کافروں سے اور مجاہدین کی بدولت جہاد نہ کرنے والوں سے تکالیف کو دور کرایا، اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی کی مدد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد کرنے اور اس شخص کی مدد کرنے میں جو کہ اس کے نبی کی مدد کرے، بڑی طاقت والا اور اپنے نبی کے دشمنوں کو سزا دینے میں بڑا غالب ہے۔

(۴۱) یہ حضرات (صحابہ کرام) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین مکہ میں حکومت دے دیں تو خود بھی پانچوں نمازوں کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی توحید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم دیں اور کفر و شرک اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت سے روکیں اور آخرت میں تمام کاموں کے انجام اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جائیں گے۔

(۴۲۔۴۳) اور اے محمد ﷺ اگر یہ قریش آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح، نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود، ہود علیہ السلام کی اور قوم صالح، صالح علیہ السلام کی اور قوم ابراہیم، ابراہیم علیہ السلام کی اور قوم لوط، لوط علیہ السلام کی اور قوم شعیب بھی شعیب علیہ السلام کی تکذیب کر چکی ہے۔

(۴۴) اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی ان کی قبطی قوم کی طرف سے جھٹلایا گیا ہے، ان کافروں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دی پھر میں نے ان کو عذاب میں جکڑ لیا، سو محمد ﷺ دیکھیے میری گرفت کیسی سخت ہوئی۔

(۴۵) غرض کہ کتنی بستیوں والے جن کو بذریعہ عذاب ہم نے ہلاک کیا ہے جن کی حالت یہ تھی کہ وہ شرک اور نافرمانی کرتی تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور اسی طرح ان بستیوں میں کتنے بے کار کنوئیں پڑے ہیں کہ کوئی ان کا مالک اور ان میں سے پانی کھینچنے والا نہیں اور بہت سے بڑے بڑے مضبوط قلعے پڑے ہیں کہ کوئی ان میں رہنے والا نہیں۔

(۴۶) تو کیا یہ کفار مکہ اپنی تجارتوں کے سلسلہ میں ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے علاوہ اور قوموں کا کیا حشر ہوا، اس کو دیکھ کر ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جائے اور یہ غور و فکر کرنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جائیں کہ حق اور خوف کی بات کو سننے لگیں مگر بات یہ ہے کہ بغیر عبرت کے دیکھنے یا یہ کہ کلمہ شرک سے آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں

بلکہ حق اور ہدایت کی طرف سے دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

(۴۷) اور اے محمد ﷺ نضر بن حارث نزول عذاب کے وقت سے پہلے آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں، عذاب کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کبھی اس کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن جس میں ان سے نزول عذاب کا وعدہ فرمایا ہے وہ دنیا کے سالوں میں سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔

(۴۸) اور بہت سی بستیوں والے ہیں جن کو میں نے ایک معینہ مدت کے لیے مہلت دی ہے اور وہ ان ہی کی طرح کفر و شرک کی باتیں کرتے تھے، پھر میں نے ان کو دنیا میں بھی سزا دی اور سب کو آخرت میں میری طرف واپس آنا ہوگا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ
سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ
فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ
اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ
فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ
قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾
وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ
السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾
اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ
اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ
ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو! میں تم کو کھلم کھلا نصیحت کرنے والا ہوں (۴۹)۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کے لیے بخشش اور آبرو کی روزی ہے (۵۰)۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں (اپنے زعم باطل میں) ہمیں عاجز کرنے کی سعی کی وہ اہلِ دوزخ ہیں (۵۱)۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اُس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے خدا اُس کو دُور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے (۵۲)۔ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اُس کو اُن لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعۂ آزمائش ٹھیرائے۔ بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں (۵۳)۔ اور یہ بھی غرض ہے کہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ وہ (یعنی وحی) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل خدا کے آگے عاجزی کریں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا اُن کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے (۵۴)۔ اور کافر لوگ ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت اُن پر ناگہاں آجائے یا ایک نامبارک دن کا عذاب اُن پر آواقع ہو (۵۵)۔ اس روز بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ (اور) وہ ان میں فیصلہ کر دے گا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے (۵۶)۔ اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے

اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۵۷)۔ اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے۔ اُن کو خدا اچھی روزی دے گا۔ اور بے شک خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۵۸)۔ وہ اُن کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے اور خدا تو جاننے والا (اور) بُردبار ہے (۵۹)۔ یہ (بات خدا کے ہاں ٹھیر چکی ہے) اور جو شخص (کسی کو) اتنی ہی ایذا دے جتنی ایذا اُس کو دی گئی ہے پھر اُس شخص پر زیادتی کی جائے تو خدا اس کی مدد کرے گا۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۶۰)

تفسیر سورة الحج آیات (٤٩) تا (٦٠)

(۴۹) آپ فرما دیجیے مکہ والو میں تو تمہارے لیے اللہ کی طرف سے ایک ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں۔

(۵۰) سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے، ان کے گناہوں کی دنیا میں بخشش اور جنت میں ان کے لیے بہترین ثواب ہے۔

(۵۱) اور جو لوگ ہماری آیات یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلاتے رہتے ہیں، وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے، ایسے لوگ جہنمی ہیں۔

(۵۲) بلکہ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ واقعہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس رسول نے احکام خداوندی میں سے کچھ پڑھا، یا اس نبی نے کچھ بیان کیا تو شیطان نے اس رسول کے پڑھنے اور اس نبی کے بیان کرنے میں کچھ شبہ ڈال دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان شیطانی شبہات کو اپنے نبی کی زبانی بیان کروا دیا تاکہ ان پر کوئی عمل نہ کرے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو بیان کر دیتا ہے تاکہ ان پر عمل کیا جائے اور شیطان جو شبہات ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا اور نیست و نابود کر دینے میں حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیر ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی جس وقت آپ اَفَرَءَیۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰی (الخ) پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلوا دیے تِلۡکَ الۡغَرَانِیۡقُ الۡعُلٰی وَ اِنَّ شَفَاعَتُھُنَّ لَتُرۡتَجٰی (الخ) ۔ (کہ ان بڑے بڑے بتوں کی سفارش قبول کی جائے گی) مشرکین کہنے لگے آج سے پہلے ہمارے بتوں کا اچھائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا غرض کہ آپ نے سورت کے اختتام پر سجدہ کیا اور تمام لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزارؒ اور ابن مردویہؒ نے دوسرے طریقے سے سعید بن جبیرؒ کے ذریعے حضرت ابن عباس ؓ سے جہاں

تک میں سمجھتا ہوں یہ روایت نقل کی ہے اور اس سند کے علاوہ اور دوسری سند سے یہ روایت متصلاً مروی نہیں ہے اور صرف امیہ بن خالد اس روایت کو متصلاً بیان کر رہے ہیں، باقی وہ ثقہ اور مشہور آدمی ہیں اور نیز اسی روایت کو امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں واقدیؒ ہے اور ابن مردویہؒ نے کلبیؒ، ابو صالحؒ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریرؒ نے عوفی کے ذریعے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن اسحٰقؒ نے اسی روایت کو سیرت میں محمد بن کعبؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ کے ذریعے سے ابن شہابؒ سے اور ابن جریرؒ نے محمد بن کعبؒ اور محمد بن قیسؒ سے اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے اور یہ سب روایات قریب قریب ایک ہی مضمون کی ہیں باقی یہ تمام روایات سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند کے علاوہ جو سب سے پہلے روایت کی ہے ضعیف ہیں یا منقطع، حافظ بن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ روایت کے کثرت طرق اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلیت موجود ہے اور پھر جب کہ دو مرسل صحیح طریق بھی اس روایت کے موجود ہیں جنھیں ابن جریرؒ نے روایت کیا ہے ایک طریق تو ان میں سے زہری عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کا طریق ہے اور دوسرا داؤد بن ہند عن ابی العالیہ کا طریق ہے اور شیخ ابن عربی اور قاضی عیاض کے اس قول کا کہ یہ سب روایات باطل ہیں، کی کوئی اصلیت نہیں اور کچھ اعتبار نہیں ☆

(۵۳) تاکہ اللہ تعالیٰ نبی کے اس پڑھنے میں شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن کے دل میں شک و اختلاف کا مرض ہے اور جن کے دل یاد الٰہی سے بالکل ہی شقی ہیں تاکہ دیکھیں کہ کس پر عمل کرتے ہیں اور واقعی یہ مشرک لوگ جیسا کہ ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی حق اور ہدایت کی بڑی مخالفت اور دشمنی میں ہیں۔

(۵۴) تاکہ جن حضرات کو قرآن کریم اور توریت کا علم دیا گیا وہ اس بات کو اچھی طرح جان لیں کہ یہ حق و باطل کی وضاحت اللہ کی طرف سے ہے اور یہ نبی کی زبان پر جو حق بات ظاہر ہوئی ہے وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو اللہ تعالیٰ کے اس حق کے اظہار کی اور تصدیق کریں اور پھر اس کی طرف ان کے دل اور بھی جھک جائیں اور بسر و چشم قبول کر لیں۔

اور واقعی اللہ تعالیٰ ہی ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے راہ راست یعنی دین اسلام دکھاتا ہے۔

☆ یہ واقعہ امام بیہقیؒ، قاضی عیاضؒ، محمد بن اسحاقؒ، شیخ ابو منصور ماتریدیؒ اور ابن عربیؒ کی تصریح کے مطابق غیر ثابت، بے سند، موضوع اور گھڑا ہوا ہے۔ اور اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ واللہ اعلم (مترجم)

(۵۵) اور رہ گئے یہ کافر ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی تو یہ ہمیشہ قرآن کریم کے بارے میں شک ہی میں رہیں گے لیکن محمد ﷺ آپ ان کو اس وقت دیکھنا جب اچانک ان پر قیامت آجائے گی یا ان پر کسی ایسے دن کا عذاب آپہنچے جس سے چھٹکارا نہیں۔

(۵۶) جیسا کہ بدر قیامت کے دن بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی وہ ہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا سو جو لوگ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کیے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے کہ تحائف کے ذریعے سے ان کو عزت دی جائے گی۔

(۵۷) اور جنھوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لیے ذلیل کرنے والا اور سخت ترین عذاب ہوگا۔

(۵۸) جن لوگوں نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی پھر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کفار نے قتل بھی کیا یا سفر یا حضر میں وہ انتقال کر گئے تو ان لوگوں میں سے انتقال فرمانے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہترین ثواب اور ان میں سے جو زندہ ہیں ان کو پاکیزہ اور حلال اموال غنیمت عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

(۵۹) اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ داخل فرمائے گا جسے وہ اپنے لیے بہت ہی پسند کریں گے یعنی کہ ان کو جنت میں لے جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے ثواب اور ان کی شرافت و بزرگی کو خوب جاننے والا اور جن لوگوں نے ایسے برگزیدہ لوگوں کو قتل کیا ان کی سزا کے موخر کرنے میں بڑا حلیم ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا جو اللہ تعالیٰ آخرت میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرمائے گا۔

(۶۰) جو شخص دشمن کے ولی کو قتل کرے جیسا کہ اس نے اس کے ولی کو قتل کیا ہے اور پھر اس دشمن کی طرف سے اس شخص پر ظلم کیا جائے تو مظلوم کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا کہ وہ اسے قتل کردے گا تو اس سے دیت نہیں لی جائے گی یعنی کسی شخص کے ولی کو قتل کردیا اور پھر اس قاتل سے ولی مقتول نے دیت وصول کرلی پھر قاتل کی طرف سے زیادتی کی گئی اور اس نے اس ولی مقتول کو بھی قتل کردیا تو اب اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی یہ جس شخص کے بھائی پر زیادتی کی گئی ہے یہ اس کے لیے انتقام ہے۔

شان نزول: ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ایک چھوٹے لشکر کے بارے میں نازل ہوئی جس کو رسول اکرم ﷺ نے روانہ فرمایا تھا چنانچہ راستے میں ان سے مشرکین ایسے وقت میں ملے جب کہ ماہ محرم الحرام

کے اختتام میں دو راتیں باقی تھیں مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اصحاب محمد ﷺ کو قتل کر دو کیوں کہ یہ شہر حرام میں قتال کو حرام سمجھتے ہیں (اس لیے ہم سے جھگڑا نہیں کریں گے موقع اچھا ہے) صحابہ کرام نے ان کو قسمیں دلائیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرایا کہ ہمارے سے جھگڑا مت کرو کیوں کہ ہم شہر حرام میں قتال کو حلال نہیں سمجھتے مشرکین نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور ان سے قتال کیا اور ان پر زیادتی کی چنانچہ پھر مسلمانوں نے بھی ان سے قتال کیا اور مسلمانوں کی اللہ کی طرف سے مدد کی گئی، اسی کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾

یہ اس لیے کہ خدا رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور خدا تو سُننے والا دیکھنے والا ہے (۶۱)۔ یہ اس لیے کہ خدا ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اس لیے کہ خدا رفیع الشان اور بڑا ہے (۶۲)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا آسمان سے مینہ برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بے شک خدا باریک بین اور خبر دار ہے (۶۳)۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے۔ اور بے شک خدا بے نیاز (اور) قابل ستائش ہے (۶۴)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں (سب) خدا نے تمہارے زیر فرمان رکھی ہیں۔ اور کشتیاں (بھی) جو اُسی کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو تھامے رہتا ہے کہ زمین پر (نہ) گر پڑے مگر اُس کے حکم سے۔ بے شک خدا لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے (۶۵)۔ اور وہی تو ہے جس نے تم کو حیات بخشی۔ پھر تم کو مارتا ہے پھر تمہیں زندہ بھی کرے گا۔ اور انسان تو (بڑا) ناشکرا ہے (۶۶)۔ ہم نے ہر ایک اُمت کے لیے ایک شریعت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلتے ہیں۔ تو یہ لوگ تم سے اس امر میں جھگڑا نہ کریں اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بُلاتے رہو بے شک تم سیدھے رستے پر ہو (۶۷)۔ اگر یہ تم سے جھگڑا کریں تو کہہ دو کہ جو تم عمل کرتے ہو خدا اُن سے خوب واقف ہے (۶۸)۔ جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو خدا تم میں قیامت کے روز اُن کا فیصلہ کر دے گا (۶۹)۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے خدا اس کو جانتا ہے۔ یہ

(سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ بے شک یہ سب خدا کو آسان ہے(۷۰)۔ اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور نہ اُن کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔(۷۱)

تفسیر سورة الحج آیات (٦١) تا (٧١)

(٦١) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے تو بعض اوقات دن رات سے لمبا ہوتا ہے اور دن کے اجزا کو رات میں داخل کرتا ہے تو بسا اوقات رات دن سے زیادہ لمبی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(٦٢) یہ اللہ کی قدرت کا اس لیے مظاہرہ کرایا جا رہا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے اور تم اس بات کا یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ہے اور وہی ہستی میں کامل الوجود ہے اور جن چیزوں کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہو وہ بالکل ہی بے ہودہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

(٦٣) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس چیز کی خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے بارش برسائی جس سے زمین نباتات کی وجہ سے سرسبز ہوگئی اللہ تعالیٰ ان نباتات کے نکالنے میں بڑا مہربان اور ان کے پورے مکانات کی خبر رکھنے والا ہے۔

(٦٤) جو کچھ آسمانوں و زمین میں مخلوقات وغیرہ ہیں وہ سب اسی کی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں اور وہ اپنے کارخانہ قدرت میں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے یا یہ کہ جو بھی اس کی تعریف کرے ہر قسم کی تعریفوں کے لائق ہے۔

(٦٥) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن اس چیز کی خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور جانوروں کو تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے اور کشتیوں کو بھی تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں۔

اور وہی قیامت تک کے لیے آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنے حکم سے روکے ہوئے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑی شفقت و رحمت والا ہے۔

(٦٦) اور اسی نے تمہیں کو تمہاری ماؤں کے رحم ہی میں زصفر کی حالت میں زندگی دی اور وہی تمہیں بچپن یا بڑے

ہونے کی حالت میں موت دے گا اور وہی تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کرے گا۔ واقعی بدیل بن ورقاء کافر اور اللہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت اور مسلمانوں کے ذبیحہ کا منکر ہے۔

(۶۷) کیوں کہ ہم نے ہر ایک دین والے کے لیے ذبح اور یہ کہ عبادت کا طریقہ متعین کر دیا ہے وہ اپنے دین کے طریقہ پر ذبح کیا کرتے ہیں۔

(۶۸) سوان اعتراض کرنے والوں کو چاہیے اس امر ذبح اور توحید میں آپ سے جھگڑا نہ کریں اور نہ آپ کی مخالفت کیا کریں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی توحید کی طرف دعوت دیتے رہیے، یقیناً آپ پسندیدہ صحیح رستہ یعنی اسلام پر ہیں اور اگر یہ پھر بھی ذبح اور توحید کے معاملہ میں آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں اور بکتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذبح کیا ہوا یعنی مردار بہ نسبت اس کے زیادہ حلال ہے کہ جسے تم اپنی چھریوں سے ذبح کرتے ہو تو آپ فرما دیجیے کہ تم میں جو ذبح کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

(۶۹) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم لوگوں کے درمیان عملی فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں یعنی امر ذبح اور توحید کے بارے میں مخالفت کیا کرتے تھے۔

(۷۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں (خطاب خاص مراد عام ہے) کہ آسمان والوں میں جو نیکیاں اور زمین والوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں محفوظ ہیں اور لوح محفوظ کے بغیر بھی ان تمام چیزوں کا محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت آسان ہے۔

(۷۱) اور یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ جن کے جواز عبادت پر اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب اور حجت نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی نقلی اور عقلی دلیل اور ان مشرکین سے کوئی عذاب خداوندی کو روکنے والا ان کا مددگار نہ ہوگا۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو (اُن کی شکل بگڑ جاتی ہے اور) تم اُن کے چہروں پر صاف طور پر ناخوشی (کے آثار) دیکھتے ہو۔ قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اُن پر حملہ کر دیں۔ کہہ دو کہ میں تم کو اس سے بھی بُری چیز بتاؤں؟ وہ دوزخ کی آگ ہے۔ جس کا خدا نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے (۷۲)۔ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ اس کے لیے سب مجتمع ہو جائیں اور اگر اُن سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اُسے اُس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں (۷۳)۔ ان لوگوں نے خدا کی قدر جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی کچھ شک نہیں کہ خدا زبردست (اور) غالب ہے (۷۴)۔ خدا فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ بے شک خدا سُننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (۷۵)۔ جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے وہ اس سے واقف ہے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے (۷۶)۔ مومنو رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تا کہ فلاح پاؤ (۷۷)۔ اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو۔ جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لیے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اُسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تا کہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں۔ اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا (کے دین کی رسّی) کو مضبوط سے پکڑے رہو۔ وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے (۷۸)

تفسیر سورة الحج آیات (۷۲) تا (۷۸)

(۷۲) اور جب ان لوگوں کے سامنے قرآن حکیم کی آیتیں جو کہ اوامر ونواہی کے بیان میں خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ ان منکرین قرآن کے چہروں پر قرآن کریم سے ناگواری کے آثار دیکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر ابھی حملہ کر دیں جو ان کو قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، آپ ان کفار مکہ سے فرمادیجیے کیا میں تمہیں اس سے زیادہ ناگواری کی چیز بتادوں جو کہ تم اس دنیا میں مسلمانوں سے کہتے ہو وہ دوزخ ہے کیوں کہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے زیادہ کم نفع والا کسی دین والے کو نہیں دیکھا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخ ہے اور اس کا اللّٰہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور تم بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کرتے ہو اور وہ برا ٹھکانا ہے جس کی طرف تم جاؤ گے۔

(۷۳) اے کفار مکہ تمہارے بتوں کی ایک عجیب حالت بیان کی جاتی ہے اس کو غور سے سنو اور قبول کرو وہ یہ کہ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی تو پیدا کر ہی نہیں سکتے اگر چہ یہ سارے عابد اور یہ سب معبود مل کر بھی کوشش کریں تب بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے (اور یہ تو بڑی بات ہے وہ معبود تو ایسے عاجز ہیں) اور اگر مکھی تمہارے ان معبودوں سے کچھ چھین لے جائے جو کچھ تم ان پر شہد ملتے ہو تو تمہارے یہ معبود اس مکھی سے چھڑا ہی نہیں سکتے اور نہ اس کو بھگا سکتے ہیں۔

ایسے ہی یہ بت بیہودہ ہیں اور ایسی ہی مکھی یا یہ کہ ایسا ہی ان کی پرستش کرنے والا بیہودہ ہے اور ایسے ہی ان کے یہ معبود بیہودہ ہیں۔

(۷۴) افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اللّٰہ تعالیٰ کی جیسی بڑائی بیان کرنا چاہیے تھی نہ کی یہ آخری آیت یہود کے اقوال کی تردید میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ حضرت عزیزؑ کو اللّٰہ کا بیٹا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غنی اور معاذ اللّٰہ اللّٰہ تعالیٰ فقیر ہے اور یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں اور یا یہ کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے آرام کیا ان بدتمیزیوں کی اللّٰہ تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ اللّٰہ تعالیٰ کی جیسی بڑائی بیان کرنی چاہیے تھی وہ نہ کی، اللّٰہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں بڑی طاقت والا اور یہودیوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے۔

(۷۵) اللّٰہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لیے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ فرشتوں میں سے جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت اور اسی طرح آدمیوں میں سے بھی جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام ہیں اور جو کفار بکتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے اللّٰہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے انجام کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(۷۶) اور وہ ان فرشتوں اور انسانوں کے امور آخرت امور دنیا اور ان سب چیزوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام اللّٰہ تعالیٰ بتادے گا۔

(۷۷) لہٰذا اے ایمان والو نماز میں رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی تابعداری کیا کرو اور نیک اعمال کیا

کرو امید ہے کہ تم غضب الٰہی اور عذاب الٰہی سے نجات پاؤ گے۔

(۷۸) بلکہ اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اسی نے تمہیں اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا اور تم پر دین میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں کی مثلاً فرمایا کہ جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور جس میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو وہ سیدھے لیٹ کر اشارہ سے پڑھ لے تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو اس اللہ نے قرآن کریم کے نزول سے پہلے کتب انبیاء کرام میں تمہارا لقب مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول اکرم ﷺ تمہاری گواہی دینے اور تصدیق کرنے والے ہوں اور تم انبیاء کرام کے لیے ان کی قوموں کے مقابلہ میں گواہ ہو، لہٰذا پانچوں نمازوں کو وضو، رکوع و سجود کی تکمیل اور اوقات کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے رہو اور دین الٰہی اور کتاب الٰہی کو مضبوطی سے پکڑے رہو وہ تمہارا محافظ و کارساز ہے، سو کیسا اچھا محافظ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانِ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ
هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ
لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ
يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲
ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ
لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴
ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۶
وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝۱۷
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى
ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝۱۸ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ
وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۱۹ وَشَجَرَةً
تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝۲۰
وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ
فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۲۱ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝۲۲

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانِ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بے شک ایمان والے رُستگار ہو گئے (۱)۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں (۲)۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں (۳)۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (۴)۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵)۔ مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو اُن کی مِلک ہوتی ہیں کہ (اُن سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں (۶)۔ اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں (۷)۔ اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں (۸)۔ اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (۹)۔ یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں (۱۰)۔ (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ (اور) اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱)۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے (۱۲)۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا (۱۳)۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اُس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے (۱۴)۔ پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو (۱۵)۔ پھر قیامت کے روز اُٹھا کھڑے کیے جاؤ گے (۱۶)۔ اور ہم نے تمہارے اُوپر (کی جانب) سات آسمان پیدا کیے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں (۱۷)۔ اور ہم ہی نے آسمان سے ایک انداز ے سے پانی نازل کیا۔ پھر اُس کو زمین میں ٹھیرا دیا اور ہم اُس کے نابود کر دینے پر بھی قادر ہیں (۱۸)۔ پھر ہم نے اُس سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان میں تمہارے لیے بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں اور اُن میں سے تم کھاتے بھی ہو (۱۹)۔ اور وہ درخت بھی (ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے (یعنی زیتون کا درخت کہ) کھانے کے لیے روغن اور سالن لیے ہوئے اُگتا ہے (۲۰)۔ اور تمہارے لیے چارپایوں میں عبرت (اور نشانی) ہے کہ جو ان کے پیٹوں میں ہے اس سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں۔ اور تمہارے لیے اُن میں (اور بھی) بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی ہو (۲۱)۔ اور اُن پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو (۲۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۱) تا (۲۲)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو اٹھارہ آیات اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمات اور چار ہزار آٹھ سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) بے شک ان مومنوں نے کامیابی اور نجات پائی اور ان موحدین نے توحید خداوندی کی وجہ سے مقام سعادت کو حاصل کر لیا اور یہی لوگ جنت کے وارث ہوں گے کافر جنت کے وارث نہیں ہوں گے یا یہ کہ ان مومنوں نے جو اپنے ایمان کے ذریعے تصدیق خداوندی کرنے والے ہیں، فلاح اور کامیابی پائی اور فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک کامیابی اور دوسرے اس کامیابی کی بقاء اور دوام (اور یہ دونوں اہل ایمان کو حاصل ہوں گی) اب اللہ تعالیٰ ان مومنین کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں کہ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں، دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

شان نزول: اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں، اس کے نزول کے بعد سے آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور اسی روایت کو ابن مردویہ نے انھیں الفاظ میں روایت کیا ہے کہ آپ اپنی نماز میں التفات فرماتے تھے اور سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین سے اسی کو بایں طور روایت کیا ہے کہ آپ اپنی نظر گھمایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین سے مرسلا روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام حالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۔۷) اور جو بیہودہ باتوں اور جھوٹی قسموں سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں اور جو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کو حرام شہوت رانی سے پاک رکھنے والے ہیں لیکن اپنی چاروں بیویوں سے یا اپنی شرعی لونڈیوں سے کیوں کہ ان پر اس حلال طریقہ میں کوئی الزام نہیں، البتہ جو حلال راستہ کے علاوہ اور مقام پر شہوت رانی کا طلب گار ہو تو ایسے حلال اور پاکیزہ طریقہ سے حرام اور گندے راستہ کی طرف بڑھنے والے ہیں۔

(۸۔۱۱) اور جو لوگ اپنی امانتوں کو جو شرعاً ان کے سپرد کی گئی ہیں جیسا کہ روزہ، وضو، غسل جنابت اور امانت کا مال اور اپنے عہد کا خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہو یا حقوق العباد میں سے ہو پورا کرنے کا پورا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں اور یہی جنت کے وارث

ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اصل مقام ہے اور یہ لوگ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۱۲۔۱۴) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ یعنی غذا سے بذریعہ آدم علیہ السلام پیدا کیا پھر ہم نے اس خلاصہ یعنی غذا کو منی بنادیا جو چالیس دن تک ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا جو چالیس روز تک اسی حالت میں رہا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادی جو چالیس دن تک اسی حالت میں رہی، پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض اجزا کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان بوٹیوں پر گوشت اور رگ اور پٹھے چڑھائے، پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک دوسری طرح کی مخلوق بنادیا، سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام ہنرمندوں سے بڑھ کر ہے۔

شان نزول: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے چار باتوں میں اپنے رب کے ساتھ موافقت کی چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ ہم بھی لوٹائے جائیں گے، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ تو یہی الفاظ قرآن کریم میں نازل ہوگئے۔

(۱۵۔۱۶) اور پھر تم اس عجیب واقعہ کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔

(۱۷) اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے کہ ان میں سے ایک ایک کے اوپر ہے اور ہم مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ تھے کہ بغیر کسی حکم اور نہی کے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتے۔

(۱۸) اور ہم نے معاشی ضرورت کے مطابق بارش برسائی یا یہ کہ اتنا پانی برسایا جو تمہاری کفایت کر جائے اور پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں داخل کردیا اور اس پانی سے ہم نے چشمے، جھیلیں، تالاب اور نہریں بنائیں اور پانی کو زمین میں سے بالکل خشک کردینے پر بھی قادر ہیں۔

(۱۹) اور پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لیے باغات پیدا کیے، کھجوروں کے اور انگوروں کے اور ان باغوں میں تمہارے لیے بکثرت قسم قسم کے میوے ہیں اور ان کو تم بعد میں کھاتے بھی ہو۔

(۲۰) اور اسی پانی سے ایک زیتون کا درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا میں کثرت سے ہوتا ہے نبطی زبان میں طور پہاڑ کو اور حبشی زبان میں سیناء اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر درخت زیادہ ہوں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور وہ تیل سالن کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۲۱۔۲۲) اور تمہارے لیے مویشی بالخصوص اونٹ میں بھی غور کرنے کا مقام ہے ہم تمہیں کو ان میں سے خالص شیریں دودھ پینے کو دیتے ہیں، جو خون اور نجاست کے درمیان سے نکلتا ہے اور تمہارے لیے ان میں اور بھی کئی سواری اور

بار برداری کے بہت سے فوائد ہیں اور ان کے گوشت، دودھ اور بچوں کو کاٹ کر کھاتے پیتے بھی ہو اور اونٹوں پر خشکی میں اور کشتیوں پر سمندر میں سفر کرتے رہتے ہو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تو اُنہوں نے اُن سے کہا کہ اے قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں (۲۳)۔تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔تم پر بڑائی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو فرشتے اُتار دیتا۔ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی سنی نہیں (۲۴)۔اس آدمی کو تو دیوانگی (کا عارضہ) ہے۔ تو اس کے بارے میں کچھ مدت انتظار کرو (۲۵)۔(نوح نے) کہا کہ پروردگار اُنہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر (۲۶)۔پھر ہم نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ۔پھر جب ہمارا حکم آپہنچے اور تنور (پانی سے بھر کر) جوش مارنے لگے تو سب (قسم کے حیوانات) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی نر اور مادہ) دو دو کشتی میں بٹھا دو اور اپنے گھر والوں کو بھی۔سوا ان کے جن کی نسبت اُن میں سے (ہلاک ہونے کا) حکم پہلے (صادر) ہو چکا ہے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے (۲۷)۔اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (خدا کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہم کو نجات بخشی ظالم لوگوں سے (۲۸)۔اور (یہ بھی) دُعا کرنا کہ اے پروردگار ہم کو مبارک جگہ اُتاریو اور تو سب سے بہتر اُتارنے والا ہے (۲۹)۔بے شک اس (قصے) میں نشانیاں ہیں اور ہمیں تو آزمائش کرنی تھی (۳۰)۔پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور جماعت پیدا کی (۳۱)۔اور اُن ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا (جس نے اُن سے کہا) کہ خدا ہی کی عبادت کرو (کہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔تو کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۳۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۲۳) تا (۳۲)

(۲۳) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا توحید خداوندی کا اقرار کرلو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تمہیں اس بات کا حکم دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ پھر کیا تم دوسروں کو معبود بنانے سے نہیں ڈرتے۔

(۲۴۔۲۵) تو ان کی قوم کے رئیس یہ سن کر عوام سے کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام سوائے اس کے کہ تمہاری طرح کے ایک

آدمی ہیں اور کچھ نہیں۔ان کا مقصد یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے دعوے سے تم پر فوقیت حاصل کریں اور اگر اللّٰہ کو ہمارے پاس رسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو بھیج دیتا،نوح علیہ السلام جو کہتے ہیں،ہم نے اپنے پہلے بڑوں کے زمانہ میں بھی اس چیز کا تذکرہ نہیں سنا،نوح علیہ السلام کو جنون ہوگیا ہے تو ان کے مرنے کے وقت تک ان کی حالت کا انتظار کرو۔

(۲۶۔۲۷) نوح علیہ السلام نے (مایوس ہوکر) عرض کیا، پروردگار ان پر عذاب نازل کرکے میرا بدلہ لے لے کیوں کہ انھوں نے میری رسالت کو جھٹلایا ہے تو ہم نے ان کے پاس بذریعہ جبریل امین حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کرلو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پس جس وقت ہمارے عذاب کا وقت قریب آپہنچے اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہو یا یہ کہ صبح کا کنارا نکل جائے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور ایک مادہ اس کشتی میں سوار کرلو اور آپ کے متعلقین میں سے جو آپ پر ایمان لائے ان کو بھی سوار کرلو سوائے ان کے جن پر عذاب نازل ہونے کا حکم ہو چکا اور یہ سن لو کہ مجھے اپنی قوم کے کافروں کی نجات کے بارے میں کوئی درخواست مت کرنا وہ سب غرق کیے جائیں گے۔

(۲۸) پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی مومنین کشتی میں بیٹھ چکیں تو یوں کہنا کہ شکر ہے اس اللّٰہ کا جس نے ہمیں کافروں سے نجات دی۔

(۲۹) اور جس وقت کشتی سے زمین پر اترنے لگو تو یوں کہنا اے میرے رب میرے یہاں اترنے میں برکت فرمایئے،یعنی پانی اور سبزہ کی برکت ہو اور آپ دنیا وآخرت میں سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں۔

(۳۰) اس مشرک قوم کے ساتھ جو ہم نے کیا اس میں بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں خصوصاً مکہ والوں کے لیے تاکہ وہ ایسے لوگوں کی پیروی نہ کریں اور ہم آزمائشوں کے ساتھ یا یہ کہ سزا دے کر آزماتے ہیں۔

(۳۱۔۳۲) پھر ہم نے قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا اور ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں سے تھے کہ تم اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرلو اور جس خدائے وحدہٗ لاشریک پر میں تمہیں کو ایمان لانے کے لیے کہتا ہوں اس کے علاوہ اور کوئی اللّٰہ نہیں کیا تم پھر غیر اللّٰہ کی عبادت سے ڈرتے نہیں ہو۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾

تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھوٹ سمجھتے تھے۔ اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُن کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے لگے کہ یہ تو تمہارے جیسا آدمی ہے۔ جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو (پانی) تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے (۳۳)۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے (۳۴)۔ کیا یہ تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے اور استخوان (کے سوا کچھ نہ رہے گا) تو تم (زمین سے) نکالے جاؤ گے؟ (۳۵)۔ جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (بہت) بعید اور (بہت) بعید ہے (۳۶)۔ زندگی تو یہی ہماری دُنیا کی زندگی ہے کہ (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہم پھر نہیں اُٹھائے جائیں گے (۳۷)۔ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے خدا پر جھوٹ افترا کیا ہے اور ہم اس کو ماننے والے نہیں (۳۸)۔ پیغمبر نے کہا اے پروردگار انہوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے تو میری مدد کر (۳۹)۔ فرمایا کہ تھوڑے ہی عرصے میں پشیمان ہو کر رہ جائیں گے (۴۰)۔ تو اُن کو (وعدہ برحق کے مطابق) زور کی آواز نے آن پکڑا تو ہم نے اُن کو کوڑا کر ڈالا۔ پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے (۴۱)۔ پھر اُن کے بعد ہم نے اور جماعتیں پیدا کیں (۴۲)۔ کوئی جماعت اپنے وقت سے نہ آگے جا سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۴۳)۔ پھر ہم پے در پے اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔ جب کسی اُمت کے پاس اُس کا پیغمبر آتا تھا تو وہ اُسے جھٹلا دیتے تھے۔ تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے (ہلاک کرتے اور اُن پر عذاب) لاتے رہے اور اُن کے افسانے بناتے رہے پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن پر لعنت (۴۴)۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور دلیل ظاہر دے کر بھیجا (۴۵)۔ (یعنی) فرعون اور اُسکی جماعت کی طرف۔ تو اُنہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے (۴۶)۔ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور اُن کی قوم کے لوگ ہمارے خدمت گار ہیں (۴۷)۔ تو اُن لوگوں نے اُن کی تکذیب کی سو (آخر) ہلاک کر دیے گئے (۴۸)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی کہ وہ لوگ ہدایت پائیں (۴۹)۔ اور مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور اُن کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور اُن کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا پناہ دی تھی (۵۰)

تفسیر سورة المؤمنون آیات (۳۳) تا (۵۰)

(۳۳) ان پیغمبر کی قوم میں سے جو رئیس تھے اور جنھوں نے کفر کر لیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو مال واولاد بھی دیا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ رسول تو تمہاری طرح ایک عام آدمی ہیں یہ وہی کھاتے ہیں جو کہ تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جیسا کہ تم پیتے ہو۔

(۳۴) اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کا کہا مان لو تو واقعی تم بے وقوف اور خسارے میں ہو۔
(۳۵۔۳۶) کیا یہ رسول تم سے یہ کہتا ہے کہ جب مر جاؤ گے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر مرنے کے بعد تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے، یہ ناممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔
(۳۷) بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے اس میں باپ دادا مرتے ہیں اور اولاد پیدا ہوتی ہے اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔
(۳۸) یہ رسول ایسا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ہم تو ہرگز اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے پیغمبر نے دعا کی اے میرے رب ان پر عذاب نازل کر کے میری مدد کر کیوں کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔
(۳۹۔۴۰۔۴۱) اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا، اس تکذیب پر نزول سزا کے وقت عنقریب یہ پچھتائیں گے چنانچہ ان کو جبریل امین کی آواز نے سخت عذاب کے ساتھ آ پکڑا، پھر ہلاک کرنے کے بعد ہم نے ان کو خس و خاشاک کی مانند کر دیا تو ان کافروں کے لیے اللہ کی مار اور رحمت خداوندی سے رسوائی اور محرومی ہے۔
(۴۲) اور پھر ہم نے ان کی ہلاکت کے بعد اور امتوں کو پیدا کیا، ایک امت کے بعد دوسری امت ان کے زمانہ سے لے کر اٹھارہ سال تک اور اٹھارہ سال کے عرصے کو ایک قرن کہتے ہیں۔
(۴۳) ان امتوں میں سے کوئی امت نہ اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ اس سے پیچھے ہٹ سکتی ہے۔
(۴۴) پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا جب کسی امت کے پاس اس امت کا رسول اللہ کے احکام لے کر آیا اور انھوں نے اس رسول کو جھٹلایا۔ تو ہم نے بھی ہلاک کرنے میں ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے ان کی کہانیاں بنا دیں کہ ان کے زمانہ میں وہ سنائی جانے لگیں تو اللہ کی رحمت سے دور ہیں وہ لوگ جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔
(۴۵) پھر ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اپنی نو نشانیاں اور کھلا معجزہ دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔
(۴۶) تو انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آیات تسعہ پر ایمان لانے سے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی موسیٰ علیہ السلام کے مخالف اور ایمان سے تکبر کرنے والے۔
(۴۷) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر یعنی موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام پر جو کہ ہماری ہی طرح ہیں ایمان لے آئیں حالاں کہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے غلام ہیں۔
(۴۸۔۴۹) غرض کہ وہ لوگ ان دونوں کی رسالت کو جھٹلاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب دریا میں غرق کیے گئے اور ہم نے موسیٰ کو توریت عطا کی تا کہ وہ لوگ گمراہی سے ہدایت پائیں۔
(۵۰) اور ہم نے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنایا کہ بغیر باپ کے اور بغیر کسی انسانی تعلق کے پیدا ہوئے یہ دونوں کے لیے قدرت کاملہ کی عظیم نشانی ہے اور ہم نے ان دونوں کو ایسی بلند زمین میں لے جا کر پناہ دی جو پھلوں کی وجہ سے اور نہر جاری ہونے کی وجہ سے سر سبز و شاداب جگہ تھی یعنی دمشق۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ
خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا
وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ
فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾
حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔـرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْــَٔـرُوا
الْيَوْمَ ۣ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ
عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ڰ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾
اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾
اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ
بَلْ جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ
بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ
خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾
وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾
وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ
وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ
شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں اُن سے واقف ہوں (۵۱)۔اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو (۵۲)۔تو پھر آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جُدا جُدا کر دیا۔ جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہو رہا ہے (۵۳)۔تو اُن کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں رہنے دو (۵۴)۔کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جو دُنیا میں اُن کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں (۵۵)۔(تو اس سے) اُن کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں۔ (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں (۵۶)۔جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں (۵۷)۔اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸)۔اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شرک نہیں کرتے (۵۹)۔اور جو دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اور اُن کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۶۰) یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی اُن سے آگے نکل جاتے ہیں (۶۱)۔اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۲)۔مگر اُن کے دل ان باتوں کی طرف سے غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ان کے سوا اور اعمال بھی ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں (۶۳)۔یہاں تک کہ جب ہم نے اُن میں سے آسودہ حال لوگوں کو پکڑ لیا تو وہ اُس وقت چلائیں گے (۶۴)۔آج مت چلاؤ تم کو ہم سے کچھ مدد نہیں ملے گی (۶۵)۔میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سُنائی جاتی تھیں اور تم اُلٹے پاؤں پھر پھر جاتے تھے (۶۶)۔اُن سے سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے، اور بیہودہ بکواس کرتے تھے (۶۷)۔کیا اُنہوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا اُن کے پاس کچھ ایسی چیز آئی ہے جو اُن کے اگلے باپ دادا کے پاس نہیں تھی (۶۸)۔یا یہ اپنے پیغمبر کو جانتے پہچانتے نہیں اس وجہ سے اُن کو نہیں مانتے (۶۹)۔کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے (نہیں)

بلکہ وہ اُن کے پاس حق لیکر آئے ہیں اور اُن میں اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں (۷۰)۔ اور اگر خدا ئے برحق اُن کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو اُن میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں۔ بلکہ ہم نے اُن کے پاس اُن کی نصیحت (کی کتاب) پہنچا دی ہے اور وہ اپنی (کتاب) نصیحت سے منہ پھیر رہے ہیں (۷۱)۔ کیا تم اُن سے (تبلیغ کے صلے میں) کچھ مال مانگتے ہو۔ تو تمہارے پروردگار کا مال بہت اچھا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۷۲)۔ اور تم تو اُن کو سیدھے رستے کی طرف بُلاتے ہو (۷۳)۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ رستے سے الگ ہو رہے ہیں (۷۴)۔ اور اگر ہم اُن پر رحم کریں اور جو تکلیفیں اُن کو پہنچ رہی ہیں وہ دُور کر دیں تو اپنی سرکشی پر اڑے رہیں (اور) بھٹکتے (پھریں) (۷۵)۔ اور ہم نے اُن کو عذاب میں بھی پکڑا تو بھی اُنہوں نے خدا کے آگے عاجزی نہ کی اور وہ عاجزی کرتے ہی نہیں (۷۶)۔ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو اُس وقت وہاں نا اُمید ہو گئے (۷۷)

تفسیر سورة المؤمنون آیات (۵۱) تا (۷۷)

(۵۱) اے محمد ﷺ حلال چیزیں کھاؤ اور خوب نیک کام کرو، آپ اور آپ کی امت جو نیک کام کرتی ہے میں اس کے ثواب سے خوب واقف ہوں۔

(۵۲) یہ ہے تمہارا طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہے تمہارا پسندیدہ دین اور میں تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں کہ اس عظیم نعمت کے ساتھ میں نے تمہیں کو سرفراز کیا، سو تم میری ہی اطاعت کرو۔

(۵۳) تو ان امتوں نے اپنے دین میں اپنا طریقے سے الگ الگ مختلف فرقے بنائے، جیسے یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس، ہر ایک گروہ اور جماعت کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔

(۵۴) اے محمد ﷺ آپ ان کو ان کی جہالت میں نزول عذاب کے وقت تک یعنی بدر کے واقعہ تک یوں ہی رہنے دیجیے۔

(۵۵-۵۶) یہ مختلف گروہ والے کیا یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم ان کو دنیا میں جو مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو دنیا میں جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ان سے آخرت میں پوچھ گچھ ہوگی اور یہ اس کی وجہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان کو دنیا میں فائدہ پہنچایا اور آخرت میں ہم ان کو ذلیل و رسوا کریں گے۔

(۵۷-۶۱) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اوصاف بیان فرماتا ہے جنہیں حقیقی طور پر دنیا میں جلدی جلدی فائدے پہنچائے جاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس ایمان میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہیں کرتے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور جو کچھ صدقہ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ مال خرچ کرتے ہیں، سو کرتے ہیں یا یہ کہ جو کچھ نیک اعمال کرتے ہیں سو کرتے ہیں اور باوجود اس دینے کے ان

کے دل اس بات سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں کہیں ایسا نہ کہ وہاں آخرت میں یہ چیزیں قابل قبول نہ ہوں ایسی خوبیوں والوں کو ہماری طرف سے بہت جلد فائدہ پہنچایا جائے گا۔

اور یہ لوگ اعمال صالحہ میں سبقت کر رہے ہیں اور اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کرنے میں اس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

(۶۲) اور ہم تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے اور ہمارے پاس ایک دفتر نامہ اعمال کا محفوظ ہے جس میں ہر ایک کی نیکیاں اور برائیاں لکھی ہوئی ہیں جو ٹھیک ٹھیک عدل و انصاف کے ساتھ سب کا حال بتا دے گا اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی اور ان کی برائیوں میں کوئی ذرہ برابر اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

(۶۳) بلکہ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دل اس قرآن کریم کی طرف سے جہالت اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور جن نیکیوں کا آپ ان کو حکم دیتے ہیں ان کے علاوہ برائیاں ان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہیں جن کو یہ دنیا میں اپنے وقت آنے تک کر رہے ہیں۔

(۶۴) یہاں تک کہ جب ہم ان کے سرکشوں اور امراء ورؤساہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ، شیبہ وغیرہ پر سات سالہ قحط سالی کا عذاب نازل کریں گے تو یہ چیخ و پکار شروع کر دیں گے۔

(۶۵) آپ ان سے فرما دیجیے آج کے دن ہمارے عذاب سے چیخ و پکار مت کرو کیوں کہ ہمارا عذاب تم سے ٹالا نہیں جائے گا۔

(۶۶۔۶۷) قرآن حکیم تمہیں پڑھ کر سنایا جایا کرتا تھا اور تمہارے سامنے پیش کیا جاتا تھا تو تم اپنے پہلے دین کی طرف لوٹتے تھے اور بیت اللہ شریف کی وجہ سے خود کو بڑا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں اور کہتے تھے مشغلہ اس کے چاروں طرف ہے اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور قرآن کریم کی شان میں تم لوگ بیہودہ باتیں بکتے تھے۔

شان نزول: مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش قوم بیت اللہ کے گرد قصے کہانیاں کہا کرتی تھی اور طواف نہیں کرتی تھی اور پھر اس پر فخر کرتے چنانچہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۶۸) کیا ان لوگوں نے اس قرآن کریم میں اور جو کچھ اس میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں غور نہیں کیا یا ان مکہ والوں کے لیے امن و برأت کی کوئی دستاویز آ گئی۔

(۶۹) یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہیں تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہیں۔

(۷۰) یا یہ وجہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم اور توحید و رسالت لے کر آئے اور ان میں سے اکثر لوگ قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔

(۷۱) اور اگر بالفرض والتقدیر خدا ان کے خیالات کے مطابق ہو جاتا کہ آسمان میں بھی ایک اللہ اور زمین پر بھی ایک اللہ تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم نے ان کے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا جس میں ان کی عزت اور شرافت ہے سو یہ لوگ اپنی شرافت و عزت کی چیز کو بھی جھٹلاتے ہیں۔

(۷۲) کیا اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں جس کی وجہ سے یہ آپ کی بات کو قبول نہیں کرتے، سو یہ بھی غلط ہے کیوں کہ آمدنی تو آپ کی جو جنت میں ہے اس تمام دولت سے بہتر ہے جو ان کے پاس دنیا میں ہے اور وہ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

(۷۳) بلکہ آپ تو ان کو صراط مستقیم یعنی دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔

(۷۴) اور ان لوگوں کی جو مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ وہ دین خداوندی سے دور ہوتے جاتے ہیں۔

(۷۵) اور اگر ہم ان مکہ والوں پر مہربانی فرما دیں اور ان کو بھوک کی جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ پھر بھی کفر اور گمراہی میں بھٹکتے رہیں گے کہ حق اور ہدایت ان کو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔

(۷۶) اور ہم نے ان کو بھوک اور قحط سالی کے عذاب میں گرفتار بھی کیا ہے سو یہ لوگ نہ اپنے پروردگار کے سامنے توحید کے قائل ہو کر جھکے اور نہ عاجزی اختیار کر کے ایمان لائے۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ (الخ)

امام نسائی ؒ اور حاکم ؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان ؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ میں آپ کو اللہ کی اور رشتہ داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے خون اور مردار تک کھا لیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور عاجزی اختیار کی اور امام بیہقی ؒ نے دلائل میں ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے کہ ابن اثال حنفی جب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو وہ قیدی تھے آپ نے ان کو رہا کر دیا چنانچہ وہ اسلام قبول کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے پھر وہاں سے واپس آئے تو مکہ والوں اور یمامہ والوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو گئی یہاں تک نوبت آ گئی کہ قریش نے مردار تک کھائے اس کے بعد ابوسفیان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور

کہنے لگے کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ میں رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ آپ نے فرمایا یقیناً تو ابوسفیان کہنے لگے تو باپ دادا تو تلواروں سے قتل کر دیے گئے اور اولاد بھوک سے مرگئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۷) اے محمد ﷺ ان کی یہ حالت اس وقت تک ہے کہ جب ہم ان پر قحط سالی کے عذاب کا سخت دروازہ کھول دیں گے تو اس وقت یہ ہر ایک بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ
فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ
اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا
قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ
هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ
مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝
بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ
وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ
وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ع

اور وہی تو ہے جس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم کم شکر گزاری کرتے ہو (۷۸)۔ اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم سب جمع ہو کر جاؤ گے (۷۹)۔ اور وہی ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اور رات اور دن کا بدلتے رہنا اسی کا تصرف ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۸۰)۔ بات یہ ہے جو اگلے (کافر) کہتے تھے اسی طرح کی (بات یہ) کہتے ہیں (۸۱)۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور استخوان (بوسیدہ کے سوا کچھ) نہ رہے گا تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائیں گے؟ (۸۲)۔ یہ وعدہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے (اجی) یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۸۳)۔ کہو اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ کہ) زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) کس کا مال ہے (۸۴)۔ جھٹ بول اُٹھیں گے کہ خدا کا۔ کہو کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں (۸۵)۔ (ان سے) پوچھو کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے۔ اور عرش عظیم کا (کون) مالک (ہے) (۸۶)۔ بے ساختہ کہہ دیں گے کہ (یہ چیزیں) خدا ہی کی ہیں۔ کہو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں (۸۷)۔ کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اُس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا (۸۸)۔ فوراً کہہ دیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) خدا ہی کی ہے کہو پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے (۸۹)۔ بات یہ ہے کہ ہم نے اُن کے پاس حق پہنچا دیا ہے اور یہ (جو بُت پرستی کیے جاتے ہیں) بیشک جھوٹے ہیں (۹۰)۔ خدا نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا۔ یہ لوگ جو کچھ (خدا کے بارے میں) بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے (۹۱)۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے اور (مشرک) جو اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں اس کی شان اس سے اونچی ہے (۹۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۷۸) تا (۹۲)

(۷۸) بالخصوص مکہ والو اللہ تعالیٰ ایسا قادر و منعم ہے کہ اس نے تمہارے سننے کے لیے کان اور دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سوچنے اور سمجھنے کے لیے دل بنائے، مکہ والو تم پر یہ جتنے انعامات و احسانات فرمائے تم اس کی نسبت بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

(۷۹) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین میں تمہیں پھیلا رکھا ہے اور تم مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش کیے جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۸۰) اور وہ ایسا ہے جو حشر کے لیے سب کو زندہ کرے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور دن رات کی تبدیلی اور ان کا آنا جانا اور گھٹنا اور بڑھنا اور رات کا تاریک کرنا اور دن کو روشن کرنا یہ سب چیزیں اسی کے دائرہ اختیار میں ہیں اور یہ سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرے گا تو ان دلائل کے بعد بھی تم بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندگی کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۸۱-۸۲) بلکہ یہ کفار مکہ بھی بعث بعد الموت کی اسی طرح تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے کافر لوگ تکذیب کرتے چلے آتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مر جائیں گے اور ہم مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

(۸۳) اے محمد ﷺ آپ جس چیز کا ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس کا اس سے پہلے ہمارے بڑوں سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے آپ جو بیان کرتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند اگلوں کی منقول شدہ باتیں ہیں۔

(۸۴) نبی کریم ﷺ آپ جواباً یوں فرما دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ زمین اور یہ جو اس پر مخلوقات رہتی ہے، یہ کس کی ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔

(۸۵-۸۶) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں تو آپ ان سے فرمائیے کہ پھر کیوں غور و فکر نہیں کرتے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور آپ ان سے یہ بھی فرمائیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان سات آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے۔

(۸۷) اس کا بھی وہ یہی جواب دیں گے کہ ان سب کا خالق و مالک اللہ ہے تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ پھر تم غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے۔

(۸۸۔۸۹) آپ ان سے یہ بھی فرمایئے اچھا وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا یا یہ مطلب ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو اس کے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔ اس بات کا جواب دو اگر تمہیں کچھ خبر ہے۔

البتہ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں تو آپ ان سے اس وقت کہیے کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیوں تکذیب کر رہے ہو۔ یا یہ کہ آپ دیکھیے یہ کیسے جھوٹ کی طرف جا رہے ہیں۔

(۹۰۔۹۱) بلکہ ہم نے تو ان کے نبی کریم کے پاس قرآن کریم بذریعہ جبریل پہنچایا ہے جس میں صاف طور پر یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور یقیناً یہ خود ہی اپنے اس قول میں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا، نہ انسانوں میں اور نہ بقول ان کے فرشتوں میں سے اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی شریک ہے، اگر بقول ان کے ایسا ہوتا تو ہر ایک اللہ اپنی مخلوق کو تقسیم کر کے جدا کر لیتا اور اس پر اپنی سلطنت جما لیتا اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے غالب آجاتا۔ اللہ تعالیٰ تو ان نازیبا باتوں سے ماوراء، پاک اور برتر ہے جو لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں۔

(۹۲) وہ ان سب باتوں کو جاننے والا ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں یا یہ کہ آئندہ ہونے والی ہیں اور آشکارا کا بھی یا یہ کہ جن چیزوں کا ظہور ہو چکا ان کا بھی غرض، کہ ان لوگوں کے شرک سے کہ یہ بتوں کو اس کا شریک قرار دیتے وہ بالاتر اور منزہ ہے۔

قُلْ رَّبِّ
اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ
رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا
كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ
اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا
وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾
فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ
تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ
الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔـلِ الْعَاۗدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ
اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ
يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰــهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ
اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

(اے محمد ﷺ) کہو کہ اے پروردگار جس عذاب کا ان (کفار) سے وعدہ ہو رہا ہے، اگر تو میری زندگی میں اُن پر نازل کر کے مجھے بھی دکھا دے (۹۳)۔ تو اے پروردگار مجھے (اس سے محفوظ رکھیے اور) ان ظالموں میں شامل نہ کیجیے (۹۴)۔ اور جو وعدہ ہم اُن سے کر رہے ہیں ہم تم کو دکھا کر اُن پر نازل کرنے پر قادر ہیں (۹۵)۔ اور بُری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہو اور یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے (۹۶)۔ اور کہو کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۹۷)۔ اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ موجود ہوں (۹۸)۔ (یہ لوگ اسی غفلت میں رہیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے گی تو کہے گا کہ اے پروردگار! مجھے پھر (دنیا میں) واپس بھیج دے (۹۹)۔ تاکہ میں اُس میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں۔ ہرگز نہیں یہ ایک (ایسی) بات ہے کہ وہ اسے زبان سے کہہ رہا ہوگا (اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہوگا) اور ان کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اُس دن تک کہ (دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے (رہیں گے) (۱۰۰)۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو اُن میں قرابتیں ہوں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (۱۰۱)۔ تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں (۱۰۲)۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا، ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (۱۰۳)۔ آگ اُن کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے (۱۰۴)۔ کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں (نہیں) تم اُن کو سنتے تھے (اور) جھٹلاتے تھے (۱۰۵)۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر ہماری کم بختی غالب ہوگئی اور رستے سے بھٹک گئے (۱۰۶)۔ اے پروردگار ہم کو اس میں سے نکال دے۔ اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے

(۱۰۷)۔(خدا) فرمائے گا کہ اسی میں ذلّت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو (۱۰۸)۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو دُعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تُو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۰۹)۔ تو تم اُن سے تمسخر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پیچھے میری یاد بھی بھول گئے۔ اور تم (ہمیشہ) اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے (۱۱۰)۔ آج میں نے اُن کو اُن کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ کامیاب ہو گئے (۱۱۱)۔ (خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے (۱۱۲)۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے (۱۱۳)۔ (خدا) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے کاش تم جانتے ہوتے (۱۱۴)۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے (۱۱۵)۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے (اس کی شان اس سے) اونچی ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) عرش بزرگ کا مالک ہے (۱۱۶)۔ اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اُس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب خدا ہی کے ہاں ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ کافر رُستگاری نہیں پائیں گے (۱۱۷)۔ اور خدا سے دُعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

تفسیر سورة المؤمنون آیات (۹۳) تا (۱۱۸)

(۹۳۔۹۴) اے محمد ﷺ آپ دعا کیجیے کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھا دیں تو بدر کے دن ان کافروں کے ساتھ مجھ کو شامل نہ کیجیے۔

(۹۵) اور ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ بدر کے دن آپ کو بھی دکھا دیں ہم اس بات پر قادر ہیں۔

(۹۶) اور آپ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھیے کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے شرک کا دفعیہ کلمہ طیبہ کے ساتھ کر دیا کیجیے یا یہ کہ اپنے سے ان کی بدتمیزیوں کا دفعیہ سلامتی اور اچھے طریقہ پر کر دیا کیجیے اور ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ آپ کی نسبت جھوٹ کہا کرتے ہیں۔

(۹۷) اور آپ یہ بھی دعا کیجیے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے کہ جن سے انسان سے خلاف مصلحت کام سرزد ہو جائے۔

(۹۸) اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ شیطان میرے پاس بھی آئیں خواہ نماز میں یا تلاوت قرآن کریم کے وقت یا موت کے وقت۔

(۹۹) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر "ملک الموت" اور ان کے مددگار ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے آ کھڑے ہوں تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دنیا میں پھر واپس کر دیجیے۔

(۱۰۰) تا کہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اور وہاں آپ کی تکذیب کی ہے تو پھر وہاں جا کر نیک کام کروں اور آپ پر

ایمان لاؤں، اللہ تعالیٰ تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہرگز اس کو دنیا کی طرف واپس نہیں کیا جائے گا، یہ واپس ہونے کی درخواست اس کی ایک بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور یہ اسے کوئی سودمند نہ ہوگی اور ان لوگوں کے آگے ایک چیز آڑ کی آنے والی ہے یعنی قبر یہاں تک کہ ان کو قبروں سے اٹھایا جائے۔

(۱۰۱) پھر جب بعث بعد الموت کے لیے صور پھونکا جائے گا تو ان میں باہمی جو رشتے ناتے تھے قیامت کے دن وہ بھی باقی نہیں رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

(۱۰۲۔۱۰۳) سو جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے ہی لوگ غصہ خداوندی اور اس کے عذاب سے دور ہوں گے اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۱۰۴) ان کے چہروں کو جہنم کی آگ جھلستی ہوگی اور ان کی ہڈیوں اور گوشت کو آگ جلا کر ختم کردے گی اور دوزخ میں ان کی صورتیں سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

(۱۰۵) اور ان سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیوں کیا میری آیات یعنی قرآن کریم دنیا میں تمہیں پڑھ کر سنایا نہیں جایا کرتا تھا اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

(۱۰۶) کفار دوزخ ہی میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار واقعی ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا جو ہمارے بارے میں لکھی جا چکی تھی سو ہم اپنے ارادہ سے ایمان نہیں لائے اور واقعی ہم کافر تھے۔

(۱۰۷) اے ہمارے پروردگار ہمیں اس جہنم سے اب نکال دیجیے پھر اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو بے شک ہم پورے قصوروار ہیں۔

(۱۰۸) ارشاد خداوندی ہوگا کہ اسی جہنم میں راندے ہوئے پڑے رہو اور یہاں سے نکلنے کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کرو۔

(۱۰۹) میرے بندوں میں ایک گروہ ایمانداروں کا تھا جو مجھ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے سو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور ہمیں عذاب نہ دیجیے، آپ ہم پر والدین سے بھی زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔

(۱۱۰) سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا یہاں تک اس کا مشغلہ کیا کہ ان کے مشغلہ نے تمہیں ہماری توحید اور ہماری

یادبھی بھلادی اورتم ان کامذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۱۱۱) میں نے انھیں آج ان کے صبر کا بدلہ جنت کی صورت میں دیا کیوں کہ وہ میری اطاعت پر ثابت قدم رہے اورتمہاری تکالیف پر انھوں نے صبر کیا اور یہی حضرات جنت کے ملنے اور دوزخ سے نجات حاصل ہونے کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔

یہ آیت مبارکہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ لوگ حضرت سلمان فارسی ﷺ اوران کے ساتھیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۱۱۲) ارشاد خداوندی ہوگا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ تم مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے کتنی مدت قبروں میں رہے ہوگے۔

(۱۱۳) وہ جواب دیں گے بہت رہے ہوں گے تو ایک دن، پھر اس میں بھی ان کو شک ہو جائے گا تو بولیں گے یا ایک دن سے بھی کم ہم رہیں ہوں گے اور سچ یہ ہے کہ ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے یا ملک الموت اور ان کے مددگاروں سے پوچھ لیجیے۔

(۱۱۴) ارشاد خداوندی ہوگا خیر بہ نسبت دوزخ کے قیام کے تم قبروں میں تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا اگر تم میرے حکم کی تصدیق کرتے۔

(۱۱۵) یا یہ کہ ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا خوب ہوتا اگر تم دنیا میں اس چیز کو سمجھتے اور میرے انبیاء کرام کی تصدیق کرتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ تم قبروں میں کم ہی رہے ہو۔

مکہ والو خصوصاً کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے کہ اوامر ونواہی اور ثواب وعذاب کا تم سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ تم مرنے کے بعد ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔

(۱۱۶) سو اللہ تعالیٰ بہت ہی عالی شان ہے اور جو اولاد اور شریک سے منزہ اور بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۱۱۷) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بتوں وغیرہ کی عبادت کرے جس کے معبود ہونے پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تو اس کو آخرت میں عذاب ملے گا۔ یقیناً کافروں کو عذاب الٰہی سے نجات اور فلاح نہیں ہوگی۔

(۱۱۸) اور اے نبی کریم ﷺ آپ تو یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے پروردگار میری امت کی خطائیں معاف کر اور میری امت پر رحم فرما اور اس کو عذاب مت دے یقیناً تو ہی ارحم الراحمین ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ
لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ
يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ
فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝
وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝
وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ
لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ
ع اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ (ایک) سُورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور اُس (کے احکام) کو فرض کر دیا اور اس میں واضح المطالب آیتیں نازل کیں تاکہ تم یاد رکھو (۱)۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرعِ خدا (کے حکم) میں اُن پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو (۲)۔ بدکار مرد تو بدکار یا مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے (۳)۔ اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اُس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اسّی دُرّے مارو اور کبھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو۔ اور یہی بدکردار ہیں (۴)۔ ہاں جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنی حالت) سنوار لیں تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود اُن کے سوا اُن کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک وہ سچا ہے (۶)۔ اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر خدا کی لعنت (۷)۔ اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک یہ جھوٹا ہے (۸)۔ اور پانچویں (دفعہ) یُوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب (نازل ہو) (۹)۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتیں۔ مگر وہ صاحبِ کرم ہے اور یہ کہ خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) حکیم ہے (۱۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مدنی ہے، اس میں چونسٹھ آیات اور ایک ہزار تین سو سولہ کلمات اور پانچ ہزار نو سو اسّی حروف ہیں۔

(۱) یہ ایک سورت ہے۔ جس کے الفاظ کو بھی ہم نے بذریعہ جبریل امین علیہ السلام نازل کیا ہے اور اس کے حلال و

حرام کو بھی ہم ہی نے مقرر کیا ہے اور اس صورت میں ہم نے واضح طور پر اوامر و نواہی اور فرائض و حدود کو بیان کیا ہے تا کہ تم اوامر و نواہی کو سمجھو اور حدود کو معطل نہ کرو۔

(۲) غیر شادی شدہ زنا کرنے والی عورت اور غیر شادی شدہ زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو زنا کرنے پر سو سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر حد قائم کرنے اور حکم الٰہی کو ان پر نافذ کرنے میں ذرا بھی رحم نہیں آنا چاہیے اگر تم اللّٰہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ان دونوں کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے تا کہ وہ حدود اللّٰہ کو محفوظ کرلیں۔

(۳) اور اہل کتاب میں سے علانیہ طور پر زنا کرنے والا مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے اہل کتاب یا مشرکین میں سے کسی زانیہ کے اور اہل کتاب یا مشرکین کی زانیہ کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے اہل کتاب میں سے کسی زانی یا مشرک کے اور یہ اس قسم کا نکاح جو اہل کتاب میں سے کسی زانیہ کے ساتھ من حیث الزانیہ ہو مشرکہ کے ساتھ ہو مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

یہ آیت کریمہ چند اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی، یہ لوگ اہل کتاب اور مشرکین عرب کی کنیزوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے جو کہ کھلم کھلا زنا کاری میں مبتلا تھیں جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، انھوں نے اپنے ارادہ کو ترک کر دیا۔

اور آیت کریمہ کی اس طرح بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی وہ اپنے ہی جیسی زانیہ یا اہل کتاب زانیہ یا مشرکہ ہی کے ساتھ نکاح کرتا ہے اور اہل قبلہ یا اہل کتاب کی زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی یا مشرک ہی زنا کیا کرتا ہے اور یہ فعل زنا مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

شان نزول: اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً (الخ)

امام نسائیؒ نے عبداللّٰہ بن عمر ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ام مہزول نامی ایک عورت بدچلن تھی، اصحاب نبی اکرم ﷺ میں سے ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زانیہ یا مشرکہ کے۔ اور امام ابوداؤدؒ، ترمذی، نسائیؒ اور امام حاکمؒ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرثد نامی ایک شخص مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو لے جایا کرتے تھے۔

اور مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک عورت ان کی دوست تھی انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس عورت سے نکاح

کرنے کی اجازت طلب کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے مرثد کہ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زانیہ یا مشرکہ کے لہٰذا تم اس عورت سے شادی مت کرو۔ اور سعید بن منصورؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو زانیہ عورتیں بہت خوبصورت تھیں تو لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ پھر ان عورتوں سے نکاح ہی کیوں نہ کرلیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴) اور جو لوگ آزاد مسلمان پاک دامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں پھر چار عادل مسلمان آزاد آدمیوں کو اپنے دعوے پر گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اس تہمت لگانے پر اسی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔

(۵) لیکن جو لوگ یہ تہمت لگانے کے بعد اللہ کے سامنے توبہ کرلیں اور دیانت داری سے بھی اپنی پہلی حالت کی اصلاح کرلیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور توبہ پر مرنے والے پر رحمت کرنے والا ہے۔

شروع سے لے کر یہاں تک یہ آیت مبارکہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶) اور جو لوگ اپنی منکوحہ بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اس چیز پر اپنے علاوہ اور گواہ نہ ہو تو ایسا شخص چار مرتبہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی عورت پر جو تہمت لگائی ہے اس میں، میں سچا ہوں۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ (الخ)

امام بخاریؒ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو رسول اکرم ﷺ کے سامنے تہمت لگائی، رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگائی جائے گی انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے۔ رسول اکرم ﷺ یہی فرماتے رہے گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد قائم ہوگی۔

حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنی بات میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچادے گا، اس کے بعد جبریل امین تشریف لائے اور آیت نازل ہوئی۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ (الخ) آپ نے مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔

اور نیز اسی روایت کو امام احمدؒ نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ (الخ) تو حضرت سعد بن عبادہ ﷜ انصار کے سردار کہنے لگے یا رسول اللّٰہ کیا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت سن نہیں رہے کہ تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ ان کو ملامت نہ کیجیے یہ بہت ہی باغیرت انسان ہیں اللّٰہ کی قسم انھوں نے کنواری کے علاوہ اور کسی عورت سے کبھی شادی نہیں کی اور نہ کبھی کسی عورت کو طلاق دی ہے کہ ان کی غیرت کی شدت کی وجہ سے پھر ہم میں سے کسی کو جرأت ہو کہ وہ ان کی مطلقہ کے ساتھ شادی کرے، پھر حضرت سعد ﷜ نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ میں جانتا ہوں کہ یہ بات حق ہے اور یہ حکم الٰہی ہے لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ اگر میں کسی بے وقوفہ کے ساتھ کسی نامحرم کو پاؤں تو مجھے اس نامحرم کو علیحدہ کرنے اور اس کو حرکت دینے کی بھی اجازت نہیں، جب تک کہ میں چار گواہ نہ لے آؤں تو خدا کی قسم میں گواہوں کو اس وقت تک نہیں لاؤں گا جب تک کہ وہ اپنی حاجت کو پورا نہ کرے اس کے بعد کچھ وقت نہیں گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ آ گئے اور وہ تین حضرات میں سے ہیں جن کی اللّٰہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی ہے وہ اپنی زمین سے شام کو گھر آئے تو انھوں نے اپنی گھر والی کے پاس کسی شخص کو پایا یہ منظر انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اس واقعہ سے بالکل نہیں گھبرائے یہاں تک کہ صبح ہو گئی وہ علی الصباح رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ میں شام کے وقت اپنی گھر والی کے پاس آیا تو اس کے پاس ایک شخص کو دیکھا یہ چیز میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور یہ باتیں میں نے اپنے کانوں سے سنیں یہ جس واقعہ کی اطلاع لے کر آئے اس سے رسول اکرم ﷺ کو ناگواری ہوئی اور آپ پر یہ چیز گراں گزری، اتنے میں سب انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ سعد بن عبادہ ﷜ نے اس وقت جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے ہم سب آزمائش میں ڈال دیے گئے، رسول اکرم ﷺ ہلال بن امیہ کو سزا دیں گے اور ان کی گواہی کو مسلمانوں میں جھوٹی قرار دے دیں گے، حضرت ہلال ﷜ نے فرمایا اللّٰہ کی قسم میں اس چیز کی امید رکھتا ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ اس چیز سے میرے لیے نجات کا کوئی راستہ نکال دیں گے، سو اللّٰہ کی قسم رسول اکرم ﷺ ان کو سزا دینے کے لیے حکم فرمانا ہی چاہ رہے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی تو سب ان سے رک گئے یہاں تک کہ آپ وحی سے فارغ ہوئے چنانچہ آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں یعنی جو لوگ اپنی منکوحہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں۔ نیز ابو یعلی نے اسی طرح حضرت انس ﷜ سے روایت نقل کی ہے۔

اور امام بخاریؒ و مسلمؒ نے سہل بن سعد ﷜ سے روایت کیا ہے کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے اور

کہنے لگے کہ میرا ایک مسئلہ رسول اکرمؐ سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو پائے تو کیا کرے وہ اس کو مار ڈالے تو کیا وہ بھی بدلے میں قتل کر دیا جائے گا تو پھر کرے تو کیا کرے چنانچہ عاصم رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا رسول اکرم ﷺ نے اس قسم کے سوال کو برا سمجھا، اس کے بعد عویمر سے ملاقات ہوئی، عویمر نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا کیا عاصم نے جواب دیا میں کیا کرتا تم نے میرے ساتھ بھلائی نہیں کی، میں نے آپ کا مسئلہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے ایسے سوالات کو پسند نہیں فرمایا، عویمر بولے اللہ کی قسم میں تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بغیر دریافت کیے ہوئے نہیں رہوں گا چنانچہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے جا کر دریافت کیا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیت مبارکہ کون سے واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی ہے تو بعض حضرات نے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت حضرت عویمر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے حضرت ہلال ؓ کے واقعہ کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت اس واقعہ میں نازل ہوئی ہے۔

اور بعض لوگوں نے دونوں واقعات میں موافقت کر دی ہے کہ پہلے تو حضرت ہلال ؓ کا واقعہ پیش آیا اور پھر حضرت عویمر ؓ کے آنے سے اس واقعہ کی تائید ہوگئی پھر دونوں کے بارے میں ایک ساتھ آیت مبارکہ نازل ہوئی، امام نوویؒ کا بھی اسی جانب رجحان ہے اور خطیب بھی یہی کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دونوں واقعے ایک ہی وقت پیش آئے ہوں۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان دونوں واقعات میں موافقت بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت ہلال ؓ کا واقعہ پیش آنے پر پہلے آیت کریمہ کا نزول ہو چکا ہو پھر جب حضرت عویمر ؓ اپنا واقعہ لے کر آئے اور انھیں اس بات کا علم نہ ہوا کہ حضرت ہلال ؓ کا کیا واقعہ ہو چکا ہے تو رسول اکرم ﷺ نے انھیں اس حکم سے مطلع فرما دیا یہی وجہ ہے کہ حضرت ہلال ؓ کے واقعہ میں تو یہ الفاظ ہیں کہ پھر جبریل امین نازل ہوئے اور حضرت عویمر ؓ کے واقعہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے یعنی تمہارے جیسا واقعہ پیش آ چکا ہے اس کے اندر حکم نازل ہو گیا اور ابن الصباغ نے بھی شامل میں یہی جواب دیا ہے اور امام قرطبی کا میلان اس جانب ہے کہ دو مرتبہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہو کیوں کہ نزول آیت دو مرتبہ جائز ہے۔

اور بزارؒ نے زید بن مطیعؒ کے ذریعے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ سے فرمایا اگر تم ام رومان کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھو تو تم کیا کرو گے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص کے ساتھ بہت برا پیش آؤں گا پھر آپ حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عمر تم کیا کرو گے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص پر اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت بھیجوں گا اور ایسا شخص خبیث ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ حافظ بن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں اسباب النزول کے زیادہ تعداد میں ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں۔

(۸) اور اس کے بعد اس عورت سے زنا کی سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے بے شک اس کا خاوند اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

(۹) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللّٰہ کا غضب ہو اگر میرا خاوند سچا ہو۔

(۱۰) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللّٰہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے تو وہ بیان فرما دیتا کہ تم میں سے جھوٹا کون ہے اور اللّٰہ تعالیٰ تائب کی توبہ قبول فرمانیوالا اور حکمت والا ہے کہ اس نے مرد اور عورت کے درمیان ایسے موقع پر لعان کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہ آیت مبارکہ عاصم بن عدی انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اس غلطی میں پڑ گئے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا
تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ
مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۱﴾ لَّوْلَا
إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا
هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿۱۲﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا
بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ
فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۴﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم
مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾
وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ
هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن
كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۸﴾
إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۹﴾
وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۰﴾ ع

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھنا۔ بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ ان میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اسکے لیے اُتنا وبال ہے۔ اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اُٹھایا ہے اُس کو بڑا عذاب ہوگا (۱۱)۔ جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا۔ اور (کیوں نہ) کہا کہ یہ صریح طوفان ہے (۱۲)۔ یہ (افترا پرداز) اپنی بات (کی تصدیق) کے (لیے) چار گواہ کیوں نہ لائے۔ تو جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو خدا کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں (۱۳)۔ اور اگر دُنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم چرچا کرتے تھے اُس کی وجہ سے تم پر بڑا (سخت) عذاب نازل ہوتا (۱۴)۔ جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اُسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی (بھاری) بات تھی (۱۵)۔ اور جب تم نے اُسے سُنا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردگار) تُو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے (۱۶)۔ خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسا (کام) نہ کرنا (۱۷)۔ اور خدا تمہارے (سمجھانے کے) لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۱۸)۔ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے اُن کو دُنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹)۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے) اور یہ کہ خدا نہایت مہربان (اور) رحیم ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۱۱) تا (۲۰)

(۱۱) جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ کی نسبت یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔

یہ آیات مبارکہ کذاب اور واقعہ کو گھڑنے والا عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور حسان بن ثابت انصاری اور مسطح بن اثاثہ اور عباد بن عبدالمطلب اور حمنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ابی بن سلول منافق نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت صفوانؓ پر تہمت لگائی تھی اور یہ بقیہ مومن اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس چیز کو اپنے حق میں آخرت میں بھی برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں ثواب وانجام کے اعتبار سے بہتر ہی بہتر

ہے۔ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا اس معاملہ میں حصہ لیا تھا گناہ ہوا۔

اوران میں سے جس نے یعنی عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے کہ اس واقعہ کو اس نے گھڑا اور سارے مدینہ میں اس کو پھیلایا اس کو سب سے بڑھ کر سخت سزا ہوگی کہ دنیا میں حد قذف اس پر لگائی جائے گی اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی سفر پر تشریف لے جانا چاہتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل جاتا اس کو ساتھ لے جاتے ایک مرتبہ ایک جہاد پر تشریف لے گئے اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا اس لیے میں حضور ﷺ کے ساتھ چل دی یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے بعد کا ہے۔

چنانچہ میں کجاوہ میں سوار ہو کر چلتی بھی تھی اور جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا تھا میرا کجاوہ اتار لیا جاتا تھا غرض کہ ہم چل دیے جہاد سے فارغ ہونے کے بعد جب رسول اکرم ﷺ واپس ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات کو حضور ﷺ نے کوچ کا اعلان فرمادیا، اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جا کر لشکر سے نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر منزل پر آئی سینہ کو ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری نگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئی تھی نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر نکل گیا فوراً میں اس کی تلاش کے لیے لوٹی اور تلاش کرنے میں دیر لگ گئی جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میرے کجاوہ کو اٹھا کر اسی اونٹ پر کس دیا جس اونٹ پر کہ میں سوار ہوتی تھی۔

کیوں کہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ میں کجاوہ میں ہوں اور اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری فربہ اندام نہیں ہوتی تھیں کھانا تھوڑا کھایا کرتی تھیں اور میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی اس لیے جن لوگوں نے کجاوہ کو اونٹ پر اٹھا کر رکھا ان کو کجاوہ کی گرانی کا اندازہ نہ ہوا۔غرض کہ اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دیے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا میں پڑاؤ پر آئی تو وہاں نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا میں اپنے پڑاؤ پر آ گئی اور خیال کیا کہ جب میں لوگوں کو نہیں ملوں گی تو ضرور یہیں لوٹ کر آئیں گے میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند غالب آ گئی اور میں سو گئی، صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے پچھلی رات سے چلے آ رہے تھے وہ صبح کو اس جگہ پہنچے، جہاں میں پڑی ہوئی سو رہی تھی دور سے انھیں ایک سوتا ہوا شخص معلوم ہوا میرے پاس آئے تو مجھ کو پہچان لیا کیوں کہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے میں ان کے سامنے نکلا کرتی تھی، انھوں نے جو مجھے دیکھ کر انا للہ پڑھی تو میری آنکھ کھل گئی انھوں نے مجھے پہچان لیا میں نے اپنا چہرہ چادر سے چھپا لیا اللہ کی قسم انھوں نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ میں نے سوائے انا

للہ کے ان کی زبان سے اور کوئی کلمہ سنا، انھوں نے فوراً یہ کیا کہ اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کا پاؤں اپنے پیر سے دبائے رکھا میں اونٹنی پر سوار ہوگئی وہ خود بے چارے پیدل چلتے رہے اور اونٹنی کو چلاتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب کہ عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اترے ہوئے تھے اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی ہوئی تھی وہ تباہ ہوا اور سب سے بڑا اس طوفان کا بانی و موجد عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ملعون تھا خیر ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر میں بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ تک میں بیمار رہی، لوگ طوفان برپا کرنے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی ایک ذرا سا وہم مجھے اس بات سے پیدا ہوا کہ رسول اکرم ﷺ میری بیماری کے زمانہ میں جو مہربانیاں میرے حال پر فرمایا کرتے تھے وہ میں اس بیماری کے زمانہ میں نہیں پاتی تھی۔

رسول اکرم ﷺ میرے حجرے میں تشریف لاتے اور سلام کرنے کے بعد فرماتے اب کیسی ہو اور تشریف لے جاتے، اس سے بے شک مجھ کو وہم ہوا مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر تک بھی نہ تھی، بیماری سے اچھی ہونے کے بعد لاغری اور کمزوری ہی کی حالت میں، میں باہر نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں مناصع کی طرف چلی، مناصع اس زمانے میں ہمارا پائے خانہ تھا اور ہم راتوں رات وہاں جایا کرتے تھے اور اس زمانہ میں ہماری حالت بالکل ابتدائی عربوں کی طرح تھی۔ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف بھی ہوتی تھی، ام مسطح ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی لڑکی تھیں اور ان کی ماں ضمر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر ؓ کی خالہ تھیں اور ام مسطح کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا، غرض کہ ضرورت سے فارغ ہو کر میں اور ام مسطح گھر کی طرف آئے، راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گریں اور بولیں مسطح ہلاک ہو میں نے کہا کہ تم نے برا کیا، کیا ایسے آدمی کو بددعا دیتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے بولیں بھولی بھالی کیا تو نے اس کی بات نہیں سنی؟ میں نے کہا اس کی کیا بات ہے چنانچہ مسطح کی والدہ نے تہمت لگانے والوں کا قول بیان کیا یہ سن کر میری بیماری میں اور اس بیماری کا اضافہ ہوگیا گھر واپس آئی رسول اکرم ﷺ تشریف لائے انھوں نے سلام کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا، کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں، اس اجازت لینے کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے یہاں چلی آئی اور آ کر والدہ سے پوچھا کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں انھوں نے کہا بیٹی تو غم مت کر کیوں کہ اللہ کی قسم اگر کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے اور اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو سوکنیں اس پر بڑی بڑی باتیں رکھ دیا کرتی ہیں۔

میں نے کہا سبحان اللہ لوگ کیا کیا باتیں ملا رہے ہیں (اور آپ یہ کہہ رہے ہیں)۔ غرض اس رات کو ساری رات میں روتی رہی اور میرے آنسو نہیں تھمے اور نہ نیند آئی، صبح کو میں رو ہی رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی

ﷺ اور حضرت اسامہ ؓ کو اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں مشورہ کے لیے طلب فرمایا کیوں کہ وحی آنے میں دیر ہوگئی تھی حضرت اسامہ ؓ نے تو وہی مشورہ دیا جوان کو معلوم تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ پاک دامن ہے اور جیسا کہ ان کے دل میں آپ کی ازواج سے محبت تھی۔ چنانچہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کی بیوی ہیں ہمیں تو ان کے متعلق کسی برائی کا علم نہیں مگر حضرت علی ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تنگی نہیں رکھی ہے ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ کو سچ سچ بیان کردیں گی اور عائشہ ؓ کی سچائی ظاہر ہو جائے گی، رسول اکرم ﷺ نے حضرت بریرہ ؓ کو بلایا اور فرمایا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہیں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے کبھی کوئی شک کی بات نظر آئی، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی بات قابل گرفت کبھی دیکھی ہی نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ وہ کمسن لڑکی ہیں، گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں بکری کا بچہ اس کو آکر کھا لیتا ہے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر عبداللہ بن ابی سلول منافق مردود کے مقابل مدد چاہی، فرمایا مسلمانو! کون میری حمایت کرتا ہے کون میری مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابلہ میں جس کی جانب سے مجھے اپنے گھر والوں کے متعلق اذیت پہنچی ہے، اللہ کی قسم مجھے تو اپنی بیوی میں کوئی برائی نظر نہیں آتی لوگو میں ان کو نیک اور پاک دامن ہی سمجھتا ہوں اور جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کو بھی نیک بخت جانتا ہوں وہ تو کبھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا، ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا، یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ ؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں اس شخص کے مقابلہ میں آپ کی مدد کو تیار ہوں، اگر یہ شخص اوس قبیلہ کا ہے تو ابھی میں اس کو قتل کر دیتا ہوں اور اگر ہمارے بھائیوں میں سے خزرج کا ہے تو آپ جو حکم دیں ہم پورا کریں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر سعد بن عبادہ ؓ اُٹھ کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، وہ پہلے بہت نیک بخت آدمی تھے مگر اس وقت ان کو ایک قومی غیرت نے آگھیرا، سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے تو نہ اس کو مارے گا اور نہ مار سکے گا، اتنے میں اسید بن حضیر جانثار صحابی جو سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہوگئے اور سعد بن عبادہ ؓ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹا ہے ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے بس اس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے آدمی کھڑے ہوگئے اور آپس میں لڑنے والے ہی تھے مگر رسول اکرم ﷺ منبر پر ہی تھے آپ ان کو ٹھنڈا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب خاموش ہوئے، تب آپ بھی خاموش ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس دن سارے دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ صبح کو میرے

والدین بھی میرے پاس موجود تھے اور میرا تو دورات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی اور نہ آنسو ہی تھمتے تھے میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو ہی رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اسے اجازت دے دی وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی اسی حالت میں رسول اکرم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے، آپ نے سلام کیا اور سلام کر کے بیٹھ گئے اس سے قبل جب سے میرے اوپر یہ بہتان لگایا گیا تھا آپ کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ایک مہینہ تک آپ رُکے رہے، میرے بارے میں کوئی وحی نہ آئی، غرض کہ آپ نے بیٹھ کر تشہد پڑھا، پھر فرمایا امابعد عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا مجھے تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، اگر تو پاک ہے تو اللّٰہ تعالیٰ تیری پاک دامنی عنقریب بیان فرما دے گا اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی مغفرت مانگ اور توبہ کر کیوں کہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللّٰہ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے جب رسول اکرم ﷺ یہ گفتگو ختم کر چکے تو اللّٰہ کی قدرت یک بارگی میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا، میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ آنحضرت ﷺ کی بات کا جواب دیں انھوں نے کہا اللّٰہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ ام رومان سے کہا کہ آپ تم رسول اکرم ﷺ کی بات کا جواب دیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتی کیا جواب دوں حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں بالآخر میں ہی جواب کے لیے مستعد ہوئی اور میں ایک کمسن لڑکی تھی، قرآن کریم بھی مجھے زیادہ یاد نہ تھا خیر میں نے عرض کیا اللّٰہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو آپ نے سنی ہے وہ آپ کے دلوں میں جم گئی ہے اور آپ اس کو سچ سمجھنے لگے ہیں تو ایسی صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور اللّٰہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں جب بھی آپ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے اور اگر میں فرضی طور پر ایک گناہ کا اقرار کرلوں (جو میں نے نہیں کیا) اور اللّٰہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ سمجھیں گے اللّٰہ کی قسم میں اس وقت اپنی اور آپ کی مثال ایسی سمجھتی ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی انھوں نے جو کچھ کہا تھا میں بھی وہی کہتی ہوں کہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ اور آپ کی باتوں پر اللّٰہ ہی میری مدد فرمانے والا ہے، حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لی اور مجھے یہ یقین تھا کہ کیوں کہ میں پاک ہوں تو اللّٰہ تعالیٰ میری پاکی ضرور ظاہر فرمائے گا مگر اللّٰہ کی قسم مجھے ہرگز یہ گمان نہیں تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن کریم کی ایسی آیتیں نازل فرمائے گا جو قیامت تک پڑھی جائیں گی میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں اللّٰہ ایسا کلام اتارے کہ جو ہمیشہ پڑھا جائے، البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللّٰہ ﷺ کو کوئی ایسا خواب نظر آجائے گا

جس سے آپ کے سامنے میری پاکیزگی ظاہر ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر اللہ کی قسم رسول اکرم ﷺ جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے نہ آپ اپنی اس جگہ سے اٹھے اور اسی طرح گھر میں جو حضرات تھے نہ ان میں سے کوئی باہر گیا کہ آپ پر وحی اترنا شروع ہوگئی اور حسب معمول آپ پر وحی کی سختی ہونے لگی اور پسینہ موتی کی طرح آپ کے بدن مبارک سے ٹپکنے لگا حالاں کہ وہ سردی کا دن تھا مگر نزول وحی کے وقت آپ پر ایسی ہی سختی ہوتی تھی، خیر جب وحی کی حالت ختم ہوگئی دیکھا تو آپ مسکرا رہے ہیں، پھر پہلی بات آپ نے جو کی وہ یہی فرمائی کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں پاک صاف کر دیا، یہ سن کر میری والدہ کہنے لگیں اٹھ کر حضور ﷺ کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا واہ اللہ کی قسم میں تو کبھی بھی آپ کے شکریہ کے لیے نہیں اٹھوں گی میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی جو عزت اور بزرگی والا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ (الخ) پوری دس آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے میری پاک دامنی میں یہ آیتیں نازل فرمائیں تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ جو پہلے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ اس کی غربت اور رشتہ داری کی وجہ سے جو مہربانی کا سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے اللہ کی قسم اب تو میں مسطح کو کچھ نہیں دوں گا جب اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں ایسی باتیں کیں اور رشتہ داری کا خیال نہیں کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (الخ) یعنی تم سے وسعت اور بزرگی والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قسم کی قسم کھالیں کہ اپنے عزیزوں یا مسکین اور مہاجروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے۔ تو یہ آیتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ فرمانے لگے اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور مسطح سے حسب عادت سلوک کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں مسطح کے ساتھ اس سلوک کو کبھی ختم نہیں کروں گا۔

اور اس باب میں طبرانیؒ میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور بزارؒ میں ابو ہریرہؓ اور ابن مردویہ میں ابوالیسرؓ سے روایات نقل ہیں۔

اور امام طبرانیؒ نے خصیفؒ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر ﷺ سے دریافت کیا کہ زنا اور قذف میں سے کون سی چیز زیادہ سخت ہے، فرمایا زنا، میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ پاک دامن ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نازل ہوئی ہے اس روایت کی سند میں یحیٰ حمانی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(۱۲) جب تم لوگوں نے یہ طوفان سنا تھا تو مسلمان مردوں یعنی مسطح اور مسلمان عورتوں یعنی حمنہ نے اپنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا جیسا کہ تم اپنی ماؤں کے ساتھ گمان کرتے ہو

اور زبان سے صاف طور پر یوں کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے۔

(۱۳) یہ جھوٹے لوگ اپنے اس قول پر چار عادل گواہ کیوں نہ لائے جو ان کی تصدیق کرتے، سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ قاعدہ کے مطابق نہیں لائے تو یہ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

(۱۴) اب اللّٰہ تعالیٰ اپنی رحمت کو ان مسلمانوں کے بارے میں بیان فرماتا ہے جو اس منافق کے کہنے میں آ گئے تھے اور انھوں نے اس میں حصہ لیا تھا کہ اے (حسان و مسطح) اگر تم پر اللّٰہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل میں تم پڑے تھے یعنی اس طوفان بدتمیزی میں تو تم پر دنیا و آخرت میں سخت عذاب واقع ہوتا۔

(۱۵) جب کہ تم اس جھوٹ بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے بیان کر رہے تھے اور اپنی زبانوں سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت اور اس کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں تھی اور تم اس طوفان کو معمولی سا گناہ سمجھ رہے تھے حالاں کہ وہ اللّٰہ کے نزدیک سزا اور گناہ کے اعتبار سے بہت بھاری بات ہے۔

(۱۶) اور تم نے جب اس بات کو سنا تھا تو اسی وقت کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ ایسی جھوٹی بے اصل بات اپنے منہ سے نکالیں، معاذ اللّٰہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

(۱۷) اللّٰہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا اور روکتا ہے کہ پھر کبھی ایسی حرکت مت کرنا جب کہ تم اس کی تصدیق کرنے والے ہو۔

(۱۸) اور اللّٰہ تعالیٰ تم سے واضح طور پر اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تم پر حد کا فیصلہ فرمایا۔

(۱۹) جو لوگ یعنی عبداللّٰہ بن ابی منافق یہ کوشش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان ﷺ میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو، ان سب کے لیے دنیا میں حد قذف ہے اور خاص طور پر عبداللّٰہ بن ابی منافق کے لیے آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوانؓ پاک دامن و بری ہیں اور تم اس جرم کی سزا کو نہیں جانتے۔

(۲۰) اور جن حضرات نے عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوانؓ پر بہتان نہیں لگایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللّٰہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اللّٰہ تعالیٰ مومنین پر بڑا شفیق اور بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۱ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۲۳ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ
اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۴ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ
اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝۲۵ اَلْخَبِيْثٰتُ
لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ
لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۲۶ ع

مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا۔ اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی بتائے گا اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں پاک نہ ہو سکتا مگر خدا جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۲۱)۔ اور جو لوگ تم میں صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہ دیں گے۔ ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۲۲)۔ جو لوگ پرہیز گار (اور) بُرے کاموں سے بے خبر اور ایماندار عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں اُن پر دُنیا اور آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور اُن کو سخت عذاب ہوگا (۲۳)۔ (یعنی قیامت کے روز) جس دن اُن کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں سب اُن کے کاموں کی گواہی دیں گے (۲۴)۔ اُس دن خدا اُن کو (اُن کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے (۲۵)۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔ یہ (پاک لوگ) ان (بدگویوں) کی باتوں سے بَری ہیں (اور) اُن کے لیے بخشش اور نیک روزی ہے (۲۶)

تفسیر سورۃ نور آیات (۲۱) تا (۲۶)

(۲۱) اب اللّٰہ تعالیٰ شیطان کی پیروی اور اس کے نقش قدم پر چلنے سے روکتا ہے کہ اے ایمان والو تلبیس ابلیس اور شیطانی وساوس کی پیروی مت کرو۔

کیوں کہ جو شخص تلبیس و وساوس شیطانی کی پیروی کرتا ہے تو شیطان تو نامعقول کام اور نامعقول باتیں کرنے اور ایسی ہی چیزوں کے ارتکاب کو کہے گا کہ جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ثبوت نہیں اگر تم پر اللّٰہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا کہ اس نے تمہیں ان باتوں سے حفاظت اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو تم میں سے کبھی کوئی موحد اور نیکو کار نہ ہوتا لیکن جو شخص اس کا اہل ہوتا ہے اللّٰہ تعالیٰ اسی کو توبہ اور نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے اللّٰہ تعالیٰ سب باتوں کو سنتا اور تمہیں اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

(۲۲) آیات برأت نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے شدت غیظ میں قسم کھائی تھی کہ اپنے ان رشتہ داروں کی کچھ مالی امداد نہ کریں گے جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کے اس معاملہ میں حصہ لیا

یعنی مسطح وغیرہ تو اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم میں سے جو حضرات بزرگی و شرافت والے اور دنیاوی وسعت والے ہیں ان کو یہ قسم نہیں کھانی چاہیے کہ وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے اور حضرت مسطح ﷛، حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے خالہ زاد بھائی تھے مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے بلکہ وہ لوگ ایسی قسموں کو چھوڑ دیں اور درگزر کریں اے ابوبکر صدیق ؓ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ تعالیٰ تو بڑا غفور رحیم ہے، حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے فرمایا بے شک اے میرے پروردگار میں اس بات کو پسند کرتا ہوں چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ نرمی اور احسان کا معاملہ شروع کر دیا۔

(۲۳) اگلی آیات اللہ تعالیٰ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جنھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس اتہام لگانے میں بڑا حصہ لیا تھا نازل فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ آزاد پاک دامن ہیں اور ایسی باتوں سے بالکل بے خبر ہیں اور ایمان دار ہیں، توحید خداوندی کی تصدیق کرنے والی ہیں یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان لوگوں یعنی عبداللہ بن ابی منافق پر دنیا و آخرت میں لعنت کی جاتی ہے کہ دنیا میں تو اس کے کوڑے لگیں گے اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا اور عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (الخ)

نیز ضحاک بن مزاحم ؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ خاص طور پر ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم ؒ نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت خاص طور پر حضرت عائشہ ؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اور ابن جریر ؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ جو کچھ میرے خلاف طوفان برپا کیا گیا میں اس سے بالکل بے خبر تھی، بعد میں اس چیز کی مجھے خبر ہوئی اسی دوران میں رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی پھر وحی کے بعد آپ سیدھے ہو کر بیٹھے اور اپنے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا، اس کے بعد فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری قبول کرو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ خوشخبری قبول کرتی ہوں، آپ کے شکریہ کے ساتھ نہیں قبول کرتی، چنانچہ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں، یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، اور امام طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الخبیثات کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیتیں حضرت عائشہ ؓ کے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جس وقت منافق مردود نے ان کے خلاف طوفان

برپا کیا تھا، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو جو کچھ یہ بکتے پھرتے تھے اس سے بری کر دیا۔

(۲۴) اور وہ قیامت کا دن ہوگا کہ جس دن عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ان کی زبانیں ان کی باتوں پر گواہی دیں گے اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے ان کاموں کی جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۲۵) اس روز اللّٰہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور اس روز ان کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے جو دنیا میں فرمایا تھا وہ حق ہے۔

(۲۶) اگلی آیت پھر ان منافقین افترا پردازوں کے بارے میں نازل فرما کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کی برأت کے واقعہ کو اللّٰہ تعالیٰ ختم فرماتا ہے کہ جو قول و فعل میں گندی عورتیں ہیں، وہ گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

اور کہا گیا کہ گندی عورتوں سے مراد حمنہ بنت جحش اور گندے مردوں سے مراد عبداللّٰہ بن ابی منافق اور اس کا ساتھ دینے والے ہیں، جیسا کہ مسطح اور قول و فعل میں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

تو پاکیزہ عورتوں سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا ہیں اور پاکیزہ مردوں سے مراد رسول اکرم ﷺ ہیں یہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوانؓ اس بات سے پاک ہیں جو منافقین بکتے پھرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں مغفرت اور جنت میں عزت کا رزق ہے۔

چنانچہ جب کسی مرد و عورت کی تعریف کی جاتی ہے اور وہ اس کے اہل ہوتے ہیں تو اس تعریف کی تصدیق کی جاتی ہے اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ یقیناً وہ ایسی تعریف کے قابل ہیں اور اس کے برعکس جب کسی مردوں کی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ اسی کے مستحق ہوتے ہیں تو اس برائی کی سب تائید کرتے ہیں اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ وہ ایسے ہی ہیں۔

شانِ نزول: اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (الخ)

نیز طبرانیؒ نے دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ آیت کا یہ حصہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (الخ) ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جو رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ نیز طبرانیؒ نے حکم بن عتیبہ سے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ میں حصہ لیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کے پاس قاصد بھیجا اور فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا لوگ کیا کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں خود سے اپنی کسی چیز کی برأت نہیں کرتی، جب تک کہ میری برأت آسمان سے نازل نہ ہو، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں نازل فرمائیں۔ اس کے بعد حکم بن عتیبہ نے لِلْخَبِيْثِيْنَ تک آیتیں پڑھ کر سنائیں، یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ
تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ
ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا
فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ
لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا
يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ
بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ
غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا
عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ
زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾
وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ
اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾
وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ
اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا
تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور اُن کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم یہ نصیحت اس لیے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو (۲۷)۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے (۲۸)۔ (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی بستا نہ ہو اور اس میں تمہارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے (۲۹)۔ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ اُن کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا اُن سے خبردار ہے (۳۰)۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اُس میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز اُن خدام کے، جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگھار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) اُن کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۳۱)۔ اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا اُن کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا، اور خدا (بہت) وسعت والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے (۳۲)۔ اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں، یہاں تک کہ خدا اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو اُن سے مکاتبت کرلو اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اُس میں سے اُن کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرنا اور جو اُن کو مجبور کرے گا تو اُن (بیچاریوں) کے مجبور کیے جانے کے بعد خدا بخشنے والا مہربان ہے (٣٣)۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُن کی خبریں اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت (٣٤)

تفسير سورة نور آيات (٢٧) تا (٣٤)

(٢٧) اے ایمان والو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل ہو جب تک کہ تم ان سے اجازت نہ لے لو اور اس سے پہلے ان کو سلام نہ کرلو اور یہ سلام کرنا اور اجازت لے کر جانا تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ داخل ہو۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا (الخ)

فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے عدی بن ثابتؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری عورت نے آکر عرض کیا یارسول اللہؐ میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ اس حالت میں مجھے کوئی اور شخص نہ دیکھے اور میرے پاس میرے خاندان کے آدمی آتے رہتے ہیں اور میں اسی حالت میں ہوتی ہوں تو ایسی صورت میں، میں کیا کروں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں نہ داخل ہو۔

(٢٨) پھر اگر ان گروہوں میں تمہیں کوئی اجازت دینے والا معلوم نہ ہو تب بھی بغیر اجازت کے مت جاؤ جب تک کہ تمہیں گھر کے مالک کی طرف سے داخلہ کی اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ اس وقت لوٹ جاؤ تو تم فوراً لوٹ آیا کرو اور دو دروازوں پر جمے نہ رہا کرو، یہ فوراً لوٹ آنا تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم وہیں دروازوں پر کھڑے رہو اور تم جو اجازت طلب کرتے ہو اور نہیں طلب کرتے، اللہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر ہے۔

(٢٩) اب اللہ تعالیٰ اس قسم کے گھروں میں جن میں گھر کے طور پر کوئی نہیں رہتا ہے جیسا کہ مسافر خانہ اور راستوں پر سرائے وغیرہ جانے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے کہ تمہیں اس قسم کے مکانات میں خاص اجازت کے بغیر چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا جن میں گھر کے طور پر کوئی نہ رہتا ہو، جیسا کہ مسافر خانہ اور اس میں تمہارے لیے گرمی اور سردی سے بچاؤ کا سامان بھی ہو اور تمہارا اجازت لینا اور سلام کرنا ایسے ہی سلام و اجازت کا جواب دینا ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

شان نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل بن حیانؒ سے روایت کیا ہے کہ جب گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ پھر قریش کے ان تاجروں کے بارے میں کیا حکم ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور شام کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں اور راستوں پر ان کے متعین شدہ مکانات ہیں (یعنی مسافر خانے) تو وہ ان مکانوں میں کیسے اجازت طلب کریں اور کیوں کر وہاں سلام کریں جب کہ ان میں کوئی رہنے والا نہیں، تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی تمہیں اس قسم کے مکانات میں خاص اجازت کے بغیر چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۳۰) اور آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجیے کہ وہ حرام چیزوں کے دیکھنے سے اپنی نگاہیں روکے رکھیں اور حرام کام سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ آنکھ اور شرم گاہ کی حفاظت ان کے لیے زیادہ درستگی اور نیکی کا باعث ہے اور نیکی اور بدی جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔

(۳۱) اور اسی طرح آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں حرام اور مردوں کے دیکھنے سے نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع اور زیورات وغیرہ کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس کے کپڑوں میں سے غالباً کھلا رہتا ہے (جیسا کہ پیر) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں اور پٹیوں پر ڈالے رکھا کریں اور ان کو باندھ لیا کریں اور اپنی زینت کے مواقع مذکورہ کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنا بیٹوں پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر جو دوسری بیوی سے ہوں یا اپنے نسبی یا رضاعی بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنی نسبی یا رضاعی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں پر کیوں کہ یہودیہ، نصرانیہ، مجوسیہ، کافرہ عورتوں کے سامنے زینت کے مقامات کھولنا جائز نہیں یا ان باندیوں پر جو کہ تمہاری ملکیت میں داخل ہیں یا ان مردوں اور عورتوں پر جو کہ ان کے خاوندوں کے پاس محض طفیلی طور پر رہتے ہیں اور ان کو عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو جیسا کہ خصی اور بہت بوڑھا آدمی یا ایسے کمسن لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی تک واقف نہیں ہوئے ہیں یعنی کمسنی کی وجہ سے عورتوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتے اور نہ عورتیں ان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر سکتی ہیں تو ان کے سامنے زیورات ہاتھ پیر کے کھلے رہنے میں کوئی حرج نہیں اور پردے کا اہتمام یہاں تک رکھیں کہ ایک پیر کو دوسرے پیر پر مت ماریں کہ ان کا مخفی زیور مثلاً پازیب معلوم ہو جائے۔

اور اے مسلمانو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے توبہ کرو تا کہ

تم اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے نجات پاؤ۔

شانِ نزول: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ جابر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بن مرثد اپنے کھجوروں کے باغ میں تھیں تو ان کے پاس عورتیں چادریں اچھی طرح اوڑھ کر نہیں آتی تھیں جس سے ان کے پیروں کے زیورات یعنی پازیب اور ان کے سینے اور مینڈھیاں کھل جاتی تھیں تو اس پر حضرت اسماء ﷺ نے فرمایا کہ یہ کس قدر بڑی چیز ہے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اور ابن جریرؒ نے حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے چاندی کے پازیب بنوائے تھے اور پاؤں کے کڑے بھی تو اس کا ایک قوم پر سے گزر ہوا، اس نے اپنا پیر زور سے رکھا تو پازیب کڑوں پر گر پڑے جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی تب آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ (الخ) یعنی اپنے پیر زور سے نہ رکھیں۔

(۳۲) اور تمہاری لڑکیوں اور بہنوں میں سے یا کہ تمہارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے جو غیر شادی شدہ ہوں ان کی تم شادی کر دیا کرو اور اسی طرح تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اور اگر وہ آزاد آدمی مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ آزاد و غلام کو روزی میں بہت وسعت والا اور ان کی روزی کو جاننے والا ہے۔

(۳۳) اور ایسے لوگ جن کے پاس نکاح کرنے کی گنجائش نہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو زنا سے بچائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگلی آیت کریمہ جو یطب بن عبدالعزیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کا ایک غلام تھا، اس نے ان سے مکاتب (غلام جس سے معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) ہونے کی درخواست کی تھی تو انھوں نے اس کو مکاتب نہیں کیا تھا۔

اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب بنا دیا کرو، اگر ان میں بہترائی اور وفاء عہد کے آثار پاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے دیے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے ان کو بھی دو، تاکہ یہ بدل کتابت جلدی ادا کر کے آزاد ہو جائیں، یا یہ کہ اس آیت میں مالک کو بدل کتابت کا تہائی حصہ چھوڑنے کی ترغیب دی ہے۔

اگلی آیت عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں کے پاس لونڈیاں تھیں یہ ان سے زبردستی زنا کراتے تھے تاکہ ان کی کمائی اور اولاد حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے اس کام کو منع فرما دیا

اور اس کو حرام کر دیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا کرنے پر مجبور مت کرو، بالخصوص جب کہ وہ زنا سے پاک دامن رہنا چاہیں، محض اس لیے کہ ان کی کمائی اور اولاد تمہیں حاصل ہو جائے اور جو شخص۔ ان باندیوں کو زنا پر مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ مجبور کیے جانے اور ان کی توجہ کرنے کے بعد ان کی مغفرت فرمانے والے اور مرنے کے بعد ان پر رحمت فرمانے والا ہے۔

شان نزول: وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ (الخ)

ابن السکنؒ نے معرفۃ صحابہ میں عبداللہ بن صبیحؒ سے ان کے والد کے ذریعے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں جو یطب بن عبدالعزیٰ کا غلام تھا میں نے ان سے مکاتب (وہ غلام جس سے معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) ہونے کی درخواست کی، انھوں نے مکاتب کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو تم سے مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب کر دیا کرو۔

شان نزول: وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (الخ)

امام مسلمؒ نے ابی سفیان کے طریق سے جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق اپنی باندی سے کہتا تھا کہ جا اور زنا کر کے ہمارے لیے کچھ لا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز امام مسلمؒ نے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے ایک باندی مسیکہ اور دوسری امیمہ نامی تھی، یہ ان دونوں باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور کیا کرتا تھا ان دونوں نے رسول اکرم ﷺ سے آ کر شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی مملوکہ باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کیا کرو الخ۔

اور امام حاکمؒ نے ابی الزبیر کے طریق سے جابر ﷺ سے روایت کیا ہے کہ مسیکہ نامی انصار میں سے کسی کی باندی تھی اس نے آ کر عرض کیا کہ میرا آقا مجھے زنا کرانے پر مجبور کرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزارؒ اور طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک باندی تھی جو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا کرتی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں تو اب کبھی بھی زنا نہیں کروں گی اور ابن ابی نے اس کو مجبور کیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور بزار نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت انس ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی نے اس میں باندی کا نام معاذہ ذکر کیا ہے اور سعید بن منصور نے عمرو بن دینار کے واسطہ سے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق کی مسیکہ اور معاذہ نامی دو باندیاں تھیں وہ ان کو زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا تو ان میں سے ایک باندی کہنے لگی اگر یہ اچھی چیز ہے تو میں نے اس سے بہت فائدہ

حاصل کرلیا اور اگر یہ بری بات ہے تو مجھے اس کا چھوڑ نا ضروری ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۴) اور ہم نے تمہارے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین حلال وحرام اور اوامر ونواہی زنا وفواحش سے بچنے کے واضح احکامات بھیجے ہیں اور مسلمان اور کافروں میں سے جو لوگ تم سے پہلے گزر رہے ہیں ان کی بعض حکایات اور زنا اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے نصیحت کی چیزیں بھیجی ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ
زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ
اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾
رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ
وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ﴿۳۷﴾
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ
بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ
اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ
فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ
ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ
ع لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور خدا (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کو (سمجھانے کے) لیے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۳۵)۔ (وہ قندیل) اُن گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کیے جائیں۔ اور وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) اُن میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں (۳۶)۔ (یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت۔ وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں (۳۷)۔ تاکہ خدا اُن کو اُن کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے گا۔ اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔ اور جس کو چاہتا ہے خدا بے شمار رزق دیتا ہے (۳۸)۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اُسے کچھ بھی نہ پائے۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اُسے اُس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے (۳۹)۔ یا (اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چلی آتی (ہو) اور اُس کے اُوپر اور لہر (آرہی ہو) اور اُسکے اوپر بادل ہو، غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔ ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔ اور جس کو خدا روشنی نہ دے اُس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی) (۴۰)

تفسیر سورة نور آیات (۳۵) تا (٤٠)

(۳۵) اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کو ہدایت دینے والا ہے اور ہدایت منجانب اللہ دو قسم کی ہوتی ہے تعریف اور بتیان یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ اور زمین کو نباتات اور پانی کے ذریعے مزین کرنے والا اور رونق دینے والا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں میں سے مسلمانوں کے دلوں کو روشن و منور کرنے والا ہے، مسلمانوں کے اس نور یا یہ کہ مسلمان کے دل میں جو نور خداوندی ہے اس کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ رکھا ہے اور وہ چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے اور وہ ایسا شفاف ہے جیسا ان پانچ ستاروں یعنی عطارد، زہری، مشتری، بہرام، زحل میں سے ایک چمکدار ستارہ ہو اور اس قندیل میں ایک نہایت سفید درخت کا تیل دیا جاتا ہو اور وہ زیتون کا درخت جو جنگل میں بلندی پر ہے نہ اسے شرقی سایہ پہنچتا ہے اور نہ غربی سایہ یا یہ کہ ایسے مکان پر ہے کہ نہ سورج کے نکلنے کے وقت اس پر دھوپ پڑتی ہے اور نہ سورج کے غروب ہونے کے وقت اور اس درخت کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا اور اگر آگ لگ بھی گئی تو ''نور علی نور'' ہے یعنی ایک تو خود چراغ میں روشنی ہے اور پھر قندیل اس قدر نورانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زیتون کا تیل خود صاف اور روشن ہے چنانچہ جس میں اس چیز کی صلاحیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس نور معرفت کے ساتھ یا یہ کہ اپنے دین کے ساتھ سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت کا نور ہے جو اپنے آباء کی اصلاب میں ودیعت تھا اخیر تک اسی وصف کے ساتھ۔

رسول اکرم ﷺ کا نور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذات میں مسلم حنیف کی صورت میں ظاہر ہوا اور زیتون سے مراد وہ دین حنیف ہے کہ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور رہا یہ کہ اس کا تیل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعمال صالحہ کی حالت ہے کہ اسی وصف کے ساتھ ان کے آباء کی پشت میں منور ہونے کو ہیں اور وہ چراغ ایک نہایت سفید درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے یہ حالت عجیبہ رسول اکرم ﷺ کے نور کی ہے اور اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے یعنی اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ سرفراز نہ کیا جاتا تب بھی ان میں یہ نور ودیعت تھا یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت

ابراہیم کو اپنا مقرب نہ بناتا تب ان میں اس نور کو ودیعت نہ فرماتا یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندہ کو اس نور ہدایت کے ساتھ سرفراز نہ فرماتا تو اس میں یہ نور ہی نہ ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے معرفت خداوندی کی حقیقت بیان فرماتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس نعمت کے ساتھ سرفراز فرمانے میں بخوبی واقف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کی ایک عجیب کیفیت بیان فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے منافع اور خوبیوں کا بھی تذکرہ فرمایا تاکہ انسان اس کا شکر ادا کریں۔

یعنی جیسا کہ چراغ کی روشنی سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت خداوندی بھی ایک نور ہے جس کے ذریعے سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل ایک نور ہے کہ جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت بھی ہدایت حاصل کرنے کے لیے نور ہے اور جس طرح چمک دار اور روشن ستاروں سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح معرفت خداوندی سے بھی کفر و شرک کی تاریکیوں میں نجات حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل میں تیل صاف سفید زیتون کے درخت سے پہنچایا جاتا ہے اسی طرح بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ زیتون کا درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی اسی طرح مومن کا دین بھی حنفی ہے نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی اور جیسا کہ زیتون کا تیل خود بخود جل اٹھے گا اگرچہ ابھی تک اس کو آگ بھی نہ چھوئے، اسی طرح مومنین کے ایمان کے جو احکامات ہیں خود بخود ہی تعریف کے قابل ہیں، اگرچہ اس کے ساتھ اور دیگر فضائل نہ ہوں۔

اور جیسا کہ چراغ قندیل اور طاق یہ سب نور علی نور ہے، اسی طرح معرفت خداوندی بھی نور اور قلب مومن بھی نور اور اس کا سینہ بھی نور اور داخلہ کی جگہ بھی نور اس کے نکلنے کی جگہ بھی نور اور مومن نور علی نور ہے اور جو اس چیز کے لائق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس نور کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، غرض کہ اللہ تعالیٰ نے معرفت خداوندی کی یہ عجیب کیفیت بیان فرمائی ہے۔

(۳۶) اور وہ نور معرفت کی قندیلیں ایسے گھروں یعنی مساجد میں لگی ہوئی ہیں کہ جن کے بنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان مساجد میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی جاتی ہے اور ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۳۷) جن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت یا پانچوں نمازوں کے اوقات سے اور بالخصوص پانچوں کو کمال وضو، رکوع اور سجود

اور تمام آداب کے ساتھ ادائیگی سے اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے خرید و فروخت غفلت میں نہیں ڈالتی اور وہ ایسے دن یعنی قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت تبدیل ہو جائے گی ایک وقت کو پہچانیں گے اور دوسرے وقت کو نہیں پہچانیں گے۔

(۳۸) اور ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال دنیویہ کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے اسی جزا پر اور بھی زیادہ دے گا یعنی ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار اور بغیر حساب کے دے دیتا ہے۔

(۳۹) اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا تو ان کے اعمال کی آخرت میں یہ حالت ہوگی کہ جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا آدمی اس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب دوڑتا ہوا اس کے پاس آئے تو وہاں پینے کی کوئی چیز بھی نہ پائے، اسی طرح کافر قیامت کے دن اپنے عمل کا کچھ بھی ثواب نہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے گناہوں کی سزا پائے گا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے عذاب کے لیے مستعد پائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پوری پوری سزا دے دی اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے یا یہ کہ جس کی میعاد آجاتی ہے تو پل بھر میں اس کے حساب کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

(۴۰) یا یہ کہ کافر کے دل میں کفر کی تاریکی کی حالت ایسی ہے جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس سمندر کو ایک بڑی موج نے ڈھانپ لیا ہو بلکہ اس لہر کے اوپر دوسری لہر ہو اور پھر اس کے اوپر بادل ہو، یہی حالت کافر کے دل کی ہے کہ اس کے دل میں جو گندگی اور تاریکی ہے وہ سمندر کی تاریکی کی طرح ہے اور اس کے دل کی حالت بڑے گہرے سمندر کی سی ہے اور اس کا سینہ اس لہر کی طرح ہے جس نے سمندر کی اصلی سطح کو ڈھانپ لیا ہو اور اس کے اعمال کی مثال اس اوپر والے بادل کی طرح ہے کہ جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور ان کے سینوں پر مہر لگا دی ہے سو یہ اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں تو ایسی تاریکیوں میں اگر کوئی اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو دیکھنا تو درکنار دیکھنے کا احتمال بھی نہیں، اسی طرح کافر اپنے دل کی تاریکی کی شدت سے حق اور ہدایت کے راستہ کو نہیں دیکھ سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں نور معرفت نہ دے اس کے لیے آخرت میں بھی نور معرفت نہیں یا یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں دولت ایمان کے ساتھ سرفرازی نہ عطا فرمائے اس کے لیے آخرت میں بھی ایمان پر کچھ صلہ نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ
عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ
سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ
وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾
يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ
اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ
وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ
بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا
اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ
اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی۔ اور سب اپنی نماز اور تسبیح (کے طریقے) سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے (۴۱)۔ اور آسمان اور زمین کی بادشاہی خدا کے لئے ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۴۲)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر اُن کو آپس میں ملا دیتا ہے۔ پھر اُن کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے مینہ نکل (کر برس) رہا ہے۔ اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں اُن سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے۔ اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو (خیرہ کر کے بینائی کو) اُچکے لیے جاتی ہے (۴۳)۔ اور خدا ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اہلِ بصارت کے لیے اس میں بڑی عبرت ہے (۴۴)۔ اور خدا ہی نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ تو اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۴۵)۔ ہم ہی نے روشن آیتیں نازل کی ہیں۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے (۴۶)۔ اور (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور رسول پر ایمان لائے اور (اُن کا) حکم مان لیا۔ پھر اس کے بعد اُن میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ صاحب ایمان ہی نہیں ہیں (۴۷)۔ اور جب اُن کو خدا اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسولِ خدا) اُن کا قضیہ چکا دیں تو اُن میں سے ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے (۴۸)۔ اور اگر (معاملہ) حق (ہو اور) اُن کو (پہنچتا) ہو تو اُن کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں (۴۹)۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا (یہ) شک میں ہیں یا اُن کو یہ خوف ہے کہ خدا اور اس کا رسول اُن کے حق میں ظلم کریں گے (نہیں) بلکہ یہ خود ظالم ہیں (۵۰)

تفسیر سورة نور آیات (۴۱) تا (۵۰)

(۴۱-۴۲) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ سب اللّٰہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں میں فرشتے ہیں اور زمین میں جتنے مومنین ہیں بالخصوص پرند بھی اللّٰہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کو جو بھی اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے التجا کرے اور اس کی پاکی بیان

کرے اپنی اپنی دعا اور تسبیح کا طریقہ معلوم ہے۔

یا یہ مطلب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا اور جو اس کی پاکی بیان کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی پاکی بیان کرنا معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان سب کے افعال کا خواہ اچھے ہوں پورا علم ہے۔

اور آسمانوں کے خزانے یعنی بارش وغیرہ اور زمین کے خزانے یعنی نباتات وغیرہ سب اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور مرنے کے بعد سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۴۳) کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بادل کو دوسرے بادل کی طرف چلاتا ہے اور پھر اس بادل کے مجموعہ کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر اس کو تہہ بہ تہہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے بیچ میں سے نکل کر آتی ہے اور پھر اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں سے اولے برساتا ہے اور پھر ان اولوں سے جو اس سزا کا مستحق ہوتا ہے اس پر گرا کر اس کو سزا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنے اس عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔

اور اس بادل میں سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے اس کی چمک کی تیزی کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ بینائی چھین لے گی۔

(۴۴) اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بھی بدلتا رہتا ہے کہ رات ختم ہوئی اور دن آیا اور دن پورا کیا تو رات کو لایا ان تمام مذکورہ بالا چیزوں میں دین میں سمجھ و بصیرت رکھنے والوں یا صرف آنکھوں سے دیکھنے والوں کے لیے استدلال کا موقع ہے۔

(۴۵) اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہر ایک چلنے والے جانور کو نر اور مادہ کے پانی سے پیدا کیا تو کچھ تو وہ جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں جیسا کہ سانپ وغیرہ اور کچھ ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ انسان وغیرہ اور کچھ ان میں وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ مویشی وغیرہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(۴۶) ہم نے بذریعہ جبریل امین اوامر و نواہی کے واضح احکامات اور دلائل نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ جس کو اہل سمجھتا ہے اسے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی طرف خاص ہدایت فرماتا ہے۔

(۴۷) یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان بن عفان ؓ کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا اور حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ کے ساتھ

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کے لیے جارہے تھے تو ان کی قوم نے ان کو جانے سے منع کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی۔

کہ قوم عثمان ﷺ دعویٰ تو کرتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر سچائی کے ساتھ ایمان لے آئے اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا اسے ہم نے دل سے مانا، پھر اس ایمان واطاعت کے دعوے کے بعد ان کا ایک گروہ حکم الٰہی سے سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے نہیں۔

(۴۸) اور جب یہ لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول کتاب خداوندی اور حکم خداوندی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں سے ایک گروہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کے فیصلہ سے پہلو تہی کرتا ہے۔

شان نزول: وَاِذَا دُعُوْآ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ جب کسی انسان کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہوتا تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بلایا جاتا تھا اور اگر وہ حق پر ہوتا تھا اور کلی طور پر اسے اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا (تو چلا آتا تھا) اور جس وقت یہ سمجھتا تھا کہ اس نے کسی پر ظلم کیا ہے پھر اس کو رسول اکرم صلی ﷺ کی خدمت میں بلایا جاتا تھا تو رُوگردانی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں کے پاس چلو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۴۹) اور اگر اتفاق سے ان کے حق میں فیصلہ ہو تو خوشی خوشی تیزی کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں چلے آئیں۔

(۵۰) آیا اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شک ونفاق کا مرض یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول فیصلہ میں ان پر ظلم نہ کرنے لگیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور اپنے ایمان میں یہ سچے نہیں بلکہ ان کے اندر نفاق کا مرض ہے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ
بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ
يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا
تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا
حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى
الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ
شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا
تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ
ع وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ اُن میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سُن لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱)۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اُس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مُراد کو پہنچنے والے ہیں (۵۲)۔ اور (یہ) خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم اُن کو حکم دو تو (سب گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ۔ پسندیدہ فرمانبرداری (درکار ہے) بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۵۳)۔ کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسولِ خدا کے حکم پر چلو۔ اگر مُنہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو اُن کے ذمّے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمّے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پا لو گے اور رسول کے ذمّے تو صاف صاف (احکامِ خدا کا) پہنچا دینا ہے (۵۴)۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو مُلک کا حاکم بنا دے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے مستحکم اور پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں (۵۵)۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے (۵۶)۔ (اور) ایسا خیال نہ کرنا کہ تم پر کافر لوگ غالب آ جائیں گے۔ (وہ جا ہی کہاں سکتے ہیں) اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (۵۷)

تفسیر سورۃ نور آیات (۵۱) تا (۵۷)

(۵۱) اب اللہ تعالیٰ کامل مومنوں کا ذکر فرماتا ہے جیسا کہ حضرت عثمان ﷛ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے پاس جاؤں گا اور آپ ہمارے درمیان جو فیصلہ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ خالص ایمان والوں کی شان اور ان کا قول تو یہ ہے کہ جس وقت ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ رسول ان کے درمیان خدائی فیصلہ فرمائے تو وہ بخوشی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس کو ہم نے مان لیا اور یہی حضرات یعنی حضرت عثمان ﷛، اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے آخرت میں فلاح پائیں گے۔

(۵۲) اور اگلی آیت بھی حضرت عثمان بن عفان ﷛ کے بارے میں ان کی اس درخواست پر نازل ہوئی، انھوں

نے عرض کیا تھا اللہ کی قسم یا رسول اللہ اگر آپ کی رضا ہو تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کر دوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں فرما رہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور سابقہ چیزوں پر اللہ سے ڈرے اور آئندہ اس کی مخالفت سے بچے، ایسے ہی حضرات جنت حاصل کر کے بامراد اور دوزخ سے دور ہوں گے۔

(۵۳) اور حضرت عثمان قسم کھا رہے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو سارا مال اللہ کے راستے میں نکال دیں، آپ ان سے فرما دیجیے اطاعت و فرمانبرداری کرو جو تم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کو نیکی و بدی کی پوری خبر ہے۔

(۵۴) اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرما دیجیے کہ فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اور سنن و احکام میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو سمجھ لو کہ رسول کے ذمہ تو وہی تبلیغ کا کام ہے اور تمہارے ذمہ اطاعت اور فرمانبرداری کا کام ہے۔

سو اگر تم نے احکام اللہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی تو گمراہی سے نکل کر سیدھے راستے پر جا لگو گے اور رسول کے ذمہ احکام خداوندی کا صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۵۵) اے اصحاب محمد ﷺ تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو یکے بعد دیگرے زمین پر حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو یعنی بنی اسرائیل میں سے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کو حکومت دی تھی یا یہ کہ ان کو سرزمین مکہ میں اتارے گا جیسا کہ ان سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اتارا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اس کو غلبہ دے گا اور مکہ مکرمہ میں جو ان کو اپنے دشمن کا خوف ہے تو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اس کو مبدل با امن کر دے گا بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں میری عبادت کریں اور میرے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد ظہور اس غصہ اور امن کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

شانِ نزول: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (الخ)

امام حاکم نے ابی بن کعب سے روایت نقل کی ہے اور طبرانی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے ان کو پناہ دی تو تمام عرب ان کی مخالفت پر متفق ہو گئے چنانچہ رات کو بھی ہتھیار پاس رکھ کر سوتے تھے اور بغیر ہتھیار کے کہیں نہیں جاتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم ایسے اطمینان کے ساتھ رات گزاریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس وقت سخت

پریشانی کی حالت میں تھے۔
(۵۶) اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو اور احکامات میں رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔
(۵۷) اے محمد ﷺ کفار مکہ کے متعلق یہ خیال مت کرنا کہ وہ عذاب الٰہی سے زمین میں بھی چھٹکارا پا جائیں گے اور آخرت میں تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے کہ شیاطین سمیت اس میں داخل ہوں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ
وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى
بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۸
وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا
اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۹ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ
لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ
خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۶۰ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ
وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ
بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا
فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً
طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۶۱ ع

مومنو! تمہارے غلام لونڈیاں اور جو بچے تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے، تین دفعہ (یعنی تین اوقات میں) تم سے اجازت لیا کریں۔ (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (اور دوسرے گرمی کی) دوپہر کو جب تم کپڑے اُتار دیتے ہو اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے (کے) ہیں ان کے (آگے) پیچھے (یعنی دوسرے وقتوں میں) نہ تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ اُن پر۔ کہ (کام کاج کے لیے) ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہو۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں تم سے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور خدا بڑا علم والا اور حکمت والا ہے (۵۸)۔ اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو اُن کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح اُن سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۵۹)۔ اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی اور وہ کپڑے اُتار کر سر ننگا کر لیا کریں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں۔ اور اگر اس سے بھی بچیں تو (یہ) اُن کے حق میں بہتر ہے اور خدا سُنتا جانتا ہے (۶۰)۔ نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں یا اُس گھر سے جس کی کُنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں

سے (اور اس کا بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھانا کھاؤ یا جدا جدا۔ اور جب گھروں میں جایا کرو تو (اپنے گھر والوں) کو سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (۶۱)

تفسیر سورۃ نور آیات (۵۸) تا (۶۱)

(۵۸) اے ایمان والو تمہارے پاس آنے کے لیے تمہارے چھوٹے غلاموں کو اور تمہارے آزادوں کو جو ابھی تک حد بلوغ کو نہیں پہنچے، تین وقتوں میں اجازت لینی چاہیے ایک تو صبح صادق کے وقت نماز صبح سے پہلے اور دوپہر کو آرام کے وقت ظہر کی نماز پڑھنے تک اور تیسرے نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک، یہ تین وقت تمہارے پردہ اور خلوت کے ہیں، حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا تھا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان تینوں خلوت کے وقتوں میں ہمارے بچوں اور خادموں کو بلا اجازت آنے کی ممانعت فرمادے چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اوقات کے علاوہ پھر بلا اجازت آنے جانے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ فرمایا کہ ان تین اوقات کے علاوہ نہ گھر والوں پر کوئی الزام ہے اور نہ ان نابالغ لڑکوں اور خادموں پر کیوں کہ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس اور بہر حال بڑے غلام اور نوجوان لڑکے ان کو آنے کے لیے ہر مرتبہ اجازت لینا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اوامر ونواہی کو کھول کھول کر بیان کرتا رہتا ہے جیسا کہ ان احکامات کو بیان کیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا اور حکمت والا ہے، چنانچہ بڑوں کو آنے کے لیے ہر مرتبہ اجازت لینے کا حکم دیا۔

(۵۹) اور جس وقت تمہارے نابالغ لڑکے اور غلام حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی ہر وقت آنے کے لیے اسی طرح اجازت لینی چاہیے جیسا کہ ان سے بڑی عمر والے ان کے بھائی اجازت لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام بیان فرمائے اسی طرح وہ تم سے اپنے اوامر ونواہی بیان کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کا جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ بڑوں کو ہر وقت آنے جانے کے لیے اجازت لینے کا حکم فرمایا۔

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو اور ان کو کسی سے شادی کرنے کی کوئی امید اور خواہش نہ باقی رہی ہو تو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زیادہ کپڑے یعنی چادر وغیرہ اتار دیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کے سامنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں جیسا کہ چہرہ وغیرہ لیکن اگر نامحرم کے سامنے اس کے کھولنے سے بھی احتیاط رکھیں اور چادر سے مواقع زینت کو چھپالیں یہ ان کے لیے اظہار سے بہتر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

(۶۱) جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی تو صحابہ کرام ؓ اس آیت کے نزول کے بعد

ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس کرنے لگے تھے کہ مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے اور اس سے ڈرنے لگے تھے بالخصوص محتاجوں کے ساتھ کھانے پینے میں اللہ تعالیٰ نے مشترک طریقہ پر کھانے پینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا اندھے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والے پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور نہ لنگڑے آدمی کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج ہے اور نہ بیمار کے ساتھ کھانے میں اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں کوئی حرج ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے گھروں سے بغیر اجازت کے عدل وانصاف کے ساتھ کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانے یا کسی کو کھلانے میں ہر ایک طریقہ سے کوئی مضائقہ نہیں یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کے مالوں کی چابیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی غلام، لونڈیاں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے مالک بن زید اور حارث بن عمار دونوں دوست تھے ان کے بارے میں یہ آخری جملہ نازل ہوا اور پھر اس چیز میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر عدل وانصاف کے ساتھ کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ اس آیت میں اندھے، لنگڑے اور بیمار سب شامل ہو گئے۔

پھر جب تم اپنے گھروں یا مساجد میں جانے لگا کرو اور وہاں کوئی نہ ہو تو خود کو سلام کرلیا کرو یعنی السلام علینا من ربنا کہہ لیا کرو جو تمہارے لیے دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور یہ ثواب ملنے کی وجہ سے برکت والی چیز اور مغفرت کے ساتھ عمدہ چیز ہے۔

جیسا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح وہ اوامر ونواہی بیان فرماتا ہے تا کہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تم اس کو سمجھو۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (الخ)

(٦١) عبدالرزاقؒ نے بواسطہ معمر ابن ابی نجیحؒ مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی لنگڑے، اندھے اور بیمار کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لے جایا کرتا تھا تو یہ محتاج اس چیز میں تنگی محسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں دوسروں کے گھر لے جایا جاتا ہے تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں اجازت کے طور پر نازل ہوگئی کہ نہ تو اندھے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے۔

اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (الخ) نازل فرمائی، اس آیت کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈر

گئے اور کہنے لگے کہ کھانا تو اور اموال سے افضل ہے تو لہٰذا ہم میں سے کسی کو کسی کے یہاں کھانا حلال نہیں ہے تو سب نے اس سے احتیاط کرنا شروع کر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى سے مَفَاتِحَهٗ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہ مدینہ والے رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے ساتھ اندھے بیمار اور لنگڑے کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے کیوں کہ اندھا آدمی تو عمدہ کھانوں کو نہیں دیکھ سکتا اور بیمار تندرست کی طرح خوب سیر ہو کر کھانا نہیں کھا سکتا اور لنگڑا کھانے میں مزاحمت نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کھلانے میں اجازت دے دی۔

نیز مقیم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے سے ڈرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارث ﷛ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے اور اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لیے خالد بن زید کو چھوڑ دیا، چنانچہ خالد بن زید ﷛ کو ان کے گھر سے کھانا کھاتے ہوئے ایک حجاب سا ہوا اور خالد مفلس آدمی تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

شانِ نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الخ)

بزارؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ ﷝ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول ﷺ کے ساتھ سفر میں جانے کو پسند کرتے تھے چنانچہ وہ اپنے اموال کی کنجیاں اپنے محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نے تمہیں اجازت دے دی ہے جو تمہاری طبیعت چاہے سو کھاؤ مگر وہ پسماندہ حضرات کہتے تھے کہ ہمارے لیے ان کی چیزوں کا کھانا حلال نہیں ہے کیوں کہ انھوں نے ہمیں خوشی سے اجازت نہیں دی اس پر اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ سے اَوْمَامَلَكْتُ مَفَاتِحَه (الخ) تک آیت نازل فرمائی۔ یعنی ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں، کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور ابن جریرؒ نے زہری سے روایت کیا ہے کہ ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے آیت کریمہ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى (الخ) میں اندھے لنگڑے اور بیمار کا ذکر کیا گیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اس چیز کے بارے میں مجھے عبداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمان جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے محتاجوں کو گھروں پر چھوڑ جاتے اور انھیں اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے اور ان سے کہہ جاتے کہ ہم نے تمہیں مکمل اختیار دے دیا ہے جو ہمارے گھروں میں ہے سو کھاؤ پیو مگر وہ لوگ اس چیز میں تنگی محسوس کرتے اور کہتے کہ ان کی عدم موجودگی میں ہم ان کے گھروں میں نہیں جائیں گے تو یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اجازت دینے کے لیے نازل فرمائی ہے۔ نیز قتادہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عرب کے ایک قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس قبیلہ کا کوئی بھی فرد تنہا کھانا نہیں کھاتا تھا اور اپنا دن کا کھانا اٹھا کر رکھ لیتا تھا جب تک کہ اس کو ساتھ کھانے کے لیے کوئی نہ ملے

جب کوئی ساتھی مل جاتا تب کھاتا اور نیز عکرمہ ؓ اور ابو صالح ؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے یہاں جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو جب تک مہمان ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا اس وقت تک یہ بھی کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز کی اجازت مرحمت فرمانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝

مومن تو وہ ہیں جو خدا پر اور اُس کے پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لیے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبر خدا کے پاس جمع ہوں تو اُن سے اجازت لیے بغیر چلے نہیں جاتے۔ اے پیغمبرؐ جو لوگ تم سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو جب یہ لوگ تم سے کسی کام کے لیے اجازت مانگا کریں تو اُن میں سے جسے چاہا کرو اجازت دے دیا کرو اور اُن کے لیے خدا سے بخشش مانگا کرو کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۶۲)۔ مومنو پیغمبر کے بُلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بُلاتے ہو۔ بے شک خدا کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ اُن کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) اُن پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو (۶۳)۔ دیکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے جس (طریق) پر تم ہو وہ اُسے جانتا ہے۔ اور جس روز لوگ اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو جو لوگ عمل کرتے رہے وہ اُن کو بتا دے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۶۴)

تفسير سورة نور آيات (٦٢) تا (٦٤)

(۶۲) سچے ایماندار تو وہی ہیں جو ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے ہوتے ہیں یا آپ کے ساتھ کسی جہاد پر ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں تو جمعہ یا جہاد سے واپس نہیں جاتے، اے پیغمبرؐ جو لوگ آپ سے ایسے موقع پر اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق ؓ کو غزوہ تبوک میں ایک ضروری کام پیش آگیا تھا حضرت عمر ؓ نے مدینہ منورہ واپسی کی حضور ﷺ سے اجازت طلب کی، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی چنانچہ آگے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب یہ مخلص حضرات ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں اور اجازت دینے کے بعد بھی آپ ان کے لیے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بے شک اللہ

تعالیٰ تائب کو بخشنے والا اور اس پر بڑا مہربان ہے۔

شان نزول: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

ابن اسحاق ؒ نے اور بیہقی ؒ نے دلائل میں عروہ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ احزاب کے سال جس وقت قریش مقابلہ کے لیے آئے تو انھوں نے مدینہ منورہ کے قریب مجمع الاسیال میں پڑاؤ ڈالا اور ان کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، ادھر سے قبیلہ غطفان آیا اور اس نے احد پہاڑ کے کنارے پر پڑاؤ کیا، رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھودنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے اور صحابہ کرام ؓ نے خندق کھودنی شروع کی چنانچہ منافقین نے ٹال مٹول شروع کر دی آتے اور معمولی سا کام کر کے بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ پر کہ آپ کو معلوم نہ ہو سکے، اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے تھے اور مسلمانوں میں سے جب کسی آدمی کو بہت ضروری کام پیش آ جاتا تو اپنے اس کام کا رسول اکرم ﷺ سے تذکرہ کرتا اور اپنے کام کے پورا کرنے کی آپ سے اجازت طلب کرتا، چنانچہ اس کو اجازت دے دی جاتی جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا تو پھر فوراً واپس آ جاتا تھا تو ایسے مومنین کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۶۳) اور تم لوگ رسول اکرم ﷺ کو آپ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو بلکہ تعظیم و توقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کو پکارو کہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر آواز دو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کی آڑ میں ہو کر تم میں سے مجلس نبوی ﷺ سے کھسک جاتے ہیں۔ منافقین مسجد نبوی میں سے جس وقت نکلتے تو بغیر اجازت کے اس طرح سے کھسکتے تھے کہ کوئی ان کو دیکھنے نہ پائے۔

سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ یا حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس چیز سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے یا کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔

شان نزول: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ (الخ)

ابونعیم ؒ نے دلائل میں ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام ؓ آپ کو یا محمد ﷺ یا ابوالقاسم کہا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ تم لوگ رسول اکرم ﷺ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو، چنانچہ اس کے بعد صحابہ کرام نے یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہنا شروع کر دیا۔

(۶۴) تمام مخلوقات اللہ ہی کی مملکت ہیں اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم اب ہو یعنی ایمان و کفر

تصدیق وتکذیب اخلاص ونفاق اور استقامت وتذبذب وغیرہ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی جانتا ہے جس دن سب اس کے پاس لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو جتادے گا جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا تھا اور وہ ان کے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ
لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ
وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا
وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚۛ فَقَدْ جَاۗءُوْ
ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚۛ﴿۴﴾ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوْا
مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ
لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى
اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ
الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ ع

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ اہلِ عالم کو ہدایت کرے (۱)۔ وہی کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اُس کا ایک اندازہ ٹھیرایا (۲)۔ اور (لوگوں نے) اُس کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور نہ اپنے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتے ہیں اور نہ مرنا اُن کے اختیار میں ہے اور نہ جینا اور نہ مر کر اُٹھ کھڑے ہونا (۳)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس (مدعی رسالت) نے بنا لی ہیں۔ اور لوگوں نے اس میں اُس کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ (ایسا کہنے سے) ظلم اور جھوٹ پر (اُتر) آئے ہیں (۴)۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جن کو اُس نے لکھ رکھا ہے اور وہ صبح وشام اُس کو پڑھ پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں (۵)۔ کہہ دو کہ اُس کو اس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۶)۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نازل نہیں کیا گیا اس کے پاس فرشتہ کہ اس کے ساتھ ہدایت کرنے کو رہتا (۷)۔ یا اُس کی طرف (آسمان سے) خزانہ اُتارا جاتا یا اُس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا۔ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو (۸)۔ (پیغمبر) دیکھو تو یہ تمہارے بارے میں کس کس طرح کی باتیں کرتے ہیں سو گمراہ ہو گئے اور رستہ نہیں پا سکتے (۹)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۱) تا (۹)

یہ سورت مکی ہے اس میں ستتر آیتیں اور تین سو بانوے کلمات اور تین ہزار سات سو تریسٹھ حروف ہیں۔

(۱) بڑی برکتوں والی یا یہ کہ بڑی عالی شان شریک اور اولاد سے پاک ذات ہے جس نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر نازل فرمایا تا کہ آپ بذریعہ قرآن کریم تمام جن وانس کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے رسول ہوں۔

(۲) وہ ایسی ذات ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین یعنی نظام بارش ونباتات وغیرہ کی حکومت حاصل ہے اور بقول یہود ونصاریٰ کے اس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں جیسا کہ مشرکین عرب بکتے رہتے ہیں اور اس نے ہر موجود چیز کو پیدا کیا خواہ وہ شے موجود اس کی عابد ہو یا نہ ہو اور پھر سب کی عمریں رزق اور اعمال کا الگ الگ انداز رکھا یا یہ کہ ہر ایک نر کے لیے مادہ بنائی۔

(۳) مگر ان کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پرستش شروع کر دی ہے کہ ان میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ کسی چیز کو پیدا کر سکیں بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں ان بتوں کے پجاریوں نے اُن کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور یہ بت خود اپنے لیے نہ کسی نقصان کے رفع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ فائدہ حاصل کرنے کا تو پھر دوسروں کا کیا کام کر سکتے ہیں اور نہ کسی کے مارنے پر ان کو قدرت ہے اور نہ کسی کی زندگی میں اضافہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یا یہ کہ نہ یہ نطفہ پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس میں روح ڈالنے کا اور نہ کسی کو مرنے کے بعد جلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(۴) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے گھڑ لیا ہے اور جبر و یسار اور ابوفکیہ راوی نے اس چیز میں ان کی مدد کی ہے تو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔

(۵) اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم بے سند باتیں ہیں جو پہلے لوگوں کی تراشی ہوئی منقول ہوتی چلی آ رہی ہیں جس کو محمد ﷺ نے جبر و یسار سے لکھوا لیا ہے پھر یہی محمد ﷺ کو صبح وشام پڑھ پڑھ کر سنوائی جاتی ہیں۔

(۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ قرآن کریم کو تو جبریل امین کے ذریعے اس ذات نے نازل کیا ہے جس کو ہر ایک پوشیدہ بات کی خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں خبر ہے اور وہ تو بہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحم کرنے والا ہے۔

(۷) اور ابوجہل، نضر اور امیہ بن خلف اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کا مددگار

اور محافظ رہتا۔

(۸) یا اس کو کوئی خزانہ حاصل ہوتا جس سے اس کو تقویت رہتی یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ بے فکری کے ساتھ کھایا کرتا اور یہ مشرکین یعنی ابوجہل، نضر، اُمیہ اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی یعنی رسول اکرم ﷺ کی راہ پر چل رہے ہو۔

(۹) اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو کہ یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں اور ساحر و کاہن جھوٹا شاعر اور مجنوں کیا کیا یہ آپ کے نام رکھ رہے ہیں، باقی یہ لوگ خود گمراہ ہوگئے ہیں اور تمام ان کے مکر و فریب خاک میں مل گئے ہیں اور پھر یہ اپنی باتوں سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور نہ ان کے پاس اس بکواس کی کوئی دلیل ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ

اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا
بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾
اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾
وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ
ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا
كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ
الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا
يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ
يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ
اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا
قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ
صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ
الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾

وہ (خدا) بہت بابرکت ہے جو اگر چاہے تو تمہارے لیے اس سے بہتر (چیزیں) بنا دے (یعنی) باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں نیز تمہارے لئے محل بنا دے (۱۰)۔ بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے (۱۱)۔ جس وقت وہ اُن کو دُور سے دیکھے گی تو (غضب ناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اُس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سُنیں گے (۱۲)۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (۱۳)۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو (۱۴)۔ پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے۔ یہ اُن (کے عملوں) کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا (۱۵)۔ وہاں جو چاہیں گے اُن کے لیے (میسر) ہوگا ہمیشہ اُس میں رہیں گے یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے (۱۶)۔ اور جس دن (خدا) ان کو اور اُن کو جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے (۱۷)۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں۔ یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے (۱۸)۔ تو (کافرو) انہوں نے تو تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا پس (اب) تم (عذاب کو) نہ پھیر سکتے ہو نہ

(کسی سے) مدد لے سکتے ہو۔ اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اُس کو بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے (۱۹)۔ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے (۲۰)

تفسیر سورة الفرقان آیات (۱۰) تا (۲۰)

(۱۰) وہ ذات بڑی عالی شان ہے، اس نے تو ان کفار کی فرمائش سے بھی اچھی چیز آپ کو دے دی، آخرت میں بہت سے باغات جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں اور جنت میں آپ کے لیے اس نے سونے اور چاندی کے بہت سے محلات تیار کر دیے جو ان کفار کی اس فرمائش سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو آپ کے لیے دنیا میں بقول ان کے بنائے جاتے اور یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بقول ان کے آپ کے لیے دنیا میں بہت سے محلات اور باغات بنا دے یعنی مشرق و مغرب میں آپ کے لیے بہت سے شہر اور قلعے فتح فرما دے جن سے یہ کفار رشک کریں۔

شان نزول: تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (الخ)

ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتم ﷺ نے خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کے خزانے دے دیے جائیں اور اس دینے سے آخرت میں آپ کے درجات میں ہمارے یہاں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی اور اگر آپ فرمائیں تو یہ سب آخرت میں آپ کو دینے کے لیے جمع کر رکھیں آپ نے اس پر فرمایا آخرت میں مجھے دینے کے لیے جمع رکھیے چنانچہ آیت اسی چیز کی تصدیق میں نازل ہوئی ہے، تَبٰرَكَ الَّذِیْ (الخ) وہ ذات بہت عالی شان ہے اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے بہتر چیز دے دے۔

(۱۱) بلکہ یہ لوگ تو قیامت کے قائم ہونے کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے ایسے شخص کی سزا کے لیے جو قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(۱۲) اور جب وہ دوزخ ان کو پانچ سو سال کی مسافت سے دیکھے گی تو یہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش و خروش سنیں گے یعنی وہ غصہ میں انسان کی طرح غضب ناک ہوگی اور گدھے کی طرح چیخے گی۔

(۱۳) اور جب یہ لوگ اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں شیاطین کے ساتھ ہاتھ پیر جکڑ کر ڈال دیے جائیں گے تو اس تنگ جگہ میں یہ موت ہی موت پکاریں گے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اپنی ان لامتناہی مصیبتوں کی وجہ سے ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں

کو پکارو۔

(۱۵) اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے فرمائیے کیا یہ مصیبت وموت اور یہ دوزخ کی حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت اچھی ہے جس کا کفر وشرک اور برائیوں سے بچنے والوں یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی جنت ان کے لیے صلہ ہے اور ان کا آخرت میں ٹھکانا ہے۔

(۱۶) ان کو جنت میں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے اور تمنا کریں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے وہ نکالے جائیں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور جس کی ان لوگوں نے درخواست کی ہے اور اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی درخواست پوری فرما دی ہے۔

(۱۷) اور قیامت کے دن جب اللّٰہ تعالیٰ ان کافروں کو اور ان کے بتوں کو جمع کرے گا تو ان کے معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے ان کو میری اطاعت سے گمراہ کیا تھا اور اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا یا خود ہی انھوں نے راہ حق کو چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی وجہ سے تمہاری پرستش شروع کر دی۔

(۱۸) تو ان کے معبود یعنی بت وغیرہ عرض کریں گے معاذ اللّٰہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اس کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں یعنی وہ معبود کہیں گے کہ معاذ اللّٰہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اوروں کی عبادت کریں تو پھر ہماری کیسے جرأت ہوسکتی تھی کہ ہم ان بدبختوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے لیکن آپ نے ان کو اور ان سے قبل ان کے بڑوں کو حالت کفر میں بہت ڈھیل اور آسودگی دی یہاں تک کہ یہ لوگ توحید اور آپ کی اطاعت ہی کو بھلا بیٹھے تو یہ لوگ خود ہی تباہ اور برباد ہوئے۔

(۱۹) اس وقت اللّٰہ تعالیٰ ان غیر اللّٰہ کے پجاریوں سے فرمائے گا سو تمہارے ان معبودوں نے تو تمہیں تمہاری سب باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو تم اب ان فرشتوں یا بتوں کی گواہی کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو یا یہ کہ اس دوزخ کے عذاب کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو اور نہ کوئی تمہاری مدد کرسکتا ہے۔

اور اے گروہ مسلمین جو جو تم میں سے کفر کرے گا یا یہ کہ اے گروہ کفار جو جو تم میں سے کفر پر قائم رہے گا تو ہم اس کو دوزخ میں بڑا عذاب دیں گے۔

(۲۰) اب اللّٰہ تعالیٰ کفار کی اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس رسول کو کیا ہوا کھاتا پیتا ہے الخ چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے یعنی عربی کو غیر عربی اور غنی کو فقیر اور شریف کو رذیل کے ذریعے آزماتے

ہیں جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے کہا کیا تم رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ صبر کرو گے تا کہ تم دین الٰہی اور حکم خداوندی کی اطاعت میں اس جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ان لوگوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے لگو باقی آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ یہ اس چیز پر صبر نہیں کریں گے یا آیت مبارکہ کا یہ مطلب ہے کہ اے صحابہ کرام ؓ کیا تم ان کفار کی تکالیف پر صبر کرو گے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ پورا پورا بدلہ دے جو صبر کرنے والوں کو ملتا ہے اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ ان کفار میں سے کون ایمان لاتا ہے اور کون ایمان نہیں لاتا۔

شانِ نزول: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (الخ)

اور واحدیؒ نے جبیرؒ کے طریق سے بذریعہ ضحاکؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت مشرکین نے رسول اکرم ﷺ کو روزی کی تلاش پر طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے تو یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ کو افسوس ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور ابن جریرؒ نے بواسطہ سعیدؒ یا عکرمہؒ حضرت ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا
الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا
كَبِيرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ
وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ
عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا
وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ
تَنزِيلًا ﴿٢٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى
الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ
يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ
أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ
إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ
نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ ع
وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾
الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ
مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ ع

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہ کیے گئے یا ہم آنکھ سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیں۔ یہ اپنے خیال میں بڑائی رکھتے ہیں اور (اسی بنا پر) بڑے سرکش ہو رہے ہیں (۲۱)۔ جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گنہگاروں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کہیں گے (خدا کرے تم) روک لیے (اور بند کر دیے) جاؤ (۲۲)۔ اور جو اُنہوں نے عمل کیے ہوں گے ہم اُن کی طرف متوجہ ہوں گے تو اُن کو اُڑتی خاک کر دیں گے (۲۳)۔ اُس دن اہلِ جنت کا ٹھکانا بھی بہتر ہوگا اور مقامِ استراحت بھی ہوگا (۲۴)۔ اور جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے (۲۵)۔ اُس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہوگا (۲۶)۔ اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کہ کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا (۲۷)۔ ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸)۔ اُس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے (۲۹)۔ اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا (۳۰)۔ اور اسی طرح ہم نے گنہگاروں میں سے ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے (۳۱)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا۔ اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لیے (اُتارا گیا) کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں۔ اور (اسی واسطے) ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں (۳۲)۔ اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمہارے پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں (۳۳)۔ جو لوگ اپنے مونہوں کے بل دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے اُن کا ٹھکانا بھی بُرا ہے اور وہ رستے سے بھی بہکے ہوئے ہیں (۳۴)

تفسیر سورة الفرقان آيات (٢١) تا (٣٤)

(۲۱) ابوجہل اور اس کے ساتھی جو بعث بعد الموت کا فکر نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے جاتے جو ہم سے آکر کہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں اور اس سے خود آپ کے بارے میں دریافت کر لیں یہ لوگ ایمان سے تکبر کر رہے ہیں اور اپنے دلوں میں خود کو

بہت بڑا سمجھ رہے ہیں کہ اللہ کو دیکھنے کی درخواست کرتے ہیں اور ایمان سے بہت زیادہ تکبر کر رہے ہیں یا یہ کہ بہت ہی دلیری اور بدتمیزی پہ اتر رہے ہیں کہ فرشتوں کے نزول کی خواہش کیے بیٹھے ہیں۔

(۲۲) جس دن یہ لوگ مرنے کے وقت فرشتوں کو دیکھیں گے اور وہ قیامت کا دن ہے تو فرشتے ان سے کہیں گے آج مشرکین کو خوشی کی بات یعنی جنت نصیب نہ ہوگی اور عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کفار کہیں گے پناہ ہے پناہ یا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ان کافروں سے کہیں گے کہ کفار کے لیے قطعی طور پر جنت کی بشارت بھی حرام کر دی گئی۔

(۲۳) اور ہم اس روز ان کے ان نیک کاموں کی طرف جو کہ وہ دنیا میں کر چکے تھے متوجہ ہوں گے تو آخرت میں ان کو ایسا بے کار کر دیں گے جیسا کہ جانوروں کے قدموں سے دھول اڑتی ہے یا یہ کہ ایسا کر دیں گے جیسا کہ کسی کمرہ میں سوراخ میں سے دھوپ کی روشنی جاتی ہے اور اس روشنی میں غبار کی سی ایک لکیر نظر آتی ہے پر اس کو کوئی ہاتھ میں نہیں لے سکتا اسی طرح ان کے اعمال کو ختم کر دیں گے۔

(۲۴) البتہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام قیامت کے دن ابوجہل وغیرہ سے قیام گاہ میں بھی اچھے ہوں گے اور آرام گاہ میں بھی بہت اچھے ہوں گے۔

(۲۵) اور نزول خداوندی کے لیے جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے زمین پر ترتیب وار اتارے جائیں گے۔

(۲۶) اس روز حقیقی حکومت اور عادلانہ فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ دن کفار پر بہت ہی سخت ہوگا۔

(۲۷۔۲۸) اور جس روز عقبہ بن ابی معیط کافر غایت وحسرت میں اپنے ہاتھ چبا لے گا اور کہے گا کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دین کی راہ پر لگ جاتا، ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں دین کے بارے میں ابی بن خلف کو دوست نہ بناتا۔

شانِ نزول: وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا تو اس کو عقبہ بن ابی معیط ڈانٹا کرتا تھا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی جس روز یہ کافر حسرت میں اپنے ہاتھ چبا لے گا۔ نیز اسی طرح شعبیؒ اور مقسمؒ سے روایت کی گئی ہے۔

(۲۹) اس کم بخت نے جب کہ رسول اکرم ﷺ توحید کا پیغام لے آئے تھے مجھ کو توحید اور اطاعت خداوندی سے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو عین امداد کے وقت امداد دینے سے جواب دے کر رسوا کر ہی دیتا ہے۔

(۳۰) اس روز رسول اکرم ﷺ فرمائیں گے اے میرے پروردگار اس قوم نے اس قرآن کریم کو جو واجب العمل اور

واجب الاعتقاد تھا، بالکل نظر انداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو در کنار۔

(۳۱) اور ہم اسی طرح جیسا کہ ابوجہل آپ کا دشمن ہے مشرک لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں کہ آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی ان کی قوم دشمن رہی ہے اور آپ کا رب آپ کی حفاظت کرنے اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۳۲) اور ابوجہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جیسا کہ توریت موسیٰ علیہ السلام اور زبور داؤد علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر ایک ہی دفعہ نازل کی گئی ہے اسی طرح یہ قرآن کریم ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا اسی طرح بذریعہ جبریل امین تدریجاً اس لیے نازل کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو قوی رکھیں اور آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیں۔

شانِ نزول: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین کہنے لگے اگر محمد ﷺ اپنے دعوے کے مطابق نبی ہیں تو ان کا پروردگار ان کو عذاب نہیں دے گا باقی قرآن کریم ان پر ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوتا، ایک ایک اور دو دو آیتیں کر کے کیوں نازل ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعتاً کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

(۳۳) اور اسی لیے ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر ایک ایک آیت کر کے نازل کیا ہے اور اوامر و نواہی اس میں صاف طور پر بیان کیے ہیں اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا بھی عجیب سوال پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور ٹھوس اور وضاحت کے ساتھ جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں۔

(۳۴) یہ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنے مونہوں کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے یہ لوگ آخرت میں جگہ کے اعتبار سے اور دنیا میں عمل کے اعتبار سے بھی بدتر اور حق و ہدایت کے راستہ سے گمراہ ہیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ
أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ
وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا
وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا
لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي
أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا
يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْ
لَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ
تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ
أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اُن کے بھائی کو مددگار بنا کر اُن کے ساتھ کیا (۳۵)۔ اور کہا کہ دونوں اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ (جب تکذیب پر اڑے رہے) تو ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا (۳۶)۔ اور نُوح کی قوم نے بھی جب پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے اُنہیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا۔ اور ظالموں کے لیے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷)۔ اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں اور اُن کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر ڈالا) (۳۸)۔ اور سب کے (سمجھانے کے) لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور (نہ ماننے پر) سب کو تہس نہس کر دیا (۳۹)۔ اور یہ (کافر) اس بستی پر بھی گذر چکے ہیں جس پر بُری طرح سے مینہ برسایا گیا تھا کیا وہ اس کو دیکھتے نہ ہوں گے۔ بلکہ اُن کو (مرنے کے بعد) جی اُٹھنے کی امید ہی نہیں تھی (۴۰)۔ اور یہ لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی اُڑاتے ہیں کہ کیا یہی شخص ہے جس کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (۴۱)۔ اگر ہم اپنے معبودوں کے بارے میں ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ضرور ہم کو بہکا دیتا (اور) اُن سے (پھیر دیتا) اور یہ عنقریب معلوم کر لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ سیدھے رستے سے کون بھٹکا ہوا ہے (۴۲)۔ کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو (۴۳)۔ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر سُنتے یا سمجھتے ہیں (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ہیں (۴۴)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۳۵) تا (٤٤)

(۳۵) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو معین و مددگار بنایا تھا۔

(۳۶) پھر ہم نے ان دونوں کو حکم دیا کہ فرعون اور اس کی قبطی قوم کے پاس جاؤ جنھوں نے ہماری نو نشانیوں کو جھٹلایا ہے مگر ان کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سب کو غرق کر کے بالکل ہی نیست و نابود کر دیا۔

(۳۷) اور قوم نوح علیہ السلام کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا اور ہم نے ان کے واقعہ کو لوگوں کی عبرت کے لیے ایک نشان بنا دیا تا کہ بعد میں آنے

والے ان کی پیروی نہ کریں۔

(۳۸) اور ہم نے ان مشرکین بالخصوص مشرکین مکہ کے لیے دوزخ میں دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۳۹) اور ہم نے قوم ہود علیہ السلام قوم صالح علیہ السلام اور قوم شعیب علیہ السلام اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو ہلاک کیا ہے اور ان پہلی قوموں میں سے ہم نے ہر ایک قوم کو عذاب سے ڈرایا مگر اس کے باوجود وہ نہ مانے تو ہم نے ان سب کو یکے بعد دیگرے بالکل ہی تباہ کر دیا۔

(۴۰) اور یہ کفار مکہ اپنی آمد و رفت میں حضرت لوط علیہ السلام کی بستی سے ہو کر گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے تو اس بستی اور وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے کہ پھر بھی عبرت نہیں حاصل کرتے کہ آپ کو نہ جھٹلائیں، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔

(۴۱) اور جب کفار مکہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں اور بطور مذاق کے کہتے ہیں کیا یہی بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۴۲) کہ اس نے ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان کی عبادت پر مضبوطی کے ساتھ قائم نہ رہتے۔

اللہ تعالیٰ بطور وعید کے فرماتا ہے کہ ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص دین و حجت کے اعتبار سے گمراہ تھا۔

(۴۳) اے پیغمبرؐ آپ نے اس شخص یعنی نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی دیکھی جنھوں نے عبادت کے لیے اپنا اللہ اپنی خواہشات نفسانی کو بنا رکھا ہے تو کیا آپ اس کی اس فساد سے نکالنے میں نگرانی کر سکتے ہیں، اس آیت کو آیت جہاد نے منسوخ کر دیا یا یہ کہ آپ اس کی عذاب سے نگرانی کر سکتے ہیں۔

(۴۴) یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر حق بات کو سنتے ہیں یا یہ کہ جس وقت وہ حق بات کو سنتے ہیں تو اس کو سمجھتے ہیں ان کا سننا اور پھر سمجھنا تو درکنار یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں کہ جن کو کھانے پینے کے علاوہ کسی قسم کی سمجھ بوجھ نہیں بلکہ یہ تو دین و حجت میں ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیوں کہ چوپائے تو اس راہ دین کے مکلف ہی نہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ
جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ
النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ
يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِنُحْيِيَ
بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾
وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٥٠﴾
وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ
وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا
وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ
نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٤﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ
اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ
ظَهِيرًا ﴿٥٥﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ
بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ
بِهِ خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا
الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ﴿٦٠﴾

بلکہ تم نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ سائے کو کس طرح دراز کر (کے پھیلا) دیتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو (بے حرکت) ٹھیرا رکھتا پھر سورج کو اس کا رہنما بنا دیتا ہے (۴۵)۔ پھر ہم اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں (۴۶)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت ٹھیرایا (۴۷)۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت کے مینہ کے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پاک (اور نتھرا ہوا) پانی برساتے ہیں (۴۸)۔ تاکہ اس سے شہر مُردہ (یعنی زمین اُفتادہ) کو زندہ کر دیں اور پھر ہم اُسے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو ہم نے پیدا کیے ہیں پلاتے ہیں (۴۹)۔ اور ہم نے اس (قرآن کی آیتوں) کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ نصیحت پکڑیں مگر بہت سے لوگوں نے انکار کے سوا قبول نہ کیا (۵۰)۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیج دیتے (۵۱)۔ تو تم کافروں کا کہا نہ مانو اور اُن سے اس قرآن کے حکم کے مطابق بڑے شدومد سے لڑو (۵۲)۔ اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا۔ اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنا دی (۵۳)۔ اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحبِ نسب اور صاحبِ قرابتِ دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے (۵۴)۔ اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں کہ جو نہ اُن کو فائدہ پہنچا سکے اور نہ ضرر۔ اور کافر اپنے پروردگار کی مخالفت میں بڑا زور مارتا ہے (۵۵)۔ اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سُنانے کو بھیجا ہے (۵۶)۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اُجرت نہیں مانگتا۔ ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف (جانے کا) رستہ اختیار کر لے (۵۷)۔ اور اُس (خدائے) زندہ پر بھروسہ رکھو جو (کبھی) نہیں مرے گا اور اُس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے (۵۸)۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھیرا وہ (جس کا نام) رحمٰن (یعنی بڑا مہربان) ہے تو اس کا حال کسی باخبر سے دریافت کر لو (۵۹)۔ اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا؟ کیا جس کے لیے تم ہم سے کہتے ہو ہم اس کے آگے سجدہ کریں اور اس سے اور بدکتے ہیں (۶۰)

تفسير سورة الفرقان آيات (٤٥) تا (٦٠)

(۴۵۔۴۶) اے مخاطب کیا تو نے اپنے پروردگار کی اس قدرت وصنعت پر نظر نہیں کی کہ وہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مشرق سے مغرب تک کس طرح سایہ کو پھیلاتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ہمیشہ ایک حالت پر ٹھہرایا ہوا رکھتا کہ آفتاب کی بلندی کا بھی اس پر کچھ اثر نہ پڑتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس سایہ کی درازی وکوتاہی پر ایک ظاہری علامت مقرر کر دیا کہ جہاں بھی سورج ہوتا ہے، سایہ فوراً اس کے ساتھ ہوتا ہے، پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔

(۴۷) اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے رات تمہارے لیے پردہ کی چیز بنائی کہ اس میں ہر ایک چیز چھپ جاتی ہے اور نیند کو تمہارے جسموں کے لیے راحت کی چیز بنایا اور دن کو تمہاری روزی تلاش کرنے کا وقت بنایا۔

(۴۸۔۴۹) اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے خوش کر دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کر دینے کی چیز ہے تاکہ اس کے ذریعے سے مردہ وبنجر زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔

(۵۰) اور ہم اس پانی کو بقدر مصلحت سال بہ سال تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ اس کے ذریعے سے نصیحت حاصل کریں لیکن اکثر لوگوں نے اللہ کے اس انعام کو قبول نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیے بغیر نہ رہے۔

(۵۱) مگر اگر ہم چاہتے تو ہر ایک بستی والوں میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے۔
مگر ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہر قسم کا ثواب اور ہر قسم کی فضیلتیں آپ کو حاصل ہوں۔

(۵۲) تو آپ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی خوشی کا کام نہ کیجیے اور ان سے قرآن کریم اور بذریعہ تلوار زور شور سے مقابلہ کیجیے۔

(۵۳) اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملایا جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک شور تلخ ہے۔
اور باوجود اس کے ان دونوں یعنی شیریں اور تلخ کے درمیان ایک حجاب اور ایک دوسرے کے پانی کے اختلاط سے ایک مانع قوی رکھ دیا۔

(۵۴) اور وہ ایسا ہے کہ جس نے مرد وعورت کے نطفہ سے انسانوں کو پیدا کیا اور پھر اسے خاندان والا یعنی ایسے رشتہ داروں والا بنایا جن سے نکاح نہیں کر سکتا اور سسرال والا بنایا کہ جن میں شادی بیاہ کر سکتا ہے اور مخلوق میں جو حلال

وحرام رشتے پیدا کیے اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

(۵۵) اور یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان کی یہ عبادت اور اطاعت ان لوگوں کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ ان جھوٹے معبودوں کی نافرمانی اور ترک عبادت ان لوگوں کے لیے کوئی نقصان دہ ہے اور ابوجہل تو اپنے رب کا مخالف ہی ہے یا یہ کہ کافروں کی مدد کر کے اپنے پروردگار کی کفر کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔

(۵۶) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو اولاً مکہ والوں کی طرف جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۵۷) آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ میں تبلیغ توحید و قرآن پر تم سے کسی قسم کا کوئی مالی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ جو چاہے وہ ایمان کا راستہ اختیار کرے یا یہ کہ جو چاہے وہ توحید کا قائل ہو جائے اور اس کے ذریعے سے اپنے رب تک پہنچنے کا رستہ اختیار کرے اور وہاں پہنچ کر اس ایمان و توحید پر ثواب حاصل کرے۔

(۵۸) اور آپ اس حی لا یموت پر توکل رکھیے اور ایسے زندوں پر بھروسا نہ کیجیے جن کو موت آجاتی ہے جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوطالب اور نہ مردوں پر جن میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں اور اس کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

(۵۹) اور وہ ایسا ہے کہ جس نے تمام مخلوقات اور تمام عجائبات کو چھ دن میں پیدا کیا یعنی دنیا کے اوّل دنوں میں کہ ہر ایک دن کی مقدار ہمارے حساب سے سال بھر کے برابر تھی اتوار سے شروع فرما کر جمعہ کو پورا کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ تخت شاہی پر قائم ہوا سو اس کی شان کسی اللہ والے سے پوچھنی چاہیے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شان اہل علم سے دریافت کرو وہ تمہیں بتا دیں گے۔

(۶۰) اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کو سجدہ کرو اور توحید خداوندی کے قائل رہو، اس کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ اللہ کیا چیز ہے ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے کیا ہم اس بے سند چیز کو سجدہ کرنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ یا قرآن کریم کے تذکرہ سے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی دعوت سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے اور ایمان سے دور بھاگتے جاتے ہیں۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ
جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ
اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ
هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ
لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا
عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ
يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾
يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا
مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾
اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ
لَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

(اور خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں بُرج بنائے اور اُن میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا (۶۱)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کیلئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (۶۲)۔ اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (۶۳)۔ اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز وادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (۶۴)۔ اور وہ جو دُعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اُس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (۶۵)۔ اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے (۶۶)۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ تو بے جا اُڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم (۶۷)۔ اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکم شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا (۶۹)۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۰)۔ اور جو توبہ کرتا اور نیک عمل کرتا ہے تو بے شک وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے (۷۱)۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب اُن کو بےہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں (۷۲)۔ اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو اُن پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں) (۷۳)۔ اور وہ جو (خدا سے) دُعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا (۷۴)۔ ان (صفات کے) لوگوں کو اُن کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیے جائیں گے اور وہاں فرشتے اُن سے دُعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے (۷۵)۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے (۷۶)۔ کہہ دو کہ اگر تم (خدا کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ

پروانہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا تمہارے لیے لازم ہوگی (۷۷)

تفسیر سورة الفرقان آیات (٦١) تا (٧٧)

(۶۱) وہ ذات بہت عالی شان برکتوں والی ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے یا یہ کہ برج بنائے اور اس میں ایک روشن آفتاب جو انسانوں کے لیے دن کو روشن کر دیتا ہے اور ایک نورانی چاند جو بنی آدم کے لیے رات کو چمکدار بنا دیتا ہے بنایا۔

(۶۲) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اس شخص کے لیے جو ان کی آمد ورفت سے نصیحت حاصل کرنا چاہے اور شکر خداوندی میں خوب نیک عمل کرنا چاہے وہ رات کی عبادت دن میں کرنے کے لیے نہ چھوڑے اور دن کی عبادت کو ٹال کر رات پر نہ ڈالے۔

(۶۳) اور اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو خوف خداوندی سے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے کافر و فاسق جہالت کی بات چیت کرتے ہیں تو وہ نرمی کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور برائی کو دور کرنے کی بات کہتے ہیں۔

(۶۴) اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے تہجد کی نماز میں لگے رہتے ہیں۔

(۶۵۔۶۶) اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کا عذاب دور کیجیے کیوں کہ اس کا عذاب لازم ہونے والا اور پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانا اور برا مقام ہے۔

(۶۷) اور طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی میں بالکل خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں کہ حق اور اطاعات ضروریہ میں خرچ کی کوتاہی کریں اور ان کا خرچ اس اسراف اور اس قسم کی کمی کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

(۶۸) اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے اور نہ اس کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں مگر حق پر یعنی قتل کرنے کا کوئی سبب ہو جیسا کہ رجم قصاص، ارتداد وغیرہ اور وہ زنا نہیں کرتے اور نہ زنا کو حلال سمجھتے ہیں۔

شان نزول: وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالاں کہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا اپنے لڑکے کو اس ڈر سے قتل کردو کہ وہ کہیں

تمہارے ساتھ نہ کھائے، میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا نہ کرو، چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیات نازل فرمادیں یعنی کہ جو اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے۔

نیز بخاریؒ و مسلمؒ ہی نے حضرت ابن عباس ﷜ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل بھی بہت کیے تھے اور زنا بھی بکثرت کیے تھے وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے کہ کاش آپ ہمیں یہ بتادیں کہ اس چیز کو قبول کر لینا کیا ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ﷜ سے روایت کیا ہے کہ جب سورۂ فرقان کی یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو بہت سے ناحق خون کیے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ بہت سے معبودوں کی عبادت کی ہے اور فواحش کا ارتکاب کیا ہے اس پر اِلَّا مَنْ تَابَ (الخ) سے آیت کا یہ حصہ نازل ہوا یعنی مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے۔

(۶۹) وہ جو اس کو حلال سمجھے یعنی کافر تو اس کو دوزخ کی وادی یا گڑھے سے ہمیشہ کے لیے سابقہ پڑے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا۔

(۷۰) مگر جو شرک و گناہوں سے توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد نیک کام کرتا رہے تو اللّٰہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کفر کو ایمان کی برکت سے اور گناہوں کو اطاعت کی برکت سے اور جو غیر اللّٰہ کی عبادت کی تھی اس کو عبادت خداوندی کی برکت سے اور برائیوں کو نیکیوں کی برکت سے معاف فرمادے گا کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

(۷۱) اور جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتا ہے تو وہ اللّٰہ تعالیٰ کے حضور میں پختہ توبہ کرنے والا ہوگا اور اس توبہ کا ثواب وہ اللّٰہ تعالیٰ کے دربار میں پائے گا۔

(۷۲) اور اللّٰہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں میں یہ بات ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور اگر اتفاقی طور پر ایسی مجالس پر سے گزرنا پڑ جائے تو وہ سنجیدگی و متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

(۷۳) اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللّٰہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ احکام خداوندی پر بہرے ہو کر اور اندھے ہو کر اس پر نہیں گرتے بلکہ ان کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

(۷۴) اور وہ حضرات ایسے ہیں جو یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری

اولاد کو نیک صالحہ بنا تا کہ ان کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں ایسا نیکوکار بنا تا کہ ہماری پیروی کی جائے۔
(۷۵-۷۶) ان اوصاف والوں کو جنت میں بلند درجات ملیں گے بوجہ اس کے کہ وہ اطاعت خداوندی فقر اور تکالیف پر ثابت قدم رہے اور وہ لوگ جس وقت جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کو منجانب اللہ بقاء اور سلام کی دعائیں دیں گے اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔
(۷۷) پیغمبر خدا ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ اگر تم اس کی عبادت نہیں کرو گے تو میرا پروردگار تمہارے جسموں اور صورتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرے گا جب کہ اس نے تمہیں توحید و عبادت کا حکم دیا ہے تو تم تو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ چیز تمہارے لیے وبال جان ہو کر رہے گی، چنانچہ غزوہ بدر میں ضرب قتل اور قید کا عذاب نازل ہوا یعنی تم نے اپنے نبی ﷺ کو جھٹلایا تو یہ عذاب تم پر لازم ہو کر رہے گا یہ اللہ کی طرف سے وعید ہے۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ۞ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۞ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۞ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۞ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ آيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ (۱)۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۲)۔ (اے پیغمبر) شاید تم اس (رنج) سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے تئیں ہلاک کر دو گے (۳)۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی اتار دیں پھر اُن کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں (۴)۔ اور اُن کے پاس (خدائے) رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۵)۔ سو یہ تو جھٹلا چکے اب ان کو اس چیز کی حقیقت معلوم ہوگی جس کی ہنسی اڑاتے تھے (۶)۔ کیا اُنہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی نفیس چیزیں اُگائی ہیں (۷)۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے مگر یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں (۸)۔ اور تمہارا پروردگار غالب (اور) مہربان ہے (۹)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے آخری آیت کے، اس لیے کہ یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے، اس سورت میں دوسو ستائیس آیات اور ایک ہزار دوسو سڑسٹھ کلمات، پانچ ہزار پانچ سو بیالیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) طاء سے مراد اس کی بلندی اور قدرت اور سین سے مراد عمدگی اور میم سے مراد ملک اور بادشاہت ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک قسم کھائی ہے یعنی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سورت اس قرآن کی آیات میں جو حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔

(۳) اور اے محمد ﷺ شاید آپ قریش کے ایمان نہ لانے پر غم کرتے کرتے اپنی جان دے دیں گے۔

(۴) کیوں کہ آپ قریش کے ایمان لانے کے بہت خواہش مند تھے اور آپ ان کے ایمان لانے کو پسند فرماتے تھے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں کہ پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے جھک جائیں۔

(۵) اور ان کے نبی کے پاس جبریل امین قرآن کریم کی کوئی تازہ آیت ایک کے بعد دوسری لے کر نہیں آتے مگر یہ کہ اس قرآن کریم کو جھٹلانے لگتے ہیں۔

(۶) یہاں تک کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلایا۔

سو ان کو عنقریب عذاب کی حقیقت معلوم ہو جائے گی یا یہ کہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جو مذاق

کرتے تھے اس کی سزا کی حقیقت ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گی۔

(۷) کیا کفار مکہ نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر ایک رنگ کی عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں۔

(۸۔۹) ان کے رنگوں کے اختلاف میں بھی ایک بڑی نشانی اور عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، بدر کے دن جتنے مارے گئے سب کے سب کافر تھے اور آپ کا رب سزا دینے میں غالب اور مومنین پر رحم کرنے والا ہے۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ
ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ
اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ
فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَىَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝
قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ
فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝
قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝
وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَآ
اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِىْ
رَبِّىْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِىْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ
اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝
قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِىْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَىْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ
فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝

اور جب تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (۱۰)۔ (یعنی) قوم فرعون کے پاس۔ کیا یہ ڈرتے نہیں (۱۱)۔انہوں نے کہا کہ میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے جھوٹا سمجھیں (۱۲)۔اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رُکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج (کہ میرے ساتھ چلیں) (۱۳)۔اور اُن لوگوں کا مجھ پر ایک گناہ (یعنی قبطی کے خون کا دعویٰ) بھی ہے سو مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ مجھ کو مار ہی ڈالیں (۱۴)۔فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سُننے والے ہیں (۱۵)۔ تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمام جہان کے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں (۱۶)۔ (اور اس لیے آئے ہیں) کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں (۱۷)۔ (فرعون نے موسیٰ سے) کہا کیا ہم نے تم کو کہ ابھی بچے تھے پرورش نہیں کیا اور تم نے برسوں ہمارے ہاں عمر بسر (نہیں) کی (۱۸)۔اور تم نے وہ کام کیا تھا جو کیا اور تم ناشکرے معلوم ہوتے ہو (۱۹)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ (ہاں) وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں تھا (۲۰)۔تو جب مجھے تم سے ڈر لگا تو تم میں سے بھاگ گیا۔ پھر خدا نے مجھ کو نبوت وعلم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیا (۲۱)۔اور (کیا) یہی احسان ہے جو آپ مجھ پر رکھتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (۲۲)۔فرعون نے کہا کہ تمام جہان کا مالک کیا (۲۳)۔کہا کہ آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو (۲۴)۔فرعون نے اپنے اہالی موالی سے کہا کہ کیا تم سُنتے نہیں (۲۵)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مالک (۲۶)۔ (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے (۲۷)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان

دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو (۲۸)۔ (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کردوں گا (۲۹)۔ (موسیٰ) نے کہا خواہ آپ کے پاس روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ) (۳۰)۔ (فرعون نے) کہا کہ اگر سچے ہو تو اسے لاؤ (دکھاؤ) (۳۱)۔ پس اُنہوں نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اسی وقت صریح اژدہا بن گئی (۳۲)۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کو سفید (براق) نظر آنے لگا (۳۳)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۰) تا (۳۳)

(۱۰۔۱۱) اور ان لوگوں سے وہ واقعہ بیان کیجیے جب کہ آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا یا یہ کہ ان کو حکم دیا کہ ان کافر لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ غیر اللہ کی عبادت سے کیوں نہیں ڈرتے۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری رسالت کو جھٹلا دیں گے۔

(۱۳) اور ان لوگوں کے جھٹلانے سے میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے یا یہ کہ بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور فرعون کے ڈر سے میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی، اس لیے میرے ساتھ ہارون کو بھی بھیج دیجیے تاکہ وہ میرے مددگار رہیں یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین ہارون علیہ السلام کے پاس بھی وحی بھیج دیجیے تاکہ وہ میرے مددگار رہیں۔

(۱۴) اور میں نے قبطی کو قتل کر دیا تھا اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ میں ہرگز ان لوگوں کو تم پر تسلط کا موقع نہیں دوں گا۔ سو تم دونوں ہماری نو نشانیاں یعنی ید بیضاء، عصا، طوفان، قمل، جراد، ضفادع، دم، پھلوں کی کمی، قحط سالی لے کر جاؤ میں تمہارا مددگار رہوں اور جو کچھ وہ تم دونوں کو جواب دے گا میں اس کو سنتا ہوں۔

(۱۶۔۱۷) سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم تیری طرف اور تیری قوم کی طرف رب العالمین کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

(۱۸) یہ پیغام سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ کو نظر اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تیس سال تک تم ہم میں رہے۔

(۱۹) اور تم نے قبطی کو بھی قتل کیا اور تم میری نعمتوں کے بڑے ناشکر گزار ہو۔

(۲۰۔۲۱) حضرت موسیٰ نے فرمایا میں نے واقعتاً وہ حرکت کر لی تھی اور اس وقت تمہارے احسان کا خیال نہ تھا، سو جب مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو میں یہاں سے مفرور ہو گیا تو میرے پروردگار نے مجھے دانش مندی علم اور نبوت عطا فرمائی اور مجھے رسولوں میں شامل کر کے تیرے اور تیری قوم کی طرف بھیج دیا۔

(۲۲) اے فرعون یہ وہ نعمت ہے جس کا تو احسان جتا رہا ہے اور میرے اوپر جو تم نے زیادتی کی ہے اس کو یاد نہیں کرتے کہ تم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا ہے۔

(۲۳۔۲۴) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت اور اس سے تمہارا مقصود کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رب العالمین آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں ان سب کا پروردگار ہے اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ آسمان و زمین کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

(۲۵) فرعون نے اپنے حواریوں سے کہا، موسیٰ جو کچھ کہہ رہے ہیں تم سنتے ہو اور فرعون کے حواریوں کی تعداد دو سو پچاس تھی یہ فرعون کے خصوصی آدمی تھے جو دیباج کے چغے پہنے ہوئے تھے جن پر سونے کا کام تھا۔

(۲۶) ان حواریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آسمان و زمین کا پروردگار کون ہے جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا۔

(۲۷) فرعون نہ سمجھا اس نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ یہ تمہارا رسول مجنون معلوم ہوتا ہے ان حواریوں نے کہا کہ موسیٰ کس پروردگار کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اور کون ہمارا پروردگار ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کا۔

(۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ہے اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔

(۲۹) آخر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تمہیں جیل خانہ بھیج دوں گا اور اس کی قید قتل کرنے سے زیادہ سخت تھی کیوں کہ جب کسی کو قید کرتا تھا تو دور دراز وحشت ناک تاریک مقام میں ڈال دیا کرتا تھا کہ وہاں نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ ہی کوئی چیز نظر آیا کرتی تھی۔

(۳۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ اگر میں اپنے دعوی پر کوئی صریح دلیل پیش کردوں تب بھی نہ مانے گا۔

(۳۱۔۳۲) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اچھا تو دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوائے رسالت میں سچے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ اچانک ایک پیلے رنگ کا نمایاں اژدہا بن گیا۔

(۳۳) فرعون کہنے لگا یہ تو ایک واضح نشانی ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسری نشانی ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں دے کر نکالا تو وہ سورج کی روشنی کی طرح دفعتاً چمکتا ہوا ہو گیا کہ اس کی چمک اور روشنی سے دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا
تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۝
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝
وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ
كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ
لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ
الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝
فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ
الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝
فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ لَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا
خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ع

فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ یہ کامل فن جادوگر ہے (۳۴)۔ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو (کے زور) سے تمہارے ملک سے نکال دے تو تمہاری کیا رائے ہے؟ (۳۵)۔ انہوں نے کہا کہ اس کے اور اس کے بھائی (کے بارے) میں کچھ توقف کیجیے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے (۳۶)۔ کہ سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپ کے پاس لے آئیں (۳۷)۔ تو جادوگر ایک مقرر دن کی میعاد پر جمع ہو گئے (۳۸)۔ اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم (سب) کو اکٹھے ہو جانا چاہیے (۳۹)۔ تاکہ اگر جادوگر غالب رہیں تو ہم اُن کے پیرو ہو جائیں (۴۰)۔ جب جادوگر آ گئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ بھی عطا ہو گا؟ (۴۱)۔ فرعون نے کہا ہاں اور تم مقربوں میں داخل کر لیے جاؤ گے (۴۲)۔ موسیٰ نے اُن سے کہا کہ جو چیز ڈالنی چاہتے ہو ڈالو (۴۳)۔ تو اُنہوں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے (۴۴)۔ پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ ان چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھیں یکایک نگلنے لگی (۴۵)۔ تب جادوگر سجدے میں گر پڑے (۴۶)۔ (اور) کہنے لگے کہ ہم تمام جہان کے مالک پر ایمان لائے (۴۶)۔ جو موسیٰ اور ہارون کا مالک ہے (۴۸)۔ فرعون نے کہا کیا اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دُوں تم اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو عنقریب تم (اس کا انجام) معلوم کر لو گے کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اطراف مخالف سے کٹوا دُوں گا اور تم سب کو سُولی پر چڑھوا دوں گا (۴۹)۔ انہوں نے کہا کہ کچھ نقصان (کی بات) نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۵۰)۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس لیے کہ ہم اوّل ایمان لانے والوں میں ہیں (۵۱)

تفسیر سورة الشعراء آیات (٣٤) تا (٥١)

(۳۴-۳۵) اس پر فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ رسول ماہر جادوگر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سرزمین مصر سے تمہیں نکال باہر کرے تم اس بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔

(۳۶-۳۷) درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو کچھ مہلت دیجیے اور ان کو قتل نہ کیجیے اور شہروں میں چپراسیوں کے ذریعے جادوگروں کے نام حکم نامے بھیج دیجیے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو لا کر حاضر کر دیں تاکہ وہ موسیٰ

علیہ السلام کی طرح اپنا جادو دکھائیں۔

(۳۸۔۳۹۔۴۰) چنانچہ بہتر جادوگر ایک معروف دن کے خاص وقت پر حاضر کیے گئے۔

اور وہ میلے یا ان کی عید کا دن یا نیروز تھا اور لوگوں میں بھی اعلان کرا دیا گیا کہ اگر جادوگر موسیٰ پر غالب آ گئے تو ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں گے۔

(۴۱) چنانچہ جب جادوگر آئے تو انھوں نے کہا کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے تو کیا ہمیں کوئی بڑا معاوضہ اور انعام ملے گا۔

(۴۲) فرعون نے کہا ہاں تمہیں بڑا انعام ملے گا اور مزید یہ کہ تم میرے خصوصی مقرب بن جاؤ گے۔

(۴۳) غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالو۔

(۴۴) چنانچہ انھوں نے ستر لکڑیاں اور ستر رسیاں میدان میں ڈالیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہیں گے۔

(۴۵) چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ڈالنے کے ساتھ ہی جادوگروں کے تمام دھندوں کو نگلنے لگا۔

(۴۶۔۴۷۔۴۸) یہ دیکھتے ہی تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے ان کے تیزی کے ساتھ سجدہ کرنے کو گرنے سے تعبیر فرمایا اور جب تمام ان کی رسیوں اور لکڑیوں کا جال ختم ہو گیا تو جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ معجزہ ہے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔

(۴۹) فرعون نے ان سے کہا کیا رب العالمین سے معاذ اللہ میری ذات مراد ہے انھوں نے کہا نہیں بلکہ جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔

فرعون نے کہا میرے حکم دینے سے پہلے ہی تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جادو میں تم سب کا استاد ہے ابھی تمہیں حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جو میرا تمہارے ساتھ برتاؤ ہو گا میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواؤں گا اور مصر کی نہر کے کنارے پر تم سب کو سولی پر لٹکواؤں گا۔

(۵۰) انھوں نے جواب دیا جو دنیا میں ہمارے ساتھ برتاؤ کرے گا اس سے ہمارا آخرت میں کوئی نقصان نہیں ہوگا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے عطا کردہ ثواب کے پاس جا پہنچیں گے۔

(۵۱) اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے سابقہ شرک کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ
بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۝
اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ
حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝
كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا
تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ
مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ
فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝
وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو لے نکلو کہ (فرعونیوں کی طرف سے) تمہارا تعاقب کیا جائے گا (۵۲)۔ تو فرعونیوں نے شہروں میں نقیب روانہ کئے (۵۳)۔ (اور کہا) کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے (۵۴)۔ اور یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں (۵۵)۔ اور ہم سب باساز و سامان ہیں (۵۶)۔ تو ہم نے اُن کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا (۵۷)۔ اور خزانوں اور نفیس مکانات سے (۵۸)۔ (ان کے ساتھ ہم نے) اس طرح (کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا (۵۹)۔ تو انہوں نے سورج نکلتے (یعنی صبح کو) اُن کا تعاقب کیا (۶۰)۔ جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ لیے گئے (۶۱)۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے رستہ بتائے گا (۶۲)۔ اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو۔ تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا (یوں) ہو گیا (کہ) گویا پہاڑ (ہے) (۶۳)۔ اور دوسروں کو وہاں ہم نے قریب کر دیا (۶۴)۔ اور موسیٰ اور اُن کے ساتھ والوں کو (تو) بچا لیا (۶۵)۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا (۶۶)۔ بے شک اس قصے میں نشانی ہے۔ لیکن یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں (۶۷)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۶۸)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۵۲) تا (۶۸)

(۵۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بنی اسرائیل میں سے میرے ان بندوں کو جو کہ آپ پر ایمان لائے ہیں، شاشب (مصر) سے باہر لے جاؤ تم لوگوں کا فرعون اور اس کی قوم تعاقب کرے گی۔

(۵۳۔۵۶) چنانچہ فرعون نے شہروں میں چپڑاسی دوڑائے اور یہ کہلا بھیجا موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھوڑی سی جماعت ہے اور ان لوگوں نے ہمیں بہت غصہ دلایا ہے اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں۔

(۵۷۔۵۸) غرض کہ ہم نے فرعونیوں کو باغوں سے، پاکیزہ پانی کے چشموں سے اور مالوں کے خزانوں اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا۔

(۵۹) اور جو ہماری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کو مصر کا مالک بنا دیا۔

(۶۰-۶۱) غرض فرعونیوں نے (ایک روز) سورج نکلنے کیوقت ان کو پیچھے سے جالیا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت اور فرعون کی جماعت کا آمنا سامنا ہوگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہی کہنے لگے، اے موسیٰ علیہ السلام بس ہم تو اب ان کے ہاتھ آ گئے۔

(۶۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم ہرگز ان کے ہاتھ نہیں آ سکتے کیوں کہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ ابھی مجھ کو ان سے نجات دے دے گا اور راستہ بتا دے گا۔

(۶۳) پھر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو، چنانچہ انھوں نے مارا جس سے اس دریا کے پھٹ کر بارہ حصے ہوگئے اور ان میں سے ہر ایک حصہ اتنا بڑا تھا جتنا بڑا پہاڑ۔

(۶۴) اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بھی اس کے قریب پہنچا دیا اور دریا میں اتار دیا اور یہ سب کے سب کافر تھے۔

(۶۵-۶۶) اور ہم نے موسیٰ اور ان کے سب ساتھیوں کو غرق ہونے سے بچالیا پھر فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں غرق کر دیا۔

(۶۷) اور یہ جو ہم نے ان کے ساتھ معاملہ کیا اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(۶۸) اور آپ کا رب کافروں کو سزا دینے میں بڑا زبردست ہے اور مسلمانوں پر بڑا مہربان بھی اسی لیے ان لوگوں کو غرق ہونے سے بچالیا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ
مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ
هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا
بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ
تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ
الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي
وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ
يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾
رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِي
لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ
النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي
يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى
اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾
مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا
هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا
يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾
وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ
ع لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾

اور اُن کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سُنا دو (۶۹)۔ جب اُنہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو (۷۰)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان (کی پوجا) پر قائم ہیں (۷۱)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری (آواز) سنتے ہیں؟ (۷۲)۔ یا تمہیں کچھ فائدہ دے سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ (۷۳)۔ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح دیکھا ہے (۷۴)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو (۷۵)۔ تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی (۷۶)۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ مگر (خدائے) رب العالمین (میرا دوست ہے) (۷۷)۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے (۷۸)۔ اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (۷۹)۔ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے (۸۰)۔ اور وہ جو مجھے مارے گا (اور) پھر زندہ کرے گا (۸۱)۔ اور وہ جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا (۸۲)۔ اے میرے پروردگار مجھے علم و دانش عطا فرما اور نیکوکاروں میں شامل کر (۸۳)۔ اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر (۸۴)۔ اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر (۸۵)۔ اور میرے باپ کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے (۸۶)۔ اور جس دن لوگ اُٹھا کھڑے کیے جائیں گے مجھے رُسوا نہ کیجیو ۸۷۔ جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے (۸۸)۔ ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا) (۸۹)۔ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی (۹۰)۔ اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی (۹۱)۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ جن کو تم پوجتے تھے وہ کہاں ہیں؟ (۹۲)۔ یعنی جن کو خدا کے سوا (پوجتے تھے) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا خود بدلہ لے سکتے ہیں؟ (۹۳)۔ تو وہ اور گمراہ (یعنی بُت اور بُت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے (۹۴)۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخل جہنم ہوں گے) (۹۵)۔ (وہاں) وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے (۹۶)۔ کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے (۹۷)۔ جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھیراتے تھے (۹۸)۔ اور ہم کو اُن گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا (۹۹)۔ تو (آج) نہ کوئی ہمارا سفارش کرنے والا ہے (۱۰۰)۔ اور نہ گرم جوش دوست (۱۰۱)۔ کاش ہمیں (دُنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں (۱۰۲)۔
بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں (۱۰۳)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۰۴)

تفسير سورة الشعراء آيات (٦٩) تا (١٠٤)

(٦٩) اور آپ اپنی قوم یعنی قریش کے سامنے حضرت ابراہیم ؑ کا قصہ بیان کیجیے۔

(٧٠) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم سے جو کہ بت پرست تھے فرمایا کہ تم کس بیہودہ چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔

(٧١) انھوں نے کہا ہم ان بتوں کی جو کہ معبود ہیں عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان کی عبادت پر جمے بیٹھے رہتے ہیں۔

(٧٢۔٧٣) حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کیا یہ تمہارے معبود تمہیں جواب دیتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو یا جب تم ان کی اطاعت کرتے ہو تو یہ تمہاری ضروریات زندگی میں تمہیں کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا اگر تم ان کی نافرمانی شروع کردو تو یہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

(٧٤) ان لوگوں نے کہا نہیں یہ بات تو نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے تو ہم بھی ان کی پیروی میں ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(٧٥۔٧٦) حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا بھلا تم نے کبھی ان کی حالت پر غور بھی کیا جن کی تم اور تمہارے آباؤ اجداد بھی عبادت کرتے ہیں میں ان تمام لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔

(٧٧۔٧٨) البتہ ان میں سے وہ جو رب العالمین کی عبادت کرتا ہے کہ جس نے مجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اسی نے مجھے دین پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔

(٧٩) اور وہی مجھے حق اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھے رزق دیتا ہے۔

(٨٠۔٨٢) اور جس وقت میں بھوکا اور پیاسا ہوتا ہوں تو خوب کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ ہی مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے دنیا میں موت دے گا پھر قیامت کے روز مجھے زندہ کرے گا اور جس سے مجھے یہ امید ہے کہ وہ میری غلط کاری کو قیامت کے دن معاف فرمائے گا حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں اور قوم سے کہہ دیا تھا کہ بڑے بت نے ایسا کیا ہوگا اور اپنی بیوی کو بادشاہ کی وجہ سے بہن کہہ دیا تھا (غالباً حضور خداوندی میں ان چیزوں کو بھی غلطی میں شمار فرما رہے ہیں)۔

(٨٣) اے میرے پروردگار مجھے جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال عطا فرما اور مجھے جنت میں میرے بڑوں میں سے جو رسول گزرے ہیں ان کے ساتھ شامل فرما۔

(٨٤۔٨٦) اور میرا ذکر حسن میرے بعد آنے والوں میں جاری رکھ اور مجھے جنت کے مستحقین میں سے کر اور

میرے باپ کو ہدایت عطا فرما وہ گمراہ کافر لوگوں میں سے ہے۔

(۸۷_۸۹) اور جس روز سب قبروں سے زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھے رسوا نہ کرنا جس دن کہ نہ کثرت مال کام آئے گا اور نہ اولاد کی زیادتی مگر ہاں جو اللہ کے پاس گناہوں سے یا یہ کہ دنیا کی محبت سے یا یہ کہ اصحاب نبی اکرمؐ کی دشمنی سے پاک وصاف دل لے کر آئے گا۔

(۹۰_۹۱) اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے جنت نزدیک کردی جائے گی اور وہی ان کا ٹھکانا ہو جائے گی اور کافروں کے لیے دوزخ سامنے ظاہر کی جائے گی اور وہ ہی ان کا ٹھکانا ہو گی۔

(۹۲_۹۳) اور بتوں کے پجاریوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم جن بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہاں گئے کیا وہ تمہاری عذاب الٰہی سے حفاظت کر سکتے ہیں یا عذاب الٰہی سے خود کا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں۔

(۹۴_۹۵) پھر یہ کہہ کر کفار مکہ اور تمام کافر خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔

(۹۶_۹۷) اور دوزخ میں کفار اپنے معبودوں اور رؤساء اور ابلیس کے لشکر سے کہیں گے خدا کی قسم بے شک ہم دنیا میں کھلی گمراہی میں تھے۔

(۹۸_۹۹) جب کہ تمہیں کو عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہمیں تو بس ایمان اور اطاعت سے ان سے بڑے مشرکین نے ہٹایا ہے جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کی پیروی کی۔

(۱۰۰_۱۰۱) سو اب فرشتوں انبیاء کرام اور صالحین میں سے نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے جو ہمیں چھڑا لے اور نہ کوئی قربت والا مخلص دوست ہے کہ ہمارے مسئلہ میں دل سوزی ہی کرے۔

(۱۰۲) سو کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں دنیا میں پھر واپس جانا ملتا کہ ہم ایمان لا کر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے۔

(۱۰۳) یہ جو ان کی حالت بیان کی گئی اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور اگر ان کو دنیا میں پھر واپس کر دیا جائے تو ان میں اکثر ایمان نہیں لائیں گے یا یہ کہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور یہ سب کے سب کفار ہی تھے۔

(۱۰۴) اور آپ کا رب ان کو سزا دینے میں بڑا زبردست اور مومنین پر رحمت کرنے والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ ۨالْمُرْسَلِينَ ﴿۱۰۵﴾ إِذْ قَالَ
لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۰٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا
اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ
وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۲﴾ إِنْ
حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۴﴾
إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ
مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾
فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾
فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ
الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾
وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾

قوم نوح نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۰۵)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی نوح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۰٦)۔ میں تو تمہارا امانت دار ہوں (۱۰۷)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۰۸)۔ اور میں اس کام کا تم سے صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو خدائے رب العالمین ہی پر ہے (۱۰۹)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو (۱۱۰)۔ وہ بولے تو کیا ہم تم کو مان لیں اور تمہارے پیرو تو رذیل لوگ ہوتے ہیں (۱۱۱)۔ (نوح نے) کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کرتے ہیں (۱۱۲)۔ ان کا حساب (اعمال) میرے پروردگار کے ذمے ہے کاش تم سمجھو (۱۱۳)۔ اور میں مومنوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں (۱۱۴)۔ میں تو صرف کھول کھول کر نصیحت کرنے والا ہوں (۱۱۵)۔ انہوں نے کہا کہ نوح اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کردیے جاؤ گے (۱۱٦)۔ (نوح نے) کہا کہ پروردگار میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا (۱۱۷)۔ سو تو میرے اور اُن کے درمیان ایک کھلا فیصلہ کردے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اُن کو بچا لے (۱۱۸)۔ پس ہم نے اُن کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے ان کو بچا لیا (۱۱۹)۔ پھر اس کے بعد باقی لوگوں کو ڈبو دیا (۱۲۰)۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۲۱)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۲۲)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۰۵) تا (۱۲۲)

(۱۰۵) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اور ان پیغمبروں کو جن کا نوح علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا۔

(۱۰٦۔۱۰۸) جب کہ ان سے ان کے نبی اور ان کے برادری کے بھائی نوح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی عبادت سے نہیں ڈرتے ہو اللہ کی طرف سے رسالت پر تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں یا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے اندر اس سے پہلے امانت دار تھا پھر آج کیسے مجھے متہم قرار دیتے ہو، لہٰذا تم لوگ کفر سے توبہ کر کے اور ایمان لا کر اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی پیروی کرو۔

(۱۰۹۔۱۱۰) اور میں توحید کی تبلیغ پر تم سے کوئی دنیوی صلہ بھی نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو۔

(۱۱۱) وہ کہنے لگے اے نوح علیہ السلام کیا ہم تمہاری تصدیق کریں گے، حالاں کہ رذیل اور کمزور آدمی تمہارے ساتھ ہوئے ہیں ان کو اپنے پاس سے ہٹا دو تا کہ ہم تم پر ایمان لے آئیں۔

(۱۱۲۔۱۱۳) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اس چیز کا تو مجھے علم نہیں کہ ان کو توفیق حاصل ہوگی یا تمہیں ان کا ثواب دینا

اوران سے حساب کتاب لینا بس اللہ کا کام ہے کیا خوب ہوتا کہ تم اس کو سمجھتے۔

(۱۱۴۔۱۱۵) اور میں ایمانداروں کو عبادت خداوندی سے ہٹانے والا نہیں میں تو ایسی زبان میں صاف طور پر ڈرانے والا رسول ہوں جس کو تم سمجھو۔

(۱۱۶) وہ لوگ کہنے لگے اے نوح علیہ السلام اگر تم اپنے اس کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور قتل کر دیے جاؤ گے جیسا کہ تمہارے ماننے والوں میں سے غریبوں کو قتل کیا گیا۔

(۱۱۷۔۱۱۹) تب نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم میری رسالت کی مسلسل تکذیب کر رہی ہے اور میرے ماننے والوں کو قتل کر رہی ہے تو میرے اور ان کے درمیان ایک عملی عادلانہ فیصلہ فرما دیجیے اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو ان لوگوں پر جو آپ عذاب نازل فرمائیں اس سے نجات دیجیے چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو مسلمان اس بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے نجات دی۔

(۱۲۰) اور نوح علیہ السلام کے کشتی میں سوار ہونے کے بعد باقی لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا۔

(۱۲۱۔۱۲۲) اس واقعہ میں بھی بعد میں آنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر مومن نہیں تھے بلکہ سب ہی کافر تھے اور آپ کا رب سزا دینے میں بڑا زبردست ہے کہ ان لوگوں کو طوفان کے ذریعے سے غرق کر دیا اور مومنین پر مہربان ہے کہ ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔

كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِيْنَ ۚۖ اِذْ
قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۭ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۙ
وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۚ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ
جَبَّارِيْنَ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا
تَعْلَمُوْنَ ۚ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۚ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۚ اِنِّيْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۭ قَالُوْا سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ
اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَمَا
نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ

عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۲۳)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۱۲۴)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۲۵)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۲۶)۔ اور میں اس کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۲۷)۔ بھلا تم جو ہر اُونچی جگہ پر نشان تعمیر کرتے ہو (۱۲۸)۔ اور محل بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو گے (۱۲۹)۔ اور (جب کسی) کو پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو (۱۳۰)۔ تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۳۱)۔ اور اس سے جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو ڈرو (۱۳۲)۔ اس نے تمہیں چار پایوں اور بیٹوں سے مدد دی (۱۳۳)۔ اور باغوں اور چشموں سے (۱۳۴)۔ مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے (۱۳۵)۔ وہ کہنے لگے ہمیں خواہ نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے یکساں ہے (۱۳۶)۔ یہ تو اگلوں ہی کے طریق ہیں (۱۳۷)۔ اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا (۱۳۸)۔ تو انہوں نے

ہود کو جھٹلایا سو ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۳۹)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے (۱۴۰)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۲۳) تا (۱۴۰)

(۱۲۳۔۱۲۴) قوم عاد نے حضرت ہود اور تمام ان پیغمبروں کو جن کا ہود علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا جب کہ ان کے نبی نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے۔

(۱۲۵۔۱۲۶) میں اللہ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں لہٰذا توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور جن باتوں کا میں تمہیں کو حکم دے رہا ہوں ان میں تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

(۱۲۷) میں اس تبلیغ توحید پر تم سے کسی صلے کا طالب نہیں ہوں بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۲۸) کیا تم ہر ایک راستہ پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو اور وہاں سے غریبوں میں سے جو بھی گزرتا ہے اس کو مارتے ہو اور اس کے کپڑے اتار لیتے ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو جس کو محض فضول بناتے ہو اور وہاں سے ہر ایک گزرنے والے کا مذاق اڑاتے ہو۔

(۱۲۹) اور بڑی بڑی منزلیں محلات اور حوض بناتے ہو جیسا کہ دنیا میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔

(۱۳۰) اور جب کسی کا مواخذہ کرنے لگتے ہو تو بالکل ہی ظالم و جابر بن کر اس کا مواخذہ کرتے ہو اور اسے غصہ میں آکر قتل کرتے ہو۔

(۱۳۱۔۱۳۴) اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں کفر سے توبہ کرنے اور ایمان لانے کا حکم دیا ہے اس چیز میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ چیزیں دیں جن کو تم جانتے ہو مویشی اور بیٹے اور باغات اور پاک پانی کے چشمے تمہیں عطا کیے۔

(۱۳۵) مجھے تمہارے حق میں اگر تم کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے باز نہ آئے ایک بڑے سخت دن کے عذاب یعنی دوزخ کا خدشہ ہے۔

(۱۳۶۔۱۳۸) وہ بولے ہمارے نزدیک دونوں چیزیں برابر ہیں خواہ آپ ہمیں ان چیزوں سے روکیں یا نہ روکیں اور جس طریقہ پر ہم قائم ہیں یہ تو پہلے لوگوں کا ایک طریقہ چلا آرہا ہے یا یہ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تو بس پہلے لوگوں کی باتیں ہیں اور رسم ہے اور تم جو ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہمیں ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

(۱۳۹) غرض کہ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ایک سخت تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(۱۴۰) اور بے شک آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے اور مومنین پر مہربان ہے کہ انھیں اس عذاب سے نجات دی۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝
إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا
آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝
وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝
وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ
وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا
بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ
نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ
فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝
فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
ع وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

(اور) قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۴۱)۔ جب اُن کو اُن کے بھائی صالح نے کہا تم ڈرتے کیوں نہیں؟ (۱۴۲)۔ میں تو تمہارا امانت دار ہوں (۱۴۳)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۴۴)۔ اور میں اس کام کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۴۵) کیا جو چیزیں (تمہیں یہاں میسر) ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دیئے جاؤ گے (۱۴۶)۔ (یعنی باغ اور چشمے (۱۴۷)۔ اور کھیتیاں اور کھجوریں اور جن کے خوشے لطیف اور نازک ہوتے ہیں (۱۴۸)۔ اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے ہو (۱۴۹)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرے کہے پر چلو (۱۵۰)۔ اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی بات نہ مانو (۱۵۱)۔ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے (۱۵۲)۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو (۱۵۳)۔ تم اور کچھ نہیں ہماری ہی طرح کے آدمی ہو۔ اگر سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو (۱۵۴)۔ (صالح نے) کہا (دیکھو) یہ اونٹنی ہے (ایک دن) اس کی پانی پینے کی باری ہے اور ایک معین روز تمہاری باری (۱۵۵)۔ اور اس کو کوئی تکلیف نہ دینا (نہیں تو) تم کو سخت عذاب آ پکڑے گا (۱۵۶)۔ تو اُنہوں نے اُسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر نادم ہوئے (۱۵۷)۔ سو اُن کو عذاب نے آ پکڑا، بیشک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۵۸)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۵۹)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۴۱) تا (۱۵۹)

(۱۴۱۔۱۴۳) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کو اور جن انبیاء کی حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو خبر دی سب کو جھٹلایا جب کہ ان کے نبی صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ میں اللہ کی طرف سے امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو کہ توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔

(۱۴۴۔۱۴۵) اور اللہ کے حکم اور میرے طریقہ کی پیروی کرو اور تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی صلہ نہیں چاہتا میرا صلہ اور

ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۴۶-۱۴۸) کیا تمہیں کو ان ہی نعمتوں میں موت وعذاب اور زوال سے بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا یعنی باغوں میں اور پاک پانی کے چشموں میں۔

اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے اور خوبصورت ہیں۔

(۱۴۹-۱۵۰) اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو جن باتوں کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اس میں اور میرا کہنا مانو

(۱۵۱-۱۵۲) اور ان مشرکین کا کہنا مت مانو جو زمین میں کفر وشرک اور غیر اللہ کی پرستش کی ترغیب کرتے پھرتے ہیں اور نجات کی بات نہیں کرتے۔

(۱۵۳) ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے کہ تم ایسی باتیں کرتے ہو۔

(۱۵۴) ورنہ تم نہ فرشتے ہو اور نہ نبی تم تو ہماری طرح کے ایک معمولی سے آدمی ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں تم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہو سو اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں اور اس چیز میں کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو۔

(۱۵۵) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے جو میری نبوت کے لیے دلیل ومعجزہ ہے پانی پینے کے لیے مقررہ دن میں ایک دن اس کے پینے کی باری ہے اور ایک دن تمہارے مویشی کی باری کا دن ہے۔

(۱۵۶) اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہیں تمہیں ایک بھاری دن کا عذاب آ پکڑے۔

(۱۵۷) چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اپنی اس حرکت پر پشیمان ہوئے۔

(۱۵۸) بالآخر تین دن کے بعد ان کو عذاب نے آ پکڑا۔ اے نبی کریم ﷺ اس واقعہ میں بھی جو ہم نے ان کے ساتھ کیا بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔

(۱۵۹) اور آپ کا رب بڑا زبردست اور بڑا مہربان ہے کہ مومنین کو بچا لیتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۶۰﴾
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۶۱﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۶۲﴾
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ
إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۴﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۵﴾
وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿۱۶۶﴾
قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ إِنِّي
لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنَاهُ
وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۷۰﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿۱۷۲﴾
وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۱۷۳﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ
وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۴﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۷۵﴾ ع ۹

(اور) قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۶۰)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے (۱۶۱)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۶۲)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۶۳)۔ اور میں تم سے اس (کام) کا بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۶۴)۔ کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو (۱۶۵)۔ اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے جو تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں اُن کو چھوڑ دیتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے ہو (۱۶۶)۔ وہ کہنے لگے لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو شہر بدر کر دیے جاؤ گے (۱۶۷)۔ (لوط نے) کہا کہ میں تمہارے کام کا سخت دشمن ہوں (۱۶۸)۔ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں (کے وبال) سے نجات دے (۱۶۹)۔ سو ہم نے اُن کو اور اُن کے سب گھر والوں کو نجات دی (۱۷۰)۔ مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ گئی (۱۷۱)۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا (۱۷۲)۔ اور ان پر مینہ برسایا۔ سو جو مینہ ان (لوگوں) پر (برسا) جو ڈرائے گئے تھے بُرا تھا (۱۷۳)۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۷۴)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۷۵)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۴۱) تا (۱۷۵)

(۱۶۰۔۱۶۲) قوم لوط علیہ السلام نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان کے نبی نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔

(۱۶۳۔۱۶۴) سو تم اللہ سے ڈرو اور توبہ و ایمان کا جو تمہیں حکم دیا ہے اس کو پورا کرو اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۶۵۔۱۶۶) کیا تمام دنیا جہاں والوں میں تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہو اور تمہارے لیے جو تمہارے پروردگار نے تمہاری بیویوں کی شرم گاہیں حلال کر رکھی ہیں ان کو نظر انداز کیے رکھتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حلال کو چھوڑ کر حرام کاموں کی طرف بڑھنے والے لوگ ہو۔

(۱۶۷) وہ کہنے لگے اے لوط علیہ السلام اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہیں آؤ گے تو ضرور اس سدوم سے نکال دیے جاؤ گے۔

(۱۶۸) حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اس ناپاک کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔

(۱۶۹۔۱۷۲) چنانچہ لوط علیہ السلام نے بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے متعلقین کو نجات دی سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ وہ عذاب کے اندر رہ جانے والوں میں رہ گئی اور پھر ہم نے بقیہ ان کی قوم کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

(۱۷۳) اور ہم نے ان سب لوگوں پر پتھروں کا مینہ برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا۔

(۱۷۴۔۱۷۵) مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑی قدرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا
تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا
وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ
فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۷۶)۔ جب اُن سے شعیب نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۷۷)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۷۸)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۷۹)۔ اور میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو (خدائے) ربّ العالمین کے ذمّے ہے (۱۸۰)۔ (دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو (۱۸۱)۔ اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو (۱۸۲)۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو (۱۸۳)۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی خلقت کو پیدا کیا (۱۸۴)۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو (۱۸۵)۔ اور تم اور کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو۔ اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو (۱۸۶)۔ اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا لا کر گراؤ (۱۸۷)۔ (شعیب نے کہا) کہ کام جو تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے (۱۸۸)۔ تو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلایا پس سائبان کے عذاب نے اُن کو آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا (۱۸۹)۔ اس میں یقیناً نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۹۰)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۹۱)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۷٦) تا (۱۹۱)

(۱۷٦۔۱۷۷) قوم شعیبؑ نے بھی حضرت شعیب علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

(۱۷۸۔۱۸۰) میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور کفر سے توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور میرا کہنا مانو میں تم سے اس بات پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۸۱) تم لوگ پورا ماپا تولا کرو اور ماپ وتول میں کمی کر کے نقصان پہنچانے والے مت بنا کرو۔

(۱۸۲۔۱۸۳) اور سیدھی ترازو سے تولا کرو اور ماپ وتول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور سرزمین میں نافرمانی مت کیا کرو اور ماپ وتول میں کمی کر کے اور غیر اللہ کی پرستش کی طرف لوگوں کو بلا کر زمین میں فساد مت پھیلایا کرو۔

(۱۸۴) اور اس اللہ سے ڈرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔

(۱۸۵۔۱۸۶) وہ لوگ کہنے لگے بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کردیا ہے اور تم ہمارے جیسے ایک معمولی آدمی ہو کوئی نبی اور فرشتے نہیں ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں ایسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو اور ہم تو تمھیں تمہاری ان باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۱۸۷) سو اگر تم اپنے اس دعوی میں سچے ہو کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا تو ہمارے اوپر آسمان سے کوئی عذاب کا ٹکڑا گرادو۔

(۱۸۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار تمہاری ان کفریہ باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور میں بھی تمہاری حالت سے اور اس عذاب سے جو تم پر نازل ہوگا بخوبی واقف ہوں۔

(۱۸۹) چنانچہ انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کو سائبان کے عذاب نے آ پکڑا بادل کی مانند عذاب ان کے اوپر آگیا اور اس میں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس نے ان سب کو جلادیا بے شک یہ ان لوگوں کے حق میں بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

(۱۹۰۔۱۹۱) اور اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے باقی اس کے باوجود بھی ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں بڑی قدرت والا ہے اور مومنین کے حق میں بڑی رحمت والا ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ
الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ
عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن
يَعْلَمَهُ عُلَمٰٓؤُا بَنِي إِسْرَآءِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾
فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِي قُلُوبِ
الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم
بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾
أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَءَيْتَ إِن مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ
جَآءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ أَغْنٰى عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾
وَمَآ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا
ظٰلِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنۢبَغِي لَهُمْ وَمَا
يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ
اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ
الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾
فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى

اور یہ (قرآن) خدائے پروردگار عالم کا اُتارا ہوا ہے (۱۹۲)۔اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے (۱۹۳)۔ (یعنی اُس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو (۱۹۴)۔(اور القا بھی) فصیح عربی زبان میں (کیا ہے) (۱۹۵)۔اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی) ہے (۱۹۶)۔کیا اُن کے لیے یہ سند نہیں کہ علمائے بنی اسرائیل اس (بات) کو جانتے ہیں (۱۹۷)۔اور اگر ہم اس کو کسی غیر اہل زبان پر اُتارتے (۱۹۸)۔اور وہ اسے ان (لوگوں) کو پڑھ کر سناتا تو یہ اسے (کبھی) نہ مانتے (۱۹۹)۔اسی طرح ہم نے انکار کو گنہگاروں کے دلوں میں داخل کردیا (۲۰۰)۔وہ جب تک درد دینے والا عذاب نہ دیکھ لیں اس کو نہیں مانیں گے (۲۰۱)۔وہ ان پر ناگہاں آ واقع ہوگا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی (۲۰۲)۔اُس وقت کہیں گے کیا ہمیں مہلت ملے گی (۲۰۳)۔تو کیا یہ ہمارے عذاب کو جلدی طلب کر رہے ہیں (۲۰۴)۔بھلا دیکھو تو اگر ہم اُن کو برسوں فائدہ

الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾
وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾
وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾

دیتے رہے (۲۰۵)۔ پھر اُن پر وہ (عذاب) آواقع ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (۲۰۶)۔ تو جو فائدے یہ اُٹھاتے رہے اُن کے کس کام آئیں گے (۲۰۷)۔ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لیے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے (۲۰۸)۔ (تاکہ) نصیحت (کردیں) اور ہم ظالم نہیں ہیں (۲۰۹)۔ اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نازل نہیں ہوئے (۲۱۰)۔ یہ کام نہ تو اُن کو سزاوار ہے اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں (۲۱۱)۔ وہ (آسمانی باتوں کے) سُننے (کے مقامات) سے الگ کردیے گئے ہیں (۲۱۲)۔ تو خدا کے سوا کسی اور معبود کو مت پکارنا ورنہ تم کو عذاب دیا جائے گا (۲۱۳)۔ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سُنادو (۲۱۴)۔ اور جو مومن تمہارے پیرو ہوگئے ہیں اُن سے بتواضع پیش آؤ (۲۱۵)۔ پھر اگر لوگ تمہاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں (۲۱۶)۔ اور خدائے غالب اور مہربان پر بھروسہ رکھو (۲۱۷)۔ جو تم کو جب تم تہجد کے وقت اُٹھتے ہو دیکھتا ہے (۲۱۸)۔ اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی (۲۱۹)۔ بے شک وہ سُننے والا اور جاننے والا ہے (۲۲۰)۔ (اچھا) میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اُترتے ہیں (۲۲۱)۔ ہر جھوٹے گنہگار پر اُترتے ہیں (۲۲۲)۔ جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں (۲۲۳)۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں (۲۲۴)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں (۲۲۵)۔ اور کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں (۲۲۶)۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے اور اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد انتقام لیا اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں (۲۲۷)

تفسیر سورة الشعراء آیات (۱۹۲) تا (۲۲۷)

(۱۹۲۔۱۹۴) اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امانت دار فرشتہ جبریل امین کے ذریعے آپ کے قلب مبارک پر اتارا جس قدر آپ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔

یا یہ کہ جس وقت آپ کے سامنے اس کی تلاوت کی جائے صاف عربی زبان میں کہ آپ ان لوگوں کو ان کی زبان میں یہ کلام پہنچادیں تاکہ آپ بھی منجملہ اور ڈرانے والوں کے ہوں۔

(۱۹۵۔۱۹۷) اور اس قرآن کریم کا اور آپ کا ذکر پہلے انبیاء کی کتابوں میں بھی ہے۔

کیا ان کفار مکہ کے لیے رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر یہ بات دلیل نہیں ہے کہ علماء بنی اسرائیل اس پیشین گوئی کو جانتے ہیں کہ جس وقت ان کفار نے علماء بنی اسرائیل سے آپ کے اور قرآن کریم کے بارے میں دریافت کیا

تو انھوں نے لوگوں کو اس کے بارے میں بتا دیا۔

(۱۹۸-۱۹۹) اور اگر بالفرض ہم اس قرآن کریم کو کسی عجمی پر نازل کر دیتے جسے عربی زبان سے واقفیت ہی نہیں اور وہ اس قرآن حکیم کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے۔

کیوں کہ جب ایسے شخص پر ایمان نہیں لائے جو ان کی زبان جانتا ہے تو پھر ایسے آدمی کی بات کیسے مانتے جو ان کی زبان سے واقف نہیں۔

(۲۰۰) اسی طرح ہم نے اس جھٹلانے کو ان مشرکین یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے۔

(۲۰۱-۲۰۲) یہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں جو اچانک ان کے سامنے آ کھڑا ہوگا اور پہلے سے ان کو نزول عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی۔

(۲۰۳-۲۰۵) پھر اس وقت کہیں گے کیا کسی طرح اس عذاب سے ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے اور اس وقت تو یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلد لانا چاہتے ہیں۔

شان نزول: اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابی جہضم سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو کچھ پریشان دیکھا تو آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا آپ نے فرمایا میرے دشمن کو کیوں چھپا دیا جو میری امت میں میرے بعد ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ آپ خوش ہو گئے۔

(۲۰۶-۲۰۸) اے محمد ﷺ بتایئے تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک ان کے اسی کفر میں رہنے دیں پھر جس عذاب کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے تو جس مہلت کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ مہلت عذاب الٰہی کے سامنے ان کے کس کام آ سکتی ہے اور جتنے بستی والوں کو ہم نے غارت کیا ہے سب میں عذاب الٰہی کو یاد دلانے والے اور ڈرانے والے رسول آتے ہیں۔

(۲۰۹) اور ظاہراً بھی ہم ان کے ہلاک کرنے میں ظالم نہیں ہیں۔

(۲۱۰-۲۱۲) اور اس قرآن حکیم کو شیاطین لے کر نہیں آئے کیوں کہ یہ ان کی حالت کے مناسب بھی نہیں اور نہ وہ اس کے اہل ہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں کیوں کہ وہ شیاطین وحی آسمانی سے روک دیے گئے ہیں۔

(۲۱۳) اور تم اللہ کے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کہیں تمہیں دوزخ کی سزا ہونے لگے۔

(۲۱۴۔۲۲۰) اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے اور مومنین کے ساتھ مشفقانہ پیش آیئے اور اگر یہ قریش آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیجیے کہ میں تمہارے افعال واقوال سے بیزار ہوں اور آپ اس اللہ پر جو کہ دشمنوں کو سزا دینے پر قادر اور آپ پر اور تمام مسلمانوں پر مہربان ہے توکل رکھیے۔ آپ جس وقت کہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور نماز شروع کرنے کے بعد قیام رکوع وسجود میں نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے یا یہ کہ جب کہ آپ اپنے آباء کی اصلاب اطہار میں رہے اس سے واقف ہے۔

وہ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

شانِ نزول: وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے ابن جریج ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ یعنی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ (الخ) یعنی آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے۔ تو آپ اپنے گھر والوں اور خاندان سے ہر ایک چیز میں پہل کرنے لگے تو یہ چیز مومنین کو شاق گزری اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ مشفقانہ نرمی سے پیش آیئے۔

(۲۲۱۔۲۲۲) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں سنو ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو پہلے سے جھوٹے اور بڑے بدکردار ہوں جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ۔

(۲۲۳) اور جو شیاطین کی فرشتوں سے اڑائی ہوئی باتوں کی طرف ان شیاطین کی طرف کان لگا لیتے ہیں اور وہ شیاطین ایک بات اچکتے ہیں اور سو جھوٹ اس میں اپنی طرف سے ملا کر پھر کاہنوں کو اس سے مطلع کرتے ہیں۔

(۲۲۴) اور شاعروں کی راہ تو گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں جو فضول شعر کہتے ہیں۔

(۲۲۵۔۲۲۶) اے محمد ﷺ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ شاعر لوگ خیالی مضامین کے ہر میدان میں حیران ٹکریں مارتے ہوئے مضامین کی تلاش میں پھرا کرتے ہیں کہ کسی کی تعریف کر دی تو کسی کی برائی کر دی اور وہ زبان سے ایسی باتیں کرتے اور آسمان کے قلابے ملاتے اور شیخیاں بگھارتے ہیں کہ جن کو وہ کر بھی نہیں سکتے اور ایسا شاعر اور اس کی راہ پر چلنے والا دونوں گمراہ ہیں۔

شانِ نزول: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (الخ)

نیز ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول

اکرم ﷺ کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کی برائی کی ایک تو ان میں سے انصاری تھا اور دوسرا دوسری قوم کا تھا اور ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے بیوقوفوں کی جماعت تھی اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نیز ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور عروہؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب وَالشُّعَرَآءِ سے مَالَا یَفْعَلُوْنَ تک یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللّٰہ بن رواحہ نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ چیز بتادی کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں، اس پر اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے آخری سورت تک یہ آیات نازل ہوئیں۔

اور ابن جریرؒ اور حاکمؒ نے ابوحسن براد سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت وَالشُّعَرَآءُ نازل ہوئی تو حضرت عبداللّٰہ بن رواحہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ ﷺ! اللّٰہ کی قسم اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں تو ہم تو ہلاک ہو گئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا والی آیت نازل فرمائی چنانچہ حضور ﷺ نے پھر ان لوگوں کو بلا کر ان کو یہ آیت سنادی۔

(۲۲۷) سوائے ان حضرات کے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کیے اور انھوں نے اپنے اشعار میں کثرت سے اللّٰہ کا ذکر کیا اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی اپنے اشعار میں کفار کی تردید کر کے مدد کی بعد اس کے کہ کفار نے ان کی برائی کی تھی تو انھوں نے بھی کفار کی برائی کر کے ان سے بدلہ لیا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت گزرے ہیں اور عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی شان میں گستاخی کی ہے معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں کیسی مصیبت کی جگہ ان کو جانا ہے یعنی اگر ایمان نہ لائے تو جہنم میں جائیں گے۔

سُوۡرَۃُ النَّمۡلِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰیَۃً وَّسَبۡعُ رُکُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۱﴾ ہُدًی وَّ بُشۡرٰی
لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ
بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ
زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَہُمۡ
سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَ ہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾
وَ اِنَّکَ لَتُلَقَّی الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۶﴾ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی
لِاَہۡلِہٖۤ اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡکُمۡ بِشِہَابٍ
قَبَسٍ لَّعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی
النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّہٗۤ اَنَا
اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۙ﴿۹﴾ وَ اَلۡقِ عَصَاکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہَا تَہۡتَزُّ کَاَنَّہَا جَآنٌّ
وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّ لَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ یٰمُوۡسٰی لَا تَخَفۡ ۟ اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ
الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿٭ۖ۱۰﴾ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسۡنًۢا بَعۡدَ سُوۡٓءٍ فَاِنِّیۡ
غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَ اَدۡخِلۡ یَدَکَ فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ
غَیۡرِ سُوۡٓءٍ ۟ فِیۡ تِسۡعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ قَوۡمِہٖ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا
قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡہُمۡ اٰیٰتُنَا مُبۡصِرَۃً قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ
مُّبِیۡنٌ ﴿ۚ۱۳﴾ وَ جَحَدُوۡا بِہَا وَ اسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا وَّ عُلُوًّا ؕ
ع فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۴﴾

سُوۡرَۃُ النَّمۡلِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰیَۃً وَّسَبۡعُ رُکُوۡعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ یہ قرآن اور کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۱) مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے (۲) وہ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں (۳) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ہم نے ان کے اعمال ان کے لیے آراستہ کر دیے ہیں تو وہ سرگرداں ہو رہے ہیں (۴) یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی وہ بہت نقصان اٹھانے والے ہیں (۵) اور تم کو قرآن (خدائے) حکیم وعلیم کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے (۶) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں سے (رستے کا) پتہ لاتا ہوں یا سلگتا ہوا انگارا تمہارے پاس لاتا ہوں تاکہ تم تاپو (۷) جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو ندا آئی کہ جو آگ میں (تجلی دکھاتا) ہے بابرکت ہے اور وہ جو آگ کے اردگرد ہیں، اور خدا جو تمام عالم کا پروردگار ہے پاک ہے (۸) اے موسیٰ میں ہی خدائے غالب ودانا ہوں (۹) اور اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب اسے دیکھا تو (اس طرح) ہل رہی تھی گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا (حکم ہوا کہ) موسیٰ ڈرو مت ہمارے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے (۱۰) ہاں جس نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں بخشنے والا مہربان ہوں (۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو سفید نکلے گا (ان دو معجزوں کے ساتھ جو) نو معجزوں میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کہ وہ بے حکم لوگ ہیں (۱۲) جب ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں، کہنے لگے یہ صریح جادو ہے۔ (۱۳) اور بے انصافی اور غرور سے ان سے انکار کیا۔ کہ ان کے دل ان کو مان چکے تھے سو دیکھ لو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (۱۴)

تفسیر سورة النمل آيات (۱) تا (۱٤)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ترانوے آیات اور ایک ہزار ایک سو انچاس کلمات اور چار ہزار سات سو سڑسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) طٰسٓ، طاء سے طول اور سین سے خوبصورتی ونزاکت مراد ہے یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے یہ سورت قرآن کریم اور ایک ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو کہ حلال وحرام کو واضح کرنے والی ہیں یہ آیتیں ہیں ایمان والوں کے لیے گمراہی سے ہدایت کے لیے اور جنت کی خوشخبری سنانے والی ہیں۔

(۳) اب اللّٰہ تعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان فرماتا ہے کہ جو پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع اور سجود اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوۃ دیتے ہیں اور بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

(۴) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کفریہ مرغوب کر رکھے ہیں جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔

(۵) ایسے لوگوں کے لیے دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور یہ لوگ قیامت کے دن جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخلہ کی وجہ سے نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

(۶) اور اے محمد ﷺ آپ پر یہ قرآن حکیم بذریعہ جبریل امین یقین کے ساتھ ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے نازل کیا جارہا ہے۔

(۷) اس وقت کا واقعہ بیان کیجیے جب کہ موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی پر راستہ بھول گئے تھے تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے راستہ کے بائیں جانب آگ دیکھی تم یہیں ٹھہرے رہو میں ابھی جا کر آگ کے پاس سے یا تو راستہ کی کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینک لو کیوں کہ اس وقت سردی کی شدت تھی۔

(۸) چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اللّٰہ کی طرف سے آواز دی گئی ہے کہ جو اس آگ میں یعنی فرشتے ہیں ان پر بھی برکت ہے اور جو اس آگ کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی برکت ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ وہ ذات بہت ہی بابرکت ہے کہ جس کے نور سے یہ نور ہے یا یہ کہ جو تلاش میں ہیں یعنی حضرت موسیٰؑ اور جو ان کے گرد فرشتے ہیں ان سب پر برکت ہو اور اللّٰہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔

(۹۔۱۰) ارشاد ہوا اے موسیٰؑ بات یہ ہے کہ میں اللّٰہ ہوں اور جو میرے اوپر ایمان نہ لائے اس کو سزا دینے میں زبردست ہوں اور اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا ہوں۔

میں نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور تم ہاتھ میں سے اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ چنانچہ انھوں نے ڈال دیا سو جب حضرت موسیٰؑ نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو وہ اس سے مڑ کر بھاگے اور اس کے ڈر کی وجہ سے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام ڈرو نہیں اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے۔

(۱۱) ہاں مگر جس سے کوئی خطا ہو جائے اور پھر وہ اس خطا سے توبہ کرے تو اس کو بھی ڈرنا نہیں چاہیے کیوں کہ میں تائب کی مغفرت کرنے والا اور جو توبہ کی حالت میں مرے اس پر رحم کرنے والا ہوں۔

(۱۲) اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالے جاؤ اور پھر نکالو تو وہ بلا کسی عیب یعنی برص کے روشن ہو کر نکلے گا اور دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جن کو دے کر تمہیں فرعون اور اس کی قبطی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیوں کہ وہ حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہیں۔

(۱۳) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہمارے دیے ہوئے معجزات لے کر پہنچے جو نہایت واضح تھے او ریکے بعد دیگرے وہ دکھائے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ کھلا جادو ہے۔

(۱۴) اور غضب یہ کہ ظلم وعناد اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کے منکر ہو گئے حالاں کہ ان کے دلوں نے اس بات کا یقین کر لیا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں تو آپ دیکھیے کہ ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کا کیسا برا انجام ہوا کہ ہم نے سب کو دریا میں غرق کر دیا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۗ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾
وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ
الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾
لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ
وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ
وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا
يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ
وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴿۲۶﴾
قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ
هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ
يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا۔ اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی (۱۵) اور سلیمان داؤد کے قائم مقام ہوئے اور کہنے لگے کہ لوگو ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے بیشک یہ (اس کا) صریح فضل ہے (۱۶) اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور وہ قسم وار کیے گیے تھے (۱۷) یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو (۱۸) تو وہ اس کی بات سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما (۱۹) انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہد ہد نظر نہیں آتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے (۲۰) میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے (۲۱) ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہد ہد آ موجود ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس (شہر) سبا سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں (۲۲) میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے (۲۳) میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا
حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ
وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ
اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ
يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢبِمَ يَرْجِعُ
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ
اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ
اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ
اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا
قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ
بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾

انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور ان کو رستے سے روک رکھا ہے پس وہ رستے پر نہیں آئے (۲۴) (اور نہیں سمجھتے) کہ خدا کو جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے کیوں سجدہ نہ کریں (۲۵) خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۲۶) سلیمان نے کہا (اچھا) ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے (۲۷) یہ میرا خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں (۲۸) ملکہ نے کہا کہ دربار والو! میری طرف ایک نامۂ گرامی ڈالا گیا ہے (۲۹) وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور (مضمون یہ ہے) کہ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۳۰) (بعد اس کے یہ) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ (۳۱) (خط سنا کر) کہنے لگی کہ اے اہل دربار میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو جب تک تم حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو) میں کسی کام کو فیصل کرنے والی نہیں (۳۲) وہ بولے کہ ہم بڑے زور آور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم آپ کے اختیار ہے۔ تو جو حکم دیجیے گا (اس کے مآل پر) نظر کر لیجیے گا (۳۳) اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے (۳۴) اور میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں (۳۵) جب (قاصد) سلیمان کے پاس پہنچا تو (سلیمان نے) کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو گے (۳۶) ان کے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر حملہ کریں گے جن کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ ہوگی اور ان کو وہاں سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے (۳۷) (سلیمان نے) کہا کہ اے دربار والو کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے (۳۸) جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اسے اس (کے اٹھانے) کی طاقت رکھتا ہوں (اور) امانت دار ہوں (۳۹)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۱۵) تا (۳۹)

(۱۵) اور ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو شریعت اور حکومت کا علم اور فہم عطا فرمائی اور ان دونوں نے شکر ادا کرنے کے لیے فرمایا کہ تمام تعریفوں کا اللہ تعالیٰ ہی حق دار ہے جس نے ہمیں علم اور نبوت کے ذریعے اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی اور داؤد علیہ السلام کے نولڑکے تھے۔

(۱۶) ان سب میں داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی سلطنت کے جانشین سلیمان علیہ السلام ہوئے اور سلیمان علیہ السلام

نے فرمایا اے لوگو ہمیں کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی اور سامان سلطنت کے متعلق ہر قسم کی ضروری چیزوں کا علم دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔

(۱۷) اور سلیمان علیہ السلام کے لیے جوان کا تمام لشکر جمع کیا گیا تو اس کو چلنے کے وقت روکا جایا کرتا تھا تاکہ سب جمع ہو جائیں اور متفرق نہ ہوں۔

(۱۸) چنانچہ ایک مرتبہ سرزمین شام میں ایک چیونٹیوں کے میدان پر سے گزر ا ہو تو عرجا یا منذرہ نامی ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تمہیں سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر نے چیونٹی کی یہ بات نہیں سمجھی۔

(۱۹) غرض کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سنی اور اس عقل مندی پر متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور ان کا لشکر اس کی بات نہ سمجھ سکا اور کہنے لگے اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دیجیے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو آپ نے توحید کے صلہ میں مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ میں ایسے نیک کام کروں جن کو آپ قبول فرمائیں اور مجھ کو اپنے خصوصی فضل سے جنت میں اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء کرام میں شامل کر لیجیے۔

(۲۰) ایک بار یہ قصہ ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے تمام پرندوں کی حاضری لی تو ہد ہد کو نہ دیکھا تو فرمانے لگے کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو اس کی جگہ پر نہیں پاتا اگر وہ پرندوں میں سے کہیں غائب ہو گیا ہے۔

(۲۱) تو میں اس کے پر اکھاڑ دوں گا پرندوں کی یہی سزا تھی یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش کرے۔

(۲۲) تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گیا اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ ہو کر آیا ہوں جہاں ابھی تک آپ نہیں گئے اور ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی میں آپ کے پاس ملک سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔

(۲۳) وہ یہ کہ میں نے بلقیس نامی ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے اور اسکو اپنے شہر میں ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا قیمتی خوب صورت تخت ہے جس پر جواہرات اور موتی جڑے ہوئے ہیں۔

(۲۴) میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کر رہے ہیں اور شیطان نے اس سورج کی پوجا کو ان کی نظر میں پسندیدہ بنا کر رکھا ہے اور ان کو شیطان نے راہ حق اور ہدایت سے روک رکھا ہے سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے۔

(٢٥۔٢٦) اور میں نے ان سے کہا کہ اس اللہ کو کیوں سجدہ نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے جن میں سے بارش اور نباتات بھی ہیں۔

یا یہ کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہو کہ ہدہد سے سن کر انھوں نے ایسا فرمایا ہو اور تم لوگ جو کچھ نیکی و برائی دل میں چھپا کر رکھتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(٢٧) یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔

(٢٨) میرا یہ خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دینا پھر ذرا وہاں سے ہٹ جانا کہ وہ دیکھ نہ سکیں پھر دیکھنا کہ میرے خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفتگو اور سوال و جواب کرتے ہیں۔

(٢٩۔٣٢) غرض کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا اور اس خط کو حضرت بلقیس نے اٹھا لیا اور پڑھ کر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لیے جمع کیا اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایک مہر شدہ باوقعت خط ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔

اور اس میں یہ مضمون ہے کہ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر یہ کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع و فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔

اس کے بعد حضرت بلقیس نے درباریوں سے فرمایا کہ تم مجھے اس معاملہ میں اپنی رائے اور مشورہ دو اور میں کبھی کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو اور مجھے مشورہ نہ دو۔

(٣٣) وہ لوگ کہنے لگے ہم ہتھیاروں کے اعتبار سے بڑے طاقتور ہیں اور لڑنے والے بھی ہیں باقی جیسی آپ کی رائے ہو آپ جیسا ہمیں حکم دیں ہم اس کی بجا آوری کے لیے تیار ہیں۔

(٣٤) یہ سن کر حضرت بلقیس نے حکمت آمیز گفتگو کی وہ یہ کہ والیان ملک جب کسی بستی میں غلبہ اور لڑائی کے ذریعے سے داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور جو عزت والے ہوتے ہیں ان کو قتل کے ذریعے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والیان ملک بڑائی میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

(٣٥) اور سر دست میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد وہاں سے کیا جواب لاتے ہیں۔

(٣٦) چنانچہ جب قاصد نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پہنچ کر تحائف پیش کیے تو حضرت سلیمان نے فرمایا کیا تم لوگ ان تحائف سے میری مدد کرنا چاہتے ہو سو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے بادشاہت اور نبوت دے رکھی ہے وہ

اس مال سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دے رکھا ہے اگر میں تمہارے اس تحفہ کو واپس کردوں تو تم ہی اس پر اتراؤ گے۔

(۳۷) اپنے تحائف لے کر ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا بھی مقابلہ نہیں ہو سکے گا اور ہم ان کو ملک سبا سے اطاعت کا طوق ان کی گردنوں میں ڈال کر نکال دیں گے اور وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے ماتحت ہو جائیں گے۔

(۳۸) اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ بلقیس کا تخت اس سے پہلے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کردے۔

(۳۹) یہ سن کر ایک عمرو نامی قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں اس کو لا کر آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا اس سے پہلے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اجلاس قضا آدھی رات تک ہوتا تھا۔

اور میں اس کے اٹھانے پر طاقت رکھتا ہوں اور اس میں جو جواہرات اور موتی اور سونا و چاندی لگا ہوا ہے اس پر امانت دار بھی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلدی منگوانا چاہتا ہوں۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ۝ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ع ۳

ایک شخص جس کو کتاب (الٰہی) کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں جب (سلیمانؑ نے) تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے (۴۰) (سلیمان نے) کہا کہ ملکہ کے (امتحان عقل کے) لیے اس کے تخت کی صورت بدل دو دیکھیں کہ وہ سوجھ رکھتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو سوجھ نہیں رکھتے (۴۱) جب وہ آ پہنچی تو پوچھا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے۔ اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت و شان کا) علم ہو گیا تھا۔ اور ہم فرمانبردار ہیں (۴۲) اور وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش کرتی تھی (سلیمان نے) اس کو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے تھی (۴۳) (پھر) اس سے کہا گیا کہ محل میں چلیے جب اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی کا حوض سمجھا اور (کپڑا اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں (سلیمان نے) کہا یہ ایسا محل ہے جس کے (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں وہ بول اٹھی کہ پروردگار میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان کے ہاتھ پر خدائے رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں (۴۴)

تفسیر سورۃ النمل آیات (٤٠) تا (٤٤)

(۴۰) اس کے بعد آصف بن برخیا نامی ایک شخص نے جو اسم اعظم یعنی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ جانتا تھا عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے یعنی جیسا کہ آپ کو کوئی چیز فاصلہ سے نظر آئی، اس چیز کے آپ تک پہنچنے سے پہلے آپ کے سامنے لا کر حاضر کرتا ہوں۔

غرض کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے تخت کے پاس رکھا ہوا دیکھا تو خوش ہو کر آصف سے فرمانے لگے کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہوں یا خدانخواستہ ناشکری کرتا ہوں۔

اور جو اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع اور ثواب حاصل کرنے کے لیے شکر کرتا ہے اور اسی طرح جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب اس کے شکر سے غنی ہے اور تائب کو معاف فرمانے والا ہے اور ایسے ہی سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

(۴۱) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ بلقیس کے تخت کی شکل بدل دو یعنی اس میں کچھ کمی بیشی کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کو اس کا پتا چلتا ہے یا نہیں۔

(۴۲) چنانچہ جب بلقیس آئیں تو سلیمان علیہ السلام نے ان کو تخت دکھا کر فرمایا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگیں ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہمیں تو اس واقعہ سے پہلے ہی آپ کی نبوت کی تحقیق ہو گئی۔

(۴۳) اور ہم تو اسی وقت سے فرمانبردار ہو گئے تھے یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تبدیلی کی سمجھ اور بلقیس کے آنے سے پہلے ان کے تخت لانے کی قوت عطا فرمائی اور سلیمان علیہ السلام نے ان کو یا اللہ تعالیٰ نے سورج کی پوجا سے بلقیس کو روک دیا کیوں کہ وہ پہلے مجوس قوم میں سے تھیں۔

(۴۴) اس کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو تو جب بلقیس نے اس کا صحن دیکھا تو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور اندر داخل ہونے کے لیے دامن اٹھائے۔

اس وقت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے اور یہ حوض بھی شیشہ سے پٹا ہوا ہے لہٰذا گھبرانے اور دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں اندر چلی آؤ اس وقت بلقیس کے دل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دینی و دنیوی عظمت کمال کو پہنچ گئی اور کہہ اٹھیں کہ اے میرے پروردگار میں نے سورج کی پوجا کر کے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور اب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر رب العالمین پر ایمان لے آئی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى
ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ
يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ
الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ
اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ
يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ
لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا
لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ
قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ
لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ
لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
ع ۱۹ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى
عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو تو وہ فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے (۴۵) (صالح نے) کہا کہ بھائیو! تم بھلائی سے پہلے برائی کے لیے کیوں جلدی کرتے ہو (اور) خدا سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۶) وہ کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لیے شگون بد ہے (صالح نے) کہا کہ تمہاری بدشگنی خدا کی طرف سے ہے بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے (۴۷) اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے (۴۸) کہنے لگے کہ خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم تو اس کے گھر والوں کے موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں (۴۹) اور وہ ایک چال چلے اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی (۵۰) تو دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا، ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا (۵۱) اب یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں۔ جو لوگ دانش رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانی ہے (۵۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی (۵۳) اور لوط کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی (کے کام) کیوں کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو (۵۴) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر لذت (حاصل کرنے) کے لیے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم احمق لوگ ہو (۵۵) تو ان کی قوم کے لیے لوگ (بولے تو) یہ بولے اور اس کے سوا ان کا کچھ جواب نہ تھا کہ لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے نکال دو یہ لوگ پاک رہنا چاہتے ہیں (۵۶) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو نجات دی مگر ان کی بیوی کہ اس کی نسبت ہم نے مقرر کر رکھا ہے (کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی) (۵۷) اور ہم نے ان پر مینہ برسایا سو (جو) مینہ ان لوگوں پر برسا جن کو متنبہ کر دیا گیا تھا بُرا تھا (۵۸) کہہ دو کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہے جن کو اس نے منتخب فرمایا۔ بھلا خدا بہتر ہے یا وہ جن کو یہ (اس کا) شریک ٹھیراتے ہیں (۵۹)

تفسیر سورة النمل آیات (٤٥) تا (٥٩)

(۴۵) اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے نبی حضرت صالح ؑ کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم کفر و شرک سے توبہ کرو اور توحید خداوندی کا اقرار کر لو تو ان میں مومن و کافر کے دو گروہ ہو گئے جو دین کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے۔

(۴۶) حضرت صالح ؑ نے کافر گروہ سے فرمایا ارے تم لوگ عافیت و رحمت سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ کفر و شرک سے معافی کیوں نہیں مانگتے اور توحید کا اقرار کیوں نہیں کرتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جائے اور عذاب نازل نہ ہو۔

(۴۷) وہ لوگ بولے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ جو مومن ہیں انہیں منحوس سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے ہم پر سختی ہو رہی ہے حضرت صالح ؑ نے فرمایا تمہاری سختی اور خوش حالی یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ تم سختی اور خوشحالی کے ذریعے آزمائے جاؤ گے اور یہ کہ تم کفر کی بدولت عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۴۸) اور اس بستی کے رؤساء کے بیٹوں میں نو آدمی نہایت فاسق تھے یعنی قدار بن سالف، مصد بن سالف، مصد بن رہو اور اس کے ساتھی جو بہت گناہ کیا کرتے تھے اور بالکل اصلاح کا حکم نہیں دیا کرتے تھے اور نہ خود ہی اس پر عمل پیرا ہوا کرتے تھے۔

(۴۹) انھوں نے آپس میں یہ گفتگو کی کہ سب مل کر اس چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاؤ کہ ہم رات کے وقت حضرت صالح ؑ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کریں گے اور نعوذ باللہ ان سب کو مار ڈالیں گے پھر ان کے وارثوں اور رشتہ داروں سے کہہ دیں گے کہ ہم حضرت صالحؑ اور ان کے ساتھیوں کے مارے جانے کے وقت موجود نہ تھے اور ہم اپنی بات میں بالکل سچے ہیں اور پھر ہماری کوئی بھی تردید نہیں کرے گا۔

(۵۰) غرض کہ ان لوگوں نے حضرت صالح ؑ اور ان کے ماننے والوں کے قتل کرنے کی تدبیر کی تھی اور ہم نے بھی ان سب کے ختم کرنے کی تدبیر کی جس کی ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ ان سب کو حضرت صالح ؑ کے مکان پر فرشتوں نے مار ڈالا اور ان لوگوں کو فرشتوں کا پتا بھی نہیں چلا۔

(۵۱) سو دیکھیے ان کی اس شرارت کا کیا انجام ہوا ہم نے ان کو اس طریقے سے مذکور اور بقیہ ان کی ساری قوم کو پتھروں کا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا۔

(۵۲) سو یہ ان کے ویران گھر پڑے ہوئے ہیں ان کے شرک کی وجہ سے ہم نے جو ان کو سزا دی، بے شک اس میں بڑی عبرت ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو ہماری اس سزا دینے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۵۳) اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو اور ان مومن بندوں کو جو کفر وشرک برائیوں اور اونٹنی کے قتل سے بچتے تھے نجات دی۔

(۵۴) اور ہم نے لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا جس وقت انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم جان بوجھ کر بے حیائی کا کام کرتے ہو۔

(۵۵) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو تم حکم الٰہی کے بارے میں جہالت کر رہے ہو۔

(۵۶) ان کی قوم کو سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ تم لوط اور ان کی دونوں صاحبزادیوں یعنی زعوراء اور ریثاء کو اس بستی سدوم سے نکال دو، کیوں کہ یہ لوگ مردوں سے شہوت رانی کے بارے میں بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

(۵۷) چنانچہ ہم نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیوں کو اس عذاب سے بچا لیا سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ ہم نے اس کو ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے۔

(۵۸) چنانچہ ہم نے ان سب پر خواہ مسافر ہوں یا مقیم پتھروں کا مینہ برسا دیا سو ان لوگوں کا کیا برا حال تھا جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب الٰہی سے ڈرایا تھا پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

(۵۹) اے محمد ﷺ آپ ان منکرین کی ہلاکت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کیجیے اور اس کا شکر کیجیے اور اس کے بندوں پر جن کو اس نے نبوت کے ذریعے منتخب فرمایا ہے یا یہ کہ اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ امت محمدیہ ﷺ ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ
اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾
اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا
رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ
وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾
قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا۔ (ہم نے) پھر ہم ہی نے اس سے سرسبز باغ اگائے۔ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اُگاتے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ رستے سے الگ ہو رہے ہیں (۶۰) بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ خدا نے بنایا) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے (۶۱) بھلا کون بےقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ ہرگز نہیں (مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو (۶۲) بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں رستہ بتاتا ہے اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) (۶۳) یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں خدا (کی شان) اس سے بلند ہے (۶۳) بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور (کون) تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) کہہ دو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو (۶۴) کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (۶۵) بلکہ آخرت (کے بارے) میں ان کا علم منتہی ہو چکا ہے بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہو رہے ہیں (۶۶)۔

تفسیر سورة النمل آیات (۶۰) تا (۶۶)

(۶۰) آپ ان کفار مکہ سے فرمائیے کہ اچھا بتاؤ کیا ان بتوں کی جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو پرستش بہتر ہے یا اس ذات کی عبادت و فرمانبرداری بہتر ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے پھل دار باغ اگائے، جن کی باڑ کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں سے ہو رہی ہے تمہاری قدرت سے تو یہ چیز باہر ہے کہ تم ان باغوں کے درخت اگا سکو اب سوچ کر ذرا بتاؤ تو سہی کہ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود نے یہ چیزیں اگائی ہیں؟ بلکہ ایسے بدتمیز ہیں کہ بتوں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

(۶۱) اور یہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کیں اور زمین کے ٹھہرانے کے لیے میخوں کی طرح مضبوط پہاڑ بنائے اور شیریں اور تلخ دو دریاؤں کے درمیان ایک حد بنائی جس کی بنا پر ایک دوسرے کا پانی ایک دوسرے سے نہیں ملتا اب بتاؤ کہ کیا اللّٰہ کے علاوہ کسی اور معبود کی یہ کارگزاریاں ہیں بلکہ ان میں اکثر تو اس چیز کی تصدیق ہی نہیں کرتے اچھا اور سن کر بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں

(۶۲) یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اپنی تکلیف دور کرانے کے لیے اس کو پکارتا ہے اور وہ اس کی مصیبت دور کر دیتا ہے اور ایک قوم کی ہلاکت کے بعد پھر تمہیں کو زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود یہ کام کر سکتا ہے؟ مگر تم لوگ اس سے نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

(۶۳) اور پھر یہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جو تمہیں حالت سفر میں خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے اور جو ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو بارش کی امید دلا کر دلوں کو خوش کر دیتی ہیں کیا اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کی شرکیہ باتوں سے برتر و منزہ ہے۔

(۶۴) اور بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جو نطفہ سے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا اور جو کہ آسمان سے تمہارے لیے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اگاتا ہے کیا اللّٰہ جل شانہٗ کے علاوہ اور کسی کی جرأت ہے کہ ایسا کر سکے (اور اگر اب بھی نہ مانیں) تو آپ فرما دیجیے کہ اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ اللّٰہ کے علاوہ اور بھی معبود اور مشکل کشا ہیں۔

(۶۵) آپ فرما دیجیے کہ فرشتے ہوں یا انسان سوائے اللّٰہ تعالیٰ کے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ان کفار پر عذاب کس وقت نازل ہوگا اور ان مخلوقات کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کس وقت دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

(۶۶) بلکہ آخرت کے بارے میں تو ان کا علم کالعدم ہو گیا اور انھوں نے سمجھ لیا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی بلکہ یہ لوگ قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں شک میں ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں کہ ان کو ہدایت کا راستہ نظر ہی نہیں آتا۔

۞ ۞ ۞

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا
لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ
قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾
وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ
كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ
لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ رَبَّكَ
يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا
مُدْبِرِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ
اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾
وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ
الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع

اور جولوگ کافر ہیں کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے (٦٧) یہ وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے (کہاں کا اٹھنا اور کیسی قیامت) یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (٦٨) کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ہے (٦٩) اور ان (کے حال) پر غم نہ کرنا اور نہ ان چالوں سے جو یہ کررہے ہیں تنگ دل ہونا (٧٠) اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ (٧١) کہہ دو کہ جس (عذاب) کے لیے تم جلدی کررہے ہو شاید اس میں سے کچھ تمہارے نزدیک آپہنچا ہو (٧٢) اور تمہارا پروردگار تو لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے (٧٣) اور جو باتیں ان کے سینوں میں پوشیدہ ہوتی ہیں اور جو کام وہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار ان (سب) کو جانتا ہے (٧٤) اور آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر (وہ) کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (٧٥) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں بیان کردیتا ہے (٧٦) اور بے شک یہ مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے (٧٧) تمہارا پروردگار (قیامت کے روز) ان میں اپنے حکم سے فیصلہ کردے گا اور وہ غالب (اور) علم والا ہے (٧٨) تو خدا پر بھروسہ رکھو تم تو حق صریح پر ہو (٧٩) کچھ شک نہیں کہ تم مُردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو (٨٠) اور نہ اندھوں کو گمراہی سے (نکال کر) رستہ دکھا سکتے ہو۔ تم تو انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں (٨١) اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کردے گا۔ اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے (٨٢)

تفسیر سورة النمل آيات (٦٧) تا (٨٢)

(٦٧) یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کیا ہم لوگ جب مر کر خاک ہو گئے اور اسی طرح ہمارے آباؤ اجداد بھی تو کیا پھر ہمیں

زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائے گا۔

(۶۸) جس کا محمد ﷺ آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس چیز کا تو ہمارے آباؤ اجداد سے آپ کے وعدہ سے پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو اگلے لوگوں سے روایت ہوتی چلی آئی ہیں۔

(۶۹۔۷۰) اے محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا اور اگر یہ ایمان نہیں لاتے یا یہ کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں تو ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ شرارتیں اور بکواس کر رہے ہیں آپ اس سے تنگ نہ ہوں۔

(۷۱) اور یہ لوگ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ جس نزول عذاب کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں وہ وعدہ کب ہوگا۔

(۷۲) آپ ان سے فرما دیجیے کہ عجب نہیں جس عذاب کے بارے میں تم جلدی مچا رہے ہو وہ تمہارے قریب ہی آ گیا ہو یعنی بدر کا دن۔

(۷۳) اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے اس کی وجہ سے قدرے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے کہ تاخیر عذاب کو غنیمت سمجھیں۔

(۷۴) اور آپ کے پروردگار کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت بھرا ہوا ہے۔

(۷۵) اور یہ جو کفر و شرک قتل و غارت گری کرتے ہیں اور آسمان والوں اور زمین والوں میں ایسی کوئی پوشیدہ چیز نہیں جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

(۷۶) اور یہ قرآن کریم جو آپ ان کو پڑھ کر سناتے ہیں یہ بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ پر اکثر ان باتوں کی حقیقت ظاہر کرتا ہے جن دینی باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

(۷۷) اور یہ قرآن کریم ایمان داروں کے لیے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے خاص رحمت ہے۔

(۷۸) اور آپ کا پروردگار یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت کے دن اپنے حکم سے فیصلہ فرما دے گا اور وہ زبردست ہے ان کو اور ان کی سزا کو بھی جاننے والا ہے۔

(۷۹) اور آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیجیے یقیناً آپ صریح دین حق یعنی دین اسلام پر ہیں۔

(۸۰) اور آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں یا یہ کہ وہ مردوں کی طرح ہیں اور اسی طرح بہروں کو نہیں سنا سکتے خصوصاً جب کہ وہ راہ حق و ہدایت سے منہ پھیر کر چل دیں۔

(۸۱) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور رسول کا یقین رکھتے ہیں اور پھر وہ عبادت اور توحید خداوندی میں مخلص بھی ہیں۔

(۸۲) اور جس وقت ان پر نزول عذاب کا وقت آجائے گا تو ہم صفا و مروہ کے درمیان سے ایک جانور نکالیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا یا یہ کہ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور وہ ان سے باتیں کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیات یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر یا یہ کہ خروج دابہ پر یقین نہیں کرتے تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ
بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ
بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝
اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ
فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ
تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ
الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝
مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ
اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ
هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ
اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ وَقُلِ
ع الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور جس روز ہم ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو ان کی جماعت بندی کی جائے گی (۸۳) یہاں تک کہ جب (سب) آجائیں گے تو (خدا) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور تم نے (اپنے) علم سے ان پر احاطہ تو کیا ہی نہ تھا۔ بھلا تم کیا کرتے تھے (۸۴) اور ان کے ظلم کے سبب ان کے حق میں وعدہ (عذاب) پورا ہو کر رہے گا تو وہ بول بھی نہ سکیں گے (۸۵) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو (اس لیے) بنایا ہے کہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن (بنایا ہے کہ اس میں کام کریں) بے شک اس میں مومن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں (۸۶) اور جس روز صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا اٹھیں گے مگر وہ جسے خدا چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے (۸۷) اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ پر) کھڑے ہیں مگر وہ (اس روز) اس طرح اڑے پھریں گے جیسے بادل۔ (یہ) خدا کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بیشک وہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے (۸۸) جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اس سے بہتر (بدلہ تیار) ہے اور ایسے لوگ (اس روز) گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے (۸۹) اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔ تم کو تو ان ہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے ہو (۹۰) (کہہ دو) مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے کہ اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے اور سب چیز اسی کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اس کا حکم بردار رہوں (۹۱) اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کروں۔ تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہتا ہے تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے والا ہوں (۹۲) اور کہو کہ خدا کا شکر ہے وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم ان کو پہچان لوگے اور جو کام تم کرتے ہو تمہارا پروردگار ان سے بے خبر نہیں ہے (۹۳)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۸۳) تا (۹۳)

(۸۳) اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول کو جھٹلایا کرتے تھے اور ان کو چلنے سے پچھلوں کے آملنے کے لیے روکا جائے گا۔

(۸۴) یہاں تک کہ جب سب آ کر جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے میری کتاب اور میرے رسول کو جھٹلایا تھا اور یہ تک تم نے غور نہیں کیا کہ یہ میری طرف سے ہیں اور بلا سوچے سمجھے تکذیب کر دی اور اس کے علاوہ کفر و شرک کے اور بھی کام کیا کرتے تھے۔

(۸۵) اور ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو جائے گا اس بنا پر کہ انھوں نے کفر و شرک کر کے بڑی بڑی زیادتیاں کی تھیں اور وہ جواب بھی نہ دے سکیں گے۔

(۸۶) کیا کفار مکہ اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آرام کے لیے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کریں اور روزگار وغیرہ کے دیکھنے کے لیے دن بنایا تاکہ اس میں روزی تلاش کریں یہ جو ہم نے ان کے آرام کے لیے چیزیں بنائیں بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو کہ اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۸۷) اور جس دن پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام فرشتے اور آدمی سب گھبرا جائیں گے سوائے جبرئیل و میکائیل اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش کے کہ ان کی اس وقت وفات نہ ہوگی پھر ان سب کی بھی وفات ہو جائے گی اور سب کے سب خواہ آسمانوں والے ہوں یا زمین والے قیامت کے دن اس کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے۔

(۸۸) اور جن پہاڑوں کے متعلق تم یہ خیال کر رہے ہو کہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے۔ اس وقت فضاء میں بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے کہ اللہ کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو اپنے انداز پر مضبوط بنا رکھا ہے جو کچھ تم نیکی و برائی کرتے ہو اس کو سب خبر ہے۔

(۸۹) اور جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ لے کر آئے گا تو اس کو اس نیکی کے اجر مذکور سے بہتر اجر ملے گا اور وہ گھبراہٹ اور عذاب کے دن اور جب کہ دوزخ کو پر کیا جائے گا امن میں رہیں گے۔

(۹۰) اور جو شخص کفر و شرک لائے گا وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں تو آخرت میں ان ہی کاموں کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۹۱) پیغمبر ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے اور سب چیزیں مخلوقات وغیرہ اسی کی ملکیت ہیں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں دین اسلام پر

مسلمانوں کے ساتھ قائم رہوں۔

(۹۲) اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ تمہیں قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص قرآن کریم پر ایمان لائے گا وہ اپنے فائدے کے لیے ایمان لائے گا اور جو شخص قرآن کریم کا انکار کرے تو آپ فرما دیجیے میں صرف قرآن کریم کے ذریعے دوزخ سے ڈرانے والا ہوں پھر اس کے بعد جہاد کا حکم ہوا۔

(۹۳) چنانچہ ارشاد ہوا کہ آپ ان سے فرما دیجیے سب خوبیاں اور وحدانیت خاص اللّٰہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہ عنقریب بدر کے دن تم پر عذاب نازل کر کے اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں تمہیں دکھا دے گا سو تم اس وقت پہچان لو گے کہ محمد ﷺ جو کچھ تم سے فرماتے تھے وہ حق اور سچ تھا اور یہ جو کفر و شرک کر رہے ہیں آپ کا پروردگار ان سے غافل نہیں کفار مکہ کو اللّٰہ کی جانب سے کفر و شرک پر وعید ہے یا یہ کہ جو تم لوگ مکر و خیانت اور فساد کے کام کر رہے ہو اللّٰہ تعالیٰ ان کی سزا دینے سے چوک فرمانے والا نہیں۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ
مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ
عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً
مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾
وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا
مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ
اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا
تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۸﴾ وَقَالَتِ
امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
طٰسٓمّٓ (۱) یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۲) (اے محمد ﷺ) ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات مومن لوگوں کے سنانے کے لیے صحیح صحیح سناتے ہیں (۳) کہ فرعون نے ملک میں سر اٹھا لیے رکھا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا ان میں سے ایک گروہ کو (یہاں تک) کمزور کر دیا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بیشک وہ مفسدوں میں ان کی تھا (۴) اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث کریں (۵) اور ملک میں ان کو قدرت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے (۶) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) اسے پیغمبر بنا دیں گے (۷) تو فرعون کے لوگوں نے اس کو اٹھا لیا اس لیے کہ (نتیجہ یہ ہونا تھا کہ) وہ ان کا دشمن اور

لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

(ان کے لیے موجب) غم ہو بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر چوک گئے (۸) اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ (یہ) میری اور تمہاری (دونوں کی) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل نہ کرنا شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے (۹) اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ اس (قصے) کو ظاہر کر دیں۔ غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں میں رہیں (۱۰) اور اس کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی۔ اور ان (لوگوں) کو کچھ خبر نہ تھی (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر (دائیوں کے) دودھ حرام کر دیے تھے۔ تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں کہ تمہارے لیے اس (بچے) کو پالیں اور اس کی خیر خواہی (سے پرورش) کریں (۱۲) تو ہم نے (اس طریق سے) اُن کو اُن کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائیں اور معلوم کریں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن یہ اکثر نہیں جانتے (۱۳)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ (الخ) کیوں کہ یہ آیت مکہ و مدینہ کے درمیان مقام جحفہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں اٹھاسی آیات اور چار سو اکتالیس کلمات اور پانچ ہزار آٹھ سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) طٰسٓمّٓ۔ طاء سے طول وقدرت اور سین سے خوبصورتی و بلندی میم سے بادشاہت و سلطنت مراد ہے یا یہ کہ ایک قسم ہے جو تاکید کے لیے بیان کی گئی ہے یہ سورت ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو بیان کرنے والی ہے۔

(۳) ہم آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ واقعہ بذریعہ قرآن کریم سناتے ہیں ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جو آپ کی اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴) غرض کہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے ان کے باشندوں کی مختلف جماعتیں بنا رکھی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے بنی اسرائیل کا زور کم کر دیا تھا۔ اس طرح کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں سے خدمت لیتا تھا، واقعی وہ بڑا فساد پھیلانے والا، کفر و شرک اور قتل و غارت گری میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔

(۵) اور ہمیں یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا سرزمین مصر میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان کو نجات دیں اور ان کو دین کا پیشوا بنا دیں اور سرزمین مصر کا ان کو وارث بنائیں۔

(۶) اور حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھائیں جس سے وہ بنی اسرائیل کی طرف سے ڈرا کرتے تھے یعنی بادشاہت کے ختم ہو جانے سے۔

(۷) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوحانز بنت لاوی بن یعقوبؑ کو الہام کیا کہ تم اس بچے کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب ان کی تفتیش کا خدشہ ہو تو بے خوف وخطر صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں اور نہ تو ان کے ڈوبنے کا اندیشہ کرنا اور نہ جدائی پر غم کرنا ہم ضرور پھر اس کو تمہارے ہی پاس پہنچا دیں گے اور فرعون اور اس کی قوم کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجیں گے۔

(۸) غرض کہ ایسا ہی ہوا، فرعون کی باندیوں نے پانی اور پتوں میں سے اس صندوق کو نکال لیا اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے پاس لے گئیں تا کہ رسالت مل جانے کے بعد وہ فرعونیوں کے دشمن اور فرعون کی سلطنت ختم ہو جانے کے بعد اس کے لیے باعث غم بنیں۔

(۹) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں انھوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو بعید نہیں کہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں اور بنی اسرائیل کو پتا بھی نہ چلے کہ یہ ہمارا لڑکا ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو انجام کی خبر ہی نہیں تھی کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتھوں ان کی ہلاکت ہوگی۔

(۱۰) ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل موسیٰ علیہ السلام کے غم میں بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ اس بے قراری میں موسیٰ علیہ السلام کا حال سب پر ظاہر کر دیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کرتے کہ یہ وعدہ خداوندی پر یقین کیے بیٹھی رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو رسول بنائے گا۔

(۱۱) آخر کار انھوں نے دل کو سنبھال کر یہ تدبیر سوچی کہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہا ذرا موسیٰ علیہ السلام کا سراغ تو لگاؤ چنانچہ اس نے دور سے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور ان لوگوں کو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہیں۔

(۱۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر ان کی والدہ کے آنے سے پہلے دودھ پلانے والیوں کہ وہ کسی کا دودھ نہ لیتے تھے یہ موقع دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعونیوں سے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتا بتاؤں جو اس بچے کی اچھی طرح پرورش کریں اور عادت کے موافق دل سے اس کی خیر خواہی کریں۔

(۱۳) چنانچہ ان لوگوں نے ایسے گھرانے کا پتا پوچھا انھوں نے اپنی ماں کا پتا بتا دیا غرض کہ اس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس پہنچا دیا تا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کے غم میں نہ رہیں اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو پھر ان کے پاس پہنچا دیا مگر خاص طور پر یہ مصری اس چیز کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا
فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ
عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ
فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ
عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي
فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ
فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا
يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ
مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ
بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا
قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّارًا
فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾ وَجَاءَ
رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ
يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢٠﴾
فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢١﴾ ع

اور جب موسیٰ جوانی کو پہنچے اور بھر پور (جوان) ہو گئے تو ہم نے اُن کو حکمت اور علم عنایت کیا اور ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۴) اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہو رہے تھے۔ تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے۔ ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے تو جو شخص ان کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو انہوں نے اس کو مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ کہنے لگے کہ یہ کام تو (اغوائے) شیطان سے ہوا۔ بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے (۱۵) بولے کہ اے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے، تو خدا نے ان کو بخش دیا۔ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۶) کہنے لگے کہ اے پروردگار تو نے جو مجھ پر مہربانی فرمائی ہے میں (آئندہ) کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ بنوں (۱۷) الغرض صبح کے وقت شہر میں ڈرتے داخل ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی پھر ان کو پکار رہا ہے۔ (موسیٰ نے) اس سے کہا کہ تو تو صریح گمراہی میں ہے (۱۸) جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا پکڑ لیں تو وہ (یعنی موسیٰ کی قوم کا آدمی) بول اٹھا کہ جس طرح تم نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا (اسی طرح) چاہتے ہو کہ مجھے بھی مار ڈالو تم تو یہی چاہتے ہو کہ ملک میں ظلم و ستم کرتے پھرو اور یہ نہیں چاہتے کہ نیکو کاروں میں ہو (۱۹) اور ایک شخص شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا (اور) بولا کہ موسیٰ (شہر کے) رئیس تمہارے بارے میں صلاحیں کرتے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں سو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۰) موسیٰ وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکل کھڑے ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے اور) دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے (۲۱)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۱٤) تا (۲۱)

(۱۴) جب موسیٰ علیہ السلام اٹھارہ سال سے گزر کر چالیس سال کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور اسی طرح ہم انبیاء کرام کو فہم و نبوت دیا کرتے ہیں یا یہ کہ صالحین کو علم و حکمت دیا کرتے ہیں۔

(۱۵) اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے اکثر باشندے بے خبر تھے قیلولہ کا وقت تھا یا مغرب کے بعد کا تو انھوں نے وہاں ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی برادری یعنی بنی

اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا مخالفین میں سے یعنی قبطی تھا۔
موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے جو تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس مخالف کے مقابلہ میں مدد چاہی موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھونسا مارا تو وہ ہلاک ہو گیا کہنے لگے کہ یہ شیطانی حرکت ہوگئی بے شک شیطان بھی انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(۱۶) اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا کہ غلطی سے یہ قبطی مر گیا سو آپ میرے اس قصور کو معاف کر دیجیے اللّٰہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا وہ بڑا غفور رحیم ہے۔

(۱۷) اور آئندہ کے لیے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار آپ نے جو مجھ پر معرفت توحید اور مغفرت کے انعامات فرمائے ہیں تو آپ کبھی بھی ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کی مدد کا مجھے موقع نہ دیجیے کہ میں مجرموں کی مدد کروں۔

(۱۸) پھر موسیٰ علیہ السلام کو اس قتل کے خوف اور وحشت کی حالت میں صبح ہوگئی انہیں ڈر تھا کہ کب پکڑا جاؤں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی اسرائیلی جس نے گزشتہ روز ان سے قبطی کے مقابلہ میں مدد چاہی تھی آج پھر دوسرے قبطی کے خلاف مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو بڑا بدراہ ہے روزانہ لڑتا پھرتا ہے اور روکنا چاہا۔

(۱۹) سو جب موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ شاید آج مجھ سے مواخذہ کریں گے گھبرا کر کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو قتل کر چکے ہو معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین مصر میں تم اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے صلح کرانا نہیں چاہتے۔

(۲۰) آخر موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز قرار پائی وہاں موسیٰ علیہ السلام کے خیر خواہ تھے جو حزقیل نامی شہر کے اس کنارے سے دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام مقتول کے وارثوں نے آپ کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے سو آپ اس شہر سے فوراً چلے جایئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔

(۲۱) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام خوف اور وحشت کی حالت میں اس شہر سے نکل پڑے کہ معلوم نہیں فرعونی کب مجھ کو پکڑ لیں اور کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھ کو ان مصریوں سے بچایئے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ
النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ
قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا
شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ
عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ
لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ
خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ
اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ
فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ
سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا
الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ بتائے (۲۲) اور جب مدین کے پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے ہیں (اور اپنے چارپایوں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (اُن سے) کہا تمہارا کیا کام ہے وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چارپایوں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں (۲۳) تو موسیٰ نے ان کے لیے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے (۲۴) (تھوڑی دیر کے بعد) ان میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی موسیٰ کے پاس آئی (اور) کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لیے پانی پلایا تھا اس کی تم کو اُجرت دیں۔ جب وہ اُن کے پاس آگئے اور اُن سے (اپنا) ماجرا بیان کیا تو اُنہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو (۲۵) ایک لڑکی بولی کہ ابا ان کو نوکر رکھ لیجیے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانت دار (ہو) (۲۶) انہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں۔ اس (عہد) پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو وہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنی نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے (۲۷) موسیٰ نے کہا کہ مجھ میں اور آپ میں یہ (عہد پختہ ہوا) میں جونسی مدت چاہوں پوری کر دوں پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو اور ہم جو معاہدہ کرتے ہیں خدا اس کا گواہ ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۲۲) تا (۲۸)

(۲۲) اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف کو چل پڑے تو خیال ہوا کہ راستہ تو معلوم نہیں تو خود ہی کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے مدین کی طرف سیدھا پہنچا دے گا۔

(۲۳) چنانچہ جب مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو اس پر تقریباً چالیس آدمیوں کا مجمع تھا جو اس کنویں سے پانی کھینچ کر اپنی بکریوں کو پلا رہے تھے۔

اور ان لوگوں سے ایک طرف الگ ہو کر دو عورتیں دیکھیں جو اپنی کمزوری کی وجہ سے پانی سے اپنی بکریاں روکے ہوئے کھڑی تھیں اور لوگوں کے فارغ ہو جانے کی منتظر تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا کیا مطلب ہے اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں وہ بولیں ہم اس

وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں جب تک کہ یہ چرواہے پلا کر فارغ نہ ہو جائیں پھر اس کے بعد پلاتی ہیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ہمارے علاوہ ان کا اور کوئی مددگار نہیں۔

(۲۴) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا انھوں نے جا کر اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا پھر موسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہٹ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے یا یہ کہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے رب اس وقت جو کھانے کی چیز بھی آپ مجھے بھیج دیں میں اس کا محتاج ہوں۔

(۲۵) اتنے میں ان دونوں لڑکیوں میں سے چھوٹی لڑکی صفورا نامی آئی جو کہ بالکل کنواری لڑکی کی طرح شرماتی ہوئی چلتی تھی اور آکر کہنے لگی کہ میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تمہیں اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام ان کے باپ بروٗن یعنی شعیب علیہ السلام کے بھتیجے کے پاس آئے اور شعیب علیہ السلام پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے اور بروٗن سے فرعون کے پاس سے آنے کا واقعہ بیان کیا تو بروٗن نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اب فکر مت کرو تم مصر والوں کی زد سے نکل آئے۔

(۲۶) اس چھوٹی لڑکی نے کہا کہ ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجیے کیوں کہ اچھا نوکر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار بھی ہو۔

(۲۷) بروٗن نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی تمہارے ساتھ شادی کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہے اور میں اس دس سال کے پورا کرنے میں تمہیں مجبور کرنا نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللّٰہ خوش معاملہ پاؤ گے۔

(۲۸) موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے بس یہ بات ہمارے درمیان طے ہو گئی آٹھ یا دس ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی میں پورا کروں گا آپ کا مجھ پر کوئی جبر نہ ہو گا اور ہماری اس شرط اور اس کے پورا کرنے پر اللّٰہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ؗ

جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ (تم یہاں) ٹھیرو مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے (رستے کا) کچھ پتہ لاؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم تاپو (۲۹) جب اس کے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدائے رب العالمین ہوں (۳۰) اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دو جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چل دیے اور پیچھے

وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ
رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىِٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾
وَاَخِىْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّىْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِىَ رِدْاً
يُّصَدِّقُنِىْٓ ؗ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ
عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ
اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿٣٥﴾
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِىْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ
مُوْسٰى رَبِّىْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ
تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ
فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۚ فَاَوْقِدْ لِىْ
يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّىْ صَرْحًا لَّعَلِّىْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى
اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَاسْتَكْبَرَ
هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا
لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً
يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾
وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ
مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾ ع

پھر کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانے والوں میں ہو (۳۱) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئے گا اور خوف دور ہونے (کی وجہ) سے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیڑ لو۔ یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں (اُن کے ساتھ) فرعون اور اُس کے درباریوں کے پاس (جاؤ) کہ وہ نافرمان لوگ ہیں (۳۲) (موسیٰ نے) کہا اے پروردگار اُن میں کا ایک شخص میرے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے سو مجھے خوف ہے کہ وہ (کہیں) مجھ کو مار نہ ڈالیں (۳۳) اور ہارون (جو) میرا بھائی (ہے) اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے، مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے (۳۴) (خدا نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی سے تمہارے بازو کو مضبوط کرینگے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے تو ہماری نشانیوں کے سبب وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے (اور) تم اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی غالب رہو گے (۳۵) اور جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جو اس نے بنا کھڑا کیا ہے۔ اور یہ (باتیں) ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو (کبھی) سُنی نہیں (۳۶) اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے حق لے کر آیا ہے اور جس کے لیے عاقبت کا گھر (یعنی بہشت) ہے۔ بیشک ظالم نجات نہیں پائیں گے (۳۷) اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا تو ہامان میرے لیے گارے کو آگ لگوا (کر اینٹیں پکوا) دو پھر ایک (اُونچا) محل بنوا دو تا کہ میں موسیٰ کے خدا کی طرف چڑھ جاؤں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں (۳۸) اور وہ اس کے لشکر ملک میں ناحق مغرور ہو رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۹) تو ہم نے ان کو اور ان کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا۔ سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا (۴۰) اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا اور وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی (۴۱) اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے روز بھی بدحالوں میں ہوں گے (۴۲)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۲۹) تا (۴۲)

(۲۹) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام اس دس سالہ مدت کو پورا کر چکے اور اپنی بیوی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تو

ایک رات جب کہ سردی بھی سخت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے راستہ کے بائیں جانب ایک روشنی آگ کی صورت میں دکھائی دی۔

انھوں نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے رستہ کی کچھ خبر لاؤں یا تمہارے سینکنے کو کوئی آگ کا دہکتا ہوا انگارا لے آؤں۔

(۳۰) چنانچہ جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو دائیں طرف سے جو ان کی بھی دائیں طرف تھی اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں۔

(۳۱) اور تم اپنے ہاتھ میں سے اپنا عصا ڈال دو، چنانچہ انھوں نے ڈال دیا وہ سانپ بن کر چلنے لگا جب انھوں نے اس کو لہراتا ہوا دیکھا جیسا کہ پتلا سانپ تیز ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام آگے آؤ اور اس سے ڈرو نہیں تم اس کے شر سے امن میں ہو۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا تو وہ اپنی اصلی حالت کے مطابق پھر لکڑی ہو گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو وہ بلا کسی برص وغیرہ کی بیماری کے سورج کی طرح روشن ہو کر نکلے گا۔

(۳۲) اور خوف دور کرنے کے لیے اپنا وہ ہاتھ پھر گریبان اور بغل سے بدستور ملا لینا تاکہ ہاتھ پھر اصلی حالت پر آجائے سو یہ تمہاری نبوت کی دو نشانیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کے لیے کیوں کہ وہ بڑے نافرمان مشرک لوگ ہیں۔

(۳۳) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے بدلے میں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

(۳۴) اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ خوش گفتار ہیں اور ان کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں گرہ تھی تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میری رسالت دے دیجیے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے کیوں کہ مجھ کو تکذیب کا اندیشہ ہے۔

(۳۵) ارشاد خداوندی ہوا اچھا ہم ابھی تمہارے بھائی ہارون کو تمہارا قوت بازو بنا دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تمہارے قتل کی جرأت نہ ہو سکے گی یہ معجزات لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تم پر ایمان لائے گا فرعون اور اس کی قوم پر غالب رہو گے۔

(۳۶) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہماری کھلی نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا موسیٰ یہ جو تم لے کر آئے ہو یہ تو تمہارے خود کا گھڑا ہوا ایک جادو ہے اور تم جو کہتے ہو ہم نے کبھی بھی ایسی

بات نہیں سنی کہ ہمارے آباؤ اجداد کے وقت میں بھی ہوئی ہو۔

(٣٧) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے رسالت و توحید لے کر آیا ہے اور جس کو آخرت میں جنت ملنے والی ہو اور مشرکین کو عذابِ خداوندی سے کبھی نجات نہیں ملے گی۔

(٣٨) فرعون نے کہا اے مصر والو! مجھے تو تمہارا اپنے سوا کوئی اللہ معلوم نہیں ہوتا سو تم موسیٰ علیہ السلام کی پیروی مت کرنا اور اے ہامان تم ہمارے لیے مٹی کی اینٹیں بنوا کر ان کو آگ میں پکواؤ اور پھر ان اینٹوں سے میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے اللہ کو دیکھوں اور میں تو موسیٰ علیہ السلام کو اس دعوے میں کہ کوئی اور اللہ بھی اوپر ہے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

(٣٩) اور فرعون اور اس کے قبطی لشکر نے ناحق سرزمین مصر میں سر اٹھا رکھا تھا اور ایمان سے انکار کر رہے تھے اور یوں سمجھ رکھا تھا کہ آخرت میں ان کو ہمارے سامنے پیش ہونا ہی نہیں۔

(٤٠) سو ہم نے اس تکبر کی سزا میں فرعون اور اس کے قبطی لشکر کو دریا میں پھینک دیا سو آپ دیکھیے کہ فرعون اور اس کی مشرک قوم کا کیا انجام ہوا۔

(٤١) سو ہم نے ان کو کافروں اور گمراہوں کا ذلیل پیشوا بنا رکھا تھا جو لوگوں کو کفر و شرک اور بتوں کی پوجا کی طرف بلاتے رہے اسی لیے قیامت کے دن عذابِ خداوندی کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ نہیں دے گا۔

(٤٢) اور دنیا میں بھی ہم نے ان پر لعنت نازل کر کے غرق کر دیا اور قیامت کے دن بھی وہ برے حال میں اٹھیں گے کہ شکلیں کالی اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ
لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا
كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ
وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا
وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

اور ہم نے پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (٤٣) اور جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تو تم (طور کی) غرب کی طرف نہیں تھے اور نہ اس واقعے کے دیکھنے والوں میں تھے (٤٤) لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی امتوں کو پیدا کیا پھر اُن پر مدت طویل گزر گئی اور نہ تم مدین والوں میں رہنے والے تھے کہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔ ہاں ہم ہی تو پیغمبر بھیجنے والے تھے (٤٥) اور نہ تم اس وقت جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی طور کے کنارے تھے۔ بلکہ (تمہارا بھیجا جانا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۞ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞

کرنے والا نہیں آیا ہدایت کرتا کہ وہ نصیحت پکڑیں (۴۶) اور (اے پیغمبر ہم نے تم کو اس لیے بھیجا ہے کہ) ایسا نہ ہو کہ اگر ان (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت واقع ہو تو یہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے (۴۷) پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں۔ کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں اُنہوں نے اُن سے کفر نہیں کیا کہنے لگے کہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے موافق۔ اور بولے کہ ہم سب سے منکر ہیں (۴۸) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم خدا کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ تاکہ میں بھی اسی کی پیروی کروں (۴۹) پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵۰)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۴۳) تا (۵۰)

(۴۳) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان سے پہلے اور امتوں کی ہلاکت کے بعد توریت دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیے دانش مندیوں کا سبب اور گمراہی سے ہدایت اور ایمان لانے والوں کے لیے رحمت کا باعث تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں۔

(۴۴) اور اے محمد ﷺ آپ اس وقت کوہ طور کے غربی جانب میں نہیں تھے جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور آپ تو اس مقام پر موجود بھی نہیں تھے۔

(۴۵) لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کی اور پہلوں کا واقعہ بعد والوں سے بیان کیا جیسا کہ اب آپ سے پہلے بیان کیا ہے پھر ان پر طویل زمانہ گزر گیا اور وہ ایمان نہیں لائے تو ہم نے یکے بعد دیگرے سب کو ہلاک کر دیا اور اے محمد ﷺ آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہیں تھے کہ ان کے حالات کے بارے میں اپنی قوم کو ہماری قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہو لیکن جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنایا اور پہلوں کے واقعات آپ سے بیان کیے اسی طرح ہم نے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں اور اگلوں کی باتیں پچھلوں سے بیان کی ہیں۔

(۴۶) اور اسی طرح آپ طور کی غربی جانب میں اس وقت بھی نہیں تھے جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا یا

یہ کہ آپ کی امت کو پکارا تھا لیکن اس کا علم بھی اس طرح حاصل ہوا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے اور بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم میں گزشتہ قوموں کے آپ سے واقعات بیان کیے گئے تاکہ آپ بذریعہ قرآن ایسی قوم کو یعنی قریش کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نبی نہیں آیا ممکن ہے کہ یہ نصیحت قبول کرلیں اور ایمان لے آئیں۔

(۴۷) اور اگر ہم ان کی طرف کوئی رسول نہ بھی بھیجتے تو قیامت کے دن آپ کی قوم پر ان کے کرداروں کی وجہ سے جب عذاب نازل ہوتا تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار اس عذاب کے نازل ہونے سے پہلے کوئی رسول ہمارے پاس کتاب دے کر کیوں نہیں بھیجا تھا تاکہ ہم آپ کی کتاب اور آپ کے رسول کی پیروی کرتے اور کتاب و رسول پر ایمان لانے والوں میں ہوتے اسی لیے ہم نے آپ کو قرآن حکیم دے کر ان کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ رہے۔

(۴۸) مگر جب ان کفار مکہ کی طرف رسول اکرم ﷺ قرآن حکیم لے کر آئے تو یہ کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ید بیضاء عصا اور من وسلوی کے معجزات کیوں نہیں ملے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ہی بار قرآن کریم ان پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب توریت ملی تھی کیا یہ کفار مکہ آپ سے پہلے اس کے منکر نہیں ہوئے یہ کفار مکہ تو یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن کریم اور توریت میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔

(۴۹) آپ ان کفار سے فرما دیجیے کہ اللہ کی طرف سے تم کوئی اور کتاب لے آؤ جو ہدایت کرنے میں قرآن اور توریت سے بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں مگر ان میں اس کی کہاں طاقت ہے۔

(۵۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر اس احتجاج کے بعد یہ گمراہ آپ کا کہا پورا نہ کرسکیں تو آپ سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ کفر و شرک اور بتوں کی پوجا میں گرفتار ہیں۔

اور حق و ہدایت سے اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو کفر و شرک اور بتوں کی پوجا میں گرفتار ہو سوائے اس کے اللہ کی طرف سے اس کے پاس اس چیز پر کوئی دلیل ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دین کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۞ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۞ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۞ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۞ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۞ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس (ہدایت کی) باتیں بھیجتے رہے ہیں تاکہ نصیحت پکڑیں (۵۱) جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں (۵۲) اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے (اور) ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں (۵۳) اُن لوگوں کو دگنا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں (۵۵) (اے محمد ﷺ) تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے (۵۶) اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اُچک لیے جائیں۔ کیا ہم نے اُن کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے میوے پہنچائے جاتے ہیں (اور یہ) رزق ہماری طرف سے ہے لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے (۵۷) اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اترا رہے تھے۔ سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم۔ اور ان کے پیچھے ہم ہی اُن کے وارث ہوئے (۵۸) اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں (۵۹) اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں (۶۰)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۵۱) تا (۶۰)

(۵۱) اور ہم نے اس قرآن کریم میں توحید کے مضامین کو ان کے فائدہ کے لیے وضاحت کے ساتھ بیان کیا تاکہ یہ لوگ اس قرآن کریم سے نصیحت حاصل کر کے ایمان لے آئیں۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ (الخ)

ابن جریرؒ اور طبرانیؒ نے رفاعہ قرظی ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت دس حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔

(۵۲) جن حضرات کو ہم نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کریم سے پہلے توریت کا علم دیا ہے یعنی

حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ چالیس کے قریب ہیں کچھ ان میں سے شام کی طرف سے آئے اور کچھ یمن سے وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں۔

شانِ نزول: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (الخ)

نیز ابن جریرؒ نے علی بن رفاعہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے دس حضرات کی جماعت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں ان کے والد رفاعہ بھی تھے اور آ کر مشرف با اسلام ہو گئے تو ان کو کفار کی طرف سے تکلیف پہنچائی گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رسول اکرم ﷺ کی بعثت تک حق پر قائم تھے پھر آپ پر ایمان لائے جن میں سے عثمان اور عبداللہ بن سلام ہیں۔

(۵۳) اور جب ان حضرات کے سامنے قرآن کریم رسول اکرم ﷺ کے اوصاف وصفات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے بے شک یہ حق ہے اور ہم تو قرآن حکیم کے آنے سے پہلے ہی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو مانتے تھے

(۵۴) ایسے حضرات کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا کیوں کہ ان حضرات نے اپنی کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت لوگوں کے سامنے بیان کی اور پھر اس دین میں داخل ہوئے تو اس پر ان کو کفار نے جو تکالیف پہنچائیں اس پر انھوں نے صبر کیا اور یہ لوگ نیک بات یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ سے بری بات یعنی شرک کا توڑ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۵۵) اور جب کسی سے اپنی نسبت جھوٹی بات یعنی کفار کا طعنہ سنتے ہیں تو اس کو بھی خوبی کے ساتھ ٹال جاتے ہیں اور نرمی سے کہہ دیتے ہیں ہمارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور ہمارا دین اسلام ہمارے سامنے ہے اور تم پر تمہارے بتوں کی پرستش اور شیطان کی پیروی اور شرک کا بوجھ ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے ہم مشرکین کے طریقہ پر چلنا نہیں چاہتے۔

(۵۶) اے محمد ﷺ آپ جس سے چاہیں ایمان کا اقرار نہیں کرا سکتے یعنی حضرت ابو طالب کو البتہ اللہ جس کو چاہے اپنے دین کی ہدایت دیتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور ان کے ساتھی اور اپنے دین کی ہدایت پانے والوں کا علم بھی اسی کو ہے۔

شانِ نزول: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (الخ)

امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا محترم سے فرمایا

کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لوتا کہ قیامت کے دن میں تمہارے حق میں گواہی دوں انھوں نے فرمایا کہ اگر مجھے قریش کی عورتیں عار نہ دلاتیں اور یہ نہ کہتیں کہ گھبراہٹ اور ڈر سے یہ اس کے قائل ہوئے ہیں تو میں اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے۔ امام نسائیؒ اور ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں سند جید کے ساتھ ابی سعید بن رافعؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے اس آیت اِنَّکَ لَاتَهْــدِیْ کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا یہ ابوطالب اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں۔

(۵۷) اور حرث بن عمر ونوفلی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ اگر ہم آپ کے ساتھ توحید کا اقرار کرلیں گے تو ہم سرزمین مکہ سے نکال دیے جائیں گے۔

کیا ہم نے ان کو امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی کہ وہاں کسی قسم کا خوف نہیں جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے ان کو کھانے کو ملتے ہیں سو اگر یہ ایمان لے آئیں گے تو میں ان پر کفار کو کیوں کر مسلط کردوں گا لیکن ان میں سے اکثر اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ قریشیوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر ہم آپ کی اطاعت قبول کرلیں گے تو فوراً لوگ ہمیں یہاں سے نکال دیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حرث بن عامر بن نوفل نے یہ بات کہی تھی۔

(۶۰) اور اے گروہ قریش جو کچھ تمہیں مال وخرم دیا گیا ہے وہ چند روزہ دنیوی زندگی کا ساز وسامان ہے جو باقی نہیں رہے گا اور یہیں کی زیب وزینت ہے اور جنت میں جو اجر وثواب رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے لیے ہے وہ اس سے کئی گنا بہتر ہے اور تمہارے اس دنیاوی ساز وسامان کے مقابلہ میں ہمیشہ رہنے والا ہے

کیا تم لوگوں میں انسانوں والے دماغ نہیں کہ اتنی سی بات سمجھ لو کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

أَفَمَنْ وَعَدْنٰهُ وَعْدًا
حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ أَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ
الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّأْنَآ
إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا إِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ
كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا
يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى
أَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا
كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ
يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَهُ
الْحَمْدُ فِي الْأُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾
قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾
قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۖ أَفَلَا
تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ
يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
فَعَلِمُوْٓا أَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ ع

بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا اور اس نے اسے حاصل کر لیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے فائدے سے بہرہ مند کیا۔ پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں ہو جو (ہمارے روبرو) حاضر کیے جائیں گے (۶۱) اور جس روز (خدا) اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا (۶۲) (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ اور جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح اُن کو گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہو کر) اُن سے بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (۶۳) اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ۔ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے (۶۴) اور جس روز (خدا) اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا (۶۵) تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے، اور آپس میں کچھ بھی پوچھ نہ سکیں گے (۶۶) لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہو (۶۷) اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ ان کو (اس کا) اختیار نہیں ہے یہ جو شرک کرتے ہیں خدا اس سے پاک و بالاتر ہے (۶۸) اور ان کے سینے جو کچھ مخفی کرتے اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار اس کو جانتا ہے (۶۹) اور وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۷۰) کہو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک رات (کی تاریکی) کیے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے جو تم کو روشنی لا دے تو کیا تم سنتے نہیں؟ (۷۱) کہو تو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت تک دن کیے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے کہ تم کو رات لا دے جس میں تم آرام کرو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ (۷۲) اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات کو اور دن کو بنایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ شکر کرو (۷۳) اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا

تمہیں دعویٰ تھا کہاں گئے؟ (۷۴) اور ہم ہر ایک امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ سچ بات خدا کی ہے اور جو وہ افترا کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا (۷۵)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۶۱) تا (۷۵)

(۶۱) بھلا وہ شخص جس سے ہم نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ یا یہ کہ حضرت عثمان بن عفانؓ اور پھر وہ اس کو آخرت میں پانے والا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا میں چند روزہ مال و دولت دے رکھا ہے پھر وہ دوزخ میں چلے گا یعنی ابوجہل۔

شان نزول: اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ (الخ)

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور دوسرے طریق سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ ؓ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۲) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی تم عبادت کر رہے تھے اور میرا شریک سمجھ رہے تھے۔

(۶۳) یہ سن کر وہ شرکاء اور شیاطین جن پر اللہ کا عذاب اور اس کی ناراضگی ثابت ہو چکی ہوگی کہہ اٹھیں گے اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے پیروکار وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا ہے ہم نے حق و ہدایت سے ان کو ایسا ہی گمراہ کیا جیسا کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہمارے حکم سے ہمیں نہیں پوجتے تھے۔

(۶۴) اور اس وقت ان مشرکین سے کہا جائے گا کہ اپنے معبودوں کو بلاؤ تاکہ وہ تم سے عذاب خداوندی دور کریں تو یہ مشرکین حیرت زدہ ہو کر اس مقصد کے لیے ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اس وقت یہ پیروکار اور ان کے پیشوا اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھ لیں گے اور تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں حق و ہدایت پر ہوتے۔

(۶۵) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ پیغمبروں نے جب تمہیں ہدایت کی طرف بلایا تھا تو تم نے ان کو کیا جواب دیا تھا۔

(۶۶) تو قیامت کے دن ان سے سب مضامین گم ہو جائیں گے اور آپس میں گفتگو بھی نہ کر سکیں گے۔

(۶۷) البتہ جو شخص کفر و شرک سے توبہ کر لے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرے تو ایسے لوگ عذاب الٰہی سے نجات پانے والے ہوں گے۔

(۶۸) اور آپ کا پروردگار جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لیے پسند

فرماتا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کو اس نے منتخب فرمایا ان کفار مکہ کو کسی قسم کا کوئی بھی حق حاصل نہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

(۶۹) اور آپ کا پروردگار سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و دشمنی چھپی ہوئی ہے اور جو یہ ظاہری طور پر نافرمانیاں کرتے ہیں۔

(۷۰) اور اللہ وہی وحدہٗ لاشریک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، دنیا و آخرت میں حمد وثنا کے لائق وہی ہے یا یہ کہ آسمان و زمین میں حمد وثنا کے لائق وہی ہے اور حکومت بھی اس کی ہوگی اور قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

(۷۱) آپ ان کفار مکہ سے کہیے کہ اے گروہ کفار یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک تاریک رات رہنے دے تو اللہ کے علاوہ وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے دن کی روشنی لے آئے کیا پھر بھی تم اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا۔

(۷۲) اور آپ ان سے یہ بھی کہیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی رہنے دے رات نہ لائے تو اللہ کے علاوہ وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے رات کو لے آئے جس میں تم آرام پاؤ کیا پھر بھی تم اس ذات کی تصدیق نہیں کرتے جس نے تمہارے لیے رات دن بنائے۔

(۷۳) اس نے اپنی نعمت و رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں علم دین اور عبادت الٰہی کے ذریعے سے اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم ان نعمتوں پر کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا اللہ کا شکر کرو۔

(۷۴) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے۔

(۷۵) اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک نبی بھی نکال کر لائیں گے جو دنیا میں ان امتوں کے اندر بھیجا گیا تھا اور وہ احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا پھر ہم ان مشرکین سے کہیں گے کہ اپنی کوئی دلیل پیش کرو کہ تم نے انبیاء کرامؑ کو کیوں جھٹلایا تو ہر ایک امت جان جائے گی کہ سچی بات دین خداوندی اور عبادت خداوندی تھی اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق اللہ ہی کو ہے اور دنیا میں جو جھوٹے معبودوں کی پوجا کرتے تھے آج کسی کا پتا نہیں رہے گا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ
مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ
إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾
وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ
مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ
الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾
قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ
أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ
جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ
فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا
مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ
فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ
وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ
لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ
الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾

قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور ان پر تعدی کرتا تھا۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اُس سے اس کی قوم نے کہا کہ اترایئے مت کہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (٧٦) اور جو (مال) تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کیجیے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلایئے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی تم) بھی (لوگوں سے) کرو اور ملک میں طالب فساد نہ ہو کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (٧٧) بولا کہ یہ (مال) مجھے میری دانش (کے زور) سے ملا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا (٧٨) تو (ایک روز) قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال و متاع) قارون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا ہی صاحب نصیب ہے (٧٩) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر افسوس مومنوں اور نیکوکاروں کے لیے (جو) ثواب خدا (کے ہاں تیار ہے وہ) کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا (٨٠) پس ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ تو خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہو سکی اور نہ وہ بدلہ لے سکا (٨١) اور وہ لوگ جو کل اس کے رتبے کی تمنا کرتے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت! خدا ہی تو اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے خرابی کافر نجات نہیں پا سکتے (٨٢)

تفسیر سورة القصص آیات (٧٦) تا (٨٢)

(٧٦) قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور ان کی قوم کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کو رسالت اور ہارون کو دانش مندی مل گئی اور مجھے کچھ بھی نہیں ملا میں تو اس چیز پر راضی نہیں ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا اور ہم نے اس کو دولت کے اس قدر خزانے دیے تھے کہ اس کے

خزانوں کی چابیاں کئی کئی طاقت آور آدمیوں کو گرانبار کر دیتی تھیں یعنی چالیس آدمیوں سے بھی اس کے خزانوں کی چابیاں نہیں اٹھتی تھیں جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اس سے کہا کہ تو دولت کی وجہ سے تکبر مت کر اور شرک مت کر اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۷۷) اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جتنا مال دے رکھا ہے اس میں حصول جنت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنے آخرت کے حصہ کو فراموش مت کر یا یہ کہ دنیا کے حصہ سے آخرت کے حصہ میں کمی مت کر اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مال دے کر تم پر احسان کیا تو پھر تم بھی فقرا اور مساکین کے ساتھ احسان کیا کر اور نافرمانی اور موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی مخالفت مت کر اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۷۸) قارون کہنے لگا کہ مجھ کو یہ جو کچھ مال ملا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا اہل سمجھ کر دیا ہے اور یہ کیمیا سے سونا بنایا کرتا تھا کیا اس قارون نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں سے ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت جسمانی میں بھی ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور ان کا مال اور مجمع بھی زیادہ تھا اور قیامت کے دن مشرکین سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کرنا نہیں پڑے گا ہر ایک اپنے نشان سے خود بخود پہچانا جائے گا۔

(۷۹) ایک بار قارون جو اس کی شان و آرائش تھی یعنی گھوڑوں، خچروں، غلاموں اور لونڈیوں اور سونے چاندی کے زیورات اور طرح طرح کے ہتھیار اور کپڑوں کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے وہ کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہمیں بھی وہ ہی مال و دولت ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ واقعی وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

(۸۰) اور جن لوگوں کو دین کی فہم یعنی زہد و توکل حاصل تھا وہ بولے تم لوگ برباد ہو اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی جنت کا ثواب اس سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اور جنت ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں یا یہ کہ کلمہ طیبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ان ہی لوگوں کو ہوتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں۔

(۸۱) پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا سو کوئی اس کے پاس ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو عذاب خداوندی سے جس وقت وہ اس پر نازل ہو رہا تھا بچا لیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچا سکا۔

(۸۲) اور گزشتہ زمانہ میں جو لوگ قارون جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ آج ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قارون جو کہا کرتا تھا کہ میری ہنرمندی سے مجھے یہ مال ملا ہے ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے آزمائش کے لیے جس کو چاہے زیادہ مال دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دینے لگتا ہے اور اس میں اس آدمی کے لیے فائدہ ہے اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی کہ ہمیں اتنا مال اس نے نہیں دیا تو ہمیں بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا بس اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کافروں کو عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملتی۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۝۸۳ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۸۴ اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝۸۵ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ۝۸۶ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝۸۷ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۝۸۸

وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے اُن لوگوں کے لیے (تیار) کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے (۸۳) جو شخص نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر (صلہ موجود) ہے اور جو برائی لائے گا تو جن لوگوں نے بُرے کام کیے اُن کو بدلہ بھی اسی طرح کا ملے گا جس طرح کے وہ کام کرتے تھے (۸۴) (اے پیغمبر) جس (خدا) نے تم پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت کی جگہ لوٹا دے گا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اس شخص کو بھی جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا اور (اُس کو بھی) جو صریح گمراہی میں ہے (۸۵) اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر تمہارے پروردگار کی مہربانی سے (نازل ہوئی) تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا (۸۶) اور وہ تمہیں خدا کی آیتوں (کی تبلیغ) سے بعد اس کے کہ وہ تم پر نازل ہو چکی ہیں روک نہ دیں اور اپنے پروردگار کو پکارتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہوجیو (۸۷) اور خدا کیساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۸۸)

تفسیر سورة القصص آيات (۸۳) تا (۸۸)

(۸۳) یہ جنت ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ گناہ اور برائیاں کرتے ہیں اور جنت کفر و شرک تکبر و فساد سے بچنے والوں کے لیے ہے۔

(۸۴) جو شخص قیامت کے دن خلوص نیت کے ساتھ کلمہ طیبہ لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو شرک لے کر آئے گا تو شرک کرنے والوں کو اسی کے مطابق دوزخ ملے گی۔

(۸۵) جس ذات نے آپ پر بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم نازل کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن مکہ مکرمہ میں پہنچا دے گا یا یہ کہ جنت میں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون توحید و قرآن لے کر آیا اور کون صریح کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

شانِ نزول: اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور مقام جحفہ میں پہنچے تو آپ کو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی جس ذات نے آپ پر قرآن حکیم فرض

کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن کی طرف پھر لوٹا دے گا۔

(٨٦) اور آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر قرآن حکیم نازل ہوگا اور آپ نبی ہوں گے مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور آپ کو نبی بنایا گیا تو آپ ان کفار کے کفر کی ذرا تائید نہ کیجیے۔

(٨٧) اور جب اللّٰہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہو کہ یہ مشرکین آپ کو احکام قرآنیہ سے روک دیں اور آپ بدستور اپنے رب کی توحید اور اس کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے اور ان مشرکین کا ساتھ نہ دیجیے۔

(٨٨) اور اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کی عبادت نہ کرنا اور نہ مخلوق کو غیر اللّٰہ کی طرف بلانا، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کی ذات کے سب چیزیں فانی ہیں یعنی جو کام بھی اللّٰہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہ کیا جائے وہ ناپاک ہے اسی طرح اس کی بادشاہت اور سلطنت کے علاوہ اور تمام سلطنتیں فانی ہیں وہی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور مرنے کے بعد سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ (١) کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی (٢) اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور اُن کو بھی آزمائیں گے) سو خدا اُن کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں (٣) کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ جو خیال یہ کرتے ہیں بُرا ہے (٤) جو شخص خدا کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (٥) اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے محنت کرتا ہے (اور) خدا تو سارے جہان سے بے پرواہ ہے (٦) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے اور اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے (٧) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا
سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ
مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ
ع ۱۲ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳

ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت سے تجھے واقفیت نہیں تو اُن کا کہنا نہ مانیو تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتاؤں گا (۸) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم نیک لوگوں میں داخل کریں گے (۹) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے۔ جب اُن کو خدا (کے رستے) میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہلِ عالم کے سینوں میں ہے خدا اس سے واقف نہیں؟ (۱۰) اور خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (سچے) مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا (۱۱) اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۲) اور یہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی۔ اور جو بہتان یہ باندھتے رہے قیامت کے دن اُن کی اُن سے ضرور پرسش ہو گی (۱۳)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں انہتر آیات اور سات سو اسی کلمات اور چار ہزار ایک سو پینتالیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے کیا رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کی نجات اتنا کہنے پر ہو جائے گی کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو خواہشات اور بدعات اور ہتک محارم کے ذریعے آزمایا نہ جائے گا۔

شانِ نزول: اَحَسِبَ النَّاسُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور شعبیؒ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور انھوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تھا تو ان کی طرف اصحاب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ سے لکھا کہ تم سے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ہجرت نہ کرو چنانچہ یہ لوگ مدینہ منورہ کے ارادہ سے نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا اور پھر ان کو واپس لے گئے تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی صحابہ کرامؓ نے ان کو پھر لکھا کہ تمہارے بارے میں ایسا حکم نازل ہوا ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم ضرور ہجرت کے لیے نکلیں گے اگر ہمارا کوئی تعاقب کرے گا تو ہم اس سے لڑیں گے چنانچہ یہ لوگ مکہ مکرمہ سے نکلے، مشرکین مکہ نے ان کا پیچھا کیا انھوں نے ان سے قتال کیا بعض لوگ ان میں سے مارے گئے اور بعض بچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل

فرمائی۔ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا (الخ)۔

اور قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ (الخ) کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور وہاں سے رسول اکرم ﷺ کے پاس آنے کے ارادہ سے چلے، مشرکین نے ان کا سامنا کیا تو یہ واپس ہو گئے۔ان کے مسلمان بھائیوں نے جو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی وہ ان کو لکھ بھیجی، چنانچہ یہ وہاں سے پھر چلے تو جن کے حق میں قتل ہونا لکھا ہوا تھا وہ قتل ہو گئے اور جن کو بچنا تھا وہ بچ گئے،اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا (الخ) ۔اور ابن سعد ؓ نے بواسطہ عبداللّٰہ بن عبید ابن عمیر ؓ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ ○، اَحَسِبَ النَّاسُ (الخ) یہ آیت حضرت عمار بن یاسر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ وہ اللّٰہ کی راہ میں تکالیف اٹھا رہے تھے۔

(۳) اور ہم تو انبیاء کرام کے بعد ان چیزوں کے ذریعے سے ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو اصحاب محمد ﷺ سے پہلے گزرے ہیں تا کہ اللّٰہ تعالیٰ ان لوگوں کو ممتاز کر دے جو اپنے دعوی ایمانی میں سچے ہیں کہ وہ خواہشات اور بدعات سے بچ رہے ہیں اور جھوٹوں کو بھی دکھا دے جو ان چیزوں میں مبتلا ہو کر اپنے دعوائے ایمانی میں جھوٹے ہیں۔

(۴) اگلی آیت ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ لوگ بدر کے دن حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ بن الحارثؓ کے مقابلے کے لیے نکلے تھے اور ایک دوسرے پر فخر کیا تھا چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا جو لوگ کفر و شرک میں مست ہیں وہ کہیں ہمارے عذاب سے چھوٹ جائیں گے ان کا اپنے بارے میں یہ خیال اور اپنے متعلق ان کی یہ تجویز نہایت ہی بری ہے۔

(۵) جو شخص بعث بعد الموت سے ڈرتا ہے تو بعث بعد الموت ضرور ہو کر رہے گی وہ بدر کے دن کی ان دونوں جماعتوں کی سب باتوں کو سننے والا اور جو کچھ ان کو پیش آئے گا سب کا جاننے والا ہے۔

(۶) اب یہ آیت خاص حضرت علی ؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بدر کے دن جو اللّٰہ کے رستہ میں جہاد کر رہا ہے اس کا ثواب اسی کو ملے گا اللّٰہ تعالیٰ تمام جہان والوں کے جہاد سے غنی ہے۔

(۷) اور جو لوگ ایمان لائے یعنی حضرت علی ؓ اور ان کے ساتھی تو ہم ان کے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور ہم ان کو ان کے جہاد سے اچھا بدلہ دیں گے۔

(۸) اور ہم نے انسان یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے والدین یعنی مالک اور حمنۃ بنت ابی سفیان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا کہ جس کے شریک ہونے کے بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور تجھے معلوم ہے کہ میرا کوئی شریک نہیں تو اس شرک میں ان کا کہنا نہ مان، ان کے والدین مشرک تھے۔تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے میں تمہارے سب کام بتا دوں گا کفر و ایمان نیکی اور برائی۔

(۹) البتہ تم میں سے جو ایمان لائے ہوں گے اور نیک کام کیے ہوں گے ان کو جنت میں نیک بندوں کے ساتھ داخل کردیں گے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

شانِ نزول: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ (الخ)

مسلمؒ اور ترمذیؒ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد ﷺ کی والدہ نے ان سے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم نہیں دیا اللہ کی قسم میں نہ کوئی چیز کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک میں مر جاؤں یا تو کفر کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۱۰) اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں یعنی عیاش ابن ابی ربیعہ جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی اس تکلیف کو ایسا سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ اللہ کا دوزخ میں ہمیشہ کے لیے عذاب نازل ہو گیا ہو اور پھر ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیتے ہیں۔

اور اگر مکہ مکرمہ فتح ہونے لگتا ہے تو اس وقت یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دین میں تمہارے ساتھ ہیں کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کا حال معلوم نہیں۔

شانِ نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا (الخ)

اس آیت کا شانِ نزول سورۂ نساء میں گزر چکا ہے۔

(۱۱) اس کے بعد حضرت عیاش ﷺ اور ان کے ساتھی مشرف با اسلام ہو گئے اور ان کا اسلام بھی اچھا ہوا اور اللہ تعالیٰ بدر کے دن ایمان والوں کو بھی ظاہری و باطنی طور پر ممتاز کر کے رہے گا اور منافقین کو بھی۔

(۱۲) اور ابوجہل اور اس کے ساتھی حضرت علیؓ اور حضرت سلمانؓ سے کہتے ہیں کہ ہمارا دین اختیار کر لو قیامت کے دن تمہارے گناہوں کا بوجھ ہمارے ذمہ ہے حالاں کہ یہ لوگ قیامت کے دن ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں۔

(۱۳) اور یہ لوگ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے اور ان کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہے اور قیامت کے دن ان سے یہ لوگ جو جھوٹی باتیں بناتے تھے اس کی باز پرس ہوگی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ
اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾
وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا
فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ
قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ
الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾
وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا
لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے۔ پھر ان کو طوفان (کے عذاب) نے آ پکڑا۔ اور وہ ظالم تھے (۱۴) پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔ اور کشتی کو اہلِ عالم کے لیے نشانی بنا دیا (۱۵) اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۶) تم تو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو تو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۱۷) اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے بھی امتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں۔ اور پیغمبر کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں (۱۸) کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے یہ خدا کو آسان ہے (۱۹) کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کرے گا بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) وہ جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور تم (اس کو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار (۲۲)

تفسیر سورة العنكبوت آيات (١٤) تا (٢٢)

(۱۴) ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا سو وہ اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک توحید کی طرف بلاتے رہے مگر اس کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان کے ذریعے سے ہلاک کر دیا وہ بڑے کافر تھے۔

(۱۵) اور ہم نے حضرت نوح علیہ السلام اور جو کشتی میں ان کے ساتھ اہل ایمان تھے ان سب کو بچا لیا اور ہم نے اس کشتی کے واقعہ کو تمام جہان والوں کے لیے موجب عبرت بنایا۔

(۱۶) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے

فرمایا توحید خداوندی کا اقرار کرلو اور اسی سے ڈرو اور کفر و شرک اور بتوں کی پوجا سے توبہ کر کے اسی کی اطاعت کرو یہ توبہ اور توحید جس طریقہ پر تم قائم ہو اس سے بہتر ہے اگر تم اس کو سمجھتے ہو اور تصدیق کرتے ہو لیکن نہ تم سمجھتے ہو اور نہ ہی تصدیق کرتے ہو۔

(۱۷) تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو اور ان کے متعلق جھوٹی باتیں بناتے ہو اور اللہ کے علاوہ جن کو پوجتے ہو ان کو خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو جن بتوں کو تم پوجتے رہے ہو وہ تمہیں کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم اللہ ہی کے پاس سے رزق تلاش کرو سو اسی کی عبادت کرو اور توحید کے ذریعے سے اسی کا شکر کرو مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ تمہارے اعمال کا تمہیں بدلہ دے گا۔

(۱۸) اور اے جماعت قریش اگر تم رسول اکرم ﷺ کی رسالت کو جھٹلاتے ہو سو تم سے پہلے بہت سی امتیں اپنے رسولوں کو جھٹلا چکی ہیں ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور رسول کی ذمہ داری تو ایسی زبان میں جس کو تم سمجھو احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔

(۱۹) کیا کفار مکہ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے پھر وہی قیامت کے دن اس کو دوبارہ پیدا کرے گا یہ پہلی بار اور دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان بات ہے۔

(۲۰) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمایئے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پہلی بار نطفہ سے کس طرح پر پیدا کیا پھر اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرنے اور پھر قیامت کے دن زندہ کرنے اور ایسے ہی موت و حیات سب پر قادر ہے۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے کفر پر موت آنے کی وجہ سے عذاب دے گا اور جس پر چاہے گا ایمان پر انتقال کرنے کی بنا پر رحمت فرما دے گا اور پھر مرنے کے بعد تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۲۲) اے مکہ والو! نہ تم زمین والوں میں سے کسی کو عذاب الٰہی سے بچا سکتے ہو اور نہ آسمان والوں میں سے اور عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ تمہارا کوئی کارساز ہے جو تمہیں فائدہ پہنچائے اور نہ تمہارا کوئی مددگار ہے جو تم سے عذاب الٰہی کو روک سکے۔

وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ
اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ
وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ
وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ
فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا
ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ
رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور جن لوگوں نے خدا کی آیتوں سے اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا (۲۳) تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو مگر خدا نے ان کو آگ (کی سوزش) سے بچا لیا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں (۲۴) اور (ابراہیم نے) کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لیے (مگر) پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کر دو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا (۲۵) پس ان پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں بیشک وہ غالب حکمت والا ہے (۲۶) اور ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (مقرر) کر دی اور ان کو دنیا میں بھی ان کا صلہ عنایت کیا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے (۲۷) اور لوط (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا (۲۸) تم کیوں (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے اور (مسافروں کی) رہزنی کرتے ہو۔ اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر خدا کا عذاب لے آؤ (۲۹) (لوط نے) کہا کہ اے میرے پروردگار ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں مجھے نصرت عنایت فرما (۳۰)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۲۳) تا (۳۰)

(۲۳) اور جو لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین رسول اکرم ﷺ اور بعث بعد الموت کے منکر ہیں تو یہ لوگ میری جنت سے ناامید ہوں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

(۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید خداوندی کی دعوت کے بعد ان کی قوم کا بھی یہی جواب تھا کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو آگ میں جلا دو لہٰذا اللہ تعالیٰ نے صحیح و سالم ان کو اس آگ سے بچا لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے ساتھ جو ہم نے معاملہ کیا اس میں ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ

اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں۔

(۲۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو تم نے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے یہ تو تمہارے آپسی تعلقات کی بنا پر ہے جو باقی نہیں رہیں گے۔

اور پھر قیامت میں تم سب ایک دوسرے سے بیزار ہو جاؤ گے اور تم سب پجاریوں اور معبودوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔

(۲۶) چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صرف حضرت لوط علیہ السلام نے تصدیق کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو اپنے پروردگار کی اطاعت کے لیے علیحدہ چلا جاؤں گا چنانچہ وہ حران سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے بے شک وہ ان کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکمت والا ہے کہ اس نے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف دین کی حفاظت کی خاطر ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

(۲۷) اور پھر ہم نے ان کو حضرت اسحاق (بیٹا) اور یعقوب علیہ السلام (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے ان کی نسل کو نبوت و کتاب اور اولاد صالح کے ساتھ معزز فرمایا کہ ان کی نسل میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی ہوئے اور کتابیں بھی نازل ہوئیں اور ہم نے ان کا صلہ دنیا میں بھی اس طریقہ پر دیا اور آخرت میں بھی وہ بڑے درجے کے انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

(۲۸) اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا ناپاک کام یعنی لواطت کرتے ہو کہ تم سے پہلے ایسا کام کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔

(۲۹) تم مردوں سے ایسا فعل کرتے ہو اور نسل انسانی کو ختم کرتے ہو یا یہ کہ تم راستوں پر ڈاکے ڈالتے ہو اور بھری مجلس میں بری باتیں کرتے ہو اس قوم میں دس بری باتیں زیادہ مشہور تھیں جیسا کہ ٹھیکرے بازی اور اس قسم کی بے حیائی وغیرہ۔

تو لوط علیہ السلام کی قوم کا آخری جواب بس یہی تھا کہ اگر تم اپنی بات یعنی نزول عذاب میں سچے ہو تو ہم تم پر ایمان نہیں لاتے ہم پر عذاب الٰہی لے آؤ۔

(۳۰) لوط علیہ السلام نے دعا فرمائی اے میرے پروردگار ان مشرکین پر عذاب نازل کر کے میری مدد فرما۔

❁ ❁ ❁

وَلَمَّا جَآءَتْ
رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۳۱ قَالَ اِنَّ فِيْهَا
لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ
اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۳۲ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ
رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا
لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا
امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۳۳ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ
هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۳۴
وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۳۵ وَاِلٰى
مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۳۶
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ ۝۳۷ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۣ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝۳۸ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا
سٰبِقِيْنَ ۝۳۹ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا
بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۰ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ
وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴۲ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا
يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝۴۳ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۴

اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشی کی خبر لے کر آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں (۳۱) (ابراہیم نے) کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہیں وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں (رہتے) ہیں ہمیں سب معلوم ہیں ہم ان کو اور انکے گھر والوں کو بچا لیں گے بجز ان کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی (۳۲) اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان (کی وجہ سے) ناخوش اور تنگ دل ہوئے فرشتوں نے کہا کچھ خوف نہ کیجیے اور نہ رنج کیجیے ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچا لیں گے مگر آپ کی بیوی پیچھے رہنے والوں میں ہوگی (۳۳) ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب سے کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں (۳۴) اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے اس بستی سے ایک کھلی نشانی چھوڑ دی (۳۵) اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے بھائیو! خدا کی عبادت کرو اور پچھلے دن (کے آنے) کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ (۳۶) مگر انہوں نے ان کو جھوٹا سمجھا سو ان کو زلزلے (کے عذاب) نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۳۷) اور عاد اور ثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ اُن کے (ویران) گھر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور اُن کو (سیدھے) رستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے (۳۸) اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کر دیا) اور اُن کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ ملک میں مغرور ہو گئے۔ اور وہ (ہمارے) قابو سے نکل جانے والے نہ تھے (۳۹) تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ سو ان میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم

کرتے تھے (۴۰) جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے (۴۱) یہ جس چیز کو خدا کے سوا پکارتے ہیں (خواہ) وہ کچھ ہی ہو خدا اسے جانتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۴۲) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہل دانش ہی سمجھتے ہیں (۴۳) خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لیے اس میں نشانی ہے (۴۴)

تفسیر سورة العنكبوت آيات (۳۱) تا (٤٤)

(۳۱) اور جب حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسحاق علیہ السلام بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے تو انھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ ہم قوم لوط کی بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیوں کہ وہاں کے باشندے مشرک ہیں اور انہوں نے بے حیائی کے کام کر کے اپنے اوپر عذاب کو واجب کر لیا۔

(۳۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہاں لوط بھی تو ہیں پھر وہاں والوں کو اے جبریل تم کیسے ہلاک کرو گے ان فرشتوں نے عرض کیا کہ ہمیں کو سب معلوم ہے ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین جن میں ان کی دونوں صاحبزادیاں زاعورا اور ریثاء بھی ہیں بچالیں گے سوائے ان کی واعلہ نامی منافقہ بیوی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔

(۳۳) چنانچہ جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے وہ ان کے آنے کی اس وجہ سے مغموم اور غمزدہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر جبریل امین اور ان کے ساتھ جو فرشتے تھے وہ حضرت لوط علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بارے میں کسی بات کا اندیشہ نہ کریں اور نہ آپ پریشان ہوں ہم آپ کو اور آپ کے خاص متعلقین کو بچالیں گے سوائے آپ کی بیوی کے وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔

(۳۴) ہم اس بستی کے باشندوں پر پتھروں کا عذاب ان کی بدکاریوں اور کفر کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں۔

(۳۵) اور ہم نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیے ہیں ان لوگوں کی عبرت کے لیے جو اس چیز کو جانتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ ان بدکاریوں کی وجہ سے ان لوگوں کا کیا انجام ہوا اور ایسے لوگوں کی وہ پیروی نہیں کرتے۔

(۳۶) اور ہم نے مدین والوں کے پاس شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا سو انھوں نے فرمایا توحید خداوندی کا اقرار کرو اور قیامت کے دن سے ڈرو اور سرزمین میں فساد اور بدکاریاں مت کرو۔

(۳۷) سو ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلے کے عذاب نے ان کو آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں

میں اوندھے منہ گر کر رہ گئے۔

(۳۸) اور ہم نے قوم ہود اور قوم صالح کو بھی ہلاک کیا اور اے مکہ والو! ان کی یہ ہلاکت تمہیں کو ان کے ویران مکانات سے نظر آرہی ہے اور شیطان نے ان کے شرک اور ان کی تنگی و فراخی کی حالت کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور اس وجہ سے ان کو راہ حق اور ہدایت سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ چیز حق ہے مگر خود حق پر قائم نہ تھے۔

(۳۹) اور ہم نے قارون اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو بھی ہلاک کیا اس صورت میں کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس اوامر و نواہی اور حق کی کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انھوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور ان واضح دلیلوں اور نشانیوں پر ایمان نہ لائے مگر وہ ہمارے عذاب سے بھاگ نہ سکے۔

(۴۰) چنانچہ ہم نے ہر ایک قوم کو اس کے شرک کے جرم میں پکڑ لیا سو ہم نے ان میں سے بعضوں پر تو پتھر برسا دیے اور وہ لوط علیہ السلام کی قوم ہے اور ان میں سے بعضوں کو سخت عذاب نے آدبایا اور وہ شعیبؑ و صالح علیہما السلام کی قومیں ہیں بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون اور بعضوں کو پانی میں ڈبو دیا یعنی فرعون و ہامان اور ان پر جو عذاب نازل ہوا تو اللّٰہ تعالیٰ ایسا نہیں تھا کہ ان کو ہلاک کرتا لیکن یہی لوگ کفر و شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

(۴۱) جن لوگوں نے اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں وغیرہ میں سے اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ کمزور اور پھس پھسا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نہ اس گھر میں گرمی کا بچاؤ ہوسکتا ہے اور نہ اس سے سردی کی حفاظت ہوسکتی ہے اسی طرح یہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو نہ دنیا ہی میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں ان کے کام آسکتے ہیں کاش وہ حقیقت جانتے لیکن نہ وہ حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق ہی کرتے ہیں۔

(۴۲) اللّٰہ تعالیٰ ان تمام جھوٹے معبودوں کو جانتا ہے جن کی یہ اللّٰہ کے علاوہ پرستش کر رہے ہیں کہ یہ معبود دنیا و آخرت میں ان کے کچھ کام نہیں آسکتے اور وہ غیر اللّٰہ کی پرستش کرنے والوں کو سزا دینے میں غالب اور حکمت والا ہے کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

(۴۳) اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سمجھانے کے لیے بیان کرتے ہیں لیکن ان قرآنی مثالوں کو علم والے اور توحید والے ہی سمجھتے ہیں۔

(۴۴) اللّٰہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طریقے پر بنایا اور ان مضامین میں اہلِ ایمان کے لیے بڑی دلیل ہے۔

جدید تدوین و تہذیب کے سا

قرآنِ حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

اُردو تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد سوم

مفسرِ اعظم ترجمانُ القرآن حضرت

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

مع کتاب

لباب النقول فی اسباب النزول

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

جلد سوم

مفسرِ اعظم ترجمانُ القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۸ھ

مؤلف

ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ ھ

مع کتاب

''لباب النقول فی اسباب النزول'' از علامہ جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ ھ

ترجمہ قرآن حکیم حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر و مقدمہ

مولانا پروفیسر حافظ محمد سعید احمد عاطف
فاضل وفاق المدارس و جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات، اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور
استاد شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

مکی دارُ الکتب
37۔مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان

تفسیر ابن عباسؓ : جلد سوم

مؤلف : ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ

مترجم : مولانا پروفیسر محمد سعید احمد عاطف

اشاعت : 2009ء

کمپیوٹر ورک : طاہر مقصود

مطبع : علی فرید پرنٹرز، لاہور

ناشر : مکی دارالکتب، 37 مزنگ روڈ، لاہور

اہتمام : محمد عباس شاد

042-7239138,0300-9426395,0321-9426395

E-mail:m_d7868@yahoo.com

www.ahlehaq.org

ترتیب تفسیر ابن عباسؓ اُردو جلد سوم

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ٭ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَةً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

(اے محمد ﷺ! یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اسکو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسے جانتا ہے۔ (۴۵) اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ ہاں جو ان میں سے بے انصافی کریں (ان کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو) اور کہہ دو کہ جو (کتاب) ہم پر اتری اور جو (کتابیں) تم پر اتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ (۴۶) اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری ہے تو جن لوگوں کو ہم نے کتابیں دی تھیں وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور بعض ان (مشرک) لوگوں میں سے بھی اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو کافر (ازلی) ہیں۔ (۴۷) اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔ (۴۸) بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں (محفوظ) اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بے انصاف ہیں۔ (۴۹) اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں۔ کہہ دو کہ نشانیاں تو خدا ہی کے پاس ہیں اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں۔ (۵۰) کیا ان لوگوں کیلئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے کچھ شک نہیں کہ مومن لوگوں کیلئے اس میں رحمت اور نصیحت ہے (۵۱)

تفسیر سورة العنکبوت آیات (۴۵) تا (۵۱)

(۴۵) اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں کو قرآن کریم پڑھ کر سنایا کریں اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھیے کیوں کہ نماز گناہ اور برے کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے یعنی کم از کم جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے تو نماز ایسی چیزوں سے روکے رکھتی ہے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں تذکرہ نہیں اور تم جو نماز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہو اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا مغفرت فرمانا اور ثواب عطا کرنا بہت بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب سے واقف ہے۔

(۴۶) اور تم یہود و نصاریٰ کے ساتھ بحث مت کرو مگر قرآن حکیم کے ذریعے سے۔ ہاں! جو ان میں زیادتی کریں

جیسا کہ وفد بنی نجران۔ اور یوں کہو کہ ہم قرآن حکیم پر بھی اور توریت وانجیل پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمھارا اللہ ایک ''وحدہ لاشریک'' (یعنی ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں) ہے اور ہم تو اسی کی اطاعت اور اسی کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔

(۴۷) اسی طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی تاکہ اس میں جو اوامر ونواہی اور واقعات ہیں وہ آپ ان کے سامنے پڑھ کر سنائیں۔ سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت کا علم دیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے ہیں اور ان مشرکین مکہ میں سے بھی کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے ہیں اور ہماری آیات میں سے سوائے کافروں یعنی کعب وابوجہل وغیرہ کے اور کوئی انکار نہیں کرتا۔

(۴۸) اور آپ قرآن کریم سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کتاب کو لکھ سکتے تھے اور اگر ایسی حالت ہوتی تو یہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین ضرور شک کرتے اور کہتے کہ ہماری کتابوں میں تو نبی اُمّی کی بشارت ہے بلکہ آپ کی نعت وصفت کے بارے میں خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں ان لوگوں کے دلوں میں جن کو علم توریت دیا گیا ہے یا یہ قرآن کریم ہی آپ کی نبوت کے لیے خود بہت سی واضح دلیلوں والا اور حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو واضح طور پر بیان کرنے والا ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے جن کو قرآن کریم کا علم دیا گیا ہے۔ اور ہماری آیات یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم سے یہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین ہی انکار کیے جاتے ہیں۔

(۵۰) اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ پر ان کے پروردگار کی طرف سے ایسی نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں جیسا موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر نازل کی گئی تھیں۔

(۵۱) محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ وہ نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اسی کی طرف سے آئیں گی میں تو ایک ایسی زبان میں جس کو تم بھی سمجھتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں۔ اے محمد ﷺ کیا ان مکہ والوں کے لیے آپ کی نبوت پر دلالت کے لیے یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے اوامر ونواہی اور گزشتہ قوموں کے واقعات ان کے سامنے پڑھ کر سنائے جاتے ہیں بے شک اس قرآن حکیم میں اہل ایمان کے لیے عذاب سے بڑی رحمت اور نصیحت ہے۔

شانِ نزول: اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور دارمیؒ نے اپنی مسند میں عمرو بن دینار کے طریق سے یحییٰ بن جعدہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ آئے ان کے پاس کچھ لکھی ہوئی باتیں تھیں جو انھوں نے یہودیوں سے سن کر لکھ رکھی تھیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک قوم کی گمراہی کے لیے بس یہی کافی ہے کہ ان کے پاس جو ان

کا نبی لے کر آیا ہے وہ اس سے اپنے غیروں کی طرف جن کے پاس ان کا غیر لے کر آیا ہے منہ موڑیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٢﴾
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ
وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ
فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ
ع مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾
وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ
الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ڔ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ جو چیز آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے باطل کو مانا اور خدا سے انکار کیا وہی نقصان اٹھانیوالے ہیں (۵۲) اور یہ لوگ تم سے عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں اگر ایک وقت مقرر نہ (ہو چکا) ہوتا تو ان پر عذاب آ بھی گیا ہوتا۔ اور وہ (کسی وقت میں) ان پر ضرور ناگہاں آ کر رہیگا اور انکو معلوم بھی نہ ہوگا۔ (۵۳) یہ تم سے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں۔ اور دوزخ تو کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔ (۵۴) جس دن عذاب اُن کو اُن کے اوپر سے اور نیچے سے ڈھانک لے گا اور (خدا) فرمائے گا کہ جو کام تم کیا کرتے تھے (اب) ان کا مزہ چکھو (۵۵) اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو (۵۶) ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے (۵۷) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنیوالوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے (۵۸) جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (۵۹) اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۶۰) اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے خدا نے۔ تو پھر یہ کہاں الٹے جا رہے ہیں (۶۱) خدا ہی اپنے بندوں میں سے جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جسکے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک خدا ہر چیز سے واقف ہے (۶۲) اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اسکے مرنے کے بعد (کس

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع ۷

نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ خدا نے۔ کہہ دو کہ خدا کا شکر ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے (۶۳) اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے کاش یہ (لوگ) سمجھتے (۶۴) پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خدا کو پکارتے (اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں (۶۵) تاکہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اسکی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں (سو خیر) عنقریب انکو معلوم ہو جائیگا (۶۶) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو مقامِ امن بنایا ہے اور لوگ اس کے گردونواح سے اُچک لئے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ باطل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں (۶۷) اور اس سے ظالم کون جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب حق بات اسکے پاس آئے تو اسکی تکذیب کرے کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے (۶۸) اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے۔ اور خدا تو نیکوکاروں کے ساتھ ہے (۶۹)

تفسیر سورة العنکبوت آیات (۵۲) تا (۶۹)

(۵۲) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ میری رسالت کا بس اللّٰہ تعالیٰ گواہ ہے اس کو تمام مخلوق کی خبر ہے اور جو لوگ یعنی ابوجہل وغیرہ شیطانی باتوں پر یقین رکھتے ہیں وہ لوگ بڑے ہی خسارے والے ہیں۔

(۵۳) اور یہ کفار آپ سے وقوع عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر اس کی میعاد مقرر نہ ہوتی تو وقت سے پہلے ہی ان پر عذاب آچکا ہوتا اور وہ عذاب ان پر اچانک آئے گا کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔

(۵۴) اور یہ دنیا میں نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جہنم ان سب کو گھیر لے گی۔

(۵۵) اور جس دن جہنم کا عذاب ان کو اوپر سے اور ان کے نیچے سے جب کہ یہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے گھیر لے گا اور اس وقت ان سے اللّٰہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو کچھ تم کفریہ اعمال واقوال کر رہے تھے اس کا مزہ چکھو۔

(۵۶) اے میرے ایماندار بندو یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت علی مرتضیٰ ؓ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین سرزمین مدینہ امن والی ہے وہاں چلے جاؤ اور خالص میری ہی عبادت کرو۔

(۵۷) ہر شخص کو لازماً موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر مرنے کے بعد تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے جہاں تمہیں تمہارے اعمال کا صلہ دیا جائے گا۔

(۵۸) جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو ہم ان کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہوں گی وہ اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نیک کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

(۵۹) جنھوں نے احکام الٰہی کی بجا آوری کی اور سختیوں پر صبر اور اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسا نہیں رکھتے ہیں،

(۶۰) چنانچہ جب ان کو اللّٰہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو فطری طور پر یہ وسوسہ ہوا کہ وہاں انھیں کون ٹھہرائے گا اور کھانے پینے کو کون دے گا تو اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جان لو بہت سے جانور ایسے ہیں جو کل کے لیے اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اور یہ کہ چیونٹی تو ایک سال کے لیے غذا جمع کر کے رکھتی ہے۔

اللّٰہ ہی ان کو جو اٹھا کر رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے روزی پہنچاتا ہے اور اے جماعت مومنین تمہیں بھی پہنچاتا ہے وہی تمھاری ان باتوں کا سننے والا اور تمھاری روزیوں کا جاننے والا ہے کہ کس مقام پر سے تمہیں روزی پہنچائے گا۔

شان نزول: وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ (الخ)

عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حکم بیہقیؒ اور ابن عساکرؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں داخل ہوئے تو آپ کھجور کے درختوں پر سے کھجور توڑ کر کھا رہے تھے آپؐ نے فرمایا ابن عمرؓ تم کیوں نہیں کھاتے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے خواہش نہیں آپ نے فرمایا لیکن میری تو طبیعت چاہ رہی ہے اور یہ چوتھا دن ہے جس دن سے میں نے کھانا نہیں چکھا اور نہ اس کی طلب کی اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار سے دعا کرتا وہ مجھے قیصر و کسریٰ کی بادشاہت کے برابر عطا کر دیتا تو ابن عمرؓ تمھاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب کہ تمھارا ایسی قوم سے سابقہ پڑے گا جو سال بھر کا رزق جمع کر کے رکھیں گے اور یقین کمزور ہو جائے گا حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تو اللّٰہ کی قسم کہ ہم اس جگہ سے نہیں ہٹے تھے اور نہ ہٹنے کا ارادہ کیا تھا اتنے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی کہ بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا بچا کر نہیں رکھتے اللّٰہ ہی ان کو روزی پہنچاتا ہے اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیا کے خزانے جمع کرنے اور خواہشات کے پیچھے چلنے کا حکم نہیں دیا جان لو کہ میں نہ دینار جمع کرتا ہوں اور نہ درہم اور نہ کل کے لیے رزق چھپا کر رکھتا ہوں۔

(۶۱) اگر آپ ان کفار مکہ سے دریافت کریں کہ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمان وزمین پیدا کیے اور جس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو کفار مکہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی نے ان کو کام میں لگا رکھا ہے پھر کیوں اللّٰہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہیں۔

(۶۲) اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے جو اس کی جانب سے ایک

امتحان ہوتا ہے اور جس پر چاہتا ہے بطور ڈھیل کے تنگ کر دیتا ہے وہ فراخی و تنگی ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

(۶۳) اور اگر آپ ان کفار مکہ سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے کہ جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے زمین کو بعد اس کے کہ وہ خشک اور بنجر پڑی ہوتی تھی تر و تازہ کر دیا تو کفار مکہ جواب میں یہی کہیں گے کہ ایسا کرنے والا بھی اللہ ہے۔ آپ کہیے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نہ اس چیز کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۶۴) اور اس دنیا کی زندگی میں جو کچھ خوش حالیاں اور زینتیں ہیں یہ سوائے وقتی اور فانی لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصلی زندگی وہ جنت ہی کی ہے جہاں فنا نہیں۔ کاش یہ لوگ اس کو مانتے مگر ان کو نہ اس کا علم ہے اور نہ اس کا اقرار کرتے ہیں۔

(۶۵) جب کفار مکہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے نجات کی اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرنے لگتے ہیں پھر جب ان کو سمندر سے نجات دے کر اللہ تعالیٰ خشکی کی طرف لے آتے ہیں تو فوراً بتوں کو اس کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں۔

(۶۶) جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو نعمت ان کو دی ہے اس کی قدر نہیں کرتے ہیں اور یہ لوگ اپنے کفر و شرک میں چند دن اور لطف اٹھا لیں پھر قریب ہی نزول عذاب پر ان کو سب خبر ہو جائے گی کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

(۶۷) کیا مکہ والوں کی اس پر نظر نہیں کہ ہم نے ان کے شہر کو دشمنوں کے خوف سے امن والا بنایا اور ان کے گرد و پیش کے مقامات کے لوگوں کو مار دھاڑ کر ان کے گھروں سے نکال دیا جاتا ہے بجائے ان کے کہ حدود حرم میں دشمن بھی ان پر داخل نہیں ہوتا۔

پھر کیا ٹھکانا کہ یہ لوگ شیطان اور جھوٹے معبودوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی جو اس نے حرم میں ان کو دی ہیں ناشکری کرتے ہیں کہ سرے سے وحدانیت خداوندی ہی کا انکار کرتے ہیں۔

شانِ نزول: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا (الخ)

جبیرؒ نے بواسطہ ضحاکؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کفار نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ کے دین میں داخل ہونے سے یہی امر مانع ہے کہ ہماری کمی کی وجہ سے لوگ ہمیں اچک لیں گے کیوں کہ عرب کی کثرت ہے تو جب ان کو یہ معلوم ہوگا کہ ہم نے آپ کے دین کو اختیار کر لیا تو ہمیں اچک لیں گے سو ایسی صورت میں ہم سب کا لقمہ بن جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی کیا ان لوگوں کی اس بات پر نظر نہیں کہ ہم نے ان کے شہر مکہ کو امن والا حرم بنایا۔

(۶۸) اور اس شخص سے زائد کون ناانصاف اور بدتمیز ہوگا جو بے دلیل ہی اللّٰہ کی تکذیب کرے کہ اس کے اولاد ہے اور وہ شریک رکھتا ہے اور جب سچی بات اس کے پاس پہنچے تو وہ اس کو جھٹلائے۔ کیا ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا جہنم میں ٹھکانا نہ ہوگا اور جو ہماری اطاعت وفرمانبرداری میں کوشش کرتے ہیں تو ہم اپنے قرب وثواب کے رستے ان کو ضرور دکھائیں گے۔

(۶۹) یعنی جو اپنے علم کے مطابق نیکیاں کرتا ہے تو ہم اس کو ان چیزوں کی بھی توفیق عطا فرمائیں گے کہ جو اس کے علم میں نہیں یا یہ کہ ہم خوشی وحلاوت طبع اس کو نصیب فرمائیں گے یا یہ کہ ہم اپنی اطاعت کی اس کو مزید توفیق عطا فرمائیں گے اور اللّٰہ تعالیٰ نیکوکاروں کی قول وفعل توفیق وعصمت کے ذریعے مدد فرمانے والا ہے۔

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ
قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾
بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾
وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ
الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ اَوَلَمْ
يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ
اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ
الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا
ع يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓـمّٓ (۱) (اہلِ) روم مغلوب ہوگئے (۲) نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوجائیں گے (۳) چند ہی سال میں۔ پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے (۴) (یعنی) خدا کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ اور وہ غالب (اور) مہربان ہے (۵) (یہ) خدا کا وعدہ (ہے) خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۶) یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی ہی کو جانتے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں (۷) کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں (۸) کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی (سیر کرتے) تو دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا وہ ان سے زور وقوت میں کہیں زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور اس کو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جو انہوں نے آباد کیا۔ اور ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں لے کر آتے رہے۔ تو خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۹) پھر جن لوگوں نے برائی کی ان کا انجام بھی برا ہوا اس

لیے کہ خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے اور انکی ہنسی اڑاتے رہے تھے (۱۰)

تفسیر سورۃ الروم آیات (۱) تا (۱۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ساٹھ آیات اور آٹھ سو انیس کلمات اور تین ہزار پانچ سو تیس حروف ہیں۔

(۱۔۵) الٓـمٓ اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں وہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے یا یہ کہ ایک قسم کے طور پر ہے اہل روم فارس کے ایک قریبی علاقہ میں مغلوب ہو گئے یہ خبر سن کر مسلمانوں کو پریشانی ہوئی اور مشرکین اس سے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم بھی ایمان والوں پر غالب آجائیں گے جیسا کہ فارس والوں نے رومیوں پر غلبہ کر لیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ رومی فارس سے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب سات سالہ عرصہ میں دوبارہ فارس پر غالب آجائیں گے۔

اور اس غلبہ کی پیش گوئی پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ابی بن خلف جمحی سے دس اونٹوں پر پہلے (اور پھر بعد میں سو پر) معاہدہ کر لیا تھا۔

شان نزول: الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ (الخ)

امام ترمذیؒ نے ابوسعیدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آگئے جس کی وجہ سے مسلمان خوش ہوئے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی الٓمٓ سے بِنَصْرِ اللّٰهِ تک یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب اور ابن جریر نے بھی ابن مسعود ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ پتا چلا کہ رسول اکرم ﷺ کی ہجرت سے پہلے جب کہ مسلمان مکہ مکرمہ میں تھے مشرکین مسلمانوں سے مباحثہ کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رومی اہل کتاب ہونے کے مدعی ہیں اور ان پر مجوسی غالب آگئے اور تم بھی اس بات کے دعویدار ہو کہ اس کتاب کی وجہ سے جو کہ تمہارے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہے تم بھی ہم پر غالب آجاؤ گے تو اب مجوس رومیوں پر کیسے غالب آگئے حالاں کہ رومی تو اہل کتاب ہیں تو ہم بھی تم پر غالب آجائیں گے جیسا کہ اہل فارس روم پر غالب آگئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اور ابن جریرؒ نے اسی طرح عکرمہؒ اور یحییٰ بن عمیرؒ اور قتادہؒ سے روایت کیا ہے مگر پہلی روایت میں غلبت غین کے زبر کی قرأت کے ساتھ روایت کیا ہے کیوں کہ یہ آیت مبارکہ بدر کے دن جس وقت مسلمان کافروں پر غالب ہوئے نازل ہوئی اور دوسری روایت میں پیش کے ساتھ یہ لفظ روایت کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فارس کے رومیوں پر غلبہ کر جانے کے بعد عنقریب مسلمان بھی ان پر غلبہ پائیں گے۔

(۶)　اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد فرمانے کا وعدہ فرمایا اور اللّٰہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا مگر مکہ والے یہ نہیں جانتے۔

(۷)　یہ مکہ والے تو صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں کہ دنیا میں معاملات بیع وشراء حساب وکتاب ایک کا اور ہزار کا کس طرح ہوتا ہے اور سردیوں میں کن چیزوں کی ضرورت ہے اور گرمیوں میں کس چیز کی ضرورت ہے اور یہ لوگ آخرت کے کاموں سے اور اس کی تیاری سے بالکل بے خبر ہیں۔

(۸)　ان کفار مکہ نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تمام مخلوق اور دیگر چیزوں کو ایک مخصوص وقت تک کے لیے کہ اس کے بعد فیصلہ فرمائے کسی حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے کہ لوگوں کو اوامر ونواہی کا مکلّف فرمائے مگر کفار مکہ بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہیں۔

(۹)　اور یہ مکہ والے زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کا انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب کرنے پر کیا انجام ہوا۔

حالاں کہ وہ ان سے جسمانی طاقت میں بہتر تھے اور ان سے زیادہ انھوں نے سفر وتجارت کیا تھا یا یہ کہ ان سے بڑھ کر انھوں نے زمین کو بویا جوتا تھا اور ان مکہ والوں سے زائد انھوں نے زمین کو آباد کیا تھا اور اس میں باقی رہے تھے اور ان کے پاس بھی ان کے رسول احکام ومعجزات لے کر آئے تھے اور وہ بھی ایمان نہیں لائے نتیجہ یہ ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

اللّٰہ تعالیٰ ہلاک کر کے ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی کفر وشرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

(۱۰)　سو ایسے لوگوں کو جنھوں نے اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تھا آخرت میں بدلے میں دوزخ ہی ملے گی محض اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کی تکذیب کر رہے ہیں اور آیات خداوندی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىٕهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآىٕهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىٕذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓىٕكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع ۲

خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی اس کو پھر پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۱۱) اور جس دن قیامت برپا ہوگی گناہ گار نا امید ہو جائینگے (۱۲) اور ان کے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں سے نا معتقد ہو جائیں گے (۱۳) اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے۔ (۱۴) تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے (۱۵) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا۔ وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے (۱۶) تو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت صبح ہو خدا کی تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھو) (۱۷) اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے۔ اور تیسرے پہر بھی اور جب دو پہر ہو (اس وقت بھی نماز پڑھا کرو) (۱۸) وہی زندے کو مردے سے نکالتا ہے (اور وہی) مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین میں سے) نکالے جاؤ گے (۱۹)

تفسیر سورة الروم آیات (۱۱) تا (۱۹)

(۱۱) اللہ تعالیٰ انسان کو پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے اور اس کو قیامت کے دن پھر پیدا کرے گا اور پھر تم قیامت کے دن اس کے سامنے لائے جاؤ گے۔

(۱۲) وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس روز مشرکین ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

(۱۳) اور ان بتوں کے پجاریوں کے لیے ان معبودوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا کہ عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے ان کی سفارش کرے اور یہ لوگ خود بھی اپنے معبودوں کی پرستش سے منکر ہو جائیں گے۔

اور عرض کریں گے کہ اللہ کی قسم اے پروردگار ہم مشرک نہ تھے۔

(۱۴) اور قیامت کے دن سب جدا جدا ہو جائیں گے۔

(۱۵) ایک جماعت جنت میں جائے گی تو دوسری دوزخ میں چنانچہ جو لوگ ایمان لائے تھے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تھے وہ جنت کے باغوں میں مسرور اور صاحب اعزاز ہوں گے۔

(۱۶) اور جنھوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا تھا اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا

وہ لوگ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

(۱۷) سو تم مغرب وعشاء اور صبح کی نماز کے ذریعے سے اللّٰہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو۔

(۱۸) تمام آسمان اور زمین والوں پر اسی کا شکر واطاعت واجب ہے اور اسی طرح نماز ظہر اور عصر کی نماز کے ذریعے سے بھی اللّٰہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو۔

(۱۹) وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے یعنی بچے اور جانوروں کو نطفہ سے اور پرندے کو انڈے سے اور کھجور کو گٹھلی سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے یعنی انسان اور جانوروں سے نطفہ اور پرندے سے انڈا اور کھجور سے گٹھلی اور زمین کو اس کے خشک اور بنجر ہو جانے کے بعد پھر زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ زندہ کیے جاؤ گے اور قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ
لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝
وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ
وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ
مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ
خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ
دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اب تم انسان ہو کر جابجا پھیل رہے ہو (۲۰) اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ انکی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۲۱) اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا۔ اہل دانش کے لئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۲۲) اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اسکے فضل کا تلاش کرنا۔ جو لوگ سنتے ہیں ان کیلئے اِن (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (۲۳) اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر زمین کو اسکے مرجانے کے بعد زندہ (وشاداب) کر دیتا ہے۔ عقل والوں کیلئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (۲۴) اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تم کو زمین میں سے (نکلنے کے لیے) آواز دے گا۔ تو تم جھٹ نکل پڑو گے (۲۵) اور آسمانوں اور زمین میں جتنے (فرشتے اور انسان وغیرہ) ہیں اسی

کے (مملوک) ہیں (اور) تمام اُس کے فرمانبردار ہیں (۲۶) اور وہی تو ہے جو خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اُسے بہت آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اُس کی شان بہت بلند ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (۲۷)

تفسیر سورۃ الروم آیات (۲۰) تا (۲۷)

(۲۰) اور اس کی وحدانیت وقدرت اور اپنے نبی کو نبوت عطا کرنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تمہیں آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور پھر تم سب آدمی بن کر زمین پر فائدہ اٹھا رہے ہو۔

(۲۱) اور اس کی علامت قدرت وحدانیت سے یہ امر ہے کہ تمھارے فائدہ کے لیے اس نے تمھاری جنس کی بیویاں بنائیں یہ کہ تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ رہ کر آرام ہے اور تم دونوں میں محبت و ہمدردی پیدا کی کہ یہ بیوی کو خاوند سے محبت اور خاوند کو بیوی کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے یا یہ کہ چھوٹے کو بڑے کے ساتھ محبت اور بڑے کو چھوٹے پر شفقت اور اس کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے ان مذکورہ امور میں عقل مندوں کے لیے قدرت خداوندی کی نشانیاں ہیں۔

(۲۲) اور اسی کی وحدت وقدرت کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کا بنانا اور تمھاری زبانوں اور رنگوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا ہے کہ کسی کی زبان عربی تو کسی کی فارسی اور کسی کی رنگت سیاہ اور کسی کی سفید ان مذکورہ باتوں میں جن وانس کے لیے نشانیاں ہیں۔

(۲۳) اور اس کے دلائل قدرت میں سے تمھارا رات میں سونا لیٹنا اور دن میں اس کا رزق تلاش کرنا ہے اس میں بھی ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ان باتوں کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

(۲۴) اور اس کے دلائل قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں آسمان پر بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھاتا ہے جس سے مسافر کو تو بارش کا ڈر ہوتا ہے کہ سامان سب بھیگ جائے گا اور مقیم کو بارش سے امید ہوتی ہے کہ کھیتی سیراب ہو جائے گی اور وہی آسمان سے بارش برساتا ہے کہ پھر اس سے زمین کے خشک اور اس کے بنجر ہو جانے کے باوجود پھر اسے تر وتازہ کر دیتا ہے اس امر میں بھی ان لوگوں کے لیے جو اس کے اللہ کی طرف سے ہونے کی تصدیق کرتے ہیں قدرت خداوندی کی نشانیاں ہیں۔

(۲۵) اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان وزمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں اسرافیل علیہ السلام کی زبانی قبروں سے بلائے گا تو تم ایک دم نکل پڑو گے۔

(۲۶) اور تمام آسمان وزمین سب اسی کی ملکیت ہیں اور کافروں کے علاوہ سب اسی کے اطاعت گزار ہیں۔

(۲۷) اور وہ وہی ہے جو پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے اور پھر وہی قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے نزدیک بہ نسبت پہلی بار پیدا کرنے کے زیادہ آسان ہے۔

اور آسمان وزمین والوں میں اس کی شان قدرت سب سے بلند ہے اور وہ اپنی بادشاہت وسلطنت میں غالب اور اپنے حکم وفیصلہ میں حکمت والا ہے۔

شانِ نزول: وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ کفار اللہ تعالیٰ کے مردوں کو زندہ فرمانے کے بارے میں متعجب ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی وہ وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

ضَرَبَ لَكُمْ
مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِيْ
مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ فَاَقِمْ وَجْهَكَ
لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا
تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ
وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ
اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ لِيَكْفُرُوْا
بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا
بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ

وہ تمہارے لئے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ بھلا جن (لونڈی غلاموں) کے تم مالک ہو وہ اُس (مال) میں جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے تمہارے شریک ہیں؟ اور (کیا) تم اس میں (اُن کو اپنے) برابر (مالک سمجھتے ہو) اور (کیا) تم اُن سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو۔ اسی طرح ہم عقل والوں کیلئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ (۲۸) مگر جو ظالم ہیں بے سمجھے اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ تو جس کو خدا گمراہ کرے اُسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (۲۹) تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (خدا کے راستے پر) سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور) خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو)۔ خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا۔ یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۰) (مومنو) اُسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا (۳۱) (اور نہ) اُن لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے (۳۲) اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتے اور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ایک فرقہ ان میں سے اپنے پروردگار سے شرک

اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۧ

کرنے لگتا ہے (۳۳) تاکہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اُسکی ناشکری کریں سو (خیر) فائدے اٹھا لو عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ (۳۴) کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے کہ ان کو خدا کے ساتھ شرک کرنا بتاتی ہے۔ (۳۵) اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور انکے عملوں کے سبب جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں کوئی گزند پہنچے تو ناامید ہو کر رہ جاتے ہیں (۳۶) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی (جس کیلئے چاہتا ہے) رزق فراخ کرتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۳۷) تو اہل قرابت اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہو۔ جو لوگ رضائے خدا کے طالب ہیں یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔ اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں۔ (۳۸) اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو خدا کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی۔ اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے خدا کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجب برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دو چند سہ چند کرنے والے ہیں (۳۹) خدا ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ بھلا تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔ وہ پاک ہے اور (اُس کی شان) اُن کے شرک سے بلند ہے (۴۰)

تفسیر سورۃ الروم آیات (۲۸) تا (۴۰)

(۲۸) اے کفار مکہ اللّٰہ تعالیٰ تم سے ایک عجیب مضمون تمہارے جیسے انسانوں میں سے بیان کرتا ہے۔

شان نزول: هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (الخ)

طبرانیؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین اس طرح تلبیہ پڑھا کرتے تھے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ اس کے بعد کہا کرتے تھے اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَلَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَالَکَ یعنی نعوذ باللّٰہ تیرا صرف ایک شریک ہے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هَلْ لَّكُمْ (الخ) یعنی کیا تمہارے غلاموں میں کوئی تمہارا اس مال میں جو ہم نے تمہیں دیا ہے شریک ہے اور جبیرؒ نے بواسطہ داؤد بن ابی ہند اور ابو جعفر محمد بن علی ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۲۹) بلکہ ان کافروں یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے اپنے شرکیہ خیالات کا بلا کسی صحیح دلیل و حجت کے اتباع کر رکھا ہے۔

سو جس کو اللّٰہ ہی اپنے دین سے گمراہ کرے اس کو کون دین کے راستے پر لا سکتا ہے۔

اور ان یہود ونصاریٰ اور مشرکین کا عذاب الٰہی سے کوئی بھی حفاظت کرنے والا نہ ہوگا۔

(۳۰) سو تم اپنی ذات اور اپنے عمل کو دین اسلام کی طرف رکھو یعنی اپنے دین وعمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرو اور دین اسلام پر ڈٹے رہو اور دین خداوندی کی پیروی کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کی ماؤں کے پیٹ میں پیدا فرمایا ہے یا یہ کہ یثاق کے دن کی پیروی اللہ تعالیٰ کے دین کو بدلنا نہیں چاہیے بس سیدھا راستہ یہی ہے مگر مکہ والے اس چیز کو نہیں جانتے کہ صحیح دین الٰہی وہ دین اسلام ہے۔

(۳۱) تم ایمان والے ہو جاؤ یا یہ کہ اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعہ اللہ کی طرف رجوع کرو اور جن چیزوں کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے ان کو اچھی طرح پورا کرو اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرو اور مشرکین کے ساتھ ہو کر ان کے دین کو مت اپناؤ۔

(۳۲) جنھوں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے کوئی یہودی ہے تو کوئی نصرانی اور کوئی مجوسی اور ہر ایک گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو اس کے پاس ہے اور اپنے خیال میں اسی کو حق سمجھ رہا ہے۔

(۳۳) اور جب ان کفار مکہ کو کوئی تکلیف وسختی پہنچتی ہے تو اپنے رب حقیقی کو اسی کی طرف متوجہ ہو کر پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ نعمت وعنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس پھر ان کفار میں سے ایک جماعت اپنے پروردگار کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہرانے لگتی ہے۔

(۳۴) جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو خوشحالی دی ہے اس کی ناشکری کرتے ہیں سو مکہ والو دنیا میں چند روز اور مزے اڑالو پھر جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں تمھارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(۳۵) کیا ہم نے ان مکہ والوں پر آسمان سے کوئی کتاب نازل کی ہے کہ جو ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کو کہہ رہی ہے اور کیا اس میں اس چیز کی سند اور دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرک کا حکم دیا ہے۔

(۳۶) اور جب ہم بالخصوص کفار مکہ پر کچھ رحمت نازل کر دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں مگر خدا کا شکر ادا نہیں کرتے۔

اور اگر ان کے اعمال بد کی وجہ سے جو حالت شرک میں پہلے کر چکے ہیں کوئی مصیبت جیسے بیماری وقحط آ پڑتی ہے تو بس یہ لوگ بے صبرے بن کر رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتے ہیں۔

(۳۷) کیا ان کفار مکہ کو اللہ کی کتاب کے ذریعے یہ بات نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کے طور پر اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے کم دیتا ہے۔ اس بسط وقدر میں اہل ایمان کے لیے نشانیاں توحید موجود ہیں۔

(۳۸) اے نبی اکرم ﷺ بس آپ تو قرابت دار کے ساتھ صلہ رحمی کیا کرو اور مسکین کو بھی کھانا اور لباس دیا کرو اور مسافر جو آپ کے پاس آکر ٹھہرے تین دن تک اس کی خوب مہمان نوازی کرو اور اس سے زیادہ مہمان نوازی کرنا یہ

آپ کی طرف سے نیکی اور احسان ہے۔

یہ مذکورہ چیزیں ان لوگوں کے لیے ثواب وکرامت کے اعتبار سے آخرت میں بہتر ہیں جو اپنی ان بخششوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

(۳۹) اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں مل کر تمھارے اموال کو زیادہ کر کے لائے سو دوسرے لوگ تمھارے دیے ہوئے اموال سے زیادہ پھر تمہیں دیں تو اس قسم کا دیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور نہ قبول ہوتا ہے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نہیں دیا گیا ہے۔

اور جو مساکین وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت سے مال دو گے تو ایسے لوگوں کے صدقات آخرت میں بڑھتے رہیں گے اور دنیا میں بھی ان کے احوال حفاظت وبرکت کی وجہ سے زائد ہوتے رہیں گے۔

(۴۰) اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں بچہ کی صورت میں پیدا کیا اور پھر تمھارے اندر روح پھونک کر تمہیں باہر نکالا اور پھر تمہیں مرنے تک پاکیزہ رزق دیا اور پھر تمھاری مدت پوری ہونے پر تمہیں موت دیتا ہے اور پھر مرنے کے بعد قیامت کے دن تمہیں زندہ کرے گا۔

اے مکہ والو اب بتاؤ تو سہی کہ کیا تمھارے معبودوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ شرک واولاد سے پاک اور ان کے شریک کردہ بتوں سے بالا وبرتر ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا اُن کو اُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں (۴۱) کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا ہے اُن میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔ (۴۲) تو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہیگا اور رک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو۔ اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے (۴۳) جس شخص نے کفر کیا تو اسکے کفر کا ضرر اسی کو ہے اور جس نے نیک عمل کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرامگاہ درست کرتے ہیں (۴۴) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انکو خدا اپنے فضل سے بدلہ دے گا۔ بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا (۴۵) اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری دیتی ہیں تاکہ تم کو اپنی رحمت کے مزے چکھائے اور تاکہ اسکے حکم سے

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ
كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۚ وَاِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ
فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ
اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ وَلَئِنْ
اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ
فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ
وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ
بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؀

کشتیاں چلیں اور تا کہ تم اسکے فضل سے (روزی) طلب کرو عجب نہیں کہ تم شکر کرو۔ (۴۶) اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبران کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ انکے پاس نشانیاں لے کر آئے سو جو لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے ان سے بدلہ لے کر چھوڑا اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی (۴۷) خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں۔ پھر خدا اسکو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا اور تہہ بتہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اسکے بیچ میں سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں (۴۸) اور بیشتر تو وہ مینہ کے اترنے سے پہلے نا اُمید ہو رہے تھے (۴۹) تو (اے دیکھنے والے) خدا کی رحمت کی نشانیوں کی طرف : کیھ کہ وہ کس طرح زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بیشک وہ مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۵۰) اور اگر ہم ایسی ہوائیں بھیجیں کہ وہ (اسکے سبب) کھیتی کو دیکھیں (کہ) زرد (ہوگئی ہے) تو اسکے بعد ناشکری کرنے لگ جائیں (۵۱) تو تم مُردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو (۵۲) اور نہ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (نکال کر) راہ راست پر لا سکتے ہو تم تو اُن ہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی فرمانبردار ہیں (۵۳)

تفسیر سورة الروم آیات (٤١) تا (٥٣)

(۴۱) خشکی اور تری میں لوگوں کی برائیوں کی وجہ سے بلائیں پھیل رہی ہیں خشکی کے علاقے میں تو ان بلاؤں کا سبب وہ قابیل کا اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنا ہے اور تری میں وہ جلندن کا لوگوں کی کشتیوں کا غصب کرنا ہے۔

یا یہ کہ قحط سالی جانوروں کا مر جانا پیداوار کا کم ہونا خواہ خشکی ہو یا تری میدان ہو یا پہاڑ جنگل ہو یا دیہات و شہر ہوں ہر جگہ یہ تمام چیزیں لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے پھیل رہی ہیں تا کہ وہ اپنے گناہوں سے باز آ جائیں اور یہ تکالیف ان سے دور ہو جائیں۔

(۴۲) آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ زمین پر چلو پھرو پھر غور کرو کہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی تکذیب پر ان کو ہلاک کر دیا اس لیے کہ وہ مشرک ہی تھے۔

(۴۳) سو اے مخاطب تو اپنے عمل اور دین کو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے رکھ اور اس دین پر جو کہ دین مستقیم ہے قائم رہ اس سے پہلے کہ قیامت آ جائے سو اس روز عذاب الٰہی سے تمہیں کوئی بھی بچانے والا نہ ہوگا اور قیامت کے دن سب الگ الگ جماعتیں ہو جائیں گی۔

(۴۴) ایک جماعت جنتیوں کی اور ایک دوزخیوں کی کہ جو کفر کر رہی ہے اس پر تو اس کا وبال کفر پڑے گا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اور جو حالت ایمانی میں نیک کام کر رہے ہیں وہ جنت میں اپنا بستر بچھا رہے ہیں اور ثواب و کرامت جمع کر رہے ہیں۔

(۴۵) جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں اپنے فضل و کرم سے جزا دے گا جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ واقعی اللہ تعالیٰ کفار کے طریقہ اور خود ان کو پسند نہیں کرتا۔

(۴۶) اور اللہ تعالیٰ کی وحدت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو مخلوق کو بارش کی خوشخبری دیتی ہیں تاکہ تمہیں اپنی نعمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ سمندروں میں اس کے حکم سے کشتیاں چلیں کہ تم کشتیوں میں سوار ہو کر اس کا رزق تلاش کرو اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرو۔

(۴۷) اور ہم نے نبی اکرم ﷺ آپ سے پہلے بہت سے پیغمبران کی قوموں کے پاس بھیجے جو ان کے پاس اوامر و نواہی اور دلائل لے کر آئے مگر بعض ان میں سے ایمان نہیں لائے سو ہم نے مشرکین سے بذریعہ عذاب انتقام لیا اور اہل ایمان کو رسولوں کے ساتھ بچا لینا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دینا ہمارے ذمہ تھا۔

(۴۸) اللہ ایسا ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے اور پھر وہ ہوائیں بارش سے بھرے ہوئے بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان بادلوں کو کبھی تو جس طرح چاہتا ہے آسمان کی سمت میں پھیلا دیتا ہے اور کبھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر دونوں حالتوں میں تم بارش کو دیکھتے ہو کہ وہ اس بادل کے اندر سے نکلتی ہے۔

پھر جب وہ بارش سرزمین میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے برسا دے تو اس بارش سے خوش ہونے لگتے ہیں۔

(۴۹) اور وہ بارش کے برسنے سے پہلے بارش سے بالکل ہی ناامید ہو رہے تھے۔

(۵۰) اے محمد ﷺ بارش سے پہلے اور بارش کے بعد ذرا رحمت خداوندی کے آثار تو دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعے سے زمین کے مردہ اور بنجر ہو جانے کے بعد کس طرح اس کو پھر زندہ کرتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ جو ذات زمین کے خشک ہو جانے کے بعد پھر اسے تروتازہ کرتی ہے وہی حشر کے لیے مردوں کو زندہ کرنے والی ہے اور وہ ہر ایک چیز مثلاً موت و حیات اور مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

(۵۱) اور اگر ہم کھیتی پر سے گرم یا ٹھنڈی ہوا چلا دیں پھر یہ لوگ اس سے کھیتی کو خشک اور زرد ہوا دیکھیں کہ اس کی سبزی و تازگی ختم ہو گئی ہو تو یہ اس تبدیلی کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگیں یا یہ کہ اللہ اور اس کی

نعمتوں کی ناشکری پر قائم ہو جائیں۔

(۵۲) آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو تو نہیں سنا سکتے جو مردوں کی طرح ہیں اور بہروں کو بھی نہیں سنا سکتے خصوصاً جب کہ حق و ہدایت سے مونہہ پھیر کر ہی چل دیں۔

(۵۳) اور اسی طرح آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے ہدایت کی طرف نہیں لا سکتے۔

آپ تو بس اپنی دعوت ان ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر وہ عبادت الٰہی اور توحید خداوندی میں سچے اور مخلص بھی ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ
جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ
ضَعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۞
وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ
كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۞ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا
یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۞ وَلَقَدْ
ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ
بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۞
كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۞ فَاصْبِرْ اِنَّ
ع وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ۞

خدا ہی تو ہے جس نے تم کو (ابتدا میں) کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عنایت کی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ صاحب دانش (اور) صاحب قدرت ہے (۵۴) اور جس روز قیامت برپا ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔ اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے (۵۵) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو۔ اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم کو اس کا یقین ہی نہیں تھا (۵۶) تو اس روز ظالم لوگوں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دیگا اور نہ ان سے توبہ قبول کی جائے گی (۵۷) اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے اور اگر تم انکے سامنے کوئی نشانی پیش کرو تو کافر کہہ دینگے کہ تم تو جھوٹے ہو (۵۸) اسی طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے مُہر لگا دیتا ہے (۵۹) پس تم صبر کرو بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں اوچھا نہ بنا دیں (۶۰)

تفسیر سورۃ الروم آیات (۵٤) تا (٦۰)

(۵۴) اللّٰہ ایسا ہے جس نے تمہیں ایک کمزور نطفہ سے بنایا پھر اس کمزوری کے بعد طاقت عطا کر کے ایک نوجوان طاقتور انسان بنا دیا اور پھر اس توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا طاری کیا۔

اور وہ ان تمام امور کو جاننے والا اور ان اختیارات کے نافذ کرنے پر قادر ہے وہ اپنی مخلوق کو جس طرح چاہتا

ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتا رہتا ہے۔

(۵۵) اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو مشرکین قسم کھائیں گے کہ وہ قبروں میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔
جیسا کہ یہ لوگ آخرت میں اس پختگی کے ساتھ جھوٹ بولیں گے اسی طرح یہ دنیا میں بھی جھوٹ بولا کرتے تھے۔

(۵۶) اور جن حضرات کو علم وایمان کی دولت حاصل ہوگی وہ کفار سے کہیں گے کہ تم تو نوشتہ خداوندی کے مطابق قبروں میں بعث بعد الموت تک رہے ہو اور قیامت کا دن یہی ہے مگر تم دنیا میں نہ اس کو جانتے تھے اور نہ اس کے واقع ہونے کا یقین ہی کرتے تھے۔

(۵۷) غرضیکہ مشرکین کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کی معافی مانگنا فائدہ مند نہ ہوگا اور نہ ان کو گناہوں سے رجوع کرنے اور نہ پھر ان کو دوبارہ دنیا میں واپس ہونے کی مہلت دی جائے گی۔

(۵۸) اور ہم نے اس قرآن حکیم میں لوگوں کی ہدایت کے لیے ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں۔
اور اگر آپ ان کی فرمائش کے مطابق ان کے پاس اور کوئی آسمان سے نشانی لے آئیں تب بھی یہ کفار مکہ یوں ہی کہیں گے کہ اے جماعت مسلمین! تم سب جھوٹے ہو۔

(۵۹) جو لوگ توحید خداوندی کا اقرار نہیں کرتے اور نہ اس کا یقین کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر اسی طرح مہر کر دیا کرتا ہے۔

(۶۰) اے محمد ﷺ آپ صبر کیجیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ وہ آپ کی مدد فرمائے گا اور ان کو ہلاک کرے گا سچا ہے اور وہ ضرور واقع ہوگا اور یہ بدیقین یعنی کفار مکہ قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں آپ کو بے برداشت نہ کرنے پائیں۔

سُوۡرَۃُ لُقۡمٰنَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرۡبَعٌ وَّ ثَلٰثُوۡنَ اٰیَۃً وَّ اَرۡبَعُ رُکُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓـمّٓ ﴿ۚ۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ﴿ۙ۲﴾ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿ۙ۳﴾
الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ
یُوۡقِنُوۡنَ ﴿ؕ۴﴾ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾
وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ
اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۶﴾
وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا کَاَنَّ
فِیۡۤ اُذُنَیۡہِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ۙ﴿۸﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ
وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا وَ اَلۡقٰی
فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ؕ
وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۱۰﴾
ہٰذَا خَلۡقُ اللّٰہِ فَاَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ ؕ بَلِ
الظّٰلِمُوۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۱﴾ ع

سُوۡرَۃُ لُقۡمٰنَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرۡبَعٌ وَّ ثَلٰثُوۡنَ اٰیَۃً وَّ اَرۡبَعُ رُکُوۡعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓـمّٓ (۱) یہ حکمت کی (بھری ہوئی) کتاب کی آیتیں ہیں (۲) نیکو کاروں کے لئے ہدایت اور رحمت۔ (۳) جو نماز کی پابندی کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ (۴) یہی اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں (۵) اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو بیہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے خدا کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزاء کرے۔ یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۶) اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا ان کو سنا ہی نہیں جیسے انکے کانوں میں ثقل ہے تو اس کو درد دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ (۷) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں (۸) ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (۹) اسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے تاکہ تم کو ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے۔ اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اُس سے) اُس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائیں۔ (۱۰) یہ تو خدا کی پیدائش ہے تو مجھے دکھاؤ کہ خدا کے سوا جو لوگ ہیں اُنہوں نے کیا پیدا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔ (۱۱)

تفسیر سورۃ لقمٰن آیات (۱) تا (۱۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چونتیس آیات اور سات سو اڑتالیس کلمات اور دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں۔

(۱۔۴) الٓـمّٓ اس کے معنی سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا ہے یا یہ کہ تاکیداً یہ ایک قسم کھائی گئی ہے۔ یہ سورت اس قرآن حکیم کی آیات ہیں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان کرنے والی اور گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کا سبب ہے ان با اخلاص موحدین کے لیے جو پانچوں نمازوں کے وضو، رکوع و سجود اور تمام واجبات کی رعایت رکھتے ہوئے پابندی کرتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین

رکھتے ہیں۔

(۵) سو یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے اور معزز رستہ پر ہیں اور یہی لوگ عذاب و ناراضگی سے نجات پانے والے ہیں۔

(۶) اور بعض آدمی یعنی نضر بن حارث ان باتوں کا خریدار بنتا ہے یعنی جھوٹے قصے کہانیاں چاند و سورج کے واقعات اور انسانوں کی کتابیں اور گانے والی عورت وغیرہ یا یہ کہ شرک کا تاکہ اس کے ذریعے سے دین الہٰی اور اس کی پیروی سے دوسروں کو بغیر علم اور دلیل کے گمراہ کرے اور اس کا مذاق اڑائے ایسے لوگوں کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

شانِ نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے ذریعے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک قریشی شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک گانے والی لونڈی خرید رکھی تھی۔

اور جبیر نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید رکھی تھی اور جس شخص کے متعلق بھی یہ سنتا تھا کہ وہ اسلام لانا چاہتا ہے تو اسے پکڑ کر اس گانے والی لونڈی کے پاس لے جاتا تھا اور اس لونڈی سے کہتا تھا کہ اس کو خوب کھلا پلا اور گانا سنا اور کہتا کہ محمد ﷺ جو تمہیں کو نماز روزہ کی طرف بلاتے ہیں نعوذ باللّٰہ یہ گانا اس سے بہتر ہے۔

(۷) اور جب اس کے سامنے ہماری آیات جن میں اوامر و نواہی کا بیان ہے پڑھی جاتی ہیں تو ایمان سے تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں اور وہ بہرہ ہے۔

آپ اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے چنانچہ یہ بدر کے دن بری طرح مارا گیا۔

(۸) البتہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے عیش کی جنتیں ہیں جن کی نعمتیں ختم نہ ہوں گی۔

(۹) اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔

وہ اپنی سلطنت اور بادشاہت میں زبردست اور حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے اور یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جنت کا سچا وعدہ فرمایا ہے۔

(۱۰) اللّٰہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بنایا چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو یا یہ کہ ایسے ستونوں کے ساتھ بنایا جن کو تم نہیں دیکھ رہے اور زمین میں بھاری بھاری پہاڑ بنائے جو زمین کے لیے میخیں ہیں کہ وہ تمہیں لے کر ڈانواں

ڈول نہ ہونے لگے اور اس زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں۔

اور ہم نے آسمان سے بارش برسائی پھر اس سے زمین سے ہر طرح کے عمدہ اقسام کی چیزیں اگائیں۔

(۱۱) اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو میری مخلوق ہوئی جس کو میں نے بنایا اور پیدا کیا اب تم لوگ مجھ کو دکھاؤ کہ ان تمھارے بتوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ یہ مشرکین کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ
لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ
بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ
وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ
سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا
اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا
تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع

اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی کہ خدا کا شکر کرو۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو خدا بھی بے پرواہ اور سزاوار حمد (وثنا) ہے (۱۲) اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔ (۱۳) اور ہم نے انسان کو جسے اُسکی ماں تکلیف پر تکلیف سہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے) اور (آخر کار) دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اسکے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۱۴) اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہا نہ ماننا۔ ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُنکا اچھی طرح ساتھ دینا۔ اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اسکے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ تو جو کام تم کرتے رہے ہو میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔ (۱۵) (لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں خدا اسکو قیامت کے دن لا موجود کریگا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بیں (اور) خبردار ہے۔ (۱۶) بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا امر اور بُری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ (۱۷) اور (ازراہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔ (۱۸) اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے (۱۹)

تفسیر سورۃ لقمٰن آیات (۱۲) تا (۱۹)

(۱۲) اور ہم نے لقمان کو علم وفہم اور قول وفعل کی درستگی عطا فرمائی اور یہ حکم دیا کہ توحید اور اطاعت کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو کیوں کہ جو اس طریقہ پر اس کی نعمتوں کا شکر کرے گا تو وہ اپنے ذاتی ثواب کے لیے کرے گا۔

اور جو اس کی نعمتوں کی ناشکری کرے گا تو اللّٰہ تعالیٰ اس کے شکر سے بے نیاز ہے اور اپنے تمام کاموں میں قابل تعریف ہے۔

(۱۳) اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سلام کو برائی سے روکتے ہوئے اور نیکی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللّٰہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا کیوں کہ شرک کرنا اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک سزا کے اعتبار سے بڑا بھاری ظلم ہے۔

(۱۴) اور ہم نے انسان یعنی سعد بن ابی وقاص ﷛ کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی کیوں کہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اور سختی پر سختی اور مشقت پر مشقت اٹھا کر اس کو اپنے پیٹ میں رکھا کیوں کہ جب بچہ پیٹ میں بڑا ہوتا جاتا ہے تو ماں کے لیے تکلیف اور کمزوری کا باعث ہوتا جاتا ہے اور پھر دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے لہٰذا تو میری عبادت وفرمانبرداری کے ساتھ میرا اور ماں باپ کی خدمت وفرمانبرداری کے ساتھ ان کا شکر ادا کیا کر۔

میری ہی طرف تجھے اور تیرے والدین کو لوٹ کر آنا ہے۔

(۱۵) اور اگر وہ دونوں بھی تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے کہ جس کے شریک ہونے کے لیے تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور تو جانتا ہے کہ وہ میرا شریک نہیں تو پھر اس شرک کے کام میں ان کا کہا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتے رہنا اور صرف اس ہی شخص کے طریقہ پر چلنا جو میری طرف اور میری اطاعت کی طرف رجوع کرتا ہو۔

یعنی رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اور پھر تم سب کو اور تمھارے والدین کو میرے پاس آنا ہے میں اس وقت تمھیں جتا دوں گا جو کچھ تم نیکی اور برائی کرتے تھے۔

(۱۶) حضرت لقمان ؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا اگر کسی کی کوئی نیکی یا رزق رائی کے دانہ کے برابر ہو اور پھر وہ زمینوں کے نیچے کسی پتھر کے اندر چھپا ہو یا وہ آسمانوں کے اوپر ہو یا زمین کے اندر ہو جہاں کہیں بھی ہو اللّٰہ تعالیٰ اس کو اس کے مالک کے پاس لا کر حاضر کر دے گا اللّٰہ تعالیٰ اس کے نکالنے میں بڑا باریک بین اور اس کی جگہ کے معلوم ہونے میں بڑا باخبر ہے۔

(۱۷) اے بیٹا نماز پڑھا کرو اور توحید اور نیکی کا حکم دیا کرو اور شرک اور بری باتوں اور برے کاموں سے روکا کرو اور جو کچھ مصیبت آئے اس پر صبر کیا کرو کیوں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور صبر یہ بلند ہمتی کے کاموں سے ہیں۔

(۱۸)　اور تکبر اور بڑائی میں لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر یا یہ کہ غریب مسلمانوں کو کمتر مت سمجھ اور زمین پر بڑائی کے ساتھ مغرور ہو کر مت چل۔

بے شک اللہ تعالیٰ کبھی تکبر کرنے والے اور نعمت خداوندی پر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

(۱۹)　اور اپنی رفتار میں میانہ روی اور تواضع اختیار کرو اور اپنی آواز کو نیچا کرو۔ کیوں کہ آوازوں میں سب سے بری اور بدترین آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۲۰ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۲۱
وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۲۲ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ
كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۳ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ
غَلِيْظٍ ۝۲۴ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵ لِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا
فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۷
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۲۸
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو خدا نے تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن (۲۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا بھلا اگرچہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی)؟ (۲۱) اور جو شخص اپنے تئیں خدا کا فرمانبردار کردے اور نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط دستاویز ہاتھ میں لے لی۔ اور (سب) کاموں کا انجام خدا ہی کی طرف ہے۔ (۲۲) اور جو کفر کرے تو اس کا کفر تمہیں غمناک نہ کردے ان کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم ان کو جتادینگے بیشک خدا دلوں کی باتوں سے واقف ہے (۲۳) ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔ (۲۴) اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو بول اٹھیں گے خدا نے کہہ دو کہ خدا کا شکر ہے۔ لیکن ان میں اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔ (۲۵) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) خدا ہی کا ہے۔ بیشک خدا بے پروا (اور) سزاوار حمد (وثنا) ہے۔ (۲۶) اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اسکے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو خدا کی باتیں (یعنی اسکی صفتیں) ختم نہ ہوں بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (۲۷) (خدا کو) تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے بیشک خدا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (۲۸) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۝ ع

میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو (تمہارے) زیر فرمان کر رکھا ہے۔ ہر ایک ایک وقتِ مقرر تک چل رہا ہے۔ اور یہ کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔(۲۹) یہ اس لئے کہ خدا کی ذات برحق ہے اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ لغو ہیں۔ اور یہ کہ خدا ہی عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے(۳۰)

تفسیر سورة لقمٰن آیات (۲۰) تا (۳۰)

(۲۰) کیا تم لوگوں کو قرآن کریم کے ذریعے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے چاند، سورج، ستارے، بادل و بارش درخت اور جانور تمام چیزوں کو تمھارے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں یعنی توحید و معرفت عطا کر رکھی ہے اور کہا گیا کہ ظاہری نعمتیں تمھاری وہ نیکیاں ہیں جن کا دوسروں کو علم ہو اور باطنی تمھاری وہ برائیاں ہیں جو لوگوں کے علم میں نہ آسکیں یا یہ کہ ظاہری تو کھانے پینے کی چیزیں اور مال و دولت ہے اور باطنی نعمتیں پھل اور نباتات، بارش، پانی وغیرہ ہے یا یہ کہ ظاہری سے مراد وہ نعمتیں کہ جس سے تمہیں عزت حاصل ہو اور باطنی سے مراد وہ جس کے ذریعے تمھاری حفاظت ہو۔

مگر بعض آدمی جیسا کہ نضر بن حارث ایسے ہیں جو دین الٰہی میں بغیر علم اور بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔

(۲۱) اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ اس قرآن کریم کی پیروی کرو اور اس کو پڑھو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اسی طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے کیا اگر شیطان ان کے آباؤ اجداد کو کفر و شرک کی طرف بلاتا رہا ہو جس سے دوزخ کا عذاب واجب ہوتا ہے تب بھی یہ ان ہی کی پیروی کریں گے۔

(۲۲) اور جو شخص اپنے دین و عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور وہ موحد و مخلص بھی ہو تو اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

اور آخر سب کاموں کا کہ جن پر انسان مرتے ہیں آخرت میں اللہ ہی کی طرف پہنچے گا۔

(۲۳) اور جو شخص قریش یا غیر قریش میں سے کفر کرے تو اے نبی کریم ﷺ آپ کے لیے اس کا کفر باعث غم نہیں ہونا چاہیے اس کی ہلاکت اسی کے کفر میں ہے مرنے کے بعد ان سب کو ہماری ہی طرف لوٹنا ہے۔

سو ہم ان کو وہ سب جتائیں گے جو وہ دنیا میں کفر کی حالت میں کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ تو دلوں کی نیکی و برائی کا ذرہ تک جانتا ہے۔

(۲۴) ہم ان کو دنیا میں چند روزہ عیش دیے ہوئے ہیں پھر ان کو ایک سخت عذاب کی طرف گھسیٹ لائیں گے۔

(۲۵) اور اگر آپ ان سے آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بارے میں دریافت کریں تو کفار مکہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللّٰہ نے پیدا کیا ہے۔

تو آپ کہیے الحمد للہ تم سب بھی شکر کرو مگر ان میں اکثر توحید الٰہی کو نہیں جانتے اور نہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔

(۲۶) جو کچھ آسمان و زمین میں ہے وہ سب اللّٰہ ہی کی ملکیت ہے۔

اور اللّٰہ تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز اور قابل تعریف ہے۔

(۲۷) اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہیں ان کے علاوہ سات سمندر روشنائی کی جگہ اور ہو جائیں اور ان سے کلمات خداوندی اور علم خداوندی کو لکھا جائے تب بھی کلام اور علم خدا ختم نہ ہو بے شک اللّٰہ تعالیٰ اپنی بادشاہت و سلطنت میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

شانِ نزول: وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اکرم ﷺ سے روح کے بارے میں دریافت کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اس پر یہودی بولے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں تھوڑا علم دیا گیا حالاں کہ ہمیں توریت دی گئی اور وہ سراپا حکمت ہے اور جس کو حکمت دے دی جائے گویا کہ اس کو خیر کثیر مل گئی اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور ابن اسحاقؒ نے عطاء بن یسارؒ سے روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا جب آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ کے پاس علما یہود آئے اور کہنے لگے کیا آپ نے یہ نہیں کہا کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ آیا اس سے مراد ہم ہیں یا آپ کی قوم آپ نے فرمایا اس سے مراد سب ہیں۔ وہ عالم بولے کہ آپ پڑھتے ہیں کہ ہمیں توریت دی گئی اور اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ علم خداوندی کے مقابلہ میں بہت کم ہے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور ان ہی الفاظ کے ساتھ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے۔

اور ابو الشیخ نے ''کتاب العظمہ'' میں اور ابن جریرؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین کہنے لگے کہ یہ ایسا کلام ہے جو کہ ختم ہو جائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر

وہ سب قلم بن جائیں الخ۔

(۲۹) اے مخاطب کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن سے بڑا کرتا ہے کہ رات پندرہ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور دن صرف نو ہی گھنٹے کا ہوتا ہے اور دن کو رات سے بڑا کرتا ہے کہ دن پندرہ گھنٹے کا اور رات نو گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقررہ تک اپنی مقررہ منزلوں میں چلتا رہے گا اور جو کچھ تم نیکی یا برائی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتا ہے۔

(۳۰) اور یہ قدرت کا اظہار اس لیے کیا تا کہ تم جان جاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت برحق ہے اور جن چیزوں کی یہ لوگ اللہ کے علاوہ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل بیہودہ اور جھوٹی ہیں اور اللہ ہی عالی شان اور سب سے بڑا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٙ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ ع

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں تا کہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر صبر کرنیوالے (اور) شکر کرنیوالے کے لئے نشانیاں ہیں (۳۱) اور جب ان پر (دریا کی) لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو خدا کو پکارنے (اور) خالص اسکی عبادت کرنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں (اور) ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن (اور) ناشکرے ہیں (۳۲) لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے۔ بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں خدا کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے۔ (۳۳) خدا ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے (کہ نر ہے یا مادہ) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کام کرے گا۔ اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئیگی بے شک خدا ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے (۳۴)

تفسیر سورۃ لقمٰن آیات (۳۱) تا (۳٤)

(۳۱) اے مخاطب کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ کشتیاں اللہ ہی کے فضل سے چلتی ہیں تا کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے۔

اس میں ہر ایک ایسے شخص کے لیے دلائل قدرت ہیں جو اس کی اطاعت پر ثابت قدم اور اس کی نعمتوں پر شکر

گزار ہو۔

(۳۲) اور جب یہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں اور ان کو بادلوں کی طرح بلند موجیں طوفان میں گھیر لیتی ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔

پھر جب ہم ان کو دریا سے بچا کر خشکی کی طرف لے آتے ہیں تو ان کفار میں سے بعض قول فعل میں نسبت پہلے کے ذرا نرم ہو جاتے ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو غدار اور اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(۳۳) اے اہل مکہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن عذاب الٰہی کے سامنے نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے ہی کچھ کام آ سکے گا۔ نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کے عذاب خداوندی کے سامنے کچھ کام آ سکے گا۔

بعث بعد الموت کا وعدہ سچا ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا سو تمہیں دنیا کی زیب و زینت دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تمہیں شیطان اللہ کی طرف سے دھوکے میں ڈالے۔

(۳۴) اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کے قائم ہونے کی خبر ہے اور اس چیز کی جو بندوں سے مخفی ہے اور وہ ہی بارش برساتا ہے اور بارش کا علم اور اس کی قدرت بھی اسی کے ساتھ خاص ہے۔

اور وہی جانتا ہے جو کچھ حاملہ کے رحم میں ہے کہ لڑکا ہے؟ یا لڑکی؟ پورا ہے یا ناقص بدنصیب ہے یا خوش نصیب یہ چیز بھی اسی کے لیے خاص ہے اور اسی طرح کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا نیکی یا برائی کرے گا اس کی بھی اسی کو خبر ہے۔ اللہ ہی اپنی مخلوق کی تمام باتوں کو جاننے والا ہے اور ان کے اعمال اور اسی طرح جو کچھ ان کو نفع یا نقصان پہنچے گا سب سے باخبر ہے کسی دوسرے کو ان کاموں کی کچھ خبر نہیں۔

شانِ نزول: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ دیہات سے ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میری عورت حاملہ ہے تو بتایئے کہ وہ کیا جنے گی اور ہماری بستیاں خشک پڑی ہیں بتایئے کہ کب بارش ہوگی اور مجھے یہ تو معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا ہوں بتایئے کہ میں کب مروں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیسا عمل کرے گا اور نہ ہی کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۚ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۚ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۚ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۚ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۚ قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۧ

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓـمّٓ (۱) اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے ہے (۲) کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنالیا ہے (نہیں) بلکہ وہ تمہارے پروردگار کیطرف سے برحق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جنکے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں آیا تاکہ یہ رستے پر چلیں (۳) خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا۔ کیا تم نصیحت پکڑتے؟ (۴) وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے پھر وہ ایک روز جس کا مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگا اس کی طرف صعود (اور رجوع) کرے گا۔ (۵) یہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا (اور) غالب (اور) رحم والا (خدا) ہے (۶) جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اُسکو پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ (۷) پھر اُسکی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی (۸) پھر اس کو درست کیا پھر اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ (۹) اور کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں ملیامیٹ ہوجائینگے تو کیا از سر نو پیدا ہونگے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جانے ہی کے قائل نہیں (۱۰) کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (۱۱)

تفسیر سورۃ السجدہ آیات (۱) تا (۱۱)

یہ سورت مکی ہے اس میں تیس آیات اور تین سو تیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں۔

(۱۔۲) الٓمّٓ۔ اس کے معنی سب سے زیادہ اللہ ہی جاننے والا ہے یا کہ بطور تاکید کے یہ ایک قسم کھائی گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

(۳) مگر کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن حکیم کو رسول اکرم ﷺ نے اپنی طرف سے بنالیا ہے بلکہ یہ قرآن کریم سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل علیہ السلام آپ پر نازل ہوئی ہے تاکہ آپ اس قرآن کریم کے

ذریعے سے قریش کو ڈرائیں جن میں سے آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا رسول نہیں آیا تاکہ وہ گمراہی سے سیدھے راستے پر آجائیں۔

(۴)　اللہ ہی ہے جس نے آسمان و زمین اور تمام مخلوقات کو دنیاوی دنوں کے حساب سے ہر ایک دن ان میں سے ایک ہزار سال کے برابر تھا چھ دن میں پیدا کیا کہ اتوار کے روز سے شروع کیا اور جمعہ کے دن تکمیل فرمائی پھر اختیارات نافذ کرنے کے لیے عرش پر قائم ہوا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی عرش پر تھا۔

اے مکہ والو اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ تمھارا کوئی مددگار ہے جو تمہیں فائدہ پہنچا سکے اور نہ کوئی سفارشی ہے جو عذاب الٰہی کے بارے میں تمہاری سفارش کر سکے پھر کیا تم قرآن حکیم کے ذریعے سے نصیحت حاصل کر کے ایمان نہیں لاتے۔

(۵)　وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے وحی فرشتوں کو دے کر بھیجتا ہے اور پھر فرشتے اسی کے حضور میں واپس ہو جاتے ہیں ایک ہی دن میں جس کی مقدار دنیاوی سالوں میں ہزار سال کے برابر ہے کہ فرشتوں کے علاوہ دوسروں کو اترنے اور چڑھنے کے لیے ہزار سال کا زمانہ چاہیے۔

(۶)　اور وہ مدبر اور تمام باتوں کا جاننے والا ہے جو بندوں پر پوشیدہ ہیں اور ظاہر ہیں۔ کفار کو سزا دینے میں زبردست اور مسلمانوں پر رحمت فرمانے والا ہے۔

(۷)　اس نے جو چیز بنائی وہ خوب اور مضبوط بنائی اور انسان یعنی آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔

(۸)　پھر ان کی نسل کو نطفہ یعنی مرد و عورت کے ایک بےقدر پانی سے بنایا۔

(۹)　اور پھر ماں کے پیٹ میں اس کے اعضاء درست کیے اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمھارے کان بنائے تاکہ تم ان سے حق اور ہدایت کی باتوں کو سنو اور تمھیں آنکھیں دیں تاکہ حق و ہدایت کو دیکھو اور حق و ہدایت کے سوچنے اور سمجھنے کے لیے دل دیے۔

مگر جتنے میں نے تم پر احسانات و انعامات کیے اس کے مقابلہ میں تمھارا شکر کچھ بھی نہیں تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔

(۱۰)　اور ابوجہل وغیرہ کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست و نابود ہو گئے تو کیا پھر مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہوں گے ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ تو سرے سے مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کا ہی انکار کرتے ہیں۔

(۱۱)　آپ ان سے فرما دیجیے کہ تمہاری روحیں موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تمھاری جانیں قبض کرنے پر مقرر ہے اور پھر آخرت میں تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ
شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ
جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ
لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا
سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى
جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ
اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ
فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا
فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ
لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝
وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ
الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝

اور (تم تعجب کرو) جب دیکھو کہ گنہگار اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے ہونگے (اور کہیں گے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو ہم کو (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ نیک عمل کریں بیشک ہم یقین کرنیوالے ہیں (۱۲) اور اگر ہم چاہتے ہیں تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا (۱۳) سو (اب آگ کے) مزے چکھو اس لئے کہ تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا (آج) ہم بھی تمہیں بھلا دینگے اور جو کام تم کرتے تھے ان کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کے مزے چکھتے رہو (۱۴) ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے (۱۵) ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۱۶) کوئی متنفس نہیں جانتا کہ انکے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے (۱۷) بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ (۱۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے (رہنے کے) لئے باغ ہیں۔ یہ مہمانی ان کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔ (۱۹) اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے (رہنے کے) لئے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اسکے مزے چکھو۔ (۲۰) اور ہم اُن کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا کا بھی مزہ چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں (۲۱) اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جس کو اسکے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے مونہہ پھیر لے ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں (۲۲)

تفسیر سورۃ السجدہ آیات (۱۲) تا (۲۲)

(۱۲) اور اگر آپ قیامت کے دن ان مشرکین کی حالت دیکھیں جب کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

اور کہتے ہوں گے کہ ہمارے پروردگار بس جو چیز ہمیں معلوم نہ تھی وہ اب معلوم ہوگئی اور جس کا یقین نہیں

کرتے تھے اب یقین ہو گیا۔
تو ہمیں پھر واپس بھیج دیجیے ہم وہاں جا کر آپ پر ایمان لائیں گے اور خوب نیک کام کیا کریں گے اب ہمیں آپ پر اور آپ کی کتاب اور رسول پر بعث بعد الموت پر پورا یقین آ گیا۔

(۱۳) مگر اگر ہمیں یہ منظور ہوتا تو ہر ایک شخص کو اس کی نجات کا راستہ عطا فرماتے لیکن میری بات محقق ہو چکی کہ میں جہنم کو جن و انس میں سے جو کافر ہیں سب سے بھروں گا اور اگر یہ نہ ہوتا تو پھر میں ہر ایک شخص کو معرفت و توحید سے سرفراز فرماتا۔

(۱۴) اب اپنی اس بھول کا مزہ چکھو جس کی وجہ سے تم نے اقرار و عمل سب کو چھوڑ دیا تھا۔
ہم نے اب تمہیں دوزخ میں ڈال دیا اب اپنے کفر کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔

(۱۵) رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کی تو وہی لوگ تصدیق کرتے ہیں کہ جب ان کو اذان و اقامت کے ذریعے پانچوں نمازوں کے لیے بلایا جاتا ہے تو فوراً تواضع و خاکساری کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور وہ لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے سے تکبر نہیں کرتے۔ یہ آیت منافقین کی حالت بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی کیوں کہ وہ نمازوں کو مجبوری و سستی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

(۱۶) اور ان کے پہلو رات میں سونے کے بعد تہجد کی نماز کے لیے خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کی پانچوں نمازوں کے ذریعے عبادت کرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید سے اور اس کے عذاب کے خوف سے یا یہ مطلب ہے کہ جب تک یہ حضرات عشاء کی نماز نہیں پڑھ لیتے ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

شان نزول: تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (الخ)

بزارؒ نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے اور کچھ صحابہ کرامؓ مغرب کی نماز کے بعد سے عشاء تک نماز پڑھنے میں مصروف رہتے تھے تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔
اس روایت کی سند میں عبداللہ بن شبیب ضعیف راوی ہیں اور امام ترمذیؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے انتظار کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۷) سو ان کو خبر نہیں جو جنت میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان اور ثواب و اعزاز خزانہ غیب میں موجود ہے یہ ان کے نیک اعمال کا صلہ ہے جو انھوں نے دنیا میں کیے ہیں۔

(۱۸) لہٰذا اب بتا کہ جو شخص سچا مسلمان ہو گیا یعنی حضرت علی ؓ تو کیا وہ منافق یعنی ولید بن عقبہ بن ابی معیط جیسا ہو جائے گا۔

شان نزول: اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا (الخ)

واحدیؒ اور ابن عساکرؒ نے سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن عقبہ بن معیط نے حضرت علی ؓ سے کہا کہ میں آپ سے ہتھیار کے اعتبار سے بھی تیز اور زبان کے اعتبار سے بڑھ کر اور لشکر کے اعتبار سے بھی بڑا ہوں حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا خاموش ہو جا تو فاسق ہے اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن عدیؒ اور خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں کلبیؒ اور ابو صالحؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور خطیبؒ اور ابن عساکرؒ نے ابن لہیعہؒ، عمرو بن دینار کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی اور عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان دونوں کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تھی۔

اور اسی طرح اس روایت میں ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ولید کے بارے میں نازل ہوئی ہے ولید کے بارے میں نہیں نازل ہوئی۔

(۱۹) اب پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں کا مرنے کے بعد کیا ٹھکانا ہوگا اس کو یوں بیان فرما رہا ہے کہ جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے تو ان کے دنیاوی نیک اعمال کے صلہ میں ان کو آخرت میں ٹھہرنے اور قیام کرنے کے لیے جنتیں ملیں گی۔

(۲۰) اور منافقین کا ٹھکانا جہنم ہے۔

جب بھی یہ لوگ دوزخ سے باہر نکلنا چاہیں گے تو لوہے کے گرز مار کر پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور داروغہ ان سے کہے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو کہ جس کو تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔

(۲۱) اور ہم ان کفار مکہ کو دنیا کا عذاب بھی یعنی قحط بھوک خشکی قتل وغیرہ یا یہ کہ عذاب قبر بھی دوزخ کے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے اور ان کو اس لیے ڈرایا جاتا ہے تاکہ یہ کفر سے باز آئیں اور توبہ کریں۔

(۲۲) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات یاد دلائی جائیں اور پھر وہ ان کا انکار کرے تو ہم ایسے مشرکین پر عذاب نازل کریں گے یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ قرآن حکیم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۚ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۗ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۚ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۗ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۚ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۚ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم اس کے ملنے سے شک میں نہ ہونا اور ہم نے اس (کتاب) کو (یا موسیٰ کو) بنی اسرائیل کے لئے (ذریعہ) ہدایت بنایا (۲۳) اور ان میں سے ہم نے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب وہ صبر کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ (۲۴) بلا شبہ تمہارا پروردگار ان میں جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے تھے قیامت کے روز فیصلہ کردیگا (۲۵) کیا ان کو اس (امر) سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو جنکے مقامات سکونت میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کردیا۔ بیشک اسمیں نشانیاں ہیں۔ تو یہ سنتے کیوں نہیں۔ (۲۶) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی (کھاتے ہیں) تو یہ دیکھتے کیوں نہیں۔ (۲۷) اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا۔ (۲۸) کہہ دو کہ فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ اُن کو مہلت دی جائیگی (۲۹) تو اُن سے مونہہ پھیر لو اور انتظار کرو یہ بھی انتظار کر رہے ہیں (۳۰)

تفسیر سورة السجدة آیات (۲۳) تا (۳۰)

(۲۳) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی تو آپ کی حضرت موسیٰؑ سے معراج کی شب میں جو بیت المقدس میں ملاقات ہوئی اس کے بارے میں کچھ شک نہ کیجیے اور ہم نے کتاب موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا تھا۔

(۲۴) اور بنی اسرائیل جب ایمان واطاعت پر ثابت قدم رہے تو ہم نے ان میں بہت سے پیشوا بنا دیے تھے جو مخلوق کو ہمارے حکم کی طرف بلاتے تھے اور وہ لوگ اپنی کتاب کی پیش گوئی کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا یقین رکھتے تھے۔

(۲۵) اے محمد ﷺ آپ کا رب مسلمان وکافر یا یہ کہ بنی اسرائیل کے درمیان قیامت کے دن ان دینی امور میں فیصلہ فرمائے گا جن میں یہ باہمی اختلاف کرتے تھے۔

(۲۶) کیا ان کفار مکہ کے سامنے اس چیز سے بھی وضاحت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتوں کو عذاب نازل

کر کے ہلاک کر چکے ہیں مثلاً قوم شعیب قوم صالح اور قوم ہود جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ یہ جو ہم نے ان قوموں کے ساتھ معاملہ کیا اس میں بعد والوں کے لیے صاف صاف نشانیاں ہیں۔

کیا یہ لوگ پھر بھی اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جو ان کے ساتھ یہ معاملہ کرنے پر قادر ہے۔

(۲۷) کیا کفار مکہ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک بنجر زمین کی طرف پانی پہنچاتے ہیں پھر اس کے ذریعے سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے مویشی اور وہ خود کھاتے ہیں۔

کیا پھر بھی نہیں جانتے کہ یہ سب چیزیں اللّٰہ کی طرف سے ہیں۔

(۲۸) اور بنی خزیمہ اور بنی کنانہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کب فتح ہوگا اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ مکہ فتح ہوگا یہ خاندان والے اس طریقہ سے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

شان نزول: وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہؓ نے فرمایا ہمارے لیے ایک ایسا دن آئے گا جس میں ہم آرام پائیں گے اور دشمن سے راحت میں ہوں گے اس پر مشرکین کہنے لگے وہ ایسی کامیابی کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ فیصلہ کب ہوگا الخ۔

(۲۹) تو اس پر اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان سے فرما دیجیے کہ فتح مکہ کا دن وہ دن ہے کہ جس دن بنی خزیمہ کا ایمان لانا ان کو قتل سے نہیں بچا سکے گا اور نہ ان کو قتل سے مہلت دی جائے گی۔

(۳۰) سواے نبی کریم ﷺ آپ بنی خزیمہ کی باتوں کا خیال نہ کیجیے اور آپ فتح مکہ کے دن ان کی ہلاکت کے منتظر رہیے یہ بھی انتظار ہیں۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے دن ان لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ تمت بالخیر

سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَۃً وَّتِسْعُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓیْٔ تُظٰھِرُوْنَ مِنْھُنَّ اُمَّھٰتِکُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ؕ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ ۙ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵﴾ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۙ﴿۷﴾ لِّیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِھِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۸﴾ ع

سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَۃً وَّتِسْعُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے پیغمبر خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا۔ بے شک خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۱) اور جو (کتاب) تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کیجاتی ہے اُسی کی پیروی کیے جانا بیشک خدا تمہارے سب عملوں سے خبردار ہے (۲) اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز کافی ہے (۳) خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔ اور نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور خدا تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے (۴) مومنو! لے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ خدا کے نزدیک یہی درست بات ہے اگر تم کو اُنکے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ لیکن جو قصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۵) پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتہ دار آپس میں کتاب اللہ کے رو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے (کے ترکے) کے زیادہ حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو (تو اور بات ہے)۔ یہ حکم کتاب (یعنی قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے (۶) اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی اُن سے پکا لیا۔ (۷) تاکہ سچ کہنے والوں سے انکی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اُس نے کافروں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۸)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۱) تا (۸)

یہ سورت مکی ہے اس میں تہتر آیات اور ایک ہزار دو سو بیاسی کلمات اور پانچ ہزار سات سو حروف ہیں۔

(۱) اے نبی کریمؐ وقت سے پہلے وعدہ خلافی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور مکہ والوں میں سے ابوسفیان بن حربؓ اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابوالاعور اسلمی کا اور مدینہ کے منافقوں میں سے عبداللہ بن اُبی بن سلول اور معتب بن

قشیر اور جعر بن قیس کی ان باتوں میں جس کے کرنے کے لیے یہ آپ سے کہہ رہے ہیں اتباع نہ کیجیے۔

اللّٰہ تعالیٰ ان کی باتوں اور ان کے برے ارادوں کا جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ تمہیں عہد پورا کرنے کا حکم دیا اور وعدہ خلافی سے منع کیا ہے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ (الخ)

جبیرؒ نے بواسطہ ضحاکؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے رسول اکرم ﷺ کو اس چیز پر زور دیا کہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو ہم آپ کو آدھے اموال دیں گے اور مدینہ منورہ میں منافقین اور یہودیوں نے آپ کو اپنے طریقہ سے رجوع نہ کرنے پر قتل کرنے کی دھمکی دی تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے نبی اللّٰہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے۔

(۲) اور بذریعہ قرآن کریم جس چیز کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔ اس پر عمل کیجیے۔

اللّٰہ تعالیٰ کو وعدہ پورا کرنے اور نہ کرنے کی پوری خبر ہے۔

اور اللّٰہ تعالیٰ نے جو آپ کی مدد فرمانے کا آپ سے وعدہ فرمایا ہے یا یہ کہ ان دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرنے پر پورا کارساز ہے۔

(۴) اللّٰہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے یہ آیت ابو معمر جمیل بن اسد کے بارے میں نازل ہوئی کیوں کہ قوی حافظے کی وجہ سے اس کو دو دلوں والا کہا جاتا تھا۔

اور اسی طرح تمھاری ان بیویوں کو جن سے تم اظہار کر لیتے ہو حرمت ابدی میں تمھاری ماں نہیں بنا دیا یہ آیت اوس بن صامت اور ان کی بیوی خولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور اسی طرح تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارا حقیقی بیٹا نہیں بنا دیا۔ یہ تو صرف تمھارے کہنے کی باتیں ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ حق بات بتاتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے۔

شانِ نزول: مَاجَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ (الخ)

امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ کو کچھ وسوسہ آیا اس پر جو منافقین آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہنے لگے کہ دیکھتے نہیں ان کے دو دل ہیں ایک دل تمھارے ساتھ ہے اور ایک دل ان کے ساتھ اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے خصیف کے طریق سے سعید بن جبیرؒ مجاہدؒ اور عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک کو دو دلوں والا کہا جاتا ہے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور ابن جریرؒ نے بواسطہ قتادہ حسن ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ شخص کہتا تھا کہ میرا ایک دل تو مجھے حکم کرتا ہے اور دوسرا دل منع کرتا ہے۔

اور نیز ابن ابی نجیح کے طریق سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بنی فہم کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ بدتمیز کہتا تھا کہ میرے پیٹ میں دو دل ہیں میں ہر ایک دل سے محمد ﷺ کی عقل سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ استغفر اللّٰہ۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جمیل بن معمد قریشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بنی جمح سے تعلق رکھتا تھا۔

(۵) تم ان کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور سچائی کی بات ہے اور اگر تم ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرنا نہ جانتے ہو تو پھر تم ان کو اپنے دینی بھائیوں کے نام کے ساتھ مثلاً عبداللّٰہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم کہا کرو یا اپنے دوستوں کے ناموں کے ساتھ پکارو اور اگر تم سے اس چیز میں بھول چوک ہو جائے تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ جو دل سے ارادہ کر کے کرو کہ ان کے حقیقی باپوں کے علاوہ دوسروں کی طرف جان بوجھ کر منسوب کرو تو اس پر اللّٰہ تعالیٰ تمھاری پکڑ کرے گا اور اللّٰہ تعالیٰ سابقہ گناہوں کی مغفرت فرمانے والا اور آئندہ کے لیے رحیم ہے۔ یہ آیت حضرت زید بن حارثہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ان کو متبنٰی بنا رکھا تھا تو دوسرے لوگ ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے اللّٰہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا اور سیدھا طریقہ بتا دیا۔

شان نزول: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن حارثہ ؓ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللّٰہ کے نزدیک درست بات ہے۔

(۶) مسلمانوں کے انتقال کر جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ ان کی اولاد سے خود ان کی ذات سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں کیوں کہ آپ کا فرمان ہے کہ مسلمان انتقال کر جائے اور عیال چھوڑے تو میں اس کا متولی ہوں اور اگر قرض چھوڑے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں یا مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے وارث لے لیں۔

اور رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت اور وجوب تعظیم میں مسلمانوں کی ماؤں کی طرح ہیں۔

اور نسبی قرابت والے وراثت میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم نے جن سے قرض لیا ہے یا اپنے دوستوں کے لیے تہائی مال میں وصیت کرنا چاہو تو وہ جائز ہے اور رشتہ داروں کو وراثت اور دوستوں وغیرہ کو وصیت میں سے حصہ لینا یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے یا یہ کہ توریت میں یہ چیز موجود ہے جس پر بنی اسرائیل عمل کرتے ہیں۔

(۷) اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے وعدہ لیا کہ دوسروں کو احکام پہنچائیں گے اور ان میں سب سے پہلے آپ سے اقرار لیا کہ آپ اپنی قوم کو ایمان لانے کا حکم دیں گے اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء کرام گزرے ہیں اور جو جو ان پر کتابیں نازل ہوئی ہیں سب سے اپنی قوم کو باخبر کریں گے اور حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے بھی عہد لیا کہ پہلے بعد والوں کو احکام پہنچائیں گے اور بعد والے پہلوں کی تصدیق کریں گے اور سب اپنی اپنی قوموں کو ایمان لانے کا حکم دیں گے۔

(۸) تاکہ قیامت کے دن مبلغین سے ان کی تبلیغ کی اور اقرار وعدہ کرنے والوں سے ان کے وفائے عہد کی اور اہل ایمان سے ان کے ایمان کی تحقیق کرے۔

اور انبیائے کرام اور اللہ کی کتابوں کا انکار کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے کہ اس عذاب کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۹﴾ إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ ٱلْأَبْصَٰرُ وَبَلَغَتِ ٱلْقُلُوبُ ٱلْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ٱبْتُلِىَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا۟ زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿۱۱﴾ وَإِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا۟ ۚ وَيَسْتَـْٔذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ٱلنَّبِىَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ ع وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا۟ ٱلْفِتْنَةَ لَءَاتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا۟ بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوا۟ عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ

مومنو! خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اُس نے) تم پر (اُس وقت) کی جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں۔ تو ہم نے اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے) جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے ہو خدا اُن کو دیکھ رہا ہے (۹) جب وہ تمہارے اوپر نیچے کی طرف سے تم پر (چڑھ) آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ (۱۰) وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔ (۱۱) اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ خدا اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔ (۱۲) اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اہل مدینہ (یہاں) تمہارے (ٹھہرنے) کا مقام نہیں پس لوٹ چلو اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے

مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ۝ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ع ۱۸

تھے۔(۱۳) اور اگر فوجیں اطراف مدینہ سے اُن پر آ داخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کیلئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کیلئے بہت کم توقف کریں۔(۱۴) حالانکہ پہلے خدا سے اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیرینگے اور خدا سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے اُس) کی ضرور پرسش ہوگی۔(۱۵) کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے (۱۶) کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اس سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کرنی چاہے (تو کون اسکو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائینگے اور نہ مددگار (۱۷) خدا تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم (۱۸) (یہ اس لئے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کیساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں۔ یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے انکے اعمال برباد کر دیئے اور یہ خدا کو آسان تھا (۱۹) (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں۔ اور اگر لشکر آ جائیں تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبر پوچھا کریں۔ اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم (۲۰)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۹) تا (۲۰)

(۹) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا انعام و احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم سے دشمن کو سخت آندھی اور فرشتوں کی مدد سے بھگا دیا جب تم پر کفار کے بہت سے لشکروں نے چڑھائی کر دی تھی پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور فرشتوں کی جماعت کو مسلط کیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری خندق کھودنے کو دیکھ رہے تھے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا (الخ)

امام بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے غزوۂ احزاب کی رات کا منظر دیکھا ہے۔

ہم سب صف بنائے ہوئے بیٹھے تھے۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھ جو لشکر تھا وہ اوپر کی طرف تھے اور بنو قریظہ نیچے کی طرف۔ ان کی وجہ سے ہمیں اپنے بچوں کا خوف تھا اور اس رات سے زیادہ سخت تاریک اور سخت آندھی والی رات ہم پر کبھی نہیں آئی چنانچہ منافقین رسول اکرم ﷺ سے یہ کہہ کر اجازت طلب کرنے لگے کہ ہمارے گھر خالی ہیں اور حقیقت میں وہ خالی نہ تھے مگر ان منافقین میں سے جو بھی آپ سے جانے کی اجازت طلب کرتا تھا آپ اس کو اجازت دے دیتے تھے چنانچہ یہ سب کے سب میدان جنگ سے نکل گئے۔

جب ہم باری باری رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا دشمن کی قوم کی خبر لاؤ چنانچہ میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سخت ترین آندھی ان کے لشکر میں موجود ہے اور ان کا لشکر تھوڑا سا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔

اللہ کی قسم میں پتھروں کی آواز ان کے کجاووں میں سے سن رہا تھا اور ہوا اس کے ذریعے ان کو مار رہی تھی اور وہ ایک دوسرے سے جلدی بھاگنے کو کہہ رہے تھے۔ چنانچہ میں نے آکر اس قوم کی حالت بیان کر دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو۔

اور ابن ابی حاتم ؒ اور بیہقی ؒ نے دلائل میں بواسطہ کثیر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمرو، عمرو مزنی سے روایت نقل کی ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے غزوہ خندق کے سال خندق کھودنا شروع فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے خندق کے درمیان سے ایک سفید گول پتھر نکالا رسول اکرم ﷺ نے کدال لے کر اس پر ایسی ماری کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس میں سے ایسی روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس پر آپ نے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی پھر آپ نے اس پتھر پر دوسری مرتبہ کدال ماری اور اس کو توڑ دیا پھر اس میں سے ایسی روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس پر آپ نے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی پھر آپ نے تیسری مرتبہ اس پتھر پر مارا اور پھر اس کو توڑ دیا اور پھر اس میں سے ایسی روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں جانب روشن ہو گئے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے پہلی مرتبہ جو اس پتھر کے مارا تو میرے سامنے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ روشن ہو گئے اور مجھے جبریل امین نے بتلایا کہ میری امت ان مقامات پر غلبہ پائے گی اور پھر میں نے دوسری مرتبہ جو مارا تو میرے سامنے سرزمین روم میں حمر کے محلات روشن ہو گئے اور مجھے جبریل امین نے اطلاع دی کہ میری امت ان مقامات پر بھی غلبہ پائے گی اور پھر میں نے تیسری مرتبہ مارا تو صنعاء کے محلات نظر آئے اور جبریل امین نے مجھے بتایا کہ آپ کی امت ان مقامات کو بھی فتح کرے گی۔

اس پر منافقین کہنے لگے کہ کیا تم لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا کہ یہ تم سے باتیں کرتے ہیں اور تمھیں امیدیں دلاتے اور تم سے جھوٹے وعدے کرتے ہیں اور یہ تم سے کہتے ہیں کہ یہ مدینہ سے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان شہروں کو فتح کرو گے۔ حالاں کہ اس وقت کھدالوں سے تم خندق کھود رہے ہو مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض الخ یعنی جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے۔

اور جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت معتب بن قشیر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی جو اس بات کا کہنے والا تھا۔

اور ابن اسحاقؒ اور بیہقیؒ نے بھی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمد ﷺ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قیصر و کسریٰ کے خزانے دکھار ہے ہیں اور ہم میں سے کوئی اطمینان کے ساتھ بیت الخلاء تک بھی نہیں جا سکتا اور اوس بن قیظی نے اپنی ایک جماعت کے ساتھ کہا کہ ہمارے گھر مدینہ منورہ سے باہر ہیں۔ سو ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں میں جانے کی اجازت دیجیے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ﷺ کی زبانی جب کہ ان لوگوں کی وجہ سے گھبراہٹ تھی اور شدت کا عالم تھا اپنی نعمتوں کو یاد دلانے اور ان لوگوں کو کافی مہینے کے بارے جب کہ ان منافقین کی طرف سے بدگمانی ہو رہی تھی اور یہ منافقین باتیں ملا رہے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۰) جب کہ کفار مکہ تم پر اوپر کی طرف سے بھی چڑھ آئے تھے یعنی طلحہ بن خویلد اسدی اور اس کے ساتھی اور نیچے کی طرف سے بھی یعنی ابوالاعور اسلمی اور اس کے ساتھی اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی اور جب کہ منافقین کی آنکھیں خندق میں اپنی جگہ سے ہٹ گئی تھیں اور ان کے دل گھبرانے لگے تھے اور اے گروہ منافقین تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اپنے نبی کی مدد نہیں فرمائے گا۔

(۱۱) اس خوف کے موقع پر مسلمانوں کا پورا امتحان کیا گیا اور خوب مشقت اور سخت زلزلہ میں ڈالے گئے۔

اور جب کہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی اور وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق اور حسد کا مرض ہے یعنی معتب بن قشیر اور اس کے ساتھی یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فتوحات کے بارے میں محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(۱۳) اور یہ اس وقت کی بات ہے جب بنی حارثہ بن الحارث نے اپنے ساتھیوں سے خندق میں کہا کہ اے مدینہ کے لوگو لڑائی کے لیے خندق یعنی معرکہ جنگ میں ٹھہرنے کا موقع نہیں تو مدینہ لوٹ چلو۔

اور بعض بنی حارثہ کے منافقین میں سے نبی اکرم ﷺ سے مدینہ منورہ جانے کی اجازت مانگتے تھے اور آپ سے کہہ رہے تھے کہ اے نبی اللہ ہمیں گھر جانے کی اجازت دیں ہمارے گھر خالی ہیں ہمیں چوروں کا ڈر ہے۔ حالاں کہ وہ خالی نہیں ہیں یہ تو صرف میدان جنگ سے بھاگنے کے لیے یہ اپنی طرف سے باتیں کر رہے ہیں۔

(۱۴) اور اگر منافقین پر مدینہ منورہ میں اس کے سب اطراف سے کوئی لشکر آ گھسے اور ان سے شرک کا ساتھ دینے کو کہے تو یہ فوراً ہی اس کو قبول کر لیں گے اور اس کے قبول کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کریں یا یہ کہ پھر اس بات کے قبول کرنے کے بعد یہ لوگ مدینہ میں بہت ہی کم ٹھہریں۔

(۱۵) حالاں کہ یہی لوگ غزوۂ احزاب سے پہلے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ مشرکین کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کے عہد توڑنے والے سے قیامت کے دن اس نقض عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

(۱۶) اے نبی کریم ﷺ آپ بنی حارثہ کے منافقین سے فرما دیجیے کہ تمہیں بھاگنا کچھ نفع نہیں دے سکتا اور اس صورت میں دنیاوی زندگی سے تم چند ہی دنوں کے لیے ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(۱۷) آپ ان سے فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تمہیں عذاب خداوندی سے بچا سکے اگر وہ تمہیں قتل کے ذریعے سے عذاب دینا چاہے اور اگر وہ تمہیں قتل سے بچانا چاہے تو وہ کون ہے جو تم سے اللہ کے اس فضل کو روک سکے اور یہ بنی حارثہ والے عذاب خداوندی کے مقابلہ میں نہ کوئی اپنا محافظ پائیں گے کہ وہ ان کی مدد کر سکے اور نہ کوئی مددگار جو عذاب الٰہی سے ان کو بچا سکے۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ ان منافقین میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کو لڑائی میں جانے سے منع کرتے ہیں اور جو منافقین اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ تم مدینہ میں ہمارے پاس آ جاؤ اور یہ عبداللہ بن اُبی بن سلول، جد بن قیس معتب بن قشیر تھے اور ان کی تو یہ حالت ہے کہ لڑائی میں دکھاوے کے لیے آتے ہیں اور اگر آتے بھی ہیں تو تمھارے حق میں بخیلی لیے ہوئے بری نیت کے ساتھ۔

(۱۹) اے محمد ﷺ! جب دشمن کے خوف کا کوئی موقع آ جاتا ہے جیسے خندق تو آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی اور نزع کا عالم طاری ہو رہا ہو۔ پھر جب دشمن کا خوف دور ہو جاتا ہے تو تمہیں طعنے دینے لگتے ہیں اللہ کی راہ میں مال صرف کرنے سے بخل کرنے کے لیے یہ لوگ پہلے ہی سے اپنے ایمان میں سچے نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سب نیکیوں کو برائی سے تبدیل کر رکھا ہے اور ان کی نیکیوں کو اکارت کر دینا اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے۔

(۲۰) اور خوف اور بزدلی کے ختم ہو جانے کے بعد عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کا یہ خیال ہے کہ کفار

مکہ کا لشکر ابھی تک گیا نہیں اور وہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کو شہید ہی کر کے جائے گا۔

اور اگر بالفرض کفار مکہ کے یہ لشکر پھر لوٹ آئیں تو یہی منافقین دشمن کے خوف و دہشت اور اپنی بزدلی سے یہ تمنا کرنے لگیں کہ کاش مدینہ سے کہیں باہر چلے جائیں اور مدینہ میں بیٹھے بیٹھے معرکہ خندق کے بارے میں پوچھتے رہیں۔

اور اگر تم لوگوں کے ساتھ معرکہ خندق پر جانا ہی پڑ جائے تو محض نام کرنے کو تھوڑا سا لڑیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ڮ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ ع ۱۹

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا کثرت سے ذکر سے کرتا ہو (۲۱) اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اسکے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اسکے پیغمبر نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی (۲۲) مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اسکو سچ کر دکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔ (۲۳) تاکہ خدا سچوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا (اور چاہے) تو ان پر مہربانی کرے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۴) اور جو کافر تھے ان کو خدا نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے۔ اور خدا مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا اور خدا طاقتور (اور) زبردست ہے (۲۵) اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے (۲۶) اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مال کا اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۲۷)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۲۱) تا (۲۷)

(۲۱) تم لوگوں میں سے ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور عذاب آخرت سے ڈرتا ہو اور ثواب و انعام کی امید رکھتا ہو اور زبان و دل کے ساتھ کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اکرم ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ اور آپ کے ساتھ غزوہ خندق میں حاضری میں ایک بہترین اقتدا موجود تھی۔

(۲۲) اب اللّٰہ تعالیٰ باخلاص مومنین کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب ان حضرات نے کفار مکہ یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی موقع ہے جس کی چند دنوں پہلے اللّٰہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ تقریباً دس دن کے اندر اندر کفار کی چڑھائی ہوگی اور کفار کے لشکروں کو دیکھنے کے بعد ان کو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے فرمان پر ان کے یقین میں اور اضافہ ہوگیا اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں اور ترقی ہوگئی۔

(۲۳) ان مومنین میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللّٰہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس کو پورا کر کے دکھایا اور بعض ان میں تو وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے یا یہ کہ اپنی زندگی پوری کر چکے یعنی حضرت حمزہؓ اور ان کے ساتھی اور بعض آخری وقت تک اس کے پورا کرنے کے خواہش مند نہیں ہیں اور ابھی تک انھوں نے اس عہد میں ذرا بھی ادل بدل نہیں کیا۔

شان نزول: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ (الخ)

امام مسلمؒ اور ترمذیؒ نے حضرت انس ﷺ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن النضر غزوہ بدر سے غائب رہے اس پر انھوں نے افسوس میں تکبیر کہی اور بولے کہ رسول اکرم ﷺ کو پہلا معرکہ جنگ پیش آیا اور میں اس میں شامل نہیں رہا اگر اللّٰہ تعالیٰ مجھے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کسی لڑائی میں شرکت کا موقع دے گا تو اللّٰہ تعالیٰ دکھا دے گا کہ میں کیا کرتا ہوں چنانچہ وہ غزوۂ احد میں حاضر ہوئے اور کفار سے خوب لڑے یہاں تک کہ شہید ہوگئے تو ان کے جسم پر نیزے تلوار تیر وغیرہ کے اسی سے زیادہ نشانات پائے گئے اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللّٰہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے۔

(۲۴) یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللّٰہ تعالیٰ عہد پورا کرنے والوں کو ان کے وعدہ پورا کرنے کا صلہ دے اور منافقین اگر حالت نفاق پر مرجائیں تو ان کو سزا دے یا موت سے پہلے انھیں توبہ کی توفیق دے۔

وہ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو اس حالت میں مرجائے اس پر رحم کرنے والا ہے۔

(۲۵) اور اللّٰہ تعالیٰ نے کفار مکہ یعنی ابوسفیان اور اس کے لشکروں کو غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور نہ ان کو غنیمت اور خوشی حاصل ہوئی۔

اور آندھی اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے لڑائی کی مشقت کو دور کر دیا۔

اور اللّٰہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمانے میں بڑی قوت والا اور کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے۔

(۲۶) اور بنو قریظہ اور نضیر بن کعب بن اشرف اور حی بن اخطب وغیرہ نے جو کفار مکہ کی مدد کی تھی اللّٰہ تعالیٰ نے ان سب اہل کتاب کو ان کے قلعوں اور محلوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا

خوف بٹھا دیا۔

اس سے پہلے یہ لوگ صحابہ کرام ﷺ سے ڈرتے نہ تھے بلکہ ان سے لڑنے پر آمادہ رہتے تھے اور ان کے لڑاکا لوگوں کو تم قتل کرنے لگے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا۔

(۲۷) اور ان کے گھروں اور مالوں کو تمہیں غنیمت میں دلوادیا اور سرزمین خیبر کا بھی تمہیں مالک بنادے گا جو ابھی تک تمھاری ملکیت میں نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ فتح ونصرت ہر ایک چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾	اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت وآرائش کی خواستگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں (۲۸) اور اگر تم خدا اور اس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی بہشت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکوکاری کرنے والی ہیں ان کے لئے خدا نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (۲۹) اے پیغمبر کی بیویو تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ الفاظ کہہ کر رسول اللہ کو ایذا دینے کی حرکت کرے گی۔ اُس کو دونی سزا دی جائے گی اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے (۳۰)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۲۸) تا (۳۰)

(۲۸) اے نبی ﷺ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مطلقہ جوڑہ دے دوں اور تمہیں سنت کے مطابق طلاق دے دوں۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (الخ)

امام مسلمؒ، امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے ابوالزبیرؒ کے واسطہ سے حضرت جابر ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں باریابی کی اجازت لینے کے لیے حاضر ہوئے انھیں اجازت نہیں دی گئی پھر حضرت عمر ﷺ نے حاضر ہو کر اجازت طلب کی مگر ان کو بھی نہ ملی اس کے بعد دونوں حضرات کو اجازت مل گئی چنانچہ دونوں اندر حاضر ہوئے رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے چاروں طرف ازواج مطہرات بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ خاموش تھے حضرت عمر ﷺ نے اپنے دل میں کہا کہ میں حضور ﷺ سے کوئی ایسی بات کرتا ہوں کہ ممکن ہے آپ کو ہنسی آجائے چنانچہ حضرت عمر ﷺ اپنی بیوی کے بارے میں کہنے لگے یارسول اللہ اگر زید کی بیٹی مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کرے تو میں اس کی گردن توڑ دوں یہ سن کر رسول اکرم ﷺ مسکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کے سامنے کے دندان

مبارک ظاہر ہو گئے آپ نے فرمایا یہ سب جو میرے اردگرد بیٹھی ہیں یہ نفقہ ہی کی درخواست کر رہی ہیں۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارنے کے لیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارنے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم رسول اکرم ﷺ سے ایسی چیز مانگ رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اختیار کی آیت نازل فرمائی۔

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابتدا فرمائی اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم اس میں جلدی نہ کرو۔ جب تک کہ اپنے والدین سے اس بارے میں مشورہ نہ کر لو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا وہ کیا بات ہے آپ نے ان کے سامنے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

یہ سن کر وہ بولیں کیا اس چیز کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی کو پسند کرتی ہوں۔

(۲۹) اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو پسند کرتی اور جنت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے نیک کرداروں کے لیے جنت میں اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

(۳۰) اے نبی کی بیویو جو کوئی تم میں سے کھلی ہوئی بے ہودگی کرے گی تو تمہیں دوہری یعنی جلد اور رجم دونوں سزائیں دی جائیں گی اور یہ سزا دینا اللہ تعالیٰ کو آسان ہے۔

وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِۙ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ۞ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۞ وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَـرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۞ وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلٰى فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالۡحِكۡمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيۡفًا خَبِيۡرًا ۞

اور جو تم میں سے خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبردار رہے گی اور عمل نیک کرے گی۔ اس کو ہم دُونا ثواب دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے (۳۱) اے پیغمبر کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں۔ اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے۔ اور دستور کے مطابق بات کیا کرو (۳۲) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو۔ اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خدا اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو (اے پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے (۳۳) اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) اُن کو یاد رکھو بے شک خدا باریک بیں اور باخبر ہے (۳۴)

تفسير سورة الاحزاب آيات (۳۱) تا (۳٤)

(۳۱) اور جو کوئی تم میں سے اللّٰہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور جو نیک کام ہیں ان کو کرے گی تو ہم اس کو اس کا ثواب بھی دوہرا دیں گے اور ان کے لیے جنت میں ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔

(۳۲) اے نبی ﷺ کی بیویو تم فرمانبرداری و گناہ اور ثواب و سزا میں معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تو بولنے میں نزاکت و نرمی مت کیا کرو کہ اس سے خرابی والے کو خیال فاسد ہونے لگتا ہے اور صحیح صحیح بات کہو۔

(۳۳) اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور گھروں سے باہر مت نکلو اور وقار سے رہو اور کفار کے دستور کے مطابق باریک لباس پہن کر زیب و زینت مت کرو اور تم پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیا کرو اور تمام نیکیوں میں اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو۔ اے پیغمبر کی گھر والیو اللّٰہ تعالیٰ کو ان احکام سے یہ منظور ہے کہ تم سے گناہ کی آلودگی کو دور رکھے اور تمہیں نافرمانیوں سے پاک صاف رکھے۔

(۳۴) اور تم آیات قرآنیہ اور اوامر و نواہی حلال و حرام کے احکام کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا ہوتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں کو جاننے والا اور تمہارے اعمال سے پورا باخبر ہے یا یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے جس وقت تمہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا اللّٰہ تعالیٰ اس سے اور تمہاری نیکیوں سے واقف ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ
وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ
وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ
فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ
أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾
وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ
يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴿٣٦﴾ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ
عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ
مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا
قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ
اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ
لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ
أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ
رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

(جولوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنیوالے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنیوالے مرد اور فروتنی کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (۳۵) اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا (۳۶) اور جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا (یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور خدا سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جسکو خدا ظاہر کرنیوالا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ خدا اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق نہ) رکھی (یعنی) اُسکو طلاق دے دی تو ہم نے تم سے اُس کا نکاح کر دیا تا کہ مومنوں کیلئے اُنکے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کیساتھ نکاح کرنے کے بارے) میں جب وہ اُن سے (اپنی) حاجت (متعلق نہ) رکھیں (یعنی طلاق دے دیں) کچھ تنگی نہ رہے اور خدا کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا (۳۷) پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو خدا نے ان کیلئے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن میں بھی خدا کا یہی دستور رہا ہے اور خدا کا حکم ٹھہر چکا تھا (۳۸) اور جو خدا کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور خدا ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ (۳۹) (محمد) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مُہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں)۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۴۰)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۳۵) تا (۴۰)

(۳۵) حضرت ام سلمہؓ زوجہ نبی اکرم ﷺ اور نسیبہ بنت کعب الانصاریہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ خیر اور بھلائی میں اللہ تعالیٰ صرف مردوں ہی کا ذکر فرماتے ہیں عورتوں کا کچھ تذکرہ نہیں کرتے اس پر حسب ذیل آیات نازل ہوئیں۔

کہ بے شک موحد مرد اور موحد عورتیں اور توحید کا اقرار کرنے والے مرد اور توحید کا اقرار کرنے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور ایمان میں سچے مرد اور سچی عورتیں اور احکام خداوندی پر قائم رہنے والے اور تکالیف پر صبر کرنے والے اور اسی طرح احکام خداوندی پر ثابت رہنے والی اور تکالیف پر صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع وخضوع کرنے والے مرد اور خشوع وخضوع کرنے والی عورتیں اور اپنے اموال میں سے خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور زبان وقلب کے ساتھ یا یہ کہ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان مردوں اور عورتوں کے لیے ان کے گناہوں کی مغفرت اور جنت میں اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

شان نزول: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ (الخ)

امام ترمذیؒ نے تحسین کے ساتھ بواسطہ عکرمہؒ اُمّ امارہ اور انصاریہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا کہ میں ساری باتیں مردوں ہی کے لیے دیکھتی ہوں عورتوں کا کسی فضیلت میں ذکر نہیں کیا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی بے شک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں الخ۔

اور امام طبرانیؒ نے اچھی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مردوں کا ذکر خیر ہوتا ہے اور عورتوں کا نہیں ہوتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور سورۂ آل عمران کے آخر میں ام سلمہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

اور ابن سعد ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب ازواج مطہرات کا تذکرہ کیا گیا تو اور عورتیں کہنے لگیں کہ اگر ہم میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمارا بھی ذکر کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

(۳۶) حضرت زید ؓ اور حضرت زینبؓ کو جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے آپس میں شادی کرنے کا حکم

دے دیا اب دونوں کو اس کے خلاف کرنے میں کوئی اختیار نہیں رہتا۔ اور جو حکم خداوندی میں اس کے خلاف ورزی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑا۔

شان نزول: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ (الخ)

امام طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ کے لیے حضرت زینبؓ کو نکاح کا پیغام دیا وہ سمجھیں کہ آپ اپنی ذات کے لیے پیغام دے رہے ہیں جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ آپ حضرت زیدؓ کے لیے پیغام دے رہے ہیں تو انھوں نے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں الخ۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد انھوں نے فوراً اس چیز کو قبول کر لیا اور خود کو سپرد کر دیا۔

اور ابن جریرؒ نے عکرمہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کو حضرت زید بن حارثہؓ کے لیے نکاح کا پیغام دیا انھوں نے اس سے انکار کیا اور بولیں کہ میں ان سے حسب ونسب کے اعتبار سے بہتر ہوں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

نیز ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اُم کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی انھوں نے عورتوں میں سب سے پہلے ہجرت کی تھی اور انھوں نے اپنی ذات کو رسول اکرم ﷺ کے حوالہ کر دیا تھا آپ نے حضرت زید بن حارثہؓ سے شادی کر دی یہ چیز ان کو اور ان کے بھائی کو ناگوار گزری اور کہنے لگے کہ ہماری منشا حضور ﷺ کی تھی۔ مگر آپ نے اپنے غلام سے شادی کر دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۷) اور جب کہ آپ حضرت زیدؓ سے فرما رہے تھے (جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور آپ نے بھی ان کو آزاد کر کے ان پر انعام فرمایا) کہ اپنی بیوی کو طلاق مت دو اور حق سے ڈرو اور آپ زید کے طلاق دینے کی صورت میں اپنے دل میں حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کے ارادہ کو چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ بذریعہ قرآن حکیم ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں کے طعن کا بھی اندیشہ کر رہے تھے اور ڈرنا تو آپ کو اللہ ہی سے زیادہ مناسب ہے۔

چنانچہ جب حضرت زیدؓ کا حضرت زینبؓ سے جی بھر گیا اور انھوں نے ان کو طلاق دے دی اور طلاق کی عدت بھی پوری ہوگئی تو ہم نے حضرت زینبؓ سے آپ کا نکاح کرادیا تاکہ اس کے بعد مسلمانوں کو اپنے مونہہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہ رہے، جب کہ وہ عورتیں ان کی موت یا طلاق کی

عدت پوری کر چکیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا۔
کہ رسول اکرم ﷺ کی حضرت زینبؓ سے شادی ہو جائے۔

شان نزول: وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِكَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے یہ آیت مبارکہ حضرت زینب بنت جحشؓ اور زید بن حارثہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام حاکمؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت زینبؓ کی شکایت کرنے کے لیے آئے آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام مسلمؒ اور احمدؒ ونسائیؒ نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت زینبؓ کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت زید ؓ سے فرمایا کہ تم میرا پیغام نکاح زینبؓ کو پہنچاؤ حضرت زیدؓ ان کے پاس پہنچے اور ان کو اس چیز کی اطلاع دی حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ میں جب تک اپنے پروردگار سے مشورہ نہ کرلوں کچھ نہیں کہہ سکتی یہ کہ وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوگئیں اس کے بعد قرآن کریم کی آیت نازل ہوگئی اور رسول اکرم ﷺ بغیر اجازت کے حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے اور صحیح یاد ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے ہمیں گوشت روٹی کھلایا تھا کھانے کے بعد سب باہر چلے آئے صرف چند آدمی مکان میں باتیں کرتے رہ گئے۔

مجبوراً رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا چنانچہ رسول اکرم ﷺ تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا گشت لگانے لگے پھر حضور کو لوگوں کے چلے جانے کی اطلاع دی بہر حال حضور واپس تشریف لا کر حجرہ میں داخل ہو گئے اور میں بھی ساتھ داخل ہونا چاہتا تھا مگر حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ چھوڑ دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی اور اس کے ذریعے سے جو نصیحت ہوتی تھی وہ لوگوں کو کردی۔ یعنی اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔

اور امام ترمذیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت زینبؓ سے شادی کی تو لوگ کہنے لگے کہ آپ نے اپنے لڑکے کی بیوی سے شادی کر لی۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں۔

(۳۸) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے حق میں بھی یہی معمول کر رکھا ہے جو رسول اکرم ﷺ سے پہلے گزرے ہیں۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اوریا کی بیوی سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بلقیس علیہا السلام سے شادی ہوئی

اللہ تعالیٰ کا تجویز کیا ہوا حکم ضرور پورا ہوتا ہے۔

(۳۹) ان حضرات کی شادی کے بارے میں بھی جو احکام خداوندی کو پہنچایا کرتے تھے یعنی داؤد و سلیمان علیہما السلام اور رسول اکرم ﷺ اور احکام کے پہنچانے میں اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ حساب لینے والا کافی ہے۔

(۴۰) رسول اکرم ﷺ حضرت زید کے باپ نہیں بلکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد اب کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ تمہارے قول و فعل کو خوب جانتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ
بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ
مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا
النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى
اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ
فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ
وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ
اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ
اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ
خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً
مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا
مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾
تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

اے اہل ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کرو۔ (۴۱) اور صبح اور شام اس
کی پاکی بیان کرتے رہو (۴۲) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے
اور اسکے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی
طرف لے جائے اور خدا مومنوں پر مہربان ہے۔ (۴۳) جس
روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہوگا
اور اُس نے ان کیلئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے (۴۴) اے پیغمبر ہم
نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا
کر بھیجا ہے۔ (۴۵) اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن
(۴۶) اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کیلئے خدا کی طرف سے
بڑا فضل ہے۔ (۴۷) اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ
اُن کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کا
رساز کافی ہے (۴۸) مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر
کے ان کو ہاتھ لگانے (یعنی انکے پاس جانے) سے پہلے طلاق
دے دو تو تم کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ ان سے عدت پوری کراؤ اُن
کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دو
(۴۹) اے پیغمبر ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے
ان کے مہر دے دیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں جو
خدا نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے
چچا کی بیٹیاں اور تمہارے پھپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے
ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝

وطن چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تئیں پیغمبر کو بخش دے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن یہ اجازت) (اے محمد) خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں ہے ہم نے اُن کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (۵۰) (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے) کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو۔ اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ (اجازت) اسلئے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں اور جو کچھ تم اُنکو دو اسے لے کر سب خوش رہیں۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا اسے جانتا ہے اور خدا جاننے والا (اور) بُردبار ہے۔ (۵۱) (اے پیغمبر) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ ان کا حسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے (یعنی) لونڈیوں کے بارے میں تم کو اختیار ہے اور خدا ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے (۵۲)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۴۱) تا (۵۲)

(۴۱۔۴۲) اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کو دل اور زبان سے طاعت و معصیت کے وقت خوب یاد کرو اور صبح و شام خوب نمازیں پڑھو۔

(۴۳) وہ ایسا ہے کہ تمھاری مغفرت فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے تمھارے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور وہ تمہیں کفر سے ایمان کی روشنی کی طرف لے آیا ہے اور وہ مومنین پر بہت مہربان ہے۔

شان نزول: هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ (الخ)

عبد بن حمیدؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (الخ) یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ نے جو بھی آپ پر خیر اور اچھائی کی بات نازل کی ہے اس میں ہمیں شریک کیا ہے (اور اس قیام پر شریک نہیں کیا) تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۴۴) اور مومنین جس روز اللہ تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا السلام علیکم اور فرشتے ان کو جنت کے دروازوں پر سلام کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں عمدہ صلہ تیار کر رکھا ہے۔

(۴۵۔۴۶) اے نبی اکرم ﷺ ہم نے آپ کو اس شان کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ اپنی امت پر تبلیغ رسالت کے گواہ ہوں گے اور آپ مومنین کو جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ کے مانند ہیں کہ آپ کی ہر حالت پیروی کے قابل ہے۔

(۴۷) جس وقت سورہ فتح کی شروع کی یہ آیات نازل ہوئیں کہ ہم نے آپ کو واضح فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے اس پر صحابہ کرام کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کے لیے یہ مقام مبارک ہو باقی اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے لیے کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل آیتیں نازل کیں کہ اے نبی کریمؐ آپ مومنین کو بشارت دے دیجیے کہ ان کے لیے جنت میں اجر عظیم ہے۔

شانِ نزول: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ (الخ)

ابن جریرؒ نے عکرمہؒ اور حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت حضور کے بارے میں یہ آیت مبارکہ لِيَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل ہوئی اس پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے لیے خوشی کا مقام ہے ہمیں معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کیا فضیلت و مرتبہ عطا فرمائے گا۔ باقی ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ (الخ) یہ آیت سورۂ احزاب میں نازل فرمائی۔

اور امام بیہقیؒ نے دلائل نبوت میں ربیع بن انس ﷺ سے کہ جس وقت یہ آیت وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ نازل ہوئی تو اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی لِيَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں معلوم ہوگیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا باقی ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مومنین کو بشارت دے دیجیے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے فضل کبیر سے مراد جنت ہے۔

(۴۸) اب اللہ تعالیٰ پھر سورت کے ابتدائی مضمون کو دہراتا ہے کہ مکہ کے کافروں اور مدینہ منورہ کے منافقین کا کہنا نہ مانیے اور ان کو قتل نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسا رکھیے۔

اس نے جو آپ کی مدد فرمانے یا یہ کہ حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ اس میں کافی کارساز ہے۔

(۴۹) اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے شادی کرو اور ان کا کوئی مہر مقرر کرو اور پھر صحبت سے پہلے ان کو طلاق دے دو تو ان پر حیض یا مہینوں کے ذریعے سے کوئی عدت واجب نہیں۔

اور ان کو متعہ طلاق یعنی تین کپڑے اوڑھنی قمیص اور چادر دے دو اور بغیر کسی اذیت دینے کے سنت کے مطابق ان کو طلاق دے کر رخصت کردو۔

(۵۰) اے نبی اکرم ﷺ ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ ازواج مطہرات جن کو آپ ان کا مہر دے چکے ہیں حلال کر دی ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کی ہیں جو تمھاری ملکیت ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں جیسا کہ حضرت ماریہ قبطیہؓ اور آپ کی چچا کی بیٹیوں سے بھی آپ کے لیے شادی کرنا حلال ہے باوجود تعداد میں زیادہ ہونے کے کیوں کہ یہ آپ کی خصوصیت ہے اور اسی طرح پھوپھی زاد بہنیں یعنی بنی عبدالمطلب اور آپ کی ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں یعنی بنی عبد مناف بن زہرہ جنھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی ہو۔

اور مسلمان عورت کو بھی خاص آپ کے لیے حلال کیا ہے جو بغیر مہر کے خود کو پیغمبر خدا کے حوالے کر بشرطیکہ پیغمبر بغیر مہر کے اس کو نکاح میں لانا چاہیں۔ یہ احکام آپ کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ کہ اور مومنوں کے لیے۔

ہمیں وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے عام مومنوں پر ان کی بیویوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں کہ چار عورتوں تک نکاح اور مہر کے ساتھ رکھ سکتے ہیں اور باندیوں کو بغیر کسی تعداد کے رکھ سکتے ہیں اور یہ اختصاص آپ کی ذات کے ساتھ اس لیے کیا تاکہ جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے آپ کو ان سے شادی کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے کہ ان باتوں کی اجازت فرمائی۔

شانِ نزول: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ (الخ)

امام ترمذیؒ نے تحسینؒ اور امام حاکمؒ نے صحت کے ساتھ سدیؒ عن ابی صالحؒ کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے وہ حضرت ام ہانی سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے معذرت کی اللہ تعالیٰ نے میری معذرت قبول کرلی اور یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَکَ (الخ) اور اس میں یہ قید لگائی کہ جن عورتوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو اور میں نے ہجرت نہیں کی تھی اس لیے میں آپ کے لیے حلال ہی نہ تھی۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے اسماعیل بن ابی خالدؒ عن صالحؒ کے طریق سے حضرت ام ہانیؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ کو وَبَنَاتِ عَمِّکَ وَ بَنَاتِ عَمّٰتِکَ (الخ) میرے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ نبی اکرم ﷺ مجھ سے شادی کرنا چاہتے تھے تو آپ کو اس سے روک دیا گیا اس لیے کہ میں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی۔

شانِ نزول: وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً (الخ)

ابن سعدؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ام شریک دوسیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور ابن سعدؒ نے منیر بن عبداللہؒ سے روایت کیا ہے کہ ام شریک دوسیہ نے اپنے آپ کو رسول اکرما کے سامنے پیش کیا اور یہ خوبصورت تھیں آپ ﷺ نے قبول کر لیا اس پر حضرت عائشہؓ بولیں ایسی عورت کے لیے کوئی بھلائی نہیں جو خود اپنے

آپ کو کسی کے سامنے پیش کرے۔ حضرت ام شریک فرماتی ہیں کہ میں وہی عورت ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مومنہ کا لقب دیا چنانچہ ارشاد فرمایا یعنی اس مومن عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے آپ کو پیغمبر کو دے دے چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مرضی کے پورا کرنے میں سبقت کرتے ہیں۔

(۵۱) ان مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے آپ جس کو چاہیں خود سے دور رکھیں اور اس سے شادی نہ کریں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور اس سے شادی کرلیں۔

اور جن کو دور رکھا تھا پھر ان کو طلب کریں اور ان سے شادی کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں یا یہ حکم ازواج مطہرات کی باری مقرر کرنے کے بارے میں ہے کہ آپ پر ان کی باری کی کوئی رعایت واجب نہیں چاہے جس کو باری دیں اور چاہے جس کو باری نہ دیں اور جن کو باری وغیرہ نہیں دی تھی پھر ان کو طلب کریں تو اس میں بھی آپ پر کچھ گناہ نہیں۔

رخصت و اجازت میں زیادہ توقع ہے کہ ان ازواج مطہرات کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ جب کہ اس اجازت کا اللہ کی طرف سے ہونا ان کو معلوم ہو جائے گا اور وہ طلاق کے ڈر سے غمگین نہ ہوں گی اور جو کچھ آپ باری میں ان کا حصہ مقرر کردیں گے اس پر سب راضی رہیں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کو تمہاری خوشی اور ناراضگی سب معلوم ہے۔

اور وہ تمہاری مصلحتوں اور ان کی مصلحتوں سے واقف ہے اور بردبار بھی ہے کہ معاف کردیتا ہے۔

شانِ نزول: تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتی تھیں کہ عورت خود کو بلا عوض پیش کرنے سے نہیں شرماتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے سے دور رکھیں، اس پر حضرت عائشہؓ کہنے لگیں کہ میں آپ کے پروردگار کو دیکھتی ہوں وہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں سبقت کرتا ہے۔

اور ابن سعد نے ابورزین سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا جب ازواج مطہرات نے یہ چیز محسوس کی تو ہر ایک نے آپ کو اپنی ذات کے بارے میں اختیار دے دیا۔ آپ جس کو چاہیں جس پر ترجیح دیں تب اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ سے تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ تک یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵۲) ان کے علاوہ اور عورتیں جن میں یہ قید نہ ہو آپ کے لیے حلال نہیں یا یہ کہ جو نو ازواج مطہرات اس وقت آپ کے نکاح میں موجود ہیں ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں اور اس وقت یہ ازواج مطہرات آپ کے نکاح میں موجود تھیں، حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ، حضرت حفصہ بن عمر بن الخطابؓ، حضرت زینب بنت

جحشؓ، حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ مخزومیؓ، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ، حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطبؓ، حضرت میمونہ بنت حارثؓ، حضرت سودہ بنت زمعہؓ، حضرت جویریہ بنت الحارث المصطلیقہؓ اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان موجودہ بیویوں کی جگہ دوسری بیویاں کرلیں کہ ان میں سے کسی کو طلاق دے دیں اور اس کی جگہ مذکورہ رشتہ داروں میں سے اور کسی کے ساتھ شادی کرلیں اگرچہ آپ کو ان دوسریوں کا حسن اچھا معلوم ہو البتہ جو آپ کی ملکیت ہو جیسے حضرت ماریہ قبطیہؓ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کا پورا نگران ہے۔

شانِ نزول: لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ (الخ)

ابن سعدؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْــــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ ع

مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے۔ اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے اور انکے دونوں کے دلوں کیلئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ انکی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔ (۵۳) اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو مخفی رکھو تو (یاد رکھو کہ) خدا ہر چیز سے باخبر ہے (۵۴) عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو) خدا سے ڈرتی رہو بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے (۵۵) خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں

مومنو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو (۵۶) جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں اُن پر خدا دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵۷) اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو اُنہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو اُنہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا (۵۸)

تفسیر سورة الاحزاب آیات (۵۳) تا (۵۸)

(۵۳) کچھ حضرات صبح و شام رسول اکرم ﷺ کے گھروں میں جایا کرتے تھے اور کھانے کے انتظار میں بیٹھ کر ازواج مطہرات کے ساتھ گفتگو کرتے رہتے اس سے رسول اکرم ﷺ کو رنجش ہوئی مگر آپ شرمائے کہ انھیں باہر جانے کا حکم دیں یا بغیر اجازت اندر آنے سے منع کر دیں۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرما دیا۔

کہ اے ایمان والو نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت مت جایا کرو اور یہ کہ جس وقت تمہیں کھانے کے لیے بلایا جائے مگر پھر بھی ایسے وقت جاؤ کہ اس کھانے کے پکنے کے منتظر نہ ہو اور جب بلایا جائے تو چلے جایا کرو اور جس وقت کھا لو تو فوراً اٹھ کر چلے آیا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔

یہ بغیر اجازت جانا بیٹھے رہنا اور پھر ازواج مطہرات کے ساتھ باتیں کرنا ان چیزوں سے نبی اکرم ؐ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں اور زبان سے اٹھ کر چلے جانے کو نہیں فرماتے اور اللّٰہ تعالیٰ تمہیں اٹھ کر چلے آنے اور بلا اجازت جانے کی ممانعت کرنے میں کوئی لحاظ نہیں کرتے۔

اور جب تمہیں ازواج مطہرات سے کوئی ضروری مسئلہ پوچھنا ہو تو پردہ کے باہر سے کھڑے ہو کر پوچھو۔

یہ چیز آئندہ بھی سب کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

اور تمھارے لیے یہ جائز نہیں کہ اس قسم کے طرز عمل سے رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے کبھی نکاح کرو۔

یہ اللّٰہ کے نزدیک بڑی سخت نافرمانی کی بات ہے جس پر زبردست گناہ ہے۔

یہ آیت طلحہ بن عبید اللّٰہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے (نزول حرمت سے قبل) انھوں نے حضور کے بعد حضرت عائشہؓ سے شادی کرنے کا ارادہ فرمایا تھا اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی حرمت نازل فرمائی۔

شان نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا (الخ)

بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے شادی کی تو لوگوں کو کھانے کے لیے بلایا چنانچہ سب کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے آپ اٹھنے کے لیے کچھ بے قرار ہوئے مگر پھر بھی وہ لوگ نہیں اٹھے مجبوراً حضور ﷺ خود کھڑے ہو گئے جب آپ اٹھ کھڑے ہوئے تو اور لوگ

بھی اٹھ گئے مگر پھر بھی تین آدمی بیٹھے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد وہ بھی چلے گئے۔ چنانچہ میں نے آ کر آپ کو اطلاع دی کہ سب چلے گئے چنانچہ آپ آئے اور اندر تشریف لے گئے میں بھی اندر جانے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اور امام ترمذیؒ نے تحسین کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ اپنی ان زوجہ مطہرہ کے دروازے پر آئے جن سے شادی کی تھی وہاں آپ ﷺ نے لوگوں کو بیٹھے ہوئے پایا آپ واپس تشریف لے گئے کچھ دیر بعد آپ لوٹ کر تشریف لائے تو وہ لوگ جا چکے تھے آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا میں نے اس چیز کا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو کہنے لگے ممکن ہے کچھ ایسا ہی ہو جائے جیسا تم کہتے تھے کہ ان عورتوں کے بارے میں کچھ حکم نازل ہو جائے چنانچہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔

اور امام طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک برتن میں کھایا کرتی تھی ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا آپ ﷺ نے ان کو بلا لیا انھوں نے کھانا شروع کیا کھانے کے دوران ان کی انگلی میری انگلی سے لگ گئی تو وہ کہنے لگے افسوس کاش تمھارے بارے میں میری بات پر عمل ہوتا تو کوئی آنکھ تمہیں نہ دیکھتی چنانچہ فوراً پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔

اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور دیر تک بیٹھا رہا۔ رسول اکرم ﷺ تین مرتبہ اٹھ کر چلے تاکہ وہ بھی چل دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ کے چہرہ انور پر ناگواری کے اثرات دیکھ کر اس شخص سے بولے کہ شاید تجھ کو رسول اکرم ﷺ نے آنے کی اجازت دے دی ہے اس پر حضور ﷺ بولے کہ میں تین مرتبہ اسی غرض سے کھڑا ہوا کہ ممکن ہے یہ بھی چل پڑے مگر اس نے پھر بھی ایسا نہیں کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پردہ لٹکا دیجیے کیوں کہ آپ کی ازواج مطہرات دیگر تمام عورتوں کی طرح نہیں کیوں کہ وہ زیادہ پاکیزہ دلوں والیاں ہیں چنانچہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں واقعوں میں اس طرح مطابقت ممکن ہے کہ یہ واقعہ حضرت زینبؓ کے شادی کے واقعہ سے پہلے واقع ہوا ہے اور قریب ہونے کی وجہ سے اس پر پردہ کے حکم کے نزول کا اطلاق کر دیا گیا۔

اور پھر شان نزول کے متعدد ہونے میں بھی کوئی امر مانع نہیں اور ابن سعد نے محمد بن کعب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب حجرہ مبارکہ میں جانے کے ارادہ سے کھڑے ہوتے تو سب آپ کے ساتھ ہو لیتے اور وہاں

جا کر بیٹھ جاتے اور رسول اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک سے نا گواری کے اثرات نہ پہچان سکتے اور آپ حاضرین سے شرما کر کھانا تک تناول نہ فرماتے۔ چنانچہ اس چیز کے بارے میں اللّٰہ کی جانب سے ان پر غصہ کیا گیا کہ اے ایمان والو نبی ﷺ کے گھروں میں مت جایا کرو۔

شانِ نزول: وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ فلاں شخص کہہ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد میں آپ ﷺ کی فلاں بیوی سے شادی کرلوں گا اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ تمہیں جائز نہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ۔

نیز ابن عباس ؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے رسول اکرم ﷺ کے بعد ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ مطہرہ کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا سفیان راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تھیں اور سدیؒ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ طلحہ بن عبید اللّٰہ نے کہا کیا محمد ﷺ ہم سے ہماری چچا زاد لڑکیوں کا پردہ کراتے اور ہماری عورتوں سے شادی کرتے ہیں اگر آپ کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا تو ہم آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے شادی کرلیں گے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل کی گئی۔

ابن سعدؒ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ طلحہ بن عبید اللّٰہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے کہا تھا کہ جب رسول اکرم ﷺ رحلت فرما جائیں گے تو میں حضرت عائشہؓ سے شادی کرلوں گا۔

اور جبیرؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بعض ازواج مطہرات کے پاس آیا اور وہ ان کا چچا زاد بھائی تھا اور ان سے گفتگو کی رسول اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آج کے بعد اس جگہ پر مت کھڑے ہونا اس نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اللّٰہ کی قسم میں نے ان سے کوئی نازیبا بات نہیں کی اور نہ انھوں نے مجھ سے کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا یہ تو میں نے سمجھ لیا باقی اللّٰہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں اور اس کے بعد مجھ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور کہنے لگا کہ میرے چچا کی لڑکی سے مجھے بات کرنے سے منع کرتے ہیں میں آپ کے بعد ان سے شادی کرلوں گا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص نے اس کلمہ کی توبہ میں ایک غلام آزاد کیا اور دس مجاہد فی سبیل اللّٰہ اونٹ دیے اور پیدل حج کیا اور جبیر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت

کریمہ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے کچھ ساتھ دینے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تھی جس پر رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیا کہ کون شخص ہے جو میری ایسے شخص سے معذرت کرتا ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور اپنے گھر پر بھی ایسے لوگوں کو جمع کرتا ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہؓ اپنی حاجت کے لیے نکلیں یہ فربہ جسم کی تھیں جوان کو دیکھنا چاہتا تھا اس سے چھپ نہیں سکتی تھیں حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھ لیا تو کہنے لگے اے سودہؓ اللہ کی قسم تم لوگوں سے چھپ نہیں سکتیں تو تم گھر سے کیوں نکلتی ہو یہ سنتے ہی حضرت سودہؓ فوراً واپس ہوگئیں اور رسول اکرم ﷺ میرے حجرہ میں تھے شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی اتنے میں حضرت سودہؓ آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے باہر نکلی تھی تو حضرت عمرؓ نے مجھے ایسا ایسا کہا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسی حالت میں آپ پر وحی آنا شروع ہوگئی اور ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی آپ ﷺ نے اسے نیچے نہیں رکھا پھر وحی منقطع ہوئی تب آپ نے فرمایا کہ تمھیں اپنی ضروریات سے باہر نکلنے کی اجازت دے دی گئی۔

اور ابن سعدؒ نے طبقات میں ابی بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ ازواج مطہرات رات کے وقت اپنی حاجت کے لیے باہر نکلا کرتی تھیں تو منافقین میں سے کچھ لوگ ان کے سامنے آجاتے جس سے ان کو تکلیف ہوا کرتی اس کی انھوں نے شکایت کی تو منافقین سے اس چیز کے بارے میں کہا گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم تو باندیوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی اے پیغمبر اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے الخ پھر ابن سعد نے حسن اور محمد بن کعب قرظی سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۵۴) اگر تم اس کے متعلق کوئی چیز زبان سے ظاہر کرو گے یا اس کے ارادہ کو دل ہی میں رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کو ان دونوں باتوں کی خبر ہوگی اور وہ اس پر تمھاری گرفت فرمائے گا۔

(۵۵) ازواج مطہرات پر اور عام مسلمانوں کی عورتوں پر اپنے باپوں کے سامنے آنے کے بارے میں اور بالمشافہ ان سے بات چیت کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور اسی طرح کوئی گناہ نہیں ہے اپنے بیٹوں اپنے بھائیوں اور اپنے بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی عورتوں اور اپنی باندیوں کے سامنے آنے میں اور ان سے گفتگو کرنے میں۔

باقی ان تمام احکام کے پورے کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو وہ تمھارے تمام کاموں سے باخبر ہے۔

(۵۷) جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں قتل و جلاوطنی اور آخرت میں دوزخ کے ساتھ عذاب دیتا ہے جس میں یہ ذلیل کیے جائیں گے یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے بارے میں

نازل ہوئی۔

(۵۸) اور جو لوگ مومن مردوں یعنی حضرت صفوانؓ کو اور مومنہ عورتوں یعنی حضرت عائشہؓ پر سوائے اس کے کہ انھوں نے کچھ ایسا کام کیا ہو افتراء پردازی کرتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھائے۔ مدینہ منورہ میں کچھ لوگ بدفعلی کیا کرتے تھے کہ جس سے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو تکلیف پہنچتی تھی اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس کام سے روکا وہ رک گئے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ
مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ
لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ
اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾
يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا
يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ
وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا
اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا
فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ
لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر اُن کیلئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ایذا نہ دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۵۹) اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو مدینے (کے شہر) میں بری بری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار سے) باز نہ آئیں گے تو ہم تم کو اُن کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن، (۶۰) (وہ بھی) پھٹکارے ہوئے۔ جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مار ڈالے گئے (۶۱) جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن کے بارے میں بھی خدا کی یہی عادت رہی ہے۔ اور تم خدا کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے (۶۲) لوگ تم سے قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئیگی) کہہ دو کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آ گئی ہو (۶۳) بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔ (۶۴) اس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ (۶۵) جس دن ان کے مونہہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا کا) حکم مانتے (۶۶) اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا (۶۷) اے ہمارے پروردگار اُن کو دگنا عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت کر (۶۸)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۵۹) تا (۶۸)

(۵۹) اے نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات اور اپنی صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے بھی فرما دیجیے کہ اپنے چہرے اور سینوں پر سر سے چادریں نیچی کرلیا کریں اس پردہ کے حکم پر عمل کرنے آزاد عورتوں کی ممتاز طریقہ پر جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو ان کو تکلیف نہیں دی جایا کرے گی اور اللہ تعالیٰ پچھلی باتوں کا بخشنے والا اور موجودہ حالت پر مہربان ہے۔

(۶۰) اگر یہ منافقین جیسا کہ ابی بن سلول اور اس کے ساتھی جن کے دلوں میں مکر وخیانت ہے اور اسی طرح وہ لوگ جن کے دلوں میں شہوت پرستی کی خرابی ہے اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے عیبوں کی مدینہ منورہ میں غلط افواہیں پھیلانے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اگر یہ سب لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ضرور ان پر مسلط کردیں گے اور یہ لوگ مدینہ میں آپ کے پاس بہت ہی کم رہنے پائیں گے۔

(۶۱۔۶۲) اور ہر طرف سے مارے پڑے رہیں گے جہاں بھی ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی اسی طرح دنیا میں عذاب الٰہی ان لوگوں پر نازل ہوتا چلا آ رہا ہے جو ان منافقین سے پہلے گزرے ہیں۔

کہ جب انھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین سے مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور آپ عذاب الٰہی کے دستور میں کوئی رد و بدل نہ پائیں گے چنانچہ ان منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تو وہ اپنی باتوں سے رک گئے۔

(۶۳) یہ لوگ آپ سے قیام قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اس وقت کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر کیا عجب کہ قیامت جلد ہی واقع ہو جائے۔

(۶۴۔۶۵) اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو بدر کے دن بھی ہلاک کیا ہے اور ان کے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے اور نہ کوئی عذاب الٰہی سے بچانے والا اور اس عذاب کو روکنے والا پائیں گے۔

(۶۶) جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے تو پیشوا اور ان کے پیروکاریوں کہتے ہوں گے کاش ہم ایمان لائے ہوتے اور رسول کی بات قبول کیے ہوتے۔

(۶۷) اور پیروکار یوں کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انھوں نے ہمیں دین حق سے گمراہ کر دیا۔

(۶۸) اے ہمارے پروردگار ان سرداروں کو ہم سے دوگنی سزا دیجیے اور ان پر سخت عذاب کیجیے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۚ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ یَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۠ ع

مومنو! تم اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے اُن کو بے عیب ثابت کیا اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے (۶۹) مومنو! خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو (۷۰) وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا (۷۱) ہم نے (بار) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو اُنہوں نے اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ (۷۲) تاکہ خدا منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور خدا مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے۔ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۳)

تفسیر سورۃ الاحزاب آیات (۶۹) تا (۷۳)

(۶۹) اے ایمان والو تم رسول اکرم ﷺ کو تکلیف دینے میں ان لوگوں کی طرح مت ہو جنھوں نے کچھ تہمت تراش کر موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بری ثابت کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے معزز اور قدر و منزلت والے تھے۔

(۷۰۔۷۱) اے ایمان والو جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو اور سچائی کی بات یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کہو وہ اس کے بدلے میں تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور اسی صلہ میں تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی کرے گا وہ جنت حاصل ہونے اور دوزخ سے نجات ملنے کی وجہ سے بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

(۷۲) اور ہم نے یہ امانت یعنی اطاعت و عبادت آسمان والوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے علی وجہ الاختیار والتخصیص پیش کی تھی تو انھوں نے خوف عذاب کی وجہ سے احتمال ثواب سے بھی دست برداری کی اور اس کی ذمہ داری لیتے ڈر گئے اور (انسان) حضرت آدمؑ نے بوجہ اس ثواب و عذاب کے اس ذمہ داری کو اپنے ذمہ لے لیا وہ اس کی ذمہ داری لینے میں یا یہ کہ درخت میں سے کھانے کے بارے میں ظالم اور اس کے انجام سے لاعلم تھے۔

(۷۳) جب مسلمانوں کے حق میں یہ خوشخبری نازل ہوئی تو منافقین کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے لیے پھر کیا ہے اس پر یہ نازل ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین اور منافقات کو سزا دے گا اور کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس ذمہ داری

کو اس لیے قبول فرمایا تا کہ اللہ تعالیٰ منافقین ومنافقات اور مشرکین ومشرکات کو ترک امانت پر سزا دے کیوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو قبول کیا تو وہ صلب آدم علیہ السلام تھے اور تا کہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور عورتوں پر توجہ فرمائے اور اس امانت کی تعمیل حکم میں جو ان سے کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو معاف فرمائے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والا اور ایمان داروں پر رحمت فرمانے والا ہے۔

سُوْرَةُ السَّبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ اَفْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ⑧ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨

سُوْرَةُ السَّبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو سب چیزوں کا مالک ہے (یعنی) وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا (اور) خبردار ہے (۱) جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے۔ اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے (۲) اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئیگی۔ کہہ دو کیوں نہیں (آئیگی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آ کر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۳) اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے۔ یہی ہیں جن کیلئے بخشش اور عزت کی روزی ہے (۴) اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں کوشش کی کہ ہمیں ہرا دیں ان کیلئے سخت درد دینے والے عذاب کی سزا ہے (۵) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے۔ وہ حق ہے اور (خدائے) غالب (اور) سزاوار تعریف کا رستہ بتاتا ہے (۶) اور کافر کہتے ہیں کہ بھلا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم (مر کر) بالکل پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو نئے سرے سے پیدا ہو گے (۷) یا تو اس نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے جنون ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ آفت اور پرلے درجے کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں (۸) کیا اُنہوں نے اس کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے یعنی آسمان

اور زمین اگر ہم چاہیں تو اُن کو زمین میں دھنسا دیں یا اُن پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں۔ اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے ایک نشانی ہے۔(۹)

تفسیر سورۃ سبا آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چون آیات اور آٹھ سو تینتیس کلمات اور پندرہ سو بارہ حروف ہیں۔

(۱) تمام تر حمد وثناء اسی اللہ کے لیے ہے جس کی ملکیت میں آسمان و زمین کی تمام مخلوقات ہیں اس کی حمد وثناء اہل جنت پر جنت میں بھی واجب ہے۔

وہی اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور وہ مخلوق اور اس کے اعمال سے باخبر ہے۔

(۲) اور بارش و پانی اور مردے اور خزانے جو چیزیں زمین میں داخل ہوتی ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسی طرح جو چیزیں اس سے نکلتی ہیں جیسا کہ نباتات پانی خزانے مردے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے مثلاً پانی اور رزق وغیرہ اور فرشتے اور کراماً کاتبین جو بھی چیزیں اس پر چڑھتی ہیں وہ سب کو جانتا ہے۔ اور وہ اہل ایمان پر رحمت فرمانے والا اور تائبین کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

(۳) اور کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔

آپ ان سے فرما دیجیے کہ کیوں نہیں قیامت ضرور قائم ہوگی قسم ہے اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آئے گی۔

بندوں کے اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی پوشیدہ نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار مذکور سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی بڑی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

(۴) تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے تھے اور انھوں نے نیک کام کیے تھے۔

ایسے لوگوں سے دنیا میں جو گناہ سرزد ہوئے ہیں جنت میں ان کی مغفرت اور عزت کا رزق ہے۔

(۵) اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلایا تھا وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(۶) اور تاکہ جن لوگوں کو توریت کا علم دیا گیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ قرآن کی صداقت کو سمجھ لیں اور یہ کہ وہ خدائے غالب و محمود کے دین کا راستہ بتاتا ہے۔

(۷) اور یہ کفار یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپس میں کہتے ہیں کیا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں یعنی محمد ﷺ جو

تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم زمین میں بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے اور ہڈی و چمڑا سب ختم ہو جائے گا تو پھر مرنے کے بعد ہم دوبارہ جی اٹھیں گے۔

(۸) محمد ﷺ نے نعوذ باللہ، اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا ان کو کسی قسم کا جنون ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں جو لوگ بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے وہی آخرت میں سخت عذاب میں اور دنیا میں حق و ہدایت سے دور اور گمراہی میں ہیں۔

(۹) کیا ان کفار مکہ نے آسمان و زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے اوپر نیچے موجود ہے اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا اگر چاہیں تو ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا کر ان کو ہلاک کر دیں۔

آسمان و زمین کی مذکورہ دلیل میں قدرت خداوندی کی ہر اس بندہ کے لیے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف متوجہ ہو پوری دلیل ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی بخشش تھی۔ اے پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو (انکا مسخر کر دیا) اور اُنکے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا (۱۰) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازہ سے جوڑو اور نیک عمل کرو جو عمل تم کرتے ہو میں ان کو دیکھنے والا ہوں۔ (۱۱) اور ہوا کو (ہم نے) سلیمان کا تابع کر دیا تھا اسکی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی۔ اور اُن کیلئے ہم نے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جنوں میں سے ایسے تھے جو انکے پروردگار کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اسکو ہم (جہنم کی) آگ کا مزہ چکھائیں گے (۱۲) وہ جو چاہتے یہ ان کے لئے بناتے یعنی قلعے اور مجسمے اور (بڑے بڑے) لگن جیسے تالاب اور دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں اے داؤد کی اولاد (میرا) شکر کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں (۱۳) پھر جب ہم نے ان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے اُن کا مرنا معلوم نہ ہوا مگر گھن کے کیڑے سے جو ان کے عصا کو کھاتا رہا جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا (اور کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے (۱۴) (اہل) سبا کے لئے اُن کے مقام بود و باش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً
وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾
فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ
اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ
صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ
اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ وَرَبُّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾

اور (ایک) بائیں طرف اپنے پروردگار کا رزق کھاؤ اور اُسکا شکر کرو۔ (یہاں تمہارے رہنے کو یہ) پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں بخشنے کو) خدائے غفار۔ (۱۵) تو انہوں نے (شکرگزاری سے) مونہہ پھیر لیا پس ہم نے اُن پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور اُنہیں ان کے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں (۱۶) یہ ہم نے اُن کی ناشکری کی ان کو سزا دی اور ہم سزا ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں (۱۷) اور ہم نے اُن کے اور (شام میں) اُن کی بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی (ایک دوسرے کے متصل) دیہات بنائے تھے جو سامنے نظر آتے تھے اور اُن میں آمد و رفت کا اندازہ مقرر کر دیا تھا کہ رات دن بے خوف و خطر چلتے رہو (۱۸) تو اُنہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار ہماری مسافتوں میں بُعد (اور طول پیدا) کر دے اور (اس سے) اُنہوں نے اپنے حق میں ظلم کیا تو ہم نے (انہیں نابود کر کے) اُن کے افسانے بنا دیئے اور انہیں بالکل منتشر کر دیا اس میں ہر صابر و شاکر کے لئے نشانیاں ہیں (۱۹) اور شیطان نے اُن کے بارے میں اپنا خیال سچ کر دکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ اس کے پیچھے چل پڑے (۲۰) اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر (ہمارا) مقصود یہ تھا کہ جو لوگ آخرت میں شک رکھتے ہیں اُن سے اُن لوگوں کو جو اس پر ایمان رکھتے تھے متمیز کر دیں۔ اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے (۲۱)

تفسیر سورة سبا آیات (۱۰) تا (۲۱)

(۱۰) ہم نے داؤد علیہ السلام کو بادشاہت اور نبوت عطا کی۔ چنانچہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرو اور اسی طرح پرندوں کو بھی ان کے تابع کر دیا۔

اور ہم نے ان کے لیے مٹی کی طرح لوہے کو نرم کر دیا کہ وہ اس سے جو چاہیں بنالیں۔

(۱۱) اور یہ کہ تم اس سے کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے اور حلقوں میں مناسب انداز کا خیال رکھو نہ بہت بڑے حلقے ہوں اور نہ بہت ہی تنگ اور نیک کام کرو۔ میں تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہوں۔

(۱۲) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی تھی۔

اور اسی طرح شام کی منزل مہینہ بھر کی ہوتی تھی یعنی صبح کو بیت المقدس سے اصطخر تک ایک ماہ کی مسافت طے کر لیا کرتے تھے اور اسی طرح اسی دن شام کو اصطخر سے بیت المقدس آجایا کرتے تھے۔

اور ہم نے ان کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا کہ مٹی کی طرح جو اس سے بنانا ہوتا وہ بنا لیتے۔

اور جنات کو بھی ہم نے ان کے تابع کر دیا تھا جن میں سے بعض جن تو ان کے پروردگار کے حکم سے ان کے

سامنے تعمیرات کا کام کرتے تھے۔

اور یہ وعید بھی سنادی تھی کہ جو ان میں سے ہمارے حکم یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری سے منہ موڑے گا تو ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور کہا گیا ہے کہ ان کا بادشاہ انھیں آگ کے ستون کے ساتھ سزا دیا کرتا تھا۔

(۱۳) وہ جنات ان کے لیے وہ چیزیں بناتے تھے جو انھیں منظور ہوتا تھا۔ بڑی بڑی مسجدیں اور فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام اور نیک بندوں کی تصویریں دیکھ کر اپنے پروردگار کی ان کی طرح عبادت کریں اور حوض کی طرح بڑے بڑے طشت جو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے ہوں اور ایسی بڑی بڑی دیگیں جو اپنی جگہ جمی رہیں ہلائے نہ ہلیں اور تقریباً ایک ہزار آدمی اس کا کھانا کھالیں۔ سلیمان علیہ السلام خوب نیک کام کرو تا کہ میں نے جو تمہیں نعمتیں دی ہیں اس کا شکریہ ادا ہو اور میرے بندوں میں شکر گزار بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

(۱۴۔۱۵) اور جب ہم نے سلیمان علیہ السلام کی روح قبض کی تو وہ سال بھر تک اپنے عصا کا سہارا لیے ہوئے اپنی محراب میں کھڑے رہے کسی بات سے ان کے مرنے کا پتہ نہ چلا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا۔ سو جب گر پڑے تب انسان کو معلوم ہوا کہ جنات غیب نہیں جانتے کیوں کہ اگر وہ غیب جانتے تو کاموں کی اس سختی میں نہ گرفتار رہتے اور اس واقعہ سے پہلے انسانوں کو یہ گمان تھا کہ جنات کو غیب کی خبر ہے مگر اب حقیقت واضح ہوگئی ہے اور ایسی تقریباً یمن کی طرف تیرہ بستیاں تھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے تیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق یعنی پھل اور تمام قسم کی نعمتیں کھاؤ اور توحید کے ساتھ اس کا شکر ادا کرو یہ ایک عمدہ شہر ہے اور مومن و تائب کی مغفرت فرمانے والا پروردگار۔

شانِ نزول: لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے علی بن رباح سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص نے بیان کیا کہ مروہ بن مسیک غطفانی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ سبا قوم کو زمانہ جاہلیت میں عزت حاصل تھی اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہ اسلام سے پھر جائے گی تو کیا میں اس قوم سے لڑائی کروں آپؐ نے فرمایا میرے اوپر ان لوگوں کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یعنی سبا کے لیے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں۔

(۱۶) مگر ان لوگوں نے ایمان لانے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی بات ماننے سے انکار کیا اور اس طرح شکر خداوندی نہیں ادا کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر بند کا پانی چھوڑ دیا کہ اس پانی سے تمام باغات مکانات اور ہر قسم

کی نعمتوں کو ہلاک کر دیا۔ ارم یمن میں ایک وادی کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ ایک دورویہ بند تھا جس سے پانی روکتے تھے اور اوپر نیچے اس بند میں پانی کے آمد ورفت کے سات دروازے تھے اللہ تعالیٰ نے اس پانی سے انھیں ہلاک کر دیا اور ان تباہ شدہ باغوں کے بدلے ایسے باغ دے دیے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جنگلی بیر، جس میں کانٹے زیادہ اور پھل کم تھے۔

(۱۷) اور ہم نے ان کو یہ سزا ان کی ناشکری کی وجہ سے دی کیوں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی اور ہم ایسی سزا بڑے ناشکر گزار ہی کو دیا کرتے ہیں۔

(۱۸) اور ہم نے اہل سبا اور اردن و فلسطین والوں کے درمیان جہاں ہم نے پانی اور درختوں سے برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو سڑک پر سے ہی نظر آتے تھے اور ہم نے ان بستیوں کے درمیان رات گزارنے اور آرام کرنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا۔

کہ بھوک و پیاس اور رہزنوں سے مطمئن ہو کر ان میں سفر کرو اس کے بعد پھر انبیاء کرام علیہم السلام نے ان سے فرمایا کہ اب بھی اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح اس نے تم سے پہلی نعمت چھین لی یہ بھی چھین لے۔

(۱۹) مگر وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفر کی مسافت میں فاصلہ اور درازی کر دے غرض کہ انھوں نے کفر و شرک اور ناشکری کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہم نے ان کو بعد والوں کے لیے افسانہ بنا دیا اور ہم نے ان کو بالکل شہروں میں بکھیر دیا اور ان کا پوری طرح خاتمہ ہی کر دیا۔ اس واقعہ میں اطاعت خداوندی پر ثابت قدم رہنے والے اور انعامات خداوندی پر شکر کرنے والے کے لیے بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں۔

(۲۰) اور واقعتاً ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان بالکل صحیح پایا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب کفر اختیار کر کے اسی کے راستہ پر چلے سوائے ایمان والوں کی جماعت کے یا یہ کہ سب نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں شیطان کی راہ اختیار کی مگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے جن کی تعداد ستر ہزار ہے جو کہ جنت میں بغیر حساب وعذاب کے داخل ہوں گے۔

(۲۱) اور ابلیس کا جو انسانوں پر تسلط ہے سب اسی کی راہ پر ہو رہے ہیں سوائے اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہمیں ظاہری طور پر نمایاں کر کے ان لوگوں کی جماعت کو جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں سے ممتاز کر کے معلوم کرنا ہے جو قیام قیامت کے بارے میں شک میں ہیں اور کیوں کہ اے نبی کریم ﷺ آپ کا پروردگار ان کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

کہہ دو کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو اُن کو بلاؤ۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اور نہ اُن میں ان کی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے (۲۲) اور خدا کے ہاں (کسی کیلئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کیلئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے اضطراب دور کر دیا جائے گا تو کہیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے۔ (فرشتے) کہیں گے کہ حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے (۲۳) پوچھو کہ تم کو آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کہو کہ خدا اور ہم یا تم (یا تو) سیدھے رستے پر ہیں یا صریح گمراہی میں (۲۴) کہہ دو کہ نہ ہمارے گناہوں کی تم سے پرسش ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کی ہم سے پرسش ہوگی (۲۵) کہہ دو کہ ہمارا پروردگار ہم کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کر دے گا اور وہ خوب فیصلہ کرنے والا (اور) صاحب علم ہے (۲۶) کہو کہ مجھے وہ لوگ تو دکھاؤ جن کو تم نے شریک (خدا) بنا کر اس کے ساتھ ملا رکھا ہے۔ کوئی نہیں بلکہ وہی (اکیلا) خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۲۷) اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (۲۸) اور کہتے ہیں اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ (قیامت) کا وعدہ کب وقوع میں آئے گا؟ (۲۹) کہہ دو کہ تم سے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو گے نہ آگے بڑھو گے (۳۰)

تفسیر سورة سبا آیات (۲۲) تا (۳۰)

(۲۲) آپ کفار مکہ بنی ملیح والوں سے فرما دیجیے جن جھوٹے معبودوں کی تم اللہ کے علاوہ پوجا کر رہے ہو ان کو بلاؤ۔ یہ لوگ جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان کو فرشتے سمجھتے تھے۔

وہ تمہیں ذرا برابر بھی نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان فرشتوں کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شرکت ہے اور نہ ان فرشتوں میں سے آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی مددگار ہے۔

(۲۳) اور قیامت کے دن فرشتے کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے البتہ جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔

اب اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ضعف و کمزوری کو بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے

پاس وحی بھیجنے کے لیے جبریل امین سے کلام کیا اور فرشتوں نے اس چیز کو سنا تو سب اللّٰہ تعالیٰ کے کلام کی ہیبت وجلال سے بے ہوش ہو کر گر گئے اور اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ جبریل امین اترے اور ان کے دلوں سے خوف و گھبراہٹ دور ہوا تو اپنا سر اوپر اٹھا کر جبریل امین اور دوسرے فرشتوں سے کہنے لگے کہ تمھارے پروردگار نے کیا حکم دیا تو جبریل امین اور ان کے ساتھ والے فرشتے کہنے لگے کہ قرآن حکیم نازل کیا ہے اور وہ بڑا عالی شان اور سب سے بڑا ہے۔

(۲۴) اور آپ ان کفار مکہ سے یہ تو پوچھیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ پانی برسا کر اور نباتات نکال کر کون تمہیں رزق دیتا ہے کہ اللّٰہ ہی تمہیں رزق دیتا ہے اور رزق خداوندی کے بارے میں ہم یا تم ضرور راہ راست یا گمراہی پر ہیں یا یہ مطلب کہ مسلمانوں کی جماعت ہدایت پر ہے یا مکہ والو تم یا یہ کہ ہم یا تم کھلی گمراہی پر ہیں۔

(۲۵) اور آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم سے ہمارے جرائم کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہوگی اور ہم سے تمھارے جرائم کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی۔

(۲۶) اس آیت کو آیت سیف نے منسوخ کر دیا اور قیامت کے دن ہمارا رب ہم سب کو جمع کر دے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا وہ تمام احکام کا فیصلہ فرمانے والا ہے۔

(۲۷) آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ مجھے ذرا وہ جھوٹے معبود تو دکھاؤ جن کو تم نے اللّٰہ کے ساتھ شریک کر رکھا ہے کہ انھوں نے کون سی چیز پیدا کی ہے اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہرگز نہیں۔

انھوں نے کوئی چیز بھی نہیں پیدا کی سب پیدا کرنے والا اللّٰہ تعالیٰ ہی ہے جو کفار کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے کہ اس نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

(۲۸) اور ہم نے اے نبی کریم ﷺ آپ کو تمام جن وانس کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ آپ اہل ایمان کو جنت کی خوشخبری سنانے والے اور کفار کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں لیکن مکہ والے اس چیز کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۲۹) اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ وہ وعدہ جس کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں کب واقع ہوگا اگر آپ اپنے اس وعدے میں سچے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

(۳۰) آپ ﷺ ان سے فرما دیجیے کہ قیام قیامت کے لیے ایک خاص دن کا وقت مقرر ہے کہ اس وقت سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى
بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ
اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ
صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝
وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا
النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ
مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝
وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ
اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے اور نہ ان (کتابوں) کو جو اُن سے پہلے کی ہیں۔ اور کاش (ان) ظالموں کو تم اُس وقت دیکھو جب یہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے سے ردّ وکد کر رہے ہوں گے۔ جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہو جاتے (۳۱) بڑے لوگ کمزوروں سے کہیں گے کہ بھلا ہم نے تم کو ہدایت سے جب وہ تمہارے پاس آ چکی تھی روکا تھا (نہیں) بلکہ تم ہی گنہگار تھے (۳۲) اور کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (نہیں) بلکہ (تمہاری) رات دن کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم خدا سے کفر کریں اور اُس کا شریک بنائیں۔ اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں پشیمان ہوں گے۔ اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے۔ پس جو عمل وہ کرتے تھے اُنہی کا اُن کو بدلہ ملے گا (۳۳) اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اُس کے قائل نہیں (۳۴) اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ ہم بہت سا مال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا (۳۵) کہہ دو کہ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۶)

تفسیر سورۃ سبا آیات (۳۱) تا (۳۶)

(۳۱) اور کفار مکہ یعنی ابوجہل وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز اس قرآن حکیم پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ان سے پہلی کتابوں یعنی توریت، انجیل، زبور اور تمام آسمانی کتب پر ایمان لائیں گے اور اگر محمد ﷺ آپ اس وقت کی حالت دیکھیں جب کہ قیامت کے دن یہ مشرکین اپنے پروردگار کے سامنے حاضر کیے جائیں گے کہ ایک دوسرے پر الزام لگائے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے پر لعن وطعن کرتے ہوں گے۔ چنانچہ ادنیٰ درجہ کے لوگ سرداروں سے جنھوں نے ایمان لانے سے تکبر کیا تھا کہتے ہوں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آتے۔

(۳۲) اس پر یہ بڑے لوگ ان ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کیا ہم نے تمہیں ایمان لانے سے روکا تھا حالاں کہ رسول اکرم ﷺ تمھارے پاس آ چکے تھے بلکہ تم تو آپ کی بعثت سے پہلے ہی مشرک تھے۔

(۳۳) اس پر یہ ادنیٰ درجہ کے لوگ ان سرداروں سے کہیں گے کہ بلکہ تمھاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب کہ تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے شریک ٹھہرائیں لیکن وہ سرداران ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے اپنی شرمندگی چھپائیں گے یا یہ کہ ان دونوں کی شرمندگی خود بخود ظاہر ہو جائے گی جب یہ عذاب دیکھیں گے۔

اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے اور جیسی یہ کفریہ باتیں اور کام کرتے تھے قیامت کے دن اسی کی تو سزا بھگتیں گے۔

(۳۴) اور ہم نے کسی بستی والوں کے پاس کوئی ڈرسنانے والا پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے مالداروں اور سرکشوں نے یہی کہا کہ ہم ان احکام کا جو تمھیں دے کر بھیجا گیا ہے ہم اُس کا انکار کرتے ہیں۔

شانِ نزول: وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ (الخ)

ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سفیان عن عاصم کے طریق سے رزین سے روایت کیا ہے کہ دو شخص باہم شریک تھے ایک ان میں سے شام چلا گیا اور دوسرا اپنی جگہ موجود رہا جب رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو اس نے شام سے اپنے ساتھی کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے لکھا تو اس نے جواب میں لکھا کہ قریش میں سے کسی نے ان کی اطاعت نہیں کی سوائے ادنیٰ درجہ کے لوگوں اور مسکینوں کے چنانچہ وہ اپنی تجارت چھوڑ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا اور اس سے کہا مجھے ان کا پتہ دو اور وہ آسمانی کتابیں پڑھا کرتا تھا چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں آپ نے فرمایا فلاں اور فلاں بات کی۔

انھوں نے سن کر کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھیں اس چیز کی کیسے اطلاع ہوئی انھوں نے عرض کیا کہ جو نبی مبعوث کیا گیا اس کی ادنیٰ درجہ کے لوگوں اور مسکینوں ہی نے پیروی کی ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳۵) اور انھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ بھی کہا کہ ہم مال و اولاد تم سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہمیں اپنے اس طریقے پر اس قدر مال و اولاد کی کثرت کی وجہ سے عذاب نہیں ہوگا اور یہی چیز کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہی تھی۔

(۳۶) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آزمائش کے طور پر تمھارا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے براہ ڈھیل کم دیتا ہے مگر مکہ والے اس کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری بات کی تصدیق نازل کر دی۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا
زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ
الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ
يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٨﴾
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ
لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ
وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا
ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٤٠﴾
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ
الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ
النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ
يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٣﴾
وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ
مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ
ع مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٥﴾

اورتمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں ہاں (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور عمل نیک کرتا رہا۔ ایسے ہی لوگوں کو اُنکے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ خاطر جمع سے بالا خانوں میں بیٹھے ہوں گے (۳۷) جو لوگ ہماری آیتوں میں کوشش کرتے ہیں ہمیں ہرا دیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے (۳۸) کہہ دو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جسکے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اُس کا (تمہیں) عوض دے گا۔ وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۳۹) اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے (۴۰) وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے ۔نہ یہ بلکہ یہ جنّات کو پوجا کرتے تھے۔ اور اکثر ان ہی کو مانتے تھے (۴۱) تو آج تم میں سے کوئی کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے مزہ چکھو (۴۲) اور جب اُن کو ہماری روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ایک (ایسا) شخص ہے جو چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے اُن سے تم کو روک دے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض جھوٹ ہے جو (اپنی طرف سے) بنا لیا گیا ہے۔ اور کافروں کے پاس جب حق آیا تو اُسکے بارے میں کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے (۴۳) اور ہم نے نہ تو اُن (مشرکوں) کو کتابیں دیں جن کو یہ پڑھتے ہیں اور نہ تم سے پہلے اُنکی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا (مگر انہوں نے تکذیب کی) (۴۴) اور جو لوگ اُن سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا تھا یہ اُسکے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔ تو اُنہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میرا عذاب کیسا ہوا۔ (۴۵)

تفسیر سورۃ سبا آیات (۳۷) تا (۴۵)

(۳۷) مکہ والو تمھارے اموال اور اولاد کی زیادتی ایسی چیز نہیں جو تمہیں درجہ میں ہمارا مقرب بنا دے البتہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک اعمال کرے تو اس کا ایمان و نیک اعمال اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب کر دیں گے۔ سو ایسے لوگوں کے لیے جو انھوں نے حالت ایمانی میں نیکیاں کی ہیں ان کا دُگنا صلہ ہے اور وہ بالا خانوں میں موت و

زوال سے بے خوف ہوں گے۔

(۳۸) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلاتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے ایسے لوگوں کو جہنم میں عذاب ہوگا۔

(۳۹) آپ ان سے فرما دیجیے کہ میرا رب جسے چاہے آزمائش کے طور پر کھلا رزق دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے۔

اور جو چیز تم اللہ تعالیٰ کے رستہ میں صرف کرو گے تو وہ ضرور اس کا بھی دنیا میں مال اور آخرت میں ثواب کے ذریعے سے بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

(۴۰) اور جس روز اللہ تعالیٰ بنو ملیح اور فرشتوں کو جمع فرمائے گا پھر فرشتوں سے ارشاد ہوگا کیا یہ لوگ تمھارے حکم سے تمھاری عبادت کیا کرتے تھے۔

(۴۱) تو فرشتے عرض کریں گے کہ آپ شرک سے پاک ہیں آپ ہمارے پروردگار ہیں ہم نے ان کو اپنی پرستش کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا بلکہ یہ شیاطین کو پوجتے تھے اور انھی کے معتقد تھے ان کو اپنے خیال میں فرشتے سمجھ رہے تھے۔

(۴۲) غرض کہ قیامت کے دن فرشتوں اور جنات میں سے کوئی سفارش کر کے نہ ان کو نفع پہنچائے گا اور نہ ان سے عذاب ہی کو دور کرے گا اور اس روز ہم مشرکین سے کہیں گے کہ دنیا میں تم جس عذاب کو جھٹلایا کرتے تھے کہ وہ نہیں ہوگا اب اس کا مزہ چکھو۔

(۴۳) اور جب ان کفار مکہ کے سامنے قرآنی آیات جو حلال وحرام کو واضح کرنے والی ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ آپ یوں چاہتے ہیں کہ تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے باز رکھیں جنھیں تم پوجتے آئے ہو اور یوں کہتے کہ جو رسول اکرم ﷺ پڑھ کر سناتے ہیں یہ محض ایک خود گھڑا ہوا جھوٹ ہے اور یہ کفار مکہ قرآن کریم کے بارے میں جب کہ رسول اکرم ﷺ اسے انکے پاس لے کر آئے یوں کہتے ہیں یہ محض ایک جادو ہے۔

(۴۴) اور ہم نے ان کفار مکہ کو ایسی کتابیں نہیں دی تھیں کہ جن کو یہ پڑھتے پڑھاتے ہوں جس کی بنا پر یہ باتیں بنا رہے ہیں اور اسی طرح ہم نے ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا پیغمبر بھی نہیں بھیجا کہ اس سے بھی انھوں نے یہی باتیں کی ہوں جو آپ کے سامنے کرتے ہیں۔

(۴۵) اور آپ کی قوم سے پہلے کافروں نے انبیاء کرام کی تکذیب کی تھی تو یہ قریش اس سامان کے جو کہ ہم نے ان سے پہلے کافروں کو دے رکھا تھا دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے یا یہ کہ ان کے اموال واولاد اور ان کی عمارتیں اور طاقتیں ان کافروں کے جو کہ ان سے پہلے گزرے ہیں دسویں حصہ کے برابر بھی نہیں۔

غرض کہ جب وہ ایمان نہیں لائے تو میں نے عذاب کے ذریعے کیسا ان کا خاتمہ کیا۔

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾ ع

کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم خدا کیلئے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو۔ تمہارے رفیق کو سودا نہیں۔ وہ تو تم کو عذاب سخت (کے آنے) سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں۔(۴۶) کہہ دو کہ میں نے تم سے کچھ صلہ مانگا ہو تو وہ تمہارا میرا صلہ خدا ہی کے ذمے ہے۔ اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے(۴۷) کہہ دو کہ میرا پروردگار اوپر سے حق اتارتا ہے (اور وہ) غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے (۴۸) کہہ دو کہ حق آچکا اور (معبود) باطل نہ تو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرے گا (۴۹) کہہ دو کہ اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا ضرر مجھی کو ہے۔ اور اگر ہدایت پر ہوں تو یہ اسکی طفیل ہے جو میرا پروردگار میری طرف وحی بھیجتا ہے۔ بیشک وہ سننے والا (اور) نزدیک ہے (۵۰) اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرا جائیں گے تو (عذاب سے) بچ نہیں سکیں گے اور نزدیک ہی سے پکڑ لئے جائیں گے۔(۵۱) اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) اتنی دور سے اُن کا ہاتھ ایمان کے لینے کو کیونکر پہنچ سکتا ہے؟ (۵۲) اور پہلے تو اس سے انکار کرتے رہے اور بن دیکھے دور ہی سے (ظن کے) تیر چلاتے رہے (۵۳) اور اُن میں اور اُن کی خواہش کی چیزوں میں پردہ حائل کر دیا گیا جیسا کہ پہلے اُن کے ہم جنسوں سے کیا گیا وہ بھی الجھن میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے تھے (۵۴)

تفسیر سورة سبا آیات (٤٦) تا (٥٤)

(۴۶) آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ میں تمہیں صرف ایک بات یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ سمجھاتا ہوں۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص دوسرے سے کہے آؤ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں پھر اس سے زیادہ بات نہ کرے۔

وہ یہ کہ تم لوگ اللہ کے واسطے دو دو اور ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ پھر اچھی طرح غور کرو کہ محمد ﷺ نعوذ باللہ ساحر یا کاہن یا کاذب یا مجنون تو نہیں ہیں تو اچھی طرح سن لو کہ تمھارے نبی میں کسی قسم کا جنون نہیں ہے۔

بلکہ اگر تم ایمان نہ لائے تو رسول اکرم ﷺ تمہیں قیامت کے آنے سے پہلے اس کے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر ہیں۔

(۴۷) آپ ﷺ ان سے فرما دیجیے کہ اگر میں نے تم سے کوئی معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمھارا ہی رہا میرا ثواب و معاوضہ تو

بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہ تمھارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

(۴۸) آپ ﷺ ان سے فرما دیجیے کہ میرا پروردگار حق بات کو غالب کر رہا ہے اور اسی کا حکم دیتا ہے اور وہ تمام ان باتوں سے باخبر ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں۔

(۴۹) آپ ان سے فرما دیجیے کہ اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ ہو گیا اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے اور شیاطین اور یہ بت کسی کام کے نہ رہے اور وہی مرنے کے بعد دوبارہ سب کو زندہ کرے گا۔

(۵۰) آپ ﷺ ان سے فرما دیجیے کہ اگر میں اس حق و ہدایت کو چھوڑ کر گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی بھی وبال ہو گی اور اگر میں حق و ہدایت پر قائم رہوں تو یہ ہدایت بدولت اس قرآن کے ہے جس کو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے اور پکارنے والے پکار کو سننے والا اور موحد کی دعا کی قبولیت کے قریب ہے۔

(۵۱) اور اگر آپ ﷺ اس وقت کا ملاحظہ کریں جس وقت یہ کفار زمین میں دھنسا دیے جائیں گے اور ان کو موت آئے گی یعنی مقام بیداء میں دھنسیں گے تو ان میں سے کسی کے لیے بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو گی اور پیروں کے نیچے سے پکڑ لیے جائیں گے تو پھر زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔

(۵۲) پھر یہ زمین میں دھنسنے کے وقت کہیں گے کہ ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لے آئے تب اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اب مرنے کے بعد توبہ اور کفر سے رجوع کا کہاں وقت رہا حالاں کہ یہ لوگ دھنسنے سے پہلے تو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر تھے۔

(۵۳) حالاں کہ دنیا میں بے تحقیق باتیں ہانک رہے تھے کہ جنت و دوزخ کچھ نہیں اور اب مرنے کے بعد پھر بلا تحقیق دنیا کی طرف واپسی کی درخواست کر رہے ہیں۔

(۵۴) اس لیے ان میں اور ان کی پھر دنیا کی طرف واپسی کی درخواست میں ایک آڑ کر دی گئی جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جا چکا جو ان سے پہلے کفر کر چکے تھے۔ یہ سب آسمانوں اور زمین کے خالق کے بارے میں بڑے شک میں تھے۔

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّخَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا
اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ
لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ
يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝٣
وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ۝٤ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝٥ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ
فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝٦
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّخَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار ہے) جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (اور) فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے بڑھاتا ہے بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱) خدا جو اپنی رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اسکے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے (۲) لوگو خدا کے جو تم پر احسانات ہیں انکو یاد کرو کیا خدا کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو (۳) اور (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور (سب) کام خدا ہی کی طرف لوٹائے جائینگے (۴) لوگو خدا کا وعدہ سچا ہے تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے (۵) شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اُسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے (پیروؤں کے) گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہوں (۶) جنہوں نے کفر کیا اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے (۷)

تفسیر سورۃ فاطر آیات (۱) تا (۷)

اس سورت میں پینتالیس آیات اور ایک سو ستانوے کلمات اور تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔

(۱) تمام تر حمد و ثناء اسی اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور فرشتوں کو پیدا کرنے والا اور ان کو یعنی جبریل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور رعد و حفظہ کو پیغام رساں بنا کر سرفراز فرمانے والا ہے۔ ان فرشتوں میں سے بعض کے دو پر اور بازو ہیں کہ جن سے وہ اڑتے ہیں اور بعض کے تین ہیں اور بعضوں کے چار۔

بلکہ وہ فرشتوں کی پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے یا یہ کہ ان پروں میں یا اچھی اچھی نعمتوں میں یا عمدہ آواز میں جو چاہے اضافہ کر دیتا ہے۔

وہ نقصان اور زیادتی ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ جو رحمت یعنی بارش رزق اور سلامتی بندوں کے لیے بھیجے تو اس کی رحمت کا کوئی روکنے والا نہیں اور

جس رحمت کو وہ بند کر دے سو اس کے بند کرنے کے بعد کوئی اس رحمت کا جاری کرنے والا نہیں۔
اور وہ بند کرنے پر غالب اور جو چھوڑی ہے اس میں حکمت والا ہے۔

(۳) مکہ والو اللّٰہ تعالیٰ کے احسانات یعنی بارش روزی اور امن کو یاد کرو سو کیا اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود ہے جو آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے سبزیاں اگاتا ہو۔ اس کے علاوہ جو تمہیں رزق دیتا ہے اور کوئی معبود نہیں پھر کیوں جھٹلا رہے ہو کہ اس کے علاوہ اور معبود تمہیں روزی دیتے ہیں۔

(۴) اور اگر قریش آپ ﷺ کو جھٹلائیں تو آپ ﷺ کی قوم سے پہلے بھی دوسری قوموں نے جھٹلایا تھا اور بالآخر تمام امور اللّٰہ تعالیٰ ہی کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

(۵) اے مکہ والو بعث بعد الموت ضرور ہوگا سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی رونق و بہار تمہیں اللہ کی پیروی سے دھوکے میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تمہیں دھوکا باز شیطان دین الٰہی سے دھوکا میں ڈال دیں یا کہ دنیا کی جھوٹی چیزیں۔

(۶) بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے دین الٰہی اور اطاعت خداوندی میں ہرگز اس کی اطاعت مت کرو وہ تو اپنے گروہ اور اپنے ماننے والوں کو اس لیے بلاتا ہے تاکہ وہ بھی دوزخیوں کے ساتھ جہنم میں جمع ہو جائیں۔

(۷) جو لوگ کافر ہو گئے یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھی ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو حضرات ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ان کے لیے ان کے دنیاوی گناہوں کی بخشش اور جنت میں اجر عظیم ہے۔

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِ فَرَاٰهُ حَسَنًاؕ فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ إِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ أُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ

بھلا جس شخص کو اسکے اعمال بد آراستہ کر کے دکھائے جائیں اور وہ اُن کو عمدہ سمجھنے لگے تو (کیا وہ نیکوکار آدمی جیسا ہو سکتا ہے) بیشک خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ تو اُن لوگوں پر افسوس کر کے تمہارا دم نہ نکل جائے۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس سے واقف ہے (۸) اور خدا ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے اور وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم ان کو ایک بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر اس سے زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح مُردوں کو جی اٹھنا ہوگا جو شخص عزت کا طلبگار ہے تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے اُسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے

مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾
وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ
وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ
حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي
الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا
يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ
سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا
يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾

ہیں اور نیک عمل اُنکو بلند کرتے ہیں اور جو لوگ برے برے مکر کرتے ہیں اُن کیلئے سخت عذاب ہے اور اُن کا مکرنا نابود ہو جائے گا (۱۰) اور خدا ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا۔ اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر زیادہ دی جاتی ہے اور نہ اُس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے بیشک یہ خدا کو آسان ہے۔ (۱۱) اور دونوں دریا (مل کر) یکساں نہیں ہو جاتے۔ یہ تو میٹھا ہے پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے کڑوا اور سب سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہیں تا کہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تا کہ شکر کرو (۱۲) وہی رات کو دن میں داخل کرتا اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اُسی کی بادشاہی اور جن لوگوں کو تم اُسکے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو (کسی چیز کے) مالک نہیں (۱۳) اگر تم اُن کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات کو قبول نہ کرسکیں اور قیامت کے روز تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور (خدائے) باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا (۱۴)

تفسیر سورۃ فاطر آیات (۸) تا (۱۴)

(۸) سو ایسا شخص جس کو اس کا عمل بد اچھا کر کے دکھلا دیا گیا پھر وہ اس کو اچھا سمجھنے لگا جیسا کہ ابوجہل تو کہیں یہ ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جس کو ہم نے ایمان واطاعت کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ جو گمراہی کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین سے گمراہ کرتے ہیں یعنی ابوجہل وغیرہ اور جو ہدایت کا مستحق ہوتا ہے اسے ہدایت کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ لہٰذا اگر یہ ایمان نہ لائیں تو ان کی تباہی و بربادی پر حسرت کر کے کہیں آپ ﷺ کی جان نہ جاتی رہے۔

یہ اپنی کفریہ حالت میں جو دارالندوہ میں رسول اکرم ﷺ کو نقصان پہنچانے کی جو تدابیر و مشورے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان سب سے باخبر ہے۔

شانِ نزول: اَفَمَنۡ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا (الخ)

جبیر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا الہ العالمین اپنے دین کو عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعے سے عزت عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ کو ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ کیا ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۹) اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بارش سے زمین کو سیراب کرتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعے سے بنجر زمین کو آباد کرتے ہیں اسی طرح تم زندہ کیے جاؤ گے اور قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

(۱۰) اور جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ عزت قدرت وطاقت کس کے لیے ہے تو سمجھ لے کہ تمام تر عزت بالذات اور قدرت اللہ ہی کو حاصل ہے۔ اچھا کلام یعنی کلمہ طیبہ اسی تک پہنچتا ہے اور وہ اس کو قبول کرتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں یا یہ کہ جو دار الندوہ میں بڑی بڑی تدابیر کر رہے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو یا تو معاذ اللہ قید کرلیں یا آپ ﷺ کو اس بستی سے نکال دیں یا سب مل کر آپ کو شہید کر دیں۔ ان لوگوں یعنی ابوجہل وغیرہ کو سخت ترین عذاب ہوگا اور ان کا یہ مکر وفریب تباہ و برباد ہو جائے گا اور کہا گیا کہ یہ آیت سود خوروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے تمہیں بذریعہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیا ہے پھر تمہیں تمہارے آباء کے نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ پورا یا ادھورا جنتی ہے مگر سب کچھ اس کی اطلاع اور اجازت سے ہوتا ہے اور نہ کسی عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور نہ کسی کی عمر بڑھائی جاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہوتا ہے بغیر کتابت کے بھی ان تمام امور کا محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

(۱۲) اور شیریں اور کھاری دونوں دریا ایک جیسے نہیں ہو سکتے بلکہ ان میں ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی آسان ہے اور ایک شور و تلخ ہے جو حلق سے نیچے بھی نہیں اترتا اور تم ان میں سے ہر ایک دریا سے تازہ مچھلیاں نکال کر کھاتے ہو اور خاص طور سے تلخ شور دریا سے موتی اور جواہرات نکال کر ان کے زیورات پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ سمندر میں ہوا سے آتی جاتی اور پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعے سے اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر کرو۔

(۱۳) وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے جس کی وجہ سے چند گھنٹے دن رات سے بڑا ہو جاتا ہے اور دن کے اجزاء رات میں داخل کرتا ہے جس سے چند گھنٹے رات لمبی ہو جاتی ہے اور اس نے چاند و سورج کی روشنی کو انسانوں کے کام

میں لگا رکھا ہے۔ چاند، سورج، رات اور دن میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک اپنی منزلوں میں چلتے رہیں گے یہی اللّٰہ جس کی یہ شان ہے تمھارا پروردگار ہے وہی یہ تمام کام کرتا ہے یہ جھوٹے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے اسی کے قبضہ قدرت میں تمام خزانے ہیں اور جن کی تم اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ پوجا کرتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے۔

(۱۴) اگر تم ان کو پکارو تو اول تو وہ تمھاری سنیں گے نہیں کیوں کہ وہ بہرے ہیں اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو کیوں کہ انھیں تم سے دشمنی ہے اس لیے وہ تمھارا کہنا نہیں مانیں گے۔

اور قیامت کے روز تو وہ بت تمھارے شرک اور تمھاری عبادت کرنے کے خود مخالف ہو جائیں گے۔

اور تمھیں ان کے اور ان کے اعمال کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں بتائے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى
اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا
لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۗ اِنَّمَا تُنْذِرُ
الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ
وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾
وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۚ
اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي
الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾
وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ ع ۳ ۱۵

لوگو! تم (سب) خدا کے محتاج ہو اور خدا بے پرواہ سزاوار حمد (وثنا) ہے (۱۵) اگر چاہے تو تم کو نابود کر دے اور نئی مخلوقات لا آباد کرے (۱۶) اور یہ خدا کو کچھ مشکل نہیں (۱۷) اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کو بوجھ نہ اٹھائے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قرابت دار ہی ہو (اے پیغمبر) تم اُن ہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہو جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز بالالتزام پڑھتے ہیں۔ اور جو شخص پاک ہوتا ہے اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور (سب کو) خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۸) اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں (۱۹) اور نہ اندھیرا اور روشنی (۲۰) اور نہ سایہ اور دھوپ (۲۱) اور نہ زندے اور مُردے برابر ہو سکتے ہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔ اور تم اُن کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں نہیں سنا سکتے (۲۲) تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو (۲۳) ہم نے تم کو حق کیساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے (۲۴) اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو جو لوگ اُن سے پہلے تھے وہ بھی تکذیب کر چکے ہیں۔ اُن کے پاس اُن کے پیغمبر نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے لے کر آتے رہے۔ (۲۵) پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا ہوا! (۲۶)

تفسير سورة فاطر آيات (۱۵) تا (۳٦)

(۱۵) اے لوگو تم ہی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور اس کے رزق اور سلامتی کے اور آخرت میں اس کی جنت کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ تو تمھارے مال و دولت سے بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔

(۱۶۔۱۷) اور اے مکہ والو اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور تم سے بہتر اور زیادہ فرمانبردار ایک نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ فنا اور نئی مخلوق کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل بات نہیں۔

(۱۸) اور کوئی خوشی سے کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن زبردستی دوسرا اس پر لادنا چاہے گا یا یہ کہ کسی کو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ کہ کسی انسان کو بغیر گناہ کے عذاب نہیں دیا جائے گا اور اگر کوئی گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا کسی کو اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لیے بلالے گا تو بھی اس کے سننے والوں سے کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھایا جائے گا اگرچہ وہ شخص قرابت دار یعنی ماں باپ اور اولاد ہی کیوں نہ ہو۔ اے نبی اکرم ﷺ آپ کا ڈرانا تو ایسے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور جو توحید کا قائل ہوتا ہے اور پاک ہوتا ہے اور اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے تو ان تمام خوبیوں کا ثواب اسی کی ذات کو پہنچاتا ہے اور آخرت میں سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۱۹۔۲۴) اور کافر مومن دونوں برابر نہیں اور نہ کفر و ایمان اور نہ جنت و دوزخ اور نہ مومنین و کافرین اطاعت و بزرگی میں برابر ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو اس چیز کا اہل ہوتا ہے اس کو سمجھا دیتا ہے اور آپ ﷺ ان لوگوں کو نہیں سمجھا سکتے جو ایسے ہیں جیسا کہ قبروں میں دفن کیے گئے ہیں۔

آپ ﷺ تو صرف قرآن کریم کے ذریعے سے ڈرانے والے پیغمبر ہیں۔

ہم ہی نے آپ ﷺ کو قرآن کریم دے کر مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی اللہ کی طرف سے ڈرانے والا پیغمبر نہ گزرا ہو۔

(۲۵) اور محمد ﷺ اگر قریش آپ ﷺ کو جھٹلائیں تو جو لوگ آپ ﷺ کی قوم سے پہلے گزرے ہیں انھوں نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور وہ پیغمبران کے پاس اوامر و نواہی معجزات اور پہلے صحیفوں کی خبر اور حلال و حرام کو واضح کر دینے والی کتاب لے کر آئے تھے۔

(۲٦) نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ان کافروں کو پکڑ لیا سو آپ دیکھیے کہ جب وہ ایمان نہ لائے تو میں نے عذاب سے ان کو کیسا تہ و بالا کیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا
اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝٢٧ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَاۗبِّ وَالْاَنْعَامِ
مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ
عِبَادِهِ الْعُلَمٰۗؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝٢٨ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝٢٩
لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ
شَكُوْرٌ ۝٣٠ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝٣١ ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ
وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝٣٢ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ
فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝٣٣
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا
لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝٣٤ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ
لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝٣٥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝٣٦ وَهُمْ
يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ
الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ
وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝٣٧ ع

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمان سے مینہ برسایا تو ہم نے اُس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کئے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے اور سیاہ ہیں (۲۷) انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں خدا سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں بیشک خدا غالب (اور) بخشنے والا ہے (۲۸) جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اُس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی (۲۹) کیونکہ خدا اُن کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا وہ تو بخشنے والا (اور) قدردان ہے (۳۰) اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے برحق ہے اور ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں۔ بیشک خدا اپنے بندوں سے خبردار (اور اُن کو) دیکھنے والا ہے (۳۱) پھر ہم نے اُن لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔ تو کچھ تو اُن میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔ یہی بڑا فضل ہے (۳۲) (ان لوگوں کیلئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں اُن کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اُن کی پوشاک ریشمی ہوگی (۳۳) وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا (اور) قدردان ہے (۳۴) جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اتارا یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہوگی (۳۵) اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کیلئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئیگی کہ مر جائیں اور نہ ان کا عذاب ہی اُن سے ہلکا کیا جائیگا۔ ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۳۶) وہ اُس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۳۷)

تفسیر سورة فاطر آیات (۲۷) تا (۳۷)

(۲۷) اے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی پھر ہم نے اس پانی سے مختلف اقسام کے تلخ اور شیریں پھل پیدا کیے اسی طرح پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں اور پھلوں کی رنگتوں کی طرح کچھ سفید ہیں اور کچھ سرخ اور کچھ بہت گہرے سیاہ ہیں۔

(۲۸) اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی کچھ ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں کہ بعض اوقات اختلاف اصناف کے ساتھ یہ چیز ہے۔

اور اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت و بادشاہت میں زبردست اور مومن کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

(۲۹) اور جو حضرات یعنی حضرت ابوبکر ؓ اور ان کے ساتھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے خفیہ طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کرتے ہیں اور دائمی نفع والی تجارت یعنی جنت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ (الخ)

عبدالغنی بن سعید ثقفیؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حسین بن حارث بن عبدالمطلب قرشی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

(۳۰) تاکہ اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے اعمال کا ثواب ان کو پورا دیں اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دیں کہ ایک نیکی پر دس گنا ثواب عطا کریں۔ وہ ان کے بڑے گناہوں کا بخشنے والا اور معمولی نیکیوں کا قبول کرنے والا ہے کہ ذرا سی نیکی کو قبول فرماتا ہے اور اس پر زیادہ ثواب دیتا ہے۔

(۳۱) اور یہ قرآن حکیم جو ہم نے آپ ﷺ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے بالکل ٹھیک ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی توحید اور بعض احکام میں تصدیق کرتا ہے اللہ تعالیٰ مومن و غیر مومن سب کی حالت کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔

(۳۲) پھر آپ ﷺ پر قرآن حکیم نازل کرنے کے بعد اسکے یاد رکھنے اور اس کے لکھنے اور اس کی کتاب کی تلاوت کرنے کی دولت ان لوگوں کو نصیب فرمائی جن کو ہم نے بذریعہ ایمان اپنے تمام بندوں میں پسند کیا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کی امت تو ان میں سے بعض کبیرہ گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کہ ان کی نجات شفاعت یا مغفرت وعدہ ہی کے ساتھ ہو سکتی ہے اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی نیکیاں اور گناہ دونوں برابر ہیں کہ ان کا

معمولی سا حساب ہو کر پھر ان کی نجات ہو جائے گی اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو اللہ کی توفیق سے دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کرتے جا رہے ہیں اور آخرت میں جنت عدن کا قرب حاصل کرتے جا رہے ہیں یہ انتخاب اور اعمال صالحہ میں سبقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ان پر بڑا عظیم الشان احسان ہے۔

(۳۳) اور جنت الفردوس ان کا ٹھکانہ ہوگا کہ باغات جس کے چاروں طرف ہوں گے اور جنت میں مردوں کو سونے کے کنگن اور عورتوں کو موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک وہاں ریشم کی ہوگی۔

(۳۴) اور جنتی جنت میں کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جس نے ہم سے موت و زوال اور قیامت کی سختیوں کے غم کو یا یہ کہ دنیوی مصائب کے غم کو دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑے گناہوں کو معاف کرنے والا اور معمولی نیکیوں کا قبول کرنے والا ہے۔

(۳۵) جس نے ہمیں اپنے فضل سے جنت میں اتارا کہ جہاں نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچے اور نہ کوئی تھکان پہنچے گی۔

شانِ نزول: لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ (الخ)

اور امام بیہقیؒ نے کتاب البعث میں اور ابن ابی حاتمؒ نے نفیع بن حارث کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ نیند ایسی چیز ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے تو کیا جنت میں بھی سونا میسر ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں سونا تو موت کا شریک ہے اور جنت میں موت نہیں ہوگی اس نے عرض کیا تو پھر ان کی راحت کا کیا سامان ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ پر سوال گراں گزرا آپ ﷺ نے فرمایا وہاں ہر ایک کو راحت ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۶) اور جو کافر ہیں یعنی ابوجہل وغیرہ ان کے لیے آخرت میں دوزخ کی آگ ہوگی نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر ہی جائیں کہ اس عذاب سے آرام ہو اور نہ ایک لحہ کے برابر ان سے دوزخ کا عذاب ہی ہلکا اور نہ ختم کیا جائے گا۔ آخرت میں اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیتے ہیں۔

(۳۷) اور وہ کافر اس دوزخ میں پڑے ہوئے فریاد اور واویلا اور آہ و زاری کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دوزخ سے نکال کر پھر دنیا میں بھیج دیجیے تاکہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور خوب خلوص کے ساتھ نیک اعمال کریں بجائے ان کاموں کے جو کہ حالت شرک میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اے گروہ کفار کیا ہم نے تمہیں دنیا میں اتنی مہلت نہیں دی تھی کہ جس کو نصیحت حاصل کرنی اور ایمان لانا ہوتا وہ نصیحت حاصل کر لیتا اور ایمان لے آتا اور تمہارے پاس رسول اکرم ﷺ قرآن کریم لے کر آئے تھے اور تمہیں اس دن سے ڈرایا تھا مگر پھر بھی تم ایمان نہیں لائے سو اب دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو ایسے کافروں کا عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا فَھُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْہُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ لَّیَکُوْنُنَّ اَھْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَھُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۨ ﴿۴۲﴾ اسْتِکْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَکْرَ السَّیِّیٴِ ؕ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّیٴُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ ؕ فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَکَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً ؕ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنْ یُّؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ ع ۱۷

بے شک خدا ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے (۳۸) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں (پہلوں کا) جانشین بنایا تو جس نے کفر کیا اُس کے کفر کا ضرر اسی کو ہے۔ اور کافروں کے حق میں اُن کے کفر سے پروردگار کے ہاں ناخوشی ہی بڑھتی ہے اور کافروں کو اُن کا کفر نقصان ہی زیادہ کرتا ہے (۳۹) بھلا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ اُنہوں نے زمین سے کونسی چیز پیدا کی ہے یا (بتاؤ کہ) آسمانوں میں اُن کی شرکت ہے یا ہم نے اُن کو کتاب دی ہے تو وہ اُس کی سند رکھتے ہیں؟ (ان میں سے کوئی بات بھی نہیں) بلکہ ظالم جو ایک دوسرے کو وعدہ دیتے ہیں محض فریب ہے (۴۰) خدا ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ ٹل نہ جائیں اگر وہ ٹل جائیں تو خدا کے سوا کوئی ایسا نہیں جو اُن کو تھام سکے بیشک وہ بردبار (اور) بخشنے والا ہے (۴۱) اور یہ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک اُمت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں۔ مگر جب اُن کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اُس سے اُن کو نفرت ہی بڑھی (۴۲) یعنی (اُنہوں نے) ملک میں غرور کرنا اور بری چال چلنا (اختیار کیا) اور بری چال کا وبال اُسکے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے یہ اگلے لوگوں کی روش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں۔ سو تم خدا کی عادت میں ہرگز تبدل نہ پاؤ گے اور خدا کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے (۴۳) کیا اُنہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تا کہ دیکھتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ تھے۔ اور خدا ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے۔ وہ علم والا (اور) قدرت والا ہے (۴۴) اور اگر خدا لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر ایک چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ انکو ایک وقت مقرر تک مہلت دیئے جاتا ہے۔ سو جب انکا وقت آ جائے گا تو (اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا) خدا تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (۴۵)

تفسیر سورۃ فاطر آیات (۳۸) تا (۴۵)

(۳۸) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اگر تمھیں پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تو پھر تم ان ہی باتوں کا ارتکاب کرو گے جن سے تمھیں روکا گیا تھا اور دلوں میں جو نیکی اور برائی پوشیدہ ہے وہ ہی اس کا جاننے والا ہے۔

(۳۹) وہی ایسا ہے اے امت محمدیہ جس نے تمہیں پچھلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد زمین پر آباد کیا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے گا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا اور کافروں کے لیے ان کا کفر قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔

اور نیز کافروں کے لیے ان کا دنیوی کفر آخرت میں خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔

(۴۰) آپ ﷺ ان کفار مکہ سے یہ تو کہیے کہ تم اپنے معبودوں کا حال تو بتاؤ جن کی تم پوجا کرتے ہو کہ انھوں نے زمین کا کون سا حصہ بنایا یا ان کا آسمانوں کے بنانے میں کچھ حصہ ہے یا ہم نے ان کفار مکہ کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کتاب کی کسی دلیل پر قائم ہوں کہ ان کو عذاب نہیں ہوگا۔

بلکہ یہ مشرک سردار دنیا میں اپنے پیروکاروں سے ایسا وعدہ کرتے آئے ہیں جو آخر بالکل ہی بے بنیاد اور دھوکا ہے۔

(۴۱) اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں وہ یہود و نصاریٰ کی باتیں سن کر کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں وہ اپنی اس موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں اور اگر بالفرض وہ اپنی حالت موجودہ کو چھوڑ بھی دیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا وہ یہود و نصاریٰ کی باتوں پر تحمل والا ہے اور جو ان میں سے توبہ کرے تو اس کے حق میں غفور ہے۔

(۴۲) اور ان کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر آیا تو ہم یہود و نصاریٰ سے زائد ہدایت قبول کرنے والے اور دین کی طرف سبقت کرنے والے ہوں گے۔

چنانچہ جب ان کے پاس رسول اکرم ﷺ قرآن حکیم لے کر آئے تو یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لانے سے منہ پھیر کر دور ہی بھاگتے رہے۔

شانِ نزول: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن ابی ہلالؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ ہم میں نبی بھیج دے تو کوئی قوم ہم سے زیادہ اپنے خالق کی پیروی کرنے والی اور ہم سے زیادہ اپنے نبیؑ کی بات پر لبیک کہنے والی اور ہم سے زائد اس کی کتاب پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونے والی نہ ہوگی۔

تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان ہی باتوں کے بیان میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں کہ وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ اور وَلَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ اور وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاۗءَ هُمْ نَذِيْرٌ (الخ) اور یہود و نصاریٰ پر اس چیز کے ذریعے سے غلبہ حاصل کرتے تھے کہ ہم ایک نبی کی پیشین گوئی پاتے ہیں جو ضرور مبعوث ہوگا۔

(۴۳) بلکہ رسول اکرم ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لیے ان کی بری تدبیروں کو ترقی ہوتی رہی کیوں کہ میری تدبیروں اور برے کاموں کا اصلی وبال ان تدبیروں والوں ہی پر پڑتا ہے سو اگر آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو جھٹلائے تو یہ اسی عذاب کے منتظر ہیں جو رسولوں کی تکذیب کرنے پر اگلے لوگوں پر نازل ہوتا رہا اور آپ عذاب الٰہی کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے اور اسی طرح آپ عذاب الٰہی کو کبھی دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

(۴۴) کیا ان کفار مکہ نے سفر نہیں کیا کہ یہ دیکھتے بھالتے کہ جو منکر ان سے پہلے ہوئے ہیں ان کا رسولوں کو جھٹلانے پر کیا انجام ہوا حالاں کہ وہ جسمانی اور مالی قوت میں ان سے زیادہ تھے اور اللّٰہ ایسا نہیں ہے کہ مخلوق میں سے کوئی اس کو ہرا دے اور وہ تمام مخلوق سے واقف اور ان پر قدرت والا ہے۔

(۴۵) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ جن وانس پر ان کے اعمال کے سبب فوراً پکڑ فرمانے لگتا تو روئے زمین پر جن وانس میں سے خاص طور پر ایک متنفس کو بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ ان کو وقت مقررہ تک مہلت دے رہا ہے۔

سو جب ان کی ہلاکت کا وقت آئے گا تو اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا کہ کس کو ہلاک کرے اور کسے بچائے۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ ثَلٰثٌ وَّ ثَمٰنُوْنَ اٰیَۃً وَّ خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾ عَلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ
اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ
فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی
الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾
وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾
اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ
فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی
وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ
اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾

سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ ثَلٰثٌ وَّ ثَمٰنُوْنَ اٰیَۃً وَّ خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰس (۱) قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے (۲) (اے محمد) بیشک تم پیغمبروں میں سے ہو (۳) سیدھے رستے پر (۴) (یہ خدائے) غالب (اور) مہربان نے نازل کیا ہے (۵) تاکہ تم اُن لوگوں کو جن کے باپ دادا کو متنبہ نہیں کیا گیا تھا متنبہ کر دو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۶) اُن میں سے اکثر پر (خدا کی) بات پوری ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے (۷) ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے ہیں) تو اُن کے سر اُلل رہے ہیں (۸) اور ہم نے اُن کے آگے بھی دیوار بنا دی اور اُنکے پیچھے بھی پھر اُن پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے (۹) اور تم اُن کو نصیحت کرو یا نہ کرو اُن کے لئے برابر ہے۔ وہ ایمان نہیں لانے کے (۱۰) تم تو صرف اُس شخص کو نصیحت کر سکتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور خدا سے غائبانہ ڈرے سو اُسکو مغفرت اور بڑے ثواب کی بشارت سُنا دو (۱۱) بیشک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے اور (جو) اُن کے نشان پیچھے رہ گئے ہم اُنکو قلمبند کر لیتے ہیں۔ اور ہر چیز کو ہم نے کتابِ روشن (یعنی لوحِ محفوظ) میں لکھ رکھا ہے (۱۲)

تفسیر سورۃ یٰسین آیات (۱) تا (۱۲)

یہ سورت مکی ہے اس میں تراسی آیات اور سات سو انتیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔

(۱۔۴) حضرت ابن عباس ؓ سورۃ یٰسین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب سریانی زبان میں یہ ہے کہ اے انسان یا یہ کہ بطور تاکید کے یہ قسم ہے یعنی میں ایسے قرآن حکیم کی قسم کھا کر جو کہ حلال و حرام اور امر و نواہی کے بیان میں محکم ہے۔

کہتا ہوں کہ آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں اور پسندیدہ دین یعنی دین اسلام پر قائم ہیں۔

(۵۔۶) اور یہ قرآن حکیم خدائے زبردست و مہربان کا کلام ہے۔

تاکہ آپ اس قرآن حکیم کے ذریعے سے قریش کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد آپ سے پہلے قریب کے کسی رسول کے ذریعے نہیں ڈرائے گئے سو اسی کی وجہ سے یہ آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) ان مکہ والوں میں سے اکثر پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ علم خداوندی کے مطابق ایمان نہیں

لائیں گے اور نہ ایمان لانے کا ارادہ ہی کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بدر کے دن یہ ابوجہل وغیرہ سب حالت کفر میں مارے گئے۔

شان نزول: لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ (الخ)

ابونعیمؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سجدہ میں اونچی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے جس سے بعض قریشیوں کو اذیت پہنچتی تھی۔

تا آنکہ وہ سب آپ کو پکڑنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے جا ملے اور وہ اندھے ہو گئے کہ کچھ بھی نہ دیکھتے تھے چنانچہ وہ سب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ کو اللّٰہ تعالیٰ کی قسم دے کر رحم کرنے کی درخواست کرتے ہیں چنانچہ آپ نے دعا فرمائی یہاں تک کہ ان سے یہ تکلیف دور ہوئی اس پر یٰسٓ سے لے کر لَا يُؤْمِنُوْنَ تک یہ آیات نازل ہوئیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا۔

(۸) ہم نے ان کی گردنوں میں لوہے کے طوق ڈال دیے ہیں پھر وہ ان کی ٹھوڑیوں تک اڑ گئے ہیں جس سے ان کے سر اوپر ہی کو اٹھے رہ گئے۔

(۹) یا یہ کہ جب انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو پتھر مار کر حالت نماز میں تکلیف پہنچانی چاہی تو ہم نے ان کی گردنوں کو ٹھوڑیوں تک کر دیا اور یہ ہر ایک خیر و بھلائی سے محروم کے محروم ہی رہ گئے اور ہم نے امور آخرت کے بارے میں ایک پردہ ان کے آگے ڈال دیا اور امور دنیا کے متعلق ایک پردہ ان کے پیچھے ڈال دیا اور ہم نے ان کے دلوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جس سے وہ حق و ہدایت کو نہیں دیکھ سکتے۔

یا یہ کہ جس وقت انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو حالت نماز میں پتھر سے تکلیف پہنچانی چاہی تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے سامنے ایک پردہ کی آڑ کر دی کہ آپ ﷺ کے اصحاب ان کو نظر نہ آئے غرض کہ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا کہ نبی اکرم ﷺ ان کو نظر ہی نہ آئیں کہ پھر یہ آپ کو تکلیف پہنچائیں۔

شان نزول: وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں محمد ﷺ کو دیکھ لوں تو آپ کے ساتھ ایسا ایسا کروں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ سے لَا يُبْصِرُوْنَ تک یہ آیات نازل ہوئیں چنانچہ اس کے بعد کفار اس سے کہتے تھے کہ یہ محمد ﷺ ہیں اور وہ کہتا تھا کہاں ہیں اور آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

(۱۰) سو نبی مخزوم یعنی ابوجہل وغیرہ کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں کام برابر ہیں یہ کسی بھی صورت میں ایمان لانے کا ارادہ نہیں کریں گے چنانچہ یہ بدر کے دن کفر ہی کی حالت میں مارے گئے۔

(۱۱) اور اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ (الخ) سے یہاں تک ابوجہل اور ولید اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور محمد ﷺ آپ کا ڈرانا تو ایسے شخص کو فائدہ پہنچا سکتا ہے جو قرآن کی پیروی کرے اور اللّٰہ کو بغیر دیکھے ہوئے اس کی فرمانبرداری کرے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سو آپ ان کو ان کے دنیوی گناہوں کی مغفرت اور جنت میں عمدہ صلے کی خوشخبری سنا دیجیے۔

(۱۲) اور ہم ایک روز مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم ان کے وہ اعمال بھی لکھتے جاتے ہیں جنھیں وہ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور ان کے چھوڑے ہوئے وہ اچھے اور برے طریقے جن پر ان چھوڑنیوالوں کے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا ہے اور ہم نے ان کے سب اعمال کو لوح محفوظ میں ضبط کر دیا تھا۔

شانِ نزول: اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ (الخ)

امام ترمذیؒ نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی سلمہ مدینہ منورہ کے کنارے پر رہتے تھے انھوں نے مسجد میں منتقل ہونا چاہا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی ہم ایک دن مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی الخ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں اس لیے تم لوگ منتقل نہ ہو۔ اور امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَاضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ الۡقَرۡیَۃِ ۘ اِذۡ جَآءَہَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿ۚ۱۳﴾ اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہِمُ اثۡنَیۡنِ فَکَذَّبُوۡہُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَکۡذِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوۡا رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَیَّرۡنَا بِکُمۡ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہُوۡا لَنَرۡجُمَنَّکُمۡ وَلَیَمَسَّنَّکُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا طَآئِرُکُمۡ مَّعَکُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُکِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿ۙ۲۰﴾ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا وَّہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾

اور ان سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کرو جب اُن کے پاس پیغمبر آئے (۱۳) (یعنی) جب ہم نے اُن کی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو اُنہوں نے اُن کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی تو اُنہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں (۱۴) وہ بولے کہ تم (اور کچھ) نہیں مگر ہماری طرح کے آدمی (ہو) اور خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم محض جھوٹ بولتے ہو (۱۵) اُنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف (پیغام دے کر) بھیجے گئے ہیں (۱۶) اور ہمارے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس! (۱۷) وہ بولے کہ ہم تم کو نامبارک دیکھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہم سے دکھ دینے والا عذاب پہنچے گا۔ (۱۸) اُنہوں نے کہا کہ تمہاری نحوست

تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اس لئے کہ تم کو نصیحت کی گئی بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو (۱۹) اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم پیغمبروں کے پیچھے چلو (۲۰) ایسوں کے جو تم سے صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے رستے پر ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ یٰسین آیات (۱۳) تا (۲۱)

(۱۳۔۱۴) اور آپ ان مکہ والوں سے انطاکیہ والوں کا ایک واقعہ بیان کر دیجیے کہ ہم نے اُن کس طرح ہلاک کیا جب کہ ان کے پاس حضرت عیسیٰؑ کے بھیجے ہوئے رسول شمعون الصفار آئے ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور ان پر ایمان نہیں لائے اور اُس سے پہلے ہم نے ان کے پاس دو رسولوں یعنی سمعان اور ثومان کو بھیجا تو اس بستی والوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو پھر ہم نے ان کے پاس شمعون کو بھیجا کہ انھوں نے پہلے دونوں رسولوں کی تبلیغ رسالت کی تصدیق کی۔

(۱۵) وہ کہنے لگے کہ تم تو ہماری طرح عام آدمی ہو اور اللّٰہ نے نہ کتاب نازل کی ہے اور نہ کوئی رسول بھیجا ہے تم بالکل جھوٹ بولتے ہو۔

(۱۶۔۱۷) وہ رسول کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار گواہ ہے کہ ہم رسول ہیں اور ہمارے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔

(۱۸) وہ لوگ رسولوں سے کہنے لگے کہ ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں اگر تم اپنی تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے اور تمھیں ہماری طرف سے قتل کی سخت تکلیف پہنچے گی۔

(۱۹) وہ رسول بولے کہ تمھاری سختی اور تمھارا منحوس سمجھنا یہ تو تمھارے افعال کے ساتھ ہی اللہ کی طرف وابستہ ہے کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تمہیں نصیحت کریں اور اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرائیں بلکہ تم تو پورے مشرک ہو۔

(۲۰۔۲۱) اور انبیاء کرام کی خبر سن کر اس شہر کے کسی دور مقام سے حبیب نجار مسلمان دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان لا کر ان رسولوں کی پیروی کرو۔

جو تم سے اس چیز پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود بھی موحد اور سیدھے راستے پر ہیں اس پر قوم نے ان سے کہا کہ تو نے ہم سے اور ہمارے دین سے بے زاری ظاہر کی اور ہمارے دشمن کے دین کو اختیار کر لیا۔

❁ ❁ ❁

وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور مجھے کیا ہے کہ میں اُس کی پرستش نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے (۲۲) کیا میں ان کو چھوڑ کر اوروں کو معبود بناؤں؟ اگر خدا میرے حق میں نقصان کرنا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے۔ اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکیں (۲۳) تب تو میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا (۲۴) میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں سو میری بات سن رکھو (۲۵) حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جا بولا کاش! میری قوم کو خبر ہو (۲۶) کہ خدا نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا (۲۷) اور ہم نے اُس کے بعد اُس کی قوم پر کوئی لشکر نہیں اُتارا اور نہ ہم اُتارنے والے تھے ہی (۲۸) وہ تو صرف ایک چنگھاڑ تھی (آتشیں) سو وہ (اس سے) ناگہاں بجھ کر رہ گئے (۲۹) بندوں پر افسوس ہے کہ ان کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آتا مگر اس سے تمسخر کرتے ہیں (۳۰) کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اُن سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا اب وہ اُنکی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۱) اور سب کے سب ہمارے روبرو حاضر کئے جائیں گے (۳۲)

تفسیر سورۃ یٰسٓ آیات (۲۲) تا (۳۲)

(۲۲) اس پر حبیب نجار کہنے لگے میرے پاس کون سا عذر ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

(۲۳) کیا میں اللّٰہ کو چھوڑ کر تمھاری مرضی سے ان بتوں کو پوجنے لگوں جن کی حالت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے سخت عذاب دینا چاہیں تو عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کی سفارش میرے کچھ کام نہیں آسکتی اور نہ یہ جھوٹے معبود مجھے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں۔

(۲۴) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ میں ان کو پوجنا شروع کر دوں تو میں تو کھلی گمراہی میں جا پڑا۔

(۲۵) پھر ان سے حبیب نجار نے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا تم بھی میری بات مانو یا یہ کہ حبیب نجار نے رسولوں سے کہا کہ میں تمھارے پروردگار پر ایمان لے آیا لہٰذا تم میری اس بات پر گواہ رہو اور میں اللّٰہ کا بندہ ہوں۔

(۲۶) اس پر ان کی مشرک قوم نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کر کے سولی پر چڑھایا اور پیروں سے اس قدر روندا کہ آنتیں تک نکل پڑیں چنانچہ ان کے لیے جنت ثابت ہوگئی اور ان کی روح سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا چنانچہ ان کی

روح جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی کہنے لگی کاش میری قوم سمجھتی اور اس بات کی تصدیق کرتی۔

(۲۷) کہ میرے پروردگار نے توحید کے باعث مجھے بخش دیا اور مجھے جنت میں کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی بدولت داخل کردیا۔

(۲۸) اور جب ہم نے اس بستی والوں کو ہلاک کیا تو ہم نے اس شخص کی قوم پر ان کی شہادت کے بعد آسمان سے ان کی ہلاکت کے لیے فرشتوں کا کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی یا یہ کہ ان کی شہادت کے بعد پھر ہم نے ان کے پاس اور کوئی رسول نہیں بھیجا۔

(۲۹) اور وہ سزا صرف ایک جبریل امین کی سخت آواز تھی کہ وہ سب اسی وقت اس سے بجھ کر رہ گئے۔

(۳۰) قیامت کے دن ایسے لوگوں کے حال پر جو کہ ایمان نہیں لائے افسوس اور حسرت کا مقام ہوگا کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کا انھوں نے مذاق نہ اُڑایا ہو اور ان لوگوں نے ان تینوں رسولوں کو بھی شہید کر کے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔

(۳۱) کیا کفار مکہ نے اس چیز پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ پھر وہ قیامت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

(۳۲) اور یہ سب قرن اور بستیوں والے حساب کے لیے ہمارے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ
اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ
مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ
ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ
الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾
وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ
يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ
فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾
وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ
لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا

اور ایک نشانی اُن کیلئے زمین مردہ ہے۔ کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس میں سے اناج اگایا پھر یہ اس میں سے کھاتے ہیں (۳۳) اور اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور اس میں چشمے جاری کردیے (۳۴) تاکہ یہ اُن کے پھل کھائیں اور اُنکے ہاتھوں نے تو اُن کو نہیں بنایا۔ پھر یہ شکر کیوں نہیں کرتے (۳۵) وہ خدا پاک ہے جس نے زمین کی نباتات کے اور خود اُن کے اور جن چیزوں کی اُنکو خبر نہیں سب کے جوڑے بنائے (۳۶) اور ایک نشانی اُن کیلئے رات ہے کہ اس میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو اُس وقت اُن پر اندھیرا چھا جاتا ہے (۳۷) اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے۔ یہ (خدائے) غالب (اور) دانا کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے (۳۸) اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کردیں یہاں تک کہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے (۳۹) نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ

تَأْتِيهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ۝ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ۝

رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے۔ اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں (۴۰) اور ایک نشانی اُن کیلئے یہ ہے کہ ہم نے اُن کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (۴۱) اور اُن کے لئے ویسی ہی اور چیزیں پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں (۴۲) اور اگر ہم چاہیں تو اُن کو غرق کر دیں۔ پھر نہ تو اُن کا کوئی فریادرس ہو اور نہ اُن کو رہائی ملے (۴۳) مگر یہ ہماری رحمت اور ایک مدت تک کے فائدے ہیں (۴۴) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے آگے اور جو تمہارے پیچھے ہے اُس سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (۴۵) اور اُن کے پاس اُن کے پروردگار کی کوئی نشانی نہیں آتی مگر اُس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۴۶) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو رزق خدا نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ بھلا ہم اُن لوگوں کو کھانا کھلائیں جن کو اگر خدا چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ تم تو صریح غلطی میں ہو (۴۷) اور کہتے ہیں اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا (۴۸) یہ تو ایک چنگھاڑ کے منتظر ہیں جو اُن کو اس حال میں کہ باہم جھگڑ رہے ہوں گے آ پکڑے گی (۴۹) پھر نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں میں واپس جا سکیں گے (۵۰)

تفسیر سورۃ یٰسٓ آیات (۴۳) تا (۵۰)

(۳۳) اور نشانیوں کے طور پر ان مکہ والوں کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے کہ ہم نے اسے بارش سے زندہ کیا اور اس سے ہر قسموں کے غلے نکالے۔

(۳۴) اور نیز ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور اس زمین میں نہریں جاری کیں۔

(۳۵) تا کہ لوگ کھجوروں کے پھل کھائیں اور ان پھلوں کو ان کے ہاتھوں نے نہیں اگایا یا یہ کہ ان درختوں کو ان کے ہاتھوں نے نہیں لگایا پھر یہ لوگ اس ذات پر جس نے ان کے ساتھ احسانات کیے ایمان نہیں لاتے۔

(۳۶) وہ پاک ذات ہے جس نے تمام متقابل قسموں کو پیدا کیا زمین میں سے بھی شیریں اور تلخ اور خود ان میں سے بھی مرد و عورت اور تری و خشکی چیزوں میں سے بھی متقابل بنائیں۔

(۳۷) اور ان مکہ والوں کے استدلال کے لیے ایک نشانی اندھیری رات ہے اس رات پر ہم دن کو اتار لیتے ہیں تو وہ لوگ رات کی تاریکی میں رہ جاتے ہیں۔

(۳۸) اور سورج بھی اپنی منزلوں میں چلتا رہتا ہے یا یہ کہ رات اور دن چلتے رہتے ہیں کوئی ان کے ٹھہرنے کی جگہ نہیں یہ اس ذات کی طرف سے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جو کافر کو سزا دینے میں زبردست اور اپنی مخلوق اور ان کی تدابیر سے واقف ہے۔

(۳۹) اور سورج کی طرح ہم نے چاند کے لیے منازل مقرر کیں کہ وہ گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے حتی کہ سال کے آخر

میں کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح خمدار اور پتلا رہ جاتا ہے۔

(۴۰) نہ آفتاب کی مجال ہے کہ وہ چاند کے طلوع ہونے کے وقت طلوع کرے کہ جس سے چاند کی روشنی کو محو کر دے اور اسی طرح نہ رات دن کے مقررہ وقت ختم ہونے سے پہلے آسکتی ہے کہ آ کر اس کی روشنی ختم کر دے۔ چاند و سورج اور ستارے ہر ایک اپنے اپنے دائرہ میں تیر رہے ہیں۔

(۴۱) اور ان مکہ والوں کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کو ان کے آباء کی پشتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار کیا جو کہ سب کو لیے ہوئے پانی پر تھی اور کسی کو اس نے زمین پر باقی نہیں چھوڑا تھا۔

(۴۲) اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہی جیسی چیزیں یعنی اونٹ اور دیگر سواریاں پیدا کیں۔

(۴۳۔۴۴) اور اگر ہم چاہیں تو ان کو سمندر میں غرق کر دیں اور پھر غرق ہونے سے ان کو کوئی بچانے والا نہ ہو اور نہ یہ ڈوبنے سے بچائے جائیں مگر یہ ہماری مہربانی ہے کہ ہم انھیں غرق ہونے سے بچا لیتے ہیں اور ایک مقررہ وقت تک یعنی ان کو موت اور ہلاکت تک فائدہ دینا منظور ہے۔

(۴۵) اور جس وقت ان مکہ والوں سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آخرت سے ڈرو اس پر ایمان لاؤ اور اس کے لیے تیاری کرو اور امور دنیا سے ڈرو اور اس کی زیب و زینت سے دھوکا مت کھاؤ تاکہ آخرت میں تم پر رحمت کی جائے اور تمھیں عذاب نہ دیا جائے۔

(۴۶) اور ان کفار مکہ کے پاس ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آئی جس کی یہ تکذیب نہ کرتے ہوں جیسا کہ انشقاق قمر کسوف شمس بعثت رسول اکرم ﷺ اور نزول قرآن کریم۔

(۴۷) اور جب ان مکہ والوں سے فقراء مومنین کے لیے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تمھیں اللہ نے مال دیا ہے اس میں سے ان فقراء پر خرچ کرو تو یہ کفار مکہ ان فقراء مومنین کے بارے میں یوں کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جن کو اگر اللہ چاہے تو خود کھانے کو دے دے۔

اے گروہ مومنین تم تو کھلی غلطی میں گرفتار ہو یا یہ کہ یہ قول اہل ایمان کا ہے کہ انھوں نے کفار سے یہ کہا۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ قریش کے زندیق لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴۸) اور یہ کفار مکہ رسول اکرم ﷺ سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا اگر تم اپنے اس دعوی میں کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے سچے ہو۔

(۴۹) تو آپ کی قوم جب آپ کو جھٹلا رہی ہے تو یہ عذاب کے لیے صرف پہلے صور کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گا اور یہ اس وقت بازار میں باہمی جھگڑوں میں مصروف ہوں گے۔

(۵۰) سو اس وقت نہ تو ان کو وصیت اور کلام کی فرصت ملے گی اور نہ بازار سے واپسی کی یا یہ کہ نہ اپنے گھروں تک لوٹ آنے کی بلکہ اسی حال میں مرے کے مرے رہ جائیں گے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ
مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا
مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾
فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾
اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ
ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾
سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ
مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ
نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا
یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ
فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا
مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور (جس وقت) صُور پھونکا جائے گا یہ قبروں سے (نکل کر) اپنے پروردگار کی طرف دوڑ پڑیں گے (۵۱) کہیں گے (اے ہے) ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے (جگا) اٹھایا یہ وہی تو ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا (۵۲) صرف ایک زور کی آواز کا ہونا ہوگا کہ سب کے سب ہمارے روبرو آ حاضر ہوں گے (۵۳) اُس روز کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور تم کو بدلہ ویسا ہی ملے گا جیسے تم کام کرتے تھے (۵۴) اہل جنت اس روز عیش ونشاط کے مشغلے میں ہوں گے (۵۵) وہ بھی اور اُن کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے (۵۶) وہاں ان کے لئے میوے اور جو چاہیں گے (موجود ہوگا) (۵۷) پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا) (۵۸) اور گنہگارو آج الگ ہو جاؤ (۵۹) اے آدم کی اولاد ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پُوجنا وہ تمہارا کُھلا دشمن ہے (۶۰) اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے (۶۱) اور اُس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ (۶۲) یہی وہ جہنم ہے جسکی تمہیں خبر دی جاتی ہے (۶۳) (سو) جو تم کفر کرتے رہے ہو اُس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ (۶۴) آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ بھی کرتے رہے تھے اُن کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور اُن کے پاؤں (اُس کی) گواہی دیں گے (۶۵) اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے (۶۶) اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی جگہ پر اُن کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ (پیچھے) لوٹ سکیں (۶۷)

تفسیر سورۃ یٰسین آیات (۵۱) تا (۶۷)

(۵۱) اور پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب قبروں سے نکل نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چلنے لگیں گے۔

(۵۲) اور قبروں سے نکل کر کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے بیدار کر دیا تو ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ وہی وقت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے دنیا میں وعدہ کیا تھا یا یہ کہ ان سے محافظ فرشتے کہیں گے کہ یہ وہی ہے جس کا انبیاء کرام کی زبانی دنیا میں وعدہ کیا تھا۔

(۵۳) اور پیغمبر بعث بعد الموت کے بارے میں سچ کہتے تھے بس وہ دوسری صور تو ایک زور کی آواز ہوگی جس سے

یکا یک سب حساب کے لیے ہمارے سامنے حاضر کردیے جائیں گے۔

(۵۴) اور پھر اس قیامت کے دن کسی کی نیکیوں میں سے ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی اور نہ اس کے گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا اور تمہیں بس آخرت میں انھیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۵۵۔۵۶) اور جنتی قیامت کے دن دوزخیوں کا حال دیکھ کر اپنے مشغلوں میں جوان کو کنواری لڑکیاں ملیں گی خوش دل ہوں گے اور وہ اپنی بیویوں میں درختوں کے سایہ میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

(۵۷۔۵۸) ان کے لیے جنت میں ہر طرح کے پھل ہوں گے اور جو کچھ وہاں مانگیں گے اور جس چیز کی خواہش کریں گے وہ انھیں ملے گی اور ان کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔

(۵۹) اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے کافرو آج کے دن علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو اہل ایمان سے جدا کردے گا۔

(۶۰۔۶۱) پھر ان سے فرمائے گا کیا میں نے رسول پر کتاب نازل کر کے تمھیں اس چیز کی تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی پیروی ہرگز مت کرنا وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ صرف میری ہی توحید کے قائل رہنا کیوں کہ توحید خداوندی ہی سچا اور سیدھا رستہ ہے۔

(۶۲) اور اے انسانو شیطان تم میں سے پہلے ایک بڑی مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اس نے تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کیا کہ اس کی پھر تم اقتداء نہ کرو۔

(۶۳۔۶۴) سو یہ جہنم ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا۔

آج اپنے اس انکار کے بدلہ میں جو تم جہنم کا اور کتاب و رسول کا انکار کیا کرتے تھے اس میں داخل ہو جاؤ۔

(۶۵) اور قیامت کے دن ان کے انکار کرنے کے بعد ہم ان کی زبانوں پر مہر لگا کر انھیں بات کرنے سے روک دیں گے۔

اور ان کے ہاتھ اس چیز کے بارے میں جو انھوں نے ہاتھوں سے کی تھیں ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پیر جدھر گئے تھے وہ اس کے بارے میں شہادت دیں گے غرض کہ ان کے تمام اعضاء ان برائیوں کے بارے میں گواہی دیں گے جو یہ کیا کرتے تھے۔

(۶۶) اگر ہم چاہتے تو ان کی گمراہ آنکھوں کو ملیا میٹ کردیتے اور پھر یہ رستہ تلاش کرتے سو ان کو کہاں نظر آتا مگر ہم نے ان کی گمراہ آنکھوں کو اندھا نہیں کیا۔

(۶۷) اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے کہ یہ بندر اور سور ہو جاتے اس حالت میں کہ یہ اپنے مکانوں اور منزلوں ہی میں پڑے رہ جاتے یعنی اپاہج ہونے کی وجہ سے کہیں آنے جانے کی طاقت ہی باقی نہ رہتی اور نہ اپنی سابقہ حالت پر آنے کی طاقت رہتی۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا
يَعْقِلُوْنَ ۝۶۸ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ
مُّبِيْنٌ ۝۶۹ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۰
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝۷۱
وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝۷۲ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۷۳ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ
يُنْصَرُوْنَ ۝۷۴ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝۷۵
فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۶ اَوَلَمْ يَرَ
الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۷۷ وَضَرَبَ لَنَا
مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝۷۸ قُلْ يُحْيِيْهَا
الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝۷۹ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ
مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝۸۰ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ
الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝۸۱ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲
فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۳

اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں تو اسے خلقت میں اوندھا کر دیتے ہیں تو کیا یہ سمجھتے نہیں (۶۸) اور ہم نے اُن (پیغمبر) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کو شایاں ہے۔ یہ تو محض نصیحت اور صاف صاف قرآن (پُر از حکمت) ہے (۶۹) تاکہ اُس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا رستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہو جائے (۷۰) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائیں ان میں سے ہم نے اُن کے لئے چارپائے پیدا کر دیئے اور یہ اُن کے مالک ہیں (۷۱) اور اُن کو اُن کے قابو میں کر دیا تو کوئی تو اُن میں سے اُن کی سواری ہیں اور کسی کو یہ کھاتے ہیں (۷۲) اور ان میں اُن کے لئے (اور) فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ تو یہ شکر کیوں نہیں کرتے (۷۳) اور انہوں نے خدا کے سوا (اور) معبود بنا لئے ہیں کہ شاید (اُن سے) اُن کو مدد پہنچے (۷۴) (مگر) وہ اُن کی مدد کی (ہرگز) طاقت نہیں رکھتے اور وہ اُن کی فوج ہو کر حاضر کئے جائیں گے (۷۵) تو اُن کی باتیں تمہیں غمناک نہ کریں۔ یہ جو کچھ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ہمیں (سب) معلوم ہے (۷۶) کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو نطفے سے پیدا کیا پھر وہ تڑاق پڑاق جھگڑنے لگا (۷۷) اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو اُن کو کون زندہ کرے گا (۷۸) کہہ دو کہ اُن کو وہ زندہ کرے گا جس نے اُن کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ سب قسم کا پیدا کرنا جانتا ہے (۷۹) (وہی) جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس (کی ٹہنیوں کو رگڑ کر اُن) سے آگ نکالتے ہو (۸۰) بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (اُن کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے۔ کیوں نہیں۔ اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا (اور) علم والا ہے (۸۱) اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۸۲) وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے (۸۳)

تفسیر سورۃ یٰسین آیات (۶۸) تا (۸۳)

(۶۸) اور جس کو ہم زیادہ عمر کر دیتے ہیں تو اسے طبعی حالت میں الٹا کر دیتے ہیں تو وہ بچہ کی طرح ہو جاتی ہے نہ اس کی داڑھی رہتی ہے اور نہ دانت اور بول و براز سے بھی محتاج ہو جاتا ہے تو کیا پھر بھی یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے۔

(۶۹) اور ہم نے رسول اکرم ﷺ کو شاعری کا علم نہیں سکھایا اور یہ آپ کے لیے شان شایان بھی نہیں یہ قرآن حکیم تو

صرف نصیحت کا مضمون ہے اور حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو ظاہر کرنے والی کتاب ہے۔

(۷۰) تاکہ رسول اکرم ﷺ اس کے ذریعے سے ایسے شخص کو ڈرائیں جس کو عقل وشعور ہو اور تاکہ کفار مکہ پر عذاب اور ناراضگی کی بات ثابت ہو جائے کیوں کہ یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۷۱) کیا یہ مکہ والے اس چیز پر نظر نہیں کرتے کہ ہم نے اپنی قدرت سے کُن فرما کر ان کے لیے مویشی پیدا کیے کہ یہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں۔

(۷۲) اور ہم نے ان مویشی کو ان کے تابع بنا دیا سو بعض سے تو یہ سواری کا کام لیتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔

(۷۳) اور مکہ والوں کے لیے ان مویشیوں میں اور بھی سواری کمائی وغیرہ کے منافع ہیں اور ان کے دودھ بھی پینے کے لیے ہیں۔ سو جس ذات نے یہ تمام چیزیں پیدا کیں پھر بھی یہ اس کا شکر نہیں ادا کرتے کہ اس پر ایمان لے آئیں۔

(۷۴) مگر ان کفار مکہ نے تو اللہ کے علاوہ اور بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے اس امید میں کہ وہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت کریں۔

(۷۵) وہ جھوٹے معبودان کی عذاب خداوندی سے کچھ بھی حفاظت نہیں کر سکتے۔

(۷۶) اور یہ کفار مکہ تو غلاموں کی طرح ان جھوٹے معبودوں کے دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں محمد ﷺ ان لوگوں کی تکذیب آپ ﷺ کے لیے دکھ کا سبب نہیں ہونا چاہیے بے شک ہم سب جانتے ہیں جو یہ مکر وخیانت دل میں رکھتے ہیں اور جس عداوت ودشمنی کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔

(۷۷) کیا ابی بن خلف کو معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو ایک حقیر بدبودار نطفہ سے پیدا کیا ہے اور پھر وہ کھلم کھلا باطل کی حمایت میں اعتراضات کرنے لگا۔

شانِ نزول: اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ (الخ)

امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا پھر اسے چورا چورا کر کے کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ کیا ایسی ہڈیاں بوسیدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کی جائیں گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہی ہڈیاں زندہ کی جائیں گی اور تمہیں موت دی جائے گی اور پھر دوبارہ تمہیں زندہ کیا جائے گا اور پھر تمہیں دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

اس پر اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ (الخ) سے آخری سورت تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ، عکرمہؒ، عروہ بن زبیرؒ اور سدیؒ کے طریقہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی ان

روایتوں میں عاص بن وائل کی بجائے ابی بن خلف نام کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۷۸) اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا کہ ہڈیاں دکھا کر ہماری قدرت کا انکار کرتا ہے اور اپنی اصلی پیدائش کو بھول گیا اور کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو جب کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں کون زندہ کرے گا۔

(۷۹) آپ اس کو جواب دے دیجیے کہ وہ ذات زندہ کرے گی جس نے پہلی بار ان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے اور وہ ہر ایک چیز سے پیدا کرنا جانتا ہے۔

(۸۰) اور مکہ والو وہ ایسا ہے جو ہرے درخت سے تمھارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگا لیتے ہو۔

(۸۱) کیا آسمانوں وزمین کا خالق انسانوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں یقیناً وہ اس چیز پر قادر ہے وہ بڑا پیدا کرنے والا ہے۔

(۸۲) اور وہ تو جس وقت قیامت قائم کرنا چاہے گا تو اس وقت کہہ دے گا کہ ہو جا وہ فوراً ہو جائے گی۔

(۸۳) اس کی ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کے پیدا کرنے اور دینے کا اختیار ہے اور تم سب کو مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ تمھیں تمھارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دے گا۔

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء ۲۳
وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳
اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ
الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝۶ وَحِفْظًا
مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ
الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ
مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲
وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝۱۴ وَقَالُوْٓا اِنْ
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝۱۶
اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۱۷ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝۱۸ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ
وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۱۹ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۲۰ هٰذَا
يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۱ ع ۱

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے صف باندھنے والوں کی پرا جما کر (۱) پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر (۲) پھر ذکر (یعنی قرآن) پڑھنے والوں کی (غور کر کر) (۳) کہ تمہارا معبود ایک ہے (۴) جو آسمانوں اور زمین اور جو چیزیں ان میں ہیں سب کا مالک ہے اور سورج کے طلوع ہونے کے مقامات کا بھی مالک ہے (۵) بے شک ہم ہی نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا (۶) اور ہر شیطان سرکش سے اس کی حفاظت کی (۷) کہ اُوپر کی مجلس کی طرف کان نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے (اُن پر انگارے) پھینکے جاتے ہیں (۸) (یعنی وہاں سے) نکال دینے کو اور اُن کے لئے عذاب دائمی ہے (۹) ہاں جو کوئی (فرشتوں کی کسی بات کو) چوری سے جھپٹ لینا چاہتا ہے تو جلتا ہوا انگارا اُس کے پیچھے لگتا ہے (۱۰) تو اُن سے پوچھو کہ ان کا بنانا مشکل ہے یا جتنی خلقت ہم نے بنائی ہے؟ انہیں ہم

نے چپکتے گارے سے بنایا ہے(۱۱) ہاں تم تو تعجب کرتے ہو اور یہ تمسخر کرتے ہیں (۱۲) اور جب اُن کو نصیحت دی جاتی ہے تو نصیحت قبول نہیں کرتے (۱۳) اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھے کرتے ہیں (۱۴) اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (۱۵) بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا پھر اُٹھائے جائیں گے (۱۶) اور کیا ہمارے باپ دادا بھی (جو) پہلے (ہوگزرے ہیں)؟ (۱۷) کہہ دو کہ ہاں۔ اور تم ذلیل ہو گے (۱۸) وہ تو ایک زور کی آواز ہوگی اور یہ اس وقت دیکھنے لگیں گے (۱۹) اور کہیں گے۔ ہائے شامت یہی جزا کا دن ہے (۲۰) (کہا جائے گا کہ ہاں) فیصلے کا دن جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے یہی ہے (۲۱)

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت آیات (۱) تا (۲۱)

یہ سورت مکی ہے اس میں ایک سو بیاسی آیات اور آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار آٹھ سو انتیس حروف ہیں۔

(۱۔۴) قسم ہے ان فرشتوں کی جو آسمان میں اس طرح صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں جیسا کہ مومنین نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اور پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ ذکر الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں یا یہ کہ تلاوت قرآن حکیم کی قسم ہے۔

غرض کہ مکہ والے ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا معبود برحق ایک ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

(۵) جو آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوقات کا خالق ہے اور پروردگار ہے سردی گرمی کے لانے کا۔

(۶۔۷) اور ہم ہی نے رونق دی ہے اس سے پہلے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور ان ہی ستاروں کے ساتھ اس آسمان کی حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے۔

(۸۔۱۰) وہ شیاطین ان محافظ فرشتوں کی باتوں کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے اور اگر وہ اس چیز کی کوشش بھی کرتے ہیں تو ہر طرف سے مار کر دھکے دے دیے جاتے ہیں۔

اور یہ ستاروں کی مار کا یا یہ کہ جہنم کا ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہوگا۔

مگر جو شیطان کچھ خبر سن کر لے ہی بھاگے اور فرشتوں کی گفتگو سے کچھ اچک ہی لے تو ایک دھکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے ہو لیتا ہے جو اس کو جلا کر ختم کر دیتا ہے۔

(۱۱) تو آپ ﷺ ان مکہ والوں سے پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی چیزیں یعنی فرشتے ہم نے ان لوگوں کو تو ابتدا خلق آدم میں چکنی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

(۱۲) آپ ﷺ تو ان کے جھٹلانے پر تعجب کرتے ہیں اور یہ منکر آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی کتاب کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

(۱۳۔۱۴) اور جب ان کو قرآن حکیم کے ذریعے سے سمجھایا جاتا ہے تو نہیں سمجھتے اور جب یہ مکہ والے کوئی معجزہ دیکھتے ہیں جیسا کہ انشقاق قمر اور کسوف شمس تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ محمد ﷺ جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ تو صاف جادو ہے۔

(۱۶۔۱۸) بھلا کیا جب ہم مر کر پرانی ہڈیاں ہوگئے تو کیا پھر ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور کیا ہماری طرح ہمارے آباؤ اجداد بھی۔

آپ ﷺ ان سے فرما دیجیے ہاں ضرور تم زندہ ہو گے اور تم ذلیل بھی ہو گے۔

(۱۹۔۲۰) قیامت تو صرف ایک للکار ہوگی یعنی دوسرا صور تو اس سے سب قبروں سے اٹھ کر دیکھنے بھالنے لگیں گے کہ ان کو کیا حکم دیا جا رہا ہے۔

اور قبروں سے کھڑے ہونے کے بعد کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی حساب کا دن ہے۔

(۲۱) تو فرشتے ان سے فرمائیں گے کہ ہاں یہ وہی تمھارے اور اہل ایمان کے درمیان فیصلہ کا دن ہے جس کے ہونے کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى
صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾
بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾
قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾
وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ
عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ
يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾
اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ
مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ
مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ
لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾

جو لوگ ظلم کرتے تھے اُن کو اور اُن کے ہم جنسوں کو اور جن کو وہ پوجا کرتے تھے (سب کو) جمع کر لو (۲۲) (یعنی جن کو) خدا کے سوا (پوجا کرتے تھے) پھر ان کو جہنم کے رستے پر چلا دو (۲۳) اور اُن کو ٹھیرائے رکھو کہ اُن سے (کچھ) پُوچھنا ہے (۲۴) تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے (۲۵) بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں (۲۶) اور ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے سوال (و جواب) کریں گے (۲۷) کہیں گے کیا تم ہی ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) سے آتے تھے (۲۸) وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے (۲۹) اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم سرکش لوگ تھے (۳۰) سو ہمارے بارے میں ہمارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی اب ہم مزے چکھیں گے (۳۱) ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا (اور) ہم خود بھی گمراہ تھے (۳۲) پس وہ اُس روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے (۳۳) ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (۳۴) اُن کا یہ حال تھا کہ جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے (۳۵) اور کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں (۳۶) (نہیں) بلکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور (پہلے)

پیغمبروں کو سچا کہتے ہیں (۳۷) بے شک تم تکلیف دینے والے عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو (۳۸) اور تم کو بدلہ ویسا ہی ملے گا جیسا تم کام کرتے تھے (۳۹) مگر جو خدا کے بندگان خاص ہیں (۴۰) یہی لوگ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے (۴۱) (یعنی) میوے اور اُن اعزاز کیا جائے گا (۴۲) نعمت کے باغوں میں (۴۳) ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر (بیٹھے ہوں گے) (۴۴) شراب لطیف کے جام کا اُن میں دور چل رہا ہوگا (۴۵) جو رنگ کی سفید اور پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہوگی (۴۶) نہ اس سے درد سر ہو اور نہ وہ اس سے متوالے ہوں (۴۷)

تفسیر سورة الصّٰفّٰت آیات (۲۲) تا (٤٧)

(۲۲۔۲۴) پھر اللّٰہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ مشرکین کو اور جن و انس اور شیاطین میں سے سب ان کے ہم مسلکوں کو اور ان کے بتوں کو جمع کرلو پھر ان سب کو دوزخ کے درمیان لے جاؤ۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو ذرا دوزخ کے قریب ٹھہراؤ۔

(۲۵۔۳۰) ان سے اس چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ اب تمہیں کیا ہوا کہ اب تم عذاب الٰہی کو کیوں نہیں ہٹاتے اور کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی کیوں نہیں مدد کرتے یا یہ کہ ان سے کلمہ لا الہ الا اللّٰہ کے انکار کے بارے میں سوال ہوگا۔ بلکہ قیامت کے دن یہ سب عابد و معبود اللّٰہ کے سامنے سر نیچے کیے شرمندہ کھڑے ہوں گے اور اچھی طرح جان لیں گے کہ حق اللّٰہ ہی کے لیے ہے اور انسان شیاطین کی طرف اور ادنیٰ درجہ کے لوگ سرداروں کی طرف متوجہ ہو کر سوال جواب کرنے لگیں گے۔

چنانچہ انسان شیاطین سے کہیں گے کہ تم ہمیں دین سے گمراہ کرتے تھے۔ شیاطین جواب میں کہیں گے بلکہ تم خود ہی اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے تھے ہم پر ناحق کا الزام ہے ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں کہ تم سے زبردستی کر سکتے بلکہ تم خود ہی اللّٰہ کا انکار کرتے تھے۔

(۳۱۔۳۴) ہم سب پر ہمارے رب کا عذاب و ناراضگی ثابت ہو چکی ہے اب ہم سب کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔

ہم نے تمہیں گمراہ کیا اور ہم خود بھی گمراہ تھے۔ وہ سب کے سب قیامت کے دن عذاب میں شریک رہیں گے ہم مشرکین کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

(۳۵) جب ان سے دنیا میں کہا جاتا تھا کہ اس بات کا اقرار کرلو کہ اللّٰہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں تو یہ اس کے ماننے سے تکبر کیا کرتے تھے۔

(۳۶۔۳۹) اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کی عبادت کو ایک شاعر دیوانہ یعنی رسول اکرم ﷺ کی وجہ سے چھوڑ دیں بلکہ آپ تو قرآن کریم اور توحید کا حکم لے کر آئے ہیں اور پہلے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔

اے مکہ والو تم سب کو دوزخ کا دردناک عذاب چکھنا پڑے گا اور تمہیں آخرت میں اسی چیز کا بدلہ ملے گا جو تم دنیا میں کفر و شرک کرتے تھے۔

(۴۰۔۴۷) سوائے ان لوگوں کے جو کفر و شرک سے محفوظ تھے۔

یا یہ کہ عبادت و توحید کے ساتھ اللّٰہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں۔

ان کے لیے صبح و شام کے اندازہ کے مطابق ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہو چکا ہے۔یعنی میوے وہ لوگ بڑی عزت سے ایسے باغوں میں جن کی نعمتیں ختم نہ ہوں گی تختوں پر آمنے سامنے زیارت کے لیے بیٹھے ہوں گے۔

ان کے پاس پاکیزہ جام شراب لایا جائے گا جو سفید ہوگی اور پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی۔

نہ اس کے پینے سے پیٹ میں درد ہوگا نہ عقل میں فتور آئے گا نہ اور کسی قسم کی تکلیف ہوگی نہ گناہ ہوگا اور نہ اس سے نشہ آئے گا اور نہ سر میں درد ہوگا۔

وَعِنْدَهُمْ
قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾
يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ
فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾
وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَمَا نَحْنُ
بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ
هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اَذٰلِكَ
خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾
اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ
الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾
ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى
الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ
يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ ۲ ع ۶

اور اُن کے پاس عورتیں ہوں گی جو نگاہیں نیچی رکھتی ہوں گی اور اُن کی آنکھیں بڑی بڑی (۴۸) گویا وہ محفوظ انڈے ہیں (۴۹) پھر وہ ایک دوسرے کی طرف رُخ کر کے سوال (وجواب) کریں گے (۵۰) ایک کہنے والا اُن میں سے کہے گا کہ میرا ایک ہم نشیں تھا (جو) کہتا تھا کہ بھلا تم بھی (ایسی باتوں کے) باور کرنے والوں میں ہو (۵۲) بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم کو بدلہ ملے گا (۵۳) (پھر) کہے گا کہ بھلا تم (اُسے) جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو (۵۴) (اتنے میں) وہ (خود) جھانکے گا تو اُس کو وسط دوزخ میں دیکھے گا (۵۵) کہے گا کہ خدا کی قسم تُو تو مجھے ہلاک ہی کر چکا تھا (۵۶) اور اگر میرے پروردگار کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی اُن میں ہوتا جو (عذاب میں) حاضر کئے گئے ہیں (۵۷) کیا (یہ نہیں کہ) ہم (آئندہ کبھی) مرنے کے نہیں (۵۸) ہاں (جو) پہلی بار مرنا (تھا سو مر چکے) اور ہمیں عذاب بھی نہیں ہونے کا (۵۹) بے شک یہ بڑی کامیابی ہے (۶۰) ایسی ہی (نعمتوں) کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں (۶۱) بھلا یہ مہربانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت (۶۲) ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے (۶۳) وہ ایک

درخت ہے کہ جہنم کے اسفل میں اُگے گا (۶۴) اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر (۶۵) سو وہ اُسی میں سے کھائیں گے اور اُسی سے پیٹ بھریں گے (۶۶) پھر اس (کھانے) کے ساتھ اُن کو گرم پانی ملا کر دیا جائے گا (۶۷) پھر اُن کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا (۶۸) انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ ہی پایا (۶۹) سو وہ اُنہی کے پیچھے دوڑے چلے جاتے ہیں (۷۰) اور اُن سے پیشتر بہت سے پہلے لوگ بھی گمراہ ہو گئے تھے (۷۱) اور ہم نے اُن میں متنبہ کرنے والے بھیجے (۷۲) سو دیکھ لو جن کو متنبہ کیا گیا تھا اُن کا انجام کیسا ہوا (۷۳) ہاں خدا کے بندگانِ خاص (کا انجام بہت اچھا ہوا) (۷۴)

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت آیات (٤٨) تا (٧٤)

(۴۸) اور جنت میں ان کے پاس ان کی بیویوں کے علاوہ اور نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو اپنے خاوندوں پر قناعت کرنے والی ہوں گی اور حسین ہوں گی۔

(۴۹۔۵۰) گویا کہ انڈوں کی طرح صاف ہیں جو پروں کے نیچے سردی و گرمی سے چھپے ہوئے رکھے ہیں پھر جنتی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے۔

(۵۱۔۵۳) چنانچہ ان اہل جنت میں سے ایک شخص یعنی یہوذا مومن کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ملنے والا تھا یعنی ابو فطروس اسی کا بھائی۔

وہ مجھے بطور انکار بعث کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے۔

کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر ہمیں دوبارہ زندہ کر کے ہم سے حساب و کتاب لیا جائے گا۔

(۵۴۔۵۵) پھر چنانچہ وہ یہوذا مومن اپنے جنتی بھائیوں سے کہے گا کیا تم اس کو دوزخ میں جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہیں اس کی حالت نظر آ جائے چنانچہ وہ خود ہی جھانکے گا تو اپنے اس کافر بھائی کو جہنم کے درمیان میں پڑا ہوا دیکھے گا۔

(۵۶۔۵۷) اور کہے گا کہ اللّٰہ کی قسم تو، تو مجھے دین سے گمراہ کرنے کو تھا اور اگر میں تیری باتوں میں آ جاتا تو تو مجھے تباہ ہی کر ڈالتا اور اگر میرے پروردگار کا مجھ پر فضل نہ ہوتا کہ اس نے مجھے ایمان کی توفیق دی اور کفر سے محفوظ رکھا تو میں بھی تیرے ساتھ دوزخ کے عذاب میں ہوتا۔

(۵۸۔۵۹) پھر اس کے بعد ایک منادی کی آواز سنائی دے گی کہ جنتیو موت ذبح کر دی گئی اب موت نہیں آئے گی اس کے بعد یہ اپنے یاران جنت سے کہے گا کہ کیا ہم سوائے پہلی بار کے مر چکنے کے کہ دنیا میں مر چکے ہیں اب نہیں مریں گے۔

تو اس کے ساتھی کہیں گے ہاں ایسا نہیں مریں گے پھر منادی کی آواز سنائی دے گی کہ دوزخیو دوزخ پر کر دی گئی۔ اب اس میں کوئی اور داخل نہ ہوگا اور نہ اس میں سے نکالا جائے گا تو یہ سن کر خوشی میں کہے گا کیا ہمیں عذاب نہیں

ہو گا۔

(۶۰۔۶۱) وہ ساتھی جواباً کہیں گے جی ہاں یہ بہت بڑی نجات و کامیابی ہے کہ جنت اور اس کی نعمتیں ہمیں مل گئیں اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے محفوظ رہے۔

یہ ان ہی دونوں بھائیوں کے واقعہ کا تکملہ ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں ذکر کیا ہے اور ایک ان میں سے یہوذا نامی مومن تھا اور دوسرا بھائی ابوقطروس وہ کافر تھا۔

(۶۲۔۶۹) پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ ایسی ہی کامیابی حاصل کرنے کے لیے پیش قدمی کرنے والوں کو نیک اعمال میں پیش قدمی کرنی چاہیے اور خرچ کرنے والوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور کوشش کرنے والوں کو علم و عبادت میں کوشش کرنی چاہیے۔

بھلا یہ بتاؤ کہ اہل جنت کی جو نعمتیں بیان کی گئیں جو مومنین کے لیے تیار کی گئی ہیں وہ بہتر ہیں یا زقوم کا درخت جو کفار کے لیے ہے ہم نے اس درخت کو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایک امتحان بنایا ہے جو کہتے ہیں زقوم کھجور اور مکھن ہے۔

وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی گہرائی میں سے نکلتا ہے اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن ایسے خطرناک قسم کے سانپ یمن کی طرف ہوتے ہیں۔ مکہ والے اور تمام کفار اسی درخت میں سے کھائیں گے اور زقوم ہی سے اپنا پیٹ بھریں گے پھر اس کے بعد ان کو کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائے گا اور پھر آخری ٹھکانا ان کا جہنم ہی ہو گا۔

شانِ نزول: اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے ابوجہل کہنے لگا کہ تمھارا ساتھی (یعنی حضور اکرم ﷺ) کہتا ہے کہ دوزخ میں ایک درخت ہو گا حالاں کہ آگ تو درخت کو کھا جاتی ہے میرے خیال میں تو زقوم کا درخت مکھن اور کھجور کے علاوہ اور کچھ نہیں چنانچہ جب کفار دوزخ میں درخت ہونے کے بارے میں تعجب ہوا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی گہرائی میں سے نکلتا ہے اور اسی طرح سدیؒ سے روایت نقل کی ہے۔

(۷۰) کیوں کہ انھوں نے اپنے آباؤ اجداد کو حق و ہدایت سے گمراہ پایا تھا پھر یہ بھی ان کے نقش قدم پر تیزی کے ساتھ چلتے تھے

(۷۱۔۷۲) اور آپ ﷺ کی قوم سے پہلے بھی پچھلی قوموں میں بہت سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ہم نے ان میں بھی ڈرانے والے پیغمبر بھیجے تھے مگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔

(۷۳) ہم نے ان کو ہلاک کر دیا سو آپ ﷺ دیکھ لیجیے کہ ان لوگوں کو کیسے بری طرح ہلاک کیا جن کو ڈرایا گیا تھا اور پھر وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

(۷۴) ہاں مگر جو کفر و شرک سے محفوظ یا یہ کہ توحید و عبادت میں مخلص تھے۔ انھوں نے انبیاء کرام علیہ السلام کو نہیں جھٹلایا
ہم نے ان کو ہلاک نہیں کیا۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ
فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾
وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ
قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ
تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾
فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ
فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ
ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا
تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا
فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾
وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ
قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى
قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ
الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ
هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ
بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع

اور ہم کو نوح نے پکارا سو (دیکھ لو کہ) ہم (دعا کو کیسے) اچھے قبول کرنے والے ہیں (۷۵) اور ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی (۷۶) اور اُن کی اولاد کو ایسا کیا کہ وہی باقی رہ گئے (۷۷) اور پیچھے آنے والوں میں اُن کا ذکر (جمیل باقی) چھوڑ دیا (۷۸) (یعنی) تمام جہان میں (کہ) نوح پر سلام (۷۹) نیکوکاروں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۸۰) بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا (۸۱) پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا (۸۲) اور اُنہی کے پیروؤں میں ابراہیم تھے (۸۳) جب وہ اپنے پروردگار کے پاس (عیب سے) پاک دل لے کر آئے (۸۴) جب اُنہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کو پوجتے ہو (۸۵) کیوں جھوٹ (بنا کر) خدا کے سوا اور معبودوں کے طالب ہو (۸۶) بھلا پروردگار عالم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے (۸۷) تب انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نظر کی (۸۸) اور کہا میں تو بیمار ہوں (۸۹) تب وہ اُن سے پیٹھ پھیر کر لوٹ گئے (۹۰) پھر (ابراہیم) اُن کے معبودوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تم کھاتے کیوں نہیں (۹۱) تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم بولتے نہیں (۹۲) پھر اُن کو داہنے ہاتھ سے مارنا (اور توڑنا) شروع کیا (۹۳) تو وہ لوگ اُن کے پاس دوڑے ہوئے آئے (۹۴) اُنہوں نے کہا کہ تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو (۹۵) حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو اُس کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے (۹۶) وہ کہنے لگے کہ اس کے لئے ایک عمارت بناؤ پھر اُس کو آگ کے ڈھیر میں ڈالو (۹۷) غرض انہوں نے اُن کے ساتھ ایک چال چلنی چاہی اور ہم نے اُنہی کو زیر کر دیا (۹۸) اور (ابراہیم) بولے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے رستہ دکھائے گا (۹۹) اے پروردگار مجھے (اولاد) عطا فرما (جو)

سعادت مندوں میں سے (ہو) (۱۰۰) تو ہم نے اُن کو ایک نرم دل لڑکے کی خوشخبری دی (۱۰۱) جب وہ اُن کے ساتھ دوڑ نے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پایئے گا (۱۰۲) جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا (۱۰۳) تو ہم نے اُن کو پکارا کہ اے ابراہیم (۱۰۴) تم نے خواب کو سچا کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۰۵) بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی (۱۰۶) اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو اُن کا فدیہ دیا (۱۰۷) اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا (ذکرِ خیر باقی) چھوڑ دیا (۱۰۸) کہ ابراہیم پر سلام ہو (۱۰۹) نیکوکاروں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۱۰) وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے (۱۱۱) اور ہم نے اُن کو اسحاق کی بشارت بھی دی (کہ وہ) نبی (اور) نیکوکاروں میں سے (ہوں گے) (۱۱۲) اور ہم نے اُن پر اور اسحاق پر برکتیں نازل کی تھیں۔ اور اُن دونوں کی اولاد میں سے نیکوکار بھی ہیں اور اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے (یعنی گنہگار) بھی ہیں (۱۱۳)

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت آیات (۷۵) تا (۱۱۳)

(۷۵۔۷۹) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے دعا کی کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ہم ان کی خوب فریاد سننے والے ہیں چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے پیروکاروں کو غرق ہونے سے بچا لیا اور قیامت تک ہم نے باقی ان ہی کی اولاد کو رہنے دیا کیوں کہ حضرت نوحؑ کے تین لڑکے تھے سام، حام، یافث، سام تو ابوالعرب ہیں اور تمام عربوں کے جزیروں میں رہنے والوں کے باپ ہیں اور حام حبش بربر اور سندھ والوں کے باپ ہیں اور یافث تو تمام لوگوں کے باپ ہیں۔

اور ہم نے نوح علیہ السلام کے لیے ان کے بعد والوں میں یہ بات رہنے دی کہ ہماری طرف سے نوح علیہ السلام پر سلام ہو تمام جہانوں والوں میں۔

(۸۰۔۸۳) ہم مخلصین کو اچھی تعریف اور نجات کے ذریعے سے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔

پھر ہم نے ان کے علاوہ دوسرے طریقے کے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نوح علیہ السلام کے طریقہ والوں میں سے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کے طریقہ والوں میں سے ابراہیم بھی تھے کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام کے طریقہ اور ان کے اصول پر تھے اور رسول اکرم ﷺ، ابراہیم علیہ السلام کے اصول اور ان کے طریقہ پر تھے۔

(۸۴۔۸۷) جب کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف سچے دل سے متوجہ ہوئے جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی بت پرست قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کے علاوہ کس بیہودہ چیز کی عبادت کیا کرتے ہو قوم کہنے لگی بتوں کی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

سوتمہارا رب العالمین کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جب تم اس کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرو گے تو وہ تمھیں کیا بدلہ دے گا۔

(۸۸۔۹۳) جب قوم نے میلہ میں چلنے کو کہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کی طرف ایک نظر بھر کر دیکھی یا یہ کہ ذرا سوچ کر کہہ دیا کہ میں بیمار ہوں تا کہ قوم ان کو چھوڑ دے۔

غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر اپنے میلہ میں چلے گئے تو حضرت ابراہیمؑ ان کے بتوں میں جا گھسے اور مذاق اُڑا کر کہنے لگے کہ یہ شہد وغیرہ کے چڑھاوے جو تمھارے سامنے رکھے ہیں یہ کھاتے کیوں نہیں ہو۔ چنانچہ وہ جواب کہاں سے دیتے تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں ہو پھر ان پر قوت کے ساتھ کدال لے کر جا پڑے اور ان کو مارنا شروع کر دیا۔

(۹۴۔۹۸) پھر وہ لوگ اپنے میلہ سے واپسی پر یہ منظر دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس دوڑے ہوئے آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو لکڑیوں اور پتھروں سے خود بناتے ہو اور اس اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑتے ہو کہ جس نے تمہیں اور تمہاری سب بنائی ہوئی چیزوں کو پیدا کیا ہے قوم کہنے لگی ان کے لیے ایک آتش خانہ تعمیر کرو اور ان کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو ان لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کی تدبیر کی تھی۔

تو ہم نے اس تدبیر میں ان ہی کو نیچا دکھایا یا یہ کہ سزا کے اعتبار سے ان ہی کو ذلیل وخوار کیا۔

(۹۹) حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے مایوس ہو کر لوط علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھے اچھی جگہ پہنچا ہی دے گا اور ان لوگوں سے نجات دے گا۔

(۱۰۰۔۱۰۱) پھر (شام پہنچ کر) یہ دعا کی کہ میرے پروردگار مجھے ایک نیک فرزند دے سو ہم نے ان کو ایک ایسے فرزند کی خوشخبری دی جو بچپن میں علم اور بڑے ہونے پر حلیم المزاج ہیں۔

(۱۰۲) پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ وہ عبادت میں یا یہ کہ پہاڑ وغیرہ کی طرف جانے میں چلنے پھرنے لگا تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا بیٹے مجھے خواب میں تمہیں ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے سو تم بھی سوچ لو کہ تمھاری کیا رائے ہے۔

وہ بولے ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ بے فکر ہو کر کیجیے۔ آپ انشاء اللّٰہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

(۱۰۳۔۱۱۱) غرض کہ جب دونوں حکم الٰہی کی تعمیل کے لیے تیار ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے کروٹ پر لٹا دیا تو ہم نے آواز دی کہ ابراہیمؑ آپ نے خواب کو سچا اور پورا کر کے دکھایا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک موٹا مینڈھا اس کے بدلے میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات رہنے دی کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

(۱۱۲) اور ہم نے ان کو اسحاق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہوں گے۔

(۱۱۳) اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحاقؑ پر برکتیں نازل کیں اور ان دونوں کی نسل میں بعض موحد بھی ہیں اور بعض کھلے کفر میں مبتلا ہیں۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیے (۱۱۴) اور اُن کو اور اُن کی قوم کو مصیبت عظیمہ سے نجات بخشی (۱۱۵) اور اُن کی مدد کی تو وہ غالب ہو گئے (۱۱۶) اور اُن دونوں کو کتاب واضح (المطالب) عنایت کی (۱۱۷) اور اُن کو سیدھا رستہ دکھایا (۱۱۸) اور پیچھے آنے والوں میں اُن کا ذکر (خیر باقی) چھوڑ دیا (۱۱۹) کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام (۱۲۰) بے شک ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۲۱) وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے (۱۲۲) اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے (۱۲۳) جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۲۴) کیا تم بعل کو پکارتے ہو (اور اُسے پوجتے ہو) اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو (۱۲۵) (یعنی) خدا کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے (۱۲۶) تو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلا دیا۔ سو وہ (دوزخ میں) حاضر کیے جائیں گے (۱۲۷) ہاں خدا کے بندگانِ خاص (مبتلائے عذاب نہیں ہوں گے) (۱۲۸) اور اُن کا ذکر (خیر) پچھلوں میں (باقی) چھوڑ دیا (۱۲۹) کہ یاسین پر سلام (۱۳۰) ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (۱۳۱) بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے (۱۳۲) اور لُوطؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے (۱۳۳) جب ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو سب کو (عذاب سے) نجات دی (۱۳۴) مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی (۱۳۵) پھر ہم نے اَوروں کو ہلاک کر دیا (۱۳۶) اور تم دن کو بھی اُن (کی بستیوں) کے پاس سے گزرتے رہتے ہو (۱۳۷) اور رات کو بھی۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (۱۳۸)

تفسیر سورة الصّٰفّٰت آیات (١١٤) تا (١٣٨)

(۱۱۴۔۱۱۵) اور ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر بھی نبوت و اسلام کے ذریعے سے احسان کیا اور ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو غرق ہونے سے نجات دی۔

(۱۱۶) اور فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ میں ہم نے ان سب کی مدد کی سو آخر میں یہی لوگ غالب آئے۔

(۱۱۷۔۱۲۲) اور ہم نے ان دونوں کو توریت دی جو حلال و حرام کو واضح کرنے والی ہے اور ہم نے ان کو سچے اور سیدھے راستہ پر قائم رکھا اور ہم نے ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ان کے لیے سلام اور نیکی رہنے دی ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ دونوں ہمارے سچے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔

(۱۲۳۔۱۲۵) اور الیاس علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے جس وقت انھوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم غیر اللّٰہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے کیا تم اللّٰہ تعالیٰ کے سوا اس بعل بت کو پوجتے ہو یا یہ کہ اس بعل کو اور کہا گیا ہے کہ بعل نامی ان کا بت تھا۔ جس کی لمبائی تیس ہاتھ تھی اور اس کے چار منہ تھے اور اس ذات کی عبادت چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے۔

(۱۲۶۔۱۲۷) وہ تمھارا خالق ہے اور تمھارے آباؤ اجداد کا بھی خالق و معبود ہے سو ان لوگوں نے ان کی رسالت کی تکذیب کی سو یہ لوگ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

(۱۲۸۔۱۳۲) سوائے موحد اور فرمانبردار بندوں کے کہ ان کو ایسی سزا نہ ہوگی اور ہم نے ان کے بعد والوں میں یہ بات رہنے دی کہ الیاس علیہ السلام پر سلامتی ہو اور یہ ادریس علیہ السلام ہیں یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کے متعلقین پر سلامتی ہو۔ نیکوکاروں کو ہم اس طرح صلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے سچے مومن بندوں میں سے تھے۔

(۱۳۳۔۱۳۸) اور لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ جب کہ ہم نے ان کو اور ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور ایثا کو نجات دی سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ رہ گئی چنانچہ ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے متعلقین کے علاوہ جو باقی بچے سب کو ہلاک کر دیا۔

اور مکہ والو تم قوم لوط کی بستیوں سدوم عمورا، صبوروادادوما پر سے کبھی صبح ہوتے گزرتے ہو اور کبھی رات میں گزرا کرتے ہو۔ کیا پھر بھی اس چیز کا اقرار نہیں کرتے کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تا کہ ان کی پیروی نہ کرو۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ
اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾
فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾
لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ
سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى
مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾
فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ
اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾
وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾
مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ
وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾
فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ
صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ
الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾
لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾
فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ
الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ
يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ
فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ
فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع

اور یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے (۱۳۹) جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے (۱۴۰) اُس وقت قرعہ ڈالا تو اُنہوں نے زک اُٹھائی (۱۴۱) پھر مچھلی نے اُن کو نگل لیا اور وہ (قابل) ملامت (کام) کرنے والے تھے (۱۴۲) پھر اگر وہ (خدا کی) پاکی بیان نہ کرتے (۱۴۳) تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اُسی کے پیٹ میں رہ کر (۱۴۴) پھر ہم نے اُن کو جب کہ وہ بیمار تھے فراخ میدان میں ڈال دیا (۱۴۵) اور اُن پر کدو کا درخت اگایا (۱۴۶) اور اُن کو لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا تو وہ ایمان لے آئے سو ہم بھی اُن کو (دنیا میں) ایک وقت (مقرر) تک فائدے دیتے رہے (۱۴۸) اِن سے پوچھو تو کہ بھلا تمہارے پروردگار کے لئے تو بیٹیاں اور اُن کے لئے بیٹے (۱۴۹) کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور وہ (اُس وقت) موجود تھے (۱۵۰) دیکھو یہ اپنی جھوٹ بنائی ہوئی (بات) کہتے ہیں (۱۵۱) کہ خدا کی اولاد ہے کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۵۲) کیا اُس نے بیٹوں کی نسبت بیٹیوں کو پسند کیا ہے؟ (۱۵۳) تم کیسے لوگ ہو کس طرح فیصلہ کرتے ہو (۱۵۴) بھلا تم غور (کیوں) نہیں کرتے (۱۵۵) یا تمہارے پاس کوئی صریح دلیل ہے (۱۵۶) اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب پیش کرو (۱۵۷) اور اُنہوں نے خدا میں اور جِنّوں میں رشتہ مقرر کیا۔ حالانکہ جِنّات جانتے ہیں کہ وہ (خدا کے سامنے) حاضر کئے جائیں گے (۱۵۸) یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے (۱۵۹) مگر خدا کے بندگانِ خالص (مبتلائے عذاب نہیں ہوں گے) (۱۶۰) سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو (۱۶۱) خدا کے خلاف بہکا نہیں سکتے (۱۶۲) مگر اُس کو جو جہنم میں جانے والا ہے (۱۶۳) اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے (۱۶۴) اور ہم صف باندھے رہتے ہیں (۱۶۵) اور (خدائے) پاک (ذات کا) ذکر کرتے رہتے ہیں (۱۶۶) اور یہ لوگ کہا کرتے تھے (۱۶۷) کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی (۱۶۸) تو ہم خدا کے خالص بندے ہوتے (۱۶۹) لیکن (اب) اس سے کفر کرتے ہیں سو عنقریب اُن کو (اس کا نتیجہ) معلوم ہو جائیگا (۱۷۰) اور اپنے پیغام پہنچانے والے بندوں سے ہمارا وعدہ ہو چکا ہے (۱۷۱) کہ وہی (مظفرو) منصور ہیں

(۱۷۲)اور ہمارا لشکر غالب رہے گا (۱۷۳) تو ایک وقت تک اُن سے اعراض کئے رہو (۱۷۴) اور انہیں دیکھتے رہو یہ بھی عنقریب (کفر کا انجام) دیکھ لیں گے (۱۷۵) کیا یہ ہمارے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں (۱۷۶) مگر جب وہ اُن کے میدان میں آ اُترے گا تو جن کا ڈر سنایا گیا تھا اُن کے لئے بُرا دن ہوگا (۱۷۷) اور ایک وقت تک اُن سے منہ پھیرے رہو (۱۷۸) اور دیکھتے رہو یہ بھی عنقریب (نتیجہ) دیکھ لیں گے (۱۷۹) یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا پروردگار جو صاحب عزت ہے (اس سے) پاک ہے (۱۸۰) اور پیغام پہنچانے والوں پر سلام (۱۸۱) اور سب طرح کی تعریف خدائے رب العالمین کو (سزاوار) ہے (۱۸۲)

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت آیات (۱۳۹) تا (۱۸۲)

(۱۳۹۔۱۴۰) یونس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ وہ اپنی قوم کے پاس سے چل کر یا یہ کہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی تیار کشتی کے پاس پہنچے۔

(۱۴۱۔۱۴۲) تو یونس علیہ السلام بھی کشتی میں شریک قرعہ ہوئے تو قرعہ میں انھی کا نام نکلا انھوں نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو مچھلی نے نگل لیا تو یہ خود ہی کو ملامت کر رہے تھے کیوں کہ قوم سے بھاگ کر آئے تھے۔

(۱۴۳۔۱۴۴) تو اگر یہ اس واقعہ سے پہلے عبادت گزاروں میں سے نہ ہوتے تو یہ اس مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔

(۱۴۵۔۱۴۶) پھر ہم نے ان کو نکال کر ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت کمزور اور لاغر تھے اور ان کا بدن بچہ کے بدن کی طرح نرم ہو گیا تھا اور ہم نے ان پر دھوپ سے حفاظت کے لیے ایک بیل دار درخت بھی اگایا۔

(۱۴۷) اور ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی بیس ہزار زائد آدمیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔

(۱۴۸) سو وہ لوگ ان پر ایمان لے آئے تھے تو ہم نے ان کو مرنے تک بلا کسی تکلیف کے عیش دیا تھا۔

(۱۴۹) سو اب اس کے بعد مکہ والوں میں سے بنو ملیح سے پوچھیے کہ کیا اللّٰہ کے لیے تو بیٹیاں ہوں اور تمھارے بیٹے۔ انہوں نے جواب میں کہا ہاں اس پر رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کیا اللّٰہ تعالیٰ کے لیے وہ چیز پسند کرتے ہو جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔

(۱۵۰۔۱۵۱) کیا بقول تمھارے ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور ان کے بننے کے وقت موجود تھے۔ بلکہ یہ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ نعوذ باللّٰہ فرشتے اللّٰہ کی بیٹیاں ہیں۔

(۱۵۲۔۱۵۳) یہ اپنے قول میں بالکل جھوٹے ہیں کیا اللّٰہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں۔

(۱۵۴۔۱۵۵) کیا ہو گیا کہ تم کیسا بے ہودہ حکم لگاتے ہو اللّٰہ تعالیٰ کے لیے وہ چیز پسند کرتے ہو جسے اپنے لیے گوارا

نہیں کرتے۔

(۱۵۶۔۱۵۷) کیا جو تم کہتے ہو اسے سوچتے نہیں کیا تمھارے پاس اے مکہ والو اس کے بارے میں کوئی کتاب ہے جس میں اس پر واضح دلیل ہو کہ نعوذ باللہ فرشتے اللّٰہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو وہ کتاب پیش کرو۔

(۱۵۸) اور بنو ملیح والوں نے تو اللّٰہ تعالیٰ اور جنات میں رشتہ داری قرار دی ہے اور کہتے ہیں کہ جس کا ظہور فرشتے ہیں جو اللّٰہ کی بیٹیاں ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت زنادقہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ابلیس ملعون کو اللّٰہ کا شریک ٹھہراتے ہیں کہ اللّٰہ خالق خیر ہے اور ابلیس خالق شر ہے۔

(۱۵۹) اور فرشتے اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ کفار مکہ عذاب دوزخ میں گرفتار ہوں گے اللّٰہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو جو یہ جھوٹی باتیں بیان کرتے ہیں۔

(۱۶۰) مگر جو اللّٰہ تعالیٰ کے موحد و عبادت گزار بندے ہیں وہ ایسی باتیں نہیں کرتے یا یہ کہ جو لوگ کفر و شرک اور برائیوں سے پاک ہیں وہ عذاب میں جکڑے جائیں گے۔

(۱۶۱۔۱۶۳) سوائے اہل مکہ تم بھی اور تمھارے سارے معبود بھی کسی کو عبادت الٰہی سے نہیں پھیر سکتے مگر وہی ابلیس جو تمھارے ساتھ دوزخ میں بھی جائے گا یا یہ کہ مگر اسی کو جو علم الٰہی میں جہنم رسیدہ ہونے والا ہے۔

(۱۶۴۔۱۶۶) آگے جبریل امین کا قول روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا آسمان میں ایک درجہ مقرر ہے اور ہم نماز میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم اللّٰہ کی پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں۔

شان نزول: وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا (الخ)

جبیرؒ نے بواسطہ ضحاکؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ قریش کے تین قبیلوں سلیم، جہینہ اور خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قریش کے امراء و رؤسا کہنے لگے کہ فرشتے اللّٰہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو ان کی مائیں کون ہیں تو وہ بولے سادات جنات کی بیٹیاں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اور ابن حاتمؒ نے یزید بن ابی مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگ الگ الگ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اس کے بعد ان کو صف بنانے کا حکم ہوا۔

(۱۶۷۔۱۶۹) اور یہ کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس بھی پہلے لوگوں کی طرح رسول آتا تو ہم اللہ تعالیٰ کے مؤحد بندے ہوتے۔

(۱۷۰) چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور قرآن حکیم نازل ہوا تو یہ لوگ انکار کرنے لگے سوعنقریب ان کو انجام معلوم ہو جائے گا کہ مرنے کے وقت اور قبر میں اور قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا ہوگا۔

(۱۷۱۔۱۷۵) اور ہمارے خاص بندوں یعنی رسولوں کے لیے ہمارا کامیابی و مدد کا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے۔ کہ وہی غالب کیے جائیں گے اور قیامت کے دن ہمارا ہی لشکر یعنی انبیاء کرام اور اہل ایمان غالب رہیں گے۔

آپ بدر تک جو ان کفار مکہ کی ہلاکت کا موقع ہے اعراض کیجئے اور عذاب الٰہی کو دیکھتے رہیے سو بہت جلد ان کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

(۱۷۶۔۱۷۹) کیا یہ ہمارے عذاب کا وقت آنے سے پہلے ہی اس کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ عذاب جب ان کے قریب ہی آ پہنچے گا تو وہ دن ان لوگوں کا جن کو انبیاء کرام نے ڈرایا تھا اور پھر وہ ایمان نہیں لائے تھے بہت ہی برا ہوگا۔ آپ ان کی ہلاکت کے وقت تک صبر کیجیے اور ذرا ان کو دیکھتے رہیے بہت جلد یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔

شانِ نزول: اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ (الخ)

اور ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور جبیرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ کفار بولے محمد ﷺ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں وہ ہمیں دکھائیں اور اس کو جلدی لے آئیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یہ روایت شرطِ شیخین پر صحیح ہے۔

(۱۸۰۔۱۸۱) آپ کا رب جو بڑی عظمت و قدرت والا ہے وہ ان شرکیہ باتوں سے پاک ہے جو یہ کہہ رہے ہیں اور ہماری طرف سے انبیاء کرام پر سلام ہو کہ انھوں نے تبلیغ رسالت کی۔

(۱۸۲) اور تمام تعریفیں اور وحدانیت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے انبیاء کرام کو نجات دی اور ان کی نافرمان قوموں کو ہلاک کیا اور جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝١ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝٢
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝٣
وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ
كَذَّابٌ ۝٤ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝٥
وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓي اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا
لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا
اخْتِلَاقٌ ۝٧ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ
ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝٨ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ رَحْمَةِ
رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝٩ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا ۣ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝١٠ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ
الْاَحْزَابِ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝١٢
وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْــــَٔـيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝١٣ اِنْ كُلٌّ
ع اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝١٤

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝١٥ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ
لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝١٦ اِصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ
وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝١٧ اِنَّا سَخَّرْنَا
الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝١٨
وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝١٩ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ
وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝٢٠ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝٢١ ع

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ص۔ قسم ہے اس قرآن کی جو نصیحت دینے والا ہے (کہ تم حق پر ہو) (۱) مگر جو لوگ کافر ہیں وہ غرور اور مخالفت میں ہیں (۲) ہم نے اُن سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا تو وہ (عذاب کے وقت) لگے فریاد کرنے اور وہ رہائی کا وقت نہیں تھا (۳) اور اُنہوں نے تعجب کیا کہ اُن کے پاس اُن ہی میں سے ہدایت کرنے والا آیا اور کافر کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا (۴) کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۵) تو اُن میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے (اور بولے) کہ چلو اپنے معبودوں (کی پوجا) پر قائم رہو۔ بیشک یہ ایسی بات ہے جس سے (تم پر شرف و فضیلت) مقصود ہے (۶) یہ پچھلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں۔ یہ بالکل بنائی ہوئی بات ہے (۷) کیا ہم سب میں سے اسی پر نصیحت (کی کتاب) اُتری ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ میری نصیحت کی کتاب سے شک میں ہیں۔ بلکہ اُنہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا (۸) کیا اُن کے پاس تمہارے پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں جو غالب (اور) بہت عطا کرنے والا ہے (۹) یا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے ان (سب) پر اُن ہی کی حکومت ہے تو چاہئے کہ رسیاں تان کر (آسمانوں پر) چڑھ جائیں (۱۰) یہاں شکست کھائے ہوئے گروہوں میں سے یہ بھی ایک لشکر ہے (۱۱) ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون (اور اس کی قوم کے لوگ) بھی جھٹلا چکے ہیں (۱۲) اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن کے رہنے والے بھی۔ یہی وہ گروہ ہیں (۱۳) (ان) سب نے پیغام پہنچانے والوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب (اُن پر) آ واقع ہوا (۱۴) اور یہ لوگ تو صرف ایک زور کی آواز کا جس میں (شروع ہوئے پیچھے) کچھ وقفہ نہیں ہوگا انتظار کرتے ہیں (۱۵) اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے ہی دے دے (۱۶) (اے پیغمبر) یہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے (اور) بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے (۱۷) ہم نے پہاڑوں کو اُن کے زیر فرمان کر دیا تھا کہ صبح و شام اُن کے ساتھ (خدائے) پاک (کا) ذکر کرتے تھے (۱۸) اور پرندوں کو بھی کہ جمع رہتے تھے۔ سب اُن کے فرمانبردار تھے (۱۹) اور ہم نے اُن کی

بادشاہی کو مستحکم کیا اور اُن کو حکمت عطا فرمائی اور (خصومت کی) بات کا فیصلہ (سکھایا) (۲۰) بھلا تمہارے پاس اُن جھگڑنے والوں کی بھی خبر آئی ہے جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے داخل ہوئے (۲۱)

تفسیر سورۃ صٓ آیات (۱) تا (۲۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھاسی آیات اور سات سو بتیس کلمات اور تین ہزار چھیاسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) یعنی قرآن کریم کو بار بار پڑھوتا کہ ایمان کفر سے اور سنت بدعت سے اور حق باطل سے سچ جھوٹ سے حلال حرام سے اور نیکی برائی سے ممتاز ہو جائے یا یہ کہ صٓ سے مراد اہل مکہ یا ابوجہل کو ہدایت سے روک دیا گیا یا یہ کہ صٓ اللہ تعالیٰ کے اسم پاک صادق اس کا مخفف ہے۔

یا یہ کہ اس کے ذریعے سے قسم کھائی گئی ہے قسم ہے قرآن کی جو شرف و بیان والا ہے یعنی جو اس پر ایمان لائے اس کے لیے شرافت والا اور اولین و آخرین کے بیان والا ہے بلکہ یہ کفار مکہ ہی تعصب و برائی اور مخالفت و دشمنی میں پڑے ہوئے ہیں۔

شان نزول: صٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ (الخ)

امام احمدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ اور امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے اور رسول اکرم ﷺ بھی تشریف لائے قریش نے ابوطالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی ابوطالب نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے بھتیجے تو اپنی قوم سے کیا چاہتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں صرف ان سے ایک بات چاہتا ہوں جس کی وجہ سے سارا عرب ان کا فرمانبردار ہو جائے گا اور ان کو جزیہ دے گا۔ صرف ایک کلمہ ہے ابوطالب نے کہا وہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا لا الٰہ الا اللّٰہ تو سب نے کہا صرف ایک اللہ یہ تو ایک عجیب بات ہے تو ان لوگوں کے بارے میں صٓ والقراٰن سے بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ تک یہ آیات نازل ہوئیں۔

(۳) قریش سے پہلے بہت سی امتوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں تو انھوں نے ہلاکت کے وقت فرشتوں کو بہت پکارا مگر اس وقت بھاگنے اور چھٹکارا پانے کا کہاں وقت تھا سو پکڑے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

اور ان کی یہ عادت تھی کہ جب کسی دشمن سے لڑتے تو مناص مناص کر کے ایک دوسرے کو پکارتے تھے مقصود یہ ہوتا ایک دم حملہ کریں چنانچہ جس کے مقدر میں بچنا ہوتا تھا وہ بچ جاتا تھا اور جس وقت ان پر دشمن غلبہ حاصل کر لیتا تھا تو کچھ لوگ ان میں سے پیش قدمی کر کے پکارتے تھے مناص مناص (زبر کے ساتھ) یعنی بھاگو بھاگو چنانچہ سب لڑائی سے بھاگ جاتے تھے تو وہاں بھی انھوں نے فرشتوں کو پکارنا شروع کیا باقی وہاں فرار ہونے اور خلاصی کا

کہاں وقت تھا۔

(۴) اور ان کفار قریش نے اس بات سے تعجب کیا کہ ان کی قوم میں سے ایک پیغمبر ڈرانے والا آ گیا اور کفار مکہ یہاں تک کہنے لگے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ ساحر اور دعویٰ نبوت میں جھوٹے ہیں۔

(۵) انھوں نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا کہ ہماری طرف ضروریات کے لیے ایک معبود کافی ہے ان کی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

(۶) اور ان کفار قریش کے رئیس عتبہ، شیبہ ابی خلف، ابوجہل مجلس سے یہ کہتے ہوئے چلے کہ یہاں سے چلو ابوجہل نے ان سرداروں سے کہا، کہ ہم بات اب کر چکے اپنے معبودوں کے پاس چلو اور ان ہی کی عبادت پر قائم رہو محمد ﷺ سب کو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہ یہ تو کوئی مطلب کی بات معلوم ہوتی ہے اس کے ذریعے یہ حکومت کرنا چاہتے ہیں۔

(۷) یہ بات تو جو محمد ﷺ کہتے ہیں یہودیت و نصرانیت میں بھی نہیں ان سے بھی نہیں سنا کہ اللہ ایک ہے یہ تو ان کی من گھڑت بات ہے۔

(۸) کیا ہم سب میں سے اسی میں کوئی خصوصیت تھی کہ اسی کو نبوت ملی اور اسی پر کتاب نازل ہوئی؟ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ کفار مکہ خود ہی میری کتاب اور میرے نبی کی نبوت کے بارے میں شک میں ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا اسی بنا پر جھٹلاتے ہیں۔

(۹) کیا ان کفار کے قبضہ میں نبوت و کتابیں ہیں کہ جس کو یہ چاہیں سو دیں۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو ایمان نہ لائے اس کو پکڑنے میں غالب ہے اور زبردست فیاض ہے کہ محمد ﷺ کو کتاب و نبوت عطا کی۔

(۱۰) کیا ان کو آسمان اور زمین اور جو مخلوقات اور چیزیں ان کے درمیان ہیں سب کا اختیار حاصل ہے تو ان کو چاہیے کہ سیڑھیاں لگا کر آسمان کے دروازوں سے اوپر چڑھ جائیں۔

(۱۲-۱۱) اور وہاں جا کر دیکھیں کہ کیا آپ کو نبوت ملی ہے یا نہیں اور کیا آپ پر قرآن کریم نازل کیا گیا ہے یا نہیں مقام بدر پر جہاں انھوں نے رسول اکرم ﷺ کے خلاف سازش کی تھی محض ان لوگوں کی ایک بھیڑ ہے اور منجملہ اور کافروں کے یہ کفار مکہ بھی ہیں جو بہت جلد شکست دیے جائیں گے چنانچہ سب کے سب بدر کے دن مارے گئے۔

(۱۵-۱۳) اور محمد ﷺ آپ کی قوم سے قبل بھی قوم نوح نے نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود نے ہود علیہ السلام کی اور فرعون نے جس کی سلطنت کے کھونٹے گڑ گئے تھے یا کہ جو کھونٹوں میں آدمیوں کو باندھ کر سزا دیا کرتا تھا اسی واسطے اس کو ذوالاوتاد کہا جاتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی اور قوم صالح نے صالح کی اور قوم لوط نے لوط کی اور قوم شعیب علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی۔

اور وہ انہی لوگوں کی جماعت ہے ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا جیسا کہ آپ کی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے سو

میرا عذاب ان پر واقع ہو گیا اور آپ ﷺ کی قوم جو تکذیب پر مصر ہے صرف دوسری صور کی منتظر ہے جس میں دم لینے کی گنجایش نہ ہوگی۔

(۱۶) اور اللّٰہ تعالیٰ نے جب اپنی کتاب میں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کا تذکرہ کیا تو کفار مکہ کہنے لگے اے ہمارے رب ہمارا نامہ اعمال روز حساب سے پہلے ہی ہمیں دے دے تا کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا ہے۔

(۱۷) محمد ﷺ آپ ﷺ ان لوگوں کی تکذیب پر صبر کیجیے اور ان کے سامنے ہمارے بندہ داؤد علیہ السلام کا ذکر کیجیے جو عبادت میں بڑی قوت والے تھے اور اللّٰہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف بڑے رجوع ہونے والے تھے۔

(۱۸۔۱۹) ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ صبح وشام تسبیح کریں اور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم کر رکھا تھا جو کہ ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور پہاڑوں اور پرندوں میں سے ہر ایک ذکر خداوندی میں مصروف رہتا تھا۔

(۲۰) اور ہم نے سپاہیوں کے ذریعے ان کی سلطنت کو نہایت قوت دی تھی کہ ہر رات کو ان کی عبادت گاہ کی تینتیس ہزار آدمی حفاظت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کو نبوت اور فیصلہ کر دینے والی تقریر عطا فرمائی تھی کہ وہ فیصلہ فرمانے کے وقت تقریر میں نہیں رکھتے تھے گواہوں اور قسم پر فیصلہ فرماتے تھے۔

(۲۱) محمد ﷺ بھلا آپ کو داؤد علیہ السلام کے ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے جو حضرت داؤدؑ کے پاس مقدمہ لائے تھے اور عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آپ کے پاس پہنچے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۟ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

جس وقت وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ اُن سے گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیے ہم دونوں کا ایک مقدمہ ہے کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہم میں انصاف کا فیصلہ کر دیجیے اور بے انصافی نہ کیجیے گا اور ہم کو سیدھا رستہ دکھا دیجیے (۲۲) (کیفیت یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اس کے (ہاں) ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے (پاس) ایک دُنبی ہے یہ کہتا ہے کہ یہ بھی میرے حوالے کر دے اور گفتگو میں مجھ پر زبردستی کرتا ہے (۲۳) اُنہوں نے کہا کہ یہ جو تیری دُنبی مانگتا ہے کہ اپنی دُنبیوں میں ملا لے بے شک تم پر ظلم کرتا ہے۔ اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی ہی کیا کرتے ہیں۔ ہاں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اور داؤد نے خیال کیا کہ (اس واقعے سے) ہم نے اُن کو آزمایا ہے تو اُنہوں نے اپنے پروردگار سے مغفرت مانگی اور جھک کر گر پڑے اور (خدا کی طرف) رجوع کیا (۲۴) تو ہم

نے اُن کو بخش دیا۔ اور بے شک اُن کے لئے ہمارے ہاں قُرب اور عمدہ مقام ہے (۲۵) اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے رستے سے بھٹکا دے گی جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں اُن کیلئے سخت عذاب (تیار) ہے کہ اُنہوں نے حساب کے دن کو بُھلا دیا (۲۶)

تفسیر سورۃ صٓ آیات (۲۲) تا (۲٦)

(۲۲) داؤد علیہ السلام ان کے بے وقت آنے سے گھبرا گئے تو وہ دونوں کہنے لگے اے داؤد آپ ڈریں نہیں ہم دونوں کے درمیان ایک معاملہ ہے ایک نے دوسرے پر زیادتی وظلم کیا ہے آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجیے اور بے انصافی نہ کیجیے اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے۔

(۲۳) پھر ان میں سے ایک کہنے لگا کہ صورت مقدمہ یہ ہے کہ یہ شخص میرا بھائی ہے اور اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔

سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دے دے اور بات چیت میں دباتا ہے۔

(۲۴) حضرت داؤدؑ نے فرمایا جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں باجود اس کے کہ وہ زیادہ ہیں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعتاً یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے اور اکثر شرکاء اور بھائی یوں ہی ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں۔

سوائے ان لوگوں کے جو مومن ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ اس طرح ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے اس کے بعد یہ دونوں اہل مقدمہ جس طرف سے آئے تھے باہر چلے گئے۔

اور اس کے بعد حضرت داؤدؑ کو خیال آیا کہ ہم نے اس واقعہ میں ان کے صبر کا امتحان لیا ہے تو انھوں نے اس سے بھی اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور خصوصی طور پر اللّٰہ کے سامنے توبہ و استغفار کے ساتھ رجوع ہوئے۔

(۲۵) سو ہم نے ان کو وہ امر بھی معاف کر دیا ہمارے یہاں ان کے لیے خاص تقرب کا درجہ اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کی نیک انجامی ہے۔

(۲٦) اے داؤد علیہ السلام، ہم نے تمہیں بنی اسرائیل پر حاکم اور نبی بنایا ہے سو لوگوں کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہ کہیں وہ تمہیں اطاعت خداوندی سے ہٹا دے جو لوگ اللّٰہ کے رستہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ انھوں نے روز حساب کے لیے نیکیاں کرنا چھوڑ دیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۖ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (کائنات) اُن میں ہے اس کو خالی از مصلحت نہیں پیدا کیا۔ یہ اُن کا گمان ہے جو کافر ہیں سو کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے(۲۷) جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے کیا اُن کو ہم اُن کی طرح کر دیں گے جو ملک میں فساد کرتے ہیں۔ یا پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے(۲۸) (یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں(۲۹) اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے(۳۰) جب اُن کے سامنے شام کو خاصے کے گھوڑے پیش کئے گئے(۳۱) تو کہنے لگے میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ (آفتاب) پردے میں چھپ گیا(۳۲) (بولے کہ) اُن کو میرے پاس واپس لاؤ پھر اُنکی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے(۳۳) اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور اُن کے تخت پر ایک دھڑ ڈال دیا پھر اُنہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا(۳۴) (اور) دعا کی کہ اے پروردگار مجھے مغفرت کر اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو شایاں نہ ہو بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے(۳۵) پھر ہم نے ہوا کو اُن کے زیر فرمان کر دیا کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتے اُن کے حکم سے نرم نرم چلنے لگتی(۳۶) اور اور دیوؤں کو بھی (انکے زیر فرمان کیا) وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے(۳۷) اور اَوروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے(۳۸) (ہم نے کہا) یہ ہماری بخشش ہے (چاہو تو) احسان کر دیا (چاہو تو) رکھ چھوڑو (تم سے) کچھ حساب نہیں ہے(۳۹) اور بے شک اُن کے لئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے(۴۰)

تفسیر سورۃ صٓ آیات (۲۷) تا (۴۰)

(۲۷) ہم نے تمام مخلوقات کو عبث بغیر اوامر ونواہی کے نہیں پیدا کیا یہ ان لوگوں کا انکار ہے جو مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر ہیں۔ سو ایسے منکروں کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

(۲۸) کیا ہم لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے جیسا کہ حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو کہ شرک کرتے پھرتے ہیں جیسا کہ عتبہ شیبہ ولید بن عتبہ اور کیا ہم کفر شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کو کافروں کی طرح کر دیں گے غزوہ بدر میں عتبہ، شیبہ، ولید نے حضرت علیؓ، حضرت عبیدہؓ، حضرت حمزہؓ سے مقابلہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت علیؓ نے ولید بن عتبہ کو اور

حضرت حمزہؓ نے عتبہ بن ربیعہ کو اور حضرت عبیدہؓ نے شیبہ کو قتل کر دیا۔

(۲۹) یہ قرآن حکیم جو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا ہے ایک بابرکت کتاب ہے جس میں ایمان والوں کے لیے رحمت و مغفرت ہے تاکہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔

(۳۰) اور ہم نے حضرت داؤدؑ کو حضرت سلیمانؑ فرزند عطا کیے بہت ہی زیادہ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کی تابعداری کی طرف رجوع ہونے والے تھے۔

(۳۱۔۳۴) جب کہ ظہر کے بعد ان کے سامنے اصیل عربی بہت ہی عمدہ تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے اور صافنات ان گھوڑوں کو بھی کہا جاتا ہے جو تین پیروں پر کھڑے ہوں اور ایک پیر کو اوپر اٹھائیں تو وہ کہنے لگے افسوس میں مال کے انتخاب کرنے میں اپنے رب کی عبادت سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ سورج کوہ قاف میں چھپ گیا۔

ان گھوڑوں کو ذرا پھر میرے سامنے لاؤ، لائے گئے تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو کاٹنا شروع کر دیا اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز فوت ہو گئی اس وجہ سے ان گھوڑوں کے ساتھ جو کچھ ان کو کرنا تھا سو کیا۔

اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کی چالیس دن کے لیے بادشاہت ختم کر کے ان کی آزمائش کی اور شیطان کو ان کے تخت پر اس زمانہ میں قابض کر دیا۔

(۳۵) پھر انھوں نے اپنی سلطنت اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی اور عرض کیا کہ میرے پروردگار میرا قصور معاف فرما اور ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو یا یہ کہ اب بقیہ زندگی میں وہ مجھ سے چھینی نہ جائے بے شک جس کو آپ چاہیں بادشاہت اور نبوت عطا کرنے والے ہیں۔

(۳۶) سو اس کے بعد ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا تو وہ اللّٰہ تعالیٰ کے حکم یا حضرت سلیمانؑ کے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتے نرمی سے چلتی اور جنات کو بھی ان کا تابع کر دیا یعنی تعمیر کرنے والوں کو بھی اور سمندر کی گہرائی میں غوطہ لگانے والوں کو بھی۔

(۳۷۔۳۸) اور دوسرے جنات کو بھی جو لوہے کی زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے یہ سرکش اور فسادی جنات تھے کہ جو کام بھی ان کے سپرد ہوتا تھا اس سے بھاگ جاتے تھے۔

(۳۹) اے سلیمان یہ ہماری عنایت کردہ بادشاہت ہے کہ اس کے ذریعے سے ہم نے تمہیں جنات پر بادشاہت دی ہے تو ان سرکشوں میں سے جس پر چاہو احسان کرو اور اس کو رہا کر دو یا قید ہی میں پڑا رہنے دو تم سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی۔

(۴۰) اور ان کے لیے ہمارے یہاں خاص قرب اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کی نیک انجامی ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ
اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝۴۱
اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝۴۲ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ
اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۴۳
وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ
نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝۴۴ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝۴۵ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝۴۶
وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۷ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ
وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝۴۸ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ
لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۹ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝۵۰
مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝۵۱
وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝۵۲ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ
الْحِسَابِ ۝۵۳ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝۵۴ هٰذَا ۭ وَاِنَّ
لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝۵۵ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۵۶ هٰذَا ۙ
فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝۵۷ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝۵۸ هٰذَا
فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝۵۹ قَالُوْا
بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۶۰
قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝۶۱
وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝۶۲
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝۶۳ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ
تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝۶۴

اور ہمارے بندے ایوّب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ (بارالہا) شیطان نے مجھ کو ایذا اور تکلیف دے رکھی ہے (۴۱) (ہم نے کہا کہ زمین پر) لات مارو (دیکھو) یہ (چشمہ نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (شیریں) (۴۲) اور ہم نے اُن کو اہل (وعیال) اور اُنکے ساتھ اُنکے برابر اور بخشے (یہ) ہماری طرف سے رحمت اور عقل والوں کیلئے نصیحت تھی (۴۳) اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اس سے مارو اور قسم نہ توڑو بے شک ہم نے ان کو ثابت قدم پایا۔ بہت خوب بندے تھے بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے (۴۴) اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھ والے اور آنکھوں والے تھے (۴۵) ہم نے اُن کو ایک (صفت) خاص (آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا (۴۶) اور ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے (۴۷) اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے (۴۸) یہ نصیحت ہے اور پرہیزگاروں کیلئے تو عمدہ مقام ہے (۴۹) ہمیشہ رہنے کے باغ جنکے دروازے اُن کے لئے کھلے ہوں گے (۵۰) اُن میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور (کھانے پینے کے لئے) بہت سے میوے اور شراب منگواتے رہیں گے (۵۱) اور اُن کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی (اور) ہم عمر (عورتیں) ہوں گی (۵۲) یہ وہ چیزیں ہیں جن کا حساب کے دن کیلئے تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۵۳) یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا (۵۴) یہ (نعمتیں تو فرمانبرداروں کیلئے ہیں) اور سرکشوں کیلئے بُرا ٹھکانا ہے (۵۵) (یعنی) دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بری آرامگاہ ہے (۵۶) یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ (ہے) اب اسکے مزے چکھیں (۵۷) اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہوں گے) (۵۸) یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ داخل ہوگی ان کو خوشی نہ ہو یہ دوزخ جانے والے ہیں (۵۹) کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نہ ہو تم ہی تو یہ (بلا) ہمارے سامنے لائے ہو۔ سو (یہ) بُرا ٹھکانا ہے (۶۰) وہ کہیں گے اے پروردگار جو اس کو ہمارے سامنے لایا ہے اُس کو دوزخ میں دُونا عذاب دے (۶۱) اور کہیں گے کیا سبب ہے کہ (یہاں) ہم اُن شخصوں کو نہیں دیکھتے جن کو بُروں میں شمار کرتے تھے (۶۲) کیا ہم نے اُن سے ٹھٹھا کیا ہے یا (ہماری) آنکھیں اُن (کی طرف) سے پھر گئی ہیں؟ (۶۳) بے شک یہ اہلِ دوزخ کا جھگڑنا برحق ہے (۶۴)

تفسیر سورۃ صٓ آیات (٤١) تا (٦٤)

(۴۱) آپ کفار مکہ کے سامنے ہمارے بندہ ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان کیجیے کہ جس وقت انھوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ آپ نے جو مجھ پر شیطان مسلط کر دیا ہے اس نے مجھے تکلیف اور بیماری میں مبتلا کر دیا۔

(۴۲) تو جبریل امین نے ان سے فرمایا اے ایوب اپنا پیر زمین پر مارو چنانچہ انھوں نے مارا تو وہاں سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا حضرت جبریل امین نے فرمایا اس سے غسل کرو چنانچہ انھوں نے اس سے غسل کیا تو ظاہری بیماری سب ختم ہو گئی تو پھر ان سے فرمایا کہ دوسری مرتبہ زمین پر پیر مارو انھوں نے مارا تو وہاں سے دوسرا چشمہ نکل آیا تو فرمایا یہ ٹھنڈا پینے کا میٹھا پانی ہے اس میں سے پیو چنانچہ ایوب علیہ السلام نے اس میں سے پیا تو ان کے پیٹ میں جو کچھ تکلیف تھی وہ دور ہو گئی۔

(۴۳) اور ہم نے ان کا وہ کنبہ جو ہلاک ہو گیا تھا وہ بھی اور اس کے برابر اور بھی آخرت میں اور کہا گیا ہے کہ دنیا میں ان کو دیا یہ ہماری طرف سے ان پر خصوصی فضل تھا اور عقل والوں کے لیے ایک نصیحت کی چیز تھی۔

(۴۴) اور یہ بھی کہا کہ اے ایوب ایک سوسینکوں کی جھاڑو لو اور اپنی بیوی رحمتہ بنت یوسف کو اس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو کیوں کہ ان کی بیوی نے ایک ایسی بات کہی تھی جس کو اللّٰہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا تھا اس پر حضرت ایوبؑ نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی تو میں اس کو سو کوڑے ماروں گا۔ بے شک ہم نے ان کو تکالیف پر بڑا صابر پایا بہت اچھے بندے تھے اور اللّٰہ کی اطاعت کی طرف بہت رجوع کرتے تھے۔

(۴۵) اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیھم السلام کو یاد کیجیے جو عبادت الٰہی میں بہت طاقت والے اور دین میں بہت بصیرت والے تھے۔

(۴۶) ہم نے ان کو خالص اللّٰہ تعالیٰ کی یاد اور آخرت کے ذکر کے ساتھ خاص کیا۔

(۴۷) اور وہ حضرات دنیا میں نبوت و اسلام کے ساتھ منتخب اور قیامت کے دن اللّٰہ تعالیٰ کے دربار میں بہت اچھے بندے ہیں۔

(۴۸۔۵۱) اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجیے ذوالکفل ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک قوم کی ذمہ داری اور ضمانت لے لی تھی پھر اس کو پورا کیا یا یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ سے ایک چیز کا عہد کر لیا تھا پھر اس کو پورا کیا اور کہا گیا ہے کہ انھوں نے سو انبیاء کرام کی ذمہ داری لے لی تھی ان کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ پھر اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو قتل سے نجات دی اور یہ نیک آدمی تھے نبی نہیں تھے یہ سب اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ لوگوں میں سے تھے نیک لوگوں کا تذکرہ تو ہو چکا یا یہ مطلب ہے کہ اس قرآن کریم میں اولین وآخرین کا ذکر ہے اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے

والوں کے لیے آخرت میں اچھا ٹھکانا ہے۔

اب ان کے ٹھکانے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ انبیاء اور صالحین کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے دروازے قیامت کے دن ان کے لیے کھلے ہوں گے اور وہ جنت کے ان باغوں میں خوشی کے ساتھ مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے اور وہ جنت میں قسم قسم کے میوے اور پینے کی چیزیں منگوائیں گے۔

(۵۲-۵۳) اور جنت میں ان کے پاس نیچی نگاہوں والی شرمیلی ہم عمر حوریں ہوں گی اور یہ وہ نعمتیں ہیں جس کا تم سے دنیا میں قیامت کے آنے پر وعدہ کیا جا رہا ہے۔

(۵۴-۵۵) بے شک یہ ان حضرات کے لیے ہماری عطا اور ہمارے انعامات ہیں اس کا کہیں اختتام ہی نہیں۔ یہ سب انعامات تو مومنوں کے لیے ہیں اور کافروں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لیے آخرت میں برا ٹھکانا ہے۔

(۵۶-۵۸) یعنی دوزخ اس میں وہ قیامت کے دن داخل ہوں گے سو ان کے لیے یہ دوزخ بہت برا ٹھکانا اور بہت ہی بری آرام گاہ ہے۔ یہ کافر اس دوزخ کے عذاب کو چکھیں گے جہاں کھولتا ہوا پانی اور آگ کی طرح جلا دینے والی پیپ ہوگی اور بھی اس طرح کا قسم قسم کا عذاب ہوگا۔

(۵۹) اللّٰہ تعالیٰ ان کو ترتیب وار دوزخ میں داخل کرے گا جس وقت ایک جماعت دوزخ میں داخل ہوگی تو اس سے پہلے اس کے ہمراہ جو جماعت داخل ہو چکی ہوگی وہ اس پر لعنت کرے گی اللّٰہ تعالیٰ پہلی جماعت سے فرمائے گا وہ تو دوزخ میں داخل ہوئی تو ایک جماعت اور آئی جو تمھارے ساتھ جہنم میں داخل ہو رہی ہے۔

(۶۰) تو پہلی جماعت اس دوسری جماعت سے کہے گی ان پر اللّٰہ کی مار یہ بھی دوزخ میں گھس رہے ہیں تو یہ بعد والی جماعت کہے گی بلکہ تمھارے ہی اوپر اللّٰہ کی مار ہو تم نے ہی تو یہ بے دینی کا راستہ بنایا تھا جس کی وجہ سے ہم نے تمھاری پیروی کی سو یہ ہمارے لیے اور تمھارے لیے برا ٹھکانا ہے۔

(۶۱) اس وقت پیروکار دعا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار جس نے ہمارے لیے اس گمراہی کے طریقہ کو تراشا ہو یعنی شیطان اور تمام معبودین تو اسکو ہم سے دوگنا عذاب دیجیو۔

(۶۲) پھر دوزخی کہیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو دوزخ میں نہیں دیکھ رہے ہیں جن کو ہم کمزور اور برے سمجھا کرتے تھے یعنی غریب مسلمان۔

(۶۳-۶۴) کیا ہم نے دنیا میں ناحق ان کا مذاق اڑایا تھا یا ان کے دیکھنے سے ہماری نگاہیں چکرا رہی ہیں کہ وہ ہمیں یہاں نظر نہیں آ رہے یہ دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ ۖۗ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ
الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا
كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰۤى
اِلَيَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ
خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ
اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ
اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ
الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ
لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ
يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ
الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَاۤ
اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا
ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

کہہ دو کہ میں تو صرف ہدایت کرنے والا ہوں اور خدائے یکتا (اور) غالب کے سوا کوئی معبود نہیں (۶۵) جو آسمانوں اور زمین اور جو (مخلوق) اُن میں ہے سب کا مالک ہے غالب (اور) بخشنے والا (۶۶) کہہ دو کہ یہ ایک بڑی (ہولناک چیز کی) خبر ہے (۶۷) جس کو تم دھیان میں نہیں لاتے (۶۸) مجھ کو اُوپر کی مجلس (والوں) کا جب وہ جھگڑتے تھے کچھ بھی علم نہ تھا (۶۹) میری طرف تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں (۷۰) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں (۷۱) جب اس کو کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا (۷۲) تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر شیطان اکڑ بیٹھا اور کافروں میں ہوگیا (۷۴) (خدا نے) فرمایا کہ اے ابلیس جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اُس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا۔ کیا تو غرور میں آگیا یا اونچے درجے والوں میں تھا؟ (۷۵) بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں (کہ) تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا (۷۶) فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے (۷۷) اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت (پڑتی) رہے گی (۷۸) کہنے لگا کہ میرے پروردگار مجھے اس روز تک کہ لوگ اٹھائے جائیں مُہلت دے (۷۹) فرمایا کہ مہلت دی جاتی ہے (۸۰) اُس روز تک جس کا وقت مقرر ہے (۸۱) کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم میں اُن سب کو بہکاتا رہوں گا (۸۲) سوا اُن کے جو تیرے خالص بندے ہیں (۸۳) فرمایا سچ (ہے) اور میں بھی سچ کہتا ہوں (۸۴) کہ میں تجھ سے اور جو اُن میں سے تیری پیروی کریں گے سب سے جہنم کو بھر دوں گا (۸۵) (اے پیغمبر) کہہ دو کہ میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں (۸۶) یہ (قرآن) تو اہل عالم کے لئے نصیحت ہے (۸۷) اور تم کو اس کا حال ایک وقت کے بعد معلوم ہو جائے گا (۸۸)

تفسیر سورۃ صٓ آیات (۶۵) تا (۸۸)

(۶۵) آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ میں تو صرف ڈرانے والا پیغمبر ہوں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ تمام مخلوق پر غالب ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(۶۶) وہ آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوق کا خالق ہے جو ایمان نہ لائے اس کو سزا دینے میں زبردست اور جو توبہ

کرے اور ایمان لائے اس کی بڑی مغفرت فرمانے والا ہے۔

(۶۷۔۶۹) آپ ان سے فرما دیجیے کہ یہ قرآن کریم ایک معزز و مکرم مضمون ہے جس میں اولین و آخرین کے واجبات ہیں اور تم اس کی تکذیب کر کے بالکل ہی اسے پس پشت ڈال رہے ہو جب کہ میں رسول نہیں تھا تو مجھے تو فرشتوں کی گفتگو کی جو کہ وہ تخلیق آدم اور فساد انسان کے بارے میں کر رہے ہیں کچھ بھی خبر نہ تھی۔

(۷۰۔۷۱) میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ اس وجہ سے آتی ہے کہ میں صاف عربی زبان میں ڈرانے والا پیغمبر ہوں اب اللہ تعالیٰ فرشتوں کی اس گفتگو کا ذکر کرتے ہیں اور آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اسے آپ ان لوگوں کے سامنے بیان کریں جب کہ آپ کے پروردگار نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے والا ہوں۔

(۷۲) سو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔

(۷۳۔۷۴) چنانچہ سارے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر میں آگیا اور حکم الٰہی کا انکار کرنے کی وجہ سے کافروں میں سے ہو گیا۔

(۷۵) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ اے خبیث جس چیز کو میں نے اپنے (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تو غرور میں آ گیا یا یہ کہ تو میرے حکم کی مخالفت کرنے والوں میں سے ہے۔

(۷۶) کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں کیوں کہ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آگ مٹی کو کھا جاتی ہے اسی وجہ سے میں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔

(۷۷۔۷۸) ارشاد ہوا اچھا تو فرشتوں کے لباس سے اتر اور تو ملعون اور میری رحمت و عنایت سے مردود ہے اور حساب کے دن تک تجھ پر میرا عذاب اور غضب رہے گا۔

اور کہا گیا ہے کہ جزائر بحر کی طرف اس کو پھینک دیا کہ جہاں چوروں کی طرح یہ آتا ہے۔

(۷۹۔۸۳) اس کے بعد اس خبیث نے چاہا کہ موت کا مزہ نہ چکھے اس لیے بے شرمی کے ساتھ عرض کیا کہ پروردگار قیامت کے دن تک مجھ کو مہلت دیجیے۔ ارشاد خداوندی ہوا جا تجھ کو پہلا صور پھونکنے تک مہلت دی گئی۔ کہنے لگا آپ کی عزت و جلال کی قسم میں ان سب کو آپ کے طریقہ اور اطاعت سے گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو مجھ سے معصوم ہیں۔

(۸۴۔۸۶) ارشاد خداوندی ہوا کہ میں حق ہوں اور سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور تیری اولاد سے اور جو تیری پیروی کرے سب سے دوزخ کو بھروں گا۔

محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ میں تبلیغ توحید و قرآن پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ میں اس کا اپنی طرف سے اختراع کرنے والا ہوں۔

(۸۷۔۸۸) یہ قرآن کریم تو جن و انس کے لیے صرف ایک نصیحت ہے۔

اور ایمان یا موت کے بعد قرآن کریم میں جو کچھ وعدہ وعید ہے اس کا تمہیں حال معلوم ہو جائے گا چنانچہ

مومنین نے ایمان لانے کے بعد اور کفار نے مرنے کے بعد اچھی طرح جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قرآن حکیم میں فرمایا وہ حق اور سچ ہے۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ
الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ
اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ
اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ
هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ
يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ
بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا
يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا
اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ
قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ
بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ
الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا
يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اس کتاب کا اتارا جانا خدائے غالب (اور) حکمت والے کی طرف سے ہے (۱) (اے پیغمبر) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف سچائی کیساتھ نازل کی ہے تو خدا کی عبادت کرو (یعنی) اسکی عبادت کو (شرک سے) خالص کر کے (۲) دیکھو خالص عبادت خدا ہی کیلئے (زیبا) ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم اُن کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔ تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں خدا اُن میں ان کا فیصلہ کر دے گا بے شک خدا اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا (۳) اگر خدا کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا انتخاب کر لیتا۔ وہ پاک ہے وہی تو خدا یکتا (اور) غالب ہے (۴) اُسی نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے (اور) وہی رات کو دن پر لپیٹتا اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند کو بس میں کر رکھا ہے سب ایک وقت مقرر تک چلتے رہیں گے دیکھو وہی غالب (اور) بخشنے والا ہے (۵) اُسی نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا اور اُسی نے تمہارے لئے چار پایوں میں سے آٹھ جوڑے بنائے وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں (پہلے) ایک طرح پھر دوسری طرح تین اندھیروں میں بناتا ہے یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اُسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو (۶) اگر ناشکری کرو گے تو خدا تم سے بے پروا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کیلئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کرو گے تو وہ اس کو تمہارے لئے پسند کرے گا۔ اور کوئی اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم کو اپنے پروردگار کی طرف

لوٹنا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے وہ تم کو بتائے گا۔ وہ تو دلوں کی پوشیدہ باتوں تک سے آگاہ ہے (۷) اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتا (اور) اُسکی طرف دل سے رجوع کرتا ہے پھر جب وہ اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتا ہے تو جس کام کیلئے پہلے اُس کو پکارتا تھا اُسے بھول جاتا ہے اور خدا کا شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (لوگوں کو) اُس کے رستے سے گمراہ کرے کہہ دو کہ (اے کافرِ نعمت) اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اُٹھالے پھر تو دوزخیوں میں ہوگا (۸) (بھلا مشرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا اور آخرت سے ڈرتا اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ (اور) نصیحت تو وہی پکڑتے ہیں جو عقلمند ہیں (۹)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا کے کیونکہ یہ مدنی ہے اس سورت میں پچھتر آیات اور ایک ہزار ایک سو بانوے کلمات اور چار ہزار حروف ہیں۔

(۱۔۲) یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس اللّٰہ تعالیٰ کی جو کافروں کو سزا دینے میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے اسی بنا پر اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے ہم نے صحیح طریقے پر بذریعہ جبریل امین اس کتاب کو آپ پر نازل کیا ہے۔

سو آپ خالص اعتقاد کر کے اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور اسی کی توحید کے قائل رہو۔

(۳) یاد رکھو کہ ایسی عبادت جو کہ شرک سے خالص ہو اللّٰہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو تمام انسانوں پر واجب ہے۔

اور ان کفار مکہ نے اللّٰہ کے علاوہ جو اور شرکاء مثلاً لات وعزیٰ اور منات وغیرہ تجویز کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ مرتبہ اور سفارش میں یہ ہمیں اللّٰہ تعالیٰ کا مصاحب بنا دیں تو اللّٰہ تعالیٰ ان کے درمیان اور ان کے مقابلے میں مسلمانوں کے درمیان ان کے دینی اور باہمی اختلافات کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

اللّٰہ تعالیٰ ایسے شخص کو دین کا راستہ نہیں دکھاتا جو کہ اللّٰہ تعالیٰ پر بہتان لگاتا ہو اور اس کا منکر ہو اور یہ لوگ یہود و نصاریٰ اور بنو ملیح اور مجوس اور تمام مشرکین عرب ہیں۔

(۴) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ فرشتوں یا انسانوں میں سے کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا جیسا یہود و نصاریٰ اور بنو ملیح کا کہنا ہے تو وہ ضرور اپنی اس مخلوق ہی سے جو اس کے پاس جنت میں موجود ہے جسے چاہتا منتخب فرماتا یا یہ کہ فرشتوں میں سے منتخب فرماتا باقی وہ ان تمام عیوب سے پاک ہے اور وحدہٗ لاشریک اور اپنی تمام مخلوقات پر غالب ہے۔

شان نزول: لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ تین قبائل عامر، کنانہ، بنی سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بتوں کو پوجتے تھے اور فرشتوں کو اللّٰہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کی صرف اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللّٰہ تعالیٰ کے یہاں مقرب بنا دیں۔

(۵) اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا اور وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے جس کی وجہ سے دن رات سے لمبا ہو جاتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے جس سے رات لمبی ہو جاتی ہے اور اس نے انسانوں کے لیے چاند و سورج کی روشنی کو مسخر کیا ان چاند سورج، رات اور دن میں سے ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا رہے گا یاد رکھو وہ ذات جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہ کافروں کی گرفت فرمانے میں زبردست اور جو شرک سے توبہ کرے اور اس پر ایمان لائے اس کو بڑا بخشنے والا ہے۔

(۶) اس نے تم لوگوں کو تن واحد یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے اور پھر ان ہی سے یعنی ان کی سب سے چھوٹی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آٹھ نر و مادہ چار پایوں کے پیدا کیے یعنی بھیڑ اور دنبہ میں دو قسم نر و مادہ اور بکری میں دو قسم نر و مادہ اور ایسے ہی اونٹ میں دو قسم نر و مادہ اور گائے بھینس میں دو قسم نر و مادہ۔ وہ تمہیں ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے یعنی نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ اور پھر ہڈیاں تین تاریکیوں میں ہوتا ہے ایک تاریکی شکم کی دوسری رحم کی تیسری اس جھلی کی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے ان امور کا خالق تمہارا رب ہے اسی کی سلطنت ہے جو ہمیشہ رہے گی کبھی اس کو فنا نہیں اس کے علاوہ کوئی خالق و مصور نہیں پھر جھوٹ کی وجہ سے کہاں پھرے جاتے ہو یا یہ کہ پھر اللّٰہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کے کہاں اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

(۷) مکہ والو اگر تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کا انکار کرو گے تو اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ایمان کا محتاج نہیں کیوں کہ وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ یہ چیز اسکے شایان نہیں اور اگر تم اس پر ایمان لے آؤ گے تو وہ تمہارے ایمان کو قبول فرمائے گا کیوں کہ وہ اس کا پسندیدہ طریقہ ہے اور کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ یعنی کسی شخص کی دوسرے کے گناہ میں پکڑ نہیں ہوتی ہر ایک اپنے گناہوں کا ذمہ دار ہے یا یہ کہ کسی کو بغیر گناہ کے عذاب نہیں دیا جاتا۔

اور پھر تمہیں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تمہیں تمہارے افعال و اقوال قیامت کے دن جتائے

گا اور وہ دلوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں سب کا جاننے والا ہے۔

(۸) اور جب آدمی کو جیسا کہ کافر ابوجہل ہے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار حقیقی کی طرف خاص توجہ کے ساتھ ہاتھ پھیلا کر تکلیف اور سختی کو دور کرنے کے لیے اسی کو پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ تکلیف کو نعمت کے ساتھ تبدیل کرتا تو اور اللہ کے ساتھ شریک بنانے لگتا ہے جس کی وجہ سے دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی کی اطاعت سے گمراہ کرتا ہے۔

آپ ابوجہل وغیرہ سے فرما دیجیے کہ کفر کی بہار دنیاوی زندگی میں تھوڑے دنوں تک اور لوٹ لے تو پھر یہ دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے۔

(۹) بھلا وہ شخص جو رات کے وقت نماز میں سجدہ وقیام کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہو اور عذاب آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت یعنی جنت کی امید کرتا ہو ان خوبیوں کے مالک رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ہیں تو یہ لوگ اور ابوجہل مشرک مذکور برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

شانِ نزول: اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمر ؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعدؒ نے کلبیؒ کے طریق سے بواسطہ ابوصالحؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور جویبرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابن مسعودؓ، عمار بن یاسرؓ۔ سالم مولی ابی حذیفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز عکرمہ کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَاَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةٌ ۗ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾
قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ
اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا
شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۗ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ
فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۗ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ
عِبَادَهٗ ۗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا
وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ
اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۗ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ
مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۗ وَعْدَ اللّٰهِ ۗ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ
الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي
الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا
ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع ۲/۱۴

کہہ دو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے پروردگار سے ڈرو جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی اُن کے لئے بھلائی ہے اور خدا کی زمین کشادہ ہے جو صبر کرنے والے ہیں اُن کو بے شمار ثواب ملے گا (۱۰) کہہ دو کہ مجھ سے ارشاد ہوا ہے کہ خدا کی عبادت کو خالص کر کے اس کی بندگی کروں (۱۱) اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ میں سب سے اوّل مسلمان بنوں (۱۲) کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کا حکم نہ مانوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے (۱۳) کہہ دو کہ میں اپنے دین کو (شرک سے) خالص کر کے اسکی عبادت کرتا ہوں (۱۴) تو تم اسکے سوا جس کی چاہو پرستش کرو کہہ دو کہ نقصان اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈالا دیکھو یہی صریح نقصان ہے (۱۵) اُن کے اُوپر تو آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے (اُسکے) فرش ہوں گے۔ یہ وہ (عذاب) ہے جس سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو اے میرے بندے مجھ سے ڈرتے رہو (۱۶) اور جنہوں نے اس سے اجتناب کیا کہ بتوں کو پوجیں اور خدا کی طرف رجوع کیا اُن کے لئے بشارت ہے۔ تو میرے بندوں کو بشارت سُنا دو (۱۷) جو بات کو سنتے اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں (۱۸) بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم صادر ہو چکا تو کیا تم (ایسے) دوزخی کو مخلصی دے سکو گے (۱۹) لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کیلئے اونچے اونچے محل ہیں جن کے اوپر بالا خانے بنے ہوئے ہیں (اور) اُن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) خدا کا وعدہ ہے خدا وعدے کے خلاف نہیں کرتا (۲۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی نازل کرتا پھر اُس کو زمین میں چشمے بنا کر جاری کرتا پھر اس سے کھیتی اگاتا ہے جس کے طرح طرح کے رنگ ہوتے ہیں پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم اس کو دیکھتے ہو (کہ) زرد (ہو گئی ہے) پھر اُسے چورا چورا کر دیتا ہے بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے (۲۱)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (۱۰) تا (۲۱)

(۱۰) آپ ان سے یہ بھی فرمایئے کہ کیا توحید خداوندی اور اس کے اوامر ونواہی کو جاننے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی اور ابوجہل اور اس کے ساتھی ثواب واطاعت اور درجہ میں کہیں برابر ہو سکتے ہیں۔

باقی قرآن کریم کی ان مثالوں سے وہ ہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو کہ عقل والے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ آپ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام سے فرمادیجیے چھوٹے بڑے تمام کاموں میں اپنے پروردگار کی پیروی کرتے رہو جو اس دنیا میں توحید پر قائم ہیں قیامت کے دن ان کو بدلے میں جنت ملے گی۔

اور سرزمین مدینہ منورہ دشمن وغیرہ سے محفوظ ہے اور یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور تکالیف پر ثابت قدم رہنے والوں کو ان کا صلہ بے حساب ملے گا۔

(۱۱۔۱۲) اور آپ مکہ والوں سے فرمادیجیے جب کہ وہ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ آپ ان کے آبائی دین کو اختیار کرلیں کہ مجھ کو بذریعہ قرآن کریم یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللّٰہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت و توحید کو اس کے لیے خالص رکھوں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ اسلام لانے میں سب سے پہلا میں ہوں۔

اور آپ ان سے فرمادیجیے کہ اگر میں تمھارے دین کو اختیار کرلوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

(۱۴) آپ ان سے فرمادیجیے کہ میں تو عبادت و توحید کو اسی کے لیے خالص رکھتا ہوں۔

(۱۵) سو اللّٰہ کو چھوڑ کر جس کو چاہو تم پوجو یہ کفار کے لیے اللہ کی جانب سے وعید ہے اس سے پہلے کہ رسول اکرم ﷺ کو جہاد کا حکم دیا گیا تھا آپ ان سے یہ بھی فرمادیجیے کہ پورے خسارے میں وہ ہی لوگ ہیں جو دنیا کی بربادی کے ساتھ اپنی جانوں اور اپنے خدم وحشم اور منازل سے جنت میں نقصان میں رہے یاد رکھو سب سے بڑا واضح نقصان یہی ہے کہ دنیا و آخرت ہاتھوں سے جاتی رہے۔

(۱۶) ان کفار مکہ کے اوپر بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کا بستر ہوگا یہ آگ کے وہ ہی شعلے ہیں جس سے اللّٰہ تعالیٰ بذریعہ قرآن کریم اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

اے میرے بندو یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے ساتھیو جن باتوں کا میں تمہیں حکم دے رہا ہوں ان میں میری پیروی کرو۔

(۱۷) اور جو لوگ شیطان اور بتوں کی عبادت سے بچتے ہیں اور توبہ و ایمان اور تمام نیک اعمال کے ذریعے اللّٰہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مرنے کے وقت جنت کی خوشخبری یا جنت کے دروازہ پر اعزاز خداوندی کی خوشخبری سنائے جانے کے حق دار ہیں۔لہٰذا آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیجیے۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان تین حضرات یعنی زید عمرو بن نفیل، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں۔

(۱۸) جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں اور پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اچھے اچھے کاموں کی ہدایت فرمائی اور یہی وہ لوگ ہیں جو اہل عقل ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی اور اسی طرح اہلسنت والجماعت سے وہ جو ان کے نقش قدم پر چلے۔

شانِ نزول: فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ (الخ)

جبیرؒ نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت آیت کریمہ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ یعنی اس دوزخ کے سات دروازے ہیں نازل ہوئی تو ایک انصاری رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے سات غلام تھے میں نے دوزخ کے ساتوں دروازوں میں سے ہر ایک دروازہ کے بدلے ایک غلام کو آزاد کر دیا تو اس انصاری کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں۔

(۱۹) بھلا جس پر عذاب لازم ہو چکا یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی تو کیا آپ ایسے دوزخی کو چھڑا سکتے ہیں۔

(۲۰) لیکن جو لوگ توحید خداوندی کا اقرار کرتے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی ان کے لیے بالا خانے جن کے اوپر اور بالا خانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور پاکیزہ شراب کی نہریں چل رہی ہیں یہ اللہ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔

(۲۱) کیا بذریعہ قرآن کریم یہ نہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس سے زمین میں چشمے اور نہریں بنائیں اور پھر اس پانی سے مختلف قسموں کے غلے پیدا کرتا ہے پھر وہ سبزی کے بعد خشک ہو کر زرد نظر آنے لگتی ہے پھر اس کے بعد اس کو چورا چورا کر دیتا ہے اسی طرح دنیا بھی فنا ہو جائے گی۔

اس کا کوئی بھی نام و نشان باقی نہیں رہے گا اس فنا دنیا کی مثال میں عقل مندوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ
لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ نَزَّلَ
أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ
ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا
لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ
وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ
اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ
مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ
يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ
وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ
إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

بھلا جس شخص کا سینہ خدا نے اسلام کیلئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو (تو کیا وہ سخت دل کافر کی طرح ہو سکتا ہے) پس اُن پر افسوس ہے جن کے دل خدا کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں۔ اور یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں (۲۲) خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں (یعنی) کتاب (جسکی آیتیں باہم) ملتی جلتی (ہیں) اور دُہرائی جاتی (ہیں) جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کے بدن کے (اس سے) رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر اُن کے بدن اور دل نرم (ہو کر) خدا کی یاد کی طرف (متوجہ) ہو جاتے ہیں یہی خدا کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو خدا گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۲۳) بھلا جو شخص قیامت کے دن اپنے منہ سے بُرے عذاب کو روکتا ہو (کیا وہ ویسا ہو سکتا ہے جو چین میں ہو) اور ظالموں سے کہا جائیگا کہ جو کچھ تم کرتے رہے تھے اُس کے مزے چکھو (۲۴) جو لوگ ان سے پہلے تھے اُنہوں نے بھی تکذیب کی تھی تو اُن پر عذاب ایسی جگہ سے آ گیا کہ اُن کو خبر ہی نہ تھی (۲۵) پھر اُن کو خدا نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے کاش یہ سمجھ رکھتے (۲۶) اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۲۷) (یہ) قرآن عربی (ہے) جس میں کوئی عیب (اور اختلاف) نہیں تاکہ وہ ڈر مانیں (۲۸) خدا ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک شخص ہے جس میں کئی (آدمی) شریک ہیں (مختلف المزاج اور) بد خُو اور ایک آدمی خاص ایک شخص کا (غلام) ہے بھلا دونوں کی حالت برابر ہے (نہیں) الحمد للہ بلکہ اکثر لوگ نہیں جانتے (۲۹) (اے پیغمبر) تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے (۳۰) پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑا فیصل کر دیا جائے گا) (۳۱)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (۲۲) تا (۳۱)

(۲۲) جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے نور ایمان کے ساتھ فراخ کر دیا تو وہ اپنے پروردگار کی عطا کردہ بزرگی اور ہدایت پر ہے اور وہ حضرت عمار بن یاسر ؓ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے دل کو کفر کے لیے کھول دیا تو کیا یہ دونوں برابر ہیں سو جن لوگوں کے دل سخت ہیں اور اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے جیسا کہ ابوجہل وغیرہ ان کے

لیے سخت ترین عذاب ہے جہنم خون اور پیپ کی وادی ہے اس کو بھی ویل کہتے ہیں اور اس قسم کے لوگ کھلے کفر میں مبتلا ہیں۔

(۲۳) اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام یعنی قرآن حکیم نازل فرمایا کہ اس کے مضامین ایک دوسرے کے ساتھ ملتے جلتے ہیں یعنی وعدہ کامیابی رحمت و مغفرت عفو کی آیتیں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور اسی وعید عذاب کے خوف میں یہ آیات ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور یہ آیات بار بار دہرائی گئی ہیں اور دوہری ہیں کہ رحمت وعذاب وعدہ وعید امر ونہی ناسخ ومنسوخ یا یہ کہ مکرر ہیں۔

کہ آیات عذاب و وعید سے ان لوگوں کے بدن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کانپ اٹھتے ہیں اور پھر ان کے بدن آیات رحمت سے نرم ہو کر اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ قرآن بیان خداوندی ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے سے اپنے دین کی ہدایت فرماتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کر دے اسے کوئی اس کے دین پر لانے والا نہیں۔

شانِ نزول: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (الخ)

اس آیت کریمہ کا شان نزول سورۂ یوسف میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۴) بھلا وہ شخص جو اپنے منہ کو قیامت کے دن سخت عذاب کی سپر بنا دے گا یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی اپنے ہاتھوں کو اپنی گردنوں کی طرف لے جائیں گے اور اس طرح اپنے چہروں کو عذاب کی سپر بنائیں گے اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے دوزخ کے داروغہ کہیں گے کہ دنیا میں جو کچھ تم نافرمانیاں اور اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے اس کا عذاب چکھو۔

(۲۵) محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے بھی قوم ہود وصالح اور قوم شعیب وغیرہ نے تکذیب کی ان پر اللہ کا عذاب اس طرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔

(۲۶) اور اللہ تعالیٰ نے اس دنیوی زندگی میں بھی ان کو عذاب کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو دنیاوی عذاب سے کہیں زیادہ سخت ہے کاش یہ سمجھتے مگر یہ تو سمجھتے ہی نہیں۔

(۲۷) اور ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اس قرآن حکیم میں ہر قسم کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

(۲۸) اور قرآن جس کی شان یہ ہے کہ وہ عربی زبان میں ہے اور توحید اور احکام اور بیان حدود میں توریت، انجیل، زبور اور تمام آسمانی کتب میں سے کسی کا مخالف نہیں اور سدیؒ غَيْرَ ذِي عِوَجٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کلام خداوندی غیر مخلوق ہے تاکہ لوگ قرآن کریم کے ذریعے سے جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا ہے ان سے ڈریں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص ہے جس کے کئی مالک ہیں کہ جن میں آپسی مخالفت بھی ہے کہ ایک مالک تو ایک کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور دوسرا مالک اس سے روکتا ہے یہی حالت کافر کی ہے کہ مختلف معبودوں کو پوجتا ہے اور ایک اور شخص کہ خالص ایک ہی شخص کا غلام ہے یہ شان مسلمان کی ہے کہ خالص اپنے پروردگار وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتا ہے اور اسی کے لیے اپنے اعمال کرتا ہے۔

(۲۹) تو کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہوسکتی ہے اسی طرح مومن و کافر ہرگز برابر نہیں ہوسکتے الحمد للہ کہ وحدانیت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے مگر اکثر ان میں سے قرآنی مثالوں کو نہیں سمجھتے۔

(۳۰-۳۱) اور آپ ان کی باتوں پر غم نہ کریں عنقریب آپ کو بھی لوٹ کر جانا ہے اور ان کفار مکہ کو بھی پھر قیامت کے دن تم حجت و دلیل کے ساتھ اپنے اپنے مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے یعنی حضرت نبی اکرم ﷺ اور کفار مکہ۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا پر جھوٹ بولے اور سچی بات جب اُس کے پاس پہنچ جائے تو اُسے جھٹلائے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں (۳۲) اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اُس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں (۳۳) وہ جو چاہیں گے اُن کیلئے اُن کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے نیکو کاروں کا یہی بدلا ہے (۳۴) تاکہ خدا اُن سے بُرائیوں کو جو اُنہوں نے کیں دُور کر دے اور نیک کاموں کا جو وہ کرتے رہے اُن کو بدلہ دے (۳۵) کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں اور یہ تم کو اُن لوگوں سے جو اس کے سوا ہیں (یعنی غیر خدا سے) ڈراتے ہیں۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۶) اور جس کو خدا ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا خدا غالب (اور) بدلہ لینے والا نہیں ہے (۳۷) اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں کہ خدا نے کہو کہ بھلا دیکھو تو جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو اگر خدا مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ اُس تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں یا اگر مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو اُس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دو کہ مجھے خدا ہی کافی ہے بھروسا رکھنے والے اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں (۳۸) کہہ دو کہ اے قوم تم اپنی جگہ پر عمل کئے جاؤ میں (اپنی جگہ پر) عمل کئے جاتا ہوں عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا (۳۹) کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اُسے رُسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے (۴۰) ہم نے تم پر کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لئے سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو جو شخص ہدایت پاتا ہے تو اپنے (بھلے کے) لئے اور جو گمراہ ہوتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور (اے پیغمبر) تم اُن کے ذمہ دار نہیں ہو (۴۱)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (۳۲) تا (۴۲)

(۳۲) ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ اپنے کفر میں بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر قرآن کریم سن کر جھوٹ باندھے اور اس کے شریک ٹھہرائے اور اس کو صاحب اولاد بنائے اور قرآن کریم اور بیان توحید کو جب کہ اس کے پاس بذریعہ نبی کریم ﷺ پہنچ گئی جھٹلائے کیا جہنم ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانا نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔

(۳۳۔۳۴) اور جو ذات توحید اور قرآن حکیم لے کر آئے یعنی نبی اکرم ﷺ اور اس کی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان

کے ساتھیوں نے تصدیق کی ایسے ہی لوگ کفر وشرک اور برائیوں سے بچنے والے ہیں وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لیے جنت میں سب کچھ ہے۔

(۳۵) یہ موحدین کا اعزاز و احترام ہے تا کہ اللّٰہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور ان کے نیک کاموں کے بدلے ان کو ان کا ثواب دے۔

(۳۶) کیا اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندہ خاص محمد ﷺ کی حفاظت کے لیے یا یہ کہ حضرت خالد بن ولید کی حفاظت کے لیے کافی نہیں۔

اور یہ آپ کو ان جھوٹے معبودوں یعنی لات وعزی وغیرہ سے جو اللّٰہ کے سوا ہیں ڈراتے ہیں چنانچہ آپ سے کہتے ہیں کہ ان بتوں کو برا بھلا مت کہو ورنہ آپ کو پریشان کر دیں گے اور جسے اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کرے یعنی ابوجہل وغیرہ اسے کوئی دین خداوندی کا راستہ بتانے والا نہیں۔

شانِ نزول: وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (الخ)

عبدالرزاقؒ نے محمدؒ سے روایت کی ہے کہ مجھے ایک شخص نے بیان کیا کہ کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آ جائیں ورنہ ہم اپنے بتوں سے کہہ دیں گے وہ آپ کو پریشان کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی یہ لوگ آپ کو ان سے ڈراتے ہیں جو اللّٰہ کے سوا ہیں۔

(۳۷) اور جسے اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت فرمائے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ اور کہا گیا ہے کہ اس سے حضور ہی کی ذات بابرکت مراد ہے اس کا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں کیا اللّٰہ تعالیٰ اپنی بادشاہت وسلطنت میں زبردست اور کافر سے انتقام لینے والا نہیں؟

(۳۸) اور اگر آپ کفار سے دریافت کریں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یہ یہی کہیں گے کہ اللّٰہ نے پیدا کیا تو پھر آپ ان سے فرمائیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ جن معبودوں یعنی لات وعزی وغیرہ کو تم پوجتے ہو اگر اللّٰہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ لات وعزی اس کی دی ہوئی تکلیف وسختی کو مجھ سے دور کر سکتے ہیں یا اللّٰہ تعالیٰ مجھے عافیت میں رکھنا چاہے تو کیا یہ تمھارے لات وعزیٰ وغیرہ مجھ سے اس کی دی ہوئی عافیت کو روک سکتے ہیں کہ تم مجھے بھی ان کی پوجا کے لیے کہتے ہو؟

آپ فرما دیجیے کہ بس میں اللّٰہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہوں اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسا کرتے ہیں یا یہ کہ مومنین کے لیے ضروری ہے کہ اسی ذات وحدہٗ لاشریک پر بھروسا کریں۔

(۴۰) آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی تدابیر کرتے

رہو میں بھی اپنی حالت پر عمل کر رہا ہوں۔ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب نازل ہوگا جو اسے ذلیل وہلاک کر دے گا اور اس کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہوگا یہ اللہ کی طرف سے کفار کے لیے وعید ہے۔

(۴۱) ہم نے آپ پر یہ قرآن حکیم بذریعہ جبریل نازل کیا ہے جو لوگوں کے سامنے حق و باطل کو واضح کرنے والا ہے سو جو شخص قرآن حکیم کے ذریعہ سیدھے راستے پر آئے گا اور اس پر ایمان لائے گا تو اسی کو ثواب ملے گا۔

اور جو شخص قرآن حکیم کا انکار کرے گا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور آپ ان کفار مکہ پر مسلط نہیں کیے گئے کہ آپ سے ان کے بارے میں باز پرس ہونے لگے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ
تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ
وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ
اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ
الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا
خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ
فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ع

خدا لوگوں کے مرنے کے وقت اُن کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں (اُن کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے اُن کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے جو لوگ فکر کرتے ہیں اُن کے لئے اس میں نشانیاں ہیں (۴۲) کیا اُنہوں نے خدا کے سوا اور سفارشی بنا لئے ہیں کہو کہ خواہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ (کچھ) سمجھتے ہی ہوں (۴۳) کہہ دو کہ سفارش تو سب خدا ہی کے اختیار میں ہے اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۴۴) اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل منقبض ہو جاتے ہیں۔ اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں (۴۵) کہو کہ اے خدا (اے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (اور) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کرے گا (۴۶) اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب (مال و متاع) ہو جو زمین میں ہے اور اسکے ساتھ ہی اسی قدر اور ہو تو قیامت کے روز برے عذاب (سے مخلصی پانے) کے بدلے میں دے دیں اور اُن پر خدا کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا اُن کو خیال بھی نہ تھا (۴۷) اور اُن کے اعمال کی بُرائیاں اُن پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ اُن کو آگھیرے گا (۴۸) جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے۔ پھر جب ہم

اُس کو اپنی طرف سے نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے (میرے) علم (ودانش) کے سبب ملی ہے۔ (نہیں) بلکہ وہ آزمائش ہے مگر اُن میں سے اکثر نہیں جانتے (۴۹) جو لوگ اُن سے پہلے تھے وہ بھی یہی کہا کرتے تھے تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُن کے کچھ بھی کام نہ آیا (۵۰) اُن پر اُن کے اعمال کے وبال پڑ گئے۔ اور جو لوگ اُن سے ظلم کرتے رہے ہیں اُن پر اُن کے عملوں کے وبال عنقریب پڑیں گے۔ اور وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے (۵۱) کیا اُن کو معلوم نہیں کہ خدا ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اُن کے لئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۵۲)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (٤٢) تا (٥٢)

(۴۲) اللّٰہ ہی انسانوں کی روحوں کو قبض کرتا ہے ان کے سونے کی حالت میں جانوں کو بھی معطل کرتا ہے ان کے سونے کے وقت میں جن کی ابھی موت کا وقت نہیں آیا پھر جن کی موت کا وقت آجاتا ہے ان کو تو روک لیتا ہے اور جن کا سونے کی حالت میں وقت نہیں آیا ان کو ایک وقت مقررہ کے لیے رہا کر دیتا ہے اس روکنے اور چھوڑنے میں سوچنے والوں کے لیے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(۴۳) کیا ان کفار مکہ نے اللّٰہ کے علاوہ دوسروں کو معبود قرار دے رکھا ہے جو ان کی سفارش کریں گے۔ آپ فرما دیجیے کہ اگرچہ یہ سفارش میں سے کسی چیز پر بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں کہ سفارش کس طرح کریں۔

(۴۴) آپ فرما دیجیے کہ آخرت میں تمام تر سفارش اللّٰہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور بارش اور نباتات سب کے خزانوں پر اسی کی حکمرانی ہے اور آخرت میں تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۴۵) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ لا الـٰہ الا اللّٰہ پڑھو تو ان لوگوں کے دلوں میں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے نفرت و تنگی پیدا ہوتی ہے اور جب اس کے علاوہ لات وعزیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے تو اسی وقت یہ لوگ اپنے بتوں کے ذکر سے خوش ہو جاتے ہیں۔

شانِ نزول: وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ (الخ)

ابن المنذرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ رسول اکرم ﷺ کی کعبہ کے پاس سورۂ نجم کی تلاوت کرنے اور مشرکین کے اپنے بتوں کے تذکرہ پر خوش ہونے کے وقت نازل ہوئی ہے

(۴۶) آپ اس طرح دعا فرمایئے اے اللّٰہ ہمارے ساتھ بھلائی فرمایئے اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اے ظاہر و باطن کے جاننے والے تو ہی قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان دین کی ان باتوں کا فیصلہ

فرمائے گا جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔

(۴۷) اور اگر مشرکین کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور ان چیزوں جتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے سخت عذاب سے خود کو چھڑانے کے لیے اس کو فدیہ میں بلا تامل دینے لگیں اور ان کے سامنے عذاب الٰہی ایسا ظاہر ہوگا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔

(۴۸) اور اس وقت ان کے سامنے ان کے تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔

اور انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمانی کتب کا جو مذاق اُڑایا کرتے تھے اس کی وجہ سے ان کو عذاب آگھیرے گا یا یہ مطلب ہے کہ جس عذاب کے ساتھ یہ ہنسی مذاق کیا کرتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

(۴۹) اور جس وقت کافر کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تکلیف کے ختم ہونے کے لیے پکارتا ہے پھر جب ہم اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کر دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ مجھے جو کچھ مال ملا ہے وہ میری عقل مندی اور ہنرمندی سے ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی میری ہنرمندی دیکھ کر دیا ہے بلکہ وہ نعمت تو ہماری طرف سے ایک آزمائش ہے مگر سب اس کو سمجھتے ہی نہیں۔

(۵۰۔۵۱) اے محمد ﷺ یہ بات آپ کی قوم سے پہلے قارون نے بھی کہی تھی تو عذاب خداوندی کے سامنے ان کی باتیں اور کارروائیاں اور غیر اللہ کی پرستش اور اموال کا جمع کرنا کچھ کام نہ آیا۔

تو ان تمام برے اعمال کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہوا اور ان کفار مکہ میں سے جو مشرک ہیں تو ان سے پہلے لوگوں کی طرح ان کو بھی ان کی بداعمالیوں کی سزائیں ابھی ملنے والی ہیں اور یہ عذاب خداوندی سے بچ نہیں سکتے۔

(۵۲) کیا ان کفار مکہ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کے طور پر جس کو چاہتا ہے مال وافر دیتا ہے اور ڈھیل کے طور پر جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اس آزمائش اور تنگی میں اہل ایمان کے لیے نشانیاں اور دلائل ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ

(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے (۵۳) اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار ہو جاؤ پھر تم کو مدد نہیں ملے گی (۵۴) اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو اس نہایت اچھی (کتاب) کی جو

تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے پیروی کرو (۵۵) کہ (مبادا اُس وقت) کوئی متنفس کہنے لگے کہ (ہائے ہائے) اس تقصیر پر افسوس ہے جو میں نے خدا کے حق میں کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہا (۵۶) یا یہ کہنے لگے کہ اگر خدا مجھ کو ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں ہوتا (۵۷) یا جب عذاب دیکھ لے تو کہنے لگے کہ اگر مجھے پھر ایک دفعہ دنیا میں جانا ہو تو میں نیکوکاروں میں ہو جاؤں (۵۸) (خدا فرمائے گا) کیوں نہیں میری آیتیں تیرے پاس پہنچ گئی تھیں مگر تو نے اُن کو جھٹلایا اور شیخی میں آ گیا اور تو کافر بن گیا (۵۹) اور جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ بولا تم قیامت کے دن دیکھو گے کہ اُن کے مُنہ کالے ہو رہے ہوں گے کیا غرور کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ میں نہیں ہے؟ (۶۰) اور جو پرہیزگار ہیں اُن کی (سعادت اور) کامیابی کے سبب خدا اُن کو نجات دے گا نہ تو اُن کو کوئی سختی پہنچے گی اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۶۱) خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہی ہر چیز کا نگراں ہے (۶۲) اُسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں اور جنھوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں (۶۳)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (۵۳) تا (۶۳)

(۵۳) آپ فرما دیجیے کہ اے میرے بندو جنھوں نے کفر و شرک زنا اور قتل کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم اللّٰہ کی مغفرت سے مایوس مت ہو اللّٰہ اس شخص کے تمام گناہوں کو جو کفر سے توبہ کرے اور اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان لائے معاف فرمائے گا وہ توبہ کی حالت میں مرنے والے پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔

شان نزول: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ (الخ)

بخاریؒ و مسلمؒ کی حدیث اس آیت کے بارے میں سورۂ فرقان میں گزر چکی ہے۔ ابن ابی حاتمؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ کے مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور طبرانیؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ فساد پھیلانے والے کے لیے کوئی توبہ نہیں جب کہ وہ اسلام لانے اور اسلام کی معرفت حاصل ہو جانے کے بعد اس کو چھوڑ دے چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی میرے بندو جنھوں نے خود پر زیادتیاں کی ہیں تم اللّٰہ کی رحمت سے مایوس مت ہو اور طبرانی نے ایسی سند کے

ساتھ جس میں ضعف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لیے قاصد بھیجا تو اس نے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھے کیسے دعوت دے رہے ہیں جب کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ جس نے زنا کیا یا قتل کیا یا شرک کیا یَلْقَ اَثَامًا (الخ) وہ گناہ کا بوجھ اٹھائے گا اور قیامت کے دن اس کے عذاب میں زیادتی ہوگی اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا اور میں نے تو یہ سب کام کیے ہیں تو کیا اب بھی آپ میرے لیے کچھ اجازت پاتے ہیں اس پر آیت مبارکہ کا یہ حصہ نازل ہوا۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اس پر قاتل نے کہا کہ یہ شرط تو سخت ہے کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے تو ممکن ہے کہ ان کو پورا کرنے کی میرے اندر قدرت نہ ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔

یعنی اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ اور دوسرے گناہ جس کے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔

اس پر وہ کہنے لگے کہ اس آیت کے بعد تو ارادہ کرتا ہوں مگر یہ مجھے معلوم نہیں کہ میری بخشش ہوگی یا نہیں تو اس کے علاوہ بھی اور کوئی آیت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا نازل فرمائی تب وہ کہنے لگے ہاں بے شک اس سے امید ہے چنانچہ وہ مشرف با اسلام ہوئے۔

(۵۴) اور کفر سے توبہ کر کے تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت کرو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب نازل ہونے لگے کیوں کہ عذاب الٰہی تم سے نہیں روکا جائے گا۔ یہ آیت مبارکہ قاتل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۵۵) تم قرآن کریم پر چلو اس کے حلال کردہ امور کو حلال اور حرام کردہ باتوں کو حرام سمجھو اور محکمات پر عمل کرو اور اس کے متشابہات پر ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آ پڑے اور تمہیں اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

(۵۶۔۵۷) ایسا نہ ہو کہ تم میں پھر کوئی کہنے لگے ہائے افسوس کہ میں نے اطاعت خداوندی کو چھوڑا تھا اور میں تو کتاب اللہ اور اس کے رسول کا مذاق ہی اڑاتا رہا اور تاکہ پھر کوئی یوں نہ کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے سامنے ایمان کو بیان فرماتے تو میں بھی موحدین میں سے ہوتا۔

(۵۸) یا کوئی عذاب دیکھ کر یوں نہ کہنے لگے کہ کاش میرا دنیا میں لوٹ جانا ہو جائے پھر میں مؤحدین میں سے ہو جاؤں۔

(۵۹) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا ہاں بے شک تمہارے پاس میری کتاب اور رسول پہنچا تھا سو تم نے ان کو جھٹلایا اور ایمان لانے سے تکبر کیا اور کافروں کے ساتھ ان ہی کے طریقہ پر قائم رہے۔

(۶۰) اور آپ قیامت کے دن ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنھوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں

اور حضرت عزیر اور عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا تھا کیا ان کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے۔

(۶۱) اور جو لوگ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور اس کی اطاعت کی تھی اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور نیکیوں کی وجہ سے ان کو نجات دے گا اور ان کو سختی اور عذاب نہیں پہنچے گا اور جس وقت دوسرے غمگین و پریشان ہوں گے تو وہ لوگ غمگین نہ ہوں گے۔

(۶۲) اللہ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے اور وہ ہی ہر ایک کو روزی پہنچانے کا ذمہ دار ہے یا یہ کہ وہ ہر ایک کے اعمال کا نگہبان ہے۔

(۶۳) اسی کے اختیار میں آسمان و زمین کے خزانے یعنی بارش اور ہر قسم کی پیداوار ہے اور جو لوگ رسول اکرمؐ اور قرآن کریم کو نہیں مانتے وہ آخرت میں سزا کی وجہ سے بڑے خسارے میں رہیں گے۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْۗءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ ع

کہہ دو کہ اے نادانو! تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میں غیر خدا کی پرستش کرنے لگوں (۶۴) اور (اے محمد) تمہاری طرف اور اُن (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے (۶۵) بلکہ خدا ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں ہو (۶۶) اور اُنہوں نے خدا کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہئے تھی نہیں کی اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی آسمان اُس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے (اور) وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے (۶۷) اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے (۶۸) اور زمین اپنے پروردگار کے نُور سے چمک اُٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور (اور) گواہ حاضر کئے جائیں گے اور اُن میں انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی (۶۹) اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اسکو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے (۷۰)

تفسیر سورة الزمر آيات (٦٤) تا (٧٠)

(۶۴) جس وقت یہ مکہ والے آپ سے آبائی دین کے اختیار کرنے کو کہیں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ اے جاہلو کیا

پھر بھی تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو۔

شان نزول: قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّىْ (الخ)

امام بیہقیؒ نے دلائل میں حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد ﷺ کیا تم اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ بتاتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے جاہلو کیا پھر بھی تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم کرتے ہو۔

(۶۵) کیوں کہ آپ کی طرف بھی قرآن کریم میں اور جو پیغمبر آپ سے پہلے گزرے ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو حالت شرک میں تیرا سب کیا برباد ہو جائے گا اور تو سزا کے اعتبار سے نقصان اُٹھائے گا۔

(۶۶) بلکہ ہمیشہ توحید خداوندی ہی کا اقرار کرنا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ پر انعامات کتاب ونبوت اور اسلام کی دولت عطا فرماتے ہیں ان پر شکر گزار رہیے۔

(۶۷) اوران لوگوں نے اللہ کی کچھ عظمت نہ کی جیسے عظمت کرنی چاہیے تھی۔

چنانچہ بکواس کرنے لگے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہے اور ذلیل وخوار مالک بن صیف یہودی کہنے لگا کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ محتاج ہے ہم سے قرض مانگتا ہے حالاں کہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ اس کی ذات یہودیوں کی باتوں سے پاک وبرتر ہے۔

شان نزول: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الخ)

امام ترمذیؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی کا رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر ہوا وہ کہنے لگا اے ابوالقاسم ﷺ اس چیز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنی اس انگلی پر اور زمینوں کو اس پر اور پانی کو اس پر اور پہاڑوں کو اس پر رکھے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ابن ابی حاتمؒ نے حسنؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے آسمان وزمین اور فرشتوں کی پیدائش کے بارے میں غور کرنا شروع کیا جب اس چیز سے فارغ ہوئے تو اس کا اندازہ لگانے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی۔

اور سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے پروردگار کی صفت کے بارے میں گفتگو شروع کی تو وہ ایسی باتیں تھیں جن کو جانتے بھی نہ تھے اور نہ دیکھی بھالی ہوئی تھیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن المنذرؒ نے ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نازل ہوئی اس وقت لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کرسی کی تو صفت یہ ہے اور عرش کی کیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۶۸) اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان و زمین والے مر جائیں گے مگر جنت و دوزخ والے اور کہا گیا ہے کہ حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت وہ پہلی صور پھونکے جانے پر نہیں مریں گے بلکہ اس کے بعد مریں گے اور پھر مردوں کو زندہ کرنے کے لیے دوبارہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور ان دونوں صوروں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا اور پھر آسمان سے باریک بارش کی بوندیں گریں گی پھر اس صور کے بعد اچانک لوگ قبروں سے کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھیں گے کہ ان سے کیا کہا جا رہا ہے۔

(۶۹) اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے یا یہ کہ انصاف سے روشن ہو جائے گی اور سب کا نامہ اعمال جس میں ایمان و اخلاق کا تذکرہ ہوگا رکھ دیا جائے گا اور انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول حاضر کیے جائیں گے یا یہ کہ انبیاء کرام اور گواہ حاضر کیے جائیں گے یعنی انبیاء کرام کو جو خود گواہ ہوں گے اور اپنی قوموں کے خلاف گواہی دیں گے۔

اور ان کے اور انبیاء کرام کے درمیان ٹھیک فیصلہ کیا جائے گا اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی اور برائیوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

(۷۰) اور ایک شخص کو خواہ نیک ہو یا بد اس کے اعمال کا خواہ نیکیاں ہوں یا برائیاں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

وَسِيۡقَ
الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ
اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ
يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ
هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰـكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۱﴾
قِيۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى
الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَى الۡجَـنَّةِ زُمَرًا ؕ
حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوۡهَا وَفُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا
سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِيۡنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ
لِلّٰهِ الَّذِىۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ
مِنَ الۡجَـنَّةِ حَيۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ﴿۷۴﴾
وَتَرَى الۡمَلٰٓـئِكَةَ حَآفِّيۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ
وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَـقِّ وَقِيۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۵﴾ ع

اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اُس کے داروغہ اُن سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے۔ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم متحقق ہو چکا تھا (۷۱) کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے (۷۲) اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کے جب اُسکے پاس پہنچ جائیں گے اور اُس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اُس کے داروغہ اُن سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ (۷۳) وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اُس زمین کا وارث بنا دیا اور ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے (۷۴) اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تسبیح کر رہے ہیں تعریف کے ساتھ اور اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (۷۵)

تفسیر سورۃ الزمر آیات (۷۱) تا (۷۵)

(۷۱) کافروں کو گروہوں کی صورت میں ترتیب وار دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا۔

اور جب یہ دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے جو اس سے پہلے کھلے ہوئے نہیں تھے اور ان سے وہاں کے داروغہ اور محافظ کہیں گے کہ اے گروہ کفار کیا تمھارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہیں تمھارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تمہیں اس دن کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کافر کہیں گے بے شک ہمارے پاس رسول آئے لیکن عذاب کا وعدہ ہمارے اعمال کی وجہ سے پورا ہو کر رہا۔

(۷۲) ان سے محافظ کہیں گے کہ اب ہمیشہ دوزخ میں رہو غرض کتاب و رسول پر ایمان لانے سے تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔

(۷۳) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی تھی وہ جنت کی طرف گروہ گروہ کر کے روانہ کیے جائیں گے یہاں تک کہ اس جنت کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے اور وہاں کے محافظ

جنت کے دروازوں پر ان کو سلام کریں گے اور کہیں گے کہ تم کامیابی اور نجات میں یا یہ کہ پاکیزگی اور راحت میں رہو اور اس جنت میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ کہ یہاں نہ موت آئے گی اور نہ یہاں سے نکالے جاؤ گے۔

(۷۴) اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف اس اکرام کو جانتے لگیں گے تو یہ داخل ہونے والے کہیں گے کہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں سرزمین جنت کا مالک بنایا کہ ہم جہاں چاہیں اس میں قیام کریں غرض دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنیوالوں کا اب اچھا بدلہ ہے۔

(۷۵) اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے اور اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی تسبیح کرتے ہوں گے۔

اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان سے حساب سے فراغت کے بعد کہا جائے گا کہ کہو کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو جن و انس کا پروردگار ہے اور اس پر کہ اس نے ہمارے اور تمھارے دشمنوں کے درمیان فرق فرمایا۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّتِسْعُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۘ﴿۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰــتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۧ﴿۹﴾

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّتِسْعُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) اس کتاب کا اُتارا جانا خدائے غالب و دانا کی طرف سے ہے (۲) جو گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا (اور) سخت عذاب دینے والا (اور) صاحب کرم ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کی طرف پھر کر جانا ہے (۳) خدا کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں تو اُن لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے (۴) اُن سے پہلے نوح کی قوم اور اُن کے بعد اور امتوں نے بھی (پیغمبروں کی) تکذیب کی اور ہر اُمت نے اپنے پیغمبروں کے بارے میں یہی قصد کیا کہ اُس کو پکڑ لیں اور بےہودہ (شبہات سے) جھگڑتے رہے کہ اُس سے حق کو زائل کر دیں تو میں نے اُن کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا ہوا (۵) اور اسی طرح کافروں کے بارے میں بھی تمہارے پروردگار کی بات پوری ہو چکی ہے کہ وہ اہل دوزخ ہیں (۶) جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اُس کے گرداگرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں (یعنی فرشتے) وہ

ع

اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اُس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لئے بخشش مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے اُن کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا لے (۷) اے ہمارے پروردگار اُن کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں داخل کر جن کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور جو اُن کے باپ دادا اور اُن کی بیویوں اور اُن کی اولاد میں سے نیک ہوں اُن کو بھی بے شک تو غالب حکمت والا ہے (۸) اور اُن کو عذابوں سے بچائے رکھ۔ اور جس کو تو اُس روز عذابوں سے بچا لے گا تو بے شک اُس پر مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (۹)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پچاسی آیات اور ایک ہزار ایک سو ننانوے کلمات اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) حٰمٓ۔ یعنی قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے اس کا فیصلہ فرما دیا یہ کہ اسے بیان فرما دیا یا یہ کہ یہ لفظ تاکید کے طور پر ایک قسم ہے۔

(۲) یہ قرآن کریم رسول اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا گیا ہے جو کہ کافروں کو سزا دینے میں زبردست اور مومن و کافر سب کو جاننے والا ہے۔

(۳) گناہ کو بخشنے والا اور شرک سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرنے والا ہے اور جو شرک کی حالت میں مرے اسے سخت سزا دینے والا مومنوں کے لیے فضل و احسان کرنے والا اور کافر پر قدرت رکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں مومن و کافر سب کو اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

(۴) مگر اس کے باوجود مکہ والوں میں رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کافر ہی کرتے ہیں تو اے نبی کریم ﷺ ان لوگوں کا تجارت کے لیے سفر کرنا اور آنا جانا آپ کو شک میں نہ ڈالے کیوں کہ یہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

شان نزول: مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتم ؒ نے بواسطہ سدی ابو مالک ؒ سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حارث بن قیس سہمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۵) اور آپ کی قوم سے پہلے حضرت نوح ؑ کی قوم نے نوح ؑ کو اور اسی طرح ان کافروں نے جو کہ قوم نوح کے بعد ہوئے انبیاء کرام کو جھٹلایا تھا جب کہ آپ کی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے۔

اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو قتل کرنے کی سکیم بنائی تھی اور شرک کے ساتھ رسولوں سے جھگڑے کیے تا کہ شرک کے ذریعے سے اس حق بات کو جس کو انبیاء کرام لے کر آئے ہیں جھوٹ کر دیں تو میں نے اس تکذیب کے وقت

ان کی پکڑ کی سوائے نبی کریم ﷺ آپ دیکھیے کہ تکذیب کے وقت میری طرف سے ان کو کیسی سزا ہوئی۔

(۶) اسی طرح تمام ان لوگوں پر جنھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کیا آپ کے پروردگار کے عذاب کے ساتھ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ وہ آخرت میں دوزخی ہوں گے۔

(۷) جو فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ان فرشتوں کی دس جماعتیں ہیں اور جو فرشتے اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی تسبیح و تمہید کرتے رہتے ہیں اور وہ اللّٰہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لیے اس طرح دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ کے انعامات ہر ایک چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور آپ ہر ایک چیز کو جانتے ہیں سو ان لوگوں کو بخش دیجیے جنھوں نے شرک سے توبہ کر لی اور دین اسلام پر چلتے ہیں اور ان سے جہنم کے عذاب کو دور کر دیجیے۔

(۸) اور آپ ان کو انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کے گروہ میں داخل فرمائیے جس کا آپ نے ان سے کتاب میں وعدہ فرمایا اور ان کے ماں باپ میں سے جو موحد ہوں بے شک آپ اپنی سلطنت و بادشاہت میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والے ہیں۔

(۹) اور ان سے قیامت کے دن کے عذاب کو دور فرمائیے اور جس سے قیامت کے دن کا عذاب دور کر دیا گیا تو اس کی آپ نے مغفرت اور حفاظت فرما دی اور یہ مغفرت اور عذاب کا دور کرنا بڑی کامیابی ہے کہ جنت ہاتھ آ گئی اور دوزخ سے بچ گئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ
اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا
اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى
خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾
هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ
وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ
يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ
يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ
مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

جن لوگوں نے کفر کیا اُن سے پکار کر کہہ دیا جائے گا جب تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بُلائے جاتے تھے اور مانتے نہیں تھے تو خدا اس سے کہیں زیادہ بیزار ہوتا تھا جس قدر تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو (۱۰) وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو دفعہ بے جان کیا اور دو دفعہ جان بخشی ہم کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ (۱۱) یہ اس لئے کہ جب تنہا خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے۔ اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو اسے تسلیم کر لیتے تھے تو حکم تو خدا ہی کا ہے جو (سب سے) اوپر اور سب سے بڑا ہے (۱۲) وہی تو ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تم پر آسمان سے رزق اُتارتا ہے اور نصیحت تو وہی کرتا ہے جو (اسکی طرف) رجوع کرتا ہے (۱۳) تو خدا کی عبادت کو خالص کر کر اُسی کو پکارو اگرچہ کافر بُرا ہی مانیں (۱۴) وہ مالک

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

درجات عالی (اور) صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈرائے (۱۵) جس روز وہ نکل پڑیں گے اُن کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا (اور) غالب ہے (۱۶) آج کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج (کسی کے حق میں) بے انصافی نہیں ہوگی بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے (۱۷) اور اُن کو قریب آنے والے دن سے ڈراؤ جب کہ دل غم سے بھر کر گلوں تک آ رہے ہوں گے (اور) ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے (۱۸) وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (اُن کو بھی) (۱۹) اور خدا سچائی کے ساتھ حکم فرماتا ہے اور جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی حکم نہیں دے سکتے بے شک خدا سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۱۰) تا (۲۰)

(۱۰) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں اور رسولوں کا انکار کیا جب وہ دوزخ میں جا کر حسرت اور اپنے نفس کو ملامت کریں گے تو ان سے فرشتے کہیں گے کہ جیسی اس وقت تمہیں اپنے آپ سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر جب کہ تم دنیا میں تھے اللہ کو تم سے نفرت تھی جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور تم نہیں مانا کرتے تھے۔

(۱۱) وہ کفار دوزخ میں کہیں گے اے ہمارے رب آپ نے ہمیں دو بار مردہ رکھا ایک بار تو جس وقت ہماری روحیں قبض کیں اور دوسری مرتبہ جب کہ قبروں میں ہم سے منکر نکیر نے سوال کیا اور دوبارہ زندگی دی ایک مرتبہ تو قبروں میں منکر کے سوال سے پہلے اور دوسری مرتبہ حشر کے لیے سو ہم اپنے شرک و کفر کا اور ایمان لانے سے انکار کرنے کا انکار کرتے ہیں تو کیا اب پھر دنیا میں واپس جانے کی کوئی صورت ہے کہ ہم وہاں پہنچ کر آپ پر ایمان لے آئیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اس دوزخ کے عذاب اور ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ جب تم سے کلمہ لا الہ الا اللہ کے اقرار کرنے کے بارے میں کہا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر بتوں کو شریک کیا جاتا تھا تو تم فوراً مان لیتے تھے سو بندوں کے درمیان جو یہ فیصلہ ہوا اور کافروں کے لیے دوزخ کا حکم ہوا یہ اس اللہ کا فیصلہ ہے جو سب سے بلند عالی شان اور سب سے بڑا ہے۔

(۱۳) اے مکہ والو وہی ہے جو تمہیں اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ مشرکین کے مکانات کو تباہ و برباد کرتا ہے اور تمھارے لیے آسمان سے بارش برساتا ہے مگر قرآن کریم سے صرف وہ ہی شخص نصیحت حاصل کرتا ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

(۱۴) تو تم لوگ اخلاص اور توحید کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کرو اگرچہ مکہ والوں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

(۱۵) وہ آسمانوں کا خالق ہے جس نے ان کو ہر ایک چیز سے بلند کیا اور عرش کا مالک ہے۔

وہ بذریعہ جبریل امین اپنے بندوں میں سے جس کو پسند کرے یعنی رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم نازل فرماتا ہے تاکہ محمد ﷺ قرآن کریم کے ذریعے اس دن سے ڈرائیں جس دن آسمان اور زمین والے جمع ہو جائیں گے یا یہ کہ خالق و مخلوق۔

(۱۶) جس دن سب لوگ قبروں سے نکل پڑیں گے کہ ان کے اعمال میں سے کوئی چیز اللّٰہ سے پوشیدہ نہ رہے گی پھر نفخۂ موت کے بعد اللّٰہ تعالیٰ فرمائے گا آج کے دن کس کی حکومت ہوگی تو کوئی بھی جواب نہ دے سکے گا اللّٰہ تعالیٰ فرمائے گا بس اللّٰہ ہی کی ہوگی جو کہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اپنی مخلوق کے مارنے پر غالب ہے آج یعنی قیامت کے دن ہر نیک و بد کو جو بھی اس نے نیکی یا بدی کی ہے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

(۱۷) آج کسی پر ظلم نہ ہوگا یعنی کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا اور اللّٰہ تعالیٰ جب حساب لینا شروع فرمائیں تو بہت جلد حساب لینے والے ہیں یا یہ کہ جس وقت سزا دیں تو پھر سخت سزا دینے والے ہیں۔

(۱۸) اور محمد ﷺ ان کو آزفہ کے دن سے ڈرائیے جس روز تیزی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے گا اور یہ قیامت کا دن ہے جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے غم اور پریشانی سے گھٹ گھٹ جائیں گے۔

کافروں کے لیے کوئی دوست بھی نہ ہوگا جو ان کے کام آسکے اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس سے سفارش کا وہم بھی ہو سکے۔

(۱۹) وہ آنکھوں کی چوری یعنی خیانت و مکاری کے ساتھ دیکھنے کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو دلوں میں پوشیدہ ہیں۔

(۲۰) قیامت کے دن وہ جس کے لیے چاہے گا شفاعت کرنے کی اجازت دے گا یا یہ کہ ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمائے گا۔

اور اللّٰہ کے علاوہ جن بتوں کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں وہ قیامت کے دن شفاعت کے ذریعے کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے کیوں کہ ان کو اس پر قدرت یا یہ کہ وہ بت دنیا میں کسی بھلائی کا بھی حکم نہیں کر سکتے اس لیے کہ وہ بہرے اور گونگے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۲۱ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۲ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۳ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۲۴ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَاۗءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَاۗءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝۲۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝۲۶ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۲۷

کیا اُنہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تا کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہوا۔ وہ اُن سے زور اور زمین میں نشانات (بنانے) کے لحاظ سے کہیں بڑھ کر تھے تو خدا نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ اور اُن کو خدا (کے عذاب) سے کوئی بھی بچانے والا نہ تھا (۲۱) یہ اس لئے کہ اُن کے پاس پیغمبر کھلی دلیلیں لاتے تھے تو یہ کفر کرتے تھے سو خدا نے اُن کو پکڑ لیا بے شک وہ صاحب قوت (اور) سخت عذاب دینے والا ہے (۲۲) اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا (۲۳) (یعنی) فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا (۲۴) غرض جب وہ اُن کے پاس ہماری طرف سے حق لے کر پہنچے تو کہنے لگے کہ جو اس کے ساتھ (خدا پر) ایمان لائے ہیں اُن کے بیٹوں کو قتل کر دو اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کی تدبیریں بے ٹھکانے ہوتی ہیں (۲۵) اور فرعون بولا کہ مجھے چھوڑ دو کہ موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے پروردگار کو بلا لے مجھے ڈر ہے کہ وہ (کہیں) تمہارے دین کو (نہ) بدل دے یا ملک میں فساد (نہ) پیدا کر دے (۲۶) موسیٰ نے کہا کہ میں ہر متکبر سے جو حساب کے دن (یعنی قیامت) پر ایمان نہیں لاتا۔ اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں (۲۷)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۲۱) تا (۲۷)

(۲۱) کیا ان کفار مکہ نے زمین میں چل پھر کر غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کافروں کا کیا حشر ہوا جو قوت میں بھی ان سے بڑھ کر اور تلاش و نشانات میں بھی زائد تھے ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا مؤاخذہ فرمایا اور کوئی ان کو اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہ ہوا۔

(۲۲) اور یہ دنیا میں ان پر عذاب اس وجہ سے نازل ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول اوامر و نواہی اور دلیلیں لے کر آئے تھے تو انھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی اور جو وہ لے کر آئے تھے اس کی تکذیب کی اللہ تعالیٰ نے ان پر مؤاخذہ فرمایا اور مؤاخذہ فرمانے والا قوت والا اور جس کو سزا دے تو سخت سزا دینے والا ہے۔

(۲۳-۲۴) اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو نو نشانیاں اور واضح دلیل دے کر فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور ان کے چچا زاد بھائی قارون کی طرف بھیجا تو ان لوگوں نے کہا یہ تو جادوگر ہیں دو کے درمیان تفریق کرنے والے اور اللہ تعالیٰ پر بہتان لگانے والے ہیں۔

(۲۵) پھر جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس کتاب لے کر آئے تو ان لوگوں نے یہ مشورہ کیا کہ جولوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کردو اور لڑکیوں کو غلام بنالو ان کو قتل مت کرو مگر فرعون اور اس کی قوم کی تدبیر موثر نہ ہوئی۔

(۲۶) اور فرعون کہنے لگا کہ مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اس کو چاہیے کہ اپنے رب کو بلالے جس کے بارے میں یہ خیال کرتا ہے کہ اس نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے مجھے ڈر ہے کہ جس دین پر تم ہو کہیں وہ تمھارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی نہ پھیلائے کہ تمھاری لڑکیوں کو خادمہ بنائے اور لڑکوں کو قتل کر ڈالے جیسا کہ تم لوگ کر رہے ہو یا یہ کہ تمھارے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ دے اور تم سب کو اپنے دین میں داخل کرے۔

(۲۷) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر اس شخص کے شر سے جو کہ ایمان لانے سے تکبر کرنے والا ہے اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

وَقَالَ

رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا کہنے لگا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار خدا ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار (کی طرف) سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کے جھوٹ کا ضرر اُسی کا ہوگا اور اگر سچا ہوگا تو کوئی سا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر واقع ہو کر رہے گا بے شک خدا اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو بے لحاظ جھوٹا ہو (۲۸) اے قوم آج تمہاری ہی بادشاہت ہے اور تم ہی ملک میں غالب ہو (لیکن) اگر ہم پر خدا کا عذاب آگیا تو (اُس کے دور کرنے کے لئے) ہماری مدد کون کرے گا؟ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں وہی بات سمجھاتا ہوں جو مجھے سُوجھی ہے اور وہی راہ بتاتا ہوں جس میں بھلائی ہے (۲۹) تو جو مومن تھا وہ کہنے لگا اے قوم مجھے تمہاری نسبت خوف ہے کہ (مبادا) تم پر اور امتوں کی طرح کے دن کا عذاب آجائے (۳۰) (یعنی) نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو لوگ اُن کے پیچھے ہوئے ہیں اُن کے حال کی طرح (تمہارا حال نہ ہو جائے) اور خدا تو بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (۳۱) اور اے قوم مجھے تمہاری نسبت پکار کے دن (یعنی قیامت) کا خوف ہے (۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر (قیامت کے میدان سے) بھاگو گے (اُس دن) تم کو کوئی

اَتٰهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ۝

(عذاب) خدا سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس شخص کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۳) اور پہلے یوسف بھی تمہارے پاس نشانیاں لے کر آئے تھے تو جو وہ لائے تھے اس سے تم ہمیشہ شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا اس کے بعد کبھی کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا اسی طرح خدا اس شخص کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے نکل جانے والا (اور) شک کرنے والا ہو (۳۴) جو لوگ بغیر اس کے کہ اُن کے پاس کوئی دلیل آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں خدا کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک جھگڑا سخت ناپسند ہے اسی طرح خدا ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے (۳۵) اور فرعون نے کہا کہ ہامان میرے لئے ایک محل بناؤ تا کہ میں (اُس پر چڑھ کر) رستوں پر پہنچ جاؤں (۳۶) (یعنی) آسمانوں کے رستوں پر پھر موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں اور میں تو اُسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کو اُس کے اعمال بد اچھے معلوم ہوتے تھے اور وہ رستے سے روک دیا گیا تھا۔ اور فرعون کی تدبیر تو بیکار تھی (۳۷)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۲۸) تا (۳۷)

(۲۸) اور حزقیل نامی ایک شخص نے کہا جو کہ فرعون کے چچازاد بھائی تھے اور تقریباً سو سال سے فرعون اور اس کی قوم اور فرعون کے خاندان سے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے انھوں نے کہا کیا ایک شخص کو محض اتنی سی بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللّٰہ تعالیٰ نے تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے حالاں کہ وہ اوامر ونواہی اور علامات نبوت بھی لے کر آیا ہے۔ بالفرض اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہی ہو تو وہ خود اپنے جھوٹ کی سزا بھگت لے گا اور اگر وہ سچا ہے اور تم اس کی تکذیب کر رہے ہو تو تمہیں ضرور دنیا میں بھی عذاب بھگتنا پڑے گا اور اللّٰہ تعالیٰ مشرک اور جھوٹے کو اپنے دین کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔

(۲۹) اے میرے بھائیو آج سرزمین مصر پر تمہاری بادشاہت ہے تو اللّٰہ کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر وہ ہم پر آپڑا۔

فرعون نے کہا کہ میں تمہیں وہی رائے دوں گا جو میں خود صحیح سمجھ رہا ہوں کہ تم میری عبادت کرو اور میں تمہیں عین حق وہدایت کا راستہ بتاتا ہوں۔

(۳۰) حضرت حزقیل نے کہا کہ مجھے تمہاری نسبت پہلی قوموں جیسے نزول عذاب کا اندیشہ ہے۔

(۳۱) جیسا کہ تم سے پہلے کافروں پر نازل ہوا جیسا کہ قوم نوح قوم ہود اور قوم صالح اور ان کے بعد والے کافروں

پرعذاب نازل ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا اور ان کی بغیر کسی جرم کے گرفت کرنا نہیں چاہتا۔

(۳۲۔۳۳) اور اے قوم مجھے تمہاری نسبت اس دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جس دن تم میں سے ہر ایک دوسرے کو پکارے گا اور تمہیں اصحاب اعراف آوازیں دیں گے اور اس دن کو یوم الفرار بھی کہا گیا ہے جس دن تم عذاب خداوندی سے بھاگو گے اور تمہیں اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ ہی گمراہ کردے اس کو کوئی اللہ کے علاوہ ہدایت دینے والا نہیں۔

(۳۴) اور حزقیل نے ان سے کہا کہ حضرت موسیٰؑ سے پہلے تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام دلائل یعنی اوامر و نواہی خوابوں کی تعبیر اور شق قمیص وغیرہ لے کر آچکے ہیں سو جو یوسف علیہ السلام تمہارے پاس لے کر آئے تم ان امور میں برابر شک ہی میں رہے۔

حتیٰ کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم کہنے لگے کہ بس اللہ تعالیٰ اب ان کے بعد کسی رسول کو نہیں بھیجے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ مشرکین کو اور شکست میں پڑے رہنے والوں کو اپنے دین سے گمراہ کرتا ہے

(۳۵) جو بلا کسی سند کے جو اللہ کی جانب سے ان کے پاس ہو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ ابوجہل اور اس کے بدکردار ساتھی ان کی باتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی غصہ اور نفرت کا باعث ہیں اور مومنین کو بھی دنیا میں ان سے نفرت ہے اسی طرح اللہ ہر ایک ایمان سے تکبر کرنے والے اور حق و ہدایت کے قبول کرنے سے سرکشی کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

(۳۶) اور فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ میرے لیے ایک محل بنواؤ کہ میں وہاں چڑھ کر رستے تلاش کروں ممکن ہے کہ میں آسمانوں کے دروازوں تک پہنچ جاؤں۔

(۳۷) اور میں وہاں جا کر موسیٰؑ کے اللہ کو دیکھوں جس کے رسول ہونے کا موسیٰؑ دعویٰ کرتے ہیں اور یہ کہ وہ اللہ آسمان پر ہے اور میں تو موسیٰ کو اس دعویٰ میں کہ میرے علاوہ آسمانوں پر اور اللہ ہے جھوٹا سمجھتا ہوں اور پھر وہ محل نہیں بنا اور اسی طرح فرعون کی اور بدکاریاں بھی اس کو اچھی معلوم ہوتی تھیں اور فرعون حق و ہدایت کے راستہ سے رک گیا اور فرعون کی ہر ایک تدبیر اکارت ہی گئی۔

❁ ❁ ❁

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝
يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ
دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ
عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝
تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ
وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ
اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ
اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ
مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ
بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ
بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا
غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ
فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ
فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ
الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ
بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ
ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝
قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ
ع قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

اور وہ شخص جو مومن تھا اُس نے کہا کہ بھائیو میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کا رستہ دکھاؤں گا (۳۸) بھائیو یہ دنیا کی زندگی (چند روز) فائدہ اُٹھانے کی چیز ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے (۳۹) جو بُرے کام کرے گا اُس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا۔ اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہاں اُن کو بے شمار رزق ملے گا (۴۰) اور اے قوم میرا کیا (حال) ہے کہ میں تو تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے (دوزخ کی) آگ کی طرف بلاتے ہو (۴۱) تم مجھے اس لئے بلاتے ہو کہ خدا کے ساتھ کفر کروں اور اُس چیز کو اُس کا شریک مقرر کروں جس کا مجھے کچھ بھی علم نہیں اور میں تم کو (خدائے) غالب (اور) بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں (۴۲) سچ تو یہ ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اُس کو دنیا اور آخرت میں بلانے (یعنی دُعا قبول کرنے) کا مقدور نہیں اور ہم کو خدا کی طرف لوٹنا ہے اور حد سے نکل جانے والے دوزخی ہیں (۴۳) جو بات میں تم سے کہتا ہوں تم اُسے (آگے چل کر) یاد کرو گے۔ اور میں اپنا کام خدا کے سپرد کرتا ہوں بے شک خدا بندوں کو دیکھنے والا ہے (۴۴) غرض خدا نے (موسیٰ) کو اُن لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آ گھیرا (۴۵) (یعنی) آتش (جہنم) کہ صبح و شام اُس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو (۴۶) اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو؟ (۴۷) بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں رہیں گے خدا بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے (۴۸) اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے (۴۹) وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تو وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اُس روز) بے کار ہوگی (۵۰)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۳۸) تا (۵۰)

(۳۸) اور حزقیل نے کہا بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تمہیں حق و ہدایت کا رستہ بتا تا ہوں۔

(۳۹) یہ دنیاوی زندگی گھر کے سامان کی طرح چند روزہ ہے۔ باقی رہنے والی اور ہمیشہ کے لیے قیام کی جگہ کہ جہاں سے پھر تبدیلی نہ ہوگی وہ جنت ہی ہے۔

(۴۰) جو شخص حالت شرک میں گناہ کرتا ہے اس کو بدلے میں دوزخ ہی ملتی ہے اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن مخلص ہو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں ان کو بغیر محنت و مشقت رزق ملے گا۔

(۴۱) اور حزقیل نے کہا بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں طریق نجات یعنی توحید کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخیوں کے کام یعنی شرک کی طرف بلاتے ہو۔

(۴۲) اور یہ کہ ایسی چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کے شریک ہونے کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور اس کے بجائے اس بات کی دلیلیں ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تمہیں اس ذات کی توحید کی طرف بلاتا ہوں جو کافر کو سزا دینے پر غالب اور مومن کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

(۴۳) لازمی بات ہے کہ تم مجھے جس چیز کی عبادت کی طرف بلاتے ہو وہ دنیا و آخرت میں کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کے لائق نہیں اور ہم سب کو مرنے کے بعد اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور مشرکین سب دوزخی ہوں گے۔

(۴۴) قیامت کے دن تم میری بات یاد کرو گے جو میں تم سے دنیا میں عذاب کے بارے میں کہہ رہا ہوں میں اپنا معاملہ اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں وہ مومن و کافر سب کا خود نگران ہے۔

(۴۵) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مومن کو فرعونیوں کی قتل کی تدبیر سے محفوظ رکھا اور فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے کا سخت عذاب نازل ہوا۔

(۴۶) فرعون والے فرعون سمیت برزخ میں قیامت تک دوزخ کے سامنے صبح و شام لائے جاتے رہیں گے۔
اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ فرعون اور اس کے ساتھیوں کو سخت ترین دوزخ کے عذاب میں داخل کرو۔

(۴۷) اور جب دوزخ میں کافر سردار اور ان کے پیرو ایک دوسرے سے جھگڑیں گے اور ادنیٰ درجے کے لوگ ان سرداراں سے جو کہ ایمان لانے سے تکبر کرتے تھے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمھارے طریقے پر چلتے تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو۔

(۴۸) تو یہ بڑے درجے کے لوگ ادنیٰ درجے والوں سے کہیں گے کہ ہم سب ہی عابد ہوں یا معبود سردار ہوں

چاہے ان کے پیروکار دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے دوزخ کا فیصلہ فرما دیا ہے۔
یا یہ کہ مومنین کے لیے جنت کا اور کافروں کے لیے دوزخ کا قطعی فیصلہ فرما دیا ہے۔

(۴۹-۵۰) اس کے بعد دوزخی کو جب عذاب کی سختی ہوگی اور ان کی برداشت سے باہر ہو جائے گی اور وہ اپنی دعاؤں سے بھی مایوس ہو جائیں گے تو سب مل کر جہنم کے موکل فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہم سے ایک دن جتنا تو عذاب ہلکا کر دے تو فرشتے کہیں گے کیا تمھارے پاس انبیاء کرام اوامر و نواہی معجزات اور اللہ کی جانب رسالت لے کر نہیں آتے رہے تھے وہ دوزخی بولیں گے ہاں رسول آتے تو رہے تھے تو فرشتے بطور مذاق کے ان دوزخیوں سے کہیں گے تم خود ہی دعا کر لو باقی دوزخ میں دعا محض بے اثر ہے یا یہ کہ کفار دنیا میں جو عبادت کرتے تھے وہ جھوٹے ہی تھی۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

ع

ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (یعنی قیامت کو بھی) (۵۱) جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی اور اُن کے لئے لعنت اور برا گھر ہے (۵۲) اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت (کی کتاب) دی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا (۵۳) عقل والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (۵۴) تو صبر کرو بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح و شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو (۵۵) جو لوگ بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں اُن کے دلوں میں اور کچھ نہیں (ارادہ) عظمت ہے اور وہ اس کو پہنچنے والے نہیں تو خدا کی پناہ مانگو بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (۵۶) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۷) اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ ایمان لانے والے نیکوکار اور نہ بدکار برابر ہیں (حقیقت یہ ہے کہ) تم بہت کم غور کرتے ہو (۵۸) قیامت تو آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے (۵۹) اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے ازراہ تکبر کنیاتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے (۶۰)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۵۱) تا (٦٠)

(۵۱) ہم پیغمبروں کی اور ان کے ماننے والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی عذر اور حجت اور گواہی کے ذریعے ان کی مدد کریں گے۔

جس دن فرشتے گواہی دینے کھڑے ہوں گے یعنی کراماً کاتبین ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

(۵۲) اور جس روز کافروں کو اپنے کفر کی وجہ سے معذرت پیش کرنا کچھ فائدہ نہ دے گی اور ان پر غصہ اور عذاب اور ان کے لیے دوزخ ہوگی۔

(۵۳۔۵۴) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت داؤد علیہ السلام کو زبور اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کو انجیل دی تھی اور پھر اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو زبور اور انجیل پہنچائی تھی جو کہ ہدایت اور نصیحت کی چیز تھی عقل والوں کے لیے۔

(۵۵) سوائے نبی کریم آپ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تکالیف پر صبر کیجیے اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کی مدد فرمانے اور دشمن کے ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کے صحابہ کرامؓ پر جو انعامات کیے ان کا شکر کی ادا کرنے میں جو کوتاہی ہو گئی ہو اس کی معافی مانگیے اور اپنے پروردگار کے حکم سے صبح و شام نماز پڑھیے۔

(۵٦) جو لوگ بلا کسی سند کے جو اللہ کی جانب سے ان کے پاس موجود ہو یعنی یہودی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے بارے میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔

اور یہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے دجال کی صفت اور اس بات پر کہ میں خروج دجال کے وقت پھر ان لوگوں کو سلطنت دوں گا اس میں بھی مباحثہ کیا کرتے تھے ان کے دلوں میں صرف اللہ سے برائی ہی برائی ہے اور وہ اس بڑائی تک کبھی نہیں پہنچ سکتے کہ خروج دجال کے وقت پھر ان کو بادشاہت ملے تو آپ دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں۔ وہ ان یہودیوں کی باتوں کو سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو اور خروج دجال اور اس کے فتنہ کو جاننے والا ہے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے روایت کیا ہے کہ یہودی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور دجال کا ذکر کیا اور کہنے لگے وہ آخری زمانہ میں ہوگا اور اس کی حالت کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور کہنے لگے کہ وہ ایسا ایسا کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دجال کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا دجال کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے اور کعب احبار سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ آیات خداوندی سے جھگڑنے والے یہ یہودی ہیں یہ دجال کے نکلنے کے منتظر تھے اسی کے بارے میں

یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵۷) آسمان وزمین کا پیدا کرنا دجال کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن یہودی دجال کے فتنہ کو جانتے ہی نہیں۔

(۵۸) اور کافر و مومن ثواب و اعزاز میں اور اسی طرح جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ کیے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے تم لوگ بہت ہی کم باتوں سے نصیحت حاصل کرتے ہو۔

(۵۹) قرآن کی اکثر باتوں پر غور نہیں کرتے قیامت تو بالآخر قائم ہو کر رہے گی اس کے آنے میں تو کسی قسم کا شک ہی نہیں مگر مکہ والے قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔

(۶۰) اور تمھارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میری توحید کے قائل ہو جاؤ میں تمھاری مغفرت کروں گا یا یہ کہ مجھے پکارو میں تمھاری ہر درخواست قبول کروں گا۔

جو لوگ میری توحید و عبادت سے انکار کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

خدا ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا (کہ اس میں کام کرو) بے شک خدا لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۶۱) یہی خدا تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو (۶۲) اسی طرح وہ لوگ بھٹک رہے تھے جو خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے (۶۳) خدا ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں تمہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں یہی خدا تمہارا پروردگار ہے پس خدائے پروردگار عالم بہت ہی بابرکت ہے (۶۴) وہ زندہ ہے (جسے موت نہیں) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو اس کی عبادت کو خالص کر کر اُسی کو پکارو ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے (۶۵) (اے محمدان سے) کہہ دو کہ مجھے اس بات کی ممانعت کی گئی ہے کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو اُن کی پرستش کروں (اور میں اُن کی کیوں کر پرستش کروں) جبکہ میرے پاس میرے پروردگار (کی طرف) سے کھلی دلیلیں آ چکی ہیں اور مجھ کو حکم یہ ہوا

ہے کہ پروردگار عالم ہی کا تابع فرمان ہوں (۶۶) وہی تو ہے جس نے تم کو (پہلے) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ بنا کر پھر لوتھڑا بنا کر پھر تم کو نکالتا ہے (کہ تم) بچے (ہوتے ہو) پھر تم اپنی جوانی کو پہنچتے ہو پھر بوڑھے ہو جاتے ہو اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تم (موت کے) وقت مقرر تک پہنچ جاتے ہو اور تاکہ تم سمجھو (۶۷) وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے پھر جب وہ کوئی کام کرنا (اور کسی کو پیدا کرنا) چاہتا ہے تو اُس سے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (۶۸)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (٦١) تا (٦٨)

(۶۱) اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھارے فائدہ کے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو ذریعہ معاش تلاش کرنے کے لیے روشن بنایا اور اللہ تعالیٰ خصوصاً مکہ والوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے مگر مکہ والے اس چیز کا شکر نہیں ادا کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔

(۶۲) جو ذات یہ سب کچھ کرتی ہے وہ ہی تمھارا رب ہے اسی کا شکر کرو وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اس کے علاوہ اور کوئی پیدا کرنے والا نہیں پھر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر کہاں کا بہتان لگا رہے ہو۔

(۶۳) اسی طرح وہ لوگ جھوٹ باندھتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔

(۶۴) اللہ ہی ہے جس نے زمین کو زندوں اور مردوں کی آرام گاہ بنایا اور آسمان کو اوپر چھت کی طرح بنایا اور رحموں کے اندر تمھاری شکلیں بنائیں اور جانوروں کی روزی کے مقابلہ میں تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں یا یہ کہ حلال روزی دی بس ان چیزوں کا خالق یہ اللہ ہے تمھارا رب اسی کا شکر کرو سو وہ بڑا عالی شان اور برکتوں والا ہے جو کہ ہر اس جاندار چیز کا بھی خدا ہے جو کہ روئے زمین پر موجود ہے۔

(۶۵) وہ حی لایموت ہے اس کے علاوہ اور کوئی یہ کام نہیں کر سکتا اس کی توحید کا سچا اقرار کرلو اور خالص اعتقاد کر کے اسی کی عبادت کرو۔ تمام خوبیاں اور خدائی اسی اللہ کے لیے ہے جو کہ ہر اس جاندار کا بھی اللہ ہے جو روئے زمین پر رہتا ہے۔

(۶۶) اے محمد ﷺ جس وقت یہ مکہ والے آپ سے آبائی دین اختیار کرنے کو کہیں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ مجھے بذریعہ قرآن کریم اس چیز سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان بتوں کی عبادت کروں جنھیں اللہ کے علاوہ تم پوجتے ہو جب کہ میرے پاس میرے رب کی اس چیز کے بارے میں نشانیاں اور دلائل آچکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین ہی کے دین اسلام پر ثابت قدم رہوں۔

شانِ نزول: قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ (الخ)

جبیرؒ نے ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ولید بن مغیرہؓ اور شیبہ بن ربیعہؒ نے کہا کہ اے محمد ﷺ اپنی

بات سے رجوع کرلو اور اپنے آباء و اجداد کا طریقہ اختیار کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اس سے ممانعت کردی گئی کہ میں ان کی عبادت کروں۔

(۶۷) اور وہی اللہ ہے جس نے تمہیں بذریعہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیا پھر تمہیں تمھارے آباء کے نطفہ سے پیدا کیا پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تمہیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے بچہ کی صورت میں نکالتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو یعنی اٹھارہ سال سے لے کر تیس سال تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم پھر جوانی کے بعد بوڑھے ہو جاؤ۔

اور کسی کی تم میں سے بلوغ اور بڑھاپے سے پہلے ہی روح قبض کرلی جاتی ہے اور تاکہ تم سب اپنے وقت مقررہ تک پہنچ جاؤ تاکہ تم بعث بعد الموت کی تصدیق کرو۔

(۶۸) وہی حشر کے لیے زندہ کرتا ہے اور دنیا میں وہی موت دیتا ہے اور جب وہ بغیر باپ کے کوئی اولاد پیدا کرنا چاہتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ تو وہ فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہو جاتا ہے یا یہ کہ جس وقت وہ قیامت قائم کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو قیامت سے فرمائے گا کہ ہو جا سو وہ پھر قائم ہو جائے گی سو اس کا حکم کاف اور نون کے درمیان ہے کاف کے نون کے ساتھ ملنے سے پہلے ہی وہ کام ہو جاتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي
آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ۞ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا
أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۞ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي
أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۞ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي
النَّارِ يُسْجَرُونَ ۞ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ۞
مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن
قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۞ ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ
تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ۞
ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى
الْمُتَكَبِّرِينَ ۞ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ
بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۞
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ
وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ
بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ
هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۞

ع ۱۲

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں یہ کہاں بھٹک رہے ہیں؟ (۶۹) جن لوگوں نے کتاب (خدا) کو اور جو کچھ ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اُس کو جھٹلایا۔ وہ عنقریب معلوم کرلیں گے (۷۰) جبکہ اُن کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے (۷۱) (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے (۷۲) پھر اُن سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے تھے (۷۳) (یعنی) غیرِ خدا کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ اسی طرح خدا کافروں کو گمراہ کرتا ہے (۷۴) یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اسکے خلاف) خوش ہوا کرتے تھے اور اُس کی (سزا ہے) کہ تم اِترایا کرتے تھے (۷۵) (اب) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں رہو گے متکبروں کا کیا برا ٹھکانا ہے (۷۶) تو (اے پیغمبر) صبر کرو خدا کا وعدہ سچا ہے اگر ہم تم کو کچھ اس میں سے دکھا دیں

جس کا ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں (یعنی کافروں پر عذاب نازل کریں) یا تمہاری مدت حیات پوری کر دیں تو اُن کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۷۷) اور ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے۔ اُن میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان کر دیئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کئے۔ اور کسی پیغمبر کا مقدور نہ تھا کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ پھر جب خدا کا حکم آ پہنچا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اہلِ باطل نقصان میں پڑ گئے (۷۸)

تفسير سورة المؤمن آيات (٦٩) تا (٧٨)

(۶۹) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن حکیم ان لوگوں کی حالت کا علم نہیں ہوا جو کہ قرآن حکیم کی تکذیب کرتے ہیں یہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے کہاں بہکے جا رہے ہیں اور کس طرح اللّٰہ تعالیٰ پر بہتان لگاتے ہیں۔

(۷۰) جن لوگوں نے قرآن حکیم کو اور سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کتابوں کو جھٹلایا سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

(۷۱۔۷۴) جب کہ لوہے کے طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور اس کے ساتھ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی شیاطین بھی ان کے ساتھ ہوں گے ان کو گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا پھر یہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

پھر ان سے فرشتے کہیں گے کہ وہ تمہارے شریک کہاں گئے جن کو پوجتے تھے وہ کہیں گے کہ وہ شرکاء تو ہم سے غائب ہو گئے اور پھر خود ہی اس بات کے منکر ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے اللّٰہ کے علاوہ کسی کو نہیں پوجتے تھے۔

اسی طرح اللّٰہ تعالیٰ کفار کو دلیل سے گمراہ کر دیتا ہے۔

(۷۵۔۷۶) تمہارے لیے دوزخ کا عذاب اس وجہ سے ہے کہ تم دنیا میں ناحق اترایا کرتے تھے اور شرک و تکبر کیا کرتے تھے۔

جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہو نہ یہاں موت آئے گی اور نہ یہاں سے نکالے جاؤ گے دوزخ کفار کا برا ٹھکانا ہے۔

(۷۷) اے نبی اکرم ﷺ آپ کفار کی دی گئی تکالیف پر صبر کیجیے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کی فتح اور ان کی ہلاکت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا سو اگر اس عذاب میں سے جس کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں تھوڑا سا بدر کے دن آپ کو دکھا دیں یا اس کے دکھانے سے پہلے ہی آپ کو وفات دے دیں تو ان کو مرنے کے بعد ہمارے ہی پاس آنا ہوگا خواہ آپ ان پر نازل ہونے والا عذاب کو دیکھیں یا نہ دیکھیں۔

(۷۸) اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبران کی قوموں کی طرف بھیجے تو ان میں سے بعضوں کا تو نام ہم نے آپ کو بتا دیا تا کہ آپ ان کو بھی تعلیم کر دیں اور بعضوں کا ہم نے آپ سے نام بھی نہیں لیا۔

البتہ اتنی بات سن لو کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کی قوموں نے معجزہ بتانے کا مطالبہ کیا تو کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بغیر حکم الٰہی کے ظاہر کر دے۔

غرض کہ جب گزشتہ قوموں میں عذاب الٰہی کا وقت آ گیا تو حق کے مطابق ان کو عذاب دیا گیا یا یہ کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس وقت کا فر خسارہ میں رہ جائیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَىَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى
الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ
بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ
يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ
خَلَتْ فِىْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ ع ۹ / ۱۴

خدا ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے چار پائے بنائے تاکہ اُن میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو (۷۹) اور تمہارے لئے اُن میں (اور بھی) فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ (کہیں جانے کی) تمہارے دلوں میں جو حاجت ہو اُن پر (چڑھ کر وہاں) پہنچ جاؤ اور اُن پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو (۸۰) اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم خدا کی کن کن نشانیوں کو نہ مانو گے (۸۱) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہوا۔ (حالانکہ) وہ اُن سے کہیں زیادہ اور طاقتور اور زمین میں نشانات (بنانے) کے اعتبار سے بہت بڑھ کر تھے۔ تو جو کچھ وہ کرتے تھے وہ اُن کے کچھ کام نہ آیا۔ (۸۲) اور جب اُن کے پیغمبران کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو علم (اپنے خیال میں) اُن کے پاس تھا اس پر اترانے لگے اور جس چیز سے تمسخر کیا کرتے تھے اُس نے اُن کو آ گھیرا (۸۳) پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو اس کے ساتھ شریک بناتے تھے اُس سے نامعتقد ہوئے (۸۴) لیکن جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکے (اُس وقت) اُن کے ایمان نے اُن کو کچھ بھی فائدہ نہ دیا (یہ) خدا کی عادت (ہے) جو اُس کے بندوں (کے بارے) میں چلی آتی ہے اور وہاں کافر گھاٹے میں پڑ گئے (۸۵)

تفسیر سورۃ المؤمن آیات (۷۹) تا (۸۵)

(۷۹-۸۰) اللہ ہی نے تمہارے لیے مویشی پیدا کیے جن میں سے بعض سے تم سواری کا کام لیتے ہو اور بعض کا گوشت کھاتے ہو اور ان مویشیوں کا دودھ اور ان کی اون بھی تمہارے کام آتی ہے۔

اور تا کہ تم ان کے ذریعے سے اپنی دلی مراد کو پورا کر و اور خشکی میں ان جانوروں پر بھی اور سمندر میں کشتیوں پر بھی تم سفر کرتے پھرتے ہو۔

(۸۱) اور مکہ والو اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قدرت کی اور بھی نشانیاں دکھا تا رہتا ہے جیسا کہ چاند اور سورج ، ستارے ، رات ، دن پہاڑ ، بادل ، دریا وغیرہ یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں سو تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے کہ یہ اللہ کی نشانی نہیں۔

(۸۲) کیا ان کا کفار مکہ نے سفر کر کے غور و خوض نہیں کیا کہ ان سے پہلے لوگوں کو انبیاء کرام کی تکذیب کے وقت کس طرح ہلاک کیا۔

جو ان مکہ والوں سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور طاقت میں اور ذریعہ معاش کی تلاش اور چلنے پھرنے میں بھی بڑھ کر تھے تو عذاب الٰہی کے سامنے ان کے دینی اقوال و اعمال کچھ کام نہ آئے۔

(۸۳) اور جب ان کے پاس رسول اوامر و نواہی لے کر آئے تو وہ اپنے دین و عمل پر بڑے نازاں ہوئے جو کہ محض ان کا خیال تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ان کے مذاق کرنے کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہوا۔

(۸۴) چنانچہ جب انھوں نے اپنی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آتے ہوئے دیکھا تو توحید الٰہی کا اقرار کرنے لگے اور یہ عذاب کے دیکھنے کی وجہ سے صرف زبانی اقرار تھا جس کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ تھا۔

(۸۵) چنانچہ جب انھوں نے اپنی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو اس وقت ان کا ایمان کچھ فائدہ مند نہ ہوا البتہ اس سے پہلے ایمان لانا فائدہ مند ہوتا اور اسی طرح توبہ بھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں تکذیب کے بعد عذاب نازل ہونے اور نزول عذاب پر عدم قبولیت ایمان کے بارے میں چلا آ رہا ہے اور اس عذاب کے مشاہدہ کے وقت کافر خسارہ میں رہے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ
اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۚ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ
اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا
منزل۶ عٰمِلُوْنَ ۚ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ
ع اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۚ

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) (یہ کتاب خدائے) رحمٰن ورحیم (کی طرف) سے اُتری ہے (۲) (ایسی) کتاب جس کی آیتیں واضح (المعانی) ہیں (یعنی) قرآن عربی اُن لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں (۳) جو بشارت بھی سناتا ہے اور خوف بھی دلاتا ہے لیکن اُن میں سے اکثروں نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں (۴) اور کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ (یعنی بہرا پن) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے تو تم (اپنا) کام کرو ہم (اپنا) کام کرتے ہیں (۵) کہہ دو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم (ہاں) مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اُسی کی طرف متوجہ رہو اور اُسی سے مغفرت مانگو۔ اور مشرکوں پر افسوس ہے (۶) جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں (۷) جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کے لئے (ایسا) ثواب ہے جو ختم ہی نہ ہو (۸)

تفسیر سورۃ حم السجدۃ آیات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چون آیات ہیں۔

(۱) حٰمٓ۔ یعنی جو امور ہونے والے ہیں ان سب کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔

(۲) یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم کی طرف سے رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا جاتا ہے۔

(۳) یہ ایک کتاب ہے جس میں اوامر ونواہی اور حلال وحرام صاف صاف بیان کیے گئے ہیں اور ایسا قرآن ہے جو عربی زبان میں جبریل امین کے ذریعے رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے ایسے لوگوں کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴) جنت کی خوشخبری دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہے یعنی قرآن کریم پر ایمان لانے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتا ہے اور اس کا انکار کرنے والوں کو دوزخ سے ڈراتا ہے۔

مگر مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے اور قرآن کریم کے ماننے سے اعراض کیا اور وہ نہ حضور اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

(۵) اور کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توحید کے بارے میں ہمارے دلوں پر پردے پڑے

ہیں اور ہمارے کانوں میں بہرہ پن ہے آپ جو ہم سے کہتے ہیں ہم اسے نہیں سنتے اور کفار اپنے سروں پر بطور مذاق کے کپڑا ڈال لیا کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ محمد ﷺ آپ کے اور ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہے ہم آپ کی باتوں کو نہیں سنتے۔

(۶۔۷) سو آپ اپنے دین پر اپنے اللّٰہ سے ہماری ہلاکت کی تدبیر کیجیے ہم اپنے طریقہ پر اپنے معبودوں سے درخواست کر رہے ہیں۔ محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں بھی تم ہی جیسا انسان ہوں میرے پاس بذریعہ قرآن کریم جبریل امین یہ وحی لائے تا کہ میں تمہیں باخبر کر دوں کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

تو شرک سے توبہ کر کے اسی کی طرف رجوع کرو اور اسی کی توحید کا اقرار کر لو سو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

جو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کا اقرار نہیں کرتے اور موت کے بعد جی اٹھنے اور جنت و دوزخ کے منکر ہیں اُن کے لیے جہنم میں خون اور پیپ کی ایک وادی ہے اسے ویل بھی کہا جاتا ہے۔

(۸) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے ان کے لیے ایسا ثواب ہے جو کہ کم ہونے والا یا یہ کہ ختم ہونے والا نہیں اور کہا گیا ہے کہ بڑھاپے یا مرنے کے بعد بھی قیامت تک ان کے اعمال کا ثواب لکھا جاتا رہے گا جس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ
لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ
اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا
وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً
لِّلسَّآئِلِيْنَ ۞ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ
لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۞
فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ
اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ
الْعَلِيْمِ ۞ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ
عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۞ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ
خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً
فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۞ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

کہو کیا تم اُس سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور (بتوں کو) اس کا مدمقابل بناتے ہو۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے (۹) اور اسی نے زمین میں اُس کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامانِ معیشت مقرر کیا (سب) چار دن میں (اور تمام) طلبگاروں کے لئے یکساں (۱۰) پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا تو اُس نے اُس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں آؤ (خواہ) خوشی سے خواہ ناخوشی سے اُنہوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں (۱۱) پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اُس (کے کام) کا حکم بھیجا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے مزین کیا اور (شیطانوں سے) محفوظ رکھا یہ زبردست (اور) خبردار کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں (۱۲) پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دو کہ میں تم کو (ایسی) چنگھاڑ (کے عذاب) سے آگاہ کرتا

الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَ هُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝ وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ وَ نَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝

ہوں جیسے عاد اور ثمود پر چنگھاڑ (کا عذاب آیا تھا) (۱۳) جب اُن کے پاس پیغمبر اُن کے آگے اور پیچھے سے آئے کہ خدا کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے اتار دیتا سو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اُس کو نہیں مانتے (۱۴) جو عاد تھے وہ ناحق ملک میں غرور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے؟ کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے اُن کو پیدا کیا وہ اُن سے قوت میں بہت بڑھ کر ہے۔ اور وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے (۱۵) تو ہم نے بھی اُن پر نحوست کے دنوں میں زور کی ہوا چلائی تا کہ اُن کو دنیا کی زندگی میں ذلّت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی ذلیل کرنے والا ہے اور (اُس روز) اُن کو مدد بھی نہ ملے گی (۱۶) اور جو ثمود تھے اُن کو ہم نے سیدھا رستہ دکھا دیا تھا مگر اُنہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھا رہنا پسند کیا تو اُن کے اعمال کی سزا میں کڑک نے اُن کو آ پکڑا اور وہ ذلّت کا عذاب تھا (۱۷) اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے اُن کو ہم نے بچا لیا (۱۸)

تفسیر سورة حم السجدة آيات (۹) تا (۱۸)

(۹) آپ اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ کیا تم لوگ ایسے اللہ کی توحید کے کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن میں پیدا کیا اور تم بتوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو اور وہ ہر ایک جاندار کا پروردگار ہے۔

(۱۰۔۱۱) اور اس نے زمین کے اوپر مضبوط پہاڑ بنا دیے جو اس کے لیے میخیں ہیں اور زمین میں پانی درخت سبزیاں اور پھل پیدا کیے اور اس نے زمین میں معیشت اور غذا کی چیزیں پیدا کر دیں جو اس زمین کے علاوہ اور مقام پر نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے روحوں کو جسموں سے دنیاوی سالوں کے اعتبار سے چار ہزار سال پہلے پیدا کیا جسموں سے چار ہزار سال پہلے ان کی روزیاں مقرر کر دیں۔

یہ تمام چیزیں پوری ہیں خواہ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے یا یہ کہ سوال کرنے والوں کے لیے جنھوں نے ان چیزوں کے پیدا ہونے کے بارے میں سوال کیا تھا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح پیدا کیا۔ پھر آسمان کے بنانے کی طرف متوجہ ہوا وہ پانی کے بخارات کی طرح تھا پھر آسمان زمین کے بنانے سے فارغ ہونے کے بعد ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں جو تمھارے اندر پانی اور سبزیاں رکھی ہیں خواہ خوشی سے لے کر آؤ یا زبردستی سے لے آؤ وہ دونوں کہنے لگے ہم بخوشی لا رہے ہیں مخلوق کو ہم تکلیف پہنچانا گوارا نہیں کرتے۔

(۱۲) غرض کہ اللہ تعالیٰ نے دو روز میں اوپر نیچے سات آسمان بنا دیے کہ ہر ایک دن کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی اور ہر ایک آسمان پر اس کے رہنے والے پیدا کر دیے اور اس کے لیے مناسب حکم بھیج دیا اور سب سے پہلے آسمان

کو ستاروں سے سجا دیا اور ستاروں کے ذریعے شیاطین سے اس کی حفاظت کی چنانچہ بعض ستارے تو آسمان کی زینت ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے اور بعض خشکی سمندری اور تاریک راستوں میں مسافروں کو راستہ بتاتے ہیں اور بعض شیاطین کے مارنے کے لیے مقرر ہیں۔ یہ اس ذات کی طرف سے تدبیر ہے جو کافر کو سزا دینے پر غالب اور مومن و کافر کو اور اس تدبیر کو جاننے والا ہے۔

(۱۳) اگر یہ کفار مکہ ایمان لانے سے انکار کریں جیسا کہ عتبہ اور اس کے ساتھی تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میں تمہیں بذریعہ قرآن کریم ایسے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا کہ عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔

(۱۴۔۱۵) جب کہ عاد و ثمود سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ان کی قوم کی طرف رسول آئے اور انھوں نے فرمایا کہ اللّٰہ کے سوا اور کسی کی توحید کا اقرار مت کرو تو ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو یہی جواب دیا کہ اگر اللّٰہ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجنا منظور ہوتا تو اپنے پاس سے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا تو جو چیز تم لے کر آئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں کیوں کہ تم تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو اور قوم ہود ایمان لانے سے ناحق تکبر کرنے لگی اور کہنے لگے کہ جسمانی اور مالی طاقت میں کون ہم سے بڑھ کر ہے جو ہمیں ہلاک کرے گا کیا ان کو یہ نظر نہ آیا کہ جس اللّٰہ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے۔

اور ان کے ہلاک کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ غرض کہ یہ ہماری کتاب اور ہمارے رسول ہود علیہ السلام کا انکار کرتے رہے۔

(۱۶) تو ہم نے ان پر ایک سخت ٹھنڈی ہوا ایسے دنوں میں بھیجی جو نزول عذاب الٰہی ہونے کی وجہ سے ان کے حق میں سخت تھی تاکہ اس دنیوی زندگی میں سخت عذاب چکھائیں۔

اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت ہے اور عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کی کچھ مدد نہ کی جائے گی۔

(۱۷۔۱۸) اور قوم صالح علیہ السلام کی طرف ہم نے صالح علیہ السلام کو بھیجا اور انھوں نے اپنی قوم کے سامنے کفر و ایمان اور حق و باطل کو کھول کھول کر بیان کیا تو انھوں نے کفر کو ایمان کے مقابلے میں پسند کیا تو ان کو سخت ترین عذاب نے گھیر لیا ان کے کفریہ اقوال و افعال اور اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کی وجہ سے اور ان لوگوں کو نجات دی جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور کفر و شرک اور اونٹنی کی کونچیں کاٹنے سے ڈرتے تھے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَآءُ
اللّٰهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتّٰىٓ إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ
عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾
وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا أَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيٓ
أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾
وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ
أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ
لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي
ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدٰىكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ
يَّصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِنْ يَّسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِّنَ
الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ أُمَمٍ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا
ع خٰسِرِينَ ﴿٢٥﴾

اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف چلائے جائیں گے تو ترتیب وار کر لئے جائیں گے (۱۹) یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اُن کے کان اور آنکھیں اور چمڑے (یعنی دوسرے اعضاء) اُن کے خلاف اُن کے اعمال کی شہادت دیں گے (۲۰) اور وہ اپنے چمڑوں (یعنی اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گے کہ جس خدا نے سب چیزوں کو نُطق بخشا اُسی نے ہم کو بھی گویائی دی اور اُسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے (۲۱) اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں (۲۲) اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے (۲۳) اب اگر یہ صبر کریں تو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو اُن کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی (۲۴) اور ہم نے (شیطانوں کو) اُن کا ہم نشین مقرر کر دیا تھا تو اُنہوں نے اُن کے اگلے اور پچھلے اعمال اُن کو عمدہ کر دکھائے تھے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو اُن سے پہلے گزر چکیں اُن پر بھی خدا (کے عذاب کا) وعدہ پورا ہو گیا۔ بے شک یہ نقصان اُٹھانے والے ہیں (۲۵)

تفسیر سورۃ حم السجدۃ آیات (۱۹) تا (۲۵)

(۱۹) قیامت کے دن جب کہ صفوان بن امیہ اور اس کے دونوں داماد ربیعہ بن عمرو اور تمام کفار کو دوزخ کی طرف لایا جائے گا اور پھر ترتیب وار روکے جائیں گے۔

(۲۰) یہاں تک کہ جب دوزخ کے قریب آ جائیں گے تو ان کے کان ان کی سنی ہوئی باتوں اور آنکھیں ان کی دیکھی ہوئی اور ان کے اعضاء ان کے اعمال بد کے بارے میں گواہی دیں گے۔

(۲۱) تو وہ لوگ اپنے اعضاء یا یہ کہ اپنی شرم گاہوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی جب کہ ہم تمہارے ذریعے لڑائی جھگڑے روکا کرتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہمیں اس قادر مطلق نے بولنے کی طاقت دی تھی اور اسی کے پاس مرنے کے بعد تم لائے گئے ہو۔

(۲۲) اور تم اپنے اعضاء کو اس بات سے روکنے پر قادر نہ تھے کہ قیامت کے دن تمھارے کان تمھارے خلاف گواہی دیں یا یہ کہ تم دنیا میں اپنے اعضاء سے کسی طرح بھی ان کے اعمال کو چھپا نہیں سکتے تھے تا کہ تمھارے خلاف گواہی نہ دیں یا یہ کہ تم اس چیز پر تو بالکل یقین ہی نہ کر سکتے تھے کہ قیامت کے دن تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں اور تمھارے اعضاء تمھارے خلاف گواہی دیں۔

شان نزول: وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ (الخ)

امام بخاریؒ "ومسلمؒ" اور ترمذیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بیت اللہ کے قریب تین افراد نے آپس میں بحث کی جن میں دو قرشی اور ایک ثقفی یا یہ کہ ایک قرشی اور دو ثقفی تھے۔

ان میں سے ایک نے کہا تمھاری رائے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتوں کو سنتا ہے دوسرا کہنے لگا اگر زور سے باتیں کریں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ گفتگو کریں تب نہیں سنتا تیسرا کہنے لگا اگر وہ زور سے کی ہوئی باتوں کو سنتا ہے تو آہستہ کی ہوئی باتوں کو بھی سنتا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی اور تم اس بار تو خود کو چھپا ہی نہیں سکتے۔

(۲۳-۲۴) مگر تم اس گمان اور دعوے میں رہے کہ ہم خاموشی کے ساتھ کام کرتے اور باتیں کرتے ہیں اس کی اللہ کو خبر نہیں اور تمھارے اسی جھوٹے گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تمہیں ہلاک کر دیا۔

کہ تم سزا کی وجہ سے خسارہ میں پڑ گئے اب خواہ تم دوزخ میں صبر کر دیا یہ نہ کرو دوزخ تمھارا ٹھکانا ہے۔

اور اگر دنیا میں پھر واپس جانے کی درخواست کرو تو تمہیں دنیا میں اب ہرگز واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

(۲۵) اور ہم نے ان کفار کے لیے کچھ مددگار اور شرکاء شیاطین میں سے مقرر کر دیے تھے سو انھوں نے ان کی نظروں میں یہ چیز پسندیدہ بنا دی تھی کہ آخرت کے امور میں سے جنت دوزخ اور بعث کچھ نہیں اور امور دنیا میں سے کچھ نہیں یعنی کچھ خرچ مت کرو اور یہ کہ دنیا باقی ہے فانی نہیں ان لوگوں کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ عذاب پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن و انس میں سے کفار گزر رہے ہیں۔

یقیناً وہ سب بھی سزا کی وجہ سے خسارہ میں رہے۔

❁ ❁ ❁

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب رہو (۲۶) سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور اُن کے برے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے (۲۷) یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ اُن کے لئے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے (۲۸) اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا اُن کو ہمیں دکھا کہ ہم اُن کو اپنے پاؤں کے تلے (روند) ڈالیں تاکہ وہ نہایت ذلیل ہوں (۲۹) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ (۳۰) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہوگی (۳۱) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (۳۲)

تفسیر سورۃ حمٓ السجدۃ آیات (۲۶) تا (۳۲)

(۲۶) اور ابوجہل اور اس کے ساتھی سب مل کر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کریم کو مت سنو جو محمد ﷺ تمہارے سامنے پڑھتے ہیں اور اس کے بیچ میں شور وغل مچا دیا کرو شاید تم ہی محمد ﷺ پر غالب رہو اور آپ خاموش ہو جائیں۔

(۲۷) ہم ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو دنیا میں بدر کے دن سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ان کو ان کے برے اعمال کی سزا دیں گے جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔

(۲۸) ان کی دنیا میں یہی سزا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی سزا دوزخ ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اس بات کے بدلے میں کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا کرتے تھے۔

(۲۹) اور دوزخ میں یہ کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ دونوں دکھلا دیجیے جنھوں نے ہمیں حق و ہدایت سے گمراہ کیا ہے یعنی جنوں میں سے ابلیس کو اور انسانوں میں سے قابیل کو جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا ہے یا یہ کہ جنوں میں سے ابلیس اور شیاطین کو اور انسانوں میں سے ہمارے سرداروں کو تا کہ ہم اس عذاب میں ان کو پیروں تلے روند ڈالیں تا کہ وہ عذاب کے ذریعے خوب ذلیل ہوں۔

(۳۰) اس کے بجائے جو حضرات توحید خداوندی کے قائل ہو گئے اور ایمان پر ثابت قدم رہے اور اس کے بعد کوئی کفریہ کام نہیں کیا یا یہ کہ فرائض کی ادائیگی پر ثابت قدم رہے اور لومڑی کی طرح مکاری اور چالاکی نہیں کی تو ان لوگوں کی روحوں کے قبض کے وقت فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ آئندہ آنے والے ہولوں سے اندیشہ نہ کرو اور نہ دنیا کے

چھوڑنے پر افسوس کرو اور جنت کے ملنے پر خوش رہو جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا۔
(۳۱۔۳۲) اور ہم تمھارے ساتھی تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے یہ حفظ فرشتے ہوں گے اور تمھارے لیے اس جنت میں جس چیز کو تمھارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز اس میں تمھارے لیے جو مانگو گے موجود ہے۔

یہ تمھارے لیے ثواب اور کھانا و پینا بطور مہمانی کے ہوگا اس ذات کی طرف سے جو تائب کی مغفرت فرمانے والا اور اس حالت میں مرنے والے پر رحیم ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا
يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ
الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ
عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝ السجدة
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ
اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا
شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا
جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا
قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ
اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ
ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝

اور اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں (۳۳) اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے (۳۴) اور یہ بات اُن ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور اُن ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں (۳۵) اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو بیشک وہ سنتا جانتا ہے (۳۶) اور رات دن اور سورج اور چاند اُس کی نشانیوں میں سے ہیں تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے اُن چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم کو اُس کی عبادت منظور ہے (۳۷) اگر یہ لوگ سرکشی کریں تو (خدا کو بھی اُن کی پروا نہیں) جو (فرشتے) تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ رات دن اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور (کبھی) تھکتے ہی نہیں (۳۸) اور (اے بندے یہ) اُسی (کی قدرت) کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے جب ہم اُس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی ہے اور پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے (۳۹) جو لوگ ہماری آیتوں میں کجراہی کرتے ہیں وہ ہم سے

پوشیدہ نہیں ہیں بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے؟ (تو خیر) جو چاہو سو کر لو جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے (۴۰) جن لوگوں نے نصیحت کو نہ مانا جب وہ اُن کے پاس آئی اور یہ ایک عالی رُتبہ کتاب ہے (۴۱) اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (خدا) کی اتاری ہوئی ہے (۴۲) تم سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تم سے پہلے اور پیغمبروں سے کہی گئی تھیں بے شک تمہارا پروردگار بخش دینے والا بھی ہے اور عذاب الیم دینے والا بھی ہے (۴۳) اور اگر ہم اس قرآن کو غیر زبان عرب میں (نازل) کرتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں (ہماری زبان میں) کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں کیا خوب کہ (قرآن تو) عجمی اور (مخاطب) عربی کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں اُن کے لئے (یہ) ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں گرانی (یعنی بہرا پن) ہے اور یہ اُن کے حق میں (موجب) نابینائی ہے گرانی کے سبب اُن کو (گویا) دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے (۴۴)

تفسیر سورة حم السجدة آیات (۳۳) تا (٤٤)

(۳۳) اور اس سے زیادہ محکم یا یہ کہ بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو توحید کی طرف بلائے یعنی رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور فرائض کو ادا کرے نیز کہا گیا ہے کہ یہ آیت مؤذنوں کے بارے میں نازل ہوئی یعنی جو اذان کے ذریعہ سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے اور خود بھی مغرب کی اذان کے علاوہ اور اذانوں کے بعد دو رکعتیں پڑھے اور اسلام کا اقرار کرے اور کہے کہ میں بے شک مومن ہوں ان اوصاف کے مالک رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت اور آپ کے اصحاب ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ کا توحید کی طرف دعوت دینا اور ابو جہل کا شرک کی طرف بلانا یہ دونوں باتیں برابر نہیں ہو سکتیں یا یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

(۳۴) اے محمد ﷺ آپ کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذریعے ابو جہل کے شرک کو ٹال دیا کیجیے یا یہ کہ آپ ابو جہل کی برائی کو اپنے اوپر نیک برتاؤ اور حسن خوبی و نرم کلامی سے ٹال دیا کیجیے۔ جب آپ اس طریقے پر عمل کریں گے تو مثلاً ابو جہل جس کو آپ سے دینی دشمنی تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی قریبی رشتہ دار ہوتا ہے۔

(۳۵) اور آخرت میں جنت ان ہی لوگوں کو ملتی ہے جو مشقتوں اور دشمن کی تکلیفوں پر دنیا میں صبر کرتے ہیں اور یہ بدی کو نیکی سے ٹال دینے کی توفیق ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو جنت میں ثواب کامل کے اعتبار سے بڑے نصیب والے ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ۔

(۳۶) اگر ابو جہل کی سختیوں کی وجہ سے شیطان کی طرف سے غصہ کا کچھ خیال آنے لگے تو اس شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کیجیے وہ ابو جہل کی باتوں کو سننے والا اور اس کی سزا سے باخبر ہے یا یہ کہ آپ کے استعاذہ کو سننے والا اور وسوسہ شیطان کو جاننے والا ہے۔

(۳۷) اور اس کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے رات ہے اور دن ہے سورج ہے اور چاند ہے یہ سب قدرت الٰہیہ کی نشانیاں ہیں لہٰذا نہ سورج کی عبادت کرو اور نہ چاند کی اور اسی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جس نے چاند سورج رات اور دن کو پیدا کیا ہے اگر تمہیں اللہ کی عبادت کرنا ہے تو پھر چاند و سورج کی پوجا مت کرو بلکہ اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو جس نے انھیں پیدا کیا ہے یا یہ کہ اگر تم چاند و سورج کی پوجا کو عبادت خداوندی سمجھتے ہو تو پھر ان کی پوجا نہ کرو اللہ کی عبادت ان کی عبادت کے چھوڑنے میں ہے۔

(۳۸) پھر یہ لوگ ایمان لانے اور عبادت خداوندی سے تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ رات دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور عبادت خداوندی سے ذرا نہیں بیزار ہوتے اور تھکتے۔

(۳۹) اور اس کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو بنجر دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ اس سے پھولتی اور سبزیوں کے ساتھ ابھرتی اور اس میں کثرت کے ساتھ پیداوار ہوتی ہے یا یہ کہ وہ سبزیوں کے ساتھ پھولتی ہے۔

تو جس ذات نے زمین کے بنجر ہو جانے کے بعد پھر اس کو تروتازہ کر دیا وہی حشر کے لیے مردوں کو زندہ کردے گا وہ مارنے اور جلانے پر پوری طرح قادر ہے۔

(۴۰) بے شک جو لوگ ہماری نشانیوں یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں یا یہ کہ تکذیب کرتے ہیں۔ ان کی باتوں میں سے کوئی چیز بھی ہم سے پوشیدہ نہیں۔

شانِ نزول: اَفَمَنْ يُّلْقٰى (الخ)

ابن منذرؒ نے بشیر بن فتحؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ابوجہل اور حضرت عمار بن یاسر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴۱-۴۲) ابوجہل اور اس کے ساتھی جو قرآن حکیم کا جب کہ رسول اکرم ﷺ اسے ان کے پاس لے کر آئے انکار کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے اور یہ قرآن حکیم تو بڑی باوقعت کتاب ہے۔

جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی وہ اچھا ہے یا وہ ذات جو قیامت کے دن عذاب سے امن و امان کے ساتھ آئے گی یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ بطور وعید کے اللہ تعالیٰ ان سے فرما رہا ہے کہ مکہ والو جو چاہو سو کر لو تمھارے اعمال کا تمہیں پورا پورا بدلہ ملے گا۔

جو کہ ان تمام کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں یعنی توریت و انجیل اور زبور کی مخالفت کرنے والی نہیں اور نہ اپنے بعد والی کسی کتاب کے مخالف ہے یا یہ کہ قرآن کریم سے پہلے توریت انجیل زبور اور تمام آسمانی کتب

نے اس کی تکذیب نہیں کی اور نہ اس کے بعد کوئی ایسی کتاب آسکتی ہے جو اس کی تکذیب کرے۔

یا یہ کہ جبریل امین کی طرح ابلیس مردود رسول اکرم ﷺ کے پاس ان کے آنے کے وقت نہیں آیا کہ قرآن میں یہ کچھ اضافہ کر دیتا اور نہ جبریل کے جانے کے بعد ہی آیا کہ قرآن کریم میں کچھ کمی کر دیتا یا یہ کہ قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے حصے کے مخالف و معارض نہیں بلکہ موافق ہے یہ اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا اور محمود الذات والصفات ہے۔

(۴۳) اے محمد ﷺ آپ کو اسی طرح برا بھلا کہا جاتا ہے اور جھٹلایا جاتا ہے جیسا کہ آپ سے پہلے رسولوں کو کہا گیا اور ان کی تکذیب کی گئی۔

یا یہ کہ آپ کو اسی تبلیغ رسالت کا حکم دیا جاتا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں کو دیا گیا اور آپ کا رب ایسے شخص کی بڑی مغفرت فرمانے والا ہے جو کفر سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور کفر پر مرنے والے کو دردناک سزا دینے والا ہے۔

(۴۴) اور اگر اس قرآن کریم کو عربی کے علاوہ عجمی زبان میں آپ پر نازل کر دیتے تو یہ کفار مکہ یوں کہتے کہ اس کی آیات صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں اور اسے عربی میں کیوں نازل نہیں کیا گیا اور یوں کہتے کہ عجیب بات ہے کہ کتاب عجمی اور رسول عربی ہے۔

آپ ان سے فرما دیجیے کہ یہ قرآن حکیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے لیے رہنما اور دلوں میں جو شکوک اور مرض پیدا ہو جائے اس کے لیے بیان اور شفاء ہے۔

اور ابوجہل وغیرہ جو آپ پر ایمان نہیں لاتے ان کے کان بہرے ہیں اور یہ قرآن ان کے خلاف حجت ہے اور یہ مکہ والے گویا کہ توحید کی طرف آسمان سے بلائے جا رہے ہیں۔

شان نزول: لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے قریش کہنے لگے کیوں نہ یہ قرآن کریم عربی اور عجمی دونوں زبانوں میں نازل کیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یعنی یہ کفار یوں کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات صاف صاف بیان کی گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد بِكُلِّ لِسَانٍ کا لفظ بھی بیان فرمایا اور ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ اَعْجَمِیٌّ میں قراءت بغیر ہمزہ استفہام کے ہے۔

❁❁❁

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اُس میں اختلاف کیا گیا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو اُن میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور یہ اس (قرآن) سے شک میں الجھ رہے ہیں (۴۵) جو نیک کام کرے گا تو اپنے لئے اور جو برے کام کرے گا تو اُن کا ضرر اُسی کو ہوگا اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (۴۶)

تفسیر سورة حم السجدة آيات (٤٥) تا (٤٦)

(۴۵) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی توریت دی تھی تو اس کتاب موسیٰ میں بھی لوگوں نے اختلاف کیا بعض نے تصدیق کی اور بعض نے اس کو جھٹلایا اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا۔

تو ان مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یعنی ان پر بھی جھٹلانے کی وجہ سے عذاب نازل ہو جاتا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں پر تکذیب کے وقت عذاب نازل کیا گیا اور یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین اس قرآن کریم یا یہ کہ کتاب موسیٰ کے بارے میں صاف شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۴۶) جو شخص خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرتا ہے اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو شرک کرے گا اس کی سزا اسی کو بھگتنی پڑے گی اور آپ کا رب تو بغیر کسی جرم کے بندوں کی گرفت فرمانے والا نہیں۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ
اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ
يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿٤٧﴾
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ
مَّحِيْصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ
فَيَـــُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ
مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ
رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾ وَاِذَآ
اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
فَذُوْ دُعَاۗءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾
سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ
الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٥٣﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿٥٤﴾

قیامت کے علم کا حوالہ اُسی کی طرف دیا جاتا ہے (یعنی قیامت کا علم اُسی کو ہے) اور نہ تو پھل گابھوں سے نکلتے ہیں اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی اور نہ جنتی ہے مگر اُس کے علم سے۔ اور جس دن وہ اُن کو پکارے گا (اور کہے گا) کہ میرے شریک کہاں ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہم تجھ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو (اُن کی) خبر ہی نہیں (۴۷) اور جن کو پہلے وہ (خدا کے سوا) پکارا کرتے تھے (سب) اُن سے غائب ہو جائیں گے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اُن کیلئے مخلصی نہیں (۴۸) انسان بھلائی کی دعائیں کرتا کرتا تھکتا نہیں اور اگر تکلیف پہنچ جاتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے اور آس توڑ بیٹھتا ہے (۴۹) اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اُس کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرا حق تھا اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہو اور اگر (قیامت سچ مچ بھی ہو اور) میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو میرے لئے اس کے ہاں بھی خوشحالی ہے پس کافر جو عمل کیا کرتے ہیں وہ ہم ضرور اُن کو جتائیں گے اور اُن کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۵۰) اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا اور پہلو پھیر کر چل دیتا ہے اور جب اُس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے (۵۱) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر یہ (قرآن) خدا کی طرف سے ہو پھر تم اس سے انکار کرو تو اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو (حق کی) پرلے درجے کی مخالفت میں ہو (۵۲) ہم عنقریب اُن کو اطراف (عالم) میں بھی اور خود اُن کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ (قرآن) حق ہے کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبردار ہے (۵۳) دیکھو یہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے سے شک میں ہیں سُن رکھو کہ وہ ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے (۵۴)

تفسیر سورۃ حم السجدۃ آیات (٤٧) تا (٥٤)

(۴۷) قیامت کے علم کا حوالہ اللہ ہی کی طرف کیا جاتا ہے اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کب ہوگی۔

اور ایسے ہی کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی حاملہ عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اس کی اجازت سے ہوتا ہے اس کے علاہ اور کسی کو ان باتوں کا علم نہیں۔

اور دوزخ میں جب اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرمائے گا کہ وہ میرے شریک اب کہاں ہیں جن کی تم میرے علاوہ عبادت کرتے تھے اور میرے شریک ان کو سمجھتے تھے تو وہ کہیں گے کہ ہم اس سے پہلے آپ سے عرض کر چکے ہیں

کہ ہم نے آپ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہیں کی۔

(۴۸) اور جن کی یہ لوگ دنیا میں پوجا کیا کرتے تھے وہ سب غائب ہو جائیں گے اور یہ لوگ سمجھ لیں گے کہ دوزخ کے علاوہ اب ان کے لیے کوئی ٹھکانا نہیں۔

(۴۹) کافر کا مال و اولاد اور صحت کی خواہش سے کبھی دل نہیں بھرتا اور نہ وہ تھکتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف یا فاقہ پہنچتا ہے تو رحمت خداوندی سے خوفزدہ اور ناامید ہو جاتا ہے۔

(۵۰) اور اگر ہم اس کو کسی تکلیف کے بعد اپنی طرف سے مال و اولاد کی نعمت کا مزہ چکھائیں تو یہ کہتا ہے کہ یہ تو میرے لیے علم خداوندی میں مقرر ہی تھا۔

اور قیامت کے آنے کا خیال نہیں کرتا اور بعث کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر بقول محمد ﷺ مجھے اپنے رب کی طرف پہنچایا بھی گیا تو میرے لیے آخرت میں بھی جنت ہے عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھی یہ بکواس کرتے ہیں تو ہم ان منکروں کو ان کے کفر کی حالت کے یہ سب کردار بتا دیں گے اور ان کو دوزخ میں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

(۵۱) اور جس وقت ہم کافر کو مال و دولت دیتے ہیں تو اس کے شکر سے منہ پھیرتا ہے اور ایمان سے دور بھاگ جاتا ہے اور جب فاقہ کی مصیبت میں گرفتار کر دیتے ہیں تو خاص طور پر یہ عتبہ مال و اولاد کی زیادتی کی خوب لمبی لمبی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔

(۵۲) آپ ان سے فرمایئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اور پھر تم اس کے اللہ کی جانب سے ہونے کا انکار کرو تو تمہارا پروردگار تمہیں کیا سزا دے گا تو ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو حق و ہدایت سے بہت دور کی مخالفت میں پڑا ہوا ہے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بہت ہی دشمنی کرتا ہے یعنی ابوجہل۔

(۵۳) اے محمد ﷺ ہم مکہ والوں کو اپنی قدرت اور وحدانیت کی نشانیاں ان کے اردگرد میں بھی دکھائیں گے جیسا کہ عاد و ثمود اور ان کے بعد والے لوگوں کی ویران بستیاں پڑی ہوئی اور ان کو بھی امراض و تکالیف اور مصیبتوں میں گرفتار کر کے خود ان کی ذات میں بھی دکھائیں گے۔

(۵۳۔۵۴) یہاں تک کہ ان پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ نبی اکرم ﷺ جو ان سے فرماتے ہیں وہ سچ ہے۔

آپ کے پروردگار نے ان لوگوں کے سامنے جو گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کیے ہیں بغیر ان کو دکھائے ہوئے کیا یہ بات ان کے لیے کافی نہیں کہ وہ ان کے اعمال سے باخبر ہے مگر مکہ والے بعث بعد الموت کے بارے میں شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال اور ان کی سزا سے خوب واقف ہے۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ ۚ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ
اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۚ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ
حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۚ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ
الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۚ وَلَوْ
شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ
فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۚ اَمِ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ
ع عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰـمٓ (۱) عٓسٓقٓ (۲) خدائے غالب ودانا اسی طرح تمہاری طرف (مضامین اور براہین) بھیجتا ہے (جس طرح) تم سے پہلے لوگوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے (۳) جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور وہ عالی رُتبہ (اور) گرامی قدر ہے (۴) قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ زمین میں ہیں اُن کے لئے معافی مانگتے رہتے ہیں سن رکھو کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۵) اور جن لوگوں نے اُس کے سوا کارساز بنا رکھے ہیں وہ خدا کو یاد ہیں اور تم اُن پر داروغہ نہیں ہو (۶) اور اسی طرح تمہارے پاس قرآن عربی بھیجا ہے تا کہ تم بڑے گاؤں (یعنی مکے) کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے اردگرد رہتے ہیں اُن کو رستہ دکھاؤ اور انہیں قیامت کے دن کا بھی جس میں کچھ شک نہیں خوف دلاؤ۔ اُس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں (۷) اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار (۸) کیا اُنہوں نے اس کے سوا کارساز بنائے ہیں؟ کارساز تو خدا ہی ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۹)

تفسیر سورۃ الشوریٰ آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں صرف سات آیات مدنی ہیں۔ اس میں ترپن آیات اور آٹھ سو چھیاسی کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حروف ہیں۔

(۱۔۲) حٰـمٓ عٓسٓقٓ۔ ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد وثناء فرمائی ہے چنانچہ حاء سے اس کا علم اور میم سے اس کا ملک اور عین سے علم اور سین سے اس کی عزت قاف سے اپنی مخلوق پر قدرت مراد ہے یا یہ کہ حاء تمام ہونے والی لڑائیاں اور میم سے سلطنتوں کی تبدیلیاں اور عین سے ہر ایک وہ وعدہ جو ہوگا اور سین سے یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح قحط سالی کے سال اور قاف سے ہر ایک ہونے والی تہمت مراد ہے یا یہ کہ ان الفاظ کے ذریعے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خلوص کے ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے گا اور اسی حالت میں اپنے پروردگار سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں داخل نہ کرے گا۔

(۳۔۴) اب فرماتے ہیں جیسا کہ اس سورت کو آپ پر وحی کے ذریعے بھیجا ہے اسی طرح ان رسولوں پر جو کہ آپ سے پہلے ہوئے ہیں وحی بھیجتا رہا ہے وہ اللّٰہ تعالیٰ جو کہ کافر کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے اس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے یا یہ کہ اپنی بادشاہت اور سلطنت میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے جتنی بھی مخلوقات ہیں سب اسی کے بندے ہیں وہ ہی سب سے بڑا اور بلند ہے۔

(۵) کچھ بعید نہیں کہ آسمان اللّٰہ تعالیٰ کی ہیبت سے یا یہ کہ یہودیوں کی باتوں سے ایک دوسرے کے اوپر سے پھٹ پڑیں اور آسمانوں میں فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تمہید کرتے رہتے ہیں اور جو زمین پر بااخلاص مومن ہیں ان کے لیے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں اچھی طرح سن لو کہ اللّٰہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور اس حالت پر مرنے والے پر رحمت کرنے والا ہے۔

(۶) اور جن لوگوں نے اللّٰہ کے علاوہ بتوں کو کارساز ٹھہرا رکھا ہے اور وہ ان کو پوجتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ ان کو اور ان کے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

(۷) اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں کہ ان کے بجائے آپ کی پکڑ کی جائے اور اسی طرح ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر قرآن عربی نازل کیا ہے تاکہ آپ قرآن کریم کے ذریعے سے سب سے پہلے مکہ والوں اور اس کے گردونواح میں رہنے والوں کو ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن کی آفتوں سے بھی ڈرائیں جس میں تمام آسمان و زمین والے جمع ہوں گے جس دن میں کوئی شک نہیں ان جمع ہونے والوں میں سے مسلمانوں کا گروہ جنت میں اور ایک گروہ کافروں کا دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

(۸) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین سب کو ایک طریقہ کا یعنی دین اسلام کو قبول کرنے والا بنا دیتا۔

باقی وہ جس کو چاہتا ہے دین اسلام کی دولت نصیب کرتا ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا نہ کوئی فائدہ پہنچانے والا دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار کہ ان کو اس عذاب سے بچا سکے۔

(۹) کیا ان لوگوں نے اللّٰہ کے علاوہ دوسرے کارسازوں کو معبود قرار دے رکھا ہے اللّٰہ ہی ان سب کا کارساز ہے وہ ہی حشر کے لیے مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی مارنے اور جلانے ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ
إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾
فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُمْ
مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ
يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا
تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ
مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ
أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ
لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا
حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾
وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ
دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾
اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ وَمَا يُدْرِيكَ
لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا
وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ أَلَا إِنَّ
الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ
ع لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾

اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو اُس کا فیصلہ خدا کی طرف (سے ہوگا) یہی خدا میرا پروردگار ہے میں اُسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۱۰) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (وہی ہے) اُسی نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چار پایوں کے بھی جوڑے (بنائے اور) اسی طریق پر تم کو پھیلاتا رہتا ہے اُس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور وہ دیکھتا و سنتا ہے (۱۱) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز سے واقف ہے (۱۲) اُس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ اُنکو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اُس کی طرف رجوع کرے اُسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے (۱۳) اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے (ہوئے ہیں) اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کیلئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو اُن میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور جو لوگ اُن کے بعد (خدا کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس (کی طرف) سے شبہ کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں (۱۴) تو (اے محمد ﷺ) اسی (دین کی) طرف (لوگوں کو) بلاتے رہنا اور جیسا تم کو حکم ہوا ہے (اُسی پر) قائم رہنا اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ اور کہہ دو کہ جو کتاب خدا نے نازل فرمائی ہے میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تم میں انصاف کروں خدا ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) ہم میں اور تم میں کچھ بحث و تکرار نہیں خدا ہم (سب) کو اکٹھا کرے گا اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۱۵) اور جو لوگ خدا (کے بارے) میں بعد اس کے کہ اسے (مومنوں نے) مان لیا ہو جھگڑتے ہیں اور اُن کے پروردگار کے نزدیک اُن کا جھگڑا لغو ہے۔ اور اُن پر (خدا کا) غضب اور اُن کے لئے

سخت عذاب ہے(۱۶) خدا ہی تو ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اور (عدل وانصاف کی) ترازو اور تم کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی آ پہنچی ہو(۱۷) جولوگ اس پر ایمان رکھتے وہ اس کے لئے جلدی کرر ہے ہیں۔اور جو مومن ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے دیکھو جولوگ قیامت میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں(۱۸) خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ زوروالا (اور) زبردست ہے(۱۹)

تفسیر سورۃ الشوریٰ آیات (۱۰) تا (۱۹)

(۱۰) اور دین کی جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو تو اس کا حکم قرآن پاک میں تلاش کرو میرے پروردگار نے تمہیں اسی چیز کا حکم دیا ہے میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۱۱) وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمھارے ہی جیسے آدمی پیدا کر کے تمھارے جوڑے بنائے تمہیں رحموں میں پیدا کرتا رہتا ہے یا یہ کہ اسی کے ذریعے سے تمھاری نسل چلاتا ہے صفت وقدرت علم وتدبیر کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ تمھاری باتوں کا سننے والا اور تمھارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

(۱۲) اسی کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین کے خزانے یعنی بارش ونباتات جس پر چاہتا ہے مال کی فراخی کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے اور وہ فراخی وکمی سب کو جاننے والا ہے۔

(۱۳) اے امت محمدیہ تمھارے لیے وہی دین اسلام پسند کیا جس کا ہم نے نوح کو حکم دیا کہ وہ اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف بلائیں اور خود بھی اسی پر ثابت قدم رہیں اور جس کو اے نبی کریمؐ ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے یعنی قرآن کریم آپ کو بھی ہم نے دین اسلام کی طرف مخلوق کو بلانے اور خود بھی اسی پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے اور جس دین اسلام کو ہم نے حضرت ابراہیم،موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لیے منتخب کیا تھا ان کو بھی اسی پر قائم رہنے اور اسی کی طرف لوگوں کو بلانے کا حکم دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو حکم دیا تھا کہ متفق ہو کر اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ مت ڈالنا۔

قرآن حکیم اور توحید کی طرف جو آپ لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو یہ بات بڑی ناگوار گزرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی طرف جسے چاہے کھینچ لیتا ہے اور وہ ایسا شخص ہے جو اسلام ہی کی حالت میں پیدا ہوا اور اسی پر مرتا ہے اور ایسے ہی کافروں میں سے جو شخص اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنے دین کی توفیق عطا کر دیتا ہے۔

(۱۴) اور یہود ونصاریٰ نے قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ اور دین اسلام کے بارے میں جو اختلاف اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا اس کے باوجود کہ ان کی کتابوں میں آپ کی نعت وصفت آ چکی تھی یہ حسد اور باہمی ضد کی وجہ سے کیا ہے۔

اور اس امت سے ایک معین وقت تک عذاب کے مؤخر ہونے کی بات پہلے سے قرار نہ پا چکتی تو ابھی تک یہود و نصاریٰ کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور جن لوگوں کو رسولوں یا یہ کہ پچھلی امتوں کے بعد توریت دی گئی وہ اس توریت یا یہ کہ قرآن کریم کی طرف سے بالکل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۵) سو آپ اپنے پروردگار کی توحید اور اس کی کتاب کی طرف ان کو برابر بلاتے رہیے اور جس طرح قرآن حکیم میں آپ کو حکم ہوا ہے اسی کی توحید پر قائم رہیے اور یہودیوں کے قبلہ اور ان کے دین پر نہ چلیے۔

اور کہیے اللہ نے جتنی کتابیں انبیاء کرام پر نازل کی ہیں ان پر ایمان لاتا ہوں اور مجھے قرآن کریم میں یہ بھی حکم ہوا کہ توحید کے ساتھ تمہارے درمیان انصاف رکھوں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے وہ قیامت کے دن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا ہمارے لیے اللہ کی عبادت اور دین اسلام ہے اور تم پر تمہارے اعمال ہیں یعنی بتوں کی پرستش اور شیطانی دین ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی دینی خصومت نہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کردے گا اور مومنوں اور کافروں سب کو اسی کے پاس جانا ہے۔

(۱۶) اور یہود و نصاریٰ جو دین خداوندی میں جھگڑے نکالتے ہیں بعد اس کے کہ وہ کتاب میں مان لیا گیا یا یہ کہ وہ مشرکین ہیں جو کہ اس میں جھگڑے نکالتے ہیں بعد اسکے کہ وہ میثاق کے دن تسلیم کر لیا گیا سو ان کی دشمنی غلط ہے ان پر اللہ کا غصہ اور سخت عذاب ہوگا۔

شان نزول: وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ (الخ)

ابن منذرؒ نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی تو مشرکین نے مکہ مکرمہ میں ان مسلمانوں سے کہا جو وہاں مقیم تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں جماعتوں کی شکل میں داخل ہو رہے ہیں تو ہمارے درمیان سے نکلو پھر کیوں یہاں ٹھہرے ہوئے ہو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں۔

اور عبدالرزاقؒ نے قتادہ ؓ سے آیت مبارکہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں جو مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہے اور ہم تم سے بہتر ہیں۔

(۱۷) اللہ ہی ہے جس نے بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم نازل کیا ہے جس میں حق و باطل کو اور عدل و انصاف کو بیان کر دیا گیا ہے اور محمد ﷺ آپ کو کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو۔

(۱۸) ابوجہل وغیرہ جو اس کا یقین نہیں کرتے وہ قیامت کے قائم ہونے کی جلدی مچاتے ہیں اور حضرت ابوبکر

صدیقؓ اور ان کے ساتھی جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ قیامت کے قیام اور اس کی سختیوں سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ قیامت ضرور قائم ہوگی۔ یاد رکھو جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے اور شک کرتے ہیں۔ وہ حق و ہدایت سے بڑی دور گمراہی میں ہیں۔

(۱۹) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خواہ نیک ہوں یا بد مہربان ہے یا یہ کہ ان کو علم کی دولت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے مال کی وسعت عطا کرتا ہے۔ وہ بندوں کو رزق دینے میں قوت والا اور کافر کو سزا دینے میں زبردست ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ
كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
مِنْ نَّصِيْبٍ ۝۲۰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا
لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۱ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا
يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۲۲
ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ
قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ
يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۲۳ اَمْ
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ
وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝۲۴ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ
السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲۵ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۲۶ وَلَوْ
بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ
مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝۲۷ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ
مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۸ وَمِنْ
اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ
عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ۝۲۹

ع ۳

جو شخص آخرت کی کھیتی کا خواستگار ہو اس کو ہم اس کی کھیتی میں سے دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہوگا اس کو ہم اس میں سے دے دیں گے اور اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا (۲۰) کیا ان کے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا خدا نے حکم نہیں دیا اور اگر فیصلے (کے دن) کا وعدہ نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور جو ظالم ہیں ان کے لئے درد دینے والا عذاب ہے (۲۱) تم دیکھو گے کہ ظالم اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر پڑے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہوگا یہی بڑا فضل ہے (۲۲) یہی وہ (انعام ہے) جس کی خدا اپنے ان بندوں کو جو ایمان لاتے اور عمل نیک کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت (تو چاہئے) اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب بڑھائیں گے بے شک خدا بخشنے والا قدر دان ہے (۲۳) کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے؟ اگر خدا چاہے تو (اے محمد) تمہارے دل پر مہر لگا دے۔ اور خدا جھوٹ کو نابود کرتا اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے۔ بے شک وہ سینے تک کی باتوں سے واقف ہے (۲۴) اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کے) قصور معاف فرماتا ہے اور جو تم کرتے ہو (سب) جانتا ہے (۲۵) اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرے ان کی (دعا) قبول

فرماتا اوراُن کواپنے فضل سے بڑھاتا ہےاور جو کافر ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے(۲۶)اوراگر خدا اپنے بندوں کیلئے رزق میں فراخی کردیتا تو زمین میں فساد کرنے لگتے۔لیکن وہ جو چیز چاہتا ہےاندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے بےشک وہ اپنے بندوں کو جانتا (اور) دیکھتا ہے(۲۷)اوروہی تو ہے جولوگوں کے ناُامید ہوجانے کے بعد مینہ برساتا اوراپنی رحمت (یعنی بارش کی برکت) کو پھیلا دیتا ہےاوروہ کارساز (اور) سزاوارِتعریف ہے(۲۸)اوراُسی کی نشانیوں میں سے ہےآسمانوں اورزمین کا پیدا کرنا اوراُن جانوروں کا جواُس نے اُن میں پھیلا رکھے ہیں۔اوروہ جب چاہےاُن کے جمع کر لینے پرقادر ہے(۲۹)

تفسیر سورۃ الشوریٰ آیات (۲۰) تا (۲۹)

(۲۰) جوشخص اللہ تعالیٰ کے لیے نیک اعمال کر کےآخرت میں ثواب چاہتا ہوتو ہم اس کےثواب یا یہ کہ اس کی قوت ونشاط اوراعمال کی خوبی میں ترقی کرتے ہیں جواپنے ان اعمال کےذریعے سے جوکہ اللہ تعالیٰ نے اس پرفرض کیے ہیں دنیاوی ترقی کا طالب ہوتو ہم اسے کچھ دنیا دے دیں گےاور جنت میں اسے کچھ ثواب نہ ملے گا کیوں کہ اس نے غیراللہ کے لیےکام کیے ہیں۔

(۲۱) کیاان کفار مکہ کے کچھ ایسے معبود ہیں جنھوں نے ان کافروں یعنی ابوجہل وغیرہ کے لیے ایسا دین پسند کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اوراگراس امت سے تاخیرعذاب کا فیصلہ نہ ہوگیا ہوتا توان کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور ان کافروں یعنی ابوجہل اوراس کے ساتھیوں کودردناک عذاب ہوگا۔

(۲۲) آپ قیامت کے دن ان کافروں کو دیکھیں گے کہ اپنے اعمال واقوال کفریہ کے وبال سے ڈررہے ہوں گےاورجس سے ڈررہے ہیں وہ ان پرضرور ہوگااور جولوگ ایمان لائے اورانھوں نے اچھے کام کیے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ جنت کے باغوں میں ہوں گےاوروہ جنت میں جس چیز کی خواہش وتمنا کریں گے وہ ان کو ملے گی یہی جنت بہت بڑااحسان ہے۔

(۲۳) یہی فضیلت ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے ان بندوں کو دے رہا ہے جوایمان لائے اورانھوں نے نیک اعمال کیے۔

اے محمد ﷺ آپ اپنے اصحاب یا مکہ والوں سے یوں کہیے کہ میں توحیدوقرآن پرتم سےاورکوئی مطلب نہیں چاہتا سوائے اس بات کے کہ میرے بعدرشتہ داری کا پاس رکھواورحسن بصری نے یہ تفسیر فرمائی کہ سوائے اس کے کہ تم بذریعہ توحیداللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرواورفراء نے فرمایا یہ مطلب ہے کہ سوائے اس کے کہ تم بذریعہ مودت اللہ کا قرب حاصل کرواور جوشخص ایک نیکی کرے گا تو ہم اس میں نونیکیوں کا اضافہ کردیں گے اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور بڑاقدردان ہے کہ معمولی چیز کوقبول فرماتا اوراس پراجرعظیم عطا کرتا ہے۔

(۲۴) اور یہ تو یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ نے اللہ پر بہتان لگایا ہےان کفار کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ

غمگین ہوئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر وہ چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے یا یہ کہ آپ کے قلب مبارک کو محفوظ رکھے۔

اور اللّٰہ تعالیٰ تو شرک اور اس کے ماننے والوں کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے دین اسلام کو اپنی تائید سے غلبہ دیا کرتا ہے اور وہ دلوں میں بھی جو نیکی اور برائی ہے سب کو جانتا ہے اور وہ تو ایسا ہے جو کچھ تم نیکی اور برائی کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔

شانِ نزول: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ (الخ)

امام طبرانیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار کہنے لگے کاش ہم رسول اکرم ﷺ کے لیے مال جمع کر دیتے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ (الخ) یعنی آپ یوں کہیے کہ میں تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا سوائے اس رشتہ داری کی محبت کے تو اس پر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ اس واسطے فرمایا تاکہ آپ کے گھر والوں کی طرف سے لڑا جائے اور ان کی مدد کی جائے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۵۔۲۶) اور ان لوگوں کی مغفرت کرتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اپنے فضل سے جنت میں ان کو ثواب و اعزاز میں ترقی دیتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنا دیدار نصیب فرماتا ہے اور ابوجہل وغیرہ کے لیے تو سخت عذاب ہے۔

(۲۷) اور اگر اللّٰہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو مال کی وسعت عطا کر دیتا تو وہ دنیا میں سرکشی کرنے لگتے لیکن جس پر چاہتا ہے فراخی کرتا ہے وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں اور ان کے اعمال سے باخبر ہے۔

(۲۸) اور وہ ایسا ہے جو بارش سے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور بارش کے ذریعے اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور وہ کارساز ہے کہ ہر سال بارش برساتا ہے اور سب کاموں میں قابل تعریف ہے۔

(۲۹) اور اس کی وحدانیت اور قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور ان جانداروں کا پیدا کرنا ہے جو کہ اس نے زمین میں پھیلا رکھے ہیں یہ سب تمھارے لیے نشانیاں ہیں اور وہ ان سب کے زندہ کرنے پر بھی جب چاہے قادر ہے۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا
كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ
فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ
الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ
مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى
بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ
الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ
عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ
سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ
وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے اپنے فعلوں سے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے (۳۰) اور تم زمین میں (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے اور خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار (۳۱) اور اُسی کی نشانیوں میں سے سمندر کے جہاز ہیں (جو) گویا پہاڑ (ہیں) (۳۲) اگر خدا چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے اور جہاز اُس کی سطح پر کھڑے رہ جائیں تمام صبر اور شکر کرنے والوں کے لئے ان (باتوں) میں قدرت خدا کے نمونے ہیں (۳۳) یا اُن کے اعمال کے سبب اُن کو تباہ کر دے اور بہت سے قصور معاف کر دے (۳۴) اور (انتقام اس لئے لیا جائے کہ) جو لوگ ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ جان لیں کہ اُن کے لئے خلاصی نہیں (۳۵) (لوگو) جو (مال و متاع) تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا (ناپائیدار) فائدہ ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے (یعنی) اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں (۳۶) اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں (۳۷) اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳۸) اور جو ایسے ہیں کہ جب اُن پر ظلم (وتعدی) ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلہ لیتے ہیں (۳۹) اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور (معاملے) کو درست کر دے تو اس کا بدلہ خدا کے ذمے ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۴۰) اور جس پر ظلم ہوا اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں (۴۱) الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو تکلیف دینے والا عذاب ہوگا (۴۲) اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں (۴۳)

تفسیر سورة الشوریٰ آیات (۳۰) تا (۴۳)

(۳۰) یعنی تمہیں جو بھی کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمھارے ہی خود کے اعمال سے ہی پہنچتی ہے اور وہ تمھارے بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کہ ان پر وہ تم سے کچھ باز پرس نہیں کرتا ہے۔

(۳۱) اور تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے اور عذاب الٰہی کے سامنے کوئی رشتہ دار تمھارے کام نہیں آ سکتا اور نہ کوئی

مددگارتم سے اس عذاب کودور کرسکتا ہے۔

(۳۲۔۳۳) اور منجملہ اس کی وحدانیت اور قدرت کی نشانیوں میں سے پہاڑوں کی طرح اونچے جہاز ہیں اگر وہ چاہے تو اس ہوا کو ٹھہرا دے جس سے وہ جہاز چلتے ہیں تو پھر وہ سمندر کی سطح پر کھڑے ہی رہ جائیں۔

ان مذکورہ باتوں میں اطاعت خداوندی پر ثابت قدم رہنے والے اور نعمت خداوندی کا شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔

(۳۴) یا اگر وہ چاہے تو ان جہازوں کو سمندر میں ان کے سواروں کے اعمال بد کی وجہ سے تباہ کردے مگر وہ تو انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا۔

(۳۵) تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے جو کہ رسول اکرم ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں کہ عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کہیں جائے پناہ نہیں۔

(۳۶) اور جو کچھ تمہیں مال و متاع دیا گیا ہے وہ عارضی ہے باقی نہیں رہ سکتا ہے یعنی کہ وہ فانی ہے اور اجر وثواب بدر جہا اس متاع دنیوی سے بہتر اور دیرپا ہے اور یہ اجر وثواب ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لے آئے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ اور اپنے رب پر توکل اور بھروسا کرتے ہیں۔ دنیاوی مال پر کسی قسم کا بھروسا نہیں کرتے۔

(۳۷) اور جو شرک اور زنا اور گناہوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو ظلم اور زیادتی پر غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے۔

(۳۸) اور جو لوگ توحید و اطاعت کی تعمیل میں اپنے رب کا کہنا مانتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو باہم مشورہ کرکے پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں۔

(۳۹) اور جو ان پر کسی کی طرف سے ظلم ہوتا ہے تو پورا پورا بدلہ لیتے ہیں کسی قسم کی زیادتی نہیں کرتے۔

(۴۰) اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسے ہی جو شخص ظالم کے ظلم کو معاف کردے اور اس کا بدلہ نہ لے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے حقیقت میں اللہ تعالیٰ ظلم سے ابتدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۴۱) اور جو اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پورا پورا بدلہ لے لے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔

(۴۲) گناہ تو ان لوگوں پر ہے جو کسی بدلہ کے بغیر ظلم کی شروعات کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں زیادتی کرتے اور تکبر کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(۴۳) اور جو شخص دوسرے کے ظلم پر صبر کرے اور معاف کردے اور اس سے کسی قسم کا بدلہ نہ لے تو یہ صبر اور معاف

کر دینا بہترین کاموں میں سے ہے یا یہ کہ ہمت کے کاموں میں سے ہے وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ الْفَوَاحِشَ سے لَمِنْ عَـزْمِ الْاُمُوْرِ تک یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے ساتھی عمرو بن غزیہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے دونوں کے درمیان کچھ تیز کلامی اور جھگڑا ہوا تھا تو انصاری نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی شان میں گستاخی کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ
لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ
يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ
مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا
مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ
اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾
اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ
حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا
الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ
لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

اور جس شخص کو خدا گمراہ کرے تو اس کے بعد اُس کا کوئی دوست نہیں۔ اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب وہ (دوزخ کا) عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی سبیل ہے؟ (۴۴) اور تم اُن کو دیکھو گے کہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے ذلت سے عاجزی کرتے ہوئے چھپی (اور نیچی) نگاہ سے دیکھ رہے ہوں گے اور مومن لوگ کہیں گے کہ خسارہ اُٹھانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا دیکھو کہ بے انصاف لوگ ہمیشہ کے دُکھ میں (پڑے) رہیں گے (۴۵) اور خدا کے سوا اُن کے کوئی دوست نہ ہوں گے کہ خدا کے سوا اُن کو مدد دے سکیں اور جس کو خدا گمراہ کرے اُس کے لئے (ہدایت کا) کوئی رستہ نہیں (۴۶) (اُن سے کہہ دو کہ) قبل اس کے کہ وہ دن جو ٹلے گا نہیں خدا کی طرف سے آموجود ہو اپنے پروردگار کا حکم قبول کرو اُس دن تمہارے لئے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ تم سے گناہوں کا انکار ہی بن پڑے گا (۴۷) پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے تم کو اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ تمہارا کام تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر ان کو اُنہی کے اعمال کے سبب کوئی سختی پہنچتی ہے تو (سب احسانوں کو بھول جاتا ہے) بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے (۴۸) (تمام) بادشاہت خدا ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے (۴۹) یا اُن کو بیٹے بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔ (۵۰) اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اُس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ خدا کے حکم سے جو خدا چاہے القاء

کرے بے شک وہ عالی رتبہ (اور) حکمت والا ہے (۵۱) اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بے شک (اے محمد) تم سیدھا رستہ دکھاتے ہو (۵۲) (یعنی) خدا کا رستہ جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے دیکھو سب کام خدا کی طرف سے رجوع ہوں گے (اور وہی ان میں فیصلہ کرے گا (۵۳)

تفسیر سورة الشورىٰ آيات (٤٤) تا (۵۳)

(۴۴) اور جسے اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کردے اس کو اللّٰہ کے علاوہ اور کوئی راہ پر لانے والا نہیں اور آپ قیامت کے دن مشرکین یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھیں گے کہ جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ کہیں گے کہ دنیا میں واپس جانے کی کوئی تدبیر ہوسکتی ہے۔

(۴۵) اور دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے ذلت اور غم کی وجہ سے جھکے ہوئے ہوں گے سست نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔

اور ایمان والے کہیں گے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو جنت میں اپنی جانوں اور اپنے خادموں کی وجہ سے خسارہ میں رہے یقیناً یہ مشرک دائمی عذاب میں ہوں گے۔

(۴۶) اور وہاں ان کے مددگار نہ ہوں گے جو عذاب خداوندی کے مقابلہ میں ان کی مدد کریں اور جسے اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کردے اس کے لیے کوئی رستہ اور حجت نہیں۔

(۴۷) قیامت کا دن آنے سے پہلے جس میں عذاب الٰہی ہٹایا نہیں جائے گا تم اپنے پروردگار کا توحید کے بارے میں حکم مانو اور اس روز تمہیں عذاب خداوندی سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ملے گی اور نہ تمہارا کوئی مددگار ہوگا۔

(۴۸) پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان سے منہ پھیریں تو آپ کو ان کا محافظ کر کے نہیں بھیجا گیا ہے آپ کے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔

اب اللّٰہ تعالیٰ قتال کا حکم دیتا ہے کہ جب ہم کافر کو اپنی عنایت کا کچھ مزہ چکھا دیتے ہیں تو ناشکرا بن کر اس پر خوش ہونے لگتا ہے اور اگر ان کو ان کے اعمال شرکیہ کی وجہ سے فقر و فاقہ اور سختیوں میں گرفتار کردیتے ہیں تو ایسا آدمی یعنی ابوجہل اللّٰہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگتا ہے۔

(۴۹) آسمانوں اور زمین کے خزانے اللّٰہ ہی کے ہیں جس طرح وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کہ ان کے کوئی بھی لڑکا نہیں تھا اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کوئی

لڑکی نہیں تھی۔

(۵۰) اور جس کے لیے چاہے جمع کر دیتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں دونوں دیتا ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو آپ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں دونوں تھیں اور جسے چاہے بے اولاد رکھتا ہے جیسے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام وہ ان تمام باتوں کو جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

(۵۱) اور کسی آدمی کی یہ شان نہیں کہ روبرو ہو کر اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر یہ تو الہام سے خواہ خواب میں ہو یا پردے کے باہر سے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ کو امر و نہی منظور ہوتا ہے وہ پیغام پہنچا دیتا ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس جبریل امین کو بھیجا وہ بڑا عالی شان اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

(۵۲) اور اسی طرح ہم نے آپؐ کے پاس جبریل امین کے ذریعہ قرآن کریم بھیجا جبریل کے آنے سے پہلے آپ کو تو یہ خبر نہ تھی کہ قرآن کریم کیا ہے اور نہ آپ قرآن کریم اچھی طرح پڑھنا جانتے تھے اور نہ آپ توحید کی دعوت کا طریقہ جانتے تھے۔

لیکن ہم نے اس قرآن حکیم کو اوامر و نواہی حلال و حرام حق و باطل کے اظہار کے لیے ایک بیان بنایا ہم اس قرآن حکیم کے ذریعے سے جو اس کا اہل ہوتا ہے اس کو ہدایت نصیب کرتے ہیں اور آپ ایک سیدھے رستہ کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں۔

(۵۳) یعنی اس اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف کہ تمام مخلوق اسی کی ملکیت ہے اور تمام کاموں کا انجام آخرت میں اسی زبردست حکمت والے کی طرف رجوع کرے گا۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝٣ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝٤ اَفَنَضْرِبُ
عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝٥ وَكَمْ اَرْسَلْنَا
مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝٦ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٧ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ
الْاَوَّلِيْنَ ۝٨ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ
خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝٩ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا
وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٠ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١١
وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ
مَا تَرْكَبُوْنَ ۝١٢ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا
اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا
لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝١٣ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝١٤ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ
عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝١٥ ع

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) کتاب روشن کی قسم (۲) کہ ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے تاکہ تم سمجھو (۳) اور یہ بڑی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ہمارے پاس (لکھی ہوئی اور) بڑی فضیلت (اور) حکمت والی ہے (۴) بھلا اس لئے کہ تم حد سے نکلے ہوئے لوگ ہو ہم تم کو نصیحت کرنے سے باز رہیں گے (۵) اور ہم نے پہلے لوگوں میں بھی بہت سے پیغمبر بھیجے تھے (۶) اور کوئی پیغمبر اُن کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اُس سے تمسخر کرتے تھے (۷) تو جو اُن میں سخت زور والے تھے اُن کو ہم نے ہلاک کر دیا اور اگلے لوگوں کی حالت گزر گئی (۸) اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ اُن کو غالب (اور) علم والے (خدا) نے پیدا کیا ہے (۹) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔ اور اس میں تمہارے لئے رستے بنائے تاکہ تم راہ معلوم کرو (۱۰) اور جس نے ایک انداز ے کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس سے شہر مردہ کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم (زمین سے) نکالے جاؤ گے (۱۱) اور جس نے تمام قسم کے حیوانات پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چار پائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو (۱۲) تاکہ تم اُن کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو اور جب اُس پر بیٹھ جاؤ پھر اپنے پروردگار کے احسان کو یاد کرو اور کہو کہ وہ (ذات) پاک ہے جس نے اسکو ہمارے زیر فرمان کر دیا اور ہم میں طاقت نہ تھی کہ اُس کو بس میں کر لیتے (۱۳) اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۴) اور اُنہوں نے اس کے بندوں میں سے اُس کے لئے اولاد مقرر کی۔ بے شک انسان صریح ناشکرا ہے (۱۵)

تفسیر سورة الزخرف آیات (۱) تا (۱۵)

یہ سورت مکی ہے اس میں نواسی آیات اور آٹھ سو تینتیس کلمات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں۔

(۱۔۴) حٰمٓ۔ یعنی جو کچھ ہونے والا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ فرما دیا اور واضح کر دیا اور قسم ہے اس کتاب کی جو کہ حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہے کہ جو کچھ ہونے والا تھا اس کا فیصلہ کر دیا حکیم کا شعر ہے۔

اے میری قوم جو کہ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا پرندے پرواز کرتے رہیں اور ستارے نکلتے رہیں یا یہ کہ تم قسمیہ الفاظ ہیں کہ قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن کریم بنایا کہ جن حلال و حرام اوامر و

نواہی کا ذکر کیا گیا ہے تم ان کو سمجھ لو۔

اور یہ قرآن کریم لوح محفوظ میں ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بڑے رتبہ کی اور حلال وحرام کے بیان میں محکم ہے۔

(۵۔۷) اے مکہ والو کیا ہم تم سے وحی اور رسول کو محض اس بات پر اٹھالیں گے یا تمہیں یوں ہی بغیر کسی امر و نہی کے رہنے دیں گے کہ تم مشرک ہو اور کسی بات کو نہیں مانتے اور ہم پچھلی قوموں میں آپ سے پہلے انبیاء کرام بھیجتے رہے ہیں۔

حالاں کہ ہمیں معلوم تھا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے مگر پھر بھی ہم نے ان میں کتاب اور رسول کے بھیجنے کو موقوف نہیں کیا اور ان لوگوں کے پاس جو بھی نبی آیا انھوں نے اس کے ساتھ مذاق کیا۔

(۸) نتیجہ یہ ہوا کہ اہل مکہ میں جو زور اور طاقت میں بڑھے ہوئے تھے ہم نے ان کو پکڑ لیا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ انبیاء کرام کی تکذیب کے وقت ان پر عذاب نازل ہو گیا۔

(۹) اور اگر آپ ان مکہ والوں سے دریافت کریں کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے تو یقیناً یہ لوگ یہی کہیں گے کہ اس اللّٰہ نے پیدا کیا ہے جو اپنی سلطنت اور بادشاہت میں زبردست اور خلق و تدبیر سے بخوبی واقف ہے۔

(۱۰) اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک یہ اس ذات نے پیدا کیا ہے جس نے زمین کو تمھارے آرام کے لیے فرش بنایا اور اس میں رستے بنائے تاکہ تم ان رستوں کے ذریعے سے اپنی مطلوبہ جگہوں تک پہنچ جاؤ۔

(۱۱) اور جس نے ایک خاص انداز سے بارش برسائی اور پھر اس بارش سے خشک زمین کو زندہ یعنی آباد کیا اسی طرح تم لوگ زندہ کر کے قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

(۱۲۔۱۴) اور جس نے نر و مادہ سے تمام اصناف بنائیں اور تمھارے لیے سمندروں میں چلنے کے لیے کشتیاں بنائیں اور چوپائے جیسا کہ اونٹ بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان جانوروں کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ جاؤ اور جب تم ان جانوروں پر جم کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے ان کو تمھارے لیے مسخر کر دیا اور زبان سے کہو کہ وہ ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا۔

اور ہم تو ایسے طاقتور نہ تھے جو ان کو اپنے بس میں کر لیتے اور مرنے کے بعد ہم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۱۵) مگر بنو ملیح والوں نے تو فرشتوں ہی کو اللّٰہ کی بیٹیاں بنا ڈالا حقیقتاً یہ لوگ صاف طور پر اللّٰہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ
بَنٰتٍ وَّأَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ
لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ أَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا
فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ
الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۭ أَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ
شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ
مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ
كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا إِنَّا وَجَدْنَآ
اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَآ
أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ
إِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝
قٰلَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا إِنَّا
بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

کیا اُس نے اپنی مخلوقات میں سے خود تو بیٹیاں لیں اور تم کو چُن کر بیٹے دیئے (۱۶) حالانکہ جب اُن میں سے کسی کو اُس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو اُنہوں نے خدا کیلئے بیان کی ہے تو اُس کا منہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غم سے بھر جاتا ہے (۱۷) کیا وہ جو آسائش میں پرورش پائے اور جھگڑے کے وقت بات نہ کر سکے (خدا کی بیٹی ہو سکتی ہے؟) (۱۸) اور اُنہوں نے فرشتوں کو کہ وہ بھی خدا کے بندے ہیں (خدا کی) بیٹیاں مقرر کیا۔ کیا یہ اُن کی پیدائش کے وقت حاضر تھے عنقریب اُن کی شہادت لکھ لی جائے گی اور اُن سے بازپُرس کی جائے گی (۱۹) اور کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو ہم اُن کو نہ پُوجتے۔ اُن کو اس کا کچھ علم نہیں۔ یہ تو صرف اٹکلیں دوڑا رہے ہیں (۲۰) یا ہم نے اُن کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی تو یہ اس سے سند پکڑتے ہیں (۲۱) بلکہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک رستے پر پایا ہے اور ہم اُن ہی کے قدم بقدم چل رہے ہیں (۲۲) اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم قدم بقدم اُن ہی کے پیچھے چلتے ہیں (۲۳) پیغمبر نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا (دین) لاؤں کہ جس (رستے) پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہ اس سے کہیں سیدھا رستہ دکھاتا ہے کہنے لگے کہ (جو دین) تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اُس کو نہیں مانتے (۲۴) تو ہم نے اُن سے انتقام لیا سو دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا (۲۵)

تفسیر سورة الزخرف آيات (١٦) تا (٢٥)

(۱۶۔۱۸) تو کیا اللہ نے اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بنا کر پسند کیا اور اے بنو ملیح تمہارے لیے بیٹوں کو منتخب کیا حالاں کہ جب تم میں سے کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو وہ مغموم اور پریشان ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اللہ کے لیے وہ چیز پسند کرتے ہو جسے اپنے لیے گوارا نہیں کرتے تو کیا جو عادتاً بناؤ سنگھار میں نشو و نما پائے اور وہ مباحثہ میں قوت بیانیہ بھی نہ رکھے تو کیسے زیبا ہو سکتا ہے کہ اللہ اولاد بنانے کے لیے عورتوں ہی کو منتخب کرے۔

ان لوگوں نے فرشتوں ہی کو عورت قرار دے رکھا ہے کیا یہ فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے کہ ان کو

معلوم ہو گیا کہ وہ عورتیں ہیں تو ضرور اس بات سے انکار کریں گے تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ ان کا یہ جھوٹا دعویٰ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لکھ لیا جاتا ہے اور قیامت میں ان سے اس کے بارے پوچھ گچھ ہوگی۔

(۱۹۔۲۰) گویا کہ ان سے کہا گیا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فرشتے عورتیں ہیں کیا تم اس وقت موجود تھے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تو یہ کہنے لگے کہ ہم اس وقت موجود نہ تھے پھر ان سے دریافت کیا کہ پھر کیسے معلوم ہوا کہ وہ عورتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو یہ کہنے لگے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد سے اسی طرح سنتے آرہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کا یہ دعوے لکھ لیا جاتا ہے اور قیامت کے دن ان سے اس کے بارے میں باز پرس ہوگی اور یہ بنو ملیح بطور مذاق کے کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی عبادت سے منع کرتا اور روکتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے مگر اس نے نہ اس کا حکم دیا اور کوئی ممانعت بھی نہیں کی جو یہ کہہ رہے ہیں ان کے پاس اس کی کوئی دلیل اور ان کی کوئی تحقیق نہیں یہ تو صرف اللہ تعالیٰ پر بہتان لگا رہے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بالکل منع کیا ہے۔

شانِ نزول: وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ (الخ)

ابن منذرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ منافقین میں سے کچھ لوگ کہنے لگے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کے سسرال جنات ہیں۔ ان سے فرشتے پیدا ہوئے تو ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی انھوں نے فرشتوں کو جو کہ اللہ کے بندے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے۔

(۲۱۔۲۲) کیا ہم نے ان کو قرآن حکیم سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اپنے اس دعوے میں اس سے استدلال کر کے کہہ رہے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو اس کے جواب میں وہ کہنے لگے کہ ایسا نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طریقے پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے طریقے پر اور ان کی باتوں پر عمل کر رہے ہیں۔

(۲۳) اور جیسا کہ آپ کی قوم کہہ رہی ہے اسی طرح ہم نے کسی بستی والوں کے پاس کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال سرکش لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طریقے پر پایا ہے اور ہم ان کے طریقے اور ان کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔

(۲۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے اگرچہ میں اس سے اچھا منزل مقصود پر پہنچانے والا طریقہ تمھارے پاس لایا ہوں جس پر تم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے کیا پھر بھی تم ایسے بہترین طریقہ کو قبول نہیں کرو گے وہ کہنے لگے کہ جو کتاب تم لائے ہو تو اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۲۵) غرض کہ جب انھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمانی کتب کی جھٹلایا تو ہم نے عذاب نازل کر کے ان سے انتقام لیا سو دیکھیے کہ ان جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ وَقَوۡمِهٖۤ اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ فَاِنَّهٗ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا کَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیۡ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۸﴾ بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰی جَآءَهُمُ الۡحَقُّ وَرَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ کٰفِرُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَهُمۡ مَّعِیۡشَتَهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا ؕ وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُیُوۡتِهِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیۡهَا یَظۡهَرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُیُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیۡهَا یَتَّکِـُٔوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخۡرُفًا ؕ وَاِنۡ کُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ؕ وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۵﴾ ع

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں (۲۶) ہاں جس نے مجھ کو پیدا کیا وہی مجھے سیدھا رستہ دکھائے گا (۲۷) اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ (خدا کی طرف) رجوع کریں (۲۸) بات یہ ہے کہ میں ان کفار کو اور اُن کے باپ دادا کو متمتع کرتا رہا یہاں تک کہ اُن کے پاس حق اور صاف صاف بیان کرنے والا پیغمبر آ پہنچا (۲۹) اور جب اُن کے پاس حق (یعنی قرآن) آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے (۳۰) اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں (یعنی مکے اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟ (۳۱) کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے اُن میں اُن کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے۔ اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے (۳۲) اور اگر یہ (خیال) نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے تو جو لوگ خدا سے انکار کرتے ہیں ہم اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں (بھی) جن پر وہ چڑھتے ہیں (۳۳) اور اُن کے گھروں کے دروازے بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگاتے ہیں (۳۴) اور (خوب) تجمل (و آرائش کر دیتے) اور یہ سب دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے اور آخرت تمہارے پروردگار کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے (۳۵)

تفسیر سورة الزخرف آیات (٢٦) تا (٣٥)

(۲۶۔۲۷) اور جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم سے ان کے پاس آنے کے بعد کہا کہ میں اس اللہ سے تعلق رکھتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا وہی اپنے دین اور اپنی اطاعت کی طرف میری رہنمائی کرے گا۔

(۲۸) اور ابراہیم علیہ السلام کلمہ لا الہ الا اللہ کو اپنی قوم میں ایک باقی رہنے والی چیز کر گئے تاکہ وہ لوگ اپنے کفر سے لوٹتے رہیں۔

(۲۹) بلکہ میں نے ان مکہ والوں کو اور ان سے پہلے لوگوں کو مہلت دی یہاں تک کہ ان کے پاس کتاب اور ایسی زبان میں ان کو بتانے والا رسول آ گیا کہ یہ اس کو سمجھ سکیں۔

(۳۰) چنانچہ جب کتاب اور رسول ان کے پاس آ پہنچا تو کہنے لگے یہ جھوٹی چیز ہے اور ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو نہیں مانتے۔

(۳۱) اور ان مکہ والوں میں سے ولید اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ قرآن حکیم مکہ اور طائف میں سے کسی بڑے

آدمی یعنی ولید بن مغیرہ اور ابی مسعود ثقفی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

شانِ نزول: وَقَالُوا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ (الخ)

اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ محمد ﷺ جو بات کہہ رہے ہیں اگر وہ صحیح ہوتی تو یہ قرآن حکیم مجھ پر یا مسعود ثقفی پر نازل کیا جاتا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۲) کیا یہ لوگ آپ کے رب کی عطا کردہ نبوت اور اس کی کتاب کو جس پر چاہیں خود تقسیم کرنا چاہتے ہیں مال و دولت تو ہم نے تقسیم کر رکھا ہے اور ہم نے مال وغیرہ کے ذریعے ایک کو دوسرے پر ترقی دے رکھی ہے تاکہ ایک دوسرے کو خدم و حشم بناتے رہیں اور کتاب و نبوت اس دنیوی مال و دولت سے جسے یہ کافر سمیٹتے پھرتے ہیں بہتر ہے یا یہ کہ جنت اہل ایمان کے لیے ہے۔

(۳۳۔۳۴) اور اگر یہ بات متوقع نہ ہوتی کہ سب ایک ہی طریقہ یعنی طریقہ کفر کے ہو جائیں گے تو ہم ان کافروں کے گھروں کی چھتیں تک چاندی کی کر دیتے اور نیز زینے بھی چاندی کے کر دیتے جن پر چڑھا اترا کرتے ہیں۔

اور ان کے گھروں کے دروازے بھی اور تخت بھی جن پر یہ آرام کرتے ہیں چاندی کے کر دیتے اور یہی چیزیں سونے کی یعنی کہ ان کے گھروں میں سے ہر ایک چیز سونے چاندی کی کر دیتے۔

(۳۵) باقی یہ ساز و سامان صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامیابی ہے اور جنت جو کہ کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے ہے وہ اس دنیوی کامرانی سے بہتر ہے۔

وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمۡ لَيَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيۡتَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَيۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِيۡنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡيَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ فِى الۡعَذَابِ مُشۡتَرِكُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ اَوۡ نُرِيَنَّكَ الَّذِىۡ وَعَدۡنٰهُمۡ فَاِنَّا عَلَيۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ ﴿۴۲﴾ فَاسۡتَمۡسِكۡ بِالَّذِىۡۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكۡرٌ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَ ۚ وَسَوۡفَ تُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ ﴿۴۵﴾ ع

اور جو کوئی خدا کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اُس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو اُس کا ساتھی ہو جاتا ہے (۳۶) اور یہ (شیطان) اُن کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ سیدھے رستے پر ہیں (۳۷) یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو برا ساتھی ہے (۳۸) اور جب تم ظلم کرتے رہے تو آج تمہیں یہ بات فائدہ نہیں دے سکتی کہ (تم سب) عذاب میں شریک ہو (۳۹) کیا تم بہرے کو سنا سکتے ہو یا اندھے کو رستہ دکھا سکتے ہو اور جو صریح گمراہی میں ہو اُسے (راہ پر لا سکتے ہو) (۴۰) اگر ہم تمکو (وفات دے کر) اُٹھا لیں تو اُن لوگوں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے (۴۱) یا (تمہاری زندگی ہی میں) تمہیں وہ (عذاب) دکھا دیں گے جن کا ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے ہم اُن پر قابو رکھتے ہیں

(۴۲) پس تمہاری طرف جو وحی کی گئی ہے اُس کو مضبوط پکڑے رہو بے شک تم سیدھے رستے پر ہو (۴۳) اور یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور (لوگو) تم سے عنقریب پرسش ہوگی (۴۴) اور (اے محمد) جو اپنے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ہیں اُن کے احوال دریافت کرلو۔ کیا ہم نے (خدائے) رحمٰن کے سوا اور معبود بنائے تھے کہ اُن کی عبادت کی جائے؟ (۴۵)

تفسیر سورة الزخرف آیات (٣٦) تا (٤٥)

(۳۶) اور جو شخص اللّٰہ کی توحید اور اس کی کتاب سے منہ پھیرے تو ہم دنیا وآخرت میں ایک شیطان کو اس کا ساتھی بنادیتے ہیں۔

شان نزول: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے محمد بن عثمان مخزومیؒ سے روایت کیا کہ قریش نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ہر ایک شخص اصحاب محمد ﷺ میں سے ایک شخص کو پکڑے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو طلحہ نے پکڑلیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس لے کر آئے اور وہ طاقت میں بڑھ کر تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ مجھے کیوں بلاتے ہو انھوں نے کہا کہ لات اور عزیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ لات کیا ہے وہ بولے ہمارا رب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تو پھر عزیٰ کون ہے وہ بولے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی بیٹیاں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تو پھر ان کی ماں کون ہے تو طلحہ خاموش ہو گئے کچھ جواب نہ دے سکے اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ ان کو جواب دو مگر وہ بھی جواب نہ دے سکے تب طلحہ بولے ابوبکرؓ چلو کھڑے ہو **اشهد ان لا اله الا الله و اشهدان محمد رسول الله** یعنی طلحہؓ مشرف بااسلام ہو گئے۔ تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی جو شخص اللّٰہ کی نصیحت سے اندھا بن جائے۔

(۳۷) اور وہ شیاطین اس کو راہِ حق وہدایت سے ہٹاتے رہتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم راہِ حق پر ہیں۔

(۳۸) یہاں تک کہ جب ایسا شخص اور اس کا ساتھی شیطان ایک بیڑی میں ہمارے پاس آئے گا تو وہ اپنے ساتھی سے کہے گا کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق ومغرب کے برابر فاصلہ ہوتا اے شیطان تو تو بہت ہی برا ساتھی تھا۔

(۳۹) اور اللّٰہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جب تم دنیا میں کفر کر چکے ہو تو آج یہ باتیں بنانا تمھارے کام نہ آئے گا تم اور شیاطین سب عذاب میں شریک ہو۔

(۴۰) اے محمد ﷺ کیا آپ ایسے بہرے کافر کو حق وہدایت کی بات سنا سکتے ہیں یا ایسے اندھے کافر کو کہ وہ حق و ہدایت کو دیکھے یا ایسے لوگوں کو جو صریح کفر میں گرفتار ہیں آپ ان کو ہدایت پر نہیں لا سکتے۔

(۴۱۔۴۲) سو اگر ہم آپ کو اٹھالیں تو ہم ان سے بذریعہ عذاب بدلہ لینے والے ہیں یا بدر کے دن جوان سے بدلہ لینے

کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو دکھائیں غرض کہ ہم آپ کے وصال سے پہلے یا بعد ہر طرح ان پر عذاب نازل کرنے میں قادر ہیں۔

(۴۳۔۴۴) آپ قرآن حکیم کے ہر حکم کی تعمیل کیجیے بے شک آپ پسندیدہ طریقہ پر ہیں اور یہ قرآن حکیم آپ کے لیے اور آپ کی قوم قریش کے لیے بڑی عزت کی بات ہے کیوں کہ ان کی زبان میں نازل ہوا ہے۔

(۴۵) اور تم سب سے اس برتری کے شکریہ کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

اور محمد ﷺ آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھ لیجیے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہ گفتگو معراج کی رات میں پیش آئی جب کہ آپ نے ستر انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ ان سے پوچھ لیجیے کہ کیا ہم نے اللہ مہربان کے سوا کبھی بھی دوسرے معبود ٹھہرائے تھے یا ان دوسرے معبودوں کی پرستش کا حکم دیا تھا۔

یا یہ مطلب ہے کہ آپ ان اہل کتاب سے پوچھ لیجیے جن کی طرف ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام توحید کے علاوہ اور کیا پیغام لے کر آئے مگر رسول اکرم ﷺ نے ان سے دریافت نہیں کیا کیوں کہ آپ کو یقین تھا کہ وہ توحید کے علاوہ اور کوئی پیام لے کر نہیں آئے اور اللہ تعالیٰ نے اور معبود نہیں ٹھہرائے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ۝ وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۚ وَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ۝ وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ۝ اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ ۝ فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِىَ عَلَيۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ مُقۡتَرِنِيۡنَ ۝ فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ فَاَطَاعُوۡهُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انْتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اُس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو اُنہوں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار عالم کا بھیجا ہوا ہوں (۴۶) جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آئے تو وہ نشانیوں سے ہنسی کرنے لگے (۴۷) اور جو نشانی ہم اُن کو دکھاتے تھے وہ دوسری سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے اُن کو عذاب میں پکڑ لیا تاکہ باز آجائیں (۴۸) اور کہنے لگے اے جادوگر اُس عہد کے مطابق جو تیرے پروردگار نے تجھ سے کر رکھا ہے اُس سے دعا کر بے شک ہم ہدایت یاب ہو جائیں گے (۴۹) سو جب ہم نے اُن سے عذاب کو دور کر دیا تو وہ عہد شکنی کرنے لگے (۵۰) اور فرعون نے اپنی قوم کو پکار کر کہا کہ اے قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور یہ نہریں جو میرے (محلوں کے) نیچے بہہ رہی ہیں (میری نہیں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں؟ (۵۱) بے شک میں اُس شخص سے جو کچھ عزت نہیں رکھتا اور صاف گفتگو بھی نہیں کر سکتا کہیں بہتر ہوں (۵۲) تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ اُتارے گئے یا (یہ ہوتا کہ) فرشتے جمع ہو کر اُس کے ساتھ آتے (۵۳) غرض اُس نے اپنی قوم کی عقل

ماردی۔ اورانہوں نے اُس کی بات مان لی بے شک وہ نافرمان لوگ تھے (۵۴) جب اُنہوں نے ہم کو خفا کیا تو ہم نے اُن سے انتقام لے کر اوراُن سب کو ڈبو کر چھوڑا (۵۵) اوراُن کو گئے گزرے کر دیا اور پچھلوں کیلئے عبرت بنا دیا (۵۶)

تفسیر سورة الزخرف آیات (٤٦) تا (٥٦)

(۴۶۔۴۷) چنانچہ ہم نے موسیٰ کو عصا اور ید بیضاء کا معجزہ دے کر فرعون اور اس کی قبطی قوم کی طرف بھیجا چنانچہ انھوں نے کہا میں تمھاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا گیا رسول ہوں مگر وہ ہماری ان نشانیوں پر تعجب کرنے لگے اور مذاق اڑانے لگے اور ایمان نہیں لائے۔

(۴۸) اور ہم ان کو جو نشانی دکھاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہ لائے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو طوفان جراد قمل، ضفادع دم سنین کے عذابوں میں پکڑا تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آجائیں۔

(۴۹۔۵۰) انھوں نے کہا اے جادوگر یعنی عالم کیوں کہ ان کے یہاں جادوگر کا درجہ بڑا تھا اس لیے یہ لفظ خود بخود نکل جاتا تھا۔ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دعا کر دیجیے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ لوگ ایمان لے آئے تو ان سے عذاب کو دور کر دیا جائے گا اسی لیے اس عہد کو یاد دلا کر کہا کہ ہم ضرور آپ پر اور جس چیز کو آپ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لے آئیں گے چنانچہ جب ہم نے ان سے اس عذاب کو ہٹا دیا تو انھوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور ایمان نہیں لائے۔

(۵۱) اور فرعون نے اپنی قبطی قوم میں اعلان کرایا کہ اے میری قوم کیا مصر کے چالیس فرسخ علاقہ میں حکومت میری نہیں اور یہ نہریں جو میرے چاروں طرف یا یہ کہ جو میرے محل کے نیچے بہہ رہی ہیں کیا میری نہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔

(۵۲) کہ میں بہتر ہوں اس شخص سے جو کہ کمزور ہے اور بات کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔

(۵۳) سو اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے اور فرشتے اس کے مددگار اور اس کی رسالت کے تصدیق کرنے والے بن کر اس کے ساتھ کیوں نہ آئے۔

(۵۴) غرض اس نے اپنی قوم کو بہکا دیا وہ اس کے کہنے میں آگئی اور وہ سب کافر ہی تھے۔

(۵۵۔۵۶) غرض کہ جب انھوں نے ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ دلایا اور ہمیں بھی غصہ دلایا تو ہم نے بذریعہ عذاب ان سے بدلہ لیا۔ ہم نے سب کو دریا میں غرق کر دیا اور ان کے بعد میں آنے والوں کے لیے عذاب کے ذریعے ہلاکت کا نمونہ بنا دیا۔

وَلَمَّا ضُرِبَ
ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوْا ءَاٰلِهَتُنَا
خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿٥٨﴾
اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿٥٩﴾ ۭ
وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنَّهٗ
لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾
وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ
عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٦٣﴾
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾
فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ
عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ ع ٦ ١٢

اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چلّا اٹھے (۵۷) اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ؟ اُنہوں نے جو عیسیٰ کی مثال بیان کی ہے تو صرف جھگڑنے کو حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو (۵۸) وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے اُن کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا (۵۹) اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو تمہاری جگہ زمین میں رہتے (۶۰) اور وہ عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں تو (کہہ دو کہ لوگو) اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو۔ یہی سیدھا رستہ ہے (۶۱) اور (کہیں) شیطان تم کو (اس سے) روک نہ دے وہ تو تمہارا اعلانیہ دشمن ہے (۶۲) اور جب عیسیٰ نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ میں تمہارے پاس دانائی (کی کتاب) لے کر آیا ہوں۔ نیز اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو کہ تم کو سمجھا دوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۶۳) کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اُس کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے (۶۴) پھر کتنے فرقے اُن میں سے پھٹ گئے سو جو لوگ ظالم ہیں اُن کی درد دینے والے دن کے عذاب سے خرابی ہے (۶۵) یہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ قیامت اُن پر ناگہاں آ موجود ہو اور اُن کو خبر تک نہ ہو (۶۶) (جو آپس میں) دوست (ہیں) اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار (کہ باہم دوست ہی رہیں گے) (۶۷)

تفسیر سورة الزخرف آيات (٥٧) تا (٦٧)

(۵۷) عبداللہ بن زہری اور اس کے ساتھیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے بتوں کے ساتھ تشبیہ دی تو اس بات سے آپ کی قوم خوشی کی وجہ سے چلانے لگی۔

شان نزول: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ (الخ)

امام احمدؒ نے سند صحیح کے ساتھ اور امام طبرانیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی جائے اس میں کوئی بھلائی نہیں اس پر ان لوگوں نے کہا کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور نیک بندے تھے حالاں کہ ان کی بھی اللہ کے علاوہ عبادت کی گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

(۵۸) اس نے کہا کہ بتائیے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم بہترین ہیں یا ہمارے یہ معبود اگر وہ عیسائیوں کے ساتھ دوزخ

میں جا سکتے ہیں تو ہم بھی اپنے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں چلے جائیں گے ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ سے یہ بات محض جھگڑے کی وجہ سے بیان کی ہے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی باطل پر جھگڑنے والے۔

(۵۹) عیسیٰ علیہ السلام بن مریم تو محض ہمارے ایک بندے ہیں ہم نے ان پر رسالت کے ذریعے سے فضل کیا ہے وہ نعوذ اللّٰہ ان کے بتوں کی طرح نہیں ہیں اور بنی اسرائیل کے لیے ہم نے ان کو ایک نمونہ بنایا ہے۔

(۶۰) اور اگر ہم چاہتے تو تمھاری جگہ یا تم میں سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ تمھاری جگہ زمین میں خلیفہ ہوتے یا یہ کہ تمھاری بجائے زمین پر چلتے پھرتے۔

(۶۱) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام قیام قیامت کے یقین کا ذریعہ ہے یا یہ کہ قیامت کے قائم ہونے کی علامت ہے تو تم لوگ اس کے ذریعے قیامت کے قائم ہونے میں شک مت کرو اور توحید میں میری پیروی کرو توحید سیدھا رستہ ہے یعنی یہ پسندیدہ دین اسلام کا راستہ ہے۔

(۶۲) اور تمھیں دین اسلام اور قیام قیامت کے یقین سے شیطان روکنے نہ پائے وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

(۶۳) اور جب حضرت عیسیٰؑ اوامر ونواہی اور معجزات لے کر آئے تو فرمایا میں تمھارے پاس امر ونہی اور نبوت لے کر آیا ہوں اور دین کے جن امور میں تم اختلاف کر رہے ہو وہ تم سے بیان کر دوں سو جن چیزوں کا میں تمھیں حکم دے رہا ہوں ان میں اللّٰہ سے ڈرو اور قول وفعل میں میری پیروی کرو۔

(۶۴) اللّٰہ میرا بھی خالق ہے اور تمھارا بھی خالق ہے اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ یہی توحید پسندیدہ دین ہے۔

(۶۵) سو جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف گروہ بنائے ان کے لیے درد دینے والا سخت ترین عذاب ہے۔

(۶۶) یہ لوگ جب اپنی باتوں سے توبہ نہیں کرتے تو صرف قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ان پر اچانک آ پڑے اور اس کے عذاب کی ان کو خبر بھی نہ ہو۔

(۶۷) تمام شرکیہ دوست جیسا کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ
تَحْزَنُوْنَ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۚ اُدْخُلُوا
الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۚ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ
مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ
الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ۚ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ
لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا
رَبُّكَ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۚ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۚ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۚ
اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۚ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ
يَكْتُبُوْنَ ۚ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۚ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۚ
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ
فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۚ
وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۚ
وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ
وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۚ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ۚ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى
يُؤْفَكُوْنَ ۚ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۚ
فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۚ

میرے بندو! آج تمہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ تم غمناک ہو گے
(٦٨) جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرماں بردار ہو گئے
(٦٩) (اُن سے کہا جائے گا) کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت (و
احترام) کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ (٧٠) اُن پر سونے کی
پرچوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں
کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ
رہو گے (٧١) اور یہ جنت جس کے تم مالک کر دیئے گئے ہو
تمہارے اعمال کا صلہ ہے (٧٢) وہاں تمہارے لئے بہت سے
میوے ہیں جن کو تم کھاؤ گے (٧٣) (اور کفار) گنہگار ہمیشہ
دوزخ کے عذاب میں رہیں گے (٧٤) جو اُن سے ہلکا نہ کیا
جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے (٧٥) اور ہم
نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے
(٧٦) اور پکاریں گے کہ اے مالک تمہارا پروردگار ہمیں موت
دے دے وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے (٧٧)
ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے لیکن تم اکثر حق سے ناخوش ہوتے
رہے (٧٨) کیا اُنہوں نے کوئی بات ٹھہرا رکھی ہے تو ہم بھی کچھ
ٹھہرانے والے ہیں (٧٩) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اُن
کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو سنتے نہیں؟ ہاں ہاں (سب سنتے
ہیں) اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس (اُن کی) سب باتیں لکھ
لیتے ہیں (٨٠) کہہ دو کہ اگر خدا کے اولاد ہو تو میں (سب سے)
پہلے (اُس کی) عبادت کرنے والا ہوں (٨١) یہ جو کچھ بیان
کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کا مالک (اور) عرش کا مالک اُس
سے پاک ہے (٨٢) تو اُن کو بک بک کرنے اور کھیلنے دو یہاں
تک کہ جس دن کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس کو دیکھ لیں (٨٣) اور وہی (ایک) آسمانوں میں معبود ہے اور (وہی) زمین میں معبود
ہے۔ اور وہ دانا (اور) علم والا ہے (٨٤) اور وہ بہت بابرکت ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ اُن دونوں میں ہے
سب کی بادشاہت ہے۔ اور اُسی کو قیامت کا علم ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (٨٥) اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں
وہ سفارش کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں جو علم و یقین کے ساتھ حق کی گواہی دیں (وہ سفارش کر سکتے ہیں) (٨٦) اور اگر تم اُن سے
پوچھو کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ خدا نے۔ تو پھر یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں؟ (٨٧) اور (بسا اوقات) پیغمبر کہا کرتے

ہیں کہ اے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے (۸۸) تو اُن سے منہ پھیر لو اور سلام کہہ دو اُن کو عنقریب (انجام) معلوم ہو جائے گا (۸۹)

تفسیر سورة الزخرف آیات (٦٨) تا (٨٩)

(٦٨۔٦٩) سوائے ان حضرات کے جو کہ کفر وشرک اور ہر قسم کی برائیوں سے ڈرنے اور بچنے والے ہیں۔ جیسا کہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین وہ اس طرح پر نہ ہوں گے جس وقت ان کے علاوہ اور لوگوں کو خوف وغم نہ ہوگا تو اللہ کی جانب سے ان کو پکارا جائے گا کہ اے میرے بندو آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے۔

(۷۰۔۷۱) یعنی وہ بندے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور توحید وعبادت میں مخلص تھے تم اور تمھاری بیویاں جنت میں خوشی کے ساتھ داخل ہو جاؤ کہ تحائف کے ساتھ وہاں تمہیں عزت دی جائے گی اور تم جنت کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرو گے۔

اور ان کے پاس سونے کی پلیٹیں جو کھانے کی چیزوں سے بھری ہوں گی اور گول بغیر کنارے کے گلاس لائے جائیں گے جو مشروبات سے بھرے ہوں گے اور جنت میں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن کو دیکھنے سے آنکھوں کو فرحت وسرور حاصل ہوگا اور تم جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جاؤ گے۔

(۷۲۔۷۳) اور یہ وہ جنت ہے کہ جس کے تم مالک بنا دیے گئے ہو اپنے اعمال صالحہ اور نیک باتوں کے صلے میں اور تمھارے لیے جنت میں قسم قسم کے بہت سے میوے ہیں۔

(۷۴) اور نافرمان لوگ جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۷۵۔۷۶) اور نہ وہ عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی دور کیا جائے گا اور وہ اسی عذاب میں اس کے ختم ہونے اور ہر قسم کی بھلائی سے مایوس پڑے رہیں گے اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے اور عذاب نازل کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر خود انھوں نے کفر وشرک کر کے خود ظلم کر لیا۔

(۷۷) جب اس عذاب پر صبر قابو سے باہر ہو جائے گا تو دوزخ کے داروغہ مالک کو پکاریں گے کہ تم ہی دعا کرو کہ تمھارا پروردگار ہمیں موت دے کر ہمارا خاتمہ کر دے تو مالک فرشتہ چالیس سال بعد ان کو جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اسی میں رہو گے نہ نکلو گے نہ مرو گے۔

(۷۸) جبریل امین ہماری طرف سے تمھارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن حکیم لے کر آئے مگر تم

میں سے اکثر رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔

(۷۹) کیا انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی شان کے بارے میں اپنا کوئی انتظام درست کیا ہے سو ہم نے بھی ان کی ہلاکت کے بارے میں ایک انتظام درست کیا ہے۔

(۸۰) کیا صفوان بن امیہ اور اس کے ساتھیوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کی آہستہ آہستہ باتوں کو اور کچھ ارد گرد ان کے خفیہ مشوروں کو نہیں سنتے ضرور سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے خود ان کے پاس ہیں وہ ان کی ہر قسم کی باتوں اور خفیہ مشوروں کو لکھتے رہتے ہیں۔

شانِ نزول: اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے بیان کرتے ہیں کہ کعبہ مکرمہ اور اس کے غلاف کے درمیان تین شخص تھے جن میں دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی ان میں سے ایک کہنے لگا کہ تمھاری کیا رائے ہے اللہ تعالیٰ ہماری باتوں کو سنتا ہے تو دوسرا کہنے لگا کہ جس وقت تم زور سے کہتے ہو تو سنتا ہے اور جب آہستہ بات کرتے ہو تو نہیں سنتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی چپکے چپکے کی جانے والی باتوں کو اور ان کے مشوروں کو نہیں سنتے۔

(۸۱۔۸۲) اور آپ نضر بن حارث اور علقمہ سے کہیے کہ اللہ کے کوئی اولاد نہیں کیوں کہ سب سے پہلے تو میں ہی اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا اقرار کرنے والا ہوں وہ ان کے ان جھوٹے دعووں سے پاک ہے۔

(۸۳) سو آپ ان کو اسی جھوٹ اور قرآن کے ساتھ مذاق کے مشغلہ میں رہنے دیجیے یہاں تک کہ ان کو اس دن کا سامنا کرنا پڑے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور اس میں موت وعذاب دونوں باتیں ہیں۔

(۸۴) وہی ذات ہے جو آسمانوں میں ہر ایک چیز کا معبود ہے اور زمین میں بھی ہے اور وہ اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا اور اپنی مخلوق اور اس کی تدابیر کو بخوبی جاننے والا ہے۔

(۸۵) اور وہ ذات بڑی عالی شان اور اولاد اور شریک سے پاک ہے جس کے لیے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو مخلوق ان کے درمیان ہے اس کی سلطنت ثابت ہے اور اسی کو قیامت کی بھی خبر ہے اور تم سب آخرت میں اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

(۸۶) اور جھوٹے معبود اور فرشتے کسی کے لیے سفارش تک کا حق بھی نہیں رکھیں گے مگر جن لوگوں نے کلمہ طیبہ کا خلوص کے ساتھ اقرار کیا تھا اور وہ دل سے اس کی تصدیق بھی کیا کرتے تھے بنو ملیح فرشتوں کو نعوذ باللہ اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۸۷) اور اگر آپ بنو ملیح سے یہ پوچھیں کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو پھر اس اقرار کے باوجود کیوں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

(۸۸) اور اس کو رسول اکرم ﷺ کی اس درخواست کی بھی خبر ہے کہ اے پروردگار یہ لوگ تجھ پر اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے سوان کے بارے جو کرنا ہے وہ کیجیے۔

(۸۹) آپ سے کہا گیا تو ایسی صورت میں آپ ان سے بے رخی کیجیے اور نرمی سے کہہ دیجیے کہ تمہیں سلام کرتا ہوں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ بدر احد اور خندق کے دن تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہو گا اور کیا کیا مصیبتیں قحط سالی اور دخان وغیرہ کی تم پر نازل ہوں گی یہ اللہ کی طرف سے ان کفار کے لیے وعید تھی اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم نازل فرمایا۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾
اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ
كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ
بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ
عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا
كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ
الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ
وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) اس کتاب روشن کی قسم (۲) کہ ہم نے اُس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں (۳) اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں (۴) (یعنی) ہمارے ہاں سے حکم ہو کر بے شک ہم ہی (پیغمبر کو) بھیجتے ہیں (۵) (یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ وہ تو سننے والا جاننے والا ہے (۶) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو (۷) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) جلاتا ہے اور (وہی) مارتا ہے (وہی) تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے (۸) لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں (۹) تو اُس دن کا انتظار کرو آسمان سے صریح دھواں نکلے گا (۱۰) جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ درد دینے والا عذاب ہے (۱۱) اے پروردگار ہم سے اس عذاب کو دور کر ہم ایمان لاتے ہیں (۱۲) (اُس وقت) اُن کو نصیحت کہاں مفید ہو گی جبکہ اُن کے پاس پیغمبر آ چکے جو کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں (۱۳) پھر اُنہوں نے اُن سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے (یہ تو) پڑھایا ہوا (اور) دیوانہ ہے (۱۴) ہم تھوڑے دنوں عذاب ٹال دیتے ہیں (مگر) تم پھر کفر کرنے لگتے ہو (۱۵) جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے تو بے شک انتقام لے کر چھوڑیں گے (۱۶) اور اُن سے پہلے ہم نے قوم فرعون کی آزمائش کی اور اُن کے پاس عالی قدر

وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۟ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾

پیغمبر آئے (۱۷) (جنہوں نے) یہ (کہا) کہ خدا کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو میرے حوالے کردو میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں (۱۸) اور خدا کے سامنے سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس کھلی دلیل لے کر آیا ہوں (۱۹) (اور اس بات) سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں (۲۰) اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ (۲۱) تب (موسیٰ نے) اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ نافرمان لوگ ہیں (۲۲) (خدا نے فرمایا کہ) میرے بندوں کو راتوں رات لے کر چلے جاؤ اور (فرعونی) ضرور تمہارا تعاقب کریں گے (۲۳) اور دریا سے (کہ) خشک (ہورہا ہوگا) پار ہو جاؤ (تمہارے بعد) اُن کا تمام لشکر ڈبو دیا جائے گا (۲۴) وہ لوگ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے (۲۵) اور کھیتیاں اور نفیس مکان (۲۶) اور آرام کی چیزیں جن میں عیش کیا کرتے تھے (۲۷) اسی طرح (ہوا) اور ہم نے دوسرے لوگوں کو اُن چیزوں کا مالک بنادیا (۲۸) پھر اُن پر نہ تو آسمان اور زمین کو رونا آیا اور نہ اُن کو مہلت ہی دی گئی (۲۹)

تفسیر سورۃ الدخان آیات (۱) تا (۲۹)

یہ سورت مکی ہے اس میں انسٹھ آیات اور تین سو چھیالیس کلمات اور چودہ سو اکتیس حروف ہیں۔

(۱۔۳) حٰمٓ۔ جو کچھ ہونے والا ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا اور کتاب مبین یعنی قرآن کریم کی جو کہ حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کرنیوالا ہے۔ قسم ہے کہ ہم نے اس قرآن حکیم کو شب قدر میں جو کہ برکتوں اور رحمتوں اور مغفرتوں والی رات ہے بذریعہ جبریل امین آسمان دنیا پر اتارا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیس سال کے عرصے میں ایک ایک آیت اور سورت کر کے رسول اکرم ﷺ پر اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین نازل فرمایا کیوں کہ ہم بذریعہ قرآن کریم لوگوں کو ڈرانے والے تھے۔

(۴) اس شب قدر میں ہر ایک حکمت والا معاملہ پورے سال کے لیے ہماری پیشی سے حکم صادر ہو کر طے کیا جاتا ہے جبریل میکائیل اسرافیل اور ملک الموت جو کہ پورے سال کے کاموں پر مقرر ہیں ہم ان پر یہ حکم طے شدہ صادر کر دیتے ہیں۔

(۵۔۶) آپ کا پروردگار اپنی رحمت سے اپنے بندوں پر رسولوں کو کتابوں کے ساتھ بھیج کر فرماتا ہے آپ کو رسول بنانے والے تھے بے شک وہ قریش کی اس آہ و زاری کو سننے والا ہے کہ ہمارے پروردگار ہم سے اس عذاب کو دور کردے اور ان سے اور ان کی سزا سے بھی واقف ہے۔

(۷) وہ آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی معبود حقیقی ہے اگر تم اس کا یقین کرنا چاہو

کہ اس کے سوا اور کوئی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا نہیں۔

(۸) وہی دوبارہ زندہ کرنے کے لیے جان ڈالے گا اور وہ دنیا میں جان نکالتا ہے، وہ تمھارا بھی خالق ہے اور تمھارے اگلے آباؤاجداد کا بھی خالق ہے۔

(۹) مگر یہ کفار مکہ قیامت کے قیام کے بارے میں شک میں ہیں اور اس کے استہزاء میں مصروف ہیں۔

(۱۰) اب آپ اے نبی کریمؐ ان کے لیے اس دن کے عذاب کا انتظار کیجیے کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک دھواں پیدا ہو۔

(۱۱۔۱۲) جوان سب پر عام ہو جائے یہ دھواں بھی ایک دردناک سزا ہے جو ان کو بھوک کی حالت میں پیش آئے گی پھر یہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم سے اس بھوک کی مصیبت کو دور کر دیجیے ہم آپ پر اور آپ کی کتاب اور آپ کے رسول پر ایمان لے آئیں گے۔

شانِ نزول: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے رسول اکرم ﷺ پر زیادتیاں کیں تو آپ نے ان کے لیے قحط سالی کی بد دعا کی جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی تھی چنانچہ ان پر ایسا قحط آیا کہ انھوں نے ہڈیاں تک کھا لیں اور آدمی جب اس حالت میں آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو اسے اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی شدت کی وجہ سے دھواں سا نظر آتا تھا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔

چنانچہ اس کے بعد یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مضر کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجیے کیوں کہ وہ تو ہلاک ہو گئے چنانچہ آپ نے بارش کی دعا فرمائی بارش ہو گئی اس کے بارے میں یہ جملہ نازل ہوا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ۔ اس کے بعد جب ان پر فراخی کا دور آیا تو پھر اپنی پچھلی حالت پر آ گئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَوْمَ نَبْطِشُ (الخ) یعنی غزوہ بدر کے دن ہم ان سے بدلہ لیں گے۔

(۱۳) حالاں کہ ان کے پاس رسول اکرم ﷺ تشریف لا چکے ہیں جو ان کو ایسی زبان میں سمجھاتے ہیں جسے یہ سمجھتے ہیں۔

(۱۴) تب بھی یہ لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے اور یہی کہتے ہیں کہ معاذ اللہ جبر و یسار کا سکھایا ہوا دیوانہ ہے ہم اس بھوک کے عذاب کو غزوہ بدر تک کے لیے ان سے ہٹا دیں گے مگر اے مکہ والو تم پھر اپنی نافرمانی کی اصلی حالت پر آ جاؤ گے۔

(۱۵) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بھوک کی سزا کو ان سے دور کر دیا تو پھر اپنی پچھلی حالت پر آ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ بدر کے

دن ہلاک کر دیے گئے۔

(۱۶) جس کی طرف اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں اشارہ فرما رہا ہے بدر کے دن بذریعہ تلوار جب ان کی بہت سخت پکڑ کریں گے تو اس روز ہم بذریعہ عذاب ان سے پورا پورا بدلہ لیں گے۔

(۱۷) اور ہم نے قریش سے پہلے فرعون اور اس کی قوم کو آزمایا تھا وہ یہ کہ ان کے پاس ایک معزز پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تھے۔

(۱۸) اور انھوں نے کہا تھا کہ بنی اسرائیل کو میرے حوالہ کر دو اور میرے ساتھ بھیج دو میں اللہ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں۔

(۱۹) اور یہ بھی فرمایا کہ تم اللہ کے سامنے تکبر اور اس کی نافرمانی مت کرو میں ایک واضح دلیل پیش کرتا ہوں۔

(۲۰۔۲۱) اور میں اپنے پروردگار کی اور تمھارے پروردگار کی پناہ حاصل کرتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجھے قتل کرو اور اگر تم میری رسالت کی تصدیق نہیں کرتے تو مجھ سے علیحدہ رہو لالی و لا علی۔

(۲۲۔۲۳) مگر جب انھوں نے اپنی ہلاکت خود ہی مول لے لی تب موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ پروردگار یہ تو مشرکین ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ تم بنی اسرائیل کو رات ہی رات میں لے کر چلے جاؤ کیوں کہ تم لوگوں کا دریا پر تعاقب ہوگا۔

(۲۴) اور تم اس دریا کو چوڑا رستہ بنا ہوا اسی حالت پر چھوڑ دینا کیوں کہ فرعون اور اسکا لشکر اس دریا میں ڈبو دیا جائے گا۔

(۲۵۔۲۷) اور وہ لوگ کتنے ہی باغ اور کتنے ہی ان باغوں میں نہریں اور کتنی ہی کھیتیاں اور کتنے ہی عمدہ مکانات اور کتنے ہی آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے۔

(۲۸) ہم نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان چیزوں کا مالک بنا دیا۔

(۲۹) نہ فرعون اور اس کی قوم پر آسمان کا دروازہ رویا اور نہ زمین پر نماز کی جگہ روئی کیوں کہ جب مومن مرتا ہے تو اس پر آسمان کا دوازہ جس سے اس کا عمل چڑھتا اور اس کا رزق اترتا ہے اور زمین پر اس کی نماز پڑھنے کی جگہ روتی ہے اور فرعون اور اس کی قوم پر یہ مقامات نہیں روئے کیوں کہ ان کے عمل چڑھنے کے لیے نہ تو آسمان پر کوئی دروازہ تھا اور نہ زمین پر ان کی نماز پڑھنے کی کوئی جگہ تھی اور نہ ان کو غرق ہونے سے کوئی مہلت دی گئی۔

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۳۰﴾ مِن فِرْعَوْنَ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۳۲﴾ وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿۳۳﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿۳۴﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿۳۵﴾ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۶﴾ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۱﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۴۲﴾ ع

اور ہم نے بنی اسرائیل کی ذلت کے عذاب سے نجات دی (۳۰) (یعنی) فرعون سے بے شک وہ سرکش (اور) حد سے نکلا ہوا تھا (۳۱) اور ہم نے بنی اسرائیل کو اہل عالم سے دانستہ منتخب کیا تھا (۳۲) اور اُن کو ایسی نشانیاں دی تھیں جن میں صریح آزمائش تھی (۳۳) یہ لوگ کہتے ہیں (۳۴) کہ ہمیں صرف پہلی دفعہ (یعنی ایک بار) مرنا ہے اور (پھر) اُٹھنا نہیں (۳۵) پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر) لاؤ (۳۶) بھلا یہ اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے اُن (سب) کو ہلاک کر دیا۔ بے شک وہ گنہگار تھے (۳۷) اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن میں ہے اُن کو کھیلتے ہوئے نہیں بنایا (۳۸) اُن کو ہم نے تدبیر سے پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۳۹) کچھ شک نہیں کہ فیصلے کا دن اُن سب (کے اُٹھنے) کا وقت ہے (۴۰) جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اُن کو مدد ملے گی (۴۱) مگر جس پر خدا مہربانی کرے وہ تو غالب (اور) مہربان ہے (۴۲)

تفسیر سورة الدخان آیات (۳۰) تا (٤٢)

(۳۰۔۳۱) اور ہم نے بنی اسرائیل کو سخت عذاب یعنی فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی کیوں کہ وہ ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو غلام بنایا کرتا تھا۔ حقیقتاً فرعون بڑا سخت دشمن سرکش اور شرک میں حد سے نکل جانے والوں میں سے تھا۔

(۳۲) اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی رو سے جو کہ ہم نے ان کو سکھایا تمام جہانوں پر فوقیت دی اور من وسلوٰی کتاب اور رسول اور فرعون اور اس کی قوم سے نجات دے کر منتخب کیا۔

(۳۳) اور ہم نے ان کو ایسی بڑی بڑی نشانیاں دیں جن میں عظیم الشان انعام تھا یا یہ کہ صریح امتحاب تھا وہ یہ کہ فرعون سے اور غرق سے نجات دی اور وادی تیہ میں ان پر من وسلوی اتارا۔

(۳۴۔۳۵) مگر محمد ﷺ آپ کی قوم یہی کہتی ہے کہ ہماری زندگی بس دنیوی زندگی ہے اور یہیں کا مرنا ہے اور ہم مرنے کے بعد پھر زندہ نہیں کیے جائیں گے اور محمد ﷺ اگر تم اپنے دعوے بعثت میں سچے ہو۔

(۳٦) تو ہمارے آباؤ اجداد کو لا کر زندہ کر دو تا کہ ہم خود ہی ان سے دریافت کر لیں کہ جو آپ دیکھ رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں محمد ﷺ آپ کی قوم شان وشوکت میں بڑھی ہوئی ہے یا تبع یعنی حمیر کی قوم اس کا نام اسعد بن ملیکوب اور کنیت ابوکرب تھی تبعین کی کثرت کی وجہ سے تبع نام پڑ گیا اور جو قومیں قوم تبع سے پہلے گزری ہیں مگر ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا اس لیے کہ وہ مشرک تھے۔

(۳۸-۴۰) تو پھر آپ کی قوم ان کی ہلاکت اور ان کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتی اور ہم نے تمام مخلوقات کو بے کار نہیں بنایا ہم نے حق قبول کرنے کے لیے بنایا ہے باطل قبول کرنے کے لیے نہیں مگر مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں بے شک مخلوق کے درمیان فیصلہ کے دن ان سب کا وقت مقرر ہے۔

(۴۱) اور جس عذاب الٰہی کے مقابلے کے دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے اور نہ کافر کافر کے اور نہ کوئی قریبی رشتہ دار کسی رشتہ دار کے کچھ کام آئے گا اور نہ ان سے عذاب الٰہی روکا جائے گا۔

(۴۲) البتہ مسلمانوں کے کیوں کہ وہ ایسے نہیں اور ان میں ایک ایک کے لیے اللہ کے حکم سے شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے کافروں کو سزا دے گا اور مہربان ہے مسلمانوں پر رحمت فرمائے گا۔

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي
فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ
الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝
ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ
تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝
يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ
بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ
فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا
مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ ۝ ع ۱۴

بلاشبہ تھوہر کا درخت (۴۳) گنہگار کا کھانا ہے (۴۴) جیسے پگھلا ہوا تانبا پلیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا (۴۵) جس طرح گرم پانی کھولتا ہے (۴۶) (حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ (۴۷) پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو) (۴۸) (اب) مزہ چکھ تُو بڑی عزت والا (اور) سردار ہے (۴۹) یہ وہی (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے (۵۰) بے شک پرہیزگار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے (۵۱) (یعنی) باغوں اور چشموں میں (۵۲) حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے (۵۳) (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے اُن کے جوڑے لگائیں گے (۵۴) وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگائیں گے (اور کھائیں گے) (۵۵) (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا (۵۶) یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے (۵۷) ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں (۵۸) پس تم بھی انتظار کرو یہ بھی انتظار کر رہے ہیں (۵۹)

تفسیر سورة الدخان آیات (۴۳) تا (۵۹)

(۴۳۔۴۸) زقوم کا درخت دوزخ میں بڑے فاجروں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا کھانا ہوگا تیل کی تلچھٹ جیسا سیاہ یا کہ پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سخت گرم ہوگا وہ پیٹ میں ایسا کھولے گا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس ابوجہل کو پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے درمیان میں لے جاؤ اور اس کے سر کو لوہے کے گرزوں سے مارنے کے بعد جلتا ہوا گرم پانی ڈالو۔

شان نزول: اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ (الخ)

سعد بن منصورؒ نے ابو مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل کھجور اور مکھن لے کر آتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کو کھاؤ یہ وہی زقوم ہے جس سے محمد ﷺ تمہیں ڈراتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امویؒ نے مغازی میں عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ابوجہل سے ملنے گئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تجھ سے یہ کہوں اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ۔ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے اور پھر تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے۔

تو اس نے اپنے ہاتھ کو کپڑے سے نکالا اور کہنے لگا کہ میرے متعلق آپ اور آپ کا صاحب یعنی اللہ کسی بھی چیز کی قدرت نہیں رکھتا اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں بطحاء والوں کو روک سکتا ہوں اور میں العزیز الکریم ہوں اللہ تعالیٰ نے اسے بدر کے دن مار ڈالا اور ذلیل و خوار کیا اور اس کو اسی کے اس جملہ کے ساتھ عار دلائی اور اس کے بارے میں نازل کیا کہ دوزخ میں اُس سے کہا جائے گا ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ. اور ابن جریرؒ نے بھی قتادہؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۴۹) اور اس ابوجہل سے کہا جائے گا لے چکھ تو اپنی قوم میں بڑے غلبہ والا اور ان پر بڑا کرم کرنے والا تھا یا یہ کہ تو بڑا معزز و مکرم تھا۔

(۵۰) اور یہ وہی عذاب ہے جس میں دنیا میں تم شک کیا کرتے تھے کہ یہ نہیں ہوگا۔

(۵۱) اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے لوگ یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ وہ امن کی جگہ میں ہوں گے کہ موت و عذاب اور زوال کا کوئی خدشہ نہیں ہوگا۔ باغوں میں دودھ شہد، شراب اور پانی کی نہروں میں ہوں گے اور وہ باریک اور دبیز ریشم کا لباس پہنیں گے اور آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

(۵۴۔۵۷) اسی طرح جنت میں اہل ایمان کا مقام ہوگا اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں اور

خوبصورت چہرے والی حوروں سے نکاح کردیں گے اور وہ جنت میں موت وعذاب اور زوال سے امن میں ہوں گے اور ہر قسم کے میوے منگاتے ہوں گے یا یہ کہ خود ان کو پیش ہوتے ہوں گے اور وہ جنت میں سوائے اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ چکھیں گے اور ان کا پروردگار ان کو دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے گا یہ سب کچھ آپ کے پروردگار کے فضل سے ہوگا یا یہ کہ اس کی بخشش وانعام سے۔

اور یہی فضل خداوندی بڑی کامیابی ہے کہ جنت حاصل ہوگی اور دوزخ سے بچ گئے۔

(۵۸-۵۹) سو ہم نے اس قرآن کریم کی قرأت کو آسان کردیا تاکہ یہ لوگ قرآن کریم سے نصیحت قبول کریں سو آپ بدر کے دن ان کی ہلاکت کے منتظر رہیے یہ بھی آپ کے نقصان کے منتظر ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب بدبختوں کو بدر کے دن ہلاک کردیا۔

سُوْرَةُ الْجَاثِیَةِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَةً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۷﴾ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئَا اتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ ع

سُوْرَةُ الْجَاثِیَةِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَةً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) اس کتاب کا اُتارا جانا خدائے غالب (اور) دانا (کی طرف) سے ہے (۲) بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لئے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں (۳) اور تمہاری پیدائش میں بھی اور جانوروں میں بھی جن کو وہ پھیلاتا ہے یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں اور وہ جو خدا نے آسمان سے (ذریعہ) رزق نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد زندہ کیا اُس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۵) یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ تو یہ خدا اور اُس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے (۶) ہر جھوٹے گنہگار پر افسوس ہے (۷) (کہ) خدا کی آیتیں اُس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کو سُن تو لیتا ہے (مگر) پھر غرور سے ضد کرتا ہے کہ گویا اُن کو سنا ہی نہیں ہے۔ سو ایسے شخص کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو (۸) اور جب ہماری کچھ آیتیں اُسے معلوم ہوتی ہیں تو اُن کی ہنسی اڑاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۹) ان کے سامنے دوزخ ہے۔ اور جو کام وہ کرتے رہے کچھ بھی اُن کے کام نہ آئیں گے۔ اور نہ وہی (کام آئیں گے) جن کو اُنہوں نے خدا کے سوا معبود بنا رکھا تھا۔ اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ ہدایت (کی کتاب) ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اُن کو سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہوگا (۱۱)

تفسیر سورۃ الجاثیہ آیات (۱) تا (۱۱)

یہ سورت مکی ہے اس میں سینتیس آیات اور چھ سو چوالیس کلمات اور دو ہزار چھ سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) یعنی جو کچھ ہونے والا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ لفظ ایک قسم ہے جو کہ تاکیداً کھائی گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے جو کہ کافر کو سزا دینے میں غالب اور حکمت والا ہے کہ اس نے اس بات کا حکم دیا کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے یا یہ کہ اپنی بادشاہت اور سلطنت میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

(۳) چاند سورج ستارے اور بادل جو آسمانوں میں ہیں اور درخت و پہاڑ اور سمندر جو زمین میں ہیں ان تمام چیزوں میں ان لوگوں کے لیے جو کہ اپنے ایمان میں سچے ہیں بڑے دلائل ہیں۔

(۴) اور اسی طرح خود تمہیں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل کرنے میں تمھارے لیے دلائل ہیں اور تمام جاندار چیزوں کے پیدا کرنے میں بھی تصدیق کرنے والوں کے لیے نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں۔

(۵) اور اسی طرح رات اور دن کی تبدیلی میں اور ان کے آگے پیچھے آنے جانے میں اور ان کی زیادتی و کمی میں تمھارے لیے عبرت اور نشانی ہے اور اسی طرح بارش میں بھی کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے زمین کے خشک اور بنجر ہو جانے کے بعد اسے تر و تازہ کیا تمھارے لیے عبرت و دلائل ہیں اور اسی طرح ہواؤں کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے اور رحمت و عذاب کی صورت میں تبدیل کرنے میں دلائل اور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو کہ ان کا اللہ کی جانب سے ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

(۶) یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو بذریعہ جبریل امین حق و باطل کے بیان کرنے کے لیے آپ پر نازل کی ہیں۔
تو پھر کلام خداوندی اور اس کی کتاب کے بعد یا یہ کہ اس کے عجائبات کے بعد اور کون سی بات ہو سکتی ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے اگر اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

(۷) تو بڑی خرابی ہوگی یا یہ کہ دوزخ میں خون اور پیپ کی وادی ہوگی ہر ایسے شخص کے لیے جو کہ جھوٹا اور نافرمان ہو یعنی نضر بن حارث۔

(۸) اس کے باوجود کہ وہ آیات قرآنیہ کو سنتا ہے جو اس کے سامنے اوامر و نواہی کے بیان کے لیے پڑھی جاتی ہیں پھر بھی وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر کرتا ہوا اپنے کفر پر اس طرح اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے ان کو سنا ہی نہیں اے نبی کریم آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے چنانچہ یہ بدر کے دن مارا گیا۔

(۹) اور یہ جب قرآن کریم کو سنتا ہے تو اس کی کا مذاق اڑاتا ہے اس نضر کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔

(۱۰) مرنے کے بعد ان کے آگے جہنم ہے عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کا جمع کردہ مال اور ان کی برائیاں کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ وہ جھوٹے معبود باطل جن کی انھوں نے پوجا پاٹ کی ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

(۱۱) کیوں کہ قرآن کریم گمراہی سے ہدایت ہے اور نضر اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی جو تکذیب کی ہے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۲) وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (۱۳) قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (۱۴) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (۱۵) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (۱۶) وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (۱۷) ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۸) اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ (۱۹) هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (۲۰) اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ (۲۱) ع ۱۸

خدا ہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے قابو میں کر دیا تاکہ اُس کے حکم سے اُس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اُس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو (۱۲) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے (حکم) سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے اس میں (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں (۱۳) مومنو سے کہہ دو کہ جو لوگ خدا کے دنوں کی (جو اعمال کے بدلے کے لئے مقرر ہیں) توقع نہیں رکھتے اُن سے درگزر کریں تاکہ وہ اُن لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دے (۱۴) جو کوئی عمل نیک کرے گا تو اپنے لئے اور جو برے کام کرے گا تو اُن کا ضرر اُسی کو ہوگا پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۱۵) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (ہدایت) اور حکومت اور نبوت بخشی اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں اور اہل عالم پر فضیلت دی۔ (۱۶) اور اُن کو دین کے بارے میں دلیلیں عطا کیں۔ تو اُنہوں نے جو اختلاف کیا تو علم آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ بے شک تمہارا پروردگار قیامت کے دن اُن میں اُن باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے فیصلہ کرے گا (۱۷) پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر (قائم) کر دیا تو اُسی (رستے) پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا (۱۸) کہ خدا کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔ اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ اور خدا پرہیزگاروں کا دوست ہے (۱۹) یہ (قرآن) لوگوں کے لئے دانائی کی باتیں ہیں۔ اور جو یقین رکھتے ہیں اُن کے لیے ہدایت اور رحمت ہے (۲۰) جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اُن کو اُن لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے (اور) اُن کی زندگی اور موت یکساں ہوگی۔ یہ جو دعوے کرتے ہیں بُرے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ الجاثیہ آیات (۱۲) تا (۲۱)

(۱۲) اللہ ہی نے تمھارے لیے دریا کو مسخر بنایا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چلتی ہیں اور تاکہ تم اس کی روزی

تلاش کرو اور تا کہ تم اس کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرو۔

(۱۳) اور تمھارے نفع کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے چاند سورج بادل درخت جانور، پہاڑ اور سمندروں کو مسخر کیا ان مذکورہ چیزوں میں ان لوگوں کے لیے جو کہ اللّٰہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں غور وفکر کرتے ہیں دلائل قدرت اور عبرتیں ہیں۔

(۱۴) آپ حضرت عمر فاروق ؓ اور ان کے ساتھیوں سے فرما دیجیے کہ مکہ والوں سے جو کہ عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتے درگزر کریں تا کہ اللّٰہ تعالیٰ حضرت عمر ؓ اور ان کے ساتھیوں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دے اور یہ درگزر کرنے کا حکم ہجرت سے پہلے کا تھا پھر سب کو قتال کا حکم دے دیا گیا۔

(۱۵) جو شخص خلوص ایمانی کے ساتھ نیک کام کرتا ہے اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اس کی سزا اسی کو بھگتنی پڑے گی پھر مرنے کے بعد تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ تمھیں تمھارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۱۶) اور ہم نے بنی اسرائیل کو علم و فہم عطا کیا تھا اور ان میں انبیاء کرام ؑ اور کتابیں بھی بھیجی تھیں اور من وسلوٰی یا یہ کہ غنیمتیں ان کو عطا کی تھیں اور ان کے زمانہ کے علماء پر ان کو کتاب و رسول کے ذریعے فضیلت دی تھی۔

(۱۷) اور ہم نے دین کے بارے میں انھیں واضح دلیلیں دیں مگر انھوں نے اپنی کتاب کے ذریعے علم آ جانے کے بعد رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور دین اسلام میں اختلاف کیا اور آپس کے حسد کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔

اے نبی اکرم ﷺ آپ کا پروردگار یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں جن میں یہ دنیا میں باہم مختلف تھے فیصلہ کر دے گا۔

(۱۸) پھر ہم نے آپ کو اپنے حکم اور اطاعت کے خاص طریقہ پر منتخب کر لیا آپ اسی پر قائم رہیے اور اسی کے مطابق عمل کرتے رہیے یا یہ کہ اسلام کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا کیا اور اس چیز کا حکم دیا کہ اللّٰہ کی مخلوق کو اسی کی طرف بلائیں اور ان مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے طریقہ پر نہ چلیے جو توحید الٰہی کو نہیں جانتے۔

(۱۹) کیوں کہ ان لوگوں کے طریقہ کی پیروی عذاب الٰہی کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہیں آئے گی اور کافر تو ایک دوسرے کے طریقہ پر قائم ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ تو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کا دوست ہے۔

(۲۰) یہ قرآن حکیم دانش مندیوں کا سبب اور گمراہی سے ہدایت پر آنے کا ذریعہ ہے اور ان لوگوں کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کی تصدیق کرتے ہیں عذاب کے مقابلہ میں بڑی رحمت ہے۔

(۲۱) کیا یہ لوگ جنھوں نے بڑے بڑے شرکیہ کام کیے یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم آخرت میں ثواب اور درجات

کے اعتبار سے انھیں ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جو کہ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے جیسا کہ حضرت علی ﷺ اور ان کے دونوں ساتھی۔ بدر کے دن جب کفار میں سے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ میدان جنگ میں نکلے اور ان کے مقابلہ کے لیے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ تشریف لائے تو کفار نے کہا کہ محمد ﷺ جو آخرت کے بارے میں ثواب کا ذکر فرماتے ہیں اگر وہ بات صحیح ہے تو ہمیں ان مسلمانوں پر آخرت میں بھی فوقیت ہوگی جیسا کہ اس دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی ہے کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔

ایسا ممکن نہیں کہ دونوں گروہ برابر ہو جائیں کیوں کہ مسلمانوں کی موت وحیات ایمان پر ہے اور کفار کا مرنا جینا دونوں چیزیں کفر پر ہیں۔

یا یہ کہ مسلمانوں کی موت وحیات اور ایمان اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر برابر سرابر ہے اور کافر کا مرنا جینا کفر ومعصیت اور اللہ تعالیٰ کے غصے اور اس کی ناراضگی پر برابر سرابر ہے یہ لوگ اپنے لیے برا فیصلہ کرتے ہیں۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَلِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ۝۲۲ اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝۲۳ وَقَالُوۡا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا يُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ ۝۲۴ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝۲۵ قُلِ اللّٰهُ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يَجۡمَعُكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۶ ع

اور خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا ہے اور تا کہ ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ پائے اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۲) بھلا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہو رہا ہے تو) خدا نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا۔ اُن کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اب خدا کے سوا اُس کو کون راہ پر لا سکتا ہے بھلا تم نصیحت کیوں نہیں پکڑتے؟ (۲۳) اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے۔ اور اُن کو اس کا کچھ علم نہیں۔ صرف ظن سے کام لیتے ہیں (۲۴) اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن کی یہی حجت ہوتی ہے کہ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر) لاؤ (۲۵) کہہ دو کہ خدا ہی تم کو جان بخشتا ہے پھر (وہی) تم کو موت دیتا ہے پھر تم کو قیامت کے روز جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے (۲۶)

تفسیر سورة الجاثیه آیات (۲۲) تا (۲۶)

(۲۲) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو اظہار حق کے لیے پیدا کیا ہے تا کہ ہر ایک نیک وبد کو اس کی نیکی اور برائی کا بدلہ دیا جائے اور کسی کی نیکی میں اور گناہوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

(۲۳) اے نبی کریم ﷺ آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی ہے جس نے اپنا معبود اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے کہ ان بتوں سے جس کو اس کا نفس چاہتا ہے پوجنا شروع کر دیتا ہے اور وہ شخص نضر بن حارث یا ابوجہل یا حارث بن قیس ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا گمراہوں میں سے ہونا معلوم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان سے گمراہ کر دیا ہے۔

اور اس کے کان پر اور دل پر مہر لگا دی ہے تا کہ وہ حق بات کو نہ سن سکے اور نہ سمجھ سکے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے تا کہ وہ حق بات کو دیکھ نہ سکے سو اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کے بعد ایسے شخص کو کون دین کا رستہ بتا سکتا ہے پھر بھی تم قرآن کریم سے نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔

شانِ نزول: اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ (الخ)

ابن منذرؒ اور ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش ایک زمانہ تک ایک پتھر کو پوجتے تھے پھر جب اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو اس پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنا شروع کر دیتے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۲۴) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ سوائے ہماری اس دنیوی زندگی کے اور کوئی زندگی نہیں ہے یہیں آباء مرتے ہیں اور یہیں اولاد پیدا ہوتی ہے اور ہمیں صرف رات و دن اور مہینوں اور گھنٹوں کی گردش سے موت آجاتی ہے اور ان کی اس بکواس کی ان کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں محض گمان سے ایسی باتیں کہہ رہے ہیں۔

شانِ نزول: وَقَالُوۡا مَا هِیَ (الخ)

ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ جاہل کہا کرتے تھے کہ ہمیں تو رات و دن کی آمد و رفت سے موت آجاتی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی سوائے ہماری اس دنیوی زندگی کے اور کوئی زندگی نہیں الخ۔

(۲۵) اور جس وقت ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہماری اوامر و نواہی کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا اس پر سوائے اس کے اور کوئی عذر اور جواب نہیں ہوتا کہ وہ رسول اکرم ﷺ سے کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لاؤ ہم خود آپ کی بات کے بارے میں ان سے پوچھ لیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط اگر آپ اپنے اس بعث بعد الموت کے دعوی میں سچے ہیں۔

(۲۶) آپ اس ابوجہل وغیرہ سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی تمہیں قبروں سے زندہ کرے گا اور وہ ہی تمہیں موت دیتا ہے پھر قیامت کے دن جس کے وقوع میں کوئی شک نہیں تم سب کو جمع کرے گا مگر مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ
يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۟ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى
كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ
عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ
اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ
نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي
ع السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾

نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی اُس روز اہل باطل خسارے میں پڑ جائیں گے (۲۷) اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا۔ (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اُس کا بدلہ دیا جائے گا (۲۸) یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کردے گی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے۔ (۲۹) تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کا پروردگار اُنہیں رحمت (کے باغ) میں داخل کرے گا۔ یہی صریح کامیابی ہے (۳۰) اور جنہوں نے کفر کیا (اُن سے کہا جائے گا کہ) بھلا ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور تم نافرمان لوگ تھے (۳۱) اور جب کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے۔ ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا (۳۲) اور اُن کے اعمال کی برائیاں اُن پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ اُن کو آگھیرے گا (۳۳) اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیں گے۔ اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں (۳۴) یہ اسلئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مخول بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی (۳۵) پس خدا ہی کو ہر طرح کی تعریف (سزاوار) ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک اور تمام جہان کا پروردگار ہے (۳۶) اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کے لئے بڑائی ہے اور وہ غالب (اور) دانا ہے (۳۷)

تفسیر سورة الجاثیه آیات (۲۷) تا (۳۷)

(۲۷) اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کے خزانے یعنی بارش اور نباتات ہیں اور قیامت کے دن مشرکین دنیا و آخرت کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے نقصان میں رہیں گے۔

(۲۸،۲۹) آپ ہر ایک فرقہ والے کو ایک ہی جگہ دیکھیں گے پھر ایک فرقہ کو اس کے نامہ اعمال کے پڑھنے کی طرف بلایا جائے گا چنانچہ ان میں سے بعض کو ان کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دے دیا جائے گا اور بعض کو ان کے بائیں ہاتھ میں۔

(۲۹) اور کہا جائے گا کہ آج تمھارے دنیا کے اعمال واقوال کا بدلہ دیا جائے گا اور یہ ہمارا لکھوایا ہوا دفتر ہے جو تمھارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے ہم تمھارے تمام اعمال واقوال کو لکھواتے جاتے تھے۔

(۳۰) سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے تھے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تھے ہم انھیں اپنی جنت میں داخل کریں گے۔ یہ کامل کامیابی ہے کہ جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کیں اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے محفوظ رہے یہ ان لوگوں کی جماعت ہوگی جن کو ان کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۳۱) اور کافروں سے کہا جائے گا کیا تمہیں دنیا میں اوامر ونواہی کے بارے میں میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں مگر تم نے ان پر ایمان لانے سے تکبر کیا تھا اور تم مشرک تھے۔

(۳۲) اور جس وقت دنیا میں تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا بعث بعد الموت کے بارے میں وعدہ سچا ہے اور قیامت کے قیام میں کوئی شک نہیں وہ ضرور قائم ہوگی۔ مگر تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیام قیامت کیا چیز ہے محض ایک خیال سا تو ہمیں ہوتا ہے باقی ہمیں اس کا یقین نہیں اور ان پر ان کے تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔

(۳۳۔۳۴) اور انبیاء اکرمؑ اور کتب خداوندی کے ساتھ مذاق کی سزا ان کو آگھیرے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ آج کے دن ہم تمہیں دوزخ میں ڈالتے ہیں جیسا تم نے اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اور تمھارا ٹھکانہ دوزخ ہے عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی تمھارا مددگار نہیں۔

(۳۵) اور یہ عذاب اس وجہ سے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی ہنسی اڑائی تھی اور تمھیں اطاعت خداوندی سے دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا سو آج نہ تو یہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ دنیا میں ہی واپس کیے جائیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۳۶۔۳۷) سو ہر قسم کے شکر واحسانات اسی ذات کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور ہر اس جاندار کا رب ہے جو روئے زمین پر چلتے ہیں۔

اور اسی کے لیے بڑائی اور بادشاہت ہے آسمان اور زمین والوں پر اور وہ اپنی بادشاہت وسلطنت میں غالب اور اپنے حکم وفیصلہ میں حکمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ مَا
خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ
مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ
اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ
اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ
يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ
دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٥﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا
بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ
مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ
شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٨﴾
قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ
اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
ع الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾

منزل ٦

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ کتاب خدائے غالب (اور) حکمت والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے (۲) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے مبنی برحکمت اور ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور کافروں کو جس چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس سے مونہہ پھیر لیتے ہیں (۳) کہو کہ بھلا تم نے ان چیزوں کو دیکھا ہے جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو (ذرا) مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے۔ یا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے۔ اگر سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب میرے پاس لاؤ۔ یا علم (انبیاء میں) سے کچھ (منقول) چلا آتا ہو (تو اُسے پیش کرو) (۴) اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو (۵) اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ اُن کے دشمن ہونگے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے (۶) اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر حق کے بارے میں جب اُن کے پاس آچکا کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (۷) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو از خود بنالیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے اس کو اپنی طرف سے بنایا ہو تو تم خدا کے سامنے میرے (بچاؤ کے) لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ اس گفتگو کو خوب جانتا ہے جو تم اُس کے بارے میں کرتے ہو وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے (۸) کہہ دو کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا (کیا جائیگا) میں تو اُسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو علانیہ ہدایت کرنا ہے (۹) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر یہ (قرآن) خدا کی طرف سے ہو اور تم نے اُس سے انکار کیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اسی طرح کی ایک (کتاب) کی گواہی دے چکا اور ایمان لے آیا اور تم نے سرکشی کی (تو تمہارے ظالم ہونے میں کیا شک ہے) بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰)

تفسیر سورۃ الاحقاف آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مکی ہے سوائے آیت کریمہ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ (الخ) کے اور ان تین آیات کے جو

کہ حضرت ابوبکرؓ اور ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یعنی ووصّینا الانسان تا ما هٰذا الاّ اساطِیرُ (الخ) کیونکہ یہ آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں پینتیس آیات اور چھ سو چوالیس کلمات ہیں اور دو ہزار چھ سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) حٰم، یعنی جو ہونے والا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے یا یہ بطور تاکید کے قسم کھائی گئی یہ کتاب اس اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو کہ کفار کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے کہ اس چیز کا اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

(۳) اس نے تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت کو اظہار حق کے لیے پیدا کیا ہے اور ایک مقررہ مدت تک کے لیے پیدا کیا ہے اس کے بعد سب فنا ہو جائیں گے اور کفار مکہ کو رسول اکرمؐ اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ڈرایا گیا مگر یہ ان کو جھٹلاتے ہیں۔

(۴) آپ ان مکہ والوں سے یہ تو پوچھیے کہ جن معبودوں کی تم پرستش کرتے ہو مجھے بتاؤ تو سہی کہ انھوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں اور زمینوں کے بنانے میں انھوں نے کیا مدد کی ہے۔ یا قرآن کریم سے پہلے کی اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے کوئی کتاب لاؤ یا علماء سے اس بارے میں کوئی معتبر چیز ہو یا کہ انبیاء کرامؑ کے علم میں کوئی اس کا پیش خیمہ ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

(۵۔۶) اور اس کافر سے زیادہ کون حق و ہدایت سے گمراہ ہوگا جو ایسے معبودوں کو پوجے کہ جو اس کی پکار تک نہ سنیں۔ اور ان بتوں کو تو ان پجاریوں کے پکارنے تک کی بھی خبر نہیں اور قیامت کے دن یہ بت اپنے پجاریوں کے دشمن اور بلکہ ان کی عبادت ہی کے منکر ہو جائیں گے۔

(۷) اور جب مکہ کے کافروں کے سامنے قرآن کریم پڑھ کر سنایا جاتا ہے جو کہ اوامر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تو یہ کفار مکہ قرآن کریم کے بارے میں جب رسول اکرم ﷺ قرآن کو ان کے پاس لے کر آتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ تو صاف جھوٹ ہے اور مزید برآں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔

(۸) آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر میں بقول تمھارے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیتا تو تم لوگ مجھے عذاب خداوندی سے ذرا بھی نہ بچا سکتے وہ خوب جانتا ہے جو تم قرآن کریم میں جھوٹی باتیں بنا رہے ہو۔

میرے اور تمھارے درمیان وہ اس چیز پر کافی گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور قرآن کریم اس کا کلام ہے وہ توبہ کرنے والے کی مغفرت کرنے والا ہے اور توبہ کی حالت میں مرنے والے پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

(۹) آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں انسانوں میں کوئی پہلا رسول تو نہیں ہوں مجھ سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ سختی و نرمی اور عافیت میں سے میرے ساتھ کس قسم کا معاملہ کیا جائے گا۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت صحابہ کرامؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت انھوں نے کہا تھا کہ ہم مکہ سے کب نکلیں گے اور کفار کی سختیوں سے کب نجات ملے گی اس وقت رسول اکرمؐ نے ان سے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ مجھے اور تمھیں ہجرت کا حکم ہوگا یا نہیں میں تو صرف اسی پر عمل کرتا ہوں جس کا مجھے بذریعہ قرآن کریم حکم دیا جاتا ہے اور میں تو ایسی زبان میں جسے تم سمجھو ڈرانے والا ہوں۔

(۱۰) اور آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے اے گروہ یہود مجھے بتاؤ اگر یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہوا اور تم اس قرآن کریم کا انکار کرو اور جیسا کہ عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی اس قرآن کی گواہی دے کر اس پر اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے بنیامین بنی اسرائیل میں سے گواہی دے کر ایمان لے آئیں اور تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے تکبر ہی میں رہو تو جان لو کہ حق تعالیٰ ایسے شخص کو جو کہ اہل نہیں ہوتا ہدایت نہیں کرتا۔

شان نزول: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (الخ)

امام طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ عوف بن مالک الاشجعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ چلے اور میں آپ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ یہود کے گرجا میں ان کے عید کے دن داخل ہوئے تو ان کو ہمارا ان کے پاس جانا ناگوار گزرا رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا اے گروہ یہود مجھے بارہ آدمی ایسے بتاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ حق تعالیٰ کے رسول ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہر ایک یہودی سے جو کہ آسمان کے نیچے اپنا غصہ جو کہ اس یہودی پر تھا دور کر دے یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا چنانچہ آپ لوٹ چلے اچانک ایک شخص آپ کے پیچھے ہو لیا اور کہنے لگا کہ آپ محمد ﷺ وہی ہیں پھر وہ شخص یہودیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم مجھے اپنے میں کیسا آدمی سمجھتے ہو وہ کہنے لگے کہ واللہ ہم تم سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم اور تم سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں جانتے اور تم سے پہلے تمہارے باپ سے زیادہ اور نہ تمہارے باپ سے پہلے تمہارے دادا سے بڑھ کر کسی عالم کو سمجھتے ہیں۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ نبی ہیں جن کی صفت و توصیف تم توریت میں پاتے ہو وہ یہود کہنے لگے کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور اس شخص کو انھوں نے برا بھلا کہا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ کہہ دیجیے تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے منکر ہو۔

اور بخاری و مسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَشَهِدَ شَاهِدٌ (الخ) حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریرؒ نے عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا
سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾
وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ
لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ إِنَّ
الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ
كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا
بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ
وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن
سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾
وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ
الْقُرُونُ مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ
اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ
وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ
أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى
النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا
فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ ع ۲

اور کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ اگر یہ (دین) کچھ بہتر ہوتا تو یہ لوگ اُس کی طرف ہم سے پہلے نہ دوڑ پڑتے۔ اور جب وہ اس سے ہدایت یاب نہ ہوئے تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے (۱۱) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی (لوگوں کیلئے) رہنما اور رحمت اور یہ کتاب عربی زبان میں ہے اسی کی تصدیق کرنے والی تاکہ ظالموں کو ڈرائے۔ اور نیکوکاروں کو خوشخبری سنائے (۱۲) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس پر قائم رہے تو اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۱۳) یہی اہل جنت ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (یہ) اس کا بدلہ (ہے) جو وہ کیا کرتے تھے (۱۴) اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ اُس کی ماں نے اُس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اُس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اُن کا شکر گزار ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے۔ اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح (وتقویٰ) دے۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں (۱۵) یہی لوگ ہیں جن کے اعمال نیک ہم قبول کریں گے اور انکے گناہوں سے درگزر فرمائیں گے (اور یہی) اہل جنت میں (ہونگے) (یہ) سچا وعدہ (ہے) جو ان سے کیا جاتا تھا (۱۶) اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ اُف اُف! تم مجھے بتاتے ہو کہ میں (زمین سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور وہ دونوں خدا کی جناب میں فریاد کرتے (ہوئے کہتے) تھے کہ کم بخت ایمان لا۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ تو کہنے لگا یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۱۷) یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں جنوں اور انسانوں کی (دوسری) اُمتوں میں سے جو ان سے پہلے گزر چکیں عذاب کا وعدہ محقق ہو گیا۔ بے شک وہ نقصان اٹھانے والے تھے (۱۸) اور لوگوں نے جیسے کام کئے ہونگے انکے مطابق سب کے درجے ہونگے (غرض یہ ہے) کہ اُن کو اُن کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور اُن کا نقصان نہ کیا جائے (۱۹) اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے (تو کہا جائے گا کہ) تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے متمتع ہو چکے۔ سو آج تم کو ذلت کا عذاب ہے (یہ) اس کی سزا (ہے) کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے۔ اور اس کی کہ بدکرداری کرتے تھے (۲۰)

تفسیر سورۃ الاحقاف آیات (۱۱) تا (۲۰)

(۱۱) اور یہ کافر قبیلہ یعنی اسد غطفان، حنظلہ مسلمان قبیلوں یعنی جہینہ، مزنیہ، اسلم کے متعلق یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ جو بات کہتے ہیں اگر وہ صحیح اور بہتر ہوتی تو یہ اسلم جہنیہ اور مزنیہ والے اس کے قبول کرنے میں پہل نہ کرتے۔

اور جب یہ لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائے تو یوں کہیں گے کہ یہ قرآن بھی ایک قدیمی جھوٹ ہے۔

شان نزول: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اور فلاں عزت والے ہیں اور اگر یہ قرآن کریم حق ہوتا تو فلاں اور فلاں کے ماننے میں ہم سے پہل نہ کرتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن منذرؒ نے عون بن شدادؒ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک ''زنین'' نامی باندی تھی وہ حضرت عمر فاروق ؓ کی سختی کی وجہ سے بھاگ جاتی تھی اور کفار قریش کہا کرتے تھے اگر یہ قرآن کریم حق ہوتا تو یہ ''زنین'' اس کو قبول کرنے میں ہم سے پہل نہ کرتی۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس باندی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہ کافر ایمان والوں کے متعلق یوں کہتے ہیں۔ اور ابن سعدؒ نے اسی طرح ضحاکؒ اور حسنؒ سے روایت نقل کی ہے۔

(۱۲) اور قرآن کریم سے پہلے توریت نازل ہو چکی ہے جو ماننے والوں کے لیے رہنما اور اہل ایمان کے لیے عذاب سے رحمت تھی۔

مگر پھر بھی یہ لوگ نہ اس پر ایمان لائے اور نہ اس کی پیروی کی اور یہ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو توحید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت کے بارے میں توریت کی تصدیق کرنے والی ہے اور عربی زبان میں ہے مشرکین کو ڈرانے کے لیے اور ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری دینے کے لیے۔

(۱۳) جو لوگ توحید خداوندی کے قائل ہو گئے اور پھر فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے میں قائم رہے لومڑی کی طرح مکر وفریب نہیں کیا تو ان لوگوں کو عذاب کے آنے کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ پچھلی باتوں پر غمگین ہوں گے یا یہ مطلب کہ جس وقت دوزخی خوف زدہ ہوں گے انھیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا اور جس وقت دوسرے لوگ غمگین ہوں گے انھیں کوئی غم نہیں ہوگا۔

(۱۴) یہ لوگ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ ان کے نیک اعمال اور اقوال کے بدلے جو دنیا میں وہ کرتے تھے۔

(۱۵) ہم نے بذریعہ قرآن کریم حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ان کے والدین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی بیوی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس کی ماں نے بڑی مشقت کے ساتھ اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اسے پیدا کیا اور اس بچے کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس مہینوں میں پورا ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ جب وہ اٹھارہ سال سے تیس سال تک پہنچ جاتا ہے اور پھر چالیس سال کی عمر ہوتی ہے تو حضرت ابوبکرؓ دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے اس چیز پر ثبات عطا فرمایئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کروں جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو بذریعہ توحید عطا فرمائی ہیں ان کے والدین اس سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔

اور یہ کہ میں نیک کام کروں کہ جنھیں آپ قبول فرمائیں اور میری اولاد کو بھی توبہ اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایئے ان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن اس سے پہلے اسلام نہیں لائے تھے مگر اس کے بعد وہ بھی مشرف باسلام ہوگئے اور میں آپ کے حضور توبہ کے ساتھ رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے دین پر قائم ہوں۔

(۱۶) یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کی نیکیوں کو ہم قبول کرلیں گے اور ان کے گناہوں پر پکڑ نہیں کریں گے اس لیے کہ یہ جنت والوں کے ساتھ جنت میں ہوں گے اس جنت کے وعدہ کی وجہ سے جس کا ان سے دنیا میں وعدہ کیا جا رہا ہے۔

(۱۷) اور جس نے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے اسلام لانے سے پہلے اپنے والدین سے کہا تف ہے تم پر کیا تم مجھ سے یہ بیان کرتے ہو کہ میں حشر کے لیے قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گذر رہی ہیں میں نے تو ابھی تک نہیں دیکھا کہ ان میں سے کوئی قبر میں سے نکلا ہو عبدالرحمٰنؓ کے دو دادا یعنی جدعان بن عمرو اور عثمان بن عمرو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے عبدالرحمٰنؓ کی مراد وہ تھے۔

اور اس کے والدین اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ ارے تم پر دنیا تنگ ہو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آ۔

شان نزول: وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے اپنے والدین سے ایسا کہا تھا اور ان کے والدین مشرف باسلام ہو گئے تھے اور یہ اسلام لانے سے انکار کرتے تھے اور وہ ان کو اسلام لانے کا حکم کرتے تھے تو یہ ان کی تردید اور تکذیب کرتے تھے اور قریش کے بوڑھوں کے

بارے میں جو مر چکے تھے پوچھتے کہ وہ کہاں ہیں پھر اس کے بعد یہ بھی مشرف باسلام ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا تو حق تعالیٰ نے ان کی توبہ اس آیت میں نازل فرمائی وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (الخ)

اور ابن جریرؒ نے بواسطہ عوفی ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ مگر امام بخاری نے یوسف بن ہامان کے طریق سے روایت کیا ہے کہ مروان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کے بارے میں کہا کہ یہ وہ شخص ہیں کہ جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا کہ ہمارے بارے میں قرآن کریم کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی البتہ حق تعالیٰ نے میری پاک دامنی نازل فرمائی ہے۔

• اور عبدالرزاقؒ نے متی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا کہ وہ اس آیت کا عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کے بارے میں نازل ہونے کا انکار کرتی ہیں اور ایک شخص کا نام لے کر فرماتی ہیں کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں یہ حضرت عائشہؓ کی انکار والی روایت سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے اور قبولیت کے اعتبار سے بھی زیادہ لائق توجہ ہے۔ بے شک مرنے کے بعد ضرور زندہ ہونا ہے تو اس وقت عبدالرحمٰن جواب میں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ جو کہہ رہے ہیں یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں۔

(۱۸) یہ حضرت عبدالرحمٰن کے مشرک اجداد یعنی جدعان اور عثمان وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا عذاب اور ناراضگی کا وعدہ پورا ہو کر رہا ایسی امتوں کے ساتھ جو ان سے پہلے جن و انس کافر ہو کر دوزخ میں داخل ہو کر رہے ہیں۔ بے شک یہ لوگ سخت خسارے میں رہے اب ان کو قیامت تک بھی دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن مشرف باسلام ہو گئے اور ان کا اسلام بھی خوب اچھا ہوا۔

(۱۹) مسلمانوں اور کافروں میں سے ہر ایک فریق کے لیے ان کے اعمال دنیویہ کی وجہ سے الگ الگ درجے ہیں چنانچہ مسلمانوں کے لیے جنت اور کفار کے لیے دوزخ میں درجے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ سب کو ان کے اعمال کی جزا پوری کر دے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا کہ ان کی نیکیوں میں کمی اور گناہوں میں اضافہ کر دیا جائے۔

(۲۰) اور دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے جب کفار دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنی نیکیوں کا ثواب یعنی لذت دنیا میں حاصل کر چکے اور ان نعمتوں سے خوب فائدہ حاصل کر چکے تو آج تمہیں سخت ترین عذاب دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم ایمان لانے سے ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم دنیا میں کفر و گناہ کیا کرتے تھے۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

اور (قوم) عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو کہ جب انہوں نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ہدایت کی اور اُن سے پہلے اور پیچھے بھی ہدایت کرنے والے گزر چکے تھے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر لگتا ہے (۲۱) کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو۔ اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اسے ہم پر لے آؤ (۲۲) انہوں نے کہا کہ (اس کا) علم تو خدا ہی کو ہے۔ اور میں تو جو (احکام) دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی میں پھنس رہے ہو (۲۳) پھر جب انہوں نے اس (عذاب) کو دیکھا کہ بادل (کی صورت میں) ان کے میدانوں کے طرف آ رہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہیگا (نہیں) بلکہ (یہ) وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ یعنی آندھی جسمیں درد دینے والا عذاب بھرا ہوا ہے (۲۴) ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے تباہ کئے دیتی ہے تو وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا گنہگار لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (۲۵) اور ہم نے ان کو ایسے مقدور دیئے تھے جو تم لوگوں کو نہیں دیے اور انہیں کان اور آنکھیں اور دل دیے تھے۔ تو جب کہ وہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے تو نہ تو اُن کے کان ہی اُن کے کچھ کام آسکے اور نہ آنکھیں اور نہ دل۔ اور جس چیز سے استہزا کیا کرتے تھے اُس نے اُن کو آ گھیرا (۲۶)

تفسیر سورۃ الاحقاف آیات (۲۱) تا (۲۶)

(۲۱) اور آپ کفار مکہ کے سامنے حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ کیجیے جب کہ انھوں نے اپنی قوم کو دوزخ کی سختیوں سے ڈرایا یا یہ کہ احقاف میں یا شام میں ایک پہاڑ سے یا یہ کہ احقاف ریت کے ٹیلوں کو کہتے ہیں وہاں یہ قوم آباد تھی یا یہ کہ یمن میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں حضرت ہودؑ نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کو ڈرایا۔ حالانکہ حضرت ہودؑ سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے نبی گزر چکے ہیں حضرت ہود علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اللہ کے علاوہ اور کسی کی وحدانیت کے مت قائل ہو اور یہ کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر سخت دن کا عذاب آئے گا۔

(۲۲) قوم نے کہا اے ہود کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا

دوتو عذاب لے آؤ اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ اگر ہم ایمان نہ لائے تو ہم پر عذاب نازل ہوگا۔

(۲۳) حضرت ہودؑ نے فرمایا نزول عذاب کے متعلق تو اللہ کو خبر ہے میں تو تمہیں توحید کا حکم پہنچا رہا ہوں، میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم حکم الٰہی اور اس کے عذاب کے بارے میں جہالت کی باتیں کر رہے ہو۔

(۲۴) چنانچہ جب انھوں نے اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو اس کی ہوا اور ہوا کے آثار دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ بادل ہماری کھیتیوں پر برسے گا حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے اس میں ایک دردناک عذاب ہے۔

(۲۵) ہر ایک چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے ہلاک کردے گا چنانچہ وہ ہلاکت کے بعد ایسے ہوگئے کہ سوائے ان کے مکانات کے اور کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا تھا اسی طرح ہم مشرکین کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۲۶) اور ہم نے ان کو اس قدر مال طاقت اور کاموں کا حوصلہ دیا تھا کہ اے مکہ والو تمہیں اس قدر مال نہیں دیا اور نہ اتنی قوت دی ہے اور ہم نے انھیں سننے کے لیے کان اور دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سوچنے و سمجھنے کے لیے دل دیئے تھے۔ مگر کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی کتاب کا انکار کیا کرتے تھے تو اس لیے عذاب الٰہی کے سامنے ان کی آنکھوں وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی ان کے کام نہ آئی اور وہ جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہی عذاب نازل ہوگیا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى
وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا
عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ
اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾
قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ
اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ
مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ
بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور تمہارے اردگرد کی بستیوں کو ہم نے ہلاک کردیا۔ اور بار بار (اپنی) نشانیاں ظاہر کردیں تاکہ وہ رجوع کریں (۲۷) تو جن کو ان لوگوں نے تقرب (خدا) کے سوا معبود بنایا تھا اُنہوں نے اُن کی کیوں مدد نہ کی؟ بلکہ وہ اُن (کے سامنے) سے گم ہوگئے۔ اور یہ اُنکا جھوٹ تھا اور یہی وہ افتراء کیا کرتے تھے (۲۸) اور جب ہم نے جِنّوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف متوجہ کئے کہ قرآن سنیں۔ تو جب وہ اُس کے پاس آئے تو (آپس میں) کہنے لگے کہ خاموش رہو۔ جب (پڑھنا) تمام ہوا تو اپنی برادری کے لوگوں میں واپس گئے کہ (اُن کو) نصیحت کریں (۲۹) کہنے لگے کہ اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں اُنکی تصدیق کرتی ہے (اور) سچا (دین) اور سیدھا رستہ بتاتی ہے (۳۰) اے قوم! خدا کی طرف بلانے والے کی بات کو قبول کرو۔ اور اس پر ایمان لاؤ۔ خدا تمہارے

قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

گناہ بخش دے گا اور تمہیں دکھ دینے والے عذاب سے پناہ میں رکھے گا (۳۱) اور جو شخص خدا کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا تو وہ زمین میں (خدا کو) عاجز نہیں کر سکے گا اور نہ اُسکے سوا اُس کے حمایتی ہونگے۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں (۳۲) کیا اُنہوں نے نہیں سمجھا کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اُنکے پیدا کرنے سے تھکا نہیں۔ وہ اس (بات) پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ ہاں (ہاں) وہ ہر چیز پر قادر ہے (۳۳) اور جس روز آگ کے سامنے کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کیا یہ حق نہیں ہے؟ تو کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پروردگار کی قسم حق ہے حکم ہوگا کہ تم جو (دنیا میں) انکار کیا کرتے تھے (اب) عذاب کے مزے چکھو (۳۴) پس (اے محمد) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور اُنکے لئے (عذاب) جلدی نہ مانگو۔ جس دن یہ اُس چیز کو دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو (خیال کریں گے کہ) گویا (دنیا میں) رہے ہی نہ تھے مگر گھڑی بھر دن (یہ قرآن) پیغام ہے۔ سو (اب) وہی ہلاک ہونگے جو نافرمان تھے (۳۵)

تفسیر سورۃ الاحقاف آیات (۲۷) تا (۳۵)

(۲۷) اور مکہ والو ہم نے تمھارے آس پاس کی اور بستیاں بھی ہلاک کیں اور ہم نے ان ہلاک ہونے والوں کے سامنے اوامر و نواہی کی نشانیاں بیان کردی تھیں تاکہ یہ اپنے کفر سے رجوع کر کے توبہ کرلیں۔

(۲۸) تو جن چیزوں کو انھوں نے اللّٰہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنا معبود بنا رکھا تھا انھوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ ان کے معبودان سے غائب ہوگئے یہ ان کی خود بنائی ہوئی جھوٹی بات تھی۔

(۲۹) اور جب کہ نو جنات آپ کی طرف آئے وہ آکر قرآن کریم سننے لگے اور جب وہ بطن نخلہ میں رسول اکرم ﷺ جہاں قرآن کریم پڑھ رہے تھے پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خاموش رہوتا کہ رسول اکرم ﷺ کے قرآن پڑھنے کو سنیں۔ چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ اپنی تلاوت اور اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن پر ایمان لے آئے چنانچہ وہ ایمان سے سرفراز ہو کر اپنی قوم کے پاس ان کو ڈرانے والے بن کر پہنچے۔

شان نزول : وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الخ)

ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ بطن نخلہ میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے آپ کے پاس نو جن اترے جب انھوں نے قرآن کریم سنا تو وہ آپس میں کہنے لگے خاموش رہو ایک ان میں زوبعہ تھے اللّٰہ تعالیٰ نے اسی چیز کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے یعنی اور جب کہ ہم جنات کی ایک جماعت کو

آپ کی طرف لے آئے۔

(۳۰) اور کہنے لگے کہ ہم قرآن کریم سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے کہ وہ توحید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت میں توریت کی تصدیق کرنے والا ہے اور جنات موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے تھے کہ وہ حق اور دین اسلام کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔

(۳۱) اے بھائیو تم رسول اکرم ﷺ کی بات پر لبیک کہو جو توحید کی طرف بلا رہے ہیں اور ان پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ زمانہ جاہلیت کے تمھارے گناہ معاف کردے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

(۳۲) اور جو آپ کا کہنا نہ مانے تو وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتا اور اللہ کے علاوہ اس کے اقرباء اس کے کام نہیں آسکتے اور ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

(۳۳) کیا کفار مکہ نے یہ نہ جانا کہ جس ذات نے زمین وآسمان کو بغیر کسی تکان کے پیدا کردیا تو وہ ان کے دوبارہ زندہ کرنے پر پہلے سے زیادہ قادر ہے ضرور وہ تو زندگی اور موت ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

(۳۴) اور جس روز یہ کافر دوزخ میں داخل کرنے سے پہلے اس کے سامنے لائے جائیں گے تو ان سے دریافت کیا جائے گا کیا یہ عذاب امر واقعی نہیں ہے تو یہ کہیں گے ضرور واقعی امر ہے حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا تو اچھا دنیا میں جو تم کفر وانکار کر رہے تھے اور اس کے بدلے میں اس دوزخ کا عذاب چکھو۔

(۳۵) آپ ان کفار کی تکالیف پر ویسا ہی صبر کیجیے جیسا ہمت اور یقین والے پیغمبروں یعنی نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام نے صبر کیا تھا یا یہ کہ جیسا کہ صبر اور برداشت والے پیغمبر یعنی نوح ایوب زکریا اور یحییٰ علیہم السلام نے صبر کیا تھا۔

اور ان کی ہلاکت کے لیے جلدی نہ کیجیے جس روز یہ عذاب کو دیکھیں گے تو معلوم ہوگا یہ لوگ دنیا میں دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں۔ یہ چیز ان کو پہنچا دینی ہے۔ کہ جب عذاب کا وقت آئے گا تو اس سے صرف کافر ہی ہلاک ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خود بھی کفر کیا اور دوسروں کو بھی راہ حق سے روکا۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝
ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝
فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ
فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
اَوْزَارَهَا ڟ ذٰلِكَ ڔ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟
بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝
سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ
اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ
يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ
بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ ع

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جن لوگوں نے کفر کیا اور (اوروں کو) خدا کے رستے سے روکا خدا نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے (۱) اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمدؐ پر نازل ہوئی اُسے مانتے رہے اور وہ اُنکے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اُن سے اُن کے گناہ دور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی (۲) یہ (حبط اعمال اور اصلاح حال) اس لئے ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے جھوٹی بات کی پیروی کی اور جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے (دین) حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح خدا لوگوں سے اُن کے حالات بیان فرماتا ہے (۳) جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو اُن کی گردنیں اُڑا دو۔ یہاں تک کہ جب اُن کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں اُن کو) مضبوطی سے قید کر لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہئے یا کچھ مال لیکر۔ یہاں تک کہ (فریق مقابل) لڑائی (کے) ہتھیار (ہاتھ سے) رکھ دے یہ (حکم یاد رکھو) اور اگر خدا چاہتا تو (اور طرح) اُن سے انتقام لے لیتا۔ لیکن اُس نے چاہا کہ تمہاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑوا کر) کرے۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے اُن کے عملوں کو ہرگز ضائع نہ کرے گا (۴) (بلکہ) اُن کو سیدھے رستے پر چلائیگا اور اُن کی حالت درست کر دیگا (۵) اور اُن کو بہشت میں جس سے اُنہیں شناسا کر رکھا ہے داخل کریگا (۶) اے اہل ایمان اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تم کو ثابت قدم رکھے گا (۷) اور جو کافر ہیں اُن کے لئے ہلاکت ہے۔ اور وہ ان کے اعمال کو برباد کر دے گا (۸) یہ اس لئے کہ خدا نے جو چیز نازل فرمائی اُنہوں نے اس کو ناپسند کیا تو خدا نے اُن کے اعمال اکارت کر دیئے (۹) کیا اُنہوں نے ملک میں سیر نہیں کی۔ تاکہ دیکھتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہوا؟ خدا نے اُن پر تباہی ڈال دی اور اسی طرح کا (عذاب) اُن کافروں کو ہوگا (۱۰) یہ اس لئے کہ جو مومن ہیں اُن کا خدا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں (۱۱)

تفسیر سورۃ محمد آیات (۱) تا (۱۱)

یہ سورت مدنی ہے یہ جہاد کے بارے میں اتری ہے۔ اس میں اڑتیس آیات ہیں۔

(۱) جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا خود بھی انکار کیا یعنی عتبہ، شیبہ .... بقیہ بن حجاج ابو

البختری بن ہشام اور ابو جہل وغیرہ اور دوسروں کو بھی حق تعالیٰ کے دین اور اس کی پیروی سے روکا ان کے تمام اعمال اور خرچے بدر کے دن ضائع کر دیئے گئے۔

(۲) اور جو لوگ حق تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے یعنی صحابہ کرامؓ اور انھوں نے اچھے کام کیے اور بالخصوص وہ سب اس قرآن کریم پر ایمان لائے جو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا گیا۔

تو حق تعالیٰ بذریعہ جہاد ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا اور دنیا میں ان کی حالت اور نیت و اعمال درست کر دے گا یا یہ کہ اسلام میں ان کو غلبہ دے گا۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الخ) کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ مکہ والے ہیں ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ ان اوصاف کے مالک انصار ہیں۔

(۳) اب اللہ تعالیٰ اس چیز کو واضح فرما رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے کافروں کا کام ضائع اور مسلمانوں کے اعمال درست ہوئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان کے اعمال تو ان کے کفر و شرک کی وجہ سے برباد ہوئے اور اہل ایمان نے قرآنی صحیح راستہ کو اختیار کیا۔

(۴) اسی طرح اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے سامنے ان سے پچھلے لوگوں کی مثالیں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلانے پر کس طرح ہلاک کیا اب مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے ہیں کہ جب بدر کے دن کفار سے تمھارا مقابلہ ہو جائے تو ان کی گردنیں مار دو یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خونریزی کر چکو اور ان کو قید کر لو تو قیدیوں کو خوب مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد یا تو قیدی پر احسان کر کے بلا فدیہ لیے اسے چھوڑ دینا یا قیدی سے اس کی جان کا فدیہ لے کر چھوڑ دینا جبکہ کفار اپنے ہتھیار نہ رکھیں یا یہ کہ جب تک کافر خود نہ چھوڑیں۔ کافر کی یہی سزا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتوں کے ذریعہ سے ان کفار سے خود ہی انتقام لے لیتا یا یہ کہ بغیر تمھارے لڑے خود بدلہ لے لیتا لیکن یہ حکم اس لیے دیا تا کہ اہل ایمان کا کافروں کے ذریعے سے امتحان کرے یا یہ کہ قریب کا قریب کے ساتھ امتحان کرے اور جو حضرات صحابہ بدر کے دن اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الخ)

قتادہؒ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ آیت غزوہ احد کے دن نازل ہوئی

ہے جس وقت رسول اکرم ﷺ گھاٹی میں تھے اور ان میں قتل اور زخموں کی کثرت ہوگئی تھی اس روز مشرکین نے پکار کر کہا کہ ہبل بت بلند ہوا اس وقت مسلمانوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سب سے بلند اور برتر ہے اس پر مشرکین کہنے لگے کہ ہمارے پاس عزیٰ بت ہے اور تمھارے پاس عزیٰ نہیں اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے جواب میں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ اور مددگار ہے اور وہ تمھارا مددگار نہیں۔

(۵۔۶) اور ان کو نیک اعمال کی توفیق دے گا اور ان کی حالت و نیت کو درست رکھے گا یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں نجات دے گا اور قیامت کے دن ان کے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کی ان کو پہچان کرادے گا کہ وہ جنت میں اس طرح چلے جائیں گے جیسا کہ دنیا میں اپنے مکانات میں چلے جایا کرتے تھے۔

(۷) اے ایمان والو اگر تم دشمن کے ساتھ لڑائی میں رسول اکرم ﷺ کی مدد کرو گے تو دشمن پر غلبہ اور فتح نصیب کر کے تمھاری مدد کرے گا اور لڑائی میں تمھارے قدم جما دے گا۔

(۸) اور جو کفار بدر کے دن مقابلہ کے لیے آئے ان کے لیے تباہی اور بربادی ہے اور حق تعالیٰ ان کی تمام کوششوں اور اعمال کو کالعدم کر دے گا۔

(۹) اور یہ جھوٹا کرنا اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے اس چیز کا انکار کیا جو بذریعہ جبریل امین محمد ﷺ پر نازل کی گئی تو حق تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال کو ضائع کر دیا۔

(۱۰) کیا کفار مکہ نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا اور انھوں نے غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کفار کا کیا انجام ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کفار مکہ پر بھی اسی قسم کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔

اور مسلمانوں کو یہ فتح اس لیے حاصل ہوئی کہ حق تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور ان کفار مکہ کا کوئی مددگار نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ﴿١٤﴾ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿١٨﴾ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴿١٩﴾

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو خدا بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل فرمائیگا۔ اور جو کافر ہیں وہ فائدے اٹھاتے ہیں اور (اس طرح) کھاتے ہیں جیسے حیوان کھاتے ہیں۔ اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے (۱۲) اور بہت سی بستیاں تمہاری بستی سے جس (کے باشندوں نے) تمہیں (وہاں سے) نکال دیا زور و قوت میں کہیں بڑھ کر تھیں۔ ہم نے اُن کا ستیاناس کر دیا اور اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا (۱۳) بھلا جو شخص اپنے پروردگار (کی مہربانی) سے کھلے رستے پر (چل رہا) ہو وہ اُنکی طرح (ہوسکتا) ہے جن کے اعمال بد انہیں اچھے کر کے دکھائے جائیں اور جو اپنی خواہشوں کی پیروی کریں (۱۴) جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلے گا۔ اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) اُن کیلئے ہر قسم کے میوے ہیں اور اُن کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (کیا یہ پرہیزگار) اُن کی طرح (ہو سکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا (۱۵) اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمہاری طرف کان لگائے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ (سب کچھ سنتے ہیں لیکن) جب تمہارے پاس سے نکل کر چلے جاتے ہیں جن لوگوں کو علم (دین) دیا گیا ہے ان سے کہتے ہیں کہ (بھلا) اُنہوں نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چل رہے ہیں (۱۶) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اُن کو وہ ہدایت مزید بخشتا ہے اور پرہیزگاری عنایت کرتا ہے (۱۷) اب تو یہ لوگ قیامت ہی کو دیکھتے ہیں کہ ناگہاں اُن پر آ واقع ہو سو اُس کی نشانیاں (وقوع میں) آ چکی ہیں۔ پھر جب وہ اُن پر آ نازل ہو گی اُس وقت انہیں نصیحت کہاں (مفید ہو سکے گی؟) (۱۸) پس جان رکھو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور (اَور) مومن مردوں اور مومن عورتوں کیلئے بھی۔ اور خدا تم لوگوں کے چلنے پھرنے اور ٹھیرنے سے واقف ہے (۱۹)

تفسیر سورۃ محمد آیات (۱۲) تا (۱۹)

(۱۲) جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے حق تعالیٰ ان کو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی۔

اور جو لوگ کافر ہیں وہ دنیا میں عیش کر رہے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کو بغیر کل کی فکر کیے ہوئے پورا کر رہے ہیں جیسا کہ چوپائے کھایا کرتے ہیں اور آخرت میں دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔

(۱۳) اور بہت سی بستیوں والے جو طاقت وشوکت میں اس بستی یعنی مکہ والوں سے زیادہ تھے جنھوں نے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف نکال دیا سو ہم نے تکذیب کے وقت ان کو ہلاک کر دیا پھر عذاب الٰہی کے مقابلہ میں کوئی ان کا مددگار نہ ہوا۔

شانِ نزول: وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ (الخ)

ابو یعلیٰؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہجرت کے وقت غار کی جانب روانہ ہوئے تو مکہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تو تمام شہروں میں مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اور اگر تیرے رہنے والے مجھے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی بہت سی بستیاں ایسی ہیں جو قوت میں آپ کی اس بستی سے زیادہ تھیں۔

(۱۴) تو جو ذات یعنی رسول اکرم ﷺ اپنے پروردگار کے واضح اور صحیح رستہ پر ہوں تو کیا وہ ابو جہل وغیرہ کی طرح ہو سکتے ہیں جن کی بدعملی ان کو بہتر معلوم ہوتی ہے اور وہ بتوں کو پوجتے ہیں۔

(۱۵) جس جنت کا کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہوں گی جس کے مزے اور خوشبو میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلہ نہ ہوگا کہ کچھ تلخی آجائے اور اس پر جھاگ آجائے جیسا کہ اونٹوں کے دودھ میں ہوتا ہے۔

اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوں گی کہ اس شراب کو کسی چیز سے نچوڑا نہیں گیا ہے اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف شفاف ہے کہ شہد کی مکھیوں کا وہ شہد نہیں ہوگا اور جنتیوں کے لیے جنت میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور دنیا میں ان کے رب کی طرف سے ان کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔

کیا ایسے لوگ ان لوگوں جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ دوزخ سے نکالے ہی جائیں گے اور کھولتا ہوا پانی ان کو پینے کے لیے دیا جائے گا کہ وہ ان کی انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا جیسا کہ ابو جہل وغیرہ۔

(۱۶) بعض آدمی یعنی منافقین میں سے ایسے ہیں کہ وہ جمعہ کے دن آپ کے خطبہ کی طرف کان تو لگاتے ہیں مگر وہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو اہل علم صحابۂ کرام یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہتے ہیں کہ ابھی رسول اکرم ﷺ نے منبر پر کیا فرمایا جس سے مقصود ان کا آپ کے ساتھ تعریض کرنا ہوتا ہے۔

یہ منافقین ایسے لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے کہ وہ حق اور ہدایت کی بات سمجھتے ہی نہیں اور خفیہ طور پر کفر و نفاق خیانت اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے پر قائم ہیں۔

شان نزول: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ (الخ)

اور ابن منذر نے ابن جریج ؒ سے روایت کیا ہے کہ مؤمنین اور منافقین سب رسول اکرم ﷺ کے پاس جمع رہتے تو مؤمنین تو آپ کے فرامین کو سن کر محفوظ رکھتے تھے اور منافقین محفوظ نہیں رکھتے تھے باہر نکل کر مسلمانوں سے پوچھتے کہ ابھی آپ نے کیا فرمایا اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں۔

(۱۷) اور جو حضرات ایمان کے ذریعہ ہدایت پر ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ آپ کا خطبہ سننے سے انھیں امور دین میں اور زیادہ بصیرت اور سچائی عطا فرماتا ہے اور ان کو ان کے تقویٰ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

یعنی ان کو ترک اور اجتناب محارم کی وجہ سے اعزاز و سرفرازی عطا کرتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو حضرات ناسخ پر قائم ہیں حق تعالیٰ منسوخ کی وجہ سے ان کی ہدایت کو بڑھاتا ہے اور ان کو ناسخ پر عمل کرنے اور منسوخ کو چھوڑنے کی وجہ سے سرفراز فرماتا ہے۔

(۱۸) یہ کفار مکہ جب کہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو کیا یہ قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ وہ ان پر اچانک آپڑے حالانکہ اس کی متعدد نشانیاں تو آچکی ہیں۔

یعنی انشقاق قمر رسول اکرم ﷺ کی نزول قرآن کریم کے ساتھ بعثت وغیرہ تو جب قیامت ان کے سامنے آکھڑی ہوگی تو پھر انھیں توبہ کی کہاں توفیق ہوگی۔

(۱۹) آپ تو اس کا یقین رکھیے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نفع و نقصان پہنچانے والا اور دینے اور روکنے والا عزت اور ذلت دینے والا اور کوئی نہیں یا یہ مطلب ہے کہ آپ جان لیجیے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے برابر اور کسی چیز کو فضیلت حاصل نہیں۔ اور آپ اپنی خطاء صوری کی معافی مانگتے رہیے (تا کہ امت کے لیے یہ طریقہ مسنون ہو جائے) اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی مغفرت کی بھی دعا کرتے رہیے اور حق تعالیٰ دنیا میں تمھارے چلنے پھرنے اور اعمال کرنے اور آخرت میں آنے اور آخرت میں تمھارے ٹھکانے کی پوری خبر رکھتا ہے۔

❁ ❁ ❁

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا
الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ
الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ
فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ
عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا
يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا
عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ
وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا
تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا
مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾

اور مومن لوگ کہتے ہیں کہ (جہاد کی) کوئی سُورت کیوں نازل نہیں ہوتی؟ لیکن جب کوئی صاف معنوں کی سُورت نازل ہو اور اُس میں جہاد کا بیان ہو۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف اس طرح دیکھنے لگیں جس طرح کسی پر موت کی بیہوشی (طاری) ہو رہی ہو سو اُن کیلئے خرابی ہے (۲۰) (خوب کام تو) فرمانبرداری اور پسندیدہ بات کہنا (ہے) پھر جب (جہاد کی) بات پختہ ہوگئی تو اگر یہ لوگ خدا سے سچے رہنا چاہتے تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا (۲۱) (اے منافقو) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو (۲۲) یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور اُن (کے کانوں) کو بہرہ اور (اُن کی) آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے (۲۳) بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (اُن کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں (۲۴) جو لوگ راہ ہدایت ظاہر ہونے کے بعد پیٹھ دے کر پھر گئے شیطان نے (یہ کام) اُن کو مزین کر دکھایا۔ اور انہیں طول (عمر کا وعدہ) دیا (۲۵) یہ اس لئے کہ جب لوگ خدا کی اُتاری ہوئی (کتاب) سے بیزار ہیں یہ ان سے کہتے ہیں کہ بعض کاموں میں ہم تمہاری بات بھی مانیں گے اور خدا اُن کے پوشیدہ مشوروں سے واقف ہے (۲۶) تو اُس وقت (اُنکا) کیسا (حال) ہوگا جب فرشتے اُن کی جان نکالیں گے (اور) اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے جائیں گے (۲۷) یہ اس لئے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے یہ اس کے پیچھے چلے اور اس کی خوشنودی کو اچھا نہ سمجھے تو اُس نے بھی اُن کے عملوں کو برباد کر دیا (۲۸)

تفسیر سورۃ محمد آیات (۲۰) تا (۲۸)

(۲۰) جو لوگ مخلص ایمان والے ہیں وہ ذکر الٰہی کے شوق اور اس کی اطاعت کی خواہش میں ہمیشہ اس بات کے شائق رہتے ہیں کہ کوئی نئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی پھر جس وقت کوئی سورت حلال وحرام اور اوامر ونواہی کو بیان کرنے والی نازل ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی حکم ہوتا ہے تو جن کے دلوں میں شک ونفاق کی بیماری ہے اور جہاد کا ذکر کرنے کے وقت آپ کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسا کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو کیونکہ وہ جہاد کو پسند نہیں کرتے عنقریب ان کی کمبختی آنے والی ہے تو مسلمان حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرماں برداری کے لیے تیار ہیں اور اچھی بات کہتے ہیں۔

یا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا اور حضور کے سامنے اچھی بات کہنا یہ

منافقین کے حق میں انکار اور گناہ اور ناگواری کا اظہار کرنے سے زیادہ بہتر ہے یا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کی پیروی کرو اور رسول اکرم ﷺ کے سامنے اچھی بات کہو پھر جب سارا کام تیار ہی ہو جاتا ہے اور اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کی کثرت ظاہر ہو جاتی ہے تب بھی اگر یہ منافقین اپنے ایمان اور جہاد میں سچائی کا معاملہ کرتے تو یہ چیز ان کے حق میں نافرمانی سے بہت بہتر ہوتی ہے۔

(۲۲) سوائے گروہ منافقین اگر تم رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امت کے معاملے سے کنارہ کش رہو تو تمھاری یہ خواہش ہے کہ تم قتل و گناہ اور فساد برپا کردو اور کفر کے ذریعہ آپس میں رشتہ داری ختم کرو۔

(۲۳) یہ منافقین وہ لوگ ہیں جن کو حق تعالیٰ نے ہر بھلائی سے دور کر دیا اور ان کو احکام سننے سے اور حق و ہدایت کا رستہ دیکھنے سے اندھا کر دیا۔

(۲۴) تو کیا یہ لوگ قرآن حکیم پر غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کیا حکم نازل کیا ہے یا ان منافقین کے دلوں پر تالے لگ رہے ہیں جس کی بنا پر ان احکامات کو نہیں سمجھتے جو ان کے بارے میں نازل ہوئے ہیں۔

(۲۵) جو لوگ یعنی یہود اپنے آبائی دین کی طرف پھر گئے باوجود اس کے کہ توحید اور قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت بذریعہ قرآن ان کو صاف معلوم ہوگئی تو شیطان نے ان کو اپنے آبائی دین کی طرف پھرنے کا دھوکہ دیا ہے اور حق تعالیٰ نے ان کو ڈھیل دی ہے جس کی وجہ سے ابھی تک ان کو ہلاک نہیں کیا۔

(۲۶) یہ ارتداد اس وجہ سے ہوا کہ ان یہودیوں نے منافقین سے جو ان احکام کو جو کہ بذریعہ جبریل امینؑ نازل ہوئے ناپسند کرتے ہیں۔ کہا ہے کہ اے گروہ منافقین ہم رسول اکرم ﷺ کے بعض احکامات میں یعنی زبانی کلمہ گو ہونے میں اگر یہ ہم پر غالب آ گئے تمھارا کہنا مان لیں گے اور یہود جو منافقین سے خفیہ باتیں کرتے ہیں حق تعالیٰ ان کی خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے

(۲۷) تو یہ یہودی اس وقت کیا کریں گے جب کہ فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوں گے اور ان کے مونہوں پر اور پشتوں پر لوہے کے گرز مارتے ہوں گے۔

(۲۸) یہ پٹائی اور عقوبت اس سبب سے ہے کہ انھوں نے یہودیت کو اختیار کیا اور توحید خداوندی کا انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ تمام نیکیاں جو انھوں نے یہودیت کے زمانہ میں کی ہیں وہ سب ضائع کر دیں۔

اَمْ حَسِبَ

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۠ اَخْبَارَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۝

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ خدا اُن کے کینوں کو ظاہر نہیں کرے گا؟ (۲۹) اور اگر ہم چاہتے تو وہ لوگ تم کو دکھا بھی دیتے اور تم اُن کو اُن کے چہروں ہی سے پہچان لیتے۔ اور تم انہیں (ان کے) انداز گفتگو ہی سے پہچان لو گے اور خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے (۳۰) اور ہم تم لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ جو تم میں لڑائی کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں اُن کو معلوم کریں۔ اور تمہارے حالات جانچ لیں (۳۱) جن لوگوں کو سیدھا رستہ معلوم ہو گیا (اور) پھر بھی انہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کی راہ سے روکا اور پیغمبر کی مخالفت کی وہ خدا کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے۔ اور خدا اُن کا سب کیا کرایا اکارت کر دے گا (۳۲) مومنو! خدا کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو (۳۳) جو لوگ کافر ہوئے اور خدا کے رستے سے روکتے رہے پھر کافر ہی مر گئے خدا اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا (۳۴) تو تم ہمت نہ ہارو اور (دشمنوں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ اور تم تو غالب ہو اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ ہرگز تمہارے اعمال کو کم (اور گم) نہیں کرے گا (۳۵) دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیز گاری کرو گے تو وہ تم کو تمہارا اجر دے گا۔ اور تم سے تمہارا مال طلب نہیں کرے گا (۳۶) اگر وہ تم سے مال طلب کرے اور تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور وہ (بخل) تمہاری بدنیتی ظاہر کر کے رہے (۳۷) دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے بلائے جاتے ہو تو تم میں ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں۔ اور جو بخل کرتا ہے اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج۔ اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے (۳۸)

تفسیر سورة محمد آیات (۲۹) تا (۳۸)

(۲۹) اور کہا گیا کہ یہ آیت یعنی جو لوگ پشت پھیر کر ہٹ گئے یہاں تک کہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو دین سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آ گئے تھے اور کہا گیا ہے کہ یہ حکم بن ابی العاص منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوا جو کہ جمعہ کے دن جب کہ رسول اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور یہ لوگ خطبہ نہیں سن رہے تھے بلکہ حضور کے بعد خلافت کے بارے میں باہم مشورہ کر رہے تھے کہ اگر ہم اس امت کے خلیفہ ہو گئے تو ایسا ایسا

کریں گے پھر بعد میں بطور تعریض کے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہنے لگے کہ ابھی رسول اکرم ﷺ نے منبر پر کیا کہا ہے کیا یہ لوگ جن کے دلوں میں شک و نفاق ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے بغض و عداوت ہے یا یہ کہ مؤمنین سے جو نفاق اور دشمنی ہے اللہ تعالیٰ اسے کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔

(۳۰) اور اے نبی کریم ﷺ اگر ہم چاہتے تو ان کی بدترین نشانی سے ان کا پورا پتہ بتا دیتے تو اس کے بعد آپ ان کو ان کی بدترین صورت سے ہی پہچان لیتے لیکن آپ ان کے کلام سے بھی یہ جو منافقین عذر وغیرہ پیش کرتے ہیں ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تمھاری خفیہ باتوں اور تمھارے بغض و عداوت کو جو تمھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ہے خوب جانتا ہے۔

(۳۱) اور ضرور اللہ تعالیٰ جہاد کے ذریعہ تمھاری آزمائش کرے گا تا کہ اے گروہ منافقین وہ ظاہری طور پر بھی ان لوگوں کو نمایاں کرے جو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو جہاد میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔
اور تا کہ تمھاری خفیہ باتوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی و مخالفت کو یا یہ کہ تمھارے نفاق کو ظاہر کر دیں۔

(۳۲) بیشک جو لوگ کافر ہوئے انھوں نے دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکا اور توحید کے اظہار کے بعد دین میں رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کی تو احکام الٰہی میں ان کی مخالفت اور بغض و عداوت اور کفر وغیرہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور بدر کے دن ہم ان کی نیکیوں اور مال و دولت کے خرچ کرنے کو مٹا دیں گے۔

(۳۳) اے ایمان والو ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو (کیونکہ آپ بھی اطاعت خداوندی کا حکم دیتے ہیں اس لیے خفیہ طریقہ پر رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنی نیکیوں کو نفاق بغض و عداوت اور مخالفت رسول سے باطل مت کرو اور کہا گیا ہے کہ اے ایمان والو جن چیزوں کا خود اللہ تعالیٰ نے یعنی فرائض و صدقات وغیرہ کا حکم دیا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور جن کاموں کا بذریعہ نبی اکرم ﷺ تمہیں حکم دیا ہے یعنی جہاد اور سنت نبویہ اس میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور ریاء و شہرت سے اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور محمد بن نصر مروزیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب رسول اکرم ﷺ سمجھتے تھے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہونے کے بعد کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچاتا جیسا کہ شرک کی حالت میں کوئی نیکی کارگر نہیں ہوتی اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تب صحابہ کرام ڈرے کہ کہیں گناہ کے ارتکاب سے نیکیاں برباد نہ ہو جائیں۔

(۳۴) جولوگ کافر ہوئے یعنی بدر کے دن لڑنے والے اور انھوں نے دوسرے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی پیروی سے روکا پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے یا مار دیئے گئے سو اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہیں بخشے گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے منکر تھے۔

(۳۵) تو اے گروہ مؤمنین کفار کے ساتھ لڑنے میں ہمت مت ہارو اور ان کو صلح کی طرف مت بلاؤ یا یہ کہ قتال سے پہلے ہمت ہار کر اسلام کی طرف مت بلاؤ تم ہی غالب رہو گے انجام کار تمھارے ہی ہاتھ میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہے تمھارے دشمن کے مقابلہ میں تمھاری مدد فرمائے گا اور جہاد میں تمھارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

(۳۶) جو کچھ اس دنیوی زندگی میں ہے وہ سب لغو اور فانی خوشی ہے اور اگر تم اپنے ایمان پر ثابت قدم رہو اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچتے رہو تو وہ تمہیں تمھارے اعمال کا ثواب عطا کرے گا اور تم سے صدقہ و خیرات میں تمھارے سارے مال بھی طلب نہیں کرے گا۔

(۳۷) کیونکہ اگر وہ صدقہ میں تم سے انتہا درجہ تک تمھارے سب مال طلب کرنے لگے تو تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ و خیرات کرنے سے کنجوسی کرنے لگو اور اس وقت حق تعالیٰ تمھارا بخل ظاہر کر دے۔

(۳۸) ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو اس پر بھی بعض اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کنجوسی کرتے ہیں۔

اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں کنجوسی کرتا ہے تو وہ ثواب و عزت سے بخل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے وہ تمھارے اموال وغیرہ کا محتاج نہیں ہے تم ہی اس کی رحمت و مغفرت اور اس کی جنت کے محتاج ہو۔

اور اگر اللہ اور رسول کی اطاعت اور اس امر صدقہ سے منہ پھیرو گے تو وہ تمہیں ختم کر کے تمھاری جگہ تم سے بہترین اور اطاعت گزار دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نافرمان اور اطاعت خداوندی سے منہ موڑنے والے نہ ہوں گے۔ بلکہ تم سے بہتر اور زیادہ اطاعت گذار ہوں گے۔

اور کہا گیا ہے کہ یَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے یہاں تک یہ آیت مبارکہ منافقین کے قبیلوں اسد و غطفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے پھر ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے جہنیہ اور مزینہ کے لوگوں کو مشرف باسلام کر دیا جو ان سے بہتر اور ان سے زیادہ فرمانبردار تھے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ
اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ
الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۴﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿۵﴾
وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ
الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿۶﴾
وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۷﴾
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ﴿۸﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ
فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ
اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے محمدؐ) ہم نے تم کو فتح دی فتح بھی صریح وصاف (۱) تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے اور تم کو سیدھے رستے چلائے (۲) اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے (۳) وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسلی نازل فرمائی تاکہ اُن کے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھے۔ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر (سب) خدا ہی کے ہیں۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۴) (یہ) اس لئے کہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سے اُن کے گناہوں کو دور کردے۔ اور یہ خدا کے نزدیک بڑی کامیابی ہے (۵) اور (اس لئے کہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو خدا کے حق میں برے برے خیال رکھتے ہیں عذاب دے۔ اُنہی پر برے حادثے واقع ہوں۔ اور خدا اُن پر غصے ہوا اور اُن پر لعنت کی اور اُن کے لئے دوزخ تیار کی۔ اور وہ بری جگہ ہے (۶) اور آسمانوں اور زمین کے لشکر خدا ہی کے ہیں۔ اور خدا غالب (اور) حکمت والا ہے (۷) (اور) ہم نے (اے محمدؐ) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے (۸) تاکہ (مسلمانو) تم لوگ خدا پر اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اُس کو بزرگ سمجھو۔ اور صبح وشام اُس کی تسبیح کرتے رہو (۹) جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اُسی کو ہے۔ اور جو اُس بات کو جس کا اُس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اُسے عنقریب اجر عظیم دے گا (۱۰)

تفسیر سورۃ الفتح آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مدنی ہے اس میں انتیس آیات ہیں اور پانچ سو ساٹھ کلمات اور دو ہزار چار سو حروف ہیں۔

(۱) ہم نے آپ کو ایک واضح فتح دی اور صلح حدیبیہ بھی اسی میں سے ہے یا یہ کہ ہم نے آپ کے لیے واضح فیصلہ کر دیا یہ کہ ہم نے آپ کو اسلام اور نبوت کے ذریعہ سرفرازی عطا فرمائی اور مخلوق کو بھی اس طرف دعوت دینے کا حکم دیا۔

(۲۔۳) تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی یعنی وحی سے پہلے کی اور وحی کے بعد سے رحلت تک کی صوری خطائیں معاف فرمائے اور تا کہ نبوت و اسلام اور مغفرت کے ذریعے سے آپ پر اپنے احسانات کی اور تکمیل فرما دے اور آپ کو سیدھے رستہ یعنی دین اسلام پر قائم رکھے اور آپ کے دشمنوں پر آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو۔

شان نزول: لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ (الخ)

امام حاکمؒ وغیرہ نے مسور بن مخرمہؓ اور مروان بن حکمؓ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فتح اول سے آخر تک حدیبیہ کے واقعہ کے بارے میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نازل ہوئی ہے۔ اور امام بخاریؒ و مسلمؒ اور ترمذیؒ و حاکمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر حدیبیہ سے واپسی میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے یہ آیت صحابہ اکرمؓ کو سنائی صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ ؐ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مرتبہ اور فضیلت عطا کی ہے وہ آپ کو مبارک ہو باقی ہمیں اللہ تعالیٰ کیا صلہ دے گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ)

(۴) وہ اللہ ایسا ہے جس نے حدیبیہ کے دن سچے مؤمنوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا تا کہ ان کے سابقہ ایمان باللہ و بالرسول کے ساتھ ان کی تصدیق یقین اور علم میں زیادتی پیدا ہو فرشتے اور مؤمن سب اللہ ہی کے لشکر ہیں اور وہ اپنے دشمنوں میں سے جس پر چاہے ان کو مسلط کر دے اور حق تعالیٰ فتح و مغفرت ہدایت و نصرت اور انزال سکینہ وغیرہ کو خوب جاننے والا اور ان تمام امور میں حکمت والا ہے۔

(۵) نبی اکرم ﷺ کی یہ کرامت و فضیلت سن کر مومنوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو فتح و مغفرت اور کرامت عطا کی ہے وہ آپ کو مبارک ہو باقی اللہ تعالیٰ کے پاس ہمیں کیا صلہ ملے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہوں گی اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۶) اور تا کہ ان کے دنیوی گناہوں کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے کہ ان لوگوں نے جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کر لیں اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے محفوظ رہے۔

جب عبد اللہ بن سلول نے مومنین کی یہ فضیلت سنی تو دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ؐ واللہ ہم بھی ان ہی جیسے ہیں تو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس کیا ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کا اگلا حصہ نازل فرمایا۔

تا کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو کہ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں برے خیالات رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ؑ کی مدد نہیں فرمائے گا اور ان پر برا وقت پڑنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان کو ہر ایک بھلائی اور رحمت سے دور کردے گا اور ان کے لیے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

(۷) اور فرشتوں اور مومنین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں جسکی چاہے وہ مدد کرے اور وہ کفار اور منافقین کو سزا دینے میں زبردست اور مسلمانوں کو بزرگی اور فضیلت عطا کرنے میں حکمت والا ہے یا یہ کہ اپنی بادشاہت اور سلطنت میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ اور اپنے نبیؑ کی مدد فرمانے میں حکمت والا ہے۔

(۸) اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو تبلیغ امت پر گواہی دینے والا اور مومنین کو جنت کی بشارت دینے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۹) تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کی دشمن کے مقابلہ میں تلوار سے مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی نمازیں پڑھنے میں لگے رہو۔

(۱۰) حدیبیہ کے دن جو درخت کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی اب اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتا ہے تقریباً پندرہ سو صحابہ کرامؓ سے آپ نے اس درخت کے نیچے بیعت لی کہ خیر خواہی میں مدد کریں گے اور یہ کہ جہاد سے نہ بھاگیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ حدیبیہ کے دن جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ حقیقت میں حق تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔

اور اللہ کی طرف سے نصرت و ثواب ان کی سچائی اور بیعت کے پورا کرنے کے ساتھ ہے جو شخص اس بیعت کو توڑے گا سو اس کے توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر بیعت میں اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب ہم اسے جنت میں بہت بڑا ثواب دیں گے۔

چنانچہ ان لوگوں میں سے کسی نے وعدہ خلافی نہیں کی کیونکہ یہ سب مخلص تھے اور سب نے اسی عہد رضوان پر انتقال فرمایا البتہ جر بن قیس کے کیونکہ وہ منافق تھا اور بیعت کے وقت بیعت میں شامل نہیں ہوا تھا اپنے اونٹ کے نیچے چھپ گیا تھا تو وہ تو اپنے نفاق پر مرا۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ
الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ
بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ
اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ
إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ
وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا
أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۱۴﴾
سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا
ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ
تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ
بَلْ تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۵﴾
قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ
شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا
حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶﴾
لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ
حَرَجٌ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۷﴾ ع

جو گنوار پیچھے رہ گئے وہ تم سے کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال اور اہل و عیال نے روک رکھا آپ ہمارے لئے (خدا سے) بخشش مانگیں۔ یہ لوگ اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہے۔ کہہ دو کہ اگر خدا تم (لوگوں) کو نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں فائدہ پہنچانے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو اُس کے سامنے تمہارے لئے کسی بات کا کچھ اختیار رکھے (کوئی نہیں) بلکہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے (۱۱) بات یہ ہے کہ تم لوگ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ پیغمبر اور مومن اپنے اہل وعیال میں کبھی لوٹ کر آنے ہی کے نہیں۔ اور یہی بات تمہارے دلوں کو اچھی معلوم ہوئی۔ اور (اسی وجہ سے) تم نے برے برے خیال کئے۔ اور (آخر کار) تم ہلاکت میں پڑ گئے (۱۲) اور جو شخص خدا پر اور اُس کے پیغمبر پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) کافروں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے (۱۳) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کی ہے۔ وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۴) جب تم لوگ غنیمتیں لینے چلو گے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ کہیں گے ہمیں بھی اجازت دیجئے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے قول کو بدل دیں۔ کہہ دو کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ اسی طرح خدا نے پہلے سے فرما دیا ہے۔ پھر کہیں گے (نہیں) تم تو ہم سے حسد کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہی نہیں مگر بہت کم (۱۵) جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے اُن سے کہہ دو کہ تم جلد ایک سخت جنگجو قوم کے (ساتھ لڑائی کے) لئے بلائے جاؤ گے۔ اُن سے تم (یا تو) جنگ کرتے رہو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے۔ اگر تم حکم مانو گے تو خدا تم کو اچھا بدلہ دے گا۔ اور اگر منہ پھیر لو گے جیسے پہلی دفعہ پھیرا تھا تو وہ تم کو بری تکلیف کی سزا دے گا (۱۶) نہ تو اندھے پر گناہ ہے (کہ سفر جنگ سے پیچھے رہ جائے) اور نہ لنگڑے پر گناہ ہے اور نہ بیمار پر گناہ ہے۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے پیغمبر کے فرمان پر چلے گا خدا اُس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور جو روگردانی کرے گا اُسے برے دکھ کی سزا دے گا (۱۷)

تفسیر سورۃ الفتح آیات (۱۱) تا (۱۷)

(۱۱) بنی غفار۔ اسلم اشجع، ودیل اور مزینہ وجہینہ کے لوگ جو غزوۂ حدیبیہ سے پیچھے رہ گئے وہ عنقریب آپ سے

کہیں گے کہ ہمیں ہمارے مال وعیال نے آپ کے ساتھ چلنے کے لیے فرصت نہ لینے دی ہمیں ان کے ضائع ہونے کا ڈر ہوا اس وجہ سے ہم آپ کے ساتھ نہ چل سکے تو ہمارے لیے اس غلطی کی معافی کے لیے دعا کر دیجیے۔

یہ لوگ صرف اپنی زبانوں سے طلب مغفرت کے لیے کہہ رہے ہیں ان کے دلوں میں یہ چیز موجود نہیں خواہ آپ ان کے لیے دعا کریں یا نہ کریں۔

آپ ان سے کہہ دیجیے کہ وہ کون ہے جو عذاب الٰہی کے سامنے تمھارے لیے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو اگر وہ تمہیں قتل وغارت کرنا چاہے یا کہ تمہیں فتح ونصرت اور عافیت دینا چاہیے بلکہ حق تعالیٰ تمھارے حدیبیہ سے پیچھے رہنے کی حقیقی وجہ سے باخبر ہے۔

(۱۲) اور وہ یہ ہے کہ اے گروہ منافقین تم نے یہ سمجھا کہ رسول اکرم ﷺ اور مومنین حدیبیہ سے مدینہ منورہ کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے اور یہ بات تمھارے دلوں میں پختہ ہوگئی تھی اسی وجہ سے تم پیچھے رہے اور تم نے یہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد نہیں کرے گا اور تم برباد ہی ہو کہ تمھارے دل فاسد اور سخت ہیں۔

(۱۳) اور جو شخص سچائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے گا سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۱۴) اور تمام آسمانوں اور زمین کے خزانے یعنی بارش ونباتات اللہ کے ہیں وہ مومنین میں سے اپنے فضل سے جس کے چاہے بڑے گناہ معاف کر دے اور جسے چاہے کفر ونفاق پر موت دے کر پرے سے عذاب دے۔

یا یہ کہ جو مغفرت کا اہل ہوتا ہے اسے معاف کر دیتا ہے اور جو سزا کا مستحق ہوتا ہے اسے سزا دیتا ہے اور حق تعالیٰ تائب کے صغیرہ وکبیرہ گناہ کو معاف فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحیم ہے۔

(۱۵) جو لوگ غزوۂ حدیبیہ سے پیچھے رہ گئے تھے یعنی غفار اسلم اشجع مزینہ اور جہینہ والے عنقریب جب خیبر کی غنیمتیں لینے چلو گے تو کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم تمھارے ساتھ خیبر کو چلیں۔

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکم کو جو اس نے اپنے نبیؐ کو دیا ہے کہ حدیبیہ سے پیچھے رہنے والوں کو خیبر چلنے کی اجازت نہ دی جائے اس کو تبدیل کر ڈالیں آپ ان قبیلہ والوں سے فرما دیجیے کہ تم ہرگز خیبر کو ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے اور اگر ساتھ ہو بھی لو گے تو تمھیں مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ملے گا جیسا کہ ہم نے تمھیں کہہ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے فرما دیا ہے کہ اوروں کو مت لے جانا چنانچہ سورۂ توبہ میں یہ آیت گذر گئی قُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا الخ

یہ حکم سن کر ان لوگوں نے مومنین سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم نہیں دیا بلکہ تم مال غنیمت کی وجہ سے حسد کر رہے ہو۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ہی قول روایت کر دیا وہ لوگ کہیں گے بلکہ تم لوگ ہم سے مال غنیمت پر حسد کرتے ہو بلکہ یہ لوگ خود ہی بات نہیں سمجھتے۔

(۱۶) آپ دیل، اشجع، مزینہ اور جہینہ والوں سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم ایسے لوگوں سے لڑنے کی طرف بلائے جاؤ گے یعنی مسیلمہ کذاب کی قوم جو سخت لڑنے والے ہوں گے یا تو ان سے دین پر لڑتے رہو یا وہ مطیع اسلام ہو جائیں۔

سو اگر تم اطاعت کرو گے اور ان سے جہاد کرو گے اور توحید پر ثابت قدم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں اچھا معاوضہ دے گا اور اگر تم توبہ توحید اخلاص اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد کرنے سے منہ پھیرو گے جیسا اس سے قبل حدیبیہ میں منہ موڑ چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دے گا۔

(۱۷) چنانچہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو یہ محتاج لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس جہاد سے پیچھے رہنے والے کو اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب سے ڈرایا ہے سو اب ہمارا کیا ہوگا ہم تو جہاد میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ جہاد میں عدم شرکت پر اندھے پر کوئی گناہ نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے باقی جو شخص ظاہر و باطن میں حق تعالیٰ کی پیروی کرے گا اور دشمن کے سے قتال کے لیے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جس کے درختوں اور بالا خانوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی پیروی سے منہ موڑے گا اس کو دردناک سزا دے گا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً
يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ
عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾
وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا
الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾
وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾
هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ
مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ
لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔــوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ
لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى
وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ ع ۱۱

(اے پیغمبر) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا اُن سے خوش ہوا۔ اور جو (صدق وخلوص) اُن کے دلوں میں تھا وہ اُس نے معلوم کر لیا۔ تو اُن پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی (۱۸) اور بہت سی غنیمتیں جو اُنہوں نے حاصل کیں۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے (۱۹) خدا نے تم سے بہت سی غنیموں کا وعدہ فرمایا ہے کہ تم اُن کو حاصل کرو گے سو اُس نے غنیمت کی تمہارے لئے جلدی فرمائی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ غرض یہ تھی کہ یہ مومنوں کیلئے (خدا کی) قدرت کا نمونہ ہو اور وہ تم کو سیدھے رستے پر چلائے (۲۰) اور اَور (غنیمتیں دیں) جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے (اور) وہ خدا ہی کی قدرت میں تھیں۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۱) اور اگر تم سے کافر لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو دوست نہ پاتے اور نہ مددگار (۲۲) (یہی) خدا کی عادت ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے۔ اور تم خدا کی عادت کبھی بدلتی نہ دیکھو گے (۲۳) اور وہی تو ہے جس نے تم کو اُن (کافروں) پر فتحیاب کرنے کے بعد سرحد مکہ میں اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھ رہا ہے (۲۴) یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روک دیا اور قربانیوں کو بھی کہ اپنی جگہ پہنچنے سے رکی رہیں۔ اور اگر ایسے مسلمان مرد اور عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم جانتے نہ تھے کہ اگر تم اُن کو پامال کر دیتے تو تم کو اُن کی طرف سے بے خبری میں نقصان پہنچ جاتا۔ (تو بھی تمہارے ہاتھ سے فتح ہو جاتی مگر تاخیر) اس لئے (ہوئی) کہ خدا اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر لے۔ اور اگر (دونوں فریق) الگ الگ ہو جاتے تو جو اُن میں کافر تھے اُن کو ہم دکھ دینے والا عذاب دیتے (۲۵) جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی اور ضد بھی جاہلیت کی۔ تو خدا نے اپنے پیغمبر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اُن کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اُسی کے مستحق اور اہل تھے۔ اور خدا ہر چیز سے خبردار ہے (۲۶)

تفسیر سورۃ الفتح آیات (۱۸) تا (۲۶)

(۱۸) اب اللہ تعالیٰ اصحاب بیعۃ الرضوان سے اپنی خوشنودی کا ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے

خوش ہوا جب کہ یہ لوگ درخت سمرہ کے نیچے جہاد میں ثابت قدم رہنے پر رسول اکرم ﷺ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ اخلاص اور عزم علے الوفاء تھا اللہ تعالیٰ وہ بھی جانتا تھا اور اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اطمینان پیدا کر دیا اور حمیت کو ختم کر دیا اور ان کو لگے ہاتھ فتح خیبر بھی دے دی۔

شان نزول : لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم دوپہر کو لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ کے منادی نے آواز دی کہ لوگو بیعت روح القدس نازل ہوئے ہیں چنانچہ ہم فوراً رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سمرہ درخت کے نیچے تھے ہم نے آپ سے جا کر بیعت کی اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

(۱۹) اور اس فتح میں بہت سی غنیمتیں دیں جن کو یہ لوگ لے رہے تھے اور حق تعالیٰ دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست اور رسول اکرم ﷺ اور اپنے صحابہ کرام کو فتح و غنیمت عطا کرنے میں حکمت والے ہیں۔

(۲۰) اور اللّٰہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو ابھی تک حاصل نہیں ہوئیں عنقریب تمہارے ہاتھ آئیں گی جیسا کہ فارس وغیرہ کی غنیمت ان میں سر دست تمہیں خیبر کی غنیمت دے دی اور خلفاء اہل خیبر یعنی اسد و غطفان کے تم سے قتال کرنے سے ہاتھ روک دیئے۔

اور تا کہ یہ فتح خیبر کا واقعہ اہل ایمان کے لیے ایک نمونہ ہو جائے کیونکہ مسلمان آٹھ ہزار تھے اور خیبر والے ستر ہزار اور تا کہ تمہیں ایک پسندیدہ دین پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

(۲۱) اور ایک دوسری غنیمت اور بھی آنے والی ہے جو اس وقت تک تمہارے قبضہ میں نہیں آئی مگر اللّٰہ تعالیٰ اس کو اپنے احاطہ قدرت میں لیے ہوئے ہے جب چاہے گا ہو جائے گی وہ فتح فارس ہے اور اللہ تعالیٰ فتح و نصرت، اور غنیمت ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲۲) اور اگر تم سے غطفان اور خیبر والے مل کر لڑتے تو ضرور شکست کھا کر بھاگتے پھر اس قتل و شکست کے مقابلہ میں ان کو کوئی دوست ملتا اور نہ کوئی مددگار۔

(۲۳) اللّٰہ تعالیٰ نے کفار کے لیے جب کہ انھوں نے انبیاء کرامؑ کا مقابلہ کیا یہی شکست و عذاب کا دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ بذریعہ قتل کے جو عذاب نازل کرتا ہے اس میں کسی قسم کا ردوبدل نہیں پائیں گے۔

(۲۴) اسی نے مکہ والوں کے ہاتھ تمہارے قتل سے اور تمہارے ہاتھ مکہ والوں کے قتل سے عین مکہ مکرمہ کے نزدیک

روک دیئے گو پھر تو بر سے بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا یہاں تک صحابہ کرامؓ نے ان کو مار کر بھگا دیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں جا گھسے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ان تمام کاموں کو دیکھ رہا تھا۔

شان نزول: وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ (الخ)

امام مسلمؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن رسول اکرم ﷺ اور صحابہ پر اسی آدمیوں نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر تنعیم پہاڑ کی طرف سے حملہ کیا وہ رسول اکرم ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ ان سب کو پکڑ لیا گیا پھر آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا اسی کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔
اور امام مسلم نے اسی طرح سلمہ بن اکوع سے بھی روایت نقل کی ہے۔
امام احمدؒ و نسائیؒ نے عبداللہ بن مغفل سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ ابن اسحاقؒ نے بھی ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۲۵) اور وہ لوگ یعنی اہل مکہ جنھوں نے کفر کیا اور تمہیں حدیبیہ کے سال مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو بھی اس کے موقع پر پہنچنے سے روکا کہ وہ حدیبیہ ہی میں رہ گیا۔
اور اگر اس وقت مکہ مکرمہ میں بہت سے مسلمان مرد جیسا کہ ولیدؓ سلمہ بن ہشام عیاش بن ربیعہؓ، ابو جندلؓ اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تمہیں خبر بھی نہ تھی یعنی ان کے قتل ہونے کا خدشہ نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تمہیں بھی بے خبری میں گناہ اور دیت کا نقصان پہنچتا تو ابھی تمہیں ان پر مسلط کر کے ان کا سارا قصہ ہی ختم کر دیا تھا۔
تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اس کو دولت عطا فرمائے جو اس چیز کا اہل ہو البتہ اگر یہ مذکور مسلمان مکہ والوں کے درمیان سے کہیں ٹل گئے ہوتے تو ہم ان مکہ والوں میں سے جو کافر تھے دردناک سزا دیتے اور مسلمانوں کی تلواروں سے ان کی گردنیں کٹواتے۔

شان نزول: وَلَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ (الخ)

طبرانیؒ اور ابویعلیٰؒ نے ابو جمعہ جنید بن سبیعؒ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ دنیا کے ابتدائی حصہ میں میں نے رسول اکرم ﷺ سے کفر کی حالت میں قتال کیا اور اخیر حصہ میں آپ کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کی حالت میں کفار سے لڑا اور ہم تین آدمی اور سات عورتیں تھے ہمارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۶) جب کہ ان کفار مکہ نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت والی کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا اور ان کو تقویٰ کی بات یعنی کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھا اور وہ مسلمان علم الٰہی میں اس کلمہ تقوے لا الہ الا اللہ کے دنیا میں بھی زیادہ مستحق ہیں اور حق تعالیٰ مسلمانوں کی بزرگی سے اچھی طرح واقف ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهُ فَاٰزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

بے شک خدا نے اپنے پیغمبر کو سچا (اور) صحیح خواب دکھایا۔ کہ تم خدا نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے بال کتروا کر امن وامان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے۔ جو بات تم نہیں جانتے تھے اُس کو معلوم تھی سو اُس نے اس سے پہلے ہی جلد فتح کرادی (۲۷) وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا۔ تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کیلئے خدا ہی کافی ہے (۲۸) محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں۔ اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو اُن کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اُس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے اُن کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی۔ پھر اُس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ اُن میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے (۲۹)

تفسیر سورۃ الفتح آیات (۲۷) تا (۲۹)

(۲۷) بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو بالکل سچا خواب دکھایا ہے جس وقت رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم لوگ دشمن سے امن وامان کے ساتھ انشاء اللہ مسجد حرام میں ضرور جاؤ گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس خواب کو بالکل واقعہ کے مطابق سچا کر کے دکھایا۔

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آیندہ سال یہ خواب پورا ہوگا اور تم نہیں جانتے اور پھر اس نے اس وقوع تعبیر سے پہلے لگے ہاتھ فتح خیبر دے دی۔

شانِ نزول: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ (الخ)

مقام حدیبیہ میں رسول اکرم ﷺ کو یہ خواب نظر آیا کہ آپ اور آپ کے ساتھی مکہ مکرمہ میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوں گے کہ کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کتراتا ہوگا چنانچہ جب آپ نے مقام حدیبیہ میں قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو آپ کے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے خواب کی تعبیر کب ظاہر ہوگی تب یہ آیت

مبارکہ نازل ہوئی۔

(۲۸) اور وہ اللّٰہ ایسا ہے جس نے رسول اکرم ﷺ کو توحید یا یہ کہ قرآن کریم اور سچا دین یعنی شہادت کلمہ لا الہ الا اللّٰہ دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔

چنانچہ جب تک روئے زمین پر کوئی مسلمان موجود رہے گا قیامت قائم نہ ہوگی اور اللّٰہ کافی گواہ ہے کہ اللّٰہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللّٰہ کے رسول ہیں۔

(۲۹) اور آگے جو آپ کے صحبت یافتہ ہیں جن میں سب سے پہلا مقام حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ہے جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور کفار کو آپ کے ساتھ دین الٰہی کی طرف بلایا ان کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ کفار کے مقابلہ میں تیز ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق ؓ جو اللّٰہ کے دشمنوں پر بہت سخت ہیں دین الٰہی اور نصرت رسول ؐ میں طاقت ور ہیں۔

اور آپس میں مسلمانوں کے ساتھ مہربان ہیں چنانچہ حضرت عثمان ؓ جو مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کرنے میں بڑھ کر ہیں اور اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ وہ نمازوں میں

بکثرت مصروف ہیں یہ نمایاں صفت حضرت علی ؓ میں ہے آپ بہت نمازیں پڑھا کرتے تھے اور یہ حضرات جہاد کے ذریعہ اللّٰہ کے ثواب اور اس کی رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں یہ جہاد کی نمایاں صفت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ؓ میں تھی کہ اللّٰہ کے دشمنوں پر بہت ہی سخت تھے اور ان کے عبدیت کے آثار بوجہ تاثیر ان کے سجدہ اور عبادات کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں اور یہ سلمان ؓ، بلال ؓ، صہیب ؓ وغیرہ ہیں ان کے یہی اوصاف توریت میں موجود ہیں اور انجیل میں ان کا یہ وصف موجود ہے۔

جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر ؓ صدیق آپ ؐ پر ایمان لائے اور آپ ؐ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ ؐ کے ساتھ نکلے اور پھر اس نے اس سوئی کو قوی کیا وہ حضرت عمر فاروق ؓ ہیں کہ اللّٰہ کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی تلوار نے رسول اکرم ﷺ کی ہر مقام پر مدد فرمائی پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی وہ حضرت عثمان غنی ؓ ہیں کہ ان کے مال و دولت نے جہاد فی سبیل اللّٰہ میں قوت پیدا کی پھر وہ کھیتی اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی یعنی آپ ؐ حضرت علی ؓ کی وجہ سے قریش میں تبلیغ کے لیے کھڑے ہوگئے۔

اور حضرت طلحہ ؓ اور حضرت زبیر ؓ کے مشرف باسلام ہونے سے رسول اکرم ﷺ کو صحابہ کرام کی یہ جماعت اچھی معلوم ہونے لگی اور ان کا اسلام لانا کفار کو جلانے لگا۔

کہا گیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ یہاں تک یہ آیت اصحاب بیعۃ الرضوان اور تمام مخلص صحابہ کرام کی فضیلت

میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو کہ ایمان لائے اور نیک کام کر رہے ہیں دنیا و آخرت میں ان کے گناہوں کی مغفرت اور جنت میں اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ
الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ
تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ
وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى
فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ⑩ ع

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مومنو! (کسی بات کے جواب میں) خدا اور اُس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا سنتا جانتا ہے (۱) اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) اُن کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (۲) جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں خدا نے اُن کے دل تقوے کے لئے آزما لئے ہیں۔ اُن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۳) جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں (۴) اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ تم خود نکل کر اُن کے پاس آتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا۔ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۵) مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے (۶) اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اُس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں (۷) (یعنی) خدا کے فضل اور احسان سے۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۸) اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع

لائے۔پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے(۹) مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے(۱۰)

تفسیر سورة الحجرات آيات (۱) تا (۱۰)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں اٹھارہ آیات اور تین سو تینتالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو چھہتر حروف ہیں۔

(۱) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت مت کیا کرو اس وقت تک کہ رسول اکرم ﷺ ہی تمھیں کسی چیز کا حکم دیں یا روکیں اور نہ کسی قتل میں اور یوم النحر میں قربانی کے جانور ذبح کرنے میں یا یہ کہ نہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کیا کرو اور نہ رسول اللہ کی یا یہ کہ نہ کتاب اللہ کی مخالفت کیا کرو اور نہ سنت رسول کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ کہ کہیں تم کوئی قول و فعل بغیر حکم الٰہی اور حکم رسول کے کرو اور ڈرتے رہو اس بات سے کہ کہیں تم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت کرو اللہ تعالیٰ تمھارے سب اقوال کو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یہ آیت اصحاب رسول اکرم ﷺ میں سے تین لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے اللہ اور رسول کی جانب سے پہلے بنی سلیم کے دو افراد کو جن سے رسول اکرم ﷺ کی صلح ہوئی تھی مار ڈالا تھا اللہ تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے منع کر دیا کہ بغیر اللہ اور رسول کی اجازت کے کچھ مت کرو اللہ تعالیٰ ان دونوں کی باتوں کو سننے والا ہے اور ان کے احوال سے واقف ہے اور ان کی باتیں یہ تھیں کہ اگر ایسا ہوگا تو ایسا ہوگا۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ)

امام بخاریؒ نے ابن جریج عن ابن ابی ملیکہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کے کچھ سوار رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ ان پر قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجیے حضرت عمرؓ نے کہا کہ بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجیے ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ تم میری مخالفت کرنا چاہتے ہو عمرؓ بولے میں نے تمھاری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا غرض کہ دونوں میں تیز کلامی ہوئی حتیٰ کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اس بارے میں آیت نمبر ۱ تا ۵ نازل ہوئیں۔

اور ابن منذرؒ نے حسنؒ سے روایت کیا ہے کہ یوم النحر کو کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے پہلے قربانیاں ذبح کرلیں چنانچہ ان کو دوبارہ قربانیاں ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ''ابن ابی الدنیا'' نے ''کتاب الاضاحی'' میں ان الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کرلی تھی اس کے بارے

میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام طبرانیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ مہینہ پہلے شروع کر لیتے تھے اور رسول اکرم ﷺ سے پہلے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن جریر نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ کچھ لوگوں نے کہا کاش ہم پر یہ حکم نازل ہوتا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۲) اگلی آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت وفد بنی تمیم آیا تو رسول اکرم ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع کر دیا کہ اے ایمان والو یعنی اے ثابت تم اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ آپ سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسا آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر اس سے کھل کر بولا کرو جیسا آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر کھل کر بولا کرتے ہو۔

بلکہ تعظیم و توقیر اور احترام کے ساتھ آپ کہہ کر مخاطب کیا کرو یا نبی اللہؐ یا رسول اللہؐ وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرو۔ یوں نہ ہو کہ کبھی ترک ادب و احترام نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے تمھارے نیک اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں ان کے برباد ہونے کی خبر بھی نہ ہو۔

شان نزول : لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الخ)

نیز قتادہؓ ہی سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ آپ سے زور سے گفتگو کرتے تھے اور آپ کے سامنے آوازیں بلند کرتے تھے ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳) بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اکرم ﷺ کے سامنے نیچی رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور توحید کے لیے خالص کر دیا ہے ان کے دنیوی گناہوں کے لیے مغفرت اور آخرت میں اجر عظیم ہے یہ آیت بھی حضرت ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کی تعریف فرمائی ہے کیونکہ انھوں نے ممانعت کے بعد آواز بالکل آہستہ کر دی تھی۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ (الخ)

نیز محمد بن ثابت بن قیسؒ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ رستہ میں بیٹھ کر رونے لگے حضرت عاصم بن عدی کا ان کے پاس گزر ہوا وہ بولے کیوں روتے ہو حضرت ثابتؓ نے جواب دیا مجھے یہ آیت مبارکہ رلاتی ہے کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں یہ

آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہو اس لیے کہ میں بہت بولنے والا اور بلند آواز آدمی ہوں حضرت عاصمؓ نے اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دی آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ خوبیوں والی زندگی بسر کرو اور شہید ہو اور پھر جنت میں داخل ہو حضرت ثابتؓ کہنے لگے میں اس پر راضی ہوں اور میں کبھی بھی اپنی آواز رسول اکرم ﷺ کی آواز کے سامنے بلند نہیں کروں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۴) جو لوگ ازواج مطہرات کے حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں وہ حکم الٰہی اور توحید الٰہی اور رسول اکرم ﷺ کے احترام کو نہیں سمجھتے۔

شان نزول: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ (الخ)

امام طبرانیؒ نے اور ابو یعلیؒ نے سند حسن کے ساتھ زید بن ارقمؓ سے روایت کیا کہ عربوں میں سے کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کے حجروں پر آئے اور آ کر یا محمدؐ یا محمدؐ کہہ کر پکارنے لگے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمدؐ میری تعریف شاندار ہے اور میری مذمت بری ہے آپ نے ارشاد فرمایا یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یہ روایت مرسل ہے اور اس کے ترمذی میں بغیر ذکر نزول آیت براء بن عازب وغیرہ کی روایت سے بہت سے مرفوع شواہد موجود ہیں۔ اور ابن جریرؒ نے حسنؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

اور امام احمدؒ نے سند صحیح کے ساتھ اقرع بن حابسؓ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حجروں کے باہر سے رسول اکرم ﷺ کو پکارا آپ نے کچھ جواب نہیں دیا تب بولے اے محمدؐ میری مدح قابل ستائش ہے اور میری مذمت بہت بری ہے تب آپ نے فرمایا یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اور ابن جریرؒ نے اقرع سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور بولے اے محمدؐ ہماری طرف آیئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵) قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی عنبر کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی واقعہ یہ پیش آیا کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کی طرف ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا اور ان پر عیینہ بن حصن کو امیر بنایا چنانچہ جب یہ لشکر ان کے پاس پہنچا تو یہ سب اپنے اہل وعیال اور اموال چھوڑ کر بھاگ گئے چنانچہ ان کی اولاد قید کر کے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لائی گئی تو یہ لوگ اس غرض سے مدینہ منورہ آئے کہ فدیہ دے کر اپنی اولاد کو چھڑالیں چنانچہ دوپہر آرام کے وقت جب کہ آپ آرام فرما رہے تھے آپ کو حجرے کے باہر سے پکارا کہ محمد ﷺ ہمارے پاس آؤ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کی مذمت فرمائی اور فرمایا اگر یہ لوگ کچھ انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز کے لیے خود باہر آجاتے تو آپ خود ان کے بچوں

اور عورتوں کو آزاد کر دیتے چنانچہ حضور نے ان سے آدھے لوگوں کا فدیہ لیا اور ان کو آزاد کر دیا اور اگر یہ لوگ اب بھی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے اسی وجہ سے اس نے فوراً سزا نہیں دی۔

(٦) یہ آیت بھی ایک واقعہ کے تحت نازل ہوئی ہے وہ یہ کہ رسول اکرم ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا یہ راستہ ہی سے واپس آگئے اور اپنے خیال کے مطابق کہہ دیا کہ وہ لوگ تو میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں یہ سن کر رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ان لوگوں سے لڑائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے جیسا کہ ولید بنی مصطلق کی خبر لایا ہے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہ صحیح ہے یا غلط کہیں کسی قوم کو اپنی نادانی سے کوئی نقصان نہ پہنچا دو پھر اس لیے پچھتانا پڑے۔

شان نزول : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ (الخ)

امام احمدؒ نے سند جید کے ساتھ ابن ضرار خزاعی سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام میں داخل ہو گیا اور آپ نے مجھے زکوٰۃ کا حکم دیا میں نے اس کو بھی قبول کر لیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اپنی قوم کی طرف جاتا ہوں اور اسے اسلام اور زکوٰۃ ادا کرنے کی دعوت دیتا ہوں تو جو میری بات قبول کرلے گا اس کی زکوٰۃ میں جمع کرلوں گا تو آپ فلاں وقت میرے پاس قاصد بھیج دیں تاکہ میں نے جو زکوٰۃ کا مال جمع کیا ہو وہ آپ کے پاس لے آئے۔ چنانچہ جب حارث نے زکوٰۃ کا مال جمع کر لیا اور وہ وقت مقررہ بھی آگیا تو قاصد ان کے پاس نہ پہنچا تو حارث یہ سمجھے کہ کچھ ناراضگی پیش آگئی تو انھوں نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک وقت طے کیا تھا تاکہ اس وقت آپ قاصد بھیجیں کہ زکوٰۃ میرے پاس جمع ہوئی ہے وہ لیجائے اور رسول اکرم ﷺ کا یہاں کوئی خلیفہ بھی نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ نے ناراضگی کی وجہ سے اپنے قاصد کو نہیں بھیجا لہٰذا تم تیار ہو جاؤ تاکہ خود رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں۔

اور دوسری طرف رسول اکرم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو ان کے پاس زکوٰۃ کا مال لینے کے لیے بھیجا اور چنانچہ جب ولید روانہ ہوئے تو ان سے ڈرے اور واپس آکر اپنے خیال کے مطابق کہہ دیا کہ حارث نے زکوٰۃ کا مال نہیں دیا اور میرے قتل کا ارادہ کیا۔

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے حارث کی طرف ایک جماعت روانہ کی جب حارث نے وہ جماعت آتے دیکھی تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور بولے کہ تم لوگ کہاں بھیجے گئے ہو انھوں نے کہا کہ آپ کی طرف آئے

ہیں حارث بولے کیوں؟ انھوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے تمھاری طرف ولید بن عقبہ کو بھیجا ان کا خیال ہے کہ تم نے انھیں زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور قتل کرنا چاہا حارث بولے ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے نہ میں نے ان کو دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آئے ہیں۔

چنانچہ جب حارث رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور میرے قاصد کو قتل کرنا چاہا حارث بولے ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی (الخ) اس سند کے رجال ثقہ ہیں۔

اور امام طبرانی ؒ نے اسی طرح جریر بن عبداللّٰہ اور علقمہ بن ناجیہ اور ام سلمہ سے اور ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباسؓ اور دوسرے مرسل طریقہ سے روایت کی ہے۔

(۷) اور اے گروہ مومنین جان لو کہ تم میں رسول اکرم ﷺ موجود ہیں اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمھاری رائے پر عمل کر لیا کریں تو تمہیں بڑا نقصان پہنچے لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کامل کی محبت دی ہے اور اس کو تمھارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی مخالفت اور نفاق اور تمام گناہوں سے تمہیں نفرت دے دی۔

(۸) ایسے ہی صفات والے اللّٰہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعام سے سیدھے راستے پر ہیں۔

اور اللّٰہ تعالیٰ مسلمانوں کی بزرگی کو جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ اس نے ایمان کامل تمہیں عطا کیا اور کفر وفسوق اور عصیان سے تمھارے دلوں میں نفرت پیدا کر دی۔

(۹) اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں کتاب اللّٰہ کے ذریعے صلح کر دو۔ عبداللّٰہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی اور حضرت عبداللّٰہ بن رواحہ اور ان کی جماعت ان دونوں گروہوں کی تیز کلامی پر کچھ لڑائی ہو گئی تھی اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے منع کر دیا اور صلح کا حکم دیا کہ پھر بھی اگر ابن سلول منافق کا گروہ دوسرے پر یعنی حضرت عبداللّٰہ بن رواحہ کی جماعت پر زیادتی کرے اور حکم الٰہی کے مطابق صلح پر آمادہ نہ ہو تو اس گروہ سے لڑو جو کہ ظلم و زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ اللّٰہ کے فیصلہ پر آمادہ ہو جائے۔

شان نزول: وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ)

بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے گدھے پر سوار ہو کر عبداللّٰہ بن ابی منافق کے پاس سے گزرے۔ وہ بد بخت کہنے لگا کہ اپنے گدھے کو مجھ سے دور کرو کیونکہ آپ کے گدھے کی بد بو نے مجھے پریشان کر دیا یہ سن کر ایک انصاری بولے اللّٰہ کی قسم تجھ سے زیادہ آپؐ کا گدھا پاکیزہ اور خوشبو والا ہے تو عبداللّٰہ

منافق کی حمایت میں اس کی قوم میں سے ایک شخص غصہ ہوا غرض یہ کہ ان میں سے ہر ایک جماعت میں سے ان کے ساتھی غصہ ہوئے اور دونوں جماعتوں میں کھجوروں کی شاخوں، جوتوں اور ہاتھوں سے ایک دوسرے کی خوب پٹائی ہوئی ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور سعید بن منصورؒ اور ابن جریرؒ نے ابی مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے دو اشخاص میں باہم گالی گلوچ ہوئی اور دونوں میں سے ہر ایک کی قوم اس کی حمایت میں غصہ ہوئی چنانچہ دونوں جماعتوں میں ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ خوب لڑائی ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ عمران نامی ایک شخص انصار میں سے تھا اس کے نکاح میں ایک عورت ام زید نامی تھی اس نے اپنے گھر والوں سے ملنا چاہا تو اس کے خاوند نے اس کو جانے سے منع کیا اور اپنے مکان کے بالا خانے میں بند کر دیا اس عورت نے اپنے گھر والوں کے پاس قاصد بھیج دیا اس کی قوم نے آ کر اسے اتار لیا اور لے جانا چاہا اس شخص نے بھی باہر نکل کر گھر والوں کو بلایا تو اس کے چچا زاد بھائی چلے آئے اور انھوں نے چاہا کہ عورت اور اس کے گھر والوں کے درمیان رکاوٹ کر دیں غرض یہ کہ انھوں نے اس کی قوم کو ہٹانا چاہا اور آپس میں مار پٹائی ہوئی تو ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان کے پاس ایک قاصد بھیجا اس نے جا کر ان کے درمیان صلح کرائی اور وہ سب حکم خداوندی کی طرف لوٹ آئے۔

اور ابن جریرؒ نے حسنؒ سے روایت کیا ہے کہ دو قبیلوں میں باہم لڑائی تھی انھیں فیصل کی طرف بلایا جاتا تھا وہ اس کی بات ماننے سے انکار کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور نیز قتادہؒ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت دو انصاری افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے دونوں کے درمیان کسی بات پر جھگڑا تھا چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے اپنے خاندان کی کثرت کی وجہ سے کہا کہ میں تجھ سے زبردستی لے لوں گا اور دوسرے نے اسے اس بات کی دعوت دی کہ اس معاملہ میں رسول اکرم ﷺ سے فیصلہ کرا لیں مگر اس نے اس چیز کو نہیں مانا غرضیکہ جھگڑا چلتا رہا یہاں تک کہ دونوں میں جوتوں اور ہاتھوں کے ساتھ مار پٹائی ہوئی البتہ تلواروں سے کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوئی۔

(۱۰) مسلمان تو سب اشتراک فی الدین کی وجہ سے بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان کتاب اللہ کے ذریعہ سے اصلاح کرا دیا کرو اور اصلاح کے وقت اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے اور عذاب نہ ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ
يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا
مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ
يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ
لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾
قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا
يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ
مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ
بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا
عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع ۲

مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں (۱۱) اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔ (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بےشک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۲) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ (اور) خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بےشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے (۱۳) دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو خدا تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بےشک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۴) مومن تو وہ ہیں جو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں جان اور مال سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں (۱۵) اُن سے کہو کیا تم خدا کو اپنی دینداری جتلاتے ہو۔ اور خدا تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے۔ اور خدا ہر شے کو جانتا ہے (۱۶) یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔ بلکہ خدا تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچے (مسلمان) ہو (۱۷) بےشک خدا آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اُسے دیکھتا ہے (۱۸)

تفسیر سورۃ الحجرات آیات (۱۱) تا (۱۸)

(۱۱) اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے ایک انصاری شخص کی ماں کا تذکرہ کر کے ان کو عار دلائی تھی کہ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ان کو عار دلایا کرتے تھے اس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا اسی طرح اگلی آیت کا حصہ ازواج مطہرات میں سے دو بیویوں کے بارے میں نازل ہوا ہے کہ انھوں نے حضرت ام سلمہ کا مذاق اڑایا تھا اس چیز سے بھی اللہ تعالیٰ نے روک دیا اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ جن پر ہنستے ہیں وہ ان ہنسنے والوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور افضل ہوں اور نہ اپنے مسلمان بھائیوں کی عیب جوئی کرو اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب اور گالی گلوچ کے ساتھ پکارو۔

کیونکہ ایمان لانے کے بعد مسلمان پر گناہ کا نام لگتا ہی برا ہے جب ایک شخص اسلام لے آیا اور کفر کو چھوڑ دیا پھر اسے یہودی نصرانی مجوسی کہہ کر پکارنا ہی برا اور گناہ کی بات ہے۔

شان نزول: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الخ)

سنن اربعہؒ نے ابی جبیر بن ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص کے دو نام تھے اور تیسرا بھی نام تھا جب ایک نام لے کر اسے پکارا جاتا تو اسے ناگوار گزرتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

اور امام حاکم نے انھیں سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت میں لوگوں کے لقب تھے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو اسکے لقب کے ساتھ پکارا آپ سے کہا گیا یارسول اللہؐ یہ لقب اسے برا معلوم ہوتا ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اور امام احمد نے انہی سے ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے کہ ہمارے یعنی بنی سلمہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے دو یا تین نام نہ ہوں چنانچہ جب آپ ان میں سے کسی کو اس کے ان ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ پکارتے تو وہ لوگ کہتے یارسول اللہؐ وہ اس نام سے غصہ ہوتا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۲) اور اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

یہ آیت دو صحابیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے اپنے ساتھی حضرت سلمان فارسیؓ کی غیبت کی تھی اور حضرت اسامہؓ خادم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بدگمانی کی تھی اور ان کا سراغ لگایا تھا کہ ان کے پاس کچھ چیز

موجود ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے ان کو دینے کا حکم دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بدگمانی غیبت اور سراغ لگانے سے منع کر دیا یعنی اپنے بھائی کے آنے جانے کے بارے میں جو تم گمان کرتے ہو جیسا کہ اس مقام پر حضرت اسامہؓ کے بارے میں گمان کیا یہ گمان مت کرو۔

اور نہ کسی عیب کا کھوج لگاؤ اور نہ اس چیز کی تحقیق کرو جس کی حق تعالیٰ نے پردہ پوشی فرما دی ہے اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے جیسا کہ اس مقام پر حضرت سلمان فارسیؓ کی غیبت کی ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تم ضرور ناگوار اور حرام سمجھتے ہو پس غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اسے بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔ اور اس بات سے اللہ سے ڈرتے رہو کہ کہیں کسی کی غیبت نہ کر بیٹھو۔

شانِ نزول: وَلَا يَغْتَبْ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے کھانا کھایا پھر سو گئے اور خراٹے لینے لگے تو ایک شخص نے ان کے کھانا کھانے اور ان کے سونے کا تذکرہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے۔

(۱۳) اگلی آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے ایک شخص سے کہا تھا کہ تو فلاں کا لڑکا ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت بلالؓ قریش کے ایک گروہ سہل بن عمرو حارث بن ہشام اور ابوسفیان بن حرب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فتح مکہ کے سال ان لوگوں نے جب حضرت بلالؓ کی اذان سنی تو یہ بولے کہ حق تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو اس کے علاوہ کوئی مؤذن نہیں ملا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد و عورت یعنی آدم و حوا سے پیدا کیا ہے پھر تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا یا یہ کہ پھر تمہیں غلام اور آزاد بنایا صرف اس لیے تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو کہ جس وقت تم سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو جواب میں کہہ سکو کہ قریش سے ہوں یا کندہ وغیرہ سے۔

قیامت کے دن تو تم سب میں اللہ کے نزدیک بڑا شریف وہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اور وہ حضرت بلالؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھارے حسب و نسب کو اچھی طرح جاننے والا اور وہ ہی تمھارے اعمال اور اللہ کے نزدیک عزت والا ہونے سے پورا خبردار ہے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت بلالؓ خانہ کعبہ کی چھت پر

چڑھے اور اذان دی تو اس پر بعض لوگ کہنے لگے کیا یہ سیاہ غلام بیت اللہ کی چھت پر اذان دیتا ہے تو اس پر ان میں سے بعض نے کہا یا اپنے علاوہ دوسرے سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔

اور ابن عساکرؒ نے کہا ہے کہ میں نے ابن بشکوال کی تحریر میں پایا ہے کہ ابوبکر بن ابی داؤد نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابی ہند کے بارے میں نازل ہوئی ہے رسول اکرم ﷺ نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ اپنے میں سے کسی عورت کی ان سے شادی کر دیں اس پر وہ لوگ بولے یا رسول اللہ ہم اپنی لڑکیوں کی اپنے غلاموں سے شادی کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۴) اگلی آیت بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگ سخت فاقہ میں مبتلا ہو گئے تھے تو مع اپنے اہل و عیال سب کے سب اسلام لے آئے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے تا کہ آپ سے کچھ مال و متاع حاصل کر لیں چنانچہ ان لوگوں نے آ کر مدینہ منورہ میں گرانی پھیلا دی اور اس کے رستوں کو گندگی سے بھر دیا حقیقت میں یہ لوگ منافق تھے مگر ظاہراً کہتے تھے یا رسول اللہ ہمیں کھلایئے اور ہمارا احترام کیجیے ہم مخلص ہیں اور اپنے ایمان میں سچے ہیں۔ مگر یہ منافق تھے اپنے قول میں جھوٹے تھے حق تعالیٰ نے انھیں کے مقالہ کو روایت کر دیا کہ کچھ گنوار یعنی بنی اسد والے آپ کے پاس آ کر بلا تصدیق قلب محض زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے۔

آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے تا کہ قید اور قتل سے محفوظ رہیں۔ باقی ابھی تک تصدیق ایمان اور حلاوت ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوئی۔

لیکن اب دل سے تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مان لو اور کفر و نفاق سے توبہ کر لو جیسا کہ زبان سے اس چیز کا اظہار کرتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تمھاری نیکیوں کے ثواب میں سے ذرا بھی کمی نہ کرے گا تائب اور توبہ پر مرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

(۱۵) حقیقی مومن تو وہ ہیں جو سچائی اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر اپنے ایمان میں کبھی شک نہیں کیا اور اپنے جان و مال سے اطاعت خداوندی میں محنت اٹھائی سو یہی لوگ اپنے ایمان و اطاعت میں پورے سچے ہیں۔

(۱۶) آپ بنی اسد سے یہ بھی فرما دیجیے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے دین قبول کرنے کی خبر دیتے ہو کہ تم اس میں سچے ہو یا جھوٹے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے دلوں کی خبر ہے اور اس کے علاوہ اور بھی ان کی تمام پوشیدہ چیزوں سے واقف ہے۔

(۱۷) یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں جس کا اظہار بایں الفاظ کرتے ہیں کہ ہمیں کھانے کو

دیجیے اور ہمارا احترام کیجیے کہ ہم اسلام لے آئے۔

آپ ان سے فرما دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں تصدیق ایمان کی طرف بلایا بشرطیکہ تم اپنے اس دعویٰ ایمان میں سچے ہو۔

شانِ نزول: یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (الخ)

امام طبرانیؒ نے سند حسن کے ساتھ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ عرب کے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اسلام قبول کیا اور ہم نے آپ سے قتال نہیں کیا بنی فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں۔

اور بزارؒ نے سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے حسن سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی یہ کہ یہ چیز فتح مکہ کے وقت پیش آئی۔

اور ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ ۹ھ میں بنی اسد کے دس آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور ان میں طلحہ بن خویلا بھی تھے اور آپ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے ان لوگوں نے آکر سلام کیا ان کے متکلم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور ہم خود یا رسول اللہ ﷺ آپ کی خدمت میں آگئے اور آپ نے ہماری طرف کوئی وفد نہیں بھیجا اور ہم اور جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں سب فرمانبردار ہیں۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ دیہاتیوں یعنی بنی اسد میں سے ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور آکر کہنے لگی کہ ہم خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور ہم نے آپ سے قتال نہیں کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۸) مگر تم جھوٹے ہو سچے نہیں ہو اور اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی سب پوشیدہ چیز کو جانتا ہے۔

اور اے جماعت منافقین تمہارے نفاق سے بھی اور اگر تم توبہ نہ کرو تو تمہاری سزا سے بھی واقف ہے۔

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ (١) بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ
فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ (٢) ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ
ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ (٣) قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا
كِتٰبٌ حَفِيْظٌ (٤) بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ (٥)
اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا
مِنْ فُرُوْجٍ (٦) وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ (٧) تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ (٨)
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ (٩)
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ (١٠) رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ
بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ (١١) كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ
الرَّسِّ وَثَمُوْدُ (١٢) وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ (١٣) وَّاَصْحٰبُ
الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ (١٤)
اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (١٥)

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ق۔ قرآن مجید کی قسم (کہ محمدؐ پیغمبر خدا ہیں) (۱) لیکن ان لوگوں نے تعجب کیا کہ انہی میں سے ایک ہدایت کرنے والا اُنکے پاس آیا تو کافر کہنے لگے کہ یہ بات تو (بڑی) عجیب ہے (۲) بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی ہوگئے (تو پھر زندہ ہوں گے؟) یہ زندہ ہونا (عقل سے) بعید ہے (۳) اُن کے جسموں کو زمین جتنا (کھا کھا کر) کم کرتی جاتی ہے ہم کو معلوم ہے۔ اور ہمارے پاس تحریری یادداشت بھی ہے (۴) بلکہ (عجیب بات یہ ہے کہ) جب اُن کے پاس (دین) حق آپہنچا تو اُنہوں نے اُس کو جھوٹ سمجھا سو یہ ایک اُلجھی ہوئی بات میں (پڑ رہے) ہیں (۵) کیا اُنہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نگاہ نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیونکر بنایا اور (کیونکر) سجایا اور اس میں کہیں شگاف تک نہیں (۶) اور زمین کو (دیکھو اسے) ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اُگائیں (۷) تاکہ رجوع لانے والے بندے ہدایت اور نصیحت حاصل کریں (۸) اور آسمان سے برکت والا پانی اُتارا اور اُس سے باغ و بستان اُگائے اور کھیتی کا اناج (۹) اور لمبی لمبی کھجوریں جن کا گابھا تہ بہ تہ ہوتا ہے (۱۰) (یہ سب کچھ) بندوں کو روزی دینے کیلئے (کیا ہے) اور اُس (پانی) سے ہم نے شہر مردہ (یعنی زمین افتادہ) کو زندہ کیا (بس) اسی طرح (قیامت کے روز) نکل پڑنا ہے (۱۱) اُن سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں والے اور ثمود جھٹلا چکے ہیں (۱۲) اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی (۱۳) اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم (غرض) اُن سب نے پیغمبروں والوں کو جھٹلایا تو ہمارا وعید (عذاب) بھی پورا ہو کر رہا (۱۴) کیا ہم پہلی بار پیدا کرکے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ از سر نو پیدا کرنے میں شک میں (پڑے ہوئے) ہیں (۱۵)

تفسیر سورۃ قٓ آیات (۱) تا (۱۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پینتالیس آیات اور تین سو پچانوے کلمات اور ایک ہزار چار سو نوے حروف ہیں۔

(۱۔۲) قٓ۔ یہ دنیا میں سبز رنگ کا پہاڑ ہے اس کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور قسم ہے قرآن مجید کی۔ قریش سے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے تو اس پر ان لوگوں کو تعجب ہوا اس وجہ سے اللہ

تعالیٰ قسم کھا کر بیان کرتا ہے اور ان تعجب کرنے والوں میں ابی بن خلف۔ امیہ بن خلف۔ منبہ بن الحجاج اور نبیہ بن حجاج ہیں کہ ان لوگوں کو اس پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان کے خاندان میں سے ایک ڈرانے والا رسول ان کے پاس آیا۔

(۳) اس پر کفار مکہ بالخصوص مذکورہ لوگ کہنے لگے کہ محمد ﷺ جو کہتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے یہ عجیب بات ہے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی وریزہ ریزہ ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہوں گے یہ محمد ﷺ کی بات امکان سے بہت ہی بعید ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ ان کی اس بات میں فرماتا ہے کہ ہم ان کے ان اجزاء کو جانتے ہیں جن کو ان کے مرنے کے بعد مٹی کھاتی اور کم کرتی ہے اور جو اجزاء چھوڑتی ہے۔

اور ہمارے پاس ایسی کتاب جو شیطانی تصرفات سے محفوظ یعنی لوح محفوظ میں موجود ہے اس میں ان کا مرنا اور قید میں ٹھہرنا اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونا سب لکھا ہوا ہے۔

(۵) بلکہ یہ لوگ تو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جب کہ محمد ﷺ اسے ان کے پاس لے کر آئے جھٹلاتے ہیں۔ یہ قسم کا جواب ہے کہ محمد ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے بلکہ یہ گمراہی یا یہ کہ متزلزل حالت میں ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ان کی حالت ہی مختلف ہے کہ بعض ان میں سے تکذیب کرتے ہیں اور بعض تصدیق کرتے ہیں۔

(۶) کیا ان کفار مکہ نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو بلاستون کے کیسا اونچا بنایا ہے اور آسمان کو ستاروں سے آراستہ کیا ہے اس میں کوئی رخنہ اور پھٹن شگاف اور کوئی عیب تک نہیں۔

(۷۔۸) اور زمین کو ہم نے پانی پر بچھایا ہے اور زمین پر پہاڑوں کو جما دیا جو اس کی میخیں ہیں تاکہ زمین ان کو لے کر حرکت نہ کرنے لگے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں لگائیں تاکہ یہ دیکھیں اور نصیحت حاصل کریں یا یہ کہ جو غور وفکر اور نصیحت کا ذریعہ ہے ہر اس بندے کے لیے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔

(۹۔۱۰) اور ہم نے آسمان سے اگانے والا اور فائدہ والا پانی برسایا جس میں ہر ایک چیز کی زندگی ہے اور پھر اس پانی سے بہت سے باغات اگائے اور کئی قسم کی کھیتیوں کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جن کے گچھے خوب گوندھے ہوتے ہیں۔

(۱۱) مخلوق کو رزق دینے کے لیے ہم نے اس بارش سے مردہ اور بنجر زمین کو زندہ کیا اسی طرح تم لوگ زندہ کیے جاؤ گے اور قیامت کے دن قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

(۱۲۔۱۴) اے محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کی اور اصحاب الرس رس یمامہ کے قریب ایک کنواں ہے یعنی قوم شعیب، شعیب علیہ السلام کی اور ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی اور عاد حضرت ہود کی اور فرعون اور اس کی قوم موسیٰ علیہ السلام کی اور قوم لوط حضرت لوط علیہ السلام کی اور اصحاب ایکہ بھی شعیب علیہ السلام کی اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں۔ تبع حمیر

کے بادشاہ کا نام ہے ان کا نام اسعد اور کنیت ابوکرب ہے یہ مرد مسلم تھے ان کے پیروی کی کثرت کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑا۔

جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کی تکذیب کرتی ہے ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا لہٰذا اس تکذیب کی وجہ سے ان سب پر میری سزا محقق ہوگئی اور ان پر عذاب نازل ہوا۔

(۱۵) سو کیا ہم ان کو پہلی بار پیدا کرنے میں تھک گئے کہ جس کی وجہ سے مرنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ نہ کرسکیں گے بلکہ یہ قریش مرنے کے بعد زندہ کرنے کے بارے میں فضول ہی شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ
وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ
فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿٢٠﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ
وَشَهِيدٌ ﴿٢١﴾ لَّقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿٢٣﴾
أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿٢٥﴾
الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٢٦﴾
قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ
لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾

اور ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو خیالات اُس کے دل میں گزرتے ہیں ہم اُن کو جانتے ہیں۔ اور ہم اس کی رگ جان سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں (۱۶) جب (وہ کوئی کام کرتا ہے تو) دو لکھنے والے جو دائیں بائیں بیٹھتے ہیں لکھ لیتے ہیں (۱۷) کوئی بات اُس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اُس کے پاس تیار رہتا ہے (۱۸) اور موت کی بیہوشی حقیقت کھولنے کو طاری ہوگئی۔ (اے انسان) یہی (وہ حالت ہے) جس سے تو بھاگتا تھا (۱۹) اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی (عذاب کی) وعید کا دن ہے (۲۰) اور ہر شخص (ہمارے سامنے) آئے گا۔ ایک (فرشتہ) اُس کے ساتھ چلانے والا ہوگا اور ایک (اُس کے عملوں کی) گواہی دینے والا ہوگا (۲۱) (یہ وہ دن ہے کہ) اس سے تُو غافل ہو رہا تھا۔ اب ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے (۲۲) اور اس کا ہم نشین (فرشتہ) کہے گا کہ یہ (اعمال نامہ) میرے پاس حاضر ہے (۲۳) (حکم ہوگا کہ) ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو (۲۴) جو مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھنے والا شبہے نکالنے والا تھا (۲۵) جس نے خدا کے ساتھ اور معبود مقرر کر رکھے تھے۔ تو اُس کو سخت عذاب میں ڈال دو (۲۶) اُس کا ساتھی (شیطان) کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ آپ ہی رستے سے بھٹکا ہوا تھا (۲۷) (خدا) فرمائے گا کہ ہمارے حضور میں رد و کد نہ کرو۔ ہم تمہارے پاس پہلے ہی (عذاب کی) وعید بھیج چکے تھے (۲۸) ہمارے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور ہم بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتے (۲۹)

تفسیر سورۃ قٓ آیات (۱۶) تا (۲۹)

(۱۶) اور ہم نے تمام اولاد آدم کو یا یہ کہ ابوجہل کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو بھی جانتے ہیں سو ہم علم اور قدرت کے اعتبار سے انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ کیوں کہ اس رگ میں انسان کو باعتبار روح کے قریب زائد ہوتا ہے اور اس کے کاٹنے سے انسان مر جاتا ہے اور حبل اور ورید دونوں ایک ہی ہیں۔

(۱۷) جب دو اخذ کرنے والے فرشتے انسان کے اعمال کو جو اس سے صادر ہوتے ہیں لکھتے رہتے ہیں جو اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے رہتے ہیں۔

(۱۸۔۱۹) کہ انسان کوئی لفظ بھی منہ سے نکالنے نہیں پاتا خواہ نیک ہو یا برا مگر اس کے پاس ایک تاک لگانے والا موجود رہتا ہے کہ دائیں طرف کا فرشتہ نیکی اور بایاں فرشتہ بدی لکھتا رہتا ہے موت کی سختی شقاوت اور سعادت کے ساتھ آ پہنچی یہ وہ چیز ہے کہ جس سے تو اے انسان بدکتا اور بھاگتا تھا۔

(۲۰۔۲۳) اور صور پھونکا جائے گا جس سے سب زندہ ہو جائیں گے یہی اولیں و آخریں کی وعید کا دن ہوگا جس میں سب جمع کیے جائیں گے اور میدان حشر میں قیامت کے دن ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جن میں سے وہ فرشتہ جو اس کی برائیاں لکھتا تھا وہ اسے اپنے پروردگار کی طرف ساتھ لائے گا اور دوسرا فرشتہ جو اس کی نیکیاں لکھا کرتا تھا وہ پروردگار کے سامنے اس پر گواہ ہوگا خطاب ہوگا کہ اے انسان تو اس دن سے بے خبر اور غافل تھا سو اب ہم نے تیرے اعمال پر سے پردہ غفلت ہٹا دیا جو تیرے لیے دار دنیا میں حجاب بنا ہوا تھا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے یا یہ کہ بعث بعد الموت کے بارے میں آج تو تیرا علم بڑا وسیع ہے اور اس کے بعد فرشتہ کاتب اعمال جو اس کی نیکیاں یا یہ کہ اس کی برائیاں لکھا کرتا تھا کہے گا یہ ہے وہ روزنامچہ جس پر میں متعین تھا جو میرے پاس تیار ہے۔

(۲۴۔۲۶) حکم الٰہی ہوگا ہر ایسے شخص مثلاً ولید بن مغیرہ مخزومی کو دوزخ میں ڈال دو جو کہ کفر کرنے والا اور ایمان سے اعراض کرنے والا ہو اور اپنی اولاد در اولاد اور رشتہ داروں کو ایمان لانے سے روکتا ہو دھوکا باز اور ظالم ہو شبہ پیدا کرنے والا ہو اللّٰہ تعالٰی پر بہتان لگانے والا ہو جس نے معاذ اللّٰہ اللّٰہ کے لیے اولاد اور شریک تجویز کیا ہو پھر اس کاتب اعمال کو حکم ہوگا کہ ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو۔

(۲۷) یہ سن کر وہ کافر کہے گا اے پروردگار اس فرشتے نے میری برائیاں لکھنے میں جلدی کی اور میرے کہنے اور کرنے ہی سے پہلے اس نے میرے نام پر برائیاں لکھ ڈالیں وہ کاتب سیئات فرشتہ کہے گا کہ پروردگار میں نے لکھنے میں کسی قسم کی کوئی جلدی نہیں کی جب تک کہ اس نے بات کہی اور کی نہ ہو یا یہ کہ اس قرین سے مراد وہ شیطان ہے جو

اس کے ساتھ رہتا تھا وہ اپنے پروردگار کے سامنے معذرت پیش کرے گا کہ اے پروردگار میں نے اسے جبراً گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ تو خود ہی حق وہدایت سے دور دراز کی گمراہی میں تھا۔

(۲۸-۲۹) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ میرے سامنے جھگڑے والی باتیں مت کرو میں تو پہلے ہی سے کتاب میں بذریعہ رسولؐ تمہیں اس دن سے ڈرا چکا تھا میرے یہاں ان جھوٹی باتوں سے یہ وعید نہیں بدلی جائے گی یا یہ کہ آج کے دن میں اپنے بندوں پر جو فیصلہ کر چکا ہوں اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی یا یہ کہ میرے سامنے بار بار بات نہیں ہوگی اور بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں کہ بغیر جرم کے ان کی گرفت کروں۔

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ
وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝٣٠ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝٣١
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝٣٢ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ
وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝٣٣ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝٣٤
لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝٣٥ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ
قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝٣٦
إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ
شَهِيْدٌ ۝٣٧ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ
أَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝٣٨ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝٣٩ وَمِنَ الَّيْلِ
فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝٤٠ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ
قَرِيْبٍ ۝٤١ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝٤٢
إِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝٤٣ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ
سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝٤٤ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ أَنْتَ
عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۗ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝٤٥ ع

اُس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (۳۰) اور بہشت پرہیز گاروں کے قریب کر دی جائے گی (کہ مطلق) دور نہ ہوگی (۳۱) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع لانے والے حفاظت کرنے والے سے (۳۲) جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع لانے والا دل لے کر آیا (۳۳) اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے (۳۴) وہاں وہ جو چاہیں گے اُن کے لئے حاضر ہے اور ہمارے ہاں اور بھی (بہت کچھ) ہے (۳۵) اور ہم نے اُن سے پہلے کئی امتیں ہلاک کر ڈالیں وہ اُن سے قوت میں کہیں بڑھ کر تھے وہ شہروں میں گشت کرنے لگے۔ کیا کہیں بھاگنے کی جگہ ہے؟ (۳۶) جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے (۳۷) اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) اُن میں ہے سب کو چھ دن میں بنا دیا اور ہم کو ذرا بھی تکان نہیں ہوا (۳۸) تو جو کچھ یہ (کفار) بکتے ہیں اس پر صبر کرو اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو (۳۹) اور رات کے بعض اوقات میں بھی اور نماز کے بعد بھی اس (کے نام) کی تنزیہ کیا کرو (۴۰) اور سنو جس دن پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے پکارے گا (۴۱) جس دن لوگ چیخ یقیناً سن لیں گے۔ وہی نکل پڑنے کا دن ہے (۴۲) ہم ہی تو زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے (۴۳) اُس دن زمین اُن پر سے پھٹ جائے گی اور وہ جھٹ پٹ نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ جمع کرنا ہمیں آسان ہے (۴۴) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور تم اُن پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو (۴۵)

تفسیر سورۃ قٓ آیات (۳۰) تا (۴۵)

(۳۰۔۳۱) جس دن ہم دوزخ سے کہیں گے کہ جیسا کہ تجھ سے بھرنے کا وعدہ کر رکھا ہے تو بھر گئی! اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ کہے گی کہ میں بھر گئی ہوں باقی کچھ اور بھی ہے تو اس میں ایک فرد کی بھی جگہ باقی نہ ہوگی۔ اور جنت کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے قریب لائی جائے گی ان سے وہ کچھ دور نہ رہے گی۔

(۳۲۔۳۵) اور ان سے کہا جائے گا یہ فضیلت وہ ہے جس کا تم سے دنیا میں اس طرح وعدہ کیا جاتا تھا کہ یہ ہر ایسے شخص کے لیے ہے جو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی طرف رجوع ہونے والا ہو اور خلوت میں احکام خداوندی یا یہ کہ نمازوں کی پابندی کرنے والا ہو۔ غرض کہ جو شخص اللّٰہ کی بغیر دیکھے عبادت کرتا ہوگا اور اللّٰہ کے پاس خلوص والی عبادت اور توحید لے کر آئے گا ان سے اللّٰہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جنت میں عذاب سے مامون و مطمئن ہو کر داخل ہو جاؤ۔

اور اہل جنت، جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان کو جنت میں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے اور ان کو دیدار خداوندی بھی نصیب ہوگا یا یہ کہ ہر ایک دن اور ہر گھڑی پر ان کے ثواب اور فضیلت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

(۳٦) اور ہم آپ کی قوم سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں آپ کی قوم سے کہیں زیادہ تھے اور اپنی تجارتوں کے سلسلہ میں تمام شہروں کا سفر کرتے اور ان کو چھانتے پھرتے تھے۔

لیکن جب ہمارا عذاب ان پر نازل ہوا تو انھیں کوئی جائے پناہ اور بھاگنے کی جگہ تک نہ ملی یا یہ کہ ان میں سے کیا کوئی باقی رہا۔

(۳۷) ہلاک ہونے والوں کے اس واقعہ میں آپ کی قوم کے لیے بڑی عبرت ہے جس کے پاس فہیم دل ہو یا وہ کم از کم دل سے متوجہ ہو کر قرآن کریم سننے کی طرف کان ہی لگا دیتا ہو۔

(۳۸) اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوق کو چھ دن کی مقدار کے موافق زمانہ میں پیدا کیا ہر ایک دن ان ایام کے مطابق ہزار سال کے برابر تھا اول ان دنوں میں اتوار اور آخری جمعہ کا دن تھا اور ہمیں تھکاوٹ نے چھوا تک نہیں۔

جیسا کہ اللّٰہ کے دشمن یہودی اللّٰہ پر جھوٹ باندھتے تھے کہ معاذ اللّٰہ جب اللّٰہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو پیدا کر کے فارغ ہوا تو اس نے ایک پیر دوسرے پیر پر رکھا اور ہفتہ کے دن آرام کیا۔

شانِ نزول: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الخ)

امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ یہودی رسول

اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے انھوں نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتوار اور پیر کے دن زمین پیدا فرمائی اور منگل کے دن پہاڑوں کو اور جو کچھ ان میں منافع ہیں ان سب کو پیدا کیا اور بدھ کے دن درختوں اور پانی اور شہروں اور آبادیوں اور ویران مقامات کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن کی جو تین ساعتیں باقی رہ گئی تھیں اس میں ستاروں چاند، سورج اور فرشتوں کو پیدا کیا چنانچہ جمعہ کی پہلی ساعت میں مدتوں کو پیدا کیا تاکہ جسے مرنا تھا وہ مر گیا اور دوسری ساعت میں تمام ان چیزوں پر جن سے انسان فائدہ حاصل کرتے ہیں آفتوں کو ڈالا اور تیسری ساعت میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کو جنت میں سکونت عطا کی اور ابلیس کو انھیں سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اس آخری ساعت میں ان کو جنت سے نکالا یہ سن کر یہود بولے محمد ﷺ پھر کیا ہوا آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہوا یہودی بولے آپ نے صحیح فرمایا گر آپ پوری بات بیان کرتے اور بولے کہ معاذ اللہ پھر اللہ تعالیٰ نے آرام فرمایا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ بہت سخت غصہ ہوئے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳۹) سو آپ ان یہودیوں کی باتوں پر یا ان پانچ مذاق اڑانے والے گروہوں کی باتوں پر جن کا ہم نے دوسرے مقام پر تذکرہ کیا ہے صبر کیجیے اور آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے مثلاً صبح کی نماز اور اس کے غروب ہونے سے پہلے یعنی ظہر وعصر۔

(۴۰) اور رات کو بھی نماز پڑھتے رہا کیجیے یعنی مغرب وعشاء یا یہ کہ تہجد اور فرض نمازوں کے بعد جیسا کہ مغرب کے بعد کی دو سنتیں ہیں۔

(۴۱۔۴۲) اور محمد ﷺ اس پکار کو سنیے جس دن ایک پکارنے والا آسمان کے قریب سے پکارے گا یعنی بیت المقدس کے درمیان سے پکارے گا اور یہ جگہ آسمان سے بہ نسبت تمام روئے زمین کے بارہ میل قریب ہے یا یہ کہ قریب سے پکارے گا کہ اس کی آواز سب لوگ اپنے پیروں کے نیچے سے سنیں گے۔

یا یہ کہ محمد ﷺ آپ اس دن کے لیے نیک اعمال کریں یا یہ کہ جس دن صور پھونکی جائے گی آپ اس کے منتظر رہیں اور قبروں سے نکلنے کے اس حکم کو اس روز سب سن لیں گے اور یہی قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا یعنی قیامت کا۔

(۴۳) ہم ہی دوبارہ زندہ کریں گے اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں اور مرنے کے بعد سب کو پھر ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

(۴۴) جس روز زمین ان پر سے کھل جائے گی اور وہ سب قبروں سے دوڑتے ہوں گے یہ جمع کر لینا ہمارے لیے آسان ہے۔

(۴۵) جو کچھ یہ لوگ حیات بعد الموت کے بارے میں یا کہ دنیا میں کرتے ہیں ہم اس کو خوب جانتے ہیں اور آپ ان پر ایمان لانے پر جبر کرنے والے نہیں بھیجے گئے اب اس کے بعد کفار سے قتال کا حکم دیا ہے کہ آپ قرآن کریم کے ذریعے سے ایسے شخص کو جو میری وعید سے ڈرتا ہو اور جو نہ ڈرتا ہو نصیحت کرتے رہیے کیوں کہ آپ کی نصیحت ایسا ہی شخص قبول کرے گا جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو۔

شان نزول: فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے عمرو بن قیس کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کچھ ہمیں آخرت سے ڈراتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی نیز عمرو سے مرسلاً اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝١ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝٢ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝٣ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝٤ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝٥ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝٦ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝٩ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝١١ يَسْـَٔـلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٢ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝١٣ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝١٤ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝١٥ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝١٦ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝١٧ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝١٨ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝١٩ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝٢٠ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝٢١ وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝٢٢ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝٢٣

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بکھیرنے والیوں کی قسم جو اُڑا کر بکھیر دیتی ہیں (۱) پھر (پانی کا) بوجھ اُٹھاتی ہیں (۲) پھر آہستہ آہستہ چلتی ہیں (۳) پھر چیزیں تقسیم کرتی ہیں (۴) کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے (۵) اور انصاف (کا دن) ضرور واقع ہوگا (۶) اور آسمان کی قسم جس میں رستے ہیں (۷) کہ (اے اہل مکہ) تم ایک متناقض بات میں (پڑے ہوئے) ہو (۸) اس سے وہی پھرتا ہے جو (خدا کی طرف سے) پھیرا جائے (۹) اٹکل دوڑانے والے ہلاک ہوں (۱۰) جو بے خبری میں بھولے ہوئے ہیں (۱۱) پوچھتے ہیں کہ جزا کا دن کب ہوگا؟ (۱۲) اُس دن (ہوگا) جب اُن کو آگ میں عذاب دیا جائے گا (۱۳) اب اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔ یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی مچایا کرتے تھے (۱۴) بے شک پرہیزگار بہشتوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے (۱۵) (اور) جو جو (نعمتیں) اُن کا پروردگار انہیں دیتا ہوگا اُن کو لے رہے ہوں گے۔ بے شک وہ اس سے پہلے نیکیاں کرتے تھے (۱۶) رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے (۱۷) اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے (۱۸) اور اُن کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا تھا (۱۹) اور یقین کرنے والوں کیلئے زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں (۲۰) اور خود تمہارے نفوس میں۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں (۲۱)

اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے (۲۲) تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم یہ (اسی طرح) قابل یقین ہے جس طرح تم بات کرتے ہو (۲۳)

تفسیر سورة الذاریٰت آیات (۱) تا (۲۳)

یہ سورت مکی ہے اس میں ساٹھ آیتیں اور تین سو ساٹھ کلمات اور ایک ہزار دو ستاسی حروف ہیں۔

(۱۔۶) قسم ہے ان ہواؤں کی جو کہ لوگوں کے مقامات پر غبار اڑاتی ہیں اور پھر ان بادلوں کی قسم کھاتا ہوں جو بارش کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

پھر ان کشتیوں کی جو کہ نرمی کے ساتھ چلتی ہیں اور پھر ان فرشتوں یعنی جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت کی جو بندوں میں حکم کے مطابق چیزیں تقسیم کرتے ہیں غرض ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حساب و کتاب یعنی اعمال کی جزا و سزا ضرور ہونے والی ہے۔

(۷) اور قسم ہے آسمان کی جو کہ حسن و جمال درنگی اور فرشتوں کے چلنے کے لیے رستوں والا ہے یا یہ کہ جو چاند و سورج اور ستاروں والا ہے یا یہ کہ وہ پانی کی طرح رستوں والا ہے جیسا کہ پانی میں ہوا کی وجہ سے رستے بن جاتے ہیں یا یہ کہ وہ ریت کے اڑنے کی طرح ہے جب کہ اسے ہوا اڑاتی ہے یا یہ کہ وہ گھنگریالے بالوں کی طرح ہے یا یہ کہ وزر ہوں کے خانوں کی طرح ہے یا ذات الحبک سے ساتواں آسمان مراد ہے غرض کہ یہ آخری قسم ہے۔

(۸۔۹) قسم کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مکہ والو تم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے بارے میں مختلف باتیں کرتے ہو کہ تم میں سے بعض تصدیق کرتے ہیں اور بعض تکذیب۔ رسول اکرم ﷺ اور قرآن سے وہی پھرتا ہے جسے حق و ہدایت ہی سے پھرنا ہوتا ہے۔

(۱۰۔۱۱) اور ولید بن مغیرہ، ابوجہل، ابی بن خلف، امیہ بن خلف، نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج ہے کہ انھوں نے لوگوں کو واہی جھوٹی قسمیں کھا کھا کر رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق سے ہٹایا۔

جھوٹ بولنے والے یعنی بنی مخزوم ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی غارت اور ملعون ہو جائیں گے جو کہ جہالت میں آخرت سے اندھے اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۲۔۱۳) اور بنی مخزوم بطور مذاق پوچھتے ہیں کہ اے محمد ﷺ وہ قیامت کا دن کب ہوگا جس میں عذاب دیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کا دن وہ ہوگا جس روز یہ آگ میں جلائے جائیں گے یا یہ کہ آگ پر رکھے جائیں گے یا یہ کہ ان کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا یا یہ کہ یہ لوگ دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے۔

(۱۴) تب وہاں کے محافظ انھیں کہیں گے کہ اپنے جلنے بھننے کا اور عذاب کا مزہ چکھو یہ وہی عذاب ہے جس کی تم دنیا

میں جلدی مچایا کرتے تھے۔

(۱۵۔۱۸) اب اللّٰہ تعالیٰ اہل ایمان یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا مقام بیان فرماتا ہے کہ کفر وشرک اور برائیوں سے بچنے والے باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں ہوں گے اور جنت میں ان کے پروردگار نے جو انھیں اجر وثواب عطا کیا ہوگا اس سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے یا یہ کہ دنیا میں ان کے پروردگار نے جو ان کو حکم دیا تھا اس کی کمال کے ساتھ تعمیل کرنے والے ہوں گے اور کیوں نہ ہوں وہ اس ثواب اور درجات کی بلندی سے پہلے بھی دنیا میں قول فعل سے نیکوکار تھے۔ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں خوب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

(۱۹۔۲۰) اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی سب کا حق تھا اور محروم ایسے شخص کو بھی کہتے ہیں جو اپنے اجر وغنیمت سے محروم ہو گیا ہو یا یہ کہ محروم سے وہ پیشہ ور آدمی مراد ہے جس کا ذریعہ معاش بہت تنگ ہو اور ایک دن کی روزی بھی اسے میسر نہ ہو۔

شانِ نزول: وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن بن محمد بن الحنفیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا تو اسے فتح اور خوب غنیمت حاصل ہوئی اس لشکر کے فارغ ہونے کے بعد ایک دوسری قوم آئی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ان لوگوں کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں زمین کی کائنات میں بہت سی نشانیاں ہیں جیسا کہ درخت جانو پہاڑ اور سمندر وغیرہ اور خود تمھاری ذات میں بھی نشانیاں ہیں جیسا کہ امراض درد اور قسم قسم کی مصیبتیں یہاں تک کہ صرف ایک رستہ سے کھاتا ہے اور دو مقامات سے اس کے فضلہ کا اخراج کرتا ہے کیا تم نہیں سمجھتے کہ اللّٰہ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں اس میں غور کرو اور آسمان سے تمھارا رزق یعنی بارش آتی ہے اور وہیں جنت موجود ہے یا یہ کہ آسمان کے پروردگار کے ذمہ تمھیں رزق پہنچانا ہے اور جو تم سے ثواب وعتاب کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

(۲۲۔۲۳) سو قسم ہے آسمان وزمین کے رب کی کہ تم سے جو رزق کے بارے میں بیان کیا گیا ہے وہ حق ہے اور ایسا یقینی جیسا کہ تم کلمہ طیبہ پڑھتے ہو۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

بھلا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے (۲۴) جب وہ اُن کے پاس آئے تو سلام کہا۔ انہوں نے بھی (جواب میں) سلام کہا (دیکھا تو) ایسے لوگ کہ نہ جان نہ پہچان (۲۵) تو اپنے گھر جا کر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لائے (۲۶) (اور کھانے کیلئے) اُن کے آگے رکھ دیا کہنے لگے کہ آپ تناول کیوں نہیں کرتے؟ (۲۷) اور دل میں اُن سے خوف معلوم کیا۔ انہوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے اور اُن کو ایک دانشمند لڑکے کی بشارت بھی سنائی (۲۸) تو ابراہیم کی بیوی چلاتی آئیں اور اپنا منہ پیٹ کر کہنے لگیں کہ (اے ہے، ایک تو) بڑھیا اور (دوسرے) بانجھ (۲۹) انہوں نے کہا (ہاں) تمہارے پروردگار نے یوں ہی فرمایا ہے۔ وہ بےشک صاحب حکمت (اور) خبردار ہے (۳۰)

تفسیر سورۃ الذاریٰت آیات (۲۴) تا (۳۰)

(۲۴) اے محمد ﷺ کیا ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی جن کی بھنے ہوئے بچھڑے سے مہمان نوازی کی گئی تھی آپ تک حکایت پہنچی ہے۔

(۲۵۔۲۶) جب کہ وہ یعنی جبریل امین اور فرشتے یا یہ کہ بارہ فرشتے اور ان کے پاس آئے اور آ کر ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے بھی ان کے سلام کا جواب دیا اور کیوں کہ ان کو پہچانا نہیں اور اس سرزمین میں یہ طریقہ سلام رائج تھا تو کہنے لگے انجان لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور اپنے مہمانوں کے پاس ایک فربہ بچھڑا پکا ہوا لے کر آئے اور اس بچھڑے کو اپنے مہمانوں کے سامنے لا کر رکھا۔

(۲۷) مہمانوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔

(۲۸) جب پھر بھی انھوں نے نہ کھایا تو ان سے ابراہیم علیہ السلام دل میں خوف زدہ ہوئے اور سمجھے کہیں یہ دشمن نہ ہوں کیوں کہ اس زمانہ میں جب کوئی شخص اپنے ساتھی کا کھانا کھالیتا تھا وہ اس سے مطمئن ہو جاتا تھا غرض کہ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف کو محسوس کیا تو وہ بولے ابراہیم آپ ہم سے ڈریے مت ہم آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے ایک فرزند کی بشارت دی جو بچپن ہی سے بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم اور عظیم المرتبت ہوگا یعنی اسحاق علیہ السلام۔

(۲۹۔۳۰) اتنے میں یہ گفتگو کہیں سے سن کر ان کی بیوی حضرت سارہ پکارتی آئیں اور تعجب سے اپنے ماتھے اور چہرے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں اول تو بڑھیا پھر بانجھ اس وقت بچہ پیدا ہونا بھی عجیب ہے حضرت جبریل اور ان کے ساتھ والے کہنے لگے اے سارہ جیسا ہم نے تم سے بیان کیا ہے تمھارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے وہ بانجھ اور غیر بانجھ کے لیے لڑکے کا حکم دیتا ہے اور جو تم سے پیدا ہونے والا ہے وہ اس سے واقف ہے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ
اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً
عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً
لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى
فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝
فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ وَفِيْ عَادٍ
اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ
اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى
حِيْنٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ
يَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ۝
وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

(ابراہیم نے) کہا کہ فرشتو! تمہارا مدعا کیا ہے؟ (۳۱) انہوں نے کہا کہ ہم گنہگاروں کی طرف بھیجے گئے ہیں (۳۲) تاکہ ان پر کھنگر برسائیں (۳۳) جن پر حد سے بڑھ جانے والوں کیلئے تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کردیئے گئے ہیں (۳۴) تو وہاں جتنے مومن تھے ان کو ہم نے نکال لیا (۳۵) اور اس میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا (۳۶) اور جو لوگ عذاب الیم سے ڈرتے ہیں ان کے لئے وہاں نشانی چھوڑ دی (۳۷) اور موسیٰ (کے حال) میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے انکو فرعون کی طرف کھلا ہوا معجزہ دے کر بھیجا (۳۸) تو اس نے اپنی جماعت (کے گھمنڈ) پر منہ موڑ لیا اور کہنے لگا یہ تو جادوگر ہے یا دیوانہ (۳۹) تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور ان کو دریا میں پھینک دیا اور وہ کام ہی قابل ملامت کرتا تھا (۴۰) اور عاد (کی قوم کے حال) میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر نامبارک ہوا چلائی (۴۱) وہ جس چیز پر چلتی اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی (۴۲) اور (قوم) ثمود (کے حال) میں بھی (نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت تک فائدہ اٹھالو (۴۳) تو انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔ سو ان کو کڑک نے آ پکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے (۴۴) پھر وہ نہ تو اٹھنے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ مقابلہ ہی کر سکتے تھے (۴۵) اور اس سے پہلے (ہم) نوح کی قوم کو (ہلاک کر چکے تھے) بے شک وہ نافرمان لوگ تھے (۴۶)

تفسیر سورۃ الذاریٰت آیات (۳۱) تا (۴۶)

(۳۱۔۳۶) پھر حضرت ابراہیمؑ فرشتوں سے فرمانے لگے کہ تمہیں بڑی مہم کیا درپیش ہے اور کس مقصد کے تحت تم آئے ہو وہ کہنے لگے ہم ایک مشرک قوم یعنی قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں جنھوں نے ناپاک کاموں کا ارتکاب کر کے خود اپنی ہلاکت کو لازم کر لیا۔ تاکہ ہم ان پر کھنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے پروردگار کی طرف سے خاص نشان بھی ہے کہ سرخی پر سیاہ لکیر بنی ہوئی ہے اور یہ پتھر اللہ کی طرف سے مشرکین کے لیے ہیں۔ تو ہم نے جتنے موحد تھے سب کو لوط ؑ کی بستیوں سے علیحدہ کر لیا سو ان بستیوں میں سوائے مقربین کے ایک گھر کے مسلمانوں کا اور کوئی گھر ہم نے وہاں نہیں پایا۔

(۳۷) اور وہ گھر لوط ؑ اور ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور زنتا کا تھا اور ہم نے قوم لوط کی بستیوں کی ہلاکت میں ایسے لوگوں کے لیے ایک عبرت رہنے دی جو آخرت میں دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اور ان کے افعال کی پیروی نہیں کرتے۔

(۳۸۔۳۹) اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بھی عبرت ہے جب کہ ہم نے ان کو فرعون کے پاس واضح دلیل یعنی عصا اور ید بیضاء دے کر بھیجا تو فرعون نے مع اپنے تمام لشکر کے اس معجزہ اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ جادوگر یا مجنوں ہیں۔

(۴۰) سو ہم نے اس کو اور اسکے تمام لشکر کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا اور وہ اللہ کی جانب سے مبغوض تھا خود اپنے آپ ہی کو ملامت کر رہا تھا۔

(۴۱۔۴۲) اور قوم ہود علیہ السلام کے واقعہ میں بھی عبرت ہے جب کہ ہم نے ان پر سخت ترین نامراد آندھی بھیجی کہ اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت ہی نہ تھی جس چیز پر وہ گزرتی تھی اس کو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز مٹی کی طرح ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

(۴۳۔۴۴) اور صالح علیہ السلام کی قوم کے واقعہ میں بھی عبرت ہے جب کہ ناقہ کی کونچیں کاٹنے کے بعد پھر صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ عذاب آنے تک عیش کر لو تو انھوں نے پھر بھی اپنے پروردگار کے حکم کو قبول کرنے سے انکار کیا سو ان کو صاعقہ (کڑک) کے عذاب نے آلیا اور وہ اس عذاب کو اپنے اوپر نازل ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

(۴۵۔۴۶) سو وہ عذاب کے سامنے نہ تو کھڑے ہی ہو سکے اور نہ وہ خود سے عذاب خداوندی کو ہٹا سکے۔

اور قوم صالح علیہ السلام سے پہلے ہی ہم قوم نوح علیہ السلام کو ہلاک کر چکے تھے کیوں کہ وہ کافر تھے۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ ع

اور آسمانوں کو ہم ہی نے ہاتھوں سے بنایا اور ہم کو سب مقدور ہے (۴۷) اور زمین کو ہم ہی نے بچھایا تو (دیکھو) ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں (۴۸) اور ہر چیز کی ہم نے دو قسمیں بنائیں تاکہ تم نصیحت پکڑو (۴۹) تو تم لوگ خدا کی طرف بھاگ چلو میں اُس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں (۵۰) اور خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ۔ میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں (۵۱) اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو پیغمبر آتا وہ اُس کو جادوگر یا دیوانہ کہتے (۵۲) کیا یہ لوگ ایک دوسرے کو اسی بات کی وصیت کرتے آئے ہیں بلکہ یہ شریر لوگ ہیں (۵۳) تو ان سے اعراض کرو۔ تم کو (ہماری طرف سے) ملامت نہ ہوگی (۵۴) اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے (۵۵) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں (۵۶) میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں (۵۷) خدا ہی تو رزق دینے والا زور آور (اور) مضبوط ہے

(۵۸) کچھ شک نہیں کہ ان ظالموں کیلئے بھی (عذاب کی) نوبت مقرر ہے جس طرح ان کے ساتھیوں کی نوبت تھی تو ان کو مجھ سے (عذاب) جلدی نہیں طلب کرنا چاہئے (۵۹) جس دن کا ان کافروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس سے اُن کے لئے خرابی ہے (۶۰)

تفسير سورة الذاريٰت آيات (٤٧) تا (٦٠)

(۴۷-۴۹) اور ہم نے آسمان کو اپنی قدرت وطاقت سے بنایا اور ہم جو چاہیں اس کی قدرت رکھتے ہیں یا یہ کہ زمین کو رزق کے ساتھ وسیع کرنیوالے ہیں اور ہم نے زمین کو پانی پر فرش کے طور پر بنایا سو ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں اور ہم نے زمین میں ہر ایک چیز کو دو قسم کا بنایا تا کہ تم ان مصنوعات خداوندی سے توحید کو سمجھو۔

(۵۰-۵۱) سو اللّٰہ کے حکم سے اللّٰہ ہی کی طرف دوڑ و یا یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف دوڑ و یا یہ کہ شیطان کی اطاعت سے اللّٰہ کی اطاعت کی طرف دوڑ و میں اللّٰہ کی طرف سے تمھارے لیے ڈرانے والا رسول ہو کر آیا ہوں یا یہ کہ اللّٰہ کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ اور نہ اس کے لیے اولاد تجویز کرو میں تمھارے لیے اللّٰہ کی طرف سے صاف طور پر ڈرانے والا ہو کر آیا ہوں۔

(۵۲-۵۳) اور جیسا کہ آپ کی قوم آپ کو جادوگر یا مجنوں کہتی ہے اسی طرح جو کافر لوگ آپ کی قوم سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کو انھوں نے جادوگر یا مجنوں نہ کہا ہو کیا ہر ایک قوم اس بات میں ایک دوسرے کی موافقت کرتی چلی آ رہی ہے کہ اپنے اپنے رسولوں کو ان ہی الفاظ کے ساتھ یاد کریں بلکہ یہ سب کے سب کافر ہیں۔

شانِ نزول: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۝ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ)

ابن منیعؒ اور ابن راہویہؒ اور ہیثمؒ بن کلیب نے اپنی مسانید میں بواسطہ مجاہد حضرت علی ﷛ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ تو ہم میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا جسے اپنی ہلاکت کا یقین نہ ہو گیا ہو کیوں کہ رسول اکرم ﷺ کو ہم سے عدم التفات کا حکم ہو گیا تھا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ جس سے ہمارے دلوں کو اطمینان اور خوشی ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے قتادہ ﷛ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی فَتَوَلَّ عَنْهُمْ (الخ) تو یہ آیت صحابہ کرام ﷡ کے لیے بہت سخت پریشانی کا باعث ہوئی اور وہ سمجھے کہ اب وحی منقطع ہو جائے

گی اور عذاب نازل ہوگا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(۵۴۔۵۵) اے محمدؐ آپ ان کی طرف التفات نہ کیجیے کیوں کہ ہمارے یہاں آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں اس لیے کہ آپ نے کامل طور پر احکام الٰہی کو پہنچا دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قتال کا حکم دیا۔ آپ ان کو بذریعہ قرآن کریم سمجھاتے رہیے اس لیے کہ اس طرح سمجھانا ایمان والوں کے ایمان میں بھی مزید ترقی کا باعث ہوگا۔

(۵۶) اور میں نے جن وانسان کو دراصل اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری اطاعت کیا کریں، یہ حکم صرف اہل اطاعت کے لیے خاص ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ان کو صرف عبادت ہی کے لیے پیدا کیا جاتا تو آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے (تو مطلب یہ ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے جن وانس دراصل اس لیے پیدا کئے ہیں کہ انھیں اپنی عبادت کا حکم دے اور اپنا مکلّف بنائے یا یہ مطلب ہے کہ ان کو اس بات کا حکم دے کہ وہ توحید الٰہی کے قائل ہوں اور صرف اُسی کی عبادت کریں۔

(۵۷) میں نے ان کو اس چیز کا مکلف نہیں بنایا کہ وہ اپنی روزیوں کا انتظام کیا کریں یا ان ہی کو رزق رسانی میں وہ میری مدد کیا کریں۔

(۵۸) بلکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندوں کو رزق پہنچانے والا ہے اور وہ اپنے دشمنوں پر بھی بڑی قوت والا اور ان سے سخت ترین انتقام لینے والا ہے۔

(۵۹) سو یہ کفار مکہ سن لیں کہ ان کی سزا بھی باری باری ہے جیسا کہ ان سے پہلے ان کے ساتھیوں کی سزا کی باری مقرر تھی سو مجھ سے عذاب وہلاکت جلدی طلب نہ کریں۔

(۶۰) سو ان کافروں کو اس دن کے آنے پر سخت ترین عذاب ہوگا جس دن سے ان کو ڈرایا جارہا ہے اس عذاب کا ذکر سورۂ طور میں آرہا ہے۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾
مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾
فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾
يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾
اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾
مُتَّكِـــِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٴٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾
وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا
كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ
كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ
اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ
نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع ۲

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(کوہ) طور کی قسم (۱) اور کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے (۲) کشادہ اوراق میں (۳) اور آباد گھر کی (۴) اور اونچی چھت کی (۵) اور اُبلتے ہوئے دریا کی (۶) کہ تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہو کر رہے گا (۷) (اور) اُس کو کوئی روک نہیں سکے گا (۸) جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا کر (۹) اور پہاڑ اُڑنے لگیں اُون ہو کر (۱۰) اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے (۱۱) جو خوض (باطل) میں پڑے کھیل رہے ہیں (۱۲) جس دن اُن کو آتشِ جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائینگے (۱۳) یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے (۱۴) تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا (۱۵) اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) اُنہی کا بدلہ تم کو مل رہا ہے (۱۶) جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے (۱۷) جو کچھ اُن کے پروردگار نے اُن کو بخشا اس (کی وجہ) سے خوشحال۔ اور اُن کے پروردگار نے اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا (۱۸) اپنے اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (۱۹) تختوں پر جو برابر برابر بچھے ہوئے ہیں تکیہ لگائے ہوئے۔ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم اُن کا عقد کر دیں گے (۲۰) اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد بھی (راہِ) ایمان میں اُن کے پیچھے چلی۔ ہم اُن کی اولاد کو بھی اُن (کے درجے) تک پہنچا دیں گے اور اُن کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے (۲۱) اور جس طرح کے میوے اور گوشت کو اُن کا جی چاہے گا ہم اُن کو عطا کریں گے (۲۲) وہاں وہ ایک دوسرے سے جامِ شراب جھپٹ لیا کریں گے جس (کے پینے) سے نہ ہذیان سرائی ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات (۲۳) اور نوجوان خدمت گار (جو ایسے ہوں گے) جیسے چھپائے ہوئے موتی اُن کے آس پاس پھریں گے (۲۴) اور ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں گفتگو کریں گے (۲۵) کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر میں (خدا سے) ڈرتے رہتے تھے (۲۶) تو خدا نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچا لیا (۲۷) اس سے پہلے ہم اس سے دعائیں کیا کرتے تھے۔ بے شک وہ احسان کرنے والا مہربان ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ الطور آیات (۱) تا (۲۸)

یہ سورت پوری مکی ہے اس میں انچاس آیات اور آٹھ سو بارہ کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

(۱) قسم ہے کوہِ طور کی سریانی اور قبطی زبان میں ہر ایک پہاڑ کو طور کہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا اس مقام پر وہ پہاڑ مقصود

ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور وہ مدین میں ہے اور اس کو زبیر بھی کہتے ہیں۔

(۲۔۳) اور قسم ہے اس کتاب یعنی لوح محفوظ کی جس میں انسانوں کے اعمال لکھے ہوئے ہیں اور قسم ہے لکھے ہوئے نامہ اعمال کی جس کو ہر ایک انسان قیامت کے دن پڑھے گا اور وہ اس کے سامنے کھلا ہوا ہوگا۔

(۴۔۵) اور قسم ہے بیت المعمور کی وہ ساتویں آسمان پر بیت اللّٰہ کے محاذ میں فرشتوں کی عبادت گاہ اور ان کا حرم ہے اس کے اور بیت اللّٰہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسا کہ ساتویں زمین کی تہ تک اور اس میں ستر ہزار فرشتے یومیہ داخل ہوتے ہیں اور جو ایک بار داخل ہو چکے ان کی پھر کبھی باری نہیں آئے گی اور یہ وہ گھر ہے جس کی حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی تھی اور پھر طوفان کے ذریعے ساتویں آسمان کی طرف اسے اٹھالیا گیا تھا اور اسے صراح بھی کہتے ہیں اور قسم ہے آسمان کی جو کہ ہر چیز سے بلند ہے۔

(۶) اور قسم ہے بھرے ہوئے دریا کی اور یہ دریا ساتویں آسمان پر اللّٰہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ہے اللّٰہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرے گا اور اس کو حَیَوان بھی کہتے ہیں یا یہ کہ یہ گرم دریا ہے جو آگ ہو جائے گا اور قیامت کے دن دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

(۷۔۱۲) غرض کہ ان تمام قسموں کے بعد ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن بالخصوص قریش پر آپ کے رب کا عذاب ضرور ہوگا کوئی اس عذاب کو ٹال نہیں سکتا جس روز آسمان اور آسمان والوں کو لے کر چکی کی طرح گردش کرنے لگے گا اور تمام مخلوق کانپ اٹھے گی اور پہاڑ زمین پر سے ہٹ کر بادلوں کی طرح فضا میں چلنے لگیں گے۔

سو جو لوگ خصوصاً ابوجہل وغیرہ رسالت اور قرآن کریم کا انکار کرنے والے ہیں ان کو قیامت میں سخت ترین عذاب ہوگا اور جو کہ تکذیب کے مشغلہ میں بے ہودگی کے ساتھ لگے رہے ہیں۔

(۱۳) جس روز کہ ان کو جہنم کی طرف دھکے دے دے کر لائیں گے فرشتے ان کو دھکے دیں گے اور ان کے منہ کے بل ان کو دوزخ کی طرف گھسیٹیں گے اور ان سے زبانیہ فرشتے کہیں گے کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے تو کیا یہ دن اور یہ عذاب بھی سحر ہے کیوں کہ تم دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ساحر کہتے تھے یا تم اب بھی نہیں سمجھ رہے۔

پھر ارشاد خداوندی ہوگا اچھا تو اب دوزخ میں داخل ہو جاؤ پھر خواہ اس عذاب کو سہو یا نہ سہو کیوں کہ خاموشی سے سہنا اور شور مچانا دونوں تمہارے حق میں برابر ہیں اور تم دنیا میں جیسا کرتے اور کہتے تھے ویسا ہی تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔

(۱۷) اب مومنین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ٹھکانے کا اللّٰہ تعالیٰ تذکرہ فرماتا ہے کہ کفر

وشرک اور برائیوں سے بچنے والے لوگ باغوں اور سامان عیش میں ہوں گے۔

(۱۸۔۲۱) اور ان کو عیش و آرام کی جو چیزیں جنت میں ان کے پروردگار نے دی ہوں گی ان سے خوش ہوں گے اور ان کا پروردگار ان کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا اور ان سے فرمائے گا جنت کے پھلوں کو خوب کھاؤ اور اس کی نہروں سے خوب پیو کسی قسم کی کوئی تکلیف وگرانی نہ ہوگی اور نہ موت آئے گی۔

اپنے ان نیک اعمال کے بدلے میں جو دنیا میں کیا کرتے تھے ایسے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جو برابر ترتیب وار بچھائے ہوئے ہیں۔

اور جنت میں ہم ان کی گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت حوروں سے شادی کریں گے۔

اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کامل اور سچے رہے اور ان کی اولاد نے بھی دنیا میں ایمان میں ان کا ساتھ دیا تو ہم آخرت میں ان کی اولاد کو بھی ان کے آباء کے درجہ میں شامل کر دیں گے۔

یا یہ کہ جو لوگ ایمان لائے ہم ان کو جنت میں داخل کریں گے اور ان کی کمسن نابالغ اولاد کو بھی ایمان کی وجہ سے ان ہی کے درجہ میں داخل کر دیں گے یعنی اس ایمان کی وجہ سے جو یوم المیثاق میں لیا تھا یا یہ کہ جب کہ آباء کا درجہ جنت میں بلند ہوگا اور اولاد کا کم تو ہم ان کی مومن اولاد کو ان کے آباء ہی کے درجہ میں داخل کر دیں گے اور ہم اس داخل کرنے میں ان کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے یعنی یہ نہیں کریں گے کہ آباء کے درجہ اور ان کے ثواب میں سے کچھ کمی کر کے اور ان کی اولاد کو دے کر دونوں کو برابر کر دیں ہر ایک اپنے گناہوں میں محبوس رہے گا اللہ تعالیٰ جو چاہے گا ان کے ساتھ معاملہ فرمائے گا۔

(۲۲) اور ہم اہل جنت کو جنت میں مختلف اقسام کے میوے اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کو پسند ہوگا دیتے رہیں گے اور وہ جنت میں جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کریں گے اور اسکے پینے سے نہ پیٹ پر کوئی بوجھ ہوگا اور نہ اس پر کوئی گناہ ہوگا۔

(۲۳۔۲۵) یا یہ کہ جنت میں اس کے پینے سے نہ بک بک ہوگی اور نہ کوئی بے ہودہ بات اور نہ جھوٹی قسمیں اور نہ آپس میں گالی گلوچ ہوگی اور ان کی خدمت کے لیے ایسے لڑکے آئیں گے جو صفائی اور خوبصورتی میں حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ موتی کو گرمی سردی اور گرد وغبار سے چھپا کر رکھا جاتا ہے۔

(۲۶) اور جنتی آپس میں ملاقات کے وقت دنیا کا بھی تذکرہ کریں گے اور کہیں گے کہ ہم تو جنت میں داخل ہونے سے پہلے دنیا میں اپنے گھر والوں کے ساتھ عذاب خداوندی سے بہت ڈرا کرتے تھے۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ نے مغفرت ورحمت اور جنت میں داخل فرما کر ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچالیا اور ہم اس مغفرت سے پہلے اسی کی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی کی توحید کے قائل تھے۔

(۲۸) واقعتاً اس نے جو ہم سے وعدہ فرمایا تھا اس کو اس نے پورا فرمایا اور وہ اپنے مومن بندوں پر بڑا مہربان ہے کہ ہم پر بھی احسان فرمایا۔

فَذَكِّرْ فَمَآ أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ أَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ
رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَإِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝
أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ أَمْ
يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ إِنْ
كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ أَمْ
خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ
رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ فَلْيَأْتِ
مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ أَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ أَمْ
تَسْـَٔلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ
فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ أَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ
الْمَكِيْدُوْنَ ۝ أَمْ لَهُمْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
وَإِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝
فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ يَوْمَ
لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَإِنَّ
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ
ع تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

تو (اے پیغمبر) تم نصیحت کرتے رہو تم اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو کاہن ہو اور نہ دیوانے (۲۹) کیا کافر کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے (اور) ہم اس کے حق میں زمانے کے حوادث کا انتظار کررہے ہیں (۳۰) کہہ دو کہ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۳۱) کیا اُن کی عقلیں اُن کو یہی سکھاتی ہیں بلکہ یہ لوگ ہیں ہی شریر (۳۲) کیا کفار کہتے ہیں کہ ان پیغمبروں نے قرآن از خود بنالیا ہے بات یہ ہے کہ یہ (خدا پر) ایمان نہیں رکھتے (۳۳) اگر یہ سچے ہیں تو ایسا کلام بنا تو لائیں (۳۴) کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں۔ یا یہ خود (اپنے تئیں) پیدا کرنے والے ہیں (۳۵) یا اُنہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے (نہیں) بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے (۳۶) کیا اُن کے پاس تمہارے پروردگار کے خزانے ہیں۔ یا یہ (کہیں کے) داروغہ ہیں (۳۷) یا اُن کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر (چڑھ کر آسمان سے باتیں) سُن آتے ہیں تو جو سُن آتا ہے تو صریح سند دکھائے (۳۸) کیا خدا کی تو بیٹیاں اور تمہارے بیٹے (۳۹) اے پیغمبر کیا تم اُن سے صلہ مانگتے ہو کہ اُن پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے (۴۰) یا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ وہ اسے لکھ لیتے ہیں (۴۱) کیا یہ کوئی داؤں کرنا چاہتے ہیں تو کافر تو خود داؤں میں آنے والے ہیں (۴۲) کیا خدا کے سوا اُن کا کوئی اور معبود ہے؟ خدا اُن کے شریک بنانے سے پاک ہے (۴۳) اور اگر آسمان (سے عذاب) کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تو کہیں کہ یہ گاڑھا بادل ہے (۴۴) پس اُن کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ روز جس میں وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے سامنے آجائے (۴۵) جس دن ان کا کوئی داؤں کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ ان کو (کہیں سے) مدد ہی ملے (۴۶) اور ظالموں کیلئے اس کے سوا اور عذاب بھی ہے لیکن اُن میں کے اکثر نہیں جانتے (۴۷) اور تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو۔ تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو اور جب اُٹھا کرو تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کیا کرو (۴۸) اور رات کے

بعض اوقات میں بھی اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی اس کی تنزیہ کیا کرو (۴۹)

تفسیر سورة الطور آیات (۲۹) تا (٤٩)

(۲۹۔۳۰) تو آپ لوگوں کو سمجھاتے رہیے کیوں کہ آپ نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز ہونے کی وجہ سے نہ تو کاہن ہیں کہ کل کی خبریں دیں اور نہ مجنوں ہیں۔ بلکہ کفار مکہ یعنی ابوجہل، ولید بن مغیرہ وغیرہ آپ کے بارے میں یوں بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں اور ہم ان کی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔

شان نزول: اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ (الخ)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش جب رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ ان کو نعوذ باللہ مضبوط زنجیروں میں باندھ دو پھر ان کی موت کا انتظار کرو تا کہ یہ بھی اسی طرح ہلاک ہو جائیں جیسا کہ پہلے شعراء میں سے زہیر اور نابغہ ہلاک ہو گئے کیوں کہ یہ بھی ان ہی کی طرح ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۳۱۔۳۲) آپ ابوجہل اور ولید بن مغیرہ وغیرہ سے فرما دیجیے کہ تم میری موت کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے عذاب کا منتظر ہوں چنانچہ بدر کے دن یہ سب مارے گئے کیا ان کی عقلیں ان کو اس تکذیب اور سب و شتم اور نبی اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی تعلیم کرتی ہیں کیوں کہ یہ تو اپنی عقل مندی کے بڑے مدعی ہیں یا یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی میں بڑے ماہر لوگ ہیں۔

(۳۳) ہاں کیا کفار مکہ یوں بھی کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اس قرآن کریم کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے بلکہ یہ لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

(۳۴) تو یہ لوگ بھی رسول اکرم ﷺ پر جو قرآن کریم نازل ہوا ہے اسی طرح کا قرآن بنا لائیں اگر یہ اپنے اس دعوی اور قول میں سچے ہیں۔

(۳۵۔۳۶) کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق یا باپ کے خود بخود پیدا ہو گئے یا یہ خود ہی اپنے خالق ہیں یا یہ کہ انھوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے ایسا بھی نہیں بلکہ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے مگر یہ لوگ پھر بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۳۷۔۳۸) کیا ان کے پاس تمہارے رب کی نعمتوں اور رحمتوں یعنی بارش رزق نبوت کے خزانوں کی کنجیاں ہیں یا یہ لوگ اس محکمہ نبوت کے حاکم ہیں کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر چڑھ کر آسمان کی باتیں سن لیا کرتے ہیں۔

(۳۹) لہٰذا یہ اپنے دعوی پر کوئی صاف دلیل پیش کریں کیا اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کی جائیں جب کہ خود اپنے لیے

ان کا ہونا پسند نہیں کرتے ہو اور تمھارے لیے بیٹے تجویز ہوں۔

(۴۰) اے محمد ﷺ کیا آپ ان سے اس دعوت ایمانی پر کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ اس تاوان کا ادا کرنا ان کو گراں معلوم ہوتا ہے۔

(۴۱) کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ یہ دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے یا ان کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے کہ اس میں اپنے اعمال واقوال میں سے جو چاہتے ہیں لوح محفوظ سے لکھ لیتے ہیں۔

(۴۲) بلکہ یہ لوگ آپ کے قتل کی سازش کرتے ہیں تو ان کفار مکہ میں سے جو لوگ اس سازش میں شریک ہیں یعنی ابوجہل وغیرہ وہ خود ہی بدر کے مقتول ہوں گے۔

(۴۳) کیا ان کا اللّٰہ کے علاوہ اور کوئی معبود ہے جو ان کی عذاب الٰہی سے حفاظت کر سکے اس کی ذات ان کے بتوں کے شرک سے پاک ہے۔

(۴۴) اور اگر یہ کفار مکہ اس آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ بھی لیں کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو اس کو بھی اپنے جھٹلانے کی وجہ سے یوں کہہ دیں گے کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے۔

(۴۵۔۴۶) اے محمد ﷺ آپ ان کو چھوڑ دیے یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ پڑے جس میں یہ مریں گے۔

(۴۷) جس دن یعنی قیامت کے دن ابوجہل وغیرہ کی تدبیریں عذاب الٰہی کے سامنے ان کے کچھ بھی کام نہ آئیں گی اور جس چیز کا ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا نہ یہ اس کو روک سکیں گے اور ان مشرکین مکہ پر دوزخ کے عذاب سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہونے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر کو یہ معلوم نہیں اور نہ یہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴۸۔۴۹) اور آپ اپنے پروردگار کے احکام کی تبلیغ پر جمے رہیے یا یہ کہ اطاعت خداوندی میں جو آپ کو ان کفار کی طرف سے تکالیف پہنچیں آپ ان پر صبر سے بیٹھے رہیے کیوں کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور سونے سے اٹھتے وقت اپنے پروردگار کی نماز پڑھتے رہیے۔

مثلاً صبح سے رات تک بھی اور رات کے آنے کے بعد بھی نماز پڑھتے رہیے یعنی ظہر عصر مغرب اور ستاروں کے غائب ہونے کے بعد بھی یعنی صبح کی دو سنتیں۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾
ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿٩﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿١٠﴾
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ
نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾
اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾
لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ
اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ
وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا
الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ
الْهُدٰى ﴿٢٣﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿٢٤﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ ع

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے (۱) کہ تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں (۲) اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں (۳) یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے (۴) انکو نہایت قوت والے نے سکھایا (۵) (یعنی جبرائیل) طاقتور نے پھر وہ پورے نظر آئے (۶) اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے (۷) پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے (۸) تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم (۹) پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا (۱۰) جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا (۱۱) کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو؟ (۱۲) اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے (۱۳) پرلی حد کی بیری کے پاس (۱۴) اسی کے پاس رہنے کی بہشت ہے (۱۵) جب کہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا (۱۶) ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی (۱۷) انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (۱۸) بھلا تم لوگوں نے لات اور عزّیٰ کو دیکھا (۱۹) اور تیسرے منات کو (کہ یہ بت کہیں خدا ہو سکتے ہیں) (۲۰) (مشرکو!) کیا تمہارے لئے تو بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں (۲۱) یہ تقسیم تو بہت بے انصافی کی ہے (۲۲) وہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں۔ خدا نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں کی یہ لوگ محض ظن (فاسد) اور خواہشات نفس کے پیچھے چل رہے ہیں حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے اُن کے پاس ہدایت آچکی ہے (۲۳) کیا جس چیز کی انسان آرزو کرتا ہے وہ اسے ضرور ملتی ہے؟ (۲۴) آخرت اور دنیا تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے (۲۵)

تفسیر سورۃ النجم آیات (۱) تا (۲۵)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے ان آیات کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئیں اس لیے کہ وہ مدنی ہیں۔ اس سورت میں باسٹھ آیات اور تین سو کلمات اور ایک ہزار چار سو پانچ حروف ہیں۔

(۱۔۲) اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی قسم کھا کر فرماتا ہے جب کہ قرآن حکیم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر قسط وار ایک ایک دو دو تین تین اور چار چار آیتیں کر کے پورے بیس سال میں نازل فرمایا جب آیت نازل ہوئی تو عتبہ بن

ابی لہب نے سنا کہ محمد ﷺ قرآن حکیم کے حصوں کی قسم کھاتے ہیں تو اُس نے کہا کہ محمد ﷺ کو یہ بات پہنچا دو کہ میں قرآن کریم کے حصوں کا انکار کرتا ہوں جب کہ ان لوگوں نے آپ کو یہ بات پہنچائی تو آپ نے فرمایا الہ العالمین اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ اس پر مسلط کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حران کے قریب ایک شیر کو اس پر مسلط کر دیا تو اس شیر نے اسے اس کے ساتھیوں میں سے نکال کر قریب ہی سر سے لے کر پیر تک پھاڑ دیا اور شیر نے اس کی نجاست کی وجہ سے اسے چکھا بھی نہیں اور رسول اکرم ﷺ کی بد دعا کی وجہ سے جیسا وہ تھا اسی طرح اس کو چھوڑ دیا۔

یا یہ مطلب ہے کہ قسم ہے مطلق ستاروں کی جب کہ وہ غروب ہونے لگیں کہ محمد ﷺ جو تم سے بیان کرتے ہیں اس میں نہ وہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ غلطی پر ہوئے۔

(۳) اور نہ آپ بذریعہ قرآن کریم اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔

(۴۔۵) ان کا یہ ارشاد یعنی قرآن کریم اللہ کی طرف سے ایک وحی ہے جو بذریعہ جبریل امین ان کے پاس بھیجی جاتی ہے کہ وہ ان کے پاس آتا ہے اور ان کو پڑھ کر سناتا ہے آپ کو اس وحی کی جبریل امین تعلیم کرتے جو بدن کے اعتبار سے بڑے طاقتور ہیں اور یہ طاقت وقوت ان کی پیدائشی ہے۔

اور ان کی طاقت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے جب انھوں نے لوط علیہ السلام کی بستیوں کے نیچے ہاتھ دیا اور ان کو سیاہ پانی پر سے اکھاڑ کر آسمان پر لے جا کر پھر زمین پر الٹا چھوڑ دیا۔

اور ان کی سختی کا اندازہ اس سے کیجیے جب کہ انھوں نے انطاکیہ کے دروازہ کی چوکھٹ پکڑ کر ایک چیخ ماری جس سے اس میں جو بھی مخلوق تھی سب مر گئی۔

اور کہا گیا ہے کہ ان کی سختی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے۔ کہ جس وقت ابلیس ملعون نے بیت المقدس کی ایک چوکھٹ پر اپنا پر مارا تو انھوں نے اس کو اٹھا کر منتہائے ہند پر پھینک دیا۔

(۶۔۹) پھر جبریل امین اپنی اصلی حالت پر نمودار ہوئے یا یہ کہ بہترین شکل وصورت میں نمودار ہوئے اس حالت میں کہ وہ افق شرقی پر تھے یا یہ کہ ساتویں آسمان کے کنارہ پر تھے پھر جبریل امین رسول اکرم ﷺ کے قریب آئے یا یہ کہ حضور اکرم پروردگار کے قریب ہوئے۔

اور پھر اور نزدیک ہوئے کہ قرب کی وجہ سے دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ آدھے کمان سے کم فاصلہ رہ گیا۔

(۱۰) پھر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمائی تھی یا یہ مطلب ہے کہ جبریل امین علیہ السلام پر جو کچھ وحی نازل ہوئی تھی وہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ پر نازل فرمائی یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے

محمد ﷺ پر جو کچھ وحی نازل فرمائی تھی سو فرمائی۔

(۱۱۔۱۴) اور رسول اللّٰہ ﷺ کے قلب مبارک نے جو اپنے قلب سے اپنے پروردگار کو دیکھا اس میں ان کے قلب نے کوئی غلطی نہیں کی اور کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کے ساتھ دیکھا اور یہ بھی قول روایت کیا گیا کہ آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھا یہ جواب قسم ہے چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ نے اپنی قوم کو اس چیز کے بارے میں بتایا تو انھوں نے تکذیب کی تب یہ آیت نازل ہوئی تو کیا یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کی دیکھی ہوئی چیز کو جھٹلاتے ہیں یا یہ کہ آپ کی دیکھی بھالی چیز میں جھگڑا کرتے ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ نے تو جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہے اور کہا گیا کہ اپنے پروردگار کو اپنے دل یا اپنی آنکھ سے دیکھا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس۔

(۱۵۔۱۸) یہ ایسا مقام ہے جہاں تک ہر مقرب فرشتہ اور نبی منتہی ہو جاتا ہے یا یہ کہ ہر ایک مقرب فرشتہ اور نبی مرسل اور عالم راسخ کا علم اس مقام پر پہنچ کر منتہی ہو جاتا ہے اس سدرۃ المنتہیٰ کے قریب جنت الماوی ہے جہاں شہداء کی روحیں ٹھہرتی ہیں جب اس سدرۃ المنتہی کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں یعنی سونے کے پروانے یا یہ کہ نور اور کہا گیا ہے کہ وہ لپٹنے والے فرشتے تھے۔

اور رسول اکرم ﷺ کی نگاہ ان چیزوں کے دیکھنے سے دائیں بائیں نہ ہٹی اور جبریل امین کو جو اس وقت ان کی اصلی صورت میں چھ سو پروں کے ساتھ دیکھا تو نہ اس سے آپ کی نگاہ آگے بڑھی۔

اور اس وقت رسول اکرم ﷺ نے اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

(۱۹۔۲۲) بھلا اے مکہ والو تم نے لات وعزیٰ اور تیسرے منات بت کی حالت میں بھی غور کیا ہے کہ یہ تمھارے آخرت میں کام آسکتے ہیں ہرگز نہیں قیامت کے دن یہ تمھیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

لات۔ طائف میں قبیلہ ثقیف کا بت تھا وہ اس کو پوجتے تھے اور عزیٰ بطن نخلہ میں غطفان کا ایک درخت تھا وہ اس کی پوجا کرتے تھے اور مناۃ مکہ مکرمہ میں قبیلہ ہذیل اور خزاعہ کا بت تھا وہ اللّٰہ کے علاوہ اس کو پوجا کرتے تھے۔

مکہ والو تم تو اپنے لیے بیٹے تجویز کرو اور اللّٰہ کے لیے بیٹیاں تجویز ہوں حالاں کہ تم بیٹیوں کو برا سمجھتے ہو اور اپنے لیے ان کا ہونا گوارا نہیں کرتے یہ تو بہت ہی جاہلانہ نازیبا تقسیم ہوئی۔

(۲۳) لات وعزیٰ اور منات صرف بت ہی ہیں جن کو تم نے اور تمھارے آباؤ اجداد نے خود ہی گھڑ لیا تھا اللّٰہ تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کرنے اور ان کے معبود بنانے کے بارے کوئی کتاب نازل نہیں کی جس سے تم حجت پکڑو۔

بلکہ یہ لوگ صرف بے بنیاد خیالات اور نفس کی خواہش کی وجہ سے ان کی عبادت کر رہے ہیں اور ان کو معبود تجویز کر رکھا ہے۔

حالاں کہ ان مکہ والوں کے پاس قرآن حکیم میں صاف یہ مضمون آچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔

(۲۴۔۲۵) کیا ان مکہ والوں کو جس بات کی یہ خواہش کر رہے ہیں کہ فرشتے اور بت ان کی سفارش کریں گے۔ کیا ان کی یہ خواہش پوری ہو جائے گی ایسا نہیں ہے بلکہ ثواب و کرامت کا دینا اور شفاعت کروانا اور توفیق و معرفت کا عطا کرنا یہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اس وقت کہ خدا جس کے لئے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے (۲۶) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کو (خدا کی) لڑکیوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (۲۷) حالانکہ اُن کو اس کی کچھ خبر نہیں۔ وہ صرف ظن پر چلتے ہیں اور ظن یقین کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتا (۲۸) تو جو ہماری یاد سے روگردانی کرے اور صرف دنیا ہی کی زندگی کا خواہاں ہو اس سے تم بھی منہ پھیر لو (۲۹) اُن کے علم کی یہی انتہا ہے۔ تمہارا پروردگار اس کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے رستے سے بھٹک گیا اور اس سے بھی خوب واقف ہے جو رستے پر چلا (۳۰) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے (اور اس نے خلقت کو) اس لئے (پیدا کیا ہے) جن لوگوں نے برے کام کئے اُن کو ان کے اعمال کا (برا) بدلہ دے اور جنہوں نے نیکیاں کیں ان کو نیک بدلا دے (۳۱) جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔ وہ تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔ جو پرہیزگار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے (۳۲)

تفسیر سورۃ النجم آیات (۲٦) تا (۳۲)

(۲٦) اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں جن کے متعلق تمہارا یہ خیال ہے کہ معاذ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں مگر ان کی سفارش ذرا بھی کسی کے لیے کام نہیں آسکتی مگر سوائے اس کے جس کے لیے اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے کا حکم دیں یعنی اہل ایمان میں سے جو اس چیز کا اہل ہو اور اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں۔

(۲۷۔۲۸) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یعنی کفار مکہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہیں حالاں کہ ان کے اس قول پر ان کے پاس کوئی دلیل عقلی اور نقلی نہیں صرف یہ لوگ گمان سے گھڑ کر ایسی باتیں بک رہے ہیں اور گمان سے کسی کی عبادت کرنا اور گمانی باتیں کرنا عذاب خداوندی کے سامنے کچھ بھی کام نہیں آسکتیں۔

(۲۹) اے محمد ﷺ آپ ایسے شخص سے اپنی توجہ ہٹا لیجیے جو ہماری توحید اور ہماری کتاب کا خیال نہ کرے اور اپنی کوششوں سے سوائے دنیوی زندگی کے اسے کوئی مقصود نہ ہو یعنی ابوجہل۔

(۳۰) ان لوگوں کے علم وعقل اور رائے کی حد بس یہی ہے کہ فرشتے اور بت اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور آخرت کی کوئی حقیقت نہیں۔

اے محمد ﷺ آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کے رستے سے بھٹکا ہوا ہے یعنی ابوجہل اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو سیدھے راستے پر ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(۳۱) آسمانوں اور زمین میں جس قدر مخلوق ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین کو ان کے شرک کی سزا دے گا اور موحدین کو ان کی توحید کے صلہ میں جنت عطا کرے گا۔

(۳۲) اب اس طبقہ کے دنیوی اعمال کو بیان فرماتا ہے کہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ شرک اور کبیرہ گناہوں اور زنا اور تمام گناہوں سے بچتے ہیں۔

مگر ہلکے ہلکے گناہ کہ بے خیالی میں کسی پر نظر پڑ گئی یا کسی کو ہاتھ لگ گیا اور پھر اس سے نفس کو ملامت کر کے توبہ کر لی یا یہ کہ شادی کے علاوہ وہ لوگ اور کچھ نہیں کرتے۔

بلاشبہ آپ کے پروردگار کی مغفرت بڑی وسیع ہے کہ صغائر و کبائر جو بھی توبہ کرے اس کو معاف فرما دیتا ہے۔

اور وہ تمھارے احوال کو تم سے زیادہ اس وقت سے اچھی طرح جانتا ہے جب کہ تمہیں کو آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور مٹی کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب کہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے اسی وقت سے ہمیں تمھاری سب حالتوں کا علم ہے سو تم اپنے آپ کو گناہوں سے پاک مت سمجھا کرو بس گناہوں سے بچنے والوں اور نیکو کاروں کو وہی اچھی طرح جانتا ہے۔

شانِ نزول: هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ (الخ)

واحدی طبرانیؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ثابت بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کا جب کوئی چھوٹا بچہ مر جاتا ہے تو وہ کہتے تھے کہ یہ صدیق ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہودی جھوٹے ہیں کوئی بچہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ماں کے پیٹ میں پیدا کیا ہو مگر یہ کہ وہ

شقی یا سعید نہ ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب کہ تمہیں زمین سے پیدا کیا تھا۔ (الخ)

أَفَرَءَيْتَ ٱلَّذِى تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾
وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰٓ ﴿٣٤﴾ أَعِندَهُۥ عِلْمُ ٱلْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰٓ ﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ
يُنَبَّأْ بِمَا فِى صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَٰهِيمَ ٱلَّذِى وَفَّىٰٓ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾
وَأَنَّ سَعْيَهُۥ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزَىٰهُ ٱلْجَزَآءَ ٱلْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ
رَبِّكَ ٱلْمُنتَهَىٰ ﴿٤٢﴾ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ﴿٤٣﴾ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَمَاتَ
وَأَحْيَا ﴿٤٤﴾ وَأَنَّهُۥ خَلَقَ ٱلزَّوْجَيْنِ ٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰ ﴿٤٥﴾ مِن نُّطْفَةٍ
إِذَا تُمْنَىٰ ﴿٤٦﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ ٱلنَّشْأَةَ ٱلْأُخْرَىٰ ﴿٤٧﴾ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَغْنَىٰ
وَأَقْنَىٰ ﴿٤٨﴾ وَأَنَّهُۥ هُوَ رَبُّ ٱلشِّعْرَىٰ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّهُۥٓ أَهْلَكَ عَادًا ٱلْأُولَىٰ ﴿٥٠﴾
وَثَمُودَا۟ فَمَآ أَبْقَىٰ ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ هُمْ أَظْلَمَ
وَأَطْغَىٰ ﴿٥٢﴾ وَٱلْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ﴿٥٣﴾ فَغَشَّىٰهَا مَا غَشَّىٰ ﴿٥٤﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ
رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ ٱلنُّذُرِ ٱلْأُولَىٰٓ ﴿٥٦﴾ أَزِفَتِ
ٱلْـَٔازِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ ٱللَّهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ هَٰذَا
ٱلْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾ وَأَنتُمْ
سَٰمِدُونَ ﴿٦١﴾ فَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ وَٱعْبُدُوا۟ ۩ ﴿٦٢﴾

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا (۳۳) اور تھوڑا سا دیا (پھر) ہاتھ روک لیا (۳۴) کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اُسے دیکھ رہا ہے (۳۵) کیا جو باتیں موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں اُن کی اس کو خبر نہیں پہنچی (۳۶) اور ابراہیم کی جنہوں نے (حق اطاعت و رسالت) پورا کیا (۳۷) (وہ) یہ کہ کوئی شخص دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (۳۸) اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے (۳۹) اور یہ کہ اسکی کوشش دیکھی جائے گی (۴۰) پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (۴۱) اور یہ کہ تمہارے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے (۴۲) اور یہ کہ وہ ہنساتا اور رلاتا ہے (۴۳) اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے (۴۴) اور یہ کہ وہی نر اور مادہ دو قسم (کے حیوان) پیدا کرتا ہے (۴۵) (یعنی) نطفے سے جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے (۴۶) اور یہ کہ (قیامت کو) اسی پر دوبارہ اٹھانا لازم ہے (۴۷) اور یہ کہ وہی دولت مند بناتا اور مفلس کرتا ہے (۴۸) اور یہ کہ وہی شعریٰ کا مالک ہے (۴۹) اور یہ کہ اُسی نے عاد اول کو ہلاک کر ڈالا (۵۰) اور ثمود کو بھی غرض کسی کو باقی نہ چھوڑا (۵۱) اور ان سے پہلے قوم نوح کو بھی۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے ہی ظالم اور بڑے ہی سرکش تھے (۵۲) اور اُسی نے اُلٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا (۵۳) پھر اُن پر چھایا جو چھایا (۵۴) تو (اے انسان) تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت پر جھگڑے گا (۵۵) یہ محمدؐ بھی اگلے ڈر سنانے والوں میں سے ایک ڈر سنانے والے ہیں (۵۶) آنے والی (یعنی قیامت) قریب آ پہنچی (۵۷) اس (دن کی تکلیفوں) کو خدا کے سوا کوئی دور نہیں کر سکے گا (۵۸) (اے منکرین خدا) کیا تم اس کلام سے تعجب کرتے ہو (۵۹) اور ہنستے ہو اور روتے نہیں (۶۰) اور تم غفلت میں پڑ رہے ہو (۶۱) تو خدا کے آگے سجدہ کرو اور (اُسی کی) عبادت کرو (۶۲)

تفسیر سورة النجم آیات (۳۳) تا (۶۲)

(۳۳-۳۴) بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے اصحاب محمد ﷺ میں جو غرباء ہیں ان پر خرچ کرنے سے منہ موڑا اور اللہ تعالیٰ کے رستہ میں بہت تھوڑا مال دیا اور پھر وہ بھی بند کر دیا۔

شان نزول: اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جہاد میں تشریف لے چلے تو ایک شخص اس راہ سے آیا کہ اسے کوئی سوار کرا لے پر اس کے سوار ہونے کے لیے کوئی چیز نہ ملی اتنے میں اس کا دوست ملا تو اس شخص نے اپنے دوست سے کہا کہ مجھے بھی کچھ دو، وہ کہنے لگا میں اپنی یہ سواری دیتا ہوں اس شرط پر کہ میرے گناہوں کا بوجھ تو اٹھا لے تو اس نے اپنے دوست سے کہا کہ منظور ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے ابن زیدؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص مشرف با سلام ہو گیا تو اسے بعض عار دلانے والے ملے اور کہنے لگا کہ کیا تو نے بزرگوں کے دین کو چھوڑ دیا اور ان کو گمراہ قرار دیا اور تو سمجھتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ یہ مسلمان کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے کچھ دو تو جو بھی تم پر عذاب ہوگا میں اسے اپنے ذمہ لے لیتا ہوں تو اس نے کچھ دے دیا وہ کہنے لگا اور دو تو اس نے دینے میں تنگی کی یہاں تک کہ اسے کچھ اور دے دیا اور اس معاہدہ پر ایک دستاویز لکھوا کر گواہ لے لیے اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے روگردانی کی۔ (الخ)

(۳۵) کیا اس کے سامنے لوح محفوظ ہے کہ وہ اس میں اپنے کام کو دیکھ رہا ہے کہ جو یہ کر رہا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے اور اصحاب محمد ﷺ کی مدد کرنے والے تھے اتفاق سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ان سے ملا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ان لوگوں پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کنگال ہو جائیں گے حضرت عثمانؓ بولے کہ میرے بہت زیادہ گناہ اور غلطیاں ہیں میں ان کی معافی اور اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لیے ایسا کرتا ہوں تو اس پر عبداللہ کہنے لگا اپنی اونٹنی کی مہار مجھے دے دو اور دنیا و آخرت میں جو تمہارے گناہ ہیں وہ میرے حوالے کر دو تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۶۔۳۷) کیا اس کو بذریعہ قرآن حکیم اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں اور نیز ابراہیمؑ کے صحیفوں میں تھی جنھوں نے احکام کی پوری تعمیل کی اور رسالت کامل طور پر پہنچا دی یا یہ کہ جو خواب میں نے دیکھا تھا اس کی پوری بجا آوری کی۔

(۳۸) اور وہ مضمون یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا یا یہ کہ کسی کو دوسرے کے بدلے عذاب نہیں دیا جا سکتا۔

(۳۹۔۴۰) اور انسان نے دنیا میں جو نیکی اور برائی کی ہے آخرت میں صرف اس کو اسی کی کمائی ملے گی اور یہ کہ انسان کے اعمال اس کی میزان میں بہت جلدی دیکھے جائیں گے۔

(۴۱۔۴۲) پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا نیکی ہوگی تو اچھا اور برائی ہوگی تو برا بدلہ ملے گا اور یہ کہ مرنے کے بعد

آخرت میں سب کو آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔

شانِ نزول: ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (الخ)

اور دراج ابی السمح ؒ سے روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک لشکر میں نکلا تو ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے سواری کی درخواست کی آپ نے فرمایا میں تو کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس پر تجھ کو سوار کر دوں وہ شخص آپ کے پاس سے غمگین ہو کر لوٹا چنانچہ اس کا گزر ایک شخص پر سے ہوا کہ اس کی سواری اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اس نے اس سے اپنی فرمایش کی وہ شخص کہنے لگا کیا تجھے یہ منظور ہے کہ میں تجھ کو سوار کرا دوں اس شرط پر کہ تو لشکر میں اپنی نیکیوں کے ساتھ مل جائے اس نے منظور کر لیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴۳-۴۴) اور وہی اہل جنت کو ایسی نعمتیں دیتا ہے جس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور وہی دوزخیوں کو ایسی ذلت دیتا ہے جو ان کے رنج و غم کا باعث ہوتی ہے اور یہ کہ وہی دنیا میں مارتا ہے اور آخرت میں جلاتا ہے یا یہ کہ آباء کو مارتا ہے اور اولاد کو زندہ کرتا ہے۔

(۴۵-۴۹) اور وہی دونوں قسم یعنی نر و مادہ کو نطفہ سے بناتا یا یہ کہ پیدا کرتا ہے جب کہ نطفہ رحم عورت میں ڈالا جاتا ہے اور یہ کہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنا اسی کے ذمہ ہے اور وہی نفس کو خلقت سے غنی کرتا ہے اور وہی اس کی خلقت کو اس کے نفس کا محتاج بناتا ہے یا یہ کہ وہی خلقت کو پسندیدہ اور قناعت کرنے والا یا صابر بناتا ہے یا یہ کہ وہی مال دے کر غنی کرتا ہے اور جو دیتا ہے اس پر اسے راضی کرتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہی سونے اور چاندی کے ذریعے سے غنی کرتا ہے اور اونٹ گائے اور بکریاں دے کر سرمایہ دار بناتا ہے اور وہی مالک ہے سیارہ شعریٰ کا بھی یہ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے ساتھ رہتا ہے اس ستارہ کی قبیلہ خزاعہ پرستش کرتے تھے۔

(۵۰-۵۲) اور یہ کہ اسی نے قوم ہود کو ہلاک کیا اور قوم صالح کو بھی کہ ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑا اور قوم صالح سے پہلے قوم نوح کو ہلاک کیا بے شک قوم نوح اپنے کفر و سرکشی و نافرمانی میں سب سے بڑھ کر تھے۔

(۵۳-۵۴) اور اسی نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں سدوم سادوم عموراء ضوائم کو ہلاک کر دیا تھا یعنی آسمان سے نیچے پھینک مارا تھا پھر ان بستیوں کو پتھروں نے گھیر لیا۔

(۵۵-۵۸) اے انسان تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرتا رہے گا کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں رسول اکرم ﷺ بھی پہلے رسولوں کی طرح جن کو ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجا ایک ڈرانے والے رسول ہیں یا یہ کہ یہ بھی پہلے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں۔ جن کے بارے میں لوح محفوظ میں یہ چیز لکھی ہوئی ہے کہ ان کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا ہے قیامت قریب آ پہنچی ہے کوئی غیر اللہ اس کے قیام اور اس کے وقت کو ہٹانے والا نہیں۔

(۵۹۔۶۲) سو کیا اے مکہ والو تم اس قرآن کریم کا جو تم کو رسول اکرم ﷺ پڑھ کر سناتے ہیں مذاق کرتے ہو یا یہ کہ جھٹلاتے ہو اور بطور مذاق ہنستے ہو۔

اور اس میں خوف وعذاب کے جو مضامین ہیں ان سے روتے نہیں ہو اور تم اس سے تکبر کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔ سو اللہ کے سامنے توحید کے قائل ہو کر اور توبہ کر کے جھک جاؤ اور اس کی بغیر کسی شریک کے عبادت کرو۔

شانِ نزول: وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کفار رسول اکرم ﷺ کے پاس سے مذاق اڑاتے اور تکبر کرتے ہوئے گزرتے تھے حالاں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا
وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا
تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝
خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝
مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ
مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ
قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً
لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝
كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا
صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ
نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝
فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا (۱) اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے (۲) اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے (۳) اور اُن کو ایسے حالات (سابقین سے) پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت ہے (۴) اور کامل دانائی (کی کتاب بھی) لیکن ڈرانا اُن کو کچھ فائدہ نہیں دیتا (۵) تو تم بھی اُن کی کچھ پروانہ کرو۔ جس دن بلانے والا اُن کو ایک ناخوش چیز کی طرف بلائے گا (۶) تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں (۷) اس بلانے والے کی طرف دوڑتے جاتے ہوں گے۔ کافر کہیں گے یہ دن بڑا سخت ہے (۸) ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی تو اُنہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ دیوانہ ہے اور اُنہیں ڈانٹا بھی (۹) تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ (بارالہا) میں (اُن کے مقابلے میں) کمزور ہوں تو (اُن سے) بدلہ لے (۱۰) پس ہم نے زور کے مینہ سے آسمان کے دہانے کھول دیئے (۱۱) اور زمین میں چشمے جاری کر دیئے تو پانی ایک کام کیلئے جو مقدر ہو چکا تھا جمع ہو گیا (۱۲) اور ہم

نے نوح کو ایک کشتی پر جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی سوار کر لیا (۱۳) وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی (یہ سب کچھ) اس شخص کے انتقام کیلئے کیا گیا جس کو کافر مانتے نہ تھے (۱۴) اور ہم نے اُس کو ایک عبرت بنا چھوڑا تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ (۱۵) سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟ (۱۶) اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ (۱۷) عاد نے بھی تکذیب کی تھی سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (۱۸) ہم نے اُن پر سخت منحوس دن میں آندھی چلائی (۱۹) وہ لوگوں کو (اس طرح) اکھیڑے ڈالتی تھی گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں (۲۰) سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (۲۱) اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے (۲۲) ثمود نے بھی ہدایت کرنے والوں کو جھٹلایا (۲۳) اور کہا کہ بھلا ایک آدمی جو ہم ہی میں سے ہے ہم اس کی پیروی کریں؟ یوں ہو تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے (۲۴)

تفسیر سورة القمر آیات (۱) تا (۲٤)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پچپن آیات اور تین سو چالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو حروف ہیں۔

(۱) رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور نزول دخان کی وجہ سے قیامت نزدیک آ پہنچی ہے اور چاند پھٹ گیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔

شان نزول: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ سے رسول اکرم ﷺ کی ہجرت سے پہلے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھے اس پر کفار کہنے لگے کہ آپ نے چاند پر جادو کر دیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) مگر یہ لوگ جب انشقاقِ قمر وغیرہ کا کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس کو جھٹلانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ایک قسم کا جادو ہے جو ابھی ختم ہو جاتا ہے۔

شان نزول: وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا (الخ)

اور امام ترمذیؒ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے معجزہ دکھانے کی درخواست کی تو دو مرتبہ مکہ مکرمہ میں چاند شق ہوا اسی کے بارے میں سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ تک یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) اور خود ان لوگوں نے معجزوں اور قیامت کے قائم ہونے کو جھٹلایا اور معجزوں اور قیامت کی تکذیب اور بتوں کی پوجا میں اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور ہر ایک بات جو کہ اللّٰہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہو حقیقت ہے اور وہ واقع ہو جاتی ہے۔ خواہ جنت و رحمت یا دوزخ و عذاب کے بیان میں ہو جو ان باتوں میں سے دنیا میں ہونے والی ہیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور جو اخروی ہیں وہ واضح ہو جاتی ہیں۔

یا یہ کہ بندوں سے جو بھی کوئی قول وفعل صادر ہوتا ہے اس کی ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت ان کے دل میں ہوتی ہے۔

(۴۔۵) اور ان مکہ والوں کے پاس قرآن کریم کے ذریعے گزشتہ قوموں کی خبریں پہنچ چکی ہیں کہ جھٹلانے پر وہ کس طرح ہلاک ہوئے جن میں کافی تنبیہ اور ممانعت ہے اور قرآن کریم اللّٰہ کی طرف سے حکمت سے بھرپور ہے جس سے کافی دانش مندی حاصل ہو سکتی ہے۔

(۶۔۸) سو جو قوم علم خداوندی پر اور اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے گی اسے رسولوں کا ڈرانا کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔

اے محمد ﷺ سو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا۔

جس روز یعنی قیامت کے دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک سخت ترین ناگوار چیز کی طرف بلائے گا اہل جنت کو جنت کی طرف اور دوزخیوں کو دوزخ کی طرف ان کی آنکھیں ذلت سے جھکی ہوں گی قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے اور پھر نکل کر بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے کہ کس چیز کا ان کو حکم ہوتا ہے کافر قیامت کے دن کہتے ہوں گے کہ یہ دن ان کے حق میں بڑا سخت ہے۔

(۹) محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ خاص نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کے بارے میں کہا یہ دیوانے ہیں اور ان کو دھمکی بھی دی اور ڈرایا بھی۔

(۱۰) تو نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں آپ ان پر عذاب نازل کر کے ان سے انتقام لے لیجیے۔

(۱۱۔۱۲) سو ہم نے آسمان سے زمین پر کثرت سے برسنے والے پانی کے چالیس روز تک آسمان کے دروازے کھول دیے اور چالیس روز تک زمین سے چشمے جاری کر دیے سو آسمان اور زمین کا پانی اس مقدار پر جو ہم نے آسمان اور زمین کے پانی کی متعین کی تھی مل گیا یا یہ کہ اس کام کے پورا ہونے کے لیے جو تجویز ہو چکا تھا یعنی قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت کے لیے مل گیا۔

(۱۳۔۱۶) اور ہم نے نوحؑ کو اور جو ان پر ایمان لائے تھے۔ تختوں اور میخوں والی کشتی پر جو کہ ہماری نگرانی میں چل رہی تھی سوار کیا اور ہم نے یہ سب نوح علیہ السلام کا بدلہ لینے کے لیے کیا جن کی انھوں نے قدر نہ کی اور ہم نے نوح علیہ السلام کے بعد ان کی کشتی کو لوگوں کی عبرت کے لیے رہنے دیا کہ اس کشتی کے واقعہ سے نصیحت حاصل کریں سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے جو قوم نوح کے واقعہ سے نصیحت حاصل کر کے گناہوں کو چھوڑ دے۔

سو آپ غور تو فرمائیے کہ میرا عذاب ان لوگوں پر اور میرا ان کو ڈرانا یعنی جب کہ نوح علیہ السلام نے ان کو ڈرایا پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے کیسا ہوا۔

(۱۷) اور ہم نے قرآن کریم کو حفظ وقرأت اور کتابت کے لیے یا یہ کہ قرأت کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی علم

قرآنی کا طالب ہے کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔

(۱۸۔۲۱) اور قوم عاد نے بھی ہود علیہ السلام کو جھٹلایا سو محمد ﷺ سنیے کہ ان پر میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا۔

جس وقت ان کو ہود علیہ السلام نے ڈرایا اور پھر بھی ایمان نہیں لائے۔تو ہم نے ان پر ایک تند ٹھنڈی ہوا یعنی دبور بھیجی ایسے دن میں جو ان کے حق میں خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہمیشہ کے لیے منحوس رہا وہ ہوا قوم ہود کو ان کی جگہ سے اس طرح اکھاڑ اکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں کہ ان کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔سو دیکھیے کہ ان پر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہولناک ہوا۔جس وقت ان کو ہود علیہ السلام نے ڈرایا مگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔

(۲۲۔۲۴) اور ہم نے قرآن کریم کو حفظ وقرأت کے لیے آسان کردیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے کہ قوم ہود کے واقعہ سے نصیحت حاصل کر کے گناہوں کو چھوڑ دے قوم ثمود نے بھی حضرت صالح اور دیگر پیغمبروں کی تکذیب کی اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کے دین اور اس کے حکم کی پیروی کریں گے جو ہمارے جیسا ہی آدمی ہے سو ایسی صورت میں تو ہم بڑی غلطی اور سختی و پریشانی میں پڑ جائیں گے۔

ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُوْنَ
غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ
شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ
كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً
فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا
بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝
فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝

کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے (۲۵) اُن کو کل ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا خود پسند ہے (۲۶) (اے صالح) ہم اُن کی آزمائش کیلئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو تم اُن کو دیکھتے رہو اور صبر کرو (۲۷) اور اُن کو آگاہ کر دو کہ ان میں پانی کی باری مقرر کر دی گئی ہے۔ہر (باری والے کو اپنی) باری پر آنا چاہئے (۲۸) تو اُن لوگوں نے اپنے رفیق کو بلایا اور اُس نے (اونٹنی کو) پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں (۲۹) سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہے؟ (۳۰) ہم نے اُن پر (عذاب کے لئے) ایک چیخ بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے باڑ والے کی سوکھی اور ٹوٹی ہوئی باڑ (۳۱) اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ (۳۲) لوط کی قوم نے بھی ڈرسنانے والوں کو جھٹلایا تھا (۳۳) تو ہم نے اُن پر کنکری بھری ہوا چلائی مگر لوط کے گھر والے۔ کہ ہم نے اُنکو پچھلی رات ہی سے بچالیا (۳۴) اپنے فضل سے شکر کرنے والے کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۳۵) اور (لوط نے) اُن کو ہماری پکڑ سے ڈرایا بھی تھا مگر اُنہوں نے ڈرانے میں شک کیا (۳۶) اور اُن سے اُن کے مہمانوں کو لے لینا چاہا۔تو ہم نے اُن کی آنکھیں مٹا دیں سو (اب) میرے عذاب اور ڈرانے کے مزے چکھو (۳۷) اور اُن پر صبح سویرے ہی اٹل عذاب آ نازل ہوا (۳۸) تو اب میرے عذاب اور ڈرانے کے مزے چکھو (۳۹) اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ (۴۰)

تفسیر سورة القمر آیات (۲۵) تا (۴۰)

(۲۵۔۲۶) کیا ہم سب میں سے اسی شخص کو نبوت کے لیے منتخب کیا گیا ہے حالاں کہ ہم اس سے زیادہ شریف اور بزرگ ہیں بلکہ یہ یعنی صالح علیہ السلام معاذ اللہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے یہ سن کر صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور شیخی باز کون ہے۔

(۲۷) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم پتھر میں سے اونٹنی کو نکالنے والے ہیں آپ اپنی قوم کی آزمائش کے لیے اونٹنی کے نکلنے کا انتظار کیجیے اور ان کی تکالیف پہنچانے اور اونٹنی کے قتل کرنے پر صبر سے بیٹھے رہنا۔

(۲۸۔۲۹) اور ان کو یہ بتا دینا کہ کنوئیں کا پانی ان کے اور اونٹنی کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے کہ ایک دن تمہارے مویشی کا ہے اور ایک دن اونٹنی کا ہر کوئی اپنی باری پر حاضر ہوا کرے چنانچہ صالح علیہ السلام نے ان کو اس چیز کی اطلاع کر دی اور وہ اس پر راضی ہو گئے۔

کچھ عرصہ تک اس پر کاربند رہے پھر ان پر بدبختی کا غلبہ ہوا اور انھوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اور مصدع بن دہر نے اونٹنی کے تیر مار دیا مصدع نے قدار بن سالف کو پکارا سو قدار نے اونٹنی کے دوسرا تیر مارا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کا گوشت آپس میں تقسیم کر لیا۔

(۳۱) سو محمد ﷺ دیکھو کہ ان لوگوں پر میرا عذاب اور صالح علیہ السلام کے ذریعے ان کو میرا ڈرانا کیسا ہوا مگر وہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔

اونٹنی کے قتل کے تین دن بعد ہم نے ان پر جبریل امین کا ایک ہی نعرہ عذاب مسلط کیا تو وہ ایسے ہو گئے جیسا کہ بکری کسی چیز کو چبا کر اور روند کر چورا کر دیتی ہے۔

(۳۲) اور ہم نے قرآن کریم کو نصیحت حاصل کرنے اور حفظ و قرأت کے لیے آسان کیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے کہ قوم صالح کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس سے عبرت حاصل کر کے نافرمانیوں کو چھوڑ دے یا یہ مطلب ہے سو کیا کوئی طالب علم دین ہے کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔

(۳۳۔۳۵) قوم لوط نے بھی لوط علیہ السلام اور پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان پر پتھر برسائے سوائے لوط علیہ السلام کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور زنتاء اور مومنین کے اور ہم نے ان کو رات کے پچھلے پہر میں اپنی جانب سے فضل کر کے بچا لیا جو توحید خداوندی کا قائل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے ہم ظالموں سے نجات دے کر اس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

(۳۶) اور لوط علیہ السلام نے ان کو ہمارے عذاب سے ڈرایا تھا سو انھوں نے رسولوں کا انکار کیا یعنی لوط علیہ السلام جس چیز

سے ان کو ڈرار ہے تھے اس کی انھوں نے تکذیب کی۔

(۳۷۔۳۹) اور ان لوگوں نے لوط علیہ السلام کے مہمانوں کو یعنی جبریل امین اور جو دیگر ان کے ساتھ فرشتے تھے لوط علیہ السلام سے ناپاک ارادے سے لینا چاہا۔ سو ہم نے ان کی آنکھوں کو چوپٹ کر دیا یعنی جبریل امین نے اپنے پر سے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ان سے کہا گیا کہ میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور پھر صبح سویرے ان پر ہمیشہ رہنے والا عذاب آ پہنچا جو عذاب آخرت کے ساتھ متصل ہے۔

اور ان سے ارشاد ہوا کہ میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔

کہ لوط علیہ السلام نے ان کو ڈرایا مگر وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔

(۴۰) اور ہم نے قرآن کریم کو حفظ کرنے اور قرأت و کتابت کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے کہ قوم لوط کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس سے نصیحت حاصل کر کے گناہوں کو چھوڑ دے۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

اور قوم فرعون کے پاس بھی ڈر سنانے والے آئے (۴۱) اُنہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو اس طرح پکڑ لیا جس طرح ایک قوی اور غالب شخص پکڑ لیتا ہے (۴۲) (اے اہل عرب) کیا تمہارے کافر ان لوگوں سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے (پہلی) کتابوں میں کوئی فارغ خطی لکھ دی گئی ہے؟ (۴۳) کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی مضبوط ہے؟ (۴۴) عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے (۴۵) اُن کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے (۴۶) بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں (۴۷) اُس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے۔ اب آگ کا مزہ چکھو (۴۸) ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے (۴۹) اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے (۵۰) اور ہم تمہارے ہم مذہبوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ (۵۱) اور جو کچھ اُنہوں نے کیا (اُن کے) اعمال ناموں میں (مندرج) ہے (۵۲) (یعنی) ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھ دیا گیا ہے (۵۳) جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے (۵۴) (یعنی) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں (۵۵)

تفسیر سورۃ القمر آیات (۴۱) تا (۵۵)

(۴۱۔۴۲) اور فرعون اور اس کی قوم کے پاس موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام آئے سو ان لوگوں نے ہماری تمام

نشانیوں کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا۔

(۴۳۔۴۵) اے مکہ والو کیا تم میں جو کافر ہیں ان میں ان مذکورہ لوگوں سے کچھ فوقیت ہے یا تمھارے لیے آسمانی کتابوں میں عذاب سے کچھ معافی لکھی ہوئی ہے (یا ایسی حالت ہے) جیسا کہ یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو عذاب کو دور کرنے والی ہے تو سن لو کہ بدر کے دن کفار کی یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور یہ ابوجہل وغیرہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان میں سے بعض تو بدر کے دن مارے گئے اور بعض شکست کھا کر بھاگ گئے۔

شان نزول: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (الخ)

اور ابن جریرؒ نے ابن عباس ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے دن کفار نے کہا کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہے گی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴۶) بلکہ بڑا عذاب قیامت میں ہوگا ان کا اصل وعدہ عذاب وہی ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے اس کا عذاب بدر کے عذاب سے بہت ہی سخت ہے۔

(۴۷) یہ مشرکین یعنی ابوجہل وغیرہ دنیا میں بڑی غلطی اور دوزخ میں بڑی سختی اور تکلیف میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۴۸) قیامت کے دن جب کہ فرشتے ان لوگوں کو جہنم میں ان کے مونہوں کے بل گھسیٹ کر لے جائیں گے تو ان سے فرشتے کہیں گے کہ دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو۔

شان نزول: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ (الخ)

امام مسلمؒ اور ترمذیؒ نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے آکر رسول اکرم ﷺ سے تقدیر کے بارے میں مباحثہ کرنا شروع کر دیا اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ سے خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۴۹۔۵۰) ہم نے تمھارے اعمال کو خاص انداز سے پیدا کیا مگر تم اس کے منکر ہو جیسا کہ قدریہ فرقہ لکھتا ہے یا یہ کہ ہم نے ہر ایک چیز کی شکل وصورت اور اس کی ضروریات کو خاص انداز سے پیدا کیا اور ہمارا حکم قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں بس ایسا اچانک ایسا ہو جائے گا جیسے آنکھ کا جھپکانا۔

(۵۱) اور مکہ والو ہم تمھارے ہم مسلک لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو ان لوگوں کے ساتھ جو برتاؤ ہوا تو کیا اس سے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے کہ نصیحت حاصل کر کے گناہوں کو چھوڑ دے۔

(۵۲) جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں یعنی اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کرنا اور نافرمانیاں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ

زیادتیاں کرنا یہ اعمال ناموں میں بھی یا یہ کہ لوح محفوظ میں بھی درج ہیں۔

(۵۳) اور ہر چھوٹی اور بڑی بات خواہ نیکی ہو یا برائی سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے یہ دونوں آیتیں فرقہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کیوں کہ وہ اس کے منکر ہیں۔

(۵۴۔۵۵) کفر وشرک اور برائیوں سے بچنے والے جنت کے باغوں اور نہروں میں یا یہ کہ کشادہ باغیچوں میں ہوں گے۔ ایک پاکیزہ سرزمین یعنی سرزمین جنت ایسے بادشاہ کے پاس ہے جو اپنے بندوں کو جزا وسزا دینے پر قادر ہے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ
مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ۝ ع

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(خدا جو) نہایت مہربان ہے (۱) اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی (۲) اسی نے انسان کو پیدا کیا (۳) اسی نے اس کو بولنا سکھایا (۴) سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں (۵) اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں (۶) اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی (۷) کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو (۸) اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو (۹) اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی (۱۰) اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جنکے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں (۱۱) اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبو دار پھول (۱۲) تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۳) اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا (۱۴) اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا (۱۵) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۶) وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے) (۱۷) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۸) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں (۱۹) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (۲۰) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۱) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (۲۲) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۳) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں (۲۴) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۵)

تفسیر سورة الرحمٰن آیات (۱) تا (۲۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھتر آیات اور تین سو اکیاون کلمات ایک ہزار چھ سو چھتیس حروف ہیں۔

جس وقت یہ آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ نازل ہوئی تو کفار مکہ میں سے ابوجہل، عتبہ، شیبہ ولید وغیرہ نے کہا کہ ہم تو اس رحمٰن کے علاوہ جو یمامہ میں ہے یعنی مسیلمہ کذاب اور کسی کو نہیں جانتے تو یہ کون سا رحمٰن ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۔۴) کہ رحمٰن نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ اور بذریعہ حضور ﷺ آپ کی امت کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ یعنی جبریل امین کے ذریعے سے رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم نازل کیا اور آپ کو قرآن حکیم دے کر آپ کی امت کی طرف مبعوث فرمایا اور اسی نے انسان یعنی آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر ان کو گویائی دی اور تمام ان چیزوں کے جو کہ روئے زمین پر ہیں نام سکھائے۔

(۴۔۵) اور پھر اس کے حکم سے اپنی منزلوں پر چاند و سورج حساب کے ساتھ چلتے ہیں یا یہ کہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہیں یا یہ کہ ان پر حساب ہے اور انسانوں کی مدتوں کی طرح ان کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔

(۶) اور بے تنا کے درخت اور تنا دار درخت اللّٰہ کے فرمانبردار ہیں۔ نجم ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو کھڑا نہ ہو سکے بلکہ زمین پر پھیلے اور شجر تنا دار درخت کو کہتے ہیں۔

(۷) اور اسی نے آسمان کو سب سے اونچا کیا ہے کہ اس تک کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی اور اسی نے زمین میں عدل و انصاف کے قائم رکھنے کے لیے ترازو رکھ دی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو۔

(۸) اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو یا یہ کہ اپنی زبانوں کو سچائی کے ساتھ ٹھیک رکھو اور تول میں کمی مت کرو کہ اس سے لوگوں کے حق مارنا شروع کر دو۔

(۹) اور اسی نے تمام مخلوق کے لیے خواہ زندہ ہوں یا مردہ زمین کو پانی پر بچھا دیا۔

(۱۱۔۱۳) کہ اس زمین میں مختلف اقسام کے میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن کے پھل پر غلاف چڑھا ہوتا ہے اور اس میں مختلف قسم کے بھوسا اور پتے والے غلے ہیں اور اس میں غذا کی چیز اور پھل بھی ہیں۔ سو رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے علاوہ اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۱۴۔۱۶) اسی نے آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح بجتی ہے پیدا کیا اور جنات و شیاطین کی اصل کو ایسی آگ سے جس میں دھواں نہ تھا پیدا کیا سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۱۷۔۱۸) وہ گرمی اور سردی کے دونوں مشرق اور ایسے ہی دونوں مغرب کا مالک ہے۔

دونوں مشرق کی ایک سواسی منزلیں ہیں اسی طرح دونوں مغرب کی اور اتنی ہی چاند کی منزلیں ہیں اور کہا گیا ہے کہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کی ایک سو ستتر منزلیں ہیں پورے سال میں سورج دو دن تک ایک منزل سے طلوع ہوتا ہے اور اسی طرح ایک منزل میں غروب ہوتا ہے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۱۹۔۲۱) اسی نے دو دریاؤں شیریں اور تلخ کو ملا دیا کہ آپس میں ایک دوسرے کا پانی نہیں ملتا اور ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے کہ جس سے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل نہیں سکتے اور نہ ایک دوسرے کا پانی تبدیل کر سکتے ہیں سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۲۲۔۲۵) ان دونوں سے بالخصوص کھاری دریا سے موتی اور مونگا پیدا ہوتا ہے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو گے اور اسی کے اختیار اور ملکیت میں جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے نظر آتے ہیں سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝۲۶ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝۲۷ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۸ يَسْــَٔــلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝۲۹ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۰ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝۳۱ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۲ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۴ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝۳۵ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۶ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝۳۷ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۳۸ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْــَٔـلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ۝۳۹ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۴۰ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝۴۱ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۴۲ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۴۳ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝۴۴ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۴۵

جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (۲۶) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی (۲۷) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۸) آسمان اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اُسی سے مانگتے ہیں وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے (۲۹) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۰) اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں (۳۱) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۲) اے گروہ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ اور زور کے سوا تو تم نکل سکنے ہی کے نہیں (۳۳) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۴) تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے (۳۵) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۶) پھر جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا (تو وہ کیسا ہولناک دن ہوگا) (۳۷) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۸) اس روز نہ تو کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پرسش کی جائے گی اور نہ کسی جن سے (۳۹) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۰) گنہگار اپنے چہرے ہی

سے پہچان لئے جائیں گے اور پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے (۴۱) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۲) یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے (۴۳) وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے (۴۴) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۵)

تفسیر سورۃ الرحمٰن آیات (۲٦) تا (٤٥)

(۲۶_۲۸) جتنے جن وانس روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے یا یہ کہ جو بھی کام غیر اللّٰہ کے لیے کیا جائے گا اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہے گا اور آپ کے رب کی ذات جو کہ عظمت و قدرت والی اور احسان اور درگزر کرنے والی ہے باقی رہ جائے گی۔

یا یہ کہ جو نیکی اللّٰہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا جوئی کے لیے کی جائے گی وہ باقی رہ جائے گی سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۲۹_۳۰) اسی سے تمام فرشتے اور مومنین مانگتے ہیں۔ چنانچہ زمین والے اس سے مغفرت توفیق عصمت و کرامت اور رزق مانگتے ہیں۔

وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے تمام امور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جو کہ احاطہ اور شمار سے باہر ہیں چنانچہ وہ ہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ ہی عزت و ذلت دیتا ہے وہی لوگوں کو اولاد عطا کرتا ہے اور وہی غلاموں کو رہا کراتا ہے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۳۱_۳۲) سوائے جن وانس ہم تمہارے دنیاوی کاموں کو محفوظ کرا لیتے ہیں اور عنقریب قیامت میں تم سے ان اعمال پر حساب و کتاب لیں گے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۳۳_۳۴) اے گروہ جن وانس کے اگر تمہیں یہ قدرت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدود اور فرشتوں کی صفوں سے کہیں باہر نکل جاؤ تو نکلو بھاگو مگر بغیر طاقت اور زور کے نہیں نکل سکتے اور طاقت و زور ہے نہیں سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۳۵_۳۶) اے جن وانس جس وقت تم قبروں سے اٹھو گے تو تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا جو تمہیں محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گا اور تم اسے ہٹا نہ سکو گے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۳۷_۳۸) جس روز فرشتوں کے کثرتِ نزول کے ساتھ اور اللّٰہ تعالیٰ کی ہیبت و جلال سے آسمان پھٹ جائے گا اور ایسا سرخ ہو جائے گا جیسا کہ تیل ہوتا ہے یا یہ کہ جیسا کہ گلاب کا پھول ہوتا ہے یا ایسا سرخ ہو جائے گا جیسا کہ سرخ

نری یعنی سیاہی مائل چمڑا۔ سوا پنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۳۹-۴۰) اور قیامت کے دن حساب کے بعد کسی انسان اور جن سے اس کے عمل کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کیوں کہ مومن خود بخود اپنے سفید چمکدار چہرے سے پہچانا جائے گا یا یہ کہ کسی انسان اور جن سے اس کے جرم کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ سوائے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۴۱-۴۲) اور مجرم اپنے حلیہ سے پہچانے جائیں گے کیوں کہ مشرکین کی سیاہ صورتیں اور نیلی آنکھیں ہوں گی سوان کے سر کے بال اور پاؤں پکڑ لیے جائیں گے اوران کو گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۴۳) اور فرشتے ان سے کہیں گے کہ یہ وہ جہنم ہے جس کو دنیا میں مشرک لوگ جھٹلاتے تھے کہ یہ نہیں ہوگی۔

(۴۴-۴۵) اور وہ لوگ دوزخ کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۙ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ
فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى
فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ
قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ
وَالْمَرْجَانُ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ
اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ وَمِنْ دُوْنِهِمَا
جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۙ مُدْهَآمَّتٰنِ ۚ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۚ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۚ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۠ ع

اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں (۴۶) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۷) ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) (۴۸) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۹) ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں (۵۰) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۱) ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں (۵۲) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۳) (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں (۵۴) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۵) ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے (۵۶) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۷) گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں (۵۸) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۹) نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں؟ (۶۰) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے

؟(۶۱)اوران باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں (۶۲) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۶۳) دونوں خوب گہرے سبز (۶۴) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۶۵) ان میں دو چشمے اُبل رہے ہیں (۶۶) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۶۷) ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں (۶۸) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۶۹) ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں (۷۰) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۷۱) (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں) (۷۲) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۷۳) ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے (۷۴) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(۷۵) سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (۷۶) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(۷۷) (اے محمدؐ) تمہارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے (۷۸)

تفسیر سورۃ الرحمٰن آیات (٤٦) تا (٧٨)

(۴۶) اور جو شخص ہر وقت اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہتا ہو اور نافرمانیوں اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہو اس کے لیے جنت میں دو باغ ہوں گے ایک جنت العدن اور دوسری جنت الفردوس۔

شان نزول: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخؒ نے کتاب العظمہ میں عطاء سے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قیامت، میزان عمل اور جنت و دوزخ کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ میری تمنا اور خواہش تو یہ ہے کہ میں ان سبزیوں میں سے کوئی سبزی ہوتا۔ جانور آتا اور مجھے کھا جاتا تو پیدا ہی نہ کیا گیا ہوتا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۴۷۔۴۹) سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور وہ دو باغ کثیر شاخوں اور رنگوں والے ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۵۰۔۵۱) اور دونوں باغوں میں دو چشمے ہوں گے جو جنتیوں پر خیر و رحمت و کرامت و برکت اور فضل خداوندی بہاتے چلے جائیں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۵۲) اور ان دونوں باغوں میں ہر ایک میوے کی دو قسمیں ہوں گی یعنی رنگت اور ذائقہ میں جدا ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔

(۵۳۔۵۵) اور وہ لوگ خوشی میں تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے غلاف باریک ریشم کے ہوں گے اور ان دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا کہ کھڑے بیٹھے ہر طرح ہاتھ آسکتا ہے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۵۶۔۵۷) اوران تمام باغوں میں نیچی نگاہ والیاں حوریں ہوں گی جو صرف اپنے شوہروں پر قانع ہوں گی غیر کی جانب اصلاً نگاہ اٹھا کر بھی دیکھنے والی نہ ہوں گی اوران جنتی لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے یعنی انسانوں کے لیے جو حوریں ہیں ان کے خاوندوں سے پہلے کسی انسان نے ان کے ساتھ تصرف نہیں کیا ہوگا اوراسی طرح جنوں کے لیے جو حوریں ہیں تو ان کے خاوندوں سے پہلے کسی جن نے ان کے ساتھ تصرف نہ کیا ہوگا سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔

(۵۸۔۵۹) اور رنگت ان کی اس قدر صاف وشفاف ہوگی گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۶۰۔۶۱) بھلا توحید کا بدلہ بجز جنت کے کچھ ہوسکتا ہے؟ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۶۲۔۶۳) اوران پہلے دو باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں۔ پہلے دونوں باغ ان سے افضل ہیں اور یہ دو ان سے کم درجہ کے ہیں یعنی جنت النعیم اور جنت الماوٰی سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۶۴۔۶۵) اور یہ دونوں باغ گہرے سبز ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۶۶۔۶۷) اوران دونوں باغوں میں دو چشمے ہوں گے جو جوش مارتے ہوں گے یا یہ کہ خیر وبرکت رحمت وکرامت اور فضل خداوندی سے لبریز ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۶۸۔۶۹) اوران دونوں باغوں میں مختلف قسم کے میوے کھجوریں اور قسم قسم کے انار ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۷۰۔۷۱) اوران چاروں باغوں یا ان سب باغوں میں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۷۲۔۷۳) اور وہ عورتیں گوری گوری رنگت کی ہوں گی موتیوں کے خیموں میں محفوظ اور اپنے شوہروں پر قناعت کرنے والی ہوں گی سوائے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۷۴۔۷۵) جو حوریں انسانوں کے لیے ہوں گی ان پر ان کے خاوندوں سے پہلے کسی انسان نے تصرف نہ کیا ہوگا اوراسی طرح جنوں کے لیے جو حوریں ہوں گی ان پر ان کے خاوندوں سے پہلے کسی جن نے تصرف نہ کیا ہوگا۔ سوائے

جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۷۶۔۷۷) اور وہ لوگ سبز مجرا اور عجیب خوبصورت کپڑوں کے فرشوں پر خوشی کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سو اے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(۷۸) بڑا ہی برکت اور رحمت والا نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا اور قیامت قائم ہونے پر بھی درگزر کرنیوالا ہے یا یہ کہ آپ کے رب کی ذات اولاد اور شریک سے پاک اور ماوراء ہے۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ آيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾
فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ
مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَأَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾
وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾
عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾
يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيْقَ وَكَأْسٍ
مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا
يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَأَمْثَالِ
اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا
لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ إِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَأَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَا
أَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ
مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَاءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾
وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ إِنَّا أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَاءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿۳۶﴾
عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ
الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَأَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَا أَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ
وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ إِنَّهُمْ كَانُوْا

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ آيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے (۱) اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (۲) کسی کو پست کرے کسی کو بلند (۳) جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے (۴) اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (۵) پھر غبار ہو کر اُڑنے لگیں (۶) اور تم لوگ تین قسم کے ہو جاؤ (۷) تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں (۸) اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں (۹) اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں (۱۰) وہی (خدا کے) مقرب ہیں (۱۱) نعمت کی بہشتوں میں (۱۲) وہ بہت سے اگلے لوگوں میں سے ہوں گے (۱۳) اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے (۱۴) (لعل و یاقوت وغیرہ سے) جڑے ہوئے تختوں پر (۱۵) آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوئے (۱۶) نوجوان خدمت گذار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے اُن کے آس پاس پھریں گے (۱۷) یعنی آبخورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر (۱۸) اس سے نہ تو سر میں درد ہوگا اور نہ اُن کی عقلیں زائل ہوں گی (۱۹) اور میوے جس طرح کے اُن کو پسند ہوں (۲۰) اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا اُن کا جی چاہے (۲۱) اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں (۲۲) جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی (۲۳) یہ اُن کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے (۲۴) وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ (۲۵) ہاں اُن کا کلام سلام سلام (ہوگا) (۲۶) اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۚ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۚ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۚ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۙ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۚ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ

والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (۲۷) (یعنی) بے خار کی بیریوں (۲۸) اور تہ بتہ کیلوں (۲۹) اور لمبے لمبے سایوں (۳۰) اور پانی کے جھرنوں (۳۱) اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں (۳۲) جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ اُن سے کوئی روکے (۳۳) اور اونچے اونچے فرشوں میں (۳۴) ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا (۳۵) تو اُن کو کنواریاں بنایا (۳۶) (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر (۳۷) داہنے ہاتھ والوں کیلئے (۳۸) (یہ) بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہیں (۳۹) اور بہت سے پچھلوں میں سے (۴۰) اور بائیں ہاتھ والے افسوس بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں (۴۱) (یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں (۴۲) اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (۴۳) (جو) نہ ٹھنڈا (ہے) نہ خوشنما (۴۴) یہ لوگ اس سے پہلے عیش نعیم میں پڑے ہوئے تھے (۴۵) اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے (۴۶) اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اُٹھنا ہوگا؟ (۴۷) اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟ (۴۸) کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے (۴۹) (سب) ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کئے جائیں گے (۵۰) پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو! (۵۱) تھوہر کے درخت کھاؤ گے (۵۲) اور اسی سے پیٹ بھرو گے (۵۳)

تفسیر سورة الواقعة آیات (۱) تا (۵۴)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان آیات کے اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ (الخ) اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کیونکہ یہ آیات مدینہ منورہ کے سفر میں نازل ہوئی ہیں۔

اس سورت میں چھیانوے آیات اور آٹھ سو اٹھہتر کلمات اور ایک ہزار نو سو تین حروف ہیں۔

(۱۔۶) جب قیامت قائم ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی اختلاف اور شبہ و تردد نہیں ہے وہ بعض کو ان کے اعمال کی وجہ سے پست کر کے دوزخ میں داخل کر دے گی اور بعض کو ان کے اعمال کی وجہ سے بلند کر کے جنت میں داخل کر دے گی۔

اور قیامت کو واقع سخت آواز کی وجہ سے کہا گیا ہے کیوں کہ اس وقت ایسی سخت ترین آواز ہوگی کہ نزدیک اور دور والے سب سن لیں گے جب کہ زمین کو سخت زلزلہ آئے گا کہ اونچی اونچی عمارتیں اور پہاڑ پارہ پارہ ہو جائیں گے۔

اور روئے زمین پر پہاڑ بادلوں کی طرح اڑنے لگیں گے یا یہ کہ اکھڑ پڑیں گے یا یہ کہ ستو اور اونٹوں کے چارہ کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر وہ پراگندہ غبار کی طرح ہو جائیں گے جیسا کہ سواریوں کے پیروں سے غبار اڑتا ہے یا سورج کی کرن ہوتی ہے جو کہ دروازہ کے سوراخ یا روشن دان سے کمرہ میں داخل ہوتی ہے۔

(۷۔۸) اور تم قیامت کے دن تین قسم کے ہو جاؤ گے سو ان میں جو داہنے والے ہیں وہ دائیں والے کیسے اچھے ہیں یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کرے گا تو بطور

تعجب کے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ محمد ﷺ آپ کو کیا معلوم کہ ان کے لیے کیا کیا نعمتیں اور خوشیاں ہوں گی۔

(۹) اور ان میں جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں یعنی جن کے نامہ اعمال اللہ تعالیٰ ان کے بائیں ہاتھ میں دے گا اور ان کو دوزخ میں داخل کرے گا تو آپ کو کیا معلوم ہے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں کس قدر ذلت اور عذاب کی سختی ہوگی۔

(۱۰-۱۲) اور تیسری قسم جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے کے ہی ہیں یعنی جو دنیا میں ایمان جہاد ہجرت تکبیر اولیٰ اور تمام نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں وہ جنت میں بھی پیش پیش ہیں۔

(۱۳-۱۴) اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص قرب رکھنے والے ہیں۔ان مقربین کا ایک بڑا گروہ تو اگلی امتوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے یعنی رسول اکرم ﷺ کی امت میں سے اور کہا گیا ہے کہ یہ دونوں گروہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے۔

جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ اس آیت کے نزول کی وجہ سے غمگین ہوئے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

شان نزول: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (الخ)

امام احمد بن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سند غیر معروف کے ساتھ ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ تو یہ چیز صحابہ کرام ؓ پر گراں گزری اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

ابن عساکرؒ نے تاریخ ''دمشق'' میں ایسی سند کے ساتھ جس میں نظر ہے بطریق عروہ بن رویم جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت سورۂ واقعہ نازل ہوئی اور اس میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک بڑا گروہ اگلوں میں سے اور تھوڑا سا ہم میں سے تو اس پر سورت کا آخری حصہ ایک سال تک رکا رہا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا عمر آؤ اور جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسے سنو یعنی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے عروہ بن رویم سے مرسلاً اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے بعث میں عطاء و مجاہد سے روایت نقل کی ہے۔

کہ جب اہل طائف نے اس وادی کی درخواست کی جو کہ ان کے لیے تیار کی جائے اور اس میں شہد ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بہت اچھی وادی تھی تو لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ جنت میں ایسی ایسی چیزیں ہیں اس پر اور لوگوں نے کہا کاش جنت میں ہمارے لیے اس وادی کی طرح وادی ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اور جو دائیں والے ہیں وہ دائیں والے کچھ اچھے ہیں۔ اور امام بیہقی نے دوسرے طریق سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لوگ وادی بوج اور اس کے سایہ اور اس کے کیلوں اور بیروں پر تعجب کیا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جو داہنے والے ہیں (الخ)۔

(۱۵۔۱۶) اور وہ مقرب لوگ سونے اور چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے تکیہ لگائے آمنے سامنے خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔

(۱۷) اور ان کی خدمت کے لیے ایسے لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو موت آئے گی اور نہ وہ نکالے جائیں گے یا یہ کہ کفار کی اولاد یہ چیزیں لے کر جنت میں ان کے پاس آمد و رفت کیا کریں گے۔

(۱۸) آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی پاکیزہ شراب سے بھر جائے گا اور دنیا کی شرابوں کی طرح نہ تو اس شراب سے ان کو دردسر ہوگا اور نہ ان کی عقل میں کسی قسم کا فتور آئے گا اور ان کے لیے قسم قسم کے میوے ہوں گے جن کو وہ پسند کریں گے اور مختلف قسم کے پرندوں کا گوشت جو ان کو پسند ہوگا۔

(۲۲۔۲۳) اور ان کے لیے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت عورتیں ہوں گی جیسے حفاظت سے چھپا کر رکھا ہوا موتی۔

(۲۴۔۲۷) یہ ثواب جنتیوں کو ان کے اعمال کے صلہ میں ملے گا اور جنت میں بک بک اور نہ جھوٹی بات سنیں گے اور نہ کوئی گالی گلوچ۔

بس ہر طرف سے سلام کی آواز آئے گی کہ خود ایک دوسرے کو سلام کرتے رہیں گے اور فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام نازل ہوتا رہے گا اور محمد ﷺ آپ کو کیا معلوم کہ جنت والوں کے لیے کیا کیا نعمتیں اور خوشیاں ہیں۔

(۲۸۔۴۰) وہ بغیر کانٹوں کے بیریوں کے سایہ میں ہوں گے اور تہ بہ تہ کیلے ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور بغیر سورج کے درختوں کا ان پر ہمیشہ کے لیے سایہ ہوگا یا یہ کہ عرش خداوندی کا ان پر سایہ ہوگا۔

اور عرش سے چلتا ہوا پانی ہوگا اور مختلف قسم کے کثرت سے میوے ہوں گے جو ختم نہیں ہوں گے اور جس وقت وہ میووں کی طرف دیکھیں گے تو ان سے ان کو روکا بھی نہ جائے گا اور جنتیوں کے لیے فضا میں اونچے اونچے فرش ہوں گے۔

اور ہم نے وہاں دنیاوی عورتوں کو بیماری موت اور عجز کے بعد خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا

ہے کہ وہ کنواریاں ہیں حرکات وشمائل حسن و جمال سب چیزیں ان کی دلکش ہیں اور وہ اپنے خاوندوں کی محبوبائیں ہیں۔

اور اہل جنت کی ہم عمر ہیں یعنی سب کی عمر تینتیس سال کے برابر ہوگی یہ سب چیزیں جنت والوں کے لیے ہیں اور سب کے سب جنتی ہیں۔ ان میں ایک بڑا گروہ رسول اکرم ﷺ کی امت سے پہلے اور تمام امتوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ بعد والی امتوں میں سے ہوگا اور وہ سب کے سب رسول اکرم ﷺ کے امتی ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ وہ تہائی دونوں گروہوں کا رسول اکرم ﷺ کی امت سے ہوگا۔

(۴۵۔۵۳) وہ لوگ دنیا میں بڑے حد سے تجاوز کرنے والے تھے یا یہ کہ بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور وہ بڑے بھاری گناہ پر یعنی شرک یا یہ کہ جھوٹی قسموں پر اصرار کیا کرتے تھے اور دنیا میں یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا اس کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

اور پھر اس کے بعد اے ایمان و ہدایت سے گمراہ ہونے والو اللہ تعالیٰ اور رسول اور کتاب کو جھٹلانے والو یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیو درخت زقوم سے کھانا ہوگا اور پھر اس درخت زقوم سے پیٹ بھرنا ہوگا یہ درخت دوزخ کی جڑ میں سے اگا ہوا ہے۔

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا
نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾
نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰۤى اَنْ
نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ
تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا
فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾
اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ
الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا
تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ
اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا
لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ ع

اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے (۵۴) اور پیو گے بھی تو اس طرح جیسے پیاسے اُونٹ پیتے ہیں (۵۵) جزا کے دن یہ اُن کی ضیافت ہوگی (۵۶) ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا ہے تو تم (دوبارہ اُٹھنے کو) کیوں سچ نہیں سمجھتے؟ (۵۷) دیکھو تو کہ جس (نطفے) کو تم (عورتوں کے رحم میں) ڈالتے ہو (۵۸) کیا تم اس (سے انسان) کو بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں؟ (۵۹) ہم نے تم میں مرنا ٹھہرا دیا ہے اور ہم اس (بات) سے عاجز نہیں (۶۰) کہ تمہاری طرح کے اور لوگ تمہاری جگہ لے آئیں اور تم کو ایسے جہان میں جس کو تم نہیں جانتے پیدا کر دیں (۶۱) اور تم نے پہلی پیدائش تو جان ہی لی ہے پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟ (۶۲) بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ تم بوتے ہو (۶۳) تو کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں؟ (۶۴) اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ (۶۵) (کہ ہائے) ہم مفت تاوان میں پھنس گئے (۶۶) بلکہ ہم ہیں ہی بے نصیب (۶۷) بھلا دیکھو تو کہ جو پانی تم پیتے ہو (۶۸) کیا تم نے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرتے ہیں؟ (۶۹) اگر ہم چاہیں تو ہم اسے کھاری کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟ (۷۰) بھلا دیکھو تو جو آگ تم درخت سے نکالتے ہو (۷۱) کیا تم نے اُس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ (۷۲) ہم نے اُسے یاد دلانے اور

مسافروں کے برتنے کو بنایا ہے (۷۳) تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرو (۷۴)

تفسیر سورة الواقعة آيات (٥٤) تا (٧٤)

(۵۴۔۵۷) اور پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا اور پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کی طرح اس لیے کہ پیاس کے مارے ہوئے اونٹ کا پیٹ سیر نہیں ہوتا۔ او هیم کے معنی نرم زمین کے بھی بیان کیے گئے ہیں۔

غرض حساب کے دن ان لوگوں کے کھانے اور پینے کے لیے یہ سامان ہوگا مکہ والو ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا پھر تم رسول اکرم ؐ کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔

(۵۸۔۵۹) اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ تم جو عورتوں کے رحم میں منی پہنچاتے ہو تو مکہ والو کیا رحم میں تم اولاد بناتے ہو یا ہم لڑکا یا لڑکی نیک یا بد۔ نہیں بلکہ ہم ہی بناتے ہیں تم نہیں بناتے۔

(۶۰) اور ہم نے تمہارے درمیان موت کو مقرر کر رکھا ہے تم سب مرو گے یا یہ کہ مرنے تک ہم نے تمہارے درمیان عمروں کو تقسیم کر رکھا ہے کہ تم میں سے بعض اسی سال تک اور بعض سو اور بعض پچاس سال تک زندہ رہتے ہیں اور بعض کی عمریں اس سے کم یا زیادہ ہوتی ہیں اور ہمارے لیے یہ مشکل نہیں۔

(۶۱) کہ تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ تم سے بہتر اور فرمانبردار آدمی پیدا کر دیں اور تمہیں قیامت کے دن ایسی صورتوں میں پیدا کریں جن کو تم جانتے بھی نہیں یعنی سیاہ صورتوں اور نیلی آنکھوں والے تمہیں بنا دیں یا یہ کہ بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیں یا یہ کہ تمہاری روحوں کو ایسے مقام پر پہنچا دیں جن کو نہ تم جانتے ہو اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہو یعنی دوزخ۔

(۶۲) اور مکہ والو تمہیں ماؤں کے پیٹوں میں پہلی پیدائش کا یا یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا علم حاصل ہے پھر پہلی پیدائش سے عبرت حاصل کر کے دوسری مرتبہ پیدا کرنے پر کیوں ایمان نہیں۔

(۶۳۔۶۷) اچھا یہ بتاؤ کہ تم جو بیج بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اس کھیتی کو سرسبز ہونے کے بعد پھر اس کو خشک کر دیں پھر تم اس کے خشک ہونے اور اس کی ہلاکت سے حیران ہو کر رہ جاؤ اور کہنے لگو کہ ہماری کھیتیاں تباہ ہو کر رہ گئیں ہم تباہ ہو گئے بلکہ ہم تو اس کے منافع سے بالکل ہی محروم رہ گئے یا یہ کہ آپس میں لڑنے لگو۔

(۶۸۔۶۹) اچھا یہ تو بتاؤ کہ جس میٹھے اور شیریں پانی کو تم خود پیتے اور اپنے جانوروں کو پلاتے اور باغوں کو سیراب کرتے ہو مکہ والو اس شیریں پانی کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم نہیں بلکہ ہم تم پر برسانے والے ہیں تم نہیں برساتے۔ اگر ہم چاہیں تو اس شیریں پانی کو بالکل کڑوا تلخ کر دیں پھر تم اس شیریں پانی پر شکر کیوں نہیں کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

(۷۱) ذرا یہ تو بتاؤ کہ جس آگ کو سرخ درخت کے علاوہ ہر ایک درخت سے تم سلگاتے ہو اس کے درخت کو تم نے

پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں۔

(۷۲۔۷۳) ہم نے اس آگ کو آتش دوزخ یاد دلانے اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے یعنی زمین میں جن مسافروں کا زادراہ ختم ہو جائے وہ اس کے ذریعے اپنا کام نکال لیتے ہیں۔

(۷۴) سو آپ اپنے اس عظیم الشان پروردگار کے نام کی نماز پڑھیے یا یہ کہ اس کی توحید بیان کیجیے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم (۷۵) اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے (۷۶) کہ یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے (۷۷) (جو) کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا ہے) (۷۸) اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں (۷۹) پروردگار عالم کی طرف سے اُتارا گیا ہے (۸۰) کیا تم اس کلام سے انکار کرتے ہو؟ (۸۱) اور اپنا وظیفہ یہ بناتے ہو کہ (اسے) جھٹلاتے ہو (۸۲) بھلا جب رُوح گلے میں آ پہنچتی ہے (۸۳) اور تم اس وقت (کی حالت کو) دیکھا کرتے ہو (۸۴) اور ہم اس (مرنے والے) سے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے (۸۵) پس اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو (۸۶) تو اگر سچے ہو تو رُوح کو پھیر کیوں نہیں لیتے (۸۷) پھر اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے (۸۸) تو (اس کے لئے) آرام اور خوشبو دار پھول اور نعمت کے باغ ہیں (۸۹) اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے (۹۰) تو (کہا جائے گا) تجھ پر داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام (۹۱) اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے (۹۲) تو (اس کے لئے) کھولتے پانی کی ضیافت ہے (۹۳) اور جہنم میں داخل کیا جانا (۹۴) یہ (داخل کیا جانا یقیناً صحیح یعنی) حق الیقین ہے (۹۵) تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو (۹۶)

تفسیر سورة الواقعة آیات (۷۵) تا (۹۶)

(۷۵۔۷۷) سو میں اس چیز کی قسم کھاتا ہوں کہ قرآن حکیم رسول اکرم ﷺ پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ہے ایک دم پورا نازل نہیں ہوا اگر تم تصدیق کرو تو قرآن ایک بڑی چیز ہے یا یہ کہ میں قسم کھاتا ہوں صبح کے وقت ستاروں کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو اور تصدیق کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے یہ ایک مکرم معزز قرآن حکیم ہے جو لوح محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے۔

شانِ نزول: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (الخ)

اور امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں لوگوں پر بارش

ہوئی اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بعض شاکر ہیں اور بعض ان میں کافر ہیں شاکر کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس نے نازل فرمائی ہے اور ان میں بعض کہتے ہیں کہ فلاں ستارہ ٹھیک رہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوحزرہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیات ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

غزوہ تبوک میں لوگوں کا ایک وادی پر پڑاؤ ہوا رسول اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اس وادی کے پانی میں سے کچھ ساتھ نہ لینا پھر آپ نے کوچ کیا اور دوسرے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے پانی کی شکایت کی آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا اور ان پر بارش ہوئی اور وہ سب سیر ہو گئے تو ایک انصاری شخص نے جسے نفاق کا الزام دیا گیا تھا۔ اپنی قوم کے دوسرے شخص سے کہا ارے رسول اکرم ﷺ نے کوئی دعا نہیں فرمائی جس سے ہم پر بارش ہوئی بلکہ ہم پر تو فلاں فلاں ستارہ کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔

(۷۸۔۸۰) اور اسی وجہ سے یہ قسم کھائی گئی ہے اور وہ لوح محفوظ ایسی چیز ہے کہ اسے سوائے پاک فرشتوں کے جو کہ گناہوں اور ناپاکیوں سے پورے طور پر پاک ہیں اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے یا یہ کہ جن لوگوں کو توفیق خداوندی ہو ان کے علاوہ اور کوئی قرآن کریم پر عمل نہیں کر سکتا یہ رسول اکرم ﷺ پر رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

(۸۱۔۸۵) تو کیا اے اہل مکہ تم اس قرآن کریم کی جو تمہیں کو رسول اکرم ﷺ پڑھ کر سناتے ہیں جھٹلاتے ہو یعنی یہ جنت و دوزخ بعث اور حساب کو جو بیان کرتے ہے انہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ستاروں کے بارے میں کہتے ہو کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی سو جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے اور مکہ والو تم اس وقت دیکھا کرتے ہو کہ کب جان نکلے تو اس وقت ملک الموت مرنے والے شخص کے اس کے گھر والوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں اور وہ تمہیں نظر نہیں آتے۔

(۸۶۔۸۷) سو اگر تمہارا حساب و کتاب ہونے والا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو پھر تم اس روح کو بدن کی طرف کیوں نہیں لوٹاتے۔

(۸۸۔۹۱) پھر جو شخص جنت عدن والوں میں سے ہوگا تو ان کے لیے تو قبر میں بھی راحت ہے یا یہ کہ رحمت ہے اور جس وقت قبر سے نکلیں گے تب بھی راحت ہے یا یہ کہ رزق کا سامان ہے اور قیامت کے دن ایسی جنت ہے جس کی نعمتیں فنا نہیں ہوں گی اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا اور سب کے سب جنتی داہنے والے ہیں تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لیے سلامتی اور امن و امان ہے یا یہ کہ جنتی اس کو سلام کریں گے۔

(٩٢_٩٤) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اور کتاب کو جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہوگا تو اس کو کھانے میں درخت زقوم اور پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کو دوزخ میں داخل ہونا ہوگا۔

(٩٥_٩٦) بے شک جو کچھ ذکر ہوا یہ یقینی بات ہے سو اپنے اس عظیم الشان پروردگار کے نام کی نماز پڑھیے جو کہ ہر ایک چیز سے بڑا ہے یا یہ کہ اس کی توحید بیان کیجیے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔
هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا
يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ۔ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ
عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا
جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ
اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ
لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔
هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ وَمَا
لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۚ
اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۚ
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ ع

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے(١) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے (وہی) زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے(٢) وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے (٣) وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اُس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی اور جو اُس کی طرف چڑھتی ہے سب اُس کو معلوم ہے۔ اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے(٤) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے۔ اور سب امور اُسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں (٥) (وہی) رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور وہ دلوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے(٦) (تو) خدا پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس (مال) میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اُس میں سے خرچ کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال) خرچ کرتے رہے اُن کے لئے بڑا ثواب ہے(٧) اور تم کیسے لوگ ہو کہ خدا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اُس کے) پیغمبر تمہیں بُلا رہے ہیں کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ اور اگر تم کو باور ہو تو وہ تم سے (اس کا) عہد بھی لے چکا ہے(٨) وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ بے شک خدا تم پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے(٩) اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی

وراثت خدا ہی کی ہے۔جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کئے وہ) برابر نہیں۔ اُن کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد و قتال کیا۔ اور خدا نے سب سے (ثواب) نیک (کا) وعدہ تو کیا ہے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا اُن سے واقف ہے (۱۰)

تفسیر سورۃ الحدید آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مکی یا مدنی ہے اس میں اختلاف ہے۔ اس میں انتیس آیات اور پانچ سو چوالیس کلمات اور دو ہزار چار سو چھہتر حروف ہیں۔

(۱) اللہ کی پاکی یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں مخلوقات ہیں اور وہ کافر کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے اس نے اس بات کا حکم دیا کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

(۲) آسمانوں کے خزانے یعنی بارش اور زمین کے خزانے یعنی نباتات اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور وہی حیات اور موت دینے پر قادر ہے اور وہی ہر چیز سے پہلے ہے اور وہی ہر چیز کے فنا کے بعد ہے اور وہی ہر ایک چیز پر ظاہر ہے اور وہی ہر ایک چیز کے ساتھ پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے یعنی جتنی چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں وہ سب کے پیدا کرنے سے پہلے سے ہے اور زندہ چیز کو موت دینے کے بعد بھی باقی اور ہمیشہ ہے۔

(۳) اور ہر ایک چیز پر غالب ہے اور ہر ایک ظاہر و باطن سے واقف اور باخبر ہے اور اس کے اس علم میں سے کسی کے مطلع کرنے کی حاجت نہیں یا مطلب ہے کہ وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے اور اس اولیت کی کوئی انتہا نہیں اور ہر ایک چیز کے بعد بھی ہے اور اس کے بعد رہنے کی کوئی انتہا نہیں یا یہ کہ وہ اول ہے کہ ہر ایک پہلی چیز کو اولیت عطا کرنے والا ہے اور آخر ہے یعنی ہر ایک بعد والی چیز کو آخرویت عطا کرنے والا ہے اور وہ سب سے اول ہے اس سے پہلے کوئی نہیں اور وہ آخر ہے کہ سب کے فنا کرنے کے بعد وہی رہے گا۔

اور وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کی ذات موت و فنا و زوال سے پاک ہے اور کوئی چیز خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ اول ہو یا آخر وہ سب سے واقف ہے۔

(۴) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے آسمان اور زمین کو دنیا کے ابتدائی دنوں میں چھ روز کی مدت کے زمانہ میں پیدا کیا کہ ہر ایک دن ایک ہزار سال کے برابر تھا جن میں سے پہلا دن اتوار اور آخری جمعہ تھا۔

اور پھر تخت شاہی پر قائم ہوا اور وہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے ہی تخت شاہی پر قائم تھا اور وہ سب

کچھ جانتا ہے جو چیز بارش خزانوں اور مردوں میں سے زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے مثلاً نباتات مردے پانی اور خزانے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے جیسا کہ پانی رزق فرشتے اور مصیبتیں اور جو چیز آسمان پر چڑھتی ہے مثلاً ملائکہ کراماً کاتبین اعمال اور وہ تم سے بخوبی واقف ہے خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں اور تمھاری نیکیوں اور برائیوں کو بھی دیکھتا ہے۔

(۵)　اسی کے قبضہ قدرت میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام اسی کے سامنے لوٹ جائے گا۔

(۶)　اور وہی رات کے اجزاء کو دن میں داخل کرتا اور بڑھاتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر کے اسے بڑھاتا ہے اور وہ دلوں کی باتوں تک کو بھی جو کچھ ان میں نیکی یا برائی ہے جانتا ہے۔

(۷)　لہٰذا اے مکہ والو تم اللّٰہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لاؤ اور جس مال کا اس نے تمھیں مالک بنا رکھا ہے اسے اللّٰہ کی راہ میں خرچ کرو سو مکہ والو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں اور پھر اللّٰہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کریں تو ان کو ایمان اور انفاق فی سبیل اللّٰہ سے جنت میں بڑا ثواب ملے گا۔

(۸)　اے اہل مکہ تمھارے لیے کیا وجہ ہوئی کہ تم توحید کا اقرار نہیں کرتے حالاں کہ رسول اکرم ﷺ تمھیں توحید کی طرف بلا رہے ہیں تا کہ تم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ خود اللّٰہ نے تم سے توحید کا عہد لیا تھا جب کہ تم میثاق کے دن اس پر ایمان رکھتے تھے۔

(۹)　اور وہ ایسا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر بذریعہ جبریل امین ایسی آیات بھیجتا ہے جو حلال و حرام اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرنے والی ہیں تا کہ تمھیں قرآن اور دعوت رسول اکرمؐ کے ذریعے سے کفر سے ایمان کی طرف لائے۔ اے گروہ مومنین اللّٰہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے کہ اس نے تمھیں کفر سے نکال کر ایمان کی دولت عطا کی۔

(۱۰)　اور اے گروہ مومنین تمھارے لیے اس کی کیا وجہ ہے کہ تم اللّٰہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالاں کہ آسمان والوں اور زمین والوں سب ہی کی میراث اسی کے لیے ہے کہ سب مر جائیں گے اور اس کی ذات باقی رہے گی اور تمام امور اسی کے سامنے پیش ہوں گے۔

اے گروہ مومنین جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ میں لڑ چکے ہیں اور جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے دونوں فضیلت اور ثواب و مرتبہ میں برابر نہیں بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے لوگ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ و فضیلت اور ثواب میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں

نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔

اس آیت سے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق ؓ مراد ہیں باقی یوں تو ان دونوں جماعتوں سے اللّٰہ تعالیٰ نے ایمان کے صلہ میں جنت کا وعدہ کر رکھا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللّٰہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ
اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١١﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ
نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ
بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾
يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ
وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾
اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ
مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ
عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿١٦﴾ اِعْلَمُوْا اَنَّ
اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٧﴾
اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ ع ۲ ۱۸

کون ہے جو خدا کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اُس کو اس سے دُگنا ادا کرے اور اس کے لئے عزت کا صلہ (یعنی جنت) ہے (۱۱) جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن (کے ایمان) کا نُور اُن کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو اُن سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لئے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں اُن میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے (۱۲) اُس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نُور سے روشنی حاصل کریں تو اُن سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پھر اُن کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا ۔جو اس کی جانب اندرونی ہے اُس میں تو رحمت ہے اور جو جانب بیرونی ہے اُس طرف عذاب (و اذیت) (۱۳) تو منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تھے لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لاطائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ خدا کا حکم آ پہنچا اور خدا کے بارے میں تم کو (شیطان) دغا باز دغا دیتا رہا (۱۴) تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۵) کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدائے) برحق (کی طرف) سے نازل ہوا ہے اُس کے سننے کے وقت اُن کے دل نرم ہو جائیں اور وہ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (اُن سے) پہلے کتابیں دی گئی تھیں پھر اُن پر زمان طویل گزر گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے۔ اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں (۱۶) جان رکھو کہ خدا ہی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے اپنی نشانیاں تم سے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو (۱۷) جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی اور خدا کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دیتے ہیں اُن کو

دو چند ادا کیا جائے گا اور اُن کے لئے عزت کا صلہ ہے (۱۸) اور جو لوگ خدا اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے یہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اُن کے لئے اُن (کے اعمال) کا صلہ ہوگا۔ اور اُن (کے ایمان) کی روشنی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں (۱۹)

تفسیر سورۃ الحدید آیات (۱۱) تا (۱۹)

(۱۱) کوئی شخص ہے جو اللہ کی راہ میں خلوص اور ثواب کی امید رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کو دے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر کے اس کے ثواب کو سات سے لے کر ستر تک اور سات سو اور دو لاکھ تک جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے بڑھاتا ہے اور اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت میں پسندیدہ اجر ہے یہ آیت حضرت ابوالدحداح ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۲) محمد ﷺ قیامت کے دن جب کہ آپ سچے ایمان دار مردوں اور سچی ایمان دار عورتوں کو دیکھیں گے کہ پل صراط پر ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں اور بائیں روشن ہوگا تو ان سے فرشتے پل صراط پر کہیں گے آج تمہارے لیے خوشخبری ہے ایسے باغوں کی جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کو موت آئے گی اور حقیقت میں یہ بڑی کامیابی ہے کہ جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کیں اور دوزخ اور اس کی مصیبتوں سے محفوظ رہے۔

(۱۳) اور قیامت کے دن جب کہ آپ منافق عورتوں کو دیکھیں گے جب کہ ان کا نور پل صراط پر بجھ جائے گا تو وہ پل صراط پر مخلص ایمان داروں سے کہیں گے کہ اے گروہ مومنین ذرا ٹھہر و اور ہمارا انتظار کرلو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں اور تمہارے ساتھ پل صراط پر سے گزر جائیں۔

تو ان سے مومنین یا یہ کہ فرشتے یا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم اپنے پیچھے دنیا کی طرف لوٹ جاؤ یا یہ کہ اس مقام کی طرف لوٹ جاؤ جہاں ہم نے پل صراط پر چڑھنے کے لیے نور تقسیم کیا تھا اور پھر وہاں سے روشنی تلاش کرو یہ بطور مذاق اُڑانے کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کی طرف سے ان سے کہا جائے گا۔

چنانچہ وہ روشنی کی تلاش میں ادھر جائیں گے پھر ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار قائم کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا جس کی اندرونی جانب جنت اور بیرونی جانب جہنم ہوگی۔

(۱۴) پھر یہ منافقین دیوار کے باہر سے پکاریں گے کہ اے گروہ مومنین کیا ہم دنیا میں تمہارے دین پر نہیں تھے مسلمان کہیں گے ہاں تھے تو سہی مگر تم نے کفر اور نفاق کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رکھا تھا۔

اور کفر و نفاق سے توبہ کرنے کو چھوڑ رکھا تھا یا یہ کہ تم رسول اکرم ﷺ کی موت اور اظہار کفر کے منتظر تھے۔

اور اللہ تعالیٰ اور کتاب اللہ اور رسول اللہ کے بارے میں شک رکھتے تھے اور تمہیں تمہاری جھوٹی تمناؤں نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ تم پر اللہ کا حکم آ پہنچا کہ کفر و نفاق کی حالت میں تمہیں موت نے آ دبوچا۔

اور تمہیں دھوکا دینے والے شیطان نے اطاعت خداوندی سے دھوکا میں ڈال رکھا تھا یا یہ کہ دنیاوی جھوٹی تمناؤں نے۔

غرض آج قیامت کے دن اے گروہ منافقین نہ تم سے کچھ فدیہ لیا جائے گا اور نہ کافروں سے اور تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری ہمیشہ کے لیے رفیق ہے اور وہ دوزخ جس کی طرف یہ جائیں گے واقعی برا ٹھکانا ہے کہ وہاں ان کے ساتھی شیاطین اور پڑوسی کفار اور کھانا درخت زقوم اور پینا کھولتا ہوا پانی اور لباس آگ کے ٹکڑے ہوں گے اور ان کے ملاقاتی سانپ بچھو ہیں۔

(۱۶) اب اللہ تعالیٰ دنیا میں جو ان کی قلبی حالت تھی اس کا ذکر فرماتا ہے کہ کیا ظاہراً ایمان والوں کے لے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے وعدے اور وعید یا یہ کہ توحید خداوندی کے سامنے اور جو اوامر و نواہی حلال و حرام قرآن کریم میں نازل ہوئے ہیں۔ اس کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو جائیں اور خلوص ان میں پیدا ہو جائے اور توریت والوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے نزول قرآن سے پہلے علم توریت دیا گیا تھا اور پھر ان پر ایک زمانہ گزر گیا جس کی وجہ سے ایمان نہ لانے سے ان کے دل بہت ہی سخت اور گمراہ ہو گئے اسی بنا پر ان توریت والوں میں سے جو کہ دین موسوی کی مخالفت کرنیوالے ہیں اکثر علم خداوندی میں کافر ہیں۔

شانِ نزول: اَوَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (الخ)

ابن ابی شیبہؒ نے عبدالعزیز بن ابی روادؒ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب رسول اکرم ﷺ میں ہنسی و مذاق ظاہر ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ اصحاب نبی اکرم ﷺ نے کچھ مذاق کیا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ کیا ایمان والوں کے لیے اس بات کا وقت نہیں آیا۔

نیز سدی عن قاسم نے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ ایک مرتبہ پریشان ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم سے کچھ بیان کیجیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ۔ پھر دوسری مرتبہ پریشان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن مبارک نے کتاب الزہد میں بواسطہ سفیان اعمش سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ جب مدینہ منورہ آئے تو ان پر سختیوں اور پریشانیوں کے بعد خوش حالی کا زمانہ آیا تو گویا ایسا محسوس ہوا کہ ان کی پچھلی حالت میں کچھ فرق

سا آنے لگا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۱۷) یہ سمجھ لو کہ اللّٰہ تعالیٰ زمین کو اس کے خشک اور بنجر ہو جانے کے بعد پانی برسا کر زندہ کر دیتا ہے اسی طرح وہ مردوں کو بھی زندہ کر دے گا ہم نے مردوں کے زندہ کرنے پر تم سے دلائل بیان کر دیے ہیں تاکہ تم مرنے کے بعد جی اٹھنے کی تصدیق کرو۔

(۱۸) بلاشبہ سچے ایمان دار مرد اور سچی ایمان دار عورتیں یا یہ کہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں یہ اللّٰہ تعالیٰ کو خلوص اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے قرض دے رہے ہیں وہ صدقہ اللّٰہ تعالیٰ ان سے قبول فرمائے گا اور ان کی نیکیوں کو سات سے لے کر ستر تک اور سات سو تک غرض کہ جہاں تک اللہ کو منظور ہوگا بڑھا دیا جائے گا اور پھر اس کے ساتھ ان کے لیے جنت میں پسندیدہ اجر ہے۔

(۱۹) اور تمام امتوں میں سے جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا اجر خاص اور پل صراط پر نور ہوگا اور کہا گیا ہے کہ وَالشُّهَدَاءُ یہ مستقل کلام ہے پہلی آیت سے اس کا تعلق نہیں مطلب یہ کہ جو لوگ اپنی قوم کے خلاف انبیاء کرام کی موافقت میں گواہی دیں گے یا یہ کہ اس سے انبیاء کرام مراد ہیں جو اپنی قوم کی تبلیغ رسالت کے بارے میں گواہی دیں گے یا یہ کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کو انبیاء کرام کی طرح ثواب ملے گا اور پل صراط پر چلنے کے لیے نور عطا کیا جائے گا اور جو لوگ کافر ہوئے اور کتاب و رسول کو انھوں نے جھٹلایا یہی جہنمی ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي
الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ
فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ
وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝
سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ
وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (و ستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (و خواہش) ہے (اسکی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اُگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اسکو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے۔ پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لئے) عذاب شدید۔ اور (مومنوں کیلئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے (۲۰) (بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو اُن لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں لپکو۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل

بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

کا مالک ہے (۲۱) کوئی مصیبت زمین پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اسکو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے (اور) یہ (کام) خدا کو آسان ہے (۲۲) تا کہ جو (مطلب) تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اُس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو۔ اور خدا کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۲۳) جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو شخص رُوگردانی کرے تو خدا بھی بے پروا ہے (اور) وہی سزاوار حمد (وثنا) ہے (۲۴) ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا۔ اور اُن پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی شدید ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے خدا اور اُس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں خدا اُن کو معلوم کرلے بے شک خدا قوی (اور) غالب ہے (۲۵)

تفسیر سورة الحدید آیات (۲۰) تا (۲۵)

(۲۰) خوب سمجھ لو کہ جو کچھ دنیوی زندگی میں ہے وہ محض لہو و لعب ہے نمائش و زینت اور حسب و نسب میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال و اولاد میں خود کو ایک دوسرے سے زیادہ بتانا مگر یہ سب چیزیں فانی اور خواب خیال ہیں جیسا کہ بارش برستی ہے کہ اس کی پیداوار کاشت کاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ چند روز میں رنگت تبدیل ہو کر سوکھ کر چورا ہو جاتی ہے یہی دنیا کا حال ہے کہ وہ بھی گھاس کی طرح باقی نہیں رہے گی۔

باقی جو اطاعت خداوندی کو چھوڑے اور حقوق اللّٰہ سے منع کرے اس کے لیے آخرت میں شدید عذاب ہے اور جو اطاعت خداوندی کی تکمیل کرے اور اپنے مال میں سے اللّٰہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اس کے لیے تو پھر مغفرت اور رضامندی ہے باقی جو کچھ دنیوی بقا اور فنا ہے وہ محض ایک دھوکا کا سامان ہے جیسا کہ گھر کا ہانڈی پیالہ۔

(۲۱) اب سب کو اللّٰہ تعالیٰ خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور نیز اعمال صالحہ کر کے ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمان و زمین کو اگر ملا دیا جائے تو اس کی وسعت کے برابر ہے اور وہ تمام امتوں میں سے اہل ایمان کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اور یہ مغفرت و خوشنودی اور جنت اللّٰہ کا فضل ہے وہ جو اس کا اہل ہوتا ہے اس کو عنایت کرتے ہیں اور اللّٰہ بڑے فضل والے ہیں کہ صلہ میں جنت عطا کرتے ہیں۔

(۲۲) کوئی مصیبت قحط خشکی بھوک گرانی وغیرہ جو دنیا میں آتی ہے اور نہ مرض و تکالیف اور اہل و عیال کے مرنے اور

مال کے ختم ہونے جیسی مصیبتیں خاص تمھاری جانوں میں آتی ہیں مگر ان سب چیزوں کا ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں اور اس زمین کو پیدا کریں اور بغیر کسی کتاب کے ان تمام باتوں کی نگہداشت اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک آسان کام ہے۔

(۲۳۔۲۴) مگر پھر بھی اس نے لوح محفوظ میں ان تمام چیزوں کو درج کر دیا ہے تاکہ رزق و عافیت میں سے جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر اتنا غم نہ کرو اور کہو کہ ہمارے بارے میں یہ چیز نہیں لکھی ہے اور تاکہ جو چیز تمہیں عطا کی ہے اس پر اتراؤ نہیں کہ کہنے لگو کہ اس نے ہمیں دی ہے۔

اور اللّٰہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور نعمت خداوندی پر شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا یا یہ کہ کفر میں اترانے والے اور شرک میں شیخی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اور یہ یہودی لوگ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت جو توریت میں موجود ہے اسے چھپاتے ہیں اور یہ حرکت کر کے دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں۔

باقی جو ایمان سے منہ موڑ لے گا تو اللّٰہ تعالیٰ اس کے ایمان سے بے نیاز ہے اور موحدین کے لیے سزاوارحمد ہے یا یہ کہ اپنے افعال میں سزاوارحمد ہیں کہ قلیل چیز کو قبول فرما کر اجر جزیل عطا فرماتے ہیں۔

(۲۵) ہم نے اپنے پیغمبروں کو اوامر ونواہی اور معجزات دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان پر بذریعہ جبریل امین کتاب نازل کی ہے اور اس کتاب میں عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔

اور ہم نے لوہا پیدا کیا جس میں سخت قوت ہے کہ آگ کے علاوہ اور کوئی چیز اس کو نرم نہیں کر سکتی یا یہ کہ جس میں لڑائی وقتال کے لیے شدید ہیبت ہے۔

اور لوگوں کے ساز وسامان کے اور بھی فائدے ہیں جیسا کہ چاقو کلہاڑی وغیرہ تاکہ اللّٰہ تعالیٰ جان لے کہ ان ہتھیاروں سے بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے کیوں کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی مدد کرنے میں قوت والا اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں زبردست ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِىْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۞ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞ ع

اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو (پیغمبر) بھیجا اور اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (کے سلسلے) کو (وقتاً فوقتاً) جاری رکھا تو بعض تو اُن میں سے ہدایت پر ہیں۔ اور اکثر اُن میں سے خارج از اطاعت ہیں (۲۶) پھر اُن کے پیچھے اُنہی کے قدموں پر (اور) پیغمبر بھیجے اور اُن کے پیچھے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا اور اُن کو انجیل عنایت کی اور جن لوگوں نے اُن کی پیروی کی اُن کے دلوں میں شفقت اور مہربانی ڈال دی۔ اور لذّات سے کنارہ کشی کی تو اُنہوں نے خود ایک نئی بات نکال لی ہم نے اُن کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر (اُنہوں نے اپنے خیال میں) خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (آپ ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اسکو نباہنا چاہئے تھا نباہ بھی نہ سکے پس جو لوگ اُن میں سے ایمان لائے اُن کو ہم نے اُن کا اجر دیا۔ اور اُن میں بہت سے نافرمان ہیں (۲۷) مومنو! خدا سے ڈرو اور اُس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دُگنا اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں چلو گے اور تم کو بخش دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۸) (یہ باتیں) اس لئے (بیان کی گئی ہیں) کہ اہلِ کتاب جان لیں کہ وہ خدا کے فضل پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اور یہ کہ فضل خدا ہی کے ہاتھ ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۲۹)

تفسیر سورة الحدید آیات (۲۶) تا (۲۹)

(۲۶) اور ہم نے آدم علیہ السلام کے آٹھ سو سال بعد نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کو ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کرتے رہے مگر ان کی قوم پھر بھی ایمان نہیں لائی نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو طوفان کے ذریعے ہلاک کر دیا۔

(۲۷) اور نوح علیہ السلام کے ایک ہزار دو سو بیالیس سال بعد ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی کہ ان میں انبیاء ہوتے رہے اور کتاب نازل ہوتی رہی نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں میں کچھ تو کتاب اور رسول پر ایمان لے آئے اور بہت سے کافر تھے۔

اور پھر حضرت نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں اور رسولوں کو یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے اور پھر ان تمام رسولوں کے بعد رسول اکرم ﷺ سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل دی اور جن لوگوں نے

عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی تھی ہم نے ان کے دلوں میں شفقت و رحم پیدا کر دیا کہ ایک دوسرے پر شفقت کرتے رہتے ہیں۔

اور انھوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کر لیا تھا انھوں نے اس کے لیے دیور کے صومعے تیار کر لیے تھے تاکہ اس میں راہب بن کر بیٹھ جائیں اور بولس یہودی کے فتنے سے بچے رہیں اور ہم نے اس رہبانیت کو ان پر واجب نہ کیا تھا مگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اس کو اختیار کر لیا تھا یا یہ کہ انھوں نے ان گرجاؤں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے بنالیا تھا باقی ان کا بنانا ہم نے ان پر ضروری قرار نہیں دیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے حق رہبانیت کی پوری حفاظت نہ کی سو ان میں جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کو ایمان و عبادت کے صلہ میں دُگنا ثواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دین عیسوی کی مخالفت نہیں کی اور ان میں سے اہل یمن میں چوبیس آدمی باقی رہ گئے تھے جو کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ پر ایمان لائے اور آپ کے دین میں داخل ہوئے اور ان راہبوں میں زیادہ تر کافر تھے یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے دین عیسوی کی مخالفت کی۔

(۲۸) اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان باللہ والرسول میں ثابت قدم رہو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ثواب اور رحمت سے دو حصے دے گا اور تمہیں ایسا نور عنایت کرے گا کہ تم اس کو لیے ہوئے لوگوں کے درمیان اور پل صراط پر چلتے پھرتے ہو گے اور تمھارے زمانہ جاہلیت کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

اور اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور توبہ کی حالت میں مرنے والے پر رحم کرنے والا ہے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (الخ)

امام طبرانیؒ نے اوسط میں سند غیر معروف کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اصحاب نجاشی میں سے چالیس آدمی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ ایک آدمی شہید ہو گیا اور ان میں سے کچھ کو زخم بھی آئے مگر ان لوگوں میں سے کوئی شہید نہیں ہوا غرض کہ جب انھوں نے آکر مسلمانوں کی تنگی کو دیکھا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم مالدار آدمی ہیں ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اپنے اموال لے آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کریں اس پر ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ (الخ)

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو اس پر ان لوگوں نے کہا کہ اے گروہ مومنین جو تمہاری کتاب پر ایمان لے آیا

اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو تمھاری کتاب پر ایمان نہیں لایا اس کے لیے تمھارے اجر کی طرح ایک ہی اجر ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ نازل ہوئی تو مومنین اہل کتاب نے صحابہ کرام پر ہجوم کیا اور کہنے لگے ہمارے لیے دو اجر ہیں اور تمھارے لیے ایک اجر ہے یہ چیز صحابہ کرم کو گراں گزری اور اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے ایمان والو اللّٰہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ الخ تو اللّٰہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے لیے بھی مومنین اہل کتاب کی طرح دو اجر کر دیے۔

اور ابن جریرؒ نے قتادہ ﷺ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس وقت یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ (الخ) یہ آیت نازل ہوئی تو مومنین اہل کتاب کو اس آیت پر رشک ہوا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لِئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْکِتَابِ (الخ).

اور ابن منذرؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا تھا قریب ہے ہم میں سے نبی نکلے اور پھر ہاتھ اور پیروں کو کاٹ دے جب عرب سے نبی مبعوث ہوا تو انھوں نے کفر کیا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی تا کہ اہل کتاب کو فضل نبوت کا علم ہو جائے۔

(۲۹) تا کہ عبداللّٰہ بن سلام ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کو ثواب خداوندی کے کسی خبر پر بھی دسترس نہیں۔ فضل و ثواب اللّٰہ کے ہاتھ میں ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے وہ اسے دیتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ مومنین پر بڑا فضل فرمانے والے ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے یہاں تک کہ یہ آیت حضرت عبداللّٰہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ انھوں نے حضرت ابی بن کعب ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر فخر کیا کہ ہمارے لیے دہرا ثواب ہے اور تمھارے لیے اکہرا۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ
اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝
اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ
اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ
وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ
يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ
تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ
سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ
بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے پیغمبر) جو عورت تم سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث وجدال کرتی اور خدا سے شکایت (رنج وملال) کرتی تھی خدا نے اُس کی التجا سُن لی اور خدا تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا اور دیکھتا ہے(۱) جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ اُن کی مائیں نہیں (ہو جاتیں) اُن کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے۔ بے شک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور خدا بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے(۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (اُن کو) ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ضرور ہے۔ (مومنو) اس (حکم) سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے(۳) جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے جس کو اس کا بھی مقدور نہ ہو (اُسے) ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا (چاہئے) یہ (حکم) اس لئے (ہے) کہ تم خدا اور اُس کے پیغمبر کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور یہ خدا کی حدیں ہیں۔ اور نہ ماننے والوں کے لئے درد دینے والا عذاب ہے(۴) جو لوگ خدا اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ (اسی طرح) ذلیل کئے جائیں گے جس طرح اُن سے پہلے لوگ ذلیل کئے گئے تھے اور ہم نے صاف اور صریح آیتیں نازل کر دی ہیں۔ جو نہیں مانتے اُن کو ذلت کا عذاب ہوگا(۵) جس دن خدا اُن سب کو جلا اُٹھائے گا تو جو کام وہ کرتے رہے اُن کو جتائے گا۔ خدا کو وہ سب (کام) یاد ہیں اور یہ اُن کو بھول گئے ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے(۶)

تفسیر سورۃ المجادلۃ آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مدنی ہے سوائے اس آیت کے مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ. اس میں بائیس آیات اور چار سو تہتر کلمات اور ایک ہزار نو سو بانوے حروف ہیں۔

(۱) حضرت محمد ﷺ آپ کو اطلاع کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ ﷺ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی اور گفتگو کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی صورت حال پیش کرنے کے لیے آہ وزاری کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہاری اور اس عورت کی باہم گفتگو کو سن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ اس کی بات کو سننے والا اور اس صورت حال کو دیکھنے والا ہے۔

شان نزول: قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي (الخ)

امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں پاک ہے وہ ذات جس کی قوت سمع ہر ایک چیز پر محیط ہے میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ کی گفتگو سن رہی تھی اور مجھ سے بعض باتیں مخفی رہیں وہ اپنے خاوند کی رسول اکرم ﷺ سے شکایت کر رہی تھیں اور فرما رہی تھیں یارسول اللہ میری جوانی ختم کر دی اور خاوند کے لیے میرا پیٹ خالی ہو گیا اب جب میں بڑھاپے کو پہنچ گئی ہوں اور میری اولاد بھی منقطع ہو گئی ہے تو میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کر لیا میں آپ سے اپنے معاملہ کی شکایت کرتی ہوں چنانچہ وہ اپنی جگہ سے پرنہیں ہٹیں یہاں تک کہ جبریل امین ان آیات کو لے کر نازل ہو گئے اور ان کے خاوند حضرت اوس بن صامت تھے۔

(۲)　واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ بن مالکؓ حضرت اوس بن صامت انصاری کے نکاح میں تھیں اور حضرت اوس جن کے زیر اثر تھے تو وہ حضرت خولہ کے پاس ایسی حالت میں آئے کہ جس حالت میں عورتوں کے پاس نہیں آیا جاتا انھوں نے انکار کیا اس پر حضرت اوس کو غصہ آیا اور بولے اگر میں اس کام کو کرنے سے پہلے گھر سے نکلوں تو، تو میرے حق میں ایسی ہے جیسی کہ میری ماں کی پشت مجھ پر حرام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اب اس کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ عورتوں سے ظہار کرتے ہیں مثلاً اپنی بیوی سے یوں کہہ دیتے اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ.

تو وہ عورتیں ان کی مائیں نہیں ہیں حرمت ابدی میں تو ان کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے ان کو پیدا کیا ہے یا دودھ پلایا ہے بلاشبہ یہ ظہار کے بارے میں ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے ان کو حرام کرنے والے سے فوری بدلہ نہیں لیتے اور تائب و نادم کو بخش دینے والے ہیں۔

(۳)　اب اللہ تعالیٰ ظہار کے کفارے کے بارے میں بیان فرماتے ہیں جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر کے ان کو خود حرام کر لیتے ہیں اور پھر اپنی اس کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اس سے پہلے کہ دونوں میاں بیوی باہم اختلاط کریں اس آزادی سے تمہیں ظہار کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کو کفارہ ظہار کی ادائیگی اور عدم ادائیگی کی پوری خبر ہے۔

(۴)　اور پھر جو شخص غلام یا لونڈی آزاد کرنے کے قابل نہ ہو تو اس کے ذمہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنے ہیں اس سے پہلے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اور پھر کسی کمزوری کی وجہ سے روزے بھی نہ رکھے جاسکیں تو اسکے ذمہ ساٹھ

مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے کہ ہر ایک مسکین کو آدھا صاع گیہوں کا یا ایک صاع جو کا یا کھجور کا دے۔

اور یہ کفارہ ظہار کا حکم اس لیے ہے تاکہ فرائض خداوندی اور سنن نبوی پر ثابت قدم رہو یہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور فرائض ظہار ہیں۔

اور جو اللہ تعالیٰ کی حدود کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت دردناک عذاب ہوگا کہ اس درد کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی ابتدا سورت سے لے کر یہاں تک یہ آیات حضرت خولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ان کے خاوند حضرت اوس نے کسی چیز پر ان سے ناراض ہو کر ان سے ظہار کر لیا تھا پھر اس پر نادم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کفارہ ظہار کا حکم دیا چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت اوس سے فرمایا ایک غلام آزاد کر دو تو انھوں نے عرض کیا میرے پاس مال کم ہے اور غلاموں کی قیمت زیادہ ہے آپ نے فرمایا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو انھوں نے عرض کیا اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا کیوں کہ اگر میں دن میں ایک دو مرتبہ نہ کھاؤں تو میری نگاہ بھی جاتی رہے اور ممکن ہے کہ میں مر جاؤں حضور نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو انھوں نے فرمایا اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کو ایک کھجور کا ٹوکرا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو مساکین میں تقسیم کر دو۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں تو مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان خود سے زیادہ اور کسی کو محتاج نہیں سمجھتا چنانچہ آپ نے ان ہی کو اس کے کھانے کا حکم دے دیا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا چنانچہ جس چیز کو انھوں نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اس کی طرف انھوں نے رجوع فرمایا اس بات میں ان کی رسول اکرم ﷺ اور ایک اور شخص نے مدد فرمائی۔

(۵) جو لوگ دین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور اس سے دشمنی رکھتے ہیں یعنی وہ کفار مکہ وہ خندق کے دن اس طرح قتل و شکست کے ساتھ پکڑے جائیں گے جیسا کہ ان سے پہلے لوگ ذلیل و خوار کیے گئے جنھوں نے انبیاء کرام سے قتال کیا اور ہم نے بذریعہ جبریل امین اوامر و نواہی حلال و حرام کے بارے میں احکامات نازل کیے ہیں اور احکام خداوندی کا انکار کرنے والوں کو ذلت کا عذاب یا یہ کہ سخت ترین عذاب ہوگا۔

(۶) جس روز تمام ادیان والوں کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا پھر ان کے تمام دنیاوی اعمال ان کو بتا دے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال کو محفوظ کر رکھا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جو اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا اس کو انھوں نے بھلا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ
نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى
مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا
عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ
اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ
جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ
فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا
بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى
مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ
لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ
وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ
نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ
صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے خدا کو سب معلوم ہے (کسی جگہ) تین (شخصوں) کا (مجمع اور) کانوں میں صلاح ومشورہ نہیں ہوتا مگر اُن میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ کہیں پانچ کا مگر وہ اُن میں چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم یا زیادہ مگر وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں۔ پھر جو جو کام یہ کرتے رہے ہیں قیامت کے دن وہ (ایک ایک) اُن کو بتائے گا۔ بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے (۷) کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ پھر جس (کام) سے منع کیا گیا تھا وہی پھر کرنے لگے اور یہ تو گناہ اور ظلم اور (خدا کا) رسول خدا کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں۔ اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو جس (کلمے) سے خدا نے تم کو دُعا نہیں دی اس سے تمہیں دُعا دیتے ہیں۔ اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ (اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو) جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا۔ (اے پیغمبر) اُن کو دوزخ (ہی کی سزا) کافی ہے۔ یہ اُسی میں داخل ہوں گے اور وہ بُری جگہ ہے (۸) مومنو! جب تم آپس میں سرگوشیاں کرنے لگو تو گناہ اور زیادتی اور پیغمبر کی نافرمانی کی باتیں نہ کرنا بلکہ نیکوکاری اور پرہیزگاری کی باتیں کرنا۔ اور خدا سے جس کے سامنے جمع کئے جاؤ گے ڈرتے رہنا (۹) (کافروں کی) سرگوشیاں تو شیطان (کی حرکات) سے ہیں۔ (جو) اس لئے (کی جاتی ہیں) کہ مومن (اُن سے) غمناک ہوں مگر خدا کے حکم کے سوا اُن سے اُنہیں کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تو مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں (۱۰) مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو خدا تم کو کشادگی بخشے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا اُن کے درجے بلند کرے گا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۱) مومنو! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہو تو بات کہنے سے پہلے (مساکین کو) کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور پاکیزگی کی بات ہے۔ اور اگر خیرات تم کو میسر نہ آئے تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲) کیا تم اس سے کہ پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنے سے پہلے خیرات دیا کرو، ڈر گئے؟ پھر جب تم نے (ایسا) نہ کیا اور خدا نے تمہیں معاف کر دیا تو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا اور اُس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرتے رہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے (۱۳)

تفسیر سورة المجادلة آیات (۷) تا (۱۳)

(۷) محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن حکیم اس چیز کی اطلاع نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں مخلوقات ہیں ان کے اعمال اور کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جس سے اللہ تعالیٰ واقف نہ ہو اور نہ پانچ کی سرگوشی ایسی ہوتی ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ واقف نہ ہو اور نہ اس سے کم کی اور نہ اس سے زیادہ کی مگر وہ ہر حالت میں ان سے اور ان کی سرگوشی سے واقف ہوتا ہے۔ وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر ان سب کو قیامت کے روز ان کے دنیاوی اعمال بتادے گا بے شک اللہ تعالیٰ کو ان کی اور ان کی سرگوشیوں کی پوری خبر ہے یہ آیت حضرت صفوان بن امیہؓ اور ان کے داماد کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا واقعہ سورۂ حٰم سجدہ میں گزر گیا ہے۔

(۸) محمد ﷺ کیا آپ نے ان لوگوں پر نظر نہیں کی جن کو مومنین مخلصین کے علاوہ سرگوشی کرنے سے منع کر دیا گیا پھر مومنین مخلصین کے علاوہ سرگوشی کرتے ہیں اور گناہ اور ظلم وزیادتی اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کی سرگوشی کرتے ہیں حالاں کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو اس چیز سے منع کر دیا تھا اور یہ منافقین کا گروہ تھا جو یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی خفیہ باتوں کے بارے میں سرگوشی کیا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہو اور جب یہ یہودی آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام نہیں فرمایا اور نہ آپ کو حکم دیا ہے اور وہ رسول اکرم ﷺ کو آ کر السام علیکم کہا کرتے تھے آپ انھیں اس کا جواب دے دیتے تھے اور سام کے معنی ان کی لغت میں موت کے تھے اور اپنے دل میں یا آپس میں کہتے ہیں کہ اگر یہ نبی ﷺ ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے اس طرح کہنے پر ہمیں فوراً سزا کیوں نہیں دیتا کیوں کہ نبی ﷺ کی دعا مقبول ہوتی ہے اور آپ ہم پر ہمارے الفاظ لوٹا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آخرت میں ان کی سزا کے لیے جہنم کافی ہے اس میں یہ لوگ داخل ہوں گے سو وہ جہنم جس میں یہ داخل ہوں گے بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور یہود کے درمیان باہم صلح تھی چنانچہ جب آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص ادھر سے گزرتا تو یہودی آپس میں سرگوشی کرنے بیٹھ جاتے جس سے وہ مسلمان سمجھتا کہ وہ مجھے قتل کرنے یا اور کوئی تکلیف پہنچانے کے بارے میں سرگوشی کر رہے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان یہودیوں کو اس طرح سرگوشی کرنے سے منع کیا مگر وہ اس پر بھی باز نہ آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور امام احمد طبرانیؒ اور بزارؒ نے سند جید کے ساتھ عبداللّٰہ بن عمرو ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی رسول اکرم ﷺ کو کہا کرتے تھے سَامُ عَلَیْکُمْ اور اپنے دلوں میں کہتے تھے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمیں ہمارے اس کہنے پر سزا کیوں نہیں دیتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا جَاءُ وْکَ حَیَّوْکَ (الخ). اور اس بارے میں حضرت انسؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایت مروی ہے۔

(۹) اے ایمان والو جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو جھوٹ ظلم اور رسول اکرم ﷺ کے حکم کی مخالفت کی سرگوشیاں مت کیا کرو جیسا کہ منافقین یہودیوں کے ساتھ سرگوشیاں کرتے ہیں اور فرائض خداوندی کی تعمیل اور ایک دوسرے کے ساتھ احسان و بھلائی اور معاصی و ظلم کے چھوڑنے کے بارے میں سرگوشی کیا کرو اور مومنین مخلصین کے علاوہ سرگوشی کرنے سے اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس تم سب آخرت میں جمع کیے جاؤ گے۔

(۱۰) منافقین کی یہودیوں کے ساتھ سرگوشی محض شیطان کی طرف سے اور اس کے حکم سے ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے اور منافقین کی یہ سرگوشی بغیر اللّٰہ کے ارادہ کے ان مسلمانوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی اور مسلمانوں کو اللّٰہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ کسی پر بھروسا کریں۔

شان نزول: اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ منافقین آپس میں سرگوشیاں کیا کرتے تھے اور یہ چیز مسلمانوں کو غصہ دلاتی اور ان پر شاق گزرتی تھی اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

(۱۱) اے ایمان والو جب تم سے نبی اکرم ﷺ فرمائیں کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو اللّٰہ تعالیٰ آخرت اور جنت میں تم پر کشادگی فرمائے گا یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کا واقعہ سورۂ حجرات میں گزر چکا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت اصحاب بدر میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان ہی میں سے ثابت بن قیس بن شماس بھی ہیں واقعہ یہ پیش آیا کہ یہ حضرات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ جمعہ کے دن حضرت صفیہؓ کے چبوترے پر تشریف فرما تھے تو ان حضرات کو بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں ملی یہ مجلس کے کونے پر کھڑے ہو گئے تو رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے جو بدری نہیں تھے فرمایا اے فلاں تم اپنی جگہ سے کھڑے ہو جاؤ اور فلاں تم اپنی جگہ سے ہٹ جاؤ تاکہ بدری حضرات اس جگہ پر بیٹھ جائیں کیوں کہ آپ بدر والوں کی تعظیم کیا کرتے تھے تو جن حضرات کو آپ نے مجلس سے کھڑا کیا تھا آپ نے ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اور جب تم سے کہا جائے کہ نماز و جہاد اور ذکر خداوندی میں اٹھ کھڑے ہوا کرو اللّٰہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور اُن لوگوں کے جن کو ایمان کے ساتھ علم دین عطا ہوا ہے ظاہر و باطن میں درجے بلند کرے گا کیوں کہ وہ مومن جو کہ عالم ہو وہ اِس مومن سے افضل ہے جو کہ عالم نہ ہو لہٰذا ان مومنین کے جو عالم ہیں جنت میں غیر عالموں سے درجے بلند کرے گا اور اللّٰہ تعالیٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ (الخ)

قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ منافقین جب کسی کو آتا ہوا دیکھتے تو رسول اکرم ﷺ کے پاس اپنی مجلس میں پھیل کر بیٹھ جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم ؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی واقعہ یہ پیش آیا کہ اصحاب بدر میں سے کچھ حضرات آئے اور جگہ تنگ تھی اور مجلس والوں نے بھی ان کو جگہ نہ دی اور وہ حضرات کھڑے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل مجلس میں سے کچھ لوگوں کو اٹھا کر ان کی جگہ ان حضرات کو بٹھا دیا اس پر اس اٹھنے والی جماعت کو ناگواری ہوئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۲) اے ایمان والو جس وقت تم رسول اکرم ﷺ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہ آیت مال داروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان میں سے بعض حضرات رسول اکرم ﷺ کے ساتھ زیادہ سرگوشی کیا کرتے تھے جس سے حضور ﷺ اور فقرا کو بھی تکلیف ہوتی تھی تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس زیادتی سے منع کر دیا اور رسول اکرم ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے اس چیز کا حکم دیا کہ ہر ایک کلمہ کے بدلے ایک درہم مساکین کو دے دیا کریں۔ کیوں کہ یہ صدقہ تمھارے لیے نجوی سے بہتر ہے اور یہ گناہوں سے تمھارے دلوں کی پاکی کا اچھا ذریعہ ہے یا یہ کہ فقرا کے دل میں جو کدورت ہوتی ہے اس کے لیے اچھا ذریعہ ہے اور اگر تمہیں صدقہ دینے کی قدرت نہ ہو تو رسول اکرم ﷺ سے جس قدر چاہو بغیر صدقہ دیے ہوئے گفتگو کرو تو اللّٰہ تعالیٰ غفور الرّحیم ہے۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ (الخ)

ابن ابی طلحہ ؓ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ مسلمان رسول اکرم ﷺ سے بہت زیادہ مسائل دریافت کرتے تھے حتیٰ کہ آپ پر گراں ہو جاتا تھا اس لیے مشیت خداوندی ہوئی کہ اپنے نبی سے کچھ بوجھ ہلکا کر دے اس پر یہ خیرات کرنے والی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو بہت سے لوگ زیادہ مسائل دریافت کرنے سے رک گئے اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا (الخ)

(۱۳) جب صدقے کا حکم ہوا تو بعض آدمی ضروری بات کرنے سے بھی رک گئے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے مالدارو کیا تم حضور کے ساتھ سرگوشی سے پہلے غریبوں میں خیرات کرنے سے ڈر گئے خیر جب تم صدقہ نہ

دے سکے تو اللہ تعالیٰ نے تم سے اس صدقہ کے حکم کو منسوخ کر دیا تو پانچوں نمازوں کے پابند رہو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی تعمیل کرو اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری خبر ہے جب حکم نازل ہوا تو سب رک گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی نے صدقہ کر کے گفتگو نہیں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار خیرات کر کے آپ سے دس باتیں دریافت کیں اور وہ دینار دس درہموں کے عوض فروخت کیا۔

شانِ نزول: ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا (الخ)

امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِذَا نَـاجَيْـتُـمُ (الخ) تو حضور نے مجھ سے فرمایا کیا خیال ہے یہ لوگ ایک دینار دے دیا کریں میں نے عرض کیا وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے آپ نے فرمایا تو آدھا دینار میں نے عرض کیا ان میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے اس پر حضور نے فرمایا تو پھر کتنا میں نے عرض کیا ایک چاول آپ ﷺ نے فرمایا تم تو بالکل زاہد ہو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف فرمادی امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰـىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر خدا کا غضب ہوا۔ وہ نہ تم میں ہیں نہ اُن میں۔ اور جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں (۱۴) خدا نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں یقیناً بُرا ہے (۱۵) اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روک دیا ہے سو اُن کیلئے ذلت کا عذاب ہے (۱۶) خدا کے (عذاب کے) سامنے نہ تو اُن کا مال ہی کچھ کام آئے گا اور نہ اولاد ہی (کچھ فائدہ دے گی) یہ لوگ اہلِ دوزخ ہیں۔ اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے (۱۷) جس دن خدا اُن سب کو جلا اُٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) خدا کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ (ایسا کرنے سے کام لے نکلے ہیں۔ دیکھو جھوٹے (اور برسرِ غلط) ہیں (۱۸) شیطان نے اُن کو قابو میں کر لیا ہے اور خدا کی یاد اُن کو بھلا دی ہے۔ یہ (جماعت) شیطان کا لشکر ہے۔ اور سُن رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے (۱۹) جو

لوگ خدا اور اُس کے پیغمبر کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے (۲۰) خدا کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے بے شک خدا زورآور (اور) زبردست ہے (۲۱) جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم اُن کو خدا اور اُس کے پیغمبر کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ اُن کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے اُن کی مدد کی ہے۔ اور وہ اُن کو بہشتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ خدا اُن سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔ یہی گروہ خدا کا لشکر ہے۔ (اور) سُن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مُراد حاصل کرنے والا ہے (۲۲)

تفسیر سورہ المجادلۃ آیات (١٤) تا (٢٢)

(۱۴) عبداللّٰہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کی جو یہودیوں کے ساتھ دوستی تھی اگلی آیات اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل فرمائی ہیں محمد ﷺ کیا آپ نے ان لوگوں پر نظر نہیں فرمائی۔ یہودیوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللّٰہ نے غضب فرمایا ہے یہ منافق اندرونی طور پر نہ تو تم میں ہیں کہ تمھارے لیے جو چیزیں واجب ہیں وہ ان کے لیے واجب ہوں اور نہ علانیہ طور پر یہودیوں ہی میں ہیں کہ ان پر جو غصہ ہے وہ ان پر بھی ہو اور اپنے مسلمان ہونے اور ایمان کے دعوے کرنے پر جھوٹی قسمیں کھا جاتے ہیں اور وہ خود بھی جانتے ہیں کہ وہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبداللّٰہ بن نبتل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۵) ان منافقین کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے کیوں کہ وہ اپنے نفاق میں برے کام کیا کرتے تھے۔

(۱۶) انھوں نے اپنی جھوٹی قسموں کو قتل سے بچاؤ کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے اور خفیہ طور پر لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے لیے ذلت والا عذاب ہونے والا ہے۔

(۱۷) ان منافقین اور یہودیوں کے اموال اور اولاد کی کثرت اللّٰہ کے عذاب سے ان کو بالکل نہیں بچا سکے گی یہ منافقین اور یہودی جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۱۸) قیامت کے دن جب کہ اللّٰہ تعالیٰ ان منافقین اور یہودیوں کو دوبارہ زندہ کرے گا تو یہ اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائیں گے کہ ہم کافر اور منافق نہیں تھے جس طرح دنیا میں تمھارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں اور یوں خیال کریں گے کہ ہم دین پر قائم ہیں خوب سن لو یہ اللّٰہ کے نزدیک بڑے ہی جھوٹے ہیں۔

شانِ نزول: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا (الخ)

امام احمدؒ اور اسی طرح امام حاکمؒ کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے حجرہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور سایہ ختم ہوتا جا رہا تھا اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا تمھارے پاس عنقریب ایک شخص آنے والا ہے اور میں اپنی آنکھوں سے اسے شیطان دیکھتا ہوں جب وہ تمھارے پاس آئے تو اس سے بات مت کرنا۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ اتنے میں ایک کانا نیلی آنکھوں والا شخص آیا رسول اکرم ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا جب اسے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی کس وجہ سے مجھے برا کہتے ہیں وہ کہنے لگا آپ مجھے چھوڑیے میں اپنے ساتھیوں کو لے کر آتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور ان کو بلا لایا ان لوگوں نے آکر آپ ﷺ کے سامنے جو کچھ انھوں نے کہا تھا یا کیا تھا اس کے بارے میں قسمیں کھالیں تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

(۱۹) ان پر شیطان نے پورا قبضہ جما کر کے اپنی پیروی کا ان کو حکم دیا ہے سو یہ اسی کی پیروی کرتے ہیں یہاں تک کہ انھوں نے خفیہ طور پر اطاعت خداوندی اور اس کی یاد کو بھلا دیا ہے واقعہ ہی یہود و منافقین شیطان کا گروہ ہے اور شیطان کا گروہ دنیا و آخرت کے ضائع ہونے سے ضرور برباد ہونے والا ہے۔

(۲۰) یہ منافقین اور یہودی دین میں جو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ دوزخ میں ذلیل لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ میں اور محمد ﷺ فارس و روم اور یہود و منافقین پر غالب رہیں گے بے شک اللّٰہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام کی مدد کرنے میں قوت والا اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غالب ہے۔

(۲۱) یہ آیت خاص طور پر عبداللّٰہ بن ابی منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مومنین مخلصین سے کہا تھا کیا تم سمجھتے ہو کہ تمھارے ہاتھ پر فارس و روم فتح ہو جائے گا۔

(۲۲) اگلی آیت حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے مکہ والوں کو رسول اکرم ﷺ کی کچھ خفیہ باتوں سے مطلع کرنے کے لیے خط لکھا تھا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا محمد ﷺ جو لوگ اللّٰہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں یعنی حضرت حاطبؓ آپ انہیں ایسا نہیں دیکھیں گے کہ وہ ایسے افراد سے خیر خواہی کریں اور دین میں ان سے دوستی رکھیں یعنی مکہ والوں سے جو کہ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دین میں مخالفت کرتے ہیں گو ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

ان لوگوں کے دلوں میں اللّٰہ تعالیٰ نے ایمان کی محبت اور اس کی تصدیق کو ثبت کر دیا ہے اور اپنی رحمت یا یہ

کہ اپنی مدد سے ان کو قوت دی ہے اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کے ایمان اور اعمال اور ان کی توبہ سے راضی ہو گیا اور وہ اللّٰہ تعالیٰ کے اجر و ثواب سے راضی ہو گئے۔

یہ لوگ یعنی حضرت حاطب ؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ اللّٰہ تعالیٰ کا گروہ ہے اور اللّٰہ ہی کا گروہ عذاب و ناراضگی سے نجات پانے والا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے جس چیز کی طلب کی اس کو پالیا اور جس شر سے بھاگے اس سے محفوظ رہے اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بدری ہیں ان کا مفصل واقعہ سورۂ ممتحنہ میں آئے گا۔

شانِ نزول : لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (الخ)

ابن ابی حاتم نے ابن ثوذب ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ بدر کے دن انھوں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا اور اسی روایت کو طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں انھی الفاظ میں روایت کیا ہے کہ بدر کے دن حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے باپ ان پر حملہ کرنے کے لیے آتے تھے اور ابوعبیدہ ان سے کنارہ کشی کرتے تھے جب ان کے باپ نے زیادتی کی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تو ان کی تعریف میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور ابن منذر نے ابن جریج ؓ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ ابوقحافہ نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے والد کے تھپڑ رسید کر دیا جس سے وہ گر گئے اور پھر اس چیز کا حضور سے تذکرہ کیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر تم نے ایسا کیا؟ اس پر حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا اللّٰہ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں ان کی گردن اڑا دیتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ
لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ
الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۗ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً
عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ
عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ
اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا
يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۗ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ
وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۗ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ
قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ
خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے (۱) وہی تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشر اول کے وقت اُن کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو خدا (کے عذاب) سے بچالیں گے مگر خدا نے اُن کو وہاں سے آلیا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اُجاڑنے لگے تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو عبرت پکڑو (۲) اور خدا نے اُن کے بارے میں جلا وطن کرنا نہ لکھ رکھا ہوتا تو اُن کو دنیا میں بھی عذاب دے دیتا۔ اور آخرت میں تو اُن کے لئے آگ کا عذاب (تیار) ہے (۳) یہ اس لئے کہ اُنہوں نے خدا اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا کی مخالفت کرے تو خدا سخت عذاب دینے والا ہے (۴) (مومنو!) کھجور کے درخت جو تم نے کاٹ ڈالے یا اُن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو خدا کے حکم سے تھا اور مقصود یہ تھا کہ وہ نافرمانوں کو رُسوا کرے (۵) اور جو (مال) خدا نے اپنے پیغمبر کو اُن لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ لیکن خدا نے اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۶) جو مال خدا نے اپنے پیغمبروں کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ خدا کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجت مندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں اُنہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اُس سے) باز رہو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے (۷) اور اُن مفلسان تارک الوطن کے لئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے ہیں (اور) خدا کے فضل اور اُس کی خوشنودی کے

طلبگار اور خدا اور اُس کے پیغمبر کے مددگار ہیں۔ یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں (۸) اور (اُن لوگوں کیلئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے اُن کے پاس آتے ہیں اُن سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور اُن کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ انکو خود احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مُراد پانے والے ہیں (۹) اور (اُن کے لئے بھی) جو اُن (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دُعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے (۱۰)

تفسیر سورۃ الحشر آیات (۱) تا (۱۰)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں چوبیس آیات اور سات سو پینتالیس کلمات اور ایک ہزار سات سو بارہ حروف ہیں۔

(۱) جتنی بھی آسمانوں اور زمین میں مخلوقات ہیں وہ سب اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور اس کا ذکر کرتی ہیں۔ اور وہ اپنی بادشاہت اور سلطنت میں زبردست اور اپنے فیصلہ میں حکمت والا ہے کیا ہی خوب حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے

شان نزول: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ انفال غزوہ بدر کے بارے میں اور سورۂ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ واقعہ بنی نضیر غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد ہوا ہے اور یہ یہودیوں کی ایک جماعت تھی ان کے مکانات اور نخلستان مدینہ منورہ کے ایک کونہ پر تھے رسول اکرم ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تو یہ جلاوطنی پر راضی ہو کر قلعوں سے اتر گئے اور یہ کہ ان کو ہتھیاروں کے علاوہ جتنا سامان اور مال اونٹ اٹھا سکے اتنا لے جانے کی اجازت دی ان ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

(۲) وہی ہے جس نے بنی نضیر کو ان کے گھروں اور قلعوں سے پہلی بار اکٹھا کر کے نکال دیا۔ یعنی جب غزوہ احد کے بعد جب انھوں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عہد شکنی کی تو ان یہودیوں کو مدینہ منورہ سے ''شام'' اریحاء و اذرعات کی طرف جلاوطن کر دیا۔

اے گروہ مسلمین تمھارا گمان بھی نہیں تھا کہ بنی نضیر مدینہ منورہ سے شام کی طرف چلے جائیں گے اور خود بھی

نضیر نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو عذاب الٰہی سے بچالیں گے سو ان پر اللہ کا عذاب اور اس کی طرف سے ذلت ورسوائی ایسے مقام پر سے پہنچی کہ ان کو اس کا گمان بھی نہیں تھا کہ ان کا سردار کعب بن اشرف قتل کر دیا جائے گا اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا رعب ڈال دیا کہ اس سے پہلے وہ صحابہ کرام ؓ سے نہیں ڈرتے تھے اور وہ اپنے بعض گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے مسمار کر کے مسلمانوں کی طرف پھینک رہے تھے اور بعض اپنے گھروں کو مسلمانوں کے لیے چھوڑ رہے تھے کہ مسلمان ان کے مکانوں کو مسمار کر کے ان کا ساز وسامان ان کی طرف پھینک رہے تھے۔ سوائے دانش مندو اس جلاوطنی سے عبرت حاصل کرو۔

(۳۔۴) اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے حق میں جلاوطنی نہ لکھ چکتا تو ان کو دنیا ہی میں قتل کی سزا دیتا اور قتل سے سخت ان کے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے اور یہ جلاوطنی اور عذاب اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دین میں مخالفت کی اور جو شخص دین میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں سخت سزا دینے والا ہے۔

(۵) اور رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کرنے کے بعد اپنے صحابہ کرام ؓ کو عجوہ کھجور کے علاوہ ان کے اور کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تو اس پر بنو نضیر نے طعن کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا عجوہ کھجور کے رہنے دیے تو یہ دونوں باتیں اللہ ہی کے حکم سے ہیں تاکہ بنو نضیر کو اللہ تعالیٰ ان کے درخت کٹوا کر ذلیل کرے۔

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فتح کروا کر اموال بنو نضیر سے اپنے رسول کو دلوا دیے وہ رسول اکرم ﷺ ہی کے ہیں تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ کیوں کہ یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریب تھی اس لیے پیادہ ہی چلے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو یہود اور بنی نضیر پر مسلط کر دیا اور وہ کامیاب کرنے اور غنیمت دلوانے پر قادر ہے۔

شانِ نزول: مَا قَطَعْتُمْ (الخ)

امام بخاریؒ نے ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بنی نضیر کے نخلستان کو جلا دیا تھا اور وادی بویرہ کو کاٹ ڈالا تھا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے۔

اور ابویعلیٰؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت جابر ؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کو کھجوروں کے درخت کاٹنے کی اجازت دے دی تھی پھر ان پر سختی فرمائی تو یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم پر گناہ ہے ان درختوں کے بارے میں جن کو ہم کاٹ دیں یا چھوڑ دیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے ان پر حملہ

کیا تو انھوں نے آپ سے بچ کر قلعوں میں پناہ لے لی رسول اکرم ﷺ نے ان کے نخلستان کاٹنے اور جلا دینے کا حکم دیا تو ان لوگوں نے قلعوں میں سے پکار ا محمد ﷺ آپ فساد سے روکتے تھے اور اسے برا سمجھتے تھے تو پھر درختوں کو کاٹا اور جلایا کیوں جا رہا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷) اور اسی طرح اللہ تعالیٰ فدک خیبر عرینہ قریظہ اور نضیر کی بستیوں سے اپنے رسول کو دلوا دے تو وہ بھی اللہ کا حق ہے اور رسول کا حق ہے یعنی جس طرح رسول اکرم ﷺ چاہیں اس میں حکم دیں چنانچہ آپ نے فدک اور خیبر کا حصہ تو اللہ کی راہ میں مساکین کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس حصے کی نگرانی آپ کی زندگی میں آپ کے ہاتھ میں رہی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں اور اسی طرح سے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں رہی اور آج تک اسی طرح سے ہے اور قریضہ اور نضیر کے مال غنیمت کو آپ نے غریب مہاجرین کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیا تھا اور آپ نے بعض حصہ بنی عبدالمطلب کے غرباء کو دے دیا تھا اور بعض حصہ یتیموں اور بعض مساکین کو دے دیا تھا۔

اور مسافر بھی اس کے مصرف ہیں خواہ مسافر کسی مقام پر ٹھہرا ہو یا راہ گزر رہو تا کہ وہ مال فے تمھارے طاقتور لوگوں کے قبضہ میں نہ آ جائے اور مال غنیمت میں سے رسول اللہ جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ قبول کر لیا کرو یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ جس چیز کا تمہیں حکم دیا کریں اس پر عمل کیا کرو۔

اور حکم رسول کی بجا آوری میں اللہ سے ڈرو کیوں کہ جس وقت وہ سزا دے تو سخت سزا دینے والا ہے۔

(۸) اور مال بنی نضیر کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے فرمایا کہ اس میں سے آپ اپنا حصہ لے لیجیے اور باقی ہمارے لیے رہنے دیجیے اس پر اللہ تعالیٰ ان سے فرما رہا ہے کہ یہ مال فی بالخصوص حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جن کو مکہ والوں نے ان کے گھروں سے نکال دیا ہے اور یہ تقریباً سو آدمی تھے کیوں کہ یہ حضرات جہاد کے ذریعے سے ثواب اور اپنے پروردگار کی رضا کے طالب ہیں اور جہاد کے ذریعے سے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں اور یہی لوگ ایمان اور جہاد کے سچے ہیں۔

(۹) اس پر رسول اکرم ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ یہ غنیمتیں اور باغات بالخصوص فقرا مہاجرین کا حق ہیں اب اگر تمھاری مرضی ہو تو تمہارے گھروں کو اور مالوں کو ان مہاجرین میں تقسیم کر دوں اور تمہیں یہ غنیمتیں دے دوں اور اگر چاہو تو تمھارے پاس تمھارے اموال اور گھر بدستور رہیں اور یہ غنیمت میں ان فقرا مہاجرین پر تقسیم کر دوں اس پر انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ان کے درمیان اپنے اور گھروں کو بھی تقسیم کر دیتے ہیں اور خود پر مال غنیمت میں ان ہی کو ترجیح دیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے انصار کی تعریف فرمائی کہ ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دار الہجرت اور دار الایمان یعنی مدینہ منورہ میں مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی ایمان کی حالت میں رہتے ہیں صحابہ کرامؓ میں سے جو مدینہ منورہ

ہجرت کر کے آتا ہے یہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو مال غنیمت میں سے جو کچھ ملتا ہے یہ انصار اس سے اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنے اموال اور گھروں میں خود سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ ان پر فاقہ اور تنگی ہو اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ ناراضگی اور عذاب سے نجات حاصل کرنے والے ہیں۔

شانِ نزول: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہؓ اور مجاہد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابن منذر نے یزید اصم سے روایت کیا ہے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان زمین کو برابر تقسیم کر دیجیے آپ نے فرمایا نہیں تم مشقت برداشت کرتے ہو اور پھلوں کو تقسیم کرتے ہو اس لیے زمین تمھاری ہی ہے اس پر انصار نے عرض کیا کہ ہم راضی ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

شانِ نزول: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (الخ)

امام بخاریؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھوک کی سخت شکایت ہے آپ نے ازواج مطہرات کے پاس آدمی بھیجا وہاں کچھ نہیں ملا آپ نے فرمایا کوئی شخص ہے جو اس رات اس کی مہمان نوازی کرے اس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تو ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں چنانچہ وہ شخص گھر گئے اور اپنے بیوی سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں کیا تو نے کچھ رکھ چھوڑا ہے انھوں نے عرض کیا اللہ کی قسم میرے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں تو یہ انصاری کہنے لگے کہ جب بچے شام کا کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا اور اٹھ کر چراغ بجھا دینا اور یہ رات ہم بھوک ہی کی حالت میں کاٹ لیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا صبح کو یہ شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں مرد اور فلاں عورت سے خوش ہوا یا یہ کہ ہنسا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسدد نے اپنی مسند میں اور ابن المنذر رابو المتوکل الناجی سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں اتنا اضافہ ہے کہ مہمان نوازی کرنے والے ثابت بن قیس بن شماس ہیں ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور واحدی نے محارب بن وثار کے واسطہ سے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے ایک شخص کو بکری کا سر تحفہ میں دیا تو وہ کہنے لگے کہ میرا فلاں بھائی اور اس کے گھر والے اس چیز کے زیادہ محتاج ہیں چنانچہ اس سر کو اس کی طرف بھیج دیا غرض کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو بھیجتا رہا یہاں تک کہ وہ سات گھروں میں پہنچا اور پھر ان ہی کے پاس لوٹ آیا ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

(۱۰) اور اسی طرح ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان مہاجرین اولین کے بعد آئے اور وہ اس طرح دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہمارے ان بھائیوں کے گناہوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہجرت کر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں مہاجرین اولین کی طرف سے بغض وحسد نہ ہونے دیجیے۔

کیوں کہ ان لوگوں کو اپنے بارے میں اس چیز کا خوف ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین اولین کو جو کچھ دے دیا تو کہیں اس سے ہمارے دلوں میں ان کے متعلق کینہ نہ ہو جائے اس لیے ان لوگوں نے یہ دعا فرمائی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا
يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ
اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ
قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا
لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ
لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ
صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾
لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ
جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ
شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ
قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾
فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ
جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ ع ۲ ۵

کیا تم نے اُن منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب ہیں کہا کرتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل چلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کا کہانہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو تمہاری مدد کریں گے۔ مگر خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۱) اگر وہ نکالے گئے تو یہ اُن کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اور اگر اُن سے جنگ ہوئی تو اُنکی مدد نہیں کریں گے۔ اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر اُن کو (کہیں سے بھی) مدد نہ ملے گی (۱۲) (مسلمانو) تمہاری ہیبت اُن لوگوں کے دلوں میں خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ سمجھ نہیں رکھتے (۱۳) یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے (بالمواجہہ) نہیں لڑ سکیں گے مگر بستیوں کے قلعوں میں (پناہ لے کر) یا دیواروں کی اوٹ میں (مستور ہو کر) اُن کا آپس میں بڑا رُعب ہے۔ تم شاید خیال کرتے ہو کہ یہ اکٹھے (اور ایک جان) ہیں مگر اُن کے دل پھٹے ہوئے ہیں یہ اس لئے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں (۱۴) اُن کا حال اُن لوگوں کا سا ہے جو اُن سے کچھ پیشتر اپنے کاموں کی سزا کا مزا چکھ چکے ہیں اور (ابھی) اُن کے لئے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے (۱۵) (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ مجھ کو تو خدا رب العالمین سے ڈر لگتا ہے (۱۶) تو دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں (داخل ہوئے) ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے (۱۷)

تفسیر سورة الحشر آیات (۱۱) تا (۱۷)

(۱۱) کیا آپ نے قبیلہ اوس کے ان لوگوں کی دینی حالت نہیں دیکھی جو ظاہراً تو ایمان کے دعویدار اور خفیہ طور پر نفاق میں مبتلا ہیں بنی قریظہ سے کہتے ہیں واللہ اگر مدینہ سے تم نکالے گئے جیسا کہ بنونضیر نکالے گئے تھے تو ہم بھی

تمھارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمھارے خلاف مدینہ والوں میں سے کسی کی مدد نہیں کریں گے اور اگر محمد ﷺ نے تم سے لڑائی کی تو ہم تمھاری مدد کریں گے یہ منافقین نے ان لوگوں سے اس وقت کہا تھا جب کہ حضور نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا کہ تم اپنے قلعوں میں رہو اور وہاں سے نہ نکلو اور باقی اللّٰہ جانتا ہے کہ یہ منافقین بالکل جھوٹے ہیں۔

شانِ نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ قریظہ والوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے اور ان میں منافق بھی تھے تو وہ لوگ بنی نضیر سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم نکال دیے گئے تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکل جائیں گے ان ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

(۱۲) واللّٰہ اگر بنو قریظہ مدینہ سے نکالے گئے تو یہ منافقین ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر رسول اکرم ﷺ ان سے لڑے تو یہ لوگ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر بالفرض حضور ﷺ کے خلاف ان منافقین نے ان کی مدد کی تو یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان اہل کتاب سے اس مصیبت کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔

(۱۳) اور وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا خوف ان منافقین اور یہودیوں کے دلوں میں اللّٰہ سے بھی زیادہ ہے اور یہ خوف اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ حکم خداوندی اور توحید خداوندی کو سمجھتے نہیں۔

(۱۴) یہ بنی قریظہ اور نضیر سب مل کر بھی تم سے نہیں لڑیں گے مگر شہروں اور مضبوط قلعوں میں یا دیوار کی آڑ میں ان کی لڑائی بس آپس ہی میں بڑی تیز ہے حضور ﷺ کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں محمد ﷺ آپ منافقین اور یہود بنی قریظہ اور نضیر کو ایک بات پر متفق خیال کرتے ہیں مگر ان کے دل غیر متفق ہیں اور یہ اختلاف اور خیانت اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ حکم خداوندی اور توحید الٰہی کو نہیں سمجھتے۔

(۱۵) بدعہدی اور سزا کے اعتبار سے قریظہ والوں کی حالت ایسی ہے جیسی ان سے تقریباً دو سال پہلے والوں کی ہوئی یعنی بنو نضیر کی وہ اپنی بدعہدی کا مزہ چکھ چکے ہیں اور آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(۱۶) اور ان منافقین کی مثال بنو قریظہ کے ساتھ جب کہ انھوں نے ان کو رسوا کیا راہب کے ساتھ شیطان کی سی مثال ہے کہ پہلے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا اور جب وہ کفر اختیار کر لیتا ہے تو پھر شیطان کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے اور تیرے دین سے کوئی واسطہ نہیں میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

(۱۷) سو آخری انجام شیطان اور اس راہب کا یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لیے دوزخ میں گئے اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ
نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ
اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ
النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا
مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اُس نے کل (یعنی فردائے قیامت) کیلئے (سامان) بھیجا ہے اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبر دار ہے (۱۸) اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے انہیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے یہ بدکردار لوگ ہیں (۱۹) اہل دوزخ اور اہل بہشت برابر نہیں اہل بہشت تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں (۲۰) اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اُس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں (۲۱) وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۲۲) وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سالم امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا۔ خدا اُن لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے (۲۳) وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق ایجاد و اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا اُس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اُس کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (۲۴)

تفسیر سورۃ الحشر آیات (۱۸) تا (۲٤)

(۱۸) اے ایمان والو اللّٰہ سے ڈرو اور ہر ایک شخص خواہ نیک ہو یا بد دیکھ بھال کرے کہ اس نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے کیوں کہ قیامت میں اسی کا بدلہ ملے گا جو اس نے دنیا میں اعمال کیے ہیں اگر نیک ہیں تو اچھا اور برے ہیں تو برا اور اپنے اعمال میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو وہ تمھارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

(۱۹۔۲۰) اور منافقین کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے خفیہ طور پر اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا یا یہ کہ یہود کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے ظاہراً و باطناً اطاعت خداوندی کو ترک کر دیا ہے اللّٰہ تعالیٰ نے خود ان کو رسوا کیا اور یہ منافق یا یہ کہ یہودی کافر ہیں۔ اطاعت و ثواب میں دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے اور اہل جنت کامیاب لوگ ہیں۔

(۲۱) اور اگر اس قرآن حکیم کو کسی بلند پہاڑ پر نازل کرتے کہ جس کی بلندی آسمان تک اور تہ ساتویں زمین تک ہو اے مخاطب تو اس پہاڑ کو دیکھتا کہ وہ اللّٰہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔

اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے فائدہ کے لیے قرآن کریم میں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔

(۲۲) وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ان تمام باتوں کو جاننے والا ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور ان باتوں کو بھی جو پوشیدہ نہیں اور وہی بڑا مہربان ہے کہ نیک ہو یا بد سب کو روزی دیتا ہے اور خاص طور پر مومنین پر رحم کرنے والا ہے کہ ان کے گناہ معاف فرمائے گا اور انھیں جنت میں داخل کرے گا۔

(۲۳) اور وہ ایسا بادشاہ ہے کہ اس کی بادشاہت ہمیشہ ہے اور اولاد و شریک سے پاک اور سالم ہے کہ اس کی مخلوق جتنا کہ مخلوق پر اس کے افعال کی وجہ سے عذاب واجب ہے اس میں زیادتی سے محفوظ ہے اور اپنی مخلوق کو امن دینے والا ہے یا یہ کہ وہ اپنے اولیاء کو عذاب سے بچانے والا ہے یا یہ کہ بندوں کے اعمال اور ان کی تقدیروں کا نگران ہے اور نگہبانی کرنے والا ہے اور جو ایمان نہ لائے اسے سزا دینے میں زبردست اور اپنے بندوں پر غالب ہے اور بڑی عظمت والا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔

(۲۴) وہ معبود برحق پیدا کرنے والا ہے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنے والا ہے اور رحموں میں صورت و شکل لڑکا و لڑکی نیک و بد بنانے والا ہے یَـا بَـارِئُ کا مطلب یہ ہے کہ نطفہ میں روح ڈالنے والا ہے اس کی بلند و بالا صفتیں ہیں جیسا کہ علم و قدرت سمع و بصر وغیرہ سو انھیں سے اس کو پکارو۔ تمام مخلوقات اور ہر ایک زندہ چیز اسی کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱﴾ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۲﴾ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؗ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکے سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو اُن کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دین) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں اور اس باعث سے کہ تم اپنے پروردگار خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے ہو پیغمبر کو اور تم کو جلاوطن کرتے ہیں۔ تم اُنکی طرف پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو۔ اور جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے۔ اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا (۱) اگر یہ کافر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لئے تم پر ہاتھ (بھی) چلائیں اور زبانیں (بھی) اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ (۲) قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناتے کام آئیں گے اور نہ اولاد۔ اس روز وہی تم میں فیصلہ کرے گا اور

قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ ع

جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے (۳) تمہیں ابراہیم اور اُن کے رُفقاء کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے جب اُنہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور اُن (بتوں) سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں۔ (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل نہیں (ہو سکتے) اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔ ہاں ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ (ضرور) کہا کہ میں آپ کیلئے مغفرت مانگوں گا اور میں خدا کے سامنے آپکے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہمارا بھروسا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں (ہمیں) لوٹ کر آنا ہے (۴) اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے ہاتھ سے عذاب نہ دلانا اور اے پروردگار ہمارے ہمیں معاف فرما بے شک تو غالب حکمت والا ہے تم (مسلمانوں) کو یعنی جو کوئی خدا (کے سامنے جانے) اور روز آخرت (کے آنے) کی امید رکھتا ہوا سے اُن لوگوں کی نیک چال چلنی (ضرور ہے) اور جو روگردانی کرے تو خدا بھی بے پروا اور سزاوار حمد (وثنا) ہے (۶)

تفسیر سورۃ الممتحنۃ آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں تیرہ آیات اور تین سو اڑتالیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

(۱) بالخصوص اے حاطب تم دین میں میرے دشمنوں اور قتل میں اپنے دشمنوں یعنی کفار مکہ کو دوست مت بناؤ کہ خط بھیج کر ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالاں کہ اے حاطب وہ کتاب و رسول کے منکر ہیں وہ رسول اکرم ﷺ کو اور تمہیں محض ایمان لانے کی وجہ سے مکہ سے نکال چکے ہیں۔

اے حاطب اگر تم مکہ سے مدینہ منورہ جہاد کرنے کی غرض سے اور میری خوشنودی کی تلاش میں نکلے ہو تو پھر ان سے خفیہ طور پر خط بھیج کر دوستی کی باتیں مت کرو اور اے حاطب میں تمھارے اس خفیہ خط یا یہ کہ تصدیق سے اچھی طرح واقف ہوں اور جو تم نے عذر پیش کیا یا یہ کہ تمھاری توحید سے بھی واقف ہوں اے گروہ مومنین تم میں سے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرح جو کرے گا وہ راہ حق کو چھوڑ دے گا۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے اور حضرت زبیر اور مقداد بن اسود کو رسول اکرم ﷺ نے روانہ فرمایا اور فرمایا چلو یہاں تک کہ روضہ پر پہنچو وہاں ایک بڑھیا عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ روضہ پر پہنچے وہاں وہی بڑھیا تھی ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا خط نکال ورنہ تیری تلاشی لیتے ہیں چنانچہ اس نے بالوں کے جوڑے

میں سے وہ خط نکالا ہم اسے لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے چنانچہ جب اسے کھولا تو وہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے کچھ مشرکین کے نام تھا کہ اس میں ان مشرکین کو رسول اکرم ﷺ کی بعض باتوں سے مطلع کیا تھا آپ نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ! میرے بارے میں جلدی نہ فرمایئے میں قریش کے ساتھ لٹکا ہوا ہوں مگر ان میں سے نہیں ہوں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھر والوں اور ان کے اموال کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں چنانچہ جب ان میں میری رشتہ داری کی کوئی صورت نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کچھ احسان کروں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں اور میں نے کفر وارتداد کی وجہ سے ایسا نہیں کیا اور نہ میں کفر کو پسند کرتا ہوں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حاطب سچ کہتے ہیں ان ہی کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں کہ اے ایمان والو تم میرے دشمنوں۔ (الخ)

(۲) اگر مکہ والے تم پر غلبہ کرنا چاہیں تو تمھارے سامنے ان کی دشمنی واضح ہو جائے گی وہ تم پر مارنے کے ساتھ دست درازی اور گالی گلوچ کے ساتھ زبان درازی کرنے لگیں گے اور مکہ والے تو تمھارے کفر کے متمنی ہیں۔

(۳) لیکن اگر تم نے ایمان لانے اور ہجرت کرنے کے بعد کفر کیا تو قیامت کے دن عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمھارے مکہ کے رشتہ دار کچھ کام نہیں آئیں گے۔

وہ قیامت کے دن تمھارے اور مومنین کے درمیان یا یہ کہ اس چیز پر فیصلہ فرما دے گا اور اللّٰہ تعالیٰ تمھاری نیکی و برائی کو خوب دیکھتا ہے۔

(۴) اے حاطب تمھارے لیے ابراہیم علیہ السلام کے فرمان اور ان مومنین کے اقوال میں جو کہ ان کے ساتھ تھے ایک عمدہ نمونہ ہے۔

جب کہ ان سب نے اپنے رشتہ دار کافروں سے کہہ دیا کہ ہم تمھاری رشتہ داری اور تمھاری اس بت پرستی کے طریقہ سے بیزار ہیں ہم تمھارے دین کے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ عداوت اور قلبی دشمنی ظاہر ہو گئی جب تک تم اللّٰہ کی وحدانیت کا اقرار نہ کرو لیکن اتنی بات تو ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے ضرور ہوئی تھی کہ میں تمھارے لیے استغفار کروں گا اور مجھے اللّٰہ کے عذاب کے مقابلہ میں کسی چیز کا اختیار نہیں کیوں کہ یہ بات بھی ایک وعدہ کی وجہ سے تھی۔

مگر جب ان کے باپ نے کفر کیا تو انھوں نے اس سے بیزاری ظاہر کر دی اب اللّٰہ تعالیٰ ان کو دعا کرنے کا طریقہ بتاتا ہے کہ یوں دعا کرو پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسا کیا ہے اور تیری اطاعت کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور قیامت میں آپ ہی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

(۵) ہمیں کفار مکہ کے لیے تختۂ مشق نہ بنائیے کہ وہ ہم پر غلبہ کر کے کہنے لگیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں جس کی وجہ ان کی ہم پر اور دلیری ہو جائے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

(۶) اے حاطب رضی اللہ عنہ تمھارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اتباع کرنے والوں کے اقوال میں ایک عمدہ نمونہ ہے جو کہ اللہ اور قیامت پر اعتقاد رکھتا ہو تو تم نے اس طریقہ پر کیوں دعا نہ کی۔ باقی جو حکم خداوندی سے منہ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ تو بالکل بے نیاز ہے اور تعریف کے لائق ہے۔

عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧﴾ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع

عجب نہیں کہ خدا تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو دوستی پیدا کر دے۔ اور خدا قادر ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۷) جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اُن کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا۔ خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۸) خدا اُنہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں (۹) مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو اُن کی آزمائش کر لو۔ (اور) خدا تو اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ سو اگر تم کو معلوم ہو کہ مومن ہیں تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کہ نہ یہ اُن کو حلال ہیں اور نہ وہ اُن کو جائز۔ اور جو کچھ انہوں نے (اُن پر) خرچ کیا ہو وہ اُن کو دے دو۔ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اُن عورتوں کو مہر دے کر اُن سے نکاح کر لو۔ اور کافر عورتوں کی ناموس کو قبضے میں نہ رکھو (یعنی کفار کو واپس دے دو) اور جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا ہو تم اُن سے طلب کر لو اور جو کچھ اُنہوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ تم سے طلب کر لیں یہ خدا کا حکم ہے جو تم میں فیصلہ کیے دیتا ہے اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے (۱۰) اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور اُس کا مہر وصول نہ ہوا ہو) پھر تم اُن سے جنگ کرو (اور اُن سے تم کو غنیمت ہاتھ لگے) تو جنکی عورتیں چلی گئی ہیں اُن کو (اُس مال میں سے) اتنا دے دو جتنا اُنہوں نے خرچ کیا تھا۔ اور خدا سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرو (۱۱) اے پیغمبر جب تمہارے پاس مومن عورتیں

اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خدا کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو اُن سے بیعت لے لو اور اُن کے لئے خدا سے بخشش مانگو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲) مومنو! اُن لوگوں سے جن پر خدا غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو (کیونکہ) جس طرح کافروں کو مُردوں (کے جی اُٹھنے) کی امید نہیں اسی طرح اُن لوگوں کو بھی آخرت (کے آنے) کی اُمید نہیں (۱۳)

تفسیر سورۃ الممتحنة آیات (۷) تا (۱۳)

(۷) امید ہے کہ اللّٰہ تعالٰی تمھارے دینی دشمنوں یعنی مکہ والوں سے دوستی کا سلسلہ قائم کردے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے سال حضرت ابوسفیان ؓ کی صاحبزادی حضرت ام حبیبہ سے شادی فرمائی۔

اور کفار قریش پر اللّٰہ تعالٰی اپنے نبی کو غلبہ دینے پر قادر اور کفر سے توبہ کرنے والے اور ایمان لانے والے کو بخشنے والا ہے۔

(۸) اللّٰہ تعالٰی ان لوگوں کے ساتھ دوستی رکھنے اور احسان کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تمہیں انھوں نے مکہ مکرمہ سے نہیں نکالا اور نہ تمھارے نکالنے میں کسی کی مدد کی اور اللّٰہ تعالٰی وفائے عہد کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

شان نزول: لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت اسماءؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ ضرورت مند تھیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے اجازت دے دی۔ اسی کے بارے میں اللّٰہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے۔

امام احمدؒ اور بزارؒ نے اور حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت عبداللّٰہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ قتیلہ اپنی صاحبزادی حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ کے پاس آئیں اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کو زمانہ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی چنانچہ یہ اپنی لڑکی کے پاس تحائف لے کر آئیں تو حضرت اسماءؓ نے اپنی والدہ کے تحائف قبول کرنے یا ان کے گھر جانے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ اس بارے میں رسول اکرم ﷺ سے دریافت کریں چنانچہ حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ کو اس چیز کی اطلاع دی آپ نے ان کے تحائف قبول کرنے اور ان کے گھر جانے کا حکم دیا اسی بارے میں اللّٰہ تعالٰی نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے۔

(۹) خزاعہ، خزیمہ اور بنومدلج نے حدیبیہ کے سال رسول اکرم ﷺ سے اس چیز پر صلح کی تھی کہ آپ سے قتال نہیں کریں گے اور نہ مکہ مکرمہ سے کسی کو نکالیں گے اور نہ نکالنے میں کسی کی مدد کریں گے اسی لیے اللّٰہ تعالٰی نے ان کے

ساتھ احسان کرنے سے نہیں روکا۔

البتہ مکہ والوں سے احسان کرنے اور صلہ رحمی کرنے سے منع فرمایا کیوں کہ ان میں یہ تمام چیزیں موجود تھیں اور فرمادیا کہ جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھے گا وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچائے گا۔

(۱۰) اے ایمان والو جب تمھارے پاس اللّٰہ کا اقرار کرنے والی عورتیں مکہ سے حدیبیہ یا مدینہ منورہ آجائیں تو تم ان سے دریافت کرو اور قسم لو کہ کیوں آئیں ان کے حقیقی ایمان کو تو اللّٰہ ہی خوب جانتا ہے سو اگر ان کو امتحان کی رو سے مسلمان سمجھو تو پھر ان کو ان کے کافر خاوندوں کی طرف واپس مت کرو نہ تو وہ مسلمان عورتیں ان کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لیے حلال ہیں یا یہ کہ نہ کوئی مسلمان عورت کسی کافر کے لیے اور نہ کافرہ عورت کسی مومن کے لیے حلال ہے اور ان کے خاوندوں نے جو مہر کی نسبت ان پر خرچ کیا ہے وہ ان کو ادا کردو۔

یہ آیت حضرت سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ حدیبیہ کے سال اسلام قبول کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے پیچھے ان کے خاوند ان کی تلاش میں آئے حضور نے ان کے خاوند کو ان کا مہر دے دیا کیوں کہ حدیبیہ کے سال اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے رسول اکرم ﷺ نے مکہ والوں سے اس چیز پر صلح کر لی تھی کہ جو ہم میں سے تمھارے دین میں داخل ہو جائے وہ تمھارا ہے اور جو تم میں سے ہمارا دین قبول کرے گا وہ تمھیں واپس کر دیا جائے گا اور ہماری جو عورت تمھارا دین اختیار کرے وہ تمھاری ہے تم اس کا مہر ادا کردو اور تمھاری جو عورت ہمارے دین میں آجائے ہم اس کا مہر اس کے خاوند کو دے دیں گے اسی وجہ سے حضور نے حضرت سبیعہ کا مہر ان کے خاوند کو دے دیا۔

اور اگر کافروں میں سے جو عورتیں تمھارا دین اختیار کرلیں تمھیں ان سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں ہوگا جب کہ تم ان کو ان کا مہر ادا کردو جو بھی عورت مشرف با اسلام ہو جائے اور اس کا خاوند کافر ہو تو اس کا نکاح فوراً ٹوٹ گیا اور اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان عصمت کا تعلق باقی نہیں رہا اور نہ اس عورت پر عدت ہے اور اس عورت سے جب کہ اس کا رحم پاک ہو جائے نکاح کرنا جائز ہے۔

اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو یعنی جو مسلمان عورتیں کافر ہو گئیں ان کا ان کے مسلمان خاوندوں سے عصمت کا کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ ان پر ان کے خاوندوں کی عدت ہے۔

اور تم مکہ والوں سے جو کچھ تم نے ان عورتوں پر خرچ کیا ہے اگر یہ عورتیں ان کے دین میں داخل ہو جائیں تو وہ مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے ان عورتوں پر جو مسلمان ہو گئی ہیں خرچ کیا ہے تو وہ مانگ لیں اسی چیز پر رسول اکرم ﷺ نے کفار مکہ سے صلح کی تھی کہ بعض کو اپنی عورتوں کو مہر ادا کردیں وہ عورتیں مسلمان ہو جائیں یا کافر یہ اللّٰہ کا فریضہ

ہے وہ تمھارے اور مکہ والوں کے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور وہ تمھارے اعمال سے واقف ہے یہ آیت بالا جماع منسوخ ہے۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے مسور اور مروان بن حکم سے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ کے سال جب رسول اکرم ﷺ نے کفار قریش سے معاہدہ کیا تو مسلمان عورتیں حاضر خدمت ہوئیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور طبرانیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ عبداللہ بن ابی احمد سے روایت کیا ہے کہ اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے ہندہ میں ہجرت کی تو ان کے بھائی عمارہ اور ولید روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور ام کلثوم کے بارے میں بات کی کہ ان کو واپس کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر عورتوں کے بارے میں جو مشرکین سے معاہدہ تھا تو وہ توڑ دیا اور آیت امتحان نازل فرمائی۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت امیمہ بنت بشر زوجہ ابو حسان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور مقاتل سے روایت کیا ہے کہ سعیدہ نامی عورت جو مشرکین مکہ میں سے صیفی بن الواہب کے نکاح میں تھی ہدنہ کے زمانہ میں آئی۔ اس کے وارثوں نے آکر واپسی کی درخواست کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے زہری سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت آپ پر نازل ہوئی اور آپ حدیبیہ کے نشیبی حصہ میں تھے اور آپؐ نے کفار سے اس بات پر صلح کی تھی کہ جو ان میں سے آئے گا اس کو واپس کر دیا جائے گا چنانچہ جب عورتیں آئیں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن منیع نے کلبی عن ابی صالح کے طریق سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ مشرف بااسلام ہو گئے اور ان کی بیوی کافروں میں رہ گئیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۱)　اور اگر تمھاری بیویوں میں سے کوئی عورت کفار کی طرف چلی جائے اور تمھارے اور ان کے درمیان کسی قسم کا کوئی عہد اور صلح نہ ہو اور پھر تم اپنے دشمنوں سے غنیمت میں حاصل کر لو تو تم وہ مہر جو اس مہاجرہ کے لیے اس کے پہلے خاوند کو دینا تھا ان مسلمانوں کو دے دو جن کی بیویاں مہر پا کر کفار کے پاس چلی گئیں اور احکام الٰہی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

مسلمان عورتوں میں سے صرف چھ عورتیں مرتد ہوئی تھیں دو تو حضرت عمر فاروق ؓ کی تھیں ام سلمہ اور ام کلثوم بنت حبرول اور ام الحکم بنت ابی سفیان جو عیاد ابن شداد کے نکاح میں تھیں اور فاطمہ بنت ابی امیہ اور بروع بنت

عقبہ جو شماس بن عثمان کے نکاح میں تھیں اور عبدہ بنت عبدالعزیٰ اور ہند بنت ابی جہل جو ہاشم بن عاصم بن وائل سہمی کے نکاح میں تھیں چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان سب کو ان کی عورتوں کا مہر مال غنیمت میں سے ادا کیا۔

شان نزول: وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے اس آیت کے بارے میں حسنؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ اُم الحکم بنت سفیان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مرتد ہو کر ایک ثقفی سے شادی کر لی تھی اور قریش کی عورتوں میں اس کے علاوہ اور کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی۔

(۱۲) اے نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے بعد جب اہل مکہ کی مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں اور آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ اس چیز کو حلال سمجھیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی زندہ لڑکیوں کو دفن کریں گی اور نہ ان باتوں کو حلال سمجھیں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لائیں گی کہ جس کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دیں کہ یہ تیرا لڑکا ہے اور میں نے جنا ہے اور تمام ان باتوں میں جن کا آپ ان کو حکم دیں اور جن سے آپ ان کو منع کریں آپ کی خلاف ورزی نہیں کریں گی مثلاً نوحہ نہیں کریں گی بال نہیں رلائیں گی کپڑے نہیں پھاڑیں گی چہرے نہیں نوچیں گی گریبان نہیں چاک کریں گی اور کسی نئے آدمی کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھیں گی اور نامحرم کے ساتھ تین دن اور اس سے کم کا سفر نہیں کریں گی تو آپ ان شرطوں پر ان سے بیعت کر لیا کیجیے اور زمانہ جاہلیت میں جو ان سے غلطیاں ہوں اور ان کے لیے اللّٰہ تعالیٰ سے معافی طلب کیجیے بے شک اللّٰہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(۱۳) عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرنے اور حضور کا راز فاش کرنے میں ان یہودیوں سے دوستی مت کرو جن پر اللّٰہ تعالیٰ نے دو مرتبہ غضب فرمایا ایک مرتبہ اس وقت جب کہ ان لوگوں نے کہا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں اور دوسری مرتبہ حضورؐ کی تکذیب پر یہ جنت کی نعمتوں سے ایسے ناامید ہو گئے جیسا کہ کفار مکہ مردوں کی واپسی سے یا یہ کہ منکر نکیر کے سوال سے یا یہ مطلب ہے کہ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مت دوستی کرو بلکہ ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو اللّٰہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا (الخ)

ابن منذرؒ نے بواسطہ ابن اسحاقؒ، محمدؒ، عکرمہؒ ابوسعیدؒ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللّٰہ بن عمر اور زید بن حارث رضی اللہ عنہما کچھ یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢ كَبُرَ مَقْتًا
عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٣ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ
اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٦ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٧
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْكٰفِرُوْنَ ۝٨ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝٩ ع ٩

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب خدا کی تنزیہ کرتی ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (۱) مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے (۲) خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں (۳) جو لوگ خدا کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بیشک محبوب کردگار ہیں (۴) اور (وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ تو جب اُن لوگوں نے کجروی کی خدا نے بھی اُن کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔ اور خدا نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اُسکی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا اُن کی بشارت سُناتا ہوں (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھے۔ اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۷) یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں (۸) وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اُسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے (۹)

تفسیر سورۃ الصف آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں چودہ آیات اور دو سو اکیس کلمات اور نو سو چھبیس حروف ہیں۔

(۱) تمام مخلوقات اور ہر ایک زندہ چیز اللّٰہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور اس کا ذکر کرتی ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

(۲۔۳) اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں ہے۔ اور وجہ یہ پیش آئی کہ بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا عمل اللّٰہ

تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے تو ہم اسے کرتے تو اس عمل کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ (الخ) چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد جتنا اللہ کو منظور ہوا صحابہ کرام ٹھہرے رہے اور ان سے اس کامیابی والی تجارت کی تفصیل نہیں بیان کی گئی چنانچہ انھوں نے پھر عرض کیا کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ وہ کیا ہے تاکہ ہم اس میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے گھروں کو خرچ کرتے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے تفصیل بیان کر دی کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (الخ) کہ ایمان میں ثابت قدم رہو اور اطاعت خداوندی میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو چنانچہ اس چیز میں احد کے دن ان کی آزمائش کر لی گئی کہ جن میں بعض جہاد سے بھاگ گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں اور ایسا وعدہ کیوں کرتے ہو جو پورا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ناراضی کی بات ہے کہ ایسی بات کہو جو تم نہیں کرتے۔

شان نزول: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ لوگ آپس میں گفتگو کرنے بیٹھے تو ہم نے کہا کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے تو ہم اس پر عمل کرتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا سے مَا لَا تَفْعَلُوْنَ تک یہ آیات نازل فرمائیں پھر حضور اکرم ﷺ نے ان آیتوں کو ہمارے سامنے پڑھ کر سنایا۔ اور ابن جریرؒ نے ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور نیز ابو صالحؒ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے کہا کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور افضل ہے اس پر یہ آیت نازل یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَلْ اَدُلُّکُمْ (الخ) تو پھر جہاد سے گھبرانے لگے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن ابی حاتم نے علی عن ابن عباس ؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور نیز عکرمہ کے واسطہ سے ابن عباس ؓ سے اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو قتال کا دعوے کرتا ہے اور ابھی تک اس نے ضرب طعن اور قتال سے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

(۴) اب اللہ تعالیٰ ان کو جہاد فی سبیل اللہ پر ابھارتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو میدان جنگ میں سیسہ پلائی عمارت کی طرح مل کر اور جم کر لڑتے ہیں۔

(۵) اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے منافقوں سے کہا کہ مجھے کیوں تکلیف

پہنچاتے ہو اور ان کی قوم ان کو نامرد کہا کرتی تھی۔

جیسا کہ سورۂ احزاب میں واقعہ گزر گیا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ لوگ حق و ہدایت سے دور رہے تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حق و ہدایت سے اور دور کر دیا یا یہ کہ جب انھوں نے حضرت موسیٰؑ کی تکذیب کی تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو توحید سے ہٹا دیا اور اللّٰہ تعالیٰ تو ایسے فاسقوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔

(۶)　اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جب کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں اللّٰہ کا رسول ہوں اور توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آئیں گے جن کا نام مبارک احمد ہوگا ان کی خوشخبری دینے والا ہوں۔

چنانچہ جب ان لوگوں کے پاس حضرت عیسیٰ یا محمد ﷺ اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے تو وہ کہنے لگے یہ تو محض جھوٹ اور جادو ہے۔

(۷)　اور یہودیوں سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللّٰہ پر بہتان لگاتے ہیں حالاں کہ رسول اکرم ﷺ ان کو توحید کی طرف بلا رہے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ ایسے یہودیوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیا کرتا۔

(۸۔۹) یہود و نصاریٰ دین الٰہی یا یہ کہ کتاب اللہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی فکر میں کہ اپنی زبان درازیوں سے اس پر اثر اندازی کریں۔ اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے اگرچہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب اس سے کتنے ہی بددل کیوں نہ ہوں۔ اسی نے رسول اکرم ﷺ کو توحید یا قرآن اور دین اسلام دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو تمام بقیہ ادیان پر غالب کر دے۔

چنانچہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ کوئی ایسا شخص نہ باقی رہا ہو مگر یہ کہ وہ دین اسلام میں داخل ہو گیا ہو یا اس نے جذیہ ادا کر دیا ہو اگرچہ یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو ناگوار گزرے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝

مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے (۱۰) (وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۱) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے (۱۲) اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) خدا کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح (عن) قریب (ہوگی) اور مومنوں کو (اسکی) خوشخبری سنادو (۱۳) مومنو! خدا کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسٰی ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ (بھلا) کون ہیں جو خدا کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار ہوں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں۔ تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر رہا۔ آخرالامر ہم نے ایمان لانے والوں کو اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے (۱۴)

تفسیر سورة الصف آیات (۱۰) تا (۱٤)

(۱۰۔۱۱) اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتادوں جو تمہیں آخرت میں دردناک عذاب سے بچالے۔ ایمان میں سچے رہو اور اپنی جان و مال سے جہاد کرو یہ جہاد تمھارے اموال سے بہتر ہے اگر تم ثواب خداوندی کی تصدیق کرنے والے ہو۔

شان نزول: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن میدان جنگ سے بھاگنے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اور نیز سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں الخ تو اس پر مسلمان بولے کاش ہمیں اس تجارت کا علم ہو جاتا کہ وہ کیا ہے تو ہم اس میں اپنے مالوں اور گھر والوں کو دے دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ جہاد اور نفاق فی سبیل اللہ سے تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا اور تمہیں جنت کے باغوں میں داخل کرے گا اور جو دارالرحمٰن میں ہوں گے یہ ان کے لیے بڑی کامیابی ہے۔

(۱۳) اور ایک اور کامیابی یہ ہے کہ جس کو تم بھی پسند کرتے ہو کہ کفار قریش کے مقابلہ میں اپنے نبی کی اللہ ہی کی طرف سے اور جلدی فتح یابی ہے یعنی مکہ مکرمہ کی اور مومنین کو اگر وہ ان صفات پر ہوں جنت کی خوشخبری دے دیجیے۔

(۱۴) اے ایمان والو دشمنوں کے خلاف تم رسول اکرم ﷺ کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے فرمانے پر ان کے حواری کہنے لگے ہم اللہ کے دین میں اس کے دشمنوں کے خلاف آپ کے مددگار ہیں اور یہ بارہ حواری تھے جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی۔

اور بنی اسرائیل میں سے حضرت عیسیٰ پر کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ منکر رہے جن کو بولس نے گمراہ کر دیا تھا اس کے نتیجہ میں ہم نے ان لوگوں کی جنھوں نے دین عیسوی کی مخالفت نہیں کی تھی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد اور حمایت کی سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے غالب ہو گئے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے یا یہ کہ وہ تسبیح و تقدیس کرنے والوں میں سے تھے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے (۱) وہی تو ہے جس نے اُن پڑھوں میں اُنہی میں سے (محمد کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو اُن کے سامنے اُس کی آیتیں پڑھتے اور اُن کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے (۲) اور اُن میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (اُن کو بھیجا ہے) جو ابھی اُن (مسلمانوں) سے نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے (۳) یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (۴) جن لوگوں (کے سر) پر تورات لدوائی گئی پھر انہوں نے اُس (کے بار تعمیل) کو نہ اُٹھایا اُن کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں جو لوگ خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اُن کی مثال بُری ہے۔ اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵) کہہ دو کہ اے یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہو کہ تم ہی خدا کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو اگر تم سچے ہو تو (ذرا) موت کی آرزو تو کرو (۶) اور یہ اُن (اعمال) کے سبب جو کر چکے ہیں ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے (۷) کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (خدا) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ تمہیں سب بتائے گا (۸)

تفسیر سورة الجمعة آیات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں گیارہ آیات ہیں اور ایک سو اسی کلمات اور سات سو اڑتالیس حروف ہیں۔

(۱) جتنی بھی مخلوقات اور زندہ چیزیں آسمان وزمین میں ہیں وہ سب اللّٰہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں وہ خدا ایسا بادشاہ ہے اس کی بادشاہت ہمیشہ سے ہے وہ اولاد اور شریک سے پاک ہے اپنی بادشاہت میں زبردست اور حکم وفیصلہ میں حکمت والا ہے۔

(۲) اسی نے عرب میں ان کی قوم میں سے محمد ﷺ کو بھیجا جو ان کو قرآن کریم پڑھ کر سناتے ہیں جس میں اوامر ونواہی کا بیان ہے اور ان کو توحید کے ذریعے سے شرک سے پاک کرتے ہیں یا یہ کہ زکوٰۃ اور توبہ کے ذریعے گناہوں سے پاک کرتے اور اس کی دعوت دیتے ہیں اور ان کو قرآن کریم اور حلال وحرام سکھاتے ہیں یا یہ کہ علم کی باتیں، مواعظ اور قرآن سکھاتے ہیں اور یہ اہل عرب رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے واضح طور پر کفر میں مبتلا تھے۔

(۳) اور دوسروں کے لیے بھی ان ہی میں سے یا یہ کہ آس پاس کے لوگوں کے لیے آپ ؐ کو مبعوث فرمایا ہے جو ابھی تک ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں یا یہ کہ تمام اولین وآخرین کی طرف رسول اکرم ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے خواہ عرب میں سے ہوں یا عجم میں سے ہوں۔

اور جو اللّٰہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں زبردست ہے اور اپنے حکم وفیصلہ میں حکمت والا ہے۔

(۴) توحید، نبوت اور کتاب یہ اللّٰہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ اس دولت کے ساتھ اس کو سرفراز کرتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں کہ حضور ؐ کو اسلام اور نبوت عطا فرمائی یا یہ کہ مسلمانوں کو اسلام کی دولت دی یا یہ کہ اپنی مخلوق پر رسول اور کتاب کے ذریعے سے اپنا فضل فرمایا۔

(۵) جن لوگوں کو توریت پر عمل کرنے اور رسول اکرم ﷺ کی نعت وصفت ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا تھا پھر انھوں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی ان کی حالت اس گدھے کی طرح ہے جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر وہ ان کتابوں کے نفع سے محروم ہو اسی طرح یہود توریت کے نفع سے محروم ہیں۔

ان یہودیوں کی بری حالت ہے جنھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کو جھٹلایا اور ایسے یہودیوں کو اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین کیطرف رہنمائی نہیں فرمایا کرتا۔

(۶) آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے جو دین اسلام سے منہ موڑ کر یہودیت پر قائم ہیں اور بنی یہودا ہیں کہ اگر تم بلاشرکت نبی کریم اور آپ ﷺ کے اصحاب کے اللّٰہ کے مقبول ہو تو پھر تم اس دعوے کی تصدیق کے لیے ذرا موت کی

تمنا کرو چنانچہ حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ کہو اللّٰہ تعالیٰ ہمیں موت دے اللّٰہ کی قسم ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو یہ کہے مگر یہ کہ اس کو فوراً موت نہ آجائے چنانچہ وہ لوگ اس بات سے ڈرے اور انھوں نے موت کی تمنا نہیں کی۔

(۷) اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ یہودی ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے ان اعمال کی وجہ سے جو زمانہ یہودیت میں انھوں نے اپنے ہاتھوں سے کیے ہیں اور اللّٰہ ان یہودیوں سے واقف ہے کہ یہ موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

(۸) آپ ان سے فرما دیجیے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں آ پکڑے گی اور پھر آخرت میں اللّٰہ تعالیٰ تمھاری نیکی اور برائی سب تم پر ظاہر کر دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ع ۱۲

مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۹) پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے رہو تا کہ نجات پاؤ (۱۰) اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں کہہ دو کہ وہ جو چیز خدا کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور خدا سے بہتر رزق دینے والا ہے (۱۱)

تفسیر سورۃ الجمعۃ آیات (۹) تا (۱۱)

(۹-۱۰) اے ایمان والو! جب اذان جمعہ کے ذریعے سے تمہیں نماز کی طرف بلایا جائے تو تم نماز اور خطبہ کی طرف فوراً چلے آیا کرو اور اذان کے بعد خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو یہ نماز اور خطبۂ امام تمھارے لیے روزی و تجارت سے زیادہ بہتر ہے، اگر تم لوگ کتاب خداوندی کی تصدیق کرتے ہو۔

اب اس حرمت کے بعد اللّٰہ تعالیٰ اجازت دیتا ہے کہ جب امام نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے تو اگر تم چاہو تو مسجد سے تمھیں جانے کی اجازت ہے اور اگر تم چاہو تو اللّٰہ کی روزی تلاش کرو اور ایک مطلب یہ ہے کہ جب امام نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے تو مسجد میں بیٹھ کر معرفت تو حید زہد و توکل کی تعلیم حاصل کرو اور ہر ایک حالت میں ذکر لسانی و قلبی کرتے رہو تا کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غصہ سے نجات حاصل کرو۔

(۱۱) اور بعض کی یہ حالت ہے کہ جب دحیہ بن خلفیہ کی تجارت کو دیکھتے ہیں اور طبل کی آواز سنتے ہیں تو مسجد سے اس کی طرف نکل جاتے ہیں۔ البتہ اٹھارہ آدمی یا یہ کہ بارہ آدمی اور دو عورتیں اس وقت مسجد سے نہیں نکلیں اور آپ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ فرما دیجیے کہ ثواب واجر ایسے مشغلہ سے بہتر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم حضورؐ کے ساتھ نماز پوری کر کے پھر باہر آتے تو یہ چیز تمھارے لیے ثواب کے اعتبار سے فوراً نکلنے سے بہتر تھی اور جب منافقین آپ کے پاس آئیں تو آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ بہترین روزی دینے والا ہے۔

شانِ نزول: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً (الخ)

بخاریؒ و مسلمؒ نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ باہر سے قافلہ آیا تو نمازی اس کی طرف چلے گئے اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہ لوگ جب کسی تجارت۔ (الخ)

اور ابن جریر نے بھی جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نوجوان جس وقت شادی کرتے تو مزامیر اور طبلوں کو لے کر نکلتے تھے چنانچہ بعض لوگ حضور ﷺ کو منبر پر کھڑا چھوڑ کر اس کے دیکھنے کے لیے بکھر جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دونوں واقعات کے بارے میں ایک ساتھ یہ آیت نازل ہوئی ہے اس کے بعد میں نے ابن المنذر میں دیکھا انھوں نے ایک ہی طریق سے ایک ساتھ قافلہ آنے اور نکاح کا واقعہ روایت کیا ہے اور یہ کہ یہ آیت دونوں واقعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے محمدؐ) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو (ازراہ نفاق) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ بے شک خدا کے پیغمبر ہیں اور خدا جانتا ہے کہ درحقیقت تم اس کے پیغمبر ہو۔ لیکن خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں (۱) اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ اور اُن کے ذریعے سے (لوگوں کو) راہِ خدا سے روک رہے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں برے ہیں (۲) یہ اس لئے کہ یہ (پہلے تو) ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں (۳) اور جب تم ان (کے تناسب اعضاء) کو دیکھتے ہو تو اُن کے جسم تمہیں (کیا ہی) اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم اُن کی تقریر کو توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم وادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیواروں سے لگائی گئی ہیں (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) اُن پر (بلا آئی) یہ (تمہارے) دشمن ہیں اُن سے بے خوف نہ رہنا۔ خدا اُن کو ہلاک کرے یہ

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

کہاں بہکے پھرتے ہیں (۴) اور جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسول خدا تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو سر ہلا دیتے ہیں اور تم اُن کو دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں (۵) تم اُن کے لئے مغفرت مانگو یا نہ مانگو اُن کے حق میں برابر ہے خدا اُن کو ہرگز نہ بخشے گا بے شک خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (۶) یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ خدا کا رسول خدا کے پاس (رہتے) ہیں اُن پر (کچھ) خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ (خود بخود) بھاگ جائیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے خدا ہی کے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے (۷) کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت خدا کی ہے اور اُس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے (۸)

تفسیر سورة المنٰفقون آیات (۱) تا (۸)

یہ سورت مدنی ہے سوائے اس آیت کے لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ کیوں کہ یہ آیت بنی مصطلق کے متعلق میں نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں گیارہ آیات اور ایک سو اسی کلمات اور سات سو چھہتر حروف ہیں۔

(۱) جب آپ کے پاس یہ مدینہ منورہ کے منافقین یعنی عبداللّٰہ بن اُبی، معتب بن قشیر، جد بن قیس وغیرہ آتے ہیں۔

تو اللّٰہ کی قسمیں کھا جاتے ہیں کہ آپ اللّٰہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللّٰہ کو معلوم ہی ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اس میں ان منافقین کی گواہی کی کوئی حاجت نہیں اور اللّٰہ گواہی دیتا ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں وہ اس چیز کو نہیں جانتے۔

شانِ نزول: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت زید بن ارقم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللّٰہ بن اُبی منافق کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو اگر اب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا میں نے اس چیز کا اپنے چچا سے ذکر کیا میرے چچا نے رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا حضورؐ نے مجھے بلایا میں نے آپ سے سارا واقعہ بیان کیا تو رسول اکرم ﷺ نے عبداللّٰہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے پاس قاصد بھیجا ان لوگوں نے اس کے بارے میں جھوٹی قسمیں کھا لیں غرض کہ آپ نے میری تکذیب کی اور اس کی تصدیق تو اس بات سے مجھے اس قدر صدمہ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا میں گھر میں بیٹھ گیا میرے چچا مجھے کہنے لگے کہ تو نے بس یہی چاہا تھا کہ حضور تیری تکذیب کریں اور تجھ

سے ناراض ہوں چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں حضور ﷺ نے میرے پاس قاصد بھیجا اور مجھے پڑھ کر یہ آیات سنائیں اور پھر فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی یہ روایت حضرت زیدؓ سے مختلف طریقوں سے مروی ہے اور بعض میں ہے کہ یہ بات غزوہ تبوک میں پیش آئی اور یہ سورۃ رات کو نازل ہوئی۔

(۲) ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنی حفاظت کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے کہ خفیہ طور پر لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں ان کا یہ روکنا اور ان کا مکر و خیانت یہ برے کام ہیں۔

(۳) اور یہ منافقین کے کام اس وجہ سے ہیں کہ پہلے تو یہ ظاہر میں ایمان لے آئے پھر خفیہ طور پر کفر پر قائم رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے کفر و نفاق کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی یہ حق و ہدایت کو نہیں سمجھتے۔

(۴) اور جب آپ ان منافقین کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت خوبصورت اور اچھے معلوم ہوں گے اور اگر یہ قسم کھانے لگیں کہ آپ اللّٰہ کے رسول ہیں تو آپ ان کی باتوں کو سن لیں اور خیال کرنے لگیں کہ یہ سچے ہیں مگر یہ سچے نہیں ہیں انکے جسم لکڑیوں کی طرح ہیں یعنی ان کے دلوں میں نور اور بھلائی نہیں جیسا کہ خشک لکڑی میں جان اور تازگی نہیں ہوتی۔ مدینہ منورہ میں جو بھی شور ہوتا ہے وہ بزدلی کی وجہ سے طور پر ہی خیال کرتے ہیں آپ ان سے مطمئن نہ ہو جایئے اللّٰہ ان کو غارت کرے کہاں کا جھوٹ بک رہے ہیں یا یہ کہ جھوٹ کی وجہ سے کہاں بہکے جا رہے ہیں۔

(۵) اور جب ان سے ان کے خاندان والے ان کے رسوا ہونے کے بعد کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس جاؤ اور کفر و نفاق سے توبہ کرو تو وہ اپنے سر جھکا لیتے اور منہ پھیر لیتے ہیں اور آپ ان کو توبہ و استغفار اور آپ کی خدمت میں حاضری سے بے رخی کرتا ہوا دیکھیں گے۔

شانِ نزول: وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ تَعَالَوْا (الخ)

ابن جریرؒ نے قتادہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ عبداللّٰہ بن ابی سے کہا گیا کہ تو رسول اکرم ﷺ کے پاس جا حضور تیرے لیے استغفار کر دیں گے تو وہ اپنا سر مٹکانے لگا تو اس کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۶) یہ منافقین جب تک نفاق پر قائم رہیں گے اللّٰہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا اور نفاق پر مرنے والوں کو اللّٰہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا۔

شانِ نزول: سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ اَسْتَغْفَرْتَ (الخ)

ابن منذرؒ نے عکرمہؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور نیز عروہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت اِسْتَغْفِرْ لَہُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کروں گا اس پر

یہ آیت نازل ہوئی سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ۔

نیز مجاہدؒ اور قتادہؒ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔اور عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب سورۂ برأت کی یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس چیز کے بارے میں اجازت دی گئی ہے سو اللہ کی قسم میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کروں گا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۸) نیز عبداللہ بن ابی منافق ہی نے غزوہ تبوک میں اپنے ساتھیوں سے کہا تھا جب ہم اپنے غزوہ سے واپس جائیں گے تو مدینہ سے محمد ﷺ کو نکال دیں گے مگر ان منافقین پر اللہ ہی کو اور اس کے رسول کو اور مسلمانوں کو غلبہ اور طاقت حاصل ہے مگر منافقین نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع	مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں (۹) اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے تو (اُس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تا کہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا (۱۰) اور جب کسی کی

موت آجاتی ہے تو خدا اُس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے (۱۱)

تفسیر سورۃ المنٰفقون آیات (۹) تا (۱۱)

(۹) اے ایمان والو مکہ مکرمہ میں تمھارے جو اموال اور اولاد ہے وہ تمہیں ہجرت اور جہاد سے غافل نہ کرنے پائے اور جس نے ان کی وجہ سے غفلت کی وہ سزا کے اعتبار سے گھاٹے میں رہیں گے۔

(۱۰۔۱۱) اور جو کچھ ہم نے تمہیں مال دیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اس سے پہلے خرچ کر دیا یہ کہ زکوٰۃ دو کہ تم میں سے کسی کی موت آ کھڑی اور پھر وہ کہنے لگے کہ دنیا کی موت کی طرح مجھ کو اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں اپنے مال کی خیر خیرات دے لیتا اور اس مال سے حج کر کے میں بھی حاجیوں میں سے ہو جاتا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے یہاں تک یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو فَاَصَّدَّقَ کی تفسیر اگر منافقین کے ساتھ کی جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ میں بھی سچا ایمان اختیار کر لیتا اور سچے مومنوں کی طرح اپنے مال کو خیرات کر دیتا۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ
مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى
اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ
يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا
عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ
وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہے اُسی کی سچی بادشاہی ہے اور اُسی کی تعریف (لامتناہی) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱) وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھتا ہے (۲) اُسی نے آسمانوں اور زمین کو مبنی برحکمت پیدا کیا اور اُسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی پاکیزہ بنائیں اور اُسی کی طرف (تمہیں) لوٹ کر جانا ہے (۳) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کھلم کھلا کرتے ہو اُس سے بھی آگاہ ہے۔ اور خدا دل کے بھیدوں سے واقف ہے (۴) کیا تم کو اُن لوگوں کے حال کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے کافر ہوئے تھے۔ تو اُنہوں نے اپنے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ لیا اور (ابھی) دُکھ دینے والا عذاب (اور) ہونا ہے (۵) یہ اسلئے کہ اُن کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ کہتے کہ کیا آدمی ہمارے ہادی بنتے ہیں؟ تو اُنہوں نے (اُن کو) نہ مانا اور منہ پھیر لیا اور خدا نے بھی بے پروائی کی اور خدا بے پروا (اور) سزاوار حمد (وثنا) ہے (۶) جو لوگ کافر ہیں اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے (۷) تو خدا پر اور اسکے رسول پر اور نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۸) جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اُس سے اُس کی برائیاں دور کر دے گا اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے (۹) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے (۱۰)

تفسیر سورۃ التغابن آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مکی اور مدنی ہے اس میں اٹھارہ آیات اور دوسو اکتالیس کلمات اور ایک ہزار ستر حروف ہیں۔

(۱-۲) آسمانوں و زمین جتنی مخلوقات اور زندہ چیزیں ہیں سب اسی کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہیں اسی کی ہمیشہ کی

سلطنت ہے اور آسمانوں اور زمین دونوں پر یا یہ کہ دنیا و آخرت والوں پر اسی کی حمد وثنا واجب ہے۔
اور وہ امور دنیا و آخرت میں سے ہر ایک امر پر اور آسمان والوں اور زمین والوں کو آراستہ کرنے پر قادر ہے۔

(۳) اس نے تمھیں آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا ہے سو تم میں سے بعض لوگ ظاہری طور پر کافر ہیں اور بعض مومن یا یہ کہ تم میں سے بعض کافر ہیں جو ایمان قبول کر لیں گے۔ یہ ایمان پر برانگیختہ کرنا ہوا اور بعض مومن ہیں جو کفر اختیار کر لیں گے یہ کفر سے ڈرانا ہوا یا یہ کہ تم میں بعض ظاہری و باطنی طور پر کافر ہیں اور بعض مومن اور بعض تم میں سے ظاہری طور پر مومن اور خفیہ طور پر کافر ہیں جیسا کہ منافق۔ اس نے حق و باطل کے اظہار کے لیے یا یہ کہ زوال و فنا کے لیے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور تمھارا بہ نسبت جانوروں کے عمدہ نقشہ بنایا یا کہ تمھارے نقشہ کو ہاتھوں پیروں، کانوں اور آنکھوں اور تمام اعضاء کے ساتھ مضبوط کیا اور پھر سب کو آخرت میں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

(۴) اور مخلوقات میں سے جو بھی چیزیں آسمانوں وزمین میں ہیں وہ سب کو جانتا ہے اور تمھارے سب ان کاموں کو جو کہ تم خفیہ کرتے ہو اور جو کہ تم علانیہ کرتے ہو جانتا ہے اور وہ دلوں میں جو نیکی و برائی ہے اس سے بھی واقف ہے۔

(۵) اے مکہ والو کیا تمھیں بذریعہ کتاب گزشتہ قوموں کی خبر نہیں پہنچی کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا انھوں نے عذاب و ہلاکت کے ذریعے دنیا میں اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا اور آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(۶) اور یہ عذاب اس وجہ سے ہے کہ ان کے پاس رسول اوامر ونواہی اور معجزات لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے جیسا آدمی ہمیں توحید کی دعوت دے گا سو انھوں نے کتابوں رسولوں اور معجزات کا انکار کیا اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی پرواہ نہ کی وہ ان کے ایمان سے بے نیاز اور ستودہ صفات ہے۔

(۷) کفار مکہ یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد زندہ نہیں کیے جائیں گے۔ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم مرنے کے بعد ضرور زندہ کیے جاؤ گے اور پھر وہ جو کچھ تم نے دنیا میں نیکی و برائی کی ہے تمھیں سب جتلا دے گا یہ دوبارہ زندہ کرنا اللّٰہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے۔

(۸) اے اہل مکہ! رسول اکرم ﷺ "بعث بعد الموت" کے متعلق جو کچھ تم سے بیان کرتے ہیں تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر بھی جو ہم نے بذریعہ جبریل امین محمد ﷺ پر نازل کی ہے۔

(۹) قیامت کے دن جب کہ اللّٰہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا اسی روز کافر اپنی جان و مال و اولاد اور جنت سے گھاٹے میں رہے گا اور مومن وارث ہو جائے گا یا یہ کہ مومن کافر کو اس کے اہل و عیال کے بارے میں نقصان پہنچائے گا یا یہ کہ کافر اپنی جان کو جنت نہ ملنے سے نقصان پہنچائے گا اور مومن اس کا وارث ہوگا اور مظلوم ظالم کی

نیکیاں لے کر اور اپنی برائیاں اس پر ڈال کر ظالم کو نقصان پہنچائے گا اور جو شخص اللہ پر اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہو اور نیک اعمال کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو توحید کے ذریعے سے معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے چاروں طرف نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے کہ جنت ہاتھ آئی اور دوزخ سے بچے۔

(۱۰) اور جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہوگا اور حضور ﷺ اور قرآن حکیم کی تکذیب کی ہوگی مثلاً کفار مکہ یہ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ دوزخ بُرا ٹھکانہ ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے حکم سے اور جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے وہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور خدا ہر چیز سے باخبر ہے (۱۱) اور خدا کی اطاعت کرو اور اُس کے پیغمبر کی اطاعت کرو اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے (۱۲) خدا (جو معبود برحق ہے اس) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو مومنوں کو چاہئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں (۱۳) مومنو! تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں سو اُن سے بچتے رہو اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے (۱۴) تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے۔ اور خدا کے ہاں بڑا اجر ہے (۱۵) سو جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرو (اُس کے احکام کو) سنو اور (اُس کے) فرمانبردار رہو اور اُس کی راہ میں خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں (۱۶) اگر تم خدا کو (اخلاص اور نیت) نیک (سے) قرض دو گے تو وہ تم کو اُس کا دو چند دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور خدا قدر شناس اور بردبار ہے (۱۷) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا غالب (اور) حکمت والا ہے (۱۸)

تفسیر سورۃ التغابن آیات (۱۱) تا (۱۸)

(۱۱) تمہاری جانوں مالوں اور گھر والوں کو کوئی مصیبت بغیر اللہ کے حکم کے نہیں آتی اور جو یہ سمجھے کہ مصیبت اللہ کی جانب سے ہے تو وہ اپنے قلب کو صبر و رضا کی راہ دکھا دیتا ہے یا یہ کہ جب اس کو کوئی نعمت ملے تو شکر کرے اور جب آزمایا جائے تو صبر کرے اور جب ظلم کیا جائے تو معاف کرے اور جس وقت کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو انا للہ پڑھے تو ایسا شخص اپنے دل کو اللہ کی راہ دکھا دیتا ہے اور تمہیں جو مصیبت وغیرہ پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے اچھی

طرح آگاہ ہے۔

(۱۲) فرائض میں اللّٰہ تعالیٰ کی، سنن میں رسول کی یا یہ کہ توحید میں اللّٰہ تعالیٰ کی اور قبولیت میں رسول کی اطاعت کرو سو اگر تم ان دونوں کی اطاعت سے اعراض کرو گے تو محمد ﷺ کے ذمہ تو منصب رسالت کو صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۱۳) اور اللّٰہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے مومنین کو اسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

(۱۴) اے ایمان والو تمھاری بیبیاں اور اولاد جو کہ مکہ مکرمہ میں ہیں اگر وہ تمھیں جہاد اور ہجرت سے روکیں تو وہ تمھارے دشمن ہیں تم ان سے ہوشیار رہو۔

اور اگر وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آجائیں تو تم ان کو معاف کر دو اور ان پر کوئی گرفت نہ کرو۔

شانِ نزول: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مکہ والوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مشرف با اسلام ہو گئے تھے تو انھوں نے اپنی بیبیوں اور اولاد کو مدینہ آنے کی دعوت دی تو انھوں نے آنے سے انکار کیا جب یہ حضرات حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو لوگوں کو دیکھا انھوں نے دین میں سمجھ حاصل کر لی ہے تو یہ حضرات سمجھ گئے کہ ان پر گرفت ہو گی تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا (الخ)

اور ابن جریرؒ نے عطاء بن یسارؒ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ تغابن پوری کی پوری مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے سوائے اس آیت کے اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ (الخ) کے کیوں کہ وہ اہل وعیال والے تھے جب وہ جہاد کا ارادہ کرتے تو ان کے گھر والے رونا شروع کر دیتے اور ان کے ٹھہرانے کی کوشش کرتے اور کہتے کہ کس کے سہارے پر آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ نرم پڑ جاتے لہٰذا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور بقایا آیات مدنی ہے۔

(۱۵) یہ تمھارے اموال واولاد جو مکہ مکرمہ میں ہیں تمھارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہے جب کہ ہجرت اور جہاد سے تمھیں روکیں اور جو شخص ان چیزوں کے باوجود ہجرت اور جہاد فی سبیل اللّٰہ کرے تو اس کے لیے بڑا اجر ہے۔

(۱۶) تو جہاں تک ہو سکے اللّٰہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اسکے احکام کو سنو اور اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسول جو تمھیں حکم دے اس کو مانو اور اپنے اموال کو اللّٰہ تعالیٰ کے رستہ میں خیرات کرو یہ خیرات کرنا تمھارے لیے مال کے روکنے سے بہتر ہو گا۔

اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا یا یہ کہ جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کی تو ایسے ہی لوگ غصہ اور ناراضگی سے بچنے والے ہیں۔

شان نزول: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ نازل ہوئی تو صحابہ کرام پر عمل کرنا شاق ہو گیا چنانچہ وہ نفلوں میں اس قدر کھڑے ہوتے کہ ان کے قدموں پر سوج آ جاتی اور چہرے پھٹ جاتے تھے تب مسلمانوں پر تخفیف کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (الخ)

(۱۷) اور اگر تم اللّٰہ تعالیٰ کے رستہ میں خلوص کے ساتھ خیرات کرو گے تو وہ اس کو تمہارے لیے بڑھاتا چلا جائے گا اور اس صدقہ کی وجہ سے تمہارے گناہ معاف کرے گا۔

(۱۸) اور اللّٰہ تعالیٰ بڑا ہی قدر دان ہے کہ تمہارے صدقات کو قبول فرما کر بڑھاتا ہے یا یہ کہ معمولی سا صدقہ قبول کر کے اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور جو شخص اپنے صدقہ پر احسان جتلائے یا صدقہ نہ دے اس کی فوری گرفت نہیں فرماتا۔

اور صدقہ دینے والوں کے دلوں میں جو احسان اور خوف پوشیدہ ہے اور وہ جو صدقات دیتے ہیں وہ ان سب باتوں سے بخوبی واقف ہے اور جو شخص صدقہ دے کر احسان جتلائے یا صدقہ نہ دے اس کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا
الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ
اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ
ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ
يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ
يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ
قَدْرًا ﴿۳﴾ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ
ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿۴﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ
اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ﴿۵﴾
اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا
عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ
فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ
تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ﴿۶﴾ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ
عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ
سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿۷﴾

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے پیغمبر (مسلمانوں سے کہہ دو کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو اُن کی عِدّت کے شروع میں طلاق دو اور عِدّت کا شمار رکھو اور خدا سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرو۔ (نہ تو تم ہی) اُنکو (ایامِ عِدّت میں) اُنکے گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود ہی) نکلیں۔ ہاں اگر وہ صریح بے حیائی کریں (تو نکال دینا چاہئے) اور یہ خدا کی حدیں ہیں۔ جو خدا کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا (اے طلاق دینے والے) تجھے کیا معلوم شاید خدا اس کے بعد کوئی (رجعت کی) سبیل پیدا کر دے (۱) پھر جب وہ اپنی میعاد (یعنی انقضائے عدت) کے قریب پہنچ جائیں تو یا تو ان کو اچھی طرح سے (زوجیت میں) رہنے دو یا اچھی طرح سے علیٰحدہ کر دو۔ اور اپنے میں سے دو منصف مردوں کو گواہ کر لو اور (گواہو) خدا کیلئے درست گواہی دینا۔ ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا۔ وہ اس کیلئے (رنج و محن سے) مخلصی کی صورت پیدا کر دے گا (۲) اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔ اور جو خدا پر بھروسا رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔ خدا اپنے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کر دیتا ہے۔ خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے (۳) اور تمہاری (مطلقہ) عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تم کو (ان کی عدت کے بارے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن کو ابھی حیض نہیں آنے لگا (ان کی عدت بھی یہی ہے) اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل (یعنی بچہ جننے) تک ہے۔ اور جو خدا سے ڈرے گا خدا اس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا (۴) یہ خدا کے حکم ہیں جو خدا نے تم پر نازل کئے ہیں۔ اور جو خدا سے ڈرے گا وہ اُس سے اُس کے گناہ دور کر دے گا اور اُسے اجرِ عظیم بخشے گا (۵) (مطلقہ) عورتوں کو (ایامِ عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور اُن کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو۔ اور اگر حمل سے ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو۔ پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو اُن کو اُن کی اجرت دو اور (بچے کے بارے میں) پسندیدہ طریق سے موافقت رکھو اور اگر باہم ضد (اور نااتفاقی) کرو گے تو (بچے کو) اس کے (باپ کے) کہنے سے کوئی اور عورت دودھ پلائے گی (۶) صاحب وسعت کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے۔ اور جس کے رزق میں تنگی ہو وہ جتنا خدا نے اُس کو دیا ہے اُس کے موافق خرچ کرے۔ خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُسی کے مطابق جو اُس کو دیا ہے۔ اور خدا عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشے گا (۷)

تفسیر سورۃ الطلاق آیات (۱) تا (۷)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں گیارہ آیات اور دو سو سینتالیس کلمات اور ایک ہزار ایک سو ستر حروف ہیں۔

(۱) نبی اکرم ﷺ آپ اپنے متبعین سے فرما دیجیے کہ جب تم مدخول بہا عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کو ایسی پاکی کے زمانہ میں طلاق دو جس پاکی میں ان کے ساتھ صحبت نہ کی ہو اور پھر اس کے بعد تم ان کی عدت کو یاد رکھو کہ وہ تین حیض سے پاک ہو کر غسل کر لیں۔

اور اللّٰہ سے ڈرو یعنی سنت کے خلاف ایام حیض میں ان کو طلاق مت دو اور یہ کہ جن عورتوں کو تم نے طلاق دے دی ہے عدت کے زمانہ میں ان کے رہنے کے گھروں سے ان کو مت نکالو اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔

مگر یہ کہ وہ خود کھلی نافرمانی کریں یہ کہ عدت میں گھر سے نکل جائیں کہ ان کا عدت کے زمانہ میں نکلنا اور نکالنا دونوں گناہ ہیں۔

یا یہ مطلب کہ وہ کھلی بے حیائی کر بیٹھیں تو البتہ سزا دینے کے لیے نکالی جائیں گی یہ احکام خداوندی ہیں کہ عورتوں کی طلاق، نفقہ اور رہائش کے بارے میں اس کے مقرر کردہ فرائض ہیں اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا تو اس نے خود اپنے آپ کو نقصان پہنچایا۔

خاوند کو خبر نہیں ہے کہ شاید اللّٰہ تعالیٰ اس ایک طلاق کے بعد یا عدت پوری ہونے کے بعد شوہر کے دل میں بیوی کی محبت اور اس سے رجوع کی صورت پیدا کر دے۔

شان نزول: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عبد یزید ابورکانہ نے ام رکانہ کو طلاق دے دی اور پھر قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت سے شادی کر لی چنانچہ وہ حضور کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ انھوں نے اسی عورت سے شادی کا ارادہ کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں سند اولیٰ ہے اور حدیث غلط ہے کیوں کہ عبد یزید نے اسلام کا زمانہ ہی نہیں پایا۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ کے طریق سے حضرت انس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ ؓ کو طلاق دی تو ان کے گھر والے آئے تب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ سے کہا گیا کہ ان سے رجوع کر لیجیے اس لیے کہ یہ دن کو روزہ رکھنے اور رات کو نمازیں پڑھنے والی ہیں اور اسی روایت کو ابن جریر نے قتادہ سے اور

ابن المنذر نے ابن سیرین سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے مقاتل سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت عمرو بن العاص، طفیل بن حارث اور عمرو بن سعید بن العاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) جب وہ مطلقہ عورتیں تیسرے حیض کے بند ہونے کے قریب پہنچ جائیں تو یا تو عدت گزرنے سے پہلے ان سے رجوع کرو اور حسن سلوک ان کے ساتھ کرو یا ان کو قاعدہ کے موافق چھوڑ دو کہ ان کی عدت کو لمبا نہ کرو اور ان کا حق ادا کرو اور اس مراجعت یا طلاق پر دو آزاد پسندیدہ عادل مسلمان آدمیوں کو گواہ کر لو اور پھر حکام کے سامنے تم ٹھیک حق کے واسطے گواہی دو۔

ان تمام باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللّٰہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو اور کہا گیا ہے کہ شروع سورت سے لے کر یہاں تک یہ آیات رسول اکرم ﷺ کی شان میں نازل ہوئی ہیں جب کہ آپ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دے دی تھی۔

اور آپ کے صحابہ کرامؓ میں سے ان چھ آدمیوں کے بارے میں جن میں ابن عمر ؓ بھی ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ انھوں نے اپنی عورتوں کو حالت حیض میں طلاق دے دی تھی تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع کیا اور سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ بتلایا۔

اور جو شخص مصیبت کے وقت اللّٰہ تعالیٰ سے ڈر کر صبر کرے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کے لیے سختی سے نکلنے کی صورت نکال دیتا ہے یا یہ کہ معصیت سے اطاعت کی طرف یا یہ کہ دوزخ سے جنت کی طرف نکال دیتا ہے۔

شانِ نزول: وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الخ)

اور حاکم نے جابر ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک اشجعی شخص کے بارے میں نازل ہوئی یہ تنگدست مزدور پیشہ کثیر اہل وعیال والے شخص تھے یہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے کچھ مانگا آپ نے فرمایا اللّٰہ سے ڈرو اور صبر کرو چنانچہ یہ کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ ان کا لڑکا بکریاں لے کر آیا اور ان کے لڑکے کو دشمن نے پکڑ لیا تھا چنانچہ انھوں نے حضور کی خدمت میں آ کر واقعہ کی اطلاع دی آپ نے فرمایا ان کو کھاؤ۔

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں حدیث منکر ہے مگر اسکا شاہد موجود ہے۔

اور ابن جریرؒ نے سالم بن ابی الجعد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور سدیؒ نے بھی باقی سدیؒ نے ان کا نام عوف اشجعی بھی ذکر کیا ہے۔

اور اس روایت کو حاکم نے بھی ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور اسی طرح نام ذکر کیا ہے۔

اور ابن مردویہ نے کلبی، ابوصالح کے طریق سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ عوف بن

مالک اشجعی آئے اور عرض کیا یارسول اللہ میرے لڑکے کو دشمن نے پکڑ لیا ہے اور اس کی ماں رو رہی ہے آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہیں اور اس کی ماں کو اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت کے ساتھ پڑھیں اس عورت نے بھی کہا اچھا چنانچہ دونوں نے اس کی کثرت شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے لڑکے سے دشمن غافل ہوا۔ اور وہ دشمن کی بکریاں ہانک کر اپنے باپ کے پاس لے آیا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اسی روایت کو خطیب نے اپنی تاریخ میں جبیر، ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور اسی روایت کو ثعلبی نے دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہے۔

(۳) اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا یہ آیت حضرت عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ دشمن نے ان کے لڑکے کو قید کر لیا تھا پھر بعد میں وہ بہت سے اونٹ لے کر واپس آئے۔ اور جو شخص رزق میں بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔

سختی اور نیکی میں اپنا حکم پورا کر کے رہتا ہے سختی ہو یا فراخی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے کہ اس پر آکر وہ چیز پوری ہو جاتی ہے۔

(۴) جب اللہ تعالیٰ نے حیض والی عورتوں کی عدت بیان کر دی تو حضرت معاذؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ تو پھر ان عورتوں کی کیا عدت ہے جو حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں۔

تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں ایسی عورتوں کی عدت کے تعین میں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں پھر ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جن عورتوں کو کم سنی کی وجہ سے حیض نہیں آتا ان کی کیا عدت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی بھی عدت تین مہینے ہے پھر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر حاملہ عورتوں کی کیا عدت ہے تو اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ ان کی عدت ان کے اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کی بجا آوری میں ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک کام میں آسانی فرما دے گا۔

شانِ نزول: وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ (الخ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے دوسرے طریق سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابن جریرؒ اور اسحاقؒ بن راہویہ اور حاکمؒ وغیرہ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ جب سورہ بقرہ کی وہ آیت جو عورتوں کی قسموں کے بارے میں ہے نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا مطلقہ عورتوں کی قسموں میں سے کچھ قسمیں باقی رہ گئیں چھوٹی اور بوڑھی اور حمل والی عورتوں کا حکم نہیں بیان کیا گیا تب اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور مقاتل نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ خلاد بن عمرو بن الجموح نے اس عورت کی عدت کے بارے میں جس کو حیض نہیں آتا رسول اکرم

ﷺ سے دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵)　یہ احکام خداوندی ہیں جو اس نے تمھارے سامنے قرآن کریم میں بیان کر دیے ہیں اور جو شخص اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرے گا تو اللّٰہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کر دے گا اور جنت میں اس کو بڑا اجر دے گا۔

(۶)　پھر سابقہ بیان کی طرف اللّٰہ تعالیٰ رجوع فرماتے ہیں کہ ان مطلقہ عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق نان نفقہ اور رہائش دو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے نان نفقہ اور رہائش کے بارے میں تکلیف مت پہنچاؤ۔

اور اگر وہ مطلقہ عورتیں حمل والیاں ہیں تو وضع حمل تک خاوند ان کو کھانے پینے کا خرچ دیں اور اگر وہ مائیں تمھارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں تو اس پر ان کو مقررہ اجرت دو اور میاں بیوی باہم ارضاع کے نفقہ پر مشورہ کر لیا کریں نہ بالکل اسراف ہی کریں اور نہ بالکل ہی کمی کر دیں اور اگر نفقہ میں کشمکش ہو اور ماں بچہ کو دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو اجرت پر بچہ کو کسی اور سے دودھ پلوادو۔

(۷)　وسعت والے باپ کو اپنی وسعت کے مطابق بچہ پر خرچ کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اس کو جتنا اللّٰہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے رضاعت وغیرہ کے نفقہ کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ کسی شخص کو اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا کہ اس کو دیا ہے اللّٰہ تعالیٰ اس نفقہ میں تنگی کے بعد فراغت بھی دے دے گا　تنگ دست کو اللّٰہ کے دینے پر نظر رکھنی چاہیے۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ ۚ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا ۚ قَدْ أَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۚ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۚ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اور بہت سی بستیوں (کے رہنے والوں) نے اپنے پروردگار اور اس کے پیغمبروں کے احکام کی سرکشی کی تو ہم نے اُن کو سخت حساب میں پکڑ لیا اور اُن پر (ایسا) عذاب نازل کیا جو نہ دیکھا تھا نہ سنا (۸) سو انہوں نے اپنے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ لیا اور اُن کا انجام نقصان ہی تو تھا (۹) خدا نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ تو اے ارباب دانش جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو۔ خدا نے تمہارے پاس نصیحت (کی کتاب) بھیجی ہے (۱۰) (اور اپنے) پیغمبر (بھی بھیجے ہیں) جو تمہارے سامنے خدا کی واضح المطالب آیتیں پڑھتے ہیں تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ہیں اُن کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ اور جو شخص ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا وہ اُن کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ خدا نے اُن کو خوب رزق دیا ہے (۱۱) خدا ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں۔ ان میں (خدا کے) حکم اُترتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ جان لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ خدا اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲)

تفسیر سورة الطلاق آیات (۸) تا (۱۲)

(۸) اور بہت سی بستیوں والے ایسے تھے جنھوں نے حکم خداوندی قبول کرنے اور اس کی اطاعت سے اور اسکے رسولوں کی بات ماننے سے اور رسول جو احکام لے کر آئے تھے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا۔

(۹۔۱۰) سو آخرت میں ہم ان کا سخت حساب کرلیں گے اور دنیا میں بھی ہم نے ان کو بڑی بھاری سزا دی غرض کہ انھوں نے دنیا میں اپنے اعمال کا ہلاکت کے ساتھ مزہ چکھ لیا اور آخرت میں بھی ان کا انجام خسارہ ہی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے اے سمجھ دارو جو کہ ایمان لائے ہو تم اللّٰہ سے ڈرو۔ اللّٰہ نے رسول کے ساتھ تمھارے پاس ایک نصیحت نامہ یعنی قرآن بھیجا ہے۔

(۱۱) وہ رسول تمھارے سامنے قرآن کریم کی صاف صاف آیات پڑھ کر سناتے ہیں تا کہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں ان کو کفر سے ایمان کی طرف لے آئیں۔

اور جو شخص اللّٰہ پر ایمان لائے گا اور نیک اعمال کرے گا اللّٰہ اسکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

بے شک اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں بڑا عمدہ انعام دیا ہے۔

(۱۲) اللّٰہ ہی نے سات آسمان اوپر نیچے اور اسی طرح سات زمینیں تہ بہ تہ پیدا کیں ان سب آسمانوں اور زمینوں میں فرشتے وحی و تنزیل اور اللّٰہ تعالیٰ کے احکام لے کر آتے رہتے ہیں۔

تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے اور تم یقین کرلو کہ اللّٰہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں میں ہر ایک پر قادر ہے اور اللّٰہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو اپنے احاطہ علمی میں لیے ہوئے ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۗ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۗ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے پیغمبر جو چیز خدا نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو؟ (کیا اس سے) اپنی بیوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱) خدا نے تم لوگوں کیلئے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور خدا ہی تمہارا کارساز ہے۔ اور وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۲) اور (یاد کرو) جب پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک بھید کی بات کہی۔ تو (اُس نے دوسری کو بتادی) جب اُس نے اس کو افشا کیا اور خدا نے اس (حال سے) پیغمبر کو آگاہ کر دیا تو پیغمبر نے (اس بیوی کو وہ بات) کچھ تو جتائی اور کچھ نہ بتائی تو جب وہ اُن کو جتائی تو پوچھنے لگیں کہ آپ کو یہ کس نے بتایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اُس نے بتایا ہے جو جاننے والا خبردار ہے (۳) اور اگر تم دونوں خدا کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہو گئے ہیں۔ اور اگر پیغمبر (کی ایذا) پر باہم اعانت کرو گی تو خدا اور جبریل اور نیک کردار مسلمان ان کے حامی (اور دوستدار ہیں) اور اُن کے علاوہ (اور) فرشتے بھی مددگار ہیں (۴) اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ اُن کا پروردگار تمہارے بدلے اُن کو تم سے بہتر بیبیاں دے دے جو مسلمان صاحب ایمان فرمانبردار توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں ہوں (۵) مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا اُن کو فرماتا ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم اُن کو ملتا ہے اُسے بجالاتے ہیں (۶) کافرو! آج بہانے مت بناؤ۔ جو عمل تم کیا کرتے تھے اُنہی کا تم کو بدلہ دیا جائے گا (۷)

تفسیر سورۃ التحریم آیات (۱) تا (۷)

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں بارہ آیات اور دو سو انچاس کلمات اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) محمد ﷺ آپ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حضرت ماریہ قبطیہ کے نکاح کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس قسم کو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی قسموں کا کفارہ بیان کر دیا ہے چنانچہ حضور اکرمؐ نے اپنی اس قسم کا کفارہ ادا کیا اور

ماریہ قبطیہ کے ساتھ تعلق کو باقی رکھا وہ تمھارا محافظ و مددگار ہے اور وہ ان واقعات سے واقف اور حکمت والا ہے کہ کفارہ کا حکم دیا۔

(۳) اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے ایک بات چپکے سے فرمائی، پھر جب حضرت حفصہؓ نے حضور کے اس راز سے حضرت عائشہؓ کو مطلع کردیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس چیز سے مطلع کردیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے ان کی کہی ہوئی تھوڑی سی تو بات بتلا دی یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے بارے میں یا یہ کہ حضرت ماریہ قبطیہ سے خلوت کے بارے میں اور تھوڑی سی بات ٹال گئے اور اس پر ان کی کچھ شکایت نہیں کی چنانچہ جب نبی اکرمؐ نے حضرت حفصہؓ کو وہ بات جتلا دی جس سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا تھا آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

شانِ نزول: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ (الخ)

امام حاکمؒ اور نسائیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ایک باندی تھیں جس کے ساتھ آپ خلوت کیا کرتے تھے حضرت حفصہؓ آپ کے برابر پیچھے لگی رہیں یہاں تک کہ آپ نے ان کو اپنے اوپر حرام کرلیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ کسی کو اس چیز کی اطلاع مت دینا کہ ابراہیمؑ کی والدہ مجھ پر حرام ہیں چنانچہ جب تک حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہ کو اس بات سے مطلع نہیں کردیا آپ ان کے قریب نہیں گئے اس واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (الخ)

اور امام طبرانیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی باندی حضرت ماریہؓ کے پاس حضرت حفصہؓ کے گھر میں تشریف لے گئے حضرت حفصہؓ آئیں تو حضور کو ان کے پاس بیٹھا ہوا پایا اس پر حضرت حفصہؓ رنجیدہ ہوئیں اس پر آپؐ نے فرمایا اے حفصہؓ اگر میں ان (ماریہ قبطیہ) کو ہاتھ لگاؤں تو یہ مجھ پر حرام ہیں اور اس بات کو تم راز میں رکھنا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور ان کو اس سے مطلع کردیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور بزارؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت آپ کی باندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت سودہؓ

کے پاس شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ وہاں سے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تو حضرت عائشہؓ بولیں کہ میں آپ کے منہ سے بو پاتی ہوں پھر آپ حضرت حفصہؓ کے پاس تشریف لے گئے انھوں نے بھی یہی فرمایا اس پر آپ بولے یہ بو میں اس شہد کی محسوس کرتا ہوں جو میں نے سودہ کے پاس پیا ہے اللّٰہ کی قسم میں اس کو نہیں پیوں گا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ حافظ بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ آیت دونوں واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہو۔

اور ابن سعدؒ نے عبداللّٰہ بن رافعؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے آیت **يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ** (الخ) کے بارے میں دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک سفید شہد کی کُپی تھی۔ رسول اکرم ﷺ اس میں سے چاٹ لیا کرتے تھے اور وہ آپ کو اچھا معلوم ہوتا تھا تو آپ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا مکھی نے گوند پر بیٹھ کر اس کا عرق چوس لیا ہے چنانچہ آپ نے اپنے اوپر حرام کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اور حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ مسطح پر کچھ خرچ نہیں کروں گا اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ** (الخ) چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے ان پر خرچ کرنا شروع کر دیا یہ روایت اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بہت غریب ہے اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ **يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ** (الخ) آپ کی اس زوجہ مطہرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے اپنے آپ کو ہبہ کر دیا تھا باقی یہ روایت بھی غریب اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

(۴) اے حفصہؓ اور عائشہؓ تم نے جو رسول اکرم ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے اور آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اس سے تم دونوں اللّٰہ کے سامنے توبہ کر لو تو بہتر ہے کیوں کہ تمھارے دل حق کی طرف سے مائل ہو رہے ہیں۔

اور اگر اسی ایذا رسانی اور نافرمانی پر تم دونوں جمی رہیں تو سمجھ لو کہ پیغمبر کا تمھارے مقابلہ میں معین و مددگار اور محافظ اللّٰہ ہے اور جبریل ہیں اور خلفائے راشدین اور تمام مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے آپ ﷺ کے مددگار ہیں۔

(۵) اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمھارے بدلے اچھی بیبیاں دے دے گا جو اسلام والیاں، ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں ہوں گی کچھ بیوہ جیسا کہ حضرت آسیہؓ اور کچھ کنواریاں جیسا کہ حضرت مریم بنت عمرانؑ۔

(۶) اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنی قوم اور اپنے گھر والوں کو اس دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور کبریت کے پتھر ہیں۔ یعنی ان کو نیکیوں کی تعلیم کرو جس سے وہ دوزخ سے بچ سکیں اس دوزخ پر مضبوط فرشتے

متعین ہیں وہ اہل دوزخ کو عذاب دینے میں حکم خداوندی کی نافرمانی نہیں کرتے۔

(۷) اے کافرو آج عذر مت کرو تمھارا عذر قبول نہیں کیا جائے گا تمہیں اسی کی سزا مل رہی ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے اور کہا کرتے تھے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۝

مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ اُمید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کردے گا اور تم کو باغ ہائے بہشت میں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا اُس دن خدا پیغمبر کو اور اُن لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔ (بلکہ) اُن کا نور (ایمان) اُن کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا۔ اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۸) اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے لڑو اور اُن پر سختی کرو۔ اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے (۹) خدا نے کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے۔ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں اور دونوں نے اُن کی خیانت کی تو وہ خدا کے مقابلے میں اُن عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور اُن کو حکم دیا گیا کہ اور داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ (۱۰) اور مومنوں کیلئے (ایک) مثال (تو) فرعون کی بیوی کی بیان فرمائی۔ کہ اُس نے خدا سے التجا کی اے میرے پروردگار میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اُس کے اعمال (زشت مآل) سے نجات بخش اور ظالم لوگوں کے ہاتھ سے مجھ کو مخلصی عطا فرما (۱۱) اور (دوسری) عمران کی بیٹی مریم کی جنہوں نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور وہ اپنے پروردگار کے کلام اور اُس کی کتابوں کو برحق سمجھتی تھیں اور فرمانبرداروں میں سے تھیں (۱۲)

تفسیر سورۃ التحریم آیات (۸) تا (۱۲)

(۸) اے ایمان والو تم اپنے گناہوں سے اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو یعنی دل میں ندامت زبان پر استغفار اور بدن پر تواضع و انکسار ہو امید ہے توبہ کی وجہ سے تمھارا رب تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا اور تمہیں جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔

اور قیامت کا دن ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم کو اور ان ایمان والوں کو جو کہ آپ کے ساتھ ہیں جیسا کہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کفار کی طرح رسوا نہیں کرے گا۔

یا یہ کہ ان کو عذاب نہیں دے گا ان کا نور پل صراط پر ان کے سامنے اور دائیں طرف روشن ہوگا اور منافقین کے نور بجھ جانے کے بعد یوں دعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو پل صراط پر ہمارے لیے اخیر تک رکھیے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے آپ نور کو اخیر تک رکھنے اور گناہوں کے معاف کرنے پر قادر ہیں۔

(۹) اے نبی کریم کفار مکہ سے تلوار کے ساتھ اور منافقین مدینہ سے جہاد باللسان کیجیے تاکہ یہ لوگ مسلمان ہو جائیں اور ان پر قول وفعل کے ساتھ سختی کیجیے ان سب کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

(۱۰) حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کی بیوی کے بارے میں جو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو ایذا پہنچائی تھی اب اللّٰہ تعالیٰ اس سے متنبہ کرتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کافروں کی عبرت کے لیے دو کافر عورتوں کا یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بی بی اور لوط علیہ السلام کی بی بی کا واقعہ بیان کرتا ہے یہ دونوں ہمارے دو رسولوں کے نکاح میں تھیں ان دونوں نے ان کے دین میں مخالفت کی کہ ظاہراً تو ایمان کا اظہار کیا اور خفیہ طور پر کافر رہیں یہی ان کی خیانت تھی اور اس کے علاوہ ان سے اور کسی خیانت کا اظہار نہیں ہوا کیوں کہ نبی کی بیوی ہرگز اور کوئی خیانت نہیں کر سکتی تو عذاب خداوندی کے مقابلہ میں وہ دونوں نیک بندے ان کے کچھ کام نہ آ سکے اور دونوں عورتوں کو حکم ہو گیا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

(۱۱) اب اللّٰہ تعالیٰ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو حضرت آسیہؑ اور حضرت مریمؑ کا تذکرہ کر کے توبہ اور احسان کی ترغیب دیتے ہیں۔ اب اللّٰہ تعالیٰ دو مومنہ عورتوں کا واقعہ فرماتا ہے جن میں ایک حضرت آسیہؑ فرعون کی بیوی انھوں نے فرعون کے عذاب میں دعا کی اے پروردگار میرے لیے اپنے قریب میں مکان بنائیے تاکہ اس خوشی میں مجھ پر فرعون کا یہ عذاب آسان ہو جائے اور مجھے فرعون کے دین اور اس کے عذاب سے اور کافر لوگوں سے محفوظ رکھیے چنانچہ ان کے اس ایمان واخلاص کی وجہ سے فرعون کا کفران کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکا۔

(۱۲) اور دوسری حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنھوں نے اپنی ناموس کو حلال وحرام سے محفوظ رکھا تو ہم نے بواسطہ جبریل امین ان کے گریبان میں اپنی روح پھونک دی جس سے وہ حاملہ ہو گئیں اور جبریل امین نے ان سے جو فرمایا تھا انما انا رسول ربک الخ. انھوں نے اس کی اور تمام آسمانی کتب مثلاً توریت وانجیل کی تصدیق کی یا یہ مطلب ہے کہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کی کیوں کہ وہ بھی اللّٰہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کے کُن فرمانے سے وہ پیدا ہو گئے اور انجیل کی تصدیق کی اور وہ خوش حال اطاعت والوں میں سے تھیں۔

یا یہ کہ وہ اس ذات کی جو کہ عظمت وبزرگیوں والا ہے اطاعت گزاروں میں سے تھے۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ﴿١﴾
الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ﴿٢﴾ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا
تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى
مِنْ فُطُوْرٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ
خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ
وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿٥﴾
وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٦﴾
اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ
مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ
يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿٨﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا
وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿٩﴾
وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١٠﴾
فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَاَسِرُّوْا
قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾ اَلَا يَعْلَمُ
مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ ع

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ (خدا) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے بڑی برکت والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۱) اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے (۲) اُس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (اے دیکھنے والے) کیا تو وہ (خدائے) رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ (۳) پھر دوبارہ (سہ بارہ) نظر کر تو نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی (۴) اور ہم نے قریب کے آسمان کو (تاروں کے) چراغوں سے زینت دی۔ اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بنایا اور اُن کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے (۶) جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اُس کا چیخنا چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی (۷) گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی۔ جب اُس میں اُن کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تھا؟ (۸) وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ہمارے پاس ہدایت کرنے والا آیا تھا لیکن ہم نے اُس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو (۹) اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے (۱۰) پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے۔ سو دوزخیوں کیلئے (رحمت خدا سے) دوری ہے (۱۱) (اور) جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کیلئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۱۲) اور تم (لوگ) بات پوشیدہ کہو یا ظاہر۔ وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے (۱۳) بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور (ہر چیز سے) آگاہ ہے (۱۴)

تفسیر سورۃ الملک آیات (۱) تا (۱۴)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں تیس آیات اور تین سو پینتیس کلمات اور ایک ہزار تین سو تیرہ حروف ہیں۔

(۱) وہ بڑا عالی شان اور برکتوں والا ہے جس کے قبضہ قدرت میں عزت و ذلت اور تمام بادشاہی ہے اور وہ عزت و ذلت پر پورا قادر ہے۔

(۲) اللہ وہ ذات ہے جس نے موت کو سفید مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا کہ، اسکا کسی چیز پر سے گزر نہیں ہوتا اور نہ کوئی چیز اس کی خوشبو سونگھتی ہے مگر یہ کہ وہ فوراً مر جاتی ہے اور حیات کو بلقاء گھوڑے کی شکل میں پیدا کیا، یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے اس کا قدم منتہائے نظر ہوتا ہے انبیاء کرام اس پر سواری کرتے ہیں جس چیز پر سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے یا یہ کہ اس نے نطفہ اور نسمہ کو پیدا کیا تا کہ آزمائے کہ موت و حیات کے درمیان تم میں کون شخص زیادہ خلوص کے ساتھ عمل کرتا ہے اور وہ زبردست بخشنے والا ہے۔

(۳۔۴) اس نے سات آسمان اوپر نیچے پیدا کیے کہ ان میں ایک دوسرے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے محمد ﷺ! آپ آسمانوں کے اس پیدا کرنے میں کوئی نقص نہ دیکھیں گے اے دیکھنے والے تو آسمان کی طرف ایک مرتبہ نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں آپ کو کوئی نقص نظر آتا ہے۔

پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ آخر کار نگاہ ذلیل درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔

(۵) اور ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے ان ستاروں کو مارنے قتل کرنے اور جلا دینے کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور ہم نے شیطانوں کے لیے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۶۔۹) جب یہود و نصاری مجوس اور مشرکین عرب میں سے لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو دوزخ کی گدھے کی طرح ایک بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی کہ ابھی کفار پر غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی۔

جب دوزخ میں ان مذکورہ کافروں کا کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو دوزخ کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا تو وہ کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا پیغمبر آیا تھا۔

تو ہم لوگوں نے اسے جھٹلایا اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نازل نہیں کی اور نہ ہماری طرف کسی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہم نے رسولوں سے یوں کہہ دیا کہ تم بڑی غلطی میں پڑے ہو۔

(۱۰) دوزخ کے محافظ ان کافروں سے کہیں گے کہ تم دنیا میں شرک میں گرفتار تھے اور یہ کافر دوزخ کے محافظین سے یہ بھی کہیں گے کاش! اگر ہم حق بات کو دنیا میں سنتے یا سمجھتے تو آج ہم اہل دوزخ میں شامل نہ ہوتے۔

(۱۱) غرض اپنے شرک کا اقرار کریں گے سو آج کے دن دوزخیوں پر لعنت اور رحمت خداوندی سے دوری ہے۔

(۱۲) اور جو لوگ غائبانہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں تو ان کے دنیاوی گناہوں کی مغفرت اور جنت میں بہت بڑا ثواب ہے۔

(۱۳) اور تم لوگ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مکر و خیانت کی خواہ خفیہ طور پر بات کرو یا علی الاعلان لڑائی کی وہ تمھارے دلوں میں جو نیکی یا برائی ہے اس سے بخوبی واقف ہے۔

(۱۴) اور بھلا کیا وہ خفیہ باتوں کو نہیں جانے گا جس نے خفیہ باتوں کو پیدا کیا اور وہ باریک بین اور پورا باخبر ہے، یا یہ کہ اس کا علم نیکی اور برائی ہر ایک چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ ہر ایک چیز سے باخبر ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؔۘ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ۝

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو اُس کی راہوں میں چلو پھرو اور خدا کا (دیا ہوا) رزق کھاؤ اور (تم کو) اُسی کے پاس (قبروں سے) نکل کر جانا ہے (۱۵) کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بےخوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ اس وقت حرکت کرنے لگے (۱۶) کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے۔ سو تم عنقریب جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے (۱۷) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو (دیکھ لو کہ) میرا کیسا عذاب ہے (۱۸) کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلاتے رہتے ہیں اور اُن کو سکیڑ بھی لیتے ہیں۔ خدا کے سوا اُنہیں کوئی تھام نہیں سکتا۔ بےشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (۱۹) بھلا کون ایسا ہے جو تمہاری فوج ہو کر خدا کے سوا تمہاری مدد کر سکے۔ کافر تو دھوکے میں ہیں (۲۰) بھلا اگر وہ اپنا رزق بند کر لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے؟ لیکن یہ سرکشی اور نفرت میں پھنسے ہوئے ہیں (۲۱) بھلا جو شخص چلتا ہوا منہ کے بل گر پڑتا ہے وہ سیدھے رستے پر ہے یا وہ جو سیدھے رستے پر برابر چل رہا ہو؟ (۲۲) کہو وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ (مگر) تم کم احسان مانتے ہو (۲۳) کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور اسی کے روبرو تم جمع کئے جاؤ گے (۲۴) اور کافر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعید کب (پورا) ہوگا؟ (۲۵) کہہ دو کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ اور میں تو کھول کھول کر ڈر سنا دینے والا ہوں (۲۶) سو جب وہ دیکھ لیں گے کہ وہ (وعدہ) قریب آ گیا تو کافروں کے منہ برے ہو جائیں گے۔ اور (اُن سے) کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کے تم خواستگار تھے (۲۷) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر مہربانی کرے۔ تو کون ہے جو کافروں کو دکھ دینے والے عذاب سے پناہ دے؟ (۲۸) کہہ دو کہ وہ (جو خدائے) رحمٰن (ہے) ہم اُسی پر ایمان لائے اور اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ تم کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون پڑ رہا تھا (۲۹) کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر پانی (جو تم پیتے ہو اور برتتے ہو) خشک ہو جائے تو (خدا کے سوا) کون ہے جو تمہارے لئے شیریں پانی کا چشمہ بہا لائے؟ (۳۰)

تفسیر سورۃ الملک آیات (۱۵) تا (۳۰)

(۱۵) وہ ایسا ہے جس نے زمین کو تمھارے لیے پہاڑوں کے ساتھ مسخر کر دیا، سو تم اس کے رستوں، گوشوں، پہاڑوں اور کونوں میں چلو پھرو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس آخرت میں جانا ہے۔

(۱۶) اے مکہ والو جب تم اللہ کی نافرمانیاں کر رہے ہو کیا تم اس بات سے مطمئن ہو گئے کہ جو آسمان میں عرش پر قائم ہے جس طرح اس نے قارون پر عذاب نازل کیا تمھیں بھی ساتویں زمین تک دھنسا دے۔

(۱۷-۱۸) یا تم اس بات سے مطمئن ہو گئے کہ جو آسمان میں عرش پر قائم ہے کہ وہ قوم لوط کی طرح تم پر پتھر برسا دے عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا عذاب سے ڈرانا کیسا صحیح تھا۔

(۱۹) کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں پر نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں اور کبھی اسی حالت میں پر سمیٹ لیتے ہیں اللہ کے سوا ان کو کون تھامے ہوئے ہے اور وہ سب کو دیکھ رہا ہے۔

(۲۰) اللہ کے سوا وہ کون ہے جو عذاب خداوندی سے تمھاری حفاظت کرے، کافر تو دنیاوی جھوٹ اور بڑے دھوکا میں ہیں۔

(۲۱) یہ بھی بتاؤ کہ وہ کون ہے جو آسمان سے پانی برسا کر اور زمین سے پیداوار کر کے تمہیں روزی پہنچا دے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کر لے۔ بلکہ یہ لوگ انکار حق پر جم رہے ہیں۔

(۲۲) کیا ابو جہل جو کہ اپنے کفر و ضلالت میں منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہے وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچے والا ہو گا یا رسول اکرم ﷺ جو کہ سیدھے اور پسندیدہ دین اسلام پر چل رہے ہیں۔

(۲۳) آپ ان کافروں سے فرما دیجیے وہی ایسا منعم ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور حق وہدایت کی بات سننے دیکھنے اور سوچنے کے لیے کان اور آنکھیں اور دل دیے۔ ان احسانات کے سامنے تمھارا شکر بھی کم ہے یا یہ کہ تم تھوڑا بہت بھی شکر نہیں کرتے۔

(۲۴) وہی ہے جس نے تمہیں آدم علیہ السلام سے اور آدم کو مٹی سے اور مٹی کو زمین سے پیدا کیا اور آخرت میں تم اسی کے پاس اکٹھے کیے جاؤ گے وہ تمہیں تمھارے اعمال کا بدلہ دے دے گا۔

(۲۵) اور کفار مکہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ جس کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں کب ہو گا اگر آپ سچے ہیں تو بتائیں۔

(۲۶) آپ فرما دیجیے کہ قیامت اور نزول عذاب کے تعین کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا رسول ہوں۔

(۲۷) سو جب یہ دوزخ کے عذاب کو پاس آتا ہوا یا یہ کہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو وہ برا عذاب کافروں کے

چہروں کو جھلس دے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی عذاب ہے جس کی تم دنیا میں طلب کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ عذاب واقع نہیں ہوگا۔

(٢٨) آپ فرما دیجیے اے مکہ والو اگر بقول تمھارے اللہ تعالیٰ مجھ کو اور مسلمانوں کو عذاب سے ہلاک کر دے یا بچا لے کیوں کہ وہی ہم پر رحم فرمانے والا اور ہلاک کرنے والا ہے تو بتلاؤ کہ پھر کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا۔

(٢٩) آپ ان سے فرما دیجیے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہمیں بچاتا اور ہم پر رحم فرماتا ہے ہم اسی کی تصدیق کرتے ہیں اور اسی پر بھروسا کرتے ہیں۔

نزول عذاب کے وقت تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کھلے کفر میں کون گرفتار ہے۔

(٣٠) آپ ان سے فرما دیجیے کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ اگر تمھارے زمزم کے کنوئیں کا پانی زمین کی تہ میں اتر جائے کہ ڈول وہاں تک نہ پہنچ سکیں سو وہ کون ہے جو تمھارے پاس سوت کر پانی لے کر آئے کہ ڈولوں کی وہاں تک رسائی ہو جائے یا یہ کہ نون و قلم کے خالص کے علاوہ کون سوت کر پانی لا سکتا ہے۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٤﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ن۔ قلم کی اور جو (اہل قلم) لکھتے ہیں اُس کی قسم (١) کہ (اے محمدؐ) تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو (٢) اور تمہارے لئے بے انتہا اجر ہے (٣) اور اخلاق تمہارے بڑے (عالی) ہیں (٤) سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور یہ (کافر) بھی دیکھ لیں گے (٥) کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے (٦) تمہارا پروردگار اُس کو بھی خوب جانتا ہے جو اُس کے رستے سے بھٹک گیا اور اُن کو بھی خوب جانتا ہے جو سیدھے رستے پر چل رہے ہیں (٧) تو تم جھٹلانے والوں کا کہنا نہ ماننا (٨) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہو جائیں (٩) اور کسی ایسے شخص کے کہے میں نہ آ جانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل اوقات ہے (١٠) طعن آمیز اشارتیں کرنے والا چغلیاں لئے پھرنے والا (١١) مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھا ہوا بدکار (١٢) سخت خو اور اس کے علاوہ بدذات ہے (١٣) اس لیے سے کہ مال اور بیٹے رکھتا ہے (١٤) جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں (١٥) ہم عنقریب اُس کی ناک پر داغ لگائیں گے (١٦) ہم نے ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی۔ جب اُنہوں نے

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۙ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ
قٰدِرِيْنَ ۙ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۙ بَلْ نَحْنُ
مَحْرُوْمُوْنَ ۙ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۙ
قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۙ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۙ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۙ
عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۙ
كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۗ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ۙ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۙ
اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۙ
اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۙ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۙ
اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا
تَحْكُمُوْنَ ۙ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۙ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ
فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۙ يَوْمَ يُكْشَفُ
عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۙ
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ
اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۙ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا
الْحَدِيْثِ ۗ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ وَاُمْلِيْ
لَهُمْ ۗ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۙ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ
مُّثْقَلُوْنَ ۙ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۙ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ
رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۗ
لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۙ
فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ
اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۘ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ

قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہوتے ہم اس کا میوہ توڑ لیں گے (۱۷) اور انشاء اللہ نہ کہا (۱۸) سو وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (راتوں رات) اُس پر ایک آفت پھر گئی (۱۹) تو وہ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی (۲۰) جب صبح ہوئی تو وہ لوگ ایک دوسرے کو پکارنے لگے (۲۱) کہ اگر تم کو کاٹنا ہے تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی جا پہنچو (۲۲) تو وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے (۲۳) کہ آج یہاں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے (۲۴) اور کوشش کے ساتھ سویرے ہی جا پہنچے (گویا کھیتی پر) قادر (ہیں) (۲۵) جب باغ کو دیکھا تو (ویران) کہنے لگے کہ ہم رستہ بھول گئے ہیں۔ (۲۶) نہیں بلکہ ہم (برگشتہ نصیب) بے نصیب ہیں (۲۷) ایک جو اُن میں فرزانہ تھا بولا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ (۲۸) (تب) وہ کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہم ہی قصوروار تھے (۲۹) پھر لگے ایک دوسرے کو رُو در رُو ملامت کرنے (۳۰) کہنے لگے ہائے شامت ہم ہی حد سے بڑھ گئے تھے (۳۱) اُمید ہے کہ ہمارا پروردگار اس کے بدلے میں ہمیں اس سے بہتر باغ عنایت کرے ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاتے ہیں (۳۲) (دیکھو) عذاب یوں ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش! یہ لوگ جانتے ہوتے (۳۳) پرہیزگاروں کے لئے اُن کے پروردگار کے ہاں نعمت کے باغ ہیں (۳۴) کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی طرح (نعمتوں سے محروم) کر دیں گے (۳۵) تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسی تجویزیں کرتے ہو؟ (۳۶) کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں (یہ) پڑھتے ہو (۳۷) کہ جو چیز تم پسند کرو گے وہ تم کو ضرور ملے گی (۳۸) یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی کہ جس چیز کا تم حکم کرو گے وہ تمہارے لئے حاضر ہو گی (۳۹) اُن سے پوچھو کہ ان میں سے اس کا کون ذمہ لیتا ہے؟ (۴۰) کیا (اس قول میں) اُن کے اور بھی شریک ہیں؟ اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لا سامنے کریں (۴۱) جس دن پنڈلی سے کپڑا اُٹھا دیا جائے گا اور کفار سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے (۴۲) اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور اُن پر ذلت چھا رہی ہو گی حالانکہ پہلے (اس وقت) سجدے کیلئے بلائے جاتے تھے جبکہ صحیح و سالم تھے (۴۳) تو مجھ کو اس کلام کے

جھٹلانے والوں سے سمجھ لینے دو ہم اُن کو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے پکڑیں گے کہ اُن کو خبر بھی نہ ہوگی (۴۴) اور میں اُن کو مہلت دیئے جاتا ہوں میری تدبیر قوی ہے (۴۵) کیا تم اُن سے کچھ صلہ مانگتے ہو کہ اُن پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے (۴۶) یا اُن کے پاس غیب کی خبر ہے کہ (اُسے) لکھتے جاتے ہیں (۴۷) تو اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو اور مچھلی (کا لقمہ ہونے) والے (یونس) کی طرح نہ ہونا کہ اُنہوں نے (خدا کو) پکارا اور وہ (غم و) غصے میں بھرے ہوئے تھے (۴۸) اگر تمہارے پروردگار کی مہربانی اُن کی یاوری نہ کرتی تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیئے جاتے اور اُن کا حال ابتر ہو جاتا (۴۹) پھر پروردگار نے اُن کو برگزیدہ کر کے نیکوکاروں میں کر لیا (۵۰) اور کافر جب (یہ) نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے (۵۱) اور (لوگو) یہ (قرآن) اہلِ عالم کے لئے نصیحت ہے (۵۲)

تفسیر سورۃ القلم آیات (۱) تا (۵۲)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں باون آیات اور تین سو کلمات اور ایک ہزار دو سو چھپن حروف ہیں۔

(۱۔۲) قسم ہے ن کی اور قلم کی اور ان کے لکھنے کی، نون، یہ ایک مچھلی ہے جس نے ساتوں زمینوں کو اپنی پشت پر اٹھا رکھا ہے اور یہ پانی میں ہے۔

اور اس کے نیچے بیل ہے اور بیل کے نیچے پتھر ہے اور اس کے نیچے نرم مٹی ہے اور مٹی کی تہ میں کیا چیز ہے اس کا علم اللّٰہ کے علاوہ اور کسی کو نہیں اور اس مچھلی کا نام لیواش ہے یا یہ کہ لوتیاہ اور بیل کا نام بھموت ہے اور بعض نے تلہوت ذکر کیا ہے، یا یہ کہ لیوتا ہے اور یہ مچھلی سمندر میں ہے اسے عفواص کہا جاتا ہے اور جیسا کہ بڑے دریا میں چھوٹا بیل ہوتا ہے یہ اس کی طرح ہے اور یہ دریا جوفاء پتھر میں ہے اور اس پتھر میں چار ہزار شگنیں ہیں۔

ایک شگن سے پانی نکل کر زمین تک آتا ہے اور وہ اسماء خداوندی میں سے ایک اسم ہے اور وہی نون رحمٰن ہے، اور نون کے معنی دوات کے بھی بیان کیے گئے ہیں اور یہ قلم نور کا ہے اس کا طول آسمان و زمین کی مسافت کے برابر ہے اور اسی سے لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے کہ قلم فرشتوں میں سے ایک ہے۔ اسی کی اللّٰہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور قسم ہے اس کی جو کہ فرشتے انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ آگے جواب قسم ہے کہ محمد ﷺ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت و اسلام کی فضیلت عطا فرمائی ہے آپ مجنون نہیں ہیں۔

شانِ نزول: مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (الخ)

ابن منذر نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کفار رسول اکرم ﷺ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ معاذ اللّٰہ! آپ مجنون ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) اور آپ کو جنت میں نبوت و اسلام کی وجہ سے ایسا اجر ملنے والا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں اور نہ وہ اس کا

آپ پر احسان فرمائے گا۔
(۴۔۶) اور آپ اللّٰہ کے پاکیزہ مکرم دین پر ہیں یا یہ کہ آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ نزول عذاب کے وقت عنقریب آپ بھی دیکھ لیں اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا۔

شانِ نزول: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (الخ)

ابو نعیمؒ نے دلائل میں اور واحدیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی بلند اخلاق نہیں تھا آپ اپنے ساتھیوں اور گھر والوں میں سے جس کو پکارتے تھے تو وہ آپ کی پکار پر لبیک کہتا تھا اسی لیے اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے۔
(۷) اور آپ کا رب ابوجہل کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے دین سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بھی واقف ہے جو اس کے دین پر قائم ہیں۔ سو آپ مکہ کے سرداروں کا کہنا نہ مانیے جو کہ اللّٰہ اور اس کی کتاب اور رسول کو جھٹلانے والے ہیں یہ تو اس بات کے خواہش مند ہیں کہ اگر آپ ان کے ساتھ تبلیغ میں نرم ہو جائیں تو یہ بھی آپ کے بارے میں نرم ہو جائیں یا یہ کہ اگر آپ ان کی مطابقت کریں تو یہ بھی آپ کی مطابقت کریں۔
(۸۔۱۲) اور آپ خصوصاً ولید بن مغیرہ مخزومی کا کہنا نہ مانیے جو کہ بہت جھوٹی قسمیں کھانے والا وہ دین خداوندی میں ذلیل ہو، طعنہ دینے والا، آتے جاتے لوگوں سے غیبت کرنے والا، وہ لوگوں کے درمیان چغلیاں لگاتا پھرتا ہو تاکہ ان کے درمیان فساد برپا کرے۔ اپنی اولاد اور کنبہ قبیلہ کو دین اسلام سے روکتا ہو حق سے اعتدال کرنے والا اور ان پر ظلم کرنے والا ہو فاجر ہو، جھوٹ اور؟

شانِ نزول: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق کے بارے میں اتری ہے۔ ابن منذر نے کلبی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اسود بن یغوث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور ابن جریرؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ تو ہم نے اس شخص کو نہیں پہچانا تا آنکہ بعد میں یہ جملہ نازل ہوا کہ **بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ**۔
تو پھر ہم نے اس کو پہچان لیا اس کا بھی ہر ایک کے ساتھ ہونا ایسا تھا جیسا کہ بکری ہر ایک بکری کے ساتھ مل جاتی ہے۔
(۱۳۔۱۴) باطل پر سخت جھگڑنے والا ہو، یا یہ کہ بہت کھانے پینے والا، صحیح تندرست اور لالچی ہو، اور اس کے علاوہ

حرام زادہ ہو، یا یہ کفر و شرک فسق و فجور اور شرارتوں میں مست ہو۔ وہ یہ کہتا ہے کہ آپ کی اطاعت نہ کرو اس وجہ سے کہ وہ مال والا اور اولا د والا ہے اور اس کے پاس نو ہزار مثقال چاندی تھی اور اس کے دس بیٹے تھے۔

(۱۵) جب قرآن پاک کی آیات اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے بنیاد باتیں ہیں جو پرانے لوگوں سے منقول چلی آتی ہیں۔

(۱۶) ہم عنقریب اس کی صورت پر یا یہ کہ اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے، یا یہ کہ اس کی صورت کو سیاہ کر دیں گے۔

(۱۷۔۲۰) اور ہم نے مکہ والوں کی بدر کے دن قتل و قید اور شکست کے ساتھ اور ترک استغفار کے ساتھ اور بدر میں رسول اکرم ﷺ کی بددعا کی وجہ سے سات سالہ قحط اور بھوک کی شکایت سے آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے باغ والوں یعنی بنی ضروان، بھوک کی شکایت اور ان کے باغوں کو آگ لگا کر آزمائش کی تھی۔

جب انھوں نے قسم کھائی تھی کہ اس باغ کا پھل ضرور صبح سویرے چل کر توڑ ڈالیں گے اور انھوں نے انشاء اللّٰہ بھی نہ کہا۔ سو اس باغ پر رات ہی میں عذاب آ پڑا سو وہ باغ جل کر ایسا رہ گیا جیسا کہ تاریک رات۔

شانِ نزول: اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو جہل نے بدر کے دن اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ ان مسلمانوں کو پکڑ کے رسیوں سے باندھ لو اور ان میں سے کسی کو قتل مت کرو تب یہ آیت نازل ہوئی تو جیسا کہ باغ والے پھل توڑنے پر اپنے آپ کو قادر سمجھ کر باتیں ملا رہے تھے اسی طرح ابو جہل مسلمانوں پر اپنے آپ کو قادر سمجھ کر یہ کہہ رہا تھا۔

(۲۱۔۲۲) چنانچہ صبح صادق کے وقت جب وہ اٹھے تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تمہیں مساکین کو خبر ہونے سے پہلے پھل توڑنا ہے۔

(۲۳۔۲۷) چنانچہ پھر وہ لوگ باغوں کی طرف آہستہ آہستہ باتیں کرتے چلے کہ آج باغ تک کوئی محتاج نہ آنے پائے اور خود اپنے آپ کو اس کے نہ دینے پر، یا یہ کہ باغ کا پھل توڑنے پر قادر سمجھ کر چلے۔ پھر جب باغ کو جلا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم راستہ بھول گئے پھر سوچ کر کہنے لگے کہ پیداوار کی خرابی سے ہم باغ کے نفع ہی سے محروم ہو گئے۔

(۲۸) ان میں سے درمیانہ عمر والے نے یا یہ کہ جو بات میں یا عقل میں کسی قدر اچھا آدمی تھا اس نے کہا کہ کیوں میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ انشاء اللّٰہ کیوں نہیں کہہ لیتے اور اس شخص نے اپنے ساتھیوں سے جب کہ وہ قسمیں کھا رہے تھے تب یہ بات کہی تھی سو سب کہنے لگے کہ ہم اپنے پروردگار سے توبہ کرتے ہیں۔

(۲۹۔۳۰) بے شک ہم نے قصور کر کے اور انشاء اللّٰہ نہ کہہ کر اور محتاجوں کو نہ دینے کی نیت کر کے اپنے آپ کو

نقصان پہنچایا ہے پھر ایک دوسرے کو مخاطب کر کے باہم الزام دینے لگے کہ فلاں تو نے ایسا کیا اور فلاں تو نے ایسا کیا۔

(۳۱۔۳۲) اور پھر متفق ہو کر کہنے لگے بے شک ہم مسکینوں کو نہ دینے کی نیت کر کے نافرمانی کرنے والے تھے، شاید ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ سے اچھا باغ جنت میں بدلہ میں دے دے ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جو اپنے مال میں سے اللہ کا حق نہ ادا کرے دنیا میں اس کو اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے جیسا کہ ان لوگوں کا باغ جل گیا اور اس کے بعد بھوک کی تکلیف میں گرفتار ہوئے یا یہ کہ دنیا کا عذاب اسی طرح ہوا کرتا ہے جیسا کہ مکہ والے قتل اور بھوک کے عذاب میں گرفتار ہیں اور جو شخص توبہ نہ کرے اس کے لیے آخرت کا عذاب اس دنیا کے عذاب سے بھی بڑھ کر ہے۔

کیا اچھا ہوتا اگر اہل مکہ اس چیز کو جان لیتے مگر نہ یہ لوگ اس کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۳۴) کفر و شرک اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے والوں کے لیے آخرت میں آسایش کی جنتیں ہیں، جن کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی۔

(۳۵) اور کہا گیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں سے جنت اور اس کی نعمتوں کا جو بیان کرتے ہیں اگر یہ بات صحیح ہے تو ہم ان لوگوں سے آخرت میں بھی اچھے ہوں گے جیسا کہ دنیا میں اچھے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کیا ہم جنت میں مسلمانوں کے ثواب کو مشرکین کے بدلہ کے برابر کر دیں گے یا یہ کہ کیا آخرت میں ہم مشرکین کے بدلہ کو مسلمانوں کے ثواب کے برابر کر دیں گے۔

(۳۶) ہرگز نہیں مکہ والو تمہیں کیا ہوا اپنے لیے کیسا برا فیصلہ کرتے ہو کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو۔

(۳۷۔۳۹) کیا اس کتاب میں تمھارے لیے وہ چیز لکھی ہو جس کو تم پسند کرتے ہو یعنی جنت ملنا۔ کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں کہ تمہیں آخرت میں جنت ملے جس کا تم اپنے لیے فیصلہ کر رہے ہو۔

(۴۰۔۴۱) آپ ان سے ذرا پوچھیے تو کہ تمھارے اس دعوے پر تمھارا کون ضامن ہے کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ معبود ہیں کہ انھوں نے ان سے اس چیز کا وعدہ کر رکھا ہے تو ان کو چاہیے کہ ان ٹھہرائے ہوئے معبودوں کو پیش کریں اگر یہ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں۔

(۴۲) جس دن اس کام کے اظہار کے لیے جس سے یہ لوگ دنیا میں اندھے تھے یا یہ کہ ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان نشانی اور علامت کے لیے ساق کی تجلی فرمائی جائے گی اور مشرکین اور منافقین جب کہ اپنی برأت میں اللہ کی قسمیں کھالیں گے تو لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا تو یہ کافر سجدہ نہ کر سکیں گے اور ان کی پشتیں لوہے کی

طرح سخت ہو جائیں گی۔

(۴۳) اوران کی آنکھیں جھکی ہوں گی بھلائی کو نہیں دیکھ سکیں گے اوران پر ذلت اور پسماندگی چھائی ہو گی یعنی ان کی صورتیں سیاہ ہوں گی۔

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو دنیا میں توحید خداوندی کے سامنے جھکنے کے لیے بلایا جایا کرتا تھا مگر ان لوگوں نے توحید خداوندی کو اختیار نہیں کیا حالاں کہ یہ صحیح و سالم تھے۔

(۴۴) سو محمد ﷺ مجھ کو اور جو اس کتاب یعنی قرآن کریم کو جھٹلاتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں رہنے دیجیے ہم انہیں دوزخ کی طرف لے جارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر نہیں۔

(۴۵) چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے ایک دن اور ایک رات میں ان کو ہلاک کردیا اور وہ پندرہ آدمی تھے۔اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں واقعتاً میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

(۴۶۔۴۷) کیا آپ مکہ والوں سے اس دعوت ایمانی پر کچھ بدلہ مانگتے ہیں کہ وہ اس کے قبول کرنے پر اس کے تاوان سے دبے جاتے ہیں یا جس پر یہ آپ سے جھگڑتے ہیں کیا انھوں نے اس کے بارے میں لوح محفوظ میں سے کچھ لکھ لیا ہے۔

(۴۸) تو آپ تبلیغ رسالت پر ثابت قدم رہیے، یا یہ کہ آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے، یا یہ کہ آپ اور حکم اللّٰہ پر تنگ دلی میں حضرت یونس علیہ السلام کی طرح نہ ہوئیے جب کہ یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے دعا کی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔

(۴۹۔۵۰) اگر احسان خداوندی ان کی مدد نہ کرتا تو وہ اس میدان میں بدحالی کے ساتھ ڈرے جاتے تو پھر ان کے پروردگار نے توبہ کی وجہ سے ان کو برگزیدہ کرلیا اور رسولوں کا سا بلند مرتبہ عطا کردیا۔

(۵۱۔۵۲) اور یہ کفار مکہ جب آپ سے قرآن کریم سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرادیں گے نیز معاذ اللّٰہ دشمنی میں آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں حالاں کہ یہ قرآن کریم جن وانس کے لیے نصیحت ہے۔

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَآقَّةُ ۙ مَا الْحَآقَّةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۚ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا
بِالطَّاغِيَةِ ۚ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ
سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ
فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ
فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۚ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ
وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۚ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ
فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۚ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ
فِى الْجَارِيَةِ ۙ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ
فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ
وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ
وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ
وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ يَوْمَئِذٍ
تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۚ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ
كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۚ اِنِّىْ
ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۚ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ
فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۙ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۙ وَاَمَّا مَنْ
اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ
وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ مَآ
اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ خُذُوْهُ
فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا
سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۚ
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ
غِسْلِيْنٍ ۙ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۚ

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سچ مچ ہونے والی (۱) وہ سچ مچ ہونے والی کیا ہے؟ (۲) اور تم کو کیا معلوم ہے کہ وہ سچ مچ ہونے والی کیا ہے (۳) (وہی) کھڑ کھڑانے والی (جس) کو ثمود اور عاد (دونوں) نے جھٹلایا (۴) سو ثمود تو کڑک سے ہلاک کر دیئے گئے (۵) رہے عاد اُن کا نہایت تیز آندھی سے ستیاناس کر دیا گیا (۶) خدا نے اس کو سات رات اور آٹھ دن اُن پر چلائے رکھا تو (اے مخاطب) تو لوگوں کو اس میں (اس طرح) ڈھئے (اور مرے) پڑے دیکھے جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے (۷) بھلا تو اُن میں سے کسی کو بھی باقی دیکھتا ہے؟ (۸) اور فرعون اور جو لوگ اس سے پہلے تھے اور وہ جو اُلٹی بستیوں میں رہتے تھے سب گناہ کے کام کرتے تھے (۹) اُنہوں نے اپنے پروردگار کے پیغمبر کی نافرمانی کی تو خدا نے بھی اُن کو بڑا سخت پکڑا (۱۰) جب پانی طغیانی پر آیا ہم نے تم (لوگوں) کو کشتی میں سوار کر لیا (۱۱) تاکہ اس کو تمہارے لئے یادگار بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اُسے یاد رکھیں (۱۲) تو جب صُور میں ایک (بار) پھونک ماردی جائے گی (۱۳) اور زمین اور پہاڑ دونوں اُٹھا لئے جائیں گے پھر ایک بار گی توڑ پھوڑ کر برابر کر دیئے جائیں گے (۱۴) تو اُس روز ہو پڑنے والی (یعنی قیامت) ہو پڑے گی (۱۵) اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اُس دن کمزور ہوگا (۱۶) اور فرشتے اُس کے کناروں پر (اُتر آئیں گے) اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اُس روز آٹھ فرشتے اپنے سروں پر اُٹھائے ہوں گے (۱۷) اُس روز تم (سب لوگوں کے سامنے) پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی (۱۸) تو جس کا (اعمال) نامہ اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لیجئے مرا نامہ (اعمال) پڑھیئے (۱۹) مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا (۲۰) پس وہ (شخص) من مانے عیش میں ہوگا (۲۱) (یعنی) اُونچے (اُونچے محلوں کے) باغ میں (۲۲) جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے (۲۳) جو (عمل) تم ایام گذشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اُس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (۲۴) اور جس کا نامہ (اعمال) اُس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا (۲۵) اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا

حساب کیا ہے (۲۶) اے کاش موت (ابدالآباد کیلئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی (۲۷) (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا (۲۸) (ہائے) میری سلطنت خاک میں مل گئی (۲۹) (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو (۳۰) پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو (۳۱) پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو (۳۲) یہ نہ تو خدائے جل شانہ، پر ایمان لاتا تھا (۳۳) اور نہ فقیر کے کھانا کھلانے پر آمادہ کرتا تھا (۳۴) سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوست دار نہیں (۳۵) اور نہ پیپ کے سوا (اُس کے لئے) کھانا ہے (۳۶) جس کو گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا (۳۷)

تفسیر سورة الحاقة آیات (۱) تا (۳۷)

یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون آیات اور دو سو چھپن کلمات اور ایک ہزار چار سو اسی حروف ہیں۔

(۱۔۳) ظیع شان قیامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کس طرح کی ہے اور اے نبی کریم ﷺ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ قیامت کس طرح کی ہے۔

اور قیامت کو حاقہ کہا گیا ہے۔ حاقہ حقائق امور بنا پر کہا گیا ہے کیوں کہ اس میں مومن کے لیے اس کے ایمان کی وجہ سے جنت اور کافر کے لیے اس کے کفر کی وجہ سے دوزخ ثابت ہو جائے گی۔

(۴) ثمود اور عاد نے قیام قیامت کو جھٹلایا قیامت کو قارعہ اس لیے کہا گیا کہ یہ ان کے دلوں کو ہلا دے گی۔

(۵۔۶) قوم ثمود کو تو ان کی سرکشی اور شرک کی وجہ سے ہلاک کیا گیا یا یہ کہ ان کی سرکشی نے ان کو جھٹلانے پر آمادہ کیا تا آنکہ وہ ہلاک ہو گئے اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز تند ٹھنڈی ہوا سے ہلاک کیے گئے۔

(۷) جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا۔ سوائے مخاطب تو ان دنوں میں عاد کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا گویا کہ وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے پڑے ہیں۔

(۸) سو کیا تجھ کو ان میں کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے ان میں کوئی بھی نہیں بچا سب کو اس تند ہوا نے ہلاک کر دیا۔

(۹۔۱۰) اور اسی طرح فرعون اور اس کا لشکر سمندر کی طرف آیا اور سب غرق کر دیے گئے یا یہ کہ فرعون نے اور اس سے پہلے جو قومیں گزری ہیں سب نے شرک کیا اس زمرہ میں ہلاک کر دیے گئے اور قوم لوط کی الٹی ہوئے بستیوں نے بھی شرک کیا سو ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت سزا دی۔

(۱۱۔۱۲) اور ہم نے جب کہ نوح علیہ السلام کے وقت میں پانی کو طغیانی ہوئی تو اے محمد ﷺ کو اور تمام مخلوقات کو جو کہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار کیا تا کہ ہم اس کشتی کو یا اس واقعہ کو تمھارے لیے ایک عبرت بنا دیں جس سے تم نصیحت حاصل کر سکو اور یاد رکھنے والے دل اس کو محفوظ رکھیں یا یہ کہ سننے والے کان اس کو سن کر اس سے فائدہ حاصل کریں۔

(۱۳۔۱۴) اور پھر جب صور میں ایک ہی بار پھونک ماری جائے گی یعنی نفخہ اولیٰ ہوگا تو اس وقت زمین پر جو عمارتیں اور پہاڑ ہیں وہ اپنی جگہ سے اٹھائے جائیں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔

(۱۵۔۱۶) تو اس روز قیامت ہو جائے گی اور اللہ کے ہیبت وجلال اور نزول ملائکہ سے آسمان پھٹ جائے گا اور وہ آسمان اس روز بالکل بودا ہوگا۔

(۱۷) اور فرشتے آسمان کے کناروں پر ہو جائیں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو قیامت کے دن آٹھ فرشتے اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوں گے ان میں سے ہر ایک فرشتے کے چار مونہہ ہوں گے انسان کا چہرہ، چیتے کا چہرہ، شیر کا چہرہ، بیل کا مونہہ اور کہا گیا ہے کہ ان فرشتوں کی آٹھ صفیں ہوں گی۔

یا یہ کہ ساتویں آسمان والوں یعنی کروبیین کے آٹھ حصے ہوں گے اور قیامت کے دن جب کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تین مرتبہ تمھاری پیشی ہوگی (۱) حساب وکتاب اور عذر ومعذرت کے لیے (۲) قصاص اور خصوصیات کی پیشی کے لیے (۳) نامہ اعمال ملنے اور ان کے سنائے جانے کے لیے اور تم میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑا جائے گا یا یہ کہ تم میں سے کسی کی کوئی خفیہ بات بھی اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی۔

(۱۸۔۲۰) یا یہ کہ تمھارے اعمال میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی سو پھر جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داکیں ہاتھ میں دیا جائے گا مثلاً حضرت امہ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند ابوسلمہ بن عبدالاسد ﷺ تو وہ خوشی میں اپنے ساتھیوں سے کہے گا آؤ میرا نامہ اعمال دیکھ لو اس میں جو ثواب وجزا ہے میرا یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے۔

(۲۱۔۲۳) غرض کہ وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں میں ہوگا کہ جس کے پھل اور میوے اس قدر جھکے ہوں گے کہ جس حالت میں چاہیں گے لے سکیں گے۔

(۲۴) اور حکم خداوندی ہوگا کہ ان میوؤں کو کھاؤ اور نہروں سے پانی پیو اس سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی اور نہ موت آئے گی ان نیک اعمال کے صلہ میں یا یہ کہ نماز وروزہ کے صلہ میں جو کہ تم نے گزشتہ ایام دنیا میں کیے ہیں۔

(۲۵۔۲۶) جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا مثلاً اسود بن عبدالاسد وہ کہے گا کہ مجھ کو میرا یہ نامہ اعمال ہی نہ ملتا اور مجھ کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے۔

(۲۷۔۲۸) اور موت کی تمنا کر کے کہے گا کہ کیا اچھا ہوتا پہلی موت ہی میرا خاتمہ کر چکی ہوئی میرا دنیا میں جمع کیا ہوا مال عذاب خداوندی کے سامنے کچھ کام نہ آیا۔

(۲۹۔۳۲) اور میرا عذر بھی مجھ سے گیا گزرا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دو پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمایش فرشتوں کے گزوں کے حساب سے ستر گز ہے جکڑ دو۔ یعنی اس کی شرم گاہ میں اسے داخل کر کے اس کے منہ سے نکال دو اور بقیہ زنجیر کو اس کی گردن پر لپیٹ دو۔

(۳۳۔۳۴) یہ دنیا میں جب موجود تھا تو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور دوسروں کو بھی غریب آدمی کے کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔

(۳۵۔۳۷) سو اس شخص کو فائدہ پہنچانے کے لیے نہ آج اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے اور نہ دوزخ میں اس کو کھانے کی کوئی چیز نصیب ہے ماسوا دوزخیوں کے زخموں کی پیپ اور خون کے جس کو مشرکین کے علاوہ اور کوئی نہ کھائے گا۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۚ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۫ۖ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۧ

تو ہم کو اُن چیزوں کی قسم جو تم کو نظر آتی ہیں (۳۸) اور اُن کی جو نظر نہیں آتیں (۳۹) کہ یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے (۴۰) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو (۴۱) اور نہ کسی کاہن کے خرافات ہیں۔ لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو (۴۲) (یہ تو) پروردگار عالم کا اُتارا (ہوا) ہے (۴۳) اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے (۴۴) تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے (۴۵) پھر اُن کی رگ گردن کاٹ ڈالتے (۴۶) پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا (۴۷) اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے (۴۸) اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلاتے ہیں (۴۹) نیز یہ کافروں کے لئے (موجب) حسرت ہے (۵۰) اور کچھ شک نہیں کہ یہ برحق قابلِ یقین ہے (۵۱) سو تم اپنے پروردگار عزّوجل کے نام کی تنزیہ کرتے رہو (۵۲)

تفسیر سورة الحاقة آیات (۳۸) تا (۵۲)

(۳۸،۳۹،۴۰) پھر اے اہل مکہ میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے ہو یعنی آسمان و زمین اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے مثلاً جنت و دوزخ یا یہ کہ چاند و سورج اور عرش و کرسی یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ اور جبریل امین کی کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس کو جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر لائے ہیں۔

(۴۱۔۴۴) اور یہ قرآن کریم کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم نہ اس کے کم حصہ پر ایمان لاتے ہو اور نہ زیادہ پر اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم نہ اس کے کم حصہ سے نصیحت حاصل کرتے ہو اور نہ زائد سے یہ قرآن کریم رسول اکرم ﷺ پر رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا کلام ہے۔

(۴۵۔۴۸) اگر محمد ﷺ ہمارے ذمہ کچھ جھوٹی باتیں لگا دیتے جو ہم نے نہیں کہیں تو حق و حجت کے ساتھ ہم ان سے انتقام لیتے یا یہ کہ ہم ان کو قوت کے ساتھ پکڑ لیتے اور پھر ہم محمد ﷺ کی رگ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی محمد ﷺ کو اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا بلاشبہ یہ قرآن کریم کفر و شرک اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

(۴۹۔۵۰) اور ہمیں معلوم ہے کہ تم میں بعض قرآن حکیم کو جھٹلانے والے ہیں اور بعض تصدیق کرنے والے اور یہ قرآن کافروں کے حق میں قیامت کے دن موجب حسرت ہے۔

(۵۱۔۵۲) اور یہ قرآن کریم تحقیقی اور یقینی بات ہے کیوں کہ یہ میرا کلام ہے جس کو میں نے بذریعہ جبریل امین معزز و مکرم رسول پر اتارا ہے یا یہ کہ قیامت کے دن جو کافروں کے لیے حسرت و ندامت کا ذکر کیا ہے وہ قطعاً اور یقیناً ان پر ہوگی۔

سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے یا یہ کہ عظیم الشان پروردگار کی توحید کا ذکر کیجیے۔

سُوْرَۃُ الْمَعَارِجِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّفِیْهَا رُکُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ
دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ
اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿٤﴾
فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿٦﴾ وَّنَرٰىهُ
قَرِيْبًا ﴿٧﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ
كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ
الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ﴿١١﴾
وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً
لِّلشَّوٰى ﴿١٦﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿١٨﴾ اِنَّ
الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿١٩﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿٢٠﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ
الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿٢١﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ
دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ
وَالْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ اِنَّ عَذَابَ
رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾
اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ
يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾

سُوْرَۃُ الْمَعَارِجِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّفِیْهَا رُکُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ایک طلب کرنے والے نے عذاب طلب کیا جو نازل ہو کر رہے گا
(۱) (یعنی) کافروں پر (اور) کوئی اس کو ٹال نہ سکے گا (۲) (اور
وہ) خدائے صاحب درجات کی طرف سے (نازل ہوگا) (۳)
جس کی طرف روح (الامین) اور فرشتے چڑھتے ہیں (اور) اُس
روز (نازل ہوگا) جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا (۴) (تو
تم کافروں کی باتوں کو) حوصلے کے ساتھ برداشت کرتے رہو
(۵) وہ اُن لوگوں کی نگاہ میں دُور ہے (۶) اور ہماری نظر میں
نزدیک (۷) جس دن آسمان ایسا ہو جائے گا جیسا پگھلا ہوا
تانبا (۸) اور پہاڑ (ایسے) جیسے (دُھنکی کی ہوئی) رنگین اُون (۹)
اور کوئی دوست کسی دوست کا پُرساں نہ ہوگا (۱۰) (حالانکہ) ایک
دوسرے کو سامنے دیکھ رہے ہوں گے (اُس روز) گنہگار خواہش
کرے گا کہ کسی طرح اُس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب
کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی
(۱۲) اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا (۱۳) اور جتنے آدمی
زمین میں ہیں (غرض) سب (کچھ) دے دے اور اپنے تئیں
عذاب سے چھڑا لے (۱۴) (لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا وہ بھڑکتی ہوئی
آگ ہے (۱۵) کھال اُدھیڑ ڈالنے والی (۱۶) اُن لوگوں کو اپنی
طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا منہ پھیر لیا
(۱۷) اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا (۱۸) کچھ شک نہیں کہ
انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے (۱۹) جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو
گھبرا اُٹھتا ہے (۲۰) اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن
جاتا ہے (۲۱) مگر نماز گذار (۲۲) جو نماز کا التزام رکھتے (اور بلا
ناغہ پڑھتے) ہیں (۲۳) اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے (۲۴) (یعنی) مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا (۲۵) اور جو روزِ جزا کو سچ

سمجھتے ہیں (۲۶) اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں (۲۷) بے شک اُن کے پروردگار کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے (۲۸) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۲۹) مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے کہ (اُن کے پاس جانے پر) انہیں کچھ ملامت نہیں (۳۰) اور جو لوگ ان کے سوا اَور کے خواستگار ہوں وہ حد سے نکل جانے والے ہیں (۳۱) اور جو اپنی امانتوں اور اقراروں کا پاس کرتے ہیں (۳۲) اور جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں (۳۳) اور جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں (۳۴) یہی لوگ باغہائے بہشت میں عزت و اکرام سے ہوں گے (۳۵)

تفسیر سورۃ المعارج آیات (۱) تا (۳۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چوالیس آیات اور دو سو سولہ کلمات اور آٹھ سو اکسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) نضر بن حارث کافر اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے جس عذاب کو کوئی ہٹانے والا نہیں چنانچہ یہ بدر کے دن مارا گیا۔

شان نزول: سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (الخ)

نسائیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌ سے مراد نضر بن حارث ہے اس نے کہا تھا اَللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے سَاَلَ سَآئِلٌ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی اس نے کہا تھا ان کان ھذا ھو الحق (الخ) چنانچہ اس کا عذاب بدر کے دن ہوا۔

ابن منذرؒ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۔ اس پر یہ لوگ کہنے لگے کہ کس پر عذاب واقع ہوگا تب اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ نازل فرمایا لِلْکَافِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ۔

(۳۔۴) اور وہ عذاب کافروں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا کہ آسمانوں کا پیدا کرنیوالا ہے جس سے فرشتے اور جبریل امین اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں ایسے دن میں کہ جس میں فرشتوں کے علاوہ اوروں کے چڑھنے کے لیے اس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے یا یہ کہ کافروں پر عذاب ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی تعداد پچاس ہزار سال کے برابر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ مخلوق کا اور کوئی حساب لینے لگے تو وہ پچاس ہزار سال میں بھی فارغ نہیں ہوگا۔

(۵۔۷) سو محمد ﷺ آپ ان کی تکالیف پر ایسا صبر کیجیے جس میں شکایت کا نام نہ ہو یا ایسی علیحدگی اختیار کیجیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا یہ کفار مکہ قیامت کے عذاب کو غیر ممکن سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب آنے والا دیکھ رہے ہیں کیوں کہ ہر ایک آنے والی چیز جو کہ ہو کر رہتی ہے وہ قریب ہے۔

(۸) اوران پر وہ عذاب اس روز واقع ہوگا جس دن آسمان رنگت میں تیل کی تل چھٹ کی طرح یا یہ کہ پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔

(۹۔۱۳) اور اس روز کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا باوجود یکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیے جائیں گے مگر اپنی مشغولیت کی وجہ سے ایک دوسرے کو نہیں پہچانیں گے۔

کافر یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی یا نضر بن حارث اور اس کے ساتھی اس بات کی تمنا کریں گے کہ قیامت کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا۔

(۱۴۔۲۱) اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے پھر اللّٰہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کو عذاب سے بچالے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اللّٰہ تعالیٰ اس کو عذاب سے مطلقاً نہیں بچائے گا وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کہ ہاتھ پیروں اور تمام بدن کی کھال تک اتار دے گی اور یا یہ کہ اس کے بدن کو جھلس دے گی۔

لظی دوزخ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ شخص کو خوب بلائے گی جس نے توحید سے پشت پھیری ہوگی اور ایمان سے بے رخی کی ہوگی اور کفر سے توبہ نہ کی ہوگی اور دنیا میں مال جمع کیا ہوگا اور اللّٰہ تعالیٰ کا حق نہ ادا کر کے اس کو محفوظ کر کے رکھا ہوگا۔ کافر کم ہمت بخیل لالچی پیدا ہوا ہے جب اسکو فاقہ و تنگی پیش آتی ہے اور صبر نہیں کرتا اور جب اس کو فارغ البالی ہوتی ہے تو اس میں سے حق اللّٰہ کو روکنے لگتا ہے اور شکر نہیں کرتا۔

(۲۲۔۲۸) مگر وہ پانچ وقت کا نمازی جو اپنی فرض نمازوں کو رات دن میں ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

وہ ایسے نہیں ہیں اور جو کہ اپنے مالوں میں زکوٰۃ کے علاوہ سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے سب کا حق سمجھتے ہیں یا یہ کہ محروم سے مراد وہ ہے جو اپنے اجر و غنیمت سے محروم رہے یا یہ کہ وہ محنتی آدمی ہے جس کا پیشہ اس کی معیشت کے لیے کافی نہ ہو اور جو کہ قیامت کے دن کا اور جو کچھ اس میں ہوگا سب کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو کہ اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں واقعی ان کے رب کا عذاب مطمئن ہونے کی چیز نہیں۔

(۲۹۔۳۱) اور جو کہ شرمگاہوں کو حرام سے محفوظ رکھنے والے ہیں لیکن اپنی چار بیویوں سے یا اپنی شرعی لونڈیوں سے خواہ وہ کتنی ہوں کیوں کہ اس حلال کام میں ان پر کوئی الزام اور گناہ نہیں اور جو اس کے علاوہ شہوت رانی کا طلب گار ہو تو یہ لوگ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں۔

(۳۲۔۳۳) اور جو اپنی سپردگی میں لیے ہوئے دین (قرض) امانتوں اور اپنے آپس کے عہدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں کو حکام کے سامنے ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں۔

(۳۴۔۳۵) اور جو اپنی پانچوں نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان خوبیوں کے مالک باغوں میں ثواب و عزت کے ساتھ داخل ہوں گے۔

فَمَالِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ
الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ
جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ
بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓي اَنْ نُّبَدِّلَ
خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا
وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ
مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

تو اُن کافروں کو کیا ہوا ہے کہ تمہاری طرف دوڑے چلے آتے ہیں (۳۶) (اور) دائیں بائیں سے گروہ گروہ ہو کر (جمع ہوتے) جاتے ہیں (۳۷) کیا اُن میں سے ہر شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جائے گا؟ (۳۸) ہرگز نہیں ہم نے اُن کو اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں (۳۹) ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم کہ ہم طاقت رکھتے ہیں (۴۰) (یعنی) اس بات پر (قادر ہیں) کہ اُن سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں ہیں (۴۱) تو (پیغمبر) ان کو باطل میں پڑے رہنے اور کھیل لینے دو یہاں تک کہ جس دن کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ اُن کے سامنے آموجود ہو (۴۲) اُس دن یہ قبروں سے نکل کر (اس طرح) دوڑیں گے جیسے (شکاری) شکار کے جال کی طرف دوڑتے ہیں (۴۳) اُن کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی اور ذلت اُن پر چھا رہی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے (۴۴)

تفسير سورة المعارج آيات (۳٦) تا (٤٤)

(۳۶۔۳۷) تو ان کفار مکہ کو کیا ہوا کہ مذاق اور جھٹلانے کے لیے کہ جماعتیں بن کر آپ کی طرف دوڑے کر آتے ہیں اور آپ کو دور ہی سے دیکھتے ہیں۔

(۳۸۔۴۱) ان لوگوں کو ہرگز جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا ہم نے ان کفار مکہ کو نطفہ سے پیدا کیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کو ہلاک کر کے ان کی جگہ ان سے زائد اطاعت گزاروں کو پیدا کر دیں اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں۔

(۴۲) سو محمد ﷺ آپ ان کو اسی باطل غوطہ زن اور ان کے کفر میں استہزاء کرتا ہوا رہنے دیجیے، یہاں تک کہ ان کو اس دن سے واسطہ پڑے جس میں ان سے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت کا دن۔

(۴۳) اب اللہ تعالیٰ اس عذاب کے وقت کو بیان فرماتے ہیں کہ جس دن ان کا اس تیزی کے ساتھ قبروں سے نکل کر صور کی آواز کی طرف دوڑنا ہوگا جیسا کہ کسی نشان اور جھنڈے کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔

(۴۴) ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان کی صورت پر پھٹکار اور ذلت پڑی ہوگی یہ ان کا وہ دن جس میں ان سے عذاب کا وعدہ کیا جاتا تھا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا وعدہ کرنا اور قیامت کے دن سے ڈرانا۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن
يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٢
أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُم مِّن
ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ
إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤ قَالَ رَبِّ إِنِّى
دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ۝٥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىٓ إِلَّا
فِرَارًا ۝٦ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا۟ أَصَٰبِعَهُمْ
فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَٱسْتَغْشَوْا۟ ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟
ٱسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ إِنِّىٓ أَعْلَنتُ
لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ
إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ۝١١
وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّٰتٍ
وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَٰرًا ۝١٢ مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝١٣
وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝١٤ أَلَمْ تَرَوْا۟ كَيْفَ خَلَقَ ٱللَّهُ
سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ وَجَعَلَ ٱلْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا
وَجَعَلَ ٱلشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦ وَٱللَّهُ أَنۢبَتَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ
نَبَاتًا ۝١٧ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝١٨
وَٱللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ بِسَاطًا ۝١٩ لِّتَسْلُكُوا۟ مِنْهَا
سُبُلًا فِجَاجًا ۝٢٠

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا کہ پیشتر اس کے کہ ان پر درد دینے والا عذاب واقع ہو اپنی قوم کو ہدایت کردو (۱) اُنہوں نے کہا کہ اے قوم! میں تم کو کھلے طور پر نصیحت کرتا ہوں (۲) کہ خدا کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۳) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور (موت کے) وقت مقرر تک تم کو مہلت عطا کرے گا جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی کاش تم جانتے ہوتے (۴) جب لوگوں نے نہ مانا تو (نوح نے) خدا سے عرض کی کہ پروردگار میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا (۵) لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے رہے (۶) جب جب میں نے اُن کو بلایا کہ (توبہ کریں اور) تُو اُن کو معاف فرمائے تو اُنہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لئے اور اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے (۷) پھر میں اُن کو کھلے طور پر بلاتا رہا (۸) اور ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح سمجھاتا رہا (۹) اور کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر آسمان سے مینہ برسائے گا (۱۱) اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا۔ اور (اُن میں) تمہارے لئے نہریں بہا دے گا (۱۲) تم کو کیا ہوا ہے کہ تم خدا کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے (۱۳) حالانکہ اُس نے تم کو طرح طرح (کی حالتوں) کا پیدا کیا ہے (۱۴) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے سات آسمان کیسے اُوپر تلے بنائے ہیں (۱۵) اور چاند کو اُن میں (زمین کا) نور بنایا ہے اور سورج کو چراغ ٹھہرایا ہے (۱۶) اور خدا ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے (۱۷) پھر اسی میں تمہیں لوٹا دے گا اور (اُسی سے) تم کو نکال کھڑا کرے گا (۱۸) اور خدا ہی نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا (۱۹) تاکہ اُس کے بڑے بڑے کشادہ رستوں میں چلو پھرو (۲۰)

تفسیر سورۃ نوح آیات (۱) تا (۲۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھائیس آیات اور دوسو چوبیس کلمات اور نوسو انتیس حروف ہیں۔

(۱) ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ اس سے پہلے کہ ان پر پانی کا دردناک

عذاب آجائے۔

(۲۔۳) انھوں نے کہا کہ اے میری قوم میں صاف صاف ڈرانے والا رسول ہوں، توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ اور اللہ سے ڈرو کفر و شرک سے توبہ کرو میرے حکم و دین اور وصیت کی پیروی کرو۔

(۴) وہ توحید اور توبہ کی وجہ سے تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور موت تک بغیر عذاب کے مہلت دے گا عذاب خداوندی اگر آ گیا تو وہ ٹلے گا نہیں۔

(۵۔۶) اس لیے میری بات تسلیم کرو چنانچہ جب حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک ان کو سمجھاتے رہے اور وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے اور نہ ان کی نصیحت کو مانا تو مایوس ہو کر نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو توبہ اور توحید کی طرف رات کو بھی اور دن کو بھی دعوت دی سو وہ میرے بلانے سے توبہ اور ایمان سے اور زیادہ دور بھاگتے رہے۔

(۷) میں نے جب کبھی توبہ اور توحید کی طرف بلایا تاکہ اس کی وجہ سے آپ ان کو بخش دیں تو انھوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں تاکہ میری بات اور دعوت کو نہ سنیں اور اپنے سروں کو اپنے کپڑوں سے چھپا لیا تاکہ مجھے نہ دیکھیں اور نہ میری آواز سنی اور کفر اور بتوں کی پرستش پر جمے رہے اور سب نے ایک آواز ہو کر کہا اے نوح ہم تیرے اوپر ایمان نہیں لائیں گے اور ایمان و توبہ سے غایت درجہ کا تکبر کیا۔

(۸۔۱۰) پھر میں نے بآواز بلند ان کو دعوت دی اور کھول کھول کر سمجھایا اور ان کو خفیہ طور پر بھی سمجھایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ کیوں کہ جو کفر سے توبہ کرے اور اس پر ایمان لائے وہ اسے بڑا بخشنے والا ہے۔

(۱۱۔۱۲) جب بھی تم بارش کے محتاج ہو گے وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے بارش روک رکھی تھی اور تمھارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے ان کے جانوروں اور عورتوں کی نسل کو ختم کر رکھا تھا اور تمھارے لیے باغ لگا دے گا اور تمھارے فائدے کے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے ان کے باغوں اور نہروں کو خشک کر رکھا تھا۔

(۱۳) تمھیں کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے معتقد نہیں ہوتے یا یہ کہ تمھیں کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی جیسی عظمت کرنی چاہیے ویسی عظمت نہیں کرتے کہ اس کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔ حالاں کہ اس نے تمھیں طرح طرح کی حالتیں تبدیل کر کے بنایا ہے کہ نطفہ، علقہ، مضغہ اور عظام سے۔

(۱۴۔۱۶) اے مکہ والو کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان قبہ کی طرح اوپر نیچے

بنائے کہ ان کے کونے متصل ہیں اور ان میں چاند کو نور کی چیز بنایا اور انسانوں کے لیے سورج کو روشن چراغ بنایا۔
(۱۷۔۲۰) اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور مٹی کو زمین سے بنایا اور تمہیں پھر قبر میں دفن کرے گا اور پھر قیامت کے دن تمہیں قبروں سے باہر نکال لائے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے زمین کو فرش کی مانند بنایا تا کہ تم اس کے کشادہ رستوں میں چلو۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ۬ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ۬ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

(اس کے بعد) نوح نے عرض کی کہ میرے پروردگار! یہ لوگ میرے کہنے پر نہیں چلے اور ایسوں کے تابع ہوئے ہیں جن کو اُن کے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیا (۲۱) اور وہ بڑی بڑی چالیں چلے (۲۲) اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا (۲۳) (پروردگار) اُنہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے تو تُو اُن کو اور گمراہ کر دے (۲۴) (آخر) وہ اپنے گناہوں کے سبب (پہلے) غرقاب کر دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیئے گئے۔ تو اُنہوں نے خدا کے سوا کسی کو اپنا مددگار نہ پایا (۲۵) اور (پھر) نوح نے (یہ) دُعا کی کہ میرے پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے (۲۶) اگر تو اُن کو رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور اُن سے جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار اور ناشکر گزار ہوگی (۲۷) اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لاکر میرے گھر میں آئے اُس کو اور تمام ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف فرما۔ اور ظالم لوگوں کیلئے اور زیادہ تباہی بڑھا (۲۸)

تفسیر سورۃ نوح آیات (۲۱) تا (۲۸)

(۲۱۔۲۲) غرض کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا اے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا اور سرداروں کی پیروی کی جن کے مال و اولاد کی کثرت نے ان کو آخرت میں نقصان ہی پہنچایا اور جنھوں نے بڑا بھاری جھوٹ بولا۔

(۲۳) اور ان سرداروں نے کمزوروں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کی پرستش کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود کی پرستش کو اور نہ "سواع" کی اور نہ یغوث کی اور نہ یعوق کی اور نہ نسر کی پرستش کو چھوڑنا اور یہ ان کے مشہور بُت تھے جن کی یہ لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔

(۲۴) اور ان سرداروں نے ان میں بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا یہ کہ ان کی وجہ سے بہت سے گمراہ ہو گئے۔ لہٰذا ان مشرکین کی بتوں کی پرستش کی وجہ سے گمراہی، نقصان اور ہلاکت اور بڑھا دیجیے۔

(۲۵-۲۶) اپنے ان ہی گناہوں کی وجہ سے وہ دنیا طوفان کے ذریعے غرق کیے گئے اور آخرت میں دوزخ میں داخل کیے گئے اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا بھی ان کو میسر نہ ہوا اور جب کہ نوح علیہ السلام سے ان کے پروردگار نے کہا کہ آپ کی قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا، تب نوح علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا پروردگار ان کافروں میں سے کسی کو باقی مت چھوڑ۔

(۲۷) کیوں کہ اگر آپ ان کو رہنے دیں گے تو یہ آپ کے دین سے لوگوں کو اور جو ایمان لانا چاہے گا اس کو گمراہ کریں گے اور ان کے فاجر و کافر ہی اولاد پیدا ہوگی یا یہ وہ ایسی اولاد ہوگی جو بلوغ کے بعد کفر اختیار کرے گی اور کہا گیا ہے کہ ان میں کوئی بچا نہ تھا اس لیے کہ چالیس سال سے ان کی نسل کا سلسلہ منقطع تھا۔

(۲۸) پروردگار مجھ کو اور میرے مومن باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے دین یا یہ کہ میری مسجد یا یہ کہ میری کشتی میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو جو کہ میرے بعد ہوں گے بخش دیجیے اور ان مشرکین کی ہلاکت اور نقصان کو اور بڑھا دیجیے۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ۱
یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ۲
وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ۳ وَّ اَنَّهٗ
كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ۴ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ
لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۙ۵ وَّ اَنَّهٗ كَانَ
رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ
رَهَقًا ۙ۶ وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ۷
وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا
وَّ شُهُبًا ۙ۸ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ
یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ۹ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ
اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ
رَشَدًا ۙ۱۰ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا
طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ۱۱ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ
وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ۱۲ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ
فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ۙ۱۳ وَّ اَنَّا مِنَّا
الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۱۴

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے پیغمبر ں لوگوں سے) کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (اس کتاب کو) سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا (۱) جو بھلائی کا رستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے (۲) اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی عظمت (شان) بہت بڑی ہے وہ نہ بیوی رکھتا ہے نہ اولاد (۳) اور یہ کہ ہم میں سے بعض بے وقوف خدا کے بارے میں جھوٹ افتراء کرتا ہے (۴) اور ہمارا (یہ) خیال تھا کہ انسان اور جن خدا کی نسبت جھوٹ نہیں بولتے (۵) اور یہ کہ بعض بنی آدم بعض جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے (اس سے) اُن کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی (۶) اور یہ کہ اُن کا بھی یہی اعتقاد تھا جس طرح تمہارا تھا کہ خدا کسی کو نہیں جلائے گا (۷) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اس کو مضبوط چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا (۸) اور یہ کہ پہلے ہم وہاں بہت سے مقامات میں (خبریں) سننے کیلئے بیٹھا کرتے تھے اب کوئی سننا چاہے تو اپنے لئے انگار تیار پائے (۹) اور یہ کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے اہلِ زمین کے حق

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا
عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۙ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ
وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ﴿۱۷﴾
وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا
قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ؑ

میں برائی مقصود ہے یا اُن کے پروردگار نے اُن کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے(۱۰) اور یہ کہ ہم میں کوئی نیک ہیں اور کوئی اور طرح کے ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں(۱۱) اور یہ کہ ہم نے یقین کرلیا ہے کہ ہم زمین میں (خواہ کہیں ہوں) خدا کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو تھکا سکتے ہیں (۱۲) اور جب ہم نے ہدایت (کی کتاب) سُنی اُس پر ایمان لے آئے تو جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لاتا ہے اُس کو نہ نقصان کا خوف ہے نہ ظلم کا (۱۳) اور یہ کہ ہم میں بعض فرمانبردار ہیں اور بعض (نافرمان) گنہگار ہیں تو جو فرمانبردار ہوئے وہ سیدھے رستے پر چلے (۱۴) اور جو گنہگار ہوئے وہ دوزخ کا ایندھن بنے (۱۵) اور (اے پیغمبر) یہ (بھی اُن سے کہہ دو) کہ اگر یہ لوگ سیدھے رستے پر رہتے تو ہم اُن کو پینے کو بہت سا پانی دیتے (۱۶) تاکہ اس سے اُن کی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے منہ پھیرے گا وہ اُس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا (۱۷) اور یہ کہ مسجدیں (خاص) خدا کی ہیں تو خدا کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو (۱۸) اور جب خدا کے بندے (محمد) اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے تو کافر اُن کے گرد ہجوم کر لینے کو تھے (۱۹)

تفسیر سورۃ الجن آیات (۱) تا (۱۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھائیس آیات اور دو سو پچاس کلمات اور آٹھ سو ستر حروف ہیں۔

(۱) محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرمائیے کہ میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور انھوں نے مجھے یہ بتلایا کہ نصیبین کے جنات میں سے جو یمن میں ہیں ان لوگوں نے قرآن کریم سنا وہ اس پر ایمان لے آئے پھر اپنی قوم میں انھوں نے واپس جا کر کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک قرآن کریم سنا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب سے مشابہہ رکھتا ہے اور یہ جنات توریت پر کاربند تھے۔

(۲) جو حق و ہدایت اور کلمہ طیبہ کی رہنمائی کرتا ہے سو ہم تو رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ابلیس کو شریک نہیں کریں گے۔

(۳) ہمارے پروردگار کی بلند شان اور عظیم الشان بادشاہی ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد جیسا کہ کفار بکتے رہتے ہیں۔

شانِ نزول: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (الخ)

امام بخاریؒ اور ترمذیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے نہ جنوں کے سامنے قرآن کریم پڑھا اور نہ آپ نے ان کو دیکھا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ "سوق عکاظ" تشریف لے جا رہے تھے۔ جنات اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ہوگئی اور ان کو بذریعہ "شہاب ثاقب"

روک دیا گیا تھا تو وہ اپنی قوم کے پاس گئے اور آپس میں غور وفکر کیا کہ یہ بات جو پیش آئی ہے وہ کسی نئے کام کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے جو پیش آنے والا ہے لہٰذا اس کی تحقیق کے لیے چلو چنانچہ جنوں کی یہی جماعت تہامہ کی طرف روانہ ہوئی اور اس وقت رسول اکرم ﷺ بطن نخلہ میں اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے چنانچہ جب ان جنوں نے قرآن کریم سنا تو اسے غور سے سننے لگے اور کہنے لگے یہی اللّٰہ کی قسم تمھارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہوا ہے تو وہیں سے اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے اور کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے عجیب قرآن کریم سنا ہے چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ پر یہ سورت قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ نازل فرمائی۔

اور امام ابن جوزیؒ نے کتاب ''صفوۃ الصفوۃ'' میں اپنی سند سے سہل بن عبداللّٰہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں عاد کی بستیوں میں ایک کونہ میں تھا کہ اچانک میں نے ایک پتھروں کا شہر دیکھا اس کے درمیان پتھروں کا بنا ہوا ایک محل تھا کہ جس میں جن داخل ہو رہے تھے چنانچہ میں اس میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک عظیم الجثہ شیخ کو دیکھا جو بیت اللّٰہ کی طرف منہ کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان پر اون کا ایک جُبّہ تھا اور اس پر پھول تھے تو میں ان کے عظیم الجثہ ہونے سے متعجب ہوا جیسا کہ ان کے جُبّہ کی خوبصورتی سے متعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے ان کو سلام کیا انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہنے لگے اے سہل بدن کپڑوں کو پرانا نہیں کرتے بلکہ کپڑوں کو گناہوں کی بدبو اور حرام کاریوں کا مزہ پرانا کرتی ہے اور یہ جُبّہ میں سات سو سال سے پہنے ہوئے ہوں اسی جبہ میں، میں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہے اور دونوں نبیوں پر ایمان لایا ہوں۔ سہل کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ان ہی لوگوں میں سے ہوں جن کے بارے میں قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ نازل ہوئی ہے۔

(۴)　اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں یعنی شیطان وہ اللّٰہ کی شان میں جھوٹی باتیں بکتے تھے۔

(۵)　اور ہمارا پہلے خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی اللّٰہ کی شان میں جھوٹ بات نہیں کہیں گے باقی اب ہم پر ان کا جھوٹ ثابت ہو گیا یہاں تک کہ اللّٰہ تعالیٰ نے جنات کی آپس کی گفتگو کو روایت کیا ہے۔

(۶)　زمانہ جاہلیت میں یہ عادت تھی کہ جب لوگ سفر کرتے یا شکار کرتے یا کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سردار ہماری حفاظت کریں گے تو یوں کہتے اعوذ بسید ھذا الوادی من سفھاء قومہ تو اس وجہ سے وہ لوگ امن میں رہتے۔

تو اس پناہ مانگنے نے ان جنات کی بد دماغی اور بڑھادی اور وہ جنات اپنے کو آدمیوں کا بھی سردار سمجھنے لگے اور جنات کی تین قسمیں ہیں ایک قسم تو فضاء میں رہتی ہے اور ایک جماعت اوپر نیچے جہاں چاہے آتی جاتی رہتی ہے اور

ایک گروہ کتوں اور سانپوں کی طرح ہے۔

شان نزول: وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ (الخ)

ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخ نے عظمہ میں کرزم بن ابی السائب الانصاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کی طرف اپنے والد کے ساتھ کسی ضرورت کے لیے گیا اور یہ پہلا موقع تھا جب کہ رسول اکرم ﷺ کا ذکر ہو رہا تھا چنانچہ ہم نے رات کو ایک چرواہے کے ہاں پڑاؤ کیا جب آدھی رات ہوئی تو ایک بھیڑیا آیا اور بکریوں میں سے ایک بچہ کو اٹھا لیا چرواہا اس پر کودا اور کہنے لگا وادی کے نگران تیری پناہ تیری پناہ اس کے بعد ایک پکارنے والے نے پکارا جس کو ہم نہیں دیکھ رہے تھے چنانچہ وہ اس بچہ کو پکڑ کر لایا یہاں تک کہ بکریوں میں چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مکہ مکرمہ میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن سعد نے ابو رجاء عطاردیؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے لشکر روانہ کیا اور میں اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال اور ان کی نگرانی کیا کرتا تھا چنانچہ جب حضور نے لشکر بھیجا تو ہم وہاں سے بھاگ کر نکلے اور ہم ایک چٹیل میدان میں آئے چنانچہ جب ہم ایسے مقام پر شام کرتے تھے تو ہم میں جو بوڑھا ہوتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ اس رات میں اس وادی کے سردار جن کی پناہ لیتا ہوں چنانچہ ہم نے حسب دستور یہی کہا تو ہم سے کہا گیا کہ اس کا محفوظ راستہ کلمہ شہادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمد الرسول اللّٰہ ہے سو جو اس بات کا اقرار کر لیتا ہے تو وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیتا ہے چنانچہ ہم وہاں سے لوٹ کر آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے ابو رجاء بیان کرتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور خرائطی نے کتاب ''ھواتف الجان'' میں عبداللّٰہ بن محمد عمارہ بن زید، عبداللّٰہ بن العلا محمد بن عکیر کے واسطہ سے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ بنی تمیم میں سے رافع بن عمیر نامی نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا کہ میں سخت ریت میں ایک رات چل رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا میں اپنی سواری پر سے اترا اسے بٹھا کر میں سو گیا۔

اور سونے سے پہلے میں نے یہ الفاظ سنے کہ جنات میں سے اس وادی کا جو سردار ہو میں اس کی پناہ لیتا ہوں چنانچہ میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے اور وہ اس نیزہ کو میری گردن پر رکھنا چاہتا ہے میں گھبرا کر بیدار ہو گیا چنانچہ میں نے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ بھی نظر نہیں آیا میں نے کہا جھوٹا خواب ہے۔ میں پھر دوبارہ سو گیا تو میں نے پھر اسی طرح خواب دیکھا چنانچہ میں بیدار ہوا تو میں نے اپنی اونٹنی کو تڑپتے ہوئے پایا میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ایک نوجوان نظر آیا جیسا کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ

ہے اور دوسرا ایک بوڑھا آدمی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے اس سے وہ نیزہ چھین رہا ہے تو یہ دونوں اسی طرح جھگڑ رہے تھے کہ اچانک جنگل میں سے تین بیل آئے تو اس شیخ نے نوجوان سے کہا کہ اے نوجوان ان میں سے جا ہے جونسا لے لے میرے پناہ حاصل کرنے والے انسان کی اونٹنی کے فدیہ میں چنانچہ وہ نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے ان میں سے ایک بیل لے لیا پھر وہ شیخ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ جب تو کسی وادی میں پڑاؤ کرے اور اس کے ہول سے ڈرے تو یوں کہا کر کہ میں محمد ﷺ کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں اس وادی کے شر سے اور جنات میں سے کسی کی پناہ نہ لے کیوں کہ ان کا معاملہ ختم ہو گیا میں نے کہا یہ محمد ﷺ کون ہیں وہ شیخ کہنے لگا نبی عربی ہیں نہ شرقی نہ غربی پیر کے دن پیدا ہوئے ہیں میں نے کہا تو ان کا مسکن کہاں ہے وہ کہنے لگا یثرب کھجوروں والا چنانچہ میں اپنی سواری پر سوار ہوا یہاں تک کہ صبح روشن ہو گئی تو میں نے رفتار اور تیز کر دی اور میں مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا مجھ کو رسول اکرم ﷺ نے دیکھا تو اس سے پہلے کہ میں آپ سے کچھ ذکر کروں آپ نے میرا سارا واقعہ بیان کر دیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی چنانچہ میں مشرف بااسلام ہو گیا سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ.

(۷) اور کفار جن ایمان لانے سے پہلے کفار مکہ کی طرح یہ اعتقاد کیے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا یا یہ کہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا۔

(۸) پھر اللہ تعالیٰ جنات کی باہمی گفتگو کو روایت کرتا ہے کہ ہم ایمان لانے سے پہلے خبروں کی تلاش میں آسمان کی طرف پہنچے تو ہم نے اس کو سخت محافظ فرشتوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا تا کہ کوئی آسمان کی خبریں نہ چرا سکے۔

(۹) اور رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم آسمان کی خبریں سننے کے لیے جا بیٹھا کرتے تھے تو حضور کی بعثت کے بعد اب اگر کوئی سننا چاہتا ہے تو اپنے لیے تیار شعلہ اور محافظ فرشتوں کو پاتا ہے۔

(۱۰) اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے جو ہمیں خبریں سننے سے روک دیا گیا یا یہ کہ ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا ارادہ فرمایا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ رسول اکرم ﷺ مبعوث فرمانے سے زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے یا یہ کہ اگر وہ ایمان لے آئیں تو ان کے ساتھ بھلائی کرنا منظور ہے۔

(۱۱) اور ہم میں پہلے سے بھی بعض وحدانیت کو ماننے والے ہوتے آئے ہیں جو حضور و قرآن پر ایمان لائیں گے اور بعض کافر ہوتے آئے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے پہلے یہودیت و نصرانیت کے مختلف طریقوں پر تھے۔

(۱۲) اور ہم نے سمجھ لیا تھا اور اسباب کا یقین کر لیا تھا کہ زمین کے کسی حصہ میں جا کر اللہ کو ہرا نہیں سکتے جس مقام پر بھی پہنچیں گے فوراً پکڑ لیے جائیں گے اور کہیں بھاگ کر بھی اس سے نہیں چھوٹ سکتے۔

(۱۳) اور جب ہم نے رسول اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن کریم پر ایمان لے آئے سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آئے گا تو اسے نہ اپنے تمام اعمال کے ضائع ہونے کا ڈر ہوگا اور نہ اپنے عمل کے نقصان کا خوف ہوگا۔

(۱۴۔۱۵) اور ہم میں سے بعض لوگ تو خلوص کے ساتھ وحدانیت اختیار کر کے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور بعض ہم میں سے حسب سابق حق وہدایت سے پھرے ہوئے ہیں۔

سو جو شخص مسلمان ہو گیا اس نے بھلائی کا رستہ ڈھونڈھ لیا اور جو کفار ہیں سو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

(۱۶) اگر یہ لوگ کفر کے طریقہ پر یا یہ کہ اسلام کے طریقہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو بہت مال اور وسعت دیتے تاکہ ہم اس کے ذریعے ان کا امتحان کریں تاکہ یہ اپنی اسی حالت کی طرف لوٹ آئیں جو کہ ان کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔

شانِ نزول: وَ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ (الخ)

مقاتلؒ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی جب ان سے سات سال تک بارش روک دی گئی تھی اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو صالحؒ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنات نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم آپ کی مسجد میں آپ کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہو سکیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔

(۱۷) اور جو شخص اپنے پروردگار کی توحید اور اس کی کتاب سے اعراض کرے گا یعنی ولید بن مغیرہ مخزومی تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پہاڑ پر چڑھنے کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(۱۸) اور جتنی مسجدیں ہیں سب اللہ کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں تو ان مسجدوں میں اللہ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو یا یہ کہ مساجد سے مراد انسان کے وہ اعضاء ہیں جن سے وہ سجدہ کرتا مثلاً پیشانی ہاتھ پیر وغیرہ۔

(۱۹) اور جب محمد ﷺ بطن نخلہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ تمام جن جس وقت رسول اکرم ﷺ سے قرآن کریم سنتے ہیں تو آپ کی اور قرآن کریم کی محبت کی وجہ سے آپ کے دائیں بائیں جمع ہو جاتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا۝۲۰ قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا۝۲۱ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًاۙ۝۲۲ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ۝۲۳ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا۝۲۴ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا۝۲۵ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاۙ۝۲۷ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا۠۝۲۸

کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار ہی کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا (۲۰) یہ بھی کہہ دو کہ میں تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا (۲۱) یہ بھی کہہ دو کہ خدا (کے عذاب) سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں دیکھتا (۲۲) ہاں خدا کی طرف سے (احکام کا) اور اس کے پیغاموں کا پہنچا دینا (ہی میرے ذمے ہے) اور جو شخص خدا اور اُس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۳) یہاں تک کہ جب یہ لوگ وہ (دن) دیکھ لیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے تب اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ مددگار کس کے کمزور اور شمار کن کا تھوڑا ہے (۲۴) کہہ دو کہ جس (دن) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ (عن) قریب (آنے والا) ہے یا میرے پروردگار نے اس کی مدت دراز کر دی ہے (۲۵) (وہی) غیب (کی بات) جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا (۲۶) ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اُس (کو غیب کی باتیں بتا دیتا اور اس) کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے (۲۷) تاکہ معلوم فرمائے کہ اُنہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیے ہیں اور (یوں تو) اُس نے اُن کی سب چیزوں کو ہر طرف سے قابو کر رکھا ہے اور ایک ایک چیز گن رکھی ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ الجن آیات (۲۰) تا (۲۸)

(۲۰) آپ فرما دیجیے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور تمام مخلوق کو اسی طرف لاتا ہوں۔

(۲۱) محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ تم سے عذاب و نقصان کے دور کرنے اور تمہیں نفع پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔

(۲۲۔۲۳) آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو مجھے اس کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اسکے عذاب سے بچنے کے لیے کوئی پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں البتہ اللہ کے احکام کا پہنچانا مجھے بچا سکتا ہے۔ اور جو وحدانیت میں اللہ تعالیٰ کا اور تبلیغ میں اس کے رسول کا کہا نہیں مانتے تو ان لوگوں کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

شانِ نزول: قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ (الخ)

ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ جنات نے حضور سے عرض کیا کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے کہ ہم مسجد

میں آئیں یا یہ کہ نماز میں آئیں یا یہ کہ نماز میں حاضر ہوں اور یا آپ سے دور رہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریر نے حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ان کے سامنے جنات میں سے ایک سردار جن کا ذکر کیا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا چاہتے ہیں اور میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ۔

(۲۴) تو محمد ﷺ آپ ان کی حالت کو اس وقت دیکھیے کہ جس وقت یہ عذاب کا نظارہ کریں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے۔

(۲۵) جس وقت یہ عذاب کے نازل ہونے کا جلدی مطالبہ کریں تو آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے مجھے معلوم نہیں کہ وہ عذاب نزدیک ہے یا یہ کہ اس کے لیے کوئی لمبی مدت مقرر کر رکھی ہے وہ نزول عذاب سے واقف ہے۔

(۲۶۔۲۷) وہ اپنے ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو کہ وہ اسے بعض غیبی باتوں سے مطلع کر دیتا ہے اور اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے تاکہ شیاطین جنات اور انسانوں میں سے کوئی بھی جبریل امین کی قرأت نہ سن سکے۔

(۲۸) اور یہ انتظام اس لیے کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ فرشتوں نے حفاظت کے ساتھ اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچا دیا اور ہمارے جاننے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان تمام فرشتوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے جو اس کے پاس موجود ہیں اور اس کو ہر ایک چیز کی پوری طرح گنتی معلوم ہے جیسا کہ وہ کپڑوں میں لپٹنے والے کی حالت سے واقف ہے۔

سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ عِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ؕ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۗ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ

سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ عِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے (محمد!) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو (۱) رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات (۲) یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم (۳) یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو (۴) ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (۵) کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی کو) سخت پامال کرتا ہے اور اُس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے (۶) دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں (۷) تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اُسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ (۸) (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اُسی کو اپنا کارساز بناؤ (۹) اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے اُن سے کنارہ کش رہو (۱۰) اور مجھے ان جھٹلانے والوں سے جو دولت مند ہیں سمجھ لینے دو

رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ۚ فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ۗ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۚ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ۚ

اور اُن کو تھوڑی سی مہلت دے دو (۱۱) کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے (۱۲) اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب (بھی) ہے (۱۳) جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں اور پہاڑ (ایسے بھر بھرے سے گویا) ریت کے ٹیلے ہو جائیں (۱۴) (اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا تھا (اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمد) پیغمبر بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے (۱۵) سو فرعون نے (ہمارے) پیغمبر کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اُس کو بڑے وبال میں پکڑ لیا (۱۶) اگر تم بھی (اُن پیغمبر کو) نہ مانو گے تو اُس دن سے کیوں کر بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا (۱۷) (اور) جس سے آسمان پھٹ جائے گا یہ اس کا وعدہ (پورا) ہو کر رہے گا (۱۸) یہ (قرآن) تو نصیحت ہے سو جو چاہے اپنے پروردگار تک (پہنچنے کا) راستہ اختیار کر لے (۱۹)

تفسیر سورۃ المزمل آیات (۱) تا (۱۹)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت کے وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اس میں بیس آیات اور دو سو پچاسی کلمات اور آٹھ سو اڑتیس حروف ہیں۔

(۱۔۴) محمد ﷺ رات کو نماز کے لیے کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی رات یعنی نصف رات یا رات کے دو حصے نماز پڑھا کرو اور قرآن کریم کو خوب صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو یعنی ایک آیت اور دو آیات اور تین آیات یہاں تک کہ قرأت پوری کرو۔

شان نزول: یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (الخ)

بزارؒ، طبرانیؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اس شخص کا کوئی نام تجویز کرو جس سے لوگ بھاگتے ہیں تو بعض کہنے لگے کہ کاہن ہیں اس پر لوگوں نے کہا کاہن نہیں ہیں تو پھر بعض کہنے لگے کہ مجنوں ہیں اس پر بھی بعض نے کہا کہ مجنوں نہیں ہیں پھر بعض کہنے لگے کہ ساحر ہیں اس پر بھی لوگ کہنے لگے کہ ساحر نہیں ہیں تو اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ نے اپنی چادر اوڑھی اور اس میں لپٹے تو آپ کے پاس جبریلؑ تشریف لائے اور فرمایا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مخمل کی چادر اوڑھے ہوئے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام حاکم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ نازل ہوئی۔ تو آپ نے ایک سال تک نماز میں اس قدر طویل قیام فرمایا کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے تب یہ آیت

نازل ہوئی فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (الخ) اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

(۵۔۶) ہم تم پر بذریعہ جبریل امین ایک کلام نازل کرنے کو ہیں جو امر و نہی حلال و حرام وعد وعید کے اعتبار سے سخت ہے۔ یا یہ کہ بھاری ہے یا یہ کہ جو اس کی مخالفت کرے اس کے لیے بھاری ہے یا یہ کہ رات کو نماز پڑھنے میں بھاری ہے۔ رات کو نماز کے لیے کھڑے ہونے میں آدمی کو نشاط حاصل ہوتا ہے جب کہ ثواب سمجھ کر پڑھے یا یہ کہ دل و زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور قرآن کریم خوب صاف پڑھا جاتا ہے۔

(۷۔۹) اور آپ کو دن میں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے خوب موقع رہتا ہے اور اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھیے یا یہ کہ اس کی توحید بیان کیجیے اور اپنی نماز دعا اور عبادت خالص اللہ ہی کے لیے کرو اسی کی عبادت کر کے اپنا پروردگار بناؤ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ سے فتح و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اس میں اسی کو ذمہ دار بناؤ۔

(۱۰۔۱۱) اور کافروں کی سب و شتم اور جھٹلانے پر صبر کرو اور ان سے بغیر جھگڑے کے خوبی کے ساتھ علیحدہ ہو جاؤ اور مجھے اور اس قرآن حکیم کو جھٹلانے والوں کو مال و دولت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان کو غزوہ بدر تک اور مہلت دو۔

(۱۲۔۱۳) آخرت میں ہمارے ہاں ان کے لیے بیڑیاں ہیں جن سے ان کے پیر جکڑ دیں گے اور طوق ہیں جو ان کی گردنوں میں ڈالیں گے اور زنجیریں ہیں جن میں ان کو جکڑا جائے گا اور دوزخ ہے جس میں ان کو داخل کریں گے۔ اور ان کے گلے میں پھنسنے کے لیے زقوم ہے اور دردناک عذاب ہے۔

(۱۴) اب ان سب چیزوں کا وقت بیان کرتا ہے کہ جس روز زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ ریگ رواں ہو جائیں گے مہیل اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کا نیچے کا حصہ اگر اٹھایا جائے تو اوپر کا حصہ گر جائے جیسا کہ ریت۔

(۱۵) ہم نے تمہارے پاس محمد ﷺ کو بھیجا ہے جو تم پر تبلیغ رسالت کی گواہی دیں گے جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔

(۱۶) پھر فرعون نے حضرت موسیٰ کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو غرق کر دیا۔

(۱۷) سوائے مکہ والو جب تم دنیا میں کافر ہو تو کفر و شرک سے کیسے بچو گے اور اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن کیسے ایمان لاؤ گے جب کہ وہ دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا جب کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سنیں گے جو کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا اے آدم علیہ السلام اپنی اولاد میں سے ایک بڑی جماعت دوزخ کی طرف بھیجو حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کتنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ میں اور ایک جنت میں۔

(۱۸) جس دن میں کہ آسمان پھٹ جائے گا بے شک بعث بعد الموت ضرور ہوگی۔

(۱۹) یہ سورت نصیحت و عبرت ہے سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے یا یہ کہ توحید کا قائل ہو جائے جو اسے اس کے پروردگار تک پہنچا دے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَىِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات قیام کیا کرتے ہو۔ اور خدا تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے اُس نے معلوم کیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اُس نے تم پر مہربانی کی پس جتنا آسانی سے ہو سکے (اتنا) قرآن پڑھ لیا کرو۔ اُس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک (اور خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو۔ اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ المزمل آیت (۲۰)

(۲۰) آپ کے رب کو پتہ ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ ایمان والوں میں سے بعض کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں۔

اور رات دن کی ساعتوں کو یا یہ کہ رات میں جو تمہیں نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے تم اسے ضبط نہیں کر سکتے اس نے رات کی نماز کے بارے میں تمھارے حال پر عنایت کی ہے۔ سو اب تم لوگ نماز میں سو آیات یا اس سے زیادہ پڑھ لیا کرو۔

اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار ہوں گے کہ رات کو نماز نہیں پڑھ سکتے اور بعض تلاش معاش کے لیے سفر کریں گے ان پر رات کو نماز پڑھنا دشوار ہوگا اور بعضے اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے تو تم سے نماز میں جتنا آسانی سے قرآن حکیم پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

اور پانچوں نمازوں کی مع ان کے رکوع و سجود اور تمام واجبات کے پابندی کیا کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خلوص اور سچائی کے ساتھ صدقہ دو۔

اور عمل صالح کرو اور جو نیک عمل یا صدقہ اپنے لیے آگے بھیج دو گے تو اس کا ثواب جنت میں اسی طرح محفوظ پاؤ گے کہ اس میں کسی قسم کی کمی اور چوری و نقصان نہیں ہوگا۔

اور اللّٰہ سے اپنے گناہ معاف کراتے رہو بے شک اللّٰہ غفور رحیم ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ
فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾
وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ
يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ
وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾
وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ
اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ
صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ
قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾
ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ
يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ
سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا
تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾
وَمَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ
اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ
اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ
ع رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے (محمدؐ) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو (۱) اُٹھو اور ہدایت کرو (۲) اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو (۳) کپڑوں کو پاک رکھو (۴) اور ناپاکی سے دور رہو (۵) اور (اس نیت سے) احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو (۶) اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کرو (۷) جب صُور پھونکا جائے گا (۸) وہ دن مشکل کا دن ہوگا (۹) (یعنی) کافروں پر آسان نہ ہوگا (۱۰) ہمیں اُس شخص سے سمجھ لینے دو جس کو ہم نے اکیلا پیدا کیا (۱۱) اور مال کثیر دیا (۱۲) اور (ہر وقت اس کے پاس) حاضر رہنے والے بیٹے (دیئے) (۱۳) اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دی (۱۴) ابھی خواہش رکھتا ہے کہ اور زیادہ دیں (۱۵) ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ ہماری آیتوں کا دشمن رہا ہے (۱۶) ہم اُسے صعود پر چڑھائیں گے (۱۷) اُس نے فکر کیا اور تجویز کی (۱۸) یہ مارا جائے اُس نے کیسی تجویز کی (۱۹) پھر یہ مارا جائے اُس نے کیسی تجویز کی (۲۰) پھر تامل کیا (۲۱) پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا (۲۲) پھر پشت پھیر کر چلا اور (قبول حق سے) غرور کیا (۲۳) پھر کہنے لگا کہ یہ تو جادو ہے جو (اگلوں سے) منقول ہوتا آیا ہے (۲۴) (پھر بولا) یہ (خدا کا کلام نہیں بلکہ) بشر کا کلام ہے (۲۵) ہم عنقریب اُس کو سقر میں داخل کریں گے (۲۶) اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟ (۲۷) (وہ آگ ہے کہ) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی (۲۸) اور بدن کو جھلس کر سیاہ کر دے گی (۲۹) اُس پر انیس داروغہ ہیں (۳۰) اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں اور اُن کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے (اور) اس لئے کہ اہلِ کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہلِ کتاب اور مومن شک نہ لائیں اور اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور (جو) کافر (ہیں) کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا مقصود کیا ہے؟ اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو بنی آدم کے لئے نصیحت ہے (۳۱)

تفسیر سورۃ المدثر آیات (۱) تا (۳۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھپن آیات اور دو سو چھپن کلمات اور ایک ہزار دس حروف ہیں۔

(۱۔۳) محمد ﷺ اٹھو اور کافروں کو ڈراؤ اور ان کو توحید کی طرف بلاؤ اور بتوں کے پجاریوں کے سامنے اپنے پروردگار کی بڑائیاں بیان کرو۔

(۴) اور اپنے دل کو خیانت سے پاک صاف رکھیے یا یہ کہ اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔

(۵۔۷) اور گناہوں سے علیحدہ رہیے اور ان کے قریب بھی نہ جائیے اور دنیا میں کسی کو معمولی چیز اس غرض سے مت دو کہ وہ اس سے زائد دے گا یا یہ کہ اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ پر احسان مت کرو کہ اس سے زیادہ معاوضہ چاہو۔

(۸۔۱۰) اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور اس کی عبادت پر جمے رہو۔ سو جس وقت مردوں کو زندہ کرنے کے لیے صور میں پھونک ماری جائے گی تو اس دن کی ہیبت وعذاب کافروں کے لیے سخت ہوگا جس میں ان پر ذرا آسانی نہ ہوگی۔

شانِ نزول: یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے غارِ حراء میں ایک مہینہ تک اعتکاف کیا ہے جب میں اپنے اعتکاف کے دن پورا کر چکا تو میں وہاں سے آنے کے لیے نکلا تو مجھے آواز دی گئی تو میں نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا دیکھتا کیا ہوں کہ وہی فرشتہ ہے جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا چنانچہ میں لوٹا اور میں آکر کہنے لگا کہ مجھے کپڑا اڑھاؤ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔

طبرانیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کے لیے کھانا تیار کیا چنانچہ جب انھوں نے کھانا کھالیا تو وہ کہنے لگا کہ اس شخص کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے تو ان میں سے بعض کہنے لگے ساحر ہیں اور بعض نے کہا ساحر نہیں ہیں اور بعض کہنے لگے کاہن ہیں اور بعض نے کہا کاہن نہیں ہیں اور بعض کہنے لگے شاعر ہیں اور بعض نے کہا شاعر نہیں ہیں اور بعض کہنے لگے یہ تو منقول جادو ہے اس چیز کی رسول اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ غمگین ہوئے اور اپنا سر مبارک جھکا لیا اور چادر لپیٹ لی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ تک نازل فرمائی۔

(۱۱۔۱۴) سو محمد ﷺ مجھ کو اور اس شخص کو یعنی ولید بن مغیرہ مخزومی کو جس کو میں نے مال واولاد اور بیوی سے اکیلا پیدا کیا رہنے دو۔

اور پھر اس کے بعد اس کو کثرت سے مال دیتا رہا یہاں تک کہ اس کا مال نو ہزار مثقال چاندی ہو گیا اور پاس رہنے والے دس بیٹے دیے اور سب طرح کا سامان ومال اس کے لیے مہیا کر دیا۔

شانِ نزول: ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا (الخ)

حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ولید بن مغیرہ حضور کی خدمت میں آیا اور آپ نے اس کے سامنے قرآن کریم پڑھا گویا کہ اس پر قرآن کریم کا اثر ہوا ابوجہل کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو وہ

اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے چچا تیری قوم چاہتی ہے کہ تیرے لیے مال جمع کر دے، کیوں کہ تو محمد ﷺ کے پاس جو ہے اس کو لینے کے لیے جاتا ہے ولید کہنے لگا قریش کو معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں ابوجہل نے کہا تو اس کے بارے میں کوئی بات کہہ دو جس سے تمھاری قوم کو معلوم ہو جائے کہ تم اس چیز کو پسند نہیں کرتے اور اسے برا سمجھتے ہو۔

ولید کہنے لگا میں کیا کہوں اللہ کی قسم تم میں کوئی مجھ سے زیادہ شعر جاننے والا نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ اس کے رجز اور قصیدے اور اشعار جن سے واقف ہے اور اللہ کی قسم جو یہ کہتے ہیں اس کے کوئی چیز مشابہ نہیں اللہ کی قسم ان کی باتوں میں مٹھاس ہے اور اس پر رونق ہے اور یہ اپنے اوپر کو روشن کرنے والے ہیں اور مشرق ان کے نیچے ہے اور یہ غالب آئیں گے مغلوب نہیں ہوں گے اور ان کے نیچے جو چیز ہے اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے ابوجہل یہ سن کر کہنے لگا کہ تیری قوم تجھ سے اس وقت تک راضی نہ ہوگی جب تک تو حضور ﷺ کے بارے میں کچھ کہے۔

تو ولید کہنے لگا مجھے سوچنے کا موقع دو چنانچہ اس نے سوچا تو کہنے لگا یہ دوسروں سے منقول شدہ جادو ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اس روایت کی سند شرط بخاری کے مطابق صحیح ہے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک دوسرے طرق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۱۴) پھر بھی ولید اپنے مال کی زیادتی کی ہوس رکھتا ہے حالاں کہ وہ میری نافرمانی کرتا ہے ہرگز وہ زیادہ دینے کے قابل نہیں چنانچہ اس کے بعد اس کا مال برابر رہا کیوں کہ وہ ہماری کتاب کا اور رسول کا دشمن اور اس کی تکفیر کرنے والا ہے میں عنقریب اسے دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ جس وقت وہ اس پر ہاتھ رکھے گا تو وہ گھل جائے گا اور پھر اپنی سابقہ حالت پر آجائے گا یا یہ کہ وہ پہاڑ پیتل کا ہوگا اس کے سامنے سے اس کو کھینچے گا اور پیچھے سے مارے گا۔

(۱۸۔۱۹) اس ولید بن مغیرہ نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں سوچا اور پھر ایک بات تجویز کی کہ آپ ساحر ہیں سو اس پر اللہ کی مار ہو کیسی بات تجویز کی۔

(۲۰۔۳۰) اور پھر مکرر اس پر خدا کی پھٹکار ہو کہ اس نے حضور ﷺ کے بارے میں کیسی بات تجویز کی پھر اپنی تجویز کردہ بات کو دیکھا یا یہ کہ صحابہ کرامؓ نے جب اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے ان کی طرف دیکھا پھر اپنا مونہہ بنالیا اور پھر زیادہ مونہہ بگاڑا اور پھر صحابہ کرامؓ سے مونہہ پھیر کر اپنے گھر کو چلا اور ایمان قبول کرنے سے تکبر کیا۔

پھر کہنے لگا کہ محمد ﷺ جو کہتے ہیں یہ تو مسیلمہ کذاب سے منقول شدہ جادو ہے یا یہ کہ جبر و یسار سے، یہ تو صرف جبر و یسار کا کلام ہے میں آخرت میں ولید بن مغیرہ کو دوزخ کے چھوٹے دروازہ میں داخل کروں گا اور اے محمد ﷺ! آپ کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے وہ انسان کے گوشت کو باقی نہیں رہنے دے گی اور جب دوسری مرتبہ پھر پیدا کر دیا جائے گا تو وہ پھر بھی گوشت کھا جائے گی اور وہ جلا کر بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی یا یہ کہ ان کی صورتوں کو سیاہ کر دے گی۔ اور دوزخ پر انیس فرشتے جو اس کے خازن ہیں مقرر ہوں گے۔

شانِ نزول: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے اور بیہقی نے بعث میں حضرت براءؓ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک جماعت نے ایک صحابی سے دوزخ کے۔۔۔۔۔۔۔خازنوں کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے آ کر رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دی تب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ ابوجہل ایک دن کہنے لگا اے گروہ قریش محمد ﷺ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کا وہ لشکر جو تمہیں دوزخ میں عذاب دے گا اس کی تعداد انیس ہے اور تم تعداد میں سب سے بڑھ کر ہو، کیا تمہارے سو آدمی ان کے ایک آدمی کو کفالت نہیں کر سکتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً۔

اور اسی طرح قتادہؓ سے روایت کی گئی ہے اور سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کہ دوزخ پر انیس فرشتے متعین ہیں نازل ہوئی تو قریش میں سے ایک شخص ابوالاشد نامی نے کہا کہ گروہ قریش تمہیں یہ انیس تعداد پریشان نہ کرے میں تم سے ان کو ہٹاؤں گا۔ اپنے داہنے کندھے پر دس اور بائیں پر نو کو لادلوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کی۔ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً۔

(۳۱) اور ہم نے دوزخیوں پر صرف فرشتوں ہی کو مقرر کیا ہے اور ہم نے جو دوزخ کے خازنوں کی تعداد صرف اس لئے کم رکھی ہے جو کفار مکہ کی آزمائش کا ذریعہ ہے یعنی ابوالاسد بن اسید بن کلدہ کی کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں سترہ فرشتوں کو کافی ہوں نو میری کمر پر ہوں گے اور آٹھ اپنے سینے پر لادلوں گا اور دو کو تم سنبھال لینا تو یہ اس لئے مقرر کی ہے تا کہ وہ لوگ یقین کر لیں جن کو توریت کا علم دیا گیا ہے یعنی حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی کیونکہ ان کی کتاب میں دوزخ کے خازنوں کی یہی تعداد مذکور ہے اور یہ بات معلوم ہو کر کہ ہماری کتاب میں بھی وہی چیز ہے جو کہ توریت میں ہے ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی جب کہ ان کی کتاب کے خلاف نہیں ہے اور مؤمنین بھی جب کہ یہ چیز توریت کے مخالف نہیں شک نہ کریں۔

تا کہ یہود و نصاریٰ سے یا یہ کہ کفار مکہ کہنے لگیں کہ خازنوں کی کم تعداد سے حق تعالیٰ کا کیا مقصد ہے اسی طرح اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے ہدایت عطا کرتا ہے اور فرشتوں کی تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور دوزخ کا حال بیان کرنا صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے کافی ہے کہ ان کو اس سے ڈرایا جائے۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ۙ
وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۙ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۙ اِنَّهَا لَاِحْدَى
الْكُبَرِ ۙ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ
اَوْ يَتَاَخَّرَ ۗ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ اِلَّآ اَصْحٰبَ
الْيَمِيْنِ ۛ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا
سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۔ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ
نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۙ
وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۭ فَمَا
تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۭ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۙ
كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۭ بَلْ
يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۙ
كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۭ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ
شَآءَ ذَكَرَهٗ ۭ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ
اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۧ

ہاں (ہاں ہمیں) چاند کی قسم (۳۲) اور رات کی جب پیٹھ پھیرنے لگے (۳۳) اور صبح کی جب روشن ہو (۳۴) کہ وہ (آگ) ایک بہت بڑی (آفت) ہے (۳۵) (اور) بنی آدم کے لئے موجب خوف (۳۶) جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہنا چاہے (۳۷) ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے (۳۸) مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ) (۳۹) (کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے (۴۰) (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے (۴۱) کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ (۴۲) وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے (۴۳) اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے (۴۴) اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے (۴۵) اور روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی (۴۷) تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش اُن کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی (۴۸) اُن کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں (۴۹) گویا گدھے ہیں کہ بدک جاتے ہیں (۵۰) (یعنی) شیر سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں (۵۱) اصل یہ ہے کہ اُن میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کے پاس کھلی ہوئی کتاب آئے (۵۲) ایسا ہرگز نہیں ہوگا حقیقت یہ ہے کہ اُن کو آخرت کا خوف ہی نہیں (۵۳) کچھ شک نہیں کہ یہ نصیحت ہے (۵۴) تو جو چاہے اسے یاد رکھے (۵۵) اور یاد بھی تبھی رکھیں گے جب خدا چاہے۔ وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے (۵۶)

تفسیر سورۃ المدثر آیات (۳۲) تا (۵٦)

(۳۲۔۳۸) قسم ہے چاند کی اور رات کی جس وقت وہ جانے لگیں اور صبح کی جب کہ وہ آنے لگے یا یہ کہ روشن ہو جائے اور سقر دوزخ کے حصوں میں سے ایک بڑا حصہ ہے چنانچہ جہنم سقر۔ نطی۔ حطمہ۔ سعیر۔ جحیم۔ ہاویہ یہ سب دوزخ کے حصے ہیں جو ان کے لیے بڑا ڈراوا ہے۔

یا یہ کہ محمد ﷺ انسانوں کو ڈرانے والے ہیں اب اس صورت میں اس جملہ کا تعلق صورت کے ابتدائی کلمات قُمْ فَاَنْذِرْ سے ہو جائے گا۔

یعنی تم میں جو چیز خیر کی طرف بڑھ کر ایمان لے آئے اس کے لیے بھی، یا شر سے ہٹ کر اس کو چھوڑ دے اس کے لیے بھی، یا یہ کہ خیر سے ہٹ کر کفر اختیار کرے ہر کافر شخص اپنے اعمال کفر کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں محبوس ہوگا۔

(۳۹) مگر جنتی وہ ایسے نہیں ہوں گے کیوں کہ بہشتوں میں ہوں گے۔

(۴۰۔۴۸) دوزخیوں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تمہیں دوزخ میں کس بات نے داخل کیا۔ دوزخی جواب میں کہتے ہوں گے کہ ہم نہ تو مسلمانوں کی طرح پانچوں نمازیں پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم مساکین کو صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے یا یہ کہ ہم زکوٰۃ اور صدقہ کچھ بھی نہیں دیا کرتے تھے۔

اور جھوٹوں کے ساتھ رہا کرتے تھے اور قیامت کے ہونے کا انکار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آئے گی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرمائے گا کہ تمہیں انبیاء کرام ملائکہ اور مسلمانوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔

(۴۹۔۵۲) سو ان مکہ والوں کو کیا ہوا کہ یہ قرآن کریم کو جھٹلاتے ہیں کہ گویا وہ وحشی گدھے ہیں کہ شیر سے یا آدمیوں کی جماعت سے بھاگے جا رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہوئے نوشتے دیے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس کی درخواست کی تھی کہ خاص ہمارے نام نوشتے آئیں جس میں ہمارا نام اور توبہ لکھی ہو کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں۔

شان نزول: بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ (الخ)

ابن منذرؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ کفار نے کہا کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو صبح کو ہر ایک شخص کے سر کے نیچے سے لکھا ہوا نکلے جس میں اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھی ہوئی ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵۳۔۵۵) یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے ڈرتے نہیں یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے نصیحت ہے سو جس کے نصیب میں اس سے نصیحت حاصل کرنا ہوگا وہ اس سے نصیحت حاصل کر لے گا۔

(۵۶) اور بغیر مشیت خداوندی کے یہ لوگ نصیحت نہیں قبول کریں گے۔ وہی ہے جس سے ڈر کر اس کی فرمانبرداری کی جائے اور وہی ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یعنی جو شخص اس سے ڈرے گا اور توبہ کرے گا تو وہی ہے اس کے جو قیامت میں گناہ معاف کرے گا۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ
عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ
اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ
الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾
يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى
رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ
بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾
وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ
بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ
قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾
اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ
اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾
وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ
السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ ع

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہم کو روز قیامت کی قسم (۱) اور نفسِ لوامہ کی (کہ سب لوگ اُٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے) (۲) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اُس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟ (۳) ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اُس کی پور پور درست کر دیں (۴) مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے (۵) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہو گا؟ (۶) جب آنکھیں چندھیا جائیں (۷) اور چاند گہنا جائے (۸) اور سورج اور چاند جمع کر دیے جائیں (۹) اُس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟ (۱۰) بے شک کہیں پناہ نہیں (۱۱) اُس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے (۱۲) اُس دن انسان کو جو (عمل) اُس نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے (۱۳) بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے (۱۴) اگرچہ عذر و معذرت کرتا رہے (۱۵) اور (اے محمدﷺ) وحی کے پڑھنے کیلئے اپنی زبان نہ چلایا کرو کہ اس کو جلد یاد کرلو (۱۶) اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے (۱۷) جب ہم وحی پڑھا کریں تو تم (اسکو سُنا کرو اور) پھر اسی طرح پڑھا کرو (۱۸) پھر اس (کے معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے (۱۹) مگر (لوگو) تم دُنیا کو دوست رکھتے ہو (۲۰) اور آخرت کو ترک کئے دیتے ہو (۲۱) اُس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے (۲۲) (اور) اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے (۲۳) اور بہت سے منہ اُداس ہوں گے (۲۴) خیال کریں گے کہ اُن پر مصیبت واقع ہونے کو ہے (۲۵) دیکھو جب جان گلے تک پہنچ جائے (۲۶) اور لوگ کہنے لگیں (اس وقت) کون جھاڑ پھونک کرنے والا ہے (۲۷) اور اُس (جاں بلب) نے سمجھا کہ اب سب سے جُدائی ہے (۲۸) اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے (۲۹) اُس دن تجھ کو اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہے (۳۰)

تفسیر سورۃ القیٰمۃ آیات (۱) تا (۳۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چالیس آیات اور ننانوے کلمات اور چھ سو باون حروف ہیں۔

(۱۔۲) میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی کہ وہ ضرور ہوگی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی خواہ نیک ہو یا گناہ گار جو کہ قیامت کے دن اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔

نیک انسان تو عذاب و ثواب کا مشاہدہ کر کے کہے گا کاش میں اور نیکیاں کرتا اور بدکار کہے گا کاش میں

گناہوں سے پاک صاف ہوتا۔

اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نفس نادمہ ہے یا یہ کہ وہ نفس جو کہ گناہوں سے توبہ کرے اور اپنے کو اس پر ملامت کرے یا یہ کہ اس سے نفس کافر اور فاجر مراد ہے۔

(۳۔۴) کیا انسان یعنی عدی بن ربیع خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی پرانی ہڈیاں جمع کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہم یقیناً اس چیز پر قادر ہیں کیوں کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں کو جمع کردیں کہ اس کا ہاتھ اونٹ کے موزے یا جانور کے کھر کی طرح ہوجائے یا یہ کہ ہم اس کا ہاتھ اونٹ کے موزے کی طرح کرنے پر قادر ہیں تو پھر ہم اس کی ہڈیوں کو کیوں جمع نہیں کرسکتے۔

(۵) بلکہ یہ چاہتا ہے کہ یہ فسق وفجور کرتا رہے اور توبہ میں تاخیر کرے یا یہ کہ اپنی آئندہ زندگی میں فسق وفجور کرتا رہے۔

(۶۔۹) یہ عدی بن ربیعہ بطور انکار کے پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس وقت آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند بے نور ہوجائے گا اور سورج و چاند دونوں ایک حالت کے ہوجائیں گے یعنی سیاہ بے نور ہوجائیں گے۔

(۱۰۔۱۲) تو دوزخ کے دیکھنے کے بعد عدی اور اس کے ساتھی ہیں گے اب کہاں بھاگوں اور کس جگہ پناہ لوں ہرگز کوئی پہاڑ اس کو دوزخ سے بچانے والا نہ ہوگا کہتے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے بچنے کے لیے کوئی اس کی رکاوٹ اور جائے پناہ نہ ہوگی قیامت کے دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس جانے کا ٹھکانا ہے۔

(۱۳۔۱۵) قیامت کے دن انسان کو سب اس کی اگلی پچھلی نیکیاں جتلا دے گا بلکہ عدی بن ربیع خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا اگرچہ اپنے بارے میں خوب بہانے یا معذرتیں پیش کرے یا یہ کہ اپنی حالت سے غافل اور دوسروں کی حالت سے واقف ہوگا۔

(۱۶۔۱۸) اے محمد ﷺ قرآن پڑھنے کے لیے آپ اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے اس سے پہلے کہ جبریل امین اپنی قرأت سے فارغ ہوجائیں کیوں کہ نبی اکرم ﷺ جس وقت جبریل امین قرآن کریم کا کوئی حصہ لے کر آتے تھے تو جبریل امین کے ختم کرنے سے پہلے بھول جانے کے خوف سے آپ پڑھنا شروع کردیتے اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ آپ کے قلب میں اس کا جمع کردینا ہمارے ذمہ ہے اور جبریل امین کی قرأت کا آپ کی زبان سے پڑھوا دینا یا یہ کہ حلال وحرام کا سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے سو جس وقت جبریل امین اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ ان کے بعد اس کو پڑھ لیا کیجیے یا یہ کہ جس وقت وہ حلال وحرام کی تعلیم کریں تو آپ ان کی پیروی کریں۔

شانِ نزول: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ (الخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جس وقت وحی نازل ہوا

کرتی تھی تو آپ اس کے یاد کرنے کی خاطر اپنی زبان مبارک کو حرکت دیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

(۱۹_۲۱) اور پھر اس کے حلال و حرام اوامر نواہی کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم دنیا کے لیے کام کرتے ہو اور ثواب آخرت کے لیے کام کرنے کو چھوڑ بیٹھے۔

(۲۲_۲۵) سچے مومنوں کے چہرے تو قیامت کے دن بارونق اور چمکدار ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے اور کافروں اور منافقوں کے چہرے قیامت کے دن بے رونق ہوں گے اور دیدار خداوندی سے محروم رہیں گے اور سمجھیں گے کہ ان پر سخت عذاب نازل کیا گیا ہے۔

(۲۶_۳۰) ہرگز ایسا نہیں جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے اور حاضرین سے کہتا ہے کہ کوئی دوا دارو کرنے والا ہے یا یہ کہ فرشتے آپس میں کہتے ہیں کہ کون اس کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہے اور اس وقت مردہ یقین کر لیتا ہے کہ یہ جدائی کا وقت ہے اور دنیاوی آخری دن کی سختی آخرت کے پہلے دن کی سختی کے ساتھ مل جاتی ہے یا یہ کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے اور قیامت کے دن تمام مخلوقات کو اپنے پروردگار کی طرف جانا ہے۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۙ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۙ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ؕ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۙ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ؕ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ؕ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۙ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۙ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ؕ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ	تو اس (ناعاقبت اندیش) نے نہ تو (کلام خدا کی) تصدیق کی نہ نماز پڑھی (۳۱) بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (۳۲) پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا (۳۳) افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے (۳۴) پھر افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے (۳۵) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟ (۳۶) کیا وہ منی کا جو رحم میں ڈالی جاتی ہے ایک قطرہ نہ تھا؟ (۳۷) پھر لوتھڑا ہوا پھر (خدا نے) اُس کو بنایا پھر (اس کے اعضا کو) درست کیا (۳۸)

پھر اُس کی دو قسمیں بنائیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت (۳۹) کیا اُس کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مُردوں کو جلا اُٹھائے (۴۰)

تفسیر سورة القيمة آيات (۳۱) تا (۴۰)

(۳۱_۳۳) اور اس ابوجہل نے نہ وحدانیت خداوندی کی تصدیق کی تھی اور نہ اسلام قبول کر کے نمازیوں میں سے ہوا تھا لیکن توحید کو جھٹلایا تھا اور ان سے منہ موڑا تھا اور پھر تکبر کرتا اور ناز کرتا ہوا دنیا میں اپنے گھر چل دیتا تھا۔

(۳۴_۳۵) چنانچہ حضور کے سامنے یہ آ گیا آپ نے اسے پکڑ کر ایک مرتبہ یا دو مرتبہ حرکت دی اور فرمایا اے ابوجہل تیری کمبختی پر کمبختی آنیوالی ہے چنانچہ قرآن کریم میں یہ الفاظ اسی طرح نازل ہو گئے۔

شانِ نزول: اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ۝ ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ تو ابوجہل نے قریش سے کہا کہ تمھاری مائیں تمہیں روئیں ابن ابی کبشہ یعنی حضور بتلاتے ہیں کہ جہنم کے خازن انیس ہیں اور تم پوری دنیا ہو کیا تم میں سے دس آدمیوں سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک جہنم کے خازن کو پچھاڑ دو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے پاس وحی بھیجی کہ اس کے پاس جا کر اس سے یہ کہہ دیں اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی۔

امام نسائیؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمان خداوندی اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ رسول اکرم ﷺ نے خود فرمایا تھا یا اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا حکم دیا تھا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ نے خود فرمایا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل کر دیا۔

(۳۶) کیا ابوجہل سمجھتا ہے کہ اسے یوں ہی بغیر امر و نہی کے چھوڑ دیا جائے گا۔

(۳۷۔۳۸) کیا یہ ابوجہل ایک منی کا قطرہ نہ تھا جو عورت کے رحم میں ٹپکایا گیا پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے انسان بنایا اور اس کے ہاتھ پیروں اور تمام اعضاء کو درست کر کے اس میں روح پھونکی۔

(۳۹۔۴۰) پھر اس کے بعد اس کا لڑکا یعنی عکرمہ بن ابی جہل اور لڑکی جویریہ پیدا کی ان تمام باتوں کا کرنے والا کیا اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر دے بلکہ ہمارا پروردگار اس چیز پر ضرور بالضرور قادر ہے جیسا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کر دیا۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿١﴾
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿٢﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا
كَفُوْرًا ﴿٣﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿٤﴾
اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿٥﴾
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٦﴾ يُوْفُوْنَ
بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿٧﴾ وَيُطْعِمُوْنَ
الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿٨﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿٩﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ
رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿١١﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا
زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾
وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿١٥﴾
قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا
كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوْفُ
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾
عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ
مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ
ع لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابلِ ذکر نہ تھی (۱) ہم نے انسان کو نطفہ مخلوط سے پیدا کیا تا کہ اُسے آزمائیں تو ہم نے اُس کو سنتا دیکھتا بنایا (۲) (اور) اُسے رستہ بھی دکھایا (اب وہ) خواہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا (۳) ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے (۴) جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی (۵) یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے (۶) یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی خوف رکھتے ہیں (۷) اور باوجود یہ کہ اُن کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں (۸) (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکرگزاری کے (طلب گار) (۹) ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کریہہ المنظر اور (دلوں کو) سخت (مضطر کر دینے والا) ہے (۱۰) تو خدا اُن کو اُس دن کی سختی سے بچا لے گا اور تازگی اور خوش دلی عنایت فرمائے گا (۱۱) اور اُن کے صبر کے بدلے اُن کو بہشت (کے باغات) اور ریشم (کے ملبوسات) عطا کرے گا (۱۲) اُن میں وہ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں نہ دھوپ (کی حدت) دیکھیں گے نہ سردی کی شدت (۱۳) اُن سے (ثمردار شاخیں اور) اُن کے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے (۱۴) (خدام) چاندی کے باسن لئے ہوئے اُن کے اردگرد پھریں گے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس (۱۵) اور شیشے بھی چاندی کے جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں (۱۶) اور وہاں اُن کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی (۱۷) یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے (۱۸) اور اُن کے پاس لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہیں گے۔ جب تم اُن پر نگاہ ڈالو تو خیال کرو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں (۱۹) اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت

دیکھو گے (۲۰) اُن (کے بدنوں) پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔ اور اُنہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور اُن کا پروردگار اُن کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا (۲۱) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (خُدا کے ہاں) مقبول ہوئی (۲۲)

تفسیر سورۃ الدھر آیات (۱) تا (۳۲)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اکتیس آیات اور دو سو چالیس کلمات اور ایک ہزار چون حروف ہیں۔

(۱) آدم علیہ السلام پر چالیس سال کا ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جب کہ ان کا پتلا بنا ہوا تھا کہ ان کو کسی چیز کی خبر نہ تھی اور کس غرض سے وہ بنائے گئے اس کی خبر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو نہ تھی۔

(۲) اور ہم نے اولاد آدم کو حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام سے پیدا کیا یا یہ مختلف مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، کیوں کہ مرد کی منی سفید گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی زردی مائل اور پتلی ہوتی ہے اور بچہ دونوں کی منی سے پیدا ہوتا ہے اس طور پر کہ ہم سختی اور فراخی سے یا یہ کہ نیکی اور برائی کے ذریعے سے آزمائیں پھر ہم نے اس کو قوت سماعت عطا کی تا کہ حق و ہدایت کی بات سنے اور بینائی عطا کی تا کہ حق و ہدایت کو دیکھے۔

(۳) ہم نے اس کو ایمان و کفر کا اور نیکی و برائی کا راستہ بتلا دیا یا تو وہ شکر گزار مومن ہو گیا یا ناشکرا کافر یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے اس کو شکر گزاروں یا ناشکروں کا راستہ دکھلا دیا۔

(۴۔۵) ہم نے ابوجہل وغیرہ کے لیے دوزخ میں بیڑیاں اور آگ تیار کر رکھی ہے اور سچے ایمان دار جنت میں اسے جام شراب سے شرابیں پئیں گے جس میں کافور شامل ہوگا۔

(۶) یعنی ایسے چشمے سے جس سے اللہ کے خاص بندے پئیں گے اور اس میں ملائیں گے یا یہ کہ کافور کے چشمے کو جنت میں اپنے محلات وغیرہ میں جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

(۷۔۸) آگے ان نیک لوگوں کی صفات مذکور ہیں جن پر وہ دنیاوی زندگی میں کار بند تھے کہ وہ لوگ عہد اور قسموں کو یا یہ کہ فرائض کو پورا کرتے اور ایسے دن کے عذاب سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی اور وہ لوگ کھانے کی کمی اور اس کی خواہش کے باوجود غریب مسلمانوں اور یتیم اور مسلمان قیدیوں کو خواہ کافروں کے قبضہ میں ہوں یا جیل میں کھانا کھلاتے ہیں۔

شانِ نزول: وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (الخ)

ابن منذر نے ابن جریر سے وَاَسِیْرًا کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسلمانوں میں سے کسی کو قید نہیں کیا کرتے تھے لیکن یہ آیت کافروں کے قیدیوں کے بارے نازل ہوئی ہے کافر عذاب میں ان کو قید کر لیا کرتے تھے تو رسول اکرم ﷺ ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۹۔۱۰) اور یوں کہتے ہیں کہ ہم محض اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں اگر چہ ان حضرات نے زبان سے یہ الفاظ

نہیں کیے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی سچائی کی بنا پر اس چیز کا ذکر کر دیا نہ ہم تم سے اس کا فعلی بدلہ چاہیں اور نہ زبانی شکر یہ! ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت دن کے عذاب کا اور اس کے تلخ ہونے کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

(۱۱۔۱۲) سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور ان کو چہروں کی اور دلوں کی فرحت وخوشی عطا کرے گا اور دنیا میں جو انھوں نے فقر وتنگیوں پر صبر کیا، اس کے صلہ میں جنت دے گا۔

(۱۳۔۱۴) اس حالت میں کہ وہ جنت میں مسہریوں پر آرام وعزت سے تکیہ لگائے ہوں گے اور نہ وہاں گرمی کی تکلیف ہوگی اور نہ سردی کی شدت اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان کے قریب ہوں گے اور ان کے میوے ان کے اختیار میں ہوں گے کہ ہر طرح لے سکیں گے۔

(۱۵۔۱۷) اور ان کی خدمت میں چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آبخورے جو شیشے کے ہوں گے وہ غلمان جنت کے ہاتھوں میں ہوں گے، یا یہ کہ جن کو مناسب انداز سے بھرا ہوگا کہ نہ کم ہوں گے نہ زیادہ اور جنت میں ان کو ایسا جام شراب پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔

(۱۸۔۲۰) یعنی ایسے چشمے سے جو جنت میں ہوگا جس کا نام وہاں سلسبیل ہوگا اور ان کی خدمت کے لیے ایسے لڑکے ہوں گے جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے اگر محمد ﷺ آپ ان کو دیکھ لیں تو سمجھیں کہ صفائی میں موتی ہیں بکھر گئے یا یہ کہ ان کی اس قدر کثرت ہوگی اگر آپ جنت کو دیکھ لیں تو ہمیشہ کی بڑی نعمت نظر آئے وہاں ان کے پاس کوئی بغیر اجازت اور سلام کے داخل نہ ہوگا۔

شانِ نزول: وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا (الخ)

ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس نے آپ کے پہلو پر نشان بنا دیے تھے یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روے۔ آپ نے ان سے ان کے رونے کا سبب پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کسری اور اس کی بادشاہت اور ہرمزد اور اس کا ملک اور حبشہ کا بادشاہ اور اس کی بادشاہت یاد آئی اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ایک کھجور کی چٹائی پر آرام فرما ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھے بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔

(۲۱۔۲۲) اور ان پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور ان پر چاندی کے قباء ہوں گے اور ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا کہ اس میں میل اور کھوٹ نہ ہوگا یہ جو کچھ مذکور ہوا تمھارا صلہ ہے اور تمھارے اعمال مقبول ہوئے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ۚ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۚ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۚ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۖ﴿۳۰﴾ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۱﴾ ع ۲

(اے محمدؐ) ہم نے تم پر قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے (۲۳) تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے رہو اور اُن لوگوں میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کا کہا نہ مانو (۲۴) اور صبح وشام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو (۲۵) اور رات کو بڑی رات تک سجدے کرو اور اُس کی پاکی بیان کرتے رہو (۲۶) یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑے دیتے ہیں (۲۷) ہم نے اُن کو پیدا کیا اور اُن کے مفاصل کو مضبوط بنایا اور اگر ہم چاہیں تو اُن کے بدلے اُنہی کی طرح اور لوگ لے آئیں (۲۸) یہ تو نصیحت ہے جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے کا رستہ اختیار کرے (۲۹) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو خدا کو منظور ہو۔ بے شک خدا جاننے والا حکمت والا ہے (۳۰) جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۱)

تفسیر سورۃ الدھر آیات (۲۳) تا (۳۱)

(۲۳۔۲۶) اور ہم نے آپ پر قرآن کریم بذریعہ جبریل امین ایک ایک اور دو دو آیات کر کے نازل کیا ہے۔ سو آپ اپنے پروردگار کے فیصلہ پر یا یہ کہ تبلیغ رسالت پر مستقل رہیے اور ان کافر قریش میں سے کسی فاجر کذاب یعنی ولید بن مغیرہ یا کافر یعنی عتبہ بن ربیعہ کے کہنے میں نہ آیئے اور فجر، ظہر، عصر اور مغرب وعشاء کی نماز پڑھا کیجیے اور رات کو بھی تہجد پڑھا کیجیے۔ کہا گیا ہے تہجد کی تخصیص صرف آپ کے لیے ہے۔

شانِ نزول: وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (الخ)

عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل بدبخت کہنے لگا کہ اگر میں محمد ﷺ! دیکھ لوں تو معاذ اللہ آپ کی گردن مروڑ دوں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آیئے۔

(۲۷) یہ کفار مکہ تو صرف دنیا کے لیے کوشش کرتے ہیں اور آنے والے ایک بھاری دن کی تیاری کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

(۲۸) ہم نے ہی ان مکہ والوں کو پیدا کیا اور ان کو مضبوط بنایا اور جب چاہیں تو ہم ان کو ہلاک کر دیں اور ان کی جگہ ان ہی جیسے بہترین عبادت گزار آدمی پیدا کر دیں۔

(۲۹) یہ سورت اللہ کی طرف سے نصیحت ہے سو جو شخص چاہے وحدانیت اختیار کر کے اپنے رب کی طرف کا راستہ

اختیار کرے۔

(۳۰) اور تم بغیر اللّٰہ کی مرضی کے کوئی بات کفر و ایمان نیکی و برائی کی نہیں چاہ سکتے اور جو تم نیکی و برائی چاہو اس سے اللّٰہ تعالیٰ واقف اور حکمت والا ہے۔

(۳۱) کہ تم بغیر اس کی مشیت کے کسی چیز کو اختیار نہیں کر سکتے جو دین اسلام کا اہل ہوتا ہے وہ اس سے سرفرازی عطا کرتا ہے اور کافروں کے لیے اس نے آخرت میں قریب ہی دردناک عذاب تیار رکھا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ
نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا اَوْ
نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَاِذَا
السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ
اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ
نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿١٨﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿١٩﴾ اَلَمْ
نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿٢١﴾
اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَیْلٌ
یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾
اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ
وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿٢٨﴾
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ
ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾
اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَیْلٌ
یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا
یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿٣٧﴾
هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِیْنَ ﴿٣٨﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
كَیْدٌ فَكِیْدُوْنِ ﴿٣٩﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿٤٠﴾ ع ۲۱

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہواؤں کی قسم جو نرم نرم چلتی ہیں (۱) پھر زور پکڑ کر جھکڑ ہو جاتی ہیں (۲) اور (بادلوں کو) پھاڑ کر پھیلا دیتی ہیں (۳) پھر اُن کو پھاڑ کر جُدا جُدا کر دیتی ہیں (۴) پھر فرشتوں کی قسم جو وحی لاتے ہیں (۵) تاکہ عذر (رفع) کر دیا جائے یا ڈر سُنا دیا جائے (۶) کہ جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے (۷) جب تاروں کی چمک جاتی رہے (۸) اور جب آسمان پھٹ جائے (۹) اور جب پہاڑ اُڑے اُڑے پھریں (۱۰) اور جب پیغمبر فراہم کئے جائیں (۱۱) بھلا (ان امور میں) تاخیر کس لئے کی گئی؟ (۱۲) فیصلے کے دن کے لئے (۱۳) اور تمہیں کیا خبر کہ فیصلے کا دن کیا ہے (۱۴) اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے (۱۵) کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا؟ (۱۶) پھر ان پچھلوں کو بھی اُن کے پیچھے بھیج دیتے ہیں (۱۷) ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں (۱۸) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۱۹) کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا (۲۰) (پہلے) اس کو ایک محفوظ جگہ میں رکھا (۲۱) ایک وقت متعین تک (۲۲) پھر اندازہ مقرر کیا اور ہم کیا ہی خوب اندازہ مقرر کرنے والے ہیں (۲۳) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۲۴) کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا (۲۵) (یعنی) زندوں اور مُردوں کو (۲۶) اور اُس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور تم لوگوں کو میٹھا پانی پلایا (۲۷) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۲۸) جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اُس کی طرف چلو (۲۹) (یعنی) اُس سائے کی طرف چلو جس کی تین

شاخیں ہیں (۳۰) نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ (۳۱) اس سے آگ کی (اتنی اتنی بڑی) چنگاریاں اُڑتی ہیں جیسے محل (۳۲) گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں (۳۳) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۳۴) یہ وہ دن ہے کہ (لوگ) لب تک نہ ہلا سکیں گے (۳۵) اور نہ اُن کو اجازت دی جائے گی کہ عذر کر سکیں (۳۶) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۳۷) یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے (۳۸) اگر تم کو کوئی داؤں آتا ہو تو مجھ سے کر چلو (۳۹) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۴۰)

تفسیر سورۃ المرسلٰت آیات (۱) تا (۴۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پچاس آیات اور ایک سو اکیاسی کلمات اور آٹھ سو سولہ حروف ہیں۔

(۱۔۵) قسم ہے تیز رفتار فرشتوں کی یا یہ کہ ان فرشتوں کی جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجے جاتے ہیں یعنی جبریل میکائیل اسرافیل اور پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں اور پھر بادلوں کی یا ان ہواؤں کو جو بادلوں کو اٹھا کر پھیلاتی ہیں یا اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کتابوں کو کھولتے ہیں۔

اور پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں یا اس سے مراد وہ آیات ہیں جو کہ حق و باطل حلال و حرام کے درمیان امتیاز کرتی ہیں اور کہا گیا ہے کہ ان تینوں قسموں سے ہوائیں مراد ہیں۔

(۶۔۷) اور پھر قسم ہے وحی لانے فرشتوں کی جو اللّٰہ کی یاد یعنی توبہ کا یا اس کے عذاب سے ڈرانے کا القاء کرتی ہیں یا عذر سے مراد حلال اور نذر سے مراد حرام ہے یا یہ کہ عذر سے مراد امر اور نذر سے مراد نہی ہے یا یہ کہ عذر سے وعدہ اور نذر سے وعید مراد ہے ان تمام چیزوں کی اللّٰہ تعالیٰ قسم کھا کر فرماتا ہے کہ آخرت میں تم پر ثواب و عذاب ضرور ہوگا۔

(۸۔۱۵) اب اللہ تعالیٰ اس کا وقت بیان فرماتے ہیں کہ جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور جب تمام پیغمبر جمع کیے جائیں گے اور تمام وقت معینہ پر ہوں گی اور کس دن کے لیے یہ معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے مخلوقات کے فیصلہ کے دن کے لیے اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا ہے تو اس روز یعنی قیامت کے دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔

(۱۶۔۱۹) کیا ہم پہلے لوگوں کو عذاب اور موت سے نہیں ہلاک کر چکے اور پچھلوں کو بھی عذاب اور موت کے ذریعے اگلوں ہی کے ساتھ ساتھ کر دیں گے آپ کی قوم جو مشرک ہے ہم ان کے ساتھ ایسا ہی کریں گے قیامت کے دن ان جھٹلانے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔

(۲۰۔۲۱) اے جھٹلانے والوں کی جماعت کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا پھر ہم نے اس کو نو مہینے تک یا اس سے کم یا زائد تک ایک محفوظ جگہ یعنی رحم مادر میں رکھا۔

(۲۲۔۲۳) غرض کہ ہم نے اس کی خلقت کا اندازہ ٹھہرایا یا یہ کہ ہم اس کے پیدا کرنے پر قادر ہیں یا یہ کہ شکم عورت میں

ہم نے اس کا نقشہ بنایا تو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے اور نقشہ بنانے والے ہیں۔

(۲۴۔۲۶) ایمان و قیامت کے منکروں کو قیامت کے دن سخت ترین عذاب ہوگا، بندوں پر جو اللہ تعالیٰ نے احسانات کیے ان کا تذکرہ کرتا ہے کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا کہ زندہ اس کے اوپر اور مردے اس کے اندر ہیں یا یہ کہ زندوں اور مردوں کے لیے اس کو برتن نہیں بنایا۔

(۲۳۔۲۷) اور ہم نے اس زمین کی میخوں کے لیے اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور اے جھٹلانے والو تمہیں میٹھا پانی یا یہ کہ دودھ پلایا تو قیامت کے دن ان جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔ اے جھٹلانے والو تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے ان سے فرشتے حساب سے فارغ ہونے کے بعد کہیں گے اور اے گروہ مکذبین تم دوزخ کے اس دھوئیں کی طرف چلو جس میں تین شاخیں ہیں جس میں نہ دوزخ کی گرمی سے ٹھنڈا سایہ ہے اور اس کی لپٹوں سے بچاتا ہے اور وہ انگارے برساتا ہے جیسا کہ بڑے درخت کے تنے جیسے کالے کالے اونٹ۔

(۳۴۔۳۶) قیامت کے دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت عذاب ہے یہ وہ وقت ہوگا جس میں وہ نہ بول سکیں گے اور بولنے کی کوشش کریں گے تو ان کو عذر پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۳۷۔۳۸) قیامت کے دن یہ جھٹلانے والے دوزخ کے گڑھے میں ہوں گے۔ یہ ہے مخلوق کے درمیان فیصلہ کا دن اے جھٹلانے والو آج ہم نے تمہیں اور تم سے اگلوں اور پچھلوں کو سب کو جمع کر لیا۔

(۳۹۔۴۰) سو اگر تم میں میرے مقابلہ کی طاقت ہے تو مقابلہ کر دیا یہ کہ اگر مجھ سے بچنے کی تمھارے پاس کوئی تدبیر ہے تو اپنی تدبیر چلاؤ قیامت کے دن یہ جھٹلانے والے دوزخ کی وادی میں ہوں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۲۲

بے شک پرہیز گار سایوں اور چشموں میں ہوں گے (۴۱) اور میووں میں جو اُن کو مرغوب ہوں (۴۲) جو عمل تم کرتے رہے تھے اُن کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (۴۳) ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۴۴) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۴۵) (اے جھٹلانے والو) تم کسی قدر کھالو اور فائدے اٹھالو تم بے شک گنہگار ہو (۴۶) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۴۷) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکو تو جھکتے نہیں (۴۸) اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (۴۹) اب اس کے بعد یہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟ (۵۰)

تفسیر سورۃ المرسلٰت آیات (۴۱) تا (۵۰)

(۴۱۔۴۴) اب اہل ایمان کے مقام کا بیان ہے کہ کفر و شرک سے بچنے والے درختوں کے سایوں اور پاکیزہ چشموں

کے پانی اور مختلف قسم کے مرغوب میووں میں ہوں گے اور ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے دنیاوی اعمال کے بدلہ میں خوب مزے سے بغیر کسی تکلیف کے خوف کے کھاؤ پیو ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۴۵۔۴۸) جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے اے گروہ مکذبین تم دنیا میں تھوڑے اور کھا پی لو تم مشرک ہو تمھارا آخرت میں ٹھکانا دوزخ ہے قیامت کے دن جھٹلانے والوں کو سخت عذاب ہوگا اور جب ان جھٹلانے والوں سے دنیا میں کہا جاتا تھا کہ اللہ کی توحید کے سامنے جھک جاؤ تو یہ توحید کو نہیں مانتے تھے یا یہ کہ یہ بات آخرت میں ہوگی جس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ ہم مشرک نہیں تھے تو پھر سجدہ کرو تو یہ لوگ سجدہ کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور ان کی کمریں تختوں کی طرح ہو جائیں گی اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہم اپنی کمروں کو رکوع و سجود کے لیے نہیں جھکاتے۔

شانِ نزول: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ (الخ)

ابن منذر نے مجاہد سے فرمان خداوندی وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی طرف جھکو تو نہیں جھکتے تھے، کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴۹۔۵۰) اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ، کتاب اور بعث بعد الموت جھٹلانے والوں کے لیے قیامت کے دن بہت سخت عذاب ہے پھر اگر یہ لوگ اس کتاب پر ایمان نہیں لاتے تو پھر قرآن حکیم کے بعد کون سی کتاب پر ایمان لائیں گے۔

سُوْرَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝٢ الَّذِيْ هُمْ
فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝٣ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ وَّخَلَقْنٰكُمْ
اَزْوَاجًا ۝٨ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠
وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢
وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً
ثَجَّاجًا ۝١٤ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝١٦ اِنَّ
يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝١٧ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ
فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝١٨ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝١٩
وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝٢٠ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ
مِرْصَادًا ۝٢١ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝٢٢ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝٢٣
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝٢٤ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝٢٥
جَزَآءً وِّفَاقًا ۝٢٦ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝٢٧
وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝٢٨ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝٢٩
فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝٣٠ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝٣١

سُوْرَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(یہ) لوگ کس کی نسبت پوچھتے ہیں؟(۱) (کیا) بڑی خبر کی نسبت؟(۲) جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں (۳) دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے (۴) پھر دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے (۵) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟(۶) اور پہاڑوں کو (اس کی) میخیں (نہیں ٹھہرایا)؟(۷) (بے شک بنایا) اور تم کو جوڑا جوڑا بھی پیدا کیا (۸) اور نیند کو تمہارے لئے (موجب) آرام بنایا (۹) اور رات کو پردہ مقرر کیا (۱۰) اور دن کو معاش (کا وقت) قرار دیا (۱۱) اور تمہارے اُوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے (۱۲) اور (آفتاب کا) روشن چراغ بنایا (۱۳) اور نچڑتے بادلوں سے مُوسلا دھار مینہ برسایا (۱۴) تاکہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں (۱۵) اور گھنے گھنے باغ (۱۶) بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے (۱۷) جس دن صُور پھونکا جائے گا تم لوگ غٹ کے غٹ آموجود ہو گے (۱۸) اور آسمان کھولا جائے گا تو (اس میں) دروازے ہو جائیں گے (۱۹) اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو کر رہ جائیں گے (۲۰) بے شک دوزخ گھات میں ہے (۲۱) (یعنی) سرکشوں کا وہی ٹھکانا ہے (۲۲) اُس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے (۲۳) وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) (۲۴) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ (۲۵) (یہ) بدلہ ہے پورا پورا (۲۶) یہ لوگ حساب (آخرت) کی امید ہی نہیں رکھتے تھے (۲۷) اور ہماری آیتوں کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلاتے رہتے تھے (۲۸) اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے (۲۹) سو (اب) مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے (۳۰)

تفسیر سورۃ النبا آیات (۱) تا (۳۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں چالیس آیات اور ایک سو تیس کلمات اور چھ سو نوے حروف ہیں۔

(۱۔۵) یہ قریش کس چیز کے متعلق میں گفتگو کر رہے ہیں اس عظیم الشان قرآن حکیم کے متعلق جس کی یہ لوگ تکذیب اور بعض تصدیق کر رہے ہیں کیوں کہ جبریل امینؑ جس وقت حضورؐ کے پاس قرآن کریم لے کر آئے، اور آپ نے قریش کے سامنے اس کو پڑھا تو اس بارے میں وہ لوگ گفتگو و شنید کرنے لگے، چنانچہ ان میں سے بعض نے تو اس کی تصدیق کی اور بعض نے تکفیر کی۔ ہرگز ایسا نہیں ان کو موت کے وقت عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ

کیا جائے گا اور ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ قبر میں کیا معاملہ ہوگا۔

شانِ نزول: عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن ﷫ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مبعوث کیے گئے تو کافر آپ کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۶۔۱۰) کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں بنایا اور ہم نے ہی تمہیں مرد و عورت بنایا اور تمہارے سونے کو تمہارے جسموں کی راحت کی چیز بنایا اور ہم نے ہی رات کو سکونت یا یہ کہ پردہ کی چیز بنایا۔

(۱۱۔۱۶) اور ہم نے ہی دن کو معاش کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ہی تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ہم نے ہی انسانوں کے لیے سورج کو روشن چراغ بنایا اور ہم نے ہی ہواؤں سے بادل لا کر کثرت کے ساتھ پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی کے ذریعے سے مختلف اقسام کی سبزیاں غلے اور گنجان باغات اگائیں۔

(۱۷۔۲۰) بے شک فیصلے کا دن اولین و آخرین کے جمع ہونے کے لیے ایک معین وقت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ در گروہ اور جماعت در جماعت آؤ گے اور آسمان کے دروازے کھل جائیں گے پھر اس میں راستے ہی راستے ہو جائیں گے اور روئے زمین سے پہاڑ ہٹا دیے جائیں گے۔ سو وہ ریت کی مانند ہو جائیں گے۔

(۲۱۔۲۳) بے شک دوزخ ایک قید خانہ ہے اور وہ کافروں کا ٹھکانا ہے کہ جس میں وہ بے انتہا زمانوں تک پڑے رہیں گے۔ ایک عقب چالیس سال کا ہوتا ہے اور سال تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت میں ایک دن دنیاوی ہزار سال کے برابر ہوگا۔ یا یہ کہ ان زمانوں کی مقدار اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے۔

(۲۴۔۲۸) تو وہاں سے ان لوگوں کو نجات حاصل نہیں ہوگی اور دوزخ میں نہ تو وہ ٹھنڈے پانی یا یہ کہ نیند کا مزہ چکھیں گے اور نہ ٹھنڈی پینے کی چیز کا سوائے سخت گرم پانی اور زمہریر، یا یہ کہ پیپ کے۔ یہ ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔ یہ لوگ دنیا میں نہ تو عذاب آخرت سے ڈرتے تھے اور نہ اس پر ایمان ہی لاتے تھے اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول کی تکذیب کرتے تھے۔

(۲۹۔۳۰) اور ہم نے انسانوں کے تمام اعمال لوح محفوظ میں لکھ رکھے ہیں سو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ ہم ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب بڑھائے چلے جائیں گے۔

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً
حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ
اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ
وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع ۲

بے شک پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہے(۳۱)(یعنی) باغ اور انگور (۳۲) اور ہم عمر نو جوان عورتیں اور شراب کے چھلکتے ہوئے گلاس (۳۳) وہاں نہ بیہودہ بات سُنیں گے نہ جھوٹ (خرافات) (۳۵) یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے صلہ ہے انعام کثیر (۳۶) وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو اُن میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اُس سے بات کرنے کا یارا نہ ہوگا (۳۷) جس دن رُوح (الامین) اور (اور) فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے) رحمٰن اجازت بخشے اور اُس نے بات بھی درست کہی ہو (۳۸) یہ دن برحق ہے پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے (۳۹) ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص اُن (اعمال) کو جو اُس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا (۴۰)

تفسیر سورۃ النبا آیات (۳۱) تا (۴۰)

(۳۱-۳۳) کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے جنت میں نجات اور اللہ تعالیٰ کا قرب ہے اور مختلف قسم کے باغوں کے انگور ہیں اور دل بہلانے کو نو خاستہ ہم عمر عورتیں ہیں۔

(۳۴-۳۷) اور بھرے ہوئے جام شراب ہیں، جنتی جنت میں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ اس جنت میں ایک نیکی کے بدلے دس گنا ان کو ثواب ملے گا یا یہ کہ ان کے اعمال کے موافق اس روز فرشتوں کو بغیر حکم خداوندی کلام کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۳۸) اور جس روز جبریل امین اور تمام فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی کسی کی سفارش کے لیے بول نہ سکے گا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ سفارش کی اجازت دے اور وہ بات بھی ٹھیک کہے یعنی کلمہ طیبہ۔

اور کہا گیا ہے کہ روح سے مراد ایک مخلوق ہے، جس کی عظمت اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ عرش خداوندی کے علاوہ ہر ایک چیز سے بڑا فرشتہ ہے یومیہ بارہ ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو کہ قیامت تک مومنین کے لیے استغفار کرتا رہے گا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ فرشتوں میں سے ایک مخلوق ہے جس کے انسانوں کی طرح ہاتھ پیر ہیں۔

(۳۹) یہ دن جس کا اوپر ذکر ہوا یقینی دن ہے سو جس کا دل چاہے تو حید اختیار کر کے اس کے ذریعے سے اپنے رب کے پاس اپنا ٹھکانا بنا لے۔

(۴۰) اے مکہ والو! ہم نے تمہیں ایک آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس دن مومن یا کافر اپنی کی ہوئی نیکی یا برائی کو دیکھ لے گا اور کافر قیامت کے عذاب و سختیوں کو دیکھ کر تمنا کرے گا کہ کاش میں مٹی ہو جاتا۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ
الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝
اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝
ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ
اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ
تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ
الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ
فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ
الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اُن (فرشتوں) کی قسم جو ڈوب کر کھینچ لیتے ہیں (۱) اور اُن کی جو آسانی سے کھول دیتے ہیں (۲) اور اُن کی جو تیرتے پھرتے ہیں (۳) پھر لپک کر آگے بڑھتے ہیں (۴) پھر (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتے ہیں (۵) (کہ وہ دن آ کر رہے گا) جس دن زمین کو بھونچال آئے گا (۶) پھر اُس کے پیچھے اور (بھونچال) آئے گا (۷) اُس دن (لوگوں کے) دل خائف ہو رہے ہوں گے (۸) (اور) آنکھیں جھکی ہوئی (۹) (کافر) کہتے ہیں کیا ہم اُلٹے پاؤں پھر لوٹیں گے؟ (۱۰) بھلا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کئے جائیں گے) (۱۱) کہتے ہیں کہ یہ لوٹنا تو (موجب) زیاں ہے (۱۲) وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی (۱۳) اُس وقت وہ (سب) میدانِ حشر میں آ جمع ہوں گے (۱۴) بھلا تم کو موسیٰ کی حکایت پہنچی ہے (۱۵) جب اُن کے پروردگار نے اُن کو پاک میدان (یعنی) طویٰ میں پکارا (۱۶) (اور حکم دیا) کہ فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے (۱۷) اور (اُس سے) کہو کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے (۱۸) اور میں تجھے تیرے پروردگار کا رستہ بتاؤں تاکہ تجھ کو خوف (پیدا ہو) (۱۹) غرض اُنہوں نے اُس کو بڑی نشانی دکھائی (۲۰) مگر اُس نے جھٹلایا اور نہ مانا (۲۱) پھر لوٹ گیا اور تدبیریں کرنے لگا (۲۲) اور (لوگوں کو) اکٹھا کیا اور پکارا (۲۳) کہنے لگا کہ تمہارا سب سے بڑا مالک میں ہوں (۲۴) تو خدا نے اُس کو دنیا اور آخرت (دونوں) کے عذاب میں پکڑ لیا (۲۵) جو شخص (خدا سے) ڈر رکھتا ہے اس کے لئے اس (قصے) میں عبرت ہے (۲۶)

تفسیر سورة النازعات آیات (۱) تا (۲۶)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں چھیالیس آیات اور ایک سو تہتر کلمات اور نو سو ترپن حروف ہیں۔

(۱۔۴) قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی جان سختی سے نکالتے ہیں، اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ کافروں کی جانوں پر سختیاں کرتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ جو مسلمانوں کی روح آسانی سے نکالتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ نرمی کے ساتھ صالحین کی روحوں کو نکالتے ہیں، اور پھر ان کے آرام کے مقام پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ مومنین کی ارواح کو جنت کی طرف اور کفار کی روحوں کو دوزخ کی طرف تیزی کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ یا یہ کہ اس سے مراد مسلمانوں کی روحیں ہیں جو خود بخود تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جاتی ہیں۔

اور پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ بندوں کے تمام کاموں کی نگرانی کرتے ہیں یعنی جبریل میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت۔ اور کہا گیا ہے کہ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْراً سے فرشتے مراد ہیں اور ان کے علاوہ جن چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ ان سے ستارے مراد ہیں اور روایت کیا گیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا سے مراد غازیوں کی تیر کمانیں ہیں اور وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا سے مراد ان کے تیر کے نشانے ہیں اور وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا سے مراد غازیوں کی کشتیاں ہیں اور فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا سے مراد غازیوں کے گھوڑے ہیں اور فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا اس سے مراد غازیوں کے سپہ سالار ہیں یا یہ کہ وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا سے مراد چاند، سورج اور دن، رات ہیں۔

شان نزول: قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ (الخ)

سعید بن منصور نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ جس وقت ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ یہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش بولے کہ اگر ہم مرنے کے بعد پھر زندہ کیے گئے تو ہم تو بڑے خسارہ میں رہیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ۔

(۶۔۱۰) ان تمام چیزوں کی قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں مرتبہ صور ضرور پھونکا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ چنانچہ فرمارہے ہیں کہ جس دن ہلا دینے والی چیز ہر ایک چیز کو ہلا دے گی یعنی نفخہ اولیٰ ہوگا اور پھر اس کے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا۔ قیامت کے دن دل خوف زدہ ہوں گے اور ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی مگر یہ مکہ کے کافر کہتے ہیں کیا ہم دنیاوی حالت کی طرف پھر واپس ہوں گے۔

(۱۱۔۱۳) کیا ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر کیسے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے حضور ﷺ نے اس پر فرمایا، ہاں! ضرور زندہ کیے جاؤ گے تو وہ بولے یہ بڑے نقصان والی واپسی ہوگی۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس وہ ایک ہی آواز ہوگی جس سے سب روئے زمین پر یا یہ کہ میدان حشر میں آ موجود ہوں گے۔

(۱۵۔۱۶) کیا آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ پہنچا ہے جب کہ ان کو ان کے پروردگار نے ایک پاک میدان یعنی وادی طویٰ میں پکارا، انبیاء کا گزر اس وادی پر بکثرت ہوا اس واسطے اس کا یہ نام پڑ گیا۔

(۱۷۔۲۰) کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑا تکبر اور کفر اختیار کیا ہے اور اس سے کہو کہ اے فرعون کیا تجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جائے اور توحید خداوندی کا قائل ہو جائے اور میں تجھ کو تیرے پروردگار کی طرف بلاؤں تو، تو اس سے ڈرنے لگے اور اسلام قبول کرے پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی نشانی یعنی عصا اور ید بیضا دکھایا تو اس نے اس کے اللہ کی جانب سے ہونے کو جھٹلایا اور اسے قبول نہیں کیا۔

(۲۱۔۲۶) پھر ایمان سے، یا یہ کہ موسیٰ علیہ السلام سے اعراض کر کے ان کے خلاف کوشش کرنے لگا، یہ کہ اپنے متعلقین کی طرف دوڑتا ہوا آیا اور اپنے لوگوں کو جمع کر کے بلند آواز سے ان کے سامنے تقریر کی اور کہنے لگا کہ میں تمہارا رب ہوں، اور تمہارے بڑے بڑے بتوں کا بھی رب ہوں، سو تم ان کی عبادت کو مت چھوڑو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑا، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی پہلی اور دوسری بات پر سزا دی اور دونوں باتوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ تھا، پہلی بات تو اس کی یہ تھی مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ اور دوسری بات یہ ہے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔ اس واقعہ میں ڈرنے والے کے لیے بہت بڑی عبرت ہے۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ
دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ
يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

بھلا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اُسی نے اس کو بنایا (۲۷) اُس کی چھت کو اُونچا کیا پھر اُسے برابر کر دیا (۲۸) اور اُسی نے رات کو تاریک بنایا اور (دن کو) دُھوپ نکالی (۲۹) اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا (۳۰) اُسی نے اس میں سے اس کا پانی نکالا اور چارا اُگایا (۳۱) اور اس پر پہاڑوں کا بوجھ رکھ دیا (۳۲) یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چار پایوں کے فائدے کیلئے (کیا) (۳۳) تو جب بڑی آفت آئے گی (۳۴) اُس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا (۳۵) اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی (۳۶) تو جس نے سرکشی کی (۳۷) اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا (۳۸) اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے (۳۹) اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا (۴۰) اُس کا ٹھکانا بہشت ہے (۴۱) (اے پیغمبر لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ (۴۲) سو تم اُس کے ذکر سے کس فکر میں ہو؟ (۴۳) اُس کا منتہا (یعنی واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو (معلوم ہے) (۴۴) جو شخص اُس سے ڈر رکھتا ہے تم اُسی کو ڈر سنانے والے ہو (۴۵) جب وہ اُس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے (۴۶)

تفسیر سورۃ النّٰزعٰت آیات (۲۷) تا (۴۶)

(۲۷۔۳۳) اے مکہ والو! بھلا تمہارا دوسری دفعہ پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا بنانا، اللہ نے اس کی چھت کو بلند کیا۔

اور زمین پر درست کیا اور اس کی رات کو سیاہ اور اندھیرے والی بنایا اور اس کے دن اور اس کے سورج کو روشن بنایا اور اس کے ساتھ زمین کو پانی پر بچھایا، یا یہ کہ اس کے دو ہزار سال بعد بچھایا اور زمین سے اس کا جاری اور

غیر جاری پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو اس کی میخیں بنایا، اور یہ پانی اور گھاس تمھارے اور تمھارے مویشیوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہے۔

(۳۴۔۳۵) سو جس وقت قیامت قائم ہوگی اور اس کا ہنگامہ ہر ایک چیز کو گھیرے گا اس روز کافر یعنی نضر بن حارث اپنے اعمال کفریہ کو یاد کریں گے اور ان کو جان لیں گے۔

(۳۶۔۳۹) اور دوزخ داخل ہونے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کی جائے گی، سو جس شخص نے کفر و تکبر اور سرکشی اختیار کی اور دنیا کو آخرت پر اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی مثلاً نضر بن حارث، سو دوزخ ایسے لوگوں کی جگہ ہوگی۔

(۴۰۔۴۱) اور جس شخص نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر کر معصیت کو ترک کر دیا اور اپنے نفس کو حرام خواہش سے روکا ہوگا جیسا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ سو جنت ایسے حضرات کے لیے ہوگی۔

(۴۲) اے محمد ﷺ کفار مکہ آپ سے بطور تعریض کے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ کب قائم ہوگی۔

شان نزول: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ (الخ)

حاکمؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے قیامت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتمؒ، ضحاک عن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے بطور استہزاء کے دریافت کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے اخیر تک آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

(۴۳۔۴۴) ان کے سامنے اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق بلکہ قیامت کا علم صرف آپ کے رب کو ہے۔

شان نزول: فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (الخ)

طبرانیؒ اور ابن جریرؒ نے طارق بن شہابؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ قیامت کا بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے اسی طرح عروہؓ سے روایت نقل کی ہے۔

(۴۵۔۴۶) آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو۔ جس روز قیامت کو دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا گو دنیا میں اور قبروں میں صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اس کے اول حصہ میں رہے ہیں۔

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ
يَزَّكّٰىٓ ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝
فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ
جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ
اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝
مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝
قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝
مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝
ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ
مَآ اَمَرَهٗ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا
الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
حَبًّا ۝ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۝ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۝ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝
وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ
الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝
وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ
يُّغْنِيْهِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝
وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

سورۃ عبس مکیۃ وہی اثنتان و اربعون آیۃ وفیہا رکوع واحد

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(محمد مصطفیٰ) تُرش رُو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے (۱) کہ اُن کے پاس ایک نابینا آیا (۲) اور تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا (۳) یا سوچتا تو سمجھانا اُسے فائدہ دیتا (۴) جو پروا نہیں کرتا (۵) اُس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو (۶) حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کچھ (الزام) نہیں (۷) اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا (۸) اور (خدا سے) ڈرتا ہے (۹) اُس سے تم بے رُخی کرتے ہو (۱۰) دیکھو یہ (قرآن) نصیحت ہے (۱۱) پس جو چاہے اسے یاد رکھے (۱۲) قابل ادب ورقوں میں (لکھا ہوا) (۱۳) جو بلند مقام پر رکھے ہوئے (اور) پاک ہیں (۱۴) (ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھوں میں (۱۵) جو سردار (اور) نیکوکار ہیں (۱۶) انسان ہلاک ہو جائے کیسا ناشکرا ہے (۱۷) اُسے (خدا نے) کس چیز سے بنایا؟ (۱۸) نُطفے سے بنایا پھر اس کا اندازہ مقرر کیا (۱۹) پھر اس کے لئے رستہ آسان کر دیا (۲۰) پھر اس کو موت دی پھر قبر میں دفن کرایا (۲۱) پھر جب چاہے گا اُسے اُٹھا کھڑا کرے گا (۲۲) کچھ شک نہیں کہ جو خدا نے اُسے حکم دیا اس نے اس پر عمل نہ کیا (۲۳) تو انسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے (۲۴) بے شک ہم ہی نے پانی برسایا (۲۵) پھر ہم ہی نے زمین کو چیرا پھاڑا (۲۶) پھر ہم ہی نے اس میں اناج اُگایا (۲۷) اور انگور اور ترکاری (۲۸) اور زیتون اور کھجوریں (۲۹) اور گھنے گھنے باغ (۳۰) اور میوے اور چارا (۳۱) (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے چار پایوں کے لئے بنایا (۳۲) تو جب (قیامت کا) غُل مچے گا (۳۳) اُس دن بھائی اپنے بھائی سے دُور بھاگے گا (۳۴) اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے (۳۵) اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے (۳۶) ہر شخص اُس روز ایک فکر میں ہوگا۔ جو اسے (مصروفیت کے) لئے بس کرے گا (۳۷) اور کتنے منہ اس روز چمک رہے ہوں گے (۳۸) خنداں و شاداں (یہ نیکوکار ہیں) (۳۹) اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی (۴۰) (اور) سیاہی چڑھ رہی ہوگی (۴۱) یہ کفار بدکردار ہیں (۴۲)

تفسیر سورۃ عَبَسَ آیات (۱) تا (۴۲)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں بیالیس آیات اور ایک سو تینتیس کلمات اور پانچ سو تینتیس حروف ہیں۔

(۱۔۴) رسول اکرم ﷺ قریش کے سرداروں یعنی حضرت عباس بن عبدالمطلب، امیہ بن خلف اور صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ان کو نصیحت فرما رہے تھے اور اسلام کی دعوت دے رہے تھے، اتنے میں حضرت عبداللّٰہ بن اُمّ مکتوم تشریف لے آئے اور بولے یارسول اللّٰہ! جس چیز کی اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی ہے اس میں سے مجھے بھی بتلائیے۔ ان لوگوں کے ساتھ مشغولیت کی بنا پر آپ کو ان کا یہ قطع کلام ناگوار گزرا۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ ابتدائی آیات نازل فرمائیں کہ محمد ﷺ آپ کو کیا معلوم شاید ابن اُمّ مکتوم قرآن سے نیکی حاصل کرتے اور نصیحت حاصل قبول کرتے اور ان کو قرآن کے ذریعے سے نصیحت کرنا فائدہ پہنچاتا، یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ وہ نیکی نہ حاصل کرتے اور نصیحت نہ قبول کرتے اور ان کو یہ نصیحت فائدہ نہ پہنچاتی۔

شانِ نزول: عَبَسَ وَ تَوَلّٰی ○ اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی (الخ)

امام ترمذیؒ اور حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ عبس حضرت ابن اُمّ مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللّٰہ مجھے نیکی کا راستہ بتلائیے اور آپ کے پاس رؤسائے مشرکین بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ رسول اکرم ﷺ ان سے اعراض کر رہے تھے اور دوسروں کی طرف متوجہ ہو رہے تھے اور اس سے فرما رہے تھے کیا میں جو تجھ سے کہہ رہا ہوں تجھے اس میں کوئی خدشہ ہے وہ کہہ رہا تھا نہیں۔ چنانچہ اس بارے میں سورۂ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ اور ابویعلیٰ نے اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

(۵۔۱۶) سو جو شخص اللّٰہ تعالیٰ سے بے پروائی کرتا ہے آپ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں حالاں کہ ان کے موحد نہ بننے کا آپ پر کوئی الزام نہیں اور جو شخص نیکی کے شوق میں آپ کے پاس دوڑ کر آتا ہے اور وہ اللّٰہ سے ڈرتا ہے تو آپ اس پر توجہ نہیں کرتے ہیں۔ حالاں کہ آپ کو ایسا نہ کرنا چاہیے اور حضرت ابن اُمّ مکتوم پہلے ہی سے مشرف با اسلام ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد جب حضرت ابن ام مکتوم آپ کے پاس آتے تو آپ اُن کی بڑی خاطر و احترام کرتے۔ امیر ہو یا غریب یہ سورت سب کے لیے اللّٰہ کی طرف سے ایک نصیحت کی چیز ہے لہٰذا جس کا دل چاہے نصیحت قبول کرے اور یہ قرآن ایسے صحیفوں میں ثبت ہے جو عند اللّٰہ مکرم ہیں۔ رفیع المکان ہیں اور وہ شرک و برائی سے پاک ہیں جو ایسے لکھنے والوں یعنی فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مکرم ہیں اور نیک کار ہیں۔

(۱۷۔۲۲) عتبہ بن ابی لہب کافر پر اللّٰہ کی مار وہ اللّٰہ تعالیٰ کا کیسا ناشکرا ہے، یا یہ کہ اس کا کفر کیسا سخت ہے

اسے اپنے وجود پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیسی حقیر چیز سے پیدا کیا۔ آگے بیان ہے کہ نطفہ سے پیدا کیا پھر اس کے ہاتھ، پیر، کان اور تمام اعضاء بنائے پھر خیر اور شر کا راستہ اس کو بیان کر دیا یا یہ کہ رحم مادر سے اس کے نکلنے کا راستہ آسان کر دیا پھر اسکے بعد اس کو موت دی اور پھر قبر میں لے گیا پھر اس کو قبر سے دوبارہ زندہ کر دے گا۔

شان نزول: قُتِلَ الْاِنْسَانُ (الخ)

ابن منذرؒ نے عکرمہؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ یہ عتبہ بن ابی لہب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے کہا تھا کہ میں ستاروں کے رب کا انکار کرتا ہوں۔

(۲۳۔۲۴) اللہ تعالیٰ نے جو اسے توحید کا حکم دیا تھا ہرگز اس نے اس کی بجا آوری نہیں کی سو اس کافر کو اپنے کھانے ہی میں ذرا غور کرنا چاہیے کہ کیسے ایک حالت سے وہ دوسری حالت اختیار کرتا ہے پھر اس کے بعد اسے کھاتا ہے۔

(۲۵۔۳۲) اب اس تحویل کو بیان کرتا ہے کہ ہم نے عجیب طور سے زمین پر پانی برسایا اور پھر نباتات کے ذریعے سے پھاڑا پھر ہم نے اس زمین میں ہمہ قسم کے غلے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا۔ غلے تمھارے فائدے کے لیے اور چارہ تمھارے جانوروں کے لیے۔

(۳۳۔۳۶) پھر جس وقت قیامت قائم ہوگی اور اس کا شور برپا ہوگا جس کا ہر ایک چیز جواب دے گی اور جان لیں گے کہ یقیناً قیامت قائم ہو رہی ہے۔ اب وہ کب قائم ہوگی تو جس دن مومن اپنے کافر بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ یا یہ کہ ہابیل قابیل سے اور محمد ﷺ حضرت آمنہ سے اور ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے اور لوط علیہ السلام اپنی بیوی سے اور نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کنعان سے بھاگیں گے۔

(۳۷۔۴۲) قیامت کے دن ان میں ہر ایک شخص کو اپنا ہی فکر ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا، سچے مومنین قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی وجہ سے روشن اور شاداں ہوں گے اور کافروں اور منافقوں کی صورتوں پر قیامت کے دن ظلمت ہوگی اور ان پر کدورت اور پسماندگی چھائی ہوگی۔ یہی لوگ کافر و فاجر ہیں۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْجِبَالُ
سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ
حُشِرَتْ ۝۵ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲
وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَآ
اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِيْ
قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱ وَمَا
صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝۲۳ وَمَا
هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ
رَّجِيْمٍ ۝۲۵ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝۲۶ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۲۷
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝۲۸ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ
يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۹ ع

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب سورج لپیٹ لیا جائیگا (۱) اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے (۲) اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے (۳) اور جب بیانے والی اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی (۴) اور جب وحشی جانور اکٹھے ہو جائیں گے (۵) اور جب دریا آگ ہو جائیں گے (۶) اور جب روحیں (بدنوں سے) ملادی جائیں گی (۷) اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی پوچھا جائے گا (۸) کہ وہ کس گناہ پر ماری دی گئی؟ (۹) اور جب (عملوں کے) دفتر کھولے جائیں گے (۱۰) اور جب آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی (۱۱) اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑکائی جائے گی (۱۲) اور جب بہشت قریب لائی جائے گی (۱۳) تب ہر شخص معلوم کر لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے (۱۴) ہم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں (۱۵) اور جو سیر کرتے اور غائب ہو جاتے ہیں (۱۶) اور رات کی قسم جب ختم ہونے لگتی ہے (۱۷) اور صبح کی قسم جب نمودار ہوتی ہے (۱۸) کہ بے شک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے (۱۹) جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا (۲۰) سردار (اور) امانت دار ہے (۲۱) اور (مکے والو) تمہارے رفیق (یعنی محمد) دیوانے نہیں ہیں (۲۲) بے شک انہوں نے اس (فرشتے) کو (آسمان کے کھلے (یعنی مشرقی) کنارے پر دیکھا ہے (۲۳) اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں (۲۴) اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں (۲۵) پھر تم کدھر جا رہے ہو؟ (۲۶) یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے (۲۷) (یعنی) اس کیلئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے (۲۸) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدائے رب العالمین چاہے (۲۹)

تفسیر سورۃ التکویر آیات (۱) تا (۲۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں انتیس آیات اور ایک سو چار کلمات اور پانچ سو تینتیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) جب سورج عمامہ کی طرح پلٹ جائے گا، یا یہ کہ بے نور ہو جائے گا، اور جب ستارے ٹوٹ پھوٹ کر روئے زمین پر گر پڑیں گے۔

(۳۔۷) اور جب پہاڑ زمین پر سے ہٹا دیے جائیں گے اور جب گابھن اونٹنیوں کے مالک اپنی مشغولیت کی بنا پر ان سے غافل ہو جائیں گے اور جب قصاص کے لیے تمام جانوروں کو جمع کیا جائے گا، یا یہ کہ گھبراہٹ کی وجہ سے جمع

ہو جائیں گے اور جب کھارے دریا کا پانی شیریں میں ملا کر ایک کر دیا جائے گا، یا یہ کہ آگ ہو جائیں گے اور جس وقت ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جائیں گے یعنی اپنے ساتھیوں سے مل جائیں گے کہ نیک نیک کے ساتھ اور گناہ گار، گناہ گار کے ساتھ۔

(۸۔۹) اور جس وقت زمین میں زندہ دفن کر دی گئی لڑکی اپنے باپ سے پوچھے گی کہ مجھے کس گناہ میں قتل کیا گیا، یا یہ کہ دفن کرنے والے سے پوچھا جائے گا کہ اس کو کس گناہ میں قتل کیا۔

(۱۰۔۱۸) اور جس وقت نامہ اعمال حساب و کتاب کے لیے کھول دیے جائیں گے، یا یہ کہ ہاتھوں میں دے دیے جائیں گے اور جس وقت آسمان لپیٹ لیا جائے گا اور جب دوزخ کفار کے لیے دہکائی جائے گی اور جب جنت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی، تو اس وقت ہر ایک نیک اور گناہ گار کو اپنی نیکی و برائی معلوم ہو جائے گی جو کہ لے کے آیا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو دن کو غائب ہو جاتے اور رات کو نکلتے ہیں۔ جو رات کو چلتے رہتے ہیں اور پھر اپنے مطلع میں جا چھپتے ہیں۔ یہ کیفیت پانچ ستاروں کو پیش آتی ہے یعنی زحل، مشتری، عطارد، مریخ، زہرہ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے اور صبح کی جب وہ آنے لگے اور خوب روشن ہو جائے۔

(۱۹۔۲۱) ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جس کو جبریل مکرم و معزز نبی پر لے کر آئے ہیں اور وہ فرشتہ قوت والا ہے اور اس کا مالک عرش کے نزدیک رتبہ ہے اور آسمانوں میں فرشتے اسی کا کہنا مانتے ہیں اور امانت دار ہیں کہ انبیاء کرام کے پاس وحی کو صحیح صحیح پہنچا دیتے ہیں۔

(۲۲۔۲۵) اے قریش کی جماعت رسول اکرم ﷺ مجنون نہیں ہیں اور رسول اکرم ﷺ نے جبریل امین کو آسمان کے بلند کنارہ پر دیکھا بھی ہے اور پیغمبر ﷺ وحی کے بارے میں بخیل بھی نہیں ہیں اور یہ قرآن کریم کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے۔

(۲۶۔۲۷) تو اے گروہ کفار عذاب خداوندی اور اس کے اوامر و نواہی سے کدھر کو جا رہے ہو، یا یہ کہ کہاں کی تکذیب کر رہے ہو، یا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم سے کدھر کو اعراض کیے جا رہے ہو کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ قرآن کریم تو جنوں اور انسانوں کے لیے اللہ کی طرف سے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے۔

(۲۸) اور بالخصوص اس کے لیے جو اوامر خداوندی پر سیدھا چلنا چاہے۔

(۲۹) اور تم بجز رب العالمین کے چاہے بغیر کچھ استقامت علی الدین اور توحید سے متعلق نہیں چاہ سکتے۔

شانِ نزول: لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سلیمان بن موسیٰؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو

ابوجہل کہنے لگا یہ چیز تو ہمارے اختیار میں ہے اگر ہم چاہیں تو سیدھے چلیں اور اگر ہماری مرضی نہ ہو تو نہ چلیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ نازل فرمایا۔ وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ بقیہ، عمرو بن محمد، زید بن اسلم، ابوہریرہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ابن منذر نے سلیمان عن القاسم بن مخیمرہ کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۙ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۚ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۚ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۚ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۚ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ؕ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۙ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۧ

سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور جب تارے جھڑ پڑیں گے (۲) اور جب دریا بہ (کر ایک دوسرے سے مل) جائیں گے (۳) اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی (۴) تب ہر شخص معلوم کر لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا (۵) اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (۶) (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھا (۷) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (۸) مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو (۹) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (۱۰) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (۱۱) جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں (۱۲) بے شک نیکو کار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے (۱۳) اور بدکردار دوزخ میں (۱۴) (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے (۱۵) اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (۱۶) اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے (۱۷) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے (۱۸) جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا۔ اور حکم اس روز خدا ہی کا ہوگا (۱۹)

تفسیر سورۃ الانفطار آیات (۱) تا (۱۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں انیس آیات اور اسی کلمات اور ایک سو سات حروف ہیں۔

(۱۔۳) جب پروردگار کے نزول سے بغیر کسی کیفیت کے آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے زمین پر ٹوٹ گریں گے اور کھاری دریا اور میٹھے دریا بہہ کر ایک دوسرے میں مل جائیں گے۔

(۴) اور جب قبروں میں سے مردے نکل کھڑے ہوں گے تو اس وقت ہر ایک شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال جان لے گا خواہ نیکی ہو یا گناہ۔

(۶،۵) اے کافر! مثلاً کلاہ بن اسید تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ کفر کرنے پر آمادہ کر رکھا ہے جس نے تجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر تیری ماں کے پیٹ میں تیرے اعضاء کو درست کیا اور پھر معتدل القامت بنایا پھر جس صورت میں چاہا تجھ کو پیدا کر دیا یا یہ اچھی بری صورت میں بنا دیا اور اگر وہ چاہتا تو بندر اور سور کی شکل میں بنا دیتا مگر تم جزا و سزا کے دن ہی کو جھٹلاتے ہو اور ہم نے تمھارے اوپر تمھاری نگرانی اور تمھارے اعمال لکھنے کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں وہ اللہ کے ہاں معزز اور تمھارے تمام اقوال و افعال سے باخبر ہیں۔

شان نزول: يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؓ سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت اُبی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۳) نیک حضرات مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے ساتھی جنت کی آسائش میں ہوں گے۔

(۱۴۔۱۶) اور کافر مثلاً کلدہ وغیرہ دوزخ میں ہوں گے اور روز جزا کو اس میں داخل ہوں گے اور داخل ہونے کے بعد پھر اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۷۔۱۹) اور آپ کو کچھ علم ہے کہ روز جزا کیسا ہے وہ ایسا دن ہے کہ مومن کو کافر کی نجات کرانے اور اس کی سفارش کرنے کے لیے کوئی بس نہ چلے گا۔

اور بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی تمام تر حکومت اللّٰہ ہی کی ہوگی کوئی اس کے فیصلہ کے سامنے جنبش نہیں کر سکتا۔

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّهُمْ

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے (۱) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں (۲) اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں (۳) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (۴) (یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں (۵) جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے (۶) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں (۷) اور تم کیا جانتے ہو کہ سجین کیا چیز ہے (۸) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (۹) اس دن جھٹلانے والوں کی تباہی ہے (۱۰) (یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں

لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۞ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۞ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۞ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۞ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۞ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۞ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۞ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۞ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۞ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۞ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۞ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۞ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۞ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۞ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۞ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۞ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۞ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۞ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۞ ع

(۱۱) اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے (۱۲) جب اُس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں (۱۳) دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں۔ اُن کا اُن کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے (۱۴) بے شک یہ لوگ اُس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے (۱۵) پھر دوزخ میں جا داخل ہوں گے (۱۶) پھر اُن سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے (۱۷) (یہ بھی) سن رکھو کہ نیکو کاروں کے اعمال علّیین میں ہیں (۱۸) اور تم کو کیا معلوم کہ علّیین کیا چیز ہے (۱۹) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (۲۰) جس کے پاس مقرب (فرشتے) حاضر رہتے ہیں (۲۱) بے شک نیک لوگ چین میں ہوں گے (۲۲) تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے (۲۳) تم اُن کے چہروں ہی سے راحت کی تازگی معلوم کر لو گے (۲۴) اُن کو خالص شراب سر بمہر پلائی جائے گی (۲۵) جس کی مہر مشک کی ہوگی۔ تو (نعمتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ اسی سے رغبت کریں (۲۶) اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی (۲۷) وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے (خدا کے) مقرب پئیں گے (۲۸) جو گنہگار (یعنی کفار) ہیں وہ (دنیا میں) مومنوں سے ہنسی کیا کرتے تھے (۲۹) اور جب اُن کے پاس سے گزرتے تو حقارت سے اشارے کرتے (۳۰) اور جب اپنے گھر کو لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے (۳۱) اور جب اُن (مومنوں) کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو گمراہ ہیں (۳۲) حالانکہ وہ اُن پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے (۳۳) تو آج مومن کافروں سے ہنسی کریں گے (۳۴) (اور) تختوں پر (بیٹھے ہوئے اُن کا حال) دیکھ رہے ہوں گے (۳۵) تو کافروں کو اُن کے عملوں کا (پورا پورا) بدلہ مل گیا (۳۶)

تفسیر سورۃ المطففین آیات (۱) تا (۳۶)

اس سورۃ میں چھتیس آیات اور ایک سو انہتر کلمات اور سات سو تیس حروف ہیں۔

رسول اکرم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما رہے تھے تب رستے میں یہ سورت نازل ہوئی اور مدینہ منورہ میں مکمل ہوئی۔

(۱۔۲) رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ والے ماپ و تول میں کمی کیا کرتے تھے، جب آپ مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے تب راستہ میں یہ سورت نازل ہوئی کہ ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے، جب لوگوں سے کوئی چیز خریدتے ہیں یا اپنا حق تول کر لیتے ہیں تو خوب پورا وزن کر کے لیتے ہیں۔

(۳۔۴) اور جب دوسروں کو دیتے ہیں تو ماپ تول میں کمی کر دیتے ہیں یا یہ کہ نماز، زکوٰۃ، روزہ دیگر عبادتوں میں کوتاہی کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے کیا ان کمی کرنے والوں کو اس چیز کا یقین نہیں کہ وہ قیامت کے دن زندہ کیے جائیں گے۔

شان نزول: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (الخ)

امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ماپ تول میں کمی کیا کرتے تھے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں چنانچہ اس کے بعد وہ پورا ماپ تول کر کے دینے لگے۔

(۵۔۶) جس دن تمام آدمی قبروں سے نکل کر رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

(۷۔۱۰) کافروں کے نامہ اعمال سجین میں رہیں گے اور آپ کو معلوم بھی ہے کہ سجین میں رکھا ہوا نامہ اعمال کیا چیز ہے وہ ساتویں زمین کے نیچے سبز پتھر پر انسانوں کے نامہ اعمال کا دفتر ہے قیامت کے دن جھٹلانے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔

(۱۱۔۱۳) جو کہ روز جزا کو جھٹلاتے ہیں اور اسکو وہی جھٹلاتا ہے جو حق سے گزرنے والا، دھوکا باز، فاجر ہو جیسا کہ ولید بن مغیرہ جب اس کے سامنے قرآن مجید کے احکامات پڑھے جاتے ہیں تو وہ یوں کہہ دیتا ہے کہ یہ بے بنیاد باتیں ہیں جو پرانے لوگوں سے منقول چلی آتی ہیں۔

(۱۴) ہرگز ایسا نہیں بلکہ اللّٰہ تعالیٰ نے روز جزا کو جھٹلانے والوں کے دلوں پر مہر لگادی ہے یا یہ کہ گناہ پر گناہ کرنے سے قلب سیاہ ہو گیا اور وہی قلب کا زنگ آلود ہونا ہے۔ ان کے اعمال واقوال کفریہ کی وجہ سے ہرگز ایسا نہیں یہ تکذیب کرنے والے تو قیامت کے دن اپنے پروردگار کی زیارت سے روک دیے جائیں گے پھر یہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

(۱۷۔۲۱) پھر ان سے دوزخ کے خازن کہیں گے کہ یہ وہی عذاب ہے جس کو تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے ہرگز ایسا نہیں سچے ایمانداروں کے نامہ اعمال علیین میں رہیں گے یعنی ساتویں آسمان پر، عرش خداوندی کے نیچے سبز زمرد کی تختی پر ان کے اعمال لکھے ہوئے ہیں اور یہی علیین ہے اور جس کو مقرب فرشتے شوق سے دیکھتے ہیں۔

(۲۲۔۲۴) نیک لوگ نہ ختم ہونے والی بڑی آسائش میں ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے ہوئے دوزخیوں کو دیکھتے ہوں گے محمد ﷺ آپ جنتیوں کے چہرے میں آسائش کی بشاشت پہچانیں گے۔

(۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸) اور ان کو پینے کے لیے خالص شراب جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی سو عمل کرنیوالوں کو عمل اور

کوشش کرنے والوں کو کوشش اور سبقت کرنیوالوں کو ایسی چیز کے لیے سبقت اور خرچ کرنے والوں کو خرچ کرنا چاہیے اور اس شراب کی آمیزش تسنیم کے پانی سے ہوگی تسنیم ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔

(۲۹۔۳۶) اور جو مشرک تھے یعنی ابوجہل وغیرہ وہ ایمان والوں یعنی حضرت علی ﷛ پر ہنسا کرتے تھے اور جب ایمانداروں کا حضورؐ کے پاس آنے کے لیے ان پر سے گزر ہوتا تھا تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے اور جب یہ کافر اپنے گھروں کو جاتے تھے تو اپنے شرک پر خوشی اور مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ کو دیکھ کر یہ کافر کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔ حالاں کہ یہ کافر مسلمانوں پر اور ان کے اعمال پر نگراں نہیں بھیجے گئے۔ سو آج قیامت کے دن ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے کافروں کا حال دیکھ رہے ہوں گے۔ واقعی کافروں کو آخرت میں ان کے دنیا میں کیے گئے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملا۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۙ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۙ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۙ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۭ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۭ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۭ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۭ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۭ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۡ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۡ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۧ

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور اپنے پروردگار کا فرمان بجالائے گا اور اسے واجب بھی یہی ہے (۲) اور جب زمین ہموار کردی جائے گی (۳) اور جو کچھ اس میں ہے اسے نکال کر باہر ڈال دے گی اور (بالکل) خالی ہو جائے گی (۴) اور اپنے پروردگار کے ارشاد کی تعمیل کرے گی اور اس کو لازم بھی یہی ہے (تو قیامت قائم ہو جائے گی) (۵) اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کرتا ہے سو اُس سے جا ملے گا (۶) تو جس کا نامہ (اعمال) اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا (۷) اُس سے حساب آسان لیا جائے گا (۸) اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا (۹) اور جس کا نامہ (اعمال) اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا (۱۰) وہ موت کو پکارے گا (۱۱) اور دوزخ میں داخل ہوگا (۱۲) یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا (۱۳) اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا (۱۴) ہاں (ہاں) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا (۱۵) ہمیں شام کی سرخی کی قسم (۱۶) اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ اکٹھا کر لیتی ہے اُن کی (۱۷) اور چاند کی جب کامل ہو جائے (۱۸) کہ تم درجہ بہ درجہ (رتبۂ اعلیٰ پر) چڑھو گے (۱۹) تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایمان نہیں لاتے (۲۰) اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ

نہیں کرتے (۲۱) بلکہ کافر جھٹلاتے ہیں (۲۲) اور خدا اُن باتوں کو جو یہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں خوب جانتا ہے (۲۳) تو اُن کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنا دو (۲۴) ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے لئے بے انتہا اجر ہے (۲۵)

تفسیر سورة الانشقاق آیات (۱) تا (۲۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پچیس آیات اور ایک سو نو کلمات اور سات سو تیں حروف ہیں۔

(۱۔۲) جب آسمان غمام و ملائکہ کے نزول کے لیے پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ آسمان اسی لائق ہے۔

(۳۔۵) اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی، یا یہ کہ اپنے اماکن سے علیحدہ کر کے برابر کر دی جائے گی اور وہ مردوں اور خزانوں کو باہر اگل دے گی اور بالکل خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور اس پر اس کا سننا ضروری ہے۔

(٦) اے انسان یعنی ابوالاسود بن کلدہ کافر تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک اپنے کفر میں پوری کوشش کر رہا ہے اور پھر قیامت کے دن اپنے عمل سے جا ملے گا۔

(۷تا۹) سو جس شخص کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں ملے گا مثلاً ابوسلمہ سو اس کے حساب کی صرف پیشی ہوگی اور وہ آخرت میں اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا۔

(۱۰تا۱۳) اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں ملے گا مثلاً اسود بن عبدالاسد سو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔

(۱۴۔۱۵) اس نے خیال کر رکھا تھا کہ آخرت میں اللّٰہ کی طرف لوٹنا نہیں۔ کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کی پیدائش کے دن سے، اسے خوب دیکھتا تھا کہ اس کو مرنے کے بعد ہمارے پاس آنا ہے۔

(۱۶۔۱۹) میں قسم کھا کر کہتا ہوں شفق کی اور رات اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹ کر جمع کر لیتی ہے اور چاند کی جب تیرہویں چودھویں اور پندرہویں رات کا ہو جائے کہ تم لوگوں کو ایک حالت کے بعد دوسری حالت کو بہرصورت پہنچنا ہے۔

یعنی پیدا ہونے کے بعد موت اور پھر جنت میں داخل ہونا ہے یا دوزخ میں، یا مطلب یہ ہے کہ شب معراج میں ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر آپ کو چڑھنا ہے۔

(۲۰۔۲۲) ان مکہ کے کافروں کو کیا ہوا کہ یہ ایمان نہیں لاتے، یا یہ کہ عبد یالیل ثقفی کی اولاد کو مخاطب کیا جا رہا ہے اور یہ تین تھے۔ مسعود، حبیب، ربیعہ۔ ان میں حبیب مشرف بااسلام ہو گئے اور بعد میں ربیعہ ایمان لائے اور جس

وقت حضرت محمد ﷺ ان کے سامنے قرآن حکیم پڑھتے ہیں تو یہ توحید خداوندی کے لیے نہیں جھکتے بلکہ یہ تو الٹا جھٹلاتے ہیں۔

(۲۳۔۲۵) اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و اقوال اور ان کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہے آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے جو کہ بدر میں اور آخرت میں ان پر واقع ہوگا۔ البتہ جو حضرات ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تو ان کے لیے جنت میں ایسا ثواب ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، یا یہ کہ بڑھاپے اور موت کے بعد ان کی نیکیوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ
وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ
الْوَقُوْدِ ۝٥ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝٦ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
الْحَرِيْقِ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١ اِنَّ
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣
وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيْدُ ۝١٦ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ۝٢٠
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢ ع

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں (۱) اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (۲) اور حاضر ہونے والے کی اور جو اس کے پاس حاضر کیا جائے اس کی (۳) کہ خندقوں (کے کھودنے) والے ہلاک کر دیئے گئے (۴) (یعنی) آگ (کی خندقیں) جس میں ایندھن (جھونک رکھا) تھا (۵) جب کہ وہ اُن (کے کناروں) پر بیٹھے ہوئے تھے (۶) اور جو (سختیاں) اہل ایمان پر کر رہے تھے اُن کو سامنے دیکھ رہے تھے (۷) اُن کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابل ستائش ہے (۸) وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۹) جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی اُن کو دوزخ کا (اور) عذاب بھی ہوگا اور جلنے کا عذاب بھی ہوگا (۱۰) (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کیلئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے (۱۱) بے شک تمہارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے (۱۲) وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (زندہ) کرے گا (۱۳) اور وہ بخشنے والا (اور) محبت کرنے والا ہے (۱۴) عرش کا مالک بڑی شان والا (۱۵) جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (۱۶) بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے (۱۷) (یعنی) فرعون اور ثمود کا (۱۸) لیکن کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں (گرفتار) ہیں (۱۹) اور خدا (بھی) اُن کو گرداگرد سے گھیرے ہوئے ہے (۲۰) (یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے (۲۱) لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) (۲۲)

تفسیر سورۃ البروج آیات (۱) تا (۲۲)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں بائیس آیات اور ایک سو نو کلمات اور چار سو اٹھتیں حروف ہیں۔

(۱۔۳) قسم ہے برجوں والے آسمان کی یا یہ کہ محلوں والے آسمان کی آسمان وزمین کے درمیان بارہ محل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے اور قسم ہے قیامت کے دن کی اور جمعہ کے دن کی اور عرفہ کے دن کی، یا یہ کہ یوم النحر کی اور کہا گیا ہے کہ شاہد سے انسان مراد ہیں اور مشہود قیامت کا دن ہے یا کہ شاہد رسول اکرم ﷺ ہیں اور مشہود آپ کی امت ہے۔

(۴۔۷) ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کافر کے لیے آپ کے رب کا عذاب بڑا سخت ہے، خندق والے یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے ملعون ہوئے، یا یہ کہ اس سے مسلمان مراد ہیں جن کی آگ کی خندقوں میں ڈال کر بادشاہ نے جلوا دیا تھا جس وقت کفار جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ میں جلوایا تھا بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے۔

(۸۔۱۰) اور ان کافروں نے مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے جن لوگوں نے سچے ایماندار مردوں اور سچی ایماندار عورتوں کو جلایا اور ان کو تکلیف پہنچائی اور پھر انھوں نے اپنے کفر وشرک سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے اور دوزخ میں ان کے لیے جلنے کا سخت عذاب ہے۔

یا یہ کہ دنیا میں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو آگ میں جلایا اور یہ نجرانی یا موصل والے تھے ان لوگوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو پکڑ کر ان کو تکلیف دی اور آگ میں جلا دیا تا کہ ان کا دین اختیار کر لیں اور ان لوگوں کا بادشاہ یوسف یاذ النواس تھا۔

(۱۱) اب اللہ تعالیٰ ان مومنین کا ذکر فرماتے ہیں جو اس قدر سخت عذاب کے بعد ہی ایمان پر قائم رہے کہ ان ایمانداروں کے لیے بہشت کے باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۱۲۔۱۵) آپ کے رب کی دارو گیر کافر کے لیے بڑی سخت ہے وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا وہی بڑا بخشنے والا اور بڑی محبت کرنے والا اور عرش کا مالک اور عظمت والا ہے اور جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے۔

(۱۷۔۲۰) کیا آپ کو ان لشکروں کا واقعہ معلوم ہے یعنی فرعون اور ثمود کا اور جو لوگ ان سے پہلے ہوئے اور جو ان کے بعد میں ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے تکذیب پر ان کی کیسی سخت پکڑ کی بلکہ یہ مکہ کے کافر قرآن وحضور کو جھٹلا رہے ہے

ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے اعمال سے باخبر ہے۔

(۲۱-۲۲) اور رسول اکرم ﷺ جو تمہیں قرآن حکیم سناتے ہیں وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۭ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۭ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۭ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۭ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۭ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۙ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۭ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ښ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ آيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

آسمان اور رات کے وقت آنے والے کی قسم (۱) اور تم کو کیا معلوم کہ رات کے وقت آنے والا کیا ہے (۲) وہ تارا ہے چمکنے والا (۳) کہ کوئی متنفس نہیں جس پر نگہبان مقرر نہیں (۴) تو انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کاہے سے پیدا ہوا ہے (۵) وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے (٦) جو پیٹھ اور سینے کے بیچ میں سے نکلتا ہے (۷) بے شک خدا اس کے اعادے (یعنی پھر پیدا کرنے) پر قادر ہے (۸) جس دن دلوں کے بھید جانچے جائیں گے (۹) تو انسان کی کچھ پیش نہ چل سکے گی اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا (۱۰) آسمان کی قسم جو مینہ برساتا ہے (۱۱) اور زمین کی قسم جو پھٹ جاتی ہے (۱۲) کہ یہ کلام (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے (۱۳) اور بیہودہ بات نہیں (۱۴) یہ لوگ تو اپنی تدبیروں میں لگ رہے ہیں (۱۵) اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں (۱٦) تو تم کافروں کو مہلت دو بس چند روز ہی مہلت دو (۱۷)

تفسیر سورۃ الطارق آیات (۱) تا (۱۷)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں سترہ آیات اور اکسٹھ کلمات اور دو سو انتالیس حروف ہیں۔

(۱-۴) قسم ہے آسمان کی اور طارق کی اور آپ کو کچھ علم ہے کہ طارق کیا چیز ہے، وہ روشن ستارہ ہے یعنی زحل ہے کہ رات کو نکلتا ہے اور دن کو غائب ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں خواہ نیک ہو یا گناہ گار جس پر کوئی اس کے اعمال کا یاد رکھنے والا فرشتہ مقرر نہ ہو۔

(۵-۷) انسان کو اپنے اندر غور کرنا چاہیے کہ کس چیز سے اسے پیدا کیا گیا، وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو مرد کی پشت اور عورت کے سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے۔

شان نزول: فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؓ سے اس آیت مبارکہ کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ آیت ابوالاشد کے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔ وہ چمڑے پر کھڑا ہو کر کہا کرتا تھا اے گروہ قریش جو مجھ کو اس پر سے ہٹا دے اس کے لیے ایسا ہے اور بکواس کیا کرتا تھا کہ محمد ﷺ کہتے ہیں کہ دوزخ کے انیس خازن ہیں تو میں اکیلا ہی ان میں سے دس کو کافی ہوں اور نو کو تم کافی ہو جاؤ۔

(۸۔۱۰) اور اللہ تعالیٰ اس پانی کو شرم گاہ میں دوبارہ واپس کرنے پر قادر ہے، یا یہ مطلب ہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے جس روز سب کی مخفی باتیں ظاہر ہو جائیں گی پھر نہ اس انسان کو عذاب کی مدافعت کی خود قوت ہوگی اور نہ اس کا کوئی معین و مددگار ہوگا۔

(۱۱۔۱۳) قسم ہے آسمان کی جس سے بار بار بارش ہوتی ہے، اور زمین کی جو نباتات کے لیے پھٹ جاتی ہے، یا یہ کہ جو میخوں والی ہے یہ قرآن کریم ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے یا یہ کہ منجانب اللہ ایک حکم ہے۔

(۱۴۔۱۷) اور کوئی لغو چیز نہیں۔ یہ مکہ والے لوگوں کو اسلام سے روکنے کی یا یہ کہ دارالندوہ میں آپ کو نقصان پہنچانے کی تدابیر کر رہے ہیں اور میں بھی بدر کے دن ان کو تہِ تیغ کرنے کی تدبیر کر رہا ہوں، تو آپ ان کافروں کو بدر تک یوں ہی چھوڑ دیجیے۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ وَالَّذِيْ قَدَّرَ
فَهَدٰى ۙ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ۭ
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا
يَخْفٰى ۭ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ښ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۭ سَيَذَّكَّرُ
مَنْ يَّخْشٰى ۙ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ ثُمَّ
لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۭ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ
فَصَلّٰى ۭ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ښ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اِنَّ
هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو (۱) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا (۲) اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اس کو) رستہ بتایا (۳) اور جس نے چارہ اگایا (۴) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا (۵) ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے (۶) مگر جو خدا چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی (۷) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے (۸) سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو (۹) جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت پکڑے گا (۱۰) اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا (۱۱) جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہوگا (۱۲) پھر وہاں نہ مرے گا نہ جئے گا (۱۳) بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا (۱۴) اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (۱۵) مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو (۱۶) حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے (۱۷) یہی بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے (۱۸) (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (۱۹)

تفسیر سورۃ الاعلیٰ آیات (۱) تا (۱۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں انیس آیات اور دو سو کلمات اور دو سو چوراسی حروف ہیں۔

(۱-۲) آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھیے، یا یہ کہ اس کی توحید بیان کیجیے، یا یہ کہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہیے۔

(۳-۵) جس نے ہر جاندار کو بنایا اور پھر اس کے تمام اعضاء کو ٹھیک اور درست پیدا کیا اور جس نے ہر جاندار کے لیے اس کے مناسب تجویز کیا اور پھر اس کو باہم اختلاط کی رہنمائی کی، یا یہ کہ اس کو اچھا یا برا لمبا یا چھوٹا بنایا یا یہ مطلب ہے کہ سعادت وشقاوت کو مخلوق کے لیے تجویز فرما کر پھر اس کو کفر وایمان اور خیر وشر کی راہنمائی فرمائی اور جس نے سبز چارہ زمین سے نکالا پھر ایک سال کے بعد اس کو سیاہ کوڑا کر دیا۔

(۶-۷) اے محمد ﷺ جتنا قرآن کریم ہم آپ کو بذریعہ جبریل پڑھا دیا کریں گے، یا یہ کہ آپ کو سکھا دیا کریں گے تو مشیت خداوندی یہی ہے کہ آپ اس کو نہ بھولیں گے چنانچہ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ قرآن حکیم کے کسی حصہ کو نہیں بھولے اور وہ ظاہر اور ایسی مخفی بات کو جس کا ابھی تک تکلم نہیں کیا ہے جانتا ہے۔

شان نزول: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (الخ)

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس جبریل امین جس وقت وحی لے کر آتے تو جبریل امین وحی سے فارغ نہ ہونے پاتے اور رسول اکرم ﷺ سے اس کو بھولنے کے ڈر کی وجہ سے پڑھنا شروع کر دیتے تھے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اس روایت کے راوی بہت ضعیف ہیں۔

(۸-۱۳) اور ہم آپ کو تبلیغ رسالت کے لیے اور تمام طاعتوں کے لیے سہولت دے دیں گے اور قرآن کریم کے ذریعے سے نصیحت کیا کیجیے اور سب کو یہ نصیحت مفید نہیں ہو سکتی سوائے اس مومن کے جو اس نصیحت کو قبول کرتا ہو اور اللّٰہ سے ڈرتا ہو اور جو سخت بدنصیب ہے وہ قرآنی نصیحتوں اور اللّٰہ تعالیٰ سے دور بھاگتا ہے بالآخر دوزخ کی بڑی آگ میں داخل ہوگا کہ اس سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں اور پھر اس دوزخ میں نہ مر ہی جائے گا کہ چھٹکارا ہو جائے گا اور نہ آرام کی زندگی پائے گا۔

(۱۴-۱۵) وہ شخص کامیاب ہوا جس نے قرآن سن کر نصیحت حاصل کی اور توحید خداوندی کا قائل ہوا اور اپنے پروردگار کے حکم سے پانچوں نمازیں باجماعت پڑھتا رہا، یا یہ مطلب کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس نے عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا اور آتے جاتے راستہ میں تکبیر وتہلیل کرتا رہا اور عید کی نماز امام کے ساتھ پڑھی۔

(۱۶۔۱۹) بلکہ یہ لوگ آخرت پر دنیوی زندگی اور اس کے صلہ کو فوقیت دیتے ہیں حالاں کہ ثواب آخرت دنیوی ثواب سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے یہ مضمون جو قد افلح سے بیان کیا ہے یہ پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی ہے یعنی حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں اور موسیٰ علیہ السلام کی توریت میں۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ
نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ
لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِيْ جَنَّةٍ
عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا
سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝
وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ
خُلِقَتْ ۝ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَاِلَى الْجِبَالِ
كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ
اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى
وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَآ
اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ ع

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بھلا تم کو ڈھانپ لینے والی (یعنی قیامت) کا حال معلوم ہوا ہے؟(۱) اُس روز بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے (۲) سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے (۳) دہکتی آگ میں داخل ہوں گے (۴) ایک کھولتے ہوئے چشمے کا اُن کو پانی پلایا جائے گا (۵) اور خاردار جھاڑ کے سوا اُن کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا)(۶) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے (۷) اور بہت سے منہ (والے) اس روز شادماں ہوں گے (۸) اپنے اعمال (کی جزا) سے خوش دل (۹) بہشت بریں میں (۱۰) وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے (۱۱) اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے (۱۲) وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے (۱۳) اور آبخورے (قرینے سے) رکھے ہوئے (۱۴) اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے (۱۵) اور نفیس مسندیں بچھی ہوئیں (۱۶) یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے (عجیب) پیدا کئے گئے ہیں (۱۷) اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے (۱۸) اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں (۱۹) اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی (۲۰) تو تم نصیحت کرتے رہو کہ تم نصیحت کرنے والے ہو (۲۱) تم اُن پر داروغہ نہیں ہو (۲۲) ہاں جس نے منہ پھیرا اور نہ مانا (۲۳) تو خدا اس کو بڑا عذاب دے گا (۲۴) بے شک اُن کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے (۲۵) پھر ہم ہی کو اُن سے حساب لینا ہے (۲۶)

تفسیر سورة الغاشية آيات (١) تا (٢٦)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھبیس آیات اور بانوے کلمات اور تین سو اکیاسی حروف ہیں۔

(۱) محمد ﷺ آپ کو قیامت قائم ہونے کی کچھ خبر پہنچی، یا یہ کہ دوزخ کی جو کہ دوزخیوں کو گھیر لے گی۔

(۲۔۳) قیامت کے دن منافقین اور کافروں کی صورتیں عذاب سے ذلیل اور عذاب میں جانے والی خستہ اور درماندہ ہوں گی، یا یہ کہ دنیا میں مصیبت زدہ اور آخرت میں خستہ اور درماندہ ہوں گے اور یہ جماعت راہبوں اور گرجا والوں کی

ہے یا یہ کہ خارجی ہیں۔

(۴۔۷) اور پھر جہنم میں داخل ہوں گے اور دوزخ میں کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی پلائے جائیں گے اور ان کو ماسوائے ایک خاردار درخت کے اور کوئی کھانا نصیب نہیں ہوگا ضریع یہ مکہ کے راستہ میں ایک خاردار درخت ہے جب یہ ہرا اور تازہ ہوتا ہے تو اسے اونٹ کھاتے ہیں اور خشک ہو جانے کے بعد بلی کے ناخنوں کی طرح ہو جاتا ہے غرض وہ درخت نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک ہی کو دور کرے گا۔

(۸۔۱۱) اور سچے مومنین کے چہرے قیامت میں بارونق اور اپنے نیک کاموں کی بدولت خوش اور جنت میں ہوں گے اور وہاں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔

(۱۲۔۱۴) اور ان کے لیے خیر و برکت اور رحمت کے چشمے ہوں گے اور جنت کی فضا میں تخت بچھے ہوں گے یا یہ کہ اونچے اونچے اور ان کے مقامات میں کھلے ہوئے آبخورے ہوں گے۔

(۱۵۔۱۶) اور برابر لگے ہوئے گدے اور تکیے ہیں اور جنتیوں کے لیے سب طرف قالین بچھے پڑے ہیں۔

(۱۷۔۲۰) جب رسول اکرم ﷺ نے لوگوں سے یہ چیزیں بیان کیں تو مکہ والے بولے کہ اپنی رسالت پر کوئی دلیل پیش کرو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مکہ والو اونٹ کی ساخت اور اس کی شدت قوت کو نہیں دیکھتے اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ تمام مخلوق پر کس طرح بلند کیا گیا اور پہاڑوں کا مشاہدہ نہیں کرتے کہ کس طرح انھیں زمین پر قائم کیا گیا کہ کوئی چیز بھی انھیں حرکت نہیں دے سکتی اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے پانی پر بچھائی گئی یہ سب نشانیاں ہیں۔

شانِ نزول: اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ (الخ)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے جنت کی نعمتوں کو بیان کیا تو گمراہوں کی جماعت اس سے متعجب ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۱۔۲۶) تو آپ بھی بذریعہ قرآن کریم ان کو نصیحت کر دیا کیجیے، آپ ان پر مسلط نہیں ہیں کہ ان کو ایمان لانے پر مجبور کریں۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قتال کا حکم دیا البتہ جو ایمان لانے سے روگردانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اسے دوزخ کا عذاب دے گا، آخرت میں ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا اور دنیا میں ان کی پختگی دنیا اور آخرت میں ثواب و عذاب دینا ہمارا ہی کام ہے۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ إِذَا
يَسْرِ ۚ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۭ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ
فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا
فِي الْبِلَادِ ۙ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ
وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۙ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ
فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
عَذَابٍ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۭ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا
ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَأَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَكْرَمَنِ ۭ
وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ
أَهَانَنِ ۚ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ
عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۙ
وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۭ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا
دَكًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِايْٓءَ
يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنّٰى لَهُ
الذِّكْرٰى ۭ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ أَحَدٌ ۙ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
أَحَدٌ ۭ يٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۙ ارْجِعِيْٓ إِلٰى رَبِّكِ
رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۧ

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فجر کی قسم (۱) اور دس راتوں کی (۲) اور جفت اور طاق کی (۳) اور رات کی جب جانے لگے (۴) (اور) بے شک یہ چیزیں عقلمندوں کے نزدیک قسم کھانے کے لائق ہیں (کہ کافروں کو ضرور عذاب ہوگا) (۵) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا کیا؟ (۶) (جو) ارم (کہلاتے تھے اتنے) دراز قد (۷) کہ تمام ملک میں ایسے پیدا نہیں ہوئے تھے (۸) اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جو وادی (قریٰ) میں پتھر تراشتے (اور گھر بناتے) تھے (۹) اور فرعون کے ساتھ (کیا کیا) جو خیمے اور میخیں رکھتا تھا (۱۰) یہ لوگ ملکوں میں سرکش ہو رہے تھے (۱۱) اور ان میں بہت سی خرابیاں کرتے تھے (۱۲) تو تمہارے پروردگار نے اُن پر عذاب کا کوڑا نازل کیا (۱۳) بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے (۱۴) مگر انسان (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اُس کا پروردگار اُس کو آزماتا ہے کہ اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ (آہا) میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی (۱۵) اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ (ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا (۱۶) نہیں۔ بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے (۱۷) اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو (۱۸) اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو (۱۹) اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو (۲۰) تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی (۲۱) اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ کر آ موجود ہوں گے (۲۲) اور دوزخ اُس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اُس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اُسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ (۲۳) کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کیلئے کچھ آگے بھیجا ہوتا (۲۴) تو اُس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا (۲۵) اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا (۲۶) اے اطمینان پانے والی روح! (۲۷) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی (۲۸) تُو میرے (ممتاز) بندوں میں داخل ہو جا (۲۹) اور میری بہشت میں داخل ہو جا (۳۰)

تفسير سورة الفجر آيات (۱) تا (۳۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں تیس آیات اور ایک سو انتالیس کلمات اور پانچ سو ستانوے حروف ہیں۔

(۱-۴) قسم ہے فجر کی، یا دن کی روشنی کی، یا پورے دن کی اور ذی الحجہ کی پہلی دس تاریخوں کی، اور یوم عرفہ اور یوم النحر کی، اور یوم النحر کے بعد والے تین دن کی، یا یہ کہ قسم ہے شفع نمازوں کی جیسا کہ صبح، ظہر، عصر، عشاء اور وتر کی یعنی مغرب اور وتر نماز کی یا شفع سے مراد مرد وعورت کافر ومومن مخلص ومنافق اور صالح اور گناہ گار مراد ہے اور وتر سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔

ان مزدلفہ کی رات کی جب وہ چلنے لگے کہا گیا ہے کہ اس رات میں آدمی آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کی قسمیں کھا کر فرماتے ہیں کہ اے محمد ﷺ آپ کا رب راستہ کی اور راستہ پر چلنے والوں کی بڑی گھات میں ہے کیا ان باتوں میں عقل مند کے لیے کافی قسم بھی ہے۔

(۶) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن معلوم بھی ہے کہ آپ کے رب نے قوم عاد یعنی ارم بن ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا، کہ ان کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔

(۷-۸) جن کے قد وقامت ستون جیسے لانبے تھے جن کے برابر زور وقوت میں کوئی نہیں پیدا کیا گیا، یا یہ کہ ارم اس شہر کا نام ہے جو انھوں نے بہت مضبوط بنایا تھا جس میں سونے اور چاندی کے ستون تھے۔ اس کی خوبصورتی میں کوئی شہر اس کے برابر نہیں تھا۔

(۹-۱۲) اور قوم ثمود کو کس طرح ہلاک کیا جو وادی قریٰ میں پہاڑ کے پتھروں کو تراشا کرتے تھے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور میخوں والا اس واسطے نام پڑا کہ وہ جس کو عذاب دیتا تھا تو چار میخوں سے باندھ کر سزا دیتا تاکہ وہ مر جائے چنانچہ اپنی بیوی حضرت آسیہؓ کو اسی طرح اس نے سزا دی تھی، اس نے سرزمین مصر میں کفر اور نافرمانیاں برپا کر رکھی تھیں اور اس میں قتل اور بتوں کی پرستش سے بہت فساد مچا رکھا تھا۔

(۱۳-۱۶) سو آپ کے رب نے ان پر سخت عذاب نازل کیا، اللہ تعالیٰ ان کی گزرگاہ اور تمام مخلوق کی گزرگاہ پر بڑی گھات میں ہے، یا یہ کہ فرشتے راستوں پر بندوں کو سات مقامات پر روکتے ہیں اور سات خصلتوں کے بارے میں باز پرس کرتے ہیں لیکن کافر یعنی اُبی بن خلف یا امیہ بن خلف، جب اللہ تعالیٰ اس کو مال ودولت بکثرت دے کر اور عیش وعشرت عطا کر کے آزماتا ہے تو وہ بولتا ہے کہ اس سے میرے رب نے میری قدر بڑھا دی اور جب تنگی اور فاقہ کے ذریعے اس کو آزماتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس سے میرے رب نے میری قدر گھٹا دی۔

(۱۷-۲۰) ہرگز ایسا نہیں، نہ میں مال ودولت سے قدر بڑھاتا ہوں اور نہ ان چیزوں کی کمی سے گھٹاتا ہوں،

میں تو معرفت وتوفیق سے قدر بڑھاتا ہوں اور انکار و ذلت سے گھٹاتا ہوں بلکہ تمھارے زیر پرورش جو یتیم ہیں تم ان کی کچھ قدر اور خاطر نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے پر آمادہ نہیں کرتے تم میراث کا سارا مال کھا جاتے ہو اور مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو۔

(۲۱-۲۳) ہرگز ایسا نہیں بلکہ جب زمین میں یکے بعد دیگرے زلزلے آئیں گے اور صف بہ صف فرشتے آئیں گے جیسا کہ دنیا میں نمازیوں کی صف ہوتی ہے اس روز جہنم کو محشر کی طرف ستر ہزار لگاموں سے گھسیٹ کر لایا جائے گا اور ہر ایک لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے اور اس روز کافر کو یعنی ابی بن خلف یا امیہ بن خلف کو سمجھ آئے گی اس وقت سمجھ اور نصیحت آنے کا موقع کہاں رہے گا۔

(۲۴-۲۶) اور تمنا کرے گا کہ کاش میں اس ابدی حیات کے لیے حیات فانیہ میں کچھ کر لیتا اور اس زندگی کے لیے کچھ نیک اعمال بھیج دیتا، سو قیامت کے دن نہ تو اللہ کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا ہوگا، یا یہ مطلب ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کو عذاب دینے پر غلبہ اور قدرت حاصل ہے کسی کو نہیں ہو سکتی۔

(۲۷-۳۰) اے عذاب سے اطمینان والی توحید خداوندی کی تصدیق کرنے والی، نعمت خداوندی پر شکر کرنے والی، مصیبتوں پر صبر کرنے والی، قضاء الٰہی پر راضی ہونے والی، عطا خداوندی پر قناعت کرنے والی، روح تو اُن نعمتوں کی طرف چل جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے لیے تیار کر رکھی ہیں، یا اپنے جسم کی طرف جا اس طرح سے کہ تو ثواب خداوندی سے خوش اور اللہ تعالیٰ تیری توحید سے خوش ہو اور پھر ادھر چل کر تو میرے خاص بندوں اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

شانِ نزول: يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے بریدہؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اور جبیرؒ عن الضحاکؒ کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بئر رومہ کو کون خریدتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے تاکہ اس سے شیریں پانی لیا جا سکے چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اس کو خرید لیا، آپ نے ان سے فرمایا کیا اچھا ہو کہ تم اس کے پانی کو لوگوں کے لیے وقف کر دو۔ انھوں نے فرمایا بہت اچھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (1) وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ (2) وَوَالِدٍ وَّمَا
وَلَدَ (3) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ (4) اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ
عَلَيْهِ اَحَدٌ (5) يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (6) اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ
اَحَدٌ (7) اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ (8) وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ (9) وَهَدَيْنٰهُ
النَّجْدَيْنِ (10) فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (11) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ (12) فَكُّ
رَقَبَةٍ (13) اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ (14) يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (15) اَوْ
مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (16) ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ
وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (17) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (18) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (19) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ (20)

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہمیں اس شہر (مکہ) کی قسم (۱) اور تم اسی شہر میں تو رہتے ہو (۲) اور باپ (یعنی آدم) اور اُس کی اولاد کی قسم (۳) کہ ہم نے انسان کو تکلیف (کی حالت) میں (رہنے والا) بنایا ہے (۴) کیا وہ خیال رکھتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے گا (۵) کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال برباد کیا (۶) کیا اُسے یہ گمان ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں (۷) بھلا ہم نے اُس کو دو آنکھیں نہیں دیں؟ (۸) اور زبان اور دو ہونٹ (نہیں دیے) (۹) (یہ چیزیں بھی دیں) اور اس کو (خیر وشر کے) دونوں رستے بھی دکھا دیے (۱۰) مگر وہ گھاٹی پر سے ہو کر نہ گزرا (۱۱) اور تم کیا سمجھے کہ گھاٹی کیا ہے؟ (۱۲) کسی (کی) گردن کا چھڑانا (۱۳) یا بھوک کے دن کھانا کھلانا (۱۴) یتیم رشتہ دار کو (۱۵) یا فقیر خاکسار کو (۱۶) پھر ان لوگوں میں بھی (داخل) ہوا جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے (۱۷) یہی لوگ صاحب سعادت ہیں (۱۸) اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا وہ بدبخت ہیں (۱۹) یہ لوگ آگ میں بند کر دیے جائیں گے (۲۰)

تفسیر سورۃ البلد آیات (۱) تا (۲۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں بیس آیات اور بیاسی کلمات اور تین سو بیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی آپ کے لیے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے جو کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھی، اور نہ آپ کے بعد ہوگی، یا یہ کہ آپ اس شہر میں نزول فرمانے والے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ آپ اس شہر میں جو کریں وہ آپ کے لیے حلال ہے۔

(۳) اور قسم ہے حضرت آدمؑ کی اور ان کی اولاد کی یا یہ کہ باپ کی خواہ کوئی ہو۔

(۴) ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے انسان مثلاً کلدہ کو معتدل القامت پیدا کیا ہے یا یہ کہ دنیا و آخرت کی بڑی مشقت میں پیدا کیا، یا یہ کہ قوت و سختی میں پیدا کیا ہے۔

(۵۔۷) کیا کافر اپنی قوت پر یہ سمجھتا ہے کہ اس کو سزا دینے اور اس کی گرفت پر اللہ تعالیٰ کا بس نہیں چلے گا، کلدہ اور ولید ابن مغیرہ کہتا ہے کہ میں نے تو حضور کی دشمنی میں اس قدر مال خرچ کر دیا ہے مگر پھر بھی مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیا وہ کافر یہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ان بری حرکتوں کو دیکھا نہیں کہ اس نے خرچ کیا ہے یا نہیں۔

(۸۔۱۰) کیا ہم نے اس کو دیکھنے کے لیے آنکھیں اور بولنے کے لیے زبان نہیں دی اور پھر ہم نے اس کو خیر و شر کے

دونوں راستے بتلا دیے۔

(۱۱۔۱۶) کیا اس قوت کے دعویدار نے پل صراط کی گھاٹی کو عبور کیا ہے اور یہ گھاٹی جنت و دوزخ کے درمیان ہے اور اس گھاٹی کو کوئی عبور نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جو کہ گردن کو غلامی سے چھڑا دے، یا فاقہ کے دن میں کسی رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلا دے، یا کسی خاک نشین محتاج کو جس کے پاس کچھ نہ ہو کھانا کھلا دے۔

(۱۷) اور پھر بھی ان لوگوں میں سے نہیں جو کہ ایمان لائے اور ایک دوسرے کو فرض ادا کرنے کی رغبت دلائی اور ایک نے دوسرے کو فقرا و مساکین پر رحم کی فہمائش کی۔ ان ہی خوبیوں کے مالک جنتی ہیں جن کو ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۱۹۔۲۰) اور جنھوں نے حضور ﷺ اور قرآن کو جھٹلایا مثلاً کلدہ وغیرہ وہ لوگ جہنمی ہیں ان کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اور ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جائے گا۔

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵ ع

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی (۱) اور چاند کی جب اُس کے پیچھے نکلے (۲) اور دن کی جب اس کو چمکا دے (۳) اور رات کی جب اسے چھپالے (۴) اور آسمان کی اور اُس ذات کی جس نے اسے بنایا (۵) اور زمین کی اور اُس کی جس نے اسے پھیلایا (۶) اور انسان کی اور اُس کی جس نے اس کے اعضاء کو برابر کیا (۷) پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی (۸) کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا (۹) اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا (۱۰) (قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب (پیغمبر کو) جھٹلایا (۱۱) جب اُن میں سے ایک نہایت بد بخت اٹھا (۱۲) تو خدا کے پیغمبر (صالح) نے اُن سے کہا کہ خدا کی اونٹنی اور اسکے پانی پینے کی باری سے حذر کرو (۱۳) مگر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ تو خدا نے اُن کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل کیا اور سب کو (ہلاک کر کے) برابر کر دیا (۱۴) اور اس کو اُن کے بدلہ لینے کا کچھ بھی ڈر نہیں (۱۵)

تفسیر سورۃ الشمس آیات (۱) تا (۱۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پندرہ آیات چون کلمات اور دو سو سینتالیس حروف ہیں۔

(۱۔۶) قسم ہے سورج کی روشنی اور پہلی رات کے چاند کی جب سورج کے غروب ہونے کے بعد آئے، اور قسم ہے دن کی جب وہ رات کی تاریکی کو روشن کر دے، اور رات کی جب وہ دن کی روشنی کو ختم کر دے اور قسم ہے آسمان کی اور

اس ذات کی جس نے اس کو پیدا کیا، اور قسم ہے زمین کی اور اس ذات کی جس نے اس کو پانی پر بچھایا

(۷۔۱۰) اور قسم ہے جان کی اور اس ذات کی جس نے اس کے تمام اعضاء کو درست بنایا اور پھر اس کو ان باتوں کا القاء کیا ہے جو کرنے کی ہیں اور ان باتوں کا جن سے بچنا چاہیے، وہ کامیاب ہوا جس کو حق نے ہدایت وتوفیق اور معرفت عطا فرمائی اور وہ نامراد ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی۔

(۱۱۔۱۳) قوم ثمود نے اپنی شرارتوں کی وجہ سے حضرت صالحؑ کو جھٹلایا جب کہ اس قوم کے سب سے بڑے بدبخت یعنی قدار بن سالف اور مصدع بن مصر نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ کونچیں کاٹنے سے پہلے حضرت صالح نے فرمایا کہ اللہ کی اس اونٹنی کو اسی طرح رہنے دو اور اس کے پانی پینے میں خلل اندازی مت کرو چنانچہ انھوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا اور پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا۔

(۱۴۔۱۵) سو اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کو قتل کرنے اور حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور پھر عذاب کو چھوٹے بڑے سب کے لیے عام کر دیا اور اللہ کو اس ہلاک کرنے میں کسی سے اندیشہ نہیں ہوا، یا یہ کہ ان لوگوں نے اونٹنی کو قتل کر ڈالا اور ان کو اس کے انجام کا اندیشہ نہیں ہوا۔

سُوْرَۃُ اللَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۭ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۭ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۭ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۭ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ڮ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۭ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۭ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۙ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۧ

سُوْرَۃُ اللَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

رات کی قسم جب (دن کو) چھپا لے (۱) اور دن کی قسم جب چمک اٹھے (۲) اور اُس (ذات) کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے (۳) کہ تم لوگوں کی کوشش طرح طرح کی ہے (۴) تو جس نے (خدا کے رستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی (۵) اور نیک بات کو سچ جانا (۶) اُس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے (۷) اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا (۸) اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا (۹) اُسے سختی میں پہنچائیں گے (۱۰) اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا (۱۱) ہمیں تو راہ دکھا دینا ہے (۱۲) اور آخرت اور دنیا ہماری ہی چیزیں ہیں (۱۳) سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا (۱۴) اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے (۱۵) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (۱۶) اور جو بڑا پرہیزگار ہے وہ (اس سے) بچا لیا جائے گا (۱۷) جو مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو (۱۸) اور (اس لئے) نہیں (دیتا کہ) اُس پر کسی کا احسان (ہے) جس کا وہ بدلہ اتارتا ہے (۱۹) بلکہ اپنے خداوند اعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے (۲۰) اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا (۲۱)

تفسیر سورۃ اللیل آیات (۱) تا (۲۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اکیس آیات اور اکہتر کلمات اور تین سو بیس حروف ہیں۔

(۱۔۳) قسم ہے رات کی جب وہ دن کی روشنی کو چھپالے، اور قسم ہے دن کی جب وہ رات کی تاریکی کو روشن کر دے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔

شان نزول: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حکم بن ابان عن عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا کھجوروں کا درخت تھا اور کھجور کی شاخیں ایک محتاج بال بچوں والے کے مکان پر تھیں چنانچہ جب وہ شخص باغ میں آتا اور کھجور کے درخت پر چڑھتا تاکہ اس کا پھل توڑے تو بعض اوقات کوئی کھجور نیچے گر جاتی تھی جس کو اس محتاج کے بچے اٹھا لیتے تو فوراً درخت سے اتر کر کھجور کو ان کے ہاتھوں میں سے لے لیتا تھا اور اگر کھجور کو بچوں میں سے کسی کے منہ میں پاتا تو انگلی ڈال کر اسکے منہ میں سے نکال لیتا تھا چنانچہ اس محتاج آدمی نے اس بات کی رسول اکرم ﷺ سے شکایت کی، آپ نے فرمایا اچھا تم جاؤ اور پھر حضورؐ نے اس کھجور کے مالک سے ملاقات کی اور اس سے فرمایا کہ مجھے وہ کھجور کا درخت دے دو جس کی شاخیں فلاں آدمی کے مکان میں ہیں اور اس کے بدلے تمھیں جنت میں کھجور کا درخت ملے گا وہ شخص کہنے لگا میں آپ کو ایسا ہی دوسرا درخت دے دیتا ہوں کیوں کہ میرے پاس کھجوروں کے بہت سے درخت ہیں اور اس سے زیادہ پسندیدہ مجھے اور کوئی درخت نہیں چنانچہ وہ شخص چلا گیا اس کے بعد ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو اس کھجور کے مالک کی اور حضورؐ کی گفتگو سن رہا تھا اور پھر وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جو آپ فلاں آدمی کو انعام دے رہے تھے اگر میں اس سے وہ کھجور کا درخت خرید لوں تو کیا مجھے بھی وہی صلہ ملے گا، آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ اس شخص نے جا کر کھجور کے مالک سے ملاقات کی اور ان دونوں کے پاس کھجوروں کے درخت تھے تو اس سے اس کھجور کے مالک نے کہا کہ تم نے رسول اکرم ﷺ کی بات سنی ہے کہ آپ مجھے اس کھجور کے درخت کے بدلے میں جس کی شاخیں فلاں آدمی کے مکان میں جھکی ہوئی ہیں جنت میں ایک کھجور کا درخت دے رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں ایسا ہی دوسرا درخت دے دیتا ہوں۔ میرے پاس کھجوروں کے بہت درخت ہیں ان میں اس سے زیادہ کوئی پسندیدہ نہیں۔ تو اس آنے والے آدمی نے کہا کیا تم اس کو فروخت کرنا چاہتے ہو اس نے کہا نہیں البتہ اس کے بدلے میں وہ مجھے دے دیا جائے جو میں چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنی قیمت مجھے نہیں ملے گی، تو یہ شخص کہنے لگا تو اس درخت کے بارے میں تمھارا کیا ارادہ ہے تو وہ کہنے لگا چالیس درخت، تو یہ بولے تم نے

تو بڑی بھاری بات کا ارادہ کیا پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولے میں اس درخت کے بدلے میں تمہیں چالیس درخت دیتا ہوں اگر تم سچے ہو تو اس پر گواہ قائم کر دو چنانچہ اس کھجور والے نے اپنی قوم کو بلا کر اس معاملے پر گواہ بنا دیے۔ پھر یہ شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللّٰہ وہ کھجور کا درخت اب میرا ہو گیا ہے اور میں آپ کو دیتا ہوں چنانچہ حضورؐ اس مکان والے کے پاس گئے اور فرمایا یہ کھجور کا درخت تیرے اور تیرے بال بچوں کے لیے ہے اس پر یہ سورت نازل ہوئی وَاللَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ حدیث بہت غریب ہے۔ ابن ابی حاتمؒ نے عنوہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سات آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے پر عذاب دیا جا رہا تھا اور ان ہی کے بارے میں وَسَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقٰی سے اخیر تک یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

(۴) کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں کہ بعض رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلانے والے ہیں اور بعض تصدیق کرنے والے ہیں یا یہ کہ بعض جنت کے لیے کوشاں اور بعض دوزخ کے لیے۔

(۵) سو جس نے اللّٰہ کی راہ میں مال دیا اور نو مسلمانوں کو کفار سے خرید کر اور ان کی تکالیف سے نجات دلا کر ان کو آزاد کر دیا اور کفر و شرک اور فواحش سے بچا، اور اللّٰہ کے وعدے کی، یا یہ کہ جنت کی، یا یہ کہ کلمہ اسلام کی تصدیق کی سو ہم اس پر اطاعت خداوندی کو آسان کر دیں گے یا یہ کہ بار بار نیکیوں اور اللّٰہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق دیں گے ان آیات سے حضرت ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں ان ہی کی فضیلت میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

شانِ نزول: فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی (الخ)

حاکمؒ نے بواسطہ عامر بن عبداللّٰہ، حضرت عبداللّٰہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوقحافہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا اے بیٹے تو کمزوروں کو خرید کر آزاد کرتا ہے تو اگر طاقتور آدمیوں کو آزاد کرتا جو تیری مدد اور تیری حفاظت کے لیے کھڑے ہوتے تو اچھا تھا تو اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں صرف اللّٰہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کمزوروں کو آزاد کراتا ہوں اس پر فَـاَمَّـا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی اخیر تک یہ آیات نازل ہوئیں اور بزاز نے ابن زبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰۤی اخیر تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۸۔۱۱) اور جس نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں دینے سے بخل کیا یعنی ولید بن مغیرہؓ اور حضرت ابوسفیانؓ یہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اور اللّٰہ سے بے پروائی اختیار کی اور وعدہ خداوندی، یا یہ کہ جنت، یا یہ کہ کلمہ اسلام کو جھٹلایا سو ہم اس کو بار بار نافرمانیوں اور امساک عن الصدقۃ فی سبیل اللّٰہ میں مبتلا کریں گے اور جو مال اس نے دنیا میں جمع کیا ہے جب وہ مرنے لگے گا یا یہ کہ دوزخ میں گرے گا اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

(۱۲۔۱۶) واقعی خیر و شر کا بیان کر دینا ہمارے ذمہ ہے اور دنیا و آخرت کا ثواب ہمارے قبضہ میں ہے، یا یہ کہ

آخرت میں ثواب وسرفرازی عطا کرنا اور دنیا میں معرفت وتوفیق دینا ہمارے قبضہ میں ہے سو مکہ والو میں تمہیں بذریعہ قرآن کریم ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں دوزخ میں وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے توحید کو جھٹلایا یا یہ کہ اطاعت خداوندی میں کوتاہی کی اور ایمان، یا یہ کہ توبہ سے روگردانی کی۔

(۱۷-۲۱) اور دوزخ سے ایسا شخص یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے اور جو اپنا مال اللہ کی راہ میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے اور سوائے اپنے عالی شان پروردگار کی رضا جوئی کے اس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ اس دینے سے اس کا بدلہ اتارنا مقصود ہو اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس قدر ثواب اور بدلہ عطا کیا جائے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۗ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۗ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۗ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۠ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۠ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۗ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۗ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۗ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۠ ع

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

آفتاب کی روشنی کی قسم (۱) اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے (۲) (اے محمد) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا (۳) اور آخرت تمہارے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے (۴) اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے (۵) بھلا اُس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بے شک دی) (۶) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا (۷) اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا (۸) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا (۹) اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا (۱۰) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا (۱۱)

تفسیر سورة الضحیٰ آیات (۱) تا (۱۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں گیارہ آیات چالیس کلمات اور ایک سو دو حروف ہیں۔

(۱-۵) قسم ہے پورے دن کی اور رات کی جب کہ وہ تاریک اور سیاہ ہو جائے، جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے آپ سے دشمنی کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ انشاءاللہ کہنا بھول گئے تھے تو اس کے بعد پندرہ روز تک وحی آنا بند رہی۔

تو اس وقت کافر کہنے لگے کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اور آپ سے دشمنی کر لی ہے اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اور آخرت کا ثواب آپ کے لیے ثواب دنیا سے بدرجہا بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں مقام شفاعت ہی عطا فرمائے گا کہ جس سے آپ خوش ہو جائیں گے۔

(۶) اب اس پر نعمتیں یاد دلا کر اللہ تعالیٰ استشہاد فرماتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر آپ کی کفالت اور ذمہ داری کے لیے حضرت ابوطالب کو ٹھہرا دیا، حضور ﷺ نے فرمایا بے شک۔

(۷) اور پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہ لوگوں کے درمیان پایا پھر آپ کو نبوت عطا کی حضور ﷺ نے فرمایا بے شک، اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا تو حضرت خدیجہؓ کے مال سے آپ کو مال دار بنا دیا، یا یہ کہ جو آپ کو دیا اس سے آپ کو راضی کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا بے شک۔

(۸۔۱۱) تو اب ان نعمتوں کے شکریہ میں آپ یتیم پر سختی نہ کیجیے اور سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کیجیے اور نہ اس کو جھڑ کیے۔ اور نبوت و اسلام کا لوگوں کے درمیان تذکرہ کرتے رہا کیجیے اور ان کو اس سے آگاہ کر دیجیے۔

شانِ نزول: وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى (الخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت جندبؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو کچھ تکلیف ہو گئی جس کی وجہ سے ایک یا دو راتوں کو آپ تہجد نہ پڑھ سکے تو آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی اے محمد ﷺ میرے خیال میں (معاذ اللہ) آپ کے شیطان نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى الخ۔

سعید بن منصورؒ اور فریابیؒ نے جندب سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین نے رسول اکرم ﷺ کے پاس آنے میں تاخیر کی تو مشرکین کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو چھوڑ دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور حاکم نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ کچھ دنوں تک جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف نہیں لائے تو ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل کہنے لگی میں سمجھتی ہوں کہ ان کے صاحب نے ان کو چھوڑ دیا اور ان سے دشمنی کر لی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور طبرانی نے اور ابن شیبہ نے اپنی مسند میں اور واحدی نے سند غیر معروف کے ساتھ حضرت خولہ سے روایت کیا ہے اور یہ حضور کی خادمہ تھیں فرماتی ہیں کہ ایک کتے کا بچہ حضور ﷺ کے مکان میں تخت کے نیچے گھس گیا اور وہیں مر گیا تو چار روز تک رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی نہیں آئی، آپ نے فرمایا اے خولہ رسول اللہؐ کے گھر میں کیا بات پیش آئی کہ جبریل امین میرے پاس نہیں آرہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں گھر کی صفائی کر ڈالوں تو میں نے جھاڑو لے کر تخت کے نیچے سے صفائی کرنا شروع کی چنانچہ وہاں سے کتے کے بچے کو نکال دیا۔

تو رسول اکرم ﷺ اپنے جُبہ مبارک میں کانپتے ہوئے تشریف لائے اور آپ پر جب وحی آتی تھی تو آپ پر لرزہ آجاتا تھا۔ اس وقت فَتَرْضٰی تک یہ آیات نازل ہوئیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں جبریل کا کتے کی وجہ سے آنے میں تاخیر کرنا مشہور ہے مگر اس واقعہ کو آیت کا شان نزول قرار دینا شاذ بلکہ غیر قابل قبول ہے۔

ابن جریر نے عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے حضور سے فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اور نیز عروہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین نے حضور کے پاس آنے میں تاخیر کی، جس سے آپ بہت سخت گھبرائے تو آپ کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر حضرت خدیجہؓ نے فرمایا بظاہر آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑ دیا ہے یہ آیت نازل ہوئی یہ دونوں روایات مرسل ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

حافظ بن حجر تطبیق کے طور پر فرماتے ہیں کہ اُمّ جمیل اور حضرت خدیجہؓ دونوں نے یہ بات کہی، مگر اُمّ جمیل نے طعنہ اور دشمنی کے طور پر اور حضرت خدیجہؓ نے اظہار افسوس اور حسرت کے طور پر کہی۔

حاکمؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں اور طبرانیؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان تمام ممالک کو پیش کیا گیا جو آپ کی امت کے ہاتھوں فتح ہوں گے اس سے آپ خوش ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

طبرانیؒ نے اوسط میں حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے وہ علاقے پیش کیے گئے جو میرے بعد میری امت کے لیے فتح ہوں گے سو اس سے مجھے خوشی ہوئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۭ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۭ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۧ

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيٰتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے محمد) کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ (بے شک کھول دیا) (۱) اور تم پر سے بوجھ بھی اتار دیا (۲) جس نے تمہاری پیٹھ توڑ رکھی تھی (۳) اور تمہارا ذکر بلند کیا (۴) ہاں (ہاں) مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے (۵) (اور) بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے (۶) تو جب فارغ ہوا کرو تو (عبادت میں) محنت کیا کرو (۷) اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جایا کرو (۸)

تفسیر سورۃ الم نشرح آیات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں آٹھ آیات اور ستائیس کلمات اور ایک سو تین حروف ہیں۔

اس کا تعلق اوپر والی آیت وَوَجَدَكَ عَائِلاً سے ہے یعنی کیا ہم نے محمد ﷺ اسلام اور آپ کی خاطر آپ کا دل کشادہ نہیں کر دیا، یا یہ کہ آپ کے دل کو میثاق معرفت و فہم اور نصرتِ عقل و یقین کے لیے نرم نہیں کر دیا، یا یہ کہ آپ کے قلب کو نبوت کے لیے فراخ نہیں کر دیا۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک۔

(۲۔۵) نیز ہم نے آپ سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر ٹیڑھی کر رکھی تھی، یا یہ کہ بار نبوت۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک۔ اور نیز ہم نے اذان، دُعا، تشہد میں آپ کا ذکر بلند کر دیا کہ جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اب فقر و فاقہ پر اللہ تعالیٰ آپ کی تسلی فرماتے ہیں بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے، اور بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہونے والی ہے تو دو فراخیوں کے درمیان ایک تنگی کا ذکر کیا۔

(۶۔۷۔۸) تو جب جہاد سے فارغ ہو جایا کریں تو عبادت میں کوشش کیا کیجیے، یا یہ کہ جس وقت فرض..... نماز سے فارغ ہوں تو خوب کوشش سے دُعا کیا کریں اور تمام حاجتوں میں اپنے رب ہی سے امید رکھیے۔

شان نزول: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الخ)

جب مشرکین نے مسلمانوں کو فقر کے ساتھ عار دلائی تب یہ سورت نازل ہوئی اور ابن جریر نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو تمہیں کشادگی دی گئی ہے اس سے خوش ہو جاؤ کیوں کہ ایک تنگی دو فراخیوں پر غالب نہیں آ سکتی۔

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

انجیر کی قسم اور زیتون کی (۱) اور طور سینین کی (۲) اور اس امن والے شہر کی (۳) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (۴) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا (۵) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کیلئے بے انتہا اجر ہے (۶) تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ (۷) کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ (۸)

تفسیر سورۃ التین آیات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں آٹھ آیات چونتیس کلمات اور ایک سو پچاس حروف ہیں۔

(۱۔۳) قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور کہا گیا ہے کہ یہ شام میں دو مسجدیں ہیں یا یہ کہ دو پہاڑ ہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ ''تین'' اس پہاڑ کا نام ہے جس پر ''بیت المقدس'' ہے اور ''زیتون'' اس پہاڑ کا نام ہے جس پر دمشق ہے، اور قسم ہے ''جبل شہر'' کی یہ ''مدین'' میں ایک پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلامی نصیب ہوئی۔ قبطی زبان میں ہر ایک پہاڑ کو طور کہتے ہیں اور ''سینین'' اس پہاڑ کو جس پر عمدہ درخت ہوں اور اس امن والے شہر یعنی مکہ مکرمہ کی۔

(۴،۵) ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچہ میں ڈھالا ہے اور پھر آخرت میں اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے مثلاً ولید بن مغیرہ اور کلدہ کافر، یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے اولاد آدم کو عمدہ سانچہ میں ڈھالا ہے۔ پھر جب وہ اپنی جوانی پوری کر لیتا ہے تو اسے پستی کی عمر کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ اب وہی نیکیاں کار آمد آتی ہیں جو وہ اپنی جوانی میں کر چکا ہوتا ہے۔

البتہ جو حضرات ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تو ان کے لیے اس قدر ثواب ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا کہ ان کی نیکیوں کا سلسلہ بڑھاپے اور مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ تو اے ولید یا یہ کہ اے کلدہ ان تمام باتوں کو سن کر پھر کون سی چیز تجھ کو قیامت کو جھٹلانے پر آمادہ کر رہی ہے کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم اور عادل نہیں۔

شان نزول: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (الخ)

ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ وہ

لوگ ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ میں ذلیل ترین عمر کو پہنچ گئے تھے تو حضور ﷺ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ ان کی عقلیں جا چکیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر نازل فرمایا کہ جو حضرات عقلیں زائل ہونے سے پہلے عمل صالح کر چکے ہیں ان کے لیے اُن کا اجر ہے۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا
لَمْ يَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿۷﴾ اِنَّ
اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ؕ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ﴿۱۰﴾
اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ
اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬
لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ﴿۱۷﴾
سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ۛ

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا (۱) جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا (۲) پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے (۳) جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا (۴) اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اُس کو علم نہ تھا (۵) مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے (۶) جب کہ اپنے تئیں غنی دیکھتا ہے (۷) کچھ شک نہیں کہ (اس کو) تمہارے پروردگار ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۸) بھلا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو منع کرتا ہے (۹) (یعنی) ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے (۱۰) بھلا دیکھو تو اگر یہ راہِ راست پر ہو (۱۱) یا پرہیزگاری کا حکم کرے (تو منع کرنا کیسا) (۱۲) اور دیکھو تو اگر اُس نے دینِ حق کو جھٹلایا اور اس سے منہ موڑا (تو کیا ہوا) (۱۳) کیا اس کو معلوم نہیں کہ خدا دیکھ رہا ہے (۱۴) دیکھو اگر وہ باز نہ آئے گا تو ہم (اس کی) پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے (۱۵) یعنی اس جھوٹے خطا کار کی پیشانی کے بال (۱۶) تو وہ اپنے یاروں کی مجلس کو بلا لے (۱۷) ہم بھی اپنے موکلانِ دوزخ کو بلائیں گے (۱۸) دیکھو اس کا کہنا نہ ماننا اور سجدہ کرنا اور قرب (خدا) حاصل کرتے رہنا (۱۹)

تفسیر سورة العلق آیات (۱) تا (۱۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں انیس آیات اور بہتر کلمات اور ایک سو بائیس حروف ہیں۔

(۱۔۴) سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر یہ سورت نازل ہوئی کہ اے پیغمبر آپ قرآن کریم اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجیے جس نے مخلوقات کو پیدا کیا، اور اولادِ آدم کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا آپ نے جبریل امین سے فرمایا: کیا پڑھوں تو جبریل امین نے اس سورت کی پہلی چار آیات پڑھیں اور فرمایا کہ آپ قرآن پاک پڑھا کیجیے آپ کا رب بڑا کریم و حلیم ہے جس نے نوشتہ قلم سے تعلیم دی۔

(۵) اور انسان کو اس تعلیم سے پہلے اس کی خبر نہیں تھی یا یہ کہ آدم علیہ السلام کو ہر ایک چیز کے نام بتلائے کہ اس سے پہلے وہ ان کو جاننے والے نہ تھے۔

(۶۔۸) کافر کھانے، پینے، لباس اور سواری میں حد آدمیت سے نکل جاتا ہے اس وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو مال کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے مستغنی سمجھتا ہے آخرت میں سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جانا ہوگا۔

شانِ نزول: کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی (الخ)

ابن منذرؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل کہنے لگا کیا محمد ﷺ تمھارے درمیان نماز پڑھتے ہیں جواب میں کہا گیا ہاں! تو وہ بدبخت کہنے لگا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو نعوذ باللہ ان کی گردن پر پیر رکھ دوں گا ان کے چہرہ انور کو مٹی میں رگڑ دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی الخ۔

(۹۔۱۳) اگلی آیات ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اس نے حالت نماز میں رسول اکرم ﷺ کی گردن مبارک پر پیر رکھنے کا ارادہ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بھلا اس شخص کا حال تو بتلا جو محمد ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے اور وہ ہدایت یعنی نبوت و اسلام پر ہیں اور دوسروں کو توحید کا حکم دیتے ہیں اور ابوجہل توحید کو جھٹلاتا اور ایمان سے اعراض کرتا ہے۔

(۱۴۔۱۶) کیا ابوجہل کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس بے ہودہ حرکت کو دیکھ رہے ہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر اب بھی ابوجہل نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے توبہ نہ کی تو ہم اس کے پیشانی کے بال پکڑ کر جو کہ جھوٹ اور شرک میں آلودہ ہیں جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔

شانِ نزول: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی (الخ)

ابن جریرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے پاس ابوجہل آیا اور آپ کو نماز پڑھنے سے روکا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی سے نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ تک۔

(۱۷۔۱۹) سو یہ ابوجہل اپنی قوم اور اپنے ساتھیوں کو بلا لے ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلالیں گے۔ آپ کو ابوجہل جو نماز سے روکتا ہے آپ اس کا کہنا نہ مانیے اور نماز پڑھیے اور سجدہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے رہیے۔

شانِ نزول: فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ (الخ)

اور ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو ابوجہل آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا حضور نے اس کو جھڑک دیا تو کہنے لگا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے سے بڑا مجمع اور کسی کے ساتھ نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ الخ۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ خَمْسُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ ۚ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا (۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ (۲) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (۳) اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں (۴) یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے (۵)

تفسیر سورۃ القدر آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پانچ آیات اور تیس کلمات اور ایک سو اکیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) ہم نے بذریعہ جبریل امین پورے قرآن حکیم کو ایک مرتبہ فرشتوں کے دستہ کے ساتھ آسمان دنیا پر حکم وقضاء والی رات میں یا یہ کہ رحمت و برکت اور مغفرت والی رات میں اتارا ہے۔ پھر اس کے بعد قرآن حکیم رسول اکرم ﷺ پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔

شان نزول: اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (الخ)

امام ترمذیؒ حاکمؒ اور ابن جریرؒ نے حسن بن علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بنی اُمیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو برا معلوم ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰىکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ آپ کے بعد اس چیز کے بنو امیہ مالک ہو گئے۔ قاسم حرانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس کا شمار کیا تو وہ پورے ہزار مہینے ہیں نہ اس سے کم اور نہ زیادہ۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور مزنی اور ابن کثیر فرماتے ہیں یہ روایت بہت ہی منکر ہے۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور واحدیؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے اللہ کی راہ میں ایک ہزار سال تک ہتھیار پہنے رکھے مسلمانوں کو اس پر تعجب ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے شب قدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس میں بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اللہ کی راہ میں ہتھیار پہنے رکھے۔

اور ابن جریرؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو صبح تک نماز پڑھا کرتا تھا پھر دن کو شام تک دشمن کے ساتھ جہاد کیا کرتا تھا ایک ہزار سال تک اس نے یہی عمل کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی کہ شب قدر ان ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے جس میں اس آدمی نے یہ عمل کیا۔

(۳۔۵) اور شب قدر اس قدر فضیلت والی رات ہے کہ اس شب میں عبادت کرنا ہزار مہینوں میں عبادت کرنے سے جس میں شب قدر نہ ہو بہتر ہے اس رات میں فرشتے اور جبریل امین اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں اور امت محمدیہ میں سے ہر ایک نمازی اور روزہ دار کو سلام کرتے ہیں یا یہ کہ ہر ایک آفت سے اس رات میں سلامتی ہوتی ہے اور اس رات کی فضیلت و برکت فجر تک رہتی ہے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ ع

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو لوگ کافر ہیں یعنی اہل کتاب اور مشرک وہ (کفر سے) باز رہنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل (نہ) آتی (۱) (یعنی) خدا کے پیغمبر جو پاک اوراق پڑھتے ہیں (۲) جن میں مستحکم (آیتیں) لکھی ہوئی ہیں (۳) اور اہل کتاب جو متفرق (و مختلف) ہوئے ہیں تو دلیل واضح کے آنے کے بعد (ہوئے ہیں) (۴) اور اُن کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ خدا کی عبادت کریں (اور ایک سو ہوکر) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سچا دین ہے (۵) جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں (پڑیں گے اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں (۷) اُن کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ اس سے خوش۔ یہ (صلہ) اُس کیلئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے (۸)

تفسیر سورة البينة آيات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں آٹھ آیات اور پینتیس کلمات اور ایک سو انچاس حروف ہیں۔

(۱۔۴) یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور اسلام کے انکار پر قائم رہتے جب تک کہ ان کے پاس توریت و انجیل میں اس چیز کا ذکر نہ آتا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کی طرف سے رسول ہیں۔

یا یہ مطلب ہے کہ بعثت نبویؐ سے پہلے یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کفر سے باز نہ آتے جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آتی یعنی حضرت محمد ﷺ جو ان کو پاک صحیفے پڑھ کر سنا دے جس میں دین مستقیم کے مضامین لکھے ہوں۔

اور یہودی یعنی کعب بن اشرف وغیرہ اپنی کتاب توریت میں رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت آنے ہی کے بعد حضور اور قرآن اور دین اسلام کے بارے میں مختلف ہو گئے۔

(۵۔۶) حالاں کہ ان لوگوں کو سابقہ کتب میں حکم ہوا تھا کہ اللّٰہ کی خلوص کے ساتھ یک سو ہو کر وحدانیت کے قائل ہو جائیں اور توحید کے بعد پانچوں نمازوں کی پابندی کیا کرو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کریں اور توحید سچا دین ہے، یا یہ کہ توحید فرشتوں کا دین ہے، یا یہ کہ دین حنفیہ ہے، یا یہ کہ ملت ابراہیمی ہے۔ مشرکین اہل کتاب اور مکہ کے کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

(۷۔۸) ایمان لانے والے اور نیک اعمال کرنے والے حضرات جیسا کہ حضرت عبداللّٰہ بن سلام اور حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں ان کا ثواب ان کے پروردگار کے نزدیک انبیاء کرام اور مقربین کے رہنے کی بہشت میں ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللّٰہ تعالیٰ ان کے ایمان و اعمال سے خوش رہے گے اور یہ اللّٰہ کے عطا کردہ ثواب اور فضل سے خوش رہیں گے یہ جنت اور خوشنودیاں اس کے لیے ہیں جو اپنے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرامؓ۔

سُوْرَةُ الزَّلْزَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ثَمَانُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۭ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۭ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۧ ع

سُوْرَةُ الزَّلْزَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ثَمَانُ اٰيٰتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی (۱) اور زمین اپنے (اندر کے) بوجھ نکال ڈالے گی (۲) اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ (۳) اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی (۴) کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا) (۵) اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے۔ تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیے جائیں (۶) تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا (۷) اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا (۸)

تفسیر سورۃ الزلزال آیات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں آٹھ آیات پینتیس کلمات اور سو حروف ہیں۔

(۱۔۲) جب زمین میں زلزلہ آئے گا اور وہ اپنی سخت جنبش سے ہلا دی جائے گی، جس کی وجہ سے جو کچھ اس پر درخت اور پہاڑ اور مکانات وغیرہ ہیں سب ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین اپنے خزانوں اور مالوں کو باہر نکال پھینکے گی۔
(۳۔۶) اور کافر آدمی اس وحشت کو دیکھ کر کہے گا اسے کیا ہوا اس روز زمین جو کچھ اس پر نیکی و برائی ہوئی ہے سب بتانے لگے گی اس بنا پر کہ اس کو کلام کرنے کی اجازت دی جائے گی اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر واپس ہوں گے ایک جماعت جنت کی طرف جائے گی اور ایک دوزخ میں تا کہ جو کچھ انھوں نے نیکی اور گناہ کیا ہے اسے دیکھ لیں۔
(۷۔۸) کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ معمولی سی نیکی پر ثواب نہیں ملتا اور چھوٹے گناہ پر گرفت نہیں ہوتی تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو معمولی نیکی کی ترغیب دی اور چھوٹے گناہ سے بھی خوف دلایا ہے کہ جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لے گا جس سے خوش ہوگا یا یہ کہ مومن اپنی نیکی کا صلہ آخرت میں اور کافر دنیا میں دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بھی بدی اور گناہ کرے گا وہ اس کو اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لے گا جس سے غمگین ہوگا یا یہ کہ مومن اسے دُنیا میں اور کافر آخرت میں دیکھ لے گا۔

شانِ نزول: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ الخ تو مسلمانوں کو خیال ہوا کہ معمولی سی چیز دینے پر ثواب نہیں ملے گا اور دوسرے لوگ سمجھنے لگے کہ چھوٹے گناہوں پر جیسا کہ جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، اجنبیہ کو دیکھنا پر کوئی گرفت نہیں ہوگی اور کہنے لگے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے بڑے گناہوں پر دوزخ سے ڈرایا ہے تب اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الخ۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ ع

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اُن سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں (۱) پھر پتھروں پر (نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں (۲) پھر صبح کو چھاپا مارتے ہیں (۳) پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں (۴) پھر اس وقت (دشمن کی) فوج میں جا گھستے ہیں (۵) کہ انسان پروردگار کا احسان ناشناس (اور ناشکرا) ہے (۶) اور وہ اُس سے آگاہ بھی ہے (۷) وہ تو مال کی سخت محبت کرنے والا ہے (۸) کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لئے جائیں گے (۹) اور جو (بھید) دلوں میں ہیں وہ ظاہر کر دیئے جائیں گے (۱۰) بے شک اُن کا پروردگار اس روز اُن سے خوب واقف ہوگا (۱۱)

تفسیر سورة العٰدیٰت آیات (۱) تا (۱۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں گیارہ آیات اور چالیس کلمات اور ایک سو تریسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) رسول اکرم ﷺ نے بنی کنانہ کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا آپ کے پاس اس کی خبر آنے میں تاخیر ہوئی جس سے آپ پریشان ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کو ان کی حالت سے بطور قسم کے آگاہ فرمایا کہ قسم ہے ان غازیوں کے گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر پتھر پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں جیسا کہ پتھر کی آگ۔ یہی اس سورۃ کا شانِ نزول ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہی مروی ہے۔

کہ ابی حباب کی آگ کی طرح اس سے بھی فائدہ نہیں ہوتا یہ عرب میں ایک بہت بخیل آدمی تھا جب لشکر میں ہوتا تو کھانے پکانے کے لیے آگ نہیں جلاتا تھا جب سب لشکر والے سو جاتے تب یہ آگ جلاتا اور پھر اگر کوئی درمیان میں اٹھ جاتا تو یہ آگ بجھا دیا کرتا تھا۔

شانِ نزول: وَالۡعَادِيَاتِ ضَبۡحًا (الخ)

بزار ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ گھوڑے سوار ایک لشکر روانہ کیا ایک مہینہ تک اس کی کچھ خبر نہیں آئی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَالۡعَادِيَاتِ ضَبۡحًا (الخ)

(۳۔۸) پھر صبح کو اچانک حملہ کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں اور دشمنوں کی جماعتوں میں جا گھستے ہیں۔

یا یہ مطلب ہے کہ قسم ہے حاجیوں کے گھوڑوں اور ان کے اونٹوں کی جب وہ عرفات سے مزدلفہ کو آتے ہیں حالاں کہ ان کا سانس پھولا ہوا ہوتا ہے اور پھر وہاں آ کر آگ روشن کرتے ہیں اور علی الصباح پھر منیٰ واپس جاتے ہیں آگے جواب قسم ہے کہ کافر آدمی یعنی قرط بن عبداللہ یا ابوحباب اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس کو خود بھی اپنے اس فعل کی خبر ہے اور یہ شخص مال کثیر کی محبت میں مضبوط ہے۔

(۹۔۱۱) کیا اس کو وہ وقت معلوم نہیں کہ جب مردوں کو زندہ کیا جائے گا اور دلوں میں جو کچھ نیکی اور برائی، بخل اور سخاوت ہے وہ سب ظاہر ہو جائے گی ان کا پروردگار قیامت کے دن اسے اور ان کے اعمال سے پورا پورا باخبر ہوگا۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۙ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ نَارٌ حَامِيَةٌ ۠

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کھڑ کھڑانے والی (۱) کھڑ کھڑانے والی کیا ہے؟ (۲) اور تم کیا جانو کہ کھڑ کھڑانے والی کیا ہے؟ (۳) (وہ قیامت ہے) جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے (۴) اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اون (۵) تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گے (۶) وہ دل پسند عیش میں ہوگا (۷) اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے (۸) اُس کا مرجع ہاویہ ہے (۹) اور تم کیا سمجھتے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (۱۰) (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے (۱۱)

تفسیر سورة القارعة آيات (۱) تا (۱۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں گیارہ آیات اور چھتیس کلمات اور ایک سو باون حروف ہیں۔

(۱۔۵) قیامت کیسی کچھ قیامت ہے اور کیوں کہ دلوں کو ہلا دے گی اس لیے اس کو قارعہ بولا گیا جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین روئی کی طرح ہو جائیں گے۔

(۶۔۱۱) سو جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا یعنی مومن تو وہ دلپسند جنت میں ہوگا اور کافر کا ٹھکانا ایک دہکتی ہوئی آگ ہوگی جس میں وہ گرے گا۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۠

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا (۱) یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں (۲) دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (۳) پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (۴) دیکھو اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے) (۵) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے (۶) پھر اس کو (ایسا) دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آجائے گا) (۷) پھر اس روز تم سے (شکرِ) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی؟ (۸)

تفسیر سورة التكاثر آيات (۱) تا (۸)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں آٹھ آیات اور اٹھائیس کلمات اور ایک سو بیس حروف ہیں۔

(۱۔۲) حسب و نسب میں فخر کرنا تمہیں غافل کیے رکھتا ہے یہاں تک کہ تم لوگ قبروں میں پہنچ جاتے ہو۔

واقعہ یہ پیش آیا کہ بنی سہم و بنی عبد مناف نے آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا کہ کس کی تعداد زیادہ ہے تو بنی عبد مناف کی تعداد زیادہ نکلی۔

اس پر بنی سہم کہنے لگے کہ ہمیں زمانہ جاہلیت میں باغیوں نے ہلاک کر دیا تھا اس لیے ہمارے مردوں اور زندوں کو گنو چنانچہ ایسا ہی ہوا تو اس صورت میں بنی سہم کی تعداد زیادہ ہوگئی تو اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس فخر کے چکر میں تم مردوں کا بھی ذکر کرنے لگتے ہو یا یہ کہ اسی میں زندگی گزار کر مر جاتے ہو۔

(۳۔۴) تمہیں بہت جلدی معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھ قبروں کا کیا معاملہ کیا جائے گا پھر تمہیں مرنے کے وقت معلوم ہو جائے گا۔

شان نزول: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن بریدہؓ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے دو قبیلوں یعنی بنی حارثہ اور بنی حارث نے آپس میں فخر کیا اور ایک دوسرے پر اپنی جماعت کی زیادتی کا اظہار کیا چنانچہ ان میں سے ایک قبیلہ کہنے لگا کہ تم میں فلاں فلاں جیسا کوئی ہے پھر دوسرے قبیلے نے بھی یہی کہا چنانچہ پہلے زندوں پر فخر کیا پھر کہنے لگے ہمارے ساتھ قبرستان چلو۔ چنانچہ وہاں پہنچ کر ایک جماعت قبرستان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی کہ تم میں کوئی ایسا ہے اور پھر دوسری جماعت بھی اسی طرح کہنے لگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور ابن جریرؒ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں شک کرتے تھے پھر یہ سورت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۵۔۸) ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے کہ دنیا میں جو تم نے فخر کیا ہے قیامت میں اس پر کیا مواخذہ ہوگا۔ واللہ قیامت کے دن دوزخ کو دیکھو گے اور تم سب لوگوں سے کھانے، پینے، پہننے کی سب نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ع

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عصر کی قسم (۱) کہ انسان خسارے میں ہے (۲) مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے (۳)

تفسیر سورة العصر آیات (۱) تا (۳)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں تین آیات چودہ کلمات اور اڑسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) زمانہ کی سختیوں اور تکالیف کی یا یہ کہ نماز عصر کی قسم ہے کافر اپنے عمل کے برباد ہونے اور جنت نہ ملنے سے بڑے خسارے اور عذاب میں ہے، یا یہ کہ بڑھاپے اور موت کے بعد نقصان عمل کی وجہ سے۔

(۳) البتہ جو حضرات ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو توحید یا یہ کہ قرآن کریم پر اُبھارتے رہے اور فرائض کی ادائیگی اور ترک معاصی اور مصائب پر صبر کی ترغیب دیتے رہے سو یہ حضرات نفع میں ہیں۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۙ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۙ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۚ

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ اٰيٰتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے (۱) جو مال جمع کرتا اور اُس کو گن گن کر رکھتا ہے (۲) اور خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال اُس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا (۳) ہرگز نہیں وہ ضرور حُطمہ میں ڈالا جائے گا (۴) اور تم کیا سمجھے کہ حُطمہ کیا ہے (۵) وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے (۶) جو دلوں پر جا لپٹے گی (۷) (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے (۸) یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں (۹)

تفسیر سورة الهمزه آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں نو آیات اور چوراسی کلمات اور ایک سو اکسٹھ حروف ہیں۔

(۱۔۲) ایسے شخص کے لیے سخت عذاب ہے جو لوگوں کی پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والا ہو اور ان کے مونہہ پر طعنے دینے والا ہو۔ یہ آیت اخنس بن شُریق یا یہ کہ ولید بن مُغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ رسول اکرم ﷺ کی غیبت کیا کرتا تھا اور آپ، کے سامنے آپ کو طعنہ دیتا تھا اور جو دُنیا میں مال جمع کرتا ہو اور گن گن کر رکھتا ہو۔

شانِ نزول: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم برابر سنتے ہیں کہ یہ آیت اُبی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سدیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ یہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ یہ جمیل بن عامر جمحی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن منذر نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ امیہ بن خلف جس وقت رسول اکرم ﷺ کو دیکھتا تو آپ کو طعنہ دیا کرتا تھا اس کے بارے میں یہ پوری سورت نازل ہوئی۔

(۳) وہ کافر خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال دنیا میں اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔

(۴۔۹) واللہ وہ ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سلگا رکھی ہے وہ آگ سب کچھ کھا کر دل تک پہنچ جائے گی اور وہ آگ کافروں پر اس طرح بند کر دی جائے گی کہ وہ لوگ اس کے ستونوں میں گھرے ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝١ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝٢ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝٣ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝٥

سُوْرَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والو کے ساتھ کیا کیا (۱) کیا اُن کا داؤں غلط نہیں کیا؟ (کیا) (۲) اور اُن پر جھلّو کے جھلّو جانور بھیجے (۳) جو اُن پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے (۴) تو اُن کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس (۵)

تفسیر سورة الفیل آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پانچ آیات اور تینتیس کلمات اور چھہتر حروف ہیں۔

(آ۔۵) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حبشہ ملک والوں نے جو بیت اللہ کے منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا۔

کہ ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط کر دیا اور ان پر بے شمار پرندے بھیجے جو ان لوگوں پر پتھر کی کنکریاں پھینکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح نیست و نابود کر دیا۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيٰتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قریش کے مانوس کرنے کے سبب (۱) (یعنی) اُن کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے سبب (۲) (لوگوں کو) چاہیے کہ (اس نعمت کے شکر میں) اس گھر کے مالک کی عبادت کریں (۳) جس نے اُن کو بھوک میں کھانا کھلایا۔ اور خوف سے امن بخشا (۴)

تفسیر سورة القریش آیات (۱) تا (٤)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چار آیات اور سترہ کلمات اور تہتر حروف ہیں۔

(۱۔۲) قریش کو حکم دیجیے تا کہ یہ توحید کو اختیار کر لیں یا یہ کہ میری نعمتوں کو ان کے سامنے بیان کیجیے تا کہ یہ توحید کی

طرف مائل ہو جائیں جیسا کہ یہ سردیوں میں سفر یمن اور گرمیوں میں سفر شام کے عادی ہو گئے ہیں یا یہ کہ جیسا کہ قریش پر گرمی اور سردی کا سفر گراں نہیں اسی طرح ان پر وحدانیت بھی گراں نہیں۔

(۳۔۴) ان کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے رب کی توحید اختیار کریں جس نے سات سالہ قحط کے بعد ان کا پیٹ بھرا یا یہ کہ جس نے ان سے بھوک مشقت اور سردی و گرمی کے سفر کی تکلیف کو دور کیا قریش سال میں دو مرتبہ سفر تجارت کیا کرتے تھے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں ملک شام کی جانب اور دشمن کے خوف سے ان کو امن دیا، یا یہ کہ حبشہ کے بادشاہ کے خوف سے ان کو امن دیا۔

شانِ نزول: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت اُمّ ہانیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے قریش کو سات باتوں میں فضیلت عطا فرمائی چنانچہ اسی میں بیان کیا کہ ان کے بارے میں مستقل طور پر سورۂ قریش نازل ہوئی کہ اس میں ان کے علاوہ اور کسی کا ذکر نہیں۔

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ سَبْعُ اٰیٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ سَبْعُ اٰیٰتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے (۱) یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور فقیر کو کھانا کھلانے کیلئے لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا (۳) تو ایسے نمازیوں کے لیے خرابی ہے (۴) جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں (۵) جو ریا کاری کرتے ہیں (۶) اور برتنے کی چیزیں عاریتاً نہیں دیتے (۷)

تفسیر سورة الماعون آيات (۱) تا (۷)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں سات آیات پچیس کلمات اور ایک سو گیارہ حروف ہیں۔

(۱۔۲) کیا آپ نے عاص بن وائل سہمی کو نہیں دیکھا جو روز جزاء (قیامت کے دن) کو جھٹلاتا ہے اور یہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے یا یہ کہ یتیم کا حق نہیں دیتا۔

(۳۔۷) اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا سو ان منافقوں کے لیے دوزخ میں سخت عذاب ہے یعنی جو اپنی نمازوں میں لاپروائی کرتے ہیں اور انھیں چھوڑے بیٹھے ہیں کہ جب لوگوں کو دیکھتے ہیں تو نماز پڑھ لیتے ہیں ورنہ نہیں پڑھتے اور نیک کام سے روکتے ہیں یا یہ کہ زکوٰۃ اور معمولی سی چیز بھی نہیں دیتے۔

شانِ نزول: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (الخ)

ابن منذرؒ نے طریف بن ابی الطلحہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب وہ نمازوں میں آتے تو مسلمانوں کو اپنی نمازیں دکھاتے تھے اور جب غائب ہوتے تو چھوڑ دیتے اور مانگی ہوئی چیز کو روک لیتے تھے۔

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ	سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ ع	(اے محمد) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے (۱) تم اپنے پروردگار

کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو (۲) کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا (۳)

تفسیر سورة الکوثر آیات (۱) تا (۳)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں تین آیات اور دس کلمات اور بیالیس حروف ہیں۔

(۱۔۳) اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے اور قرآن بھی اسی میں سے ہے یا یہ کہ حوض کوثر عطا کی ہے تو اس شکریہ میں نماز پڑھیے اور اپنے سینہ کو قبلہ کی طرف کیجیے یا یہ کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیے یا یہ کہ رکوع اور سجود کامل طور پر کیجیے تاکہ آپ کا سینہ مبارک ظاہر ہو جائے یا یہ کہ عیدالضحیٰ کی نماز پڑھیے اور قربانی ذبح کیجیے۔ آپ کا دشمن یعنی عاص بن وائل ہمہ قسم کی بھلائی اہل وعیال اور مال ودولت سے بے نام ونشان ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا کوئی ذکر کرنے والا نہیں اور آپ کے کمالات ذکر ہوکر رہیں گے۔

ہوا یہ کہ جب حضور کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کا انتقال ہوا تو اس وقت ان لوگوں نے آپ کو یہ طعنہ دیا تھا کہ آپ بے نام ونشان ہیں۔

شانِ نزول: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

بزارؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کعب بن اشرف مکہ آیا تو قریش نے اس سے کہا کہ تو ان لوگوں کا سردار ہے کیا اس بے دین کو نہیں دیکھتا جو اپنی قوم سے علاحدہ ہو گیا اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے حالاں کہ ہم حج والے سقایہ اور سدانہ والے ہیں تو کعب نے کہا تم ان سے بہتر ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ... حضور ﷺ کے

پاس وحی بھیجی تو قریش نے کہا کہ محمد ﷺ ہم سے کٹ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ جب کسی کے لڑکے مرجائیں تو وہ بے نام ونشان ہوجاتا ہے چنانچہ جب حضور ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال ہوگیا تو عاص بن وائل نے کہا محمد ﷺ بے نام ونشان ہوگئے۔ اور بیہقی نے دلائل میں محمد بن علی سے اسی طرح روایت کیا ہے اور آپ کے صاحبزادے کا نام قاسم بیان کیا ہے۔

اور مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے کہا تھا کہ میں محمد ﷺ پر عیب لگانے والا ہوں۔

اور طبرانیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ ابوایوب سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو مشرکین ایک دوسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اس بے دین کا سلسلہ نسب کٹ گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ** کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ حدیبیہ کے دن نازل ہوئی جبریل امین آپ کے پاس آئے اور حکم دیا کہ قربانی کرو اور نماز پڑھو چنانچہ آپ نے عید کا خطبہ دیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اونٹ کو ذبح کیا۔ امام سیوطی کہتے ہیں کہ یہ روایت بہت ہی غریب ہے۔

سمرہ بن عطیہؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کہا کرتا تھا کہ حضور کا کوئی لڑکا باقی نہیں رہے گا اور وہ ان کی نسل کٹی ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ابن منذر نے ابن جریج ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ انتقال فرما گئے تو قریش کہنے لگے کہ حضور کا سلسلہ نسل ختم ہوگیا تو اس چیز سے آپ کو افسوس ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی **اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ**.

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ ع ۲۲

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(اے پیغمبران منکران اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! (۱) جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو اُن کو میں نہیں پوجتا (۲) اور جس (خدا) کی میں عبادت کرتا ہوں اُس کی تم عبادت نہیں کرتے (۳) اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پرستش کرتے ہو اُن کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہوں (۴) اور نہ تم اُس کی بندگی کرنے والے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں (۵) تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر (۶)

تفسیر سورة الکفرون آیات (۱) تا (٦)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ آیات چھبیس کلمات اور چوہتر حروف ہیں۔

(۱۔٦) عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ نے حضور سے کہا تھا کہ آپ ہمارے معبودوں کو تسلیم کر لیں تو ہم آپ کے معبود کی عبادت شروع کر دیں۔

اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان استہزاء کرنے والے کافروں سے فرما دیجیے کہ نہ تو فی الحال میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ آئندہ کروں گا تمہیں تمہارا دین یعنی کفر و شرک مبارک ہو اور میرے لیے میرا دین یعنی اسلام ہے؟ یہ آیت قتال سے منسوخ ہے کیوں کہ حضور نے پھر ان سے قتال فرمایا۔

شان نزول: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (الخ)

طبرانی ؒ اور ابن ابی حاتم ؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے حضور ﷺ کو بلایا تا کہ آپ کو بہت سا مال دے دیں کہ جس سے آپ مکہ میں سب سے مال دار ہو جائیں اور جس عورت سے آپ چاہیں آپ کی شادی کر دیں مگر آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں اگر یہ نہیں کر سکتے تو ایک سال تک ہمارے معبودوں کی پرستش کریں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا دیکھتا ہوں میرے پاس میرے رب کا کیا حکم آتا ہے چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے سورۂ کافرون پوری اور یہ آیت قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ نازل فرمائی اور عبدالرزاق نے وہب سے روایت کیا ہے کہ قریش نے حضور سے کہا یہ طے کر لو کہ ایک سال ہم آپ کا دین اختیار کر لیا کریں گے اور ایک سال آپ ہمارا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور ابن منذر ؒ نے اسی طرح ابوجہل سے روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم ؒ نے سعید بن سینا سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبدالمطلب اور امیہ بن خلف نے رسول اللّٰہ ﷺ سے کہا کہ محمد ﷺ چلو جن کی ہم عبادت کرتے ہیں ان کی تم کر لو اور جس کی تم کرتے ہو اس کی ہم کر لیں دونوں اس معاملہ میں صلح کر لیں اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی) (۱) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں (۲) تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اُس سے مغفرت مانگو۔ بے شک وہ معاف کرنے والا ہے (۳)

تفسیر سورۃ النصر آیات (۱) تا (۳)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں تین آیات اور تیئس کلمات اور ستر حروف ہیں۔

(۱۔۲) جب دشمنوں کے خلاف اللہ کی مدد آ پہنچے اور مکہ فتح ہو جائے اور یمن والے اسلام میں جماعت در جماعت آنے لگیں۔

(۳) تو اس شکریہ میں آپ اپنے پروردگار کی خوب عبادت کیجیے چنانچہ اس صورت میں حضور ﷺ کو عالم آخرت کے سفر سے مطلع کر دیا گیا کہ اب وقت قریب آ گیا۔

شان نزول: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (الخ)

عبدالرزاق ؒ نے اپنی مصنف میں بواسطہ معمر زہری سے روایت کیا ہے کہ جب فتح مکہ کے سال حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا تو حضرت خالد بن ولید کو ایک دستے کے ساتھ مکہ کے نشیبی حصہ سے بھیجا چنانچہ انھوں نے قریش کی صفیں کاٹ ڈالیں پھر ان کو ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا چنانچہ انھوں نے کافروں پر ہتھیار اٹھائے تو وہ سب میں گھس گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ابو [illegible] کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو (۱) نہ تو [illegible] اس کے کام آیا اور نہ وہ جو اُس نے کمایا (۲) وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا (۳) اور اُس کی جورو بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے (۴) اُس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی (۵)

تفسیر سورۃ اللھب آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں پانچ آیات اور تئیس کلمات اور ستر حروف ہیں۔

(۱) جس وقت رسول اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی کنبہ کو ڈرائیے آپ نے ان کو بلانے کے بعد کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت دی اس پر ابولہب نے کہا محمد ﷺ آپ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا اسی لیے آپ نے ہمیں جمع کیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ذلیل وخوار ہو۔

(۲۔۵) یہ دنیادی مال واولاد آخرت میں اس کے کچھ کام نہیں آیا اور وہ آخرت میں دہکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی بیوی ام جمیلہ بنت حارث بھی جو مسلمانوں اور کافروں میں چغلیاں لگایا کرتی تھیں یا یہ کہ جو خاردار لکڑیاں لا کر حضور کے اور مسلمانوں کے راستہ میں ڈال دیا کرتی تھی۔

دوزخ میں پہنچ کر اس کی گردن میں لوہے کی زنجیریں ہوں گی یا یہ کہ اس کی گردن میں ایک بل دی ہوئی رسی تھی جس سے گلا گھٹ کر وہ مرگئی۔

شان نزول: سورہ اللھب

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر آواز دی چنانچہ آپ کے پاس قریش جمع ہوگئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن صبح یا شام پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کروگے سب نے کہا بے شک تب آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں اس پر ابولہب نے کہا آپ کا ناس ہو کیا اسی لیے آپ نے ہمیں جمع کیا ہے تب یہ پوری سورت نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ نے اسرائیل کے طریق سے یزید بن زید سے روایت کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی رسول اکرم ﷺ کے راستہ میں کانٹے ڈالتی تھی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن المنذرؒ نے عکرمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے۔ ایک ہے (۱) (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے (۲) نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا (۳) اور کوئی اُس کا ہمسر نہیں (۴)

تفسیر سورۃ الاخلاص آیات (۱) تا (٤)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چار آیات اور پندرہ کلمات اور سینتالیس حروف ہیں۔

(۱۔۴) قریش نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اپنے اللّٰہ کے بارے میں کچھ بیان کرو کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا اس پر یہ سورت نازل ہوئی کہ قریش سے فرما دیجیے اللّٰہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔

اور وہ ایسا سردار ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں یا یہ کہ وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے یا یہ کہ اس کا پیٹ نہیں، یا یہ مطلب ہے کہ اس کی ذات ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے یا یہ کہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور سب کو کافی ہے اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے کہ وراثت میں ملک ملا ہو اور نہ کوئی بادشاہت میں، یا یہ کہ صفات میں اس کے برابر ہے۔

شانِ نزول: سورۃ اخلاص

ترمذیؒ، حاکمؒ اور ابن خزیمہؒ نے ابوالعالیہؒ کے طریق سے محمد بن کعبؒ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے حضور سے کہا اپنے پروردگار کا نسب بیان کریں اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور طبرانی اور ابن جریر نے جابر کی روایت سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس روایت سے سورت کے مکی ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہود حضور ﷺ کے پاس آئے جن میں کعب بن اشرف اور یحیٰی بن اخطب تھا اور کہنے لگے اپنے پروردگار کی صفت بیان کریں اور ابن المنذر نے قتادہ سے اور ابن جریر نے سعید بن جبیر سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس سے اس سورت کے مدنی ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔

اور ابن جریرؒ نے ابوالعالیہؒ سے روایت کیا ہے کہ قتادہؒ نے بیان کیا کہ مختلف لوگوں نے کہا کہ اپنے پروردگار کا نسب بیان کرو چنانچہ آپ کے پاس جبریل یہ سورت لے کر آئے اور اُبی بن کعب کی روایت میں جو مشرکین کا لفظ آیا ہے اس سے یہی مراد ہیں یہ سورت مدنی ہے جیسا کہ ابن عباس ؓ کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے اور دونوں روایتوں میں جو اختلاف ہو رہا تھا وہ ختم ہو گیا مگر ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں ابان کے واسطہ سے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ خیبر کے یہودی حضورؐ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا کہ ابوالقاسم اللّٰہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حجاب کے نور سے اور آدم کو کھنکھناتی مٹی سے اور ابلیس کو دہکتی ہوئی آگ سے اور آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کے جھاگ سے پیدا کیا ہے تو آپ اپنے پروردگار کے بارے میں بتائیے حضور ﷺ نے ان کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبریل امین یہ سورت لے کر آئے۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِۙ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَۙ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَۙ۝
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِۙ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۝ ع

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں (۱) ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی (۲) اور شب تاریک کی برائی سے جب اُس کا اندھیرا چھا جائے (۳) اور گنڈوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کی برائی سے (۴) اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے (۵)

تفسیر سورة الفلق آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مدنی ہے اس میں پانچ آیات اور تیئس کلمات اور اکہتر حروف ہیں۔

(۱۔۵) محمد ﷺ آپ فرمائیے میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور رات کے شر سے جب وہ آکر چھا جائے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ پھونک مارنے والی جادوگرنیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے لبید بن اعصم یہودی نے حضور پر حسد میں جادو کر دیا تھا اس کو رفع کرنے کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے یہ سورتیں نازل کیں۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ۝ مَلِكِ النَّاسِۙ۝ اِلٰهِ النَّاسِۙ۝
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ
صُدُوْرِ النَّاسِۙ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۝ ع

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں (۱) (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی (۲) لوگوں کے معبود برحق کی (۳) (شیطان) وسوسہ انداز کی برائی سے جو (خدا کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (۵) (خواہ وہ) جنات سے (ہو) یا انسانوں میں سے (۶)

تفسیر سورة الناس آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ آیات اور بیس کلمات ہیں۔

(۱۔۶) محمد ﷺ آپ فرمائیے کہ میں جن وانس کے رب جن وانس کے مالک اور جن وانس کے خالق کی پناہ لیتا ہوں۔ شیطان کے شر سے جو کہ جب انسان اللّٰہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو وہ اس کے دل پر غلبہ کر کے اسے چھپا دیتا ہے اور جب اللّٰہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا تو وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالے یا جنات کے دلوں میں۔

یہ دونوں سورتیں لبید بن اعصم یہودی کے متعلق نازل ہوئی ہیں جس نے رسول اکرم ﷺ پر جادو کر دیا تھا آپ نے جادو پر ان سورتوں کو پڑھا تو وہ اس طرح زائل ہو گیا جیسا کہ رسی کی گرہ کھل جاتی ہے۔

شان نزول: معوذتین

امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں بواسطہ کلبیؒ، ابو صالحؒ، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سخت بیمار ہوئے تو آپ کے پاس دو فرشتے آئے ایک آپ کے سر مبارک کے پاس بیٹھا اور دوسرا پیروں کی طرف۔ تو جو پیروں کی طرف بیٹھا ہوا تھا اس نے اس فرشتہ سے جو کہ سر کے پاس تھا کہا آپ کو کیا محسوس ہوتا ہے اس نے کہا کہ تکلیف ہے وہ کہنے لگا کیا تکلیف ہے تو اس نے کہا جادو ہے اس فرشتہ نے کہا کہ کس نے جادو کیا ہے اس فرشتہ نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے وہ فرشتہ کہنے لگا کہ کس جگہ ہے اس فرشتہ نے کہا وہ فلاں خاندان کے کنوئیں میں پتھر کے نیچے ایک بالوں کے جوڑے میں ہے چنانچہ وہاں جاؤ اور اس کا پانی نکالو اور پتھر کو اٹھا کر اس جادو کو جلا دو چنانچہ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر ؓ کو ایک جماعت کے ساتھ اس کنوئیں کے پاس بھیجا تو اس کا پانی مہندی کی طرح سرخ ہو رہا تھا چنانچہ انھوں نے پانی نکالا اور پتھر کو اٹھا کر اس جادو کو نکال لیا اور اس کو جلا دیا اور اس میں ایک دھاگہ کا ٹکڑا بھی تھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں اور آپ پر یہ دونوں سورتیں یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ نازل ہوئیں چنانچہ جب اس پر ان سورتوں میں سے ایک ایک آیت پڑھنی شروع کی تو ایک ایک گرہ کھل گئی۔

اس کی اصلیت کے لیے بغیر سبب نزول کے ذکر کیے ہوئے صحیح میں شاہد موجود ہے اور نیز ان سورتوں کے نزول کے تذکرہ کے ساتھ شاہد موجود ہے۔

اور ابو نعیمؒ نے دلائل میں ابو جعفر رازیؒ، ربیع بن انسؒ، حضرت انس ؓ کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں نے رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لیے کچھ حرکت کی جس سے آپ سخت بیمار ہو گئے صحابہ کرامؓ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو سمجھے کہ آپ بیمار ہیں چنانچہ جبریل امین معوذتین لے کر آپ کے پاس آئے اور آپ نے یہ سورتیں پڑھ کر دم کیا جس سے آپ صحیح و تندرست ہو کر اپنے صحابہ کے پاس تشریف لے گئے۔

سرٹیفکیٹ تصحیح

قرآن پاک کے اس نسخے کا حرف بحرف غور سے پڑھنے اور رسم الخط کو سمجھنے کے بعد میں پورے وثوق سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس تفسیر کے قرآنی متن میں کوئی کمی بیشی نہیں اور ہر قسم کے نقائص لفظی سے مبرا ہے

حافظ محمد طاہر
رجسٹرڈ
پروف ریڈر
محکمہ اوقاف حکومت پنجاب

حافظ محمد طاہر

نظر ثانی و تصحیح

میں نے قرآن مجید کے اس نسخے کو بغور پڑھا۔ تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ ہر طرح کی اغلاط سے مبرا ہے۔

غلام فرید الحسنی

قاری غلام فرید الحسنی

جامعہ ہجویریہ اوقاف داتا دربار لاہور